

شرح کلیاتِ غالب (فارسی)

(متمنِ بغت، ترجمہ تشریح)

ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی





PDF By : Meer Zaheer Abass Rustmani

Cell NO : +92 307 2128068 - +92 308 3502081



پی ڈی ایف (PDF) کتب حاصل کرنے اور واٹس ایپ گروپ «کتاب کارنر»
میں شمولیت کے لیے مندرجہ بالا نمبرز کے واٹس ایپ پہ رابطہ کیجیے۔ شکریہ



(فارسی)

شرح کلیاتِ غالب

(متن لغت ترجمہ تشریح)

ڈاکٹر خواجہ حمید رزوی



ناشر

مکتبہ کائنات لاہور



تجہ بزم منی بکتر چو نہ ہا غلام ہے

بہار الہند و اقصاء فیروز خان صاحب



(فارسی)

کلیات مخدات



2004

قیمت

جلد 1 = 400 روپے

جلد 2 = 600 روپے

محمد ابو کثر صدیقی
نثر پر مشتمل چوتھی کتاب
مکتبہ دانشیال لاہور
سے شائع کی



پیش گفتار

عربی کی ایک ضرب القل ہے "المعنی فی ہلن شاعر" (معنی شاعر کے چہرے میں سوتا ہے) یعنی صحیح معنوں میں ہا پر سے طور پر شاعر طور ہی جانتا ہے کہ اس نے کیا کتنا چاہا ہے۔ بہر طور ہر شخص اپنے اپنے فہم اور مطالعہ کی بنا پر اس کی تشریح کرتا ہے۔ کوئی بھی سو فیصد درست ہوئے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور پھر غالب جیسے مشکل پر شاعر۔۔۔ جو اپنی اردو شاعری کو تو بے رنگ اور فارسی شاعری کو رنگ نقرش سے آراستہ کرتا ہے، یعنی اسے اردو کی بجائے اپنی فارسی شاعری پر جاز ہے:

فارسی میں تابہ بینی نقشہاے رنگ رنگ
یگر از مجموعہ اردو کہ بے رنگ من است

کے فارسی اشعار کی تشریح تو اور بھی وضوح کام ہے۔ بہر حال، شکر باد، راقم نے اپنی محنت و کوشش سے یہ کام انجام دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ شعر کا مضمون پر دی طرح فارسی کے ذہن میں آ جائے۔ راقم نے کسی بھی شعری تشریح میں کو بھی سے کام نہیں لیا۔ جب تک دل کو پر دی طرح تسلی نہیں ہوتی، اگلے شعر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ البتہ بعض اشعار کچھ زیادہ ہی عجیبہ تھے۔ ان کی تشریح کرتے وقت لفظ "نہاں" لکھ دیا ہے۔

سب سے پہلے "فہم" کے تحت بعض مشکل الفاظ اور ترکیبوں کے دو دو تین تین معنی دیئے ہیں اور ترجمہ میں وہ معنی استعمال کیئے ہیں جو سیاق و سباق کے مطابق ہیں۔ اس سے فارسی کو جہاں فارسی الفاظ اور ان کے معنی سے آگاہی ہوگی۔ وہاں وہ اس کی اس زبان سے دلچسپی کا بھی باعث بنیں گے (الاستاد، راقم نے ترجمہ اور اسی طرح تشریح سادہ زبان میں کی ہے۔ تشریح میں جہاں جہاں فارسی اور اردو کے دوسرے شعرا کے ہم مضمون اشعار یاد آئے ہیں، وہ وہاں نقل کر دیئے ہیں تاکہ متعلقہ شعری مزید وضاحت ہو جائے۔ بعض اشعار میں تو جیسے کہ غلط ہو چکا ہے چار چار یا پانچ دوسرے شعرا کے اشعار دے دیئے ہیں۔ یہ بات بھی فارسی کے لئے دلچسپی کا باعث بنے گی (بغلط توفیق)۔

راقم سے بہت پہلے صوفی عجم مرحوم بھی یہ کام کر چکے ہیں۔ اگرچہ راقم نے ان کے کام سے بھی استفادہ کیا ہے، پھر بھی بعض جگہ ان سے اختلاف کا بھی اظہار کیا ہے۔ اطالوت سے بچنے کی خاطر صرف دو تین اشعار میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ (ایسا یہ جانا چاہوں کہ حق کے لئے میں نے کیا غائب، فارسی، مطبوعہ ملی فکشن نو کشتور، کھنڈو، دسمبر 1929ء، بار سوم کو پیش نظر رکھا ہے)۔ نو گشتوری اپنے نشان میں بعض اشعار کے دو ایک لفظ غلط طبع ہوئے ہیں۔ صوفی مرحوم کی کتاب سے ان کی صحیح صورت ملی جن کا داغی وہاں مقام تھا۔ بعض اشعار میں معاملہ اس کے برعکس رہا، یعنی صوفی مرحوم کی کتاب میں بعض اشعار کے بعض الفاظ برعکس تھے جس سے شعر کا مضمون بگڑ گیا۔ راقم نے اس طرف بھی صرف دو ایک مقام پر اشارہ کیا ہے۔

پھر صوفی مرحوم نے بعض جہیمات کی وضاحت نہیں کی اور متعلقہ الفاظ دیئے ہی لکھ دیئے ہیں، جس سے شعری کوئی وضاحت نہیں ہوئی، مثلاً "دھیاں" "بت لاشی" اور "صنعاں" وغیرہ۔ راقم نے ان کی بالاعداد وضاحت کی ہے جس سے شعر سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ اس طیلے میں راقم نے مستحق حوالوں کی کتب اور لفظوں سے استفادہ کیا ہے۔ صوفی مرحوم کی کتاب میں ہلا کی بھی بعض فاش غلطیاں ہیں۔ مثلاً

”اگر ”اڑے کے ساتھ کو ہر جگہ ”خود“ (زال کے ساتھ کھڑے، یعنی آگ، جس کا وہاں کوئی عمل نہیں۔

یہاں ایک بات حلیف بیان کرنا چاہوں کہ بعض اشعار ایسے آئے کہ جب میں نے ان کا پورا ترجمہ صوفی مرحوم کے ترجمے سے ملایا تو بڑی حیرانی ہوئی کہ تقریباً ایک ہی عبارت تھی۔ اس سے راقم نے یہ اندازہ لگایا کہ ان اشعار کی ساخت کچھ ایسی ہے کہ اگر کوئی تیسرا آدمی بھی ان کا ترجمہ کرے گا تو وہ بھی تقریباً اسی عبارت میں ہو گا۔ صوفی مرحوم نے ان کی ایک غزلوں کے دو دو تین اشعار (مثلاً ان کی چھپہ گی کے اشعار) یا تو درج نہیں کیے یا کیجئے ہیں تو صرف ان کے متن پر ہی اکتفا کیا ہے اور ترجمہ و تفسیر نہیں کیا۔ بعض اشعار کا صرف ترجمہ دیا ہے وضاحت نہیں کی۔ پھر دوسرے شعرا کے ہم مضمون اشعار صرف گفتی کے چند ایک اشعار میں دیئے ہیں اور غالب نے جن شعرا کے اشعار پر تفسیریں کی ہیں ان کی مختلف غزل کا بھی صرف دو تین مقام پر حوالہ دیا ہے جبکہ راقم نے پورے پورے حوالے دیئے ہیں۔

صحت ملایں راقم نے خاص اہتمام کیا ہے۔ مثلاً اردو میں ”رنگار“ تیسرا حرف نا تو درست سمجھا جاتا ہے لیکن فارسی میں نہیں ہے۔ ادارے یہاں فارسی میں بھی ”ز“ ہی کے ساتھ لکھا جاتا ہے، جو غلط ہے۔ اس میں اصل کالحرف آتا ہے، ”ر“ بگڑ رہا ہے، جہاں ادرا کرنے کے معنوں میں استعمال ہو رہا ہے۔ اڑے کے ساتھ آئے گئے جیسے حق گزار، نواز گزار وغیرہ۔ ادارے یہاں دواغ غالب کے لئے کوئی ایسا لفظ آجائے جس کے آخر میں ہائے ہو (مثلاً) تو اس پر مبنی اور نیچے تلف کلمہ دیتے ہیں، جیسے کہ ”گفت“ ”رسید“ وغیرہ یہ بھی غلط ہے۔ صحیح اس طرح ہے کہ ”وا“ ”گفت“ ”وا“ ”رسید“ ”وا“۔ راقم نے ہر جگہ ایسا ہی لکھا ہے۔ اہلیت و رویت کی صورت میں ”ایسا“ نہیں کہ سنا کہ ایسی غزلیات کی رویت میں ”در“ ہیں۔ اگر دیکھا کہ ”اوا“ نہیں رویت کی۔ ”ے“ میں لانا پڑا، جس سے موبلہ گزیرا ہو جاتا، نام مطلق کی رویت کے آگے بریکٹ میں حلقہ لفظ صحیح، میں لکھ دیا ہے۔ اسی طرح ایسے الفاظ جن کے آخر میں ”اے“ تھیں یا ”اے“ تھیں یا ”اے“ ہادی آتی ہے اور اس سے پہلا حرف ”ہ“ ہے تو اس پر بھی ”ا“ لگا دینا پڑتا ہے۔ راقم نے یہاں بھی صحت ہلائے کام لیا ہے۔ مثلاً ”سار“ کی بجائے ”سارہ“ ”یا“ ”سارہ“ ”لکھا ہے۔

بعض اکٹھے لکھے ہوئے الفاظ کو الگ الگ کر کے لکھا ہے تاکہ طلباء اور عام قاری کو ان کی صحیح صورت معلوم ہو، جیسے ”بہرچہ“ ”کی بجائے“ ”بہرچہ“ ”” ”کیمت“ ”کی بجائے“ ”کے است“ ”وفیہ“ ”شعر پڑھتے ہوئے اس ملا سے وزن میں فرق نہیں پڑتا۔ اہم ہائی اسی طرح لکھتے ہیں۔ بعض مرکب الفاظ جو مختلف لکھے گئے ہیں، ان کے معنی لکھنے سے پہلے ان کی الگ صورت لکھی ہے، جیسے کل کہ ”اں“ ”غیر (اندازہ وغیرہ) تاکہ قاری کو ان کی صحیح صورت معلوم ہو۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، ”اگرچہ راقم نے اس ترجمہ و تخریج کے لئے بڑی محنت و کوشش کی اور غور و فکر سے کام لیا ہے، پھر بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں ہر جگہ سلیقہ درست ہوں، اور الگ بات کہ بعض اشعار ایسے بھی آئے ہیں، جن کے بارے میں، بظاہر عقلی و پرے اہل علم کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کا مضمون وہی دیا ہے جو حقیقتاً غالب کے ذہن میں ہو گا۔ بہر حال قارئین کو اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے اس دعا کو اٹھ کر کے معافی ہوئے کا موقع دیں۔

آخر میں عزیز مصلح ابراہیم صاحب (پیش محمد شہر ایڈیٹر) کا بھیہ ممنون ہوں کہ انہوں نے بڑے خلوص و محبت سے مجھے اس کام کے لئے متنب کیا۔ مولہ کریم انیس جراتے خیر سے واڑے اور انیس ہر شر اور نظریہ سے محفوظ رکھتے ہوئے ان کے کاروبار میں برکت و اضافہ فرمائے۔ آمین تم آمین۔

ایم۔ دھان من واد بملہ جلی ”آمین“ ”بار

تخلص: خواجہ حمید پروانی



مرزا غالب



دکن گرت نہ یوں یاد انتظار کیا بہانہ جوئے مہاش و شیرہ کار کیا
 دکانہ اتنا خدا را تو انتظار آجا نہ ہو ملاپ تو لڑنے کو ایک بار آجا
 میرے شوق دا نہیں اتار تینوں آجا دیکھ میرا انتظار آجا
 ایسی لڑن بہا غصے لکھنا میں کیہ توں سوچنا میں ستم گار آجا
 دواع و وصل جداگانہ لذتے دارد ہزار بار ہر صمد ہزار بار کیا
 دواع و وصل میں ہیں لذتیں جداگانہ ہزار بار تو جا صمد ہزار بار آجا
 بھادی ہجرتے بھادی وصال ہوسے دکھو دکھو وہاں دیاں لذتیں نہیں
 میرے سوچنا! جا ہزار داری آجا چار پاتے لاکھ دار آجا
 تو ضل سادہ دل و ہم نشین بدآموزست جنازہ گرت توں دیکھ ہر حزار کیا
 تو سادہ دل ہے بہت اور رقیب بدآموز نہ وقت مرگ گر آیا سر حزار آجا
 توں سادا حیرا دل سادہ تینوں ایسی رقیب کرلو پایا
 ہے توں میرے جنازے سے نہیں آیا راہ نکدا اے تیری حزار آجا
 دواع صومہ ہستی ست زہبار مرد متاع میکدہ مستی ست ہوشیار کیا
 دواع صومہ ہستی ہے واں نہ جا ہرگز متاع میکدہ مستی ہے بے شمار آجا
 تے دواع اے سہلیں تے مندراں والو تھے سہلیں تے خود سہلیں نہیں
 سہ خانے دوج مستیاں ہی مستیاں نہیں ہوش کریں کے ہوشیار آجا
 حصار عافیتے گر ہوش کئی غالب چوہا بہ حلقہ زندان خاکسار کیا
 حصار امن اگر چاہے تجھے غالب دردان حلقہ زندان خاکسار آجا
 شکسی وٹا ہے توں چاہتا میں میرے قابا میں جہاں اندر
 آجا رنداں دی بزم وچ آہر جا اتھے شہدے میں خاکسار آجا

دیگر از گریه به دل رسم نعل یاد که 260
 دوش کز گردش حتم گدازد دے تو بود 262
 مرغی باز تو آید بخا نام 264
 در کلبه ما از جگر سوخته بود بود 266
 نوا من من دوش کار عدا 268
 خوشاک گنبد چرخ کمن بود بود 270
 اگر به دل نه غلظ هر چه از نظر گذرد 272
 شوش چشم صیپ تختایام شد 274
 نیست دح که به ما کشت از غم نه رسد 276
 آزادگی ست سازه ما صدا عدا 278
 شوم ز چو به دور فریادی زده 280
 بیه ز می هر آید پرور گفت اند 283
 صبح است خوش بود قدت بخراب بود 284
 تک فریاد به فرنگ از وفا دور آنگند 286
 به باغ پائے غلغله از غیرت سرے باشد 288
 دل نه خمار فراق تو نعل ساز بود 290
 کو قفا تا به کائنات چو پدید بود 293
 پاک از جسم بدلیلی بود 296
 نوسیدی ما گردش ایام عدا 298
 چه خیز از شمع کز دکان جان بود 300
 جان شمر حتم چش شیاران اند 302
 دل سحاب بل اند ارچه بجا نیز کنند 304
 دلخ اهل قفا نش با داد 307
 نقاب دار که آنجی رنجی داد 308
 ز رنگ است ای که در عشق آرد به سوختم باشد 310
 حور بهشتی ز یاد آن بت کشید بود 312
 تا چند به انوس می و عاشق حتم کند 314
 دوش به وصل گرچه زبانی زکار بود 316

باد پر تو رشید و ایام دم صبح 207
 آب به عشق غلغله صبر کیم طرح 209
 اس نعل تو تاراج نظر با مستی 211
 ما بشود نعل ما ز دح 212
 دگر نریب بهرام سرچا نه بود 214
 نعل از به سرچا وفا بود 216
 به بند پرش عالم فی نوا آنگند 219
 غم چه بکیم در آنگند دگر مرادی بود 221
 دل اسباب طرب گم کرده در بند غم بل شد 223
 دافم از پند دل بود به قفا ی آید 225
 طوف است آنکه باغش از غم عدا 227
 حور صبح درمی حور شبانم داد 228
 نعل دور شکایت ز نعل به نعل 230
 کیم نخل گرچه شبنم نعل 233
 هر م ز نعل دل آزاد بجه 234
 خوی نه آن کند که کس را نوا رسد 236
 عاشق چه کشیش که بود نودی بود 238
 دانت کز شادان امید حور بود 240
 ز کری گفت خون دل به خوش آمد 242
 به عشق از دو نعل به نیاز بیه بود 244
 نعل از غم خونت رشت و حیدر را نام 246
 شوم به خیالت که ز نعل به دور آرد 248
 گرسنه به که بر آید ز نعل جان و کرد 249
 آنک که وصل یاد می آرد کند 251
 چون کیم از تو به دل شیدا چه ی بود 253
 نه از شرم است کز چشم دے آسای برمی آید 254
 چه بیش از دود چون باد و دمنام می آید 257
 چون چوکی بهشت چرخ زمین توشو 259

369 بر دل نفس غم سر آرد
 371 اسے ذوق نواختی باز بخوش آرد
 373 در گریہ از بس ناز کی لب باندہ بر عاشق نگر
 375 یا رب ز جنوں طرح نے در فکرم رنج
 377 اسے شوق بہا عہدہ بسیار میاںوز
 379 غل غلو غلو غلو ی پکد از چشم ز ہنوز
 381 یقین عشق کن و از سرگش بر خیز
 383 یا ہر گم عشقی غالی بود جام ہنوز
 384 داغ خج کو نام لذت سم از من پر پی
 386 کشادہ نشیں عشوہ گرے راجہ کند کس
 388 لطفے بہ تحت ہر نگہ خشکیں شام
 390 قح از غلام ہے ہا بیرون کمرہ کس
 392 ہر کا بنی دے ہے خود نکلیں ی بولیں
 394 دو غم آنک عشا بود یک آہ درکوش
 396 نیست معیوش حریف تاب باز آردنفل
 398 پیرس حال امیرے کہ در غم ہوسش
 400 خوشا عالم، حق آتقی، بستر آتقی
 401 دور سوداے حق بستر آسلی ہمیش
 404 زکنت می چند ہنر رگ لعل سحر بادش
 406 جا بیلغ و نخب از مرغ چین برکش
 409 من و نکادہ دے کہ وقت جلوہ از آتش
 411 خوشا روز و شب نکند و بیش مقہاش
 411 چو نکس بل ہے کل، بذوق بلا برقص
 413 دل در عشق ہنوز کہ جل می رہد عرض
 415 کوئی کہ ہاں وفا کہ وفا ہوا است شراب
 417 نکلیے بر حد زبان تو لعل بود لعل
 418 مرا کہ یاد غارم ز روزگار چہ خط
 420 تا رفعت وطن نمود از سفر چہ خط

317 اگر داشت وجود را در اکسیر نظر گیرد
 320 نگ است دلم حوصلہ راز غاروں
 322 لم ز زمزم یاد تو خاموش مباد
 324 ہر ذرہ را ملک ہے زبیں بس می رسد
 325 سجودہ دہن سے نہ پذیرفت بے فردش
 326 در خاک کلام و لب از کار ماند
 328 ترا گوید عاشق دشمنی آوے چنین باشد
 330 از رشک کہ آنچہ بمن روزگار کرد
 332 بہ ذوق سر زمستی در قلعے رہ دواں دارد
 334 صاحب دل است و ہنوز خفتن بہ سلاں خوش نہ کرد
 336 قدر مشتاق چہ دانا دور ما پیش بود
 338 بر خوار می بسکہ سرگرم طافم کہ اند
 340 کے من چہ در صورت پرستی حرف دیں گوید
 342 من چہ دفا موم و رقیب بدر زد
 344 غم من از نفس پر گو چہ کم کرد
 346 بیدل نقد از دل بہ بت غلبہ سو داد
 347 خیم جبین چہ درش آستل گمراہ
 349 چو نہ بہ قصد نکلیں بر کس بجہاد
 351 تیغ ز فرق تباہ گویم رسیدہ باد
 353 پروا اگر از عہدہ دلش نگردد
 355 آہر شوق ہاں ہو بہ تہارت نہ رود
 357 زبیں لب خرام کلمہ آرد بیز از کافد
 359 سچے ہارم زلف روزگاروں خواہ بہلاں
 361 عروہ اسے ذوق خرابی کہ بہار است بہار
 363 جا و خوش خنایے دہم فکر
 365 بہ مرگ من کہ بس از من بہ مرگ من یاد آرد
 366 ہے دوست زبیں خاک نفاکم چہ سر
 368 اسے دل از کسین امید نکلتے بمن آرد

فہرست

50	گلست رنگ تا رسا نہ سازد بے قراراں را	3	اے بنگلا ولا خوسے تو بنگلہ نا
52	سہرم دوزخ و آن داخلے سید تماشاں را	5	خالی اندر رحمت شاد کردی بے گنہاں را
54	دام محرم سہا بود چاک را	7	خاموشی آفت بد آموز بٹاں را
56	نفث شوقی بے پردہ شود بنگلہ را	10	چون ہزار خوش دارد تار اعلیٰ را
57	راز خونت از بد آموز تو ی جویم را	12	کرمائی مست، ناگہ از در گزار را
58	اے دوسے تو بجلو در آوردہ رنگ را	14	نی خیمہ در عالم کشاطے کاشاں مارا
60	سوز ز بس کہ تپ تماشاں، نقب را	16	پس از کھن بخرام دیدہ بازم بدگنای را
62	نویز انقلاب شوق دارم از بلا جان را	18	تو کن نقش دولی از دلق سید را
64	بہ خلوت طرہ نور کی یاراست پلورا	20	سوز عشق تو پس از مرگ میاست مرا
66	بادہ خلکوے بہ بیہ دکنو کشت را	21	آتشان کشتہ خار دہست دامن را
68	دل آب ضبط تار عمارد خدائے را	23	نقشہ زخو ہرماہ در بست لیم را
70	تا دہشت چارہ گر بگر چارہ پارہ را	24	در گرد غرت آئینہ دار خودیم را
73	تھا آئینہ دار بحر خودہ بحر شای را	27	بہ شغل انگار سوشان در خلوت شبہا
75	لرزہ دارد خطر از بیت دیوات را	28	بہن از مرے کہ فرسود عشق پارستانی را
77	اے گل از نقش کب پائے تو دہلا ترا	30	ہاں بہ سبب اے دل بنگلہ ستم را
79	غمت در بوجہ دانش گدازد مضر خفاں را	32	من آن نیم کہ دگری توان فریت مرا
81	گویم آواز دارم شیخہ جلوہ بیلاں را	34	زمن گرت نبود ہار انگارہ بیا
83	خیر د بے راہ دوسے را بر را بے دیاب	36	چرا بہ قصہ بہرم بیام را
85	گرہیں از جود بہ انصاف گراید، چہ جب	38	در جزو طرب پیش کد تاب و نیم را
87	جہاں محل بصرائے قہر دادہ است اشب	39	برمی آید ز چشم از ہوش جہانی مرا
89	از آئندہ ثابت عقل ی کنم اشب	41	از وہم قہر گشت کہ در خود نیم را
90	سحر رسیدہ و گل در میدان است، حسب	42	بہ کین شدہاں از شیخہ بحر اضطرار را
92	حق جلوت گر زطرز بیان حق ست	44	چاپانی بہت پادری آرام زمانے را
94	گلشن بقضائے چمن سیدہ ما نیست	46	بستہ اگر سائتہ پرداختہ را
97	بکہ دریں دلداری بے اثر القادہ است	48	خوش وقت ایبری کہ برآمد ہوس را

- درگرو بل دانی دل رزم نگہ کیست 99
 درگم از خیال کہ دل جلو نگہ کیست؟ 101
 یاد از عدد نوارم دیں ہم ز دور جی است 102
 لب شیریں تو چن نگ است 104
 چہ فتنہ با کہ در اندازہ گلن تو نیست 106
 اے کہ گفتی غم دون سیدہ جلی فرستہ بہت 108
 سیدہ بکتوریم و شکے دیدہ کاشنا آتش است 110
 خود ریدنش از باز بس کہ دشوار است 112
 سوم دانی اسکل زبں بگر تب است 114
 گردہ خویش از غم بہ نہ دانست 116
 ہر ذرہ کو جلوہ شہن پانہ ایت 118
 ہرچہ شک خواست چچ کس از شک خواست 120
 ما لافیم گر کمر بار نازک است 123
 اشب آتشیں دے گرم ژند خوئی بہت 124
 جیب مرا مدد کہ پوش نہادہ است 127
 بلبل دلت بہ بلہ غمیں بہ بد نیست 128
 مع ما الزباد مرض احتسابے پیش نیست 130
 لذت ختم رفیق بے توئی حاصل است 132
 ہم دعدہ ہم مع زہکش چہ حساب است 134
 بس کہ از تب نگہ توڑ آسودن رفت 136
 نگ چشتم نلی و زہرہ میں پیدا است 138
 کہ بار نیست سلیہ خود از بید بود است 139
 یاد در عمد شہام بکار آمد و رفت 141
 آخر خوشتر از ہم بہ جلی ی بہت 143
 از ترک آمد در شر فروباں شدہ است 145
 نخل کہ بدی حلق تو آں چنانم سوخت 147
 گفتیم بہ ملاکار خود چو من ہے است 149
 چہ شمع من زبانی بہ شام نہاد است 151
 سادست ز باجی بہ نیز ترک فرنگری گرفت 153
 دل بمان ازیں شیعہ میان است دہلی نیست 155
 دل چو دلق آں است کہ دلبر نواں گفت 157
 اندوہ بہ دانے دوسر پر کالہ فرو ریخت 158
 خواست کرا دیند و قریب دیندن نہ داشت 160
 ہیں کہ دوگل دل جلو گر ہائے تو کیست؟ 163
 بہ داری کہ در آں شعر را عصا غقت است 165
 کشتہ را رنگ کشتہ دگر است 167
 ہندوا رنگین پوش گنایے بہت 169
 لعل تو خست اثر احتیاس کیست 172
 آں کہ ہے پردہ بہ صدوغ نمایانم سوخت 173
 در بدل لگی و دلم دست کیم است 175
 در بند تو چشم ازوہ جلی دوختہ اے بہت 177
 ہمن کہ عاشق خنی از نگ و نام میت 178
 گل باب جرم عہدہ رنگ وہ گرفت 180
 غبار طرف موارم بہ چچ دانے بہت 182
 تبہ سویم نظر لطف ہمن ہامن است 184
 نہ ہرزد بھولے از ملوم استخوان غایبست 186
 زمین گسستی د بچہ مشکل اللہ است 188
 انہیم از مرگ نامیغت جرات پارہست 190
 چشم از در اکھلہ تر است 193
 غمور بختل حق را ذریہ بے سببیت 194
 نکلا معنواں از شراب غائر قسمت 196
 نحو طوہاست لیک نہ چوں من دریں چہ بحث 198
 چشم گرفتہ دوست نمودن چہ احتیاج 200
 جلوہ ی خواہیم آتش شو ہوائے ماسخ 201
 درپردہ شکست ز تو دارم و بیاں چچ 203
 اے کہ ہوی بہچہ نمود در کاشا لیل کیچ 205

652 شام پہنچے واپس ہوئے آدھ ام
 652 ناں جا کہ دلم پویم درینہ نبرد
 653 درینہ زخم زخم ستانے وارم
 653 اے آنکھ مراد کعبہ دوسے داری
 653 ایسی رسم کہ عقیدہ شکیں ہر سال
 654 غلام کہ درِ خن پہ پکارا کسم
 654 اے جام شرب شلوکانی زندہ اے
 654 اموز شرابہ اے کہ دالم زندہ اند
 655 زری سوسے کہ بر میان تست اے بدکیش
 655 اے آنکھ ترا سنی بد بیان من است
 655 شایم نہایت اسر دلخ اورنگ
 656 دردم نکلا خشک راج نکلا
 656 در خورد تیر بود درختی کہ مرست
 656 با رہ نفس شرابہ نیم بخند
 657 قلع نیم اور بخت نیم بخند
 657 او راست اگر ہزار جزم بخند
 657 دلی دوست پہ نیم پاد ام خواند باز
 658 یارب سوسے ہر روز گداں مارا
 658 آنم کہ پہ چاند من سنی دہر
 658 دریاں مراد ما ز پیدا نگرگ
 659 یارب پہ جہانیاں دل فرم
 659 دگر دم و سے بدہر دیں بودم
 659 دوسے تو پہ آفتاب تباہی مانہ
 660 ایں پاد کہ راست دل ریش آورد
 660 خوشتر بود آب سواں از قد و نبات
 661 نعل کہ خن طراز ہر آنجی است
 661 او پادشہ است گر خن انجمت
 661 گر پادشہ ہر نہ ناں دل بودے

638 زامہ دلمہ بقی فوسم بجاں مرز
 638 اے کہ خواہی کہ بعد ازین پاشم
 640 الا ہے ہر دشمن دیوسار
 641 ہوا پھر نشان است و اور گوہر بار
 642 پہ آدم زندہ پہ شیطان طوق لعنت
 642 اے کہ متعلق کہ در خن باشد
 643 چلن ہر ہزار دہشت صدہ چل فرودش

فارسی رباعیات غالب

646 غالب آزادہ سوسہ کیشم
 646 غالب پہ گمر ز دودہ زلدم
 646 شراب است کہ ہر جہاں آداب در سوم
 647 راجہ ست ز عہد ما حضور اللہ
 647 شراب است پہ دہر در مظہر کشتی
 647 ساکن زندہ بجز خداست نہو
 648 ہر نہ کہ زشت و نامزاسیم ہر
 648 آن سوز کہ دن گرفتہ دانا نبرد
 648 آن را کہ عطیہ ازل در نظر است
 649 آن شہ کہ در نظر بجز پادشہ نیست
 649 چکر کہ ز دھمہ زخم پہنک زندہ
 649 پادشہ غم آن پاد کہ حاصل ہو
 650 گیم کہ ز دہر رسم غم ہر فیروز
 650 جلتے ست مرا زخم شمارے، دوسے
 651 بدل اندازہ فتح باب است ایں خواب
 651 بیٹاں چشم موہاست ایں خواب
 651 ایں خواب کہ دوشیاں روزش گوید
 652 خوابے کہ فرود دیں اند جلوہ گراست
 652 خوابے کہ بود نشان بخت فیروز

- 661 شربت است کہ دہے دل فراخ ہر عمر
 662 ہر شہر پہ بحر ہم عثمان است اینجا
 662 غالب ہر پردے سے لوائے دارد
 662 صبح است و طالع فیض و گیتی دایے
 663 غالب چو ز راکہ بدر جہنم لمن
 663 غالب بدوش مدام آزاد ہدایت
 663 اے آنکہ گرفتار ام کوئے تو پند
 664 منصور غفلت ز کتبہ چہیل چہ بود
 664 در عمد تو دامن است در ملت اکیم
 665 کشی از موج سوئے ساحل بود
 665 در شق بود عرض تنہا مشکل
 665 گردل پہ ضرر زود ہاشم خوردا
 666 نے کشے زلم تلک دشمنیر
 666 آں کز اثر طبع کشش آرد
 666 اے آنکہ دی مایہ کم دغاہش پیش
 667 ناب ظم روزگار نامم گشت
 667 غالب پہ غن گرچہ کست ہسر نیست
 667 گردیدان زلفاں پہ جنت گشت
 668 آں سوکب شہسوار زین را گذشت
 668 آں را کہ بود دوستی در فرجام
 668 زین رنگ کہ در گشتن اہلب دمد
 668 چوں دود نہ پالہ باقی ست آلود
 669 در عالم ہے زوی کہ طبع است حیات
 669 غالب غم روزگار و بارش نہ کشد
 670 وقت است کہ آسمان موج ہارو
 670 ہر چند نہاد صبح جہل است
 670 کی دانیو دے ہدیہاں مل کہ تراست
 671 نمے کش و بحر و شور دایم
- 671 دسم پہ کلید خزائے ی ہیست
 672 دسم دے امید سرست دہی است
 672 کر کرد رنج گمے برخیزد
 672 زان دوست کہ ہاں غالب مر و وفات
 673 اے دوست بسوئے این فروگذار بیا
 673 اے آنکہ انا امیر دامت باشد
 673 شام آمد و رفت سر پہ پاوی خیال
 674 آ کے عدم شفق تراشد از چشم
 674 بر قول تو احمد خواں کردان
 674 گرد قلب دوست بودایے دوست فکریں غم
 675 شب چیست؟ سوہائے دل اہل کمال
 675 ہر چند شے کہ سیمائش کلام
 676 در کلب من اگر غبارے بینی
 676 ہر چند توای ہے سردسایں بودان
 676 بازی خوب روزگار بودم ہر عمر
 677 چوں معتبر الدولہ ہاں سیرت خوب
 677 پایہ کہ دلت زخمر در ہم نہ شود
 678 اے کہہ پہ آرایش گفتار نکا
 678 داری پہ ہراس ہاستلانی از مرگ
 678 دایم کہ آنہیں شکایت نہ نکوست
 679 اے کہہ پہ مر زور فطرت تعلیم
 679 پایہ کہ جہانے دگر لچلو شود
 680 کچھ پہ ہنگام سلامت باش
 680 اے تجو دیش کہ بودہ ائی ہتر من
 680 آں را کہ ز دست ہے زری پائل است
 681 اوراق زبات درویشیم و گذشت

475 شمع است خیر آئینے درم انگنم
 477 ہے پردگی محشر رسوائی خویشم
 479 کم گشت بجوے تو نہ دل بلکہ خبر ہم
 482 جوں سنی ہے جیب دہم پندل گدہ ایم
 485 ہم ہے عالم زائل عالم پرکنار اقلہ ہم
 488 سوخت بکر آگیا رنج پکین دہم
 490 بود بدگوسلہ با خودم زبائل گدہ ہم
 492 ی دیلم پور عرض دعاست ی کسم
 494 شمع شد خیر کہ روداد اثر خلائم
 496 تپہ کے صرف رضا ہوئی دہا ہاشم
 498 درگاہ تراست باز ی خواہم
 499 دمن عذر نہ کنی گر لباس دہی دارم
 542 عیا کہ قاعدہ آسماں گہراہم
 504 رفت ہما آنچہ خود با خواہم
 506 اگر بر خودنی پاد زعادت کردن ہوشم
 508 دشمنے در سفر ازگ سفرواشیم ایم
 510 خود را ہی ہے قتل طرازی علم کسم
 511 خطا آمد ہے آزادی ز آرایش پردی ہم
 541 آتم کہ لب زمرہ فرسائے غدارم
 516 در وصل دل آزادی افیاد عوام
 517 دربر انجم محبت طرح آواز انگنم
 520 اے زمانہ و تحیرم درخشاں تو گرکن
 522 بپری شیوہ غزلان و دہوم دم شل
 524 جوں مستم ہے فصل نورسار ی توں مکتل
 526 نہ ہے بدخ و بداد چل لفظاں
 529 طاق شد ملالت زحمت پردہاں خواہم شدان
 530 دل زان مژہ تیز یک بار تپیدن
 533 رنگ غم پیست نہ شد ہوس است ای

422 تا تک شوق تو انداخت ہاں درق شمع
 424 شلوم کہ بر آنگار من شمع و برمن کشت جع
 426 ہے غول ہم ہے سرور گدہ دروغ دروغ
 427 ہنگام ہوسہ بر لب چلن خودم دروغ
 429 گل و شمع ہے مزار خدا گشت تک
 431 اے گدہ لقمہ ہے خبر شوقی لکھا یک طرف
 433 گوند سے نہ پذیرد دم دگر تفرق
 434 شدم سپاس گزار خود از شکست شوق
 436 مو آنکہ در ہجوم قہقا شود ہلاک
 438 بحر اگر موج زن است از فتن و غاشاک چہ پاک
 440 بیک دوام بود ہارمن آنکہ
 441 اے قرا و موا دوری نیرنگ
 443 نہ موا دولت دُنیا نہ موا اجر جمیل
 445 راسے ست کہ در دل فتنہ از طوں رود از دل
 447 کفنم ز شادی ہجوم گنجین آسماں در بخل
 449 دارم در ہواسے تو سنی ہوسے گل
 451 فن برکاتہ ضائع دل در میانہ غافل
 453 رستم کہ کشتی ز قاشا ہما گنم
 455 بسکہ ہے بچہ بخوش چاہہ دگر ہام
 457 بر لب یا علی سرا چاہہ روانہ گدہ ایم
 459 نورقار و دیرینہ آزاد خودم
 461 یاد بار آں روزگراں کاتبہاے داشتہم
 463 دہم آن ہنگار عیا خوف محشر داشتہم
 465 ایں چہ شورے است کہ از شوق تو در سردارم
 467 شہسای غم کہ چہو بخن باب شستہ ایم
 469 بخت در خواب است ی خواہم کہ بیدارم کسم
 471 ہے طویشتن مکان لکھن گرفتہ ایم
 473 تا فصلے از حقیقت اشیا نوشتہ ایم

592	گر نہ توہا سودے چہ فیتے	534	بس کہ بہر است زلفہ تو سرا پائے من
594	درستی قتل تو حیرت رقتے	536	خوش بود طالع زند کمر واکل زینتی
596	اسے چہ صدر آپے بر دولت نا بارے	539	پیت چہ لب شہ ازکلب کشتی
598	بدی خوبی خود گوید کہ کلم دل بخواہ از دے	541	غیرہ کند سو را سر دوم داشتن
600	نوام ازصف حورں ز صدوزار یکے	544	چہ لم ادبہ بہ گرفت ز من احتراز کردن
603	اندہ چہ الفانی ازجو عیان استے	546	چوں کعب رود شب ہر شب رود دسریں
605	بیم ز دل بود کافر اوائے	547	نخل ز راجی خوش ی توں کردن
607	بدل زعیدہ جائے کہ داشتی داری	549	نیف است قتل کہ زگشتن شاکتی
608	اگر بشری خن درمیاں گردانی	551	چہ خوشم دست و پنج آلود چاہی
610	اسے سوچ مگر نوید تماشے کیسی؟	553	نہ راجالم کہ سرست خن خواہ شدن
612	کفرم گر از تو بار باشندم خوراسے	556	سربک افغانی چشم ترش یں
614	رفت آنگہ کب پوے تو از پا کردے	558	حق کہ حق است سچ است کانی بنو
615	خود غری وجے غل را ملی	560	مرض خود بود کہ رسائی مانخو اند
617	اسے کہ کھنم نہ دی داد دل آسے نہ دی	562	گوئی چہ من کے کہ ز دشمن رسیدہ کو
619	ہم نفس جان من دیان توایں انگیزے ہے	563	پالم بخوش بس کہ چہ بند کند تو
621	خشو شوی چوں دل خشو نیای	563	کشتاخ مکتو ایم غور بمل کو
623	سرچرخ خون است ز دل تہ نہاں ہائے	567	دولت چہ غلہ نبود ازاسی پشیل شو
625	ناہ کہ مسجد چہ د مغرب کبلی؟	570	ی بود خدہ چہ سلان بہاروں نہ
627	دل کہ ازمن مر ترا فرجام نک آرد ہی	572	جے دارم ازابل دل رم گرفتو
629	دیدہ در آنگہ نمدل چہ شمار دہی	574	گاہے چشم دشمن دگاہے در آئینہ
631	زبان کہ با تو ہر شیہ آشنائے	576	شلا چہ یوم جشن چوشلہں شراب خواہ
633	دل دریا از پلوے داغ سینہ تلختے	578	دارم دے زعفر گراں پار بود

اختخاب قطعات غالب (فارسی)

636	ملتی چمن ہشتی دا فرمایم	584	مرا تا فراغ را خوں برگ وسانہ
636	آلم کہ درمی ہم سرے قلم من	586	کیستم؟ دست مشکلی جلی نہ
637	ہزار معنی سرعوش خاص نطق من است	588	بہ دست و پائے بند گردانے نلاد
638	فرمت اکرے دست دہ مستقیم اثار	590	فکس کہ دہائی غلہ صد نوحاست چہاری

فارسی غزلیات غالب

اے بخلا و ملا خرمے تو ہنگامہ زما پھر در گفتگو، بے ہمہ با ماجرا
 لغت : غلام خلی ہوۓ مراد کائنات کی تخلیق سے پہلے کا عالم۔ ملا پر ہوۓ ہمارا ہوا ہوۓ مراد کائنات کی تخلیق کے بعد کا عالم۔ ہنگامہ زما
 ہنگامہ پیدا کرنے والی، مراد نیت کے انتخاب لانے والی، حقیقت کرنے والی۔ ماجرا اپنے حال کے ساتھ اپنی شان کے ساتھ۔
 ترجمہ : پہلی غزل ہونے کے طے یہ حمد یہ غزل ہے۔ اس میں غالب نے یہ کہا ہے کہ اللہ کی ذات الکی ہے جو تخلیق کائنات سے پہلے بھی
 اور اس کی تخلیق کے بعد بھی اُسے دن کی حقیقت میں یا انتظامات لانے میں مصروف رہتی ہے۔ سب موجود ہوں تو تو ان سے مصروف گفتگو
 ہو آہے اور کوئی نہ ہو تو تو اپنی شان کے ساتھ ہو آہے۔ مراد یہ کہ تحریری ذات عظیم کی شان تخلیق کائنات سے پہلے بھی اور آج بھی اسی طرح
 برقرار ہے۔

شکلیں حسن ترا در دوش دلبری طرّو پر خرم صفاتِ موسیٰ میانِ ماسوا
 لغت : دوش دلبری: دل چپنے کا طریقہ، مراد حسن میں ایسی دلکشی کہ جو دیکھے عاشق ہو جائے۔ طرّو: خرم، پر چچ زلفیں۔ ماسوا: اللہ کے
 سوا جو کچھ ہے، یعنی یہ کائنات۔

ترجمہ : محبوب حقیقی کے حسن کی تصویر کشی پر چچ زلفوں کی تشبیہ سے کی گئی ہے جو دل کشی میں بے مثل ہوتی ہیں، مراد یہ کہ اے اللہ
 تعالیٰ تیری صفات پر چچ زلفوں کی طرح ہیں جنہیں سمجھنا آسان بلکہ ممکن نہیں۔ محبوب کی کرکڑیل سے تشبیہ دی جاتی ہے یعنی بہت ہارک
 بلکہ نفرت آنے والی کر، ماسوا کو اس سے تشبیہ دے کر گویا کہا گیا ہے کہ ماسوا کو جو وہی کوئی نہیں۔ صرف کے نظریہ "مردوست" اسب
 کچھ دے، باقی کسی کو جو نہیں اس کے حوالے سے یہ کہا ہے۔

دیدہ دران را کند دید تو سیش فروزان ازنگہ تیز روا، گشت نگہ تو تیا
 لغت : دیدہ دران: دیدہ ور کی جمع، نگہ دیکھنے والے، مراد اہل بصیرت، دل کی نگہ سے دیکھنے والے۔ دیدہ: دیدہ ور، نفرت آنہ۔ سیش: مراد
 بصیرت۔ تو تیا: سر۔

ترجمہ : جو صاحب بصیرت ہیں، تیرا دیدہ اور ان معنی میں کہ کائنات کی ہر ہر شے میں اس کا تصور ہے۔ جو صرف ادب بصیرت ہی دیکھ
 سکتے ہیں ان کی بصیرت میں مزید اضافہ کرنا ہے۔ نگہ تیز رو یعنی گری بصیرت سے نگہ سرد ہی گئی ہے۔ (سرد لگانے سے نظر میں تیزی پیدا
 ہوتی ہے۔ مراد وہی بصیرت میں گہرائی آنا جس سے صاحب بصیرت خدا کے دہرہ کا قائل اور اس سے آشنا ہو جاتا ہے)۔

آب نہ بخشی بوزو خون سکندر بدو۔ جانِ نپذیری بچ نقد خضر ناروا
 لغت : آب: پانی، مراد "آب حیات" جس کی تلاش میں سکندر اور خضر دونوں لگے لیکن خضر نے چشمہ آب حیات تک پہنچ کر پانی لیا یا
 اور جوش جوش کی زندگی پائے، جبکہ سکندر راست بھول کر اس سے محروم رہا۔ نقد ناروا: کھوٹا نمک۔ خون بدراشدن: خون ضائع یا
 رانچاں ہلا۔

ترجمہ : اس شعر میں صنعت تلمیح سے کام لیا گیا ہے۔ سکندر بہت ہی قوت کا لاکھ تھا لیکن آب حیات کے حصول میں اس کی یہ قوت بہم

نہ آئی۔ دوسری طرف ضرر ہیں جن کی لہری زندگی بیکار ہے کہ وہ تھالی میں آگتے ہیں ان کا تھکانا پانی پھین دیا سمندر میں ہے اور وہ ہے جس۔
بتول صاحبہ!

ہمارے عمر ملاقات دوستداران است چہ۔ حظ برد غصہ از عمر جلودان، تنہا
ازدی کی باری تو دوستوں کے ساتھ مل بیٹھے میں ہے بھلا غصہ اس عمر جلودوں سے کیا لطف اٹھا سکتا ہے کہ وہ تھالی کی زندگی بسر کر رہا
ہے۔ گویا تھالی کی زندگی ایک طرح سے کھوئے سکے ہے جس کی کوئی قیمت نہیں، یعنی بیکار ہے۔

بزم ترا شمع و گل، خشکی بو تراب ساز ترا زیر و بم، واقعہ کر بلا
لغت : خشکی، خشکوت۔ بو تراب: مٹی والا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب، ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
انہیں زمین پر لیٹے دیکھا تو انہیں صبر تراب کے لقب سے پکارا جو بعد میں ابن کا لقب ٹھہرا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی
شہید کیا گیا تھا۔ زیر و بم: نچلے اور اونچے سر۔ گل: پھول، مراد جہان۔

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خشکوت تجوی خشکی کی شمع اور سجاوٹ ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کر بلا کے
میدان میں شہادتِ حق سے سارے کو اونچے اور نچلے سر ہیں۔ مراد خدا کی بے نیازی ہے جس کے لئے بڑی امتیوں کی شہادت بھی کوئی اہمیت
نہیں رکھتی۔

کج بختان ترا قافلہ ہے آب و دان، فوجیاں ترا ماکہ ہے اشتہا
لغت : کج بختان: جہ نکستی، مصیبت زدہ، مطلق۔ فوجیاں: جہ فوجی، فوجیوں والے، امیر، بادشاہ۔ ماکہ: دس خرما، خوراک، کھانا۔ ہے
اشتہا: بھوک کے بغیر۔

ترجمہ : اس شعر میں بھی خدا کی بے نیازی کی طرف اشارہ ہے۔ ایک طرف مطلقوں کا قافلہ ہے، یعنی مطلق لوگ ہیں۔ جنہیں دو وقت کی
روٹی میسر نہیں ہے اور دوسری طرف وہ بادشاہ لوگ ہیں جنہیں بھوک نہ بھی ہو تب بھی ان کے دس خرماں پر قسم قسم کے کھانے چتے ہوتے
ہیں۔

گرمی نبض کسے کز تو بدل داشت سوز، سوختہ در مغز خاک ریشہ دارد گیا
لغت : مغز خاک: یعنی زمین کے اندر۔ ریشہ: جڑ۔ دارد گیا: دارد گیا اصل تھا گیا ہے، شعری ضرورت کے تحت ڈرا دیا۔ یہ صنعت تریخ
ہے۔ ایک طرح کی جڑی بوٹی۔

ترجمہ : جس کے دل میں تجھ سوز یعنی سوزِ عشق تھا اس کی نبض کی گرمی سے زمین کے اندر دارد دیا گیا کی جڑ بھل گئی۔

معصوف زہر ستم دارد بیاد تو ام سبز بود جاے من در دہن اشد با
لغت : معصوف: شمع کرنے کی جگہ، شمع، مطلب، کام۔ سبز بود: جگہ کا سبز ہونا، سب سے پہلے تو انسان کا جسم سبزی مانگ رہا جاتا
ہے، مراد زہر پھیلا۔ زہر حق: مراد محبوب کی ستم دانیوں کی تھی۔

ترجمہ : محبوب کی ستم دانیوں کی طرف اشارہ ہے۔ تجوی یاد میں مجھ میں زہر ستم رہا ہوا ہے۔ اشد با کے من میں میری جگہ سبز ہے۔ مراد یہ
کہ میں اس قدر ستم خور ہوں کہ اشد با کے من میں اس زہر ستم کے مقابلے میں مجھے آسودگی میسر آئے گی۔

کم مضر گر یہ ام زانکہ بعلم اذل بودہ دریں جوے آب گردش بہت آسیا
لغت : مضر: مت گن، مت جان۔ آسیا: سات پکیاں، مراد سات آسمان۔ جوے آب: پانی کی ندی، مراد آسمانوں کی بھڑکی۔

نعت : بحرے: ایک حرف یعنی بات سے۔۔۔ طوق در گوش انگلی: مراد آپ اپنا کلام اور گویا بنا لیتے ہیں۔۔۔ خواب: ایک خواب سے۔۔۔ بالین بلبان: مراد حوسے سے سوئے ہوئے لوگ۔۔۔

ترجمہ : حضور: آپ اپنی ایک بات یعنی محبت ہرے کلام سے آزاد لوگوں کو اپنا کلام یعنی گویا بنا لیتے ہیں، جبکہ خواب میں اگر حوسے سے سوئے ہوئے لوگوں کے سر میں ایک ہنگامہ احرام و محبت پیدا کرتے ہیں۔

زشوقت بے قراری آرزو خارا نساواں را بہرمت لای خواری آمود پرویز جابل را

نعت : غارت: آپ کا شوق۔۔۔ خارا نساواں: مراد سنگدل لوگ۔۔۔ بہرمت: آپ کی بزم یا مجلس میں۔۔۔ لای خواری: گھٹ پینے کا عمل، پرانے زمانے میں شراب پینے والے جام کی دہ کی شراب گداؤں میں پھرت دیتے تھے۔۔۔ پرویز جابل: پرویز کا سامراج رکھنے والے، پرویز، صہران کا مشور بادشاہ۔۔۔

ترجمہ : بڑے بڑے سنگدل آپ کے شوق میں بے قراری کی آرزو کرتے ہیں، جبکہ آپ کی محفل میں بڑے بڑے مرتبہ و مقام والوں کے لئے گھٹ پینے یعنی دست و خوار میں بھی آمود ہے۔

بہ داغ شلوم المازین فبالت چون برون ایم کہ رشک در تجسیم انگند غلد آرمگاں را

نعت : داغ: حیرانی، آپ کا داغ محبت۔۔۔ شلوم: میں خوش ہوں۔۔۔ تجسیم: دوزخ۔۔۔ غلد آرمگاں: غلد آرمگاں کی جمع، جنت میں آرام کرنے والے۔۔۔

ترجمہ : میں آپ کی محبت پر دھڑکتا ہوا دل میں ہے، اخلاص میں ہیں اس شرمندگی سے کہ کچھ ہنگامہ پادشاه کی صبری اس محبت کے سبب) محبت میں آرام کرنے والے کھ سے رشک کرتے اور یوں گویا جہنم میں گر جاتے ہیں۔

بہ دما رینختی یکسر گھستن ہم زین دواں داں کہ نختے بر خم زلف و کلد زکج کلابلان را

نعت : گھستن: ٹوٹا، مراد عاجزی۔۔۔ نختے: ایک گرد آہنی، ایک کھڑا۔۔۔ کج کلابلان: کج کلہ کی جمع، مراد حسین، محبوب (شیر بھی ٹوٹی پھنکا قدم حسیوں کی بچان تھی)۔۔۔

ترجمہ : آپ نے دلوں میں سراسر توڑ پھوڑ پیدا کر دی، اپنی محبت سے دل سرشار کر دیے، اے گویا اللہ ہی کی دین ہے کہ اس نے حسیوں کے زلف و کھاد میں کچھ خم ڈال دیا، یعنی دلوں اور کھاد کے نیچے سے پینا بھکا کھاد کو دل کٹی اور دلربائی کا باعث بنادیا۔

بنازم غولی خون گرم محبوبے کہ در مستی کند ریش از کید نما زبان عذر خواہان را

نعت : کند ریش: زخمی کرنا ہے۔۔۔ کید نما: محبت چھوٹا۔۔۔ عذر خواہان: عذر خواہ کی جمع، معذرت کرنے، معافی مانگنے والے لوگ۔۔۔

ترجمہ : مجھے ایسے گرم جوش محبوب کی غولی پر غرے، جو عالم مستی میں ان لوگوں کے ہونٹ چوم چوم کر زخمی کر دیتا ہے جو اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے ہیں۔ یعنی حضور اکرم سرپا شفقت و محبت ہیں جو معذرت کرنے والوں کو بہت نوازتے ہیں۔ شاعر یعنی مسلمانوں کو آپ کی ذات گرامی پر غرے۔

بہ سے آسائش جانما بدان ماند کہ ناگلان گذر بر چشمہ افتد تشہ لب گم کردہ راہان را

نعت : آسائش: آرام، سکون۔۔۔ ناگلان: اہلک۔۔۔ تشہ لب: پیاسہ۔۔۔ گم کردہ راہان: راستہ بھولے ہوئے۔۔۔

ترجمہ : شراب سے جانوں کو جو سکون و آرام ملتا ہے، وہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی بھولا بھلا پیاسہ اہلک کی خشکی کے پاس سے گزرے۔

زبورش وادری بدم۔ دیوان یک زمین غافل کہ سعی ز شکم از خاطر بدنامش گواہان را
 لغت : زور : اس محبوب کا علم و حکم۔ دیوان : عدالت۔

ترجمہ : میں اس محبوب کے حکم کے خلاف عدالت میں دعویٰ لے کر گیا لیکن مجھے یہ خیال نہ رہا کہ گواہان مجھ سے شک کی بنا پر اس کاظمیٰ بھول جائیں گے۔

گست تار و پود پروہ ناموس را نازم کہ دام رغبت نظارہ شد رسوا نگاہان را
 لغت : گست : ٹوٹ پھوٹ۔ تار و پود : ناموس۔ رسوا نگاہان : رسوا نگاہ کی جمع۔ اپنی بے پاک نظروں کے باعث رسوا ہونے والے۔
 مراد شوخ چشم نہیں۔

ترجمہ : میں اپنے پروہ ناموس کی ٹوٹ پھوٹ اور بکھرنے پر غزاں ہوں کہ یہ امر شوخ نگاہ میمنوں کے لیے رغبت نظارہ کا جہل بن گیا ہے،
 یعنی وہ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں۔

نشلہ ہستی حق وارد از مرگ اینم غالب چراغ چمن گل آشلہ نسیم مستطمان را
 لغت : نشلہ : خفگی، شادمانی۔ وارد : داخل ہونا۔ مرگ : موت۔ چمن : چمن میں یعنی محفوظ رکھتی ہے۔

ترجمہ : حق کو جو اسے غالب اچھے موت کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔ دوسرے نظروں میں میرا چراغ چمن کی بجائے بجھنے کی بجائے،
 بھول کی طرح اس سے اور بھی زیادہ مسکتا ہے۔

غزل-3

خاموشی ماکشت بہ آموز بہان را زمین پیش و گرنہ اثرے بود فغان را
 لغت : بہ آموز : برا سکھانے والی، گمراہ کرنے والی۔ بہان : جمع بہت، حسین لوگ، محبوب۔

ترجمہ : ہماری خاموشی نے حسینوں کو گمراہ بھیجی، اہل دیا گمراہ کر دیا اور نہ اس سے پہلے ہماری آوازوں میں خاص اثر تھا۔

منت کش تاخیر وفا کیم کہ آخر این شیوہ عیان ساخت عیار دگران را
 لغت : منت کش : زیر احسان، مہنون۔ شیوہ : انداز، طریقہ۔ عیان : ظاہر۔ عیار : ہر کہ۔

ترجمہ : ہم تاخیر وفا کے مہنون ہیں کہ آخر ہمارے اس انداز یعنی وفا کے دوسروں کی ہر کہ کو ظاہر کر دیا۔ یعنی دوسرے لوگ یا قریب و داکے
 اس عیار پر پورے نہیں اترے۔

در طبع بہار این ہمہ آشتی از حیثیت گوئی کہ دل از نیم تو خون گشتہ خزاں را
 لغت : آشتی : پریشانی۔ از حیثیت : کس لیے ہے، کیا باعث ہے۔ ہمہ : سب، خوف۔

ترجمہ : اے محبوب! بہار کی طبع میں یہ پریشانی ہی کیسی ہے۔ غالباً تجھے خوف سے خزاں کا دل ٹون ہو گیا ہے۔ یعنی تجھے حسن کی نازکی
 و کشش کے آنکے موسم بہار بھی گواہ خزاں ہے۔

موتے کہ بہون تاندہ باشد چہ نماید بیورہ در اندام تو جستم میاں را

نعت : ادا ہے جسم۔ مژدہاں۔ چشمہ ہم نے تلاش کیا۔ میان کمر۔

ترجمہ : دل جیو ہر ہی نہ نکلا ہو وہ نکلا کیا نظر آئے، مرد محبوب کی پگنی کمر ہے، ہم ترے جسم میں اسے فضل دھونے رہے۔ بہت پگنی کمر میں دو کٹھنی کی خاصیت ہے۔ بھول شاعر

سنا سنتے ہیں تیرے بھی کمر ہے کمال ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے؟

حالات تواضع بہ ہنگامہ طرف شدہ داویم بدست نعت از تادہ عین را

نعت : طرف شدہ، مقلد ہو کر مردداشت کرنا۔ عین : نگاہ۔

ترجمہ : ہم میں حالات نہ تھی کہ ہم ہنگامہ عشق کو برداشت کر سکتے، اس لیے ہم نے تادہ و عین کی نگاہ تیرے قدم کے ہاتھ میں صغریٰ۔ یعنی تیرے عشق میں آدھ لعل ہی کرتے رہے۔

آتشاں رازت بہ غموشی شدہ رسوا چون پردہ بہ رخسار فرو بہشت بیاب را

نعت : شعلہ، محبوب۔ فرو بہشت، ذلیل لیل۔ رسوا، مرد و نکل۔

ترجمہ : چونکہ تیرے راز کا محبوب اپنی خاموشی کے باعث رسوا ہو گیا، اس لیے اس نے چہرے پر بیان انگوٹھی، کو عجب کی طرح ڈال لیا۔ یہ تادہ و عین کے دور سے مشتعل ہے جو ظاہر تو نظر میں آتا لیکن کائنات کا تادہ و عین اس کے اندر کی گواہی دیتا ہے۔

در مشرب بیدار تو خوں مئے ناب است کز ذوق بہ خمیازہ در انگندہ بکمل را

نعت : مشرب، مسک، ذہب، نکلت۔ بیدار، غم و ختم۔ مئے ناب، خاص شراب۔ خمیازہ، انگڑائی۔

ترجمہ : تیرے مسک پیدا میں میرا خون، خاص شراب کی طرح ہے، جس (مسک) نے ذوق سے نکلتا کہ انگڑائی میں ذلیل رہا ہے۔ نشہ اترنے پر باہر راز ہونے پر بخور جب انگڑائی لیتا ہے تو اس کے بازو نکلتا کی طرح نظر آتے ہیں۔ مرد ہے کہ محبوب عاشق پر غم کے تیرے تیر چار رہے لیکن اس کا ذوق پورا نہیں ہو سکتا۔

بر طاحین فرخ و عشقین مسل نازم شب آئینہ ملو رمضان را

نعت : طاحین، حج طائف، مہلت گزار۔ فرخ، مبارک۔ عشقین، عین عشق، صابہاں میں دھنکلا۔ شب آئینہ، عین کی رات، مرد بھٹی کا دل۔

ترجمہ : میں ہمارے رمضان میں عین کی رات پر ناز کرتا ہوں کہ یہ اعامت مہلت گزاروں کے لیے تو مبارک ہے، جبکہ ادھاب میں دھنکلا کے لیے سولت کی حالت ہے۔ یعنی بھٹی کے سبب دل انڈر کڑواہ سے زیادہ مہلت کر سکتے ہیں اور جتنی انڈر خوب میں کر سکتے ہیں۔

ایک زہ ام ہل تقاضا دو مصرع تمہارے معراج دہم سعی بیاب را

نعت : ایک، لوا لکھ۔ ہل، ذل، پردہ اڑنے کے لیے چار ہو۔ حوزہ، خوشخبری۔ معراج، بلندی۔ سعی بیاب، مرد زور بیان کی کوشش۔

ترجمہ : لوا میں دو مصرعوں، یعنی ایک شعر سے تقاضا یعنی اپنے زور بیان کے تقاضا سے اڑنے لگا ہوں تاکہ اپنے بیان اشعار کی کوشش کو بلندی پر بلکہ پردہ کی خوشخبری دوں۔ اپنی شاعرانہ عظمت کی بہت کی ہے۔

زین سلان کہ فرو رفتہ بہ دل پیرو جوان را خرگاہ تو جو ہر بود آئینہ جاں را

نعت : زین سلان، اس طرح سے، اس طور۔ جو ہر، چمک، شیشے کی چمک۔

ترجمہ : تجری بگیں کچھ اس انداز سے بڑھوں اور جانوں کے دلوں میں کھپ گئی ہیں کہ وہ جان کے آئینہ کی ہلک بن گئی ہیں۔ لیکن تجری ہلوں کی دلکشی سب کے لیے دوزخ کی ہلک (سودا کا باعث بن گئی ہے۔

وا داشت سگ کوے تو زین حد نطاشی در پائے تویی خواستم افشاخہ رواں را
 لغت : دوا داشت : روکا باز رکھا۔ حد نطاشی : اپنی اوقات یا حیثیت نہ جانے۔ افشاخہ : کھیرا تھریاں کرے۔

ترجمہ : میں اپنی حیثیت کو جانے بچانے بھر مجھے قدموں پر اپنی جان قربان کرنا چاہتا تھا لیکن تجری کی کاتناہری اس خواہش کے آڑے آیا۔
 ہر ترجم از غفل قہر جلوہ فردبار تا خاک کند نویر از آن پائے نکلن را
 لغت : ترجمہ : میری قرب۔ قہر : حیرت۔ نویر : نور، بہار۔

ترجمہ : تو میری قبر اپنے قدم کے درخت کا جلوہ سایہ ڈال، تاکہ مجھے قدموں کے نشان میری مٹی میں نہ بہل کا سامنا پیدا کر دیں۔
 (محبوب کا لہجہ عاشق کے لیے دلکشی کا باعث بننا ہے اس لیے یہاں کہا)

جستیم سراغ چمن غلہ بہ مستی در گرد خرام تو زہ افلاو گئل را
 لغت : جستیم : ہم نے تلاش کیا یا پایا۔ گرد خرام : کسی کے ٹپٹپے پر اٹھنے والی مٹی۔

ترجمہ : ہم حالت مستی میں چمن غلہ (مست) کا سراغ نکال رہے تھے کہ ادا خیال تجری مٹکی چال سے اٹھنے والی گرد کی طرف چلا گیا۔ کرا
 محبوب کی چال کیا ہے چمن غلہ ہے جسے دیکھ کر آدمی اس میں غرق ہو جاتا ہے۔

بقول شاعر

رفار تری سے کا برستا ہوا ہلال جس راو سے گزرے تو وہی رہزمرست

اے خاک درت قبلہ جان و دل غالب کز فیض تو پیرایہ ہستی ست جہل را
 لغت : درت : میرا یعنی حضور اکرم کا در مبارک۔

ترجمہ : یہ اور اگلے دو شعر نصرت کے ہیں اے حضور اکرم ﷺ! آپ کے در مبارک کی خاک غالب کے دل و جان کا قبلہ ہے کیونکہ آپ ہی کے فیض سے دنیا کو روح کی نصرت نصیب ہوئی ہے۔ لیکن اگر حضور نہ ہوتے تو یہ نکلت بھی عدم ہی میں ہوتی۔

تکلم تو شیرینی جان دادہ بہ گفتن در خویش فرد پردہ دل از مر زہل را
 لغت : فرد پردہ : مجھے لے گیا یعنی روک لیا۔ گفتن : مراد گفتار۔

ترجمہ : چونکہ آپ کا نام مبارک مجھے سے میری گفتار میں ایک جیب شیرینی چل پڑا ہو گئی ہے اس لیے میرے دل نے از مر (مبت و احرام) زہل اپنے اندر کھینچ لی ہے، لیکن حاشا ہو گیا ہے۔

براست تو دوزخ جلوہ حرام است حاشا کہ شفاعت نہ کنی سونگل را
 لغت : دوزخ جاہلیہ : جہنم جہش کا دوزخ۔ سونگل : سونگل کی جمع، جے ہوئے لوگ، گنہگار۔

ترجمہ : آپ کی امت پر جہش کے لیے دوزخ حرام ہے اسلئے گنہگار صرف کچھ عرصے کے لیے دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ بھائی
 کیونکہ ممکن ہے کہ آپ دوزخیوں کی شفاعت نہ کریں گے (یعنی یہی شفاعت نہ فرمائیں گے)

غزل-4

چون غدار خویش دارد بندہ اقبال ما سادہ پرکار فراوان شرم، اندک سل ما
لغت : غدار: گال، رندار۔۔۔ سادہ: بھولا بھلا۔۔۔ پرکار: ہلاک ہو نثار۔۔۔ فراوان شرم: بہت شرمیلا۔۔۔ اندک سل: تھوڑے سل
والا کم سن۔۔۔

ترجمہ : محبوب کی طرف اشارہ ہے چونکہ ہمارا کم سن محبوب بھولا بھلا ہی ہے، ہلاک اور بہت شرمیلا بھی، اس لیے اس نے اپنے رندار
کی طرح ہمارا بندہ اقبال رکھا ہے، یعنی ہم ہر طرح کی گستاخی سے دور ہیں۔

سبیل سبوی دی و سبیلش بسوی چون خودے است آرد از خود رخصت ناگہ بہ استقبال ما
لغت : سبیل: رخصت، توجہ۔۔۔ چون خودے: اپنے جیسا (سبیل)۔۔۔ آرد: لاتا ہے، مہرا لائے گا۔۔۔ از خود رخصت: اس کا اپنے آپ میں نہ
رہنا ہے خود ہو جائے۔ ناگہ: ناگہا، اچانک۔۔۔

ترجمہ : ہماری رخصت تو اس سے ہے لیکن وہ اپنے جیسے کسی حسین کے دام محبت میں گرفتار ہے۔ اس کا اس طرح بے خود ہونا ایک روز
اچانک اسے ہمارے استقبال کے لیے لائے گا۔ یعنی اسے اس امر کا احساس ہو جائے گا کہ ہمارا اس سے عشق سچا ہے اور یہ کہ عشق میں کیسے
کیسے غت مراحل آتے ہیں۔

حال ما از غیری پر سی و منت می بریم آگهی بارے کہ آگہ نیستی از حال ما
لغت : منت می بریم: ہم احسان مند ہیں۔۔۔ فیروز مراد رقیب۔۔۔
ترجمہ : تو ہمارا حال رقیب سے پوچھتا ہے، مجھ کو ہم پر یہ احسان ہے۔ جانتا تو ہے حال کیا کہ تو ہمارے حال سے بے خبری کا گہرا اعتراف کرتا
ہے۔

بیش وغم در دل نمی استد خوشا آزادی بارہ و خوبہ یکسال است در غمیل ما
لغت : نمی استد: نہیں ٹھہرتا ہے۔۔۔ خوب: غن، باب، خل، خون۔۔۔ غمیل: بھلتی۔۔۔
ترجمہ : آزاد روی، آزاد فشی کے کیا کہنے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہمارے دل میں نہ تو کوئی غم نکلا ہے اور نہ بیش ہی نکلا رہتا ہے۔ ہماری
پھلتی اور دل سے شروب ہو رہا اس خون و غنوں کی سال یکسال است در غمیل میں نکل جاتے ہیں۔

نقش بلور خاطر یا ران دژم صورت گرفت بس کہ رو در ہم کشید آئینہ از تمثال ما
لغت : دژم صورت: ٹیڑھی شکل۔۔۔ خاطر: دل۔۔۔ تمثال: شکل۔۔۔
ترجمہ : دوستوں کے دل میں ہمارا نقش کچھ ٹیڑھی صورت میں ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ آئینے نے ہماری شکل سے کچھ زیادہ ہی
منہ پھیر لیا۔ مراد دوستوں نے ہم سے کچھ اختلاف میں کی۔

نیشتر سازید و بگدا ازید ہر جایش است خون گرم کو بہن دارد رگ تینال ما
لغت : کو بہن: پھاڑ کھونے والا، مراد فریاد، جس نے اپنی محبوب شہری کی خاطر بلا شاد کے کہنے پر تپنے سے پھاڑ کھو دیا اور ہر روز اپلا شاد ہاکی
اس بھولی اطلاع پر کہ شہری مر گئی ہے، خود کو تپنے سے مار لیا۔۔۔ تینال: جس رنگ سے قصہ کھوی جاتی ہے۔۔۔ نیشتر: شتر جس سے قصہ
کھولتے ہیں۔۔۔

ترجمہ: جس میں جملہ کبیر کوئی چیز نظر آئے اسے پھٹکا کر اس کا شکر بکھارو اس لیے کہ ہماری رگ قینال میں فریاد کا سامن کرم ہے۔ یعنی فریاد نے تجھے سے خود کو ختم کر کے اپنے خلق کا خاتمہ کیا تھا اور چونکہ ہم بھی ایسی ہی خون کے حامل ہیں اس لیے تجھے سے شکر بکھار کر ہم بھی اپنا خلق ختم یا سزا کر لیں گے۔

ماہائے گرم پروازیم فیض ازا بجوی سلیہ بچھو دوو بلا ی روو ازبلی ما
لغت: ازا ایک فرضی پردہ کسی کے جو سر سے گرو جائے تو وہ بلا شادیں جاتا ہے یعنی اس کا سلیہ مہارک سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک فرضی کھلی ہے۔ گرم پرواز: بہت تیز اڑنے والا۔

ترجمہ: ہم بہت تیز اڑنے والے ہیں ہم سے کسی فیض کی توقع نہ رکھو۔ ہمارے پردوں کا سلیہ دھوئیں کی طرح ہو کر جاتا ہے۔
خضر در سرچشمہ حیوان فرو غلتیدنش لغزش پائے است کش رو دادہ در دہل ما
لغت: سرچشمہ حیوان: آب حیات کا چشمہ۔ فرو غلتیدن: نیچے لڑھک یا پھسل جانا۔ دہل: بچھ۔

ترجمہ: خضر کا آب حیات کے چشمے میں لڑھک جانا گواہان کے پاؤں کی پھسل ہے جو ہمارے بچھے واقع ہوئی۔ ایک فرضی کھلی ہے کہ خضر خود سکندر آب حیات کی تلاش میں نکلے۔ خضر نے وہاں پہنچ کر آب حیات پانی لیا اور بیٹھ کر زندگی پانی جبکہ سکندر اس تک نہ پہنچی پانی اور یوں محروم رہا۔ مگر یہ کہ خضر نے حیات جاری نہ تو پانی لیکن دنیا سے کٹ گئے جبکہ انسان ہر لحاظ سے بہت آگے نکل گیا۔

خاک ترا از ابر اورار معین دادہ اند بے سٹے پاریزہ بر ماراندہ اند اسال ما
لغت: اورار: پانی کا بہنا۔ معین: مقررہ۔ بے سٹے پاریزہ: بچھے سال کی یعنی پرانی شراب۔

ترجمہ: خاک کو پانی سے ایک مقررہ حد تک پانی دیا گیا ہے یعنی بارش برہتی ہے جبکہ ہمارا موجودہ سال بچھے سال کی امر پرانی شراب کے بغیر ہماری طرف دھکیلا گیا ہے۔ آگوا یاں سال پرانی شراب میسر نہیں آئی جو سے خراہوں کو بھاتی ہے ا

با چشین گنجینہ ارزو اژدہاے ہم چشین حلقہ بر گرد دل مازو زبان لال ما
لغت: گنجینہ: خزانہ۔ ارزو: حلقہ۔ کھیرا: زبان لال: کوگی زبان خاموش رہنے والے زبان۔

ترجمہ: ہماری کوگی یا خاموش زبان نے ہمارے دل کے گرد حلقہ ڈال دیا۔ ایسے خزانے کے لیے اسی قسم کا اژدہا مناسب ہے۔ دل کو خزانے سے اور خاموش زبان کو سناپ سے تشبیہ دی ہے۔ پرانے زمانے میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ان کے زمین میں چھپائے گئے خزانوں پر سناپ بیٹھ جاتا ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے یہ بات کہ کر دل میں عمل افکار و خیالات کے لیے خاموشی کو بہتر چاہا ہے۔ یعنی وہ ظاہر نہیں ہو پاتے۔

جان غالب! تب گفتاری گمان داری هنوز؟ سخت بید روی کہ می پری زما احوال ما
لغت: تب گفتار: بولنے کی حالت۔ گمان داری: توقع رکھتا ہے۔ سخت: بہت۔

ترجمہ: اے جان غالب! ابھی محبوب کیا تو اب بھی ہم سے تب گفتار کی توقع رکھتا ہے تو تو بہت ظالم ہے جو ہم سے ہمارا حال پوچھ رہا ہے۔ یعنی میرے خلق میں تو ہم پر کون قیامت گزر گئی ہے۔ بقول میر۔

حال . اپنا جو پوچھ لیتے ہو کبھی پاتے بھی ہو بھال ہمیں

غزل-5

گریبا کی مست، ناگہ از در گھڑاں ما گل از بایدن رسد ناگوش دستار ما
لغت : چیدن : آگے بڑھنا ہونا۔

ترجمہ : اگر تو نام مستی میں اچانک امارے گھڑاں کے دروازے میں داخل ہو جائے تو پہل : تیرے شرق میں آگے بڑھیں پھر یس کہ ہماری
دستار کے کنارے تک پہنچ جائیں۔ غائب ہی کے بقول۔

دیکھ کر تجھ کو چمن بس کہ نمو کرتا ہے خود بخود پہنچے ہے گل، گوش دستار کے پاس

دشے در طالع کشاند ما دیدہ است ی پرو چون رنگ از رخ، سایہ از دیوار ما

ترجمہ : چاند کشاند اگر امارے قصور میں، سائے لے چکا اسی وحشت دیکھیں ہے کہ وہ دیوار سے یوں بھاگتا ہے جیسے چہرے سے رنگ از
ہائے اپنے گری ویرانی کو غالب نے اوردش یوں بیان کیا ہے:

اگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب ہم بیابان میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

اور دیوار سے سبزہ گلاب پرانی کی علامت ہے۔

گوش گیرانم و نحو پاس ہاموس خودیم آہوے ما گدا از جوہر رفتار ما

لغت : گوش گیر : کوٹنے یا تھپائی میں زندگی بسر کرنے والا۔ پاس : لگاؤ۔ ہاموس : عزت و آہود۔

ترجمہ : ہم گوش گیر ہیں اور اپنے ہاموس کا حسیان رکھنے میں لگی ہیں۔ ہماری آہود ہماری رفتار کے جوہر کے پھیلنے میں ہے یعنی باہر نکل کر
پہلے پھرے کی بجائے تھپائی ہی میں ہماری عزت و آہود ہے۔

خستہ بخیزیم داڑ ماہز گنہ مقبول نیست نکلیہ وارو بر شکست تو بہ انتظار ما

لغت : خستہ : زخمی۔ انتظار : گھلے سے توبہ کا کرنا۔

ترجمہ : ہم ماہزی کے مارے ہوئے ہیں، اس لیے ہم سے تو صرف گھلے ہی قبول کیا جاتا ہے۔ گویا ہماری انتظار کو توبہ ٹوٹے کاسرا حاصل
ہے۔ دوسرے نکلوں میں شاعر بار بار توبہ کہہ کر بار بار توبہ توڑنا چاہا جاتا ہے اور یوں ہر مرتبہ اسے انتظار سے کام لیتا چلا جاتا ہے۔

خستہ جانم و قشاطر مانازک است کارگاہ شیشہ پنداری بود کسار ما

لغت : قشاطر : اجڑا، متعلیٰ ہو کر۔ کارگاہ : کارخانہ۔ کسار : پہاڑ، پہاڑ میں مروخت جاتی۔

ترجمہ : ہم ہیں تو خستہ جان لیکن امارے دل کا ہر ہوا اجڑا تارک ہے، گویا امارا پہاڑ ایک طرح سے شیشے کا کارخانہ ہے۔ خستہ جانی کو پہاڑ
سے اور تارک دلی کو شیشے کے کارخانے سے تشبیہ دے کر یہ کہا جاتا ہے کہ جس طرح شیشے کو زرا اسی ٹھیس لگے تو توڑ ٹوٹ جاتا ہے، کچھ ایسی
حالت آتی ہے کہ خستہ جانی کے بعد دراصل معمولی سی ٹھیس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

می فزاید در سخن رنجے کہ بر دل می رسد طوطی آئینہ ما می شود زنگار ما

لغت : می فزاید : بڑھاتا ہے۔ زنگار : زنگ۔

ترجمہ : دل کو کھینچنے والے آزاد کردہ بات میں بڑھاتا ہے۔ گویا امارا زنگ (دنگ) امارے آئینے کا طوطی بن جاتا ہے۔ قدیم میں غلطے کو بونا

کھانے کے لیے شیشے کے سامنے کھڑا کر دیتے اور طوطے کے پیچھے کھڑے ہو کر لے جاس کی طوطا نقل امارا۔ یہ آئینہ فلواد سے بنا تھا جس پر پانی پڑنے سے رنگ لگ جاتا۔ مراد شہر کی یہ ہے کہ ہمیں جس قدر بھی دیکھنا چاہتا ہے وہ پاؤں میں آکر بیٹھ جاتا ہے۔

از گداز یک جہل ہستی، صہبی کردہ ایم آفتاب صبح محشر، ساغر سرشار
لغت: صہبی: صبح کی شراب۔ ساغر سرشار: بھرا ہوا پالہ۔ ہام۔

ترجمہ: ایک دینا کے بعد کے کھیلے سے ہم نے اپنی صبح کی شراب پی ہے۔ گویا صبح قیادت کا خورشید ہمارا لہلہا بھرا ہوا یعنی سستی سے پر ہام ہے۔ قیامت کی طرف اشارہ ہے جب پوری کائنات درہم برہم ہو کر رہ جائے گی۔ کائنات کی اس حالت کو "گداز ہستی" کا نام دیا ہے اور اسی حوالے سے صہبی اور صبح محشر کے خورشید کو ساغر سرشار کہا ہے۔

سرگراہیم ازوقا و شرمساریم ازجفا کہ از ناگاہی سستی تو درو آزار
لغت: سرگراہیم: ہم غصا پر ہم ہیں، بے نیاز ہیں۔ آزار: تکلیف پہنچنا۔

ترجمہ: ہم دق سے لاشعقل ہیں اور جلتے ہم شرم محسوس کرتے ہیں چونکہ دونوں صورتوں میں عاشق کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی، اس لیے یہ کہنا کہ اے محبوب! ہمیں آزار پہنچانے کے لیے تیری کوشش کی ناگاہی پر ہم انفرس کا اظہار کرتے ہیں۔

چاک "کا" اندر گریبان جہات انگندہ ایم بے جہت بیرون خرام از پردہ پندار ما

لغت: "کا": مراد اللہ کے سوا کوئی سوجود یا سمجھ نہیں۔ جہات: جمع جہت، طریق، یعنی شش جہت اور نیچے، دائیں بائیں، آگے پیچھے۔ پندار: ٹکڑا ہوا۔ بے جہت: یعنی ہر طرف کسی طرف کی قید کے بغیر۔ چاک: کھڑا، پھانسا ہوا۔

ترجمہ: ہم نے اطراف کے گریبان کو "کا" سے چاک کر ڈالا ہے، یعنی کائنات میں اس کی ذات کے سوا کوئی سوجود سمجھ نہیں، اس لیے تو ہمارے پندار کے پردے سے باہر اطراف سے بے نیاز ہو کر داخل ہوا۔

دورہ جزور روزان دیوار کشودست بار جنس چٹیلی بدزدی پردہ از بازار ما

لغت: پارکشودن: بوجھ انداز۔ روزان: سوراخ، روشن دان۔ بدزدی: چا کر لے گیا ہے۔ جنس: سوا۔

ترجمہ: دارنے نے سوائے دیوار کے سوراخ میں اور کہیں اپنا بوجھ انداز نہیں رکھا، یعنی اس سوراخ ہی میں وہ نکار رہا ہے، جبکہ باہر ذات ازلتے پھرتے ہیں جو دستاوی کی علامت ہے۔ اس حوالے سے غالب کہتے ہیں کہ دراصل دورے بازار سے دستاوی کا سودا ہادی منڈی سے کر رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں انہوں نے اپنی دستاوی کی بات ہے۔

از غم باراں شکلا گل بد آموز تو شد گریہ ابر ہماری کردہ آبی کلرا

لغت: بد آموز: بری بات یا برا کھانے والا۔ شکلا گل: پھول کی تازی۔ آبی کلرا: پانی بکھیرنا، بیکار کرنا۔

ترجمہ: بارش کی نمی سے پھول میں جو تازی اور لکھن پیدا ہوئی ہے اس نے تجھے غلام پانی سمجھا ہے، لیکن محبوب اپنے عاشق کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے پھولوں کی تازی اور منک میں کھ گویا ہے، گویا ہمارے بدلے ہماری گریہ پر پانی بکھیر رہا ہے۔

غالب از جہانلی اخلاق ظہوری سرخوشیم "پارہ" بیش است از گفتار ما کردار ما

لغت: ظہوری: ظاہری کا مشہور شاعر جس سے غالب حیرتے اور اس کی بعض دسیوں میں انہوں نے غریبیں بھی کہیں۔ اس لفظ کا دوسرا معنی ظہوری ہی کا ہے۔ صہبہ: شراب۔ سرخوش: سرشار، مست۔

ترجمہ: غالب! ہم ظہوری کے اخلاق کی شراب سے سرست ہیں، چنانچہ ظاہری گفتار سے جدا کر دہر کسی قدر زیادہ ہے، اظہوری کا بھی

غزل-6

نئی ختم در عالم نکاطے کاپیں مارا چو نور از چشم تابینا زسافر رفت صبا را

نعت : رفت ابر چٹریا بھاڑو بکیرا یعنی صاف کر دیا۔

ترجمہ : ہمیں دیبا میں کوئی مسرت و شگفتگی نظر نہیں آتی، یعنی ہم غموں سے محروم ہیں۔ ہماری حالت ایسے ہی ہے جیسے آسمان نے تابینا غصہ کی آنکھ سے نور اور مسافر سے شراب کو صاف کر دیا ہو۔ اپنی ہم راہرو کی حالت کا ذکر ہے۔

مکن ناز و ادا چندین، دے بستان و جلنے ہم دماغ نازک من بر نمی تابد نقشا را

نعت : چندین : اتنے اس قدر۔ بستان : لے لے۔

ترجمہ : تو اے محبوب ہاں! صرف میرا دل بکھیری جان بھی لے لے، لیکن اس قدر ناز و ادا نہ دے کہ میرا نازک دماغ یا نازک طبع نقشا برداشت نہیں کر سکے۔ یہاں نقشا سے مراد محبوب کا مست اذوا دارا کھانا ہے۔

سراب آتش از افسردگی چون شمع تصویرم فریب عشق بازی ی و ہم اہل تماشا ہا

نعت : سراب : چٹکن ریت جو دور سے پانی معلوم ہو۔ افسردگی : بھابھا ہوا ہو، مراد غم زندگی۔ سراب آتش : ایسی آگ جو دور سے جلتی ہوئی دکھائی دے، لیکن در حقیقت ایسا نہ ہو، مراد غالب کا غم کا مارا دل ہے۔

ترجمہ : میرا دل افسردگی کی بنا پر گھبرا گیا سراب آتش ہے اور میری حالت تصویر کی شمع کی سی ہے جو جلتی تو نہیں لیکن تصویر میں جلتی نظر آتی ہے۔ یعنی میرا دل تو افسردہ ہے لیکن میں دیکھنے والوں کو اپنی عشق بازی کا فریب دے رہا ہوں۔

من و ذوق تماشاے کسے اکڑ تاب ز خسار ش بگر بر تاپ چسپد آفتاب عالم آرا را

نعت : تاج : توبہ۔ چسپد : چپک جاتا ہے۔ کسے : کونسی، مراد کوئی محبوب، حسین۔

ترجمہ : میں ہوں اور ایک ایسے حسین کے نظارہ کا ذوق و شوق ہے، یعنی اس کے حسن میں کھویا ہوا ہوں، جس کے چرے کی چمک اور نگاہی سے دنیا کو جھلنے والے سورج کا بھی بھر گم تو ہے سے چپک جاتا ہے۔ محبوب کے بے حد حسین ہونے کی بات ہے۔

چہ لب تشنه است خاکم کا تین گرداب من چوا شک از جہو از دوزی دشمن بر چید دریا را

نعت : کا تین : کہ آستین۔ لب تشنه : پیاسی۔ گرداب : گھول۔ دریا : سمندر۔

ترجمہ : میری خاک کس قدر پیاسی ہے کہ اس سے اٹھنے والے ٹوکے کی آستین زمین پر سے سمندر کو اس طرح چس لیتی ہے جس طرح چرے سے آسمان ٹوٹ لیتے جاتے ہیں۔

خیالش را بساطے ہر ا اندازی جستم پسندیدم بہ مستی فخل خواب ز لختارا

نعت : بساطے : ایک یا کوئی بڑا، چٹائی، پیرا، فرش۔ پانداز : -- پانداز : -- ملت جو دورا دے کے آگے جو تماشہ کرنے کے لیے رکھا جاتا ہے۔

ترجمہ : میں اس کے خیال کے فرش کے لیے کسی پانداز کی تلاش میں تھا کہ اچانک عالم مستی میں، میں نے زلخا کے بستری فخل کو اس کلم کے لئے پسند کر لیا۔ عالم مستی کہنے سے مراد ہے کہ وہ فخل بھی گویا محبوب کے شکار شایہ نہ تھی۔

دل مایوس را تسکین پہ مژدن کی توان دادن چہ امید است آخر فخر و اورس و مسجرا

لغت : مویہ مرہ۔ اورس : ایک خطرہ جیات جلوں مانگے۔۔۔ مسجرا : حضرت مینو دی زندہ ہیں۔

ترجمہ : مایوس دل کو مرنے سے تسکین دینی جانتی ہے لیکن آخر حضرت فخر، حضرت اورس اور حضرت مسجرا کو اس ضمن میں کیا امید اور توقع ہے۔ مراد یہ کہ ہم مر گئے تو ایسی نعمت، لیکن یہ عزت، ایسی صورت میں کیا کرتے ہوں گے؟

بہاران است و خاک از جلوہ گل احتلا دارد بہ رگ شترزن از موج غرام ناز، صحرا را

لغت : احتلا : جی جھکا ہوا کھڑا ہے یہ ہو، غل کا ہوش مارا۔۔۔ بہ رگ شترزن : ضد کھول۔۔۔ غرام ناز : غرے سے ہلا۔

ترجمہ : موسم بہار کی آمد پر خاک، جلوہ گل (سرخ پھولوں کی کثرت) اسے پر ہو گئی ہے، تو ذرا باہر نکل اور اپنی ناز و دلدادہ جال کی لڑے صحرا کی رگ میں شترنگ، یعنی صحرا میں ابلاغ کا سارا صحن تھری اس صحن جال کے آگے بڑھ جائے گا۔

سرد کاوم بود ساقی کز تندی خویش نفس در سینہ می لرزد و موج بلو، مینارا

لغت : سرد کاوم : مجھے واسطہ حاصل ہے۔۔۔ ساقی : ایک میا ساقی۔۔۔ تندی خویش : مزاج کی تیزی۔

ترجمہ : مجھے ایک ایسے ساقی سے چاہا ہے جس کی تھ مڑنی کے سبب مرا کی کچھ میں موج بلو سے سانس کا پنے کتا ہے۔ مرا کی میں شراب کے اہل باہوش کو ساقی کی تھ مڑنی سے منسوب کیا ہے۔

خلفے بر ہستی عالم کشیدیم از مرہ بستن ز خود رفیم و ہم با خویششن بر دم دنیا را

لغت : خلفے : ایک گیر۔۔۔ مرہ بستن : مراد آنکھیں بند کرنا۔

ترجمہ : ہم نے دنیا کے وجود پر آنکھیں بند کر کے انگیر کھینچ دی۔ ہم اپنے آپ سے گئے اور یوں اپنے ساتھ دنیا کو بھی لے گئے۔ مراد یہ کہ ہم ہیں تو یہ دنیا بھی ہے، صورت و نگہ دنیا کا کوئی وجود نہیں۔ وہاں ہم ہی نہ رہے تو دنیا ہے یا نہیں ہے اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

در آغوش تقاض عرض یک رنگی توان دادن نمی دانم چہ پیش آمد نگاہ بے ملبا را

لغت : آغوش تقاض : غفلت کی گود ہے یا زبانی ہے تو بھی۔۔۔ پہلو نمی کردن : جانہ کھڑا۔۔۔ عرض یک رنگی : ایک جیسا ہونے کے اعتبار کی بات۔

ترجمہ : آغوش تقاض میں ایک جیسا ہونے کی بات رکھی جانتی ہے۔ جب تو پہلو نمی کرنا ہے تو گویا میں جک دے رہا ہے۔ خدا سے خطاب ہے کہ تُو بظاہر نظر تو نہیں آتا لیکن در حقیقت تو ہم میں موجود ہو نا ہے۔ گویا اس کا فخر نہ آگاہ کی مجھ کو ادا ہے جسے تقاض کا کیا ہے۔

نمی رنجد کہ در دام تقاض می چند صیدش نمی دانم چہ پیش آمد نگاہ بے ملبا را

لغت : نمی رنجد : اسے افسوس نہیں ہوتا۔۔۔ می چند : خرما ہے۔۔۔ نگاہ بے ملبا : بے ہوش دلی جانے والی نگاہ۔

ترجمہ : اسے اس بات کا دکھ یا رنج ہے کہ اس کا شمار (ماضی) اس کی غفلت یا بھولنے سے تو بھی کے جال میں تھپ رہا ہے۔ خدا جانے اس کی بے باک نگاہی کو کیا حق ہو گیا ہے۔ محبوب کی دانت ہے تو بھی کا ایک طرح سے ٹھوہ ہے۔ عاشق اس کے عشق میں تھپ رہا ہے لیکن وہ ہے کہ خدا اور تو ہی نہیں کر رہا۔

زمین گو بے است، کو بختون، کہ من بروم غبارم در نورد خود فرو و چید صحرا را

نعت : کہوئے : ایک گیدو۔۔ درخورد خور: اپنی پیٹ میں۔ گوی بدلت: بہت لے جانا بہت جلد۔ فرہادی: لپیٹ لیا۔

ترجمہ : زمین ایک گیدو ہے۔ بھجوں کہاں ہے؟ کہ میں اس گیدو کو میدان سے لے گیا ہوں، یعنی میں نے میدان مار لیا ہے۔ میرے غبار نے صحرا کو اپنی پیٹ میں لے لیا ہے۔ مراد یہ کہ بھجوں اپنی صحرا خوردی کے باعث مشہور ہے لیکن میں صحرا خوردی میں اس سے بہت آگے نکل گیا ہوں اس سے بڑھ گیا ہوں۔

ازین بیگانگی بائی تراود آشنائی با حیائی و رزو و درپردہ رسوا می کند مارا

نعت : بیگانگی با اجنبیت، غریبت۔۔ ہی رزو: چلتی ہیں، ظاہر ہوتی ہیں۔۔ حیائی و رزو: وہ حیا اختیار کرتا ہے، حیا سے کام لیتا ہے۔۔

ترجمہ : اس محبوب کے اس انداز غریبت و بیگانگی سے آشنائی اور اجنبیت کا رنگ ٹھنک رہا ہے۔ وہ شرم و حیا سے کام لیتا اور میں نہیں درپردہ رسوا کر رہا ہے۔ ظاہر محبوب خود کو عاشق سے لائق ثابت کرتا ہے لیکن اس کی حیا سے صاف ظاہر ہے کہ وہ عاشق کی طرف متوجہ ہے اور اس کا یہ انداز عاشق کی رسوائی کا باعث بن رہا ہے، اس لئے کہ دیکھنے والے فوراً آگاہ جاتے ہیں کہ وہ (عاشق) ظالم پر مر رہا ہے۔

خدا از زمرہ سینہ آسودہ گن غائب چہ حضرت کا کہ بدلت نیست جان چاکلیبا را

نعت : زمرہ: انتہائی سرد ہونٹ۔۔ سینہ آسودہ گن: آرام کرنے والوں کا سینہ، مرود و اور سوز بہت سے عاری لوگ۔۔ غائب: چھپا، اجنبیت۔۔ چاکلیبا: بے خبر۔۔

ترجمہ : کہتے ہیں زمرہ ایک نصیحت سرد جگہ ہے جہاں کافروں کو رکھا جاتا ہے۔ یہ ان کے لئے عذاب ہو گا۔ غائب نے اس حوالے سے یہ کہا ہے کہ تو اے غائب! درد و سوز بہت سے خالی لوگوں سے بچ کر رہ۔ اس جان چاکلیبا کے دل پر کیسے کیسے اجنبیت ہے۔ جان چاکلیبا! سوز و درد سے ہر دل کی طاقت ہے۔ دل میں سوز و درد ہو تو انسان کی زندگی بہت کچھ سمجھتی ہے ورنہ اس کے بغیر انسان چٹا پھرنا مٹی کا پتلا ہے۔

غزل-7

پس از گفتن بخوابم دیدم، نازم بدگمانی را بخود چسبید کہ ہے، دی غلط کردم فلانی را

نعت : گفتن: بارے قتل کرنا۔۔ نازم: میں ناز کر رہا ہوں، میں قریب ہوں۔۔ بخود چسبید: اپنے آپ میں مل کھا رہا ہے۔۔ ہے: ہے: ہائے افسوس، بدگمانی، مجھ سے غلطی ہوئی۔۔

ترجمہ : مجھے قتل کرنے کے بعد اس (محبوب) نے مجھے خواب میں دیکھا، وہی بدگمانی کے داری چوں کہ اب وہ خود ہی چکاو تب کھا رہا ہے کہ ہائے افسوس کل میں نے فلاں شخص (عاشق) کو یہ نئی، غلطی سے قتل کر ڈالا۔ غائب ہی کا شعر ہے۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے بھلا سے توبہ ہائے اس زود پشیم کا پشیم ہونا

دلہ بر منج نامہ داری فرہادی سوز خداوند! بیامرز آں شہید اچھانے را

نعت : بیامرز داری: دیکھ کر بداشتہ نہ کرنے کا عمل۔۔ بیامرز: بخش دے۔۔

ترجمہ : میرا دل فرہاد کے دیکھ اے اللہ کی سکت نہ دیکھتے رہتا ہے۔ خدا! آنا نکل کے اس شہید کو بخش دیجو۔ فرہاد نے پہلا لڑنے وقت خود کو اپنے ہی تھے سے ہلاک کر ڈالا تھا۔ گویا بداشتہ کے غم پر پہلا لڑا تھا فرہاد کے لئے، شیریں سے حلق کے طبلے میں، ایک آنا نکل حسی

دریغ از حسرت دیدار، ورنہ جائے آں دارد کہ بے رویت، بہ دشمن داند باشم زندگانی را

نعت : دریغ : افسوس۔۔۔ جائے آں دارد: حالات کا تقاضا یہ ہے۔۔۔ بے رویت: تجربے دیدار بغیر۔۔۔

ترجمہ : افسوس کہ تجربے دیدار کی مسرت وہ جائے گی ورنہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ میں تجھے دیکھے بغیر اپنی زندگی دشمن یعنی رقیب کی نظر رکھ دوں۔ رقیب چندہ صلیق سے عاری ہے۔ اسے اگر میری طرح عموماً دیدار سے رابطہ نہ ہو تو وہ ہواشت نہ کر پائے گا۔

سرشتم را پیاورد تسمائ از لائش پر پروانہ و منقار مرغ پوستانی را

نعت : سرشتم : میری فطرت۔۔۔ پیاورد: مراد قدرت نے صاف کی۔۔۔ لائش : اس کی لائے یعنی میل بہ بچے چننے جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : میری فطرت و سرشت کو صاف کیا گیا تاکہ اس کی میل سے بچے والے کے پر نور بلبل کے پر سے کی چوٹی نکلی جائے۔ پروانے کا پر سود کی طور پر ہے، بالخصوص بلبل کی حصار لہر خرابی کی علامت ہے۔ اس طرح غالب نے اپنی دونوں نظریہ خاصیتوں کی بات ہے۔

چو خود را ذرہ گویم رنجہ از حرفم زبے طالع ز خودی داندم بے مرز نازم صوبانی را

نعت : رنجہ : اسے برا لگتا ہے۔۔۔ زبے طالع : اپنے فیصے کے کیا کہنے۔۔۔

ترجمہ : جب میں خود کو ذرہ (ازدہا) کہوں گا تو محبوب کو میری یہ بات بری لگتی ہے اور ناراض ہو جائے گا۔ میری خوش خلقی کے کیا کہنے کہ وہ بے مرنگے ہونے میں سے لگتا ہے۔ مجھے اس کی اس نوازش پر غور ہے۔

بہ پائش جان فشاندم شرمسارم کرو، می داندم کہ داند ارز شے نبود متاع رایگانی را

نعت : جان فشاندم : جان بھڑکانا، تیرا کرنا۔۔۔ ارز شے : کوئی قیمت و قدر۔۔۔ متاع رایگانی : دولت، سرمایہ۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کے پاس پر جان فشان کرنے کے عمل نے مجھے شرمسار کر دیا۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ مفت کی دولت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

فدایت دیدہ دل، رسم آرائش میرس ازمن خراب ذوق گل چینی چہ داند باغبانی را

نعت : فدایت : تجھ پر قربانی۔۔۔ خراب : بگڑا ہوا۔۔۔ گل چینی : پھول توڑنے چننا۔۔۔

ترجمہ : میرے دیدہ دل تجھ پر فدا ہوں، تو مجھ سے دم آرائش کے بارے میں مت پرہیز۔ بھلاہے غصہ پھول توڑنے یا پھینکے کے ذوق کا مارا ہوا اسے باغبانی یعنی پھولوں کی حفاظت کا کیا علم؟

چہ خیزد گر ہوس، گنج امیدم در دل افشاندم درین کشور روایت نیست نقد شلبانی را

نعت : چہ خیزد : کیا ہو گا۔۔۔ گنج امیدم : میری امیدوں کا خزانہ۔۔۔ روایت : نکتہ کا پتلا۔۔۔ نقد : نکتہ۔۔۔

ترجمہ : اگر ہوس میرے دل میں امیدوں کا خزانہ بھی رکھ دے تو اس سے کیا فرق پڑے گا کہ اس دیس میں تو خوشی و مسرت کے نکتے کا رواج ہی نہیں ہے۔ اپنے احتمالی رنج و غم کا اعتبار ہے۔

نظاہ لذت آزار را نازم کہ در مستی ہلاک فتنہ دارد ذوق مرگ ناگمانی را

نعت : لذت آزار : تکلیف دہ دیکھ دینے کی لذت۔۔۔ ہلاک فتنہ دارد : مراد متاعی، فتنہ کوئی ہے۔۔۔ مرگ ناگمانی : اچانک موت۔۔۔

ترجمہ : مجھے لذت آزار اور آزار محبوب پہنچا ہوا ہے، اکی غرضی پر ناز ہے کہ یہ لذت جب مستی یعنی اتھا کا کھلنے ہے تو اس سے اچانک کی موت کا سارا ذوق خوش فتنہ ہو جاتا ہے۔ اچانک کی موت انسان کو غم و اندوہ سے نجات دلا دیتی ہے لیکن محبوب کی آزار دہن سنی سے جو مجھے

نہت ملتی ہے وہ اس موت سے کہیں زیادہ اچھی ہے۔

پیرس از بیش تو میدی کہ دندان و در دل افشون اساس چھکے باشد بہشت جاودانی را

نہت : پیرس : مت پوچھ۔۔۔ دندان و در دل افشون : دل میں دانت چھوڑ کر موت منجھو۔

ترجمہ : ہامیدی میں جو بیش ہے تو اس کا مت پوچھ، کیونکہ احتمالی منجھو غم برداشت کرنا گویا بہشت جاودانی کی بنیاد کو مضبوط کرنا ہے۔ یعنی دنیا میں منجھو غم اٹھانے والا یقیناً بہشت میں جائے گا۔

سراسر غمزدہ بابت لاہوری بود و من عمرے بہ معشوقی پرستیدم بلاے آسانی را

نہت : لاہوری : علیے رنگہ والے۔۔۔ پرستیدم : میں پرستش کر رہا۔

ترجمہ : جیسے قہرے سراسر نیکیوں مراد آفت کے حامل تھے آسان نکلا ہے۔ انسان پر نازل ہونے والی مصیبتوں کو آسان سے منسوب کیا جاتا ہے اور میں ایک حرکت آسانی مصیبت کو ایک معشوق کی طرح پرستار رہا۔ محبوب کی آواز و رسانی کو آسانی مصائب جیسا قرار دے کر انہیں مصائب کو انکی محبوبی کی طرف سے کھ کر ان سے دل لگائے رکھا۔

بہ جز سوزندہ اشک، گل نہ گنجید در گہبانم بد آموز عظام پر نہ تلمم مہربانی را

نہت : سوزندہ اشک : جلا رہنے والی چنگاری۔۔۔ نہ گنجید : نہیں سنا۔۔۔ بد آموز عظام : میں غائب کی بری عادت کا بار بار ہوا ہوں۔

ترجمہ : میرے گہبان میں، سوائے جلا رہنے والی چنگاری کے کوئی پھول نہیں سنا، یعنی نہیں سنا سکتا اس لیے کہ (محبوب نے ہر وقت) غائب و سرزدش کر کر کے میری عادت کو ایسی پگڑی ہے کہ اب میں مہربانی کی تپ سی نہیں دے سکتا۔

و لم مجبور و زردشت است غالب فاش می گویم بہ خس یعنی قلم من وادہ ام آذر فشانی را

نہت : زردشت یا زرتشت : پارسیوں یعنی آتش پرستوں کا نظیر۔۔۔ آذر فشانی : آگ برسانے کا فعل۔

ترجمہ : اے غالب میں کہل کر کتا ہوں کہ میرا دل آتش پرستوں کے نظیر زرتشت کا سمجھو ہے، یعنی میرے دل میں جلاؤں کی آگ ہمیشہ ہے۔ میں نے تجھے یعنی قلم کو آگ برسانے پر لگا رکھا ہے۔ دوسرے لفظوں میں میں قلم کے ذریعے اس آگ اجڑے کو ادا سے باہر لاتا ہوں۔

غزل-8

کوکن نقش دوئی از ورق سینہ ما آے نگاہت الف صیقل آئینہ ما

نہت : دوئی : توجہ و محبت کی خدمت۔۔۔ الف صیقل : قدیم میں آئینہ کو بے سے مٹا تھا کہتے ہیں سکندر اعظم نے اچھا کیا تھا۔ جب پانی سے اس پر رنگ لگتا تو اسے پالش کیا جاتا۔ پالش کرنے والے آٹے سے گوا گیری بن جاتی ہے جسے الف صیقل کہا گیا ہے اور الف توجہ کی علامت ہے۔

ترجمہ : خدا سے خطاب ہے کہ تجارے دل سے دوئی کا نقش مٹا دے۔ اے واہیات کہ تجھی نگاہ یعنی توجہ تجارے آئینے کے صیقل کا الف ہے۔ یعنی محبوب حقیقی کی توجہ سے دل میں مودت ہر طرح کے نقص مٹ جاتے ہیں اور توجہ کا نقش اس اہل عالم میں بچھ جاتا ہے۔

وقف تاراج غم تست چہ پیچہ چہ نفل پہجو رنگ از رخ ما رفت دل از سینہ ما

لغت : تدارج: لوث: عارت۔۔۔ پورا ٹکا ہو۔۔۔ نل: چھا ہوا ہلن۔۔۔

ترجمہ : تدارج کیا ٹکا ہو اور کیا ہلن: دونوں تجربے غم کی لوث مار کے لینے وقت ہیں۔ جس طرح تارے چرے کارنگ اڑ گیا ہے اسی طرح تارے چنے سے دل بھی عائب ہو گیا ہے۔ محبوب سے اخلاقی محبت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے غم کی بات ہے۔ بقول حلیفہ۔

زمانے بھر کے غم یا اک ترا غم یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے

چہ تماشا است زخود رفت خویش یوں صورت ماشدہ عکس تو در آئینہ ما

لغت : زخود رفت خویش یوں: تیری خاطر اپنے آپ سے خود رفت ہو جاوے۔

ترجمہ : تیری محبت میں اپنے آپ میں نہ رہا بھی کیا محب بات ہے۔ تارے آئینے میں ہماری صورت بھی تو افسس ہی کی ہے۔ یعنی محبوب کے خیالوں میں اسے خود ہو گا کہ غیش میں اپنی صورت بھی محبوب کی صورت معلوم ہونے لگی ہے۔

عمر بر الفت اغیار چہ تنگ آمد است خوش فرو رفت طبع تو، خوشا کینہ ما

لغت : عمر تنگ آمد: عمر یعنی جگہ یا میدان تنگ ہو گیا۔ اغیار: جمع فیر: رقبہ۔۔۔ فرو رفت: ادب گیا سا گیا ہے۔۔۔ خوشا کینہ: کہنے۔

ترجمہ : ہماری کیا خوش غنتی ہے کہ تارا کینہ تیری طبع میں جگہ ادا سا گیا ہے کہ اس کی بنا پر اغیار کی الفت پر عمر تنگ ہو گیا ہے۔ یعنی تجربے دل میں اس کینے کے باعث اتنی جگہ نہیں رہی کہ کسی دوسرے کی الفت اس میں سما سکے۔

مقتسم زاور اطراف بساط مدیم گوہر از بیضہ عنق است بہ گنجینہ ما

لغت : مقتسم زاور: صاحب قسمت، عزت و مرتبہ والا۔۔۔ بساط مدیم: ہم کا فرش۔۔۔ علقہ: دھڑکے بغیر ایک فرضی پرندہ، چنانچہ کسی چیز کے نہ ہونے کے سلسلے میں کہا جاتا ہے "ملاں چھ علقہ ہو گی"۔

ترجمہ : ہم مدیم کے فرش کے کناروں کے صاحبان قسمت و عزت ہیں۔ تارے خزانے میں جو گوہر ہے وہ علقہ کے اگلے سے ہے۔ فرش کے کناروں سے مرو مرز میں ہے۔ انسان نفی اور مدیم ہے۔ غالب نے علقہ کے حوالے سے یہ بات کی ہے۔

بہت مستان ترا تفرقہ بدر وہلال بارہ مستاب بود در شب آئینہ ما

لغت : تفرقہ: دو چیزوں میں فرق ہونا یا کرنا۔۔۔ بدر: چاندروں کا یا مکمل چاند۔۔۔ ہلال: پہلی کا چاند۔۔۔ شب آئینہ: ہر عین بھٹی کی رات۔۔۔ مستاب: چاندنی۔

ترجمہ : تجربے مستوں کے لینے بدر اور ہلال میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بعد کی رات کو شراب تارے لینے مستاب ہے۔ شراب کی چمک کو چاند کی چمک قرار دیا ہے۔ چاندی کے سبب فراغت ہوتی ہے اور یوں حرفے سے پیش و نکلا کا دور چلا ہے۔

غالب اشب ہمہ از دیدہ چکیدن دارو خون دل بود مگر بارہ رویشہ ما

لغت : چکیدن: ٹپکنا۔۔۔ مگر: شاید۔۔۔ بارہ رویشہ: کل یا کچھ رات کی شراب۔

ترجمہ : اے غالب! ہماری گزشتہ رات کی شراب شاید ہمرا خون دل تھا جو آج رات پوری طرح آنکھوں سے نکلے لگا ہے۔ وقتی سرت و پیش کے بعد طویل رات کا غم مرو ہے۔

غزل-9

سوز عشق تو پس از مرگ عیانست مرا رشتہ شمع هزار از مرگ جانست مرا

نعت : عیانست مرده مجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ رشتہ شمع و شاکہ موسم حق کے اندر ہوا ہے۔

ترجمہ : شمع عشق کا سوز مجھ پر موت کے بعد ظاہر ہوا یا نکلا ہے۔ میری قبر کی شمع کو شاکہ میری مرگ جانست ہے۔ مرید کہ محبوب کے عشق کی گریہ عاشق کے مرنے کے بعد بھی اگلے دل میں قائم ہے۔ جسکی جھل دی گئی ہے کہ شمع سوزا اگلی مرگ جانست سے روشن ہے۔

ی چشم ز طرب در شکن غلوت خویش حلقہ بزم کہ چشم نگرانست مرا

نعت : طرب، خوشی۔ شکن، سدا گوش۔ چشم نگران، مرید بطور دیکھنے والی آنکھ یا چہری طرح حوچہ آنکھ۔ ی چشم، میں نہیں ہاں۔

ترجمہ : یہ کس کا حلقہ بزم میری چشم نگران ہوا ہے کہ میں اپنی عقلی کے گوشے میں خوشی سے پورے میں سادہ محبوب کی بزم کے تصور سے عاشق پر سرت و شلدانی کی ہو کیفیت گزرتی ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔

ہر خراشے کہ ز رشک ختم اندہ بدل در سپاس دم تیغ تو زیانست مرا

نعت : خراش، زخم۔ سپاس، تھکر، شکر ہے۔ دم تیغ، تھواری رھا۔

ترجمہ : ہر زخم یا زخم جو میرے جسم کے رشک سے میرے دل پر لگتا ہے وہ از مہا تھری تھواری رھا کا شکر ہے ہوا کرتے کے لئے میری گویا زبان ہے۔ محبوب عاشق کے جسم پر تھواری چاتا ہے۔ یہ بات عاشق کے لئے باعث لذت اور باعث فخر ہے۔ اس کی یہ خواہش ہے کہ اس کے دل پر بھی محبوب تھواری چلائے۔ تاکہ اس کامل بھی لذت پائے۔

دل خود از تست وہم از ذوق خریداری تست ایں ہمہ بحث کہ در سود و زیان است مرا

نعت : از تست، خریداری ہے۔ سود و زیان، نفع و نقصان۔

ترجمہ : (میرا دل خریداری ہے تو یہ ہمیں دل کے مسئلے میں نفع و نقصان کی بحث میں لگتا ہوں تو یہ بھی میرے ذوق خریداری ہی کے باعث ہے۔ یعنی میرے اس فعل الذوق خریداری سے مجھے لذت حاصل ہوتی ہے۔

جوئے از بارہ و جوئے ز غسل دارد غلہ لب نعل تو ہم این است وہم آن است مرا

نعت : جوئے، عری۔ غسل، شہد۔

ترجمہ : محبت میں ایک عری شراب کی ہے اور ایک عری شہد کی۔ میرے لب نعل میں یہ یعنی شہد بھی ہے اور وہ یعنی شراب بھی۔ عاشق کے لئے محبوب کے سرخ ہونٹ ہر طرح کی لذت کا باعث ہیں۔

چوں پری زانو کہ در شیشہ فروزش آرد روئے خویست بہ دل از دیدہ نمان است مرا

نعت : فروزش آرد، اسے نیچے لاتے یعنی اندارتے ہیں۔ نمان، چھپا ہوا۔

ترجمہ : اس پری زانو کی طرح شیشے میں اندارتے ہیں تھرا خود سورت چو میرے دل میں اس طرح چھپا ہوا ہے کہ وہ میری نگاہوں سے چھپی ہے۔ محبوب سے احتمالی محبت کا حلقہ ہے۔ وہ میری کو شیشے میں اندارتے کے معنی کسی سخت آوی کو دام کرنا ہے

بہ نگ و تازمین افروختن یک دست زور رشتہ امید عیان است مرا

للت : بھگداز، بھاگ دوڑ۔ گسستن : ٹوٹنا۔ انوردا پڑھا پڑھا کیا۔ یک دوست : ہاں ہاں کر۔ سخن : لگام۔

ترجمہ : لگام کے ہاں ٹوٹ جانے سے میری بھاگ دوڑ میں اضافہ ہوا ہے۔ مجھے راستے (یعنی میری محبت میں) رشتہ اسید (اسید کا) مراد اسید میری لگام ہے۔ گھوڑے کی لگام ٹوٹ جانے تو وہ اٹھ دوڑتا ہے۔ مطلب یہ کہ محبت میں تھمید کی وجہ سے عاشق کی محبت میں کوئی فرق آنے کی بجائے مزید اضافہ ہوتا ہے۔

بے خودی : کردہ سبک دوش، فراغت دارم کوہ اندودہ رگ خواب گران است مرا

للت : سبک دوش : غرض، بلا۔ فراغت : فراغت، آرام و سکون۔ اندودہ : غم، دکھ۔ رگ خواب : مولفیر۔ بے خودی : مدوشی، اپنے آپ سے بے خبری۔

ترجمہ : میری بے خودی کے باعث میرا بوجھ (غم کا بوجھ جس کی وجہ سے میں اب سکون میں ہوں) ہٹا ہوا گیا ہے۔ غم کا پہلا میرے لیے کمری خیر کا سبب بنا ہے۔ کمری خیر کا سبب یعنی غم داغودہ سے بھلتا مل جاتا۔

خاربا ازاثر گری رفتارم سوخت منته بر قدم راحروان است مرا

للت : سوخت : جل، یہ جل سکے۔ منته : احسن۔ راحروان : راہروا کی جگہ چلنے والے۔

ترجمہ : میری تیز رفتاری کے نتیجے میں راستے کے کاٹنے میں جلی گئی اور یہ صورت حال چلنے والوں کے تھموں پر میرا احسان ہے۔ یعنی ان کے لیے راستے کی رکھت دور ہو گئی۔

رہود تفتہ در رفتہ بہ آرم غالب توشہ رلب جو ماندہ نشان است مرا

للت : تفتہ : پٹا۔ در رفتہ : زار و زور، ڈوب گیا۔ توشہ : زار و زور، راستے یا سفر کا خرچ۔

ترجمہ : اسے غالب میں ایک ایسا راہروا مسافر ہوں جو شہت کھٹی کے باعث پانی میں ڈوب گیا ہو۔ توشہ کے کنارے پڑا ہوا میرا توشہ میرے وجود کا نشان ہے۔

غزل-10

آشنایانہ کسد خار رہت دامن ما کوئی این بود ازین پیش، بہ چراہن ما

للت : آشنایانہ : واقفان، آشناؤں کی طرح۔ کوئی : تو، گویا دوسرے نظروں میں۔

ترجمہ : تجھے راستے کا خار دامن اس طرح سمجھتا ہے جیسے خار کوئی پرکھنے والا واقف ہو۔ گویا اس سے پہلے وہ ہمارے چراہن میں رہ چکا ہے۔ مراد یہ کہ عشق میں اللہ ہر شے کرنا ہمارے لیے آئی بات نہیں۔ ہم مدت سے اس سے دور ہیں۔

بے تو چون بارہ کہ در شیشہ ہم از شیشہ جداست نہ بود آمیزش جان در تن ما باتن ما

للت : چون : جوں، مانند، مثل۔ آمیزش : ملاط، تعلق۔ شیشہ : سرائی۔

ترجمہ : تجھے ہماری حالت کچھ شرب کی سی ہے کہ وہ سرائی میں ہوتے ہوئے بھی اس سے جدا ہوتی ہے۔ یعنی تجھے ہر شے ہمارا حال یہ ہے کہ ہماری جان، جسم میں ہوتے ہوئے بھی ہمارے جسم سے آمیزش نہیں دیتی، یعنی جیسے جسم میں جان نہ ہو۔

سایہ و چشمہ بہ صحرا دم جیشی دارد اگر اندیشہ منزل نشود رجزن ما

غون جگر ہے جس کے نیچے میں یہ چٹا سرخ ہو گئی ہے اپنی شیریں جالی کی تحریف میں صنعت "حسن ظلیل" سے کام لیا ہے۔

مانہ بودیم بدیں مرتبہ راضی غالب شعر خود خواہش آں کرد کہ گر دو فن ما
لفت : گردن ہو ہو جائے میں جائے۔

ترجمہ : اے غالب ! تم تو اس مقام و منصب (شاعر ہونے پر) راضی نہ تھے۔ خود شاعری نے یہ خواہش کی کہ وہ ہمارا فن میں جائے۔ اپنی شاعرانہ صنعت کو ہمارا سطح بیان کیا ہے۔

غزل-11

نقشے زخود براہ گزرد بست ایم ما بر دوست راہ ذوق نظر بست ایم ما
لفت : عقل بستن : صورت پر نقش ہونا۔ راہ بستن : راستہ کرنا۔ ذوق نظر : اشیاء و نیرا کو دیکھنے کا شوق و ذوق۔

ترجمہ : ہم نے راہ گزرد میں اپنا نقش بٹایا ہے، یعنی اپنی ماضیت و حالت کی یاد گار چھوڑی ہے اور اپنے دوست یعنی محبوب پر ذوق نظر کا راستہ کر دیا ہے۔ یعنی محبوب ہم سے الگ ہے مگر وہ اس کیفیت و حالت کے نقش کی طرف توجہ ہی نہیں دیتا۔

پابندہ خود این ہمہ سختی نمی کنند خود را بزور بر تو مگر بست ایم ما
لفت : محن شلہ : تکلیف۔ بست ایم : ہم نے راستہ کیا یا قصل پیدا کیا ہے۔ بزور : زبردستی سے۔

ترجمہ : اپنے بندہ یا غلام کے ساتھ ان کا سخت سلوک نہیں کیا جاتا۔ کیا ہم نے تجھ سے کوئی زبردستی قصل پیدا کیا یا تجھ سے خود کو دست کیا ہے؟ مراد یہ کہ یہ قصل و رابطہ نگاہ کی طرف سے ہے۔ اس صورت میں کسی ہاتھ والے سے سختی سے پیش آنا مناسب نہیں۔

دل مشکن و دماغ و دل خود نگاہ دار کلین خود ظلم دور و شرر بست ایم ما
لفت : مشکن : مست توڑ۔ نگاہ دار : دھیان رکھنا، ملاحظہ کرنا۔ دور : دھواں۔

ترجمہ : تو ہمارا دل مست توڑ اور اپنے دل و دماغ کا دھیان رکھ کیونکہ ہم نے خود کو محسوس نہیں اور چنگاریوں کا یہ جلا (یعنی دل) ابھلا ہے۔ جو جھج دھو نہیں اور چنگاریوں کا مجموعہ ہو گی اسے توڑنے والے کے دل و دماغ پر اس کا اثر ہو گا۔ اسی حوالے سے غالب نے محبوب سے کہا ہے کہ ہمارا دل نہ توڑو نہ تجھے زحمت ہو گی اور دھواں اور چنگاریوں سے مراد عشق کا درد و غم۔

بر روے حاسداں در دوزخ کشورہ رشک از سر خویش جنت درست بست ایم ما
لفت : کشورہ : کھولا ہے۔ درست : جس کا درد ادا نہ ہو۔ رشک : یہاں مراد حسد۔

ترجمہ : رشک نے حاسدوں کے چہرے پر دوزخ کا درد ادا کھول دیا ہے۔ ہم اپنے لیے درست جنت میں۔ یعنی حاسد ہم سے حسد کے بارے میں رعب ہیں اور ہم اس سے بے پروا تر ہے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بخوبی کی ضرب المثل ہے کہ ہڈیاں طے کی تو اپنے کمرے سے جانے کی۔

فرہان درو تاجہ روانی گرفتہ است صد جاچو نے بیلا کمر بستہ ایم ما
لفت : روانی : روانی یا رلی ہونے کا عمل۔ چو : ہند۔ لے : ہنسی۔

ترجمہ : حیرت و دلاکھنیاں کس حد تک دماغ پذیر یا رلی ہو چکا ہے یعنی اس کے ہر چہ چاہے، چاہتا ہے ہم نے ہنسی کی طرح ہنسیوں جگہ یعنی بکھرتے ہوئے و فریاد کرنا۔ دیکھی ہے۔ مراد یہ کہ مجھے عشق میں ہر وقت ہلے و فربہ کرنا ہمارا طبیعت ہو چکا ہے۔

سوز ترا دواں ہمہ در خوشی عشق گرفت از دلیخ تھمتے بہ جگر بستہ ایم ما

تلف: سوز ترا دواں ہمہ در خوشی عشق کی آگ، جلن۔ دواں: دوح۔۔ حسرت بستن: کسی پر بے جا الزام لگانا۔

ترجمہ: تجھے عشق کے سوز نے ہماری دوح کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیا ہے لیکن ہم نے جگر پر یہ الزام لگایا ہے کہ یہ سارا سوز اور جلن اس میں موجود دلیخ کے سبب ہے۔

گوئی دکاندارو اثر ہم، بما گرائے زین سلوگی کہ دل بہ اثر بستہ ایم ما

تلف: گرائے: قحط ہو۔۔ دل بستن: دل لگانا۔

ترجمہ: میں سمجھتا ہوں کہ دکانیں کوئی اثر نہیں ہے، بلکہ ممکن ہے ایسا ہی ہو، تاہم تو ہماری سلوگی دیکھ کہ ہم اثر پر دل لگائے ہوئے ہیں، یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ دکانیں اثر ہو گئے۔

نکور دواں خوشی چہ خون در جگر کنیم از کوئے دوست رخت سفر بستہ ایم ما

تلف: دواں: جدائی۔۔ رخت: سلان۔۔ خون در جگر کنیم: ہم بے صداقت میں ہیں۔

ترجمہ: دیکھیں اپنے آپ سے جدائی میں ہم کس قدر رخت و دم اٹھاتے ہیں، کیونکہ دوست کے کوہے سے ہم نے سلان سفر بندہ لیا ہے، یعنی دوست کے کوہے سے جارہے ہیں۔ عاشق کے لئے یہ دردناک صورت حال ایسی ہے جیسے وہ اپنے آپ سے جدا ہو رہا ہو۔

ہر جاست نالہ ہمت ماق کرار دوست حزے پہل مرغ بحر بستہ ایم ما

تلف: حق گزار: حق ادا کرنے والا۔۔ حزے: پینہ۔۔ مرغ حز: مرغ کا پر، جو مرغ چھٹا رہا ہے۔

ترجمہ: جہاں کہیں بھی نالہ و فریاد ہے، ہماری ہمت اس لاقی ادا کرنے والی ہے۔ ہم نے مرغ کو کر کے پہلوں پر تعویذ بندہ دیا ہے۔ مرغ بحر (جو مرغ چھٹا تھا) نالہ و فریاد کرتا ہے، اگو نظر بد سے پہلے کے لئے ہم نے تعویذ استعمال کیا ہے۔

از خوان نطق غالب شیریں سخن بود کاین مایہ زلہ ہا زلھر بستہ ایم ما

تلف: خوان: نطق: زبان کا دوسرا خوان۔۔ زلہ: زلہ کی فتح، مراد بجا ہوا کھانا یا مٹھی چیزیں جو عام طور پر لوگ کسی دعوت سے دیکھی ہو کر لے جاتے ہیں۔۔ کاین مایہ: کہ ایسی مایہ یعنی اس قدر ہمت زیادہ۔

ترجمہ: یہ جو ہم نے شیریں سے چار اشیا اس قدر سمیٹ لی ہیں تو یہ سب شیریں سخن غالب کے دوسرا خوان نطق کی بدولت ہے۔ غالب نے بواسطہ اپنی بے حد شیریں جہلی کا دعویٰ کیا ہے۔

غزل-12

در گرد غریت آئینہ دار خودیم ما یعنی زبیکسان دیار خودیم ما

تلف: غریت: پردہاں میں ہو، مسافرت۔۔ آئینہ دار: آئینہ دکھانے والا، اچھلی برائی ظاہر کرنے والا عکس۔۔ دیار: وطن، ملک، شہر۔

ترجمہ: ہم مسافری کے گرد غمراہ میں اپنی عکس ہیں۔ دوسرے نظروں میں، ہم اپنے وطن میں بے یار و مددگار ہیں۔ مسافری کے گرد غمراہ سے مراد سفر کی قیدیں اور تکلیفیں ہیں۔ ظاہر ہے غمراہ پردہاں میں سب غمراہ ہوتے ہیں۔ غالب نے اس صورت حال کے حوالے سے وطن میں بھی اپنے بے یار و مددگار ہونے کا اظہار کیا ہے۔

دیگر زساز بخودی ماصدا بخودی آوازے از گسستن تار خودیم ما
 لغت : دیگر: مزید۔ ب۔ گسستن: ٹوٹ۔ بخودی: بخود سے تلاش کر، مراد توقع نہ رکھ۔

ترجمہ : تو اب ہماری بخودی کے سوازے کسی کو سوز کی توقع نہ رکھ۔ ہم تو اب اپنے تار ٹوٹنے کی آواز ہیں۔ مراد یہ کہ ہم بہت خود فراموشی پوری طرح طاری ہے۔ غالب ہی کے بقول۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی
 از بسکہ خاطر ہوس گل عزیز بود خون گشتہ ایم دہان و بہار خودیم ما
 لغت : از بس کہ: بہت زیادہ۔۔۔ خون گشتہ ایم: ہم خون ہو گئے ہیں۔۔۔ ہوس گل: پھول سے رغبت یا محبت۔۔۔

ترجمہ : ہمیں پھول یا پھولوں سے شدید رغبت و محبت تھی، لیکن پھول پھرتے آئے جس کے نتیجے میں ہم خود غری ہو کر اپنا باغ و بہار بن گئے۔ خون اور پھول اکٹھے یعنی گلاب کا رنگ چونکہ سرخ ہوتا ہے اس لیے یہ کہا کہ ہم اپنا باغ و بہار بن گئے۔ دوسرے لفظوں میں حسرت واپس سے ہم پہ چھٹی ہوئی ہے۔

ماجلہ وقف خویش و دل مانا پر است گوئی اہجوم حسرت کار خودیم ما
 لغت : جملہ: پوری طرح۔ کاکہ: پہاڑ۔ ہوا ہوا۔۔۔

ترجمہ : ہم پوری طرح اور کھلا اپنے ہی لیے وقف ہو گئے ہیں اور ہمارا دل ہماری ہی ذات سے ہے۔ یوں سمجھو کہ ہم اپنے کام کی حسرتیں کاہوم ہیں۔ یعنی زندگی میں بہت کچھ کرنے کی آرزو تھی لیکن بہت دنوں غمی اور غموں حسرتیں نے ہمیں گھیر لیا۔

از جوش قطره بگو سرشک، آب گشتہ ایم اما ہاں بجیب و کنار خودیم ما
 لغت : سرشک: آنسو۔۔۔ آب گشتہ ایم: ہم پانی بنی ہو گئے ہیں۔۔۔ بجیب و کنار: مراد گریبان اور دامن۔۔۔

ترجمہ : دریا یا سمندر میں لہریں اٹھنے سے قطرے ابھرتے ہیں اور پھر سمندر میں مل جاتے ہیں، یعنی اپنے الگ وجود کا بھی اٹھنا کر لینے اور پھر اپنے مرکز اور دامن میں گھو جاتے ہیں۔ غالب اس حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ ہم بھی قطرے کا سا جوش لے کر اٹھیں لیکن آنسو کی طرح پانی پانی ہو گئے، اس یوں سمجھو کہ ہم اپنا ہی گریبان اور دامن ہیں، یعنی ہم میں وہ جوش تو پیدا نہ ہوا البتہ ہم شرمندگی کے باعث اپنے ہی گریبان و دامن میں اٹک کر رہ گئے۔

مشت غبار است پر آئندہ سو ہو یارب! بدر درچہ شمار خودیم ما
 لغت : پر آئندہ: بکھرا ہوا۔۔۔ سو ہو: سو ہو، ہر طرف۔۔۔

ترجمہ : امارا مشت غبار ہر طرف بکھرا چاہے۔ یارب! دیا میں ہم کس شمار میں ہیں۔ یعنی انسانی وجود و ہشت ہماری طرح اور ہر بکھرا چاہے، آخر اس کا مقصد حیات کیا ہے۔ خدا سے خطاب کر کے انسان کے مقصد حیات سے حقیقی اختلاف ہے۔ ہر صاحب فکر انسان کے دل میں یہ خیال و تجسس پیدا ہوتا ہے کہ وہ آخر دنیا میں کس لیے بھٹکا گیا ہے۔

بایں توتی سائلہ بر خویش منت است از شکوہ تو شکر گزار خودیم ما
 لغت : چوں توتی: تھ جیسے۔ سائلہ: لین دین، یہاں مراد تعلق و وابستگی۔۔۔

ترجمہ : تھ ایسے محبوب کے ساتھ تعلق کیا خود اپنے اوپر احسان کرتا ہے۔ سو یہ ہم تھ سے (تجربے سلوک کے بدلے میں) انکے شکوہ کرتے ہیں تو یہ دراصل اہل خدا و اپنا شکر گزار ہوتا ہے۔ محبوب عاشق کی طرف توجہ کرنے کے باعث کے لیے اس سے وابستگی ہی بہت

بکھ ہے۔

روے سیاہ غولیش زخو ہم صفت ایم شمع غموش کلبہ تار خودیم ما

لغت : لغت و ہم نے چھاپایا ہے۔ کلبہ تار: تدریک، جھوپڑی۔ شمع غموش: بھیجی ہوئی موسم ہی۔

ترجمہ : اپنا سیاہ چہرہ ہم نے غولائی ہی ذات سے چھپا رکھا ہے۔ گویا ہم اپنی تدریک، جھوپڑی کی شمع غموش ہیں۔ شمع غموش سے مراد وہاں انسان ہے جو اپنے متعدد حیات کو چارہ کرنے میں دھام رہا اور یہی بات اس کے لئے باعثِ محنت ہے، جسے ”اپنے روے سیاہ کو خود سے چھپانے“ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

در کلمہ راست تار ویا در ہواے او پروانہ چراغ مزار خودیم ما

لغت : در کا راست: ہمیں ضرورت ہے، ہمیں درکار ہے۔ ہواے او: اس محبوب کی خواہش، محبت۔

ترجمہ : ہمیں ہمارے دلدار کی ضرورت ہے لیکن ہم اس کی محبت میں اپنے مزار کا چراغ ہی کر رہ گئے ہیں۔ مزار پر دیا جتنا ایک سرسبز گھر پیش کرتا ہے، اسی طرح اس پر جلتے دلا پروانہ اس حالت میں جلتا ہے کہ وہاں اسے کوئی نہیں دیکھتا۔ یعنی شاعر کے مطابق شمع و محبت میں اس کے جلتے کی کیفیت کچھ ایسی رہی کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔

خاک وجود راست بخون جگر خیر رنجین قماش غبار خودیم ما

لغت : قماش: ریشمی لباس، مکر کاسٹل، درخیز۔

ترجمہ : اہلے وجود کی خاک خون جگر سے گوندھی گئی ہے۔ ہم اپنے غبار کی قماش کی رنجین ہیں۔ قماش غبار سے مراد مٹی کا یعنی خاکی لباس ہے۔ اپنے خون جگر سے اسے رنجین حکاکر لگا لگا اپنے وجود پر اپنی ذات کو خون جگر سے۔ یعنی قماشیں اٹھاکر سنوارا ہے۔

ہر کس خبرز حوصلہ غولیش می دہد بد مستی حریف و خمار خودیم ما

لغت : خمار: نشہ نوشنے کی حالت۔ بد مستی: نشہ خمار کی ضد۔

ترجمہ : ہر کوئی اپنے حوصلہ و محبت کی بات کرتا ہے، یعنی ہر کسی کا حریف اس کے طور طریقوں سے، مطوم ہو جاتا ہے۔ ہم حریف یا رقیب کے لئے بد مستی بھی تو اپنے لئے خمار ہیں۔ غالب نے محبوب سے محبت کے حوالے سے رقیب کی کم عمری اور اپنی مالی عمری کی بات کی ہے۔

تار نگہ جیرو ما سبک گو ہرست رفتار پاسے آبلہ وار خودیم ما

لغت : جیرو: پیچھے پلٹے یا آنے والا۔ سبک گو: سوتیلوں کی لڑکی۔ پاسے آبلہ وار: پاؤں جس پر جھپٹنے سے جھالے پڑ گئے ہوں۔

ترجمہ : اہلے پیچھے آنے والے کی نگہ کا تکرار سوتیلوں کی لڑکی بن گیا ہے۔ ہم اپنے چھوٹے بھروسے پاؤں کی رفتار ہیں۔ چھوٹوں کو سوتیلوں سے تشبیہ دی ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے آنے والا کوئی شخص جب مسلسل اس کے پاؤں پر نگہ رکھے گا تو کچھ ایسی صورت حال ہوگی جسے اس کی مسلسل نگہ تدریک جاننے کی اور وہ جھالے، سوتیلی بن جائیں گے۔ رفتار سے مراد رواہ و تامل چلتا ہے۔

غالب چہ شخص و عکس در آئینہ خیال با خودی شستن یکے و دو چار خودیم ما

لغت : دو چار خودیم: ہم ایک دوسرے کے بائقفل ہیں۔۔۔

ترجمہ : غالب جس طرح آئینہ میں ایک شخص کا عکس اس کے سامنے بائقفل ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں وہ ایک ہی ہوتا ہے اسی طرح آئینہ خیال میں ہم ایک ہوتے ہوئے بھی خود سے دو چار ہیں۔ مراد یہ کہ یہ دنیا جو ایک طرح سے عالم خیال ہے، اس میں جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ گویا ہم ہی سے حقیقت ہے، ہم سے الگ نہیں ہے۔

غزل-13

بہ شغل انتظار موشن در غلوت شبہا سر تاہ نظر شدہ رشتہ صبح کو کھپا
 لغت : موشن : موش یا بادل کی جگہ چاند ایسے چرے والے، صبح : صبح کو کھپنا : ستاروں کی لڑی۔

ترجمہ : راتوں کی غفلت میں صبحوں کے انتظار میں ہماری نظر کا تار ستاروں کی لڑی یا صبح کا دریا گئی گیا۔ ماضی : محبوب کے انتظار میں اپنی رات : انتظار کے گن گن کرنا ستاروں پر مسلسل نظر میں بھار گزار رہا ہے۔ اس کیفیت کو تشبیہ کی صورت میں بیان کیا ہے۔ دیکھ بھی منزل ضرب الخلل کے مطابق : انتظار احمد من صیوت : انتظار موت سے بھی زیادہ شدید ہے۔

ہم سے برگ گل ناقصہ خجتم نہ چنداوی بہار از حسرت فرصت بدعاں می گزرد کجا
 لغت : نہ چنداوی : تو نہ کچھ، کچھ نہ لینا۔ نہ دیکھو، کہیں۔ می گزرد : گاتی ہے، گاتا ہے۔

ترجمہ : یہ نہ بھول کی پتی یا فکر سے بڑے ہیں انہیں کہیں خجتم کے فکر سے نہ کچھ لینا۔ یہ دراصل مزید صلت نہ ملنے کی حسرت میں موسم بہار : دماغ سے اپنے ہونٹ کاٹ رہا ہے۔ موسم بہار کے اختتام پر دوس پڑا شروع ہو جاتی ہے۔ غالب نے صنعت تخییم (Personification) نیز صنعت صن فطیل سے کام لے کر یہ کیفیت بیان کی ہے۔ دماغ سے ہونٹ کاٹنا استعلا حسرت اور درد فم کے باعث ہے۔

بہ خلوت کلام رنگ "لا" زوم خوزرا ستوہ آمد دل از رنگار غوغائے مطلبہا
 لغت : کلام : مثنوی، رنگ : کریم۔ "لا" : نہیں، مراد : لا۔ ستوہ آمد : تھک دواؤں آگیا ہے۔ مطلبہ : مع مطلب، افراط، غوغائیں۔

ترجمہ : میں نے خود کو "لا" کے عمر کے مثنوی کے گوشہ غفلت میں داخل دیا ہے، اس لیے کہ غوغائیں و افراط کے شور و غوغا کے ہنگام سے دل تھک آگیا ہے۔ مطلبہ کہ انہوں کی غوغائیں جتنی کم ہوں گی، اتنے سے زیادہ سکون و قرار میری رہے گا۔

کند گر فکر تعمیر خرابی ہائے گردوں نیلبد خشت مثل استخوان بیروں ز کجاہا
 لغت : گردوں : آسمن۔ خشت : خشک۔ استخوان : ہڈی۔ کجاہ : مع غالب، زعلی، جسم۔

ترجمہ : اگر آسمن ہماری در افتادہ بیداریوں کی تعمیر کی فکر کرتا ہے تو جس طرح جسموں سے ہڈی ہار نہیں نکلی، بالکل اسی طرح اسے اس تعمیر کے لیے خشک نہیں ملے گی۔ ایک طرح اپنی استعلا بیداریوں کی بات کی ہے جن کا طعن آسمن کے پاس بھی نہیں ہے۔

خوشا بے رنگی دل دستگاہ شوق را تاہم نمی بلدہ بخوش این قطروہ از طوفان مشربا
 لغت : خوشا : بہت خوب، کیا کہنے۔ دستگاہ شوق : عشق کا سرایہ۔ نمی بلدہ : نہیں پورا نہیں آتا۔ مشرب : مع مشرب، مسک۔

ترجمہ : اپنے دل کی بے رنگی کے کیا کہنے، میں سرایہ شوق پر تاز کرتا ہوں کہ یہ قطروہ (یعنی دل) مسکوں کے طوفان سے اپنے آپ میں نہیں پورا کر نہیں کرتا۔ اگر لوگ اپنے مسک پر فائز ہوتے ہیں، حالانکہ اصل بات محبوب حقیقی سے عشق ہے۔ غالب نے کسی بھی مسک سے اپنی عدم راہگی اور عشق حقیقی کو اپنے لیے بہت افسار باندھنے سے اسے ایک سرایہ قرار دیا ہے۔

ندارد حسن در ہر حال از مشاکلی غفلت بود نہ بندی خطہ سبزہ خطہ در تہ بہا

لغت : برتن، سرو پندرہ کر۔ پوالموس، حلیس، لالچی، سوار رقیب۔ رولہ: چراتا ہے۔ آسوز: سکھانا ہے۔

محبت پوش کش: بچی محبت کرنے والے کو مارنے والا۔

ترجمہ : اس رقیب کے ہاتھوں میں وہ نفس بند کر کے محب ہو محبت پوش یعنی بے عاشق کو توڑنا ہے لیکن میرے جیسے بے عاشق کی باتیں اور احکام چرا کر دشمن یعنی رقیب کو سکھانا ہے۔

بت مشکل پسند از ابطال شیدہ می رنجد بگوئیدش کہ از عمر است آخر بے وفائی با

لغت : ابطال: گھٹایا۔ می رنجد: ناراض ہوتا ہے، برہم ہوتا ہے۔ شیدہ: وحش، انداز۔ بگوئیدش: اس نے کہو۔

ترجمہ : مشکل پسند بت یعنی محبوب و دوستوں کے طور طریقوں کو گھٹایا قرار دیتے ہوئے ان سے برہم ہو آیا انہیں پسند کرتا ہے۔ اس سے کہو کہ یہ جو توبہ و فحاشیاں کرتا ہے تو ان میں کون سا ناپاکیاں ہے، آخر جو ایہ طریقہ تو ایک مدت سے جاری ہے اور اس بنا پر اس میں براہین کا ابطال ہے۔

نشد روزے کہ سازم طرہ اجزائے گریباں را بدستم چاکا چون شانہ ماند از غار سلیبا

لغت : سازم طرہ یعنی طرہ سازم، میں گھماتا ہوں۔ چاکا: جمع چاک، پھلے ہوئے۔ شانہ: کھٹکی۔ غار سلی: جمع غار سلی، کھجور۔

ترجمہ : مجھے کوئی دن ایسا نصیب نہ ہوا کہ میں اپنے پھلے ہوئے گریباں کے کھول کو طرہ کی صورت دے سکوں اپنا پھل ہوا گریباں، جو عشق میں شدت کی علامت ہے، ہی سکھ چنانچہ میرے ہاتھ میں میرے گریباں کے چاک انہی غار سلیوں یعنی محبت میں شادی کے جب ہاتھ اس طرح دو گئے جس طرح کھٹکی کے دھانے ہوں۔ (شانہ سے مراد اس کے دھانے ہیں)

نیزوم انقلاط وزد و ریزن، بے نیازی میں مقام را بخارت دادہ اند از غار انیبا

لغت : نیزوم: نہ اوزم، میں اس قتل والا کئی نہیں ہوں۔ بخارت دادہ اند: انہوں نے لٹا دیا ہے۔ غار انی: بیکار و فضول چیزیں۔

ترجمہ : ذرا بے نیازی ملاحظہ ہو کہ میں چور اور غیرت کی بھی توجہ کے لائق نہیں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے میری حق کو بامقاصد انکھیا کچھ کر لیا ہوا ہے۔

بدوز رستخیز از جنبش خاکم بر آشوبی تو و یزدوں چہ سازد کس، بدیں صبر آزما انیبا

لغت : رستخیز: قیامت۔ بر آشوبی: تو بھلاٹھے گا۔ تو و یزدوں: تجھے خدا کی قسم۔ چہ سازد: کیا واقعت کرے، نہا کرے۔

ترجمہ : قیامت کے روز جب میری مود خاک میں حرکت پیدا ہوگی تو اسے محبوب تو بھلاٹھے گا، براہم ہو گا۔ اب تجھے خدا کی قسم تو ہی جانتا اگر کب تک کوئی اس صبر آزمائی سے نہا کرے گا۔ یعنی زندگی بھر تو بخیر بے وفائیاں پر صبر کیا اب قیامت کے روز بھی تیرا ایسا رویہ کہ کر برداشت ہو گا۔

کدوئے چوں زسے یا، ہم چنل بر خویشتن پالم کہ چند ارم سر آمد روز گار بے نوا انیبا

لغت : کدوئے: ایک کدو یعنی پتا پتال۔ بر خویشتن پالم: میں خود میں پہلے نہیں مانا۔ سر آمد: ختم ہو گیا۔

ترجمہ : جب کبھی مجھے شراب کا ایک پیالہ میرا آجاتا ہے تو میں خوشی سے پہلے نہیں مانا کہ کدو میں یہ کھتا ہوں کہ میرا کبھی بے نوائی اور مفاسد کا درد ب ختم ہو گیا ہے۔

چہ خوش باشد دو شاہد را بہ بحث ناز و چیدان نگہ در نکند ز انیبا نفس در سرمہ سلیبا

لغت : شاہ: حسین، مشوق۔ بچپن: اہمیت۔ نکو زائیا: نئے نئے کچھ بچے اکٹھے۔ سرور سلجھا: سرور کے سے انداز۔
ترجمہ : وہ سوچ کس قدر ہمت سرت ہو گیا ہے جب وہ عینوں کو بازو دارا سے حلق بھٹ میں الجھا دیا جائے۔ اس سوچ پر ان کی نگاہیں
ہم کیا کیا نکو آفریں کرتی ہیں اور ان کے سانس ڈانکھوں میں کیسی دکھائی دیتی ہے۔ (آنکھوں میں سرور لگا ہوا تو ان کی دکھائی بڑھ جاتی ہے۔)
خمن کویت: مراہم دل بہ تقویٰ مائل است اما زنگ زاہد افقوں بہ کافر ماجرا ایہا

لغت : خمن کویت: خمن کویت، محقق کر فریجیر۔ تقویٰ: زہد، بیزار نگاری، کافرا برائی۔ کافروں کے سے طور طریقے
ترجمہ : محقق یہ ہے کہ دل تو میرا بھی تقویٰ کی طرف مائل ہے لیکن زاہد یا اہل کے چہندہ کردار نے مجھے کافروں کے سے طور طریقے
اپنے پر مجبور کر دیا ہے۔ زاہد اور ملائیں کے طرز عمل نے ہر صاحب شعور کو مذہب سے دور کیا ہے، چنانچہ اکثر شعرا کے یہاں ان سے
حلق در عمل نظر آتا ہے۔ بقول اقبالیؒ

زاہد نگ نظر نے مجھے کافر جانا اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں
عالمی کا ایک مصرع ہے۔

کافر تقویٰ شد ناچار مسلمان شو (تو کافر نہیں ہو سکتا تو مجبوراً مسلمان ہو جا)
بقول حافظ:

زاہدان کلین جلوہ بر مخراب و مضیری کنند چون خلوت می روند آن کار دیگر می کنند
یہ زاہد حضرات اور مخراب و مضیری کہلاتے ہیں، جب خلوت میں جاتے ہیں تو وہاں یہ کام کرتے ہیں۔

ترجمہ : اگر بصورت از گدایاں بودہ ام غالب بدار الملک معنی کی کہ ہم فریاد روایہا

لغت : ترجمہ میں ناراض نہیں ہو گیا میں غالب۔ دار الملک: پادشاہت، دار السلطنت۔ معنی: ہاں، روحانیت اور مضمون آفرین
شاعری۔

ترجمہ : غالب اگر میں ظاہری طور پر باصورت سے گدا گداؤں میں سے نظر آتا ہوں تو کوئی بات نہیں، میں اس کا ہا نہیں مانتا کہ ہم معنی کے
دار السلطنت میں میں فریاد روایاں کر رہا ہوں۔ (اس سے ظاہر کیا واضح ہو گیا ہے کہ غالب نے شاعری میں اپنے بلند مقام کی بات کی ہے)

غزل-15

جان بر تکیہ اسے دل پہنکے ستم را از سینہ ریز پیروں مانند تیغ دم را

لغت : بر تکیہ: برداشت نہیں کرتی۔ ریز: گرا کر لوٹے، نکل۔ دم: سانس، تھکد کی دھڑل۔

ترجمہ : اسے دل جان اب ہنگام ستم کو برداشت نہیں کرتی تو جس طرح تھکد کی دھڑل باہر نکالتے ہوئی ہے تو بھی اسی طرح اپنے سینے
سے دم سانس باہر نکل دے، خود کو ختم کرے تاکہ ستم سے جان بچوے۔

ازدشت بدوئم، بگر غم دروئم آمیزش غریبے باشد ہوش دم را

لغت : ازدشت بدوئم: صیری یا ہوا کا گھر کی دھڑل۔ آمیزش غریبہ: ایک عجیب قسم کی آمیزش ملائت۔ دم: گریہ، دوا۔

ترجمہ : تو میری اجہری یعنی چہرے پر لہلاؤں وحشتی سے میرے دل غم کا اندازہ لگائے (میرا یہ چہرہ جتنی چہرہ دیکھ کر ہی پتہ چل جائے گا کہ میں کتنا غم زدہ ہوں۔) یہ گویا ہوش اور رم کی ضد ہے اور وہ میں محبوب طرح کی آمیزش ہے۔

گویند می نوسد قائل برات خیرے یارب شکستہ باشد برنام ما قلم را
لغت : برات خیرے: نیک کام روزِ مسافری۔ یارب: اللہ کرے۔

ترجمہ : سنا ہے قاتل یعنی محبوب نے اپنے چاہنے والوں کی قتل کرنے سے ہاتھ اٹھایا ہے اور اس سلسلے میں وہ سبھی بے گناہ رہا ہے۔ اللہ کرے جب اہلِ ایمان آئے تو اس کا قلم ہی ٹوٹ جائے۔ یعنی ایک عاشق کے محبوب کے ہاتھوں قتل ہو گا وہی خوشی اور بے غمی کی بات ہے۔

بے وجہ در رہت نیست از پانگون من بریدہ می نشام در ہر قدم قدم را
لغت : از پانگون: از پانگون، پاؤں سے گریہ زمین پر کرے۔ می نشام: میں دکھاتا ہوں۔

ترجمہ : میں جو تجھے راستے میں گر کر جا رہا ہوں تو یہ بے وجہ نہیں ہے۔ در حقیقت میں ہر قدم پر پاؤں اٹھوں پر دکھ رہا ہوں۔ محبوب جس راہ سے گزر رہا ہے عاشق کے لیے وہ ایک طرح سے عذاب ہوئی ہے، اس لیے وہ پاؤں سے چل کر اس کی بے ادبی نہیں کرنا چاہتا۔

سو گند کشتنم خورد، از غصہ جان سپردم کرام ز بے نیازی خوں در جگر قسم را
لغت : سو گند: قسم۔ کشتنم: مجھے مار دے قتل کرے۔ غصہ: کھلی، ادا۔

ترجمہ : اس کا محبوب نے میرے قتل کرنے کی قسم کھلی اور میں نے غم و اندوہ میں جان دے دی۔ میں نے بے نیازی سے اس کی قسم کو جگر میں خون کر لیا۔ قسم اس کے لیے عذاب ہوئی۔ یعنی اس سے پہلے کہ قتل کرنے کے لیے وہ مجھے ہاتھ لگاتا تھا میں نے اسے اس کا سر قحطی میں دیا، غوری جان دے دی۔

ورنامہ تا نبشتی بر من نوید قتلے در دل چو ہو رقیق جا دادہ ام رقم را
لغت : نبشتی: نوشتی، لکھت۔ نوید: خوشخبری۔ جو رقیق: کھوار کی پنک، کٹ۔ رقم: حق۔

ترجمہ : جب سے (اے محبوب) اتنے اپنے غلام میں مجھے میرے قتل کی خوشخبری سنائی ہے، میں نے تمہاری اس حق کو دل میں اس طرح سو لیا اور جذب کر لیا ہے جس طرح کھوار کی پنک اس میں سولی ہوئی یا اس کا حصہ ہوئی ہے۔

بیداد گرندارد سواپنہ قواضح تیخت برسم یغرا انا روادہ غم را
لغت : بیداد گر: ظالم، حتم وصال دہا۔ قواضح: عاجزی، اذیت۔ برسم یغرا: ٹوٹ مار کے بل طور پر۔ انا: جھکاؤ، عاجزی، کامیاز۔

ترجمہ : حتم کر افسار کی دولت سے محروم ہوتا ہے (اس میں عاجزی نہیں ہوتی) اس لیے محبوب یہ تو تجری کھوار میں غم ہے تو یہ دراصل ادا ہی غم ہے جو اس نے یغرا کے طور پر ہم سے اڑا لیا ہے۔

کاشانہ گشت ویران، ویرانہ دل کشار ویرانہ و درنازد زدا نیان غم را
لغت : کاشانہ: گھر۔ دل کشار: دل کو زیادہ بھانے والا۔ زدا نیان: زدا نیان، جمع زدا نی، غم کے قیدی، غم کے مارے ہوئے۔

درنازد: زدا نیان میں ہے۔

ترجمہ : اپنا گھر تو ویران ہو گیا ہے جبکہ وہ زدا نیان میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غم کے قیدی ہیں کو درد و اندوہ اس میں آئے۔ یعنی حالت غم میں وہ ہر جگہ میں میں تک سمجھتا ہے کہ وہ محروم ویرانوں کی راہ لیتے ہیں جس کی اس سے انہیں تسکین حاصل ہوئی ہے۔

مانند خار زارے کاٹش زند و دے سوزد زخم خویست اجزائے ناله ہم را
 لغت : خارزار: وہی جگہ جہاں بہت گائے ہوں۔۔۔ زخم خویست: تھری ملوث و طبع کے خوف سے۔۔۔ ہم را: ایک دوسرے کو یا پوری
 طرح۔۔۔

ترجمہ : جس طرح کسی خارزار کو آگ لگلی جاتی ہے (جس کا گئے قسم ہو جائیں) اسی طرح تھری تھری خلی کے خوف سے خار و فریاد کے اجزا
 پوری طرح جل جاتے ہیں۔ یعنی محبوب کی آنکھیں حلائی سے ماضی کا خوفزدہ ہو جاتا ہے کہ وہ خار و فریاد کی جڑوں ہی نہیں کر سکتا۔

در مشرب حریفان منعت خود نمائی بگر کہ چون سکندر آئینہ نیست جم را
 لغت : مشرب: مریض۔ ہم مل بیٹھ کر پینے والے دوست احباب۔۔۔ سکندر: سکندر اعظم جس نے آئینہ ایجاد کیا وہ لوہے سے تیار
 ہوا تھا اسے اس نے سرحدوں پر لگا دیا تاکہ دشمن کی آمد کا پتہ چل سکے، گویا یہ دنیا کا اولین ردوار تھا۔ جم: جمعہ، ایرانی بادشاہ جس نے
 ایسا جام ایجاد کیا جس میں آنکھ کے حالات نظر آتے تھے، گویا یہ بھی پیشے کی ایک قسم تھی۔۔۔

ترجمہ : حریفوں کے مسلک میں خود نمائی منع ہے۔ دیکھ لے کہ جم کا آئینہ سکندر کے آئینے جیسا نہیں ہے۔ سکندر کے آئینے میں اپنا چہرہ نظر
 آتا تھا یہ گویا خود نمائی کا اعتبار تھا جبکہ جام جم میں یہ بات نہ تھی۔ حریفوں سے مراد ہم مل بیٹھ کر کھنگرنے والے بھی ہو سکتے ہیں۔ اس شعر
 کے دونوں حوالوں سے متلی لینے چاہئے ہیں۔

زاہر ممتاز چندیں زہارم ارگستی از جہہ ام نذر دد کس سجدہ ضم را
 لغت : ممتاز: ست، فخر، کرامت، اکڑ۔۔۔ زہار: دھماکا جو چند آواز چھا لگے میں ڈالے رکھتے ہیں۔ اسے خبیث کہتے ہیں، کھڑکی طاعت۔۔۔
 جہہ: پوشائی۔۔۔

ترجمہ : اسے زہر تو لے اگر میرا زہار توڑی دے تو اپنے اس عمل پر مت اکڑا اٹھے کہ کوئی بھی میری پوشائی سے قسم کو کہے ہوئے سجدوں
 کا انہیں نہیں پڑا سکتا یعنی میں حاکم مہلت میں ظاہری نشان زہار کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس اہمیت کا تعلق دل سے ہے۔

لنگے نماند بقی از فرط گریہ غالب بے رسید و گوئی از دیدہ شست نم را
 لغت : فرط گریہ: رونے، گریہ و زاری کی کثرت۔۔۔ بے: بے، ایک مثل، طوفان۔۔۔ شست: دھوا۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب از فرط گریہ سے آنکھوں میں ایک انگ نک نہیں رہا میں سمجھ کر کہ ایک طوفان آیا اور اس نے آنکھوں سے نمی کو دھو
 ڈالا (یعنی وہ ہمارے گیدہ استغنی غم زندگی کا اعتبار ہے۔

غزل-16

من آن نیم کہ دگری توای فریفت مرا فربہش کہ مگری توای فریفت مرا
 لغت : دگر: دوبارہ، فریب۔ اب:۔۔۔ توای توای فریفت: ملا مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔۔۔ فربہش: میں اسے دھوکے میں رکھتا ہوں۔۔۔
 ترجمہ : میں اب نہیں رہا کہ مجھے مزہ فریب دیا جاسکتا ہے۔ یہ تو میں محبوب کو فریب دے رہا ہوں کہ مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔ یعنی محبوب
 کے فریب میں بھی ماضی کے لئے سرت کا سامان ہے۔

بحرف ذوق نگہ ی توای رود مرا بوم تب کمری توای فریفت مرا

لفت : ی توں رو د مراد: مجھے اپکا پاسکا بنی میرا دل موہ لیا پاسکا ہے۔۔۔ تپ کرو کر لاف۔۔۔

ترجمہ : دونوں لڑکیاں بات سے میرا دل موہ لیا پاسکا ہے اور کمر کی تپ کے دم سے مجھے فریب دیا پاسکا ہے۔ محبوب کی پہلی کمر کو دکھائی کی مال سمجھا جاتا ہے۔ ایک شاعر کے نزدیک تو سطر ہیں۔

منم سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کھلی ہے؟ کس طرف ہے اور کدھر ہے؟
ذکر مل بکھلی می توں گھنڈ مرا زشاخ گل بہ شہری توں فریفت مرا

لفت : مل: شراب۔۔۔ بکھل: کھلی میں، شک میں۔۔۔

ترجمہ : شراب کے ذکر سے مجھے وہم و گھبراہٹ میں ڈالا پاسکا ہے یعنی یہ کہ میں نے پی رکھی ہے اور کسی شاخ گل سے مجھے بھل کا فریب دیا پاسکا ہے۔ یعنی ان دونوں لڑکیوں میں چونکہ اس کے لیے کشش کا سلسلہ ہے اس لیے ان کا ذکر بھی اس کے لیے بھٹ کشش میں جاتا ہے۔

ز درد دل کہ بہ افسانہ در میاں آید بہ نیم جنبش سری توں فریفت مرا

لفت : نیم جنبش سزا سر کو دارا ساہلار۔۔۔

ترجمہ : افسانہ یعنی محبت کی بات کہتے کرتے جو درمیان میں درد دل کا ذکر آجائے تو محض ذرا سہرا کر ہی مجھے فریب دیا پاسکا ہے۔ یعنی سختے والا محبت کی بات میں کہ معمولی سا بھی سہرا دے تو میں گھبر لوں گا کہ اسے درد دل کا احساس ہے۔

سوز دل کہ بہ واگویہ بر ذہن گذرد بہ یک دو حرف حذر می توں فریفت مرا

لفت : واگویہ: دوبارہ بات کرنا۔۔۔ حذر: بچاؤ، ڈر۔۔۔

ترجمہ : سوز دل کے بیان سے، جو ہنگامہ نہایت پر آجائے، مجھے ”ڈر“ بچاؤ کے ایک دو لفظوں سے فریب دیا پاسکا ہے۔ یعنی ایسی بات (سوز دل) است کہ۔

من و فریفتگی، ہرگز آن محل اندیش چرا فریفت اگر می توں فریفت مرا

لفت : فریفتگی: فریفت ہو کر محو کہنا۔۔۔ آن محل اندیش: وہ یعنی محبوب جو محل کا سوا کچھ ہے۔۔۔ ہرگز: کبھی نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ : میں اور دھوکے فریب میں آجوں؟ نہ ہرگز ایسا نہیں۔ تو اگر مجھے فریب دیا پاسکا تو اس محل کا سوا کچھ کی کو مشعل کرنے یا سوچنے والے نے مجھے کیوں فریب دیا۔ مراد یہ کہ محبت اور فریفتگی لازم و ملزوم ہیں۔

خند تک جز بہ گرائش کشلو نپذیرد ازد بزم بگر می توں فریفت مرا

لفت : خند تک: تیرے۔۔۔ گرائش: اس کا میلان یعنی توجہ۔۔۔ کشلو نپذیرد: کھانا قبول نہیں کرتا یعنی کلن سے نہیں لگا۔

ترجمہ : جب تک محبوب کی توجہ و اعتناء ہو تیرا کلن سے کل ہی نہیں سکتا۔ بھر بھی یہ کہ کر کہ ”تیرے گئے سے تو سدا بگر بزم آگیا ہے“ مجھے فریب دیا پاسکا ہے۔

زیادہ ٹھکان نامہ بر خوشم کہ ہنوز بہ آرزوے خبر می توں فریفت مرا

لفت : زیادہ ٹھکان لوٹ کر نہ آتا۔۔۔ آرزوے خبر: مراد محبوب کی طرف سے کوئی اچھی خبر کی آرزو یا توقع۔۔۔

ترجمہ : نامہ بر (جو میرا خطا محبوب کے پاس لے کر گیا تھا) کے لوٹ کر نہ آنے میں خوش ہوں کہ ابھی کسی اچھی خبر کی توقع سے مجھے فریب دیا پاسکا ہے۔

شب فراق عمارد سحر دلے یک چند بہ گفتگو سے سحری توں فریفت مرا
 لغت : یک چند : یک دہ کے لئے۔۔۔ سحر : صبح۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ شب فراق کی سحر میں ہوتی رات فراق کے جب رات بہت طویل معلوم ہوتی ہے تاہم کچھ دیر تک لئے صبح کی بات کر کے مجھے قریب جاسکتا ہے۔ (یعنی صبح ہو کر)

نکلان دوست ندائیم جزا میں کہ پروہ دراست ز در ہمدردان در می توں فریفت مرا
 لغت : نکلان : علامت ہے۔۔۔ پروہ : دریا پر پھانسلے والا۔۔۔ ہمدردان : ہمدرد۔۔۔

ترجمہ : مجھے نکلان دوست کی کچھ فراموشی کچھ یاد نہیں سوائے اس کے کہ وہ پروہ در ہے۔ چنانچہ ہمدردان سے (ہمدردان سے) کی بات کر کے مجھے ہمدردان در کا قریب جاسکتا ہے۔

گرسنہ چشم اثر عیسم کہ در روید بہ کیسے نظر می توں فریفت مرا
 لغت : گرسنہ چشم اثر : عیسم جو محبت میری نظروں کے اثر کا ہو گا کہ یعنی ترس رہا ہو۔۔۔ کیسے نظر : نظر کا کسیر ہو۔۔۔

ترجمہ : میں نظروں کے اثر کا ہو گا نہیں ہوں تاہم دیدار کی رو میں نظر محبوب کے اکسیر ہونے کی بات کر کے مجھے قریب جاسکتا ہے۔

سرشت من پوداں، ورنہ آں نیم غالب کہ از وفا بہ اثر می توں فریفت مرا
 لغت : سرشت : فطرت، طبع۔۔۔

ترجمہ : میری ذات فطرت ہے کہ میں وفا کو سوش پاتا ہوں، ورنہ اسے غالب میں ایسا نہیں ہوں کہ مجھے یہ کہہ کر قریب جاسکتا ہے کہ وفا میں اثر ہوتا ہے۔

غزل-17

زمن گرت نبود پاور انتظار، بیا بہانہ جوی مہاش و ستیزہ کار، بیا
 لغت : گرت : اگر تھے۔۔۔ پاور : نہیں۔۔۔ بہانہ جوی : بہانے تلاش کرنے والا۔۔۔ مہاش : ستیزہ کار، توراہ بھڑا، لڑتے، بھڑکتے۔۔۔

ترجمہ : میں حیرت انگیز میں ہوں۔ اگر تھے اس کا نہیں نہیں ہے تو آہور دیکھ لے۔ اس ضمن میں بہانے مت تلاش کر، بے شک دشمنی، ٹھنڈے ٹھنڈے کا طور اپنا کر۔

بیک دو شیوہ ستم، دل نمی شود خرسند برک من کہ بے ملان روزگار بیا
 لغت : شیوہ : انداز، طریقہ، طرز۔۔۔ خرسند : خوش۔۔۔ برک من : تجھے میری موت کی قسم۔۔۔

ترجمہ : میرا دل تجھے دو ایک انداز ستم سے خوش نہیں ہو کہ تجھے میری موت کی قسم تو اس طے میں دلتے، بے ملان لے کر آ۔ یعنی خوشی بھر کر تجھے ہم کر۔

بہانہ جو ست در الزام دہی شوق کچے بر غم دل نامیدوار بیا

لغت : مدی : دعوہ اور رقیب۔ شوق : حیرا مشق۔ برہنہ : برہنہ خلاف۔

ترجمہ : ہمارا دل تجھ نے مشق میں رقیب پر الزام دھرنے کے بدلے سچا رہتا ہے یعنی یہ کہ رقیب تجھے ہماری طرف نہیں آنے دیتا تو بھی یاد رکھنا کہ اس امید دل کی اس سوچ کے برعکس آ۔ غالب ہی کے بقول :

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا آپ آتے تھے مگر کوئی عیاں گیر بھی تھا

ہلاک شیوہ حاکمین بخواد مستل را عیان گشت تر از پایو نوبار بیا

لغت : حاکمین : دیدہ، فرید، خوش۔ خواہ : مت چاہ۔ عیان گشت : بہت فاش ہوئی لگام۔ یعنی نیا، نیا۔

ترجمہ : تو اپنے مسخوں یعنی عاشقوں کے لئے یہ مت چاہا مت پسند کر کہ وہ تجھے شیوہ حاکمین کے نتیجے میں ہلاک ہو جائیں۔ تو نوبار کی ہوا سے بھی زیادہ تجزی کے ساتھ آ۔ لگام ٹوٹ جائے تو گھوڑا سمیت دوڑنے لگتا ہے۔ مراد یہ کہ غور، خوش، پھر زور ان معنی کی طرف تجزی سے آخر تجھے مشق میں مست ہیں۔

زما گستی و با دیگران گرو بستی بیا کہ عہد وفا نیست استوار، بیا

لغت : گستی : تو نے توڑا۔ گرو بستی : مدد و حمایت۔ استوار : حکم، مضبوط۔

ترجمہ : تو نے ہم سے تو بے ایمانی و وفا توڑ لیا اور دوسروں یعنی رقیبوں کے ساتھ یہ عہد باندھ لیا۔ آ کہ تو ہماری طرف آئی کہ عہد وفا کوئی حکم مدد نہیں ہے۔ مراد یہ کہ اگر ہم سے یہ عہد توڑ لیا ہے تو رقیبوں سے بھی توڑا جاسکتا ہے۔ کوئی بات نہیں تو ہماری طرف آ۔

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد ہزار بار بعد صد ہزار بار بیا

لغت : وداع : جدائی، فراق۔

ترجمہ : فراق اور وصل دونوں میں اپنی اپنی ایک لذت ہے۔ تو ہزار بار یہ یعنی میں فراق سے دو بار کر اور لاکھ بار آ۔ ظاہر ہے وصل کی لذت، فراق کی لذت سے کہیں بڑھ کر ہے اسی لئے اس کے واسطے لاکھ بار کہا۔

تو طفل سادہ دل و ہشیش بد آموز است جتناہ مگر نہ توکان دیدہ بر مزار بیا

لغت : سادہ دل : مصوم، بھولا بھلا۔ ہشیش : مراد رقیب۔ بد آموز : بڑا اٹنی اٹنی سیدھی سیکھنے والا اور نکلنے والا۔

ترجمہ : تو ایک بھولا بھلا بچہ ہے (اس بچے کی طرح ہے) اور رقیب تجھے (ہمارے بارے میں) اٹنی سیدھی غیباں چھا رہا ہے، یعنی ہمارے خلاف ورہم رہا ہے۔ سو اگر تو ہمارا جتناہ نہیں دیکھ سکا تو کم از کم ہمارے حواری پر ہی آ جا کہ نگہ ہماری موت تجھ سے حقیقی کا نتیجہ ہے۔

فریب خوردہ لازم، چمانی خواہم یکے بہ پیش جان امیدوار بیا

لغت : چہا : چہ کی جمع، کیا کیا۔ پیش : پوچھنے کا فعل، مل احوال پوچھنا۔

ترجمہ : میں ناز و ادا کا فریب خوردہ یعنی مارا ہوا ہوں، میں کیا کیا نہیں چاہتا یعنی میری بہت سی آرزوئیں ہیں تو ہماری امیدوار جان کا حال احوال تو پوچھ آ۔ مراد یہ کہ تو آئے گا تو تجھے ہماری خواہشوں کا علم ہو جائے گا۔

زخوئے تست نہاد کلپ نازک تر بیا کہ دست و دلم ی رود ز کار بیا

لغت : نہاد : بنیاد، اصل۔ کلپ : صبر۔ از کار رفتن : بیکار ہو جانا۔

ترجمہ : میری نواکٹ طبع کے انھوں ہمارے صبر کی بنیاد بہت ہی نازک ہو گئی ہے۔ تو آ کہ تجھ سے اس مدد کے باعث میرا دست و دل بیکار ہو کر رہ گئے ہیں۔

رواج صومہ ہستی است زہار موہ متاع میکہ مستی ست ہوشیار بیا
 لغت : صومہ : گرچہ مہارت خللہ خالکہ۔۔۔ ہستی : مراد غری، تکبر۔۔۔ زہار : خوردار، اونچے۔۔
 ترجمہ : خالکہ یا خالکہوں میں غور و تکبر کا رواج ہے، دیکھو اور مست چاہو (ہرگز اور جہ جہ) جبکہ میکہ کی دولت و سرمایہ "مستی" ہے
 وہاں ذراچ کناہو کر آ۔ مطلب یہ کہ میکہ میں آنے کے لیے علیٰ غری کی ضرورت ہے۔

حصار مانیختے گر ہوس کنی غالب چو ما بہ حلقہ رندان خاکسار بیا
 لغت : حصار : چاروں اطراف پر بندھنا۔۔۔ مانیختے : ایک یا کئی قدر سناحتی و خیریت، سکون۔۔۔ رندان خاکسار : غور و تکبر سے پاک دند۔۔
 ترجمہ : اے غالب ! تجھے اگر کسی مہارت کے قلعے کی خواہش ہے تو تھاری طرح رندان خاکسار کے طبقہ میں آجا۔ مراد یہ کہ ایسے رندان
 کی صحبت میں بیٹھنے سے سکون و مہارت حاصل ہو آئے اور انسان دنیاوی فہم و اکام یا شغلات سے محفوظ رہتا ہے۔

غزل-18

چوں بہ قاصد بہرم پیغام را رشک نگذا رو کہ گویم نام را
 لغت : بہرم : میں سپرد کر آیا ہوں۔۔۔ نگذا : اجازت نہیں دتا۔

ترجمہ : جب میں محبوب کے لیے کوئی پیغام قاصد کے ذریعے بھیجا جاتا ہوں تو رشک مجھے اس بات کی اجازت نہیں دتا کہ میں اس کے
 سامنے محبوب کا نام لوں۔ غالب نے رشک ہی سے حلقہ مراد میں بھی شعر کہا ہے

پھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں

گشتہ در تاریکی روزم نفل گو چرخے تا بجوم شام را

لغت : گشتہ : ہو گیا ہو گئی۔۔۔ گو : کہل ہے۔۔۔ بجوم : میں تلاش کروں۔۔

ترجمہ : میری شام میرے دن کی تاریکی میں چھپ گئی ہے۔ چرخہ کہل ہے کہ میں شام کو احوالوں۔ دن کی تاریکی سے مراد مقدور یا شبیہ
 کی تاریکی ہے۔ گواں کا دن تاریک رہا کہ شام کی تاریکی بھی اس میں شامل ہو گئی اور یوں شام کاچند چل سکا۔

آں ہم جای کہ چوں ریزم بیام زور سے در گردش آرد جام را

لغت : آں ہم جای : مجھے ایسی شراب چاہئے۔۔

ترجمہ : مجھے ایسی شراب درکار ہے کہ جب اسے جام میں اڑھیں تو اس کی شدت و تیزی سے جام بھی گردش کرنے لگے۔ جو شراب
 بخوار کی پسند چاہئے ہے۔

بے گناہم جز دیر از من منج من بہ مستی بستہ ام احرام را

لغت : جز : مگر کاراہب یا آتش پرستوں کا دینی رہنما یا مصلیٰ۔۔۔ احرام بستن : حج کے موقع پر ایک مخصوص لباس پہننا مراد

اسلام سے وابستگی۔

ترجمہ : اسے جی دیر، مجھ سے خفا نہ ہو، میں بے گناہ ہوں، کیونکہ میں جو احرام باندھ کر پہلی آیا ہوں تو یہ مسکن کی حالت میں باندھ کر آیا۔
آفتل پرستوں کے مذہب میں شراب نوشی جائز ہے اور اسی حوالے سے سنی کو یہ مغل بھی کہا جاتا ہے۔ غالب نے جو کچھ کہا ہے وہ شراب
پی کے حوالے سے ہو سکتا ہے۔

از دل تست آنچہ برمن می زود می شام ختی ایام را
لغت : آنچہ : جو کچھ۔ می زود : گذر رہی ہے۔۔۔ می شام : میں بچاتا ہوں، خوب جانتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : جو کچھ مجھ پر گزر رہی ہے وہ تجربے دل یعنی گھٹلی کا نتیجہ ہے۔ میں زمانے کی غلطیوں کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ محبوب کی
غٹلیوں کی طرف اشارہ ہے۔ گویا اس کے جو دو قسم اور ختی ایام میں فرق نہیں ہے۔ یعنی حقیقہ ہو شیار پر ری
زمانے بھر کے غم یا راک ترا غم یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے
تا نیستد ہر کہ تن پرور بود خوش بود گردانہ نبود دام را
لغت : نیستد : نہ پڑے، جاہل میں نہ پہنچے۔ تن پرور : خود غرض، آرام طلب۔۔۔

ترجمہ : اگر جاہل میں دان نہ ڈالا جائے تو یہ اچھی بات ہوگی کیونکہ اس طرح کوئی تن پرور جاہل میں نہیں پہنچے گا۔ مراد یہ کہ دائم محبت میں
رہی اسیر ہوتے ہیں جو بے مائن ہوتے ہیں۔ جنہیں صرف اپنی ذات سے دلچسپی ہو وہ اس دام میں نہیں پہنچتے۔

بس کہ ایام بہ غیب است استوار از دہان دوست خوانم کلم را
لغت : بس کہ : بہت زیادہ۔۔۔ کلم : آرزو، خواہش۔۔۔ دہان : منہ۔۔۔

ترجمہ : میرا غیب پر ایمان بڑا ہی مضبوط ہے۔ میں دوست کے دہان سے اپنی آرزو پر رہی ہونے کا خواہاں ہوں۔ اس میں محبوب کی تنگ
دہانی کی طرف اشارہ ہے۔ چنگی کر کی طرح تنگ دہانی بھی دشمن کی ایک علامت ہے۔ غیب پر ایمان پر ایمان کی پختگی سے غولہ ثبات کے پورے
ہونے کی توقع ہے۔ غالب نے دہان محبوب کو بھی غیب قرار دے دیا ہے لیکن وہ اتنا تنگ ہے کہ نظر نہیں آتے اس لحاظ سے اس سے آرزو
پر رہی ہونے کی خواہش ہے۔

ما کجا او کو، چہ سودا در سر است ز تو ہائے آفتاب آشام را
لغت : آفتاب آشام : دھوپ یا سورج کو پی جانے والے اور والے۔۔۔ سودا : جتوں، پاگل ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہم کئی اور وہ ذات حق کیلئے؟ آفتاب کو پی جانے والے ذوق کے سر میں یہ کینا، اعلان ملتا ہوا ہے۔ زوے دھوپ میں نظر
آتے ہیں۔ اگرچہ وہ بعد میں بھی سوچا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن نظر نہیں آتے۔ آفتاب آشام سے مراد یہ ہے کہ دھوپ یا آفتاب کی بدولت ہی
ان کا وجود کھلی رہتا ہے۔ تو ایسی صورت میں آفتاب سے ان ذوق کا دعویٰ حق غلط ہے۔ یہی ہم کئی اور وہ کئی سے مراد ہے کہ
ہم انسان اس ذات حق سے حق کا دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں۔

زحمت عام است دائم خاص را عشرتے خاص است ہر دم عام را
لغت : دائم : عیش۔۔۔ عشرتے : خوشی و مسرت۔۔۔

ترجمہ : خاص لوگوں یعنی خواص کو صحیح عیش و مسرت دیکھ کر وہ بھی جبکہ عام کے لئے عشرت و مسرت عیش مخصوص رہتی ہے۔ "عام صبور
خاص" کی عمر سے شعر میں ایک خاص لطف پیدا ہو گیا ہے۔ یہ مضمون اکثر شعراء نے اپنا حصہ۔ حافظ کے بقول:

اسپ تازی شدہ بخروج بر سر پالاں طوق زریں ہمہ در گردن خری تنم
 (یعنی اپنی اصل گھوڑا تو پالان کے نیچے زمینی ہو گیا۔۔۔ جبکہ زریں طوق میں گھوڑے کی گردن میں دیکھ رہا ہوں۔)
 دل ستل در جستم، غالب پُوسہ جوے شوق نہ شناسد ہی ہنگام را
 لغت: دل ستل: دل لینے والا، محبوب۔ جستم: غم۔ نہ شناسد: نہیں پہچانتا۔ نہیں جانتا۔
 ترجمہ: محبوب تو مجھے میں ہے اور حالتِ اس سے پوسے کا غالب ہے (کیسی عجیب بات ہے بہر حال) عشق کسی موقع و محل کو نہیں جانتا۔

غزل-19

در ہجر طرب بیش کند تب و تبم را مستاب کف لای سیاہ است شمیم را
 لغت: طرب: خوشی، انگ۔ تب و تبم: میری بے قراری۔ لای سیاہ: کالا ستپ۔ کف: پن۔
 ترجمہ: فراق کی رات میں خوشی و مسرت کی بات میری بے قراری اور اضطراب میں اضافہ کرتی ہے۔ گویا چاندنی میری رات کے لینے
 والے ستپ کا پن ہے۔ چاندنی رات سب کو بھی گنتی ہے لیکن فراقِ زندہ انسان کے لیے مزید بے قراری کا باعث بن جاتی ہے۔
 آوِخ کہ جمن جستم و گردوں عوض گل در دامن من رختہ پاسے ظلم را
 لغت: آوِخ: افسوس۔ جستم: غم میں نے و عوض: تلاش کیا۔ پاسے ظلم: میری طلب یا خواہش کا پاؤں۔
 ترجمہ: میں تو اپنی کی تلاش میں تھا لیکن افسوس کہ آسمان نے بھول کی بجائے میری بھولی میں میری آرزو کا پاؤں ڈال دیا۔ یعنی مجھے جس
 چیز کی خواہش تھی وہ میرے حضور میں نہ تھی۔

ساز و قبح و نغمہ و صبا ہمہ آتش یابی ز سمندر را بزم طروم را
 لغت: قبح: بیاں، شرب کا پیالہ۔ صبا: سرخ شرب۔ سمندر: ایک کیزا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آگ میں رہتا
 ہے۔

ترجمہ: ساز و قبح اور نغمہ و صبا سبھی آگ ہیں۔ تجھے میری بزمِ کار و سمندر سے یعنی سمندر کے دہلے سے ملے گا۔ مراد یہ کہ
 تذکرہِ اشیاءِ بظاہر بیش و طرب کا سلسلہ سیما کی ہیں لیکن ان سے میرے غم و اندھ کی آگ مزید بڑھ کر اٹھتی ہے۔

در دل ز قتلے قدم بوسی تو شورے ست شوقت چہ نمک دلاہ مذاق اہوم را
 لغت: قتلے: لذت پیدا کر دی ہے۔ شور: غوغا، ہنگام، ہنگام۔

ترجمہ: میری قدم بوسی کی تمنا میں میرے دل میں ایک عجیب شور و غلظت پائی ہے۔ قمر نے عشق نے میرے مذاقِ ادب (یعنی محبوب کا ادب) کو
 کوئی لذت بخشی ہے۔ کسی کی قدم بوسی کرنے سے مراد اس کا بے حد ادب کرنا ہے۔

از لذت بیدار تو قادر غنواں زبست دریاب عیال گنتے بے سبم را
 لغت: بیدار: بے دروہم۔ دریاب: پالنے، پالنے، پالنے لے۔ عیال: کوئی۔

ترجمہ: میری بیداری لذت کچھ لگی لذت ہے کہ اس کے بغیر اپنی زندگی کچھ طور پر بسر نہیں ہو سکتی۔ تو میرے بے سب کو کو ٹھیک طرح

سے ہلچلے۔ یعنی میرے ستم اٹانے میں مجھے لذت ملتی ہے۔ جو اچھے، ستم نہ کرنا میرے گلے کا باعث بننا ہے۔

ترجمہ : کہ وہ نالہ جگر را بدریدان قطع نظر از جیب، بدوزید لیم را۔

لغت : ترجمہ : میں دار آہوں۔۔۔ بدریدان : پھاڑنا۔۔۔ جیب : کیلیں۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس بات کا غور ہے کہ جلد کیس جگر کو چاڑھ کر دے گا تو اسے قلعہ نظر کرنے والے تم میرے لب ہی دو۔ (وہ نالہ کر سکن گانہ جگر کو صاف پہنچے گا)۔

از نالہ بہ بنیم بند اے دوست سر انگشت مانند نے اندر سخاں جوے تم را
لغت : سخاں : استخوان ہڈی۔۔۔ جوے : تلاش کر۔۔۔

ترجمہ : نالہ کے سلسلے میں اے دوست تو میری نہیں پر انگلی دکھا اور جس طرح ہڈی کے اندر سے نکلنا نالہ نکلتا ہے اور اس کی حرارت سے سید کا پتہ چلتا ہے اسی طرح تو میری ہڈیوں میں سے میری بے قراری تلاش کرنا میرے تب عشق کا اندازہ لگا لے۔

سبائی بہ نئے کز قدح بلوہ چکانی بر خلد بخندناں لب کوثر ظلم را
لغت : نئے : ایک قطرہ۔۔۔ چکانی : نوش کرنا پینا۔۔۔ بخندناں : ہنسنے والے (حق کا باعث ہوا ہے)۔۔۔

ترجمہ : اے سبائی ! وہ ایک قطرہ جو تو پیالے سے لے کر ادرتا ہے، مجھے عطا کر کے میرے کوثر طلب کرنے والے ہونٹوں کو غلہ پر ہنسا دے۔ اس کا ذوق ادا دے یعنی وہ قطرہ مجھے مل جائے تو میرے لیے جنت کی نعمتوں کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔

در من ہوس بلوہ طبعی است کہ غالب بچاند بہ جشید رساںہ نسیم را
لغت : طبعی : فطری۔۔۔ جشید : قدیم ایران کا بادشاہ جو شراب نوشی اور اپنے جام کے لیے مشہور تھا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب ! مجھ میں جو ہوس باد ہے تو یہ میری عظمت کا گھٹا ہے۔ کیونکہ وہ ہے کہ بچاند میرا حسب نب جشید سے ملتا ہے۔

غزل-20

بر نمی آید ز چشم از جوش، حیرانی مرا شد نگہ زار توج سلیانی مرا

لغت : زار توج : توج کا رونا۔۔۔ زار : زارہ، مودر، رونا۔۔۔

ترجمہ : جوش کے سبب میری آنکھوں سے حیرانی باہری نہیں آ رہی، گویا میری نگاہ توج سلیانی کا رونا گئی ہے۔ آنکھوں سے حیرانی کا انداز نہیں ٹوٹ رہا یعنی مسئلہ حیرانی ہے۔

دامن افشاںم بکبب و ماندہ در بند تنم دشتے کو؟ تابہوں آرد ز غریانی مرا

لغت : دامن افشاںم : میں نے دامن پھیلایا۔۔۔ گز : کھلی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے گریبان پر اپنا دامن ڈال لیا، گویا کھانک گریں کو ڈھانپ لیا اور یوں جسم و تن کی قدیم رو گیا۔ دشت کھلی ہے؟ جاگ رہا مجھے غریانی سے ابھر نکل دے۔ جسم کی قید سے فرادہ دہائی کی طرف توج ہے، یہ گویا غریانی ہے۔ دشت عشق کی نکالی ہے، ہر دہائی سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

وہ کہ پیش از من بہ پلوس کسے خواہد رسید مجہ شوقے کہ ی ہلد بہ پیشانی مرا

لغت : وہ کیانی اچھا ہو۔۔۔ می ہلد : اگرا رہا ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ سورج بڑا ہی اچھا ہو گا جب میرا وہ مجہ شوق و پشانی میں آجیل اگرا رہا ہے اے قرار ہے کسی کی پاسی کے لیے مجھ سے پہلے پہنچ جائے گا۔

ہم چنیں بیگانہ ذی ہاسن دل و جان کسے بدگلن گردم اگر دامن کہ ی دانی مرا

لغت : بیگانہ ذی : فیروں کی طرح زندگی کر رہی ہو۔۔۔

ترجمہ : اے کسی کے جان و دل اتنی محبوب تو میرے ساتھ اسی طرح احسب معمول ایسا توں کی طرح رہا کیونکہ اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ تو مجھے جانتا ہے تو میں بدگلن ہو جاؤں گا۔

ہامہ خرمندی ازوے شکوہ ہادارم ہی تانداند صید پڑسہائے پشانی مرا

لغت : ہامہ خرمندی : تمام تر خوشی و مسرت کے ہادارم۔۔۔ پڑسہائے پشانی : مرور ٹھہری ہوئی یاد رہو نوازشیں۔۔۔ پشانی : پچھ۔۔۔

ترجمہ : اس کے رقبے کے سبب تمام تر خوشی و مسرت کے ہادارم مجھ اس سے کچھ شکوے ہیں تاکہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ لے کہ میں اس کی درپردہ نوازشات کا فکرا ہوں یا ہو چکا ہوں۔

برنیام باروانی ہائے طبع خویشتم سوچ آب گوہر من کردہ طوفانی مرا

لغت : برنیام : میں نہیں چنگ۔۔۔ طوفانی : طوفان میں گمراہا محض۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی طبع کی رواں دواںوں کے ساتھ کھاتھ نہیں چل رہا یا نہیں چل سکتا۔ میرے گوہر کی چمک کی لمبوں نے مجھے گمراہ طوفان میں اچھا دیا ہے۔ اپنے سخاوت و افکار کی کثرت کی بات استعارے میں کی ہے۔ گمراہ اسے افکار ذہن میں آتے ہیں کہ ان سب کو شعر میں سونپیں سکے۔

تا بہ راہست مژوم و نیکرہ بخاکم غلڈی دوزخی گرویدہ اندوہ پشیمانی مرا

لغت : تا بہ : تا جب سے۔۔۔ نیکرہ : ایک مروجہ بھی۔۔۔

ترجمہ : جب سے میں تیری راہ یعنی تیری چال میں مرا ہوں تو ایک دھند بھی میری قبر نہیں آتا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ میرے لیے پشیمانی کا غم گمراہ ایک دوزخ بن گیا ہے۔ عاشق تو محبوب کی محبت میں جاں بہر ہوا اور محبوب نے اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی طرف توجہ نہ کی۔ پشیمانی اس بات کی کہ کہیں اس نے ایسے سنگ دل سے محبت کی۔

خویش را چون سوچ گوہر گرچہ گرد آوردہ ام دل پڑاست از فوق انداز پر افشانی مرا

لغت : سوچ گوہر : مراد موتی کی چمک۔۔۔ پڑافشانی : پڑ پڑا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ میں نے موتی کی چمک کی طرح خود کو سمیت رکھا ہے لیکن دل بڑھکی پڑ پڑا ہوا یعنی اڑنے کے انداز کے ذوق سے بڑھ ہے۔ چمک موتی کے اندر ہوتی ہے۔ شاعر نے بھی اگرچہ خود کو اپنی ذات میں گم کر رکھا ہے لیکن یہ قناری دھندے پڑ پڑا ہوا کے انداز کا ہم راہی گیا ہے، اگلا تو بھی اس کے دل میں سونپ دیا ہے۔

تشنہ لب بر ساعل دریا ز غیرت جان دہم گر ہموچ آفتد گلن چین پشانی مرا

ترجمہ : اگر مجھے ذرا سا بھی لطف چاہئے کہ اچھ دیکھ کس سوچ کی پشانی پر مل چکا ہے تو میں وہیں غیرت کی جاپہ ساعل دیا پڑ پڑا ہوا

جہاں گا۔ اور پہلی کو ہاتھ تک نہ لگاؤں گا۔ اپنی انتہائی طبیعت کی بات کی ہے۔

با سراج الدین احمد چارہ بجز تسلیم نیست ورنہ غالب نیست آہنگ غزل خوانی مرا

لغت : سراج الدین احمد: کلکتہ کے رہنے والے اور غالب کے دوست تھے، انہی کے ایلام پر غالب نے "کلر دھوا" کے عنوان سے اشعار کا انتخاب کیا تھا۔۔ آہنگ:۔۔

ترجمہ : اے غالب! سراج الدین احمد کی بات ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں ورنہ غزل گوئی کے لئے میرا اپنا کوئی اور نہیں۔ یعنی میں جو شاعری کر رہا ہوں تو اس کے کئے اور اس کے ایلام پر کر رہا ہوں۔

غزل-21

از وہم قطر گیسٹ کہ در خود گیم ما انا چو وا رسم ہلن قلمیم ما

لغت : قلمیم: قلم ہو یا قلم ہو یا قلم ہو۔۔ وارسم: ہم غور کرتے ہیں۔۔

ترجمہ : یہ ہمارا قلم ہو یا قلم ہوئے کا ہم ہے ہو ہم غور میں اپنی ذات میں کم ہیں، لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو ہم وہی سمندر ہیں۔۔ غالب نے اسی خیال کو اردو میں یوں بیان کیا ہے:

دلی ہر قطرہ ہے ستر انا الہم ہم اُس کے ہیں ہمارا پوچھتا کیا

در خاک از ہوائے گل و شمع فارغیم از توں تو طالب نقشب ممیم ما

لغت : ہوائے گل: پھول کی آرزو، خواہش۔۔ توں: تم کو۔۔

ترجمہ : ہم خاک یعنی قبر میں گل و شمع کی خواہش سے فارغ ہیں، ہمیں ان کی تمنا خواہش نہیں ہے، البتہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری قبر پر تیرے گھوڑے کے شمع نقش ہوں۔ یعنی تو کبھی اپنے گھوڑے پر سوار ہماری قبر آ۔

تنگین ما ز چرخ بسکر پیدا رفت خوش دستگاۃ اجمن انجیم ما

لغت : تنگین: عزت، وقار۔۔ بسکر: گھنٹا، بے وقار، اوجھڑا۔۔ دستگاۃ: سہلیہ۔۔ پیدا رفت: ضائع ہو گئی، ہو گیا۔۔ انجمن: جمع ہونا، ملنا۔۔

ترجمہ : اس اوجھے آسمان کے ہاتھوں ہمارا عزت و وقار خاک میں مل گیا ورنہ ہم تو انجم کی شکل کے بہت اچھے سہلیہ ہیں۔

مردم یہ کیہ تکتہ خونی ہند و بس خون ی خوریم چون ہم ازیں مریمیم ما

لغت : ہند: ایک دوسرے کے۔۔ خون ی خوریم: ہم خون پیچتے ہیں، یعنی ہمیں دھوکہ ہوتا ہے۔۔

ترجمہ : لوگ کہتے اور دھتکی کے باعث ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ ہمیں اس صورت حال پر دکھ ہوتا ہے کیونکہ ہم بھی تو انہی لوگوں میں سے ہیں۔

از حد گذشت شملہ و دستار و ریش شیخ حیران این درازی یال و دیمیم ما

لغت : شملہ: طربہ، سر سے پہننے کی شال۔۔ یال: گھوڑے کی گردن کے بال۔۔

ترجمہ : شیخ کا شاعر، بکری اور دراز می ملاحت میں احمد سے بڑھ گئی ہے۔ ہم اس دال اور دم پر حیران ہیں۔ شیخ یا ملاکی اپنی غامبی مانت پر توجہ کدھان اڑایا ہے۔

دشت نرم بٹوئی مسیحا کہ زکو خاک آب از تفت نیب صدائے قسیم ما
لغت : صدائے قم، اٹھ جاکے آواز، حضرت عین دہب کسی مڑے کو زور کرنے لگتے تو کہتے ”قم“ یعنی اٹھ۔۔۔ نیب: دہشت۔۔۔ تفت: بھاپ، گرمی۔۔۔ سیّد: حضرت عینی کا لقب، زور کرنے والا۔۔۔ دشت: ازبٹوئی: مراد پانا پاتھ ہم سے اٹھائے۔
ترجمہ : اے مسیحا! تو ہم سے دست بردار ہو جا ہمیں چھوڑ دے، کیونکہ ہم مٹی کے بیگے (توہمیں) تیری صدائے ”قم“ کی دہشت کی گرمی سے پانی پانی ہو گئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں: ہمارے لپٹے اس صدائیں کوئی اثر نہیں ہے۔ اور یہی بات ہماری شرمندگی کا باعث بن رہی ہے۔

پنہاں بہ عالمیم، زبیں عین عالمیم چون قطرو در روانی دریا کیم ما
لغت : زبیں: بے حد، بہت۔۔۔ عین عالمیم: ہم ہو، ہم عالم ہیں، خود ایک عالم ہیں۔
ترجمہ : ہم ایک دنیا یا کائنات میں پنہاں ہیں اور ہم خود ہم سے طور پر ایک کائنات ہیں۔ قطرے کی طرح ہم دریا کی روانی میں گم ہیں۔ قطرے دریا سے باہر ہو تو وہ قطرہ ہے، ورنہ وہ دریا کا حصہ یعنی دریا ہے۔ یعنی انسان اس کائنات کا حصہ ہوتے ہوئے گویا خود کائنات ہے۔
مرا مدد ز فیض ظہور تجی است در سخن چون جام بادو راجہ خوار قسیم ما
لغت : ظہوری: قاری کا مشہور شاعر۔۔۔ راجہ خوار: دغیفہ خوار۔۔۔ قم: شراب کا نڈک۔

ترجمہ : شاعری میں ہمیں ظہوری جیسے شاعر کے فیض کی مدد حاصل ہے۔ شراب کے جام کی طرح ہم قم کے دغیفہ خوار ہیں۔ پہلے مصرعے میں ایک بات کی یاد دہانی کیا ہے وہ دوسرے میں حقیقت سے کام لے کر اپنی بات واضح کی ہے۔
جانب زبند نیست نوائے کہ می کشم کوئی ز اصفہان و ہرات و قسیم ما

لغت : نوائے کہ می کشم: وہ آواز جس میں نگار ہوں، مراد شاعری۔۔۔ قم: ایران کا مشہور شہر۔
ترجمہ : اے جانب! اصفہانی شاعری کا تعلق ہوتے نہیں ہے۔ یوں سمجھو کہ اہل اصفہان و ہرات اور قم سے ہے۔ یعنی میری قاری شاعری اہل زبان کی ہی شاعری ہے۔ اپنی ضخیم قاری شاعری کا دعویٰ کیا ہے۔

غزل-22

بہ گیتی شد عیاں از شیوہ، عجز اضطراب ما زبشت دست ما باشد قفاش روے کلر ما
لغت : گیتی: زند۔۔۔ شد عیاں: ظاہر ہو گیا۔۔۔ شیوہ: انداز۔۔۔ قفاش: اظہار، ہر طرح، شے کا کپڑا۔
ترجمہ : ہمارے انداز سے ہماری بے قراری کا لکڑ نسلے میں عیاں ہو گیا۔ ہمارے کام یا معاملے پر جو قفاش ہے وہ ہمارے ہاتھ کی پشت سے ہے۔

بہ ہم آگندہ سے را چارہ رنج خیار ما قدح بر خویشی لرزد ز دست رعشہ دار ما
لغت : ہم: خوف۔۔۔ قدح: شراب کا پیالہ۔۔۔ لرزد: لرز رہا، لاپ داپ ہے۔۔۔ رعشہ دار: کھپکھپاتا ہوا۔

ترجمہ : ہمارے غماری تکلیف کے علاج نے شراب کو خوفزدہ کر دیا ہے، چنانچہ شراب کا پالہ ہمارے کنگیاں ہاتھوں میں لرز رہا ہے۔
لرزنے ہاتھوں میں ہو چو ہو گی وہ خود بخود لرزنے کی نیکیں شامروں سے مذکورہ علاج (یعنی مزہ شراب نوشی) کے خوف کا نتیجہ نکالے گا۔

خوشا جانے کہ اندوہ ہے فرو گھیرو سراپا پیش ز نو میدی تو اس پڑسید لطف انتظار ما
لغت : اندوہ : کوئی غم۔ فرو گھیر : چوری طرح پکڑنے کا۔ سراپا : لطف۔

ترجمہ : وہ جان سختی خوش بخت ہے جس میں کوئی غم اندوہ چوری طرح نہ جاوے۔ غامبیدی سے پوچھا جاسکتا ہے کہ ہمارے انتظار میں کتنا
لطف ہے۔ غامبیدی کے بقول:

رنج سے خوش ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں
شستن بر سر رولا تھیر عالے دارو کہ ہر کس می رود از خویش، نیگرو دو چار ما

لغت : تھیر : حیرانی، تعجب۔ مالے دارو : ایک کیفیت یا لطف کا حال ہے۔ ی رود از خویش : جو اپنی ذات سے بے گانہ ہو جاتا ہے۔
ترجمہ : ہمارا رولا تھیر جس پریشانیاں ایک خاص کیفیت یا لطف کا حال ہے۔ چنانچہ جو کوئی بھی اپنے آپ میں گم ہو جائے اپنی ذات سے بے گانہ ہو جاتا
ہے اس کام سے آسان سہا ضرور ہو جاتا ہے۔ یعنی شامروں کو خود اس حالت سے دوچار ہے اس لیے اسی حالت میں گر کر کوئی دوسرا شخص
اور وہ ایک ہی کیفیت کے حال ہوتے کے سبب باہم دوست بن جاتے ہیں اپنی اپنی باہم ملاقات ہو جاتی ہے۔

چو بوئے گل جنوں نازیم از مستی، چری پڑسی گسستن دارو از صد جا عطیان اختیار ما
لغت : جنوں نازیم : ہم جنوں کو نالت و تمذیب کرنے والے ہیں یعنی جنوں میں بھی ہم گھوم بھر رہے ہیں۔ گسستن دارو : نوٹے کے
قریب ہے۔

ترجمہ : ہم مستی کے سبب بوئے گل کی طرح جنوں نازیم، گھوم بھر رہے ہیں جس طرح پھول کی خوشبو آزادانہ پھیلتی ہے تو ہم سے کیا
پوچھتا ہے! پس یہ سمجھ لے کہ ہماری عطیان اختیار سو جگہ سے بس نوٹے ہی دلتا ہے۔ کام نوٹے پھوڑا سمیٹ دوڑنے لگتا ہے اس لیے جنوں
کی شدت کو اس تشبیل سے واضح کیا ہے۔

فروزد ہر قدر رنگ گل، افزاید تب و تابش کباب آتش خویش است پنداری بیلر ما
لغت : فروزد : فروزا، چمکا یا گھمرا ہے۔ افزاید : بڑھتی ہے۔ پنداری : تہہ تکبہ، روشنی، سوز، گرمی۔

ترجمہ : جس قدر رنگ گل میں گھمرا آتا ہے اسی قدر اس کی گرمی و سوز میں اضافہ ہوتا ہے اس طرح رنگ کی بنا پر سوز گرمی کھل سونچیں سمجھ
کہ ہماری بیلر بھی وہی ہی آگ میں جلی ہوئی یا جل رہی ہے۔ اپنے اندر کے یا دل کے سوز کی بات کی ہے جس کے لیے کسی باہر کی شے کی
ضرورت نہیں۔

حریفان شورش عشق ثرا بے پردہ دیدے بدلان کر نہ سختے موسم گل پردہ دارو ما

لغت : حریفان : جمع حریف، دوست، احباب۔ بدلان : دامن ہے۔ موسم گل : موسم بہار۔
ترجمہ : اگر موسم بہار اپنے دامن سے ہماری پردہ داری نہ کر لے گا تو ہر لوگ تجھے عشق میں ہماری شورش و وحشت کو واضح طور پر دیکھ لیتے،
یعنی جو سمجھ لیتے کہ تم تجھے عشق میں گر لائو ہیں اور یہ وحشت اس کا نتیجہ ہے لیکن موسم بہار کی آمد سے ان کی اس سوچ پر پردہ پڑ گیا اور
انہوں نے اس وحشت کو موسم بہار کا نتیجہ جانا۔

ہنوز از مستی چشم تو ی بلند تماشاے بروج بلو ماند پر تو شمع مزار ما

لفت : می ہمارے ڈھیر رہا ہے۔۔۔ قریشی : ایک جھڑا ایک روٹی۔۔۔

ترجمہ : ابھی تک میری مستی چٹم کے سبب ہمارے مہر پر ایک روٹی ہے یا مہر ڈھیر رہا ہے (آخرم ہے اپنا بچہ ہمارے مہر کی شمع کی لومہ بوج ہادی ہانسی ہوئی ہے۔ محبوب کی عاشق کے مہر پر آدماس کی روٹی کا پاشنی ہے۔

بدیں : جسکین ' حریف دستبرد تانہ تنواں شد بود سبک فلاخن مر صدا را کو سدا ما
لفت : حریف دستبرد تانہ تانہ کا دستبرد۔۔۔ فلاخن : وہی کاہنہ جس میں چھر کہ کر چکے ہیں، گوہید۔

ترجمہ : اپنی اس حکمت کے باعث ہم ہمارے فریاد کا مقابلہ نہیں کر سکتے یعنی خفا میں کر سکتے، مگر ہمارا پاشا (یعنی حکمت) آواز نکال دیا اور آدماس کے آواز کے لئے ایسا ہی ہے جیسے کہ عیا کا بھرتے کہ عیا دور پہنچ گیا ہے۔

خوشا آوارگی کر در نورد شوق بر بندو بجاو دانے شیرازہ مشت غبار ما
لفت : در نورد شوق : شوق کا سطرے کرنا۔۔۔ بر بندو شیرازہ : شیرازہ بر بندو شیرازہ بندی کرے۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کی آوارگی کے کیا کہنے ہیں۔ اگر وہ شوق کا سطرے کرتے ہوئے لیکن دورانی فرام ہمارے مشت غبار کی اپنی دامن کے تار سے شیرازہ بندی کر دے تو یہ ہماری خوش بختی ہوگی۔ یعنی وہ ہماری قبر کے قریب سے گزرے تو اپنا دامن جھک کر گزرے اور اس جھک کے نتیجے میں ہماری خاک سے اٹھنے والا ذرا سا غبار وہ دامن میں سمیٹ لے تو نہ ہے نصیب۔

بدیں : یک آسماں دروازہ می بینی، نمی بینی کہ ملو نو شد از سودان کف گوہر شکار ما
لفت : یک آسماں دروازہ : بے شمار سوئی، مہر ہمارے۔۔۔ سوئے : گھٹ۔

ترجمہ : تو (محبوب) آسمان کے سمتوں کو تو دیکھتا ہے لیکن ہماری طرف توجہ نہیں کرتا کہ ہماری سوئی کتنے دلی (یعنی آخر غماری کرنے والی) اٹھیل کھس کھس کہاں کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ محبوب کی بے اعتنائی اور اس کے انتظار میں اپنی آخر غماری کی بات کی ہے۔

نہال شمع را بایمان از کاہید نست اسبجا گداز جوہر ہستی ست غائب آیار ما
لفت : بایمان : بڑھتا چھوٹا۔۔۔ کاہید : گھٹنا کم ہو۔۔۔ گداز : گھلاہٹ۔

ترجمہ : نہال شمع کے نہال (اشطر) کا بڑھتا چھوٹا اس کے گھٹنے یا کم ہونے سے ہے۔ یعنی جتنی شمع جھلکتی ہے اتنا اس کا شطر زیادہ ہوتا ہے اس طرح اسے غائب جوہر ہستی کا گداز ہماری آیار کرنے والا ہے یعنی انسانی زندگی جوں جوں گزرتی ہے اسی قدر وہ گواہ جتنی چھلکتی یا نشوونما پاتی ہے۔

غزل-23

چاہا اپنا محبت یاد می آرام نہائے را کہ دل عہد وفا ٹپستہ داوم دانستے را
لفت : چاہا اپنا محبت : محبت کے شتم ہونے پر۔۔۔ نہائے : نہاؤ، کڑ، مہر ہمارے بغیر۔۔۔

ترجمہ : میں محبت کے اختتام پر وہ نہات یاد کرتا ہوں جب میں نے عہد وفا ہمارے بغیر ایک دلیر کو اپنا دل دے دیا تھا۔ مہر یہ کہ "اب" نہاتے کیا ہوتے جب چیزیں چکیں گئیں کھیت۔" محبوب کی بے توہمی اور جوہر شتم پر جو خیال آیا کہ محبت کرتے وقت یا کرنے سے پہلے محبوب سے عہد وفا ہمارے ہونا چاہیے تھا۔

فسونے کو کہ ہر حالی غریبے دل بدرد آرد بد اندیشے ہاندو عزمیں شکرمانے را

نعت : فسونے کوئی جاوہر محترم۔۔۔ بداندیشے: ایک بڑا سوچنے والا۔۔۔ شکرمانے: ایک خوش ہونے والا۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسا جاوہر محترم کیا ہے جس سے عزمیوں یا فتنوں کے غم میں خوش ہونے والے بداندیش کادل کسی بے کس کے حالی زار پر دیکھتے تھے۔ یعنی محبوب، عاشق کی طرف توجہ دینا چاہتا کرنے لگے۔

ابھارت دلو، بخشش یک دو حرف از درد دل گفتیم پس از دیرے کہ برخود عرضہ داوم دہاتانے را

نعت : عرضہ داوم: میں بیان کرتا رہا۔۔۔ بخشش: اس کے سامنے اس کے حضور۔۔۔

ترجمہ : ایک مدت کے بعد جب میں اپنی دہشتناکی غم اپنے آپ ہی سے بیان کرتا رہا تو اس محبوبانے مجھے ابھارت دے دی چنانچہ میں نے اپنے درد دل کا کچھ حال اسے سنایا۔

جہل بچ است باوے لا جرم زہنا چہ اندیشہ گر فہم کز فہائم دل زہم پاشد جہلنے را

نعت : مجھ است: کچھ نہیں ہے، بیکار یا فصول ہے۔۔۔ لا جرم: یقیناً۔۔۔ زہم پاشد: بڑی طرح پھٹ جانے کا۔۔۔ گر فہم: کچھ نہیں میں نے بیان کیا۔۔۔

ترجمہ : میں نے بیان کیا کہ میری آواز فتنوں سے ایک دنیا یا اپنی صحت سے اہل دنیا کا کادل بڑی طرح پھٹ جانے کا لیکن اس کی فکر میں تو یہ دنیا یاد دلاوے مجھ کو، لہذا ایسی باتیں دل کا پختہ کرنے والے میں وہ کیا سوچے یا خیال کرے۔ یعنی اسے تعجب و حیرت میں لے کر دے۔

ندارم تآپ ضبط راز وے ترسم ز رسوائی مگر جویم برائے ہم زبانی بے زبانے را

نعت : ضبط راز: راز دہانے یا چھپانے رکھنا۔۔۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔۔۔ جویم: تلاش کرتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں اس کے راز کو چھپانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن ساتھ ہی میں راز افشاں ہونے پر ابھار رسوائی ہوئی اس سے بھی ڈرتا ہوں، ہم زبانی کی خاطر میں کوئی بے زبان و صوفیوں کو کوئی بات ہے۔ یعنی وہ شخص میری بات سن لے لیکن آگے کسی اور کو نہ بتائے میں میرے دل کا جو چاہی بکلا ہو گا اور رسوائی سے بھی بچوں گا۔

کشادہ شش از سستی غدار دل نشیں تیرے مگر برمن گمارد آہل زوریں کمانے را

نعت : کشادہ شش: کھلا کھینچنا۔۔۔ ششیں: اس کا شیوہ۔۔۔ گمارد: مقرر کرے۔۔۔ آہل زوریں کمانے: جو کمان چلانے میں زور دے گا۔۔۔

ترجمہ : سستی کے باعث اس محبوب کے کمان میں کوئی دل میں بیٹھے یا گھٹے والا تھوڑا نہیں ہے، بلکہ اگر آہل کمان کوئی کیا چلانے والا طاقتور ہوگا۔ مقرر یا مسلح کر دے تو کوئی بات ہوگی۔

بیا در گلشن ختم کہ در ہر گوشہ بنما نیم ز جوش لالہ و گل در حنا پائے خزانے را

نعت : بنما نیم یا بنما نیم: میں تجھے دکھائوں۔۔۔ در حنا پائے: خزانے کے پائوں کے مندی کی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : تو میرے فیض کے گلشن میں آؤ تجھے دکھائوں کہ حوض کس طرح جوش لالہ و گل کے سبب ہر گوشہ میں پائوں کو مندی لگائے بیٹھی ہے۔ پائوں میں مندی لگانے سے مزاح حرکت نہ کرنا۔ یعنی حوض کا موسم لالہ و گل کے جوش کا موسم بہارا کو روکنے کے لئے پائوں پہارے بیٹھا ہے۔ مراد یہ کہ میری بد فیضی کے بدلے کا کوئی امکان نہیں۔

کمال درد دل اصل است در ترکیب انسانی بخون آغشته اند اندر بن ہر موسے جانے را

نعت : اصل: بڑا بنیاد۔۔۔ آغشته: انہوں نے اپنی قتلہ قدرت نے خون سے بھر دیا ہے۔۔۔ بن موسے: بن موسیٰ کی جڑ۔۔۔

ترجمہ : انسان کا وہ دیکھ اس طرح تخلیق ہوا ہے کہ اس کی اصل کمال درد دل ہے۔ قدرت نے اس کی جہن کی ہر بن موسیٰ خون بھر دیا

ہے، یعنی دوستوں کے لئے دوست دل کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ بھل بیرونی

دوست دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کڑبیاں

خورم خوف از تو ہے حد لیکن از زاری چه کم گرو اگر شد زہر آب و ہر اجڑاے فغانے را

نکتہ : خورم خوف: میں ڈرنا ہوں۔ زاری: گریہ، اٹھنا، جالڑی دے کسی۔ زہر آب: پانی ہو یا خوفزدہ ہو۔

ترجمہ : میں تجھ سے بے حد خوف کھاتا ہوں لیکن میری زاری سے یہ خوف کیا کم ہو گا اس لئے کہ اگر پانی ہو گیا تو میری غل کے اجڑا کر ہالے جانے کا مراد یہ کہ یہ خوف مجھے فریاد بھی نہیں کرنے دے گا۔

شہر از دوست بعد از روزگارے یا قلم غالب ز عنوان خطی کز رلا دور آمدہ نکلنے را

نکتہ : بعد از روزگارے: ایک مدت کے بعد۔

ترجمہ : اسے غالب اچھے ایک مدت کے بعد شہر میں دوست کا نشان ایک خط کے عنوان سے مل گیا ہو (خطا) اور سے آیا تھا۔

غزل-24

زنت اگر سناختہ پرداختہ ما کفرے نبود مطلب ہے ساختہ ما

نکتہ : ساختہ پرداختہ: ہمارا بھلا۔ بے ساختہ: بھلا یا کثف کے بغیر ہے اور۔

ترجمہ : ہمارا بے بھلا تجھ سے ہے، یعنی ہماری تجھ سے پوری وابستگی ہے لہذا اگر (کسی وقت) ہم بے ساختہ تجھ سے کوئی مطالبہ کر بیٹھیں تو وہ کسی کفر کے ذمہ میں نہ آئے گا۔

پروردہ نازیم بہ رحمت کدہ عجز بپاے تو باشد بر افراختہ ما

نکتہ : سرافراختہ: نیچے چڑھا ہوا۔

ترجمہ : ہم تجھ کے رحمت کدہ میں عجز کے پروردہ ہیں اسی لئے ہمارا سر تجھ کے پاؤں میں چڑھا ہوا ہے۔ تجھ کو جلائے کو پہنچا ہے۔ محبوب کے پاؤں پر سر رکھنا بزرگ جالڑی کی طاعت ہے اس لئے یہ دوسری طرف سر ہندی کی طاعت ہے۔

ہم طرحی سودا زدگیں تو باشد کاشانہ اغیار بر انداختہ ما

نکتہ : ہم طرحی: ایک قسمی وضع یا فطرت کا ہو۔ سودا زدگیں: سودا گروں کی طرح جن دنوں زندہ ہوئی۔

ترجمہ : جن دنوں (مطلقاً) ایک ہی وضع و فطرت کا ہونا سمیت کامیابی کی اسی طرح ہم نے اغیار (رقیبوں) کا کشادہ گرا کے رکھ دیا۔ یعنی ہم دنوں یا جن دنوں نے مل کر رقیبوں کا کشادہ گرا کر ایک سمیت کھڑی کر دی۔

در عشق تو برسات دلت اہل نظر را اہدے تو تجھے بخیال آختہ ما

نکتہ : در عشق: عشق میں۔ بخیال آختہ: سوچتی ہوئی یا سمجھتی ہوئی کو اور۔

ترجمہ : تجھ میں اہل نظر کا خون بہاؤں پر واجب ہے کیونکہ ہمارے قصور میں تجھے اہل سمجھتی ہوئی یا سوچتی ہوئی کو اور ہیں (اور اہل نظر کا خون بہا دیا ہے) اور چونکہ خدا کو اور ہمارے قصور کا نتیجہ ہے اس لئے اہل نظر کا خون بہاؤں پر واجب اور کرنا ہو گا۔

حیرانی ما آئینہ شربت یار است شد جاوہ بکوشش نفس باختہ ما
 لغت : جاوہ بکوشش: اس کے کوپے کو جانے والا راستہ۔۔۔ نفس باختہ: پھولی یا اکڑی ہوئی سانس۔۔۔

ترجمہ : ہماری حیرانی دوست کی شربت کا آئینہ (دو جہاں میں گئی ہے) چنانچہ ہماری پھولی ہوئی سانس اس کے کوپے کی طرف جانے والا راستہ بن گیا ہے۔ ہماری یہ حالت دیکھ کر ہر کوئی اس کے کوپے کی طرف جا رہا ہے تاکہ اس معشوق کا کھلا کر کیا جائے جس کے خوشی نے ہمیں حیران کر دیا ہے۔

وقت است کہ چون گرد ز تحریک نیکے ریزد پر و بل از نفس قاحتہ ما
 لغت : تحریک: حرکت کرنا پھلنا۔۔۔ ریزد: گرے، گریں۔۔۔

ترجمہ : اب وقت آگیا ہے کہ جس طرح باغیم کے پتے سے گرد اٹھتی چلتی ہے، اسی طرح ہماری قاحت کے پتھر سے بل پر پے گریں۔

بودیم نظر باز و تو بر دل زوہ ای باز اے دیدہ نوازش ز تو خواستہ ما
 لغت : نوازش: عزالت: ایسی نوازش جو نہ کی گئی ہو۔۔۔

ترجمہ : ہم نظر باز تھے اور تو نے پھر دل پر حملہ کر دیا۔ اے آنکھ تو نے دیکھی نوازش کی ہے جس نے ہمیں نہیں لوٹا۔ یعنی ہم تو کھل نظر باز تھے۔ حسینوں کو دیکھا اور آگے نکل گئے لیکن اس محبوب کو دیکھ کر ہمارے دل پر وار ہو گیا ہم اس کے خوشی میں کھو گئے۔ یوں تو یہ نگاہ کی نوازش تھی کہ ایسے حسین پر ہم گئی لیکن اس کے اثرات غم و اندوہ کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

ہر جاوہ کہ از نقش پے تست بہ کلشن چاکیت بہ جیب ہوس انداختہ ما
 لغت : جاوہ: راستہ۔۔۔ چاکیت: ایک چاک (پھٹا ہوا)۔۔۔

ترجمہ : کلشن میں تیرے نقش پا سے جو بھی راستہ ہے (یعنی تیرے نقش پا سے بنا چلا ہے کہ کوئی حسین گزرا ہے) اور راستہ گویا ہماری ہوس کے گرہن میں چلا اور ایک چاک ہے۔ بقول شاعر:

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے کے دیتی ہے شوخی نقش پا کی
 غالب دم افسون اقامت کہ بلائے است دیوانہ زمینہ بدوں تاختہ ما

لغت : دم: مت پھونک۔۔۔ اقامت: رکنا ٹھہرنا۔۔۔ بند: زنجیر۔۔۔ بدوں تاخت: باہر نکل کر ہلکا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تو اقامت کا جاوہ معزز پھونک کیونکہ اگر از زنجیر سے نکل کر ہلکا ہوا اور اند ایک سمیت ہے۔ وہ اسے کو زنجیر میں بکڑ کر رکھتے ہیں لیکن جب اس کا جوڑ جھٹکا جوڑ جلتے تو وہ زنجیر ٹوڑ کر ہلکا اٹھاتے ہیں اور اس صورت میں وہ جھوٹے آئینہ محبت میں اپنے جوش جنوں کی شربت کی بہت کی ہے۔

غزل-25

خوش وقت اسیری کہ برآمد ہوس ما شد روزِ نخستیں سہ گل، نفس ما

لغت : اسیری : قید۔۔۔ برآمد : پوری ہوئی۔۔۔ سہ گل : پھولوں کی توڑی۔۔۔

ترجمہ : ہماری اسیری کی کیا بات ہے یا کتنی اچھی ہے ہماری اسیری کہ اس میں ہماری ہوس پوری ہو گئی، چنانچہ پہلے ہی دن ہمارا نفس پھولوں کی توڑی بن گیا۔ موسمِ بہار میں پھولوں کی کھڑت ہوئی ہے اور ٹیل ان پر اُڑتی پھرتی ہے کہ وہ پھولوں کی عاشق ہے یہاں مراد یہ ہے کہ وہ کھڑ ٹیل کو شکارتی نے بھڑے میں ڈالا تو ہر موسمِ بہار کا آغاز ہو گیا اور پھول کھل کھل کر بھڑے میں یا بھڑے پر بھی گرنے لگے، یہاں بلب کی ہوس یا خواہش پوری ہو گئی۔

مستجابِ تمکداری بود پارو مارا اے بے مزہ بے روے تو بزمِ ہوس ما

لغت : تمکداری : شک کا قول۔۔۔ اے یعنی اے محبوب۔۔۔ بزمِ ہوس : بیش و بخل کی محفل۔۔۔

ترجمہ : چاہتی ہماری شراب کے لئے تمکداری ہے۔ اچانکی میں شراب پینے میں جفا لگتا ہے اے محبوب تیرے حسین چہرے کے بغیر ہماری بزمِ ہوس بے مزہ ہے گویا محبوب کا ہوا چاہتی ہے تو جس طرح چاہتی کے بغیر شراب خوردی بے مزہ ہے اسی طرح محبوب کے بغیر کے بغیر عشاق کی محفل بے رونق ہے۔

حیرت زدہ جلوا نیرنگ خیالِم آئینہ عارید بہ پیشِ نفس ما

لغت : نیرنگ خیال : خیال کی رنگارنگی یا عجیب و غریب ہونا۔۔۔ عارید : مت رکھو۔۔۔

ترجمہ : خیال کی نیرنگیوں کے جلوے نے ہمیں حیرت زدہ کر دیا ہے اپنے انکار کی گونا گونی اور انوکھے پن کی بات کی ہے اگلے سامنے آئینہ مت رکھو۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر سانس لیں تو اس پر حیرت کی آجالی ہے۔ حیرت زدگی کے وقت سانس میں تیزی آ جاتی ہے اس لئے کہا کہ اگلے یا اگلے سانس کے سامنے آئینہ نہ رکھو کہ وہ کندہ ہو جائے گا۔ گویا ہم کمال کی حیرت زدگی سے دوچار ہیں۔

آوازۂ شرع از سرِ منصور بلند است از شبِ رویِ مست شکوہِ عس ما

لغت : آوازۂ شرع : شرع کی ضرورت اور حرم۔۔۔ منصور : حضور، صلوات اللہ علیہ جسے ”آوازِ حق“ کہنے پر دار پر لکھا گیا۔۔۔ مست : کو توڑ۔۔۔

ترجمہ : شرع یا شریعت کی وحومِ منصور کے سر سے بلند ہوئی اے دار پر لکھا ہے شریعت کی اہمیت کا پتہ چلا اسی طرح ہماری شبِ روی (چہرہ) کے لیے رات کو لکھا کے ٹھیل کو قوال کی شان بدی اچہر پکڑا جائے تو یہ کو قوال کی اہمیت و شان کا باعث بنتا ہے)

وقت است کہ خونِ جگر از دردِ بجز شد چنداں کہ چکد از مژدہِ داورس ما

لغت : چنداں : اس قدر اس حد تک۔۔۔ چکد : ٹپکے۔۔۔ داورس : فردا کو پہنچے یا نکلے والا۔۔۔

ترجمہ : اب وقت آ گیا ہے کہ دردِ داورس مجھ سے خونِ جگر اس قدر جوش مارے لگے کہ ہمارے داورس کی بجلیں سے چلنے لگے۔ ہم درد کی بے حد شدت سے دوچار ہیں ہماری حالت دیکھ کر داورس کا بھی دل دیکھنے لگے۔

اے بے خبر از نیستی و ذوقِ فراغش در حیرانِ مابود خار و خس ما

لغت : نیستی : نہ ہونا، احساسِ خودی سے عاری ہونا۔۔۔ ذوقِ فراغ : آسودگی و فراغت کا ذوق۔۔۔ حیران : حیران۔۔۔ لباس۔۔۔

ترجمہ : اے غافل تو احساسِ خودی سے عاری ہوئے اور اس کے نتیجے میں ماحول ہونے والے ذوقِ آسودگی سے بے خبر ہے۔ ہمارے

لباس میں ہمارے غلو دشمن نہیں ہوتے۔ نیچر کی حالت میں غلو دشمن یعنی فم و اندوہا ٹھکرات نہیں ہوتے اور چون اس میں آسودگی صبر آئی ہے۔

دو دہر فرو رفتہ لذت نخواستاں بود برقد نہ برشد شیند گس ما

لغت : فرو رفتہ لذت : لذت میں ڈوبا ہوا۔۔ گس : گس : کسی۔۔

ترجمہ : دہر میں لذت میں ڈوبا ہوا میں رہا جا سکتا۔ ہماری کسی شہ پر نہیں تھا دکھنا ہر پہنچ ہے۔ قدر پہنچنے والی کسی شہ پر جس پاس رہا جاتی ہے یعنی وہ لذت میں فرق نہیں ہوتی، جبکہ شہ پر پہنچنے والی کسی شہ پر ہی پہنچی رہتی ہے۔ گویا وہ لذت میں ڈوب جاتی ہے۔

طویل سفر شوق چہ پڑی کہ دوریں راہ چوں گرد فرو ریخت صدا از جرس ما

لغت : فرو ریخت : بچے کر کے، مواد چنے کی، بند ہو گئی، بھڑکی۔۔ جرس : تھکی، گھڑیال۔۔

ترجمہ : تو سفر شوق کی طوالت کا کیا پتا ہے۔۔ دوسرے لفظوں میں مت پرچو اس لیے کہ اس راہ میں ہماری جرس سے آواز اس طرح بھڑکی یا بند ہو گئی ہے جیسے گرد چنے جلنے۔۔ رلا شوق میں حیل کا تصور نہیں ہے۔

حوران بہشتی کہ ندارد گلابے بر خویش فشانند گداہر نفس ما

لغت : فشانند : بکھیرتی ہیں، بھڑکتی ہیں۔۔ گداہر : سانس کا پھٹنا دل کی کڑی سے۔۔

ترجمہ : بہشت کی حوروں کے پاس کوئی گلاب نہیں ہے، لہذا وہ ہمارے گداہر نفس کو خود پر بھڑکتی ہیں۔ گویا شاعر کا گداہر نفس ان کے لیے خطر ہے۔

ہر جا رم سنگیت در آورده بر خویش در بند ہومندی نکل ہوس ما

لغت : رم سنگیت : کسی ہجر کا وہ ڈھانچہ یعنی ہجر کا نام پر سنہ۔ ہومندی : ہار آوری، بھل پانا خوش نصیبی۔۔

ترجمہ : ہماری ہوس کا نکل، ہار آوری کے پکڑ میں، بھل نہیں گئی ہجر سے دیکھنا ہے اپنا سر آگے کر رہا ہے یعنی خود کو پہلو و دست جاننے کا بے حد خواہش ہے۔

باشد کہ بدیں سایہ و سرچشمہ گراید یاران عزیز اند گروہ ز پس ما

لغت : باشد : ممکن ہے۔۔ گراید : رجعت کریں۔۔

ترجمہ : ممکن ہے کہ ہمارے یاران عزیز اس سایہ و سرچشمہ کی طرف رجعت و توجہ کریں کیونکہ وہ ہمارے پیچھے ایک گروہ ہیں۔ اس سایہ و سرچشمہ سے مراد ہماری ذات یا ہمارے کام سے بعد میں آنے والے فیض حاصل کریں۔۔

خرمندی غالب نبود زیں ہمہ گفتن یک بار بفرمای کہ اے بچ کس ما

لغت : خرمندی : غمناک، افسردہ۔۔ بچ کس : کوئی نہیں، یہاں مراد بچہ کا نام۔۔

ترجمہ : غالب کی سرب و شادمانی محض یہ سب کہہ کتنے میں نہیں ہے، تو اے محبوب ایک بار اے ہمارے بچ کس "فرماوے کہ اسی میں ہماری ساری شادمانی ہے، محبوب کا براہ راست عاشق کو خطاب کرنا بے شک اچھے الفاظ سے نہ ہو، عاشق کے لیے بہت بڑی شادمانی کا باعث ہے۔

غزل-26

گھسٹ رنگ آ رسوانہ سازو بے قراراں را بگر خون است از نیم نگاہت رازداراں را

نفت : گھسٹ رنگ از پیش بے قراراں را از نیم نگاہت تیری نگاہ کے خوف سے۔

ترجمہ : کہیں گھسٹ رنگ بے قراراں (بے قرار مشتاق) کو رسوانہ کر دے۔ تیری نگاہ کے خوف سے رازداراں کا بگر خون ہو رہا ہے۔ محبوب کی نگاہوں کو جو گھسٹ انصاف پیش کی نگاہیں، گھور گھور کر دیکھتا ہیں ان کا بگر اس خوف سے خون ہو رہا ہے کہ مشتاق کی بے قراری جہاں ان کے گھسٹ رنگ سے ان کی رسوائی کا باعث بنے گی وہاں یہ راز فاش ہونے کا خطرہ ہے کہ محبوب کی خشم آلود نگاہوں سے وہ آگاہ نہ ہو جائیگا۔

نہ بیکانہ نمائے بلوک در دل گرم نفس نبود بہ ریختن چہ جوئی قطره بے آب باراں را

نفت : بیکانہ تیری آفتاب۔ چہ جوئی: تو کیا تلاش کرنا یا آزمائے۔ دل گرم: جس دل میں محبت کی گرمی یا سوز ہو۔

ترجمہ : میرے دل گرم میں تیری انصاف انگلیں نہیں ہے۔ تو ریختن میں بارش کے پانی کے قطرے کیا تلاش کر رہا ہے۔ دل گرم کو ریختن سے اور تیری انصاف کے نشان کو بارش کے قطروں سے تشبیہ دی ہے۔ قلیل کا شعر ہے۔ جس طرح ریختن میں بارش کے قطرے کا کوئی نشان نہیں رہتا اسی طرح عاشق کے یہ سوز دل میں تیروں کی باتیں مل کر بے ہم رنگاں ہو جاتی ہیں۔

بود پیوستہ پشت صبر بر کوہ از گراں جانی چہ انصاف خواہد ای در گوش دل امیدواراں را

نفت : پیوستہ: پیوستہ۔ پشت بر کوہ: پورے پورے پیوستہ۔ گراں جانی: سخت جان ہونے کا فعل۔

ترجمہ : سخت جانی کے سب امیدواراں کی پشت میری پیش پازیر ہوتی ہے یعنی وہ صبر کا پست پیوستہ پیوستہ ہونے سے ہوتے ہیں تو نے ان امیدواراں کے گوش دل میں کیا جلدو پھونک رہا ہے۔ یعنی محبوب، مشتاق سے ہونے والے دھڑکنے کو آواز قلبی دینا چاہتا ہے اور وہ اس امید میں رہ کر صبر کیے دیتے ہیں کہ محبوب وہاں پر راکٹ لگے۔

کعب خاکیم از ماہ نہ خیزد جز غبار آفتابا فزوں از صرصرے نہ بود قیامت خاکساراں را

نفت : کعب خاکیم: ہم مٹی کی مٹی ہیں۔ بہ نہ خیزد: نہ اٹھے گا۔ خاکساراں: خاک جیسے لوگ۔

ترجمہ : ہم مٹی کی مٹی کی مٹی ہیں، اٹھیں بھر خاک ہیں، چنانچہ قیامت کے روز میدان شرم میں ہم سے غبار کے سوا کچھ نہ اٹھے گا اس لیے کہ قیامت خاکساراں کے لیے آگے سے بڑھ کر کچھ اور نہ ہوگی۔

ترک جاہ گو مار گوش ایام بر خیزد کہ گلشن تب دایم در نظر دارو بہاراں را

نفت : گلشن تب: شہر گرم رکھنے والا۔ مار گوش ایام: دلوں کا چکر، کبھی خوشی، کبھی غم دینا۔

ترجمہ : جلدو ختم کو ترک کرنے کی بات کرنا یعنی ترک کرنا تاکہ گوش ایام کا کھلی ختم ہو جائے (نہ جلدو ختم ہو گا) اس کے بدلے کا فرمایا دارو بہاراں اس لیے کہ مٹی بیک وقت سب جلدو کو نظر میں رکھتا ہے یعنی وہ گوش ایام سے بے نیاز ہے۔

در آ بے خود بہ بازی گلو اہل حسن تا مہی بولے شعلہ گرم مشت جولاں نے سواراں را

نفت : بے خود بہ بازی: بے خودی اپنے آپ سے بے خبری سے۔ بولے شعلہ: گرم مشت جولاں نے سواراں کو بے خودی سے بے خبری سے بے خود ہونے سے سواراں کو بے خود ہونے سے۔

ترجمہ : قوال حسن کی بازی گھانا زادہ کی مصلحت میں ذرا مستی کے عالم میں آنا کہ خوشی پر نے سواروں کو تھوڑا دوڑنے پھیلنے کو دے کی مشق میں سرگرم دیکھے۔ مراد یہ کہ حسین بچپن ہی سے خوش و شگ ہوئے ہیں اور ان کی مصروفیت حرکتیں بھی خوشیاں لینے ہوتی ہیں۔ غالب نے ان کے اس اعزاز کو نے سواروں کے شعلہ پر "مگر مشق بولیں" ہونے سے تعبیر کیا ہے۔

نہ گشت از سجدۂ حق جبر زہد نورانی چنان کافروخت تب ہدہ روے پادہ خواراں را
لغت : جبر زہد زہدوں، عبادت گزاروں کی پیشانی۔ چنان : جس طرح۔ کافروخت : کافر وخت : کہ چمکا ہے۔

ترجمہ : زہدوں، عبادت گزاروں کی پیشانیوں پر سجدۂ حق انہماک کے حضور سجدے کے سبب اتنی نورانی نہیں ہیں جس قدر شراب کی چمک پادہ خواروں کے چہروں کو تھکا جاتا ہے۔ مراد یہ کہ زہدوں کی عبادت میں ظاہر حتی کار تک غلباں ہے۔ زہدوں کے اس اعزاز پر چوٹ ہے۔

در بخت آگاہی کافرو کی گرد و سر و بر گشت زمستی ہمزہ جز غفلت نہا شد ہوشیاراں را
لغت : آگاہی : لکھی آگاہی۔ در بخت : افسوس کہ۔ سر و گرد : سرور، شگفتگی۔ اس کا سزا دہاں۔

ترجمہ : لکھی آگاہی (افسوس کی) طبیعت پر افسوس ہے جس کا سزا دہاں اور سزا ہے یعنی تہذیب افسوس کی ہو۔ ہوشیار یا ادب علم کو مستی سے سوائے غفلت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ روحانی بصیرت کے مقابلے میں علمی بصیرت محض غفلت یا خود سے غافل ہونا ہے۔

ز غیرت می گدازد در فحاشات گاہ تاخیرم زوں دیدن بہ دست شیشہ بازوں کو ہساروں را
لغت : می گدازد : چمکا رہا ہے۔ فحاشات : گاہ تاخیرم : میری حاشا ہونے کی جگہ حاشا ہونا۔ شیشہ بازوں : شیشہ بازی جمع شیشہ سر پر رکھ کر ہانچنے والے، قریب کار، منکر۔ زوں دیدن : عاجز دیکھنا۔ کو ہساروں : کو ہسار کی جمع مراد یہ ہے کہ لوگ۔

ترجمہ : منکر اور قریب کاروں کے ہاتھوں بڑے لوگوں کو عاجز دے میں دیکھ کر کس انکاری طرح حاشا ہو ناہوں کہ غیرت کے بارے میں کھل کے رہ جاتا ہوں۔

بر حجم غالب از ذوق خن، خوش بوے اربوے مرا نختے شکب و پارۂ انصاف یاراں را
لغت : بر حجم : در حجم میں رنجیدہ ہو ناہوں، مجھے رنج پہنچتا ہے۔ خوش بوے : کیا ہی اچھا ہوتا۔

ترجمہ : اے غالب میں اپنے ذوق خن سے رنجیدہ یا آزرہ خاطر ہوں۔ کیا ہی اچھا ہونا اگر مجھے کسی قدر صبر میرا آنا اور دوستوں میں انصاف کی کوئی رقت ہوتی۔ مطلب یہ کہ میری عظیم شامی سے دوستوں کو دکھ پہنچتا ہے اور وہ میرے بارے میں اتنی سیدھی باتیں کرتے ہیں۔ کاش میں صبر سے کام لیں یعنی ان کی باتوں کا برا نہ منوں اور وہ انصاف کی بات کریں۔ اس میں تاہا ایک ہم عصر شاعر کے ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے غالب کی شامی پر چوٹ کی ہے:

اگر اپنا کسے تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے مزہ جب ہے کہ اک اور اس کو دو سرا سمجھے
کلام میر سمجھے یا کلام میرزا سمجھے مگر اپنا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

غزل-27

پہر دم دوزخ و آن داغہائے سینہ تماش را سراپے بود در وہ نقشہ برق عکاش را
لفت : سینہ تپ: چنے کو جلانے والے۔ پہر دم: مراد میں نے ملے کیل۔ داغہ: خطے۔ برق عکاش: اس محبوبہ کے لمحے کی
جلی۔

ترجمہ : میں نے دوزخ اور اس کے سینہ کو جلانے والے شعلوں کو ملے کیا دکھا وہ اس محبوبہ کی برقی عکب کے پاسوں (محبوب کے
عکاش) کے لیے مٹھن ایک سراب (چٹکن ریت جو دور سے پائے کو پانی نظر آتی ہے) تھی۔ یعنی محبوب کے عکب میں گرمی کی جو شدت ہے
وہ دوزخ کے شعلوں میں نہیں۔

ترجیدائی تجلب جلوہ سلاں کرو نش، نازم کف صہبست گوئی پنہ، جینلے شرادش را
لفت : ترجیدائی: ظاہر ہونے کے لیے۔۔۔ کف: بھاگ۔ پنہ: روٹی۔۔۔ تجلب جلوہ سلاں: ایسا تجلب جس میں ظہار یا جلوہ کی کیفیت
ہو۔۔۔

ترجمہ : حسن نے اپنے اعتماد کی خاطر جلوہ دکھانے کے سے انداز کا جو تجلب اختیار کر رکھا ہے (یعنی پردے میں بھی حسن نمایاں ہے) میں اس
پر ہار کر آہوں، اس کی یہ کیفیت بالکل اسی طرح ہے جس طرح شراب کا بھاگ شراب کی صراہی پر بطور روٹی ہو۔ صراہی کے مترادف روٹی
رکھتے ہیں لیکن وہ یوں تھتی ہے جیسے شراب کی بھاگ ہو یعنی شراب پردے میں بھی ہو کر نمایاں ہوتی ہے، نیز اس محبوب کے حسن کی
کیفیت ہے کہ پردے میں وہ کبھی اس کا جلوہ نمایاں ہے۔

ندائیم آچہ برقی فتنہ خواہد ریخت برہوشم تصور کردہ ام بکستہ بند فطاش را
لفت : آچہ: اب کون سی۔۔۔ بکستہ: ٹوٹا۔

ترجمہ : میں نے محبوب کے بند عکب کے ٹوٹنے کا تصور کیا ہے، اب خدا معلوم اس تصور کی بظاہر میرے ہوش و حواس پر کون سی برقی فتنہ
کرے گی۔ محض اس تصور سے یہ حالت ہے تو اگر واقعی محبوب کا بند عکب ٹوٹ جائے یعنی بے پردہ ہو جائے تو اس کا حسن کیا حاست نہ
دھانے گا۔

درم صبح ہمار این مایہ مدہوشی نمی اروزو مبارک مفر دہر افشاںد گوئی رخت خولاش را
لفت : نمی اروزو: مناسب نہیں ہے، اچھی نہیں لگتی۔ افشاںد: پھیلاؤ، پھیلاؤ ہے۔۔۔ این مایہ: اس قدر۔۔۔

ترجمہ : صبح ہمار کے وقت اس تصور مدہوشی کوئی اچھی بات نہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے مبارک بھیل رات کی ہو اانے نلنے کے مغرور ہونا ستر
پھیلاؤ بچھا دیا ہے۔ یعنی موسم ہمار میں مبارک ایسی کیفیت آجاتی ہے کہ ٹوکوں پر فیکہ کی سی مدہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

سولاش داغ حیرانی، غبارش عرض دیرانی جہان را دیدم و گردیدم آباد و خرابش را
لفت : سولاش: اس کا گرد و نوح۔۔۔ عرض: ظاہر ہونا، اظہار۔۔۔ گردیدم: میں ہو گیا، میں نے سمجھا۔۔۔

ترجمہ : اس جہان کا گرد و نوح (طوفان آبادی) ایک طرح سے دماغ حیرانی ہے۔ اس پر غور کرنے سے انسان پر حیرانی چھا جاتی ہے، جبکہ اس
کا ظہار دیرانی کا اظہار ہے (یعنی دکھ ہے) میں نے جہان کو دیکھا اس پر غور کیا تو میں نے اس کی آبادی اور دیرانی کو سمجھا لیکن ان میں اختلاف
(یا تبدیلی) پیدا کر دیا۔

زنگ تفتلی جاں را نوید آبرو خشم کند جذبہ دریا شام موج آتش را

نعت : نوید: خوش خبری۔۔۔ زنگ تفتلی: چاس کی گری، ترپ۔۔۔ کند جذبہ دریا: دریا یا سمندر کی کشش کی گند۔۔۔

ترجمہ : میں چاس کی گری یا ترپ سے اپنی جان کو آمد کی خوشخبری دیتا ہوں، میں دریا، سمندر کے پانی کی لہروں کو کسی کند سمجھتا ہوں جو مجھے اپنی طرف کھینچے ہو۔ چاس سے مراد انتہائی خواہش ہے جس کی خاطر انسان اپنے اصول مقصد کے لئے جدوجہد کر، محاورہ آخر مقصد پالیتا ہے۔ سمندر یا اس کی لہروں کا اپنی طرف کھینچنا سے مراد یہ ہے کہ اس جدوجہد سے ہنس لگتا ہے جیسے مقصد خدا سے اپنی طرف کھینچ رہا ہو۔

زمن کز بے خودی در وصل رنگ از بے نقاسم ہر یک شیوہ نازش بازی خواہد جواش را

نعت : رنگ از بے نقاسم: میں رنگ ہو رہا ہوں قیڑ میں کرنا کر سکتا۔۔۔ شیوہ نازش: شہوت، انداز۔۔۔

ترجمہ : وصل میں میری بے خودی کی یہ کیفیت ہے کہ میرے لئے رنگ ہو رہا ہوں حقیر کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کے ہر انداز پر اس کا ناز و اداجھ سے جواب طلب کرتا ہے۔ یعنی کیا انداز ہے، کیسی اداس ہے؟

سوار قوس ناز است و بر خاکم گذر وارو بہاں اے آرزو چنداں کہ دریا بی رکاش را

نعت : بہاں: پھل یا مینی ٹرکر۔۔۔ چنداں: اس حد تک بہت زیادہ۔۔۔ دریا بی: توبالے۔۔۔

ترجمہ : وہ محبوب باز کے گھوڑے پر سوار ہے اور میری خاک پر سے گزر رہا ہے۔ اے آرزو تو اس قدر پھل اور ٹرکر کہ تجھے اس کی رکاب مل جائے، یعنی تو آگے بڑھ کر اس کی رکاب تک پہنچ جا۔ رکاب تک پہنچا اور اسے چرما عاشق کے لئے بہت بڑی خوش بختی کی پہلی ہے۔

شکایت بندہ گفتم، در نوردم تا رواں گردو دہاں در رواں قاصد ریخت رشک تپ و آتش را

نعت : در نوردم: میں نے پیٹ دیا، د کر دیا۔۔۔ تپ و آتش: اس یعنی رشک کا تپ و آتش۔۔۔

ترجمہ : میں نے محبوب کے ہم شکایت بندہ کہا، اے دیکھا تاکہ روزگردوں نیکین جلدی رشک نے قاصد کی راہ میں اپنا تپ و آتش ڈال دیا۔ یعنی رشک کی بنا پر اگر یہ میرے محبوب کو دیکھے گا میں نے وہ شکایت بندہ اپنے پاس روک لیا۔ غالب نے یہی مضمون غلامی ہی میں لکھا دیا کہ اس کا ہے:

چون بہ قاصد بہریم پیغام را رشک نہ گذارد کہ گویم ہم را

جب میں قاصد کے ہاتھ محبوب کو پیغام بھیجے لگا ہوں تو رشک مجھے اجازت نہیں دیا کہ اس کا ہم لوں۔

نہ انم تا چہاں از عہدہ دردش بروں آیم ز شادی جاں بہا گفتم حلال کم میاںش را

نعت : چہاں: کس طرح، کیسے۔۔۔ بہا قیمت۔۔۔ حلال کم میاںش: اس کی کم مقدار میں نہ ملنے والی حلال۔۔۔

ترجمہ : میں اس کے درد سے کیونکر عہدہ برداشت کروں گا مجھے کچھ بھی نہیں آتا۔ میں نے خوشی میں اس کی کم مقدار میں میرے آنے والی حلال (درد و محبت) کی قیمت، ہاں لگا دی۔ یعنی درد و محبت تو بڑا سا میرے نہیں آتا اس کے آگے جان کی کوئی قیمت و حیثیت نہیں۔

ز فوہاں جلوہ و زبا بے خوداں جاں رونما خواہد خریدار است زانچہ تا بہ شہنم آتش را

نعت : فوہاں: خوب کی جمع، صحن۔۔۔ رونما: رونما، رونما کی حد و کھلی پر اسے خود یا نقدی دینے کی رسم۔۔۔

ترجمہ : (خدا کی ذات) حسینوں سے ان کے حسن کا جلوہ اور ہم بے خودوں یعنی عاشقوں سے جان بطور رونما کی طلب ہے۔ حصاروں سے

لے کر ختم تک بھی اس کے آئلب کے خرید رہے ہیں۔ مراد یہ کہ کائنات کی ہر شے اس حسی مطلق کے خلق میں گرفتار ہے۔

خیالیں صید دام بچ و تلب شوق بود اما من از مستی غلط کردم بشوخی اضطرابش را

نعت : صید : غلام۔ اضطرابش : اس کی بے قراری۔

ترجمہ : اس کا خیال اپنی محبوب کا خیال، میرے خلق کے بچ و تلب کے جال میں گرفتار تھا لیکن میں نے مستی کے عالم میں اس (خلق) کے اس اضطراب کو شوقی سمجھ لیا۔ مراد یہ کہ میں نے دل کی بے قراری کو اپنے جذبہ شوق کا نتیجہ جانا جبکہ درحقیقت یہ بے قراری اس محبوب کے خیال کا نتیجہ تھی۔

بہ لقم و نثر مولانا ظہوری زندہ ام غالبہ رگ جہں کردہ ام شیرازہ اوراقی کتلش را

نعت : رگ جہں کردہ ام : میں نے رگ جہں جالیا ہے (شر رگ)۔ شیرازہ : کلب کی بھڑکی یا بھڑکی۔

ترجمہ : اے غالب ! میں مولانا ظہوری کی نظم و نثر کے اور کھل اعدا سے حائر ہونے کے سبب زندہ ہوں۔ میں نے ان کی کلب کے اوراقی (یعنی نظم و نثر کے مجموعوں) کو رگ جہں کا شیرازہ جالیا ہے، گواہی جان کی شیرازہ بھڑکی کی ہے۔

غزل-28

دام محرم صبا بود پیاڑ ما بکرو مر خید است خط ہائے ما

نعت : دام : پیش۔ محرم : راقع حال مرادف۔ خید : است : بنا ہے۔ ہائے : ہائے کے گرد نظر آنے والا مقلد۔

ترجمہ : ہمارا پالہ پیش صبا کا محرم رہتا ہے، یعنی شراب سے بھرا رہتا ہے۔ اس نے سورج کے گرد ہارے بنا دیے، یعنی اس جتنے کی کبیر سمجھتی رہی ہے۔ مراد یہ کہ شراب سورج کی طرح چمک رہی ہے اور ہمارا پالہ گویا اس کے گرد ہار ہے۔

زبے ز گری خویشت، نفس گراں مایہ گداز ہائے ما آبیار ہائے ما

نعت : خویشت : خیر، طہارت، مزاج، طبیعت۔ نفس گراں مایہ : نفس گراں (ہوتا ہے)۔ گداز : بکھلا ہوا۔

ترجمہ : حیرت مزاج کی گری کے کائے کئے ہیں، اس سے ہمارے سانس میں بلبل کی آواز آتی ہے۔ ہمارے تار و فراد کا گداز ہمارے مزاج ہار کے لیے آبیاری کا کام کرتا ہے۔ یعنی مستحق کی سحر غری میں بھی عاشق کے لیے سرت کا سامن ہے۔ اس گرم حسی سے عاشق کے دل میں فراد بچھلتی ہے لیکن نہ نہیں ہوتی بلکہ مزاج فراد کا مستحق بنتی ہے، جسے آبیاری کا کام دیا گیا ہے اور یوں عاشق کا سانس بکھلا پھرتا ہے۔

چمن طراز جنونیم و دشت و کوہ از ماست بہ ٹھر داغ شقائق بود قبلہ ما

نعت : چمن طراز جنونیم : ہم جنون کے چمن کو پہلے والے ہیں۔ شقائق : لالہ کے پھول۔ قبلہ : کسی ملکیت و غیرہ کا سمت۔ ہمارا

ترجمہ : ہم جنون و دغی کے چمن کو آراستہ کرتے، پہلے والے ہیں اور اس بنا پر کہ وہ دشت، ہارے ہیں۔ گل لالہ کے داغ کی مراد ہمارا قبلہ ہے۔ عالم ہر دغی میں عاشق کو دیا جان میں گھوٹا ہے، گویا اس کی وجہ سے وہاں کی روشنی ہے۔ لالہ کے پھول میں داغ ہوتا ہے۔ شاعر نے اس داغ کو سر قرار دیا ہے جو نہ کہ ملکیت (کہ وہ دشت کی) بلکہ نہ کہ لالہ کے دغی ہے۔

بدل زخو تو دغاں فشرده ایم و خوشیم ز استخوان اثرے نیست در نواز ما

لفت : دماغ شکرہ ایک دم دانتوں کو دباتے چلاتے ہیں یہ علامت ہے کوئی چٹنہ دیکھ کر کام کرنے کی۔

ترجمہ : تیرے جو روحم کے ہاتھوں ہم دل میں دانت چلاتے ہیں یعنی اس ناگواری کا مکمل کراہندہ نہیں کرتے انھیں ہم خوش ہیں، ہمارے لوہے میں ہڈی کا ہم دشمن بھی نہیں ہے۔ ہڈی سے مراد کھٹی ہے۔ یعنی دوست کے اس جو روحم پر بھی ہم خوش ہیں۔ دراصل یہ بھی تو دوست کی توجہ ہی کے ظہور ہے۔ بقول شاعر:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں
تو زود مستی و ما راز دلو خوشے تو ایم شراب در کش و پچانہ سخن حوالہ ما

لفت : زود مستی جلد مست ہونے والا تھوڑی سی پی کر ہی مست ہو جانے والا۔۔۔ درکش: چڑھا ہوا یعنی پی جلد۔

ترجمہ : تو جلد مست ہو جانے والا ہے اور ہم تیری طبیعت (مزاج) کے رازدار ہیں، تو شراب پی اور پچانے ہمارے حوالے کر۔ مراد یہ کہ شراب جتنی پیجی جائیے دوست اس سے بہت کم پیتا ہے۔ پچانے ہمارے حوالے کر کا مطلب ہے کہ ہم تجھے صحیح طور پر پوری مقدار میں پلائیں گے۔

دراز پی شب بجزاں ز حد گذشت، بیا فدائے روئے تو عمر ہزار سالہ ما

لفت : درازی: اطاعت، ایسی ہو۔۔۔ عمر ہزار سالہ: مراد طویل عمر، درازی کے مقابلے میں یہ کہنا ہے۔۔۔

ترجمہ : شب بجزاں کی طوالت حد سے بڑھ گئی ہے۔ ہماری ہزار سالہ عمر تیرے چہرے پر قیام ہو، اب تو آج بقیہ اقبال:

میں صوفیوں کے گزروں کی صورت اڑتے جاتے ہیں۔ مگر گزریاں چھوٹی کی گزرتی ہیں میں صوفیوں میں

اور بقیہ نظمیں:

جنوں پہ ہویہ، پرواز گلشن عشید سوار دیدہ آہوست داغ لائے ما

لفت : ہویہ: جنگل۔۔۔ سوار: سیاح۔۔۔ آہو: ہری۔۔۔

ترجمہ : جنوں نے جنگل کو گلشن کی سی بنا دے دی ہے۔ ہری کی آنکھوں کی سیابی ہمارے دل کا داغ ہے جس طرح داغ عاشق جنگل بنایاں میں گھومتا ہے، اسی طرح ہری (جس کا نمونہ ہی جنگل ہے) جنگل میں گھومتا ہے۔ اس کی آنکھوں کی سیابی کو دل کے داغ سے تشبیہ دے کر جنگل کو گلشن کی بنا کا حامل قرار دیا ہے۔ اس شعر کا مضمون اسی غزل کے تیسرے شعر کی مختلف صورت میں، صواب باز لفظ ہے۔

ز سنی ہرزہ بہ بے حاصلی علم کشیم چو باد، بید پہلے آمد از لائے ما

لفت : سنی ہرزہ: بیکار کو خوش، بے نتیجہ کو خوش۔۔۔ علم کشیم: ہم مشغور ہو گئے۔ لائے: گرامر کی قوس سے الگ کوئے سے بدلہ ملنا، رکاب سے رکب، کتاب سے کتب۔

ترجمہ : ہم اپنی بے نتیجہ کو خوش کی صورت میں بے حاصلی کے سبب شہرت پا گئے۔ گویا ہماری کو خوش کے لائے سے باد (ہوا) کی طرح بید (ایک درخت جس پر چل نہیں سکتا) ظاہر ہو گیا۔ اپنی بے ثمر کو خوش کو اس طرح واضح کیا ہے کہ ہوا کی حرکت ہے، جھک جاتی اور بید بے ثمر ہوتا ہے، زمین ہماری سنی بیکار رہی اور یہ امر ہمارے قیاموں کو کاہٹ گیا۔

ہمیں گدا حق است آہوے ما غالب گھر چہ باز فروشد بہ پیش ڈالے ما

لفت : گدا حق: گھنا۔۔۔ چہ باز فروشد: کیا باز گزرا ہے۔۔۔ ڈالے: اولا۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب ۱۸۱۱ء محبت کے سوز و گری میں اپنا کھانا ہی ہماری آمیزہ کاہٹ ہے کہ یہ سوز و گداز ہی زندگی کی اصل ہے۔ اسکا سوتلی ہمارے دل کے آگے کیا باز کر سکا ہے۔ سوتلی گری سے نہیں پکھلتا جبکہ اور معمولی سی گری سے پکھل جاتا ہے۔ چمک تو دونوں میں ہے لیکن سوز سے پکھلنے کی بات سوتلی میں نہیں ہے۔

غزل-29

نصفت شوخی ہے پر وہ شور بنگلش را زبلاہ تنہی این باوہ نرود رنگش را

لغت : نصفت : چھپا، چھپائی۔ شور بنگلش : اس کا شور بنگ۔ ایک طرح سے انداز شوخی۔

ترجمہ : اس کی کتنے طور پر شخصوں نے اس کے شور بنگ یا عابری انداز شوخی اور نکلوت کو چھپا دیا، اس پر وہ ڈال دیا۔ اس شراب کی تیزی و تندی نے اس شراب کا رنگ اڑا دیا۔ مزاد یہ کہ محبوب کی شوخی سے پتا چلتا ہے کہ اس کا شور بنگ کھل نکلتا ہے۔ کھلنے کی اور پھلنی بات ہے۔ اس شراب سے مراد شوخی اور اس سے مراد شور بنگ ہے۔

کدام آئینہ با روئے او مقابل شد کہ بے قراری جوہر نیرود رنگش را

لغت : کدام : کون سا۔ رنگش : اس کا رنگ۔ ادم میں آئینہ ہوے کا ہو تا تھا جس پر برسات میں رنگ لگ جاتا کرتا۔

ترجمہ : کون سا ایسا کس قسم کا آئینہ اس محبوب کی چہرے کے مقابل ہوا کہ جو ہر آئینے کی چمک کی طرح سے اس کا رنگ نہ اڑ گیا ہو۔ مطلب یہ کہ محبوب کے حسن میں اتنی چمک ہے کہ جو بھی آئینہ اس کے درمیان آیا اس کی چمک طرح اٹھی اور یہ طرح اس کے رنگ کے دور نبونے کا باعث بنی۔

چو غنچہ جوش صفایٰ حشش ز بایمان دریدہ برتن نازک قبایہ نگلش را

لغت : بایمان : پھٹا پھولا، کھرا۔ دریدہ : چاڑھی۔

ترجمہ : کلی کی طرح اس محبوب کے بدن کی صفات و صفات کو اس طرح اکھری کہ اس نے محبوب کے تن نازک پر پٹی ہوئی تنگ قبایہ کر ڈلی۔ کلی کھل کر پھل جاتی ہے۔ یہ اس کا جوش صفا ہے۔ اسی طرح محبوب کا جوش صفا ہے جو اس کے نازک بدن کے باوجود اس کی تنگ قبایہ کے چاک ہونے کا باعث بنا ہے۔

ذگری نفس دل در اجتراز آمد شرارہ شیجر پرواز جھشت سنگلش را

لغت : در اجتراز آمد : خوشی سے جنوم اٹھ۔ سنگلش : اس کا چہرہ اس کا دل۔ شجرہ : شاخ۔

ترجمہ : میرے سانس کی گری یا تپش نے محبوب کے دل پر اثر کیا جس کے نتیجے میں وہ جنوم اٹھا۔ گویا اس محبوب کے چہرہ یعنی دل، محبوب سنگدل ہے۔ اے کے لیے میرا شرارہ اگر کسی غم یا پرواز کا شاخ ہی گیا، شجرہ پر عرصے اڑے ہیں۔ اس جنوم اٹھنے کی طرف اشارہ ہے۔

نظارہ خط پشت لبش زخوشم نرود ز باوہ نشہ فزوں دادہ اند بگلش را

لغت : خط پشت لبش : اس کے پشت لب کا سبز خط اور آواز جراتی کی مثالی ہے۔ بگلش : اس کی بنگ۔

ترجمہ : اس کی پشت لب سبزہ کے نظارہ نے مجھے مدحوش کر دیا۔ گویا قدرت نے اس کی بنگ میں شراب سے زیادہ نشہ رکھا ہے۔ بنگ کا پرواز سبز ہوتا ہے، محبوب کے سبز خط کے حوالے سے بنگ کا خط استعمال کیا ہے۔

چہ غمنا کہ ہر گم سرود: چہ داری ز رشے کشفتم تکر بود چنگش را
 لغت: چہ داری: تو کچھ خیال کرے، نہا۔۔۔ رشے کشفتم: میرے کفن کا دعاء۔۔۔ چنگش: اس کا پہلا ساز۔۔۔
 ترجمہ: میری موت پر اس نے کیسے کیسے غمے لگائے (امت غرضی و مسرت کا اظہار کیا؟) میں لگا جیسے اس کے ساز کے تکر میرے کفن کے
 دعاء کے سے بنے تھے۔

پہ شتر وعدہ دیدار کردہ چشم شتاب من بسر آورد مگر درگش را
 لغت : شتاب جلدی۔ درگش : اس کی تاخیر ہو۔
 ترجمہ : اس کے اس وعدے کو وہ قیامت کے دن اپنا دیدار کرانے کا مجھے بے قرار کر دیا ہے۔ شاید میری یہ جلدی لیکن بے قراری اس کی
 اس تاخیر اثر کلین خدا جلنے کب ہو اگر خوش کرے۔
 جگر نشاط نہم، بر خود اعلیٰ نیست مہو دل بہ تپش رو کند خد گش را
 لغت : مہو : خدا ناز کرے۔ رو کند : لوٹاؤے۔ خد گش : اس کا تیر۔

ترجمہ : مجھے اپنی ذات پر بخود ساقیوں نے خداوند کریم کی ہوا میں اپنے سوز و تمنی کی بنا پر اس محبوب کا حیر و کردہ لفظ میں اپنے جگر کو اس حیر کا نشانہ بننے کے لئے تیار رکھا ہوں۔

کشتیدہ ایم پہ دیوانگی ز شوقی دوست بگونہ بگونہ اویہ ناز رنگ رنگش را
 لغت : کشتیدہ ایم: ہم نے اٹھائے ہیں۔۔۔ گونہ گونہ: رنگ رنگ: باطن طبع کی۔۔۔ ناز رنگ رنگ: قسم قسم کے باز۔۔۔
 ترجمہ : ہم نے اپنی حالت بخون میں شوقی محبوب کی رنگارنگ ہواؤں کی طرح طبع سے باز و اداسی کی ہے۔

ز طرف غالب آشفقہ گر نہ ای آگاہ بیازا بہ سے تند ہوش و بنگش را
 لغت : آشفقہ: پریشان حال۔۔۔ ہوش و بنگش: اس کے ہوش و حواس۔۔۔ طرفہ: مراد حوصلہ۔۔۔
 ترجمہ : اگر تہ جانب آشفقہ کے طرف سے آگاہ نہیں ہے تو تواسے حیر و حیرت شرب چا کر اس کے ہوش و حواس کو آزد۔ دوسرے لفظوں میں
 جانب نے اس عالم اسے سمجھنے میں بھی اپنے ہوش و حواس پر قرار رہنے کا دعویٰ کیا ہے۔

فصل 30

رازِ خفیت از بد آموز تو می جوئیم ما از تو می گوئیم گر با غیر می گوئیم ما

نفت : بد آموز، اپنی اپنی پڑھانے والا رقیب۔۔۔ از تو می گوئیم، ہم تجوی بات کرتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہم تجوی خواہش، طبیعت، کار از تجوی بد آموز سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر ہماری کسی غیر یہی ملے گی مگر رقیب ہی ہے اسے کوئی بات ہوتی ہے تو وہ تجوی ہی بارے میں ہوتی ہے۔ یعنی اس طرح ہم تجوی بارے میں اس کی رائے جاننے کے خواہاں ہوتے ہیں۔

حشر، مشاغل ہیں بر صورت مژگل بود مرز خاک خویشتن چوں سہوی روی روئیم ما

لفت : حشو مراد موت کے بعد اٹھنا۔۔۔ ی رو نیم کہ ہم گئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : جس طرح چکیں کسی کے دیدار کے لیے اٹھتی ہیں جیسے ہم عاشقوں کا شر ہے۔۔۔ میں یوں سمجھو کہ ہم سبزے کی طرح اپنی خاک سے اٹھتے ہیں۔۔۔ سبزہ خاک سے خود بخود اٹھتا ہے۔ اسی طرح عاشق جب کسی معشوق کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنی قبر سے بے ساختہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تاکہ اس کو یہ ار کا رکھیں۔

راز عاشق از شکست رنگ رسوا می شود باوجود سخت جانی ہا شک رسوا می ما

لفت : شکست رنگ : رنگ کا لڑنا پیکا پڑنا۔۔۔ شک رسوا می ما : ہم ایسے ہیں جن کا چہرہ فوراً بدل جاتا ہے پیکا پڑ جاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : عاشق کا راز اس کے شکست رنگ سے رسوا افشاں ہو جاتا ہے۔۔۔ اگرچہ ہم سخت جان ہیں لیکن شکست رنگ اور راز افشاں ہونے کے واسطے سے ہم شک رسوا ہیں۔

زیر بار آئین نگاہ بُو کہ پذیرد بکے عمر باشد رخ بخوان دیدہ می شو نیم ما

لفت : زیر آئین نگاہ : وہ حسین جن کی نگاہیں ہمارا کو آراستہ کرتی ہیں۔۔۔ بُو : کاشکے خدا کرے۔۔۔

ترجمہ : اہی حسیں میں سے، جن کی نگاہیں ہمارا کو آراستہ کرنے، سجانے والی ہیں خدا کرے کوئی ایک ہمیں بھی قبول کر لے کیونکہ ایک مدت ہو چکی ہے کہ ہم اپنا چہرہ آنکھوں کے ٹھکانے سے دھو رہے ہیں۔ گویا حسیں کی عدم توجہی نے ہماری یہ حالت کر دی ہے۔ حافظ نے اسی قسم کا شعر ان بزرگوار میں یاد دلایا ہے:

آئین کہ خاک را بنظر کیما کنند آیا بود کہ گوشہ چشمے بیا کنند

وہ اپنی نظروں سے خاک کو کیما دیتے ہیں کیا ممکن ہے کہ وہ ذرا ہماری طرف بھی کوٹ چشم کریں گے۔

آفتاب عالم سرکشگی ہائے خودیم می رسد بوسے تو از ہر گل کہ می بو نیم ما

لفت : سرکشگی : جبرائیل۔۔۔ می رسد : پہنچتی ہے۔۔۔ ی رو نیم کہ ہم سو گئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنی جبرائیل کی دنیا کے آفتاب ہیں۔ ہم جو بھی پھول سو گئے ہیں اس میں سے ہمیں تھری می ٹو شیو آتی ہے۔ یعنی محبوب کی ذات سے اتنی دلچسپی اور محبت ہے کہ اس کے عشق میں اتنا غم ہو چکے ہیں کہ ہر جگہ میں ہمیں صرف اسی کی خوشبو ملتی ہے۔ جبرائیل کی دنیا کا آفتاب سے مراد جبرائیل میں بہت دور جا چکے ہیں۔ جبرائیل کی انتہا ہو چکی ہے۔

آ چا مجموعہ لطف ہماراں بودہ الی آہرانو سودہ پائے ما و می بو نیم ما

لفت : چا : کیا کیا یعنی بہت کس قدر بڑا۔۔۔ سودہ : گھس گیا۔۔۔ ی بو نیم کہ ہم چل رہے ہیں۔۔۔

ترجمہ : تو لطف ہماراں کا کیا بڑا مجموعہ ہے کہ تجھے دیکھتے دیکھتے ہمارے ہاں مٹھوں تک گھس گئے ہیں اور ہم ہیں کہ چوڑ چل رہے ہیں۔ محبوب کے حسن و دلکشی کی انتہا اور اپنی اس میں کمال محبت کی بات کی ہے۔

ز صحت احباب خواں داد غالب پیش ازیں ہرے می گو نیم ہر خوش می گو نیم ما

لفت : احباب : جمع حب دوست۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! احباب یعنی دوستوں کو اس سے زیادہ زحمت نہیں بجا سکتی۔ لہذا ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ اپنے لیے کہتے ہیں۔ مراد یہ کہ دوستوں کو ہر وقت اپنے شعر سناتا اور ان سے داد کا غالب ہونا انہیں گوارا دیتا رہا ہے۔ لہذا ہم شعر طوری کہتے اور اپنے آپ کی کونساں اور داد دیتے ہیں۔

غزل-31

اے روئے تو بھلو در آوروں رنگ را نقش تو گاہ کزہ بسایا فرنگ را
 لغت : بھلو در آوروں : روشن کر دیا، چمکایا۔ بسایا فرنگ : چروپ کا کلین، جو بہت خواہورت ہو آئے مراد کل کا شبن۔
 ترجمہ : اے محبوب ! تجھے حسین چہرے نے رنگ اور نگہ حسن میں بے حد ہلک پیا کر دی ہے۔ اور تجھے نقش نے بسایا فرنگ کو ناپائیدار
 عطا کر دیا ہے۔ مراد یہ کہ محبوب انکا حسین ہے کہ اس کے چہرے کی چمک رنگ حسن میں گھار پیا کر دیا ہے اور حسن و جمال کا
 نقش گاہ گاہ کر دیا ہے۔

از تالہ خیزی دل سخت تو در تہم در عطسہ شررہ مقلن مغز سنگ را
 لغت : تالہ خیزی : تالے اٹھا تالہ و فیراد کرنے کا عمل۔ در تہم : میں بچاؤ تک میں ہوں۔ عطسہ : پھینک۔ شررہ : مراد چنگاریاں
 برست۔

ترجمہ : میں تجھے چنگرل کے تالہ و فیراد کے ہاتھوں بچاؤ تک میں ہوں۔ تو چکر کے مغز کو چنگاری کی چمک میں نہ ڈال۔ گویا محبوب خود
 کسی کی محبت میں گر لگا ہو گیا ہے اور اس کا دل غم محبت میں گر لگا تالہ و فیراد کر رہا ہے۔ عاشق اس کی اس حالت پر بچاؤ تک کھا اور اسے
 سکھا رہا ہے کہ وہ اپنے چنگرل کو اجواب خود کسی کی محبت میں گر لگا ہے اپنا چنگاریاں بے لطف نہ کرے۔

از عمر نوح عرض برد انتظار و تو در عرض شوق تب نیاری درنگ را
 لغت : عمر نوح : طویل عمر حضرت نوح علیہ السلام کو بہت طویل عمر ملی تھی۔ عرض برد : کم کرتا ہے۔ درنگ : دیر، تاخیر۔
 ترجمہ : تجھے انتظار کے مقابلے میں تو حضرت نوح علیہ السلام کی عمر بھی کم ہے، جبکہ تو عرض شوق میں معمولی تاخیر بھی برداشت نہیں
 کرتا۔ کسی کا انتظار، یعنی غریب الملک کے مطابق موت سے بھی شدید ہو تا ہے، شاعر نے اسے عمر نوح سے بھی طویل کر دیا ہے۔ جب یہ
 انتظار ختم ہو تا ہے تو عاشق، محبوب سے اعتماد مطلق سکون سے کرنا چاہتا ہے لیکن محبوب سے اس کا یہ سکون یا تو تک رک کر عرض کرنا
 برداشت نہیں ہو سکتا۔

داغ غم کہ در ہوا ہے بر دامن نسے است در خون من ز تاز فرو بڑہ چنگ را
 لغت : در ہوا ہے : اڑی، کسی اور کے دامن کا خواہ مخواہ ہے۔ فرو بڑہ چنگ : بچے نے گھسیٹنی بچاؤ ڈالا۔
 ترجمہ : میں اس بات پر جل رہا ہوں کہ وہ محبوب جس نے تازہ دارا سے میرے خون میں بچہ ڈالا تو کسی اور کا دامن تھامنے کا خواہ مخواہ
 ہے۔ عاشق کے لئے اس سے بڑھ کر دلکشا اور کوسا موقع ہو سکتا ہے۔ چنانچہ غالب نے اپنے اسی شوق و رنگ کی بات کی ہے۔

در بزم سے بجا، زخرد نہ خورہ اے سنجہ بدشت جلوہ دارغ چنگ را
 لغت : زخرد نہ خورہ : زہر دہی ہو۔ سنجہ : توتکا ہے، جالہ لپکا ہے۔ دارغ چنگ : بچے کے جسم کے دھبے۔

ترجمہ : وہ شخص جس نے مصل میں جام زہر میں شراب نہ پی ہو، وہ جنگل میں بچے کے دھبوں کے جلوہ کا ہاتھ لپکا ہے۔ زہر دہا ہوا چمکا
 گوہر ہے۔ یہاں جام کی چمک مراد ہے، مطلب یہ کہ جس نے جام شراب کی چمک نہیں دیکھی یا اس کا جلوہ نہیں دیکھا ہے اس کی دلکشی کی
 کیا خبر ہو تو شخص یہ کہ کسی شے کی چمک میں سکھایا ہوا ہے۔

جوئی کشوشت ترا تا ماند آب کاغذہ آورد ز قلم چشم و جنگ را

لغت : جہلی کشادہ ایک دری کھولی۔۔۔ شہت: حلقہ زلف ایش پر پیش ہو تو معنی دھوون۔۔۔ کاندازہ: کہ اندازہ۔۔۔ رقم: قہر۔۔۔
 ترنم : ترنم: حلقہ زلف نے ایک دری کھولی، دواں کی ایدل تک کہ اس میں پانی نہ رہا کیونکہ اندازہ (یعنی اندازے سے کام لیتا) حلقہ زلف
 قہر آتا ہے۔ مانا مراد یہ ہے کہ محبوب نے اپنی زلفیں دھوئے پرست پانی استعمال کیا۔ (شعرا واضح نہیں ہے)
 چوں آئینہ اسے بہ جگر در شکستہ ایم آں چشمہ چشمہ لذت زخم خدنگ را
 لغت : آئینہ اسے: ایک شیشہ، ایک ایسا شیشہ جو قتل (جس میں شراب و دھوکہ لگا دیتے ہیں۔۔۔ خدنگ: تیر۔۔۔
 ترنم : ہم نے قہر (محبوب نے جو ہم پر چلایا) کے دلم کی اس بے پناہ لذت کو شیشہ کی طرح اپنے جگر میں توڑ دیا ہے۔ یعنی اس لذت کو اپنے
 جگر میں کھیر کر محفوظ ہو رہے ہیں۔

در گوشہ اس خزیدہ ز اندوہ بے کسی آں بر شکستہ غلوط دلمائے ننگ را
 لغت : خزیدہ: گھسا ہوا۔۔۔ غلوط: غلطی۔۔۔
 ترنم : وہ جس نے ننگ دلوں کی غلوط کو توڑ ڈالا غلاب بے کسی (اکلیا پین) کے فلم میں ایک گوشے میں جا کھاسائی جا بھٹا ہے۔ یعنی وہ
 محبوب جس نے عشاق کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کیا غلاب خود کسی کی محبت میں گرفتار ہو کر اکیلے ہیں کا کفار ہو گیا ہے۔
 شوشے کہ خود زبام وفا ننگ داشتے بر پار می دیدہ بوقا نام و ننگ را
 لغت : شوشے کہ: وہ شرج ہو۔۔۔ ننگ داشتے: اسے مار خمی، مار محسوس کرنا تھا۔۔۔
 ترنم : وہ شرج جسے دفا کے نام سے مار آتی تھی۔ اب دفا کے نام و ننگ کو چاہ کر رہا ہے۔ اس سے پہلے والے شعر کا مضمون بدل کر دیا
 ہے۔ محبوب، عشاق کے ساتھ دفا کرنے میں توجہ پا مار محسوس کرنا تھا لیکن اب جب خود کسی کی محبت میں گرفتار ہوا ہے تو اس سے دفا
 نہ اپنے نام و ننگ ہوا کر رہا ہے۔

عالم ز عاشقی بہ ندی رسیده ام نازم شگرف کاری بخت و رنگ را
 لغت : ندی: ہم نشینی، کسی کے ساتھ چلنا۔۔۔ شگرف کاری: ہلکا کام کرنے کی حالت، محب ہو کر خوب ہونا۔۔۔
 ترنم : اسے عالم (میں عاشقی سے ندی تک پہنچا ہوں۔ میں اپنے بخت و رنگ پر غور و فکر کرتا ہوں۔ بخت کی دورنگی یہ کہ عاشق بھی
 ہوئے ہوئے محب سے دوری کی بجائے اس کا قرب بھی میسر آتا جبکہ عشق میں ایسی بات کا معمول نہیں ہے۔ دوری و واقفیت لائق غم و غارت ہے۔

غزل-32

سوز ز بس کہ تب جمایش، نخب را دانم کہ در میاں نہ پسندو تجلب را
 لغت : سوز: جلاتا ہے۔۔۔ زبیں کہ: اس قدر کہ بہت زیادہ۔۔۔ تب: چمک اگلی۔۔۔
 ترنم : محبوب کے شبنم وصال کی تب اس قدر ہے کہ وہ نخب کو چلنے دے دیتی ہے۔ میں کچھ گیا ہوں کہ اس کا شبنم، تجلب یا پردے
 کو پسند نہیں کرتا کہ محبوب کے شبنم کی بے حد چمک، دمک کا ہلکے کے ساتھ ذکر ہے۔
 چراغ از کلن و دما دم ز سلوگی نغزین کند پہ پردہ دری بلتلب را
 لغت : کلن: ایک نازک کپڑا جس کے پار سے میں کھا جاتا ہے کہ وہ چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔۔۔ دما دم: بے درپے۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کا لباس نکلتا نکلتا ہوا ہے لیکن اس (محبوب) کی سادگی ملاحظہ ہو کہ وہ چاندنی کو اس کی بہ دوری (لباس کا چھڑا) کرنے پر مسلسل بچا ہوا کہ رہا اور نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ جب لباس ہی اس قسم کا ہے تو اس میں لطافت کا کیا تصور ہے۔ اسے بچا ہوا کتا سرا سر سادگی کی بات ہے۔

تَا خود شے بہ ہمدی ما بسر برد و در چشم بخت غیر رہا کرد خواب را
لغت : ہمدی : ساتھ رہنا، ساتھی ہو گیا۔ رہا کرد خواب را : نیند ڈال دی ہے۔

ترجمہ : ہمارے محبوب نے اس چاہے کہ وہ ایک رات ہماری محبت میں بسر کرے، غیر یعنی رقیب کے بخت کی آنکھوں میں نیند ڈال دی ہے۔ یعنی رقیب کے نصیب میں ایسی شب نہ آئے۔

تا رفتہ دم ز وعدہ باز آدن زند تا در وصال یاد وہ اضطراب را
لغت : رفتہ : گئے بغیر۔ باز آدن : لوٹ آکر رہیں آئے۔

ترجمہ : وہ محبوب کہیں گئے بغیر ہی اپنی وہ کہیں نہیں جا رہا، لوٹ آئے گا وعدہ کر رہا ہے۔ گویا وہ یہ چاہتا ہے کہ وصال کے موقع پر وہ ہمیں ہمارا اضطراب (جو اس کے کہیں گئے بغیر نہ کر رہا وعدے سے ہم میں پیدا ہوا) یاد دلانے۔ عاشق کے لیے اس صورت حال میں بھی بے قراری کا سلطان ہو جاتا ہے۔

در دل خرو بہ لاپ و از جاں بدر کشد ویرینہ شکوۂ ستم بے حساب را
لغت : خرو : گستاخ ہے، راول ہو گیا ہے۔ لاپ : ٹوٹا ہوا، چالوسی۔ ویرینہ : پڑا ہوا، بہت پھلے گا۔

ترجمہ : وہ دوست یا محبوب خوشامد چالوسی کر کر کے ہمارے دل میں جاگزیں ہو رہا ہے اور اپنے اس لال سے وہ گویا ہم پر اپنے بے حساب ستم سے مطلق ہمارے شکوے کو ہماری جان سے باہر نکال رہا ہے۔ یعنی اپنے اس اعزاز سے وہ ہمارے دل میں گھر کر رہا ہے۔

بُرات نگر کہ ہرزہ بہ پیش آو سوال گھیرم بہ بوسہ زلال لب نازک، جواب را
لغت : ہرزہ : بیکار، بے فنی۔ پیش آو سوال : سوال کے آنے سے پہلے ہی، یعنی سوال ابھی ذہن میں نہیں آوا۔

ترجمہ : ذرا میری بُرات دیکھو کہ میں بے فنی، سوال ذہن میں آنے سے پہلے دوست سے اس کا جواب حاصل کرنے کی خاطر اس کے لب نازک کا بوسہ لے لیتا ہوں۔

تاؤم فروغ بارہ زنگی جمل دوست کوئی فشورہ اند بہ جام، آفتاب را
لغت : فروغ : چمک۔ فشورہ : اندھا، آنسوؤں نے نچوڑا ہے، یعنی نچوڑا گیا ہے۔

ترجمہ : میں دوست کے جمال کے عکس سے شراب میں پیدا ہونے والی چمک بہ ناز کرتا ہوں۔ یوں سمجھو جیسے جام میں آفتاب نچوڑا گیا ہے۔ محبوب کے حسن کے عکس کا یہ نتیجہ ہے تو ظاہر ہے اس کا حسن کس بڑا کاہر گا۔

سودا ز گریش سے و او بچنایں بہ سو ریزو ز آغینہ بسافر شراب را
لغت : سو : کھیل، کوڑا، مزاحیہ مزے مڑے سے۔

ترجمہ : شراب اس کے حسن کی گری سے جل رہی ہے لیکن وہ اسی طرح مڑے مڑے سے یا کھیل کود کے انداز میں اپنے حسن کی تضحیل سے بے نیازا مزاحیہ سے مزاح میں شراب اچھل رہا ہے۔

آبش دہم بہ بارہ و او ہر دم از تمیز نوشدے و ز جام فرو ریزو تب را

لغت : آتش دہم دہم میں اسے شراب میں پانی ملا کر پیتا ہوں۔۔۔ تیز دو چیزوں میں فرق کرنا فرق کرنے کی ماہرت۔

ترجمہ : میں اس محبوب کو شراب میں پانی ملا کر پیتا ہوں لیکن وہ پہلی تیز کی بنا پر شراب چا جانور پانی پیے کرانا چاہتا ہے۔

آسودہ پاؤں خاطر غائب کہ ٹوٹے دوست آئینہ پہ پاؤں صفائی گلاب را

لغت : آسودہ پاؤں خدا کرے آرام و سکون میں رہے۔ آئینہ ملا۔ گلاب: گل + آب + گل، اسودہ میں گلاب کا رنگ۔

ترجمہ : خدا کرے غالب کامل سکون و اطمینان میں رہے، کیونکہ اس کی یہ بات ہے کہ وہ صاف شفاف یا خالص شراب میں مرقی گلاب ملا کر پیتا ہے۔ یعنی ان دو چیزوں کو باہم ملا کر پیتا اس کی آسودگی کا باعث بنتا ہے۔

غزل # 33

نویز انقلاب شوق دادم از بلا، جاں را کند جذبہ طوفان شرموم موج طوفان را

لغت : نویز: خوشخبری۔ انقلاب شوق: عشق یا مستی کی توجہ۔۔۔ شرموم: میں نے گناہیاتی سمجھا۔۔۔

ترجمہ : میں نے مصائب و آکام کی بنا پر اپنی جان کو انقلاب شوق کی خوشخبری سنائی۔۔۔ دوسرے قصوں میں، میں موج طوفان کو، طوفان کو اپنی طرف کھینچنے والی کند سمجھا، مراد یہ کہ عشق میں پیش آنے والے مصائب میرے جذبہ عشق کو دبانے کی بجائے اس میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

پر ستارم بگردر باشت، یا رب در دل اندازش ز بیچلی پہ زخم سرنگوں کردن شکداں را

لغت : پر ستارم: میری تھوڑی سی کہنے والی لڑکی، زس۔۔۔ بگردر باشت: بگردار دل پار بھیجی۔

ترجمہ : میری حالت دیکھ کر میری تھوڑی سی دل پار بھیجی، امیدداشت نہ کر سکی، مقرر ہو گئی یا خدا! تو اس کے دل میں یہ بہت زائل دے کر وہ اپنی اس بیچارگی کی حالت میں میرے زخم یا زخموں پر شکداں اڑیل دے۔ (زخموں پر شک چلنے سے تکلیف میں اضافہ ہو آ ہے لیکن عاشق کے لیے یہ صورت حال مزید لذت و مسرت کا باعث بنتی ہے۔

چنان گرم است بزم از جلوة ساقی کہ چنداری گداڑ جوہر نگارہ در جام است مستی را

لغت : چنان: جیسے، بزم: چانداری، قہقہ، خیال کرے۔ گداڑ: بھلاہٹ۔

ترجمہ : ساقی یعنی محبوب کے جلوے میں محفل اس قدر محراب ہے کہ یوں سمجھو جیسے مستوں کے لیے ان کے جام میں نگارہ کے کاسوٹی بھلا ہوا ہے۔ اگر کم گداڑہ کن تو جہ بہ کہ گداڑی کی بجائے محبوب یا ساقی کا جلوہ مستی کے لیے زیادہ مستی یا محبت کا باعث بنا ہوا ہے۔

ندارم شکوہ از غم، باہجوم شوق خرمندم ز جاہد داشت جوش دل، ہلکا داغ جہراں را

لغت : خرمندہ: میں خوش ہوں۔۔۔ جاہد داشت: جگہ سے اٹھارہ، مزاحمتا رہا۔۔۔

ترجمہ : مجھے غم کا کوئی شکوہ نہیں ہے، (غم سے کوئی شکایت نہیں ہے) میں تو کھوٹ، نوبی یا عشق کی کثرت سے طوش ہوں کہ اسی کی بنا پر میرے جوش دل نے داغ جہراں کو مٹا کے رکھ دیا ہے۔ جذبہ عشق میں شدت ہو تو عاشق اس میں مست و محو رہتا ہے اور یوں جہرہ غم یا خیال یا غم اس کے نزدیک نہیں پہنچتا۔

قضا از نامہ، آہنگ دیدن ریحنت در گوشم پہ پشت غنم نہ سترہ نقش روے عنوان را

نعت : آجک دریدان پھاڑے کاروان۔۔۔ نہ حریف نہ حلیا ہوا۔ نقش روئے عنوان، کتب الہ کو خط میں خطاب کرنے کا انداز۔۔۔
ترجمہ : ابھی میں نے اپنے پشت باغین سے، خط کے آغاز میں لکھے جن لفظوں سے خطاب کیا گیا تھا، ان میں خطا بھی نہیں تھا کہ خطانے میرے
کاٹوں میں خط پھاڑنے کا ارادہ ڈال دیا۔ یعنی خطاب میں غلط قسم کے الفاظ ہیں تو خط کے متن میں تو اور بھی غلط لہو ہو گا اس لیے ایسے خط
کا پھاڑنا ہی مناسب تھا۔

بہ تن چپیہ بلزم از نم غولپہ ہر این خراش سینہ سطر بنید شد چاک گرہاں را
نعت : غولپہ، غولپہ، خاص خون۔ چپیہ، چپک یا چست کیا۔

ترجمہ : میرا ہر باطن بھر غولپہ کی نمی سے جسم کے ساتھ چپک گیا۔ گواہی کی خراش چاک گرہاں کے بنی کی سطر یا گیرہ بن گئی۔ مولیٰ یہ کہ
دشمن میں سے کو باغیوں سے کھرچا لیکن خون بہنے کے جب لباس بدن سے چپک گیا اور دشمن کم ہونے کی بجائے برقرار رہی یا بڑھ گئی۔
بہ بزم تب ضبط نالہ باطن داوری دارو زوشنی می شمارو زحرب، ڈوڑیان افغان را

نعت : داوری دارو گرفت کرتا مجھے خطا کو سمجھتا ہے۔ ڈوڑیان، بڑا مرد بڑا۔ افغان، افغان، فغان، فرباد۔
ترجمہ : میں نالہ و فرباد کو ضبط کرتا ہوں تو وہ صاحب میری اس قوت برداشت و ضبط کو ظلم خیال کر کے میری گرفت کرتا ہے۔ اور میں جو
ذریعہ غللی کو دیا تھا وہ اسے میری گستاخی قرار دیتا ہے۔

ہوز آئینہ ما کی پذیرد عکس صور تما چو تاج شدہ زدا اندر دل افشودیم دناں را
نعت : ہوز، ابھی، ابھی تک۔ تاج، فصاحت کرنے والا۔ اندر دل افشودیم دناں را ہم ہے۔ بے گلی اور خنکاری کا شکار ہو گئے۔

ترجمہ : ابھی تک ہمارا آئینہ (مولیٰ کا آئینہ) صورتوں میں عینیتوں کی صورتوں کا عکس قبول کر رہا ہے۔ ہماری اس کیفیت پر جب تاج نہیں
دا تو ہم بے حد بے قراری و اضطراب میں ڈوب گئے۔

تکلف بر طرف لب نقشہ بوس و کلمہ ستم ز راہم باز چیں دام نوازشائے پنہاں را
نعت : لب نقشہ، چہاں یا بے ہوشی والا۔ باز چیں، اٹھائیں، اٹھالیں۔ نوازشائے پنہاں، پوشیدہ سراپاں۔

ترجمہ : تکلف بر طرف، یعنی جی بات ہے کہ میں (ابے محبوب) بوس و کلمہ کا پاسبان ہوں تو میرے راستے سے اپنی ان نظروں آنے والی
نوازشوں کا بھل اٹھالیں۔ یعنی مجھے وہ بہت نوازشیں کی جاتے تھے ساتھ بوس و کلمہ کرنے کی ہے۔ خراش ہے۔

بہ مستی گر بہ جنت بگذری زمار نہ فرجی سراپے در رہستی نقشہ دیدار جان را
نعت : زمار، دیکھو، فرباد۔ سراپے، ایک سراپہ۔ نہ فرجی، دھوکا نہ کھاؤ۔

ترجمہ : اگر تو عالم مستی میں جنت سے گزرے تو فرباد دھوکا نہ کھاؤ کیونکہ جو محبوب کے دیدار کے پاس ہیں ان کے لیے جنت محل
ایک سراپہ ہے۔ (سراپہ، چمکتی ریت جو در سے پاسے کو پانی معلوم ہوتی ہے) مولیٰ یہ کہ اس اجنبی سے آگے محبوب حقیقی کی منزل ہے
جہاں اس کا دیدار ممکن ہے۔

چمن سلاں جے دارم کہ وارو وقت گل چیدن خراسے کز اوئے خویش پڑ گل کردہ داناں را
نعت : چمن سلاں، جس کا شبنم چمن کی طرح گھٹتو دو گل ہو۔ گل چیدن، پھول توڑنا، چننا۔

ترجمہ : میرا ایک چمن سلاں بہت یعنی محبوب ہے جو پھول چٹنے وقت کچھ اس طرح تلک تلک کر چلتا ہے کہ اس کی اس واسے اس کا دامن
پھلوں سے بھر جاتا ہے۔ یعنی اس کی ہر برادر میں پھلوں کی سی انگلی ہے۔

ہے اندازِ صیحتی چوں بہ گلشنِ ترکاز آری پریدِ ناسے رنگِ گل، شفقِ گرد و گلشنِ را
 لغت : صیحتی : شج کی شراب۔ ترکاز آری : خود زہریلے کرنا یعنی تیز چہتا ہے۔
 ترجمہ : جب تو شج کی شراب پی کر گلشن میں تیز چہتا ہے تو میری اس اداسے پہلوں کے رنگ کچھ اس طرح اڑا جاتے ہیں کہ میں لگتا ہے
 جیسے گلشن پر شفق چھا گئی ہو۔

کبابِ نو بہار اندرِ خورشیدِ لالہ کی سوزو چہ فیضِ ازیمیزانِ لائیلی پیشہ، مصلیٰ را
 لغت : نو بہار : موسمِ بہار کی تازہ آمد۔ خورشیدِ لالہ : مرادِ لالہ کی سرخی۔ میزبانِ لائیلی پیشہ : میزبان سے مسلمانوں کی کوئی پروا نہ ہو۔
 ترجمہ : نو بہارِ لائیلی لالہ کے غور میں جل رہا ہے۔ ہلا کسی لائیلی پیشہ میزبان سے مسلمان کو کیا فیض پہنچ سکتا ہے۔ موسمِ بہار میں لالہ کے
 سرخ پھول کھلے ہیں یہ گواہِ غورِ جل رہا ہے۔ پہلوں کی جھلکی اور ان کے سرخ رنگ کو آگ سے تشبیہ دے کر گویا یہ کہتا چاہا ہے کہ یہ آگ
 موسمِ بہار کو جلا رہی ہے۔

چہ دو دہِ دل، چہ موجِ رنگِ درِ ہر پردہ از استی خیالِ شانہ پاشد، طرہ خوابِ پریش را
 لغت : دو دہِ دل : دل کا دھڑکن، تم کے سبب آہ و فغاں۔ موجِ رنگ : رنگ کی لڑ خوشیوں کی لہر۔
 ترجمہ : کیا دو دہِ دل اور کیا موجِ رنگ زندگی کے ہر پردے میں اپنی تم ہو یا غشی اور غیور، میرا خیال خوابِ پریش کے طرہ یعنی زلفوں کے
 لیے کھنکھاتی ہے۔ جس طرح کھنکھی سے منتظر اور ٹھہری ہوئی زلفوں کو سمیٹا یا آرام دے کیا جاتا ہے، اسی طرح انسانی خیالِ ذکر و پریش خیالوں
 کی حقیقتِ تعبیریں کر کے اپنے دل کو تسلی دیتا رہتا ہے۔

بہ شہما پاسِ ناموست ز خوشیم بد گلیں دارد ز شورِ نالہ کی ریزم شک درویدہ، دریاں را
 لغت : پاسِ ہوس : تیرے ہوس کا نالہ۔ شور : غل غل پڑنا نیز کھاری شک۔
 ترجمہ : راتوں کو تیرے ہوسِ اعزّت اور لالچ کا پاسِ دل لٹا کرتے ہوئے میں اپنی رات سے بد گلیں ہو جاتا ہوں چنانچہ میں اپنے نالہ و فغاں
 کے شور کا شک دریاں کی آنکھ میں ڈال دیتا ہوں تاکہ اسے یہ پتہ نہ چل سکے کہ یہ نالہ و فغاں کون کر رہا ہے۔

ز مستیِ نحو پاکوبی بود ہر گردبادِ ایں جا رواجِ خانقاہست از کفِ خاکم بیاباں را
 لغت : پاکوبی : پاؤں کو ناخن رقص کرنا۔ گردباد : گھبراہٹ۔
 ترجمہ : عالمِ مستی میں ہر گھبراہٹ میں رقص میں محو ہے، مشغول ہے۔ میری محوِ ہر خاک سے بیاباں میں خانقاہ کا سا رواج ہے۔ سرخِ نالہ
 فغاں و دہِ میں اگر رقص کرتے ہیں۔ گویا پلے تو میں لگتا ہے جیسے ہوا رقص کر رہی ہے۔ عاشقِ بیاباں نورِ دی میں وہی خاک ہو کے رہ گیا
 ہے۔ اس کی خاک اب ہوا میں اڑتی ہے تو یہ اس کا گوارِ رقص کرنا ہے۔ اسی حوالے سے غالب نے کہا ہے کہ میری کتبِ خاک سے بیاباں
 میں خانقاہوں کے طور طریقے رواج پانگے ہیں۔

خلیدِ نساے منتظرِ ہمارا بر استخوانِ غالب یکن از عمرے بیادِ رسمِ و راہِ پیکار را
 لغت : خلیدِ نسا : ست چھنے کی حالت۔ ایک فرض پر عہد جو پیش کرتا ہے۔ یکن از عمرے : ایک مدت کے بعد۔
 ترجمہ : اسے غالبِ امیری بلوں پر حاکی چٹان کی جھین نے ایک مدت کے بعد تجھے پیکار اور بھی یا تھری کوکھ کے طور طریقے یاد رکھ دیے۔
 لیکن ہے پیکار سے غالب کی مراد محبوب کی چٹکیں ہیں جو عاشق کے دل میں جھپتی ہیں۔ ظاہر ہے عاشق مرعکہ ہے اور اس کی جھپٹاں ٹھہری
 پڑی ہیں۔ حالانکہ یہ چٹانِ دل رہا ہے۔ یہ صورتِ حال عاشق کو اور خود تو مرعکہ ہے لیکن اس کا جذبہ شفقِ زندہ ہے اس لیے پیکار کی جھین کی یاد

غزل # 34

بہ غلوت مژدہ نزدیکی یار است پیلورا فریبِ امتحانِ پاکبازی دادہ ام او را
لغت : مژدہ : خوشخبری۔۔ پاکبازی : صاف دلا، نیک، سچ، بے غرضی۔۔

ترجمہ : حتمی میں میرے پہلو کے لئے دوست کے قرب کی خوشخبری ہے۔ اسی طرح میں نے اسے پاکبازی کی آزمائش کا دھوکا دیا ہے۔
ماضی حتمی میں محبوب کے قرب کا تصور کیجئے ہوئے ہے۔ اس حالت میں ظاہر ہے وہ محبوب سے کسی طور پر بھیڑ بھڑا کرنے سے عاری ہے۔ یہ
گویا محبوب کو اپنی پاکبازی کا یقین دلاتا ہے۔ جو مذکورہ صورت حال میں سراسر فریب ہے یا اسے خود فریبی کہہ سکتے۔

زنجو پردہٗ محفلِ گلو فریادِ را میرم کہ می خایہ بہ ذوقِ قندہٗ شاور وانیِ مشکو را
لغت : می خایہ : چہاٹا ہے۔۔ فریادِ را میرم : میں فریاد سے آگے ہوں۔۔ شاور وانی : مشکو : گل یا قہر شعلی کا پر۔۔

ترجمہ : تو مجھ سے (شیریں کی) محفل کے پردے میں کھ جا رہے یا گھر ہونے والے فریاد کہہ کر کہ میں اس سے کہیں بڑھ کر ہوں۔
(فریاد) تو عشق میں بخون کے باعث قہر شعلی کے پردے یا ساتھیوں کو چہاٹا ہے۔ فریاد کا یہ فعل شیریں کو دیکھنے کی غرض سے تھا کہ شاید اس طرح
شیریں کہیں نظر آ جائے۔ شاعر کہتا ہے کہ فریاد کا عشق بس اسی حد تک تھا جبکہ میرا عشق اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس لئے میرے سامنے
اس کی داستان بیان نہ کرو۔

جہان از پادہ و شاہدِ بدان ماند کہ پنداری بہ دنیا از لبِ آدمِ فرستادہ مینو را
لغت : بدان ماند : مجھ اس طرح لگتا ہے۔۔ مینو : بہشت۔۔

ترجمہ : شراب اور محبوب کے دھوکے کا یہ جہان بے پنداری اور کھلم کھلا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بہشت اس دنیا میں منتقل کر دی
گئی ہو۔ بہشت میں شراب طوراً ہوگی اور حوریں ہوں گی۔ اسی حوالے سے شاعر نے دنیا میں شراب اور شہد کے دھوکے دینے اور دنیا کو بہشت
قرار دے دیا ہے۔

زمن رنجیدہ با اغیار در ناز است و می خواہد بہ جنبشِ ہائے اہد از گہ پر دازد اہد را
لغت : رنجیدہ : غامض، پرہیز۔۔ اغیار : جمع غیر رقیب۔۔ از گہ پر دازد اہد را : اہد کے چھوٹے گروہ کو دے۔۔

ترجمہ : مجھ سے تو دور رنجیدہ ہے لیکن اغیار کے سامنے ناز دہا کا مظاہر کر رہا ہے اور اس بات کا خواہش ہے کہ اپنے گروہوں کی جنبش سے
اہد کا چھوٹے گروہ کو۔۔ اہد کا چھوٹے گروہ کو برہمی کی طاقت ہے اور محبوب کا یہ رویہ عاشق کے ساتھ ہے جبکہ رقیبوں کے ساتھ کہ
انہی وہاں موجود ہیں اس کا رویہ ناز دہا ہوا ہے جسے اہد کا چھوٹے گروہ کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بروزِ تندِ خوئیِ غمشکن را رام خود کردن بہ آتشِ بزدانِ است از موسے تابِ پیشِ مورا
لغت : تند خوئی : تیز مزاجی۔۔ رام خود کردن : اپنا مسلح کرنا۔۔ غمشکن : جمع غمت، دُغمی دل، مودہ مشفق۔۔

ترجمہ : اپنی تند خوئی سے دُغمی دلوں یعنی مشفق کو اپنا مسلح بنانا اہل اسی طرح ہے جیسے ہل کو آگ لگا کر اس کے چھوٹے تاب ختم کیجئے جائیں۔
ہل کو آگ لگے تو وہ باہل ختم ہو جاتا ہے۔ پھر اس طرح اس کے چھوٹے ختم کرنا چاہی سنی دارد۔

نہاں دیدہ آفاق بین مدہ دستوری انگش چو گوہر رخ کو پیش از مگر منجد ترانو را
 لغت : حق بین: حقیقت کو دیکھنے والے۔ دستوری: علم۔ گوہر رخ: موتی کوہر کئے والے۔ منجد ترانو را: ترانو کا جائزہ لیتا ہے کہ
 ٹھیک تو ہے یا نہیں۔

ترجمہ : جب تک لاوا آنکھ حق میں نہ ہو اسے گریہ کا خم نہ دے۔ یعنی جس طرح موتی کوہر کئے والے پہلے ترانو کا جائزہ لیتا ہے کہ آیا ٹھیک
 تو ہے یا نہیں اسی طرح پہلے دیدہ کا جائزہ لیتا ہے۔ اسوجی کیا موتی ہی جنہیں برکئے سے پہلے ترانو (دیدہ) کا جائزہ لیتا ہے۔
 چو بنیشند بہ محفل بگذرا خم در دل انگش کہ رنجہ غیر از چوں بے سبب در ہم کشد دورا
 لغت : بگذرا خم: میں گزارا نہیں۔ در دل انگش: اسے اپنے دل تک میں۔ رنجہ: اسے دکھ پہنچے۔

ترجمہ : جب وہ محبوب محفل میں آکر بیٹھتا ہے تو میں اسے اپنے دل تک میں سے گزارا نہیں تاکہ جب وہ گواہے سبب کو پھیرے یا
 ناک بھوں چہ حالے تو اس کے اس رویے سے رقیب افسردہ دل ہو جائے۔
 اگر دائد کہ در نسبت مرا با کیست ہم چشمنی کشد در دیدہ ہر گر دے کہ از رہ خیزد آہو را

لغت : نسبت: تعلق، مشابہت۔ ہم چشمنی: برابری کسی کے برابر دیا ہوا۔ آہو: ہر۔
 ترجمہ : اگر محبوب کو یہ پتا چل جائے کہ نسبت کے لحاظ سے میری کس کے ساتھ ہم چشمنی ہے تو وہ راستے میں اٹھنے والی ہرگز نہ رہن کی آنکھ
 میں ڈال دے۔ رہن کو اپنا ہم چشمنی کہنا اس لحاظ سے کہ وہ وحشت کا دار جنگلی جانور ہے۔ وحشت اس کی آنکھوں سے بچتی ہے۔ کچھ کی حال
 عاشق کا ہے اور کی بات دونوں میں ہم چشمنی کا باعث ہے۔

بہاراں گو، ہر مشالہ کوہ و دیلاں شو گل از تخت دل عشقی زبند آن سر کو را
 لغت : بہاراں گو: ہمارے کوہ۔ صرف کشت لکھی = زبند: جڑا ہے۔

ترجمہ : موسم ہمارے کوہ کو یاد رکھ، دیلاں کی مشالہ کراشتن دیلاں پھولوں وغیرہ سے آراہی کا سلطان کرا کہ نہ اس کو پہے یعنی محبوب
 کے کوچے میں عشق کے دیوں کے گولے کا پھول ہی جڑا ہے۔ دل کا گلہ بھی سرخ ہو تاکہ اس لینے کو پھول ہی ہے۔

نخل دور است غالب در سخن این شیوہ بس نبود بدیں زواریں کللی می آزہایم دست و بازو را
 لغت : شیوہ: انداز، طرز۔ این شیوہ: کئی نہیں ہے۔ زواریں کللی: ختم، قسم کی کللی۔

ترجمہ : اے غالب! شاعری کا نشان (یعنی اس کا دل) اور ہے۔ اس میں یہ انداز کئی نہیں ہے۔ میں تو اس ختم کی کللی (یعنی شاعری)
 سے اپنے دست و بازو کو آزار نہیں۔ یعنی شاعری میں اپنی قوت استعمال کا جائزہ لیتا ہوں۔

غزل # 35

بارہ شکوے ۶ ہید و کنار کشت ما کوثر و سلیبیل ما طوبی ما بہشت ما

لغت : کشت: کھیتی۔ کوثر و سلیبیل: جنت کی دو قسمیں۔ طوبی: جنت کا ایک درخت۔
 ترجمہ : ہماری شکوہ اور حجاز ہر ایک درخت جس کے نیچے بیٹھ کر شراب پیئے ہیں اور کنار کشت، احمیت کا کنارہ ہی ہمارے لینے
 کوثر اور سلیبیل اور طوبی اور بہشت ہے۔

بس کہ غم تو بڑا ہے است قہیہ در سرشت ما نغمہ فتنہ می برد چرخ ز سر نوشت ما
 لغت : قہیہ : جلی، پوشیدہ۔۔ سرشت : طبیعت، فطرت۔۔ سر نوشت :۔۔

ترجمہ : تجرا غم ہماری سرشت میں، لہذا اس طرح رہا ہے کہ اس غم سے فتنہ کا نغمہ حاصل کرتا ہے۔ آسمان کے ہارے میں ہے کہ وہ غم و آلام پہنچاتا ہے لیکن شاعر کہتا ہے آسمان نہیں پہنچاتا کہ تو میرے عشق میں ہیں وہ غم و آلام پہنچاتا ہے اسے رقم کر کے لے جاتا ہے۔

حسرت وصل از چہ رو، چوں بخیل سر خوشیم ابراگر ہستند بر لب جوست کشت ما
 لغت : از چہ رو : کس لیے، کیوں۔۔ سر خوشیم : ہم بہت خوش ہیں۔۔ ہستند : موجود رہتے رہے۔۔

ترجمہ : ہمیں وصل کی حسرت کیوں ہو۔ ہم تو محبوب کے خیال میں ڈوبے ہوئے اور بہت خوش ہیں۔ بس یوں سمجھو کہ ہماری کتنی بے دری کے کاندے واقع ہے اگر بدل نہیں بھی رہتا تو کوئی پروا نہیں۔ پہلے مصرعے میں جو دعویٰ کیا ہے، دوسرے مصرعے میں تنقید سے اسے واضح کیا ہے۔

نور خرو در آگهی، خواہش تن پدید کرد صرف ز قوم دوزخ است بامیہ در بہشت ما
 لغت : پدید کرد : ظاہر کی پیدا کی۔۔ ز قوم : ایک خاندان، زہر یا دوزخ جس میں سے دوزخ بھی نکلتا ہے، قہر۔۔ بامیہ : نشوونما کی قوت، نشوونما۔۔

ترجمہ : عقل و خود کی مدد سے آگہی یعنی خود آگہی میں تن کی خواہش پیدا کی۔ ہمارے بہشت میں بامیہ دوزخ کا زقوم پیدا کرنے میں صرف ہوتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے کے باعث کی طرف اشارہ ہے۔ ان میں جب خود آگہی پیدا ہوئی تو نفسانی خواہش ان پر چھا گئی جس کے جب انہیں بہشت سے نکل کر زمین پر بھیج دیا گیا بہشت میں ان کی یہ خود آگہی یا نشوونما ان کے لیے دوزخ کا زقوم بن گئی۔

این ہمہ از عتاب تو ایمنی عود چراست اے بہ بدی و ناخوشی، خوں تو سر نوشت ما
 لغت : عتاب : نصرا، پیش۔۔ ایمنی : امن میں ہونا۔۔ سر نوشت : نوشتہ تقار۔۔ عود : دشمن، رقیب۔۔

ترجمہ : یہ جو رقیب میرے اس عتاب میں بھی حالت امن میں ہے تو کیا کہیں ہے؟ جبکہ ہمارے نوشتہ تقار یا مقدور میں میری سرشت ہمارے لیے برائی اور ناخوشی ہی کا سلطان کرتی ہے۔ یعنی ہم سے تو بڑا سلوک عتاب سے کہیں بڑھ کر ہے جبکہ رقیب کے لیے میرے عتاب میں عتاب و اہل بہت ہی نہیں۔

بڑوہ صد ار بھین بر سر صد ہزار زخم گر بنی در آفتاب بدو چکر زخشت ما
 لغت : صد ار بھین : سو چالیس چار ہزار، مراد ہزار۔۔ صد ہزار : لاکھ، ہزار۔۔ چکر : چکر۔۔

ترجمہ : ہزاروں زخموں کے ساتھ ہم نے طویل زندگی بسر کی مگر تو ہماری دھت دھوپ میں رکھے تو اس میں سے شراب چنے گی۔ دسٹا مصرعہ لکھ واضح نہیں ہے۔

بے خطر از خودی بر آب بہ "انا لعمن" کشا شیوہ گیرو دار نیست در کنش کشت ما

لغت : "انا لعمن" : میں بہت ہوں۔۔ شیوہ : در و گیرو : چکر، چکر کا انداز۔۔ کنش : کردار، عمل و دستور العمل۔۔ کشت : غیر مسلوں خصوصاً ہارسوں کا عبارت خانہ۔۔ برآ : باہر نکل آنا، نمودار۔۔

ترجمہ : تو بے خوف ہو کر یا کسی خوف اور ڈر میں چڑے بغیر طوری سے نکل کہ ترک کر اور ہو غلام ہے "مکمل الصنم" کے الفاظ لے آئے۔ یعنی "مکمل الصنم" کا منہ ہلکا کر کے ہمارے نکت کے دستور العمل میں کسی قسم کی پکڑ عکس کا کوئی شیہ نہیں۔ سوائے کہ بھی ہمارا آلودہ روش اختیار کرے۔

بارہ اگر بود حرام، بذلہ خلاف شرع نیست دل نہ خشی بہ طوبیٰ باطنہ موزن بہ زشتیت ما
لغت : بذلہ، لطف، چکلا، زبرد، دل کا انداز، بذلہ خلی۔۔۔ دل نہ خشی، تجھے پہنہ نہیں۔۔۔ زشتیت، برا، حقیر۔۔۔

ترجمہ : شراب اگر حرام ہے تو بذلہ خلی تو خلاف شرع نہیں ہے۔ اگر تو ہماری ابلیسی بات کو یا چچہ پنہ نہیں کرتا تو ہماری بری بات پر تو ہمیں طعنہ دیتی نہ کہ کسی ذہب سے خطاب ہے۔ شراب کو ایک ابلیسی چڑ قرار دیا ہے جبکہ بذلہ خلی کو حقیر کہا ہے۔ ذہاب شراب کو حرام قرار دیتا ہے جبکہ بذلہ خلی اس کے نزدیک خلاف شرع ہے۔ اسی حوالے سے غالب نے مذکور بات کی ہے۔

گفت بہ حکم صری، غالب خستہ ایں غزل شلو بہ چچ می شود طبع وفا سرشت ما
لغت : صری، جواب معطلی، غلٹ، صریح۔۔۔ طبع وفا سرشت، ایسی طبیعت جس کی فطرت میں وفا رہتی ہی ہو۔۔۔

ترجمہ : اس معطل کے پس منظر، طالع نے روشنی ڈالی ہے۔ صورت کے ممکن پر ایک مضامین میں غالب نے یہ غزل پڑھی تھی۔ مطلق کا دوسرا مصدق، طریقی مصدق ہے۔ حوالی کے الفاظ میں "اب اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم سے جو اس طرح پر غزل لکھنے کی ترغیب کی گئی" ہماری طبعی وفا سرشت، دوست (یعنی صری) کے ساتھ ہی الفت سے شلو شلو ہو جاتی ہے۔" (بحوالہ یادگار غالب)

غزل "36"

دل تآب ضبط عالم نداد و خدائے را ازنا بجوی گریہ بے ہائے ہائے را
لغت : تآب، طاعت۔۔۔ خدائے را خدا کے لیے۔۔۔ بجوی، مت تلاش کر، توقع نہ رکھ۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دل میں ہمارا دنیا و خدا کرنے کی طاعت نہیں ہے، یعنی ہمارا روک لینے کی طاعت۔ خدا کے لیے ہم سے لکی گریہ کی توقع نہ رکھ جس میں "بے ہائے" نہ ہو۔

آید چشم روشنی ذرہ آفتاب برہر زیش کہ طرح کنی نقش پائے را
لغت : طرح کنی، نور رکھتا ہے۔۔۔ نقش پائے، قدموں کے نشان، مراد قدم۔۔۔

ترجمہ : تو اس جس جگہ اور جہلی جہلی میں اپنے قدم رکھتا ہے وہیں کے ہر جزوے میں لکی روشنی پیدا ہوتی ہے کہ وہ دمپ کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔

مشتاق عرض جلوہ خویش است حسن دوست از قرب، مزہ وہ نگہ نا رسائے را
لغت : مشتاق، خواہشمند، آرزو مند۔۔۔ قرب، نزدیکی۔۔۔ مزہ، خوشخبری۔۔۔ نگہ نا رسائے، کسی نگاہ جس کی خصوصیت رسائی نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : "دوست یعنی محبوب اپنے حسن کے جلوے کی ترغیب کا پورا خواہشمند ہے، یعنی پہانتا ہے کہ لوگ اس کا نقش حسن دیکھ کر اس کی تعریف و ستائش کریں۔ تو اپنی ہر سانکھ کا محبوب کے قرب کی خوشخبری سن رہا یعنی جب وہ ترغیب حسن کا پورا خواہمند ہو گا تو ظاہر ہے سامنے آئے گا۔ یوں اسے دیکھنے کا مانتی کہ "سوجھ ل جائے گا کہ ایک طرح سے اس کے قرب کی طاعت ہے۔"

آفتلگی بروج قباہل ی زند اے شعلہ داغ گرد ونگہ دار جاے را

لغت : آفتلگی پریشان طبع۔ بروج باندی۔ قباہل ی زند۔ ہلکی انداز ہے۔ داغ گرد۔ داغ ہو جاوے داغ میں ہے۔

ترجمہ : آفتلگی قباہل باندی پر انداز ہے۔ اے شعلے تو داغ میں جاوے جگہ کی حفاظت کر لینے اپنی جگہ پر نگاہ۔ شعلے میں آفتلگی کی سی کیفیت ہوتی ہے جبکہ داغ اپنی جگہ رہتا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ شعلے میں آفتلگی کو شعلے کی مانند ہے جو نمایاں ہو کر محبت کے جذبہ کو ختم کر دیتی ہے جبکہ داغ جذبہ کو ختم کرنے کی حالت جذبہ محبت کے استحکام و پائیداری کی علامت ہے۔

والمانگی است پے پھر دلاوی خیال شوق تو جاوے گرد رگ خواب پاے را

لغت : والمانگی تھکاوٹ، صحن۔ پے پھر۔ چلنے والی راہ۔ گرد۔ رگ خواب پاے۔ سوئے ہوئے پاؤں والی رگ۔

ترجمہ : صحن دلاوی خیال میں چل رہی ہے۔ ترجمہ شعلے نے پاؤں تختہ کی رگ کو راحت دیا۔ تھکاوٹ سے پاؤں کو سوجھاتے ہیں۔ مراد یہ کہ دلاوی شعلے میں چلنے چلنے تھکاوٹ نے ہمیں آگیا ہے اور اب تھرا خیالی ہی ہمارے اس سفر شعلے کا راستہ ہی کیا ہے یعنی ہم ترجمہ شعلے میں خیالات میں گم ہوئے رہتے ہیں۔

سر منزل رسائی اندیشہ خوریم درگم است جلوہ پے رہنمائے را

لغت : سر منزل رسائی، پہنچنے کی منزل مقصود۔ اندیشہ، سوچ، فکر۔ جلوہ پے رہنمائے را۔ یعنی جلوہ پائے رہنما۔

ترجمہ : ہم اپنے فکر کی رسائی کی منزل مقصود ہیں۔ ہمارے راہنما کے پاؤں کا جلوہ ہم میں گم ہے۔ مراد یہ کہ ہمارا خیال ہمیں کس لے جا رہا ہے اس کی خبر ہمارا نہیں ہے۔ "راہنما ہم میں گم ہے" سے مراد یہ کہ ہم اس صحن میں خود اپنے رہنما ہیں۔

از چہج و تاب آرزو مند سرکشان انگشت زہبار شمر ہر لوائے را

لغت : آرزو، حرص و ہوس۔ ستورہ، عاجز و مغلوب ہیں۔ انگشت زہبار، کسی مخالف سے پتہ مانگتے وقت ہوا انگلی گزری کی جاتی ہے۔ لوائے، بھڑا۔

ترجمہ : سرکش لوگ حرص و ہوس کے چہج و تاب سے تنگ و عاجز ہیں۔ تو ہر بھڑے کو انگشت زہبار سمجھ۔ بھڑے سے مراد سرکش کا بھڑا۔ یعنی سرکش لوگ بھڑا نہیں اٹھاتے ہوتے بلکہ یہ ایک طرح سے ان کی انگشت زہبار ہے

حسن بتاں ز جلوہ ناز تو رنگ داشت بخود بہ بوسے باد کشیدیم لائے را

لغت : جلوہ ناز، ناز و ادا، کھانا یا ناز و ادا کا مظاہرہ۔ رنگ داشت، روح پر ہو رہا چمک۔ بوسے، بوسہ۔ لائے، چمٹ۔

ترجمہ : ترجمہ جلوہ ناز سے جہاں یعنی دوسرے مہینوں کے شعلے میں روح پیلا ہو گئی۔ ہم نے شراب کی خوشبو کا کہلم بھڑی میں چمٹ (شراب کی مہل) چڑھا لی۔ لہذا۔ محبوب حقیقی کو خالص شراب اور دنیا کے مہینوں اس شراب کی چمٹ ہیں۔ شمر کا مطلب یہ کہ ہم بھڑی میں ان کی طرف متوجہ رہے اور اس حسن انانی سے دور رہے۔

گوید تعافل تو کہ رد کردہ توام از پشت چشم ی نگریم پشت پاے را

لغت : تعافل، غفلت ہے تو جی ہے آفتلگی۔ رد کردہ توام۔ میں تیرا رد کیا ہوا ہوں۔

ترجمہ : تیرا تعافل یہ کہتا یعنی بتاتا ہے کہ میں تیرا رد کیا ہوا ہوں۔ میں اپنی پشت چشم سے ترجمہ پشت پاؤں دیکھ رہا ہوں۔ یعنی اچھے سے ملاحظہ ملاحظہ کے قریب سے بدی ہے آفتلگی کے ساتھ گرد گیا ہے۔ ملاحظہ اس کے پشت پاؤں کے چلنے والے کے پاؤں کو بھڑا حصا سے یہ ہمارا لگتا ہے کہ ملاحظہ نے اس کی طرف توجہ نہ کرنے اسے رد کر دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ میں جیسے ملاحظہ ہوں

تاکہ تجھے اس دھوکے کی بھڑک نہ ملے۔

یا رب یہ بلی بیچ کہ پرواز کی کندہ رنگ است دوش، فرق بلندی گراے را

لغت : بلی بیچ : کسی کی کھوار کے پر۔۔۔ رنگ : عمار۔۔۔ دوش : کندہ۔۔۔ فرق بلندی گرا : بلندی کی طرف مائل سر۔۔

ترجمہ : اے خدا! میرا بلندی کی طرف مائل سر کسی کی کھوار کے پردے سے پرواز کر دے کہ اس کے لیے کندہ عمار کا بیٹ ہی گیا ہے۔ مستحق، ماضی کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ ماضی کے لیے یہ امر اسٹ فخر ہے، چنانچہ وہ اسے اپنی سر بلندی گردانتا ہے۔

گر چشم اشک از دوست دگر سینہ آو از دوست باکیست داوری دل درد آزمائے را

لغت : از دوست : اس سے یعنی محبوب کی طرف سے۔۔۔ داوری : انصاف ظنی، داوری۔۔۔ دل درد آزمائے : دل جو محبوب سے بچنے والے نت نئے درد آزمائے۔۔

ترجمہ : اگر آگہ کے آنسو ہیں، یعنی آگہ انگھار ہے، اتنا وہ محبوب ہی کی طرف سے ہیں اور اگر سنے میں آہیں ہیں تو یہ بھی محبوب ہی سے ہماری محبت کا نتیجہ ہے۔ پھر خدا جانے ہمارا درد آزمائے کس کے خلاف انصاف ظنی کا فرماں ہے۔

موم ز فرط ذوق و قلی نمی شوم یا رب کیا برم لب خنجر ستائے را

لغت : موم : سرخ۔۔۔ فرط : کثرت، شدت۔۔۔ قلی نمی شوم : قلی نمی شوم، مجھے قلی نہیں ہو رہی۔۔۔ لب خنجر : محبوب کے مجزئی تعریف کرنے والے ہونٹ۔۔

ترجمہ : میں محبوب کے مجزے سے جھوٹا لطف اندوز ہو کر مر گیا ہوں لیکن خود مجھے قلی نہیں ہو رہی۔ با خدا میں محبوب کے مجزئی تعریف کرنے والے اپنے ہونٹوں کو کھلے گاؤں۔

عالم بریدم از ہم، خواہم کہ زیں پس کنجے گزینم و پھرستم خداے را

لغت : بریدم : میں کٹ گیا یعنی دوستوں و فیروے دور ہو گیا یہ قطع تعلق کر لیا۔۔۔ زیں پس : اس کے بعد سے اب۔۔۔ کنجے : ایک گوشہ، کونہ۔۔۔ گزینم : چن لوں۔۔

ترجمہ : اے عالم! میں اپنے سب دوستوں و فیروے سے کٹ گیا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میں اب گوشہ گیری اختیار کر لوں اور خدا کی عبادت میں مصروف ہو جاؤں۔

غزل # 37

تا دوخت چارہ گر بگر چار پارہ را از بنجہ خندہ بر دم تیغ است چارہ را

لغت : دوخت : سیا۔۔۔ بگر چار پارہ : بگر جس کے چار ٹکڑے ہو گئے ہوں۔۔۔ دم تیغ : کھوار کی دھار۔۔

ترجمہ : جب سے چارہ گرنے سے بگر کے چار ٹکڑوں یا یعنی بہت زخمی ہو گیا ہے اس وقت سے طالع (ٹکڑوں کا سینہ) کو زکوار، ٹکڑے کے خالے سے کھوار کی دھار پر فسی آ رہی ہے۔ مراد یہ کہ زخم محبت کا کوئی علاج چارہ میں۔ ماضی کے لیے تو ایک طرح سے یہ لطف کا سامان ہے۔

با اضطراب دل زہر اندیشہ فارغم آسائشے است جنبش اس نگاہوارہ را

لغت : اندیشہ، فکر۔ فارغ : میں فارغ ہوں یعنی مجھے کوئی پروا نہیں یا میں آزاد ہوں۔ آسائش : ایک آسائش۔ گہوارہ : گہوارہ۔
 بچہ کا گہوارہ۔

ترجمہ : اضطراب دل کے ہونے ہونے میں ہر طرح کے ٹھکرات سے آزاد ہوں۔ اس بھولے کا اپنا آسائش و سکون کا ماٹ ہے۔ بچہ بھولے میں پڑا ہونے آرام سے رہتا ہے۔ بھولے کو بھلا جانے تو وہ اس کے لیچے اور بھی سکون کا سبب بن جاتا ہے۔ یعنی وہ سو جاتا ہے۔ غالب نے دل کو گویا بچے سے اور اضطراب کو بھولے سے تشبیہ دی ہے۔ یوں تو وہ ہر طرح کے دیگر ٹھکرات سے بے نیاز ثابت کیا ہے۔
 چون شعلہ ہم ز روئے تو پیدا است خوئے تو آ کے تناب بادہ فرخی نظارہ را
 لغت : زوئے تو تیرے چہرے سے۔ پیدا است : ظاہر ہے۔ فرخی : تو دھوا کا رنگ۔

ترجمہ : شعلے کی طرح تیرے چہرے ہی سے تیری خصلت نکلیں ہے۔ کب تک تو شراب کی گرمی سے نظارے کو دھوا کا رنگ چہرے کا۔ مراد یہ کہ مجھ کو چہرے کی سرفی زہو شعلے کی طرح ہے اس کی تند خوئی کا پتا دیتی ہے جبکہ اسے دیکھنے والے یہ دھوا کا کھاتے ہیں کہ یہ سب شراب کے نشے کی بنا پر ہے۔ غالب یہ کہہ کر اس سے پرہیز کرتا ہے کہ وہ اب تک دیکھنے والوں کو شراب کا پتھر دے گا۔

سرگرم مرشد دل چرخ ستیزہ خو چنداں کہ داغ کرد جبین ستارہ را
 لغت : سرگرم : بھلا مشغول سرگرم کرنا۔ ستیزہ خو : بھڑا، بولا، متکبر۔ چنداں : اس حد تک کہ۔ داغ کرنا : جلا زائل۔
 ترجمہ : بھڑا اور ستکار آملی محبت میں کچھ اس حد تک سرگرم ہو گیا کہ اس نے ستارے کی خوشالی جلا دی۔ آملی کا غم و حزن دھامنے والا کھا جاتا ہے۔ اس کا کسی سے محبت کرنے کا انداز بھی بالواسطہ اسے ثابت ہو گا۔ ستاروں کی خوشالی کو داغ کرنا سے مراد ہے کہ یہ جو ستارے ہیں وہ گویا اس کی محبت ہیں۔

دلنی کہ ریگ باد یہ غم رواں چراست این جاگستہ اند عثمان شمارہ را
 لغت : باد یہ غم : غم کا جل۔ جاگستہ : گستاخا، توڑ دلی مٹی ہے۔ این شمارہ : گنتی کی کام، مراد مسامتہ۔
 ترجمہ : کیا تجھے کچھ علم ہے کہ غم کے جل کی ریت رواں کیوں ہے یعنی کیوں نہیں رکتی یا یہاں (باد یہ غم) اس گنتی بادت کی باگ توڑ دی گئی ہے۔ غم کی ریت رواں ہے یعنی غم کی رود رکتی نہیں۔ مسامتہ یا محمد کی باگ تو ٹٹا سے مراد غم کا یا غم کی لڑکا مسلسل چلتا ہوا رو رہا ہے۔
 گنتی زگریہ ام تہ و بلاست بعد ازیں جو چہ در میانہ دریا کنارہ را

لغت : گنتی : گنتی، ناک۔ دہانہ : دریا کے کنارے۔ جو چہ : جہاں؛ تلاش کرتے ہیں، تلاش کیا جانے گا۔
 ترجمہ : نہانہ میری گریہ سے دہانہ ہو گیا ہے، اس کے بعد سے سمندر یا دریا کے وسط میں کنارہ تلاش کیا جانے گا۔ دوسرے لفظوں میں میری گریہ کا طوفان اٹھ اٹھ رہا ہے کہ اس سے سمندر اور ساحل باہم یا ایک ہی نظر آنے لگے ہیں۔
 اے لذت بھائے تو در خاک بعد مرگ با جہل سرشت حسرت عمر دوبارہ را
 لغت : سرشت : گوشت، گوند مٹی ہے۔ مراد دوبارہ ہی زندگی۔ جہل : جہل، جنتی۔

ترجمہ : اے محبوب تیری جہاں بھی میرے لیچے اتنی لذت ہے کہ اس لذت نے موت کے بعد مثلی یعنی قبر میں جان کے ساتھ دوبارہ عمر کی حسرت کو گوند دیا ہے۔ یعنی غم کے بعد بھی میری یہ خواہش ہو گی کہ مجھے پھر سے ہی زندگی ملے اور میں تیری بھائے لذت اوروں کو آ رہوں۔

جوہر دمیدز آئینہ دل خستہ آئینا دوزخ بخود زخم نگاہت، اشارہ را

لغت : دوسرا، الگ اور جدا۔ دل خشت : زخمی دل والا۔ دزدہ : چرانے، چسپانے۔ ہم : خوف اور۔

ترجمہ : آئیے سے اس کا ہر اصرار آیا ہے یا بھٹ نکلا ہے۔ آخر وہ زخمی دل اپنی آئندہ اک نیک تحری نگاہوں کے خوف سے اشارے کو خود میں چھپاتا رہے گا۔ مراد یہ کہ محبوب کی نصیحت ہماری نگاہوں نے آئندہ کو بھی خوف زدہ کر رکھا ہے۔

خونم ستارہ بود بدرد فسادگی دل داد پائے مری جینت گزارہ را
لغت : ستارہ بود رکا ہوا تھا۔ فسادگی : فساد کی اور اسی بجھا ہوا ہوتا۔ پائے مری : پامری، دلی۔ گزارہ : حد سے نکلنے والی چیز۔
مستحید۔

ترجمہ : میرا دل فسادگی کے درد کے سبب رکا ہوا تھا یعنی گردش نہیں کر رہا تھا۔ آخر دل نے تحری نگوار کو بہت قوت و دلیری دکھا کر دی۔
یعنی وہ خون کا ہوا تھا مگر تحری نگوار چلنے سے بہ نکلا۔ اور یوں اس کا ٹھکانہ پار کاؤ ختم ہو گیا۔

خج از فروغ چو ساقی درانجمن چون گل بسر دوست زمستی نظارہ را
لغت : فروغ : روشنی، چمک۔ بسر دوست : ہر دوست، ہر دوست است، سر بہ دار ہے یعنی سر رکھا ہے۔

ترجمہ : محفل میں ساقی کے چہرے کی چمک کی بنا پر خج نے پہل کی طرح، عالم مستی میں نظارہ کو سر رکھ لیا۔ یعنی محبوب کے خشن کی چمک دیکھ کر خج بھی جو خود روشنی لینے ہوتا ہے، اس میں محو ہو گئی اور جس طرح پھول کو سر پہلایا جاتا ہے اس نے اس نظارہ خشن کو سر پہلایا۔ گویا محبوب کے روشن چہرے کے سامنے خج کی روشنی مٹ چکی۔

بگر نشست آتم از جانب کہ بود ہائیش داوری پے داوست خارہ را
لغت : نشست : پہلے۔ خارہ : خت، چتر۔ از جانب کہ : کسی کی طرف سے۔

ترجمہ : پہلے تو یہ دیکھ کر ختم کسی کی طرف سے تھا۔ خارہ، بیٹے کے خلاف داوری کر رہا ہے۔ پہل بیٹے سے مراد عاشق کا نازک دل اور خارہ سے مراد محبوب ہے جو مشکل ہے۔ ظاہر ہے بیٹے تو چتر کو نہیں توڑ سکتا، چتری بیٹے کو توڑ سکتا ہے۔ گویا ختم محبوب ہی کی طرف سے ہے۔

داغم ز بخت گرہم اوج اثر گرفت آہ از سپر ریخت بفرقم شرارہ را
لغت : اوج اثر : اثر کی بلندی۔ بفرقم : میرے سر۔

ترجمہ : میں اپنے بخت کے ہاتھوں بعد آرزو ہوں کہ اگرچہ اثر کے لحاظ سے اسے بڑی بلندی ملی لیکن آہ نے آسمان سے میرے سر پر چٹکاری کرادی۔ ظاہر خوش بختی کی بات کی ہے لیکن جہاں مراد یہ ہے کہ آہ نہ صرف بے اثر ثابت ہوئی بلکہ اٹلا اس نے مجھے جلا کے رکھ دیا۔

جانب مرا ذکر یہ نوید شادتے است کلین سحر رنگ داو بنوں، استکارہ را
لغت : نوید : خوشخبری۔ سحر : سحر، استکارہ : کسی کام کے کرنے سے پہلے قرآن مجید کی آیات چڑھ کر اس کے اصرار یا برے نتیجے سے حفاظت کا اشارہ نہیں دیتا۔

ترجمہ : اے جانب اگر یہ سے مجھے شادت کی خوشخبری حاصل ہے کیونکہ اس سحر (مرا ذکر یہ) نے استکارہ کو ٹون سے رنگ دیا ہے۔ گویا سے مراد آنسوؤں کی قری ہے جو سحر کی بنا پر (استکارہ) سحر کے ذریعے بھی چند دھائیں دیکھو چڑھ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ استکارہ کو خوش سے رنگین بنانے کا مطلب ہے خشن میں ٹون کے آنسو روٹا اور شادت ہوں ہے کہ عاشق ٹون کے آنسو روٹ کر آخر ایک دن اپنی جان دے بیٹھے گا۔

غزل # 38

قضا آئینہ دار مجز خواہد ہر شئی را گھٹنے در نعلوتی اداسے کج کلانی را

لغت : ہر شئی: شہادۂ طائفہ یا شہادۂ اولیاء۔ در نعلوتی: نیار یا جڑیں ہیں۔ کج کلانی: ٹیڑھی ٹوٹی ہوئی سو غور و غور۔

ترجمہ : خدا تعالیٰ ہر شئی کو اکسار کا آئینہ دار دیکھنا چاہتی ہے۔ دوسرے اشکوں میں انسان کو بھی کی طرح ہونا چاہیے کہ جتنا اس کا پہل گتا ہے اتنا وہ جگ جگ جاتی ہے۔ ورنہ کج کلانی کی ہوا کی غبار یا فطرت میں ٹوٹ پھوٹ ہے۔ دوسرے صبر سے کی وضاحت بھی ایک درخت ہی سے ہوگی۔ سرد کا درخت بالکل سیدھا ہو تاکہ جگن اسے کوئی پہل نہیں لگے۔ گویا اگر صاحب جلوہ مرتبہ میں اکسار و عاجزی نہیں ہے اور وہ سر پہ غور و تکبر ہے تو اس کا نیام اچھا نہ ہو گا۔

طبعی نیست ہر جا اختلاط ازوے حذر خوشتر کم از سوزندہ آتش نیست آب گرم مای را

لغت : طبعی: فطری۔ اختلاط: ہام ملنا یا مل جلنا۔ حذر: بچاؤ۔ سوزندہ: جلادینے وال۔

ترجمہ : ہر جگہ یا ہر موقع پر اختلاط کا مسئلہ فطری نہیں ہے۔ اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔ اس کی مثال یہاں ہے کہ پھل ہر وقت پانی میں رہتی ہے لیکن گرم پانی اس کے لیے جلادینے والی آگ سے کم نہیں ہے۔

در رشت خواہم آشپارہ دارفت است ی داغ تبم در لرزہ انگند است ہلو صبحی را

لغت : در رشت: خواہم۔ آشپارہ: آتش پکڑنے والا۔ انگند: لرزنا۔ صبحی: صبح کی۔

ترجمہ : صبح کی ہوائ نے میرے بستر سے آگ کی چنگاریاں بھادی یا بجھا دی ہیں لیکن وہ بستر یہ کہتا ہے کہ میری گرمی اتنی تری عشق نے اس ہوا پہ لگی جارہی کر دی ہے۔

نہ ماند از کثرت داغ غمت آن مایہ جا بلی کہ دانے در فضائے سینہ اندازد سین را

لغت : نہ ماند: نہ رہی۔ آن مایہ: اس قدر آئی بھی۔ دانے: کوئی در سواداغ۔

ترجمہ : میرے داغ غم کی کثرت کی بنا پر میرے سینے میں آئی بھی جگہ نہیں رہی کہ کوئی در سواداغ ہے کی فضا میں اپنی سیابی ڈال دے۔ مطلب یہ کہ محبوب کے غم بہت کے علاوہ کوئی اور غم یا غم کا داغ ہمارے سینے میں نہیں ساکتا۔ بھلا فیض امر فیض ۔

تیرا غم ہے تو غم دہر کا شہو کیا ہے

اور حقیقت ہو شمار پوری نے نور ابدل کربات کی ہے

زمانے بھر کے غم یا اک تراغم یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے

شہیم تاریک و منزل دور و نقش جلوہ ناپیدا ہلاکم جلوہ بقی شراب کد گھی را

لغت : شہیم: جلاد۔ تاریک: تاریک۔ منزل: غائب۔ نقش: گہ لکھنا۔ گھی: کدو یا کدو۔ ہلاکم: میں ہلاک ہوں۔

ترجمہ : میری رات تاریک اور منزل دور ہے جبکہ راتے تاریک بھی ناپید ہے۔ میں بھی کھار کی شراب (یعنی جو بھی کھار میرا آتی ہے اس کی بجائے) کے سے جلوہ پر قربان ہاؤں۔ یعنی کبھی کھار جو شراب میرا آتی ہے اس کی جگہ سے میری تاریک رات میں جگہ یا روشنی پیدا ہو

جاتی ہے۔ لڑکھ رات استفادہ ہے فہم عالم سے بڑی زندگی کا۔

چہ روئی سازی اسے آئینہ آہ از سادگی ہایت بہ من بگذار گفتم شیوہ حیرت نگاہی را
لغت : چہ روئی سازی تو کیا نہ ہمارا ہے۔۔۔ حیرت نگاہی کسی کو دیکھ کر حیرت زدہ یا حیران ہو جانے۔۔۔ گفتم میں نے، میں نے جو کہہ دیا
ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے آئینہ تو کیا نہ ہمارا ہے۔۔۔ میری اس سادگی پر افسوس ہے۔ میں نے جو تجھ سے کہہ دیا ہے کہ حیرت نگاہی کا انداز تو مجموعہ چھوڑ
دے۔ یعنی آئینہ بھی محبوب کا شوق دیکھ کر نحو حیرت ہو گیا ہے۔ محبوب کے شوق کی انتہائی دل کشی کی طرف اشارہ ہے۔ طالب کے بقتل۔
آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا
بقول سعدی ۔

جرم بیگناہ نہاشد کہ تو خود صورت خویش گردد آئینہ بنی برود دل زبرد
غیر کالوئی تصور نہیں ہے کیونکہ اگر تو آئینے میں اپنی صورت دیکھ لے تو تیرا دل تیرے پہلو سے لکل جاتے۔
اور بعضی کہتا ہے۔

میں بسیار در آئینہ آن پہ کہ از خود ہم تجاہے کردہ باشی
(تو آئینے میں زیادہ نہ دیکھ، تیرے لیے یہی بہتر ہے، کیونکہ اس صورت میں تو خود سے تجاہے کرنے لگے گا۔

ورایت بودہ است اندر نملہ بجز نما نازے جدا از قطرہ نتوان کرد طوقاں دستچاہی را
لغت : ورایت بودہ است: نظرت کی طرف سے مطال کیا گیا ہے۔۔۔ نملہ: ننلا مرد و طبیعت، فطرت۔۔۔ طوقاں دستچاہی کی سی
صلاحیت و اہلیت ہو جائے۔

ترجمہ : قدرت کی طرف سے ہمارے اکلاد و عادات کی طینت میں ناز و رایت کیا گیا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے فطرے سے طوقان
کی سی اہلیت و صلاحیت الگ نہیں کی جاسکتی۔ فطرتوں کے مجموعہ ہی سے طوقان بنتا ہے۔ یعنی "فطرہ فطرہ ہم خود دریا" فطرہ فطرہ دل کر دیا
ہی جاتا ہے۔

ہلکا کز نو آموزانی درسی رحمتی زانہ بذوق دعوتی اذیر کردہ بحث بے گنہی را

لغت : ہلکا گویا۔۔۔ نو آموزان: نو آموز کی طرح، چاہتا ہوئے یا پڑھنے والے، مبتدی۔۔۔ اذیر کردہ: زبانی یاد کر لیا ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے زانہ! تو گویا درس رحمت کے جندوں میں سے ہے جو تو نے دعوتی کے ذوق میں بے گنہی کی بحث کر لی ہے۔ زانہ کو اپنی
مہارت کا بڑا گھنڈ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حوالے سے خود کو بے گناہ سمجھتا ہے۔ یہ شخص اس کا دعوتی ہے ورنہ اللہ ہی جانتا ہے کہ
کون بے گناہ اور کون گناہگار ہے۔

دلا گرد واری داری چشم سرمہ آلودش غشتم بے زبانی کن بآکار آیم گواہی را

لغت : سرمہ آلود سرمہ لگی ہوئی، سرمہ کشی۔۔۔ غشتم: پہلے مجھے۔۔۔ بآکار آیم: کام آؤں۔۔۔

ترجمہ : اسے دل اگر تجھے محبوب کی سرمہ آلود آنکھوں کے خلاف داری کا خیال ہے تو پہلے مجھے بے زبان کر دے تاکہ میں تیری گواہی
دے سکوں۔ محبوب کی آنکھوں کی دل کشی دیکھ ہی بھد ہے، جیسا کہ یہ ممکن کہتا ہے۔

غلاف کہ صرف خرابی ہے گردش شب دروز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں جلا کیے

توجہ نہ سرتھیں ہوں تو کیا قیمت نہ ادا کی۔ بے زبان ہونے اور گواہی دینے سے مراد ہے کہ میری اس قسم میں خاموشی جو میرے مورد ہونے کی علامت ہے، گواہ بنے گی۔

مرد در محشم کر دستے بدامان تو زد غالب و کیلش من نمی داند طریق داد خوانی را
 لغت : مرد مت جا۔ دو خوشی: انصاف پہنچا دی ہو۔ وکیلش من نے اس کو کیلی ہوں۔

ترجمہ : اگر غالب نے میرے دامن پر ہاتھ مارا ہے تو قہر میں مت جایا قہر میں مت آ۔ میں اس کی ادا کرتا اور جانتا ہوں کہ اسے اعقاب یعنی عاشق کو چاہتا ہوں کہ اسے دو خوشی کا طریقہ نہیں آتا۔ یعنی اگر اس نے شدت محبت میں بخود ہو کر میرے دامن پر ہاتھ مارا ہے تو قہر میں نہ آ اسے معاف کر دے۔

غزل # 39

لرزدہ دارو خطر از ہیبت ویرانہ ما میل را پایے سنگ آمدہ درخانہ ما
 لغت : لرزدہ لگی۔ پایے، سنگ آمدہ: یعنی طوفان کے آگے بڑھنے کی راہ میں رکاوٹ بن گیا۔ ٹھوکر کھائی۔

ترجمہ : ہمارے دیرانے کی ہیبت (خوفناکی) اب تک اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ خود خطر (خطرہ) اسے دیکھ دیکھ کر کھپا رہا ہے۔ گویا وہاں ایک سیلاب نے ہمارے گھر میں ٹھوکر کھائی ہے۔ یعنی وہ بھی ہمارے دیرانے کی یہ ہیبت ناگہان حالت دیکھ کر زلزلہ کے ہلنے آگے بڑھنے سے رک گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہماری انتہا پسندی کے سامنے خطر اور سیلاب کی کوئی ہیبت نہیں۔

فنی از برق بلا تعبیر دارو در خویش وین خاک کند آبلہ از دانہ ما
 لغت : تعبیر دارو: بگیتی ہے۔ آبلہ: چھلکا۔ فنی: افکار۔

ترجمہ : فنی (یعنی بصیرت) کے ہاتھوں اپنے آپ میں چھپ رہی ہے۔ چھلکا ہلنے والے سے اپنا خاک کا کرہا ہوا رہا ہے۔ اس میں بھی ایک طرح سے اپنے کلام و مصائب کی کثرت کی بات کی ہے۔

چشم بر نازگی شور جنوں دوخت است و در خوں بیش بود مستی دیوانہ ما
 لغت : دوخت است: مرد ہمارا کی ہیں۔

ترجمہ : ہمارے دیوانے نے شور جنوں کی ٹانگی پر نظریں جماد رکھی ہیں۔ جنوں میں اس کی مستی اور بھی بڑھ چالی ہے۔ دیوانے ہیں میں۔ اسلاف سوم ہمارے ہوئے ہیں چونکہ دیوانے کی نظریں جنوں کی شدت (آنکھ) پر لگی ہیں اس لیے وہ ہمارے چہرے میں جنوں میں چہرے میں بھی اس کی مستی اور ہوا رہی ہے۔

سے بہ اندازہ حرام آمدہ سلتی بر خیز شیشہ خود ہلکن بر سر چاند ما
 لغت : بہ اندازہ: مراد محدود مقدار میں یا تھوڑی۔

ترجمہ : اسے سلتی (شراب) محدود مقدار میں چاہا رہا ہے۔ اس لیے تو اٹھ اور اپنی شراب کی سراپی ہمارے جام کے اوپر توڑا۔ مراد یہ کہ ہمیں شراب تھوڑی نہیں زیادہ سے زیادہ ملا۔

تکلیش نام بر آوردہ تماشا دارو ورپے مورد فرو رفتن کلانہ ما

لغت : قہار داروں : قہر کی بات ہے، محبوب نگار ہے۔ نام برآورہ : نام پیدا کیا ہے۔ درپے سوز : سوز کی خاطر کے لیے۔
ترجمہ : ہمارے گھر کی غلی اگھ ہو گئے ہیں نام پیدا کیا ہے، یہ بھی کیا خوب نگار ہے کہ ایک قہر کی کے لیے وہ زمین میں چلا گیا زمین میں
لوک کیا ہے۔

ہم چہ اسنے نہ رسیدیم رین حیرہ سرا / شمع خاموش بود طالع پروانہ ما
لغت : حیرہ سرا : نزدیک گھر۔ شمع خاموش : بجھی ہوئی شمع۔ طالع : مقدور۔
ترجمہ : ہمارے نزدیک گھر کو ایک چراغ بھی بسرت آیا۔ ہمارے ہر دوائے (جو بجلی شمع پر قربان ہو گئے) کے مقدور میں بھی ہوئی شمع ہے۔
نزدیک گھر فریت کی نشانی ہے۔ پروانہ : بجلی شمع کا ماشق ہے اگر شمع بجھی ہوئی ہو تو اس کا ماشق بیکار ہے۔ سیریز : دنیا کی دولت کے پیچھے بھاگنا
فصل ہے۔

دم تیغنت تنگ و گردن ما باریک است / آفرین بر تو و بر دست مردانہ ما
لغت : تنگ : تنگ، کمزور۔ باریک : چلی، نازک۔
ترجمہ : تیری تنواری کی دھار بھی نازک اور کمزور ہے اور ہماری گردن بھی بیکار اسی صاحب کی یعنی کمزور و نازک ہے۔ تھوہ پر اور ہماری مردانہ
دست پر آفرین ہے۔ طرہ : انداز میں شمع کے ہاتھوں اپنی کمزور جلی کی بات کی ہے۔

دود آہ از جگر چاک و میدان بارو / زلف خیز است زہے دنگہ شانہ ما
لغت : دود : دھواں۔ میدان : آگہ پھوٹا، دھڑکا۔ دنگہ شانہ : کھنکی کرنے کا فعل۔ زہے : کیا کہنے ہیں۔
ترجمہ : ہمارے جگر چاک سے آہ کا دھواں اٹھ رہا ہے۔ ہمارے شانہ کرنے (یعنی محبوب کی زلفوں کو ستارنے) کے انداز کے کیا کہنے ہیں
کہ دود آہ (جو گویا محبوب کی زلفوں کی طرح ہے) کی کھنکی کر رہا ہے۔ یعنی محبوب کی زلفوں تک تو رسائی نہیں ہو سکی، اہت : آہوں کے
دھواں کی سی سی کوڑھیں کہ کریم خود کو خوش کر رہے ہیں۔

خوش فروی رود افسون رقیبت در دل / پنہ گوش تو گردد مگر افسانہ ما
لغت : فروی : رود اترتا ہے، کھتا ہے۔ پنہ گوش : کان کی روٹی جس کی وجہ سے کچھ سنائی نہیں دیتا۔
ترجمہ : رقیب کا بلند (یعنی باتیں) تو میرے دل میں خوب کھتا ہے۔ (یعنی اڑ کر آتا ہے) لیکن ہمارا افسانہ (یعنی ہماری باتیں) میرے کانوں میں
روٹی بن جاتی ہیں۔ یعنی رقیب کی باتوں کا اثر لیتے ہو اور ہماری سنائی سنائی کر رہے ہیں۔

مو میر آید ز کف دست اگر دہقان را / نیست ممکن کہ کشد ریشہ سراز دانہ ما
لغت : سراز دانہ : کھ دست، اٹھیلی۔ ریشہ : سرکھ، جڑ کا سارا کھ، جڑ پھرنے۔
ترجمہ : اگر دہقان کی اٹھیلی پر اس کی سخت دست کے نیچے میں، ہل آگ آئیں تو آگ آئیں لیکن ہمارے معاملے میں یہ ممکن نہیں کہ
ہمارے دانے سے جڑ بھی پھرنے۔ یعنی ہماری سخت کار اور ہمارا ممکن نہیں۔

دادہ بر کھنکی خوش گواہی غالب / دہی ما بزبان خط بیانہ ما
لغت : خط بیانہ : جام پر لکھی گئی کبیر جس سے شراب کی مقدار معلوم ہو۔
ترجمہ : اے غالب! ہمارے محلے نے ہمارے بیانے کی کبیر کی زبان سے اپنی کھنکی کی گواہی دے دی ہے۔ مطلب یہ کہ شراب کی محدود
مقدار سے اپنی بات نہیں سنی، ہمیں تو جام پر جام لکھانے سے قتل ہوئی یا ہماری پیاس دور ہوئی ہے۔

غزل #40

اے گل از نقش کعبِ پائے تو دایا ترا گل فشان کردہ قبا سرو خرامان ترا
نفت : سرو خرامان : فشان ہوا سرو، محبوب کا تہ، محبوب۔ گل فشان : پھول برسانے والا، دایا۔

ترجمہ : اے محبوب! تجھے کفِ پاؤں کے نشان سے حیرا دامنِ پھول بن گیا ہے اور تجھے سرو خرامان نے لہاکو پھول برسانے والا بنا دیا ہے۔
یعنی محبوب کے رونمائی و نمائش میں آنکھ کی چمک اور خوشبو ہے۔

تا ز خون کہ ازیں پردہ شفق باز دہد روئی شمع بہار است گریبان ترا
نفت : ز خون : کس کے خون سے۔ باز دہد : باز آئے۔

ترجمہ : دیکھیں کس کے خون سے اس پردے سے ہر شفق پھوٹے۔ تیرا گریبان شمعِ بہار کی روئی ہے۔ گریبان کو پردہ کہا ہے۔ خون کے حوالے سے شفق کہا ہے۔ جس طرح موسمِ بہار کی شمع میں شعلے خوشبو نکرتے ہوئی ہے، کچھ ایسی کیفیتِ محبوب کے گریبان کی ہے۔
ظاہر ہے اس قدر حسن و دوغش گریبان کسی نہ کسی عاشق کو لے بیٹھے گا۔

ہر قدر شکوہ کہ در حوصلہ گرد آئدہ بود گوے گردید بہ مستی خم چو گلیا ترا
نفت : گوے گردید : گیدہ بن گیا۔ چو گلیا : ایک کھیل جو گھوڑے پر بند کر گیدہ اور چھڑی سے کھیلے جیتا۔ اگر بڑی میں است ہاں کہتے ہیں۔

ترجمہ : ہم میں جس قدر بھی شکوہ کرنے کا حوصلہ تھا، وہ عالمِ مستی میں تیرے علم چو گلیا بن کر رہ گیا۔ مراد یہ کہ تجھے دیکھ کر شکوہ کرنے کا حوصلہ نہ رہا، تیرے دیدار سے خوش ہونے کی بنا پر شکوہ کرنے کوئی نہ چلا۔ میری میر نے یہ سب سنا لیا ہے، ہاں صاحب :

تھاجی میں ان سے لے لے تو کیا کیا نہ کیسے میر پر کچھ کہا گیا نہ غم دل دیا سے آج
جذبہ زخمِ دلم کار گر اقلو، مہلو . عطسہ غریب کند مغز شکدان ترا
نفت : جذبہ کشش۔ مہلو : خدا نہ کرے۔ عطسہ : چھینک۔ غریب کند : بھلی کرے۔

ترجمہ : میرے دل کے زخم کی کشش موثر جیت ہوئی۔ خدا نہ کرے چھینک تیرے شکدان کے ملز کو بھلی کرے۔ مراد یہ کہ عاشق کا دل زخمی ہے، محبوب، عاشق پر مزید زخمی کرنے کی خاطر اس زخم پر تک چھڑک رہا ہے۔ محبوب کی اس سختی کے باوجود عاشق کی یہ دعا ہے کہ خدا نہ کرے اسے (محبوب کا) چھینک آجائے اور اس کے نتیجے میں شکدان کو ٹوٹ جائے۔

عبد بوسے کباب از نفسِ غیر و خوشم ی شام اثرِ گرمی پندان ترا
نفت : بوسے کباب : بٹنے کی خوشبو۔ نفس : رقیب کا سانس۔ ی شام : میں بچا نہا ہوں، یعنی واقف ہوں۔

ترجمہ : رقیب کے سانس سے بٹنے کی بو میں آ رہی اور میں اس صورت حال پر خوش ہوں کیونکہ میں تیری پوشیدہ گرمی کے اثر سے آگاہ ہوں۔ مطلب یہ کہ تیری غلی جھٹ کی حرارت کا دل پر گواہ ہو رہا ہے جس کے نتیجے میں دل کے بٹنے کی بو سانس سے نکلی ہوئی ہے، انہم میں خوش ہوں کہ رقیب اس کیفیت سے محروم رہا ہے۔

راحت دائمی ذوق طلب را نازم گرو نرناک بود سلیہ خیابان ترا

نعت : ذوق طلب مراد محبوب تک رسائی کا ذوق۔ گرو نرناک نئی دہلی یا محضی گرو۔

ترجمہ : میں تو تک رسائی کا تجھے پانے کی خاطر مسلسل تک دو کر رہا ہوں۔ وہ میرے لئے باعث راحت دائمی بھی ہے اور اس پر مجھے غرور بھی ہے۔ اس ضمن میں مجھے جس جس خیابان سے گزرنا پڑ رہا ہے وہاں کی گرو نرناک ہونے یا محضی ہونے کے سبب میرے لئے سلیہ کا کام دیتی ہے۔ یعنی میرے حصول میں مجھے جو تکلیف پہنچتی ہیں وہ میرے لئے راحتیں ہیں۔

چشم آفرینہ بخون جین و زخولت بدر آبی ایک ابر شفق اکوہ گلستان ترا

نعت : آفرینہ بخون خون میں تھمتی ہوئی۔ بدر آبی باہر آہ آ۔ ایک ہے کہ اب۔

ترجمہ : خون میں ڈوبی ہوئی میری آنکھ زخولت سے باہر نکل کر کیجے۔ یہ تو میرے گلستان کے لئے شفق اکوہ یعنی سرخ بادل ہے۔ خون کے حوالے سے شفق کہہ۔

آئی از بزم رقیب و بر راحت میرم تا ربکم دل از ناز پشیمان ترا

نعت : بر راحت میرم میرے راحت میں۔ تا ربکم: تاکہ میں ازاں یعنی مولا کی طرف بائیں کر لوں۔

ترجمہ : تو رقیب کی محفل سے آ رہا ہے اور میں تیری دلوں میں جان پھلو کر رہا ہوں تاکہ اپنی اس قربانی سے میں میرے دل کو اپنی طرف بائیں کر سکوں جو میرے ناز و انداز کے ماحول پشیمانی سے دوچار ہے۔ مطلب یہ کہ شاید میری یہ قربانی تجھے میرا کچھ احساس دلانے۔

چ غم از سلی سنگ ستمش کرد کیود سبزہ زار بہت غم طرف خیابان ترا

نعت : سلی: چیز۔ کیود: کیونکہ۔

ترجمہ : خدا معلوم کہ تم نے اپنے سنگ ستم کے چھوڑے میرے جسم کو بٹا کر دیا ہے کہ وہ (جسم) میرے خیابان باغ کے کھڑے کا سبزہ زار بن گیا ہے۔

فرمت باد کہ سر در سر کرات کویم آفتاب لب باہم شبستان ترا

نعت : فرمت باد: خدا تجھے آرام سکون دے۔ سر در سر کرات کویم: ہم نے تجھے کام یعنی محبت میں سرور عذری بازی لگادی۔ آفتاب لب باہم: سورج غروب ہونے کے قریب ہو یا انسان کا مرنے کے قریب ہو۔

ترجمہ : خدا تجھے آرام سکون سے نوازے کہ ہم نے اب تجھے کام یعنی تیری محبت میں سرور عذری بازی لگادی ہے۔ اس پر سمجھو کہ ہم تجھے شبستان کے آفتاب لب باہم ہیں اور ہماری یہ حالت میرے سکون کا باعث بن جائے گی۔

ہر حجابے کہ دیدہ دے بہ ہنگامہ شوق پردہ ساز بود زمزمہ سخنان ترا

نعت : دیدہ دے: وقوع پذیر ہوا ہے، ظاہر ہوا ہے۔ پردہ ساز: ساز کی دھن، لے۔ زمزمہ سخنان: زمزمہ سنج کی جگہ، نغمہ لگانے والے۔

ترجمہ : جو بھی حجاب ہنگامہ شوق میں ظاہر ہوا ہے وہ میرے نغمہ لگانے والوں یعنی ماستوں کے لئے ساز کی لے ہے۔ مراد یہ کہ شوق میں ظاہر ہونے والا ہر حجاب یا پردہ نہیں ہے بلکہ عشاق کے لئے وہ ساز کی دھن ہے، یعنی ان کے لئے مزید دلکشی کا باعث بھی ہے اور اس سے میری محبت کی حقیقت بھی سامنے آتی ہے۔

کار غش ساختہ از حسرت پیکل غالب حق بود بر جگر ریش تو دغائے ترا

نعت : فارغ شد : اسے (بکر) کا فارغ کر دیا، بھارت وادی۔۔۔ بکر بٹل : زخمی بکر۔۔

ترجمہ : اسے غالب تھے اپنے بکر پر محبوب کا تیر کھانے کا شوق تھا جو پورا نہ ہوا اور یوں تھے اس کی صورت دہی لیکن تیرے داغوں نے تیرے بکر کو زخمی کر کے تھے اس صورت سے بھارت وادی اس لیے داغوں کا اس زخمی بکر پر اعلان ہے۔ یعنی ناشق کو جو تیرہ صحت کی صورت دہی وہ اس نے اپنے داغوں سے بکر کو زخمی کر کے پوری کر لی۔

غزل # 41

نعت در بوجہ دانش گدازد مغز خلائ را بست ننگ شکر سازد دہان تلخ کھلاں را

نعت : ہونہ دانش : عقل و فہم کی کھلاں۔۔۔ مغز خلائ : خام یا دانش سے ماری مغز والے۔۔۔ ننگ : پھولنے سے کارتن، قزاق۔۔

ترجمہ : حیرانم صحت خام لوگوں کے مغز کو عقل و دانش کی کھلاں میں کھلا کر انہیں اس خم سے ان میں حل و شعور پیدا ہوتا ہے اور تیرے ہونہ تلخ کام لوگوں (خم و آرزو کی کے مارے ہوئی) کے دہن کو ننگ شکر بنا دیتے ہیں۔ یعنی وہ تیرے شیریں ہونہوں کے پوسے سے اپنے مارے دہن کو خم بھول کر مسرت و شادمانی کی لذت پا لیتے ہیں۔

نعت در کار با اندازہ ہر کس ننگ دارد قطع وادی غم می گمارد تیز گھلاں را

نعت : می گمارد : مقرر کرتی ہے۔۔۔ تیز گھلاں : تیز قدم یعنی تیز چلنے والے لوگ۔۔

ترجمہ : اقتدار و تفکّر امور میں ہر کس کے حوصلہ و دمت اور اہلیت کو چھٹی نظر رکھتی ہے، چنانچہ وادی غم لے کر لے کیلے وہ تیز قدم انسانوں کو مقرر کرتی ہے۔ یعنی غم و الم برداشت کرنا ہر کس کے بس کا رنگ نہیں۔ اس کیلے بڑے حوصلے اور قوت برداشت کی ضرورت ہے۔

نعت : زہستی پاک شوگر مرورانی، کاندہیں وادی گرائی بہت دخت رہو آلودہ دالں را

نعت : ہستی : آلودہ مراد دنیوی مخلوق یا بھت سے ربطت۔۔۔ مرورانی : راستے کا لہر، ساک۔۔۔ آلودہ دالں : مراد لوگ، جن کا دامن دنیوی معلق سے آلودہ ہے۔۔

ترجمہ : اگر تو مرورانی ہے تو دنیوی مخلوق سے خود کو آزاد کر لے، کیونکہ اس وادی میں آلودہ دامن رہو دالں یا مسافروں کے لیے مسکن سفر بید بھاری ہوتا ہے۔ گویا بھت سے دہانگی ایک ایسا بیوہ ہے جو احمق و مشکل ہے، بصورت دیگر زندگی میں سکون ہی سکون ہے۔

نعت : دماغ فتنہ نی نازد بسلان رسید نما طلوع نشہ گرد راہ باشد خوش خلائ را

نعت : بسلان : رسید نما : مراد شراب کا نشہ حالے کا سامان۔۔۔ فتنہ : شر۔۔۔ طلوع نشہ : نشہ کا چھتری بسلان رسید نما۔

ترجمہ : فتنہ و شر کے دماغ کو اس بات پر غر ہے کہ اس کے پاس ایسا سامان ہے جو انسان کو نشے میں فتنہ کر دیتا ہے لیکن خوش خرام لوگوں کے لیے یہ غریبی راہ پر چل رہے ہیں، ایسا نشہ محض ان کے راستے کی گرد ہے جو پیچھے رہ جاتی ہے اور وہ آگے بڑھ جاتے ہیں۔

نعت : رسوائی ادب تقویٰ جلوہ اے سرکن کتنا بایستانی ساز شہام نیک ثانی را

نعت : ادب تقویٰ : پرہیزگار لوگ، زہد۔۔۔ سرکن : مراد کلمہ۔۔۔ کن : دہار یک اور نرم کپڑا جو چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔۔۔ شہام : میرے شہادہ شہادہ یعنی محبوب۔۔۔ جلوہ اے : کوئی جلوہ۔۔۔ بایستانی ساز : چھارے۔۔

ترجمہ : اور اب تقویٰ (مرواد پارسل) کے (موجودہ) اس کی ولایت اور سواری کی خاطر اسے میرے محبوب اپنا جلوہ دکھا اور میں ان تمام نملو نیک نام لوگوں کی کتابیں چھڑا دیں۔ مطلب یہ کہ جب وہ میرے حسن کا نظارہ کریں گے تو اپنی ساری پارسل بھول کر نظارے میں کھو جائیں گے اور میں ان کی پارسل کا بھانڈا چھوڑا ہے میں بھوت بن جائے گا۔

معرض ناز خویش راز ما بچاہ تر دارد
مخل از برق باشد در ریش زاریں ستم را
نعت : معرض ناز اپنے نازدار کے اظہار سے۔۔۔ مخل : لگام۔۔۔ دریں ستم : لال شکر و شوکت کا شکر، جن کے گھوڑوں کی لگائیں سونے کی ہوں۔۔

ترجمہ : وہ محبوب اپنے نازدار کو اس طرح دکھاتا ہے کہ اس کے راستے میں آنے والے دریں ستم (م) سے بھی زیادہ چاہ و شکر اور ہر کر اپنے گھوڑوں کو سہت و ناز دیتے ہیں۔ مطلب یہ کہ بڑے بڑے حسین بھی جب اس کے نازدار اور دیکھتے ہیں تو وہ بھی یہود حاض ہو کر آگے نکل جاتے ہیں۔ کشش کا اصل باعث ناز ہوا ہے۔ بہت ملتی۔

زمت نہ گوشت چشمی نہ بچین ابدی
زیت میں نہ گوشت چشم ہے اور نہ ابدوں کی چٹن یعنی کوئی محبوبانہ ادا نہیں ہے، میں حیران ہوں کہ برہمن کی طرح اس کو دل دے بیٹھا ہے اور بہت ملتی۔

گل ہو، مست ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر
اٹنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو
خرائیم و رضائش در خرابی ہائے ما باشد
ز چشم بد گمگرد ارد خدا، ما دو مشکلاں را
نعت : خرائیم : ہم چاہاں ہیں۔۔۔ گمگرد : گھمگور کے۔۔۔ دو مشکلاں : دو لوگ جن کا دل دوست یا دوستوں کے حسب خواہش ہو۔۔۔
ترجمہ : ہم چاہاں ہیں اور اس محبوب کی رضا بھی یہی ہے کہ ہم چاہاں میں کاٹا کر دیں۔ خدا ہم دو مشکلاں کو نظرد سے محفوظ رکھے۔
یعنی جب دوست کی یہی خواہش ہے تو ہم اسی میں خوش ہیں اور خدا ہماری اس خوشی کو نظرد سے بچائے (محبوب کی خوشی ہماری خوشی) بیا اناہ سرست و بیا اقلوہ در طاعت
تو دانی تلبہ لطف از خاک برداری کدالیاں را
نعت : بیا بہت سے۔۔۔ طاعت : فرائض و ریاضات۔۔۔ لطف : مہربانی۔۔۔ کدالیاں : کس کس کو۔۔۔

ترجمہ : بہت سے ایسے ہیں جو تیری راہ محبت میں سرست گرے پڑے ہیں اور کسی ایک ایسے ہیں جو تیری طاعت و بندگی میں گئے ہوتے ہیں۔ اب یہ تو یہ جانتا ہے کہ کس کس پر مہربانی کرتے ہوئے تو اسے خاک سے اٹھائے گا۔ مطلب یہ کہ اسی میں سے کون تیری نوازش و توجہ کے لائق ہے اس کا صرف تجھ کو علم ہے۔

ز قائل مزوہ زخمی، گل در جیب جاں ریزو
نظلا انکیز باشد بوجے خوں، خویش مشکلاں را
نعت : مزوہ : زخمی۔۔۔ نظلا : انکیز : سرست و شعلہ لانی یہ جاننے والی۔۔۔ خویش مشکلاں : جن کے دماغ میں طون کی ہو۔۔۔
ترجمہ : قائل (یعنی محبوب) کی طرف سے مجھے زخم لگائے جانے کی خوشخبری یہی روح کے دامن کو پھولوں سے بھرتی ہے۔ کج ہے باجی بہت ہے کہ جو خویش مقام ہیں ان کے لئے بوجے طون ان کے پیش و دست میں اضافہ کرتی ہے۔

جہاں را خاص و عامی ست آن مغرور و اس عاجز
بیا غالب ز خاصل گزرو بگزار علماں را
نعت : خاص : خاص لوگ۔۔۔ عامی : عام لوگ۔۔۔

ترجمہ : دنیا میں خاص لوگ بھی ہیں اور عام لوگ بھی۔ وہ (خاص لوگ) مغرور ہیں تو یہ (عام لوگ) عاجز رہے ہیں۔ اسے غالب اور خاص

سے گزر جاؤ اور عوام کو چھوڑو۔ یعنی نہ ان میں خود کو شمار کرو نہ ان سے کوئی تعلق رکھو۔

غزل # 42

گویم تازہ دارم شیوہ جلو بیابان را ولے در خویش بنم کارگر جانوںے آبل را

لغت : شیوہ انداز۔ جلو بیابان: جن کی شامی میں محدود کشی ہے۔

ترجمہ : میں یہ تو دعویٰ نہیں کرتا کہ میں جلو بیان شعرا کے طرز شامی کو تان رکھ رہا ہوں یا زہرہ رکھ رہا ہوں، تمام دعا ضرور ہے کہ میں خود میں ان کی سرپائی کو کارگردیہ رہا ہوں یعنی ان کے طرز و اسلوب نے مجھے خاصا متاثر کیا ہے۔

ہلکا پیش کار بخت ناسازم بہ تملی ستوہ آوردہ ام از چارہ جوئی میبایں را

لغت : پیش کار: خدمت گزار۔ بخت ناسازم: میرا سوانحی نصیب۔ ستوہ آوردہ ام: میں نے تنگ دعا کر دیا ہے۔

ترجمہ : میں تملی میں اپنے سوانحی و سبب فکر فیضی لکھنا خود مکار یا بیجا ہوں، کیونکہ میں نے اپنے سببوں کو ان سے جدا کر لی تاکہ خدا کے تنگ دعا کر دیا ہے۔ یعنی ان کے اس طرح تنگ آ جانے سے میں تمنا اپنی فیضی کو سوارے میں لکھا ہوں۔

نمدار حاجت لعل و گمر حسن خدا دولت عبث در آب و آتش رائدہ ای بازار گلشن را

لغت : نمدار: ضرورت۔ مہلت: بیکار، بے فنی۔ رائدہ ای: تونے ہٹا دیا دیکھا ہے۔ بازار گلشن: بازار گلشن کی جمع۔ سوداگر۔

ترجمہ : میرے خدا و حسن کو کسی لعل و گمر کی ضرورت نہیں، تونے خواہ خود سوداگروں یعنی لعل و گمر کے سوداگروں کو اپنی اور آگ میں دھکیل دیا ہے۔ لعل کا رنگ سرخ ہونے کے واسطے سے آتش کا اور سولی میں جھونک ہوتی ہے، جسے غریب میں آپ کہتے ہیں اس کے واسطے سے کہ بھول شاعر۔

نہیں محتاج زور کا جسے خلی خدا نے دی

چہ بے برکت است جل وادان بہ زخمے زاسوم خنجر بلا کسرم فراخی ہائے پیش سخت جانوں را

لغت : بے برکت: کچھ پلے نہ ہو، صحت نہ ہو۔ بلا کسرم: میں لدا ہوا ہوں۔ سخت جانوں: صحت و صحت والے، جو تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اگلی زخمہ رہتے ہیں۔

ترجمہ : اس محبوب کے گلزنی و دعا کے ایک ہی زلم سے جان دے دیا کس قدر کم ہمتی اور بے حوصلگی کی بات ہے۔ میں سخت جانوں کے پیش و صبر کی فراخی و کثرت کا لدا ہوا ہوں۔ اپنی کم ہمتی اور سخت جانوں کی جھوٹے ہمتی کے موازنہ سے انہیں سراہا ہے کہ وہ لوگ غم پہ غم یا تکلیف پہ تکلیف اٹھا کر بھی خود کو ہشاش بشاش اور خوش و غم رکھتے ہیں۔

عوض دارد گر آزار و دلم آزرده می خواہم بہ قتل خویش، دست و سلسلہ نازک میبایں را

لغت : عوض: بدلہ۔ آزار: تکلیف پہنچانا ہے۔ نازک میبایں: چکی کمر والے، یعنی مصروف۔

ترجمہ : اگر مجھے قتل کر کے نازک بیان میرے دل کو آزار پہنچاتے ہیں تو اس کو بدلہ ہے اور میری خواہش یہی ہے کہ ان کے ہاتھ اور گلاں یعنی دست و پاؤں آزرده ہوں۔

سراغ فتنہ ہائے زہرہ سوز از خویشتنِ کیرم رگ اندیشہ نبض کلر باشد کلر دامن را

نعت : فتنہ ہائے زہرہ سوز محبت کے ایسے فتنے جن سے چاہل جلتے۔ کار دامن : کام جانتے کھٹے والے۔

ترجمہ : میں اپنی حالت ہی سے محبت کے زہرہ سوز فتنوں کا سراغ لگاتی ہوں۔ واقعی جو لوگ کار دامن ہیں انہیں سوچ اور فکر کی رگ ہی سے سانس کی نبض معلوم ہو جاتی ہے۔ یعنی محبت میں جو کچھ مجھ پر گزری ہے وہ سوں پر بھی اسی طرح گزرتی ہوگی۔

بہ لفظ عشق صدرہ کوہ و دریا در میان گفتن بیاموزید تا پیشش برید افسانہ خواہاں را

نعت : صدرہ : سحر جہان کی۔ کوہ و دریا : مروجہ معنیوں کے پہاڑ۔ بیاموزید : سیکھو۔ افسانہ خواہ : افسانہ پڑھنے والا۔

ترجمہ : جب تم عشق کی بات کہو تو اس دور میں بیگلوں مروجہ معنیوں کے پہاڑ کا ذکر کرنا افسانہ خواہوں کو سیکھ دو تاکہ پھر انہیں اس کے سامنے لے جاؤ۔ مروجہ : عشق میں معنیوں کے پہاڑ کاٹنے چڑتے ہیں۔ اس شعر کا یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ فتنہ کوہ و دریا کی طرح پورے پورے افسانہ خواہوں تک پہنچا دو تاکہ وہ افسانے سناتے وقت سامعین کو گویا پورا خطہ اچھا کر دیں۔

نہ بینی برگ روز زر گشت و گل کبریت احمر شد کند پائیز گوئی کیسار باغبان را

نعت : برگ روز : انگوڑی کی تل کا پتہ۔ کبریت احمر : سرخ کندھک۔ پائیز : خوں۔ کیسار : سونا پٹنے والا کسی معمولی حالت سے۔

ترجمہ : کیا نہیں دیکھا کہ انگوڑی کی تل کا پتہ سونا پڑا اور گل (گلکباب) سرخ کندھک بن گیا ہے۔ گویا موسم خوں نے باغبانوں کو کیسار بنا دیا ہے۔ خوں میں پتے زرد ہو جاتے ہیں اور گلکباب، خوں میں سرخ کندھک (بھریا) بن جاتا ہے۔ اسے کیسار بنی کا نام دیا گیا ہے۔ خوں میں پھولوں اور پھولوں کی جو حالت ہوتی ہے اسے شاعرانہ انداز اور استعاروں میں بیان کیا ہے۔

سرخ از نادرائی بے نیازی عالمے دارد حکایت با بود با خویشتن، مر بے زبان را

نعت : سرخ : ناراضی مت ہو۔ عالمے دارد : ایک کیفیت یا شان رکھتی ہے۔

ترجمہ : تو بھاری ہے تو بھی کارنامہ میں بے نیازی کی اپنی ایک شان ہے۔ بے زبان یعنی خاموش رہنے والے کو اپنے آپ سے حکایتیں یاد باتیں کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ خاموشی ظاہر اور محبت بات نہیں لیکن خاموش رہنے والوں کے لیے اس میں ایک خاص لطف اور شان ہے۔

نگیرد دیگران راقی بجزے کر کے غلط سرت گردم شغیے روز محشر دل ستائ را

نعت : حق : خدا اقل۔ سرت گردم : میرے قربان ہوں۔ دل ستائ : دل لینے والے صمیم۔

ترجمہ : خدا تعالیٰ اگر کسی ایک کو اس کے کسی جرم پر بخش دے تو اسی قسم کا جرم کرنے والوں کو بھی وہ بخش دے گا۔ اے محبوب، میرے قربان ہوں تو تو روز محشر صمیموں کے لیے ایک شفاعت کرنے والا ہو گا۔ یعنی خدا جب تجھے معافی پر ہر روز قسم کرنے پر بخش دے گا تو اسی بنا پر دوسرے صمیم بھی تجھے جائیں گے اور میں تو شفیع روز محشر قرار پائے گا۔

نداند قدر غم تا در نمائد کس بدای غلب سرت خیزد از تھید پیراں، نوجواہاں را

نعت : پیراں : جہاں کی فتح ہو دے، تہہ کار۔

ترجمہ : اے غلب جب تک کوئی تم میں جھگڑا ہو اس وقت تک وہ اس کی قدر سے بلواؤں رہتا ہے۔ نوجواہوں کے لیے پیراؤں کی جلدی سرت کامیاب بنتی ہے۔ غلب ہی کے بقول:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر نہیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں

روایف۔ ب

غزل # 1

خیز و بے راہ روئے را بر راہے دریاب شورش افزا نگر حوصلہ نگاہے دریاب
 لغت : بے راہ روئے را کسی راہ بھولے یا غلط راہ پر چلنے والے کو یا جس کا کوئی راستہ نہ ہو۔ نگہ حوصلہ نگاہ ایسی نگاہ جس میں حوصلہ ملایا ہو، حوصلہ مند نگاہ۔
 ترجمہ : اٹھ اور کسی بے راہ رو کو کسی راستے کے کنارے پالے، دیکھ لے۔ حوصلہ مند نگاہ کو شورش افزا ملامت میں دیکھ۔ مطلب یہ کہ تجھے عشق میں کسی کو اپنی عقل کی خرابی میں وہ سر راہے چلا ہے اور اس کی ان نگاہوں میں جو بڑے حوصلے والے تھے اب اس عشق کے جب ایک ٹوٹا ہوا ہے۔

عالم آئینہ رازا ست چہ پیدا چہ نمل تب اندیشہ نداری بہ نگاہے دریاب
 لغت : چہ پیدا کیا ظاہر۔ عالم : کائنات۔ تب اندیشہ : غور و فکر کی حالت۔
 ترجمہ : یہ کائنات کیا ظاہر میں اور کیا باطن میں دونوں صورتوں میں اس حقیقت مطلق کے راز کا آئینہ ہے۔ اگر تجھ میں اس کیفیت پر غور و فکر کرنے کی طاقت نہیں ہے تو نگاہوں ہی سے یہ راز پالے۔ مراد یہ کہ کائنات کی ہر ہر شے اس ذات مطلق کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔ انسان اگر اس ضمن میں غور و فکر سے کام لے تو کم از کم اس کی نگاہیں اسے اس راز سے آگاہ کر سکتی ہیں۔ بغل سدا۔
 برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر ورق و فرسیت معرفت کردگار
 اصحاب عقل و دانش کے لئے سبز درختوں کا ایک چارہ اس کردگار کی معرفت کے لئے ایک بڑی کتب ہے۔

رہ معنی نری جلوہ صورت چہ کم است فہم زلف و شکن طرف کلاہے دریاب
 لغت : معنی : حقیقت، باطن۔ جلوہ صورت : ظاہر کا جلوہ۔ شکن طرف کلاہے : کسی کلاہ کا شکن، یعنی کلاہ کا ایک طرف کو جھکا ہوا کج کلاہ کی صورت ہے۔
 ترجمہ : اگر تو حقیقت یعنی حقیقت کی وہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کا ظاہری جلوہ کیا کم ہے یعنی ظاہری جلوے میں بھی بہت کچھ دکھائی دے سکتا ہے۔ تو اس ظاہری جلوے کو محبوب کے فہم زلف اور اس کی کج کلاہی جس میں ایک شکن اور دکھائی ہے اس دیکھ اور لف اندوز ہو۔
 غم افسردہ گیم سوخت، کجائی اے شوق نسیم راہ پر افشانی آہے دریاب
 لغت : کجائی، توکل ہے۔ پراشانی، پریز ہوا۔
 ترجمہ : افسردگی کے غم نے مجھے جلا دیا ہے، اے شوق توکل ہے؟ اور میرے سامنے کو تو کی صورت میں پریز ہوا ہے دیکھ۔ مطلب یہ کہ شوق مجھے اس افسردگی سے نہات دلائے جس کے سبب میرا سامنے کو کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے۔

بر توانائی تار تو گواہیم ز بجز تب بجاہ جذب پر کلاہے دریاب
 لغت : گواہ : ہم گواہ ہیں۔ بجاہ : جذبہ۔ کج : تب : کتب : قوت۔
 ترجمہ : بر توانائی تار تو گواہیم ز بجز تب بجاہ جذب پر کلاہے دریاب

ترجمہ : ہم اپنے غلو کی بنا پر تیرے بڑی توانائی پر گواہ ہیں۔ تو یہ کہہ کر اپنی طرف کھینچنے میں ذرا کمزوری ملاحظہ کر۔ یعنی تیرے بازو دارا میں بڑی قوت ہے جو ایک طرح سے کمزوری کا اندازہ ہے اور ہم گواہ کہہ چکے ہیں کہ یہ کمزوری طرف کھینچ رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں تیرا بازو دارا بھروسہ رکھتا ہے۔ بازو دارا ہی محبوب کو محبوب بناتے ہیں۔ بقول میر۔

گل ہو، مستاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہے
تاجہا آئینہ حسرت دیدار تو ایم جلوہ پر خود کن و مارا بہ لنگہ دریاب

لفظ : تاجہا کس حد تک۔ جلوہ پر خود کن: اپنے آپ کو جلوہ دکھا۔

ترجمہ : ہم تیرے دیدار کی حسرت میں کس حد تک آئینہ بنے بیٹھے ہیں؟ ادا تو اپنے حسن کا اظہار خود کیج اور ہم پر ایک نظر ڈال۔ یعنی تجھے ہماری اس حالت کا پتا چل جائے گا۔ محبوب کے اختلال و غفلت حسن کا بواسطہ بیان ہے۔ اس ضمن میں خود غالب، سعدی اور فیضی کا ایک ایک شعر پکے دریا پاتا ہے۔ شاخورد غالب کے بقول۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا
ہن سب سے بہت پہلے نکلی گوی لے کہا ہے۔

مردم مکن کہ تو شیفہ تر زمن شوی مگر بگڑی در آئینہ روے چوہ خوش را
(تو کبھی مرد نہیں نہ کرے کہ اگر تو آئینے میں اپنی ہاتھ بھی صورت دیکھے گا تو مجھ سے بھی زیادہ اس کا شیدائی ہو گا)
عفی کے بقول۔

دامن خویش بیوشد و لب خویش کند چون در آئینہ بیند بیل صورت خویش
(بہب حسن والے آئینے میں اپنی صورت دیکھ لیتے ہیں تو وہ اپنا منہ چھوٹا دیکھ کر ہنسنے لگتے ہیں)
ناصر علی سہروردی

دست خوانم زد بدلتان سکندر روز حشر شوخ لیلی زادہ ام را رشک مجنوں کرہ است
(میں روز حشر سکندر کا جس نے آئینہ لگا دیا وہ دامن بکڑوں کا جس نے میرے شوخ لیلی زادہ یعنی حسین کو مجنوں کے لئے قاتل

رشک طاروا ہے۔)

میر تقی میر!

دیکھ آئینہ کو یار ہوا مجھ، باز کا خانہ خراب ہو جیو آئینہ ساز کا
تو در آغوشی و دست و دلم از کار شدہ تشنہ ہے دلو و رسن بر سر چاہے دریاب

لفظ : از کار شدہ بیکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ دلو ڈول۔ رسن: رسی۔

ترجمہ : تو میری آغوش میں ہے اور میرے دست و دلوں بیکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ تو یوں سمجھو کہ میری حالت اس پراسے کی سی ہے جو چھتار کو گھاس کے کنارے ہے لیکن اس کے پاس ڈول اور رسی نہ ہونے کے باعث وہ گھاس سے پانی نہیں نکال سکتا اور یوں پیاسا ہی رہتا ہے۔ یعنی ماضی اسی کیف اور سرور میں اپنی حالت میں رہا تھا اور فرقی ہے کہ اسے اپنا کوئی آغوش نہیں۔ صرف کا شعر ہو تو مطلب یہ کہ خدا اور دگ کے قریب ہے، لیکن اسے پانا ممکن ہے۔

داغ ناکامی حسرت بود آئینہ وصل شب روشن طلبی، روز سیاہے دریاب
نعت: ناکامی حسرت: حسرت کام راند ہوئی۔ طلبی: قوطلب کرتا نہیں چاہتا ہے۔

ترجمہ: آئینہ وصل حسرتوں کی ناکامی کا داغ ہے۔ قوطلب روشن کا مطلب ہے تو روز سیاہ پالے یا روز سیاہ دیکھے۔ لیکن وصل میں بھی انسان کی حسرت پوری نہیں ہوتی یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے وہ شب روشن کا خواب بھی لیکن اسے روز سیاہے واسطہ نہ جانتے۔

فرصت از کف مدہ و وقت غنیمت پندار نیست گر صبح بہاری شب ملے دریاب
نعت: فرصت از کف: موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔ پندار: کچھ جان۔

ترجمہ: فرصت یا موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دے اور وقت کو قیمت جان، اگر صبح بہاری میر نہیں ہے تو چاندنی رات ہی سے لطف اندوز ہو جا۔ مروجہ کہ جو کچھ میر آجائے اسے قیمت سمجھو اور بجز کے انتقاد میں میر شدہ کتر چڑ کو ہاتھ سے نہ کھو بیٹھو۔ موقع ہاتھ سے جانے دینے کے نقصان پر ملک قتی کا پانچواں دربار شعر ہے۔ کتاب ہے۔

رقم کہ خار از پاشتم، حمل نماں شود از نظر یک لحظہ غافل شستم و صد سالہ راحم دور شد
نعت: رقم: ہمارے ہمارے اس کے حمل نظر دل سے دور ہو گئی۔ میں ایک لمحہ غافل ہوا تھا میرا سو سالہ راحم دور ہو گیا۔
غالب و کشکش بیم و امیدش، وصلت یا بہ تیغ بکش و یا بہ لنگہ دریاب
نعت: کشکش: کھینچنا تلی۔ وصلت: الموس۔

ترجمہ: غالب ہے اور امید و بیم کی بھی کھینچنا تلی۔ الموس کی بہت ہے تو اسے یا تو کسی تلواریں سے مار ڈال یا بھراس پر ایک ٹکڑا بہت ڈال کر ہی اسے امید اور بیم کی اس بھی کشکش سے نجات دے۔

غزل #2

گر بس از جور بہ انصاف گراید، چہ عجب از حیا روئے بجا گرنہ نماید، چہ عجب
نعت: جور: جرم۔ گراید: مائل ہو۔۔۔ نہ لگائے۔۔۔

ترجمہ: اگر وہ محبوب جور و جرم کے بعد انصاف پر مائل ہو تو کوئی عجب کی بات نہیں۔ اور اس حمل میں اگر وہ حیا کے باعث ہمیں چھو نہیں دیکھا تو کیا عجب ہے۔ مطلب یہ کہ وہ عاشق پر اپنے پرانے جور و جرم یا بر کے انصاف پر مائل تو ہو جائے لیکن پھر بھی اسے اپنے جرم کے بعد اسے عذر دے رکھے گا۔

بودش از شکوہ خطر ورنہ سرے داشت بمن بہ مزارم اگر از سر بخاید، چہ عجب
نعت: بودش: اس تھا۔۔۔ سرے داشت: بمن: اسے مجھ سے رفعت تھی۔۔۔

ترجمہ: اسے میرے شکوے کا کچھ خطر تھا ورنہ اسے مجھ سے رفعت تھی۔ اگر وہ مجھ سے اس رفعت و محبت کی بنا پر میرے مزار پر آجائے تو کیا ہی اچھا ہو۔

رسم بیان عیال آمد، خود را نازم گفت باشد کہ ز بستن چہ کشاید، چہ عجب

نعت : رحم بخان: عہد بخان کی رسم۔۔ میان آئندہ در میان میں یعنی پام ہوئی۔۔ گفت پشاد: اس نے سوچا ہو گا۔

ترجمہ : ہم دونوں میں عہد بخان کی رسم لڑا ہوئی ہے۔ مجھے خود پر غاڑ ہے۔ اس میں قہر کی بات نہ ہو گی تاگر اس نے یہ سوچا ہو کہ عہد بخان پانچہ لپٹے یعنی کرنے سے کیا فرق پڑے گا۔ اس پر عمل کرنا یا اسے پر راکر عہد کی بات ہے۔ دوسرے اشکوں میں اس نے عاشق کو اس عہد بخان کے بہانے لڑھا دیا ہے۔

شیوہ ہا دارد و من معتقد خوے ویم شوقم از رنجش او گر مفراید چه عجب
نعت : شیوہ ہا کی اندازہ غاڑاوا۔۔ معتقد خروے ویم: میں اس کی عبادت و خصلت کا مستحق ہوں، قائل ہوں۔۔

ترجمہ : اس کے غاڑاوا کی طرح کے ہیں اور میں اس بنا پر اس کی عبادت و خصلت کا قائل ہوں۔ اگر اس کے مجھ سے ناراض ہونے سے میرے شوق و جذبہ عشق میں مزید اضافہ ہو جائے تو کوئی قہر کی بات نہ ہو گی۔ یعنی محبوب کی لڑا کیسی بھی ہو عاشق کے لئے اس میں ہر پرور کشش ہے۔

چون کھڑے کھڑے رشک کہ در پردہ جام از لب خویش آرز بوسہ رہاید چه عجب
نعت : کھڑے کھڑے وہ شراب پیتا ہے۔۔ کھڑے رشک: رشک مجھے مار ڈالتا ہے۔۔

ترجمہ : جب وہ شراب پیتا ہے تو مجھے اس بات کا رشک مار ڈالتا ہے کہ اگر وہ جام کے پردے میں اپنے لبوں کا بوسہ اڑا لے یعنی اپنے ہونٹ ہٹ لے تو اس میں قہر نہ ہو گا۔ شراب پینے کے بعد سے غوار اپنے ہونٹ کھاتے ہیں۔ غالب نے اسی حوالے سے یہ بات کی ہے۔ شراب پینے کے بعد محبوب کا اپنے ہونٹ چٹا عاشق کے لئے بہت بڑے رشک کا باعث ہے۔

طردہ در ہم و جبرائیل چاکش نگرید اگر از ناز بخود ہم نہ گراید چه عجب
نعت : طردہ در ہم: پریشان دلہیں۔۔ جبرائیل چاکش: اس کی بچی ہوئی تھیں۔۔ نہ گراید: مائل نہ ہو۔۔

ترجمہ : دریا اس کی پریشان دلتوں اور جبرائیل چاک کو دیکھو اگر وہ اس عالم میں غاڑاوا کے سب خود پر مائل نہیں ہو گیا اپنی طرف بھی توجہ نہیں کرے تو کوئی قہر نہ ہو گا۔ اگر وہ اپنے بارے میں ایسا رویہ اختیار کرے گا تو ہر مطلق کی طرف کیوں توجہ دے گا۔

ہرزہ میرم شمر و زپے تعلیم رقیب یوفا تعلیم گر بستاید چه عجب
نعت : ہرزہ میرم شمر: وہ مجھے فصول جان دینے والا سمجھتا ہے لڑا ہے مقصد مرنے والا۔۔ وفا تعلیم: وفادار ہونا۔۔ بستاید: تخریف کرے۔۔

ترجمہ : وہ مجھے بے مقصد مرنے یا یونہی جان دینے والا سمجھتا ہے، اگر وہ رقیب کو ہلاک بننے کی ترغیب دینے کی خاطر میرے ہلاک ہونے کی تخریف کرے تو قہر نہ ہو گا۔ مقصد یہ کہ میری جان اور میری وفا کی اسے پر دنا نہیں دراصل وہ رقیب کو میرے حوالے سے ہلاک بنا سکھاتا پاتا ہے۔

کاربا مطریہ زہرا نعلوے دارم گر لم ناکہ بہ خنجر سراید چه عجب
نعت : مطریہ زہرا نعلوے: ایک زہرا بھی گالے والی (مغلیہ)۔۔ خنجر: مراد دوش۔۔

ترجمہ : مجھے زہرا ایک ستارہ جسے دھندھ تک بھی کہتے ہیں کی سی خصلت والی ایک مغلیہ سے ملتا پڑا ہے۔ سو اگر میرے ہونٹ ناکہ دفراب بھی گالے لٹانے کی صورت میں پھر کریں تو یہ قہر کی بات نہ ہو گی۔

آنکہ چون برق بہ کیجکی نگیرد آرام گھہ اش در دل اگر دیے نہاید چه عجب

لغت : دیر تپاؤ: دیر تک نہ رکے نہ گھبرائے، دیر پاؤں ہو۔

ترجمہ : وہ (محبوب) ہرقی کی طرح ایک جگہ تک کر نہیں رہتا یا آرام نہیں پکڑتا اگر ہمارے دل میں اس سے حلقہ گر و شکر دیر تک نہ رہے یا دیر پاؤں ہو تو یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہو گی۔ ویسے بھی عاشق کا شکر و گدگد دیر تک نہیں رہتا۔

با چنین شرم کہ از ہستی خویش باشد غالب از رخ بر دوست نہ ساید چہ تعجب
لغت : از ہستی خویش: اسے اپنے وجود سے۔۔ ساید: گھمے، گھمے۔

ترجمہ : غالب اس شرم کے باعث جو اسے اپنے وجود سے ہے، اگر دوست کی رونا میں اپنے چہرہ نہ بچائے یعنی سر نہ کھودے ہو تو تعجب ہو کہ غالب اپنے وجود کو حقیر جانتے ہوئے خود کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ وہ دوست یا خدا کے حضور سر نہ کھودے۔

غزل #3

جنوں محل بصر اے تھیر راندہ است اشب نگہ در چشم و آہم در جگر دامادہ است اشب
لغت : تھیر: جیرانی، جیت۔۔ راندہ: است: ہانگی ہے، پھانگی ہے۔۔ دامادہ: است: تھک کے رہ گئی ہے۔

ترجمہ : میرا جنوں عشق محل کو صحرائے جیت کی طرف لے گیا ہے، چنانچہ میری نگاہ آنکھ میں غور بھری آہ بگرنیں تھک کر رہ گئی ہے۔ محبوب کے تصور میں جس طرح انسان کھو جاتا ہے، نگاہ جاتا ہے اس کی عکاسی اخلاقی جیت کے حوالے سے کی ہے۔ نگاہ آنکھ میں غور آہ، بگرنیں تک جیسا تصور کا نتیجہ ہے۔

بذوق وعدہ سالانہ نشاطے کردہ پند ارم ز فرش گل ہوئے آتشم بختاندہ است اشب
لغت : پند ارم: میں سمجھتا ہوں۔۔ بختاندہ: است: بھڑاؤ ہے۔

ترجمہ : محبوب نے وعدہ وصل کیا ہے چنانچہ اس وعدہ کے دنوں و شوق میں میں نے مسرت و شادمانی کا سلسلہ نوکر لیا ہے جس میں اس وعدے کی تاب میں یہ کچھ رہا ہوں کہ اس نے آج رات کو مجھے فرش گل (مراوا آرام و سکون) سے اٹھا کر آگ پر بھڑاؤ ہے۔ عملی ضرب المثل ہے "الانتظار اشد من الموت" (انتظار موت سے بھی شدید تر ہے)۔ عاشق اب اسی انتظار میں بیٹھا ہے وعدہ وصل کے وفا ہونے میں شدید حتمیاری اور بے چینی کا شکار ہے۔

خیال و دشت از ضعف روانی بندو بیابان برنگہ دامن باز افشاندہ است اشب
لغت : صورت نمی بندو: صورت پذیر نہیں ہو رہا، عمل میں نہیں آ رہا۔۔ افشاندہ: است: پھیلا دیا ہے۔۔ ضعف روان: روح یا جان کی کمزوری۔۔

ترجمہ : جان کی کمزوری اور بے طاقتی کے باعث دشت و خیال صورت پذیر نہیں ہو رہا یعنی ہمیں دشت و خیال ہی نہیں آ رہا۔ میں یوں لگتا ہے جیسے بیابان نے آج رات ہماری نگاہ پر دامن باز پھیلا دیا ہے۔ دامن باز استعارہ ہے۔ مرناسی ہے کہ ہمیں دشت و خیال تک نہیں آ رہا۔

دل از من عاریت مستد اہل لاف و دانستم مسند راس غریبان دلد عوت خواندہ است اشب
لغت : عاریت: قرض، امانت۔۔ مستد: ہنسوں نے تلاش کیا۔۔ اہل لاف: لٹی یا ایک مارنے والے۔۔ مسند: آگ میں رہنے

وادی گرا۔ فریاد: پرہی! اجنبی لوگ۔

ترجمہ : ایک ماٹے داہن نے مجھ سے میرا دل ابھار یعنی ماضی طور پر مانگا اور میں کچھ گیا کہ سندر نے ان اجنبیوں یعنی عشق سے ملوانف لوگوں کو آج رات دھست پر بلایا ہے۔ مراد یہ کہ عشق ایک آگ کی صورت ہے اور کچھ عاشق کو اس سندر ہے جو آگ میں دریا ہے۔ اہل ناف کا ایک عاشق سے دل ماضی طور پر انگلیں ہات کی دلیل ہے کہ وہ کچھ دیر کے لیے آتش عشق کا سوزا جھکنے کے خواہش ہیں۔

زہے آسائیش جلدیہ، ہم چون صورت دیبا نیم زخمیا تن دبستر بجم چہا ندہ است اشب

لغت : آسائیش جلدیہ: بیشہ ویشہ کا مستقل آرام و سکون۔ ہم چون: مثل، مانند۔ بجم چہا ندہ است: باجم چکا دیا ہے۔

ترجمہ : اس آسائیش جلدیہ کے کیا کہنے کہ میرے دلم کی تری (ازخون کا رستہ) نے آج رات میرے جسم اور دبستر کو ہم یوں چکا دیا ہے جیسے دہشتی لباس جسم سے چپک گیا ہو۔ زخموں کے رستے سے جسم دبستر سے چپک جاتا ہے اور اس حالت میں آدمی کے لیے دبستر سے الٹا دھار ہوتا ہے۔ غالب نے اس حالت کو آسائیش جلدیہ کا نام دیا ہے۔ دیا: نقش دار، دہشتی کہتا ہے۔ غالب نے زخموں کی کثرت کو دیا سے تشبیہ دی ہے۔

بقدر شام ہجرانش درازی باد عرش را فلک نیز از کواکب سحر گردانده است اشب

لغت : کواکب: بنج کوکب ستارے۔ سحر گردانده است: تسبیح پھیری ہے۔

ترجمہ : اللہ کے شام ہجر کی سی طوالت جتنی اس کی مرور آئی ہو۔ آسمان نے بھی اس صحن میں آج رات تسبیح پھیری یعنی دعا کی ہے۔ شب جہوں باقم و فراق کا تھوڑا سا عرصہ بھی انسان کو بے حد طویل لگتا ہے۔ اقبال غفری: روز فراق رات شب جلد از پشتہ ایم (ایم نے روز فراق کو طویل اور تاریک رات لکھا ہے۔) اسی طوالت کے حوالے سے غالب نے محبوب کی درازی عمر کی دہلائی ہے۔ اردو میں یوں کہا ہے۔

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن بچکاس ہزار

قدیم باری شاعر امیر معری۔

سپر طالع عمرت کشیدہ بر عددے کہ عشرآن عدد آید ہزار بار ہزار

آسمان نے میری عمر کا طالع یا نصیب عدد کے حسب سے لکھا ہے اور اس عدد کا دس ہزار مرتبہ ہزار کے برابر ہے۔ مراد ایک لاکھ سال خطر خرابی۔

تم سلامت رہو قیامت تک اور قیامت خدا کرے کہ نہ ہو

نظام کی رسد بد قیامت کا کردہ لاسستی عالم شوق من بدوے چہ انہوں خواہد است اشب

لغت : نظام کی رسد: دوست میرے خواب میں آتا ہے، نظر آتا ہے۔ چہ انہوں خواہد است: کیا جلد ہو تک دیا ہے۔

ترجمہ : دوست سستی کے عالم میں قیامت کو بے ہوشی میں آتا ہے، خدا جانے میرے شوق و جذبہ عشق نے آج رات اس پر کیا جلد ہو تک دیا ہے۔

بدست کیست زلفت کایں دل شوریدہ می تالہ سر زنجیر مجنوں را کہ می جنبانده است اشب

لغت : بدست کیست: کس کے ہاتھ میں ہے۔ دل شوریدہ: دلوانہ دل۔ کہ: کس نے کون۔ جنبانده است: بلایا ہے۔

ترجمہ : میری زلفیں کس کے ہاتھ میں ہیں کیونکہ میرا دلوانہ دل تلوار و زاری کر رہا ہے۔ آج رات مجنوں کی زنجیر کو کون بلایا ہے۔ دل دلوانہ کو مجنوں سے اور زلفوں کو سر زنجیر سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق کے علاوہ اور کسے محبوب کی زلفوں سے کھینچنے کا موقع ملتا ہے۔

خوش است انسانہ درو جدائی مختصر غالب بہ محشری تو اس گفت آنچہ در دل ماندہ است اشب

نعت : خوش است 'اچھا ہے۔۔۔ در دل ماندہ است: دل میں باقی رہ گیا ہے۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! درو جدائی کا قصہ یہی مختصری بیان کیا جائے تو اچھا ہے، 'باقی آج رات جو کچھ دل میں رہ گیا ہے وہ روز قیامت بیان کیا جاسکتا ہے۔ یعنی درو جدائی کے بیان کے لیے بہت عرصہ درکار ہے، 'ایک رات میں ایسا ممکن نہیں۔ قیامت کا دن طول ہو گا اور درو کی بہت بھی سنی جائے گی، لہذا یہی مختصر اور وہی تفصیل سے بیان کرنا بہتر ہو گا۔

غزل #4

از اندۂ ثیافت تلقی کنم اشب گر پر وہ ہستی است کہ شق ی کنم اشب

نعت : اندۂ ثیافت: غار سل کا اندوہ۔۔۔ تلقی کنم: مجھے دستبرد دی ہے، مجھے تم ہے۔۔۔ شق ی کنم: شق ی کنم میں چاڑھتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : آج رات میں اس تک غار سل کے تم کے سبب بہت دستبرد دی کا ظاہر ہوں۔ آج رات اگر اس کے اور میرے درمیان خود میرے وجود کا بھی پرہہ مائل ہو تو میں وہ چورہ ہی چاڑھ دوں گا۔ مطلب یہ کہ محبوب یا حقیقت تک رسائی کے لیے مجھے اپنی جان پر بھی کھیلنا پڑا تو میں کھیل جاؤں گا۔

ہن آئینہ بگذار کہ مکم نظربند نظام یککل حق ی کنم اشب

نعت : بگذار: چھوڑ دے۔۔۔ نظربند: دھوکہ نہ دے۔۔۔ یککل حق: حق کا یککارا دہہ ہو۔۔۔

ترجمہ : دیکھ، آئینہ کو چھوڑ دے تاکہ تم مجھے دھوکہ میں نہ ڈالے۔ میں آج رات یککل حق کا ظاہر کر رہا ہوں۔ یہ کائنات اس ذات حق کے دھوکا کھس ہے یعنی اس کائنات کی حلقہ آشیاد کہہ کر اس کے دھوکا پتا چلتا ہے۔ صوفیائے مطابق "ہم دوست" اسب کہہ دی ہے اسدی کتاب ہے۔

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر درختی دفتریت معرفت کردگار

اسب درختوں کا ہر پتہ ادب داخل کے لیے اس کردگار کی معرفت کا ایک دفتریت ہے۔ غالب اس کھس کی طرف توجہ کرنے کی بجائے اس ذات حق کی یککل کا ظاہر کرنے میں لگے۔

آتش بہ نعلام شدہ آب از آتک مغرم از تب نبود این کہ حق ی کنم اشب

نعت : آتک مغرم: میرے دھن کی گرمی سے۔۔۔ نعلام: میری طبیعت ش۔۔۔ حق ی کنم: مجھے لپیڈ آ رہا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرے دھن یا میری سوچ کی تپش و گرمی کے نتیجے میں میری طبیعت کی آگ پانی بن کر رہ گئی ہے۔ یہ آج رات میں پیسے میں فرق ہوں تو یہ کسی تب (گرمی) کا نتیجہ نہیں ہے۔ دراصل یہ وہی پانی ہے جو قندوں کی صورت میں مجھ پر نظر آ رہا ہے۔

جان برہم اندازہ دریا نسیم نیست ازے طلب سد رمق ی کنم اشب

نعت : دریا نسیم: میرا سسرہ دہی جاتا یعنی شراب کثرت سے پی جاتا۔۔۔ سد رمق: مراد توڑی جان رہ گئی ہے اسے چلتا۔۔۔

ترجمہ : میری جان لوں پر آئی ہوئی ہے لیکن مجھے اپنے کثرت سے شراب پینے کا اندازہ نہیں ہے، میں تو ہر چہ سانس باقی رکھے ہیں اور توڑی جان ابھی باقی ہے، انہیں چلانے کی کوشش میں آج رات شراب نوشی کر رہا ہوں۔

ازہر بن سوچشمہ خوں باز کشلوم آرائش بستر زلفی می کنم اشب

لغت : بن موزہ کی جڑ۔ باز کشلوم : میں نے کھل دیا۔ زلفی : سرور سرفرازی (خون کی سرفرازی)۔
ترجمہ : میں نے اپنی ہرین موزہ سے طوں کا چہرہ کھل دیا یعنی روہا کر دیا ہے۔ میں آج رات اپنے ہمزی آرائش زلفی (خون کی سرفرازی) سے کر رہا ہوں۔ احمق! تم دالم کی کیفیت کی عکاسی ہے۔

سے می پکد از لعل لبش در طلب لعل شتے ز کواکب بہ طبق می کنم اشب

لغت : می پکد : چپتی ہے۔ لعل : شراب نوشی کے بعد داکتہ تبدیل کرنے کی خاطر جو چیز کھائی جائے۔
ترجمہ : اس کے سرخ ہونٹوں سے حصول لعل کی خاطر شراب نگ رہی ہے۔ میں آج رات اس خاطر چند ستارے توڑ کر قتل میں دکھ رہا ہوں۔ یعنی محبوب کے سرخ ہونٹوں سے شراب کے قطرے کر رہے ہیں جسے غالب نے یوں واضح کیا ہے کہ وہ محبوب کے لعل کے لیے ستارے توڑ کر قتل میں دکھ رہا ہے (ان قطروں کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے)۔

ناوم بخشش را و نیام ز بخشش را خوش تفرقہ در باطل و حق می کنم اشب

لغت : خوش تفرقہ : بڑا اچھا امتیاز۔
ترجمہ : مجھے اس کی ادکھش (دل فسخ) ہوا ہے۔ ناوم : لیکن مجھے اس کا نہ نگر نہیں آیا۔ میں آج رات حق اور باطل میں ایک اچھا امتیاز پیدا کر رہا ہوں۔ محبوب کی انجھ ہوا کو حق اور دھن نگ کو باطل (جس کا کوئی دھند نہیں) سے تشبیہ دی ہے۔ چھوٹا سا دھن نگ، حسن و دلکشی کی علامت ہے۔ اکثر شعرا نے اس پر مضمون بنا دیا ہے۔ ناری کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ دراصل یہ ایک زخم تھا جو اب بستر ہو گیا ہے۔

عمریت کہ قانون طرب رفتہ زیادم آسوزتہ را باز سبق می کنم اشب

لغت : قانون طرب : سرگ و شعلہ کا جھوڑو۔ آسوزتہ : نیکی ہوئی۔ باز سبق می کنم : بھڑا دکر کے دہرا رہا ہوں۔
ترجمہ : ایک مدت ہو چلی ہے کہ میں سرگ و شعلہ کی طوڑ طریقے بھول چکا ہوں، تمام آج رات میں بھولے ہوئے سبق کو بھرتے یاد کر کے دہرا رہا ہوں۔ یعنی آج کی رات اشب و مل (۱۲) اس بھولی ہوئی سرگ و شعلہ کی یاد دلا رہی ہے۔

غالب نبود شیوہ من قافیہ بندی نعلی است کہ بر نکلک و ورق می کنم اشب

لغت : شیوہ : طریقہ، انداز۔ قافیہ بندی : خیال آفرین شاعری کی بجائے محض قافیوں کے استعمال پر توجہ ہوئے۔ نکلک : نکلے۔
ترجمہ : غالب قافیہ بندی میرا انداز شاعراں نہیں ہے۔ یہ تو ایک غم ہے جو میں آج رات غم اور کثرت و عمارت ہوں۔ محض قافیہ بندی جس میں خیال آفرین نہ ہو، بیکار قسم کی شاعری ہے۔ غالب نے اپنے حوالے سے دراصل محض قافیہ بندی کرنے والے شاعروں پر طنز کیا ہے۔

روایف پ

سحر دمیدہ و گل در میدان است، غلب جہاں جہاں گل نگارہ چیدان است، غلب

لغت : میدان : اکٹہ۔ غلب : مت س۔ چیدان : چننا بھول توڑنا۔ جہاں جہاں : مواد سے زیادہ۔
ترجمہ : صبح طلوع ہو گئی ہے اور بھول خوب کھل رہے ہیں۔ اب مت س۔ اب کھڑت سے گل نگارہ بچنے کا وقت ہے، مت س۔ موسم

بدن میں شج بھول کھینے سے ہر طرف دھنوں کی ہنک اور خوشبو بھیلی ہوتی ہے۔ یہ وقت سونے کا نہیں بلکہ اس دھنش ظاہر سے لطف اندوز ہونے کا ہے اور اس سے قدرت کی طرف بھی انسان کی توجہ ہوتی ہے۔

مشام رابہ شیم گلے نوازش کن **شیم نالیہ سا در وزیدن است، غلب**
لغت : مشام : دماغ۔ شیم : خوشبو۔۔ نالیہ : شاخ۔۔ وزیدن : چلنا۔۔ شیم : شج کی بو۔۔

ترجمہ : اس وقت (شج) کے وقت اپنے دماغ کو کسی بھول کی خوشبو سے نوازیں بھول سو گمہ دور اس کی خوشبو سے دماغ کو معطر کر۔ اس وقت خوشبو بھی یعنی خوشبو سے بھری باد شیم چل رہی ہے اس سے لطف اٹھائیے وقت سونے کا نہیں۔

زطوبش خشن طلب ہیں و در صبوحی کوش **سے شبانہ زلب در چکیدن است، غلب**
لغت : حسن طلب : کوئی چیز مانگنے کا اچھا طریقہ۔۔ صبحی : شج کی شراب۔۔ کوش : کوش : کوشل کر۔۔ سے شبانہ : رات کی شراب۔۔ چکیدن : نکلتا۔۔

ترجمہ : اپنے آپ سے حسن طلب کو دیکھ (یعنی تیری ذات تجھ سے بگمہ مانگ رہی ہے۔ وہ کیا ہے؟ اس کا ذکر مانگے کھڑے میں ہے) اور شج کی شراب پینے کی طرف توجہ کر۔ ابھی تو رات کوئی ہوئی شراب ہونٹوں سے نکل رہی ہے، یعنی ابھی سستی قائم ہے اور یہ جاری رہتی چاہئے جو شج کی شراب سے ملنے ہے۔ یہ سونے کا وقت نہیں اٹھو۔

ستارہ سحری مژدہ سحر دیدار نیست **چشم پریدن آگہ ہزار گاہ سے عروایہ فرادی**
لغت : ستارہ سحری : شج سوہرے بہت چمکے والا ستارہ۔۔ مژدہ سحر : خوشخبری دینے والا۔۔ چشم پریدن : آنکھ ہلکانا جس سے عروایہ فرادی جاتی ہے کہ کوئی صانع آ رہا ہے۔۔

ترجمہ : شج کا ستارہ کسی کے دیدار کی خوشخبری دے رہا ہے، اٹھ اٹھ سوا اور دیکھ کہ آسمان کی آنکھ ہلکان رہی ہے۔ ستارے شج کے قریب ہنک ہنک کر غروب ہوتے چلے جاتے ہیں جو شج کی آنکھ کی دلیل ہے۔ غالب نے اسے آنکھ ہلکانے سے تعبیر کیا ہے۔

تو نحو خواب و سحر در تہمت از انجم **بہ پشت دست بدعناں گزیدن است، غلب**
لغت : نحو خواب : گویا نیند سوا ہو۔۔ تہمت : انہوس۔۔ پشت دست بدعناں گزیدن : ہاتھ کی انٹی طرف داکٹوں سے لانا مواد انہوس کرنا۔۔

ترجمہ : تو گویا نیند میں فرق ہے اور اور شج تجھے اس حال میں دیکھ کر، عالم انہوس میں اپنے ہاتھوں کو داکٹوں سے نکٹ رہی ہے۔ یہ سونے کا وقت نہیں، اٹھ اٹھ اٹھ سوا۔ ستاروں کو عروایہ ڈھپ رہے ہیں داکٹوں سے تشبیہ دی ہے۔

نفس زلالہ بہ سنبل درودن است، بخیز **زخون دل مژدہ در لالہ چیدن است، غلب**
لغت : درودن : لانا فصل وغیرہ کا۔۔ سنبل : ایک خوشبودار اور ملی نکلتا ہوا پودہ۔۔ بخیز : اٹھ۔۔

ترجمہ : اٹھ اور دیکھ کہ سانس، ہمارا و فریاد کے سبب کس طرح بچ و تک کا رہا ہے جیسے سنبل لٹ کے رکھا جا رہا ہو اور خون دل کے نیچے سے مڑھ کی یہ حالت ہے جیسے کوئی لالہ کے بھول ہن رہا ہو۔ مت سو۔ ہمارے موسم میں سانس کے بچ و تاب کھانے کی کیفیت کو سنبل سے اور خون دل کے بگلوں سے نیچے کو لکھو جو دل کی علامت ہے لالہ دھوسرخ رنگ کا ہوتا ہے اپنے سے تشبیہ دی ہے۔

نکلا، گوش بر آواز قلقل است بیا **بیالہ، چشم براہ کشیدن است، غلب**
لغت : نکلا : صرغ، لطف۔۔ گوش بر آواز : آواز پر کان لگائے ہوئے۔۔ قلقل : ہلکل : صراحت کے اندر سے پانی یا شراب نکھنے کی آواز۔۔ چشم

بڑا کھیل: سرو پہ جانے کا بے حد خطر۔

ترجمہ: آلودہ کچے کا موسم بہار میں خوشی و مسرت فطرت کی آواز پر کلن لگاتے ہوئے ہے اور یہی بال بلی بیٹلی سے اس بہت کا خطر ہے کہ اس میں پڑی ہوئی شراب پی لی جائے۔ ایسا موقع نہ ملے گا نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ موسم بہار بھی دیکھنا اور پہنے پانے کا موسم ہے، سوئے گا نہیں۔

نشانی زندگی دل، دیدن است، بایست جلاے آئینہ چشم دیدن است، غلب

لغت: دیدن: دوزخ حرکت میں رہنا۔ بایست: مت روک مت ٹھہر۔ جلاے چمک۔ دیدن: دیکھنا۔

ترجمہ: حرکت میں رہنا دل کی زندگی کی علامت ہے، مت ٹھہر۔ دیکھنا آنکھ کے آئینہ کی چمک کا باعث ہے تو مت سو، آنکھیں بند نہ کر، دل کا متحرک رہنا اس کی زندگی ہے۔ اسی طرح آنکھوں کی چمک ان کے کھلے رہنے سے ہے۔ سو یہ یعنی آنکھیں بند نہ رکھنا اور غیر متحرک نہ رہنا، بلکہ قسم کی زندگی گزارنے کی علامت ہے۔

نزدیکہ سوئے حریفان کشودن است، بند ز دل مژدہ عزیزان تعین است، غلب

لغت: کشودن: کھانا۔ بند: مت بند کر۔ تعین: ترتیب۔

ترجمہ: احباب یا رفاق کے لئے آنکھیں کھلی رہنے میں فائدہ ہے، لہذا آنکھیں بند نہ رکھو (یعنی سوانہ رہو) مزیدوں کی ہمارائی زبان کا سناؤ اسی میں ہے کہ وہاں حرکت رکھو، سو تو مت سو یعنی آنکھیں بند مت کرنا پھر دو۔

بذر مرگ شے زندہ داشتن، ذوقیت گرت فسانہ غالب شنیدن است، غلب

لغت: شے: زندہ داشتن: کوئی رات جاگ کر نہ کرنا۔ ذوقیت: ایک دن، ایک منہ ہے۔

ترجمہ: موت کا ذکر کرتے ہوئے کوئی رات جاگ کر گزارنے میں بھی ایک منہ ہے۔ اگر تو غالب کی داستان سنا چاہتا ہے تو مت سو۔ مطلب یہ کہ غالب کی داستان زندگی ایک طرح سے موت کا ذکر ہے۔

روایف ت

غزل #1

حق جلوه گر زطرز بیانِ محمد است آریے کلام حق بزبانِ محمد است

لغت: حق: ذات خداوندی۔ طرز بیان: بیان کرنے کا انداز۔ آریے: ہاں واقعی۔

ترجمہ: جیسا کہ دیکھو سے واضح ہے یہ غزل نقیہ غزل ہے۔ حقیقت مقلد کا ہوا حضور اکرم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انداز بیان سے ملتا ہے، واقعی کلام حق اس سے قرآن کریم بھی مراد ہو سکتی ہے اور خدا کی باتیں یا فرمودات بھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ہوا ہو گا۔

آئینہ دار پر تو صراحت بہتاپ نشانِ حق آشکار زشبانِ محمد است

لغت: آئینہ دار: کسی چیز کا عکس آئینہ دکھانے والا۔ پر تو: کھس مہلے۔ آشکار: ظاہر واضح۔ صراحت: صریح۔

ترجمہ : ہمارے سورج سے روشنی لیتا ہے، اس بنا پر کہ اس کا مقصد سورج کے عکس کا انعکاس دار ہے، تو جس طرح آفتاب سے آفتاب کی روشنی یا صلیب کا پتہ چلتا ہے، بالکل اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت سے خدا کی عظمت و شان کا پتہ چلتا ہے۔

تیسرا قصہ ہر آنکہ در ترکش حق است اما کشادگان زکلمات محمد ست
حکمت : ہر آنکہ ہر طور۔۔ کشادہ تیر کا پتہ۔۔ ترکش : درخشاں جس میں جبر رکھتے ہیں۔

ترجمہ : خدا کا تیسرا طریقہ ہر طور یا ہر شعبہ حق ہی کے ترکش میں ہوتا ہے، یعنی خدا خدا ہی کی مرضی یا ارادہ کا نام ہے، لیکن یہ تیسرا حضور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے چلتا ہے، مطلب یہ کہ خدا کی جو خواہاں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہاں ہے۔

دانی، اگر بہ معنی "مولاک" واریسی خود ہرچہ از حق است از آن محمد ست

حکمت : "مولاک" : حدیث قدسی خدا کی وہ بات جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہے کہ اگر تو ہو تو ہمیں اس کائنات کو پیدا نہ کرنا۔۔ از آن محمد ست : محمد ہی کا ہے۔

ترجمہ : اگر تو "مولاک" کے معنی پوری طرح کچھ لے تو تھوہ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جو کچھ خدا کا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہے۔

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است، می خورد سو گداز کردگار بجان محمد ست

حکمت : بدانچہ : یہ آنکہ چہ کا مختلف اس چیز کی جو۔۔ سو گداز : قسم۔۔ کردگار : خدا تعالیٰ۔

ترجمہ : ہر کوئی اس چیز کی قسم کھاتا ہے جو اسے عزیز ہوتی ہے، چنانچہ خدا تعالیٰ جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھاتا ہے۔

واعظ حدیث سالیہ طوبیٰ فرد گذار کاینجا سخن ز سرود دوان محمد ست

حکمت : طوبیٰ : جنت کا ایک درخت جس کے سائے میں جنتی رہیں گے۔۔ فرد گذار : پھوڑے۔۔ حدیث : لغوی معنی بات، اصطلاحاً بمعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات۔۔ سرود دوان : چلتا ہوا سرود مراد تو۔

ترجمہ : اسے واعظ (طوبیٰ کے سائے کی بات پھوڑے) کیونکہ یہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرودوں (قہ مبارک) کی بات ہو رہی ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قہ مبارک کے آگے طوبیٰ کی اہمیت نہیں ہے۔

بگر دینے مستحق بلو تمام را کلن میر جنت ز بنان محمد ست

حکمت : دینے مستحق : وہ کوئے ہوگا۔۔ میر جنت : معمولی حرکت ذرا سا ہلکا۔۔ بنان : اگلیں۔

ترجمہ : تو تو اللہ کامل (پورا جہان) کے دو کوئے ہوتے دیکھ، یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک اگلیوں کے درمیان سے اشارے یا پٹے کا نتیجہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مجربے کی طرف اشارہ ہے۔

در خود زلفش مر نبوت سخن رود آن نیز نامور ز نشان محمد ست

حکمت : در : واکر کا مختلف، اور اگر۔۔ زلفش : مہر نبوت : سخن : مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر ایک قدوسی نشان یا ساتھی مر نبوت کھاتا ہے۔

ترجمہ : اور اگر مہر نبوت کے نشان کے بارے میں بھی بات ہو تو یہ واضح رہے کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحدہ سے نامور ہوا۔ یعنی مہر نبوت کو جو عظمت ملی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے عقل ملی۔

غالب شکے خواجہ بہ یزدان گزاشتم کل ذات پاک مرتبہ دانی محمد ست

لغت : مجھ تعریف و نعت۔۔ کانہ کہ آفت کا مختلف کردہ۔۔ مرتبہ دانہ مقام و مرتبہ یا عظمت کو صحیح طور پر جاننے والا۔۔

ترجمہ : اسے غالباً ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کا سلسلہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ ولادت پاک ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت سے صحیح معنوں میں آگاہ ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کو تمام انسان کے اس کی بات نہیں۔
غالب سے سب سے پہلے علی الحدادی (مضامین) نے 5000 ہجری نے یہی بات کی ہے بلکہ دیگر۔

خود خاطر شاعرے چہ سنجہ نعت تو سزاے تو خدا گفت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کو خدا کسی شاعر کے دل سے کہیں ممکن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت تو خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب شان کی ہے، اور اس کے بعد سجادہ سبحانی (بی) (ولادت 1717ء) صدی بیسویں نے کہا۔

خدا نعت ختم دانہ و بس نیاید کار یزداں از دگر کس

خدا ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت سے آگاہ ہے، اور کسی انسان سے خدا کا کام ہو نا ممکن نہیں

غزل #2

گلشن بفضاے چمن سبز ما نیست ہر دل کہ نہ زخمے خورو از خج تو وانیست

لغت : بفضاے چمن: ہمارے چنے کے چمن کی فضا جیسا۔۔ وانیست: نکلا نہیں ہے۔۔

ترجمہ : گلشن ہمارے چنے کے چمن کی ہی فضا کا حامل نہیں ہے۔ ہر وہ دل جسے تیری محبت کی نگاہ سے کوئی زخم نہیں لگاؤ، نکلا نہیں۔ ماضی کا سبز زخموں سے بھرا چڑا ہے۔ جس کی بنیاد اسے چمن سے تھپو دی گئی ہے۔ ماضی بلغم میں بھول زیادہ تر موسم بہار میں کھینچے ہیں اور بس! جبکہ ماضی کا سبز زخموں کے لحاظ سے، سدا بہار ہے اس لئے اس کا سبز یا دل گلشن کے پھولوں سے تشکیل حاصل نہیں کر سکتا، اور وہی دل مکمل سکا یا تشکیل حاصل کر سکتا ہے جس پر تیری محبت کی نگاہ ٹوٹ چلی ہو۔

ی سوزم و ی ترسم از آسیب زوالتش آویخ کہ در آتش اثر آب بقا نیست

لغت : ی ترسم: میں ڈرتا ہوں۔۔ آسیب: دکھ، تکلیف، گمراہی۔۔ زوالتش: محض، خود کی وجہ سے۔۔ آویخ: اٹھوس۔۔

ترجمہ : میں آگ میں جل رہا ہوں اور محض کی وجہ سے اس (آگ) کے گمراہ سے بھی ڈرتا رہا ہوں۔ اٹھوس کہ آگ میں آپ حیات کا سا اثر نہیں ہے۔ محض اور محض کو یاد تھلا چھڑیں ہیں اور محض، محض کی راہ میں دوائے کی صورت ہے۔ غالب محض کی کے حوالے سے آگ کی بات کر کے اٹھار اٹھوس کرتے ہیں کہ لاش اس میں آپ حیات کا سا اثر ہو تا تو وہ اسی میں جلتے رہتے۔

عمرے است کہ ی میرم و مردان خوانم در کشور بیداد تو فرمان قضا نیست

لغت : عمرے است: ایک مدت ہو چکی ہے۔۔ مردان خوانم: میں مرض میں مبتلا۔۔ فرمان قضا: حکم خداوندی، موت کا حکم۔۔

ترجمہ : ایک مدت سے یا ایک عمر ہو چکی ہے کہ میں مردانوں لیکن میں مرض میں مبتلا یعنی مرے کی کوشش کے باوجود ایک طرح سے جان کنی کے عالم میں ہوں، گویا میرے وجود کو قسم کی حکمت میں قضا فرمان نہیں چلا، محبوب کے وجود کو قسم سے ماضی پر ہو کر نہ لے ہے وہ جان کنی کی صورت ہے اور یہاں وہ نہ زخموں میں جھوٹا ہے اور نہ مردان میں۔

ہفت اختر نہ چرخ، خود آخر پچہ کارند بر قلل من این عریدہ یا یار روا نیست

لغت : ملت، اقرباء، سات، ستارے۔۔۔ نہ چرخ، نو آسمان۔۔۔ بچہ کار، کس کام کے لیے ہیں۔۔۔ مردہ، بھڑا، اند۔۔۔

ترجمہ : یہ سات ستارے اور نو آسمان آخر کس کام کے لیے ہیں۔ میرے قل پر میرے محبوب سے یہ بھڑا اقلو موجب نہیں ہے۔ ستاروں اور آسمان کی گردش کو انسان کی فکر سے وابستہ کیا جاتا ہے، یعنی وہ غم یا خوشی ہے اس کا تعلق اور سے ہے۔ سو بہ یہ صورت حال ہے تو اگر دوست نے مجھے قتل کر دیا ہے تو پھر اس پر گرفت کیوں ہو۔

عمرے سپری گشت و تامل بر سر جو راست گویند بھال را کہ وفا نیست، چرا نیست
لغت : سپری گشت، گزر، رفتگی۔۔۔ بر سر جو راست، جو در حتم جاری رکھے ہوئے ہے۔۔۔ چرا نیست، کیوں نہیں ہے، مردہ، بھڑا۔۔۔

ترجمہ : ایک مدت گزر رہی ہے کہ محبوب پر ستور اپنا جو در حتم جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہوں یعنی سینوں میں وہاں کا منہ نہیں ہے۔ کیوں نہیں ہے، یعنی یقیناً ہے۔ گویا محبوب کا ناشن پر مسلسل جو در حتم کرتے رہتا بھی وفا کی ایک علامت ہے کہ وہ ایک ذکر پر وقار کم ہے اس لئے اسے یہ وفا نہیں کہا جاسکتا۔

جنت بکنند چارہ افسردگی دل تعمیر باندازہ ویرانی ما نیست
لغت : افسردگی، دل، دل کا بھانجا بھاسار، یہ اس یا مر بھار یا رہتا۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دل کی افسردگی کا علاج جنت نہیں کر سکتی۔ جس قدر دھاری ویرانی ہے اس کے سلاخی تعمیر نہیں ہے۔ جنتی ویران جگہ ہوگی اسی حد تک اس پر جگہ تعمیر ہو سکتا ہے۔ ویرانی، دل کی افسردگی اور تعمیر جنت ہے۔ یعنی بے شک جنت میں ہر طرح کا سکون اور ہر طرح کی آسائش کا سامان ہو گا لیکن ہمارے دل کی افسردگی اس حد تک ہے کہ وہیں بھی اس کی دوری یا ختم ہونے کا سامان نہیں۔

باخصم زبوں غیر ترحم چہ توان کرد من ضامن تاثر اگر بلا رسا نیست
لغت : خصم زبوں، غدار و مخوس یا گھیا و دشمن۔۔۔ ترحم، رحم کرنا۔۔۔ بلا رسا، بلا کاثر نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : ایک گھیا و دشمن (یعنی رقیب) پر ترس کمانے کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ اگر بلا و فریاد رسا نہیں ہے تو میں اس کی تاثر کی ضمانت دیتا ہوں۔ مطلب یہ کہ عاشق کی فریاد اس کے اپنے حق میں اگرچہ بے تاثر ہوئی ہے لیکن ایک نڈر سا حال دشمن یا رقیب کے حق میں اس (عاشق) کی فریاد بے اثر نہیں ہو سکتی۔

فریاد ز زخمی کہ شک سود نباشد ہنگامہ بیفرمای کہ پدشش بسوا نیست
لغت : شک سود، جس پر شک چھڑا لگایا ہو۔۔۔ ہنگامہ بیفرمای، مردہ جو در حتم میں اضافہ کر۔۔۔ پدشش، پیرہن، حال پر سی کرنا۔۔۔

ترجمہ : ایسے زخم کے ہاتھوں فریاد ہے جس پر شک نہ چھڑا لگایا ہو، تو اسے (محبوب) ہم پر اپنے جو در حتم میں اضافہ کر کے گھر پر شش حال بھی چاہئے، ورنہ نہیں ہے۔ عاشق کے لیے محبوب کا جو در حتم کسی ایک طرح سے احوال ہی ہے، یعنی یہ بھی گویا عاشق کی طرف ایک توجہ ہے۔
بقول شاعر۔

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں
سو محتاجم جیسے گائی زبان توجہ کی بات ہوگی۔

گر مرد و گر کین ہم از دوست قبول است اندیشہ جز آئینہ تصویر نما نیست
لغت : کین، کینہ، دوشمنی۔۔۔ اندیشہ، خیال، فکر۔۔۔ آئینہ تصویر، نڈا، آئینہ جس میں عکس پورے طور پر نمایاں ہو۔۔۔

ترجمہ : دوست کی طرف سے خواہ محبت کا طرز عمل ہے اور خواہ دشمنی کا، ہم دونوں صورتیں قبول ہیں۔ اگر اندیشہ تو ایک آئینہ ہے

جس میں محبوب کا عکس پرے سے طور پر لگایا ہوتا ہے یعنی نظر آتا ہے۔ مراد یہ کہ

سر تسلیم خم ہے ہو مزاج باد میں آئے

میتاے سے از تندی این سے بگدازد پیغام غمت درخورد تحویل مبانیت

نکتہ : جیسے : شراب کی صراحتی -- تیزی بخوری -- بگدازد بگھٹی ہے -- درخورد لائق -- مباد بگھٹی رات کی ہو -- تحویل : سپرد کرنا۔

ترجمہ : شراب کی صراحتی اس شراب کی تندی سے پھل جاتی ہے۔ مباد اس لائق نہیں ہے کہ تیرے خم کا پیغام اس کے سپرد کیا جائے۔ جس شراب کا اشارہ پیغام خم کی طرف ہے۔ جس میں اتنی تیزی و تندی ہے کہ جیسے سے بھی اس سے پھل جائے۔ خم یعنی خم محبت کا پیغام تو "دل کو دل سے رادہ ہوتی ہے" کے مصداق ہے۔

ہر مرطہ از دہر سراب است لے را کز نقش کف پاٹے کسے بوسہ رہا نیست

نکتہ : ہر مرطہ : یعنی ہر قدم، ٹھکانا۔ دہر : نلکا، دلیا۔ سراب : چمکتی ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے، دھوکا۔ نقش کف پا : زمین پر چلنے سے پاؤں کے نقش بن جاتے ہیں۔

ترجمہ : اس دنیا کی زمین کا ہر ٹھکانا ایسے لوگوں کے لیے سراب کی حیثیت رکھتا ہے جنہوں نے کسی اپنی محبوبہ کے نقش کف پا کو بوسہ نہ دیا ہو۔ زمین پر کسی حینہ کے قدموں کے نقش ماثق کے لیے زمین کی دل کشی کا باعث بن جاتی ہیں چنانچہ وہ انہیں چوم کر اپنی عقلی محبت دور کرتا ہے، بصورت دیگر یہ زمین ایسے پیاسے کے لیے مصل ایک سراب ہے۔

از ناز دل بے ہوس ما نہ پسندیدہ دل ننگ شد و گفت "دریں خانہ ہوا نیست"

نکتہ : دل بے ہوس : حرص سے خالی دل۔ نہ پسندیدہ : اس نے پسند نہ کیا اچھا نہ چلے۔ دل ننگ : افسردہ۔ ہوا : یہاں مراد ہوا بھی ہے اور حرص بھی۔

ترجمہ : اس نے اپنے ناز و نوا کے جب دہلے محبت سے خالی دل کو اچھا نہ چلے پسند نہ کیا۔ دل ننگ ہو کر نوا کے اس گھر میں تو ہوا نہیں ہے۔ جس گھر میں ہوا نہ ہو وہاں انسان کا دل کھرا نہ ہے۔ ماثق کا دل محبت سے خالی ہے جو محبوب کے نزدیک ہوا سے خالی گھر کی مانند ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ محبوب کو ماثق سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ غالب نے ہوس کے حوالے سے اس کیفیت کو ہوا کے ذریعہ استعلا (ادوار و حرم) سے واضح کیا ہے جو یہ صفت تمام کی ایک دلچسپ مثال ہے۔

بر کشش مژگان تو از روئے عتاب است کاکرد و لم از غلجی جا یک مژہ جا نیست

نکتہ : بر کشش مژگان : جھکوں کا بھر جانا ہے رفتی کا انداز۔ از روئے عتاب : غصے کی بنا پر۔ کاکرد : کہہ کر۔

ترجمہ : تیری جھکوں یا ٹکروں کا بھر جانا یعنی تیری بے رفتی عتاب کے سبب ہے، کیونکہ میرے دل میں غلجی جا کے باعث ایک جگہ کے مٹانے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ ماثق کا دل استغلا (افسردگی کا فضا ہے جس کے سبب وہ معشوق کا خیال دل میں لانے سے عاجز ہے یعنی اس کے دل میں اس کے لیے جگہ نہیں ہے۔ محبوب اس بات سے باخبر ہو کر عتاب کی بنا پر اس سے بے رفتی اختیار کر لیتا ہے۔

در یوزہ راحت نتوان کرد ز مرہم غالب ہمہ تن خستہ یار است گدا نیست

نکتہ : در یوزہ : ایک۔ خستہ : خستہ، دوست کا زخمی دوست کی محبت کا گدا ہوا۔

ترجمہ : مرہم سے راحت و سکون کی ایک نہیں باقی جا سکتی ہے۔ (مرہم زخموں پر لگنے سے زخمی کو سکون ملتا ہے۔) غالب تو مرہم دوست کا

دلچی ہے کوئی گداگر نہیں ہے۔ ذمہ جہت پر مرام نہیں لکھا ہوا۔

غزل #3

بلکہ دہریں دلاوری ہے اثر اقلہ است انکے تو کوئی مرا از نظر اقلہ است

نعت : دلاوری : اخصاف متکلمے جہت۔۔۔ از نظر اقلہ است : نظروں سے گر گئے یعنی خود ہو گئے ہیں، بے قدر ہو گئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : اس دلاوری یا جہت میں میرے آنسو بہت ہی بے اثر ثابت ہوئے ہیں اور میرے لشکروں میں میرے آنسو نظروں سے گر گئے ہیں۔
عاشق نے محبوب کی جہت میں جو آنسو گرائے ان کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ آنسو آنکھوں سے گرتے ہیں، غالب نے ملامت اسٹیل کر کے دلچسپی پیدا کی ہے۔

عکس حشش را در آب لرنہ بود ہم ز موج نیم نگاہ خوش کارگر اقلہ است

نعت : لرنہ : لکھی۔۔۔ ہم : خوف اور۔۔۔

ترجمہ : پانی میں لرس اٹھنے کے باعث اس کے جسم پر لکھی طاری ہے۔ گویا اس کی اپنی نگاہوں کا خوف کارگر جہت ہوا ہے۔ پانی میں لرس اٹھنے سے اس میں موجود شخص کا عکس قدرتی طور پر بے گناہ۔ غالب نے محبوب کے عکس کے بچنے کی طبع محبوب کا محبوب بنی ہے۔ اس طرح اس نے صنعت صنِ حقیلی سے کام لیا ہے، یعنی جب کچھ لور ہے اور شاعر نے اسے سراسیمہ ظاہر کیا ہے۔

نالہ عائدہ کہ من شطہ زباں می کشم ہرچہ ز دل جہتہ است در جگر اقلہ است

نعت : شطہ زباں می کشم : من شطہ ضائع کر رہا ہوں۔ جہتہ است : گویا، نکالے، اپنا ہے، اچھا ہے۔۔۔

ترجمہ : نالہ کہیں یہ نہ کہجے کہ میں شطہ ضائع کر رہا ہوں، جو کچھ یعنی جو آگ دل سے نکل چھوڑا، پھیل کر تکرار میں جا کر رہی ہے۔ مطلب یہ کہ جہت میں فریاد کا اثر ہوتا ہو دل کی گرمی یا دل کے ہوش و دلولہ میں کمی نہیں آتی۔

خاطر بلبل بجوی قطرہ چشمم گوی کز پس گوش گل نالہ تر اقلہ است

نعت : بجوی : تلاش کر۔۔۔ خاطر جہتہ : دلاوری کرنا۔ گویا مت کہ۔۔۔ پس گوش گل : پھول کے کان کے پیچھے یا کان کے پردے پر۔۔۔

ترجمہ : تو بلبل کی دلاوری کر رہا ہے، جو چشم کے قطرے پھولوں پر پڑے ہیں انہیں قطرہ چشم نہ کہ بلکہ یہ تو بلبل، جو پھول کی عاشق ہے، کا نالہ دریافت ہے، جو تیرا کہ پھول کے کان کے پردے پر پڑا ہے۔ اس شعر میں بھی غالب نے صنعت صنِ حقیلی سے کام لیا ہے۔ یعنی چشم کے قطرے پھول پر گرنے کی طبع کچھ لور ہے اور پھول اور پھل کی ہے۔

ہرچہ ز سرمایہ کشت در ہوس افروز ایم ہرچہ ز اندیشہ خاست در خطر اقلہ است

نعت : کشت : گنہ گشت کیا کہم ہوا۔ افروز : ہم نے اضافہ کر دیا، بڑھا دیا۔ خاست : اٹھا پڑا ہوا۔ اندیشہ : فکر، تردد، سوچ۔۔۔

ترجمہ : جو کچھ سرمایے سے کم ہوا ہم نے اس کی جگہ ہوس میں اضافہ کر دیا، کیونکہ جو چیز بھی اندیشہ سے پیدا ہوگی، جان لو کہ وہ خطرے کا فکار ہو جائے گی، یا خطرے میں پڑ جائے گی۔

از نگہ سرخوشت کام تمنا کند آنکہ سلوہ دل دیدہ در اقلہ است

نعت : سرخو : اچھی یا شوق بھری نگاہ۔۔۔ کلام قضا کا ذہنی آئندہ پوری کرتا ہے۔۔۔ دیدہ و درہ کی نظر والا۔۔۔ سلو و دل : صاف دل، بھولا بھلا۔۔۔

ترجمہ : تیری شوق بھری نظروں سے وہ اپنے دل کی قضا پوری کرتا ہے۔ یہ صاف دل اور بھولا بھلا آئینہ بھی کتاب صاحب نظر یا کمری نظر والا راجع ہوا ہے۔ معشوق آئینہ پرے شوق سے دیکھ رہا ہے۔ یہ گویا آئینے کے لینے اس کا دیدار حاصل ہوا ہے۔ اس لحاظ سے آئینہ صاحب نظر قرار پلا۔ اس شعر میں صنعت تخییم (Personification) ہے یعنی بے جان چیز کو جاندار دکھایا گیا ہے۔

اودنے از ما گداخت و این نخست گرم سناست
ناله ما از نگاہ شوق تر افتاده است
نعت : گداخت : بھلا دیا۔۔۔

ترجمہ : اس نے یعنی تیری نگاہ نے اہل دل بھلا دیا اور اس نے یعنی اہل سے بھلا دینے والے تیرے راس کو گرانا دیا۔ گویا اہل بھلا دینے والے تیری نگاہ سے زیادہ شوق نگاہ۔ معشوق کا عاشق پر ایک نظر والا اس عاشق کا دل گدا کر رہا ہے اور عاشق کی فریاد کا معشوق کے دل کو کھٹا ہے یہ ہم کرتا ہے۔

خون ہوس پیشکش خوش نمود رہنختن
تغ انا پارہ اسے بد گمر افتاده است
نعت : ہوس پیشکش : مراد حریص لوگ۔ رہنختن : گرانا بھلا۔ پارہ اسے : کسی قدر۔ بد گمر : بد طبیعت، مراد جو اچھے لوگ کی تہ ہو۔۔۔
ترجمہ : حریص لوگوں کا خوشی بھلا کوئی اچھی بات نہیں۔ تیری ناز و داد کی تھوڑی تو کسی قدر بد گمر واقع ہوئی ہے۔ معشوق اگر عاشق پر ایک نگاہ بھی ڈالے اور ناز و داد کا انداز ہے تو وہ وہیں ڈھیر ہو جاتا ہے۔۔۔

کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے
لیکن حریص لوگوں پر اس تھوڑا سا ناز و داد چلنے سے سوئے، کیونکہ ان پر تو اس کا اثر ہی نہیں ہوتا۔

دخک دیانت گداخت فقیہ گل چوں شکفت
دیدہ کہ از روی کار پردہ ہر افتاده است
نعت : شکفت : کھلا۔ گداخت : بھلا دیا۔۔۔ از روی کار : معطل پر ہے۔۔۔ پردہ ہر افتاده است : پردہ اٹھ گیا ہے۔۔۔

ترجمہ : جب کلی کھل کر پھول ہی گئی تو واضح ہو گیا کہ اسے تیرے دھن تک پردہ رخ افتادہ اس نے بھلا دیا ہے، کیونکہ اس نے دیکھ لیا کہ معطل پر ہے پردہ اٹھ گیا ہے۔ کلی اور معشوق کے دیانت تک کو ہم تشبیہ دی چلتی ہے۔ یہی یہ کہایا ہے کہ کلی کو اس پر رخ کیا تھا لیکن اس کے کھلنے سے گوار تک کا پردہ چاک ہو گیا۔

و بہ فرومانگی داد فرومانہ گل
سایہ در افتادگی وقف ہر افتاده است
نعت : فرومانگی : خستہ حالی، غم۔۔۔ داد و دان : حسین و آفرین کہ نہ صاف کرے۔۔۔ الفت : کہے ہوئے ہونے کی حالت۔۔۔

ترجمہ : جو لوگ گرے چکے اور خستہ حال ہیں ان کی فرومانگی کی داد دے۔ دیکھ کہ سایہ کس طرح الفت کی میں ہر گرے چکے انسان کے لیے وقف ہے، لیکن انسان کا ساتھ دتا ہے اور وہ اس طرح کہ آدمی کھڑا ہو تو اس کا سایہ نہیں پرچتا ہے اور اگر وہ گرے تو وہ سایہ گویا اس سے چمٹ جاتا ہے اس حالت میں سایہ تو نہیں رہتا لیکن شاعر نے انداز میں یہ کہایا کہ وہ ساتھ دیتا ہے

مستی دل دیدہ را محرم اسرار کرو
بے خودی پردہ دار پردہ در افتاده است
نعت : محرم اسرار : رازوں سے واقف۔۔۔ پردہ دار : پردہ چلانے والی، راز افشا کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : دل کی مستی نے تو آنکھوں کو محرم اسرار کیا لیکن بے خودی ہو پردہ دار پردہ رکھنے والی، راز افشا کرنے والی، محمی پردہ دار ہی

مکی۔ دل کی سنی کی کیفیت تو آنکھوں کے اندر بھی رہی لیکن بخودی کچھ حد سے بڑھی تو اس سنی کا راز فاش ہو گیا۔

آن ہم آزادگی دیں ہمہ دل دادگی حیف کہ غالب زخویش ہے خبر افتادہ است

لغت : حیف: افسوس۔ آزادگی: آزاد فشی۔ دل دادگی: قربانی، عشق۔

ترجمہ : وہ سراسر آزادگی اور بے سراسر دل دادگی افسوس کہ غالب اپنے آپ سے بے خبر واقع ہوا ہے۔ یعنی غالب میں یہ دونوں باتیں ہیں اور یہ دونوں باتیں انسانی زندگی کے لئے ایک نعمت ہیں۔ جسے یہ میر ہوں وہ خوش بہت انسان ہے اور غالب کو اپنی اس خوش خلقی کی خبر نہیں جس پر وہ افسار افسوس کرتا ہے۔ یہ معلوم بھی ہے کہ عشق کرنے سے پہلے کیا آزادانہ زندگی بسر ہو رہی تھی لیکن عشق کے بعد وہ بات نہ رہی۔

غزل #4

در گردنہ داری دل رزم نگاہ کیست خونے کہ می دود بشرائین سپاہ کیست؟؟

لغت : رزم نگاہ: میدان جنگ۔ می دود: دوڑ رہا ہے۔ بشرائین: شرانوں میں، ہلڑکے، دہلی رگوں میں۔

ترجمہ : نگاہ و فریادی گردن دل کی داری کس میدان جنگ بنی ہوئی ہے۔ وہ خانہ جو شرانوں میں دوڑ رہا ہے، کس کی فرج ہے۔ عاشق کے دل میں محبت کے جذبات نے جو رنگہ کھڑا کر رکھا ہے اس کے نتیجے میں اس کے دل سے فریادیں اٹھ رہی ہیں جسے میدان جنگ کا نام دیا گیا ہے۔

حسن تو در حجاب ز شرم گنگاہ کیست؟ جا بر کمرشہ ننگ ز جوش نگاہ کیست؟

لغت : حجاب: پردہ۔ کمرشہ: آنکھ کا اشارہ، اشارہ۔

ترجمہ : تیرا حسن پردے میں ہے تو یہ کس کے گنگاہ کی شرم کے باعث ہے۔ اور یہ جو کمرشہ وازن جبکہ ننگ ہو گئی ہے تو یہ کس کی نگاہ کے جوش کا نتیجہ ہے۔ (یعنی محبوب بخود ادا نہیں دیکھا سکتا۔ جوش نگاہ کا مطلب ہے عاشق کا مشتاق کو زوردار اور اڑھان میں دیکھنا جو ایک طرح سے گستاخی ہے یا کہل ہے، چنانچہ عاشق کو اس کہل سے بچانے کے لئے اس نے حجاب اختیار کر لیا ہے جس کے نتیجے میں حسن کی کمرشہ ساریں گوا ختم ہو گئی ہیں۔

مست است و رخ کشادہ بہ گلزار می رود خوں در دل بہار ز ناخبر آہ کیست؟

لغت : رخ کشادہ: چہرہ کھلا رکھ کر بے حجاب ہو کر، غلبہ، اٹھار۔

ترجمہ : وہ عالم سستی میں اور چہرہ کھلا رکھے یا غلبہ اٹھا کر گلزار کی طرف جا رہا ہے۔ کس کی آہ کی ناخبر کے نتیجے میں بہار کامل خون ہو رہا ہے۔ یعنی اس کے بے غلبہ حسن نے، جس کی جلوہ نشانی اب نگہ اور میں ہو رہی ہے، بہار کے دل میں دھلک پیدا کر دیا ہے جس کے سبب وہ بدل اٹھن ہو گیا ہے۔ تو یہ کس کی آہ کی ناخبر کے سبب ہے ناخبر ہے عاشق کی آہ کی ناخبر مراد ہے۔

ما با تو آشنا و تو بیگانه ای زما آخر تو و خدا کہ بنائے گوہر کیست؟

لغت : تو خدا: تجھے خدا کی قسم۔

ترجمہ : یا ہم تو تم سے آشنا ہیں اور تو ہم سے بیگانہ ہے، آخر تجھے خدا کی قسم یہ تاکہ دیا کس کی گواہ ہے۔ یعنی دنیا و مافیہا کو ہماری قسم سے ہے

جدوا بھلی کا اور تیری ہم سے بہہ دفن کیا ہے تو جی کاظم ہے۔

مور نہاد میں ہم چچ و خم و شکن زلف تو روزگار بخت سیاہ کیست؟

نعت : برکتدار برداشت میں کرتے کر سکتے۔۔۔ روزگار بخت سیاہ غلٹی یاد نصیبی کا روزگار ہوا ہنری۔۔

ترجمہ : تیری زلفوں میں اس قدر چچ و خم اور شکن ہیں کہ بال مزید چچ و خم برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ تھا کہ تیری زلفیں کسی کی سیاہ غلٹی کا روزگار ہیں؟ اور سرے گفتگوں میں یہ سیاہ اور ہے مد چچ و خم والی زلفیں ایسی ہیں جیسے عافیتی کی سیاہ غلٹی کی تصویر ہوں۔ زلفوں کی سیاہی کے جواسے سے اپنی سیاہ غلٹی کا ذکر کیا ہے۔

زیستوں کے سر بر گل و ریحان و سنبل است طرف چمن نمونہ طرف کلاہ کیست؟

نعت : زری سلاہ اس طرح۔۔۔ سرسبز سراسر پستی کھڑت۔۔

ترجمہ : یہ چمن میں گل اکھب ۶ ریحان اور سنبل کی کھڑت ہے تو یہ کسی کے گوش کلاہ کا نمونہ ہے؟ مشرق کے کلاہ کی طرف اشارہ ہے جس میں گل کارگ ریحان (گلاب) کی سی خوشبو اور سنبل کے سے چچ و خم ہیں۔

دھک آیدم بدوشی دیدہ ہائے غلٹی دانستہ ام کہ اذ اثر گردو رلو کیست

نعت : دانستہ ام : میں نے جان لیا ہے۔۔

ترجمہ : مجھے لوگوں کی آنکھوں کی چمک اور بدوشی پر دھک آ رہا ہے۔ میں کچھ کیا ہوں کہ یہ چمک کسی کی گردواہ کا نتیجہ ہے۔ محبوب جس راستے سے گزرا ہے وہاں اس کے پٹے سے جو گرداؤں لوگوں کی آنکھوں میں پڑی، اس سے ان کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی اور یہ بات عاشق کے لیے دھک کا باعث بنی ہے۔

بامن بخواب ناز و من از دھک بد گلیں تا عرصہ خیال عدد جلوه گاہ کیست

نعت : بخواب ناز ناز کی نیند میں ہے ناز سے سویا ہوا ہے۔۔۔ عرصہ خیال عدد : دشمن کے خیال کا میدان یعنی رقیب کا تصور و خیال۔۔

ترجمہ : وہ میرے ساتھ ناز سے سویا ہوا ہے اور میں اس دھک کے باعث بد گلی ہوں کہ آخر دشمن یعنی رقیب کے تصور و خیال کا میدان کسی کی جلوه گاہ بنا ہوا ہے۔ عاشق کو محبوب کا وصل میرے لیکن دھک کے باعث وہ یہ برداشت نہیں کر سکا کہ محبوب کا خیال تک بھی رقیب کے ذہن میں آئے۔ دھک سے متعلق اور وہ میں ہیوں کس ہے۔

چھوڑا نہ دھک نے کہ تیرے گھر کا ہم لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کہ ہر کو میں

بتول صرت سوچتی ۔

مجھ سے پوچھنا نہ گیا ہم و نشان بھی ان کا جستجو کی کوئی تمسید اٹھائی نہ مہنی

بجلوہ بوقت فرخ تمیدن گنلاہ من دانستہ دشمنہ تیز نہ کردن گنلاہ کیست؟

نعت : تمیدن : ترچہ۔۔۔ دانستہ : جان بوجہ کر۔۔۔ دشمنہ : ہجر۔۔

ترجمہ : میرے گل کے موقع پر میرا حضور دور کر چکا ہے شہد میرا حضور ہے لیکن جانتے بوجھے ہجر کو حیرت نہ کرنا کسی کی خطا ہے؟ یعنی تیری خطا ہے۔

غالب حساب زندگی از سر گرفتہ است جانا بہ من جو کہ نعت عمر کلاہ کیست؟

لفت : از سر گرفتہ است: نئے سرے سے شروع ہوا ہے۔۔۔ جلا: اسے جانے اسے محبوب۔۔۔ عمر کا زمانہ گزرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب نے صلب زندگی کے سرے سے شروع کر دیا ہے۔ جان میں! مجھے یہ تو تھا کہ حیرانم کی عمر گزرتا ہے۔۔۔ مطلب یہ کہ کچھ عاشق ایسے ہیں جو غم پر اکیلا صدمت کے غم کو برداشت نہیں کر سکتے اور جلدی ان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے، جبکہ غالب ایک ایسا عاشق ہے جو سخت جان ہے اور ہر غم بدلنے پر گویا نئی زندگی گزارنا شروع کر دیتا ہے۔

غزل # 5

در تہم از خیال کہ دل جلوہ گاہ کیست ؟ داغم ز انتظار کہ چشمش بردہ کیست ؟

لفت : در تہم: میں بچا و تپ میں ہوں، متحرک ہوں۔۔۔ داغم: میں جل رہا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں اس تصور و خیال سے بچا و تپ میں ہوں یا متحرک ہوں کہ اس (محبوب) کا دل کسی کی جلوہ گاہ ہے یعنی کون اس کے دل میں نمایا ہوا ہے اور اس انتظار میں جل رہا ہوں کہ اس کی نگاہیں کسی کی راہ پر لگی ہوئی ہیں، یعنی وہ کس کے انتظار میں چشم بردہ ہے۔

از تار خیزی دل چشمش در آتشم کلین سنگ پر شرر ز جھوم نگاہ کیست

لفت : تار خیزی: تار و تار پارہ پڑے ہوئے۔۔۔ در آتشم: میں آگ میں ہوں، جل رہا ہوں۔۔۔ کلین: کلین: کہیں، کہیں۔۔۔

ترجمہ : میں اس کے سخت دل سے تار و تار پارے ہوئے سے آگ میں جل رہا ہوں (یعنی رنگ کی آگ میں) اور سوچ رہا ہوں کہ کس کی کثرت نگاہ سے اس (محبوب) کے ہر حصے دل سے یہ پتھر پڑاں اتر رہی ہیں۔ محبوب کسی اور پر عاشق ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں وہ ان کیفیات سے دوچار ہے۔ ساری غزل اسی موضوع پر ہے۔

چشمش پڑ آب از تہم سر پری و شے است من در گہاں کہ از اثر دود آہ کیست

لفت : تہم: گری۔۔۔ سر پری و شے: کسی پرانی ایسے صحنے کی محبت۔۔۔ دود: دھواں۔۔۔

ترجمہ : کسی پرانی دھن کی محبت کی گری سے اس کی آنکھیں پر آب ہیں۔ (آنسو آنکھوں سے چھک رہے ہیں) میں اس گل کا شکار ہوں کہ آخر کس کی آہوں کے دھوئیں کا یہ اثر ہے۔ ظاہر ہے یہ خود اس عاشق کی آہوں کا اثر ہو گا۔

خالم تو در شکایت عشق این چہ ماجراست ہارے من جو کہ دولت داو خواہ کیست

لفت : خالم تو: یعنی خالم تو خود ہے۔۔۔ اے: آخر، آخر کار، آخر۔۔۔ داو خواہ: افسانہ کا طالب۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب! خالم تو خود ہے، پھر عشق کی شکایت؟ یہ کیا بات ہوئی۔ خیر تو مجھے یہ بتا کہ تو کس کے عشق کے ہاتھوں (یعنی عشق میں پھنسنے والے غم و اہم کے باعث) اردو خواہ ہے؟

در خود گم است جلوہ برق عتاب تو این تیرگی بہ طالع مشت گیاہ کیست ؟

لفت : جلوہ برق عتاب: فضا اور غصے کی بجلی کی چمک۔۔۔ تیرگی: تاریکی، سیاہی۔۔۔ طالع: فضا، فضا۔۔۔

ترجمہ : میری برق عتاب کا جلوہ اپنے آپ میں گم ہے (یعنی تو نے جو کسی سے عشق اختیار کیا ہے اس کے نتیجے میں میرا سارا عتاب عتاب ہو گیا ہے) یہ تاریکی (یعنی عتاب کی چمک کے حوالے سے تاریکی) کہاں کس کے طعی ہر ٹھنوں کے حقدار امرا، سیاہی، غمی کے باعث ہے۔

خیرنگ عشق شوکت رعنائی تو برد در طالع تو گردش چشم سیاہ کیست ؟

نعت : نیرنگ: جسم، پہلو، دمائی: حسن، خوبصورتی۔ گردش چشم: آنکھوں کا گھومنا۔

ترجمہ : نیرنگ خلق نے تیری دمائی کی شکن و شوکت مجھیں لی ہے، اڑالی ہے، تیرے مقدس میں کسی کی سیلہ آنکھوں کی گردش ساگنی ہے۔
دمائی یعنی حسن کی ہلک کے حوالے سے چشم سیلہ کہا اور چشم سیلہ پرے حسن کی علامت ہے۔ گویا وہ اب خود عاشق ہو کر اپنے معشوق کی
چشم سیلہ کی گردش میں گھوبا ہوا ہے۔

گوید ز غم ز چوں تو خدا نانشناس، حیف بایچوں خودی کہ داور گیتی گواہ کیست؟

نعت : چوں تو خدا نانشناس: تجھ جیسے خدا سے غافل، خدا سے نہ ڈرنے والا۔ داور گیتی: خدا تعالیٰ۔ چوں خودی: اپنے جیسا۔

ترجمہ : افسوس کی بات ہے کہ اب تجھ جیسے خدا نانشناس بھی، عالم اکبر میں، اپنے جیسے سے یہ کہہ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کس کا گواہ ہے، یعنی
شاعر کا محبوب اب اپنے محبوب سے یہ کہہ رہا ہے کہ تو جو غم تجھ پر ڈھا رہا ہے، اس کا گواہ خدا ہے، وہی انصاف کرے گا۔

با ایں ہمہ شکست، درستی آوازے دوست رنگ رخت نمودن طرف کلاہ کیست؟

نعت : شکست: ٹوٹ پھوٹ، مڑا پڑے کے رنگ کا اڑنا۔ درستی: صحیح ہو، چرے کا دکھل ہونا۔ طرف کلاہ: کلاہ کا نیڑھا رکھا جس
سے ٹھن پیدا ہوتا ہے لیکن دل کٹی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ترجمہ : اس تمام ز شکست رنگ کے بلو جو تجھے چرے میں ایک دکھلی کی آواز ہو رہے۔ یہ تاکہ تجھے چرے کا رنگ کسی کی طرف کلاہ
کا نمودن ہے۔ غور قبول غالب!

ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا رنگ کھل جائے ہے جوں جوں کہ اڑ تبا جائے ہے

با تو بہ چہ، حرف بہ سخن، گناہ من با من بعشق، غلبہ بد عیون، گناہ کیست؟

نعت : چہ: نصیحت۔ حرف بہ سخن: عقلی سے بات کرنا۔

ترجمہ : میں مان لیتا ہوں کہ میں تجھے نصیحت کرتے وقت جو کبھی عقلی سے بات کر رہا ہوں تو یہ میری خطا ہے لیکن میرے ساتھ، عشق کے
معاظے میں، دعوے کے ساتھ غلبے کا اظہار کرنا یعنی اپنے عاشق ہونے کے سلسلے میں اس کی خطا ہے؟ آخر یہ ہے محبوب ہی کی خطا ہے!

غالب کنوں کہ قبلہ او کوئے دلبر است کے کی رسد بدیں کہ درش سجدہ گاہ کیست؟

نعت : کنوں: آنکھوں میں۔ کوئے دلبر: معشوق کا کوچہ۔ کے کی رسد: اب کیا ضرورت ہے، کیا پوچھنا۔

ترجمہ : غالب اب جب کہ معشوق کا کوچہ اس کا قلب میں چکا ہے یہ پوچھنے یا ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ اس کا پناہ و دان کسی کی سجدہ گاہ
ہے؟ اس سے مراد عاشق یا غالب ہے۔ یعنی جب وہ خود کسی کے عشق میں جلا ہوا چکا ہے تو اب اسے ہماری کیا پروا ہے۔

غزل #6

یاد از عدد نیارم ویں ہم ز دور بینی است کلندر دلم گزشتن با دوست ہم نشینی است

نعت : یاد نیارم: یاد نہیں کرتا، یاد نہیں کرتا۔ ویں: وہیں، اور یہ۔ ز: از یعنی کے باعث۔ کلندر: کلندر کہ اندر۔

ترجمہ : بھول جاتی، غالب یہ کہہ رہا ہے کہ میں جو رقیب کا خیال دل میں نہیں لانا تو یہ دور بینی کی بات ہے، کیونکہ میرے دل میں ہر وقت

دوست رہتا ہے۔ اگر رقیب کا خیال دل میں آئے گا تو گویا رقیب دوست کے ساتھ ہم ٹھیں ہو جائے گا۔ مراد یہ کہ جیسے ہی رقیب کے بارے میں سوچیں گا تو یوں لگے گا کہ وہ دوست کے پاس بیٹھا ہے اور جوں میں اذیت کا ظہر ہوں گا لہذا میں اس کا خیال ہی دل میں نہیں لاتا۔

در عالم خرابی از خیل منعمانم سلیم پرخت شوئی، برقم بخوشه چینی است

لغت : خیل : گروہ۔۔ منعمان : منعم کی جمع، امرا۔۔ سلیم : میں طمان ہوں، سلج ہوں۔۔ خوش چینی : خوش اڑت۔

ترجمہ : جہاں تک میری دنیا کی دیرانی و دلچسپی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں میں بڑے ریسوں میں شامل ہوں۔ میرا سلج تمام مل واسلج ہمارے ہاں ہوتا اور بجلی میرے غریب پر گر کر اسے جلاتے ہیں لگی رہتی ہے۔ دوسرے نظروں میں میں دنیا کا اختلاقی بدل حال انسان ہوں۔ میل سے مراد محبت کا سلج، اسی طرح بجلی یعنی برق محبت۔ یعنی یہ سب عشق و محبت ہی کا نتیجہ ہے۔

میرم دے ہرسم کز فرط بدگمانی دانکہ کہ جان سپردن از عافیت گزینی است

لغت : میرم : میں مرنا ہوں۔۔ ہرسم : ہر دم، ڈرنا ہوں۔۔ فرط : کثرت۔۔ سپردن : دے دینا۔۔ عافیت گزینی : آرام غمی۔

ترجمہ : میں مرنا ہوں یا میں مرنے کو ترجیح دوں لیکن ڈرنا ہوں کہ وہ بدگمانی کا شکار ہے، یعنی محبوب بیاد کون ہے انہیں یہ نہ کچھ لے کہ میرا یہ اتمام محل آرام و سکون کے حصول کے لیے ہے۔

در جلدہ دیر مستم آری زخمت جانی است در غمزد زود رنجی، آری ز نازنی است

لغت : دیر مستم : میں دیر سے مست ہو رہا ہوں۔۔ آری : ہاں۔۔ غمزد : ناز غم۔۔ زود رنجی : توجہ ناراض ہو جانا ہے۔

ترجمہ : میں بد شراب بنا کر دیر سے مست ہو رہا ہوں تو یہ میری ختم جانی کے باعث ہے اور تو جو ناروا دکھانے میں جلد ناراض ہو جانا یا گڑ جانا ہے تو یہ میرے ناز میں ہونے کے سبب ہے، یعنی دونوں صورتوں (غمزد اور زود رنجی) میں تیری اور انہیں دل سوہ لینے والی ہیں۔

من سوے او مستم، دانکہ زبے حیائی است او سوے من نہ، سیند دانم ز شرم کیستی است

لغت : سوے : اس کی طرف۔۔ شرم کیستی : احساس شرم۔

ترجمہ : میں جو اس کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ اسے میری بے حیائی سمجھتا ہے اور وہ جب میری طرف نہیں دیکھتا تو میں کچھ لیتا ہوں کہ یہ اس کے احساس شرم کے باعث ہے۔

ذوقے است در ادایت قاصدا تو و خدایت در حبیب من بیفشاد علدے کہ آستنی است

لغت : ذوقے است : ایک خاص لطف و کشش ہے۔۔ تو و خدایت : تو اور میرا خدا یعنی تجھے خدا کی قسم۔۔ بیفشاد : ڈال دے۔

آستنی است : ہو آستین میں ہے۔

ترجمہ : اے قاصد تیری اور میں ایک خاص لطف و کشش ہے، تجھے خدا کی قسم جو علد غیری آستین میں ہے وہ میرے دامن میں ڈال دے۔ یعنی قاصد، محبوب کی طرف سے پیغام لے کر آیا ہے۔ قاصد کے طور طریقوں سے پتا چلتا ہے کہ یہ پیغام بد حال خوش کن ہو گا۔ شاعر نے اسے علد یعنی محبت کا نام دیا ہے۔

زیر خونچکال نواہا دریاب ماجرا با ہنگامہ ام اسیری، اندیشہ ام حزینی است

لغت : خوں چکال : جن سے خون لگے۔۔ دریاب : پائے، کھلے۔۔ امیری : حالت تیر۔۔ حزینی : حالت حزن و ملال۔

ترجمہ : تو میری ان خوں چکال نواہا، فریادوں سے میری صورت حال کو کھلے، یعنی کھلے پر کیا کیفیت رہی ہے۔ میرا سدا ہنگام یا دلولہ

اسی ہے، جبکہ میرا سر اس وزن و ملل ہے۔

دردِ شکست دل را رام صدائِ نغم سازِ شکایت من تارِش ز موسے چینی است
 لغت : شکست دل کا ٹوٹنا۔ رام صدائے آواز کا مطیع یعنی آواز کا پیار۔ موسے چینی سی جھری جو پالے میں آجاتی ہے اور
 جس کے سبب پالے کو کھڑکانے پر بھی آواز پیدا نہیں ہوتی۔
 ترجمہ : میں نہیں چاہتا کہ میرے دل کے ٹوٹنے کی صدا پیدا ہو۔ میری شکایت کے ساز کا نام موسے چینی سے ہے۔ یعنی میں نہیں چاہتا کہ
 اپنے دل کے ٹوٹنے کا کوئی شکار ہو۔

نازم ہزود یابی، ناز و گروش و گردان چندان کہ ابر نیسل در گوہر آفرینی است
 لغت : ہزود یا بے جلدی چاہے پر۔ گروش و گردان : کلن اور گردن پر۔ ابر نیسل : موسم بہار میں برسنے والا پل جس سے بچے کے اندر
 موتی بنتے ہیں۔

ترجمہ : میں تو اس کے جلد تلے پر ناز کرتا ہوں اور اسے اپنے کانوں اور گردن پر بالکل اسی طرح ناز ہے جس طرح ابر نیسل موتی پیدا کرنے
 میں فکر کرے۔ کلن اور گردن میں جو زخ و راجہ (موتیوں کا پاد و پیدا نال) رکھے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے۔

سوزم دے کہ یارم یاد آورد کہ غلب در خاطرش گذشتن یا غیر ہم نشینی است
 لغت : سوزم : میں جتا ہوں۔ دے کہ : اس وقت جب۔ در خاطرش گذشتن : اس کے دل میں آنا۔

ترجمہ : اے غالب! جب میرا دوست مجھے یاد کرتا ہے تو میں جل اٹھتا ہوں، کیونکہ اسے میرا یاد آتا رہتا ہے جیسے میں رقیب کے ساتھ بیٹھا
 ہوں۔ یعنی محبوب کے دل میں تو ہر وقت رقیب ہی کا خیال رہتا ہے، اس لیے جب وہ عاشق کا خیال دل میں لانے کا تو یہ گمراہ عاشق کی رقیب
 کے ساتھ ہم نشینی ہوگی جو عاشق کے لیے دکھ کا باعث ہے۔

غزل 7۴

لب شیریں تو جانِ شک است دین کہ گنتم پہ زبانی شک است
 ترجمہ : تیرے شیریں اور دیکھنے والے شک کی جان ہیں اور یہ وہ ہیں جنہیں نے کہا ہے تو یہ شک کی زبان سے ہے۔ شیریں کے مقابلے میں شک
 کا ذکر صنعت تضاد ہے۔ مطلب یہ کہ تیرے ہونٹوں میں شیریں اور شک کی چاشنی ہے۔ اور خود شک اس کی اس قدر چاشنی کو جان شک کہ
 رہا ہے۔

دردِ نالو شک از رشکِ بہت بہت شورے کہ فغانِ شک است
 لغت : نالو : فطرت، طبیعت۔ شور : شور کے علاوہ شک کے بھی معنی ہیں۔
 ترجمہ : تیرے ہونٹوں کے رشک کے سبب شک کی فطرت میں ایک شور مچا ہے جو فغانِ شک ہے۔ یعنی شک میں وہ شک ہیں یا واقعہ آیا
 ہے جو تیرے ہونٹوں پر اس کے رشک کا نتیجہ ہے۔

اے شہدِ لطفِ غلبت ہمہ ناز ناز در عمد تو کانِ شک است
 ترجمہ : اے محبوب! تجرا لطف و کرم اور تجرا محبت سرا سر ہوا ہے، چنانچہ ناز تیرے دور میں کانِ شک بن گیا ہے۔ جس طرح شک کی کان

سے شک ختم نہیں ہو تاہی طرح محبوب کے بازو اور صورت میں، خواہ وہ لطف کی صورت میں ہوں اور خواہ محراب کی صورت میں، ہر قرار رہتے ہیں۔

ناز سراپا دیگر ز تو یافت شک خوان تو خوان شک است

لغت : سراپا دیگر : در سراپا، مردانہ شکل و شوکت۔

ترجمہ : بازو کو تیری وجہ سے ایک نئی شان و شوکت میری کئی ہے بلکہ دیگر تیرے خوان میں ہر شک ہے وہ خود خوان شک کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ خلی شک کی اور بات ہے لیکن خوان شک شان میں اس سے بڑھ کر ہے۔ شک خوان سے مراد ہے ناز۔

شوربا صرف فغانم کردند شک از حسرتان شک است

لغت : صرف فغانم : میری فغان میں ڈالنے کے ہیں۔ حسرتان : حسرت کی جمع حسرت کے بارے ہوئے، اہل حسرت۔

ترجمہ : میری آہ و فغان میں ادا شور و مراد شک ڈالا گیا ہے لیکن قدرت کی طرف سے ڈالا گیا ہے، کہ خود شک بھی شک کے حسرتوں میں سے ہے، یعنی شک میں بھی یہ حسرت ہے کہ وہ ایک شک بنتے۔

زخم ما چنبہ مرہم دارد زیں سفیدی کہ نشانی شک است

لغت : چنبہ : روئی مراد، پھیلا یا چھایا جس پر مرہم لگا کر زخم پر چمکاتے ہیں۔

ترجمہ : ہمارے زخم پر مرہم کی روئی ہے اس کی وجہ وہ سفیدی ہے ہر شک کا بھی نشان ہے۔ روئی سفید ہوتی ہے اور شک بھی سفید ہوتا ہے، اس حوالے سے یہ بات کی۔ مطلب یہ کہ ہمارے زخم پر شک چمکے سے بظاہر داری تکلیف تو بڑھتی ہے لیکن زخم بہت کماتے سے اس تکلیف کا احساس نہیں ہوتا بلکہ یہ سکون و راحت کا باعث ہے۔

گر شک سود کئی زخم دلم شود زخم است و زیان شک است

لغت : شک سود کی : تو شک چمکے۔ سود : فائدہ۔ زیان : نقصان۔

ترجمہ : اگر تو میرے دل کے زخم پر شک چمکے تو یہ زخم کا فائدہ ہو گا جبکہ خود شک کے لئے نقصان کا باعث ہو گا۔ زخم کا فائدہ یوں کہ عاشق کے لئے یہ باعث راحت ہے (وہی بات جو اس سے پہلے شعر میں کی گئی ہے) جبکہ شک کا نقصان اس صورت میں کہ وہ بار بار زخم پر چمکے اور فائدہ نہ دے اس میں کمی آجائے گی۔

گفتی الماس فشاندم تو دحق نازش من پہ گلن شک است

لغت : الماس : ہیرا۔ فشاندم : میں نے نکھیرا ہے۔ تو دحق : تجھے حق یا خدا کی قسم یا تو نے سچ کہہ۔

ترجمہ : تو نے کہا ہے کہ میں نے تجھے پہ الماس نکھیرا ہے۔ تو نے سچ کہا یا کھو گا لیکن میں تو شک کے گلن میں باز کر رہا ہوں۔ الماس کا کوئی زخم زخم میں پڑے تو وہ زخم کو چرے پھانسا جاتا ہے۔ لیکن میں یہ کھ کر فخر کر رہا ہوں کہ تو نے میرے زخم پر شک چمکایا ہے۔

نقل من، مایہ من بس غالب خود شک گوہر کلن شک است

ترجمہ : اے غالب! میری زبان یعنی میری قوت بیان ہی میرا بس کہہ ہے، یہی میرا سارا سرمایہ ہے گویا خود شک ہی کلن شک کا گہر ہے۔

یعنی شاعر اپنے ہی فن کو سراہتا ہے۔

غزل #8

چہ فتنہ با کہ در اندازہ ممکن تو نیست قیامت است، دل دیر مہربان تو نیست

لغت : دل دیر مہربان: ایسا دل ہو گی پر ایک صفت کے بعد مہربان ہو۔۔۔ چہ: یعنی کون کون سے دیکھے کیسے۔۔۔

ترجمہ : کیسے کیسے فتنے ہیں جو تیرے ممکن کے اندازے میں نہیں ہیں، یعنی تیرے تصور میں صفت سے فتنے جاگزیں ہیں، اور تیرا دیر مہربان دل، دل نہیں، ایک قیامت ہے۔ عاشق پر محبوب طرح طرح کے فتنے ڈھاتا ہے لیکن کبھی ایسا سوچ بھی آجاتا ہے کہ وہ اس (عاشق) کی طرف توجہ کرے، تاہم اس عرصے میں عاشق پر گویا قیامت گزر جاتی ہے۔

فریب آشتی نہ و این ظفر مبارک باد دل ستم زدہ در بندہ امتحان تو نیست

لغت : آشتی: صلح۔۔۔ ظفر: رخ کا سیلاب۔۔۔ بندہ امتحان: آزمائش کی قید۔۔۔

ترجمہ : صلح کا فریب دے اور یہ کامیابی تجھے مبارک ہو، میرا ستم زدہ دل اب تیری آزمائش کی قید میں نہیں ہے۔ یعنی اس آزمائش سے آزاد ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب اپنے ظلم و ستم سے عاشق کی وقار داری کی آزمائش کر آ رہا ہے۔ اب وہ صلح کی طرف آ رہا ہے تو یہ اس کا فریب ہے جسے عاشق کامیاب قرار دیتا ہے۔ عاشق کامل باہمی کا شکار ہے۔ چنانچہ وہ اسے کہتا ہے کہ تم اس میں کامیاب ہو، لہذا اب کوئی یا فریب سوچ بظاہر ہے، وہ محبت ہی کا فریب ہو سکتا ہے۔

مگر ز پارو ستم کہ ریزوت دم تیغ بکشت، حشر من زبان تو نیست

لغت : پارہ ستم: میں چمکا کر کھڑا ہوں۔۔۔ ریزوت دم تیغ: تیری گمراہی و حمار غراب کر دے گا۔ بکشت: مار ڈال، قتل۔۔۔ حشر من: ستم ڈور۔۔۔

ترجمہ : میں شاید چمکا کر کوئی ٹکڑا ہوں جو میری گمراہی و حمار غراب کر دے گا۔ تو بالکل نہ ڈار اور مجھے قتل کر دے کیونکہ میرے قاتل کے میں تیرا نقصان نہیں ہے۔ عاشق کے لیے محبوب کے ہاتھوں قتل ہو گا اس کی خوش بختی ہے۔

دلہ بہ عہدِ وفاے فریفت نامہ سپار خوش است وعدہ تو گرچہ از زبان تو نیست

لغت : فریفت: فریفت کیا، میرا دل لہا۔۔۔ نامہ سپار: خط جس کے سپرد کیا جائے، نامہ بر۔۔۔

ترجمہ : میرے نامہ بر نے میری طرف سے وفا کے عہد کی فریفت کر میرے دل کو اس پر فریفت کر دیا۔ تیرا یہ وعدہ اچھا ہے، اگرچہ تیری زبان سے نہیں ہے۔ عاشق کو اعتماد نہیں ہے لیکن یہ بات اگرچہ نامہ بر نے سنائی ہے، ہر بھی عاشق کے لیے بات سرت ہے۔

فلکے رنگ تو از عشق، خوش تماشا ایست بہارِ دہر بہ رنجی خزان تو نیست

لغت : فلکے رنگ: انا ہوا رنگ۔ خوش تماشا ایست: ایک اچھا نظارہ ہے۔۔۔ دہر: زمانہ، دنیا۔۔۔

ترجمہ : عشق کے باعث میرے چہرے کا انا ہوا رنگ بھی ایک دلچسپ نظارہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ دنیا کا موسم بہار میرے خزان کی رنجی کا مقابلہ نہیں کر سکتا، محبوب کسی کو دل دے بیٹھا ہے، جس کی وجہ سے اس کا رنگ انا اڑا سارہتا ہے، جسے خزان کھلی گیا ہے۔ عاشق کے لیے اس خزان میں بھی ایک رنجی ہے، لہذا رنجی جو عام موسم بہار میں بھی نہیں۔

شباہے است مر آں را کہ بر نیامدہ است و گرنہ موسے بہ ہار کی میان تو نیست

تحت : شباہے است: ایک مشابہت ہے، شکل و صورت میں ایک جیسے ہیں۔۔۔ بر نیامدہ است: آگاہ نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے یعنی تیری کروٹوں اس (اے) اور اگلی اکھٹے ہے ایک مٹھتے ہے لیکن ہر بھی ہل تیری کر جتنا چٹا یا باریک نہیں ہے۔ محبوب کی پہلی کردہ کٹھی کا مٹھ ہے۔ اس کے اس پہنے ہیں کو شعوائے غلبہ سمیت، ظہور کی صورت میں یعنی بے حد مہاجے کے ساتھ بیان کیا ہے بغل شاعر!

ختم ختم ہیں تیرے بھی کر ہے کہیں ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے؟
زخاں مریخ و در اہدو زختم، چھیں مقلن خوش است رسم وفا کرچہ در زمانہ تو نیست

لغت : حق: پہلی بات۔۔۔ مریخ: ناراض نہ ہو۔۔۔ چھیں مقلن: اہدو پر حق نہ ڈال۔۔۔

ترجمہ : تو پہلی بات سے ناراض نہ ہو اور مجھے کے عالم میں اپنی اہدو پر حق نہ ڈال (جو مجھے کی طاعت ہے)۔ رسم وفا کیا ابھی رسم ہے، وہ الگ بات کہ تیرے دور میں یہ رسم نہیں ہے۔ یعنی تو یہ دیکھتا ہے۔

غلب و سر قزاقیان، حوصلہ اندہ بہ بیچ عہدہ اندیشہ رازدان تو نیست

لغت : قزاقیان: قزاقوں کی جمع منظرہ کرنے والے۔ عہدہ: لڑائی بخنہ ہنگام۔۔۔

ترجمہ : تیرا خیال غلب اور تیری محبت دراصل ہمارے باعاشق کے حوصلے کے نشانی ہیں اور نہ تیرے کسی بھی ہنگامے یا عہدہ میں ہماری سوچ تیری طبیعت کا راز نہیں دے سکتی۔

رواں فدا کے تو کام کہ بدو ای نامح زبہ لطافت ذوق کہ در بیان تو نیست

لغت : رواں: درجہ جان۔۔۔ کام کہ بدو ای: تو نے کس کام لیا ہے۔۔۔ لطافت ذوق: ذوق کی مرگ۔۔۔ زبہ: کیا کہنے۔۔۔

ترجمہ : اے نامح! میری درجہ تھو پر فدا ہو تو نے کس کام لے لیا ہے۔ کیا کہنے ہیں اس لطافت ذوق کے جو افسوس کا تجربے بیان میں نہیں ہے۔ نصیحت کرنے والا عاشق کو اس کے معشوق کے حوصلے سے، عشق سے باز رہنے کی نصیحت کر رہا ہے۔ عاشق اس کے جذبے اپنے محبوب کا کام سن کر ہی ہلکا کر رہا ہے۔ نامح کا انداز کرتے ہے جسے ذوق لطافت سے غلط کیا گیا ہے۔

بقول سومین!

نہ مانوں گا نصیحت، پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا کہ ہر ہر بات میں نامح تہرا نام لیتا تھا

ہماری کا ایک شاعر کہتا ہے۔

مقصود عاشقین نام تو بود است گاہے ز نامح اور ختمے گوش کہو ام

اگر میں نے بھی نامح کی بات سنی ہے تو ہمارا مقصد صرف تیرا نام سننا تھا۔

دل از خوشی طعت اسیدار چرست چہ گفت ای بہ زبانی کہ در دہان تو نیست

لغت : طعت: تیرے ہونے، تیرے آپ صحتی۔۔۔

ترجمہ : میرا دل تیرے ہونے کی خاطر ہی ہے کیوں اس قدر فوج رکھے ہوئے ہے۔ تو نے انکی زبان سے جو تیرے جذبے میں ہے کیا کہہ دیا ہے۔ محبوب نے تو خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور عاشق اس کی اس خواہش بھی ہلکا کر رہا ہے۔

گمان زبست بود بر دست زبہ دردی بدست مرگ ولے بدتر از گمان تو نیست

لغت : زبست: زنجیر۔۔۔ بر دست: تیرا ہاتھ پر۔۔۔

ترجمہ : تو جو مجھ پر زنجیر دے گا گمان کر رہا ہے تو تیرا یہ گمان تیری بے دردی کی وجہ سے ہے۔ یہ گجے کہے کہ موت ہی جتنے بھی تیرے

اس گلن سے بدتر نہیں ہے۔ محبوب کے ظلم و ستم کی طرف اشارہ ہے جس نے اسے موت کی طرف دھکیل دیا ہے لیکن محبوب اب بھی عاشق کو زندہ رکھ رہا ہے۔ اس کے اس طرز عمل کو اس کی بے دردی قرار دی ہے۔

عیار آتش سوزاں گرفتہ ام صد بار بہ سینہ تپتی دلخِ غم نہاں تو نیست

نعت : عیار گرفتہ ام: میر نے جانچا ہے۔ آتش سوزاں: جلا رہنے والی آگ۔ سینہ تپتی: جھکنے کی گری۔

ترجمہ : میں نے جلا دینے والی آگ کو سو مرتبہ یعنی کسی مرتبہ جانچا اور آندھا ہے۔ وہ تیری محبت کے پوشیدہ ظلم کے دلخِ غم کی سینہ تپتی اسجے یا دل میں حرارت دگ رہی پیدا کرنے کا عمل کے برابر نہیں ہے۔

تھافل تو دلیل تجھلاں افتاد است تو و خداے تو غالب زبند گلن تو نیست؟

نعت : تھافل: جان جو کہ غفلت سے کام لیتا۔ تجھلاں: جاننے کو سمجھنے بے خبری کا اظہار کرنے۔

ترجمہ : تمہارا تھافل تمہارے تجھلاں کی دلیل غفلت ہوا ہے۔ تجھے خدا کی قسم! یہ بتا دیا غالب تمہارے عقلموں میں سے نہیں ہے۔ وہ سرے سرے کا انداز سولہ ہے۔ مطلب یہ کہ معشوق کو ظلم ہے کہ غالب اس پر خدا ہے اور میں اس کا ظلم ہے لیکن وہ تجھلاں عارفانہ سے کام لے رہا ہے۔

غزل #9

اے کہ گفتی غمِ درون سینہ جاں فرسات بہت خاشم اما اگر دلی کہ حق بااست بہت

نعت : جان فرسا: جان کو اکت پہلانے والا۔ خاشم: غم خاصوش ہیں۔ حق بااست: ہم سچے ہیں ہم حق بجانب ہیں۔

ترجمہ : اے محبوب! تو نے یہ جو کہا ہے کہ سچے یا دل میں موجود غم جان فرسا ہو جائے تو ایسا ہی ہے۔ ہم خاصوش ہیں لیکن اگر تو یہ جان لے کہ ہم سچے ہیں یا حق بجانب ہیں تو سہلہ واقعی ایسا ہی ہے۔ یعنی عاشق محبوب کے غم کے سبب جان فرسا بنی کا اشارہ ہے لیکن اس کا اظہار نہیں کرتا اور اندر ہی اندر بھرا رہتا ہے۔

این سخن حق بودو گاہے بر زبان ماند رفت چوں تو خود گفتی کہ خوباں در اول از خارا است بہت

نعت : حق: سچ۔ غارہ: ایک مدت ختم کا ہجر۔

ترجمہ : یہ بات حق تو نے اب خود کی کہ حسینوں کا دل ختم ہجر کا ہو جائے تو واقعی یہ سچ تھا اور یہ ایک حقیقت ہے لیکن ہم نے بھی اپنی زبان سے اس کا اظہار نہیں کیا۔

دیدہ نالِ خون شدن کز غم رولت می کنی گر جویم کایں غنچیں موج کن دریا است بہت

نعت : رولت می کنی: تویان کر دیا کہ رہا ہے۔ غنچیں موج: پہلی لہر۔

ترجمہ : تو یہ یہ کہہ رہا ہے کہ ظلم محبت میں عاشق کو آنکھوں سے دل تک سب خون ہو جاتا ہے تو اگر میں یہ کہوں کہ یہ اس سمندر یعنی ظلم محبت کی پہلی لہر ہے تو یہ سچ ہے۔ یعنی آنکھوں سے خون کا بہنا اور دل کا ٹپنا ہو جانا تو آغاز عشق کی بات ہے۔ بقتل شمارا

ابتدائے عشق ہے رونا ہے کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

دیدنی آخر کا انتقام خشتگان چوں می کشد آنکہ می گنشم با کامروز را فرواست، هست
لغت : کاغذ : کہ انتقام۔ عظمیٰ : خد کی حق یعنی دلی، مریوز دلی دل عشق۔ کامروز : کہ امروز۔

ترجمہ : تو نے آجروں کے لیے کہ دلی دل عاشقوں کا انتقام کس طرح لیا جاتا ہے یہ ہم کہہ سکتے تھے کہ آج کے بعد کل کی آمد ہوگی تو یہ بج
ہے یا ایسا ہی ہے۔ مطلب یہ کہ ان عظمیٰ پر جو بیت رسی یعنی ان پر محبوب جو غم و حتم و حار رہا ہے وہ آخر ایک دن رنگ لانے لگے۔

ہم وفا ہم خواہش ما پہنچ پرشش عیب نیست آنکہ می گفتمی کہ خواہش در وفا چاہست، هست
لغت : پہنچ پرشش : کوئی پوچھ گچھ کہ احوال پر سی کرنا۔

ترجمہ : عاشقوں کے ملے ملے ہم کرد و کار کرتے اور خودی اس وفا کی خواہش رکھتے ہیں، سو اگر تو ہماری کوئی احوال پر سی نہیں کرتا تو یہ کوئی
بری بات نہیں اور تو نے یہ جہ کہ کہہ دلائیں خواہش یا اظہار خواہش بے جا ہے تو واقعی ایسا ہی ہے۔

یارے از خود گو کہ چونی در زمین پر سی پیرس بخت نما ساز است آوے یار بے پرواست، هست
لغت : چونی : تو کیا ہے، تیرا کیا حال ہے۔ در : اور اگر۔ نما ساز : موافق۔ آوے : ہاں۔

ترجمہ : خیر تو اپنے پارے میں تاک کر تیرا کیا حال ہے، اور اگر تو میری احوال پر سی کرنے کا خواہش ہے تو پوچھ لے، میری اس پرشش کا یہ جواب
ہو گیا ہے کہ اپنا بخت موافق ہے اور یار ہماری طرف سے بے پروا ہے، اور معاملہ ایسا ہی ہے۔

خوئے یارت را تو دانی ورنہ از حسن و جمال زلف خبر بروت لوار و عارض زیباست، هست
لغت : خوئے یارت : میرے یار کی خلعت۔ خبر : خبر بھی خوشبو دلی۔ عارض زیبا : حسین گل، چہرہ۔

ترجمہ : اپنے دوست کی خلعت و نفرت کے پارے میں تو خودی جانتا ہے (یعنی وہ کیا ہے) ورنہ جہل تک حسن و جمال کی بات ہے تو
واقعی اس کی زلفیں خبر کی خوشبو دلی اور اس کے گل حسین ہیں اس کا چہرہ خوبصورت ہے۔

صبر و انگاہ از تو، پندارم نہ آدینست و اینکه می گوئی لقا ہر گرم استغناست، هست
لغت : انگاہ : اور پھر اور وہ بھی۔ گرم استغنا : بہت بے نیاز۔ پندارم : میں سمجھتا ہوں۔

ترجمہ : صبر و اور وہ بھی تجھ سے، یعنی جس طرح تو اظہار میر کر رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسان کے اس کی بات نہیں ہے، اور یہ جو تو کہ
رہا ہے کہ محبوب بظاہر بڑی بے نیازی کا مظاہرہ کر رہا ہے تو واقعی یہ سچ ہے مطلب یہ کہ بے نیازی دے تو ابھی محبوب کی نفرت میں شامل
ہے۔

پانچیں عشقے کہ طوفان بلا می خوانیش چون بہ بنی کل شکوہ دلبری برداست، هست
لغت : طوفان بلا : مصیبتوں کا طوفان۔ می خوانیش : می خوانی، ایش، تو اسے کہتا ہے۔ برداست : اپنی جگہ پر ہے، برقرار یا قائم ہے۔

شکوہ دلبری : مشکوٰۃ شام۔
ترجمہ : ایسے عشق کے ہوتے ہوئے جسے تو مصیبتوں کا طوفان کہتا ہے، جب تو یہ دیکھے گا کہ حسن کی وہ مشکوٰۃ شام اپنی جگہ قائم رہے تو قرار
ہے تو۔ طوفان بلا بھی افسانہ ہی رہے گا، یعنی یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

وہ گزارت در اول و جل ہم چنل فرش است ہاں جلوہ گاہت راز جل با زل اہل غوغاست، هست
لغت : راز گزارت : میری گزرت گاہ۔ فرش است : بچھا ہوا ہے۔ ہم چنل : اسی طرح۔ جل با زل : جلن پر کھیلنے والے، عظمیٰ۔

ہاں دیکھو۔

ترجمہ : تجربے راستے میں تجربے متعلق کے دل وہاں اسی طرح یعنی حسب معمول لپٹے ہوئے ہیں اور تجربی جلوہ نگاہ میں من جاں بازوں کا وہی خود رونما جاری ہے جو پہلے بھی تھا۔

نظم : دینر شورش انگیزے کی یلید بخواد اے کی پیڑ سی کہ غالب در سخن یککاست هست
لغت : شورش انگیزے : جو ہنگامہ برپا کر دے۔ بخواد : بلکہ۔ یلید : بے تعلیم۔ کی پیڑ سی : تو بچہ رہا ہے۔
ترجمہ : تو بچہ یہ پوچھ رہا ہے کہ کیا غالب شعر و شاعری میں بے مثل ہے تو وہ واقعی ہے، ہاں اگر تجھے شورش انگیز نظم و نثر کی خواہش ملے ضرورت ہے تو تو اس سے طلب کر۔ یعنی جب تو اس کی نظم و نثر سے گاتو تو بچے کا تو تجربے کا واقعی بے مثل ہے۔

غزل # 10

سینہ بکسوریم و شلتے دید کا سنجھا آتش است بعد ازیں گویند آتش را کہ گویا آتش است
لغت : بکسوریم : ہم نے کھولا۔ شلتے دید : تو کوں نے دیکھا۔ گویا آتش است : جیسے آگ ہو، یعنی جگ چمکی آگ نہ ہو۔

ترجمہ : جب ہم نے اپنا سینہ کھولا تو تو کوں نے دیکھا کہ اس میں تو آگ بھری ہے اور جب اس کے بعد انہوں نے آگ پر نظر ڈالی تو کہا کہ یہ جیسے آگ ہو۔ یعنی جلتے کے نتیجے میں ماضی کے سینے یا دل میں جو تپش و حرارت ہے آگ کی حرارت و گرمی اس کے آگے بڑھ چکی ہے۔

انتظار جلوہ ساقی کہ ہم ی کند سے بہ ساغر آب حیوان و بہ مینا آتش است
لغت : کہ ہم ی کند : گھٹے، صوفیوں کا چادر ہے۔ آب حیوان : آب حیات۔

ترجمہ : ساقی کے جلوہ کا انتظار گھٹے بری طرح جلا رہا ہے۔ شراب پیالے میں ہو تو وہ گویا آب حیات ہے اور صوفائی میں ہو تو آگ ہے۔ ساقی آکر شراب پلانے کا چاہو اس کی آمد کے انتظار میں سے غار جیسے آگ میں جل رہا ہو۔ ویسے بھی عربی صوفیہ اہل کے مطابق "الانتظار عند امن السموت" انتظار موت سے بھی شدید تر ہے۔ سو جب ساقی پیالے میں شراب ڈال کر دے گا تو یہ بخوار کے لیٹے آب حیات ہو گا ورنہ صوفائی میں چڑی ہوئی شراب پیکار ہے جسے آگ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اسے اس حالت میں دیکھ کر سے غار کا دل جلتا ہے۔

گریہ است در عشق از تاثیر دور آہ ماست افک در چشم تو آب و در دل ما آتش است
لغت : گریہ است : گریہ، تھراؤ، دکھ، صوفی گریہ و زاری۔ دور آہ : دوری، آہوں کا دھواں۔

ترجمہ : تو جو عشق کی بنا پر گریہ و زاری کر رہا ہے تو یہ دراصل ہماری آہوں کے دھواں کی تاثیر ہے۔ تیری آنکھوں میں آنسو تو پانی کی صورت میں ہیں لیکن صاف دل میں وہ آگ ہیں۔ محبوب کسی کے عشق میں جلا ہو گیا اور اب گریہ و زاری کر رہا ہے جسے ماضی اپنی آہوں کا نتیجہ قرار دے رہا ہے۔ دھواں آنکھوں کو لگے تو آنکھوں سے پانی نکلے گا۔ گویا عمل صنعت ایہام سے کام لیا گیا ہے۔

اے کہ می گوئی جتنی گاہ نازش دور نیست صبر شتے از خس و ذوق تماشا آتش است
لغت : جتنی گاہ نازش : اس کے ناز و دہائی جلوہ نگاہ۔ شتے از خس : شتے از خس : نکلنے کی ایک نظم۔

ترجمہ : تو جو یہ کہہ رہا ہے کہ اس (محبوب) کے نازی جلوہ نگاہ دور نہیں ہے تو یہ ٹھیک ہی ہو گا لیکن بات یہ ہے کہ صبر تو نکلنے کی ایک نظم ہے جبکہ ذوق نگاہ آگ ہے۔ نکلنے کو آگ جلد لگ جاتی اور ارضیں غم کو کرتی ہے۔ مراد یہ کہ دوست کے جلوے کے ٹھکانے کا ذوق صبر کا

بے تکلف در بلا ہوتا بہ از نیم جلاست قعر دریا سلسیل و روے دریا آتش است

لغت : در بلا ہوتا: مصیبت میں گرفتار ہونا ہو جانا۔ ہم خوف۔ بے تکلف: کسی ڈار خوف کے بغیر۔

ترجمہ : مصیبت میں کسی ڈار خوف کے بغیر کو رہنا مصیبت کے خوف سے کہیں بچتا ہے، کیونکہ سمندر کی گہرائی تو سلسیل اور اس کی پہاڑی کی سطح آگ ہے۔ اسی قہر کے مطلق میں مٹی کے شعلہ کی ہلت ہوتی ہے۔ یہاں مٹی کا وہ سراسیمہ ذرا بدل ہوا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سمندر کی لہروں کو دیکھ کر خوف آتا ہے لیکن جب آری اس میں چھلانگ لگاوے تو یہ خوف جاتا رہتا ہے۔ گویا مصیبت کا خوف خود مصیبت سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہے۔

پردہ از رخ برگرفت و بے محابا سو ختم بادہ بلاست آتش او را و مارا آتش است

لغت : برگرفت: اٹھایا۔ بے محابا: بے خوف و شرم ہے و حرکت۔

ترجمہ : اس نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا اور ہم بے حرکت اٹھ گئے۔ شراب اس کی آگ کے لئے ہوا کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ ہمارے لئے آگ ہے۔ اس کی آگ سے مروجہ محبوب کا شوق و عمل ہے جو محبوب کے شراب پینے سے اور بھی چمک اٹھتا ہے یا شعلے کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جس میں عشق اٹھ جاتا ہے۔

ہم بدین نسبت ز شوقی در دلت جا کردہ ایم فاش کو نیم از تو سنگ است آنچہ از ما آتش است

لغت : بدین نسبت: اس حقیقت سے۔ فاش کو نیم: ہم کھل کر کہتے ہیں۔

ترجمہ : ہمارے اور ہمارے درمیان ایک تعلق ہے اور اسی بنا پر ہم نے شوقی سے حیرے دل میں جگہ کر لی ہے، حیرے دل میں دماغ میں کئے ہیں، ہم صاف صاف اور کھل کر کہہ دیں کہ جو ہمک ہمارے لئے آگ ہے وہ حیرے لئے پھر ہے۔ محبوب گندل ہے، اس لئے ہماری ہلت کی۔ حیرے آگ تعلق ہے اور عاشق آتش محبت میں جلتا ہے، گویا اس حوالے سے چہرہ آگ میں ایک ہاں نسبت ہے۔

گریہ اسے دارم کہ تا تحت اثرنی آب است و بس نالہ اے دارم کہ تا لوج شریا آتش است

لغت : تحت اثرنی: پائلی، زمین کاسب سے نیچے حصہ۔ لوج: بلندی۔ شریا: وہ سات حیرے جو ہم محفل ہیں۔

ترجمہ : میری گریہ و زاری کہ اس وجہ کی ہے کہ اس کی وجہ سے تحت اثرنی تک میں پہنچی ہو جاتی ہے اور میرا دل و قیاس اس اہواز کا ہے کہ اس کے باعث شریا کی بلندی تک پہنچی ہو گویا آگ کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے اپنی کثرت گریہ اور کثرت جلتا جس میں جلی تپش ہے، کی ہلت کی ہے۔

پاک خور امروز و زنمار از پے فردا منہ در شریعت بادہ امروز آب و فردا آتش است

لغت : پاک خور: مروجہ خلافت ساری لہی جلد۔ منہ: مت رکھ۔ زنمار: خیر اور برکت۔

ترجمہ : آج ساری شراب لہی جا اور دیکھ کل کے لئے بھاگے نہ رکھا، کیونکہ شریعت کے مطابق شراب آج یعنی دنیا میں تو پانی ہے اور کل یعنی قیامت کے روز یہ آگ ہوگی۔ بے خوار قیامت کے دن دن میں دیکھنے جائیں گے اس لحاظ سے شراب دہلوان کے لئے آگ ہوگی جبکہ یہاں دنیا میں وہ محفل ایک چیز یعنی پانی ہے۔

راز بدخواں منتقم بر تنگدیش ازیں پردہ دار سوز و ساز ہست ہرجا آتش است

لغت : بدخواں: بد خلقی جو بد طبیعت لوگ۔ منتقم: چھاپا۔ بر تنگدیش: برداشت نہیں کرتا تب نہیں۔

ترجمہ : بدخو لوگوں یعنی مشوقوں کے عہد چھانے کی اس سے زیادہ قوت برداشت نہیں ہے۔ جہاں کہیں بھی آگ ہے وہاں سے سوز و ساز کی بدور دور ہے۔ مطلب یہ کہ ان کی طبیعت کی گہرائی گہرائی آگ ہے جسے ہر کوئی برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتا، بلکہ ایک عاشق اسے جیسے جیسے اور خاموشی سے برداشت کرتا اور اس کلیتہاً بار بار کو دل میں چھانے رکھتا ہے۔ یہ حالت بادور سے انھوں میں یہ آگ عاشق کے دل میں محبت کے سوز و ساز کی حالت بن گئی ہے۔

گشتہ ام غالب طرف با شرب عتی کہ گفت "روے دریا سلسیل و قعر دریا آتش است"

نکتہ : طرف گشتہ: مشعل ہوئے۔ شرب: مذہب عقیدہ، (طریقی معنی پانی کا گھٹا یا جگہ)۔ سلسیل: ایک جھتی چتر۔ قعر: گہرائی۔

ترجمہ : اے غالب! عقیدے کے لحاظ سے میری سوچ مٹی کے برعکس ہے، جس نے یہ کہا ہے کہ دریا کی اوپر کی سطح تو سلسیل ہے، بلکہ اس کی گہرائی گہرائی آگ ہے۔ دو سرا مصوع عقیدہ دور کے مشورہ شعر مٹی کا ہے۔ اس کا اصل شعر یہ ہے۔

ہم سمندر باش و ہم مٹی کہ در جیون عشق روے دریا سلسیل و قعر دریا آتش است

ترجمہ : آگ میں رہنے والا کیڑا بھی مٹی اور چمچ بھی مٹی، کیونکہ عشق کے دریا میں اوپر کی سطح سلسیل اور گہرائی آگ ہے۔ جیون: وسطی ایشیا کا ایک دریا، جہاں مراد محض دریا۔ اسی غزل کے ایک شعر میں غالب نے دو سرا مصوع ذرا بدل کر استعمال کیا ہے۔

غزل # 11

بخود رسید عشق از ناز بس کہ دشوار است چہا بدام حتمائے خود گرفتار است

نکتہ : بخود رسید عشق: اس کا خود تک پہنچنا اپنی ذات کو پہنچنا خود شناس ہوئے۔ چہا بدام حتمائے: چہا بدام حتمائے: جس طرح عاشق نہایت ہی تنہا کا شکار رہتا ہے اور اس کی کوئی حتماء پوری نہیں ہوتی اس طرح مشوق اپنی ذات کی تکمیل کو کھاتا ہوا ہے، جو ناز و لوا کی صورت میں ہے اور مشعل اپنے ظلم و جور سے اس کا بے خبر ہوتا ہے۔

تمام زخمہا از ہستم چہ می پڑی ز جسم لاغر خویشم بہ چرخ زار است

نکتہ : تمام زخمہا: تمام زخموں میں سر ہلا دھمت ہوں۔ چہ می پڑی: لڑکیاں پہنچتا ہے۔ جسم لاغر: کمزور یا چمکا ہوا، نحیف و نزار بدن۔

ترجمہ : تو میرے دھور دھوری ہستی کے بارے میں کیا پوچھتا ہے، میں یہ کچھ لے کے جس میں سر ہلا دھمت ہوں اور اپنے نحیف و نزار بدن کی بنا پر لباس میں گویا کٹنے کی صورت ہوں۔ محبوب کے جو دوحتم نے عاشق کے دھور کو سرا سر دھمت چاہا ہے اور اس کا لاف زخم اس کے لباس میں کٹنے کی بنا پہنچتا ہے۔

صلائے قتل وہاں فغانی مائیں برائے کشتن عشاق وعدہ بسیار است

نکتہ : صلائے قتل: قتل کی دھمت عام مٹی جو قتل ہونا چاہتا ہے وہ آہستہ۔ جلی فغانی: جہاں قربان کرنا چاہتا ہے۔

ترجمہ : تو اپنے عاشقوں کو قتل کی دھمت عام دے اور ہر دیکھ کے جلی فغانی میں تارا ہند کس قدر بلند ہے۔ دیے تو نے عشاق کو قتل

کرنے کے کئی وعدے کیئے ہیں۔ (گوارہ جھوٹے وعدے ہیں)۔ مطلب یہ کہ جب تو یہ ملائے عام دے گا تو تجھے پتا چل جائے گا کہ حیرا سچا عاشق کون ہے۔

ستم کش سر ہاوس جوئے خوش قسم کہ تا زہیب پر گد پہ بند دستار است
 لغت : ستم کش: ستم برداشت کرنے والا اٹھانے والا۔ سر ہاوس جو: ایسا سر سے عزت و تکیہ بنائی کی تلاش ہو۔۔۔ بہ بند دستار: دستار کی قمری۔

ترجمہ : میں اپنے ہاوس جو سر کے ہاتھوں ستم اٹھا رہا ہوں جو زہیب و گریباں کی فکر سے لگا ہے یعنی اس کی یہ فکر ختم ہوئی ہے تو وہ بکری کے پکر میں پڑ جائے۔ یعنی عزت و ہاوس کے لینے نہ ہی خواہشات مجھے (دوسرے انھوں میں عام انسان کو) دمتوں کا شکر بخاتی راقی ہیں۔

بہ شب حکایت قلم زغیر می شنود ہنوز فتنہ بہ ذوق فسانہ بیدار است
 لغت : زغیر می شنود: وہ غیر یعنی رقیب سے سنتا ہے۔۔۔ ہنوز: ابھی تک۔۔۔ ذوق فسانہ: اٹھانے والے شے کا ذوق و شوق۔

ترجمہ : رات کو وہ (محبوب) میرے قلم کی داستان رقیب سے سنتا ہے۔ گویا ابھی تک اس کے سر میں اٹھانے والے شے کے ذوق و شوق کا فتنہ بیدار ہے۔ یعنی اس قسم کے اٹھانے میں کوئی لطف و لذت نہ ہوتا ہے۔

بہ قامت من از آوارگی است چربے کہ خار رہ گذرش پود و جاہ و اش تار است
 لغت : بہ قامت من: میرے قدم یعنی بدن پر۔۔۔ چربے: یعنی تار و پود کا ٹکڑا۔

ترجمہ : میرے تن بدن پر آوارگی کا لباس ہے کہ جس کا تار و پود کے کٹنے میں جبکہ نکاس کا راست ہے۔ عشق کے نتیجے میں عاشق و جاندار و حیرا و حیرا پر رہا ہے اور اسے اپنے تن بدن کا ہوش نہیں۔ راستے کی خاک اور کٹنے گویا اس کا لباس بنے ہوئے ہیں۔

بیا کہ فصل بہار است و گل بہ مہن چمن کشلو روئے ترا ز شہدان بازار است
 لغت : کشلو روئے: کھلے پھلے والے پھل، مراد نکلا ہوا۔۔۔ شہدان بازار: بازاری حسین۔

ترجمہ : اے دوست! آگے موسم بہار کا آغاز ہو گیا ہے اور مہن چمن میں پھول، بازاری حسینوں سے کہیں زیادہ کشلو روئیں۔ پھولوں کے کھلنے کو کشلو روئیاں گویا پھلے ہوئے کی طاعت ہے۔ بازاری حسین ٹھپ کے بغیر ہوتے ہیں اس لئے پھولوں کو ان کے مقابلے میں زیادہ کشلو روئیاں۔ موسم بہار میں محبت کے جذبہ میں جان ہوتے ہیں اسی طرح عاشق محبوب کو دوست نکلا جانے لگتا ہے۔

غم شنیدن و شتہ بخود فرو رفتن خوشا فریب تر حم چہ سلاہ پر بکر است
 لغت : غم شنیدن: میرا غم شنتا۔۔۔ شتہ: یکہ دہ کے لئے۔۔۔ بخود فرو رفتن: اپنے آپ میں ڈوب جانا یعنی غم ہو جانا۔۔۔ تر حم: ترس کھانا۔۔۔ سلاہ: تار، پھاہر سلاہ، لیکن چلاک۔

ترجمہ : میرا محبوب میری داستان غم میں کرچک دہ کے لئے یا کسی قدر غم میں کھ جاتا ہے، خوشحالت ہو جاتا ہے، جیسے اے مجھ سے بڑی ہمدردی ہو۔ اس کے اس فریب تر حم کے کیا کہنے ہیں۔ پھاہر وہ کھانا ہے لیکن در حقیقت بجا چلاک ہے۔

فناست ہستی من در تصور کمرش چو فتنہ اے کہ ہنوزش وجود در تار است
 لغت : در تصور کمرش: اس کی کمر کے تصور میں۔۔۔ ہنوزش: ابھی اس کا۔

ترجمہ : اس کی کمر کے تصور میں میری ہستی اس لمحے کی طرح فنا یا کم ہے جس کا وہ ابھی تار یعنی سلاہ میں ہے اور وہ نکلا نہیں۔ محبوب کی

یہ دیکھ کر طرف اشارہ ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ مضمون شفق اور انیس آگیا ہے۔

ز آفرینش عالم فرض جز آدم نیست بجز نقطہ ما دور ہفت پر کار است

نعت : آفرینش لاکھتہ : خلقی لاکھتہ۔ فرض : مقدر۔ دور : بکرا گروش۔ ہفت پر کار : عوارضات اسلم۔

ترجمہ : خدائے حق یہ لاکھتہ خلقی کی ہے تو اس کا مقدر انسان کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ ہمارے یعنی انسان کے وجود کے مقدر انسان کی گروش کام کر رہی ہے۔ مطلب یہ کہ انسان افضل مخلوق ہے اور اس لاکھتہ میں اس کے علاوہ کچھ بھی پیدا کیا گیا ہے وہ اسی کی خاطر ہے۔

نگار خیر و شہاد پر تو رخش غالب تو گوئی آئینہ ما سراب دیدار است

نعت : از تو رخش : اس کے چہرے کے نقش یعنی چمک ہے۔ سراب : مرید و محراب فریب۔ سراب دیدار : ایسا دیدار بظاہر ہے۔

ترجمہ : اے غالب اس محبوب کے چہرے کی چمک و شک سے ہماری نگاہیں خیر و ہر کے رہ گئی ہیں، میں سمجھ کر ہمارا آئینہ یعنی آنکھیں ہر اس کا چہرہ دیکھ رہی ہیں اور اصل دیدار کا فریب ہے۔ یعنی اس کے شہنشاہی چمک ہے کہ آنکھیں اسے برداشت نہیں کر سکتیں، ہمارا یہ دیدار دیدار نہیں بلکہ فریب دیدار ہی کیا ہے۔

غزل* 12

سُکوم وادی امکان زبیں بگر تب است گداز زہرہ خاک است ہر کیا آب است

نعت : سُکوم : گرم ہوا۔ وادی امکان : یہ دنیا۔ بگر تب : بگر جانے والی۔ زہرہ خاک : مٹی کا پتہ۔

ترجمہ : اس دیکھائی گرم ہوا یعنی ہی بگر سو ہے۔ مٹی، مٹی کیس بھی پانی نظر آ رہا ہے، وہ پانی نہیں بلکہ خاک کا پتہ کھل کر یہ صورت اختیار کر گیا ہے۔

مرنج از شب تار و بیا بہ بزم شکلا کہ چنید بر سر میثاقی بادہ مستاب است

نعت : مرنج : بادہ آلودہ ہو۔ شب تار : تاریک رات۔ چنید : چنید، روٹی کا واسطہ۔

ترجمہ : تو تاریک رات سے آلودہ خاطر ہو اور بزم میں دیکھ لیں کہ کیونکہ شراب کی صراحی کے منہ پر رکھی ہوئی روٹی مستاب ہے۔ ہمارے سب رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے۔ مذکورہ سفید روٹی کو چاندنی قرار دے کر گویا تاریکی کی دوری کا سامان کیا ہے، یعنی محل میں دیکھ لیں تاریکی شب کا احساس نہیں دیتا۔

بہ خواب آمدنش جزستم غریبی نیست خدا نخواستہ باشندہ غیر ہم خواب است

نعت : آمدنش : اس کا آنا۔ حرم غریبی : ذاتی ذاتی میں غم کرنا۔ خدا نخواستہ باشندہ : خدا کرے۔

ترجمہ : محبوب کا ہمارے خواب میں آنا کھل اس کی حرم غریبی ہے، خدا کرے، خدا کرے، وہ رقیب کے ساتھ ہم خواب ہو، اسوا ہوا ہو، یعنی وہ حقیقت و رقیب کے ساتھ تو خواب ہے اور ہمیں خواب میں اپنا جلوہ دکھائے، ہمیں رُخا ہوا ہے۔

ز وضع روزان ویاوری تو اس دانست کہ چشم غم کدو ما براء سیلاب است

نعت : روزانہ روشن دان۔ غم کدو : غم کدو، غم کدو، سیلاب : سیلاب کی شکل۔

ترجمہ : ہماری گہری دہلیز کے روشن دہلیز کی صورت حال سے یہ جانا جا سکتا ہے یا یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہماری غم کدے کی یہ آنکھ سیلاب کی خطرہ ہے۔ روشن دہلیز کو آنکھ سے تشبیہ دی اور کسی سیلاب کے حوالے سے اپنے گمراہ جلد نکلیا جاوے ہو جانے کی بات کی ہے۔
زبانہ کار ہے اشک لوفتو، دل خوں پاو ز شرم ہے اثریما فغان ما آب است
لغت : لوفتو : آڑا ہے۔۔۔ دل خوں پاو : خدا کرے خدا دل خوں ہو جائے۔۔۔

ترجمہ : آؤ فریاد سے مسئلہ اب آسوں کی پر آچا ہے۔ خدا کرے یہ دل خوں ہو جائے جس کی وجہ سے ہماری آؤ لعل ہے اثر رہی اور اس ہے اثری کی شرم سے وہ لعل پانی پانی ہو گی۔ "شرم سے پانی پانی ہو گا" علامہ ہے "اور غالب نے لعل اشک کے حوالے سے فغان پانی پانی ہو گا اور اس طرح اپنی ہے کسی کی بات کر دی۔

ز وہم نقش خیالی کشیدہ ای؟ ورنہ وجود خلق چو عتقا بہ ویر ثلیاب است
لغت : نقش خیالی کشیدہ ای؟ تو نے ایک خیالی نقش بنا لیا ہے۔۔۔ عتقا : ایک فرضی پرندہ، جس کا کوئی وجود نہیں ہے۔۔۔
ترجمہ : تو نے وہم کی بنا پر ایک خیالی نقش بنا لیا ہے ورنہ وہاں میں خلق کا وجود حقایق طرح ثلیاب ہے۔ صوفیائے سنیان "ہمراہ اوست" یعنی سب کچھ اسی کی ذات ہے پانی کسی چیز کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اسی بات کو غالب نے اردو میں یوں کہا ہے۔

ہستی کے مت قریب میں آ جائیو اسد عالم تمام حلقہ دام خیال ہے
نگہ ز شطہ صفت چہ طرف برسدو چنین کہ طاقت مارا بنا ز سیلاب است

لغت : چہ طرف برسدو : کیا فائدہ اٹھائے۔۔۔ سیلاب : پارہہ ہر وقت بہتا رہتا ہے۔۔۔ بنا : بنیاد۔۔۔

ترجمہ : ہماری نگاہیں تجھے شطہ حسن سے کیا فائدہ اٹھا سکتی ہیں؟ اس لئے کہ ہماری قوت برداشت کی بنیاد پارے پر ہے۔ یعنی اپنی ہمتواری کے باعث ہم تجھے حسن کی چمک دکھ سے کما حقہ فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ اپنی نظروں اس شطہ حسن پر مسلسل نہیں ٹکا سکتے۔

یہ عرض دعوے ہم طہرتی تو خوبیاں را نگہ در آنکہ ہم چوں غصے پہ گرداب است

لغت : ہم طہرتی : جن میں براہ ہو۔۔۔ خوبیاں : جمع خوب، صیغہ۔۔۔ گرداب : بحور۔۔۔

ترجمہ : جب دوسرے صیغہ حسن میں تجھی برابری کا دعویٰ کرتے ہیں تو آئینے میں ان کی نگاہوں کی حالت دیکھی ہوتی ہے جیسے ٹھکی حالت۔ بحور میں ہوتی ہے۔ نکلا بحور میں مسلسل چکر کھا کرتا ہے۔ جب دوسرے صیغہ مذکورہ دعویٰ کرتے ہیں تو ان میں اپنے اس دعوے کی تکذیب کا وہی وقت پتا چل جاتا ہے جب وہ آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے یا آرائش کرنے لگتے ہیں۔ اس موقع پر حسن کے تصور ہی سے ان کی نگاہیں پکڑا اٹھتی ہیں۔

فمن ز نقش سم قوس تو ساغرزار ہوا زگرد رہت شیشہ سے ثلیاب است

لغت : قوس : گھوڑا۔۔۔ ساغرزار : جلی سے ساغر ہوں یعنی کثرت شراب۔۔۔ ثلیاب : خالص شراب۔۔۔

ترجمہ : زمین تجھے گھوڑے کے سواں سے ساغرزار اور فضا تجھے راستے کی گرد سے خالص شراب کی صراحی ہی مانی گی ہے۔ یعنی محبوب کا حسن ہر برے پر ایک نشہ سا طہری کر دیتا ہے۔

قوی قنادر چو نسبت ادب بحر غالب ندیدہ الی کہ سوے قبلہ پشتہ عہراب است

لغت : قوی قنادر : مضبوط و قہم ہے۔۔۔ نسبت ادب : ادب کا بحر، یعنی ادب کے مہلکت میں نہ چ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب جب ہم دونوں میں ایک مضبوط و قوی حقیق قائم ہے تو پھر تو ادب کے پھر میں نہ چ۔ کیا تو نے دیکھا نہیں عہراب کی پشت

قبیلے کی طرف ہے۔ مسجد میں نمازی رو بہ قبلہ نماز پڑھتے ہیں۔ مسجد کا رخ بھی قبلہ ہی کی طرف ہوتا ہے جبکہ عراب کی اور عربیت ہوتی ہے گویا بہت عراب اور قبیلے کے درمیان مضبوط تعلق کی علامت ہے۔

غزل # 13

گرد رہ خویش از خشم باز نہ دانت نکش زخام آلود پرواز نہ دانت
نعت : خشم: میرا سانس میری آواز۔ باز نہ دانت: فرق نہ کر سک۔ زخام: حک حک کر چلا۔ نہ دانت: نہیں جانتا تھا۔
ترجمہ : اسے اپنے راستے کی گرد اور میری سانس میں فرق معلوم نہ ہو سکا۔ اسے شل کر پٹنے میں عار محسوس ہوئی اور اسے اڑنا نہیں آتا تھا۔ راستے میں عاشق و معشوق کا سامنا ہوا ہے۔ عاشق نے آواز دی لیکن محبوب نے کوئی توجہ نہ کی۔ اس صورت حال میں محبوب عاشق سے اپنی جان چھڑانا چاہتا تھا لیکن عمام کے سوا اسے اڑنا نہیں آتا تھا ورنہ وہ وہاں سے اڑ جاتا۔

زائیں غم ما خورد کہ رسوائی ما را خشم از اثر غمزہ غماز نہ دانت
نعت : زائیں: اس طرح۔ خشم: دشمن، رقیب۔ غمزہ: غماز اور غمزہ یعنی محبوب کے ایسے بازو اور اجنبی کے سبب عاشق کی محبت کا بھرم کھل جاتے۔

ترجمہ : رقیب نے کہہ اس طرح ہمارا غم کھلا کہ وہ ہماری رسوائی کو معشوق کے غمزہ غماز کا اثر نہ سمجھ سکا۔ یعنی اس نے ہماری رسوائی محبت کا بھم اور یہ سبب جانتا اور یہ بات اس کے لیے غم کا باعث تھی، جسے شاعر نے یہاں بیان کیا ہے کہ بھم اس طرح ہمارا غم کھلا۔

فراود کہ تا این ہمہ خون خورد غم از غم یک رہ بہ دلش کرد گذر راز نہ دانت
نعت : خون خورد غم: میرا خون پیلا۔ یک رہ: ایک مرتبہ۔

ترجمہ : میری وہ فراود جو میں نے غم محبت کے نتیجے میں اپنے بھم خون جگر پینے کے ہاتھوں کی تھی، صرف ایک مرتبہ اس کے دل میں سے گذری اور وہ راز نہ چلا سکا۔ یعنی عاشق ساری عمر خون جگر پیتا اور فراود کرتا تھا لیکن محبوب نے عاشق کی اس فراود کو وہ خوراک تھی نہ چلا۔

نازم نگہ شرم کہ دلہا زمیاں برد زائیں سلی کہ خود آں چشم قسوں ساز نہ دانت
نعت : زمیاں برد: چپے سے ٹال لئے، ملے۔ چشم قسوں ساز: جلو گر یا ساز آگے۔

ترجمہ : مجھے اس محبوب کی نگہ شرم پر غم ہے جس نے کہہ اس طرح دلوں پر قبضہ کیا یا دل اڑا لے کہ خود اس کی چشم قسوں ساز کو اس کی خبر نہ ہو سکی۔ بھول مسکائی!

یاں چشم قسوں ساز نے باتوں میں لگایا دے سچ اوھر زلف اڑا لے مہنی دل کو
اور بھول میر معنون!

غلط کہ صرف غرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں چلے کیے
سوا کے مطابق۔

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سوا سفر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

اور ان سے بہت پہلے ایک فارسی شاعر نے کہا۔

تمام از گردش چشم تو شد کار من اے ساقی دوست من گھیر اس جام را کز خوبش رنم
سوا کا دھرا مریخ اس شعر کے دوسرے مصرعے کا مکمل ترجمہ ہے۔ پورا مصرعہ :
اے ساقی تیری گردش چشم نے میرا کام تمام کر دیا۔

ایک چند بہم ساندہ باکام گذشتیم من عشوہ نہ پذیر قم و او ناز نہ دانست
لغت : یک چند : کچھ، کچھ دیر کے لئے۔ بہم ساندہ : باہم موافقت کی، باہم ملے۔ نہ پذیر قم : نہ قبول نہ کیا۔

ترجمہ : ہم دونوں کچھ دیر باہم ملے لیکن باکام گذر گئے۔ اس لیے کہ میں نے اس کے ناز خیزے کا اثر نہ لیا اور وہ نازیبا دل موہ لینے کا انداز
فرہوش کر لیا۔ شمن میں کشش باز دلی سے ہے۔ بقل میر۔

کل ہو، مستب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو
بقول امیر عظیم قاسمی :

وہ کشش کچھ اور ہی چیز ہے جسے شمن کہتے ہیں اہل دل نہ جمل ماض و چشم و لب نہ کمال ہست قبلی ہے
از شاخ گل افشاں و زخارا گہر انگشت آئینہ ما در غور پرداز نہ دانست
لغت : افشاں : بکھیرے، یعنی انگارے۔ زخارا : سخت جگر۔ انگشت : اشارے، پیدائش۔ در غور پرداز : چمک کے لائق۔

ترجمہ : قدرت نے افشاں سے تو پھول بکھیرے (افشاں پر پھول پھول آگئے) اور سخت جھروں سے موٹی پیدائشیں لیکن اشارے آئینہ یعنی آئینہ
دل کو اس قتل نہ سمجھا کہ اسے جھیل کرے یعنی اس میں روشنی اور چمک پیدا ہو۔ دوسرے لفظوں میں اشارہ دل نہ کیوں نہ لیا۔

گریم کہ ہر موج خوں خواب کش را در بلہ مرا دوست ز آواز نہ دانست
لغت : گریم : میں دو تاہوں۔ خواب کش : اس کی سونے کی جگہ۔

ترجمہ : میرے بلہ و فراہ سے، میرے محبوب نے میری آواز کو نہ پہچان لکھے اب اس بات پر دونا آ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو میرے خون میں
آنسوؤں کی لہر اس کی خواب گاہ کو بہا کر لے جائے۔ جب معشوق فراہ نہیں ملتا تو پھر عاشق پر بیادوت آنے کے کہ وہ خون کے آنسو روکنے
لگتا ہے۔ اس حالت کو موج خوں (خون کی لہر) یا سحاب کی ترکیب سے واضح کیا ہے۔

بہم کہ ز اقبل نویر اثرم داور اندوا نگاہ غلط انداز نہ دانست
لغت : اقبل : خوش بختی۔ نویر : خوشخبری۔ اندوا : غم۔ غلط انداز : بے گنجی، سچ نہ ہو، مریخے، رشتی کی خفگی۔

ترجمہ : میرے محبوب نے مجھے بے رشتی سے دیکھ کر میرے ساتھی یا دوست نے یہ کچھ کر کہ محبوب اب مجھ سے اعتبار نہ رہا ہے لیکن یہ
اس سے میری محبت کا اثر ہے، تو اس نے مجھے خوش بختی کی خوشخبری سنی (مہربان دلی) لیکن در حقیقت اسے (بہم) گم (میرا محبوب کی اس نگاہ
غلط انداز کے نتیجے میں مجھے پہنچنے والے غم کا اندازہ نہ ہوا۔

خمنور ملکات بہ غلط دستر آویخت مشاق عطا شطہ ز گل باز نہ دانست
لغت : خمنور : نقشوں کا ڈھانچا۔ ملکات : اہل کاہل۔ دستر آویخت : سترہ، دوزخ۔ عطا : بخش۔

ترجمہ : ملکات کے نقشے میں دیا ہوا انسان جنت اور دوزخ کی بحث یا پکڑیں پڑ گیا لیکن عطا کی بخشش کے عطا نے شطہ اور پھول میں کوئی
فرق نہ سمجھا۔ مطلب یہ کہ جن لوگوں کا طے قلبی کی بخشش و رحمت پر عمل لیکن ہے (یعنی وہ ذات سرکار رحمت ہے ان کے لینے اس رحمت

کی طرف سے ہر صاحبِ رحمت ہے۔ اس کے برعکس جن لوگوں کو اپنی ظاہری عبادات یا نیک اعمال پر فخر ہے وہ منافقات کے خیال سے،
دو رخ اور جنت کے الجھیروں میں پڑے ہوئے ہیں۔

غالب خن از بند بردوں بر کہ کسی ایس جا سنگ از گھر و شعبہ زانگاز نہ دانست
نعت : بردوں پر باہر لے جا۔ شعبہ : جلد کا ٹکڑا۔ انگاز : بھڑکا۔

ترجمہ : اے غالب تو اپنی ظہری بند سے باہر لے جا، کیونکہ یہاں اپنی بند میں کسی میں جبر و برتری میں فرق اور شعبہ اور بھڑکا میں
اختلاف کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ اپنے کلام کو گمراہ اور بھڑکا نہ کہے، بلکہ واسطہ درمیان سے شعرا کے کلام کو جبر و برتری اور شعبہ کا نام دے
ہے۔ تاکہ یہ اس قسم کے جواب میں کہا گیا ہے جو غالب کے خلاف کسی نے کہا تھا اور جس کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ ایک مصرع !
مگر اپنا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

غزل # 14

ہر درد کو جلوہ خشن یگانہ است کوئی ظلم شش بہت آئینہ خانہ ایت

نعت : خشن یگانہ : یکساں، جہاں حسن، ذات خداوندی۔ شش بہت : چھ طریقے، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، مڑا ہے۔
کانکات۔ آئینہ خانہ : ایسی جگہ جہاں بہت سے آئینے ہوں اور جب اس میں کوئی داخل ہو تو اسے اپنے بہت سے عکس نظر آئیں۔
ترجمہ : اس کانکات کا ہر درد اس خشن یگانہ کے جلوے میں گم ہے، میں سمجھو کہ یہ ظلم شش بہت ایک آئینہ خانہ ہے۔ جس طرح آئینہ
خانہ میں ایک شخص کے کئی عکس نظر آتے ہیں، اسی طرح اس کانکات کی ہر رشتہ میں اس کا جلوہ خشن موجود ہے۔ ایت اس جلوے کے
ظہار کے لئے ہوش و غور کی ضرورت ہے۔ بقول سعدی :

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر درختی دفترست معرفت کردگار

(ایک صاحبِ عقل و شعور کے لئے سبز درختوں کا ایک ایک چھاس کردگار کی معرفت کی ایک کتاب ہے)

حیرت بہ دہر ہے سرزبانی برد مرا چون گوہر از وجود خودم آب و دانہ ایت

نعت : دہرا : دہلا کانکات۔ بے سروپا : حیران و بے نشان، جس کا کوئی سر نہ ہو۔ آب و دانہ : پانی و خوراک۔

ترجمہ : اس شعر میں بھی پہلے شعروں کی بات زبانی کر دی گئی ہے۔ حیرت مجھے اس کانکات میں بے سروپا سمجھنے لگے جارہی ہے۔ گویا سوئی ہی
کی طرح میرے اپنے وجود سے میری خوراک کا سلن ہو رہا ہے۔ سوئی : بجلی میں پیدا ہوا اور اسی میں اس کی تپک دیک جاتی ہے۔ یہ گویا
اس کانکات وجود سے اپنی خوراک کا بندوبست کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ انسان جب اس کانکات میں اس کی تخلیق پر غور کرتا ہے تو سر پہ حیرت
پہن جاتا ہے۔

ناچار با تحافل صیلا ساختم چنداشتم کہ حلقہ دام، آشیانہ ایت

نعت : ساختم، مواصلت کی۔ چنداشتم : میں نے جہاں میں نے سمجھا۔ حلقہ دام : جال کا قطر۔

ترجمہ : میں نے مجبوراً میرا کی غفلت سے مواصلت کر لی۔ دراصل میں اس غلط فہمی کا افکار ہو گیا کہ حلقہ دام کوئی آشیانہ ہے۔ غلطی کسی
پرے کو جال میں پھنسانے کے بعد گویا ڈرا سسلنے لگتا ہے جو ایک طرح سے ان کا تحافل ہے اور جال میں پھنسا ہوا پرند، جب کچھ دیر

یہ نئی جہل میں جا رہا ہے تو کلمہ ہے جسے وہ آئینے میں ہو۔ یہ گواہ استعارے میں بات ہوئی ہے۔ سیارہ معشوق ہے اور جہل میں اس پر عدا
ماشوق جو معشوق کی بے یاری سے مہارت کئے ہوئے ہے۔

پایستہ نور و خیالی، چو داری ہر عالم دیگر فلسفہ الیست
حلت : پایستہ : جس کے پاؤں بندھے ہوں، البمذ کا لفظ -- داری : تو پہنچ، تحقیق کرے، تک پہنچ، نور کرے۔۔۔

ترجمہ : تو ہم کے چکر میں الجھا ہوا ہے، لیکن اگر تو خود فکر سے کام لے تو تجھ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ہر عالم ایک دوسرے جاتے
عالم کی داستان ہے۔ ساری کائنات میں ایک ہی رابطہ ہے جسے صرف ادب تصور و ادب ہی سمجھ سکتے ہیں۔

خود داریم بہ فصلی بہاراں عقل کیست
حلت : خود داریم : میری خودداری۔۔۔ عقل کیست : کام تو زراعی ہے کام ہو گی۔۔۔ عقلوں شوق : شوق کا ہواک گھوڑا شیریں کے
گھوڑے کا نام تھا۔

ترجمہ : موسم بہار آئے پر میری خودداری بے کام ہو گئی، بات یہ ہے کہ عشق کے گھوڑے کے لئے رگ گل (پھولوں کا ٹکڑا) چاہیے ہی
گی۔ گل کے حوالے سے نگاروں، نگار، گوں، سرخ رنگ کا یا پھول جیسا اور بتوئے کے حوالے سے رگ گل کا خاص سے شعر میں شعری
ظہا پیدا ہو گئی ہے۔ مطلب یہ کہ موسم بہار ایک ایسا موسم ہے جس میں عاشق کے جذبات بے قابو ہو جاتے ہیں۔

ہر سنگ عین عجب اے آئینہ اے ہر رگ ناک قفل در شمرہ خانہ الیست
حلت : عین : بالکل سراسر۔۔۔ عجب اے : ایک جہت کرنے والا۔۔۔ آئینہ : صوابی۔۔۔ ناک : انگوڑی کی تل۔۔۔ شمرہ : تار، شراب۔۔۔
ترجمہ : ہر ہر سنگ، ہر پارے پر ایک صوابی (شراب کی عادت ہو رہا ہے اور انگوڑی کی تل کا ہر پرتا گواہ شمرہ خانہ (شراب خانے) کے
دروازے کا گناہاں ہوا ہے۔ موسم بہار میں قدرت کے جسمیں مناظر میں اتنی دلکش ہے کہ انسان انہی میں خود مست ہو جاتا ہے، چنانچہ اس
صورتحال میں کسی شراب خانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ چونکہ انگوڑے سے شراب بنی ہے اس لئے اس کے چاؤ کو شراب خانے کے
دروازے کا قفل کہا۔

ہر ذرہ در طریق وفاے تو منزلی ہر قطرہ از محیط خیالت کرانہ الیست
حلت : طریق : راست۔۔۔ محیط خیالت : میرے خیال کا سمندر۔۔۔ کرانہ : کنارہ۔۔۔

ترجمہ : میری وفا کے راستے میں ہر ہر ذرہ ایک منزل ہے اور میرے خیال کے سمندر کا ہر قطرہ ایک کنارہ ہے۔ مطلب یہ کہ عشق و محبت
میں عاشق کو دینے کا مست طویل سفر طے کرنا پڑتا ہے اور اس راہ کا ہر ذرہ عاشق کے لئے گواہ منزل محبوب معلوم ہوتا ہے اور اس کے تصور
کا ہر قطرہ عاشق کے لئے ساحل کی صورت ہوتا ہے کہ یہ بھی منزل کے پہنچنے کی علامت ہے۔

در پردہ تو چند کشم ناز عالمی داغم ز روزگار و فراقت بہانہ الیست
حلت : چند : کچھ، کب تک۔۔۔ داغم : میں دہم خورد ہوں۔۔۔ فراقت : ہجرا ہجر۔۔۔

ترجمہ : میں کب تک میرے حوالے سے ایک دنیا کی باز و رہا کر رہا ہوں؟ میں تو دنیا کے ہاتھوں دہم خورد ہوں اور اس طیلے میں ہجرا
ہر محل ایک بہانہ ہے۔ لیکن عاشق کے لئے محبت کے فہم و عالم کے ساتھ ساتھ دنیا کے فہم بھی محبت رکھتے ہیں۔ حلیفہ ہر شمارہ دہی نے یہ
بات دراپل کر گئی ہے۔

زبانے بھر کے غم یا اک ترا غم یہ غم ہو گا تو کہتے غم نہ ہوں گے

اور پتلا نہیں رہتا۔

تیرا غم ہے تو غم دہر کا شکوہ کیا ہے

وحشت چو شہداں بنظر جلوہ می کند گرد رہ و ہوا سر زلف و شانہ ایست

نعت : شہداں : رخ شہد، حسین۔ شانہ : شکھی۔

ترجمہ : وحشت، حسینوں کی طرح نظروں میں جلوہ گر ہے، گویا راستے کی گرد ایک زلف ہے اور ہوا اس کی شکھی کر رہی ہے۔ عاشق، وحشت و دلچاہگی کے عالم میں عیالوں میں گھوم رہا ہے۔ اس حالت میں بھی محبوب گویا اس کے سامنے ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے محبوب ہی کے حوالے سے وحشت کو ایک ایسی حید قرار دیا ہے کہ جس کی زلفیں ہیں اور ہوا ان کی شکھی کر رہی ہے، ظاہر ہے اس لحاظ سے یہ نظر بدامین و نکلیں ہے۔

غالب دگر زخماں آوارگی پیرس گنہگار کہ چہ را ہوس آستانہ ایست

نعت : غمناک : آرزو خواہش۔ پیرس : مت پرچہ۔ گنہگار : میں نے کاشی میں نے کہہ دیا ہے۔ چہ را ہوس : پیشانی، ہاتھ۔

ترجمہ : غالب، میری آوارگی کی آرزو کے بارے میں مزید مت کہہ دیجئے، میں نے کہہ دیا ہے کہ میری پیشانی کو، مجھ کی خاطر کسی آستانے کی ہوس ہے۔ یعنی میں جو اوج و اوج گھوم رہا ہوں تو یہ صرف اپنے مطلوب آستانے کی تلاش کے باعث ہے جس میں سر بہبود ہو کہ دنیا کے بھیلوں سے بے نیاز سکون و اطمینان سے پران ہوں۔

غزل # 15

ہرچہ فلک خواہست چچ کس از فلک خواست غریب فقیہ سے نصحت باوہ ماکڑک خواست

نعت : ہرچہ : ہر کہ۔ خواہست : درخواست، میں چاہا ہے۔ نصحت : تلاش نہ کی۔ ماکڑک : کوئی بھی ایسی لذت شے جو بخوار نہ کاڑا کھدے کے لئے کھینچے گئے ہیں۔

ترجمہ : ہر کہہ فلک نے نہیں چاہا ہے، کسی نے فلک سے اس کی توقع نہیں رکھی ہے (یعنی وہ کہہ اس سے نہیں مانگا ہے) فقیہ اعظم دین ہائے دہلا کے غریب نے شراب نہ آئی اور ہماری شراب کو گڑک کی ضرورت نہ پڑی۔ فلک سے مراد قدرت و قدرت قادر ہے۔ مطلب یہ کہ قدرت ہر کسی کو اس کی اہلیت یا اس کے غریب کے مطابق کچھ عطا کرتی ہے۔ اس بات کو اس مثال سے واضح کیا گیا ہے کہ فقیہ چہ کچھ شراب نہیں پیچاس لیئے اسے وہ نہ لی اور ہم چہ کچھ پیچے ہیں اس لئے ہمیں ان کی لی کہ گڑک کی ضرورت نہ رہی۔

غریب بہ سوجہ تب خورد نقشہ ز جلد آب خورد زحمت چچ یک نداد، راحت چچ یک خواست

نعت : غریب : ڈوبنے والا۔ آب خورد : پکڑا بھیجے کھائے۔ جلد : حوالہ کا ایک دریا، مراد دریا۔

ترجمہ : ڈوبنے والے نے سوچوں کے بھیجے کھائے جبکہ پیاسے نے اسی دریا سے خوب پانی پیا۔ ڈوبنے والے نے کسی دوسرے کو زحمت نہ دی اور پانی ٹوب چنے والے نے کسی دوسرے کی راحت کی طرف توجہ نہ دی۔ یعنی دنیا میں ہر کوئی دیکھ اٹھے اور ہر کوئی سکھ جائے، وہ دنیا ہی رہتا ہے۔ کوئی دوسرا تو کوئی کھانا کھانے والے کا کھانا کھاتا ہے اور نہ سکھ پانے والے سے سکھ کا کچھ حصہ لے سکتا ہے۔

جہاں ز علم ہے خبر، علم ز جہاں ہے نیاز ہم فلک تو ز رندی، ہم ز زمین فلک خواست

فلت : جلد مقام و مرتبہ۔۔۔ بے نیاز، بے پردہ۔۔۔ نمک : کسوٹی۔۔۔

ترجمہ : مقام، مرتبہ (رسل) علم سے بے خبریں، بلکہ ارباب علم مقام و مرتبہ سے بے پردہ ہیں۔ تیری اصحاب جلد کی کسوٹی نے سونا دیکھا اور میرے سونے کو کسوٹی کی ضرورت نہ پڑی۔ سونے سے مملو دولت علم ہے جس سے ارباب شکر و مرتبہ محروم رہتے ہیں، اور نمک سے مملو عام دولت ہے جس سے ارباب علم بے نیاز ہوتے ہیں۔

شخصہ : دہر بر ملا ہرچہ گرفت، پس نذاذ کلاب بخت در خفا ہرچہ نوشت، حک خواست

فلت : شخصہ : زمانے کا کوئی خاص، مملو خود ناز۔۔۔ بر ملا : کھلے ہندوں، علانیہ۔۔۔ خفا : پوشیدہ۔۔۔ حک خواست : نہ کمر ہانڈ مٹایا۔۔۔ ترجمہ : زمانے کے کوئی خاص نے جو کچھ علانیہ لیا اور لوٹ لیا نہیں اذکار اپنی کوٹ لایا و تہر و دایس نہیں کر گا، بلکہ کلاب بخت نے ایک مرتبہ (جو) کچھ پوشیدہ طور پر لکھ دیا اسے بھر مٹایا نہیں۔ دایس انسان سے جو کچھ چھین چلے وہ اسے بھر نہیں لگا، بلکہ بخت نے لکھا تھا نہیں۔

خون جگر بجائے سے مستی ما قدرغ نداشت ناز و دل نواسے نے، رامش ما نمک خواست

فلت : قدرغ : پیالہ۔۔۔ رامش : موسیقی، سوں کامل، نواز، زحور۔۔۔ نمک : سادگی۔۔۔

ترجمہ : ہمارے قہر میں شراب کی بجائے خون جگر پینا تھا اس لیے ہماری مستی یا ہمارے نشہ کو کسی پیالہ و جام کی ضرورت نہ پڑی۔ اسی طرح ہمارا دل گویا ہنسی کی کوئلہ یا لے قہار ہمارے نشہ کو کسی سادگی ضرورت نہ پڑی۔ یعنی ہم خون جگر پینے ہی میں اپنی مستی و سرشاری کا سامان کرتے رہے، بلکہ ہمارا ناز و نیاز ہمارے لیے خفا رہا۔

زادہ و ورزش سجود، آہ ز دعوی وجود تا نزد اہرمن رامش بدرقہ ملک خواست

فلت : ورزش سجود : سجدوں کی ورزش، دحر و دحر سجود ہے کہ۔۔۔ دعوی وجود : مراد اکوف، غور و تکبر۔۔۔ اہرمن : شیطان۔۔۔ بدرقہ : رات۔۔۔ نمک : فرشتہ۔۔۔ تا نزد اہرمن : جب تک اسے گمراہ نہ کیا۔۔۔

ترجمہ : زادہ اور اس کی یہ مسلسل سجدہ و ریزش اور اپنی اس مہلت پر اس کا یہ غرور و تکبر، اس کے اس تکبر و غرور، بطور ہے، اس لیے کہ جب تک وہ اپنے اس غرور مہلت سے دور رہا اور شیطان نے اسے گمراہ نہ کیا اس (زادہ) نے فرشتے کو اپنا رہنما بننے کی کوشش نہ کی۔ شیطان سر ہا کبر و غرور ہے، جبکہ فرشتے یا فرشتوں کی مہلت اس برائی سے پاک ہے۔ زادہ سے متعلق راقم پر دہائی کا یہ قصہ ملاحظہ ہو۔

زادہ تجھے مہارک تیری پانچ وقتی ورزش یہ زہل بھی ہو مہارک، جو چھری سے کم نہیں ہے

تجھے کیا خبر کہ کیا ہے وہ و رسم انس والفت تیرا دل ہے پر خشونت، تیری آنکھ نم نہیں ہے

بحث و جدل بجائے مل، بیکدہ جوی کلندر آں کس نفس از جمل نزد کس خن اذدک خواست

فلت : بحث و جدل : لڑائی، جھڑپ۔۔۔ بجائے مل : پوخی رہنے والے، ایک طرف رکھ۔۔۔ جمل : ہونٹ، مراد جنگ محل۔۔۔ مذک : ایک تجھے کا نام جس میں مجھڑاں کا بلوغ تھا جس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں درایت کا دعویٰ کیا تھا۔

ترجمہ : (بقول مولانا حالی) بحث و جدل کو پوخی رہنے والے اور بے خالے میں پاک وہیل نہ جمل کا جھڑپا ہے نہ مذک کا قصہ۔ جمل سے مراد جنگ محل ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمل پر سوار ہو کر حضرت امیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے لگی تھیں۔ مذک پر حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔۔۔۔۔ درایت کا دعویٰ کیا تھا یہ دونوں جھگڑنے میں جمل ان دشمن و دشمنوں

کے جس جن پر مٹی شیعہ حضرات میں بیش تر اور واقعی ہے۔

گشتہ در انتظار پورہ دیدہ چہ رہ سفید در رہ شوق، ہم رہی دیدہ زمرہ ک نخواست
 لغت : پورہ چنا۔ چہ رہ۔ مرد مختلہ و ادا قرآنی تلج کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی
 طرف اشارہ۔ سفید: اندھی۔ مویک: آنکھوں کی پٹی۔

ترجمہ : حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائی دعو کے سے لے گئے تھے (مشورہ واقعہ ہے)۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کے
 انتظار میں رہ رہ کر اپنی چٹائی کو بیٹھے تھے۔ غالب اس حال سے کہتے ہیں کہ بیٹے کے انتظار میں چہ رہ حضرت یعقوب کی آنکھیں سفید ہو
 گئیں۔ بیٹے سے محبت کی راہ میں انہوں نے آنکھوں کی پٹی کی عمری بھی پسند نہ کی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ
 السلام سے بے پناہ محبت کی طرف اشارہ ہے۔ (یہ واقعہ سورہ یوسف میں تفصیل سے بیان ہوا ہے)

خشن چہ کام دل دیدہ چوں طلب از حرف نیست شست نگاہ گر بگر خست ز لب تک نخواست
 لغت : چہ: کیا۔ کام دل: دلی کی آرزو۔ شست: زخمی کر دیا۔ خست: زخمی۔ حرف: بدقتل یعنی حلق۔

ترجمہ : جب حرف یعنی حلق کی طرف سے کوئی گھٹنای نہیں ہوا تو خشن اس کی کٹائی آرزو پوری کرے گا۔ اگر مستحق کی نگاہ نے ماضی
 کا بکر زخمی کر دیا ہے تو زخمی یعنی ماضی نے ہونوں سے لیکن دل کر مستحق سے شک نہ لگا۔ مطلب یہ کہ ماضی اپنے زخمی بکر پر مستحق سے
 شک چھڑکنا چاہتا ہے لیکن اس کی یہ خواہش غامضی کی صورت میں ہے اور مستحق یہ جان کر کہ ماضی کو طلب نہیں کر رہا اس کی یہ
 آرزو پوری نہیں کر رہا۔

خرقہ خوش است در برم پرودہ چش خشن خوش است عشق بخار خار غم چہ ہم تک نخواست
 لغت : خرقہ: گدازی۔ در برم: میرے پہلو میں میرے جسم پر۔ چش خشن: اس قسم کا کھردراخت۔ چہ ہم تک: میرا بٹا لباس۔
 ترجمہ : میرے جسم پر گدازی جیسا لباس ہی بھلا لگتا ہے اس لیے کہ یہ وہی قسم کا سونا اور کھردرا اچھا ہوتا ہے اور اسی طرز عشق نے یہ
 پسند کیا کہ میں غم کے انھوں شرچے ہوئے بٹا پہنا لباس پہنوں۔ مطلب یہ کہ میرا لباس میرے غم عشق کے لیے ایک پردہ ہے جس سے یہ
 غم پردی طرح چھپ گیا ہے۔

رہ ہزار شیوہ را طاعت حق گراں نبود ایک صنم ہمسجہ در ہمیر مشترک نخواست

لغت : رہ ہزار شیوہ: ایسا کہ جس کی زندگی کے کسی پہلو میں یعنی وسیع شرب۔ ہمسجہ: ہم۔ ہمیر: ہمسجہ۔ مشترک: مشترک۔
 ترجمہ : ایک وسیع شرب دیکھ کر خدا کی عبادت کو گراں نہ سمجھا اور نہ حق! لیکن صنم یا دوست نے یہ بات پسند نہ کی کہ اس کے آگے
 مجھے ہمسجہ کرنے والی چوٹائی کسی دوسری شخصیت یا ذات کو بھی سجھ کرے۔

سمل شمر و سرسری تا تو زہجز نشری غالب اگر بدادری داد خود از لک نخواست

لغت : شمر: گناہ یعنی گناہ۔ سمل: عاجزی ہے ہی۔ نشری: تو خیال نہ کرے۔ بدادری: انصاف کی خاطر۔
 ترجمہ : اگر غالب نے حصول انصاف کی خاطر لک کی طرف توجہ نہیں کی یعنی اس سے انصاف نہیں چاہا تو تو اسے کہیں اس کی بجا داری
 و عاجزی کا باعث نہ سمجھتا ہے اس نے تو اس امر (دراصل) کو معمولی اور بھول جاتے ہوئے اس طرف توجہ نہیں کی۔

غزل 16

ما لا غریم گر کمر یار نازک است فرقتے است در میانہ کہ بسیار نازک است

نعت : لا غریم : ہم کو درد پہنچے دے ہیں۔ فرقتے است : ایک باغ میں فرقت۔
ترجمہ : اگر دوست یا محبوب کی کمر نازک اور پتلی ہے تو ہم بھی لاغری میں۔ البتہ دونوں میں یہ فرق ہے کہ اس کی کمر بہت ہی نازک ہے۔
بغل شمار

صنم سختے ہیں حیرے بھی کمر ہے کھل ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے

دارم دلے ز آبلہ نازک نملو تر آہستہ پانچم کہ سر خار نازک است
نعت : آبلہ : چھل۔ نازک نملو : نازک بنیاد یا غفلت والا۔ مروست نازک۔

ترجمہ : میرا دل (میرے پاس کے) چھلے سے بھی زیادہ نازک ہے، کیا وجہ ہے کہ میں کانٹے کی لوک پہ بھی پاؤں آہستہ رکھتا ہوں کیونکہ وہ بھی نازک ہے۔ عاشق کے پاس میں جتنی عشق میں گھونٹے پھرنے سے پاس میں چھلے پڑ گئے ہیں، جو کانٹوں پہ پٹنے سے بہت سختے ہیں لیکن نازک دل عاشق یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے پاس سے کانٹے کو اور اسی طور کر گئے۔

از جنبش نسیم فرد روئے زہم مارا چو برگ گل در و دیوار نازک است

نعت : فرد روئے زہم : ہام گر پڑتے ہیں۔ جنبش : ہلچل حرکت کرنا۔

ترجمہ : ہمارے گھر کے اندر دروازے اور پھل کی تکی کی طرح نازک ہیں، چنانچہ باد نسیم کی زور سے جنبش ہو رہا کرتے ہیں۔

پتلا ام زسنگ ولی ہائے خود مناز عاقل قماش طاقت کسار نازک است

نعت : مناز : نازا غرمت کر مت آکر۔ قماش طاقت : طاقت کا لباس سلاں۔ کسار : مروا ہوا۔

ترجمہ : میں جو جادو فرما کر ہاں تو تو اس سلسلے میں اپنی شکل پر مت آکر، طاقت کر، یعنی اسے سن کر اپنی شکل کا رشتہ جان اور یہاں اپنے فکر کا سلاں مت سمجھ، عاقل اس کسار کی قماش طاقت، یعنی طاقت تو بہت نازک ہے۔ یعنی یہ جو قوائی شکلوں کے تجربے میں ملتا ہے تو بہت ہی نازک ہیں، ان کی ہم کو پہچانتے نہ ہے کی اور جو ہم اس کے خلاف کیا فرما دیں گے۔

زحمت کشیدہ آن مژہ بر گشت ہم چنیں ماحت جان ولذت آزار نازک است

نعت : بر گشتہ نوت گئی، واپس اصل حالت پر آگئی، آگئی۔ آزار : تکلیف۔

ترجمہ : اس محبوب نے بگیں اٹھا کر ہمیں دیکھا اور پھر اپنی بگیں اصل حالت پر لے آئے۔ اس نے جو نئی زحمت اٹھائی، اس لیے کہ ہم سخت جان ہیں اور لذت آزار نازک ہے۔ یعنی وہ جو ہماری دل آزاری کرنا ہے تو اس میں ہمارے لیے آزار کا کوئی پہلو نہیں، کیونکہ

ہرچہ از دوست رسد خوب است

(دوست کی طرف سے جو بھی ملے، اچھا ہوتا ہے۔)

رسوائی مہلو خود آرائی ترا گل بر وزن کہ گوشہ دستار نازک است

نعت : رسوائی : ایک بالائی رسوائی۔ مہلو : خدا کرے نہ ہو، خدا کرے کہ ہو۔ گل بر وزن : پھول سے لگا زیادہ ہیں نہ لگا۔

ترجمہ : خدا نہ کرے تمہاری خود آرائی تمہیں رسوائی کا شکار ہو جائے اس لیے گوشہ دستار زیادہ پھول نہ لگا کہ وہ (گوشہ دستار) نازک ہے۔

خود راہی یعنی اپنی نوب و نعت کو جب حد سے بڑھا کے تو لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے اور میں یہ قصہ ہی کہانی کا باعث بنے گا۔
ترجمہ: تپش زندہ ہوں انگنہ مرا تپ کندہ کا کل خمار نازک است
نعت: ترجمہ میں دارا ہوں۔ تپش: گرمی، حرارت۔ کاندہ: کاکل خمار: چنگار دھیں۔

ترجمہ: اس معشوق کی خمار دہنوں کی کندہ کے چنگ نازک ہیں، لہذا مجھے یہ وار ہے کہ کہیں میرے دل کی حرارت دگر ہی اس کندہ کے ہند نہ
بھلا دے اور میں مجھے ہار نہ پیچک دے۔ عاشق کی بے تکی و جھڑپ کے نتیجے میں خشن معشوق اس پر اپنی گرفت اچلی کر سکتا ہے۔
از جلوہ ناگد اغش و رو نہ سافغن آئینہ را ہیں کہ چہ مقدار نازک است
نعت: ناگد اغش: نہ بھلا دے۔ رو نہ: سافغن: شرم نہ کرے۔ چہ مقدار: کس حد تک، کس قدر۔

ترجمہ: آئینے کو ذرا دیکھو کہ وہ معشوق کے جلوے کی گرمی اسے بھٹاتا بھی نہیں اور اپنی اس ہمت پر شرم بھی محسوس نہیں کرتا۔ وہ (آئینہ)
کس قدر نازک واقع ہوا ہے۔ گویا معشوق کے خشن میں اتنی گرمی ہے کہ دیکھنے والا پھل کے وہ جا آئے لیکن آئینے پر اس کا کوئی اثر نہیں
ہوتا۔

می رنجہ ار تحمل ما بر جفاے خویش ہاں شکوہ اے کہ خاطر و لہار نازک است
نعت: می رنجہ: خلیا ناراض ہوتا ہے۔ تحمل: برداشت کرتا۔ ہاں: دیکھو۔ خاطر: دل یا مزاج۔

ترجمہ: ام تو اس محبوب کی جفا کو برداشت کر لیتے ہیں لیکن وہ ہے کہ اس پر بھی ہم سے ناراض و غصہ جاتا ہے۔ دیکھو یعنی ضروری ہے کہ
اس سے ہم ذرا شکوہ کریں کہ اس (محبوب) کا مزاج نازک واقع ہوا ہے۔

از بازاری بگر و معدہ پاک نیست غالب دل و دماغ تو بسیار نازک است
نعت: بازاری: کدوئی، بے فاقی۔ پاک نیست: کوئی ذرا نہیں، غفل کی بات نہیں۔

ترجمہ: بگر و معدہ اگر بازار ہیں تو یہ کوئی پریشان ہونے یا زارے کی بات نہیں، لیکن اسے غالب! حیران دل اور دماغ دونوں سمت ہی
نازک ہیں۔

غزل #17

اشب آتشیں روے گرم ژند خوانی ہست کز پیش لوا ہر دم در شرر فغانی ہست

نعت: اشب: آج رات۔ آتشیں روے: آگ جیسے چہرے والا (آگ کی طرح روشن)۔ گرم: مصوف، مٹھول۔ ژند خوانی: ژند خوانی:
کلب ژند پختہ کی حالت۔ ژند: آتش پرستوں کے ذخیرہ دشت اور دشت بھی کہتے ہیں، آگ کی کلب۔ شرر فغانی:
چنگاریں بھینکتی۔

ترجمہ: آج رات ایک ایسا آتشیں روہ ایران کے گل از اسلام کے قدیم ذخیرہ یعنی آئین دشت کی کلب ژند پختہ میں مصوف ہے کہ
اس کے ہاتھوں سے نکلے والی نوا ہر کہ شرر فغانیں کر رہی ہے۔ آتش پرستوں کے ذخیرہ کے حوالے سے معشوق کے آتشیں روہ اور اس کی
نوا کو شرر فغانوں سے تعبیر کیا ہے۔

تاوہ آب اقلہہ نکس قد دلجویش چشمہ بچو آئینہ فارغ از روانی ہست

لغت : اللہ بڑا ہے۔۔۔ قدر بڑی ہے۔ اس کا دخل ہے۔۔۔ بھرا ہوا دخل۔۔۔

ترجمہ : جب سے اس کے دخل کا عکس پائی میں بڑا ہے پھر بھی آئیے کی مانند دواؤں یعنی پنے سے دل نہ ہو گیا ہے سکت ہو گیا ہے۔ جس طرح معشوق کے چہرے کا عکس جب آئیے میں بڑا ہے (یعنی وہ آئیے دیکھتا ہے) تو آئیے کو عجز و حیرت ہو جاتا ہے۔ دیکھ ہی محل محبوب کے دخل نہ کا ہے جس کا عکس تجھے کے پائی میں بڑے تو حیرت کے سبب بشر کی روانی رک جاتی ہے۔

در کشا کشی معصوم غفلت رواں از تن این کہ من نمی میرم ہم ز ناتوانیہا است
لغت : کشا کشی : کھینچنا تانی۔۔۔ غفلت : غصہ نہیں تھی۔۔۔ اس کہ من : یہ ہمیں۔۔۔

ترجمہ : میرے ضعف و ناتوانی کی کھینچ تانی میں رکھ کر میری روح جسم سے غصہ نکل رہی یہ ہمیں اس حالت میں بھی نہیں مر رہا تو یہ ناتوانی کا نتیجہ ہے۔ اس جسم کی اختیاری توانائی کسی شاعر نے کہا ہے۔

ناتوان ہوں کفن بھی ہو ہلکا زلال دو سایہ اپنے آئین
اور ایک دوسرے شاعر نے ہیں عکاسی کی ہے کہ میری توانائی کا یہ عالم ہے کہ موت آئی اور مجھے استر زامو ملتی رہی۔

از خیدن پشتم روے بر قفا باشد تا چہا دریں جوی حسرت جو ایہاست
لغت : خیدن : بھگانا۔۔۔ پشتم : میری پشت پیچھے۔۔۔ روے : بر قفا باشد : چہا بھلی طرف ہو تا ہے یعنی نظریں پیچھے جاتی ہیں۔۔۔

ترجمہ : میری پیچھے نکلنے کے باعث (جو بوجھ کی علامت ہے) امیرا چہو پیچھے کی طرف ہو تا ہے یعنی میری نظریں پیچھے کو پڑتی ہیں، تو اس بوجھ میں جو انہوں کی کس قدر حسرت پڑتی ہے۔ بوجھ میں کراہی ہو جاتی یا جھک جاتی ہے جس کے نتیجے میں انسان کی نظریں، پس گنا ہے، پیچھے کو دیکھ رہی ہوں۔ اس کیفیت کو ایسے بیان کیا کہ یوں دعا گو یا توئی کی تلاش کر رہا ہے۔

خ مڑ کے دیکھتا ہوں جہانی کدھر مچی

کشتہ دل خورشیم کز شکران نکسر دیدہ دل فریسا گفت "صبر ایہاست"
لغت : کشتہ : مارا ہوا۔۔۔ خورشیم : علم اعلیٰ والے۔۔۔ نکسر : سراسر۔۔۔ دل فریسا : توفی سعی دل کو پیچھے، یہاں کو اٹھاتا۔

ترجمہ : میں تو اپنے دل کے ہاتھوں مارا ہوا ہوں جس نے شکران یعنی حیثیت سے سراسر دل فریسا نکھیں لیکن وہ اپنی کھتا رہا ہے تو مر رہا ہے۔ شہن کی دلکشی کو جس میں عاشق خود مست ہو جاتا ہے، دل فریسا کا نام دیا اور حیثیت کو شکر کہا ہے۔

سوے من نگہ دارد چیں گلفندہ در اہد با گراں رکھینا خوش سبک عجب ایہاست

لغت : چیں گلفندہ : گل یا حسن ڈال کر۔۔۔ با گراں رکھنا : بھاری رکب یعنی ست در لڑکے کے ساتھ۔۔۔ عجب : سبک مٹاتی۔۔۔ نگہ : نگاہ کا ہے۔ ہو رہا ہو گوارے کی تیز رفتاری کی علامت ہے۔۔۔ خوش : اچھی۔۔۔

ترجمہ : وہ (محبوب) میری طرف اس اہد میں دیکھ رہا ہے کہ اس کی اہدوں پر گل پڑے ہیں (جو غل کی علامت ہیں) اس کا یہ دیکھنا۔۔۔ صورتوں میں ہے، گراں رکھنا : ساتھ (اہد کی شکل رکب کی سی ہے)۔ یعنی اہدوں پر گل ڈال کر اور خوش سبک مٹاتی کے ساتھ (یعنی جی توجہ کے ساتھ)۔ یعنی گنا ہے وہ مجھے جی توجہ اور تیزی سے دیکھ رہا ہے اور میری طرف ناگہ ہے لیکن ساتھ ہی اہدوں پر بھی گل ڈال رہا ہے۔

دائم از سر خاکم رخ نرفت بگذشتن بان وہاں خدا دشمن این چہ بد گلیہاست
لغت : دائم : ہمیشہ۔۔۔ رخ نرفت : رخ نہ چھا کر۔۔۔ بان وہاں : یعنی بھلا۔۔۔

ترجمہ : تو میری قبر کے قریب سے بیٹھ مٹ چھا کر گد رتا ہے، ہلا اے خدا، میں اتنی بات کہی بد گلیاں ہیں۔ ماضی کی تو یہ حالت ہوئی ہے کہ

میں تو سر کر بھی مری جان تجھے چاہوں گا

لیکن مشق کی اس بے احتیالی اس کے مرنے کے بعد بھی برقرار رہتی ہے، جسے بد گلیاں کہا گیا ہے۔

شونیش در آئینہ نحو آں وہن دارد چشم سر پردازش باب نکستہ در بیہاست

نکتہ : چشم سر پردازش : اس کی بد سر آگہ۔۔۔ نحو : کم، کسی خیال میں غرق ہو رہا ہوں۔۔۔

ترجمہ : اس کی شرفی اسے آئینے میں اپنا منہ دیکھنے میں خود کو محسوس ہے، جبکہ اس کی جلد بھری آگہ نکستہ رانجوں کا ایک ہیپ ہے۔ اس کی نظروں کے حلقہ انداز ہیں جنہیں نکستہ رانجوں کہا گیا اور چونکہ نظروں کا تعلق آگہ سے ہے اس لیے اسے ہیپ کے استعارے میں واضح کیا ہے۔

یابدو عتابستی وز منش حجابستی وہ چہ در پائی ہا ہی چہ جان مستحیاست

نکتہ : عتابستی : فیتہ کا رویہ۔۔۔ حجابستی : پردے میں ہو رہے ہونے کا انداز۔۔۔ جان مستحی : کسی کی جان لینے۔۔۔

ترجمہ : دشمن یعنی رقیب کے ساتھ خود فیتہ کا رویہ اپناتے ہوئے ہے جبکہ مجھ سے اس نے پردہ کر رکھا ہے۔ کیا کہنے ہیں ایسی دلہائیں کے اور کیا خوب جان سنا ہیں۔ مشق اور رقیب پر عتاب کہے تو ماضی کے لینے وہ در پائی کا باعث ہے لیکن جب وہ ماضی سے جلب اختیار کرتا ہے تو یہ ماضی کے لینے کو اہستہ ہے۔

باجنیں تھی دستی بہو چہ بود از مستی کار ما ز سرمستی آستیں فخر بیہاست

نکتہ : تھی دستی : خلیا ہاتھ ہو رہے ہیں کہ نہ ہو۔۔۔ آستیں لفظی : آستیں بھانڈا کسی چیز سے ہے یا زہر جانا خلیا ہاتھ ہونا۔۔۔

ترجمہ : اب ہیپ ہمارے ہے کہہ نہیں ہے تو اس صورت حال میں زندگی سے کیا فائدہ حاصل؟ چنانچہ اب ہمارا کام ہی رہ گیا ہے کہ عالم سرمستی میں ہم آستیں بھانڈتے رہتے ہیں۔ یہاں یہ علوہ نقوی معنی میں استعمال ہوا ہے، یعنی ہے کہہ نہیں ہے اس لیے خلی آستیں بھانڈتے رہتے ہیں۔

اے کہ اندر میں داوی مژدہ از ہما داوی بر سرم ز آزادی سایہ را گر بیہاست

نکتہ : ہذا ایک فرضی پردہ جس کے سر اس کا سایہ چاہئے وہ بد شادی جاتا ہے۔۔۔ گر پائی : موجود ہو گا اور ہیں۔۔۔

ترجمہ : اے نکستہ تو نے بد ہمیں اس داوی میں ہاکی مسجد کی کی خوشخبری سنائی ہے تو بہت ہے کہ میں آؤں طبع ہوں اور میرے سر سایہ بھی بہت گہری گد رتا ہے۔ یعنی کسی کا بھی کسی بھی صورت میں احساں مجھے نہیں۔

ذوق فکر غالب را بردہ زانچمن ہیوں با ظہوری وصائب نحو ہم ز بیہاست

نکتہ : بردہ : لے گیا۔۔۔ انجمن : سرادوم شعر۔۔۔ ظہوری وصائب : دونوں مشہور فارسی شعرا۔۔۔

ترجمہ : فکر و تجلی کا ذوق غالب کو یوم شعر سے باہر لے گیا چنانچہ وہ ظہوری و صائب کے رجم ملک غالب کا درباری شاعر اور صائب (وفات 1080ھ) بقائم اصلین کے ساتھ ہم زبانی میں ہوئے۔ غالب ان شعرا سے بہت متاثر تھا جس کی وجہ سے اس نے ان کا انداز اپنانے کی کوشش کی جس کے لیے ”ہم زبانی“ کی ترکیب استعمال کی گئی ہے۔

غزل* 18

جیب مڑا عدوز کہ بودش نمائندہ است نکرش زہم گست و پوش نمائندہ است
لغت : عدوز: مت سی۔ پوش: اس کا دھڑ۔ نکرش: اس کا ٹٹا۔ زہم گست: ٹوٹ گیا بکھر گیا ہے۔

ترجمہ : میرا گرچہاں مت سی کیونکہ اس کا دھڑ نہیں رہا ہے، اس کی گرچہاں کا ٹٹا ٹوٹ کر ٹھیک کا اور پٹا نہیں رہا۔ عاشق نے عشق میں اپنا گرچہاں اس حد تک چاک کیا کہ اس کا ٹٹا پٹا اور دھڑ بکھڑا ہو گئے۔

سر گرہی خیال تو از خاک باز داشت دل پارہ آتشے است کہ دودش نمائندہ است
لغت : بازداشت: روک۔ پارہ آتشے: آگ کا ایک ایسا ٹکڑا ہے۔

ترجمہ : میرے خیال یعنی تصور میں سرگرمی (بے حد مشغول ہونا) نے مجھے بالآخر پارے روکے رکھا۔ میرا دل ایک ایسا آتش پارہ ہے جس میں دھواں نہیں رہا۔ یعنی عاشق، معشوق کے تصور میں اس حد تک کھو رہا کہ اسے فریاد کا ہوش نہ رہا۔ سرگرمی کے حوالے سے دل کو آتش پارہ اور فریاد کو دھواں سے تشبیہ دی ہے۔

دلو از تھلے کہ پہ گوشت نمی رسد آہ از توفے کہ وجودش نمائندہ است
لغت : تھلے: دہلی، فریاد۔ گوشت: حیران۔

ترجمہ : دلو سے اس دہلی اور دلو سے یہ جو میرے کانوں تک نہیں پہنچا اور نہ کہ ہے اس توقع پر جس کا دھڑ نہیں رہا۔ عاشق دہلی پر حیران فریاد کر رہا لیکن محبوب نے کوئی توجہ نہ دی، بے انتہائی برائی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عاشق کی وہ امید ختم ہو گئی جس کی وہ اس کی فریاد سننے پر معشوق کے وجود مست ختم کرنے سے متعلق تھی۔

چوں نقطہ اختر یہ از سیر باز ماند گوئی دگر ہیرو و صعودش نمائندہ است
لغت : سیر گردش۔ باز ماند: رہ گیا رک گیا۔ ہیرو: بچے کے مراد غروب۔ صعود: بلندی پر چڑھنا، مراد طلوع۔

ترجمہ : ہمارے عقیدہ کا یہ ستارہ نقطے کی طرح گردش سے رکا رہا ایک ہی جگہ پر ٹکا رہا، گویا اس کا طلوع اور غروب ہونا ختم ہو چکا ہے۔ عقیدہ کا ستارہ گردش میں رہے تو آدمی کو کبھی خوش اور کبھی غم سے واسطہ چڑتا ہے لیکن اگر وہ ایک جگہ تک جائے تو ظاہر ہے کوئی سی ایک بات برقرار رہے گی چنانچہ عاشق کے عقیدہ کا یہ ستارہ اس کے لیے مستقل سیاح غمتی کھلتا کر رہا ہے۔

مکتوب بابہ تکرنگ تو عقده الیت کزچ رو امید کشورش نمائندہ است
لغت : عقده الیت: ایک گڑبہ۔ کزچ روز: کسی طرح بھی۔ کشورش: اس کا ملک۔

ترجمہ : ہمارا خط تحریری تکرنگ کے لیے ایک ایسی گڑبہ ہے جس کے کھلنے کی کسی بھی صورت کوئی امید باقی نہیں رہی۔ یعنی معشوق، عاشق کا جذبات محبت سے محروم خط چھ کر اس میں کھو جائے کہ عقود اگر وہاں کے حوالے سے تکرنگ کا کیونکہ تکرنگ کو گواہی جائے تو وہ بھر نہیں سکتی۔

دل را بہ وعدہ تنے می توان فریفت بازے کہ بروقاسے تو بودش نمائندہ است
لغت : می توان فریفت: فریفت کیا جاسکتا ہے، وعدہ کا دیا جاسکتا ہے۔ بودش: اسے یعنی دل کو۔

ترجمہ : ہمارے دل کو میرے وعدہ حتم کے وعدے ہی سے فریب دیا یا خوش رکھا جاسکتا ہے، اس لیے کہ اسے تحریری دیا ہے، باز قیاب

میں رہا۔ مطلب یہ کہ وفادار کسی دوسرے قسم کی ایک نیکو کار اور دل تو:

"ہرچہ اندوشت رسد خوب است" کے معنی اسی دوسرے پر بھی خوش ہو گا۔

انقلابی فہم دلی باتوان ماست درد سر قیام و قعودش نمائندہ است

نعت: انقلابی گمراہ ہے جو اپنے کی حالت۔ قیام: فہم میں کھڑے ہوئے۔ قعود: فہم میں بیٹھنے کی حالت۔

ترجمہ: حالت فہم دالم میں انقلابی انقلابی ہی ہمارے ہواں یا گمراہ دلی کی نمائندہ ہے اس لئے کہ اسے اب قیام و قعود کا درد سر ہواں میں رہا۔
علاوہ بر ملا ہے کہ دلی دلی کی تمام تر خوب بات حق کی طرف ہوتی ہے اور وہ ظاہری مہارت کا خیال نہیں کرتا۔

دل جلوه می دهد ہنر خود در انجمن رہے مگر بچان خسودش نمائندہ است

نعت: جلوه می دهد: دکھانا ہے۔ ہنر خود: اپنا ہنر۔ خسودش: اس کے حاشیہ۔

ترجمہ: ہمارا دل محفل محفل خلق میں کھلم کھلا اپنے ہنر دکھا رہا ہے۔ شاید اسے اپنے حاشیہ دلی کی جان پر ترس نہیں آ رہا۔ یعنی وہ (دل) مراد خود حاشیہ جس خود انکار و اگر رہا ہے کہ حاشیہ دلی کے لئے دکھا رہا ہے۔

دل در غم تو مایہ بہ رہزن سپردہ است کار از زیاں گزشتہ وسودش نمائندہ است

نعت: رہزن: راندہ، شیراز۔ سودش: اس کا مصلحت، فائدہ۔

ترجمہ: ہمارے دل نے تجربے فہم میں اپنا سرمایہ رہزن کے حوالے کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے نقصان کے فہم کا مصلحت تو یہی فہم ہو گیا
اور مصلحت ہوتی نہیں رہا کوئی سرمایہ انسان کے پاس ہو تو دور ہو آجے کوئی خیر اوست نے گاہیں جب وہ سرمایہ خود خیرے کو دے دے تو اس کا
یہ اربابانہ ہوتا ہے۔ گویا حاشیہ نے محبوب کو دل دے دیا ہے اس لئے وہ فہم دگر سے آواز ہو گیا ہے۔

غالب زبانی بریدہ و آگندہ گوش نیست اما دماغ گفت و شنودش نمائندہ است

نعت: زبانی بریدہ: کٹی ہوئی زبان والا۔ آگندہ گوش: جس کے کان بند ہوں۔ گفت و شنود: گفتاور سنت۔

ترجمہ: غالب کی کوئی زبان نہیں کٹی ہوئی اور نہ اس کے کان بند ہیں (یعنی بات کر سکتا اور سن سکتا ہے) لیکن اب اسے گفت و شنود کا انداز
چکانا نہیں رہا۔ بلکہ لیکن بات غالب نے مصلحت کی ہے۔

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

بہل مرتبہ انسان پر کچھ ایسی کیفیت گذرتی ہے جس کے سبب وہ خاموش رہنے میں مصلحت جانے ہے۔

غزل #19

لبیل دلت بہ تارہ خونیں بہ بند نیست آسودہ زی کہ یار تو مشکل پند نیست

نعت: بہ بند نیست: پابند نہیں ہے، کی قید میں نہیں ہے۔ آسودہ زی: سکان سے، حوض سے زندگی بسر کرتا۔

ترجمہ: اے لبیل! سمجھا دل میں بلکہ پابند نہیں ہے، حوض کی زندگی بسر کرتا ہے تو تیرا دست مشکل پند نہیں ہے۔ ایک حاشیہ کو کی قسم
کے جو دوسرے فہم دالم دلی سے واسطہ چڑتا ہے جو مشق کی مشکل پندی کا نتیجہ ہے، جبکہ لبیل کا مشق بھول ہے جس میں ہمارے
مشق جیسی مشکل پندی نہیں ہے۔

اندازہ گیر ذوقِ غمِ در مذاقِ من تلخابِ گریہ را شکِ زہرِ خد نیست

نعت : تلخابِ گریہ آنسوؤں کی جلی (جھلکی)۔ زہرِ خد: نصیب یا شرمندگی کی آغوش۔ ذوقِ غم: غم کی لذت۔

ترجمہ : تو میرے مذاق سے میرے ذوقِ غم کا اندازہ لگا لے۔ میرے آنسوؤں کی جلی میں زہرِ خد کا لکھ نہیں ہے۔ یعنی ماضی اگرچہ غم میں ڈوبا ہوا ہے لیکن اس کے ہونٹوں پر زہرِ خد کی جلی نہیں ہے کہ اسے غم میں بھی ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔

عبدِ وفا زسوی تو نا استوار بود بکشتی و ترا بہ کشتن گزند نیست

نعت : نا استوار: جو مضبوط یا پکا نہ ہو۔ بکشتی: تو نے توڑ دیا۔ گزند: تکلیف و کم۔

ترجمہ : تو نے وفا کا جو عبد کیا وہ پناہ نہ دے گا۔ تو نے خود کو دھوا توڑا اور تجھے اس دھوا غلٹی پر کوئی دکھ نہیں ہوا۔ غالب ہی کے بقول!

تری نازکی سے چٹا کہ بندھا تھا عبدِ بودا کبھی تو نہ توڑ سکا اگر استوار ہوتا

از دوست میلِ قرب بہ کشتن نفیست است گر تیغِ در کلان بہ نکلا کندن نیست

نعت : میلِ قرب: قرب ہونے کی رغبت۔ کشتن: مارنا۔ در: اور اگر۔ نکلا: خوشی، لطف۔

ترجمہ : دوست کی قربت کی خواہش میں اس کے ہاتھوں قتل ہو جانا نفیست ہے۔ وہ ایک بہت کم کار اور کلان (بڑا) میں حیرت کہ کسی کو مارا جاتا ہے اس میں لطف نہیں ہو کندن میں ہے۔ مشرقی اگر ماضی کو خلق کی کندن میں امیر کر لیتا ہے تو اس سے دور دور بگڑتا ہے، لیکن ماضی کو قتل کرنے کے لئے ظاہر ہے کہ اس کے قرب آتا ہے اور ماضی کے لئے یہ قرب بہت نفیست ہے۔

برباد تو کدام پری خواں بخور سوخت کو شرمسار دعوتِ پاسود مند نیست

نعت : کدام: کون سا۔ پری خواں: معزجہ کر پری کو پلانے والا سار۔ بخور: خوشبو۔ پاسود مند: بے لالہ۔

ترجمہ : تیری باری میں کس پرانی خواہش نے خوشبو جلائی (معزجہ کر) خوشبو جلاتے ہیں تاکہ پری آجائے اور اپنے اس بے لالہ جلاوے پر شرمسار نہیں ہے۔ مشرقی کو پری سے تنقید تو یہ ہے لیکن وہ پری نہیں جو معزجہ کرنے اور بخور جلاتے سے حاضر ہو جائے۔

آں لایہ ہایِ مہرِ فردا را عقل نہ ماند بر خواں خود "من یکلو" کہ مارا سپند نیست

نعت : لایہ ہایِ مہر: محبت میں اضافہ کرنے والی خوشگسریں۔ عقل: موقع، وقت۔ بر خواں: پڑھ پڑھ لے۔ سپند: ہرگز نکارا نہ ہو نظریہ سے بچنے کے لئے جاتے ہیں۔ "من یکلو": قرآنِ کریم کی سورۃ الفہم کی آخری دو آیات ملاحظہ ہوں۔

ترجمہ : اب محبت میں اضافہ کرنے والی ان چالیسوں اور خوشگسریں کا موقع نہیں رہا تو خود "من یکلو" پڑھ لے کہ نگاہ سے پاس نظریہ سے بچنے کے لئے نکارا نہ نہیں ہے۔ یعنی تو آگ سے بچنے کے لئے یہ کہت پڑھ کہ اب ہم خود کو آگ کی خار کرنے کے لئے اس میں کود پڑے کو تیار ہیں۔

بختو بہ زیرِ سایہ طوبیٰ غنودہ اند شکمِ ریزدانِ تنہا بلند نیست

نعت : طوبیٰ: جنت کا ایک درخت۔ غنودہ: اونٹنی ہے۔ شکمِ ریزدان: وہاں لگا جانے والا غنودہ جس کا شور بلند ہوتا ہے۔

ترجمہ : تنہا کی راہ کے سفر طوبیٰ کے زیرِ سایہ عالم بے غوری میں اونٹن رہے ہیں اسی لئے ان کا شکم بلند نہیں ہے۔ محبوب سے حلق ماضی کی تمام حقائک دل ہی دل میں جو حق رہتی ہیں یہ کیفیت گویا خاموشی کی محاسن ہے۔ اس لحاظ سے ماضی کی حالت ایسی ہے جیسے وہ خاموشی اور تنہائی کی حالت میں طوبیٰ کے زیرِ سایہ چلا ہو۔

ہنگامہ دل کش است نویدِ مخلصِ پیست؟ اندیشہ بے غش است نیازم بہ پند نیست

لغت : قندہ : میرے لیے خوشخبری۔۔۔ ہے قندہ صاف آلودگی سے پاک۔۔۔ اور قندہ فکر سوچ۔۔۔ چہا نصیحت۔۔۔
 ترجمہ : ہنگامہ دل کش ہے میرے لیے ظہری طوفانی کیا ہے۔ میری سوچ اور فکر ہر طرح کی آلودگی سے پاک ہے اس لیے مجھے کسی چہرہ
 نصیحت کی حاجت نہیں ہے۔ یعنی دنیا کی دولت میں بڑی دل چسپی ہے میرے لیے یہیں محبت کا سلسلہ ہے اس لیے مجھے اس کی طوفانی سے
 دلچسپی نہیں، میرا اپنے پاکیزہ خیالات کی نگاہ مجھے کسی دھند و نصیحت کی ضرورت نہیں۔

سے نوش و تکیہ بر گرم کردگار کن خط پیا۔ را رقم چون و چند نیست
 لغت : تکیہ کرنا: سدا اظہار محروم سا کرنا۔۔۔ خطا: کیر۔۔۔ رقم خور۔۔۔ چون و چند: کیا اور کتنا کیف و کم۔۔۔
 ترجمہ : تو شراب پی اور اس پر دردگار کی بخشش و نصیحت پر محروم سا کر، جام شراب کی تکیہ کوئی لکھی خور نہیں جس کا مطلب کیا اور کتنا ہو۔
 جام پر اندازے کی خاطر کچھ ملا سکتے ہوتے ہیں تاکہ جو بخوار جتنی پینا چاہے پی لے۔ مطلب یہ کہ جس قدر چاہو پیو، خاص مقدار کی قید
 نہیں، جتنے دلی خواہشات اقدس ہے۔ جام نے خوب پینے کی بات یوں بھی کی ہے۔

پیا جس قدر لے شب مستب میں شراب اس بلخی مزاج کو گرمی ہی راں ہے
 غالب من و خدا کہ سر انجام پر شکل غمراہ شراب و انہ و برقاب و قد نیست
 لغت : من و خدا مجھے خدا کی قسم۔۔۔ پر شکل برسات۔۔۔ انہ: ام۔۔۔ برقاب: غصہ اپانی۔۔۔ سر انجام: نتیجہ۔۔۔
 ترجمہ : غالب مجھے خدا کی قسم یعنی خدا کو اسے کہ برسات میں شراب، ام، برقاب اور قد کے اعلیٰ بات نہیں بنتی۔ یعنی یہ موسم ایسا ہے کہ
 اس میں غمراہ غمراہ ان چیزوں کے کھانے پینے کوئی چاہتا ہے۔

غزل # 20

منع ما ازبہد عرض احتسابے بیش نیست نقشب! انشودہ انگور آبے بیش نیست
 لغت : احتساب: کوئی احتساب کوئی بارو کیر۔۔۔ نقشب: کوڑا ہل۔۔۔ انشودہ انگور: انگور کا رس، شراب۔۔۔
 ترجمہ : اے کوڑا ہل! میں شراب نوشی سے روکنا تو خدا کی ایک بارو کیر ہے، ورنہ انگور کا رس پانی سے زیادہ تو کوئی چیز نہیں۔ کوڑا ہل یا
 نقشب کا کام ہے کہ وہ مصرع اشیا کے استعمال پر پکڑ رکھ کر کہے۔ جام نے شراب نوشی سے منع کرنے پر اس دلیل سے اپنا دھار کیا ہے کہ
 شراب بھل انگور کا رس ہے اور اس لحاظ سے پانی ہے۔

رنج و راحت بر طرف، شلبہ پر ستانم ما روزخ از سرگرمی نازش عجبے بیش نیست
 لغت : رنج و راحت: ہم چیزوں کے ہر ستار یا عاشق ہیں۔۔۔ سرگرمی نازش: اس محبوب کے بازی حرارت و گرمی۔۔۔
 ترجمہ : رنج و راحت کی بات پھر تو ہم کو محبوب کے ہر ستار ہیں عاشق ہیں۔ دلی روزخ کی بات تو وہ اس محبوب کے بازی حرارت و گرمی
 کی بنا پر ایک عجب سے جوہر کہہ کر کہہ نہیں ہے۔ ایک عاشق کے لیے رنج اور راحت بے معنی چیز ہے اس کی تو کلام تو تو جاپنے محبوب کی
 طرف ہے اس میں اسے دکھ پہنچے یا راحت کا سلسلہ ہو اس سے اسے کوئی دلچسپی نہیں۔

خارج از ہنگامہ سرآسارہ بیکاری گذشت رشتہ عمر خضر بد حسابے بیش نیست
 لغت : سرآسارہ: سرآساز ہری طرح۔۔۔ خضر: باہر نکل۔۔۔ رشتہ: دھاکا سلسلہ۔۔۔

ترجمہ : فخر کی حیات جلوں کا سلسلہ سراسر چنگوں اور نقوش سے ظلی نگاری میں گذرا گذر رہا ہے، گویا اس کا ریشہ مریخ کا ایک حصہ ہے۔ (دو لمحی کیر جو حلیہ میں کھینچ کر اس کے نیچے سے حلیہ نکلتا شروع کرتے ہیں۔ صاحب نے مریخ سے حلقہ حلقہ نکلتا ہے۔)

ہمارے عمر طاقتوں دوستداران است چہ حظ برد خضر از عمر جلوں، تما
(زندگی کی ہمارے دوستوں سے میل ملے میں ہے، مریخ غلی کی اس حیات جلوں سے کیا لطف اٹھائے گا)
قطرہ و موج و کف و گرداب، بیگون است و بس ایس من و مائی کہ یی بلند حبابے بیش نیست
لغت : کف پانی کے اوپر بننے والی جھک۔ گرداب، بھنور۔ بھنور، بھنور۔ مراد سمندر۔ من و مائی میں اور ہم ہوئے۔ یی بلند، فخر کرتا ہے۔

ترجمہ : قطرہ، موج، کف اور گرداب بھی سمندر ہی ہیں اور بس یہ ہیں اور ہم پر پھولے نہ ملایا فخر کرنا محض ایک حباب ہے۔ قطرہ وغیرہ کا وجود سمندر ہی کے حلقوں سے دور نہ ہو، کیونکہ بھی نہیں ہیں اسی طرح ہمیں اور ہم کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے، اگر ہمارے توہ لاکھت کے حوالے سے ہے جس کی تخلیق اس خالق و مانی نے کی ہے۔

خویش را صورت پرستل ہرزہ رسوا کرد اند جلوہ یی نامند و در معنی نقابے بیش نیست
لغت : صورت پرستل، ظاہر پرست لوگ۔ ہرزہ، فتنوں، بے رحمی۔ جلوہ یی نامند، اسے جلوہ کہتے ہیں۔ در معنی، حقیقت میں۔
ترجمہ : ظاہر پرستوں نے خود کو بے رحمی رسوا کر لیا ہے کیونکہ جسے وہ جلوہ کہتے ہیں وہ حقیقت میں ایک نقاب سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔ گویا نام ہے کہ لاکھت کی ہر برتے میں اس محبوب حقیقی کا جلوہ کار فرما ہے۔ معنی کے بغل۔

برگ درختان بجز چیش خداوند ہوش ہر دورے و فرہیت معرفت کرا مگر
یہ دراصل ایک آیت کا شعری ترجمہ ہے۔ یعنی ہر برتے میں وہ جلوہ فرما ہے۔ نقاب اسے جوہ کی بجائے نقاب کا نام دیتا ہے۔ گویا لاکھت کی ہر برتے اس ذات کے معنی کا ایک پرہ ہے۔

شوقی اندیشہ خویش است سراپاے ما نگو پود ہستی مانج و تابے بیش نیست
لغت : شوقی اندیشہ خویش، اپنی سوچ اور فکر کی شوقی۔ سراپا، سراسر۔ پود ہستی، پود ہستی مانج و تابے، کہ در گرداب است الجھا ہوا۔
ترجمہ : یہ سراسر ہماری اپنی سوچ کی شوقی ہے دور نہ ہماری ہستی یا خداوند پود ہستی مانج و تابے سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ یعنی انسان کی حقیقت اور اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے یہ ایک ایسا الجھا ہوا سوال ہے جسے آج تک کوئی حل نہیں کر سکا۔ خود بغل غالب!

ہستی کے مت قریب میں آجائو اسد عالم تمام حلقہ دام خیال ہے
مافوق ثرازی نے ذرا بدل کر یہی بات کی ہے۔

کس نہ دانست کہ منزل کہ مقصود کجاست این قدر ہست کہ بانگ جر سے یی آید
کسی کو یہ خبر نہیں کہ ہماری منزل خصوصاً کئی ہے! اہل بیت اے کہ قلعے کی تختی کی کوئی اور نہ ملے دے دی ہے۔
زخم دل لب تشنہ شور تبسم ہائے قست ایس نمکد انما بہ چشم ما سراپے بیش نیست

لغت : لب تشنہ، پیاسہ۔ شور، شگ۔ سراپے، ایک لہجہ نظر۔
ترجمہ : (حقیقت یہ ہے کہ) امارا زخم دل تیرے تبسم کے شگ کا پیاسا ہے، دور نہ یہ جو عالم حلقہ ان ہیں یہ ہماری نگاہوں میں محض ایک

فریب نظر ہیں۔ عاشق کو محبوب کی طرف سے پہنچنے والے دلم دل لذت کا باعث بنتے ہیں۔ اس کا سکرانا کو عاشق کے دلم دل پر محسوس ہوتا ہے جس سے عاشق لطف اندوز ہوتا ہے، عام تک میں یہ بات کمال؟

نامہ بر از پیشنگاہ ناز مکتوب مرا پائے آوردہ است اما جوابے بیش نیست
لغت : پیشنگاہ : ناز کا پانا، ناز، فرشتہ۔ پائے : ایک جواب۔ آوردہ : آتا ہے۔ جوابے : مراد صاف یا کورا جواب۔

ترجمہ : نامہ بر اس (محبوب کی) بارگاہ ناز سے میرے خط کا جواب تو لایا ہے لیکن وہ جواب محل صاف یا کورا جواب ہے۔ یعنی محبوب نے اپنے عاشق کے مکتوب کو اس قدر نفی میں سمجھا کہ اس کا مطلب جواب دیا جائے بلکہ اس نے واضح طور پر رد فرمایا ہے۔

جلوہ کن، منت منہ، از دورہ کتر نیست حسن با این تکیا کی آفتابے بیش نیست
لغت : جلوہ کن : سامنے آنا، اظہار دکھانا۔ منت منہ : احسان نہ دہنا۔ تکیا کی : تکیا کی۔ جلوہ کن : جلوہ دکھانا۔

ترجمہ : سامنے آنا اور اپنا جلوہ دکھانے پر کوئی احسان نہ دہنا، آخر میں دورے سے کتر تو نہیں ہوں۔ اگرچہ حسن میں بھی چمک چمک ہے لیکن وہ سورج سے تو بڑھ کر نہیں ہے۔ سورج نکلتا ہے دورے وجود میں آجاتے ہیں۔ عاشق خود کو دورہ اور محبوب کو آفتاب قرار دیتا ہے۔ تو جس طرح سورج نکلنے سے زمین کو وجود ملتا ہے اسی طرح محبوب اگر عاشق کو اپنا جلوہ دکھائے تو اس سے عاشق کو گواہی زندگی ملتی ہے۔

چند رنگیں بکشت و کش، تکلف بر طرف دیدہ ام دیوان غالب انتخابے بیش نیست

لغت : رنگیں بکشت و کش : دل کو بھانے والی باریک یا کمری باتیں۔ تکلف بر طرف : کسی بات یا شخص کے بطور، صاف صاف کہنا ہوں۔

ترجمہ : تکلف بر طرف میں نے غالب کی شامی میں چند رنگیں و کش بکشتے پائے ہیں، چنانچہ میں نے اس کا دیوان دیکھا ہے وہ سراسر ایک انتخاب ہے۔ انتخاب و کش و سحر کا کیا جانا ہے۔ غالب نے نعل سے کام لیتے ہوئے اپنے پورے دیوان کو در کش و رنگیں نکلتا کا مجموعہ قرار دیا ہے۔

غزل # 21

لذت حشمت ز فیض بے لوائی حاصل است آن چہنک ننگ است دست من کر چہنداری دل است

لغت : فیض : برکت، فائدہ، عقل۔ بے لوائی : بے سلائی، ننگ و سحر۔ چہنداری : تو فیض کیسے دے گا۔
ترجمہ : مجھے جو عشق کی لذت حاصل ہے تو یہ میری بے لوائی کے فضل ہے۔ میرا ہاتھ اس قدر ننگ ہے کہ جیسے وہ دل ہو۔ ننگ و سحر، عقلی و فطری حاکم ہے بلکہ ننگ دل، غم و اندوہ کی۔ غالب نے ہاتھ اور دل کے ساتھ ننگ کا اضافہ کر کے اپنی دونوں حالتوں کی گواہی دکھائی ہے۔

ہم بقدیر جو خوش دریا غنودہ است موج تیغ سیراب از روئی ہائے خوں نیکل است

لغت : خوش : دلگوش، ہوش پائی کے سمجھنے۔ غنودہ : غلتا رہا۔
ترجمہ : دریا یا سمندر میں جس قدر ہوش و غلام ہو گا گہرا ہی قدر طاقتور اور زوردار ہو گی۔ چنانچہ اسی طرح نیکل کے خون کی روانوں سے

حقیرا ہے۔ اصل بات یہ کہ مشق کے ہاتھوں مائع کے قتل ہونے کے خوف وجہ یہ ہے کہ ان میں قوت آتی ہے اور سرے سرے میں کہ اس کی وضاحت کے لئے مثال پہلے مصرعے میں دے دی۔

وایے لب گردل ز آب تشنگی نہ گدازدم سے گساراں مستو من مخور و ساقی غافل است
نعت : وایے لبہ ہونٹوں پر انوس۔۔۔ سے گساراں سے طور۔۔۔

ترجمہ : بخور تو نئے میں دمت چڑے ہیں میں غدار کا لہرا ہوا ہوں، جبکہ ساقی کوئی توجہ نہیں کر رہا اب اگر اس صورت حال میں میرا دل پیاس کی حد تک وگرنے سے بکھل نہ جائے تو میرے ان پیاسے ہونٹوں کی حالت پر انوس ہو گا۔

ورغم بنو تغافل عالم از بیدارو عمر پردہ سارو لغاضم پشت چشم قاتل است
نعت : تغافل غفلت ہے تو بھی۔۔۔ بیدارو علم، فہم۔۔۔ پردہ، سوستی کی اصطلاح یعنی سرے۔۔۔ پشت چشم، عرواۃ العہد غفلت۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے قاتل (محبوب) کی غفلت اور بے توجہی کی نیند میں بکرا ہوا ہوں جس کی وجہ سے میں اپنی زندگی کے علم و حرم (میر و کرم) فہم کے ہاتھوں بھلا ہوں۔ میری فریاد و غل کے ساری لے قاتل کے تغافل کا نتیجہ ہے۔ یعنی اگر قاتل غفلت سے کام نہ لے اور مجھے قتل کر دے تو دکھوں سے میری جان بھوت جائے گی۔

بسکہ ضبط عشق غم فرسود اعضاے مرا راز دل از ہم تشیانم خشن مشکل است
نعت : فرسودہ گھساہٹ، نکوڑ کر دیئے۔۔۔ خشن، چھپا۔۔۔

ترجمہ : میں نے عشق غم یعنی عشق کو اس حد تک برداشت کیا کہ میرے اعضا کھن کے رہ گئے، نکوڑ و بھوت ہو گئے۔ ظاہر ہے اس حالت میں میرا اپنے ہم نیٹوں سے راز دل چھپا یا مشکل ہے۔ یعنی میری یہ حالت دیکھ کر وہ خود ہی جان جائیں گے کہ میں کسی کے عشق میں گرفتار ہوں۔

شہری دل نیست مگر حسرت مرا این جازچہ رو چشم اہل دل زبان دانہ لکھو ساقی است
نعت : ازچہ رو، کس لئے، کس بنا پر۔۔۔ ساقی : سوال کرنے والا۔۔۔ زبان دانہ : زبان جاننے والا، راز سے آگاہ۔۔۔

ترجمہ : اگر حسرت، دل کی شہری (دل میں رہنے والا) نہیں ہے تو پھر میں کس بنا پر اہل دل کی آنکھ ساقی کی نگاہ کی زبان دانہ ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی کسی نہ کسی آرزو کے پوری نہ ہونے کی حسرت کا شکار ہے۔ چنانچہ جب ایسے دو شخص کا آپس میں آگاہی ہو جائے تو ایک دوسرے کی نگاہوں سے یہ جان جاتے ہیں کہ ان کی اپنی کسی آرزو کی حسرت کا شکار ہے۔ میں ایسے شخص کے لئے ساقی کا کلمہ استعمال ہوا ہے۔

پایہ فروچی از دے کام دل نواں گرفت نقشہ ماہر کنار آب جو پا در گل است
نعت : کام دل، دل کی آرزو، حلقہ۔۔۔ پا در گل : گچھڑیں یا لعل میں جھنسا ہوا پاؤں، ہوا اپنی جگہ سے اٹ نہ سکے، لاپرواہ۔۔۔

ترجمہ : (اس محبوب سے) تمام تر قوت کے بل بوتہ پر دل کی تمنا اس سے پوری نہیں ہو سکتی۔ گویا ہمارے پیاسے یعنی دل کی حالت اس پیاسے کی سی ہے جو ندی کے کنارے پاؤں گل ہو اور پانی قریب ہوتے ہوئے بھی وہ پیاسہ نہ سکے۔

در نور و مشکو از آگهی وایہ ایم تیج و آب رہ نکلان دوری سر منزل است
نعت : نور، دلچسپی۔۔۔ وایہ، اہم، پیچھے رہ گئے ہیں۔۔۔ سر منزل : اصل منزل میں پہنچنا اور مقصد۔۔۔

ترجمہ : ہم نکلان یعنی میں اہم کر حقیقت سے آگاہی کے سلسلے میں پیچھے رہ گئے ہیں، یعنی حقیقت کو جانیں سکتے۔ دوسرا مصرعہ عقیدت کا ہے۔

راستے کے بچ و دم اصل حمل کی دودی کا نشان ہیں۔ راست میں جس قدر بچ و دم ہوں گے اسی قدر حمل تک کا سفر بڑھ جائے گا۔ سو علامت حقیقت کی آنکھ کے راستے میں بچ و دم کی حیثیت رکھتی ہے۔

حمل در اثبات وحدت خبرہ می گردد چرا ہرچہ جز ہستی است بچہ ہرچہ جز حق باطل است

نکتہ : اثبات وحدت کرنا ہوتا۔ خبرہ : حیران و پریشان۔ باطل : بھوت، جس کا کوئی وجود نہ ہو۔

ترجمہ : حمل اس بات وحدت (توحید) میں کیوں پریشان و حیران ہے (یعنی حمل کیوں اس ذات حق کی توحید کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہا ہے) یہودی بھی یہ بات ہے کہ اگر کچھ ہستی (یعنی ہستی مطلق) وجود خداوندی کے علاوہ ہے، تو بچہ ہے اس کا ردی نہیں اور ہر کچھ حق کے علاوہ ہے اور باطل ہے۔ سب کچھ وہی ہے باقی جو کچھ ہے وہ بھی اسی کو کہہ رہے۔ فلسفہ وحدت الوجود کی بات کی ہے۔

ماہل عین خودیم، اما خود ازو ہم دلی در میان ما و غالب، بلو غالب حاکم است

نکتہ : اولیٰ : عین خودیم، باطل یا ہم ایک ہیں۔ دلی : دو ہوتا، ایک ایک وجود ہوتا۔ حاکم : رکھت، مانع۔

ترجمہ : ہم بھی ایک دوسرے کا حمل ہیں لیکن دلی کے دم کا شمار ہونے کے سبب ہم خود کو ایک دوسرے سے الگ سمجھتے ہیں۔ دوسرے نظروں میں ہمارے اور غالب کے درمیان ہم اور غالب کا قصور رکھت چکا ہوا ہے۔ ورنہ ہم غالب سے الگ کوئی دوسرے انسان نہیں ہیں اور نہ غالب ہم سے الگ کوئی اور ہے۔

غزل # 22

ہم وعدہ و ہم منع ز بخشش چہ حساب است جان نیست کمر ز نواں داد، شراب است

نکتہ : چہ حساب است : یہ کیا بات ہوئی، کیا حساب ہے۔ کمر : دہلہ۔ وعدہ : وعدہ، عہدہ میں شراب طور کا وعدہ۔

ترجمہ : (بجست میں شراب طور دلی جانے گی) اس کا وعدہ بھی ہے اور اس (ہم شراب) سے منع بھی کیا جا رہا ہے، یہ کیا بات ہوئی۔ یہ کوئی جان تو نہیں جو وعدہ نہیں دی جا سکتی یہ شراب ہے۔ آخر آخرت میں اگر شراب ملے گی تو یہی دنیا میں شراب پر پابندی کیا سنی؟

در مژدہ ز بوسے فصل و کلخ ز مو چیزے کہ بہ دل بنگلی ارزد، سے ناب است

نکتہ : فصل : شہ۔ مژدہ : خوشخبری۔ کلخ : گل۔ بہ دل بنگلی ارزد : دل کو سہ لینے کے لائق ہے۔ سے ناب : خاص شراب۔

ترجمہ : بجست میں شہ کی باری یا شہر ہو گی اور دھو کے گل ہوں گے، بلاشبہ یہ بہت ہی خوشخبری ہے، بلاشبہ ہر چیز دل کو سہ لینے والی ہے، وہ خاص شراب (شراب طور) ہے۔ ناب ہی کے بقول۔

وہ چہ جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز سوائے بارہ گفام مشکبو کیا ہے؟

لہواسپ کا رفیق و ہویز کبابی آٹھکدہ ویرانہ و میخانہ خراب است

نکتہ : لہواسپ : قدیم ایران کے کبابی خانہ کا ایک بادشاہ۔ ہویز : خسرو ہویز شیریں کا شوہر اور قدیم ایرانی خاندان ساسانی کا مشہور بادشاہ۔

ترجمہ : لہواسپ تو کمال چاہے اور ہویز تو کس جگہ یا کس لیے؟ آٹھکدہ ویرانہ چاہے اور اسی طرح میخانہ بھی ویران کا شمار ہے۔ لہواسپ کا تعلق آٹھکدہ سے تھا، جبکہ خسرو ہویز کی شراب نوشی مشہور ہے، اسی لئے لہواسپ کے واسطے آٹھکدہ اور ہویز کے لیے

ہو گئے کے لگا استعمال کیجئے ہیں۔ یعنی اس دنیا میں کسی کو جانیں۔ بقول مرزا شوق گھنٹی!

موت سے کس کو رشتہ گاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے
اونچے اونچے ممکن ہیں جن کے آج وہ ننگ گور میں ہیں پڑے
از جلوہ بہ ہنگامہ ٹھیکہا ستواں شد لب نقشہ دیدار ترا خلد سراب است

نعت : ٹھیکہا مبرا نکین۔ لب نقشہ: جامہ۔ سراب: فریب نظر۔ ہنگامہ: مروجہ کی گرامی۔

ترجمہ : اس صحن ازل کے جلوہ سے قطع نظر کرتے ہوئے ہنگامے سے دل کی تسکین ممکن نہیں۔ مجھے دیدار کے پاتے کے لئے جنت کی حیثیت سراب سے بڑھ کر نہیں ہے۔ سراب دور سے دور سے پانی نظر آئے۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب حقیقی کا دیدار سب کچھ ہے۔

ہائیں ہمہ دشوار پسندی چہ کند کس تپاوردہ بر انداختہ در بند حجاب است

نعت : پردہ برداختہ: پردہ اٹھایا۔

ترجمہ : اپنی تمام تر دشوار پسندی کے باوجود کوئی کیا کرے کہ اس محبوب حقیقی نے ہمارے حیرے سے پردہ تو اٹھالیا ہے لہٰذا بنور حجاب میں ہے۔ یعنی کائنات کی ہر جہت میں اس کا جلوہ کار فرما ہے جو گویا پردہ اٹھانے کے بعد اُن کی ذات و صفات خود سامنے نہیں آتی جو گویا حجاب ہے۔

دوشینہ بہ مستی کہ کید است لبش را؟ کامروز بہ چنانہ سے در شکر آب است

نعت : دوشینہ: گذشتہ رات۔ کید است: کید، است یعنی چہ سا ہے۔ کامروز: کہ امروز کہ آج۔ شکر: شیرینی، مٹھاس۔

ترجمہ : گذشتہ رات کس نے عالم مستی میں چنانہ شراب کے ہونٹوں کو چہ سا ہے کہ آج اس کی دج سے شراب کے دانے میں مٹھاس آگئی ہے۔ "کس نے" گویا تجھ کو مار قند کی مثال ہے۔ یعنی یہی عاشق کی مروجہ محبوب ہے جس نے اپنے شیریں لہو سے جام کے کنارے کوچہ سا اور یوں شوب کا قند شیریں مٹھاس والا ہو گیا۔

آں قلوبم دارم کہ ہما ز جنم چنداں کہ قند صافدہ پاراں در آب است

نعت : قلوبم: سندر۔ دل: جتنے کانٹوں۔ چنداں: جس قدر۔ قند: کرے۔ صافدہ: غلی، شعلہ برقی۔

ترجمہ : ہم عشق کے داغوں کو، سندر دہیں کہ ہم بہ دوزخ سے جس قدر بھی غلی کے شعلے کریں، وہیں ہمیں گھس کے جھکے پانی پر بارش ہو رہی ہو۔ یعنی عشق حقیقی کی جس آگ میں جلتے ہیں، اس کے مقابلے میں جنم کی آگ ان کے لئے گویا خط کہ کاہٹ ہے، جسے پانی پر بارش کا نام دیا گیا ہے۔

سرگرمی ہنگامہ ظلمات نہ دارم فتنے کہ من از دل ظلم بوع کہاب است

نعت : ظلمات: جمع ظلم، صوفی کی لاف و کراف اپنی کرامات کے بارے میں ان کی دھمکی۔ سرگرمی: حرارت۔

ترجمہ : مجھ میں صوفی کی سی اپنی سیدھی اور لاف و کراف باتوں کی حرارت و گرمی نہیں ہے۔ میں تو اپنے دل سے جس فیض کا ظلمگار ہوں، وہ بوع کہاب ہے۔ بوع کہاب سے مراد عشق میں دل کاہٹ جتنا ہے۔ جو عاشق کے لئے لذت کا باعث بنتا ہے۔ عاشق، صوفی کی طرح بوجہ ہنگامہ نہیں کرتا۔

ہم چشمی آئینہ لگند از نظر ما باراکہ ز بیداری دل دیدہ بہ خواب است

نعت : ہم چشمی: ہم مروجہ ہو، ایک جیسے ہو۔ لگند: گرگی۔

ترجمہ : آجینے کی ہم ناشی ہماری نظروں سے گر گئی، اس لیے کہ ہماری بیوہ کی دل کی وجہ سے ہماری آنکھیں خیر میں کھوٹی ہوئی ہیں۔ یعنی ہماری آنکھیں آجینے نہیں دیکھتیں بلکہ ہمارا دل بیوہ ہے جس پر سب احوال مہل ہو جاتے ہیں۔

تا غالب مسکیں چہ تھمتع ہوا از تو برداشتہ ای آں چہ خود از چہوا نقاب است
نعت : قحط : قحط، قحط، قحط حاصل کرے۔ برداشتہ ای : تو نے اٹھایا ہے۔

ترجمہ : اے غالب مسکیں تجھ سے اپنی تیرے جلوہ حسن سے اکیلا قحط اٹھا سکتا ہے، اے کیا لطف مل سکتا ہے، اس لیے کہ تو نے جو کچھ اپنے چہرے سے اٹھایا ہے وہ خود ایک نقاب کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ یعنی کائنات کی برکت میں اس محبوب مطلق کے جلوے کا فرما ہیں۔ یہ گویا چہرے سے نقاب اٹھانے کی حالت ہے لیکن وہ ذات مطلق خود سامنے نہیں آئی، نظر نہیں آئی، جو گویا نقاب کی ایک صورت ہی بنی ہوئی ہے۔

غزل # 23

بس کہ از تپ نگہ تو ز آسودن رفت
بلوہ چوں رنگ خود از شیشہ پالودن رفت

نعت : تب : نگاہ، نگاہ کی حدت، گری، چمک۔ آسودن : آرام کرنا۔ پالودن : آلودہ ہونے سے۔

ترجمہ : تجری نگاہوں کی چمک سے بے حد حائر ہو کر شراب کا آرام و سکون چاند لہو رو اپنے رنگ کی طرح سرائی کی آلودگی سے ماف ہو گئی، یعنی اس میں کوئی گندگی نہ رہی بلکہ خوب چمک اٹھی۔

ایں سفال از کف خاک جگر گرم کہ بود؟
دست شستیم ز سہبا کہ بہ بیودن رفت

نعت : سفال : مٹی، مود جام سفلیں، مٹی کا پلہ۔ دست شستیم : ہم نے ہاتھ دھو لئے، یعنی عروم ہو گئے۔ بیودن : بہنا، یعنی ابلنا۔

ترجمہ : یہ جام سفلیں کس (مرد ناشی) کے جگر گرم کی مٹی، بھر خاک سے بنا ہوا تھا کہ ہم نے جو شراب اس میں ڈالی، اس (جام) نے جذب کر لیا اور ہم شراب سے عروم ہو گئے۔ یعنی گری جگر سے وہ بالکل خشک ہو گئی۔

خیز و در دامن بلوہر آویز بہ عذر
گر ثبت تیرہ بہ دلیخ مرزا نکشودن رفت

نعت : خیز : اٹھو۔ در دامن : دامن سے پٹ پٹا۔ ثبت : جمی رہا۔ عذر : تہدیک۔ نکشودن : نہ نکلتا۔

ترجمہ : اگر تجھی سیاہ رات، چلیں گے کہ کھولنے کے فم میں گندہ گی اپنی تو ساری رات کو خواب رہا تو کوئی بات نہیں، اب تو اٹھ اور اسی بلانے مٹی کی ہو اگر دامن تمام لے۔ یعنی رات تو سوتے میں گن گئی، اب مٹی کی ہو اور خطر سے بچا، عذر ہو۔

ہرچہ از گریہ فغانم بہ لشردن ریخت
ہرچہ از نالہ رسامم بہ نشودن رفت

نعت : فغانم : ہم نے پلڑا نہ آسودہ بلے۔ لشردن : نہ گئے ہوئے۔ ریخت : گرائے۔ رسامم : ہم نے پہنایا۔ نشودن : نہ نہ۔

ترجمہ : ہم نے جس قدر بھی آنسو بہا، وہ کتنی کے بغیر گریے۔ یعنی پکار گئے، اور اپنا ہر دیکھو اور غم، نالہ و فریاد کے دھیلے سے اس محبوب تک پہنچایا، پہنچانے کی کوشش کی، وہ سنا لیا نہ ہو گئی۔ یعنی نہ تو ہماری گریہ پر اور نہ نالہ و فریاد، کسی نے توجہ کی۔

ریگ در پلویہ عشق روان است بنوز
تا چہا پایے دریں راہ بفرمودن رفت

لفت : رنگہ ریت۔۔۔ بدیا محراب۔۔۔ غرسورہ گھس گھسے۔۔۔

ترجمہ : عشق کے محراب میں ریت ابھی تک رواں ہے، خدا جانے اسی روا عشق میں کتنے پلاس پلے پلے گھس کر رہ گئے۔ یعنی کتنے ہی عشق، مالم روا کی میں، محرابوں میں محوم محوم کر ختم ہو گئے، لیکن بدیا عشق کی گری و فیض اسی طرح برقرار ہے۔

باخت از بس کہ زلفا بہ تماشاے تو رنگ از حیا بدور زنداں بہ گل اندودن رفت

لفت : باخت : اڑ گیا۔۔۔ از بس کہ : بہت زیادہ اس قدر کہ۔۔۔ گل اندودن : مٹی کی لپائی کرنا۔۔۔ زنداں : قید خانہ، محرابوں حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کیا گیا تھا۔۔۔

ترجمہ : تھو جلاہ حسن و دلکہ کر زلفا ابھی عشقی حسینا کے چہرے کا رنگ اس قدر اڑ گیا (زور دیا گیا) کہ وہ شرم کے مارے قید خانے کی طرف چلی گئی تاکہ اس کے دروازے پر مٹی کی لپائی کر دے۔ زلفا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قید خانے میں سفیدی کر دی تھی، شاعر کے مطابق محبوب کے جلوہ حسن سے بے حد حائر ہو کر اس نے وہی مٹی کی لپائی، جس کا رنگ زور دیا ہے، کر دی۔

برنگ . ما . بکم رحم کہ یک عمر گنلا ہم بتاراج سبک دستی بخشودن رفت

لفت : رنگ : گیم، میری نگ دستی۔۔۔ بتاراج سبک دستی : ہاتھوں کی چستی یا صلاحت کی کوٹ ماریں۔۔۔ بخشودن : بخشہ بخش کرنا۔۔۔

ترجمہ : میری نگ دستی پر رحم ہو کہ گناہوں میں بسر میری عمر کا کھتہ سانسہ یعنی سہاگہ بخشش کی سبک دستی کی نذر ہو گیا۔ یعنی میں تو عمر بھر گناہ کرتا رہا اور اس ذات کہ میں نے میرے گناہوں کی بخشش فرما کر میرے اس سہانے گنلا کو کوٹ لیا۔ اپنی گناہگاری کو خدا کی بخشش و رحمت کی بات کی ہے۔

داغ ترستی اشکم کہ زافسردن دل ہرچہ درگریہ فزودم در افروزدن رفت

لفت : ترستی : کسی چیز میں باہر ہونا، مرو چستی۔۔۔ افروزدن : بخشنہ افروز ہونا۔۔۔ فزودم : ہم نے بڑھایا، اضافہ کیا۔۔۔ افروزدن : بڑھانا۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے اشکوں کی ترستی کے ہاتھوں داغ ہوں، جل گیا ہوں کہ ہم نے اس میں سے دل کی افسردگی کے باعث جس قدر گریہ و زاری یا رونے دھونے میں اضافہ کیا وہ اضافہ کرنے میں ناکام ہو گیا۔ عاشق افسردگی دل کا شکار ہے اور دھڑا دھڑا آنسو بہا رہا ہے۔ وہ اب دل میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہے لیکن جو چند آنسو بقی رہ گئے تھے وہ اس کو شش میں ختم ہو گئے۔

شت دشو مشغلہ شوخی ایر کرم است دژم آں غرقہ کہ با داغ نیالودن رفت

لفت : شت دشو : دشو یا ک صاف کرنا۔۔۔ دژم : غمناک، افسردہ، غمناک۔۔۔ نیالودن : آلودہ ہونا یا گندنا ہونا۔۔۔

ترجمہ : اس ذات کہ میں در غم کے ایر کرم کا یہ شرع مشغلہ ہے کہ وہ دھڑا دھڑا ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ اپنے دھم و کرم سے گناہوں کی آلودگی کو صاف کر دیتا ہے) صاف کر دیتا ہے اس کو زنی کی حالت افسردہ، غمناک ہے جو کسی داغ (داغ گناہ) کی آلودگی کے بغیر ختم ہو جائے۔ یہ گناہ اس کی بخشش سے محروم ہونے کی علامت ہے۔

دعای خواست درو بر اثر من غالب ہرچہ تو بود بہ سوداے چو من بودن رفت

لفت : دعای : دعا، دعا، دعا، رقیب، حریف۔۔۔ بر اثر من : میرے پیچھے پیچھے، میری پیروی میں۔۔۔ تو : انا، اس کا اس کے پاس۔۔۔

ترجمہ : غالب حریف نے میرے پیچھے پیچھا چاہا، یعنی میری پیروی کرے اٹھن شعریں بھی ہو سکتی ہے اور جذبہ عشق میں بھی، لیکن اس پیروی کے بجز میں اس کے پاس اپنے ہو، جو خواہو بھی ناچار رہا۔ یعنی میری پیروی میں وہ میری طرح اہم ہو کر اپنا سب کچھ کو بیخلاف

غزل # 24

نگہ چشم نل و زجرہ بھیں پیدا است شگونی توز انداز، سر و کیں پیدا است

لغت : نل: بھی ہوئی، پوشیدہ۔۔۔ زجرہ: پھسل۔۔۔ شگونی: شگونی، شگونی۔۔۔ کیں: دھنسی، عداوت۔۔۔

ترجمہ : تجوی نگاہ تو آنکھوں میں پوشیدہ ہے اور تجوی پوشی پر شکن نہیں ہے۔ تجرے محبت اور عداوت کے انداز سے تو انوکھی نہیں لیاں ہے، ظاہر ہے۔ نگاہ کا آنکھ میں چھپے ہوئے یعنی مستور کا عاشق کی طرف چوری چوری دیکھیں سے دیکھنا محبت کی علامت ہے جبکہ ہاتھ پر تجریوں اس کے نیکہ و فخر کی علامت ہیں۔ دوسرے لفظوں میں "اجعل خدیجی" اور "ہم تکلف چریں کا ایک جگہ جمع ہونا محبوب کی طبیعت کے انوکھے پن کو ظاہر کرتا ہے۔

نظارہ عرض، جہات ز نو بہار گرفت شگوہ صاحب فرمن ز خوشہ بھیں پیدا است

لغت : عرض: بیان کرنا، اندازہ لگانا۔۔۔ شگوہ: شگنی و شوکت۔۔۔ صاحب فرمن: غلے وغیرہ کے ذخیرہ گاہک۔۔۔ خوشہ بھیں: گرے ہوئے گلے یا دارنے افغانے، دھنسی حاصل کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : نگارے نے نو بہار (آٹھ بہار) سے تجرے حسن و عمل کا اندازہ لگایا۔ صاحب فرمن کی شگنی و شوکت کا پچا ٹوٹ بھیں سے چنا ہے۔ خوشہ بھیں سے یہاں مراد عاشق کی تحریریں ہیں اور فرمن کا ایک محبوب ہے۔ بہار میں خوشہ کھل اور حسن و دلکشی ہے عاشق کو اس میں محبوب کا سا جلوہ نظر آتا ہے، چنانچہ اس کی نگاہیں اٹھ کر نگارہ کو لگایا ہے اس سے خوش بھیں کر لیتی ہیں۔

رسید تیج توام بر سر و ز سینہ گذشت زبے شگونی دل کہ از جہیں پیدا است

لغت : رسید: پہنچی، گئی۔۔۔ گذشت: گذر گئی۔۔۔ زبے: کیا کہنے، بہت خوب۔۔۔ شگونی: شگنی، نا زکی، شہابی۔۔۔

ترجمہ : تجوی نگارہ صرف سر پہنچی اور سینے یا دل سے گذر گئی۔ ہلکی سی شگنی سے ظاہر ہونے والی شگونی دل کے کیا کہنے ہیں۔ محبوب کی نگارہ عاشق کے سر گئی ہے جس سے اس کا دل گویا باغ بلبا ہو گیا ہے اور یہ کلیتہً عاشق کی پوشی سے ظاہر ہو رہی ہے۔

بجزم دیدہ خوں بار کشتہ ای مارا ترا ز دامن و مارا ز آستیں پیدا است

لغت : خوں بار: خون برسائے دلی۔۔۔ کشتہ ای: تو نے مارا ہے، قتل کیا ہے۔۔۔

ترجمہ : تو نے میں ہلکی خوں بار آنکھوں کے جرم میں قتل کیا ہے۔ یہ امر تجرے دامن اور ہلکی آستیں سے ظاہر ہے۔ عاشق کی آنکھیں خون کے آنسو ہو رہی تھیں، محبوب نے اس جرم میں قتل کیا جس سے اس کے دامن پر خون کے چھینٹے پڑ گئے اور عاشق چونکہ خوش آنسو آستیں سے صاف کرنا ہوا تو اس نے ان دونوں ہاتھوں سے یہ امرواض ہو گیا۔

زبے لطافت پرداز سخی ابر بہار کہ ہرچہ در دلی بلا است از زمیں پیدا است

لغت : لطافت: خوبی، مہرگی، نرمی۔۔۔ پرداز: آراستگی، اظہار۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار کے ہلکی سخی کو خوشی کی پردازی خوبی و مہرگی کے کیا کہنے ہیں، کیونکہ جو کچھ ہوا کے دل میں ہے وہ زمین سے ظاہر ہے۔ موسم بہار میں ہلکی برسات ہے تو زمین پر پھول کھڑے سے نکل اٹھتے ہیں اور زمین کی آراستگی کامیاب بنتے ہیں۔

فقیہہ رگ جہاں سر بسر گداشتہ شد ز تیج و تاب نفساے آفتخیں پیدا است

لغت : فقیہہ: حق۔۔۔ گداشتہ: پھیل گئی۔۔۔ خصلے: آفتخیں، آگ کی طرح گرم سانس، فواریں۔۔۔

ترجمہ : ہماری آنکھیں سانسوں (اکھروں) فریادوں کے بیچ دو تپ سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ہماری رگ جہاں کاغذ مل کر ہماری طرح پھیل چکا ہے۔ رگ جہاں کو جی کھائے۔ مطلب یہ کہ عاشق کی جہاں ایسی آنکھیں آئیں بھر بھر کر اور فریادیں کر کے ختم ہو گئی ہے۔

نفس گداختن جلوہ در ہوائے قدش زخوے فطانی آں روے ملا نہیں پیدا است
لغت : گداختن : بھلاؤ۔ ہوا : فضا۔ خوے فطانی : بیدار ہوئے۔

ترجمہ : گناہ ہے کہ اس کے (آنکھوں) اتنی فضا میں جلوہ یعنی نگار، حسن، طرز پھل کے رہ گیا ہے اور یہ بات اس مشق کے باوجود ہرے سے چھپنے والے پتے سے مٹوم ہو رہی ہے۔ محبوب کے دھنسل تو کی مٹا کر مٹا کر آؤں گی سے کی ہے۔

عیار فطرت حشیشیں ز ما خیزد صفایہ ہوا ازیں دُرو ز نفس پیدا است
لغت : عیار : ہوا۔ حشیشیں : سیار۔ حشیشیں : جمع حشیش، قدم یا پلے گدے سے ہونے والی۔ درو : آہستہ۔ دھنسل : بچے بچہ ہوئی۔

ترجمہ : پرانے لوگوں یا استبداد شعرو کی فطرت کا سیار ہمارے ہی دم سے نکلا ہے۔ شراب کی پاکیزگی اس دھنسل جھٹ سے ظاہر ہے۔ غالب نے استبداد فن کی پاکیزہ شراب سے اور خود کو درد دھنسل سے تھپہ دی ہے۔ یعنی غالب نے استبداد فن سے اپنی نسبت چکی ہے ہر چہ وہ ان کے مقام تک نہیں پہنچا۔

ذہے شکوہ تو کاندہ طراز صورت تو زخود برآمدن صورت آفریں پیدا است
لغت : کاندہ : کہانہ۔۔ طراز : صورت۔ شکل۔ صورت کے شکل و نگار۔ صورت : کائنات۔۔ صورت آفریں : صورت پیدا کرنے والا خدا خالق۔۔

ترجمہ : مجھے (حسن) کی شان و شوکت کے کیا کہنے؟ گناہ ہے کہ تجھی شکل و صورت کے ستارے میں خالق صورت انداز خود دہر آگیا ہے۔ اپنی ذات سے دہر آگیا ہے۔ یعنی میرے حسن سے اس خالق کائنات کے حسن کا پتہ چلا ہے۔ جب تو اس قدر حسین ہے تو اس کا حسن کس قدر عظیم و دلکش ہو گا۔

نملو نرم ز شیرینی خن غالب بلبان موم ز اجزائے انگبین پیدا است
لغت : نملو نرم : نرم فطرت۔ بلبان موم : موم کی طرح۔۔ انگبین : شہ۔

ترجمہ : اے غالب! ہماری نرم فطرت و طبیعت ہمارے کام کی شیرینی سے اس طرح روشن و فحلا ہے جس طرح شہ کے اجزاء سے موم کا پتہ چلا جاتا ہے۔ یعنی ہمارے کام سے پتہ چل جاتا ہے کہ ہم نرم طبیعت کے مالک ہیں۔

غزل # 25

گر بار نیست، سایہ خود از بید بود است بارے بگو کہ از تو چہ امید بود است

لغت : بار : بھل۔ بارے : بارے۔ آخر، آخر کار، بہر حال۔

ترجمہ : اگرچہ بید کے وقت کو بھل تو نہیں لگا لیکن سایہ تو خود اس کا رہا ہے، بہر حال تو یہ خاک تھو کہ کیا امید ہو سکتی ہے۔ بید کا بھل نہ سہی اس کے سامنے تو آدمی بٹنے کر آدم کر سکتا ہے، لیکن محبوب سے تو سامنے کی بھی توقع نہیں۔

شلام ز درد دل کہ بہ منظر گلیب ریخت گرائی زلفی۔۔۔ رامت جاوید: پیش پیش کی رامت۔۔۔

ترجمہ: میں اپنے درد دل سے خوش ہوں کہ اس نے میرا قہقہہ کے دماغ میں ایک ایسی ٹامپیدی ڈال دی یعنی پیداکردی ہے جس سے میری رامت جاوید کا سلطان ہوا ہے۔ جب کوئی امید پوری ہو جائے تو بات ختم ہو جاتی ہے، بصورت دیگر عاشق کی توجہ بہ متور معشوق کی طرف رہتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انسان کی کوئی امید پوری نہ ہو تو اسے افسوس ہوتا ہے اور دیرپا عجز سی کاٹکا ہو کر سکون سے رہنے لگتا ہے۔

خالم ہم از نملو خود آزادی کشد بر فرق ازہا اورہ تشدید بودہ است

لغت: نملو طور: اپنی عظمت و طبیعت و خود۔۔۔ آزادا: ٹکف، دک۔۔۔ فرق: سر۔۔۔ ازہا: آری جو دماغ سے دار ہوتی ہے۔۔۔ تشدید: شد جس کی فعل (دماغ) اور انہوں کی صورت میں ہے۔۔۔

ترجمہ: خالم خود اپنے وجود اور اپنی عظمت و طبیعت سے یہ دکھاتا رہتا ہے، یعنی اسے اپنی ذات ہی سے اس کے کہنے کی سزا مل جاتی ہے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح آدے کے سرے تشدید ہے۔ آدے کے سرے تشدید کا مطلب ہے کہ اس کا تشدد تشدد کی طاقت سے ہے اور تشدد بھی چونکہ دماغ سے دار ہے اس لیے آدے کے سرے ایک اور آدے یعنی وہ آدے پر آدے کی طرح چل رہی ہے۔

شہما کند ز روے تو درپوزہ ضیا مد کاسر گدائی خورشید بودہ است

لغت: درپوزہ: بیک۔۔۔ ضیا: روشنی۔۔۔ کاسر گدائی: سگڑول، جس میں فقیر بیک بیک ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ: ہمارے راتوں کو میرے چہرے سے روشنی کی بیک بیک ہوتی ہے، یعنی اس میں جو روشنی ہے وہ تھکے سے حاصل کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہمارا ایک سگڑول کی صورت ہے جس میں وہ سورج سے روشنی کی بیک حاصل کرتا ہے۔ معشوق کا کھٹکاؤ مکاچہ اور کوسورج ہے جس کے سامنے چاند کی کوئی حیثیت نہیں۔

خخ است خخ رشک خخاے خورشیدن شلام کہ دل ز وصل تو نومید بودہ است

لغت: خخ: کردہ، خچی والا۔۔۔ نومید: ناامید، ناام۔۔۔

ترجمہ: مجھے جو اپنی رشک پر رشک ہے تو اس میں تمہیں ہی تمہیں ہیں۔ ہم مجھے اس بات کی سرت ہے کہ میرا دل تجھ سے وصل سے ناامید ہے۔ یعنی اس ناامیدی کے نتیجے میں خخاے خخاے ہو گئی اور یوں اس پر رشک خخاے کی تمہیں سے مجھے بھٹکا رہا کہتا۔

دور ما روزہ طرہ پریشان چہ کی روی سے خور کہ دور زمانہ شب عید بودہ است

لغت: طرہ پریشان: جس کے ہاں کھمرے ہوئے ہوں اور اس شخص کی پریشان حالی کی طاقت ہے۔۔۔

ترجمہ: دور زمانہ کے مینے میں بل کھمرے ہوئے کیا بار بار ہے، یعنی تجھے کوئی پریشان لاحق ہے؟ شراب پی کہ آخر دنیا میں عید کی رات بھی تو ہوتی ہے۔ یعنی باوجود پریشان سے مسئلہ حل نہیں ہوتا، مشکل حل نہیں ہوتی، خوشی خوشی زندگی بسر کر۔

از رشک خوش نوا کی ساز خیال من معزاب نے بنائمن ناہید بودہ است

لغت: خوش نوا کی: اچھی طرز اور نے۔۔۔ معزاب: وہ چھوٹا سا کہ جس سے حجاب ہوتا ہے۔۔۔ ناہید: ایک ستارہ جسے طرہ یا خیزد اور دھڑلک بھی کہا جاتا ہے۔۔۔

ترجمہ: میرے خیال کے ساز کی خوش نوا کی کے رشک سے ناہید کے ہائمن میں باغی کی معزاب ہے۔ اپنے بلند تخیل کو ایک ایسے ساز سے تشبیہ دی ہے جس سے جو دے دگل نئے نئے نکلتے ہیں، ناہید اچھے زہرہ بھی کہتے ہیں اور طرہ لک بھی ہے، وہ ان لفظوں پر رشک کرتی اور اپنے

باغی میں مغرب پہن لیتی ہے۔

ہر گونہ حسرت کے ز ایام کی کشیم ڈرو : پیالہ امید بودہ است ۔

نعت : ہر گونہ ہر طرح کی ہر قسم کی۔۔۔ ایسا : معنی عموماً مراد نکلتی ہے۔۔۔ ڈرو : پیالہ کی دھ میں بیٹھی ہوئی چمکتی ہوئی۔۔۔
ترجمہ : ہر قسم کی حسرت جس کام نہانے کے افسوس دکھار ہو رہے ہیں وہ امید کے پالنے کی بودہ چمکتی ہوئی ہے۔ مطلب یہ کہ ہم کچھ توقعات اور امیدیں لپٹے ہوئے ہیں جن کے پورا نہ ہونے کی صورت میں ہمارے دل میں حسرتیں رہ جاتی ہیں۔ گویا جتنی امیدیں کم ہوں گی اتنی حسرتیں کم ہوں گی۔

حق را ز خلق جو کہ نوا آسوز دید را آئینہ خانہ کتب توحید بودہ است

نعت : جو : حلق کر دھو۔۔۔ نوا آسوز : پایا یا کھینچنے والا جلدی۔۔۔ آئینہ خانہ : جہاں سے آئینے ہوں۔۔۔

ترجمہ : تو حق یعنی خالق کو اس کی مخلوق ہی میں تلاش کر، کیونکہ ایک نوا آسوز کے لئے آئینہ خانہ کتب توحید ہے۔ آدمی آئینہ خانے میں داخل ہو تو کسی آئینے ہونے کے سبب اس ایک کی کئی صورتیں نظر آئیں گی۔ گویا یہ کائنات ایک آئینہ خانہ ہے، جس میں اس ذات اقدس کے ہزاروں عکس نظر آتے ہیں۔ اس کی توحید کا ارادہ کرنے کے لئے ان پر غور کی ضرورت ہے۔ چنانچہ کائنات کے وجود پر غور کرنے والے پر آخر اس کی توحید کا مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کائنات اس کے لئے توحید کا کتب ہے۔

تاواں حریف مستی غالب مشو کہ او ڈردی کش پیالہ حبشید بودہ است

نعت : حریف : مقابل۔۔۔ مشو : مست ہو۔۔۔ دوردی کش : چمکتی ہوئی۔۔۔ حبشید : ابرو یا ایک قدم یا شہاد جس کے ہم سے "ہام جم" مشہور ہے۔ اس کو کھانے پر آنے والے واقعات نظر آتے تھے۔ یہاں محفل ہام شراب مراد ہے۔۔۔

ترجمہ : اے تاواں! تو غالب کی مستی کا مقابلہ نہ کر، تو حبشید ایسے عظیم یا شہاد کے ہام کی چمکتی ہوئی ہے۔ یعنی وہ تھوڑی سی لہر کی مست نہیں ہو جاتا بلکہ مسلسل کی ہام چمکتی ہے۔

غزل # 26

یار در عہد شبام بیکار آمد و رفت ابجو عیدے کہ در ایام بہار آمد و رفت

نعت : عہد شبام : میری رات کا وقت۔۔۔ بیکار : بے کام۔۔۔

ترجمہ : میرا محبوب میری رات کے نہانے میں میرے پہلو میں آیا اور چاکہ یا گل اس عید کی طرح ہر ہمارے دلوں میں آکر چلی گئی۔ ایک عید اور وہ بھی موسم بہار میں ہو تو دہری ٹوٹی ہوئی ہے۔ دوست کو عید سے اور اپنے عہد شبام کو موسم بہار سے تشبیہ دی ہے۔

تاغیر باغشہ پیروی شیعہ کیست تک ہارے کہ بتا راج غبار آمد و رفت

نعت : شیعہ : اعجاز طریقہ۔۔۔ تک ہار : ہار ہو، آگ میں، طوفان۔۔۔ غس باغشہ : جس کا شاخ اکڑا ہوا اور اس کا پتہ۔۔۔

ترجمہ : یہ جو آگ میں غبار یا شہاد کا وقت کرنے یعنی اٹھانے جانے کے لئے آئی اور چلی گئی ہے یہ آگ اس کے ہار و ہار کی پیروی میں حواس باختہ ہو رہی ہے۔ محبوب کو تک ہار سے تشبیہ دی ہے جو محبوب کی طبیعت کا گویا گھس ہے۔ جس طرح آگ میں یا طوفان سے غبار

اڑنے لگتا ہے، اس طرح محبوب کے بازوؤں کے طوق میں کی مٹان اڑ جاتے ہیں۔

سجھ گردان اثر ہائے وجود است خیال ہرچہ گل کرد تو گویں شمار آدورفت

نعت : سجھ گردان: تسبیح پھیرنے والا۔ اثر: نکتہ۔ گل: کنہ ظاہر ہوا۔

ترجمہ : خیال دہر کی نکتوں کی تسبیح پھیرنے والا ہے۔ ہر کچھ ظاہر ہوا میں سمجھو، گنجی میں آیا اور چلا گیا۔ یعنی اس کائنات کا وجود محض ایک خیال ہے۔ انسان آثار کائنات کو تسبیح کے دانوں کی طرح سمجھتا ہے، جو کچھ اس کے سامنے آتا ہے وہ اس کے دہر کو گنجی میں لے آتا ہے، لیکن پھر وہ دہر دستانے سے ہٹ جاتا ہے۔

طالع نعل ما میں کہ کماندار ازپے پارہ اے بر اثر خونیا شکار آدورفت

نعت : طالع: خنجر، قصیر۔ نعل: زخمی۔ پارہ: اسے کچھ حصہ، یعنی کچھ دور تک۔ اثر: نکتہ۔ زپہ: ازپے پیچھے سے۔

ترجمہ : ہارے نعل کا مقدور دیکھو کہ کمان دار، یعنی شکاری کچھ دور تک اپنے شکار کے پیچھے اس کے خون کے نکلانہ خون پر خون کرنے سے چڑے ادیکہ دیکھ کر آیا اور پھر چلا گیا۔ نعل نعل سے مراد خود عاشق ہے اور شکاری یا کماندار، محبوب ہے۔ اس کائنات جانا عاشق کی بد قسمتی سے جسے طالع نکالیا ہے۔

شکاری و غم ہمہ سرگشتہ تر ازیک دیگراند روز روشن یودع شب تار آدورفت

نعت : شکاری: طوطی۔ سرگشتہ تر: زیادہ آوارہ، حراج۔ یودع: رخصت کرنے کو۔ شب تار: تاریک رات۔

ترجمہ : طوطی اور غم دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر آوارہ حراج ہیں۔ روشن دن تاریک رات کو رخصت کرنے آیا اور چلا گیا۔ دوسرا مصرع قلیل کا ہے۔ آوارہ حراج آدمی کیسے تک کر نہیں چلتا۔ کبھی کیسے چلا جاتا ہے اور کبھی کیسے یہی معاملہ طوطی یا غم کا ہے۔ آج کوئی طوطی سے سرشار ہے تو کل وہ غم کا شکار ہو گا جس طرح دن طوطی ہونے پر رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے اور طوطی کی طاعت ہے اور پھر دن ختم ہونے پر رات آ جاتی ہے اور غم کی طاعت ہے۔

ہرزہ مشاب وپے جلوہ شناساں ہردار اے کہ در راہ خون چوں تو ہزار آدورفت

نعت : ہرزہ: بیکار، بے غمی۔ مشاب: چلی نہ کر، حیرت انگیز نہ دکھائے۔ وپے: پیچھے، عقل قدم۔ جلوہ شناساں: راستے سے واقف لوگ۔ استعارہ۔

ترجمہ : اے ہزاروں آدمی! اپنی حیرت انگیزی کا مظاہرہ کر، وہ شناس لوگوں کے پیچھے رات کے عقل قدم پر جاؤ، کیونکہ وہ رات خون چوں تو ہزار آدورفت آئے اور چلے گئے، یعنی فنی شادی میں کمال حاصل کرنے کے لیے استخوان فنی کی چوڑی ضروری ہے اور نہ بیکار کی شادی ہوگی۔

ہرق تشیل سراپاے قوی خواست کشید طرز رفتار خرا آئینہ دار آدورفت

نعت : تشیل: تصویر۔ سراپا: سر سے پاؤں تک، ہر راہ و روز۔ آئینہ دار: شکار کے وقت آئینہ دکھانے والی عورت، مراد کسی دوسرے کائنات یا آئینہ از چلی کرنے والا آدمی۔

ترجمہ : آسانی علیٰ تنہ سے سراپا کی تصویر کھینچنا ہوتی تھی لیکن وہ صرف تیری رفتار کے انداز کائنات چلی کر کے چلی گئی۔ یعنی معشوق کی چال نقل کی ہی ہے، جس طرح وہ ابھی چنگی ابھی عتاب ہو گئی، اسی طرح وہ (چال) ابھی سلنے اور کبھی عتاب ہو جاتی ہے اور معشوق دیدار کی حسرت لینے رہ جاتے ہیں۔ غائب ہی کے بتوں!

بکلی اک کو نہ گئی آنکھوں کے آگے تو کیا بات کرتے کہ میں لب تشنہ تفریر بھی تھا

بلہ غافل زہراں پہ طبع داشتہ ای کیر کاسل پہ رنگین پار آہورفت
 لغت : بلہ : دیکھو، غمخوار، کھجینہ۔۔۔ گیزہ پکڑے یعنی بھولے، بھولے۔۔۔ کاسل : کہ اسل، کہ اس سال۔۔۔ پار : گذشتہ سال۔۔۔
 ترجمہ : اسے غافل زہرا سے کیا طبع رکھے ہوئے ہے۔ تو یہ بھولے کہ وہ اس سال گذشتہ سال کی ہی رنگین پار کے ساتھ آئی تھی اور
 چلی گئی۔ یعنی انسان بڑے کائنات کی ہر شے کی طرح موسموں کو بھی گھسیٹے۔ (اصولی مرحوم نے پارہ پ کے ساتھ کی بجائے "پارہ" کی کے
 ساتھ لکھا ہے، جس کا یہاں موقع دکل نہیں ہے۔)

بفریب اثر جلوہ قاتل صد پار جاں پہ پرواگی شمع مزار آہورفت
 لغت : بفریب : بفریب، دھوکے میں۔۔۔ جلوہ قاتل : مرد محبوب کا جلوہ۔۔۔ پرواگی : قربان ہوئے۔
 ترجمہ : عاشق کی جاں اس دھوکے میں کہ اس کی قبر پر شمع جل رہی ہے، وہ دراصل قاتل محبوب کا جلوہ ہے، بیچکوں مریج باہر آئی اور
 اس شمع پر قربان ہو کر چلی گئی۔

خاکبا یمن حنین است بہ خنجر یروز موج این بحر کمر بہ کنار آہ و رفت
 لغت : حنین : حنین، غم کین، غم ناگ۔۔۔ خنجر : سیدھا رشتہ، روش، قاعدہ۔۔۔ موج : ہوتا، باہر نکلتا، ظاہر ہوتا۔
 ترجمہ : اے غالب! ایک ہی روش پر چنا سرا سرامت لم ہے۔ (دیکھ لو اس سمندر کی لہریاں ہر ساحل کی طرف آئی اور چلی گئی۔ ایک ہی
 روش پر چنا ہمو، کی علامت ہے کہ کسی صورت بھی لائق حسین نہیں ہے۔)

غزل #27

اخترے خوشتر از نیم بہ جلی ی بایست فرد چہ مرا بخت جواں ی بایست
 لغت : خوشتر : زیادہ اچھا۔۔۔ از نیم : از نیم، اڑیں، مرا یعنی مجھے اس سے (اچھا ستارہ)۔۔۔ فرد چہ : فرد چہ، بوزی محل۔
 ترجمہ : دنیا میں میری قسمت کا ستارہ اس سے زیادہ اچھا ہونا چاہیے تھا۔ میری بوزی محل کے لیے بخت جواں ہونا چاہیے تھا۔ اگر "فرد چہ"
 مرا" اختلاف کے ساتھ نہ ہوتا پھر ترجمہ ہو گا۔ اے میری بوزی محل۔۔۔ خوش بختی کی آرزو کا قاعدہ ہے۔ محل اگرچہ بوزی ہو چکی
 ہے لیکن نصیب جواں ہونا تو خوب تھا۔

بہ زمینے کہ بہ آہنگ غزل بشینم خاک گل یوی و ہوا مشک فضاں ی بایست
 لغت : آہنگ : اردو۔۔۔ مشک فضاں : خوشبو بکھیرنے، پھیلانے والی۔
 ترجمہ : جس سرزمین پر میں غزل سرئی کے لیے بیٹھوں اس کی خاک گلاب کی سی خوشبو دہلی اور مشک بکھیرنے والی ہونی چاہیے تھی۔ یعنی
 ہونی چاہیے۔ ایسا غزل سرئی کی عمر کی بھلائی طرف ہے۔

برنگام بہ سبو بلہ ز دور آوردن خانہ من بسر کوے مغاں ی بایست
 لغت : برنگام : میں عداوت نہیں کرتا، کر سکتا۔ کوے مغاں : سلی، کاکچہ۔
 ترجمہ : میں یہ عداوت نہیں کر سکتا کہ جام میں شراب دور سے لائی جائے، میرا کمرہ سلی کی گل میں ہونا چاہیے تھا۔ یعنی مجھے مسلسل
 شراب چاہیے تا ہر وقت چاہیے، جس وقت چاہوں فوراً سلی سے لے لوں۔

پہ گریٹش خوشم لیا پہ نمائش خوارم پڑے چند ز یارم پہ زہاں می ہایست
 لغت : گرائش : ناکل ہونے کی کیفیت، رغبت۔ لٹش : دکھانا۔ پڑے چند : احوال پر سی حال پر چمکا۔
 ترجمہ : دوست کے میری طرف ناکل ہونے یا مے اس کی رغبت پر میں خوش ہوں لیکن چونکہ اس کی اس رغبت میں دکھانا ہے اس
 لیے میں خوار ہو گیا ہوں۔ اسے بھی تو زبان سے میری احوال پر سی کہنی چاہیے تھی۔ مشعل کا اس طرح کا دکھانا کاسٹوک، جس میں
 ظلم نہ ہو ماضی کے لیے ولت کا باعث ہے۔

تکب مرم نہ کند خستہ دلے در وہ شوق نوے گرے ز رفیقان بہ میاں می ہایست
 لغت : تکب مرم : میری محبت کی برداشت۔ خستہ دلے : کوئی ذہنی دل بین ماضی۔ نوے گرے : کوئی گرم دوا چرے کی گرم جوشی
 وہ۔

ترجمہ : وہ شوق میں کوئی خستہ دل میری محبت (پے تکی محبت) کی تکب نہیں لاسکا اس سطر میں تو ایسے ماضی ہم سفر ہونے چاہئیں جن
 کے چروں پر محبت کی گرم جوشی نمایاں ہو۔ یعنی ایسے لوگ ہی وہ محبت میں پورے جذبے کے ساتھ چل سکتے ہیں اور انہی کے ساتھ ہم
 سفری کالف بھی آتا ہے۔

نہ رسد بندہ در اندیشہ سبب ہاست بے پرس و جوئی ز عزیزاں پہ گمگن می ہایست
 لغت : نہ رسد : نہ پہنچ، نہیں آتا۔ اندیشہ : سوچ، فکر۔ پرس و جوئی : پرس و جوئی، پوچھ گچھ۔

ترجمہ : دوست کی طرف سے کوئی غلط فہمی آ رہا جس کے نتیجے میں میرے ذہن میں کئی سبب آتے ہیں، انکی گمگن پیدا ہوتے ہیں لہذا اس
 صورت حال میں اپنے عزیزوں سے بگڑ پوچھ گچھ ہونی چاہیے تھی یا چاہیے یعنی مزاحمتیں کر دوست کی طرف سے غلط نہ آنے کے کیا سبب
 ہیں۔

ہرزہ دل بر در و دیوار نمودن نتواں شویم از روزنہ چشمے گلراں می ہایست
 لغت : شویم : سونے من، میری طرف۔ روزنہ : روزنہ، روشنی والی۔

ترجمہ : دل کی جی و دیوار پر نہیں دکھا سکتا میری طرف تو دشمنان سے کوئی آنکھ دیکھ رہی ہوئی تو ٹھیک تھا۔ یعنی محبوب کے دیوار اور
 پر دیوار نظریں مجھے دیکھ رہے ہوں اگر محبوب میری طرف روزنہ سے جھانکے تو کوئی بات بھی ہوئی۔ روزنہ سے جھانکنا اپنے ماضی کی
 طرف توجہ کرنا ہے۔

ساز ہستی کنسم و دل پہ فوسم گیزد ہم در اندیشہ خد غم بہ نشان می ہایست
 لغت : ساز ہستی : کائنات میں زندگی کا سلسلہ کرنا ہوں۔ دل پہ فوسم گیزد : میرے دل کو فوسم ہو گیا ہے۔ خد غم : میرا غم۔

ترجمہ : جب میں زندگی کا سلسلہ کرنا ہوں تو میرے دل کو فوسم ہو گیا ہے اس بات کا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ میرے فکر یا تصور میں ایسا تصور
 ہونا چاہیے تھا جو نکلتے پریشانی۔ یعنی میرے دل میں کوئی خاص شخص ہونا چاہیے اور نہ اس کے بغیر میری ساری سوچ اور سلسلہ ہستی بے کار
 ہے۔

یا قنقارے من از غلہ بریں نہ گذشتے یا خود امید گئے در خور آں می ہایست
 لغت : غلہ : غلہ، بشت کاس سے اوپر چھوڑا، فرو دس۔ در خور : لائق۔ امید گئے : کوئی امید لگا۔

ترجمہ : یا تو میری غلہ طوریں سے آگے نہ گذر سکی یا پھر کوئی ایسی امید لگا ہوئی چاہیے تھی جو میری اس بات کے لائق ہوئی۔ غلہ کا غلہ

ہریں سے آگے نکلے سے مراد بلند تھا ہے۔ امید گاہ بھی بلند ہوتی۔ انسان کا آخری مقصد وہاں جنت ہے۔ غالب کی کتابوں سے یہ دور کہے
جنگ اس سے آگے کوئی اور مقام نہیں ہے۔ چونکہ شاعر کی نظروں میں اس مقام کی اہمیت نہیں ہے اس لیے وہ چاہتا ہے کہ اس سے بھی
آگے کوئی مقام ہو جس پر میں نظر بٹاؤں یعنی اپنی حقیقت کے لائق سمجھوں۔ یہی بات غالب نے خود میں یوں کہی ہے۔

مشرک اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے عرش سے پرے ہونا کاشکے مشکل اپنا
تاکم مایہ بہ در پوزہ خود آوا نہ شود نرغ پیایہ گفتار گراں ی ہایست

نعت : شک مایہ کم مایہ۔۔۔ در پوزہ: ہیک۔۔۔ خود آوا: اپنے آپ کو چلانے والا۔۔۔ پیایہ: لباس، آرائش و زیبائش۔۔۔

ترجمہ : کلام کی آرائش و زیبائش کا نرغ گراں ہونا چاہیے تھا ہونا چاہیے، تاکہ کوئی کم مایہ اسے ہیک میں مانگ کر خود کو اس سے آراستہ نہ
کرسے۔ یعنی شعر کا کام فکر و فن کے لحاظ سے اس قدر بلند و عالی ہونا چاہیے کہ کوئی چھوٹی قسم کا شاعر اس اکام کی نقل کر کے خود کو بلکہ فکر
نہ سمجھنے لگ جائے۔

قدور انقباس گرم در نظر سے غالب در غم دہر در غم بہ فغاں ی ہایست

نعت : انقباس: طبع نفس سانس۔۔۔ گرم در نظر: اگر در غم، اگر میری نظر میں۔۔۔ قدور: قیمت، عزت، سزا کا۔۔۔ اہمیت۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! اگر میری نظر میں ان سانسوں کی کوئی اہمیت ہے تو میں نے جو غم دنیا کے انھوں ان سانسوں سے فراہم کی ہیں انہیں
مجھے انھوں سے کرنا چاہیے۔ یعنی انسانی سانسوں کی بڑی قدر و قیمت ہے جن کے آگے غم دنیا کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس صورت میں سانسوں کا یہ
اصرف و تکلیف حقیقی نہیں، لائق انھوں سے ہے۔

غزل* 28

از فرنگ آمدہ در شر فراواں شدہ است جبرہ راویں عوض آریدے اوزاں شدہ است

نعت : فرنگ: یورپ۔۔۔ فراواں: بہت، کثرت سے۔۔۔ جبرہ: گھونٹ۔۔۔ عوض: بدلہ، بدلے میں۔۔۔

ترجمہ : یہ یعنی شراب یورپ سے آئی یا بالکل گئی اور شہر میں کثرت سے لی رہی ہے۔ اس کے ایک گھونٹ کے عوض دین لے آ کر یہ
سستی ہو گئی ہے۔ یعنی دین بچ کر اس کا صرف ایک گھونٹ بصر آئے گا۔ اس میں خطر ہے۔

چشم بد دور چہ خوش ی چم اشب کہ ہوا نفس سوختہ در سینہ پریشاں شدہ است

نعت : ی چم: میں چپ رہا ہوں، جل رہا ہوں۔۔۔ نفس سوختہ: جلا ہوا سانس۔۔۔ چشم بد دور: بھاری نظر سے پہلے۔۔۔

ترجمہ : چشم بد دور: آج رات میں کس حوسے سے جل رہا ہوں یعنی جلا ہوں کہ دن کے وقت میرا جلا ہوا سانس جتنے میں بکھر گیا ہے۔ یا
پریشان ہو گیا ہے۔

در دلش جوئی د در دیر و حرم نشایاں تپچہ رو واو کہ در زاویہ پنہاں شدہ است

نعت : جوئی: قوت تلاش کرنا ہے۔۔۔ دیر و حرم: عہدت گاہیں۔۔۔ تپچہ: آخر۔۔۔ چہ رو واو: کیا ہوا ہو گیا ہے۔۔۔ زاویہ: گوشہ۔۔۔

ترجمہ : تو اس (رات) کو ادھل میں تلاش کر رہا ہے اور دیر و حرم میں اسے نہیں پہچانتا۔ آخر کیا کیا ہو گیا ہے کہ وہ راحت کسی گوشے
میں چھپ گئی ہے۔ یعنی وہ تو ہر جگہ موجود ہے اس میں دیر و حرم مسلوں کی عہدت گاہ اور حرم مسلوں کی عہدت گاہ کی بھی کوئی قید نہیں

ہے اس کے جلے کے ٹھارے کے لیے قہری نظری ضرورت ہے اسے دل میں تلاش کرنا کیا معنی؟

لب گرزو بیخود و بانخود شکر آہے دارد
لب گرزو ہونٹ کھاتا ہے۔ شکر آہے: بھلیاں مرد محبوب کے شیریں ہونٹ۔

ترجمہ: وہ (محبوب) بخود ہی کے عالم میں اپنے ہونٹ کھاتا رہا ہے، حالانکہ اس کے پاس شکر آب ہے، خدا معلوم وہ کون سی ایسی بات کہ چاہے جو اب وہ چاہیں ہو رہا ہے (ہونٹ کھانا چیرائی کی حالت ہے)۔

داغ از مور و نظر بازی شوقش بہ شکر
داغ: داغ میں جلا ہوں، مجھے رنگ آتا ہے۔ مور: قوتی۔ پیہ: تیز چلنے۔ شکر: مٹھنی چڑ۔

ترجمہ: مجھے قوتی اور اس کی عالم شوق میں شکر کی طرف نظر بازی پر رنگ آتا ہے کیونکہ وہ ان باتوں سے اس شکر کی طرف تیزی سے چلتی ہے جو بکلیں بن چکے ہیں۔ قوتی کے ہاتھ باریک ہوتے ہیں، انہیں دھکیں دھکیں کما ہے۔ یعنی وہ اپنے مشوق (شکر) کی طرف آنکھوں یا بکلیں کے تل میں چل کے جاتی ہے جو شاعر (عاشق) کے لیے ہمارے رنگ ہے۔

گفت بزمین شاد بمرود گردی
گفت: بزمین: بزمین سے۔ شاد گردی: قو خوش ہو گیا۔

ترجمہ: میں نے محبوب سے کہا کہ تو میرے مرنے پر جتنی خوش ہو گا اس نے جواب میں کہا کہ یہ بات کہ تو آسمانی سے مرنے کا گوارا مشکل ہے۔ یعنی نہ تو تو مرے گا اور نہ میری خوشی کا کوئی سلطان ہو گا۔

درد روغن بہ چراغ و کدور سے بہ ایلخ
درد: درد کی سیل۔ کدور: سیل، مردو چھٹ۔ ایلخ: پال۔

ترجمہ: چراغ کی دھندل کی سیل اور پالے میں شراب کی چھٹ جاتی رہ گئی ہے۔ ہلا اب رات کے ستارہ سلطان سے جاتی کیا جاتا ہے جو وہ (محبوب) مسکن بن کے آیا ہے۔ مسکن کے حوالے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ رات بھر محفل جی رہی جس کے نتیجے میں چراغ کا تیل ختم ہو گیا اور جام میں شراب نہ رہی۔ اس صورت حال میں دوست کا مسکن بن کے آنا کیا معنی؟

شاہد و سے زبیاں رفتہ و شلوم بہ سخن
گفت: شاہد: محبوب، حسین۔ کشتہ ام: میں نے بویا ہے۔ سخن: شعرو شاعری۔

ترجمہ: شاہد اور شراب دونوں نہیں رہے اور میں شعرو شاعری ہی میں خوش ہوں۔ گویا میں نے ایک ایسے پہاڑ میں بید کا درخت بویا ہے جو دیرانہ ہو چکا ہے۔ یہ کہ بھل نہیں لکھ بھریاں دیرانہ ہے، مطلب یہ کہ اس دور زوال میں میں شاعری کر رہا ہوں جو گویا ہے حاصل شوق ہے۔

شمر تر گر بہ مثل ماندہ گردو، بنی
گفت: ماندہ: دھڑھل۔

ترجمہ: اگر میری شہرت، شفا و دھڑھل کی صورت اختیار کر لے تو تو دیکھے گا کہ اس دھڑھل اور سورج، شفا ان کے طور پر ہو گا۔ اپنی شاعرانہ عظمت کے سبب اس کی صورت میں بیان کیا ہے۔ خود شید سے مردو بنی، عصبیت یا عصبیت۔ یعنی وہ غالب کی عظمت کے برابر نہیں ہے۔

غالب آذرہ سروشے است کہ از مستی قرب ہم بدایں وحی کہ آذرہ فزل خواں شدہ است
 لغت : سروشے : ایک فرشتہ وحی لانے والا فرشتہ۔ جبریل۔ آذرہ : تھمکن، افسردہ، خاطر طول۔
 ترجمہ : غالب ایک ایسا افسردہ خاطر فرشتہ ہے جو قرب کی مستی سے اقرب مقام کے سبب بدست ہونے کی وجہ سے اس وحی سے 'آذرہ' لے کر کیا فہ فزل خواں (اشامہ) ہو گیا۔ اپنی شاعری کو وہی کارچہ دیا ہے۔ چنانچہ آذرہ میں غالب نے یہ مضمون عیاں ادا کیا ہے۔
 آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں غالب صریح خام، نواسے سروش ہے

غزل # 29

فغاں کہ برق عکب تو آں چنانم سوخت کہ راز دردل و مغز اندر استخوانم سوخت
 لغت : فغاں : فدا۔ آں چنانم : مجھے اس طرح مجھے ایک۔ عکب : فخر، غلظت۔ استخوانم : میری ہڈی۔
 ترجمہ : فدا ہے، چاہے میرے جسم کی کھلی لے مجھے اس حد تک جلا دے کہ میرے دل میں موجود راز اور میری ہڈی کے اندر مغز جل کر رہ گئے ہیں۔ محبوب کے اشتہائی غلظت کی مٹاس ہے۔

بہ ذوق خلوت ناز تو خواب گشت تنم قضا بہ عہدہ در چشم پاسبانم سوخت
 لغت : خلوت : تنہا، ناہی، تنہائی۔ بہ عہدہ : جھگڑے، لڑائی۔ چشم پاسبانم : میری جھپٹیں، آنکھیں۔
 ترجمہ : تنہائی خلوت ناز کے شوق میں میرا جسم نپوہن گیا لیکن قضا نے بھی جھگڑے، لڑائی سے میری جھپٹیں آنکھوں میں جلا دیا۔ عاشق کا جسم سو گیا تاکہ محبوب کی خلوت ناز کے تصور میں گم ہو جائے لیکن قضا نے آنکھوں سے نپوہی اڑا دی۔
 تشبیہ ای کہ بہ آتش نہ سوخت ابراہیم یہیں کہ بے شرر و شعلہ می توانم سوخت

لغت : تشبیہ ای : تو نے غالب سے اس رکھا ہے۔۔۔ جیہ : دیکھ، ذرا ملاحظہ کر۔
 ترجمہ : تو نے یہ تو ہے کہ حضرت ابراہیم کو آگ نے نہ جلا دیا نہ جلا سکی لیکن تو یہ دیکھ کہ میں شرور و شعلے کے بغیر ہی جل سکتا ہوں۔
 قرآنی صحیح ہے۔ نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا لیکن خدا کے حکم سے وہ گھڑا رہی گئی۔ غالب نے محبت میں اپنے جلنے کی بات کی ہے۔ ظاہر ہے محبت میں شعلے اور شرر نہیں ہوتے۔

شرار آتش ز درشت در نعلوم بود کہ ہم بہ داغ مغاں شیوہ دلبرانم سوخت
 لغت : درشت : درشت، بھیکتے ہیں، آتش پرستوں کا بیڑہ۔ مغاں : سیاہی، آتش، آتش پرستوں کے مذہبی رجز، ساقی، شراب ساز۔
 مغاں شیوہ : دلبرانہ ایسے حسین، جن کا انداز مغاں کا سا ہو، جن کے بازو اور کافروں کے سے ہوں۔

ترجمہ : درشت کی آگ کے شرارے میری فطرت میں بھی تھے، چنانچہ اسی داغ میں مغاں شیوہ، صیغوں کے محل، داغ، یعنی داغ محبت اسی سے جل گیا۔ عاشق کی فطرت میں آگ ہونے کے سبب معمول سے داغ لے کر پوری طرح جلا دیا۔

عیار جلوہ نازش گرفتن ارزانی ہزار بار بہ تقریب استخوانم سوخت
 لغت : عیار : عیار، پرکھ۔ ارزانی : سستا، سستا، معمولی ہو۔

ترجمہ : میں تو اس محبوب کے جلوہ باز کو معمولی سمجھے ہوئے تھا لیکن اس کی ہر کہ اور آزمائش کے پتھر میں میں جوار مرجہ مل گیا۔ یعنی محبوب کا جلوہ باز معمولی چیز نہیں ہے۔ ہر کوئی اس کی لب نہیں لاسکتا کیونکہ وہ ہر سانس آنے والے کو جلا رہا ہے۔

مرا ویدیاں گل۔ درگاہ گلند امروز کہ باز بر سر شلخ گل آشیانم سوخت

لغت : ویدیاں گل : پھول کا چھوٹا ٹکڑا۔ باز : پھر۔

ترجمہ : آج تب پھول کھلے تو مجھے یہ گمان گذرا کہ شلخ پر میرا آشیانہ پھر مل اٹھا ہے۔ گل (گلک) کا سرخ رنگ کا پھول کی سرنی کو آگ سے تشبیہ دی ہے۔

زگل فروش نہ عالم کز اہل بازار است چاک گرمی رفتار باغبانم سوخت

صفت : گل فروش : پھول بیچنے والا۔ نہ عالم : میں ہاں نہیں ہوں، آزدہ نہیں ہوں۔ چاک : مراد گرم جوشی، تپش۔

ترجمہ : میں پھول بیچنے والے سے آزدہ خاطر نہیں ہوں اس لیے کہ اس کا تو تعلق ہی بازار سے ہے یعنی گل فروش اس کا پیشہ ہے، میں تو باغبان کی گرمی و زندگی تپش سے مل گیا ہوں۔ یعنی باغبان دھڑا دھڑا پھول توڑ رہا ہے اور یہ سحر میرے لیے اذیت کا باعث ہے۔

چہ مایہ گرم بہوں آدمی ز غلوت غیر کہ شکوہ در دل و بیچارہ بر زباںم سوخت

صفت : چہ مایہ : کس قدر۔ گرم آدمی : دگرم جوشی سے آیا۔ بیچارہ : طعنے کا لفظ۔ غیر : مراد رقیب۔

ترجمہ : تو رقیب کی غلوت سے کہہ اس قدر گرم جوشی سے باہر آیا کہ میرے شکوے میرے دل ہی میں مل کے رہ گئے اور اسی طرح طعنے میری زبان پر ہی مل گئے۔ یعنی میری اس گرم جوشی کو دیکھ کر میں تجھے کہہ بھی نہ کر سکا۔

چو وارید فلک کلب در ستائم نیست ز جوش گرمی بازار من دکانم سوخت

صفت : وارید : پہنچ گیا ہوا۔ کلب : درجہ سردی کی سیلاب تجارت۔ کلب : کہ آپ، کہ پانی۔

ترجمہ : جب آسمان پر یہ بات کھل گئی کہ میری دکان کی درجہ میں پانی نہیں ہے تو اس نے میری گرمی بازار کی شدت سے میری دکان ہی جلا ڈالی۔ شاعری میں اپنی شہرت کی بات کی ہے، جو آسمان کو پہنچ نہ آئی، اور میں یہ شہرت طالب کے لیے انا کا وقت کا باعث بنی۔

نفس گداختگی ہائے شوق را لازم چہ شمع با بہ سراپدہ بیانم سوخت

صفت : نفس گداختگی : سانس کی بکھلاوٹ۔ سراپدہ : گرمی کی چادر، اور ہی، وہ اونچی وقت جو بجے کے گدا گرد چادر، اور ہی کا کام دیتی ہے۔

ترجمہ : شوق کے ہاتھوں یعنی اس کی گرمی سے میرا ہر سانس گداڑ ہو گیا ہے تو مجھے اس پر ہاتھ ہے۔ میرے بیان کے سراپدہ میں بھی کسی قسم میں جل رہی ہیں۔ یعنی گداڑ سانس کی وجہ سے میری شاعری جگمگ اٹھی ہے۔ بیان سے مراد شاعری ہے۔ غالب سی کے بقول۔

حسن فروش شمع خن دور ہے اسد پہلے دل گداخت پیدا کرے کوئی

نویہ آدنت، رشک از قفا دارو گلفست روئی گلبائے بوستانم سوخت

صفت : نویہ : خوشخبری۔ آدنت : میرا آنہ میری آدم۔ گلفست روئی : گھٹت روئی، تو ماند چھو ہو، تو ماندی۔

ترجمہ : مجھے آنے کی خوشخبری کے پس سحر میں رشک کا بھی ایک پہلو ہے۔ رشک کے پھولوں کی تو ماندی نے مجھے جلا دیا ہے۔ محبوب باغ کی طرف جا رہا ہے، پھولوں تک یہ بات پہنچی ہے تو وہ خوشی کے مارے کھل کھل اٹھے ہیں اور یہ صورت حال عاشق کے لیے رشک میں پلنے کا باعث بنی ہے۔

کسے دریں کف خاکسرم مباد آغاز چہ شد گر آتش بسلیہ خانامم سوخت

نعت : مباد: مت ہو خدا نہ کرے ہو۔ آغاز: شریک۔ خانامم: میرا گمراہ۔

ترجمہ : خدا کرے کہ اب میری اس علمی بحر خاکسراہ گمراہ چلنے کے سبب بلی میں میرا کوئی شریک اور صاحب نہ ہو۔ بسلیہ کی آگ نے اگر میرا گمراہ جلا دیا ہے تو کیا ہوا۔ دوسرے مصرعے کا ترجمہ پہلے آنے لگا۔ مطلب یہ کہ میرے لیے اب صورت حال ایسی ہو گئی ہے کہ میں بالکل الگ تنہا رہنا پسند کروں گا۔

مگر پیام غائبے رسیدہ است از دوست شکستہ رنگی یارالیا راز دامن سوخت

نعت : غائب: کوئی یا خاص غائب، غائب۔ شکستہ رنگی: اڑا ہوا رنگ ہوا۔

ترجمہ : شاید دوست کی طرف سے مجھے کوئی غائب کا پیغام آیا ہے۔ میرے رازوں و دوستوں کو اس کا علم ہونے کے سبب ان کے چہروں کے رنگ اڑ گئے ہیں اور اس بات سے میں آڑ گیا ہوں کہ دوست کی طرف سے معاملہ گزیرا ہے اور میں مجھے افسوس پہنچا ہے۔

خبر دیدم بہ قاتل کہ ہجری کشدم ز ہمت چہ منت برم کنانم سوخت

نعت : ہجری کشدم: مجھے مار دیا ہے۔ منت برم: اصل انھاں۔ کنانم: میرا کون، ایک یا باریک کپڑا جو چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔

ترجمہ : قاتل مجھ کو بھوکے پیٹ پر خبر پہنچاؤ کہ ہجری مجھے مار دیا ہے۔ میں غلاب چاندنی کا کیا اصل انھاں کہ میرا کون پھٹ چکا ہے۔ یعنی قاتل کو اب مجھے قتل کرنے کی زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے مصرعے میں قاتل کو غلاب سے اور خود کو کٹائی سے تشبیہ دی ہے۔

خنن چہ عطر شرر بر دماغ زد غالب کہ تب عطسے اندیشہ مغز جانم سوخت

نعت : عطر: چھینک۔ عطر شرر: چنگاریوں کا عطر خوشبو۔ تب: گری۔ اندیشہ: فکر، تخیل۔

ترجمہ : غالب خنن یعنی شعور شاعری نے میرے دماغ پر کیا چنگاریوں کا عطر بھڑکا ہے کہ میرے تخیل کی چنگیوں کی گری نے میری جان کے مغز کو جلا دیا ہے۔ خوشبو سونگھنے سے آدی کو چھینکیں آنے لگتی ہیں۔ گویا شاعری کے سبب میرے فکر و تخیل میں ایک ہنگامہ بھا ہے جس کی گری مجھے جلا رہی ہے۔

غزل # 30

گفتیم بہ روزگار خنور چو من بے است گفتہ اندر میں کہ تو گفتی، خنن بے است

نعت : بہ روزگار: زمانے میں۔ خنور: شاعر۔ خنن بے است: خنن بے است: بہت باتیں ہیں، یعنی بہت بگو کہا جاسکتا ہے۔

ترجمہ : میں نے کہا کہ زمانے میں میرے جیسے خنور بہت ہیں۔ اس کا مجھے یہ جواب ملا کہ تھوڑی اس بات کے حلق بہت بگو کہا جاسکتا ہے۔ مطلب یہ کہ غالب نے تو بظاہر افسوس سے یہ کہا ہے کہ مجھ جیسے شاعر بھی ہوں گے لیکن جواب کے وہ مطلب یہ کہتے ہیں کہ آپا غالب شاعر بھی ہے یا نہیں اور دوسرا یہ کہ اگر وہ شاعر ہے تو اور بھی اس جیسے شاعروں کے۔ اور وہیں غالب نے یہی کہا ہے۔

ہیں اور بھی دنیا میں خنور بہت اچھے کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیلاں اور

معنی غریب مدعی و خانہ زاد ملت ہر جا حقیقی نادر و اندر یکن بے است

نعت : معنی : مراد شعر کوئی، نکتہ آفرینی، معنی آفرینی۔۔۔ غریبہ : انجمنی۔۔۔ خاکہ : نازک مراد غلام، لوطی۔۔۔ حقین : ایک سرخ قسم کا پتھر۔۔۔
 بورہ : کم باب۔۔۔ مدنی : دوسرے دار، مسئلہ۔۔۔

ترجمہ : معنی : مدنی کے لیے ایک انجمنی ہے جبکہ وہ ہمارے گمر کی لوطی ہے۔۔۔ حقین : دنیا میں ہر جگہ میں کم باب ہے جبکہ نکتہ میں بہت
 دستیاب ہے۔۔۔ یعنی شاعری میں نکتہ آفرینی مدنی کے بس کی بات نہیں جبکہ غالب اس ضمن میں بے مثل ہے۔۔۔ خود کو نکتہ میں سے اور نکتہ آفرینی
 کو حقین سے تشبیہ دی ہے۔

مقلدیں غزالہ ہا کہ نہ بنی پہ پتچ دشت در مرغزار ہائے خفا و خشن بے است
 نعت : مقلدیں غزالہ : وہ ہرگز جن کے بغیر سے ملک (خوشبو) نکلتی ہے۔۔۔ مرغزار : چراگاہ۔۔۔ خفا و خشن : شبوں کے نام۔۔۔

ترجمہ : تجھے کسی بھی جنگل میں ملک پیدا کرنے والی ہرگز لانا ہرگز نہ آئیں گی، جبکہ یہ ہرگز خفا اور خشن کی چراگاہوں میں بکھرت
 ہوئی ہیں۔۔۔ ان دونوں علاقوں کی شہرت انجمنی ہرگز کی وجہ سے ہے۔

در صفحہ ام نبود ہمہ آنچہ در دل است در برم کتراست گل و در چمن بے است

ترجمہ : میرے صفحے یا درونی پر وہ سب کچھ نہیں ہے جو میرے دل میں ہے، بالکل اسی طرح جس طرح پھول محل میں دم ہوتے ہیں لیکن
 چمن میں وہ بکھرت پائے جاتے ہیں۔۔۔ یعنی دل میں جو کچھ ہے وہ چوری طرح یا عینہ کھتر پر اتارا نہیں جاسکتا اور نہیں کیا جاسکتا۔

لعلی پہ دشت قیس رسیدت ناگہاں در کارواں ہمازہ حمل قفن بے است

نعت : دشت : جنگل۔۔۔ قیس : لعلی کے عاشق بہوں کا اصل نام۔۔۔ ہمازہ : حمل قفن : محل کو گرانے والی اونٹنی (مظاہرہ)۔۔۔ ناگہاں : اچانک،
 اناج۔۔۔

ترجمہ : لعلی، قیس کے جنگل میں (محل قیس، لعلی کے عشق میں سرگرواں رہتا ہے) اتفاق سے آج بھی ہے، ورنہ قافلے میں تو محل گرانے
 والی اونٹنیوں بہت ہیں۔۔۔ بعض اونٹنیوں کی تیز رفتاری کے سبب ان پر دھکی گئیں گر جاتی ہیں۔ اسی حوالے سے بات کر کے غالب نے
 دراصل ہمارے بہوں کے عشق کی کشش کا ذکر کیا ہے جو لعلی کو لوہے کی آلی۔

بلیہ بہ غم نہ خوردن عاشق معاف داشت آں را کہ دل ربودن و نہ شناختن بے است

نعت : بلیہ : چاہیے۔۔۔ دل ربودن : دل ایک لبتہ۔۔۔ نہ شناختن : نہ پہچانتا۔۔۔

ترجمہ : اس (عسکری معشوق) کو دہرگوں کے دل ایک لبتہ ہے اور ہمارا نہیں پہچانتا کب نہیں، یعنی اس میں ان لوگوں کو اپنی توجہ کے وقت
 نہ سمجھنے کی بہت بات ہے؟ عاشق کا غم نہ کھانے پر معاف کر دینا چاہئے۔ جو دل ایک لبتہ اور پھر توجہ بھی نہیں کر آو، بھلا عاشق کا غم کیا
 کھانے کا اس لیے اسے اس سلسلے میں کچھ کٹا ہی نہیں چاہئے۔

زور شراب جلوہ بہت کم شمرہ ایم اناظر بہ حوصلہ برہمن بے است

نعت : کم شمرہ : ایم : ہم نے کم سمجھا ہے، معمولی سمجھا ہے۔۔۔ نظر : توجہ۔۔۔

ترجمہ : ہم نے بہت سے حلوے کی شراب کے زور یا عجز کو معمولی خیال کیا ہے لیکن ہماری توجہ یا نظر برہمن کے بہت زیادہ حوصلہ پر ہے۔
 ہمارے نزدیک اس شراب میں کوئی خاص معنی نہیں ہے اس کے باوجود برہمن کا یہ حوصلہ قابلِ داد ہے کہ وہ اس کے عشق میں محو ہے۔
 غالب نے یہاں بڑی مافی کے اس شعر سے استفادہ کیا ہے۔

ز بت ڈا گوشہ چشمتے نہ چمن ابدولی بخیر تم کہ دل برہمن زلف چوں شد

ہمت میں نہ گوشہ چشم دلی بات ہے اور نہ اہم دلی، جس دلی، مجھے حیرت ہے کہ ہمیں اس پر کیسے عاشق ہو گیا؟
گر در ہوائے قرب تو بتیم دل، صبح خود ناکشود جای در آن ابھمن بے است
لغت: بتیم دل: ہم نے دل نکال دیا۔ ہوائے قرب: قریب ہونے کی خواہش۔ ناکشود جایی: وہ شخص جس کے لیے محفل میں جگہ نہ ہو
بنی بلایا صمان۔۔۔

ترجمہ: اگر ہمارے دل میں تجھے قریب ہونے کی آرزو پیدا ہوئی ہے تو تو ناراض نہ ہو، کیونکہ تجری محفل میں تو بہت سے بنی بلائے صمان
ہیں جن کے لیے اس محفل میں جگہ نہیں ہے، سو ہم بھی اگر اس محفل میں شریک ہو جائیں تو کیا فرق پڑے گا۔

تاشیر آہ و نالہ مسلم، ولے حرس مارا جنوز عروہ با خواہشمن بے است
لغت: مسلم: تسلیم شدہ مانی ہوئی۔ حرس: متاد۔ عروہ: لڑائی، جھگڑا، الجھناؤ۔۔۔

ترجمہ: یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ آہ و نالہ میں اثر ہوتا ہے، تاہم تو کوئی طرف نہ کیا کیونکہ ابھی ہم اپنے آپ ہی سے بہت الجھ رہے
ہیں۔ یعنی جب ہمیں اس الجھناؤ سے فرمت ملے گی تو پھر آہ و نالہ کی طرف آئیں گے۔ گواہ نقل فیض:

اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا
ترجہ: اللہ رب العزت! ہرگز ایسی محبت ہی ہوگی:

جز غم عاشقی و خجائی صد ہزاراں غم دگر دارم
غالب نہ خورد چرخ فریب اور ہزار بار گفتیم ہر روزگار خنور چو من بے است

ترجمہ: اے غالب! اگرچہ میں نے ہزار مرتبہ یہ کہا کہ دنیا میں مجھ جیسے اور بھی بہت سے خنور عاشقاں ہیں لیکن آسمانی میرے اس دعوے
میں نہ آیا۔ ظلم کو شعرا کو غلام قرار دیتے ہیں جو کسی کو خوش یا غلام مرتبہ نہیں دیکھ سکتا۔ غالب نے اسی حوالے سے "ایک طرح سے" اپنی
شاعرانہ عظمت کی بات کی ہے جو ظلم کو پسند نہیں۔

غزل # 31

چو صبح من زینبسی بہ شام ماند است چو گوئیم کہ زشب چند رفت یا چند است
لغت: چو: جوں، جیسے۔ چو گوئیم: چو گوئی ام، تو مجھ سے کیا کہتا یا کیا پہنچتا ہے۔۔۔

ترجمہ: جب میری صبح ہی اپنی آمد کی دسیہ کے باعث رات کی ماند ہے تو پھر تو مجھ سے کیا پہنچتا ہے کہ رات کتنی گزر چکی اور کتنی باقی
ہے۔ صبح کا تذکرہ ہونا رات کی طاعت ہے۔

بہ رنج از پنے راحت نگاہ داشت اند ز شکست است کہ پائے شکستہ در بند است
لغت: از پنے راحت آرام کی خاطر۔ پائے شکستہ: نواہ یا زخمی پاؤں، ٹانگ۔۔۔ در بند است: لیکن اسے پائی بندھی ہوئی ہے۔۔۔

ترجمہ: راحت و سکون ہی کی خاطر نگاہیں ریاقت کی جاتی ہیں۔ تو یہ جو زخمی ٹانگ پر پائی بندھی ہوئی ہے تو اس میں کی سخت کد فرما
ہے۔ زخمی ٹانگ پر پائی کا بندھنا تکلیف کا باعث تو ہے لیکن پھر اسی کی بدولت زخم ٹھیک ہو جائے گا۔ "دراصل صبر فضیل کا ہے۔" قابل بردباری

نے دوسرے رنگ میں یہ بات کہی ہے۔

غم بھی گدھنشی ہے، خوشی بھی گدھنشی کر غم کو اختیار کہ گدھوے تو غم نہ ہو
دراز دستی من چاکے اور گلند، چہ عیب زینش، دلق و درغ با ہزار بیخداست
فت: دراز دستی، مزاحیہ جوہار کسی پر مارے غم، زاری۔ چاکے: کوئی ہاک، کپڑے وغیرہ کا پٹا ہوتا۔ زینش: پہلے ہی سے۔
دلق: گدھوے، جس میں کی بچ مرگے ہوتے ہیں۔ درغ: زندہ پارسل۔

ترجمہ: اگر میری دراز دستی سے پارسل کی گدھوے کیسے سے پھٹ گئی ہے تو اس میں کوئی سی عیب کی بات ہے، کیونکہ اس میں تو پہلے ہی
خدا بچ مرگے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ کہ پارسل محض ایک دکھلاوہ ہے اور اسی بنا پر اس میں کی خامیاں یا قباہتیں ہیں۔ غری اور ابد کے
تقریباً تمام شعراء ہم نواز واقفوں اور پارسلوں پر چٹنوں کی ہیں۔

نہ گفتہ ای کہ بہ تختی بساز و چند پذیر؟ برو کہ بازہ ما تلخ تر ازیں پنداست
فت: بساز: مخالفت کر کے، بدداشت کر کے۔ چند پذیر: نصیحت قبول کر لے۔ بازہ: چار چوڑاس بات کو۔

ترجمہ: کیا تو نے طور یہ نہیں کیا کہ اتنی بدداشت کر اور نصیحت قبول کر لے ہم چار چوڑاس بات کو تو میری اس نصیحت سے کہیں
نوازہ دہری شراب میں تھی ہے۔ یعنی مارے لیے نصیحت کی تھی کی نسبت شراب کی تھی کہیں بہتر ہے۔

وجود اوامہ حسن است و مستم ہمہ عشق بہ بخت دشمن و اقبال دوست سو گنداست
فت: مستم: میری ہستی، میرا وجود۔ ہمہ: سارہ سراسر۔ اقبال: خوش بختی۔ سو گند: قسم۔

ترجمہ: مجھے قسم ہے دشمن کے بخت (خوب بختی) اور دوست کی خوش بختی کی کہ اس (محبوب) کا سارا وجود حسن ہے (اور سرتاپا حسن ہی حسن
ہے) جبکہ میرا سارا وجود عشق ہے۔ محبوب حسن میں کامل اور میں عشق میں کامل ہوں۔

نگاہ سر بہ دل سر نہ داورہ چشمہ نوش ہنوز عیش بہ اندازہ شکر خند نیست
فت: سر نہ داورہ: یعنی نہیں گرا۔ چشمہ نوش: چٹھا چشمہ۔ شکر خند: ہلکی ہنسی۔

ترجمہ: اس محبوب کی صحبت میری نگاہوں کا چشمہ چشمہ ہمارے دل میں نہیں گرا۔ چنانچہ ابھی تک ہمارا عیش یعنی خوشی و مسرت کا لطف شکر
خند سے نہیں بڑھا۔ یعنی محبوب نے ابھی سحرگاہ ہمارے طرف دیکھا ہے جبکہ ہم اس کی ہر عمر نگاہوں یا صحبت میری نگاہوں کی امید دل میں
لیئے بیٹھے ہیں۔

زینم آل کہ مہلدا میرم از شکوی نہ گوید ارچہ بہ مرگ من آرزو منداست
فت: زینم: غم، غور۔ آرزو: مہلدا: خدا نہ کہے کہ میرا۔ میرم: میری مرگ۔ شکوی: خوشی۔ ارچہ: اگرچہ۔

ترجمہ: اگرچہ (محبوب) میری موت کا آرزو مند ہے لیکن اس وار کے بارے میں وہ زبان سے اپنی اس آرزو کا اظہار نہیں کر سکا کہ میں
اس خوشی ہی سے نہ مر جاؤں۔

شمار کج روی دوست در نظر داورم دریں نور نہ دانم کہ آسائے چنداست
فت: شمار: گنتی۔ کج روی: نیز چاہا چلتا۔ نور: دلچسپی، مصلحت۔

ترجمہ: دوست کی کج روی کی گنتی میری نظر میں ہے، یعنی وہ کس حد تک کج رویہ (اور عاشق کی آرزو کے برعکس چلتا ہے)۔ اس مصلحت میں
یا اس دلچسپی میں خدا جانے آسائے کا کتنا ہاتھ ہے۔ آسائے کی گردش انسانی آرزوؤں کے برعکس ہوتی ہے، گویا کج روی ہے۔ اقبال نکلا!

بھلا گردش فلک کی جہنم دیتی ہے کسے اٹھا
مجھ سے دوست کی کج دہلی ڈانچہ پر جو دوحتم تو واضح ہیں البتہ یہ پتا نہیں چٹاکہ آسمان کی طرف سے مجھ پر کتنے عور و حتم ہو رہے ہیں۔

اگر نہ ہر من، از ہر خود عزیزم دار کہ بخود، خوبی اور خوبی خداوند است
نعت : ہر من: میرے لئے، میری خاطر۔ عزیزم دار: مجھے عزیز رکھنا عزیز جان۔ بخود: نظام، نوکر۔ خداوند: آقا۔
ترجمہ : اس لئے کہ نظام میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ اس کے آقا کی طرف سے بھیجی جائے گی۔ یعنی وہ اپنے آقا کی طویل پاپٹنے کی کوشش کرنا ہے۔ ماضی کو نظام ہے اور محبوب آقا۔

نہ آن بود کہ وفا خواہ از جہاں غالب بدیں کہ پر سود و گوید ہست، فرستاد است
نعت : نہ آن بود: ایسا تو نہیں ہے، یہ بات تو نہیں۔ پر سود: پڑھے۔ فرستاد: خوش۔
ترجمہ : یہ بات تو نہیں کہ غالب دیا ہے کسی وفا کا خواہش ہے، ہاں اتنا ہے (یعنی اس کی یہ خواہش ہے کہ اگر محبوب اس (غالب) کے بارے میں پڑھے تو لوگ کہیں کہ وہ ہے یعنی بخود زندہ ہے، غالب کے لئے یہی بدلی خوشی کی بات ہو گی۔

غزل # 32

ساخت از راستی بہ غیر، ترک نسو نگری گرفت زہر بہ طالع عدد شیوہ مشتری گرفت
نعت : ساخت: ساختہ، موافقت کر لی۔ راستی: سہلی۔ ترک نسو نگری گرفت: ترک فراموشی گرفتہ۔ دوسروں پر جلد کرنا پھر ڈرا۔ زہر اور مشتری: دو مبارک ستارے، جب یہ دونوں ہم قریب ہوں تو وہ وقت مبارک سمجھا جاتا ہے۔
ترجمہ : دوست نے صدقہ دل سے غیر ارقیب سے موافقت کر لی اور اسے سکھ کرنا پھر ڈرا (یعنی اس کے سامنے اپنے بازو دار کا مظاہرہ ترک کر دیا)۔ میں سمجھ کر ستارہ زہر نے رقیب کے مقدور میں مشتری کا کاردار اکیلے یعنی محبوب کا رقیب سے یہ چاہتا تھا محبت اس (ارقیب) کی خوشی غلطی کی علامت ہے۔

شہ بہ گدا کہار سند زان کہ چہ فتنہ روی داد خاتم دوست دیو بود، کشور دل، پری گرفت
نعت : کہار سند: کو گریا کیسے پہنچ سکتا ہے۔ دی داد: داغ دیا جاتا ہو۔ خاتم: انکو غمی۔
ترجمہ : بھلا پتھر گدا تک کو کراہتی سکتا ہے اس لئے کہ جب کوئی فتنہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو ہاتھ کی انکو غمی تو بے اڑا لے جاتا ہے اور دل کی شکست پر پری قابض ہو جاتی ہے۔ قرآنی صلیح کا پیر وسط حال ہے، یعنی حضرت سلیمان کی انکو غمی (یعنی "خاتم جم" کہتے ہیں) نے چرائی غمی اور ملک سہا بھیجس کے حسن کے چہ سے ان کا دل حائر ہوا تھا۔ بعد میں بھیجس ان پر ایمان لے آئی اور ان سے شادی کر لی۔

ترک مرا ز گیدو دار شغل غرض بود، نہ سود فریب اگر نہ یافت صید، خرد بہ لاغری گرفت
نعت : گیدو دار: پکڑو حکم۔ ترک: مرو محبوب۔ سود: فائدہ۔ فریب: مہرب۔ صید: فائدہ۔ خرد: فتنہ، نقص یا عیب نکالے۔
ترجمہ : میرا محبوب جلد از عیب ڈا پکڑو حکم کرتا ہے تو یہ مصلحت اس کا شغل ہے، وہ اس (عالم) سے کوئی فائدہ اٹھانے کا خواہش نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کوئی سوا فائدہ اس کے ہاتھ نہیں لگاؤ اور پتا نہ لگاؤ فل کیا تو اس نے اس کے پتے ہیں کے عیب یا نقص نکالنے شروع کر دیئے۔

دوسرے مصرعے میں محبوب کو شکاری ظاہر کیا ہے۔

آمد و از وہ غرور بوسہ بہ غلو تم نہ داد رفت و در انجمن زغیر مزد نوآوری گرفت

لغت : از وہ غرور: تکبر کی وجہ سے۔۔۔ بہ غلو تم: میری عقل کو۔۔۔ میرا: اجرت، مزدوری، صلہ۔۔۔ نوآوری: نیا کیا۔۔۔

ترجمہ : وہ میری طرف آیا تو کسی لیکن اس نے از وہ تکبر میری عقل کو بوسہ نہ دیا، جبکہ میں سے وہ عقل میں چاہا یہاں اس نے سب کے سامنے اپنے کانے پہلے کا مظاہرہ کر کے رقیب سے اس کا صلہ وصول کیا۔ یعنی اس نے عاشق کی ہجرت و محبت و قبول نہ کی، لہذا رقیب کی بھری عقل میں اپنا ہتھکڑیا۔

اے کہ دستِ غصہ سوخت مشکونہ و در خود فاست و در مزد آن کہ سرکشی گیر کہ سرسری گرفت

لغت : در خود: ذاتی۔۔۔ در: داکر کا لفظ۔ اور اگر۔۔۔ مزد: حساب ہے۔۔۔ سرکشی: اٹھا کر۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ تجھ کو دل رنج و غم سے جل گیا یا نہ حال ہو گیا ہے تو شکوہ کرنا وہاں کی شہنشاہ کے ذاتی نہیں اور اگر مناسب موقع اس کے اظہار آتا بھی جائے تو تو یہ سمجھ لے کہ محبوب نے اسے سرسری لیا ہے، یعنی اسے بے مقصدی بات سمجھ کر بل دیا ہے۔

جلوہ ششاس کوے قصم بودم و دوست راہ جوئی منکر ذوق ہم رہی خرد بہ رہبری گرفت

لغت : جلوہ ششاس: راستے کا ششاسہ جاننے والا۔۔۔ قصم: دشمن، رقیب۔۔۔ راہ جوئی: راستہ تلاش کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : میں رقیب کے کوپے سے واقف تھا اور دوست کو اس راستے کی تلاش تھی، لیکن وہ چونکہ میری راہی کے ساتھ چلنے کے ذوق کا منکر تھا اس لیے اس نے میری راہبری میں قصص لکھنے شروع کر دیے۔ یعنی پہنچ نہ کیا کہ میں کوپہ رقیب تک اس کی رہنمائی کروں۔

سستی مرغ شمع دم بر رخ گل بہ بوی تست ہرزہ ز شرم باغبان، جسہ گل تری گرفت

لغت : بہ بوی تست: میری بو یعنی خوشبو سے ہے۔۔۔ ہرزہ: بوجھ، بے لگاہ، بیکار۔۔۔ جسہ: چھٹی۔۔۔ تری: تر ہوا۔۔۔

ترجمہ : شمع کے پرندے اسراغ میری بار پھول کے سامنے جو سستی ملاری تھی تو یہ میری خوشبو یا میری یاد کے باعث تھی، جبکہ پھول کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ سستی اس کی وجہ سے ہے، چنانچہ وہ شواہد گاہیں باغبان خدا جانے کیا کئے، اور یوں اس کی عقل تری ہو گئی، اس خیال سے اسے پسینہ آ گیا۔ شمع پھول پر جو جھیم پڑی ہے اسے شرم کے باعث پسینے کا نام دیا ہے۔ وقت شمع ٹھیل کے ایسے پھول پر چھلنے کی طرف اشارہ ہے۔

رائے زوم کہ بار غم ہم بہ رقم ز دل دود نامہ جو مستمش بہ بل مرغ سبک پری گرفت

لغت : رائے زوم: میرا خیال تھا۔۔۔ بار غم: غم کا بوجھ۔۔۔ رقم: حقیر، کمیت۔۔۔ نامہ: خط۔۔۔ مستمش: بہ بل: میرا، مجھے ہر دے سے ہوا۔۔۔ سبک پری: یعنی تیز اڑنا۔۔۔

ترجمہ : میرا خیال تھا کہ میں محبوب کو خط میں اپنا حال لکھوں تو میرے دل کا بوجھ بگاڑ جائے گا چنانچہ میں نے خط لکھ کر جیسے ہی مرغ بندہ ہر کے ہر دے کے ساتھ چڑھا تو وہ غنائیں گویا تیرے لگے محبوب کی طرف تیزی سے اڑنے لگا۔

غالب اگر بہ بزم شعر دیر رسید، دور نیست کش بہ فراق حسرتی دل ز خنثوری گرفت

لغت : حسرت: کہ۔۔۔ حسرتی: غائب، حسرتی غل، چھٹت ہو جاسی میں حسرتی تھیں کرتے تھے۔۔۔

ترجمہ : غالب اگر شعر و شاعری کی محفل میں دیر سے پہنچا ہے تو یہ کوئی حیران کن بات نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حسرتی کے فراق میں اس کا دل شعر و شاعری سے اچلتا ہو گیا ہے۔ غائب، حسرتی غل سے غالب کے کہے ہوئے ہیں۔ ان کی وفات پر غالب کو جو دکھ اور غم پہنچا اس کا

غزل 33

دل بردن ازیں شیوہ عیان است و عیاں نیست دانی کہ مرا بر تو ممکن است و ممکن نیست

لغت : دل بردن : دل ڈالنا۔ شیوہ : انداز، مزاج، رویہ۔ ممکن : شہ۔ عیاں : ظاہر۔

ترجمہ : اس انداز سے میرا دل ڈالنا مجھ کو ظاہر بھی ہے اور ظاہر نہیں بھی ہے۔ تجھے یہ خبر ہے کہ مجھے اس مسئلے میں تو پر شہ ہے اور یہ شہہ نہیں بھی ہے۔ یعنی پہلے کہہ دیا کہ معلوم ہیں ہے مگر کہہ دیا "چلو چھوڑو"۔

در عرض غمت بیکر اندیشہ لالم پاتا سرم انداز بیان است و بیاں نیست

لغت : عرض : اظہار۔ بیکر : بھر۔ لالم : لال، رنگ بھر پل نہ سکے۔ اندیشہ : فکر خیال۔

ترجمہ : تجھے غم محبت کے اظہار کے مسئلے میں میں فکر خیال کا ایک خاموش بھر ہوں (یعنی میں بولتا تو نہیں لیکن میرا سر ہکا انداز بیان ہے اور بیان نہیں ہے۔ میں اگرچہ اظہار غم نہیں کرتا لیکن میرے پرے پرے دور سے میری حالت غم ظاہر ہے اور اس میں جان کی سی صورت نہیں ہے۔

فرہان تو بر جان من و کار من از تو بے پردہ بسر پردہ روان است و رواں نیست

لغت : بے پردہ : ظاہری طور پر۔ بسر پردہ : ہر دے میں و نظیر طور پر۔ رواں : روانہ جاری۔

ترجمہ : میرا فرہان میری جان پر ظاہری صورت میں بھی اور پچھلے صورت میں بھی جاری ہے لیکن میرا کام تجھے دھنوں رواں میں رہا۔ یعنی میں تو ہر طرح سے تجھے فرہان کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہوں لیکن تجری طرف سے میری کوئی خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔

نازم بہ فریبے کہ دہی اہل نظر را کز بوسہ پیاسے بہ دہان است و دہان نیست

لغت : نازم : غلام، میں فکر کرتا دارو چاہوں۔ دہان : پیسہ، دہن کا جوہر دہن ہے۔ انگ : دہن۔

ترجمہ : میں تجھے اس فریب پر مجھ تو اہل نظر کو دے رہا ہے۔ تجھے دارو چاہوں۔ تجھے دہن سے اہل نظر کو بوسے کا تو پیغام مل رہا ہے لیکن دہن سے ہی سے نہیں ہے۔ محبوب کا دہن نگہ دکھائی کا حال ہے۔ دہی کے ایک شاعر نے تو اس مسئلے میں میرے سے کام لیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ دہن گویا محبوب کے چہرے پر ایک زخم قاتلہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ بوسے کے پیغام سے مولود دہن محبوب کی دکھائی ہے جس کے سبب دیکھنے والے کو کئی چھپتا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اسے چوم لے۔

دافنم ز گلشن کہ بہار است و ہا چچ شادیم بہ گلشن کہ فرہان است و خزاں نیست

لغت : دافنم : ہم مل رہے ہیں، ہمیں دک ہے۔ شادیم : ہم خوش ہیں۔ گلشن : بہار، آنکھوں۔

ترجمہ : ہمیں اس بات کا دک ہے کہ گلشن میں بہار تو ہے، لیکن ہم مل رہا آتی تو ہے لیکن وہ مستقل نہیں ہوتی، اسے ہا میں ہے۔ جبکہ ہم آنکھوں سے خوش ہیں کہ اس میں خوش ہے اور خزاں نہیں ہے۔ گلشن میں بھی بہار ہے تو کبھی خزاں جبکہ آنکھوں اس تبدیلی سے محظوظ ہے۔

سرایہ ہر قطرہ کہ گم گشت بہ دریا سوئے ست کہ مانا بہ زبان است و زباں نیست

لفت : تم مشتہم گم ہو گیا، روپ گیا۔۔۔ سوئے سنے ایک لٹح ہے۔۔۔ ہاں گوا کہ بظاہر۔۔۔

ترجمہ : ہاں بھی قلعو سمندر میں گم ہو گیا، یعنی اس کا وہو ختم ہو گیا اس کا سرمایہ ایک ایسا لٹح ہے جو بظاہر نقصان ہے لیکن یہ نقصان نہیں ہے۔ قلعو سمندر میں گم ہو کر گوا اپنا وجود کھو رہا ہے لیکن اسے سمندر کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے جو گوا وجود کے نقصان سے بہت بڑا لٹح ہے۔ بقول غالب !

حضرت قلعو ہے دریا میں ڈا ہو چلا

دور ہر مژدہ برہم زدنِ ایں خلقِ جدید است نظارہ سنگد کہ تہاں است و تہاں نیست

لفت : مژدہ برہم زدن آگے بھٹکا۔۔۔ فنا، کائنات۔۔۔ سنگد خیال کرتا ہے۔۔۔ نظارہ مروجہ نظریں۔۔۔

ترجمہ : تہاں ہر مژدہ آگے بھٹکے پر یہ کائنات ایک نئی صورت اختیار کرتی ہے جبکہ تہاں نگاہیں یہ تصور کرتی ہیں کہ یہ مہر دی ہے مگر وہی نہیں ہے۔ یعنی کائنات ہر لمحہ تغیر پر ہے۔ غالب ہی کے بقول !

رات دن گردش میں ہیں سلتِ آسمان ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبراؤں کیا

دورِ شلخ بود موجِ گل از جوشِ بہاراں چوں باور بہ مینا کہ نہاں است و نہاں نیست

لفت : موج گل بہار کی لہر۔۔۔ نہاں چھپا ہوا، چھپی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار کے جوش سے موج گل شلخ کے اندر موج دھوئی ہے، بالکل اس شراب کی طرح جو صراحت میں چھپی ہوئی ہے اور نہیں بھی چھپی ہوئی۔ بہار میں پھول کھلتے ہیں۔ ظاہر ہے گلے سے پہلے گھٹوں کے اندر ان کی نشوونما لاپید کی ہو رہی ہوئی ہے جو نظر نہیں آتی۔

ناکس ز غوغندی ظاہر نہ شود کسی چون سنگ سرور کہ گران است و گران نیست

لفت : ناکس، گھٹیا۔۔۔ غوغندی، قوی، سونہ گڑ، طاقتور۔۔۔ کبھی کوئی مروجہ اعلیٰ عظیم۔ گران بہ بھل۔۔۔

ترجمہ : ظاہری غوغندی سے ایک گھٹیا آدمی ایک عظیم انسان نہیں بن جاتا، یعنی نہیں بن سکتا۔ اس کی مثال راستے میں چلے ہوئے اس چمکی سی ہے جو بھل تو ہوتا ہے لیکن بڑا دانش نہیں ہوتا کہ مطلب یہ کہ انسان کو عظمت اس کی خوبیوں اور اعلیٰ کردار کے سبب حاصل ہوتی ہے، ظاہری نمود و نشانی سے نہیں۔

پہلو شگافید و سینید دلم را ناچند گویم کہ چہاں است و چہاں نیست

لفت : شگافید، چرو۔۔۔ ناچند گویم، میں کب تک کہتا ہوں گا۔ چہاں است، کہا ہے۔۔۔

ترجمہ : تم میرا پہلو چروالو اور پھر دل نکال کر اسے دیکھ لو تاکہ تم پر دل کی کچھ حالت واضح ہو جائے اور نہ میں کب تک یہ کہتا ہوں کہ یہ کتنا یاد آ رہا ہے کہ میرا دل کہا ہے اور کہا نہیں ہے۔

غالب بلہ نظارگی خویش توں بود زیں پرورہ ہوں آگہ چنان است و چنان نیست

لفت : نظارگی، مروجہ نظارہ کرنے والا۔۔۔ چنان است، ایسا ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب اپنی ذات کا نظارہ خود کیا جاسکتا ہے۔ تو اس پر دے سے ابرا آجائیں یہ بہت بھروسے آگہ ایسا ہے، اور ایسا نہیں ہے۔ مروجہ کہ انسان اپنی حقیقت کے بارے میں مختلف قسم کی توہین آراء انہوں سے کام لیتا ہے، جبکہ اس طرح یہ مسئلہ حل ہونا ممکن نہیں، پہلی اگر وہ اپنی ذات یا شخصیت کی قید سے ابرا لگے تو پھر اسے یہ نظارہ میرا نہ سکتا ہے۔

غزل # 34

دل بُرد و حق آن است کہ دلبر نتوان گفت
بیداد توں دید و شکر نتوان گفت

نعت : حق آن است: یعنی بات یہ ہے، کچھ پر ہمو۔۔۔ بیداد: جو روح۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب نے ہمارا دل اڑا لیا یا جھین لیا لیکن کچھ پر ہمو تو اسے دلبر نہیں کہا جاسکتا۔ اس کے جو روح تو برداشت کیجئے ہاسکتے ہیں لیکن اسے حق کر نہیں کہا جاسکتا۔ یعنی یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان کا بخبری ثبوت کوئی نہیں جس کی بنا پر اسے دلبر کہا جاسکے اور اس کی حقاری چونکہ ہماری محبت کی بنا پر ہے اس لیے اسے حشر نہیں کہہ سکتے، محبت میں حق نہیں ہوتا۔

دور رزم کش تاج و خنجر نتوان برد
دور بزم کش کش پاد و ساغر نتوان گفت

نعت : رزم کش: اس کا میدان جنگ۔۔۔ تاج: جھوٹی کلاڑی۔۔۔ بزم کش: اس کی بزم، محل۔۔۔

ترجمہ : اس کی رزم نگاہیں، جو گویا شمشیر اور عشق کے درمیان جنگ کا میدان ہے، کھلاڑی اور خنجر نہیں لے جاتا ہاسکتا یعنی اس میدان جنگ میں یہ آلات کام نہیں آتے، وہاں تو تار و دار کے دار ہوتے ہیں، جبکہ اس کی محفل میں پاد و ساغر کی بات نہیں کی جاسکتی یعنی اس محفل میں محبت کا نشہ طاری ہوتا ہے اور محبوب کا شمع اور مست آنکھیں عاشق کے سوز و خشکامٹ جاتی ہیں۔

رخشدگی ساند و گردن نتوان جست
نہدگی یارہ و پرگر نتوان گفت

نعت : رخشدگی: چمک۔۔۔ ساند: کلائی۔۔۔ نہدگی: خوبصورتی، زیبائش۔۔۔ یارہ: گلن۔۔۔ پرگر: گوند جو قیمتی چھوٹے پتے ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : کلائی اور گردن کی چمک تلاش نہیں کی جاسکتی اور یارہ اور پرگر کی خوبصورتی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ یعنی محبوب کی کلائی اور گردن کی اہمی چمک بے مثل ہے اس پر یارہ اور پرگر کی خوبصورتی کی اساتے پہ ساگے دلی بات ہے۔

بچستہ دہ پاد و ساقی نتوان خواند
ہموارہ تراشدیت و آذر نتوان گفت

نعت : بچستہ: بچہ۔۔۔ ہموارہ: بچہ۔۔۔ تراشد: تراشتا ہے۔۔۔ آذر: بھٹکاتے والا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا بیٹا جو مشہور بت مگر تھا۔۔۔

ترجمہ : وہ بچہ شراب پاتا ہے لیکن اسے ساقی نہیں کہا جاسکتا، وہ بچہ بت تراشتا ہے لیکن اسے آذر کے ساتھ بچ، دال کے ساتھ یعنی آگ، انہیں کہا جاسکتا۔ محبوب کے شمع میں اتنی دلکشی ہے کہ دیکھنے والا مست ہو جاتا ہے، جبکہ اس کا ہر برتاؤ اور ادب کو سہا لیتے والا گویا ایک نیا بت ہے۔

از حوصلہ یاری مطلب صاعقہ تیز است
پروانہ شو این جا ز سمندر نتوان گفت

نعت : مطلب: مت، ایک، طلب نہ کر۔۔۔ صاعقہ: بجلی۔۔۔ سمندر: ایک کیراڑو آگ میں بہتا ہے۔۔۔

ترجمہ : بجلی میں بجتی بجش ہے، اس سے بچنے کے لیے حوصلے سے ڈونڈنا تک ممکن حوصلے کا سامرا نہ لے۔ یہاں تو پروانہ ہی جاہ سمندر کی بات نہ کر۔ یعنی محبوب کے شمع میں بجلی کی سی بجش ہے جس سے بچنا ممکن نہیں، اس پر تو پروانہ ہی کہ جہاں قربان کرنے کی ضرورت ہے، سمندر بچنے کی نہیں۔

ہنگامہ سر آمد چہ زنی دم ز نظم
مر خود تھے رفت بہ محشر نتوان گفت

نعت : سر آمد: ختم ہو گیا۔۔۔ نظم: نظم کے خلاف قیاد۔۔۔

ترجمہ : ہنگامہ فزع ہو گیا اب اس کے غم دور کے خلاف فریاد کیسی۔ اگر کوئی حتم ہوا بھی ہے تو وہ ایسا حتم ہے جس کے خلاف غم میں فریاد نہیں کی جاسکتی۔ ہنگامہ سے مراد محبت کا ہنگامہ ہے جو چاہو کہ فزع ہو گیا۔ پھر ہنگامہ اس کے خلاف فریاد کیسی؟

در گرم روی سایہ و سرچشمہ نہ جو نیم ہما خشن از طوبی و کوثر نتواں گفت
لغت : گرم روی: تجر و فکری۔ نہ جو نیم: ہم غلام میں کرتے۔ طوبی: جنت کا ایک درخت۔ کوثر: جنت کی ایک نہر۔

ترجمہ : ہم اپنی تجر و فکری میں سامنے اور سرچشمہ کے پتھر میں نہیں چڑتے، ہم سے طوبی اور کوثر کی بات نہیں کی جاسکتی۔ یعنی ہم حیل پر جلد پہنچنے کے شوق میں تجر و فکری میں رہے ہیں، ہمیں راستے میں تھکاوٹ کے سبب کبھی درخت کے سامنے میں آرام کرنے اور غصے کے پانی سے پیاس بجھانے کی ضرورت نہیں۔ طوبی سے مراد سایہ اور کوثر سے مراد سرچشمہ ہے۔

آں راز کہ در سید زمان است نہ وعظ است بر دار توں گفت و بہ منبر نتواں گفت
لغت : زمان: چھاپا ہوا۔ دار: سولی۔ حیز: وہ چھوڑا سا زمین جس پر چڑھ کر دعا کرتے ہیں۔

ترجمہ : وہ راز جو میرے بچے میں غفلت ہے وہ کوئی دعا نہیں ہے کہ اسے منبر پر چڑھ کر خطا جائے، وہ تو سولی پر ہی چابی لٹکا ہوا ہے۔ راز سے مراد راز حق یا حقیقت بات ہے جسے سرعام بیان نہیں کیا جاسکتا۔ منصور نے ایسا کیا لیکن وہ حق کہا تو اسے سولی پر چڑھا دیا گیا۔ بقول صاحبِ مکی بات آزار کا باعث حقیقی ہے، جب حرف حق بلند ہوا تو وہ دور ہی جاتا ہے۔

گفتار راست باعث آزار می شود چو حرف حق بلند شود داری شود
مخالف کا ایک صوفی شاعر طبعی شاہ کہتا ہے۔

حج آتھیں بھائیوں لدا اے

(حج کرنے سے آگے کا طوفان اٹھ کر آ رہا ہے)

کارے عجب افتو بدیں شیفتہ مارا موسمن نہ بود غالب و کافر نتواں گفت
لغت : شیفتہ: دھند۔ کارے: عجب اللہ! ایک عجیب کام آ رہا ہے، واسطہ آ رہا ہے۔

ترجمہ : اس دھندلے (یعنی غالب) سے نہیں کچھ عجیب واسطہ پڑ گیا ہے، غالب موسمن تو نہیں ہے لیکن اسے کافر بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اگرچہ ظاہر طور پر غالب میں موسمنوں کی کوئی بات نہ تھی اور اس نے موسمن ہونے کا کبھی دعویٰ بھی نہ کیا تھا مگر اپنے مقدمے میں اس نے حج کے سامنے خود کو آدمی مسلمان کہا تھا یعنی میں شرب پیچا ہوں، میں نہیں کھیتا، تمام اس کے بعض اشعار جو اسے اس کی دین سے وابستگی کا پتہ دیتے ہیں۔

غزل # 35

اندوہ بہ دانے دوس پر کلمہ فرد ریخت چوں برگ شقایق بگر از نالہ فرد ریخت

لغت : اندوہ: ہجرت اور الیحا ہوا۔ ہر کلمہ: کلمہ۔ فرد ریخت: بچے کر گئے۔ شقایق: مرغ عقیدہ اللہ، بھول۔

ترجمہ : دماغِ نازک سے لیے ہوئے دو تین کلمے بچے کر گئے۔ ہر فرد کے سبب ہمارا بگر لہ کی چوں کی طرح بچے کر کر بھر گیا۔ یعنی محبوب کی ہے تو قہری اور دروہم کے خلاف فریاد کی پیش نے ہمارا بگر جانے کے رکھ دیا۔

آتشکدہ خوی تو لازم کہ از طوفان شرور و داغ گل دلالہ فرو ریخت

لغت : خوی تو: تیری ملوث، فطرت، مزاج۔ رخم: میں نے مجازاً ہاتھ کی۔ اور پھینکا

ترجمہ : میں تیرے آتشکدہ مزاج، یعنی گرم مزاجی، پر ہاتھ کرنا ہوں کہ جب بھی میں نے اس کی کسی طرف سے چنگاریاں اور داغوں کی مجازاً پونچھ کی تو وہاں سے گل دلالہ گرے اور پھول کرے۔ یعنی دوست کی گرم مزاجی میں بھی عاشق کے لیے ایک لطف کی بات ہے، جیسے اس کے سامنے پھول گر رہے ہوں۔

بر سادہ دلانت بہ وفا جلوہ ہمی داور بیدار تو آب از سرخ دلالہ فرو ریخت

لغت : سادہ دلانت: تیرے سادہ دل، یعنی سادہ لوح عاشق۔ آب از سرخ فرو ریخت: پانی چہرے سے نیچے کر گیا یعنی اس کی آمد جاتی رہی۔ دلالہ: مستحق کی صفات بیان کرنے والی۔

ترجمہ : مجھے سادہ لوح عاشقوں کے سامنے دلالہ تیری وفا کی تعریف کر رہی تھی، لیکن تیرے دور و رخم نے اس دلالہ کی آمد کھودی۔ انا شرمندگی سے اس کے چہرے پر پیچہ اٹھایا۔ مراد یہ کہ اس کی یہ صفت سرانی محض ایک قریب خدا

مکتم ذکر پر سم خبر عمر گذشتہ سلتی بہ قدح پادہ وہ سادہ فرو ریخت

لغت : ذکر: اذکر، کس سے۔ قدح: پیالہ۔ مکتم: میں نے کہہ میں نے سہا۔

ترجمہ : میں اس سوچ میں تھا کہ میں اپنی عمر گذشتہ کے ہرے میں کس سے ملوم کروں کہ سلتی نے پیالے میں دس سال پرانی شراب ڈال دی۔ دس سال پرانی شراب کا مطلب ہے کہ وہ جو خنی دی رہی انا عرصہ کسی نے اسے اتھوڑ لگا تھا۔ سلتی نے جو پیالے میں یہ شراب ڈالی تو اسے یہ جتنا قصور تھا کہ تیری زندگی کا یہی حصہ اس شراب وہ سادگی طرح خضول گذر گیا یا ضائع ہو گیا۔

بے سنی نگہ، مستی آں چشم فسونگر خونم بہ سیہ مستی دنہاہ فرو ریخت

لغت : سنی: کوشش۔ چشم فسونگر: جلوہ گر آنکھ، ہر آنکھ۔ دنہاہ: سرے کی نگہ جو آنکھ سے باہر نکلتی ہوتی ہے۔

ترجمہ : آنکھوں کی کوشش کے بغیر ان بے حیر آنکھوں کی مستی نے اپنے دنہاہ کی سیاہ مستی انہاہ مست ہو کر سے میرا خون گرا دیا۔ محبوب کی آنکھیں بہت مست ہیں جس کی وجہ سے لہو کام نہیں کر رہی، لیکن ان پر لگی سرے کی لکیری نے عاشق کا گویا کام تمام کر دیا، یعنی اس سے پہلے کہ عاشق، محبوب کی مست آنکھوں کے صدقے دہری جانا، سرے کی سیاہ مستی ہی پر وہ قربان ہو گیا۔

مشاطہ بہ آرائش آں حسن خدا داد گل در چمن و قدح بہ رنگارنگ فرو ریخت

لغت : مشاطہ: دوسری عورتوں کو سہانے اور آرامت کرنے والی عورت۔ حسن خدا داد: ایسا فطرتی حسن جو ظاہری آرائش و زیبائش سے بے نیاز ہو۔ قدح: شیرینی۔

ترجمہ : اس یعنی تیرے حسن خدا دادی آرائش و زیبائش کے وقت مشاطہ نے پھول تو چمن میں پیچک دینے اور شیرینی بنگالہ میں اپنی مست دورا پیچک دی۔ مطلب یہ کہ۔ حاجت، مشاطہ غیبت رو سنے دلا آرام

نہیں محتاج زہار کا جسے خوبی خدا نے دی

با موج خرامش سخن از پادہ گوئید کلب رخ این جوہر سیالہ فرو ریخت

لغت : خرامش: اس کا نامہ اس کی رفتار۔ گوئید: مت کہو۔ جوہر سیالہ: بر جالنے والا ہر ہر شراب۔

ترجمہ : اس کی موج تمام کے سامنے شراب کی بات مت کہو، کیونکہ اس موج خرام سے اس جوہر سیالہ کی آمد گھٹادی ہے۔ یعنی محبوب

نہ مست رہا میں حاشی کے لیے جو نکلے وہ شرب میں بھی نہیں۔ (بقول شاعر)

رفتار تری سے گا برستا ہوا بالبل جس راہ سے گزروے تو وہی راہگزر مست

چوں انجم و خورشید ز برق دم گرم شیرازہ جمیت تجملہ فرد ریخت

نعت : انجم : جمع نجم مستلزم دم گرم : میری آنکھیں آہیں سانس۔ شیرازہ : بدخشی بدعصے ہونے کی حالت تری بندی۔ تجملہ : جھلک کی گرمی سے لہو لپٹنے والے جھلنے والے۔ جمیت : اکٹھا ہونا۔

ترجمہ : میری آنکھیں ناسوں (آنہوں) کے پھٹ تجملہ کی جمیت کا شیرازہ ستاروں اور سورج کی طرح نکلنے کے رو گیا۔ راہوں کے حوالے سے ستاروں کی بات کی ہے۔ یعنی میری آہوں میں اتنی بخش و گرمی تھی کہ یہ دانے جل کے رہ گئے۔

رنگ خط روے تو گر افشرد بدیں رنگ جینی کہ مر از دائرہ ہلا فرد ریخت

نعت : خدا روے تو میرے چہرے کا سبز و آغلا جوانی کی علامت ہے۔ افشرد : چمڑا۔ بدیں رنگ : اس طرح۔ جینی : توبہ کیے یعنی توبہ کیے گا۔ ہلا : وہ دائرہ جو زمینی مخلوقات کے سبب چاند کے گرد ظاہر ہوتا ہے۔

ترجمہ : میرے چہرے کے سبز و آغلا کی اگر یہی کیفیت رہی تو تو دیکھے گا جینی وہ وقت آنے والا ہے جب چاند ہلا کے دائرے سے بچے اگرے گا۔ محبوب کے سبز و آغلا سے اس کا شہنشاہی طرح متاثر ہوا ہے اور اس کے چہرے پر یہ خط و لکھن دکھائی دیتا ہے جیسے چاند کے گرد ہلا ہو۔ محبوب کا چہرہ چاند ہے اور سبز و آغلا ہلا۔

در قالب نثار اثرش پردہ کشا شد خاک کے کہ قضا در تن گوسالہ فرد ریخت

نعت : قالب : ڈھانچہ۔ پردہ کشا شد : پردہ کھولنے والا۔ راز افشا کرنے والا۔ گوسالہ : گائے کا مچھلا۔ ترجمہ : قضا نے مجھ کے جسم میں جو خاک کر دلی تھی اس کے اثر کا راز افشا کر کے ڈھانچے کی صورت میں ظاہر ہو گیا۔ یعنی جو مخلوق گائے کے گھڑے کی ہیں وہی مخلوق مجھ میں بھی دہائی جاتی ہیں۔

دزدیدہ سر اہل سخن از نیم تو غالب گوئی رگ ابر قلمت ڈالہ فرد ریخت

نعت : دزدیدہ : سر چھپائے ہوئے۔ رگ ابر قلمت : میرے قلم کے بدل کی رگ۔ ڈالہ : ادا ہونے کے چھوٹے چھوٹے۔ ترجمہ : اے غالب میرے اہل سخن اپنے سر چھپائے ہوئے ہیں۔ گویا قلم کے بدل سے اولے برس رہے ہیں۔ قلم یعنی اپنی تعریف کا شعر ہے۔ یعنی غالب کی شاعری ایسی عظیم شاعری ہے کہ دوسرے شعرا اس کا مقابلہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔

غزل # 36

خواست گزار نجد و تقریب رنجیدن نہ داشت جرم خیرا ز دوست سیدیم در سیدان نہ داشت

نعت : خواست : اس نے چاہا۔ رنجید : ناراض ہو۔ تقریب : موقع۔ جرم : سیدیم ہم نے پوچھا۔ در سیدان نہ داشت : پوچھنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

ترجمہ : دوست نے ہم سے ناراض ہونا چاہا لیکن اس کے پاس اس کا کوئی بھلا نہ تھا ناراض ہونے کا کوئی موقع نہ تھا۔ (دوسری طرف) ہم

لے دوست سے رقیب کی خطا بھی تو اس بہت ناکامی کا جزو تھا۔ لیکن دونوں طرف سے بے عمل و موافق اور کسی جہاد کے بغیر باتیں ہو گئیں۔
آند و از غنچ جا جبر پڑ جیسی کرد و رفت بر خود از ذوق قدوم دوست بایمان نہ داشت
فلت : غنچ جا محفل میں جگہ کی کمی۔ جبر پڑ جیسی کرد : پیشانی پر تل ڈال لینے (شعبے کی حالت)۔ قدوم دوست : دوست کی آمد۔۔۔ بر خود بایمان : اپنے آپ پر پورا دل۔

ترجمہ : میرا دوست محفل میں آیا لیکن وہاں غنچ جا کی بارود دھاتے پر تل ڈالنے (یعنی شعبے کی حالت میں لوث کیا۔ اصل محفل میں تھا کہ وہ اپنے دوست کی آمد کی خوشی میں خود پر پورا ناپھرتا تھا جبکہ اس محفل میں اس کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ لیکن اپنے دوست کو وہاں نہ پا کر وہ غنچ جا کے بہانے لوث کیا۔

شد فگار از نازکی چنداں کہ رفتارش نہ ماند ناز نہیں پائیش بہ کوئے غیر بوسیدن نہ داشت

فلت : فگار : زخمی۔ چنداں : اس قدر اس حد تک۔۔۔ ناز نہیں پائیش : اس کے نازک پاؤں۔۔۔
ترجمہ : نازی کے باعث اس کے پاؤں اس حد تک زخمی ہو گئے کہ اس میں چلنے کی صحت نہ رہی اور وہ اس کے ناز نہیں پاؤں کو یہ موافق میرے آسکا کہ وہ کوچہ رقیب کو چوم لے۔ محبوب کی اختلاقی نزاکت کی عکاسی کی ہے۔

گل فراوان بود سے پڑ زور دو شمشیر مسلط خود بخود پیانہ کی گردید و گردیدن نہ داشت

فلت : فراوان : کثرت سے، بکثرت۔۔۔ دو شمشیر : بھلا : فرش، مکر کا سبب، مروجہ غلو تھوڑے۔۔۔ کی گردید : گردش کر رہا تھا۔۔۔ پیانہ : جام۔۔۔ گردیدن : مواد وہاں نہ آتا پلٹ کر نہ آتا۔

ترجمہ : گل رات میرے طلعت خانے میں پھول، فرش پر بکثرت بکھرے پڑے تھے اور شراب اس قدر بخیر تھی کہ پیانہ خود بخود گردش کرنے لگا اور اس کے وہاں آنے یا پلٹ کر آنے کی بات نہیں بن رہی تھی۔

دیر خواندی سوسے خوش و زود فہمیدم در پنج پیش ازیں پایم ز کرد را و جبین نہ داشت

فلت : خواندی : قوتے پایا۔۔۔ زود فہمیدم : میں جلد سمجھ گیا۔۔۔ در پنج : اتریں۔۔۔ جبین : تل کھانا بیچ و توب کھانا۔
ترجمہ : قوتے مجھے (خاصی اور کے بعد پایا اور میں جلد سمجھ گیا کہ اس سے جو قصد کیا ہے لیکن افسوس کہ میری باتوں میں اب اتنی طاقت نہیں رہی کہ وہ اس سے زیادہ راستے کی گرد میں تل کھا سکیں یا بیچ و توب کھا سکیں۔ یعنی عاشق، محبوب کی راہ میں چلتے چلتے اس قدر خستہ اور تھکا ہوا ہو گیا کہ اس کے لیے چٹا کرنا اور دھو کر گیا۔ محبوب کو اس بہت کاظم ہو گیا اور اس نے بہانے سے اسے اپنی طرف بلا لیا یعنی اس کی حالت مزید خراب ہو گئی، عاشق نے صدمت کر لی۔

جوش حسرت بر سر خاکم زبیں جا تنگ کرد ہم چو نبض مرودہ دوو شمع بجنبدین نہ داشت

فلت : زبیں : ازبیں بہت زیادہ۔۔۔ نبض مرودہ : ایسی نبض جو چل نہ سکے۔۔۔ بجنبدین : جلنا۔
ترجمہ : میری خاک یعنی قبر، حسرتیں اس قدر جوش مار رہی ہیں، یعنی ان کی کثرت ہے کہ وہاں جگہ تنگ ہو گئی ہے، چنانچہ صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ میری قبر کی شمع کا دھواں بھی مرودہ نبض کی طرح تلنے سے رو گیا ہے۔ یعنی میری قبر، حسرتیں ہی حسرتیں چھائی ہوئی ہیں اور اتنی جگہ نہیں کہ وہاں شمع جل سکے۔

گر منافق وصل ناخوش ورموافق بھر تلخ دیدہ داغم کرد روئے دوستاں دیدن نہ داشت

فلت : دور : داکر اور اگر۔۔۔ موافق : ساتھ دینے والا، موافقت کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ (محبوب) مطلق ہے (یعنی کتا کتا کرنا اور کرنا کتا ہے) تو اس کا اصل اچھا نہیں یا نہ کہہ دینے والا ہے اور اگر وہ مطلق ہے تو اس کے جہر میں کھیل ہی نہیں ہیں۔ اس احساس کے نتیجے میں بھی آنکھیں جل گئیں اور چوں میں دوستوں اور اسباب کا چہرہ دیکھنے سے غم ہو گیا۔ مولانا حلی نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ "دوستوں کا نہ دیکھا اور ان سے حشر پیدا کرنا نہیں چاہئے تھا کیونکہ جو مطلق ہیں ان کا کلام ناگوار ہے اور جو مطلق ہیں ان کی بدالی سچ ہے۔"

مرد آدم از امانت ہرچ گردوں بر داشت ریخت سے بر خاک چوں دو جام گنجیدی نہ داشت
نعت : امانت : قرآنی صحیح ہے جس کے مطابق قربان خداوندی ہے۔ ہم نے آسمان، زمین اور پھاڑوں کے سامنے امانت رکھی لیکن انہوں نے اسے امانت سے انکار کر دیا اور اس سے خوف زدہ ہو گئے جبکہ انسان نے اسے امانت رکھ کر رکھا، شک و ظلم اور جھٹل ہے۔۔۔ بر داشت : نہ امانت، نہ کتب نہ لیل۔۔۔ گنجیدی : سلاخ۔

ترجمہ : آدم نے وہ ہر امانت اٹھالیا جس کی کتب آسمان نہ اسکا۔ دوسرے لفظوں میں جو شراب، جام میں نہ سوائی وہ خاک پر گر گئی یا اگر ادا کی گئی۔ گویا آسمان، زمین اور پھاڑ کو تو اصل عطیت سے نوازا گیا لیکن امانت بھی چیز انسان کے لیے باندھ دی۔ حلی نے امانت ذکر کی ہیں بات کی ہے۔

آسمان ہر امانت نہ اٹھا سکا چنانچہ قرعہ قل ہم دے اے یعنی انسان کے نام نکلا۔ میر کے مطابق۔

کی عرض جو متاع امانت ازل کے بیج جب اور لے سکے نہ، خریدار ہم ہوئے
سودی نے اشاروں میں بات کی ہے۔

مرا گنہ خود است از ملامت تو بزم کہ عشق بار گراں بود من ظلم و جہول
راکرم میں تیری ملامت اٹھانا یا لینا نہیں تو قصور میرا بچا ہے کیونکہ عشق (امانت) ایک مست بھاری وجہ تھا اور میں قصور ظلم و جہول۔

گر نیم آزلو خود را در تعلق با شتم سود زیر کوہ دلائے کہ بر چیدن نہ داشت
نعت : نیم : میں نہیں ہوں۔۔۔ با شتم : میں نے ہار دیا، میں ہنس گیا۔۔۔ سود : گھس گیا۔۔۔ بر چیدن : اٹھانا، تعلق ختم کر لینا۔

ترجمہ : میں اگر آزاد نہیں ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے خود کو تعلق میں ہار دیا تھا یعنی دنیاوی مطلق میں الجھ کر رہ گیا۔ جو دامن اٹھانا نہ کیا وہ پھاڑ کے لیے اگر گھس گیا یعنی انسان اپنی عظمت کے لحاظ سے باغیر غائب ہو رہا ہے وہ دنیاوی مطلق سے دور رہتا۔ دامن کا پھاڑ کے لیے اٹھانا اگر گھس جاتا مجھوری کی ملامت ہے۔ میر نے افسانوی مجھوری کا ذکر کیا ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ قسمت ہے تھادی کی چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو حبشہ بام کیا
ناصر ادا کی بود نوے آہو غالب، دریغ در ہلاک خویش کو شیدیم و کوشیدیم نہ داشت

نعت : نوے : ایک طرح کی۔۔۔ کوشیدیم : ہم نے کوشش کی۔۔۔ کوشیدیم نہ داشت : کوشش یا بات نہ تھی۔

ترجمہ : غالب : ہم نے اپنی طاقت کی بھرپور کوشش کی لیکن بات نہ بن سکی، یعنی تھادی کو خوش ہے قائم رہی، افسوس کہ ہمیں اپنی اس ناصر ادا (یعنی طاقت) کی کوئی آہدہ کبھی نہ ملے گا۔ حالات سے مجبور ہو کر انسان اپنے دل کو تسلی دینے کی خاطر اپنی طاقت ہی کو جو کمالیائی سمجھ لیتا ہے۔

غزل # 37

ہیں کہ درگل و گل جلودگر برائے تو کیست ؟ چو ش دیدہ ز حق طالب رضاے تو کیست
لغت : گل : شرب۔ چو ش : مت (حاکم) مت بند کر۔۔ کیست : کون ہے۔۔

ترجمہ : ذرا دیکھ (غور کر) کہ پھول اور شرب میں کون تیرے لئے اپنا جود دکھا رہا ہے ؟ تو حق سے آنکھیں مت بند کرنا۔ مجھ راہ دیکھ کہ
تیری مرضی کا طالب کون ہے (تیری مرضی یا تیری خواہش کو پورا کرنے والا کون ہے)۔ اس کائنات کا ذرہ ذرہ اس ذات حق کے جلوں کی
آلودگاہ ہے، بس ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بقول سعدی !

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر دورے دفتر نیست معرفت کردگار
ایک صاحب شعور و دانش کے لئے سبز درختوں کا ایک ایک پتہ اس ذات کی معرفت کا ایسا دفتر ہے۔

چہ ناکسی کہ ز درد فراق می نلی نمی رسی کہ دریں پردہ ہمنوائے تو کیست

لغت : چہ ناکسی : تو کتنا گھٹیا ہے، نالی ہے۔۔ می نلی : نالہ و زاری کر رہا ہے۔۔ نمی رسی : تو نہیں پہنچا یعنی بات کی نہ تک میں پہنچا۔
ترجمہ : تو کسی قدر نالی ہے کہ دھڑکے دھڑکے پر نالہ و زاری یا گریہ و زاری کر رہا ہے۔ تو اس بات کی نہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرنا کہ اس
پردے میں تجوام لوگوں ہے۔ یعنی انسان اس ذات حق کی تلاش میں سرگرداں ہے اور اس کے بظاہر نہ ملنے پر افسردہ خاطر ہے جبکہ اس
ذات کا یہ قربان ہے کہ ہمیں انسان کی شہ رگ کے قریب ہوں، تم مجھے یاد میں اس کا جواب دوں گا، گویا وہ انسان کا ہمنوا ہے۔

کلید بنگلی تست غم، بجوش اے دل تو گر چہیں نہ گدازی گرہ کشائے تو کیست

لغت : کلید : چابی، چابی۔۔ بنگلی : بند ہونے کی حالت، گھٹن۔۔ گرہ کشا : مواد اس گھٹن کو دور کرنے والا۔۔ چہیں : نہ گدازی، تو میں
نہیں پہنچتا۔۔

ترجمہ : اے دل تیری جو گھٹن ہے اس کی چابی یعنی اسے دور کرنے کی چابی، غم ہے۔ تو طوفان بہا کر یعنی فوں کا طوفان اٹھاد۔ اگر تو اس
طرح یعنی غم سے گداز نہ ہو گا تو پھر تیرا گرہ کشا کون ہے، اگر تیری یہ مشکل حل کرے گا۔ غالب ہی کے بقول:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسں ہو گئیں

شکایتے نہ فردوسی و عشقہ اے نہ خری تو آشنائی کہ ای خواجہ و آشنائے تو کیست

لغت : نہ فردوسی : تو میں پہنچا نہیں کرتا۔۔ عشقہ اے نہ خری : کوئی بازو اور نہیں فریاد نہ دے رہا۔۔ کہ ای : کس کا ہے۔۔

ترجمہ : تجھے یہ لوگوں پر نہ تو کسی مشقوں کا یعنی اس کے علم و دھور کا کوئی شوق ہے اور نہ تو کسی کے بازو و ادھی کا دلہا ہے۔ تو پھر تو یہ تو کتنا
کہ تو کسی کا آشنائے اور تیرا آشنائے کون ہے، خواجہ کا لفظ اذرا تلف استہل ہوا ہے۔ مراد غالب ہے۔ یعنی جو نہ تو کسی کا ہوا ہے اور نہ اس
نے کسی کو اپنا کیا ہے بلکہ اس کی زندگی میں کیا تلف ہو گا۔

ترا کہ سوج گل ناگر بود دریاپ کہ غرق خوں بہ در پوستل سراے تو کیست

لغت : سوج گل : پھولوں کی کھڑت۔۔ دریاپ : پالے، معلوم کر۔۔ پوستل سرتہ : پاؤں۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) تو جو کر تک پھولوں سے لدا ہوا ہے ذرا یہ تو دیکھ یا معلوم کر کہ تجھے یہ پوستل کے دو دلاڑے پر خوں میں ڈوبا ہوا کون

جڑا ہے۔ محبوب کی بے نیازی وہ بے اعتدالی کی بات ہے۔ یعنی خود تو وہ پہلوؤں سے لدا پھندا ہے لیکن اسے عاشق کے خون میں نہانے کی کئی خبر نہیں۔ گل اکل رنگ کا پھول، دودھ خون کی سرخی میں یکہ نیست بھی ہے۔

بلا بہ صورت زلف تو رو بہ ما آورو بہ بندر محضی دہریم، جھکائے تو کیست
لغت : بلا : مصیبت۔ محضی : دشمنی۔ رو بہ ما آورو : ہماری طرف رخ کیا۔

ترجمہ : مصیبت نے میری زلفوں کی صورت میں ہماری طرف رخ کیا، ہم پر دھرو ہوئی؟ ہم تو نہانے کی دشمنی کی قید میں پھنسے ہوئے ہیں، بھلا میرا جھکا عاشق، قیدی، کون ہے۔ یعنی میرے عشق کے سبب ہم تو دنیا کی سمیٹوں میں الجھ کر رہ گئے۔ یعنی ہماری حالت تو یہ ہے کہ اور بھی غم ہیں نہانے میں محبت کے سوا راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا بھلاہو کون خوش بنتے ہے جو صرف میرے عشق ہی کا غم لیتے ہوئے ہے۔

تراست جلوہ فراواں دریں بساط، ولے حریف پلہ سے خوارہ آزمائے تو کیست
لغت : فراواں : ست، کثرت۔ بساط : فرش، مہر، بزم۔ پلہ سے خوارہ آزمائے : شراب خوار کو آزمائے دلی شراب۔

ترجمہ : اس بزم میں میرے جلوہ کی کثرت و فراوانی ہے، لیکن میرے سے خوار کو آزمائے دلی شراب کا حریف کون ہے؟ یعنی کون ہے جو میرے ہن جلوہ کی تک لاسکتا ہے۔ اس کا جواب واضح ہے کہ کوئی نہیں ہے۔

ز وارثان شہیداں ہر اس؟ یعنی چہ؟ قوی است دست قضا کشتہ اداے تو کیست
لغت : ہر اس : خوف، ڈر۔ کشتہ اداے تو : میری اداؤں کا لدا ہوا۔ یعنی چہ؟ کیا مطلب، کیوں، کیا۔

ترجمہ : شہیداں یعنی شہیدان عشق کے وارثوں سے خوف و ہراس؟ کیا مطلب؟ یعنی شہید کے وارث جو قصاص لیتے ہیں، اس کا ڈر خوف ایہ تو قصا کے ہاتھ قوی ہیں، بھلا میری اداؤں کا شہید کون ہے۔ یعنی اگر میری اداؤں پر کوئی مرتد ہے تو اس میں تو اس کا قصور ہے جو تجھے قصاص کا ڈر ہے یہ تو سارا کام قصا کا ہے، بھول شاعر۔

کسی بہت کی ادا نے مار ڈالا بہانے سے خدا نے مار ڈالا
بہ انتظار تو درپاس وقت خوشم فریب خوردہ نیرنگ وعدہ ہائے تو کیست

لغت : پاس : کنارہ، خیال۔ نیرنگ وعدہ : وعدوں کی جیب و فریب کیفیت۔ خوردہ : خوردہ، جو دھوکے میں آیا ہو۔

ترجمہ : مجھے تو میرے انتظار میں اپنے وقت کا پاس ہے۔ میرے جیب و فریب وعدوں کا فریب خوردہ کون ہے؟ یعنی ہم اگر میرا انتظار کرتے ہیں تو یہ کیفیت ادا سے لیتے سرت و دشمنی کا ثابت بنتی ہے، ہم میرے وعدوں کے فریب میں نہیں آتے۔ "فریب خوردہ کون ہے؟"۔ یعنی کوئی اور ہو گا ہم نہیں ہیں۔

زالال لطف تو سیرابی ہوساکن کچے بہیں کہ جگر نقشہ بھائے تو کیست
لغت : زلال : صاف اور شفاف پانی۔ ہوساکن : حریف، دشمن۔ کچے بہیں : زراں، کمزور۔

ترجمہ : میری سوسائش کے زلال سے اہل ہوس کی تو سیرابی ہوئی ہے، یعنی ان کی خوشی کا سلسلہ ہوتا ہے، لیکن اس بہت کا بھی زراں جاتا رہے کہ میری بھلائی کا جگر نقشہ یا پیا سا کون ہے۔ اہل ہوس کی تو میری نوازش سے خوش ہوں یا خوش ہوں گے لیکن ہمیں میری بھلائی ہی میں لطف و محبت ہے۔

ترا ز لال ہوس ہر کچے بھائے من است تو خداے تو شاہم، مرا بھائے تو کیست

لغت : تو خدا ہے تو تجھے خدا کی قسم۔ شاہ: میرے بادشاہ، میرے بادشاہ حسن۔

ترجمہ : حیرے لینے اہل ہوس میں سے ہر کوئی میرے جیسا ہے۔ یعنی تو مجھے بھی اپنے اہل ہوس میں شمار کرتا ہے انگوٹیاں بھی اہل ہوس ہوں۔ میرے بادشاہ تجھے خدا کی قسم زرا یہ تو جانتا کہ میرے لینے حیرے سوا اور کون ہے؟ یعنی میری تمام تر توجہ تو صرف اور صرف تیری ہی طرف ہے۔ صرف تو ہی میرا محبوب ہے۔

فرشتہ معنی "من ربک" نفی فہم بہ من بگوئی کہ غالب بگو خداے تو کیست لغت : "من ربک"؟ حیرا پ کون ہے۔

ترجمہ : اے فرشتے! میں "من ربک" کے معنی نہیں سمجھتا تو مجھ سے یہ پوچھ کہ میں غالب! میرا خدا کون ہے؟ قبر میں منگر کبیر سو سے سوال کریں گے۔ ایک سوال یہ ہے کہ "من ربک"۔ غالب نے لطیفہ یہ پڑا کیا ہے کہ میں مل نہیں جانتا تو تیری میں پوچھ۔ سوال مجھ بھی کیا ہے اور نہ سمجھنے کی بھی بات کر دی ہے۔

غزل # 38

یہ دادی کہ در آں خضر را عصا خفت است بہ سینہ یی ہرم رہ اگرچہ پا خفت است

لغت : عصا خفت است: عصا کو گایا ہے یعنی روئے بالی اور بالی کا ٹھکی پکار ہو گئی ہے۔ یی ہرم رہ راستے کرنا ہوں۔ پا خفت است: پاؤں سو گئے ہیں، چلنے سے رہ گئے ہیں۔

ترجمہ : جس دادی میں خضر کا عصا سو گایا ہے وہاں میں سینے کے بل چلی کر راستے طے کرنا ہوں اگرچہ میرے پاؤں سو گئے ہیں۔ خضر بولے ہنگوں کو راستہ دکھاتے ہیں، گویا وہ رہنما ہیں۔ یہی دادی سے مراد وہی عشق ہے جس میں ایک عاشق ہی سزا کر سکتا ہے (یعنی سزا عطا کرے اور خضر سے سفر کرنے سے عاجز ہیں۔

بدیں نیاز کہ باتست، نازی رسد م گدا بہ سایہ دیوار پادشا خفت است

لغت : باتست: تھ سے ہے۔ نازی رسد م: مجھے ضرور ملے گا۔ پادشا: پادشاہ یعنی خودت کے تحت و حذف کر دیا۔

ترجمہ : یہ جو مجھے تھ سے نیاز مند ہے (یعنی میں جو عاجزی کا اظہار کرنا ہوں تو) مجھے اس پر غور ہے۔ بس ہیں کچھ لو ایک گدا پادشا کی دیوار کے سائے میں سوا ہوا ہے۔ خود کو گدا کہتا ہے اور محبوب کو پادشا کی دیوار کا سایہ جو گدا کے لینے پاٹ کر ہے۔

بہ صبح خشر جنین خست، رویہ خیزد کہ در شکایت درو و غم روا خفت است

لغت : جنین: ایلا۔ خست: زخمی پکار۔ رویہ: زلت کا لہرا ہوا۔ خفت است: مراد قبر میں سو گیا ہے۔

ترجمہ : ایسا شخص جو صبح باری خست علی کے سبب دکھ درد کا شکار کرنے اور دعا کے غم میں کھو رہا اور اسی حالت میں قبر میں جا سوا (امریکا وہ روز بختر روپا ہو کر اٹھے گا۔ سچا عاشق ہر طرح کے شوق و شکایت سے دور رہتا ہے بلکہ اسے اسی میں سکون ملتا ہے۔ اس کے برعکس ہر وقت درد و غم کا شکار کرنے والا خود کو بھی پہنچ نہیں اس لیے وہ گویا اپنی حالت غراب کرتا ہے۔

خروش حلقہ رنداں ز ناز میں پسرے ست کہ سر بہ زانوے زاہد بہ یوریا خفت است

لغت : خروش: شور و غوغا۔ ناز میں پسرے: ایک خوبصورت لہو لہا۔

ترجمہ : یہ چار دعوں کے حلقے میں شمار کیا ہوا ہے تو یہ اس باعث ہے کہ ایک ظاہر صورت کو توڑنا زیادہ کے زانو پر سر رکھنے پر سوتا ہوا ہے۔ نام نادر، زہار، دعوں کو اپنی کٹھ چٹخیں کاٹھنڈے ہاتھ دے رہے ہیں، لیکن ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ لونڈوں سے شغف کرتے ہیں۔ یعنی "دیکھیں را صحت خود میں صحت"۔

ہوا مخاف دشب تار و بحر طوقاں خیز گشت نظر کشی و ناخدا غفست

نعت : شب تار، رات اندھیری ہے۔۔۔ گشت نظر کشی، کشی کا لٹرنٹ کیا ہے۔۔۔ ناخدا، ملاح۔۔

ترجمہ : ہوا مخاف، جل رہی ہے رات اندھیری ہے اور سمندر میں موجوں کا طوقاں اٹھ رہا ہے اور بحر کشی کا لٹرنٹ کیا ہے اور ناخدا سوا ہوا ہے۔ غالب کے پیش نظر بیضا خفا کا یہ شعر رہا ہو گا۔

شب بیک یک وجم موج گردا ہے چشیں حاکل کجا دانند حال ما جسکاران ساطلا

(تاریک رات ہے، لہروں کا خوف ہے اور ایسا زبردست، سمندر رکاوٹ بنا ہوا ہے، مہلا ساطلوں پر بیٹھے بے فکران کو ہماری حالت کا کیا اندازہ، مسافر جس ٹوناک صورت حال سے دوچار ہیں، اس کی عکاسی کی گئی ہے۔ اور اگر اسے سیاسی رنگ دیا جائے تو اس وقت تھا تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملت و قوم تو کھائی ہوئی دلوں اور کھوں کی شکل ہے جبکہ رہنما ایذا دان کام ہاکل بے فکر ہیں۔)

غمت بہ شر شیریں زبلیں بہ بیک غلق مس بہ خانہ و شر در حرم سرا غفست

نعت : شیریں، رات کو حل کرے۔ بیک، بنگا، گمراہ نکلا۔ مس، کو قاتل، قہقار۔۔

ترجمہ : حرم، اہم یعنی غم بہت، راتوں کو لوگوں کے گھروں پر حملے کر رہا ہے یا زانے ڈال رہا ہے لیکن یہ قہقار ہے وہ تو اپنے گھر میں اور بد شکو اپنے حرم میں مڑے کی بند سوسے ہیں۔ بد شکو اور کو قاتل کا کام ہے کہ وہ ان کو دیکھو کو قہقاروں کے گھر میں کھلی چھٹی لے دے لیکن محبوب ایک ایسا آدمی ہے جس کا غم بہت عشق کی خیمہ دھڑلے سے چرا رہا ہے اور وہ چارے اس غم کے ہاتھوں راتیں جاگ کر گزار رہے ہیں اور یہ قہقار دھڑلے میں وہ اس سے بے فکر سوئے پڑے ہیں۔

دلیم بہ سجد و سجود و روا لرزد کہ دزد مرطہ بیدار و پارسا غفست

نعت : سجد، سجدہ۔ سجود، سجدہ۔ روا، چار۔ دزد، چور۔ دزد مرطہ، رینگن۔۔

ترجمہ : سجد، سجدہ اور چار کی حالت دیکھ کر میرا دل کھپ رہا ہے، اس لیے کہ دزد مرطہ بیدار ہے اور عہدت گزار آدمی سوا ہوا ہے۔ یعنی عہدت گزار یا پارسا کا کام ہے کہ وہ راتوں کو عہدت میں محو ہو جبکہ یہاں مسئلہ یہ کھس ہے، یعنی وہ بے خبر چار سوا ہے، چور کے دلت کو جانگے کے حوالے سے نام نادر پارسا کو پرچٹ کی ہے۔

ورازنی شب و بیداری من ایں ہمہ نیست ز بخت من خبر آرید تا کجا غفست

نعت : ورازی، طویل ہو یا لمبی ہو یا۔ ایں ہمہ نیست، یکا سب کچھ نہیں ہے۔۔۔ خبر آرید، خبردار، معلوم کرو۔۔

ترجمہ : راتوں کا طویل ہونا اور میرا ساری ساری رات جانگے رہنا تو کوئی خاص بات نہیں ہے، زور یہ معلوم کرو کہ میرا عہدہ کہاں سوا ہوا ہے۔ عاشق کا رات کو جاگنا ہر کے غم کے سبب ہے اور چونکہ وصل کی کوئی توقع نظر میں آئی، اس لیے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا عہدہ بھی گمراہی خیمہ سوا ہوا ہے۔

بہیں ز دور و جگر قرب ش کہ منظر را در بچ باز و بہ دروازه اژدہا غفست

نعت : جگر، مت تلاش کرو۔ منظر، گھر کی گلی میں دروازے کے باہر کا جگہ جس میں تین کھڑکیاں ہوتی ہیں۔۔

ترجمہ : تو بادشاہ کو اس دوری سے دیکھ لے اور اس کی قربت کا خیال چھوڑ دے، کیونکہ مہر کا درجہ تو نکلا ہے لیکن دروازے پر اثر ہوا سوا ہوا ہے۔ بادشاہ سے مراد بادشاہ حسن ہے اور اژدہا سے مراد باہان ہے۔ یعنی مہر خاص نگارہ پیش کر رہا ہے، جس سے ہی دیکھ لینا چاہئے اور بادشاہ کے قرب کا سوچنا بھی نہیں چاہئے۔ کہ اس راہ میں سخت رکاوٹیں ہیں۔ لیکن ہے غالب نے اس وقت کے بادشاہ، بہادر شاہ ظفر کے محل کے مہر کو سامنے رکھ کر یہ شعر کہا۔

یہ راہ فتنن من ہر کہ بنگرہ داند کہ میر قافلہ درکارواں سرا غنقت
لغت : فتنن : سونا۔ بنگرہ : دیکھے۔ میر قافلہ : قافلے کا سردار۔

ترجمہ : ہر کوئی بھی مجھے راستے میں سوا ہوا دیکھے گا وہ یہ جان لے گا کہ اس قافلے کا سردار، کارواں سرا میں سوا ہوا ہے۔ جب قافلے کا سردار غنہ میں غرق ہو تو قافلہ کی جو حالت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ غالب کے ان دو تین شعروں کو اس دھج کی صورت حال کے پیش نظر، خواہ خواہ سیاسی رنگ دینے کوئی چاہتا ہے مراد یہ ہے کہ راجشاہ حضرت غنقت کا شمار ہیں اور قوم دلت و بھاری کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

دگر ز اینکس راہ و قرب کعبہ چہ خط مرا کہ ناند ز رفتار ماند و پا غنقت
لغت : اینکس : اس میں ہونا محفوظ ہونا۔ خط : لطف، مہر۔ ناند : اونٹنی۔ ز رفتار ماند : چلنے سے رہ گئی ہے۔

ترجمہ : اب جب کہ میری اونٹنی چلنے سے رہ گئی ہے اور خود میرے اپنے پاؤں سگئے ہیں، اگر راست محفوظ ہے اور کعبہ بھی قرب ہے تو مجھے اس سے کیا خوشی ہو سکتی ہے، یا میں اس سے کیا لطف اٹھا سکتا ہوں۔ یعنی اصل بات مسافر کی است پر منحصر ہے، محل کی قربت یا راہ کی اینکس میں نہیں۔ بلکہ صحت مسافر ہی محل کو پاتا ہے۔

یہ خواب چوں خودم آسودہ دل دماں غالب کہ خست غرقہ بہ خون خست است تا غنقت
لغت : چوں خودم : تو مجھے اپنی طرح۔ آسودہ دل : پر سکون دل، مطمئن دل۔

ترجمہ : اے غالب! تو مجھے سوا ہوا دیکھ کر اپنی طرح آسودہ دل نہ جان، اس لینے کہ خست دل آوی تو سوا ہوا میں یوں لگتا ہے جیسے وہ خون میں ڈوبا ہوا سو رہا ہو۔ گویا زخمی دلوں کی غنہ بھی ان کی گنگناہی کی طرح باعث لذت ہوتی ہے۔

غزل # 39

کشتہ را رشک کشتہ دگر است من و زخمی کہ بر دل از بکراست
لغت : کشتہ : مارا ہوا۔

ترجمہ : مارے ہوئے (یعنی محبت کے مارے ہوئے) کو دوسرے کشتہ کا رشک ہے۔ میں ہوں اور وہ زخمی جو بکرے کے انگوٹھ سے دل پر لگا ہے۔ یعنی دل اور بکرہ اگرچہ دونوں محبت کے کشتہ ہیں لیکن بکرے دل پر رشک کا زخم بھی لگا دیا ہے۔

رد اجزائے روزگار زہم روز و شب در قفلے یک دگر است
لغت : رد : بھانجے ہیں۔ زہم : اذیت، ایک دوسرے سے۔ در قفلہ : پیچھے، عقب میں۔

ترجمہ : زمانے کے اجزاء ایک دوسرے سے بھاگ رہے ہیں، یعنی ایک دوسرے سے دور ہو رہے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح دن اور رات ایک دوسرے کے عقب میں ہیں۔

مستی انداز لغزشی وارو حیف پائے کہ آنکھیں ز سر است

لغت : لغزش : ایک پھسلنا، ڈنگناہٹ۔ حیف : افسوس۔ آنکھیں : اس کی سمیت۔

ترجمہ : مستی میں لغزش کا سامنا تو ہے۔ افسوس ہے اس بات پر جس کی سمیت کا امٹ سر ہے، لیکن مستی تو سرس ہوتی ہے لیکن مست انسان کے پاس ڈنگناہٹ لگتے ہیں۔ گویا "کرے کوئی، بھرے کوئی" کا ٹکڑا جیسے دھڑکی دلا، پکڑا جائے سر ٹھنڈا دلا۔

نالہ را بل وار کرو اثر دل شخص دکن شیشہ گراست

ترجمہ : ہمارا بلہ و فریاد اپنے اثر کے باعث بھار ہو گیا ہے۔ لیکن محبوب کا سخت دل، شیشہ گر کر دکن بن گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا دل شیشے کی طرح نرم ہو گیا ہے۔ (بھڑکی بہت شیشہ نرم ہوتا ہے کہ ذرا پتھر اس پر چلا اور وہ پتھر پتھر ہو گیا۔ پتھر پتھر کے مقابلے میں شیشہ ایک تھقی دھلتا ہے۔) اس طرح اس کی قیمت بڑھ گئی ہے اور اس بنا پر ہماری فریاد بھار ہو گئی ہے۔

دوستان دشمن آمد و رفت تمام تنگی او تیز و خون ما در است

لغت : تمام : بیش بہا۔ رفت : روانہ۔ تمام : تنگی او تیز و خون ما در است۔

ترجمہ : ہمارے دوست ہی ہمارے دشمن ہیں، روانہ بیش بہا سے اس محبوب کی تمناؤں تیز ہے اور ہمارا خون رہا گیا ہے جس کا قصاص نہیں ہے۔ یعنی ہمارے دوست ہی نہیں چاہتے کہ ہم اس کے ہاتھوں قتل ہوں جو ہمارے لیے خوش خلیق کا امٹ ہے۔

پردہ عیب جو دریدہ او نوک کھلم ز دشنہ تیز تراست

لغت : عیب : عیب، نقص، عیاش کرنے والا، عیب ناک، تے والا۔ دریدہ : اس کا چھڑا ہوا۔ نوک : کھلم، میرا کھلم۔ دشنہ : تیز۔

ترجمہ : میرے کھلم کی نوک، تیز سے بھی کہیں زیادہ تیز ہے۔ انکھ میں عیب تلاش کرنے والے کا پرہیز اسی کا نوک کھلم کا چھڑا ہوا ہے۔ حرفت یا حرفوں کی اس عیب بھری کار لا میرے کھلم نے فاش کیا ہے۔

عقل و دین بدہ ای دل و جان نیز آنچہ رلا ما نہ بدہ ای خبر است

لغت : بدہ ای : تو نے کیا ہے۔ آنچہ : جو کچھ۔ خبر : مراد راز۔

ترجمہ : تو نے نہ صرف ہماری عقل اور ہمارا دین اڑا لیا ہے، لیکن کیا ہے بلکہ ہمارا دل و جان بھی بھیج دیا ہے۔ اہل بیت ہماری ایک چیز جو تو ہم سے نہیں بھیج سکا، خبر ہے۔ خبر سے مراد راز ہے۔ یعنی یہ سب کچھ بھیجنے کا راز صرف ہم تک محدود ہے، دوسرا کوئی بھی بلکہ تو خود بھی اس راز سے واقف نہیں ہے۔

شہ حرمی و گدا پلاس بدہ آنچہ من قطع کردہ ام نظر است

لغت : حرمی : راجہ۔ پلاس : ٹٹ، بوسے کا گدا ہوا لباس۔ قطع کردہ : منہ سے کاٹا ہے، قطع توڑا ہے۔

ترجمہ : بادشاہ نے تو راجہ کو چھڑا ڈالا اور گدا نے پلاس کو اور میں نے تو قطع کیا ہے، وہ نظر ہے۔ قطع کرنا کسی چیز سے عقل ہار، عقل نہ رکھنا، یعنی ہر کوئی خواہ وہ بادشاہ ہو، خواہ وہ گدا ہو، کسی نہ کسی چیز سے قطع عقل کر لیتا ہے، میرے پاس صرف ایک نظر تھی، سو میں نے اس سے قطع عقل کر لیا۔ دوسرے لفظوں میں ہر چیز سے عقل منہ کر لیا۔

منت از دل نمی توں برداشت شکر ایرو کہ نالہ ہے اثر است

ترجمہ : دل کا احسان نہیں اٹھایا جاسکے، نہ اکا شکر ہے کہ میرا بلہ و فریاد ہے اثر ہے۔ یعنی اگر اس میں اثر ہو تو کچھ ہوگا۔ یہ ہم پر دل کا احسان ہوتا۔ ویسے تو بقل، بقل، دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے، لیکن خدا نے میری فریاد کی بے اثری کے سبب مجھے دل کے

اسان سے پہا لید ہے اتھی اس وجہ سے کہ عاشق نے دل کی گمراہی سے فریاد نہیں کی اور محبوب کے علم و دور میں بھی اسے لطف بھرا رہا۔
 قفس و دام را گننا ہے نیست ریختن در نیاہل و پر است
 ترجمہ: یہ جو ہل و پر گر جاتے یا جھڑ جاتے ہیں تو یہ ان کی نظرت میں ہے، ان کے جھڑنے میں بھڑے یا جاہل کا کوئی قصور نہیں۔ مطلب یہ کہ جاہل قفس میں قید پرندہ ہر نکلنے کے لیے جب پر پاز بھڑاتا ہے تو قدرتی طور پر کچھ ہل و پر جھڑنے کے اور اگر وہ اس قید میں نہیں ہے تب بھی اس کے پر جھڑنے کے یہ امر بھڑے یا جاہل سے مخصوص نہیں ہے۔

ریزو آں برگ وایں گل افشاہ ہم خزاں ہم بہار در گذراست
 لغت: ریزو آں: دو یعنی خزاں گزائی ہے۔ گل افشاہ: پھول نکھیتی ہے۔ آں: یہ، مولو موسم بہار۔۔۔ در گذراست: گزرا جانے والی ہوا ہے۔۔۔
 ترجمہ: اس یعنی خزاں میں تو درختوں پر پودوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں جبکہ اس میں یعنی بہار میں پھول نکھرتے ہیں، طوب کھلتے ہیں، آہم دونوں کو بچا نہیں ہے۔

غم بھی گدھنی ہے خوشی بھی گدھنی
 کم خود گیر و بیش شو غالب قطره از ترک خویشتن گمراست
 لغت: کم خود گیر: خود کو حیران یعنی خود کو یا اپنی خودی کو ترک کر دے۔ بیش شو: زیادہ ہو جا اپنی عزت و مرتبت میں اضافہ کر لے۔
 ترجمہ: اسے غالب تو خود کو کمتر سمجھ اور اس طرح بیشتر ہو جا۔ (اگرچہ لے کر) قطرہ اپنی ذات کو ترک یا غم کر کے موتی بن جاتا ہے۔ یعنی انسان اپنی خودی کو ترک کر کے عظمت حاصل کرتا ہے، جس طرح معمولی قطرہ بھی میں داخل ہو کر اپنا وجود کھودچ لیکن موتی بن جاتا ہے۔
 مولانا نے خودی کو ترک کرنے کا درس دیا ہے، کیونکہ یہ غرور و تکبر کی علامت ہے، جبکہ علامہ اقبال نے خودی کے اور معنی لیے اور اسے بلند کرنے کا درس دیا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

غزل "40"

ہند را رنہ خن پیش گنناے ہست اندوہیں دیر کنن میکدہ آتاشاے ہست
 لغت: خن پیش: شامی جس کا پیشہ عاشق ہو۔۔۔ دیر کنن: آتش پرستوں کی پرانی عبادت گاہ۔۔۔ میکدہ آتاشاے: ایک میکدہ بنی جانے والا۔
 بہت شراب پیئے والا۔۔۔
 ترجمہ: ہند میں ایک خن پیش رہا ہے جو گنناہ کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس دیر کنن میں ایک ہزار شراب خانہ بنی جانے والا بیٹھا ہے۔ آتش پرست شراب کو حلال سمجھتے تھے اسی بنا پر میکدہ کے لیے دیر کنن گاہ۔ یعنی شامی میں غالب گم رہا اس کے ہم عصروں نے اس کی عظمت کو تسلیم نہ کیا حالانکہ کمال۔

مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا مجھے

بھارتے خراب بھی اتنی میر نہ آئی جو اس کی خواہش کے مطابق ہوتی۔

خسروی بادہ دریں دور اگر می خورای پیش ما آئی کہ نہ جرمہ از جاے ہست

لغت : خسروی بادہ : خسرویہ کی شراب۔ نہ جرمہ : جام کے نیچے بیٹھا ہوا قلعہ شراب۔

ترجمہ : اگر تجھے اس دور میں خسروی بادہ کی خواہش ہے تو ہماری طرف آگے بڑھے پاس ایک جام کادہ جرمہ ہے۔ خسرویہ کی بے فوٹی اور عیاشی مشہور ہے۔ غالب نے اپنے دور میں عیش و نشاط کی کمی کی بات کی ہے یعنی اب وہ دور خسرویہ نہ گیا۔ اب اگر کوئی پینے پلانے کی طرف متوجہ ہے تو وہ ہم سارے ہیں جس کے پاس گوچرہ قطرے شراب سہی تمام وہ بادہ خسروی کے جام سے پیو کر کھڑے اور رش ہے۔

نمہ از سوز درونم بہ رقم سوزتہ شد قاصد ار دم زند از حوصلہ پیچائے ہست

لغت : سوز و دہش : میرا اندرونی سوز۔ بہ رقم : کھینچے ہوئے۔ ار دم : دم زند از حوصلہ : اگر حوصلے کا دعویٰ کرے۔

ترجمہ : میں محبوب کی طرف خط لکھ رہا تھا لیکن ہوا یہ کہ میرے سوز و دہش کے سبب اس کی تحریر ہی جل گئی یا وہ خط ہی جل گیا۔ اب اگر قاصد حوصلے کا دعویٰ کرتا ہے تو پھر میری طرف سے محبوب کے لئے ایک (ذہنی) پیغام ہے۔ گویا عاشق کے جذبات و احساسات ضبطِ قلم میں نہیں آ سکتے۔ ہاں اگر قاصد اس کے خیالات یا اس کی باتیں سن سکتا ہے اس میں شک ہے اور آگے جا کر جاننے کی ہمت و طاقت ہے تو پھر ذہنی پیغام محبوب کو بھیجا جا سکتا ہے۔

چند و آزادی جلوبہ ہا را لازم کشش بہ ہر سو کشش از چمن دایے ہست

لغت : چند : ابھ۔ ہا : ایک فرضی پرندہ اس کا سایہ جس کے سر پر چڑ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ کشش : کش کے اسے۔

ترجمہ : ابھ اور اس کے لئے آزادی جلوبہ ہے یعنی وہ اس لائق نہیں کہ اسے پھانسلے کے لئے کوئی جیل بچائے، ہاں مجھے ہمارے ہاڑے کہ اس کے پھانسلے کے لئے ہر طرف جیل بچائے جا رہے ہیں اور اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ہاکی تو کوئی اہمیت ہے اس لئے ہر کوئی اس کی طرف متوجہ ہے، ہلو کو کون نہ لگائے یا اسے بچوے کہ یہ بیکار کا سودا ہے۔ یہ بھی سنی ہو سکتے ہیں کہ جیل ہر دو قسم کے لوگ بے لگاری کی زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ اہل دانش و کمال ہی کو دعویٰ سمجھنے میں سے واسطہ رہتا ہے۔

گفتہ اند از تو کہ بر سلوہ دلائل بخشائی بہتہ کاری است کہ بار طبع خائے ہست

لغت : بخشائی : توصیف کر دے۔ بہتہ کاری : مست : تجربہ کاری ہے۔ طبع خائے : ایک کچی خواہش یعنی جو چوری نہ ہو۔

ترجمہ : مجھے ہارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ تو سلوہ لوح کو لوگوں کو صاف کر دیتا ہے یہ ہماری بہتہ کاری ہے کہ ہم طبعِ عام لینے ہوئے ہیں۔ طبعِ عام کے ہارے میں یہ قبیح رکھنا کہ وہ چوری ہو جائے گی سلوہ دلی کی دلیل ہے اور عاشق نے چر کہ محبوب کی مذکورہ صفت کا سن رکھا ہے اس لئے یہ اس کی بہتہ کاری ہے کہ وہ طبعِ عام رکھتا ہے۔

کہ رخ آرائی و گد زلف سہ تب دی یاد ناری کہ مرا تیرہ سرا نجامے ہست

لغت : آرائی : تو آراستہ کرتا ہے۔ تب دی : تو مل دیتا ہے۔ یاد ناری : یاد دہانی، تجھے یاد نہیں رہتا یا تو یاد نہیں رکھتے۔ میرا سرا نجام : سیوا انجام دہی۔

ترجمہ : تو کبھی اپنے چہرے کو آراستہ کرتا ہے اور کبھی اپنی سیاہ زلفوں کو مل دیتا ہے تو یہ بات یاد نہیں رکھنا کہ میرا انجام سیوا ہے۔ یعنی تیری اس آرائش و زیبائش سے میرا معاملہ برا ہو جاتا ہے۔ عاشق اس کے اس انداز پر گویا صراحت کرتا ہے۔

بے تو گزشتہ ام سختی ام سختی اس درو منجی بگذر از مرگ کہ وابستہ بہ ہنگامے ہست

گفت : زینہ! میں جیسا ہوں میں نے زندگی بسر کی ہے۔۔۔ سچ: تو کل یعنی اگلا دن کر۔۔۔

ترجمہ : اگر میں تجھے بغیر زندہ رہا ہوں تو تو میرے اس دکھ کا اندازہ کر لے کہ میں کیونکر اس حالت میں زندہ رہا۔ باقی رہی موت کی بات تو اسے چھوڑ دینا کہ موت کا ایک وقت ضرور ہے۔ یعنی یہ خیال مت کر کہ میں اب تک مزاحمتیں نہیں اٹھتا یہ دیکھ کہ اس غم بھر میں جس میں بڑی اذیت ہے میں کیونکر زندہ رہا۔

کیست در کعبہ کہ رطلے زینبیم غلغلہ در گرد گل طبلد جامہ احرامے ہست

گفت : کیست: کون ہے۔۔۔ رطلے: شراب کا ایک پیمانہ۔۔۔ غلغلہ: جو اور کچھ دے تیار کر کہ شراب (بکرا) جو بعض فقہاء کے نزدیک حلال ہے۔۔۔

گرد گل: گرد و مٹی ہوئی چیز۔۔۔ روز: اور اگر۔۔۔ جامہ احرام: وہ لباس پہنا کر اذان پڑھا اور باوجود ختم ہونے پر مٹائی پہنتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسا شخص ہے جو کعبہ میں مجھے نیلے کا ایک جام عطا کر دے۔ اگر وہ اس سلسلے میں مجھ سے کوئی چیز طلب کرے جو اس کے پاس گرد و مٹی رکھی جائے تو میں اسے اپنا جامہ احرام پیش کر دوں گا۔ یعنی بخوار کہیں بھی جا کسی بھی مقدس مقام پر جو اس کے لیے شراب عطا کرے گا۔

سے صافی ز فرنگ آید و شہد ز خمار ماندہ دایم کہ بغدادے و بطلایے ہست

گفت : سے صافی: صاف و روشن شراب۔۔۔ فرنگ: یورپ۔۔۔ بغدادے و بطلایے: بغداد اور بطلام نام کے دو شہر عراق کوئی شہر۔۔۔ ترجمہ : ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ سے صافی یورپ سے آتی ہے اور صحن آباد سے 'باقی رہے بغداد اور بطلام تو یہ دنیا میں کوئی شہر ہوں گے، ہمیں اس سے کیا۔ یعنی ہمارے لیے تو اہمیت اور توجہ کی بس وہی چیزیں ہیں، شراب اور مشق۔ (اذا راہ کھن، شراب اور تہابہ کی نعمت انگریز ہی لائے تھے)

بر دل نازک دلداد گرانی مکتوب خواہش ما کہ بگر گوشہ ابرائے ہست

گفت : گرانی مکتوب: خدا نہ کرے گرانی ہو، گرانی نہ گذرے۔۔۔ ابرائے: بگر گوشہ: بہت مزہ۔۔۔ ترجمہ : خدا نہ کرے کہ ہماری خواہش جو ہماری اصرار کرنے والی نظرت کو بہت مزہ ہے، محبوب کے نازک دل پر گری گذرے۔ عاشق کی خواہشوں سے محبوب کا تنگ آ جاتا ایک نغمہ امر ہے۔ عاشق دعا کرتا ہے کہ ہماری ان خواہشوں سے محبوب گرانی محسوس نہ کرے۔

شعر غالب نبود وحی و گونیم ولے تو ویزاں، نقول گفت کہ الہائے ہست

گفت : تو دیناں: تجھے خدا کی قسم۔۔۔ ترجمہ : غالب کی شاعری کسی وحی کا نتیجہ نہیں ہے اور ہم ایسا کہتے بھی نہیں۔ ہم تجھے خدا کی قسم کہیا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی شاعری الہام ہے؟ تو بلی کا شعر ہے۔ اپنی شاعری کو بلا واسطہ الہام کہا ہے۔

غزل # 41

لعل تو خستہ اثر التماس کیست . بخت من از تو شکوہ گزار سپاس کیست؟
لغت : لعل تو: سرخ ہونٹ۔ خستہ: زخمی۔ شکوہ گزار: شکوہ کرنے والا۔ سپاس: شکر۔

ترجمہ : تیرے سرخ ہونٹ کسی کی التماس کے اثر سے عقلی کاغذ ہیں اور میرا عقیدہ کسی کے شکوے کے نتیجے میں شکوہ گزار ہے۔ رقیب کی مسلسل التماس پر مشوق اسے بوسے دیتا ہے جس کے سبب اس کے ہونٹ زخمی یعنی بہت سرخ ہو جاتے ہیں۔ رقیب اس کا شکوہ لہا کرنا ہے، دوسری طرف عاشق اس سے محروم رہتا اور رقیب کے شکوے کا شکوہ کرتا ہے۔

گیرم ز داغ عشق تو طرفے نہ بست دل . اینم نہ بس بود کہ جگر روشناس کیست
لغت : گیرم: میں نے ہاں لیا۔ طرفے نہ بست دل: دل نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اینم: میرے لئے یہی۔

ترجمہ : میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ تیرے عشق کے داغ سے دل نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا لیکن کیا میرے لئے یہی کافی نہیں کہ میرا جگر کسی کا روشناس ہے، ظاہر ہے محبوب کا روشناس ہے یعنی ہمیں وہاں کوئی مسئلہ نہ ملا، ہم جگر پر اس کا داغ محبت ثبت ہو گیا ہے۔

لرزم بہ کوئے غیر ز چنگاں نسیم . کاندہر امیدواری بوسے لباس کیست
لغت : لرزم: میں کھینچتا ہوں۔ کاندہر: کاندہر کے اندر۔

ترجمہ : میں رقیب کے گوسے میں بد نسیم کے ہتھوڑی سے پٹے کے ہاتھوں کھپ رہا ہوں کہ وہ وہاں کسی کے لباس کی خوشبو کی امیدوار ہے۔ یعنی محبوب اس وقت رقیب کے بھلے سے اور نسیم جو متقرر ہے تو وہ محبوب کے لباس کی خوشبو کی تلاش کے سبب ہے (ایسے صبح کی ہوا پٹے سے بھول نکلتے اور خوشبو بھیجتی ہے) اشارے تک اس حوالے سے لباس کی خوشبو کی بات کی ہے۔

باد بہ ساز وصلے و ہاسن . حرم قتل آہ از امید غیر کہ ہم چشم یاس کیست
لغت : بہ ساز: سوانقت کرنے میں۔ ہم چشم: مرو متعلق، حریف۔

ترجمہ : محبوب اس اپنی رقیبہ کے ساتھ تو وصل کی سوانقت کا سوچ رہا ہے اور اوہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہوسر کے رقیب کی امید کسی اپنی عاشق کی تاسیدی کی حریف ہے۔ محبوب کی توجہ تو رقیب کی طرف ہے جس کے سبب عاشق یاس کاغذ ہے۔

از بے کسلان شہرم و از ناکسلان دہر . گر کشتہ ای، سر تو سلامت، ہر اس کیست
لغت : بے کسلان: بے کسی کی جمع، جن کو کوئی نہ ہو۔ ناکسلان: ناکس کی جمع، گلیا، حقیر لوگ۔ ہراس: خوف۔

ترجمہ : میں شہر کے یکسو اور نسلے کے حقیر لوگوں میں سے ہوں۔ تو اگر تو نے مجھے قتل کر دیا ہے تو کوئی بات نہیں تو سلامت رہ، طرف کسی بات کا خوف تو قصاص کی وجہ سے ہو گیا ہے تو جو بے ہی بیکس اور حقیر اس کے قصاص کے لئے کون آگے بڑھے گا۔

از پر نیال بہ عروہ داضی نمی شود . خار رہ، تو چشم برلاہ پلاس کیست
لغت : پر نیال: چشم۔ عروہ: چشم برلاہ، شکر۔ پلاس: ٹانگہ، پورا۔

ترجمہ : تیرے سامنے ناکارہ چشم کے ساتھ لڑنے یعنی الجھنے پر راضی نہیں ہو رہا، آخر وہ کسی کے ٹانگہ پر لڑا کا انتقاد کر رہا ہے۔ گویا محبوب کے سامنے ناکارہ چشمی عاشق کے گلیا چشم کے کچھڑوں کے روپے ہے۔

لغت : ہفتہ از ہوس بے شکو من شوق بہ ناکہ از ستم بے قیاس کیست

ترجمہ : ہفتہ : تیری سہیلی، میری بے شکو ہوسوں یا خواہشوں کے ہاتھوں شکوہ کٹل ہے، اور میرا شوق کس کے بے اندازہ جو رستم کے ہاتھوں جل کر کٹل ہے۔ یعنی محبوب، عاشق کی خواہشات پر قوج نہیں دے رہا اور اس کھٹکی کی بجائے عاشق، عشق کی شہریں رو رہا ہے۔

گیرم کہ رسم عشق، من آوردہ ام بہ دہر نظم آفریدہ دل با حق شہاس کیست

لغت : آفریدہ : پیدا کیا ہوا۔۔۔ دل با حق شہاس : حقیقت کو صحیح طور پر نہ جاننے والا دل۔۔۔

ترجمہ : میں نے جان لیا کہ دنیا میں عشق کی رسم کا آواز میں نے کیا لیکن یہ تو تھا کہ نظم کس کے با حق شہاس دل کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے میرا یعنی محبوب کا پیدا کیا ہوا ہے۔

مغن چمن نمونہ بزم فراغ تو باو سحر علاقہ ربط حواس کیست

لغت : بزم فراغ : آسودگی، سکون، دامینگی کی محفل۔۔۔ ربط : تعلق۔۔۔ ربط حواس : حواس کا یہی ربط جو سکون قلب کی علامت ہے۔

ترجمہ : مغن چمن بھی بزم فراغ کا نمونہ ہے، اور یہ جو شمع کی جوا ہے یہ کس کے حواس کے ربط کا علاقہ ہے۔ یعنی باغ میں جو سکون و فراغت کا سلسلہ ہے تو وہ بالکل محبوب کے قلب و ذہن کا سا ہے جو سکون اور فراغت کے حامل ہیں۔ اور شمع کی جوا اور حرے حرے سے جل رہی ہے تو وہ رقیب کی خوش خرامی کا سحر چل کر رہی ہے۔

غالب بت مرا نگہ ناز، قسط نیست تا با بخش مضائقہ چندیں بہ پاس کیست

لغت : قسط : کسی۔۔۔ با بخش : اسے میرے ساتھ۔۔۔ مضائقہ : غل۔۔۔ بہ پاس : لڑائی کی خاطر۔

ترجمہ : اے غالب میرے محبوب میں نگاہ بازی کی نہیں ہے، انکم میرے ساتھ جو وہ اسے نگاہ باز کرنا حتی غل کے ساتھ اشتغال کرتا ہے تو یہ کس کا دل دیکھنے کی خاطر ہے۔ ظاہر ہے رقیب کی خاطر ہے۔

غزل # 42

اں کہ بے پردہ بہ صد داغ فہیام سوخت دیدہ پوشیدہ و گہل کرد کہ پنہام سوخت

لغت : صد داغ فہیام سوخت : مجھے جتنی گہلیں داغوں سے جلا رہا۔۔۔ پوشیدہ : چھپا لیں۔۔۔ پنہام سوخت : مجھے چھپ کر جلا رہا۔

ترجمہ : وہ محبوب جس نے کٹے بندوں مجھے حشود لپٹا لیاں داغوں سے جلا رہا تھا اس نے ان داغوں سے آنکھیں دھاپ لیں، پنہام ہوئی کی اور یہ خیال کیا کہ اس نے مجھے چھپ کر چپکے چپکے جلا رہا ہے یعنی عاشق اور دوستوں کو اس کی خبر تک نہیں دے رہا ہے۔

نہ بدرجست شرار و نہ بجلاندہ رملو سو ختم لیک نہ دائم بچہ عنوانم سوخت

لغت : بدرجست : اچھی یا اہمیری اڑی۔۔۔ رملو : راکھ۔۔۔ بچہ عنوانم سوخت : مجھے کس طرح جلا رہا۔

ترجمہ : نہ تو کوئی چنگاری ہی اڑی اور نہ کوئی راکھ ہی کہیں چڑی ہوئی نظر آئی، یعنی میں جل تو گیا لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا اس نے مجھے کس طرح جلا دیا۔ آتش عشق میں جلنے کے ثبوت چنگاری، راکھ وغیرہ اگل ہو رہے ہیں، نہیں ہوتے۔

چینہ از اشک جدا دیدہ جدا می شوند . این دگ ایر شرر بار پریشانم سوخت

نفت : اور ضروری چنگاریاں برصغیر کے لیے۔۔۔ پرچم سوخت: مجھے عشق کے جلا ملے۔۔۔

ترجمہ : آنسوؤں سے سینہ الگ جل رہا ہے اور آنکھیں الگ جل رہی ہیں۔ اس شراب پارہیل کی رنگ (آنکھیں) آنسوؤں کے تار آنے سے مجھے متحرک کر کے جلا ڈالا ہے۔ ("اگ اگ" کے حوالے سے پڑھیں گے)۔ آنسو آنکھوں سے نکلتے ہیں، آنکھیں آنسوؤں کی صورت میں آنکھوں کا جناح واضح ہے لیکن انہوں نے سینہ پارہیل کو بھی جلا دیا ہے۔ سینہ پارہیل ہی سے یہ آگ نکل کر آنسوؤں کی صورت میں باہر نکلتی ہے۔

حاجت افلاں چہ روزم زیباں پہ چراغ دل چہ بے رونقی مہر درخشاںم سوخت

فت: چہ روزہ مجھے دن کا۔ نہ رات کی لے بہ۔۔۔ ضرور غرض: چنگا ہوا سورج۔۔

ترجمہ : مجھے دن کے وقت تاریکی کے سبب چراغ (جلائے) کی ضرورت پڑ گئی۔ میرا دل آفتاب دو بخش کی بے رونقی پہ جل اٹھا۔
ماضی، جو دل جلا رہا ہے، اس کے لئے آفتاب دو بخش میں کوئی کشش نہیں ہے یا یہ کہ وہ اس کے لئے بے رونقی ہے، اسی لئے وہ دن بے
وقت چراغ یعنی اپنا دل جلا رہا ہے۔

سودم آہ از دشمن افزوں بود آں خار و شمشیر کز پے پیشہ توانا در چہستانم سوخت

فت: سودا، میرالغ۔۔۔ ارفقہ میری قیت۔۔۔ افول: بڑھ کر آنا۔۔۔ پھر۔۔۔

ترجمہ : میں وہ خادوش اگلاں پھرنس بیکار سی شے ہوں جس کا تعلق اس کی قیمت سے بڑھ کر ہے کیونکہ مجھے ایک بھڑکے لئے ہوں یہ
 جلایا جا سکتا ہے۔ خادوش بیکار سی چیز ہے لیکن بھڑکوں سے محفوظ رہنے کے لئے اسے جلایا جا سکتا ہے۔ جو بلاشبہ بہت ناکامی کی بات ہے
 کافر عظیم و دونرخ نبود درخورد من غیرت گرمی ہنگامہ مضاعف سوخت

حق : در خور لائق، مناسب۔ منہاجم سولست : معلمان نے مجھے جلاوا۔۔ غیرت : رشک۔۔

ترجمہ : میں کافر مشرک ہوں۔ کو دوزخ میرے لائق یا مناسب مقام نہیں ہے۔ مجھے تو شیخ عثمان کی گرمی بھگام اور ہوا مائل کھنڈ سرگرمیوں سے رفق نے جلا دیا ہے۔ لیکن کو ایک شرع ضابطہ - وہاں کے رہنے والے کو ضمان یا ضمانت کی گنجائشیں وہاں کے ایک کے گز یا شاخ اپنی تمام تر مملکتوں کے برابر کو ایک آتش پرست حیدر کو دل سے پیچھے۔ روایت کے مطابق یہ حضرت نوح علیہ السلام رحمت اللہ علیہ ہیں۔ ہر دماغ کا عجیبہ قندہ تمام ان کی شخصیت ہو گئی۔ غالب کو دوزخ کی ہر دماغ میں وہ تو شیخ کی مائل کھنڈ سرگرمیوں کے رفق میں جل رہا ہے۔

پایم از گرمی رفتار نمی سوخت چه راه در قدم سوختن خار پیاپایم سوخت

لفٹ : مگر رولڈ تیزی سے چلنے کی حالت۔۔۔ سو نقص : جلتا۔۔۔

ترجمہ : میرے پاؤں راستے میں میری گرمی رفتار سے تو نہیں چلے اہلست میرے پاؤں کے نیچے آنے والے جنگلی کانٹوں کے سے۔ ہے۔ ہے۔ دیا۔ عاشق عالم دج، انگلی میں جلیان میں اور دوسرا ہر ہاک دو ذکر رہا ہے، جس سے پاؤں خوب گرم ہو گئے ہیں۔ اس حالت میں دج کاٹے۔ اس۔ پاؤں کے نیچے آنے وہ اس کے چلنے پاؤں کی لذت کا باعث بنے۔

تامنہ دانی ہے فسوں تو در آتش رستم غوغا ہے داغ تو دل دیر پشیمان سہفت

نفت : تکرہ دانی: کسی توجہ نہ کھولے۔۔۔ لہٰذا توجہ: تیسرا، چوتھا۔۔۔ دل دہم چلے گا: میرے دل سے چلیمان ہونے والے دل نے۔۔۔

ترجمہ: تو کہیں اسے محبوبا یہ نہ سمجھ لیا کہ میں تجھے عمر کے اثر سے آگ میں کودا دکھ رہا ہوں اور اہمیت کے ماحول میں خود میرا ہے۔

چشمیں ہونے والے دل نے مجھے جا دیا۔ ہاتھ تو ایک ہی ہے کہ محبوب کی آفتل محبت عاشق کے ہٹنے کا باعث بنی ہے۔ خواہ وہ باعث کسی بھی صورت میں ہو۔

کروم از سنگ بگرتا نہ شوم خست عشق ہم بدال سنگ بہم خوردن پیکانم سوخت

لغت : از سنگ بگرتا: پتھر کا بگرنے۔ ہم خوردن: کھرا جانا۔ پیکان: نیزے کی اُلی۔

ترجمہ : میں نے اپنے ہاتھ بگرتا کر لیا تاکہ میں عشق کا دم خورد نہ ہوں، لیکن میرا ہی ہاتھ سے پیکان کے کھرا جانے نے مجھے جا دیا۔ پتھر سے برنجی یا نیزے کی اُلی کھرانے تو اس اجترائیس سے قطعاً ہے۔ گویا عاشق کا بگرتا ہوا ہے اور محبوب کی نگاہیں پیکان ہیں۔

دیگر از خاتمہ کفرچہ گویم غالب من کہ رخشنگی جو ہر ایہانم سوخت

ترجمہ : اے غالب، میں کہ جسے جو برائیاں کی چمک نے جا دیا ہے، بھلا اب کفر کے خاتمے کی کیا بات کروں۔ ایمان کی حلقہ سے پوری طرح متاثر ہونے کے بعد کفر کا ذکر تک بھی کرنے کی ضرورت نہیں۔

غزل # 43

در بذل لائی و زقم دست کریم است نے نے، نے نکلےم رگ مرگانی جیم است

لغت : بذل: بخشش، سخاوت۔ لال: جمع ٹوکڑیاں۔ زقم: نہیں نہیں۔ نے نے نکلےم: میرے گم کی نے۔

ترجمہ : سوتیلوں کی سخاوت کرنے (لا لالے میں) میرا دوق ایک تھی کے ہاتھ جیسا ہے، میں نہیں میرے گم کی نے، دراصل، جیم کی ہڈی کی رگ ہے۔ پہلے اپنی شاعری کو چند اور سوتیلوں سے تشبیہ دی ہے جنہیں وہ شعروں کی صورت میں لارہا ہے مگر ان میں جیم کی جگہ سے تشبیہ دی ہے جو اکثر آنسو بہاتی رہتی ہیں۔ گویا یہ شعر میں کرم آنسو ہیں۔

رخ کف جم می چمکہ از مغز سفاکم سیرابی عظیم اثر فیض حکیم است

لغت : رخ: چہنہ، تفرہ۔ می چمکہ: نیچے ہیں۔ کف جم: جمیدہ (تھم ہوا) یا بوشلا کا ہاتھ۔ مغز سفاک: صراحتی کا جام۔ فیض حکیم: یعنی خدا تعالیٰ کا فیض۔

ترجمہ : میرے جام سفاک سے جو تفرے نیچے ہیں وہ ہیں گھوڑے جھید کے ہاتھوں سے ٹک رہے ہیں۔ میری زبان کی سیرابی نے خدا تعالیٰ کے فیض کا اثر ہے۔ پہلے سرمے میں اپنے شعروں کی آٹھویں بات کی ہے اور دوسرے میں اسے فیض الہی کا نتیجہ کہا ہے۔

از آتش لوراسپ، نکلان می دہد امروز سوزے کہ بہ خاکم ز تو در عظم ریم است

لغت : لوراسپ: قدیم ایرانی آتش پرست بادشاہ۔ عظم ریم: گلی سڑی ہڈیاں۔

ترجمہ : تیری محبت کے سبب قبر میں میری گلی سڑی ہڈیاں میں، جو آگ بھڑک رہی ہے وہ آج آتش کو لوراسپ کا پکڑے رہی ہے۔ آٹھویں میں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے اور آٹھویں لوراسپ تو بہت بڑا آٹھویں تھا گویا محبوب کی آفتل محبت عاشق کے مودہ جسم میں بھی خوب جل رہی ہے۔

از حرف من اندیشہ گلستان ظلیل است از رویے تو آئینہ کف دست حکیم است

لغت : اندیشہ: فکر، افکار، خیالات۔ حرف: مراد اشعار۔ گلستان ظلیل: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبر، نمود نے انہیں آگ میں ڈالا

تو وہ غم خداوندی سے گھٹان بن گئی۔۔۔ کب دست بٹھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ بڑا روشن ہاتھ جو ان کا جلوہ تھا۔۔۔

ترجمہ : میرے اشارے میرے فیوض و افکار میں گھٹان ظلیل کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے جبکہ میرے چہرے کے عکس سے آئینہ حضرت کلیم اللہ کا یہ بیضا مسلم ہو رہا ہے۔ اپنے اشارے میں افکار کی تیز کی و کھٹکی کی بہت کی ہے اور محبوب کے چہرے کی چمک کو یہ بیضا کما ہے۔ حضرت موسیٰ جب اپنا ہاتھ بٹل میں دبا کر باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہو کر دونوں مصرعوں میں قرآنی فیوض سے استغلا کیا ہے۔

چشم و نگشت گردش جائے ز نیبذ است کلک و در قم تب کھلے بر ادرم است
لغت : نگشت : تیری نگاہ۔۔۔ نیبذ : ہو کی شراب۔۔۔ ادرم : چڑا۔۔۔ کھلنے ایک ستارہ۔۔۔ تب : چمک مروشنی۔۔۔

ترجمہ : تیری آنکھیں اور نگاہیں لٹکی ہیں جیسے جام شراب گردش میں ہو اور در قم عموماً نور و قرآنی اشعار ایسے ہیں جیسے چلنے پر ستارے کی چمک یا مروشنی پڑ رہی ہے۔ ادرم : چڑا جس سے خوشبو آئے اور یہ چڑا طائف احباب میں بہت ہے۔ اس کی خاص شہرت ہے۔ پہلے مصرعے میں محبوب کی مست نگاہوں کی اور دوسرے میں اپنی شاعری کی دلکشی کی بہت کی ہے۔ مست نگاہی سے حلق سورا کا شعر ہے۔

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں
در جستن مانند تو نظارہ زبون است در ذاون ہمتاے من اندیشہ عظیم است

لغت : جستن : تلاش کرنا۔۔۔ نظارہ : مراد نظریں۔۔۔ ذاون : چٹا۔۔۔ ہمتاے من : میرا ہم پلہ، میرا سر۔۔۔ عظیم : ہاتھ عورت، جس کے ہاں کچھ پیدا نہ ہو۔۔۔ زبون : عاجز ہے اس۔۔۔

ترجمہ : تجھے جیسا ممکن محبوب تلاش کرنے میں نظریں عاجز ہو کر رہ گئی ہیں، اپنی حسن میں تمہارا کوئی غلطی نہیں، جبکہ میرا سر سیدھا کرنے میں تصور کی حالت ہاتھ عورت کی سی ہے اپنی میرے جیسا عظیم شاعر اور کوئی نہیں ہے اور نہ میرے جیسا عاشق ہی کوئی ہے۔

ذوق بلبت جنبش از آئے بہار است شور خشم رعدہ اعضاے نسیم است
لغت : ذوق : لطف لذت۔۔۔ جنبش : گردش، حرکت۔۔۔ شور خشم : میرے سانس کا شور۔۔۔ رعدہ : لٹکی۔۔۔

ترجمہ : تیری تلاش و جستجو میں ایسا لطف ہے جیسے ہمارے اڑا کر گردش میں ہوں (پھولوں کا کھلنا، خوشبو کا پھیلنا وغیرہ) جبکہ میرے سانس کا شور ایسا ہے جیسے بادِ نسیم کے اعضا پر لٹکی مل رہی ہو۔ (نسیم کے پلنے سے بھی خوشبو پھیلتی ہے)۔

در نطق، سبھا و دم، از خشم چہ پاک است در ناز، ز خوبی ری از غیر چہ نیم است

لغت : نطق : زبان، گویائی۔۔۔ سبھا و دم : میں حضرت عیسیٰ کا سانس، چمک ہوں جس سے مراد زندگی ہو جاتا تھا۔ زخوری ری : ز تو خود سے بہا کرتا ہے، تمہارے جملوں کی طاری رہتی ہے۔۔۔

ترجمہ : گویائی میں میں سکھلاؤ ہوں، پھر مجھے دشمن سے کیڑا تو اپنے تیرا دھماکا خود سے بھی دور ہو جاتا ہے اس کے غیر یعنی رقیب کا حق کیا خوف۔ گویا محبوب اپنے ناز و دار کے لئے میں سرشار رہتا ہے اور رقیب کی طرف توجہ کرنے میں ہی بے نیاز رہتا ہے۔

بے پردہ ستم کن، زخشت از پاؤں دو رنگ است بے صرفہ بتالم، دلم از غصہ دو نیم است

لغت : بے پردہ : بٹل کھل کر۔۔۔ زخشت : تیرا چہرہ۔۔۔ بے صرفہ : بے فائدہ۔۔۔ غصہ : غم، غم۔۔۔

ترجمہ : تو کھل کر دروہم کر۔ تیرا چہرہ شراب کے باعث دو رنگ ہو گیا ہے (مجھے کے سبب چہرے کی اپنی سرخی، پھر شراب کا اثر) یعنی پتا نہیں چلا کہ تو غم میں ہم پر غم کر رہا ہے (کہ نہ کہ ہمیں اس سے لطف نہیں آ رہا) تو واقعی ستم و اعلان کا خواہشمند ہے۔ اسی کو گویا کیفیت کے باعث میں بے فائدہ بن کر داخل کر رہا ہوں اور اس غم کے ہاتھوں میرا دل دو ٹکڑے ہے۔ دو رنگ اور "دو نیم" یعنی توجہ ہے۔ گویا

ساری غزل میں اسی طرح کا سوا نہ پایا جاتا ہے۔

مختتم نہ وہم کام دل غمزدہ غالب
گوئی لب یار است کہ در یوسر لیتیم است

نعت : کام : آرزو، خواہش۔۔۔ لیتیم : کجوس۔
ترجمہ : اے غالب! میرا نصیب میرے غم زدہ دل کی آرزو پر ہی نہیں ہونے دیا، اگر ایسا میری بد قسمتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ نصیب غالب یار کی طرح ہے جو یوسر دیتے ہیں کجوس۔ وہی آرزو نہیں پوری نہ ہونے پر اپنی قسمت کو لب یار سے تشبیہ دیتی ہے۔

غزل # 44

در بند تو چشم آرزو جہاں دوست اے بہت
بشار کہ شہباز تو آموختہ اے بہت

نعت : چشم دوست اے : آنکھیں بند کئے ہوئے ہے نیاز ہے پردا۔ بشار : ہوشیار، خبردار۔۔۔ آموختہ : سدا علیا ہوا۔
ترجمہ : تجری رحمت کی یاد میں ایک ایسا انسان ہے جس نے دونوں جہانوں سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں لیکن ان سے بے نیاز ہو چکا ہے، اسے ان جہانوں کی کوئی پروا نہیں۔ ہم دیکھیں، ہوشیار رہ کہ تجھ شہباز سدا علیا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق ایک سدا علیا ہوا شہباز ہے جو غبار کرتا ہے۔ ایسا شہباز اپنے ساحلِ اُویس سے تو بے نیاز رہتا ہے لیکن غبار کی طرف اس کی پوری توجہ ہوتی ہے۔ نیز عاشق دنیا سے تو بے نیاز رہ سکتا ہے لیکن محبوب سے نہیں۔

افغان مرا بے ہشی ساختہ اے نیست
در زمزمہ یوسر جگر سوختہ اے بہت

نعت : افغان : افغان، فریاد۔۔۔ بے ہشی ساختہ : بھائی یا دکھلوے کی دھواں۔۔۔ زمزمہ : نغمہ۔
ترجمہ : میری فریاد دکھلوے کی دھواں نہیں ہے، یعنی وہ دلی دہلی سی تو ہے لیکن اس میں سیحوت یا دکھلو نہیں ہے اس نغمے یعنی فریاد میں بے ہوشی ہوئے جگر کی رو ہے۔ مطلب یہ کہ میری فریاد دل سے نکلتی ہو میری آتشِ محبت کا پتھرتی ہے۔

در دیدہ ز رخ پردہ بر انداختہ اے نیست
در سینہ دو صد عہدہ اندوختہ اے بہت

نعت : پردہ بر انداختہ اسے : کوئی ایسا انسان جس نے پردہ اٹھا رکھا ہو۔۔۔ عہدہ اندوختہ اسے : کوئی ایسا شخص نے جھگڑے چھڑائے ہوں۔
ترجمہ : ہماری نگاہوں کے سامنے کوئی ایسا محبوب نہیں جس نے اپنے چہرے سے لُحپ ہٹا رکھا ہو، وہ ایسا محبوب ہے جس نے ہمارے خلاف اپنے سینے داخل میں بیٹھکوں لڑائی جھگڑے سمیٹ رکھے یا چھپا رکھے ہوں۔ یعنی محبوب اپنے عاشق کو پردہ تو کرنا پسند نہیں کرتا لیکن اس کے خلاف دل میں فتنہ و غضب کا طوفان لگے ہو جاتا ہے۔

زماں سوے بہ میدان وفا تاختہ اے نیست
زماں سوے چلی پیری توختہ اے بہت

نعت : زماں سوے : اس طرف سے۔۔۔ تاختہ اسے : حملہ کرنے والا، کوئی لوٹ مار کرنے والا، بھاگ دوڑ کرنے والا۔۔۔ چلی پیری : چلی چاری، جان ویت۔۔۔ توختہ اسے : جمع کرنے، پورا کر کے رکھنے والا۔
ترجمہ : اس طرف سے میدانِ وفا میں کوئی لوٹ مار کرنے والا یا بھاگ دوڑ کرنے والا نہیں ہے جبکہ اس طرف کوئی چلی چاری کی ہوس جمع کیے بیٹھا ہے۔ یعنی محبوب تو وفا کی طرف مائل ہی نہیں جبکہ عاشق اس پر اپنی جان تک قربان کرنے کی ہوس رکھتا ہے۔

در راہ ثوابش قد افراختہ اے نیست
در جزم عتابش رخ افروختہ اے بہت

لفت : رواؤاثن : ایک عمل کے صلے کا رستہ۔ خدا فرماتا ہے: کوئی اپنا قبیلہ کئے ہوئے۔
 ترجمہ : اس کی راہِ ثواب میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اپنا قبیلہ کر سکا ہو! یعنی محبوب کا لطف و محبت کسی کو بھی نہیں نوازا کہ وہ سراغِ اُخیر کیا
 خود خوشی سے بھل گئے؟ جبکہ اس کی ہر غلطی میں ایک بڑا کاہوا چھو سمجھو ہے۔ یعنی وہ لطف و محبت سے تو نہیں بہت نپیدا و غضب سے
 بڑھتا آتا ہے۔

اور تکب مروء غلب اگر پیسہ گردو در کوئے تو گوئی سنگ پا سوختہ اے بہت
 لفت : در تکب مروء گری میں مت جائیگی بخش میں نہ آ۔۔۔ پیسہ پیسہ۔۔۔ سنگ پا سوختہ ہے: ایک پاؤں جلا کر۔۔۔
 ترجمہ : اگر غلب کسی پیسہ کی کامیاب ہو کر آئے تو بھلی میں نہ آئیں کچھ لے کر تیرے کہنے میں ایک پاؤں جلا کر بیٹھا ہے۔ یعنی وہ پیسہ جو
 بونیک رہا ہے۔ ماضی نے طور کا سنگ پا سوختہ سے تعبیر دی ہے۔

غزل # 45

ہاں کہ عاشقم، خن از ننگ دہام چہیت در امر خاص حجت دستور عام چہیت
 ترجمہ : میں کہ ایک عاشق ہوں میرے ساتھ ننگ دہام کی بات کہ کیا مطلب؟ ایک خاص معاملے میں عام دستور کی دلیل لانا کیا مطلب؟
 عاشق ننگ دہام کے معاملے سے بالکل بے نیاز ہے، اسے ننگ دہام کی کوئی پروا نہیں۔ لہذا عشق کو عام دستور کے مطابق جانچنا بے معنی بات
 ہے۔

مستم ز خون دل کہ دو چشم از آن پڑاست گوئی بخور شراب و نہ بینی بجام چہیت
 ترجمہ : میں اپنے خون دل سے مست ہوں اور میری دونوں آنکھیں اس سے بھری پڑی ہیں۔ تو مجھے یہ تو کہتا ہے کہ شراب مت پی لیکن تو
 یہ نہیں دیکھا کہ جام میں ہے کیا؟ عاشق اپنا خون دل پی کر مست ہوا بیٹھا ہے، اس خون کی سرفی اس کی آنکھوں سے نکلیں ہے۔ دیکھنے والا یہ
 سمجھتا ہے کہ یہ شراب پیچے بیٹھا ہے حالانکہ اس کے جام میں خون دل بھرا ہوا ہے۔

با دوست ہر کہ باز بہ غلوت خورد دہام دانکہ کہ حور و دگر و دارالسلام چہیت
 لفت : حامد، عید، شرب۔۔۔ دارالسلام: ملاحتی کا گھر، مردِ مہشت۔
 ترجمہ : جو کوئی عید اپنے محبوب کے ساتھ غلوت میں بیٹھ کر شراب پی رہا ہے اسے معلوم ہے کہ حور کیا ہے، کوثر کیا ہے اور مہشت کیا ہے؟
 یعنی اس کے لئے محبوب گویا حور ہے، شراب کو حور و غلوت، مہشت ہے۔

دل خستہ محکم و بود سے دوائے ما با خستہ حدیث، حلال و حرام چہیت
 لفت : دل خستہ: محکم، ہم خم کے ہاتھوں دل خستہ ہیں (از غمی دل)۔۔۔ حدیث: بات۔
 ترجمہ : ہم خم یا خمِ محبت کی وجہ سے دل خستہ ہیں اور طہر طالع شراب میں ہے! شراب ہماری دوا ہے؟ زہمی دلوں کے ساتھ حلال اور
 حرام کی بات کیا ہے؟ یعنی ان کے لئے حرام و حلال بے معنی باتیں ہیں۔ مگر جو چیز دوا کے طور پر استعمال کی جائے وہ حرام بھی ہو تو حلال قرار پاتی
 ہے۔ شاعر نے اپنے لئے حرام شے کو حلال سمجھنے کے لئے دوا کا لہذا از حوا ہے۔

در روز تیرہ از شب تا دم نہ ماند۔۔۔ چمن صبح نیست، خود چہ شام کہ شام چہیت؟
 ترجمہ : تیرہ روزوں میں شب سے صبح تک نہ ماند۔۔۔ چمن صبح نیست، خود چہ شام کہ شام چہیت؟

لفت : روزِ تیرہ نہریک دن۔۔۔ شبِ تیرہ نہری سہارات۔۔۔ صبح : طرفِ دُور۔۔۔ چہ شام : کیا پہاڑوں، جاہوں۔۔۔

ترجمہ : میرا دن نہریک ہونے کے سبب مجھے اپنی سہارات سے کوئی خوف نہ رہا، جب اپنی شجہ ہی نہیں ہے تو میں کیا جاہوں کہ شام کیا ہوئی ہے۔ دن غشیوں اور سرتوں کی اور رات فوس دکھوں کی طاقت ہے، گویا عاشق مسلسل دکھوں کا شکار ہے۔

بائیل موری رسی از رہ خوش است فل قاصدِ جوگز آن لب نوشیں پیامِ پیست
لفت : ٹیل موری جو تیروں کا جہوم۔۔۔ رسی : تو تکی رہا ہے۔۔۔ لب نوشیں : شیریں ہاتھ بھونٹ۔۔۔

ترجمہ : اے قاصد مجھے ساتھ غشیوں کا ایک جہوم آ رہا ہے، اور طرے لگے یہ گویا اچھی نل ہے۔ اب تو یہ تاک رہا ان شیریں لبوں کی طرف سے ہمارے لئے کیا پیغام آیا ہے۔ لب شیریں کے حوالے سے غشیوں کی بات کی ہے۔

حشقی "قص خوش است توں پل و پر کشود" بارے علاجِ حشقی بند دامِ پیست؟
لفت : خوش است : اچھا، اچھی جگہ ہے۔۔۔ حشقی : حشقت، نوبت، ہلانا، نکود چ چلا۔۔۔ بارے : بارے، بلا چلو۔۔۔

ترجمہ : تو نے یہ کہا ہے کہ "قص ایک اچھی جگہ ہے" اس لئے کہ اس میں پل و پر کھولے جاسکتے ہیں۔" چلو، نئی سی لیکن یہ بھی تو ہمارے کہ پل کے بند نوٹنے یا نکود چلنے کا کیا علاج ہے؟ گویا ہمارے پل و پر کھولنے یا پھر پھلانے سے پل کے بند نوٹ کھینچے ہیں اور ہم آزاد ہو سکتے ہیں لیکن پھر وہ حشرے غش کی لذتِ قید سے عروسی طرا متعہ بنے گی۔

از کاسہ کرام نصیب است خاک را تا از فلک نصیب کاسِ کرامِ پیست

لفت : کاسہ کرام : نئی لوگوں کا پیالہ۔۔۔ وب کی ایک مشہور شخصیت، معنی دیکھیری قبر، اس کے سامنے آکر شراب پیا کرتے اور جو محبت چاہتی اسے محبت کے طور پر قبر پر کرا دیتے۔ اس پر مشہور وب شاعر حبشی نے ایک شعر کہا تھا جس کے دو سرے مصرعے کا ترجمہ ہے۔ ہمیں کے شراب کے پیالے سے زمین کو بھی حصہ ملتا ہے، اور فلاض من کاس الکرام نصیب۔"

ترجمہ : خاک کو کاسہ کرام سے کچھ حصہ ملتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ فلک سے کاس کرام کے متعہ میں کیا ہے؟ (کاس پیالہ) اصرافی مرحوم کی کتب میں یہ شعر چاپ ہے۔

نگی زنت از تو نخواہم مزوکار و رخو بدلم کار تو ایم، انعامِ پیست؟

لفت : زنت : تھو ہے، تیری طرف سے ہے۔۔۔ مزوکار : کام کی اجرت، صلہ۔۔۔ بدلم : ہم ہے ہیں۔۔۔
ترجمہ : نگی تو اسے خدا تعالیٰ ہی طرف سے ہے، یعنی اگر ہم کوئی ننگی کرتے ہیں تو یہ ہمارا ہم پر فضل ہے، انعامِ نگی کر کے اس کا کوئی صلہ تجھ سے نہیں مانگتے، اور اگر ہم بے ہیں تو یہ بھی تیری ہی طرف سے یا تجھ ہی کام ہے، ہم اس کی سزا گئی؟ بہت مل غریبا۔

بارا تو بہشت اگر بہ طاعت بخشش آں بیج بود لطف و عطای تو کجاست
اگر تو ہمیں طاعت کے بدلے میں بہشت عطا کرے تو پھر تو یہ بیج دانی بات ہوئی، تجھ لطف و دکر م کمل ہے۔

خدا ہی کے بقول ۔

ناکردہ گناہ در جہاں کیست جو دانکس کہ گز نہرو چوں زیست جو

من بد کنم و تو بد مشکلات دہی پس فرق میان من و تو پیست جو؟

دنا میں نا کردہ گناہ کون ہے، ذرا یاد دہی جس نے گناہ میں کیا وہ کیے مگر چلا۔ گریں بدی کرنا ہیں اور تو اس کا بار ادا کرتا ہے تو پھر تجھ میں اور مجھ میں کیا فرق ہے۔ ذرا یاد۔

نائب اگر نہ فرقہ و مصحف بہم فردست پڑسود چرا کہ فریخ سے لعل غام چسیت؟
 لغت : مصحف : قرآن۔ فرقہ : گمراہی۔ بہم : فروختہ۔ اٹھنے چلنے۔ سے لعل غام : خالص یا سرخ رنگ کی شراب۔
 ترجمہ : اگر نائب نے فرقہ اور مصحف دونوں ہی بیچ نہیں ڈالے تو پھر وہ یہ کیوں پوچھ رہا ہے کہ خالص شراب کس بھلا یک دہی ہے؟
 دوسرے لفظوں میں اس کی توجہ مذہب کی ظاہری باتوں کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ اس بیچ کر شراب خریدنے کا خواہشمند ہے۔

غزل # 46

گل را بہ جرم عہدہ رنگ دیو گرفت راہ خن بہ عاشق آذر م جو گرفت

لغت : عہدہ : رنگ دیو : رنگ دیو کا بیڑا، قریب۔ آذر م جو : خالص طلب، ملچ پیند۔

ترجمہ : پہلے کو رنگ اور خوشبو کا قریب دینے میں بیڑا اور یوں ملچ پیند عاشق کی بات کا سلسلہ نکلا۔ پہلے مصرع میں عہدہ (بیڑا) قریب کی بات ہے تو دوسرے میں آذر م جو کی۔ قائل کوئی ہے؟ واضح نہیں ہے۔

لطف خدا کی ذوق نشاط نئی دہد کافر دلے کہ با تم دوست خو گرفت

لغت : ذوق نشاط : اسے بیش دوسرے کا لطف۔ کافر دلے : کافر دل یا منکر دل۔ خو گرفت : ملای ہو گیا۔

ترجمہ : اس کافر دل کو جو محبوب کے ظلم و ستم کا ملای ہو چکا ہو، خدا تعالیٰ کی محبت و مہربانی کوئی ذوق نشاط عطا نہیں کرتی۔

چوں اصل کار در نظر ہم نشین نہ بود بیچارہ خردہ پر روش جستجو گرفت

لغت : اصل کار : کام یا معاملے کی بنیاد۔ خردہ : جستجو، احتیاط۔ جستجو : تلاش۔

ترجمہ : چونکہ اس پر ہم نشین کے پیش نظر معاملے کی بنیادی فرض و رعایت نہ تھی لہذا اس سے بے خبر تھا اس لئے اس چارے نے میری جستجو کے انداز پر کچھ بے بنی شروع کر دی، تب کوئی کسی دوسرے یا اپنے کسی ساتھی ہی کے اصل معاملہ یا فرض و رعایت سے بے خبر ہو تو وہ خواہ تو وہ کچھ بے بنی شروع کر دیتا ہے۔

در غلطوئے کشود خیالم رہ دعا کز عینگی بسلط نفس در گلو گرفت

لغت : کشود : کھولا۔ نفس در گلو گرفت : سانس لگے میں ایک کیا۔ بسلط : فرش، جگہ۔

ترجمہ : میرے خیال یا تصور نے ایک ایسی غلطی میں دعا کی راہ کوئی جلی بسلط کی عینگی کے سبب میرا سانس لگے ہی میں ایک کر رہ گیا۔ یعنی ایسی صورت حال میں دعا گنا گنا چلی کہ وہ ہونٹوں تک آتے آتے رہ گئی۔

شرمندہ نوازش گردوں فلکدہ ام گر چاک دوخت، جلسہ بہ مزو رفو گرفت

لغت : نوازش : مہربانی، احسان۔ گردوں : گردوں یا آسمان۔ چاک : دوخت : پھانسا اور کھینچا۔

ترجمہ : میں آسمان کے احسان کا شرف نہیں رہا کیونکہ اس نے اگر میرا کوئی چاک لباس یا بھی تو اس کی اس سلاخی کی اجرت (مصلے) لے طور پر وہ لباس ہی لے لیا۔ (کچھ سخت ہی بات کہی ہے) مطلب یہ کہ غلط قدر کی طرف سے اگر کسی کو کچھ مٹا ہوا ہے تو اس سے زیادہ وہ اس نے لیا جاتا ہے۔

با خوشنقش چہ مایہ نظر باز بودہ است کز من دل مرا بہ ہزار آرزو گرفت
ترجمہ: وہ (عینی میرا محبوب) اپنے ساتھ یعنی اپنے حسن کے غلام کے سلسلے میں کس قدر نظر باز رہا ہے کہ اس نے ہزار آرزوؤں کے ساتھ میرا دل لے لیا (مجھ کو لیا)۔ ہزاروں آرزوؤں سے مراد محبوب کے ہزار ہا ہیں۔ گویا محبوب اپنے حسن کی دلکشی کے باعث اس بات کا خواہش ہے کہ اس کا عاشق اس کی ہر ہر بات پر جان بکری کرے۔

خوش خود از مشاہدہ بخشش آردو خوش بد حال دوست کہ عالم کو گرفت
لغت: مشاہدہ: دیکھنا۔ بخشش: ملنا دینا۔ مراد ہم ترس۔ خوش باز: اللہ کرے اچھا ہے۔ کو گرفت: اچھا بنا۔
ترجمہ: میرا خیال تھا کہ جب دوست میرا حال (حالت) دیکھے گا تو اسے میرے اس حال پر ترس آئے گا اور وہ اس دھیری طرف توجہ کرے گا لیکن میں بد حال اللہ تعالیٰ اسے خوش حال رکھے کہ اس نے میری حالت کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ میں ٹھیک فاک ہوں۔ غالب ہی کے بقول!

ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
از یک سیوست بدہ و قسمت جدا جداست جمید جام بد و قلندر کدو گرفت
لغت: سیوا: برائی، جہنم۔ جمید: مشہور قدیم ایرانی بادشاہ۔ کدو: بد سا پلہ جس میں فقیر بیکہ مانتے ہیں۔
ترجمہ: شراب تو ایک ہی صراحی یا جام ہے لیکن ہر ایک کو اس کی قسمت کے مطابق قوتی یا بہت ملتی ہے۔ مثلاً جمید جیسے بادشاہ کے ہتھوڑے میں تو ایک جام تھا جبکہ قلندر نے اس صراحی سے اپنا کدو بھر لیا۔ یعنی قدرت ہر کسی کو اس کے ہتھوڑے کے مطابق اپنی نعمتیں عطا کرتی ہے اور اس سلسلے میں کسی کی بدائی یا کثرت کو نہیں دیکھتی۔

فرہاں روا نہ گشت مسلح بہ پنج قصر گرفت، رخ زمیکدہ ترسا فرو گرفت
لغت: رخ: آتش پرستوں کا دیوتا یعنی سورج۔ ترسا: آتش پرست۔ فرو گرفت: بند گرفت۔
ترجمہ: مسلح کو بھی کسی محل میں فرہاں (محم) ملتا (موسم) میرے آگے چاہے بیکدہ سے اگر رخ یا دیوتا ملے چاہے تو اس کی جگہ ترسا (دیوتا) کا بل ہو گیا۔ یہاں غل سے مراد بیکدہ ہے۔ مثلاً اور ترسا (دیوتا) کا مقام و محل ہی بیکدہ ہے جبکہ مسلح (جس سے مراد عام فلاح یا دیوتا کی دہلی تک پہنچے حکم نہیں۔ دوسرے نظروں میں ملایا نہایت نکلیا ہے جبکہ مسلح و ترسا اعلیٰ ظرف ہیں اسی لئے بیکدہ سے اس کا انحصار ہے۔

ایک اکر بہ خوف و رجا کرم استوار اخلاص در نمود و قلم، دو رو گرفت
لغت: رجا: امید۔ استوار: مضبوط، محکم۔ نمود و قلم: میری دعا کا اظہار۔ دو رو: دو زبانی، منافقت۔
ترجمہ: اگر میں نے اپنے ایلان یا ایلان کی بنیاد کو خوف اور امید پر استوار کیا ہو گا تو اس صورت میں میری دعا کے اظہار کا اخلاص و منافقت یا دو زبانی کا اظہار ہو گیا ہو گا۔ جنت کی امید اور دوزخ کا ڈر دو زبانوں سے ہوتا ہے جن کی بنا پر عام لوگ اظہار ایلان کرتے ہیں، جبکہ غالب ان سے بے نیاز محض غلام سے یہ اظہار کرتا ہے۔

ہر فتہ در شلا و سلع آردو مرا گوئی فلک بہ عہدہ خنہار او گرفت
لغت: سلع: منہ صوفی کا قولی و فیہ منہ اور پھر دہش آئے۔ خنہار: اس کا عینی محبوب کا طور طریقہ۔
ترجمہ: آسمان کی طرف سے ہاتل ہونے والا ہر فتہ میرے لئے خوشی و مسرت اور بد کا باعث بنتا ہے۔ میں گناہ جیسے عین لہو یا دھن

کا طور طریق اس (اسلم) نے اسی محبوب سے سیکھا ہے۔ گویا واسطہ محبوب کے فتنہ پرور مزاج کی بات کی ہے۔

رضواں چو شہد و شیر بہ غالب حوالہ کرو بچارہ باز دلو و سے مشکبو گرفت

نعت : رضواں جنت کا دار و ف۔ باز دلو : واپس کر دیا اور بلایا۔

ترجمہ : جب رضواں نے غالب کو شہد اور دلو دیا تو اس بچارے (غالب) نے دونوں چیزیں رضواں کو دلہن کر دیں اور ان کی جگہ سے مشکبو لے لی۔ "بچارہ" کہہ کر جاننا کہ اس کا اختیار کیا ہے اور جنت کی وہ اہم چیزوں کی جگہ اپنے مطلب کی چیز لے لی۔ کیا کہنے ہیں اس بچاری کے۔

غزل # 47

خبر طرف مزارم بہ بیچ و تابے است ہنوز در رگ اندیشہ اضطرابے است

نعت : دردگ اندیشہ : خیال یا خیالات کی رگ میں 'خیالات' میں۔ اضطرابے : ایک یا خاص شکاری۔

ترجمہ : میرے مزار سے اٹھنے والا کرو خبر پہنچ و تاب میں ہے، کیونکہ ابھی تک میرے خیالات میں بے چینی اور شکاری ہے۔ یعنی عاشق اپنے محبوب کے عشق میں مہلت دینے والی جنگوں محروم کی خاک چھاتا رہا آؤنگ اس دنیا سے رخصت ہو گیا لیکن عاشق کے دل کا کیا علاج کہ وہ اس عالم میں بھی جنوں اور خیالات میں ڈوبا رہتا ہے۔ اس کی قبر سے اٹھنے والا کرو خبر اس کی دلیل ہے جو بیچ و تاب میں رہتا ہے۔

بہ بانگ صور سر از خاک بر نمی دارم ہنوز در نظرم چشم نیم خوابے است

نعت : بانگ صور : قیامت کے روز صور کی آواز سے سوائے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چشم نیم خواب : وہ آؤنگ جو جہنم میں اور کھلی رہے یہ مستی کا انداز ہے۔

ترجمہ : میں بانگ صور پر ابھی اپنی قبر سے سر نہیں اٹھائی گا کیونکہ ابھی تک میری نظروں میں محبوب کی چشم نیم خواب ہے۔ یعنی محبوب کی نیم باز آنکھوں میں جو مستی ہے اس میں میں اس قدر ڈوبا ہوا ہوں کہ صور کی آواز بھی مجھے قبر سے اٹھانے لگے گی۔ میری حقیر کے بقول !

میر ان نیم باز آنکھوں میں ساری مستی شرب کی سی ہے

زسردی نفس بندہ بر قواں دانست کہ نارسیدہ پیام مرا جو ابے است

نعت : ساری مستی : مراد مٹھائی آپس۔

ترجمہ : بندہ برقی مٹھائی آہوں سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ محبوب تک میرے نہ پہنچے ہوئے خط کا کھواب ہے۔ عاشق نے محبوب کے نام اپنا خط قصہ کے ساتھ لکھا ہے۔ محبوب نے خط کو پڑھا تو بغیر قصہ کے ساتھ سخت درد لپٹا ہے جس کے سبب وہ عالم بچاری میں دلہن آیا اور مٹھائی آپس بھر رہا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ محبوب کی طرف سے "صاف جواب" ہے۔

بہ ہرزہ جہاں بہ غلط دلوام و نہ دانستم کہ یار دیر پندے و زودیا ہے است

نعت : بہ ہرزہ : بیکار و بے کسی۔ دیر پندے : ایسا شخص جو کسی شے یا انسان کو دیر سے پسند کرے۔ زودیا ہے : ایسا انسان جو کسی شے کو جلدی سے حاصل کرے۔ یہاں مراد عاشق کی جان اسے جلد مل گئی۔

ترجمہ : میں نے بیکار اور بے فائدہ اپنی جان دے دی لیکن محبوب پر ٹار کر دی۔ (اٹھو) کہ ابھی اس بات کی خبر نہ تھی کہ میرا محبوب دیر

پند اور تدبیر ہے۔ دوسرے لشکروں میں کچھ عرصے کے بعد اسے میری اس قربانی کا احساس ہو گا اور ظاہر ہے وہ بے فائدہ ہو گا۔

نظر فروز ادا ہے دشمن ارزنائی بہ من سپار اگر داغ سینہ تباہ ہست

لغت : نظر فروز: نظروں کو چمکانے یا روشن کرنے والی۔ ارزنائی: دے دے، حاکم کرے۔ سینہ تباہ: سینے کو جلانے اور سینے کو روشن کرنے والا اور لوں مٹتی بننے لگا۔

ترجمہ : تو اپنی نظر فروز ادا کریں تو دشمن یعنی رقبہ کو حاکم کر دے اور اگر کوئی سینہ تباہ داغ مجھے پاس ہے تو مجھے حاکم کر دے، سپرد کر دے۔ یعنی مائیں کو دوست کی طرف سے جنگ بننے کو جلانے والا داغ ہی ملے، اس کے لئے وہ بھی قیمت ہے کہ یہ بھی دوست کی توجہ کی علامت ہے۔ بقول شاعر:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شاہد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

زخوری تنگ پر ہش نعلانی تست اگر مرا جگر تھنہ عتابے ہست

لغت : زخوری تنگ: تنگ ریزی۔ ہش نعلانی: پوشیدہ پوچھ بچھ، مصلحت پرستی۔ تھنہ عتابے: کسی عتاب کا پیمانہ

ترجمہ : اگر میرا جگر تیرے کسی عتاب کا پیمانہ ہے تو یہ بھی تیری نرازش و مصلحتی ہے، اس لئے کہ اس کا باعث تیرے اس عتاب میں تیری پوشیدہ طور پر مصلحت پرستی کی تنگ ریزی شامل ہے۔ اس کا مطلب بھی وہی ”دشمنی سے دیکھتے ہیں“۔۔۔ والا ہے۔

خود ادلیں قدح سے بنوش و ساقی شو کہ آفراز طرف تست گر بجائے ہست

ترجمہ : سب سے پہلے تو خود شراب کا جام پی لے اور پھر ساقی ہی چاہ یعنی ہمیں شراب پلاؤ کہ نہ اس ضمن میں، اگر ہم دونوں میں کوئی ہمدرد ہے تو وہ تیری ہی طرف سے ہے اور یہ ہمدردی غالب پر غمی مل چکا کہہ دینے پانے سے دور ہو گا۔ غالب ہی کے بقول:

ہم سے گل جاؤ بہ وقت سے پرستی ایک دن

مگر دہم جگر تھنہ را دلے بہ دروغ نکل دہید بہ راہش اگر سراجے ہست

لغت : دلے بہ دروغ دہم: بھولی تلی دھن۔ سراجے: کوئی سراب (جنگی دست بھردار سے جنگی نظر آتی ہے اور یا سارے پانی بھر کر اس کی طرف لپکتا ہے)۔

ترجمہ : اگر محبوب کی راہ میں کوئی سراب ہے تو مجھے اس کا پتا دے تاکہ میں اپنے پیاسے جگر کو وہ اسراجے دکھا کر شاید بھولی تلی دھن سکوں، اس کی تحسین کا سلسلہ کر سکوں۔

زسرہ صری ایام نیستم زخند کہ در خرابہ ما روے آفتابے ہست

لغت : زسرہ صری: بے توجہی۔ زخند: رنجیدہ، غمنا۔ خرابہ: دیرین لنگاہ گرو۔

ترجمہ : ہم زمانے کی سرد مری سے رنجیدہ خاطر ہیں، اس لئے کہ اور کون سی ادارے دیرین دیدار گھر میں دھوپ تو آجاتی ہے۔ یعنی یہ بھی قدرت کی ایک طرح سے ہماری طرف توجہ ہے۔ جسے ہم قیمت سمجھتے ہیں۔ حضور شراب، اہل کے مطابق ”مکرم“ اگر کچھ زسرہ جس قیمت است ”اگر مکرم میر نہیں ہے تو جس بھی قیمت ہے۔“

بہار ہند بود بر شگل، ہاں غالب دریں خزاں کردہ ہم موسم شرابے ہست

لغت : بر شگل، برسات۔ خزاں کردہ: خزاں کا گھر، جمل موسم خزاں ہی پہلدا رہے۔

ترجمہ : ہاں اے غالب ہند کی برسات ہی پہلدا کا موسم بہار ہے اور اس خزاں کردہ میں بھی شراب کا ایک موسم ہے۔ موسم بہار میں بخار

خوب پیچے ہیں۔ جو نتیجہ ہے موسم کی دکھائی کا۔ جبکہ ہمیں برسات کا موسم بہت دکھائی کا حامل ہوتا ہے اور بھوکوں کے لئے اس میں پیٹے پانے کی بہت ترغیب ہے اس لئے اسے مبارک۔

غزل #48

تکبہ سویم نظر لطف ہمیں تاسمن است ہنوز ام تکبیر و خادرم گل و خاکم چمن است
 لغت : ہمیں تاسمن: ہنوز قاصد گور ز قلم۔ اہل مدح میں غالب نے دو ایک قطعے بھی کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو کہکشاں غالب صفحہ 20۔
 ترجمہ : اس غزل میں غالب نے گور ز کی مدح کے ساتھ اپنے رنگ و قلم بھی بیان کئے ہیں۔ صوفی مرحوم نے اس طرف کوئی اثر د نہیں کیا۔
 جب سے ہنوز قاصد کی مجھ پر نظر حلیت و لطف ہے، میرے ہنوز کو کیاری کی حیثیت حاصل ہے، میرا لکنا گویا پھول اور میری خاک، ہمیں ہے۔ یعنی اس کی نظر حلیت سے میری زندگی میں ہماری ہلد ہے۔

اے کے تا نام تو آرائش عنواناں عظیمہ صفحہ ثانیہ بہ شادابی برگ سخن است
 لغت : اے: (یعنی صمدی)۔ آرائش عنواناں: عنوان کی زیبائش۔ شادابی: تازگی۔

ترجمہ : اے صمدی! جب سے تجرا نام میرے خط کے عنوان کی زیبائش بنا ہے میرے خط کے ورق یا سطح میں چنبیلی کے پھل کی سی تازگی کی۔
 حکیم از تازگی مدح تو دوبارہ خوشی شاعر "النبیۃ اللہ لبنا حسن" است
 لغت : حکیم: میرا حکم۔ شاعر: تخریج کرنے والا۔ "النبیۃ اللہ لبنا حسن": اللہ تعالیٰ نے اے سے بھلا پھل دیا۔
 ترجمہ : میرا حکم تیری مدح کی تازگی کے سبب اپنے بارے میں "نبیۃ"۔۔۔۔ کی شرح کرنے والا بن گیا ہے۔ یعنی تیری مدح میں اتنی تازگی ہے۔ کہ میرا حکم گویا مجھ کو "نبیۃ"۔۔۔۔ دہرا رہا ہے۔

مگر انشائی مدح تو بہ جنبش آورد خلد ام را کہ کلید در صحن سخن است
 لغت : مگر انشائی: موقی تکبیر۔ بہ جنبش آورد: محرک کر دیا جنبش میں لے آئی ہے۔
 ترجمہ : تیری مدح کی گویا رفتاری سے میرے قلم میں جنبش آگئی ہے، میرا قلم جو شعرو سخن کے ترسے کی کتنی ہے۔ اپنی شاعری کی عظمت کی بات کی ہے۔ گویا میرے اس قلم نے تیری مدح میں موقی تکبیر ہے، اگر کو برا انشائی کی ہے

ہر دم از رائے منیر تو کند کسب ضیا مہر تاباں کہ فرد زندہ این المجن است
 لغت : رائے منیر: روشن رائے۔ کسب ضیا: روشنی کا حصول۔ فرد زندہ: روشن کرنے والا۔

ترجمہ : ہر چنگا سورج جو اس المجن یعنی کائنات کو روشن کرنے والا ہے، ہر لکھ تیری روشنی رائے سے روشنی حاصل کرتا ہے۔
 خیال تو بہ مستطاب حکیم کہ مگر نکس روے تو دریں آئینہ پر تو فلک است
 لغت : حکیم: حکیم۔ پاناہوں۔ بہ تو فلک: عکس یا سایہ ڈالنے والا۔

ترجمہ : میں تجھے خیال یا قصور میں چاکنی یا چاند کو دیکھ کر تشکیر پاناہوں اس لئے کہ شاید اس آئینے (چاند) میں تجھے میرے عکس کا سایہ چرا رہا ہو۔

دامن پر نہیں ٹپک رہے اور میرے بکریں وہ کانا کھک رہا بیچہ رہا ہے جو میرے لباس میں ہے۔ اپنی حالت زار اور غم و اندوہ کے بارے میں بتلائے۔

نیکی ہائے من از صورت عالم دریاب مودہ ام بر سر راہ و کف خاکم کفن است
 لغت : دریاب: پائے کو لے اٹھانہ کر لے۔ کف خاکم: خاک کی مٹی میرا کفن ہے۔
 ترجمہ : تو میری نیکیوں (یعنی نیکی) کا اندازہ میری صورت حال سے کر سکتا ہے۔ میں کچھ کر میں راستے میں پڑا ہوا ایک مودہ ہوں اور مٹی بھر خاک میرا کفن ہے۔

حیف باشد کہ دلم مودہ و پرش نہ کنی بہ جہاں پرش ماتم زود رسم کنن است
 لغت : حیف باشد: افسوس ہے۔ دلم مودہ: میرا دل مہنگا ہے۔ ماتم زود: سوگوار۔
 ترجمہ : بڑے افسوس کی بات ہے کہ میرا دل مودہ ہے اور تو میری حال پر ہی نہیں کر رہا حاکم دنیا میں کسی غم زود یا سوگوار انسان کی حال پر ہی ایک پرانی رسم ہے۔ لیکن ایسے انسان سے ہر کوئی اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

چشم دارم کہ فرستی بہ جواب غزلم آن رضا نامہ کہ از لطف تو مطلوب من است
 لغت : چشم دارم: مجھے امید ہے، میں توقع کرتا ہوں۔ مطلوب من: مجھے وہ کار ہے، میری ضرورت ہے۔ رضا نامہ: قیاض جس میں لکھنے والے نے کسی بات کی باری بھری ہو۔

ترجمہ : مجھے توقع ہے (میں امید کرتا ہوں) کہ میری اس غزل کے جواب میں تو مجھے وہ رضا نامہ بھجوائے گا۔ جس کی مجھے، تجھری مہربانی کی بدولت، ضرورت ہے (میں تجھے وہ کار ہے)۔

غالب خستہ بہ جاں جاے بر آں در دارو گر بہ تن مشکک گوشہ بیت الحزن است
 لغت : مشکک: مہلت کرنے کے لئے کہنے میں چیلنے والا۔ بیت الحزن: غمناک، غمگین۔

ترجمہ : اگرچہ غالب خستہ، ہسٹلی طور پر ایک حکمہ کے گوشے کا مشکک ہے (یعنی حکمہ سے میں وہ رہا ہے) لیکن روحانی طور پر یا ذاتی طور پر اس کا حکمہ اس دردناک ہے (یعنی میرے صدموں کو دردناک کر دے)۔

غزل 49

نہ ہرزہ بچکونے از مغزم استخوان خالیست کہ جائے ناکہ زارے دریں میاں خالیست
 لغت : مغز: گود۔ استخوان: ہڈی۔

ترجمہ : میری ہڈی یا ہڈیاں یا ہڈی کی طرح، مغز سے بے خمی یا بے قاعدہ شکل میں ہڈی ہیں بلکہ ان میں ناکہ و زاری کے لئے جبکہ غل و خمی ہوئی ہے۔ گویا عاشق کی ہڈیاں تک ناکہ و زاری کر رہی ہیں۔

ردم بہ کعبہ زکوے تو و زحق غلظم ز سجدہ جبر و از پوزشم زباں خالی است
 لغت : غلظم: میں شرمندہ ہوں۔ جبر: پوزش۔ پوزش: میری سذورت، سخی۔

ترجمہ : میں اسے محبت، محبت کے کہے سے کعبہ کی طرف جا رہا ہوں لیکن حق (یعنی خدا تعالیٰ) سے شرمندہ ہوں کہ میری پوزش تو مجھوں

کے ٹکٹن سے اور میری زبان مغرت لڑائی سے خالی ہے۔ غالب نے اور میں اس دمک سے یہ بات کی ہے۔

کعبہ کس شے سے جاؤ گے عجب
شرم شرم کو کمر نہیں آتی

ہجوم گل بہ گشتیں ہلاک شوقم کرو کہ جانے مانده و جائے تو ہم چہاں نہایت۔

نعت : ہلاک شوقم کرو مجھے میرے شوق نے مار ڈالا۔۔۔ ہانہ مانده کوئی جگہ خالی نہیں رہی۔۔

ترجمہ : ہلاک میں چھوٹوں کی کھڑت دیکھ کر میرے شوق کی خطراری نے مجھے گویا مار ڈالا اس لئے کہ چھوٹوں کی اس کھڑت کے سبب ہلاک میں کوئی جگہ خالی نہیں رہی لیکن میری جگہ خالی چلی ہے۔ موسم بہار میں ہلاک کا فائدہ احتمال داخل ہو تا ہے لیکن ایک عاشق کے لئے یہ کھلی اس وقت ہوتی ہے جب اس کا محبوب بھی وہاں ہو۔

گریستم شکرستی بہنوں جہم اموز ز پارہ جگر م چشم خوں چکاں خالیست

نعت : گریستم میں رويا۔۔۔ شکرستی: تو نے نہیں دیکھا میں گریستم خلاء ہو گا۔۔۔ پارہ جگر: میرے جگر کا ٹکڑا۔۔

ترجمہ : میں رويا لیکن میرے لئے رويا لیکن تو نے دیکھا تک نہیں، کوئی توجہ نہیں کی، جس کی وجہ سے آج میں خون میں ڈوب رہا ہوں اور میری حالت یہ ہو گئی ہے کہ میری خون دوسے والی آنکھیں میرے جگر کے ٹکڑوں سے خالی چلی ہیں۔ محبوب کی انتہائی بے توجہی کا ٹکڑا ہے جس کا اثر عاشق پر یہ ہوا کہ اس نے اپنا سارا خون دودھ کر دیا۔

نہ شہدے بہ تماشائے بیدلے بہ نوا زغنچہ تکمین و از بلبل آشیل خالیست

نعت : شہدے: کوئی مستحق۔۔۔ بیدلے: بیدلے، تکمین: چھوٹوں کی کیداری۔۔

ترجمہ : نہ تو کوئی مستحق اپنے حسن کا فائدہ پہنچ کر رہا ہے اور نہ کوئی عاشق اپنی جان و فراہ کرنا نخر آ رہا ہے۔ گویا چھوٹوں کی کیداری غیبت سے اور آشیل بلبل سے خالی ہے۔ غیبت سے مراد مستحق اور بلبل سے مراد عاشق ہے۔ دوسرے مصرع میں صنعت خلیل ہے۔ جس مآول میں یہ دو باتیں نہ ہوں اس کی فدا کی المیہ کی واضح ہے۔

کسمن بہ جنبش دل شیش از پری لہرز سرم ز بلو فسوں نخی زبیاں خالیست

نعت : لہرز: پر، بھرا ہوا۔۔۔ بلو فسوں نخی زبیاں: زبان کی بحر طرازی (خوش گفتاری) کا انوار۔۔

ترجمہ : میں تو دل کی جنبش سے شیشے کو پری سے پر کر لیتا ہوں لیکن پری کو شیشے میں اندک لیتا ہوں میرا سر زبیاں کی خوش گفتاری و بحر طرازی سے خالی ہے۔ پری کو شیشے میں آنکھوں کے لئے جلو مخرے کام لیتے ہیں۔ گویا عاشق اپنی زبان کا بلبل دیکھا کہ محبوب کو رام نہیں کر سکا بلکہ اپنے ظلموں میں اسے اپنی طرف مائل کر رہا ہے۔

گرش بدین من گریہ رو نہ دلا چہ جرم نمل آتش شوق من از دخال خالیست

نعت : گرش: اگر اسے۔۔۔ گریہ رو نہ دلا: گریہ جاری نہیں ہوئی۔۔۔ نمل: بنیاد۔۔۔ دخال: دھواں۔۔

ترجمہ : اگر میری حالت دیکھ کر محبوب کی آنکھوں سے آنسو نہیں کے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں، اس لئے کہ میری آتش شوق کی غلظت میں دھواں نہیں ہے۔ دھواں اگلے تو قریب بیٹھے یا کمرے انسان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ آتش شوق میں صرف عاشق جلتا ہے، اس کا محبوب پر اثر انداز ہوتا یا نہ ہوتا ایک الگ بات ہے۔

پر از سپاس اداے تو دفتر سے دارم کہ یکسر از رقم پرش نمل خالیست

نعت : سانس نہ لے۔ دفترے : ایک دوسرا ایک کلب فرست۔ نیکمز پوری طرح سراسر۔

ترجمہ : غلط فہمی یا جھگڑا ہوئی احوال پر ہی مراد کسی اور میں عاشق کی طرف معمولی سی توجہ کا اظہار۔۔۔

ترجمہ : میرے پاس تجری ناز و دعا کے شکریے کی ایک طویل فہرست ہے ایسی میں تجھے ناز و دعا کا بے حد ممنون ہوں لیکن (لطووس) کہ اسے فہرست پریشانی کی قح سے بالکل خالی ہے۔ یعنی عاشق تو اس کی اور بات پر مراد پور ہرگز گزار ہے لیکن محبوب کی ایک بھی اور ایسی نہیں جس سے عاشق کی طرف معمولی سی بھی توجہ کا اظہار رہا ہو۔

امام شہر بہ مسجد اگر رہم نہ دید نہ جائے من بہ نیایش کہ مغفیل خالیست ؟
نعت : نیایش کہ: سٹائش کی جگہ، مہر و مہلت گاہ۔

ترجمہ : اگر امام شہر مجھے مسجد میں داخل ہونے سے روکا ہے تو کیا ہوا کیا میرے لئے مغفیل کی مہلت گاہ میں جگہ خالی نہیں ہے؟ یعنی میں وہاں جا سکتا ہوں۔ قصہ تو اس پر دور دراز کے حضور سر جھکا ہے اس میں جگہ کی یا کسی خاص مہلت گاہ کی قید نہیں۔ بقول مرنے!

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغِ حرم و دیر ندانہ
عاشق خود اسلام کا ہے خود کفر کا دونوں پیکار ہیں۔ پروانہ تو صرف چراغ پر مارتا ہے اس کے لئے حرم دور کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ خود کو سنی کے مطابق!

شیخ مستغنی بدین و برہمن مغرور کفر مست حسن دوست رہا کفر و ایمان کا رعیت
اشعار اپنے دین میں بے نیاز اور ہر دین اپنے کفر ہے جگہ حسن دوست کے عاشق کو کفر و ایمان سے کوئی سروکار نہیں ہے ا
خراب ذوق بر و دوش سبکسم غالب؟ کہ چوں بلبل سر پایم از میاں خالیست

نعت : نیرہ سیز۔ دوش: کندھا۔ برودوش: مراد جسم بدن۔ خراب: بگایا مارا ہوا۔ سر پایم: میرا پیچھا رہا ہوا۔

ترجمہ : اے غالب میں کس کے برودوش کی خدمت کا مارا ہوا ہوں کہ میرا دھڑال کی طرح درمیان سے خالی ہے۔ یعنی کسی موقع پر محبوب اپنے عاشق کی آغوش میں حاضر ہو یہ عاشق کی بہت بڑی خوش بختی تھی۔ اب اس کے جانے کے بعد بھی عاشق اسی تصور میں جھکا بیٹھا ہے اور جس طرح بلبل اندر سے خالی ہو گا ہے اسی طرح اس کا بھگا ہوا بدن (محبوب کے دور سے) خالی ہے۔

غزل # 50

زمن گستی و پیوند مشکل افتد است مرا گیر بہ خونے کہ در دل افتد است
نعت : گستی: تونے توڑا۔ پیوند: پیوند۔

ترجمہ : تونے تھ سے اجبت کا تعلق توڑ دیا، جس کا بھی نہ یعنی تونے ہوئے تعلق کا اب مشکل ہو گیا ہے۔ تو اس خون پر بھری گرفت نہ کر جو دل میں گر گیا ہے۔ یعنی یہ تعلق تونے سے میرا دل ٹوٹا ہو گیا ہے تجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔

رسد دے کہ فحالت کشم ز گرمی دوست ز خصم داغم و اندیشہ باطل افتد است

نعت : رسد دے: دولت آ رہا ہے، قریب ہے۔ گرمی: دوست، محبوب کا خوش بخت۔ باطل: اللہ سے، جھوٹ یا غلط ہو کے رہ گیا ہے۔

ترجمہ : وہ وقت قریب ہے جب مجھے اپنے محبوب کی گرم ہوش سے شرمندگی اٹھانے کی، یعنی وہ محبت سے خوش آئے گا اور مجھے اس کی وہ فائزوں کے شکرے پر فائز ہوگی۔ عاشق اپنے اس خیال میں کھو گیا تھا لیکن جلد ہی اسے رقیب کا خیال آیا، چنانچہ اسے کتنا چاہا کہ میں رقیب کے ہاتھوں جل رہا ہوں، کیونکہ اس کی وجہ سے یہ لفظ کبرہ تصور باطل ہو کر رہ گیا ہے۔

بہ قدر ذوق تہیدن بہ کشتہ جا بنفشہ خن بہ مٹکہ در کیش قاتل اقلداست
 لغت : ذوق تہیدن : ترچے کی لذت۔۔۔ مٹکہ : مراد عدالت۔۔۔ کیش : مذہب، مسلک۔۔۔

ترجمہ : محنت، یعنی عاشق کو اس کے ترچے کے ذوق کے مطابق جگہ دار میں کرنے کی جگہ ادبی چال ہے۔ عدالت میں قاتل کے مذہب یا مسلک کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے۔ یعنی وہ اصول و محبوب کیسے قاتل ہے کہ اس کا محنتی ترچے میں بھی خوب لذت پاتا ہے، گویا یہ قاتل کا اس پر احسان ہے۔ لہذا اس پر گرفت کیسی؟

شکلی ار جگر ذرہ نم بموں نمد بہ وادی کہ مرا پائے در گل اقلداست
 لغت : شکلی : ترچے، پہاڑے۔۔۔ نم بموں نمد : وادی بھی نمی باہر نہیں آنے کی، ایک قلعہ بھی نہیں لگے گا۔

ترجمہ : جس وادی میں ایسی شق کی وادی میرے ہاتھ کیچڑ میں پھنس کر رہ گئے ہیں، وہاں اگر تو ذرے کا جگر چرے تو اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی باہر نہیں کرے گا، یعنی عاشق کی آتش شق نے اس وادی کی خاک کو جا کر بالکل خشک کر دیا ہے۔

دریں روش بہ چہ امید دل توں بستن میان من و او شوق حائل اقلداست
 لغت : دل توں بستن : دل لگایا جاسکتا ہے۔۔۔ میان من و او : اس کے اور میرے درمیان۔۔۔ حائل : رکھوت۔۔۔

ترجمہ : اس صورت حال میں کہ میرے اور اس (محبوب) کے درمیان شوق حائل ہے، اس سے کہ نہ گھبر لگایا جاسکتا ہے۔ یعنی ہم تو شق کے ہاتھوں مرے جا رہے ہیں اور وہ اس سے بیزار ہے، یعنی عجب ہی کے بقول!

ہم میں مشتق اور وہ بیزار یا اٹھی یہ ماجرا کیا ہے؟
 بہ ترک گریہ بزم دہشت اثر ز دلش کہ خود ز شب روی تار غافل اقلداست

لغت : دہشت اثر : یعنی بھری گریہ و زاری کے اثر کا خوف۔۔۔ شب روی : رات کو چلتی رات کے وقت (کی گریہ و زاری)۔۔۔

ترجمہ : میں تو پہانتا ہوں کہ اپنی گریہ و زاری ترک کر دوں تاکہ محبوب کے دل سے اس کے اثر کا خوف جاتا رہے لیکن اصرار محبوب ہے کہ وہ میری راتوں کو اٹھ اٹھ کر فدا ہو دوں گھل کرنے سے بالکل بے خبر ہے۔ تو تب وہ عاشق کی اس گریہ و زاری سے غافل ہے تو اس کا کیا اثر اور محبوب کا اس (اثر) سے خوف نہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

بہ صبر کم ختم اما عیار ایوبی بقدر آں کہ گرفتہ کمال اقلداست

لغت : کم ختم : کم نہیں ہوں۔۔۔ عیار ایوبی : حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا عیار، صبر واجب مشہور ہے، قرآنی صبر۔۔۔

ترجمہ : میں صبر میں کم نہیں ہوں، تمام صبر ایوبی علیہ السلام جتنا بھی پرکھا وہ اپنے انداز میں کمال رہا۔ یعنی صبر ایوبی ایک مثالی صبر ہے، تمام صبر ایوبی اپنی جگہ کمال صبر ہے، وہ صبرے نقصوں میں صبر ایوبی سے کم نہیں۔

چو رنگ و سمندر در آب و آتش من ختم بہ قلمزم و کشتی بہ ساحل اقلداست
 لغت : رنگ : کمرہ۔۔۔ سمندر : آگ کا کینڑا۔۔۔ چو : چڑھا۔۔۔

ترجمہ : کمرہ میرے پانی اور سمندر میری آگ میں چڑھ چکا ہے، یعنی آگ کی خوراک کا سامن میرے جسم سے ہو رہا ہے۔ جو سمندر میں ڈوبا

ہوا ہے، جبکہ میری منجی ساحل پر کھڑی ہے۔ مطلب یہ کہ ماضی اپنی گریہ و زاری یا آنسوؤں میں ڈوبا ہوا اور اقل خلق میں مل رہا ہے اور یہ دونوں جیسے آب و آتش ان جانوروں کی خوراک ہیں۔

بروئے صید تو از ذوق استخوان حشش ہا ز تیزی پرواز، نسل افلاست
 لغت: صید: شکار۔ استخوان: ہڈی، ہڈیاں جو ہاکی خوراک ہیں۔ نسل: ذخی۔

ترجمہ: ہا شہر کے شکار یعنی ماضی کے جسم کی ہڈیوں کے خشن میں جتنی تیزی سے اڑ کر اس طرف آیا اور زمینی ہو کر اس پر گر پڑا۔ یعنی ماضی کی ہڈیوں میں اگنی لذت ہے کہ ہمارے اس کی خاطر خود کو ذلی کر لیا۔

چو اندر آئینہ با خویش لب ساز شوی زخود بکوی کہ ماراچہ در دل افلاست
 لغت: لب ساز: چٹائی کرنے والا، مراد فریفتہ ہونے والا۔

ترجمہ: جب تو آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر اپنے ساتھ چٹائی کرنا یعنی اپنے من پر فریفتہ ہوتا ہے تو اس وقت ذرا یہ بھی دیکھ لیا یا خیال کر لیا کہ ہمارے دل کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ آئینے سے حلقی یہ دو شعر بھی ملاحظہ ہوں: سہو!

جرم بیگنہ نہ باشد کہ تو خود صورت خویش گر در آئینہ جہی برود دل زہرت
 (تجسّس دل دینے والوں کا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ جب تو آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے گا تو ترے چنے یا بملہ سے دل نکل جائے گا عریٰ)

وہن خویش بوسند لب خویش کند چوں در آئینہ بیند تہا صورت خویش
 (اب صمیم اپنا چہرہ آئینے میں دیکھتے ہیں تو اپنا منہ چوسنے اور اپنے ہونٹ چوسنے لگتے ہیں)

حریف باہر بے بذلہ سے خورد غالب گمرز خلوت واعظ بہ محفل افلاست
 لغت: بے بذلہ: ذمہ داری یا خوشی طبع کے بغیر۔ حریف: مراد ساتھی، ہم کار، ہم پیش۔

ترجمہ: اے غالب! ہمارا حریف کسی قسم کی ذمہ داری اور خوش طبعی کے بغیر شراب لیا رہا ہے، چپ سروسے بیٹھا ہے گستاخے جیسے دورِ ماضی کی غلوٹ سے اٹھ کر اس محفل (مکمل اور دل کی محفل) میں آیا ہے۔ گویا داعی کی ظف طبعی کا بھی اس پر اثر ہے، ورنہ دعووں کی محفل میں شراب کے ساتھ ساتھ لطفیہ چنگے بھی چلتے ہیں جو ان کی ذمہ داری کی نشانی ہے۔

غزل # 51

اختم از مرگ تاجیغت جراحست بارہست روزی ناخوردہ ما در جہاں بسیار ہست
 لغت: اختم: ہم اسم میں ہیں، مخلوق ہیں۔ جراحست: زخم برسانے یعنی لگانے والی۔ روزی ناخوردہ: بد نصیب لوگ۔

ترجمہ: جب تک تیری گوار جراحست بارہ ہے، ہم موت سے محفوظ ہیں۔ دنیا میں ہم جیسے اور بھی بہت سے بد نصیب لوگ ہیں۔ یعنی محبوب کی گوار ماضیوں پر چل رہی ہے، وہ زخم پر زخم کمار ہے اور زخموں سے جی لیکن موت ان کے نزدیک نہیں پہنچ رہی۔

ما و خاک رگگذر بر فرق عریاں رہ بخشن گل کے جوید کہ اورا گوشہ دستار ہست

لغت : فرق مہاراجہ نگار۔ رہنمائی کرنا۔

ترجمہ : ہم ہیں اور ہمارا فضل اپنے ننگے سر پر رکھ کر خاک ڈالنا ہے۔ پھول تو وہ تلاش کرے جس کے پاس دستار ہے۔ عاشق چاہا تو دیوانگی کی حالت میں اور مدح محکم رہا ہے۔ رکھ کر کی خاک اس کے ننگے سر پر چڑی ہے اسے دستہ کھلی نصیب۔ پرانے لوگ بکری کی سہولت کے لئے اس کے ایک کونے میں پھول چھپا لیا کرتے تھے۔ اسی حوالے سے پھول اور گوشت دستار کہا ہے۔

پارہ امید وار ستم، تکلف برطرف باہر بے انتہائی درد مند آزاد ہست

لغت : پارہ : پارہ اسے، کچھ، تھوڑا سا۔ وار ستم : وار ستم : امیدوار۔ بے انتہائی بے توجہی۔ بے یار۔ درد مند آزاد : دلی لوگوں کو آزاد پہنچانے والا۔

ترجمہ : گلی لپٹی بغیر صاف صاف کتاہوں کہ میں اس محبوب کی طرف سے کسی قدر محبت کی بھی اس لگائے دیکھا ہوں۔ وہ جو اپنی تمام تر بے یارزی وہ بے توجہی کے وجود و وسوسوں، امیثاق کو دکھ پہنچانے والا ہے۔ یعنی ایسے محبوب سے یہ توقع ہے کہ شاید وہ کبھی تھوڑی سی محبت کا بھی اظہار کرے۔

بر سر کوئے تو با مرم بہ جنگ آرد بھی اس نجوم ذرہ کلندر روزان دیوار ہست

لغت : بر سر : سورج کے ساتھ جیسے۔ بہ جنگ آرد بھی : جنگ کی طرف لانا ہے، مجھے دھک دلاتا ہے۔ کلندر : کلندر : گندہ۔

ترجمہ : جب میں تجھے کوہے میں جاتا ہوں تو تجھے روزان دیوار میں ذروں کا نجوم رکھ کر دھک کے مارے سورج سے جنگ کرنے پر گندہ ہو جاتا ہوں۔ سورج کی وجہ سے ذرے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہ ذرے اب محبوب کے دوشیزان سے اندر جا رہے اور گویا محبوب کا دیوار کر رہے ہیں، عاشق کے لئے یہ ذرے دھک کا ہٹ ہے، چنانچہ وہ انہیں ایک طرح سے دھک دیکھتے ہوئے سورج سے آواز جنگ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ذروں کو یہ سوچ ملتا ہے۔

در خوشی تلاش روئے عرقاش نگر تاجہا ہنگامہ سرگرمی گفتار ہست

لغت : تلاش : چنک۔ روئے عرقاش : اس کا پیٹ سے بھرا چہرہ۔ سرگرمی گفتار : گفتار کی کثرت۔

ترجمہ : محبوب غامضی اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس حالت میں ذرا اس کے عرقاش چہرے کی چنک تو دیکھو، اللہ اعظم (اور اس کی اس غامضی میں بھی سرگرمی گفتار کے کتنے ہنگامے ملتے ہوئے ہیں۔ محبوب جب بولتا ہے تو اس کے چہرے پر خوب چنک آنے لگتی ہے۔ جب غامضی میں اس کے چہرے کی چنک اس قدر بے توجہی لگتا ہے جیسے وہ خوب بول رہا ہو۔

بے نواہی میں کہ کر در کلب ام باشد چراغ بخت را نازم کہ ہامن دولت بیدار ہست

لغت : کلب ام : میری بھوپڑی۔ بے نواہی : بے سروسلائی۔ دولت بیدار : ایسی دولت جس سے قائم، اطمینان ملے۔

ترجمہ : میری ذرا بے سروسلائی ملاحظہ کر کہ اگر میری بھوپڑی میں چراغ جل رہا ہو تو میں اپنے پیچھے یا فرش بخٹی پر ناز کروں گا کہ میرے پاس دولت بیدار ہے۔ اپنی انتہائی بے سروسلائی کی بات کی ہے۔

در پرستش ستم و در کلام جنوں استوار پلوشہ را بندہ کم خدمت و پر خوار ہست

لغت : پرستش : عبادت۔ کام جوں : آرزو نہیں ہو رہی کرنا۔ بندہ کم خدمت : پر خوار، خدمت کم کرنے اور زیادہ کھانے والا غلام۔

ترجمہ : میں خدا کی عبادت کرنے میں مست اور خواہشات پوری کرنے کے سلسلے میں میں بڑا چست ہوں، یعنی اس کی عبادت تو نہیں کرتا بلکہ اس کی فتنوں سے خوب لطف و فائدہ اٹھاتا ہوں۔ گویا میری حالت پلوشہ کے اس غلام کی سی ہے جو خدمت تو کم کرتا ہے (خدمت کرنے میں مست ہے) لیکن کھا بہت ہے۔ اور وہ میں اپنی اس سستی کا یوں اظہار کیا ہے۔

جاننا ہوں ثواب طاعت و زہد پر طبیعت اور نہیں آتی
راز دیدن با بخوی و از شنیدن نامگوی نقشبدا در خانہ و آہنگا دستار بہت
لفت: بخوی بہت تلاش کر۔ شنیدنہ شناخت کی صورت میں۔۔ گویا بہت کم۔۔ آہنگا: سرانجام آہنگ۔۔

ترجمہ: تو دیکھنے کا راز دست و وضو اور سننے کی بات مت کر، یعنی دیکھنے اور سننے کی حقیقت کا راز دست پرچہ۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی قدرت کے قسم میں دیکھنا عقل پر شہود ہیں اور اسی طرح دیکھنا سر میں جو سار کے تلمیذ چھپے ہوئے ہیں۔ علامہ اقبال کے مطابق: "یہ کائنات ابھی بتاتام ہے شاید کہ آری ہے دادم صداے "کنن فیکون" نیز علامہ کی کہ بقول!

اگر کوئی شے نہیں ہے پس تو کیوں سراپا تلاش ہوں میں نگہ کو نگارے کی ترنا ہے دل کو سوا ہے پنجو کا

گر نمودار بہت نقش سجدہ بریسا در بخی در نشان منیدیت، دوش خستہ زہار بہت

لفت: نمودار بہت: اگر کچھ آفکار ہے۔۔ سجدہ پوشانی۔۔ نشان منیدیت: کوئی نشان دہانی شے۔۔

ترجمہ: اگر پوشانی پر حمدوں کے نشان نمایاں و آفکار ہیں تو یہ الموس کی بات ہے اور اگر کوئی نشان دہانی شے ہے تو وہ زہار کے برہم سے نکلا ہوا کتہہ ہے۔ پہلے مصرعے میں اپنی غفلت کی نشان دہی یا دیکھنے کی غفلت پر اٹھارہ الموس کیا ہے "دوسرے میں زہار کے حوالے سے یہی بات کہ ہے زہار وہ دھماکا جو بخود گردن اور بھل کے درمیان پانچ رہتا ہے۔ یہ بھی مذہبی طاعت ہے یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ زہار میں دیکھنا نہیں اس سے تو کدے سے مسلسل روچھ رہتا ہے۔

دور باش از ریزہ ہائی استخوانم اے اما کایں بسایا دعوت مرغان آتش خوار بہت

لفت: دور باش: دور رہ۔۔ ریزہ ہڈی ٹکڑے۔۔ کایں: کہیں۔۔ آتش خوار: آگ کھانے والے۔۔

ترجمہ: اے اٹھو میری ہڈیوں کے ریزوں سے دور رہ، کیونکہ یہ دسڑنوں آتش خوار ہوں کی دعوت کے لئے ہے۔ ہڈی خود آگ ہڈیاں ہیں۔ عاشق آتش خلق میں بھل ہوا ہے۔ ظاہر ہے اس آگ کا اثر اس کی ہڈیوں پر بھی ہو گا اس لئے وہ اپنے مودہ داخلے کو آتش خوار ہونے کی دعوت کا دسڑن خوار قرار دیتا اور ہڈیوں کو اس سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

کشتہ فکل بازہ از صرصر زیا الفلہ ام خاکم ار کلوی جنوزم ریشہ در گنزار بہت

لفت: زیا الفلہ ام: بچے گرہا ہوں۔۔ صرصر: تیز آنکھی، بھڑک۔۔ ار کلوی: ار تو کھوے۔۔ ریشہ: جڑ۔۔

ترجمہ: میں ایک پرانا فکل ہوں جو بد صرصر سے بچے گرہا ہے۔ اگر تو میری خاک کو کھوے تو تو تو کچلے گا کہ ابھی میری جڑ گنزار میں ہے۔ مراد یہ کہ میں گویا زحما ہوں یا ملامت لے رہے ہو زحما کو دیا ہے لیکن میری طبیعت کی تشنگی و ناگہانی بھی تک پر قرار ہے۔

باد بزد آن "تسخ باد آورد" و عتاب را بنور تالہ الماس پاش و چشم گویہار بہت

لفت: تسخ باد آورد: ہوا کا لایا ہوا غبار، خسرو ہوج کے ملت غباروں میں سے ایک غبارے کا نام۔۔ باد الماس پاش: الماس بکھرنے والی فرباد۔۔ الماس: سخت پتھر کا لایا ہوا چھ جانے تو جسم کو زخمی کر دیتا ہے۔۔ گویہار: موتی پر سنانے والی۔۔

ترجمہ: ہوا تو تسخ باد آورد کو اڑا کر لے گئی، یعنی وہ دولت تو ہوا ہو گئی لیکن عتاب کی الماس بکھرنے والی فرباد میں اور موتی یعنی آنسو پر سنانے والی آنکھیں ابھی تک وہی طرح پر قرار ہیں۔ (باد الماس پاش) ایسی فربادیں جنہیں سن کر لوگوں کے دل پھل جائیں۔ گویا یہ دونوں

غزل # 52

چشم از ابر انگبار تر است از عرق جبر بہار تر است

ترجمہ: میری آنکھیں بادل سے زیادہ انگبار ہیں۔ پیسے سے موسم بہار کی خوشحالی تر ہے۔ یعنی مافق کی انگباری دیکھ کر بہار کا بدل ٹھنڈا ہو گیا ہے کہ اس بادل کا درخت اس انگباری کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

گر یہ کرد از فریب و زارم کشت نگہ از تیغ آبدار تر است
لغت: زارم کشت: مجھے بری طرح مارا۔ آبدار تر: زیادہ میوہ۔

ترجمہ: اس (محبوب) نے فریب سے آنسو بہائے اور مجھ پر بری طرح مار دیا۔ اس کی نگاہ تو تلوار سے بھی کہیں زیادہ تیز ہے۔ آنسوؤں کے خالے سے آبدار کہ۔ یعنی آنسوؤں سے جھکی ہوئی اس کی آنکھوں سے نکلنے والی نگاہوں میں تلوار کی کث سے بھی زیادہ تیز ہیں۔ اردو میں غالب نے یہی بات یوں کی ہے۔

کرے ہے قتل لگات میں تیرا رو دنا کوئی تری طرح تیغ نگہ کو آب تو دے

ی برا نگیزش بہ کشتن من دشمن از دوست انگبار تر است

لغت: برا نگیزش: اسے یعنی محبوب کو آکسانا ہے۔

ترجمہ: رقیب اسے میرے قتل پر آکسانا ہے۔ گویا دشمن تو دوست سے بھی زیادہ انگبار ملتا ہے۔ مافق کے لئے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونا بہت ہی ہلکا مرتبہ ہے لیکن محبوب اس طرف توجہ نہیں کر رہا کہ مافق کی حالت زار سے لطف اٹھا رہا ہے۔ تاہم یہ رقیب کا اسے مافق کے قتل پر آکسانہ مافق کی واسطے انگباری قرار پاتی ہے کہ اس طرح وہ دیکھوں سے بھلتا ہوا جائے گا۔

دی گھر مست بودہ ای کامروز شکر از شکوہ ناگوار تر است

لغت: دی: دی شب، کل رات۔ کامروز: کہامروز، کہ آج۔ ناگوار تر: زیادہ برا، زیادہ بے تحاشہ۔

ترجمہ: کل رات تو (محبوب) شاید مستی کی حالت میں تھا کہ آج میرا شکر، شکوے سے بھی زیادہ ناگوار ہے۔ یعنی کل رات محبوب نے غیر حرج طرح پر مافق سے انتظار کرتی ہے مگر مافق کے لئے محبوب کے شکوے کا باعث بنی ہے۔ دوسرے روز اس تلخ فحش یا شک کا اظہار ہو جاتا ہے کہ محبوب اس وقت مست ہو گا کہ اس نے مجھ پر توجہ کی، چنانچہ اس شک کی بنا پر اس کے شکوے میں شکوے کی ہی حقیقت پیدا ہو گئی ہے۔

اے کہ خوے تو بچو روے تو نیست دیدہ از دل امیدوار تر است

لغت: خوے: تیری خلعت، خلعت۔ روے: بچو، بازو، شکل، جھنڈی۔

ترجمہ: اے (محبوب) تیری خلعت تجھے چرے چمکے جھنڈی نہیں ہے۔ میری آنکھیں، دل سے زیادہ امیدوار رہا امید ہیں۔ یعنی تیری فرو خلعت کا کچھ اندازہ دل ہی کر سکتا ہے جبکہ آنکھیں تیری ناہمی صورت اور تیری خلعت کے برعکس ہے اپنی سے دھوا کا کھار تھ سے اس لگا سکتی ہیں، لیکن دل اپنے اس انداز سے کی بنا پر تھ سے کوئی توجہ نہیں رکھتا۔

نو بہ دولت رسیدہ را نگرید غفلت از زلف مشکبار تر است

لغت : نو بہ دولت رسیدہ یعنی نو رو بہ یا نو رو بختی، جسے غفلت کے بعد دولت ملی ہو۔۔ غفلت: اس کا ہنرہ خط۔۔

ترجمہ : ذرا اس نو رو بختی کو تو دیکھ کہ اس کا ہنرہ خط اس کی زلفوں سے زیادہ خوشبودار اور سیاہ ہے۔ محبوب کے چہرے پر آنکہ تازہ ہنرہ خط آگاہ ہے جس سے اس کے حسن میں مزید دلکش پیدا ہو گئی ہے۔ شاعر نے اس کا ہنرہ خط محبوب کے حسن کو نو رو بختی کہا ہے نیز اس لئے بھی کہ یہ ہنرہ خط زلف کے مقابلے میں زیادہ دلکش ہے۔

ظفلی و پڑ دلبر می ظفنی آہ عمدے کہ استوار تر است

لغت : ظفنی: توچہ ہے کہس۔۔ پڑلبر: بہت ہی دلبر/مختار۔۔ استوار تر: زیادہ پہ مضبوط۔۔

ترجمہ : تو کہس ہے لیکن انھوں نے کہ تو کیا عمدہ توڑنے میں پڑا دلبر ہے جو (عمداً) جوتا استوار ہے یا تو ایک استوار عمدہ بنا دیا ہے توڑ رہا ہے۔ عمدہ سے عمدہ عمدہ رہا ہے۔ کہسنی کے ہاں وہ جلد ہی عمدہ عمدہ بھی لگتا ہے اور اسی بنا پر ہی سادگی سے وہ عمدہ توڑ بھی دیتا ہے۔

بہم بجز و نیاز می خواہند زار تر ہر کہ حق گزار تر است

لغت : بہم: سبھی، ہر کوئی۔۔ بجز و نیاز: ناجائز اور انکار۔۔ حق گزار: حق ادا کرنے والا، حق پہچانے والا۔۔

ترجمہ : سبھی، بجز و نیاز کے طالب ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ چارہ حق گزار سب سے زیادہ مصیبت کا شکار ہے، یعنی وہ کس کس کے سامنے ناجائز اور انکار کا اظہار کرے۔

خستہ از رہ دور می آیم پا ز تن پارہ اے نگار تر است

لغت : خستہ: شکا ہوا۔۔ پارہ پارہ: کسی قدر۔۔ نگار تر: زیادہ زخمی۔۔

ترجمہ : میں شکا ہوا ہوں اس لئے کہ دور سے آ رہا ہوں چنانچہ میرے پاؤں میرے جسم سے بھی کمی حد تک زیادہ زخمی ہیں۔ عاشق نے حالت در آگاہی یعنی کثرتِ شوق میں حیرانہ روی کی ہے جس سے اس کی یہ حالت ہوئی ہے۔

شکوہ از خوئے دوست نکلاں کرد پارہ تنہ سازگار تر است

ترجمہ : دوست سے اس کی غفلت و طبیعت کا شکوہ نہیں کیا جاسکتا یعنی اگلے لئے یہ شراب ہی سازگار ہے۔ گویا دوست کی حدِ مروتی ایک عاشق کے لئے ہاں حد کی حیثیت رکھتی ہے۔

می رسد گر بہ خویشتر، نازد طالب از خویش خاکسار تر است

لغت : نازد: قریب کرنا ہے۔۔

ترجمہ : طالب کو اگر اپنے آپ تک رسائی ہو جائے یعنی وہ اپنی ذات کو پہچان لے تو نہ فکر کرنا یا فکر کرنے لگتا ہے۔ اے چاہل جانے کا کہ اپنی ذات سے حلقے اسے جو احساس ہے اس سے وہ زیادہ خاکسار ہے۔ احساس خاکساری بھی اپنی جگہ عظمت انسانی کی دلیل ہے۔

ترجمہ : حق تعالیٰ اپنے بندوں کی بخلگوئی و مغفرت کسی سبب یا وجہ کے بغیر فرماتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے حضور کسی گناہگار کا اپنے گناہوں پر تادم ہونا ایک طرح کی بے ادبی ہے اس لئے کہ وہ تو غفور و رحیم ہے اور سبب و وجہ نہیں دیکھتا۔

زکیر و دار چہ علم چوں بہ عالمے کہ ختم بنو ز قصہ طواج حرف زیر پیدہ۔

لغت : کیو وہاں پیکر و حکم کا ہے۔۔۔ قصہ طواج: حضور طواج کا واقعہ۔ اسے "الطالح" کہنے کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔۔

ترجمہ : مجھے کسی قسم کے عالمے کا کیا علم یا خوف اپنی نہیں ہے اس لئے کہ میں جس مقام پر ہوں وہاں بنو ز حضور طواج کا قصہ حرف زیر لکھی ہے ابھی زبان پر نہیں آیا امتیاز نے مذکورہ دوسرے کو کلمہ تحریر قرار دیا تھا۔ غالب کا مطلب ہے کہ مجھ میں ابھی وہ حالت پیدا نہیں ہوئی۔ گویا ابھی میں عرفان ذات کی تکمیل سے دور اور حیرت و بے خودی کے مقام پر ہوں۔

رموز دین نہ شناسم درست و معذورم نہاد من عجبی و طریق من در بیست

لغت : رموز و رمزی معنی: ہمد، اصول، اشارہ۔۔۔ نہاد: فطرت، نیاؤ۔۔۔ عجبی: غیر عرب۔۔

ترجمہ : میں دین کے اصولوں سے صحیح طور پر واقف نہیں ہوں لہذا میں قائل حقائق ہوں انجھے مجبور سمجھتا ہوں کہ اس لئے کہ یہ انجھی طور پر تو میں عجبی ہوں جبکہ میرا مذہب عربی ہے۔

نشاط جم طلب از آسلی نہ شوکت جم قسح مہاش ز یاقوت ہارہ گر غنیست

لغت : نشاط: جم، جمیعہ جیسا پیش و نشاط۔۔۔ قسح مہاش ز یاقوت: جگہ جام یاقوت کا نہ ہو۔۔۔ حنی: انگری۔۔

ترجمہ : تو آسلی سے نشاط جمیعہ، ہاشم کی شان و شوکت نہیں۔ جام اگر یاقوت کا نہیں تو کیا ہو شراب تو انگری یعنی خالص شراب ہے۔ اصل شے تو شراب ہے یہ میرا جائے تو گویا نشاط جم میرا کیا۔ شوکت جم یہ ہے کہ جمیعہ یاقوت کے پالے میں شراب یا کرنا تھا تو اس کی شوکت کی دلیل تھی۔ یعنی سرور و مسرت تو شراب سے حاصل ہوتی ہے، یہاں کسی قسم کا بھی ہو۔

بہ انقلاص نیرزم در آرزو چہ نزاع نشاط خاطر مفلس ز کیمیا طلیست

لغت : انقلاص: توجہ، مہمانی، اعتناء۔۔۔ نیرزم: کے لائق نہیں ہوں۔۔۔ چہ نزاع: کیا بحث، کیا جھگڑا، گفتار۔۔

ترجمہ : میں تو خود کو اس محبوب کی توجہ کے بھی لائق نہیں سمجھتا بلکہ میرا آرزو کی کیا بحث (آرزو کا کیا گفتار)۔ مفلس انسان کے دل کی خوشی تو اس میں ہے کہ اسے کیمیا لے جائے کیمیا ایسی دوا ہے جسے یا عقل و دلیو کو سونا بنادے۔ یعنی اگر محبوب ہمیں توجہ کے لائق نہیں سمجھتا تو نہ کسی اس کی اس توجہ کی آرزو کرنے میں کیا حرج ہے۔

بود بہ طالع ما آفتاب تحت الارض فروغ شمع ازل در شراب نیم شبیست

لغت : تحت الارض: زمین کے نیچے یعنی غروب۔۔۔ فردغ: روشنی، چمک۔۔۔ شراب نیم شبی: وہ شراب جو آدمی رات کے وقت پی جائے۔۔

ترجمہ : ہمارے بخت کے واسطے میں جام شراب گویا آفتاب تحت الارض (غروب شدہ سورج) ہے جو طلوع ہونے کے قریب ہے اور سرے لشکروں میں وہ ہمارے اٹل بخت پر سے ظاہر ہو گا۔ ہماری نیم شبی شراب میں جو چمک اور روشنی ہے وہ شمع ازل کی روشنی ہے۔

نہ ہم بیا لگی زاہداں بلاے بود؟ خوش است گرے دفعش خلاف شرع نبیست

لغت : ہم بیا لگی: ہم مل جڑ کرنا۔۔۔ دفعش: خالص شراب جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو، محض شراب۔۔

ترجمہ : خوشی کی بات ہے کہ شراب شرع نبی کی رو سے حرام ہے ورنہ کیا زاہداں کے ساتھ مل جڑ کرنا ایک مذہب یا معیت نہیں ہے۔

زادوں کا ہم پرالہ ہونا سراسر معیبت ہے۔

ہر آنچہ در گمری جز بہ جنس مائل نیست عیار نیکی ما شرافت نسی است
لغت : در گمری : توڑ پھڑ ہے۔۔ مائل : حوجہ۔۔ عیار : ہکے۔۔ شرافت نسی : خاندانی شرافت۔۔

ترجمہ : مولانا مائل کے مطابق: جس کو دیکھیے اپنی جنس کی طرف مائل ہے، چونکہ شرافت نسب میں کوئی میری مثل میں اس لئے میری طرف کوئی مائل نہیں اور یہی میری نیکی کی وجہ ہے۔

کسے کہ از تو فریب و فاختور و داند کہ بے وقائی گل در شمار بوالہجی است
لغت : بوالہجی : خلعت، بددلی۔۔

ترجمہ : جس کسی نے تجھ سے وفا کا فریب کھلیا ہو، وہ بے ہمت، بخوبی جانتا ہے کہ گل کی بے وقائی کا شمار لب طرح کی بددلی میں ہوتا ہے۔ یعنی پھول تو واضح طور پر بے وفا ہے کہ وہ آج ہے اور کل نہیں، اور یہ گویا اس کی بددلی ہے ورنہ وہ بھی محبوب کی طرح وفا کا فریب دے سکتا تھا۔

میان غائب و واعظ نزع شد اسے ساقی بیا بہ لاپ کہ بیجان قوت غضبی است

لغت : لاپ : چالچی، فرشتہ۔۔ بیجان : جوش۔۔ قوت غضبی : انسان کی جن قوتوں میں سے ایک قوت، ہاتی وہ یہ ہیں۔ قوت عقل اور قوت شہوی۔۔

ترجمہ : اسے ساقی، غائب اور واعظ کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا ہے (دونوں باہم لڑ رہے ہیں) تو ذرا چالچی کی کہ انہوں میں جو فرقہ کیونکہ یہ الہیہ دونوں کی قوت غضبی کے جوش کے سبب ہے۔ واعظ شراب پینے سے روکتا ہے اور غائب کو یہ ناگوار گذر رہا ہے اور اس نزع پیدا ہو جاتا ہے، جسے ساقی اپنی چالچی سے ٹھمکا سکتا ہے۔

غزل # 54

نظا معتویاں از شراب خانہ قوت فسون پالیاں فیلے از فسادِ قوت

لغت : معتویاں : معنوی کی جمع، اہل معنی، اہل طریقت۔۔ پالیاں : ہڈی کی جمع، ہڈی (مراق) کے رہنے والے جو جانور اور شراب کے لئے منظور تھے۔۔

ترجمہ : اہل طریقت بھی میری ہی شراب (یعنی شراب معرفت) سے سرشار ہیں، جیگر اہل ہڈی کا سارا جلوہ کامل بھی مجھے ہی افسانے کا ایک باب ہے۔ یعنی حق و وحدت اور کفر و باطل کے سب ہنگامے اسی بات پر حق سے وابستہ ہیں۔

بہ جام و آنکہ حرف جم و سکندر چیت کہ ہر چہ رفت بہ ہر عہد در زمانہ قوت

ترجمہ : جام اور آئینے کی بات کرتے ہوئے جم اور سکندر کا حوالہ دیا گیا ہے (یعنی ایسا کہیں ہے) اس لئے کہ ہر دور ہر عہد میں جو کچھ بھی گذرا یا واقع ہوا، وہ مجھے ہی زمانے سے متعلق تھا۔ جام کا ذکر آتے ہی جوشید کا ذکر شروع ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی شراب نوشی منظور ہے اور آئینے کے مسئلے میں سکندر کا ذکر آ جاتا ہے، اس لئے کہ آئینہ اس نے ایجاد کیا تھا، کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ملک کی سرحدوں پر آئینے لگا رکھے تھے تاکہ دشمن کی فوج کی آمد کا پتا چل سکے۔ گویا یہ دنیا کا پہلا راز تھا۔ مطلب یہ کہ اس قسم کے حوالے لانے کی کیا ضرورت ہے، ہر دور میں جو کچھ بھی ہوا، وہ سب مجھے ہی زمانے میں ہوا، یعنی اسے خدا پر نفاذ جمواری زمانہ ہے۔ اس ساری غزل میں خدا

کے حوالے سے بائیں ہوئی ہیں۔

فریب حسن بھلا شوکتش اسیر تو ایم اگر خلعت و گر خل، دام و دانه تست
ترجمہ: ہم جو بھلا کے صحن کے فریب کا شکار ہیں تو یہ نظر ایک بلند واد سلج ہے، ورنہ حقیقت میں تو ہم تیری ہی محبت کے اسیر ہیں،
حیثیوں کے یہ خطا اور خل تیرے ہی تو دام و دانه ہیں۔ صوفیائی اصطلاح میں ”کھار“ حقیقت کا بل ہے۔ ”میر تقی میر نے اور انداز میں بہت کی
ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ قسمت ہے مختاری کی چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عبث بدنام
اور بتول درج

مت کو مختار ہم سے جبریوں کو تم کہ آہ چشم و دل چہ بھی نہ اپنے، اختیار اپنا ہوا
ہم از احاطہ تست ایں کہ در جہاں مارا۔ قدم بہ بیت کدو و سر بر آستانہ تست
ترجمہ: بتول مطلق۔ ”گو جو تمام عالم پر محیط (یعنی چھایا ہوا ہے) تو یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم ہیں تو بت کہے میں مگر ہمارا سر تیرے آستانے پر
ہے۔“ بہت برہنہ کر رہی ہے کہ ہم کہیں بھی اور کسی بھی انداز میں عبادت کریں، تو چونکہ ساری کائنات میں اسی کا نور حضور ہے، اس لئے
ہماری وہ مہلت اسی کے آستانے پر ٹک رہی۔

سپر را تو بخاراج مانگشتہ ائی نہ ہرچہ دزد ز ما بود در خزانہ تست؟
لغت: سپر: آسمان۔ بخاراج: لوٹنے یا غارت کرنے کے لئے۔ مانگشتہ: مانگنے والا، تو نے مفروضہ کیا ہے۔

ترجمہ: تو نے آسمان کو ہمیں لوٹنے پر مفروضہ کر رکھا ہے، لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ چور ہو کچھ بھی ہم سے لوٹ کر لے گیا وہ تیرے ہی
خزانے میں ہے۔ تمام کائنات پر خدا کی حکومت اور ہر جگہ اس کی سوجھ بوجھ کی کھلی جان کیا جا رہا ہے۔ اس شعر میں بلا سا طرز بھی
ہے۔

مراچہ جرم گر اندیشہ آسماں پیاست نہ تیز گاہی تو سن ز تازیانہ تست؟
لغت: آسماں: آسمان کی سر کرنے والا طے کرنے والا۔ تیز گاہی: تیز رفتاری۔ تو سن: گھوڑہ۔

ترجمہ: اگر میرا عقل آسمانوں کی سر کرنے والا ہے تو اس میں میرا کیا گنہ یا میری کیا خطا ہے۔ کیا یہ تیرا ہی جابک نہیں ہے جو میرے عقل کے
گھوڑے کو تیز رفتار کئے ہوئے ہے۔ یعنی یہ سب تیری خطا ہے کہ میرا عقل بلند یوں پر ہے یا آسمانوں کے رموز و اسرار جاننے میں لگا رہا
ہے۔

کمال زچرخ و خدنگ از بلا و پر ز قضا خدنگ خورہ ایں صید کہ نشانہ تست
لغت: خدنگ: تیر۔ خدنگ خورہ: جسے تیر لگا ہو۔ صید: مہم، شکار گاہ۔

ترجمہ: آسمان کمان کی مانند ہے تو سمجھیں تیری صورت میں جبکہ خدا اس تیر کے پر ہیں۔ اس شکار گاہ (یعنی دنیا) میں تیر کمانے والا تیرے
ی نشانے کی زد میں ہے۔ مطلب یہ کہ ہم تو آسمان اور بلاد خدا کے لئے جاتے ہیں لیکن در حقیقت تیر چلانے والی تیری ہی ذات ہے۔ بتول
شاعر۔

کسی بت کی ادا نے مار ڈالا بمانے سے خدا نے مار ڈالا

سپاس جو تو فرض است آفرینش را دریں فریضہ دو گیتی ہاں دو گانہ تست

لغت : سپاس، شکر۔۔۔ جوڑ، ملوث، بختل۔۔۔ آفرینش، مراد مخلوق۔۔۔ دو گانہ، دو گھل۔۔۔

ترجمہ : اس مخلوق یا کائنات کا یہ فرض ہے کہ وہ میری بختل کا شکر بجالائے، چنانچہ اس فریضے میں یہ دو گھل گواہی دہرائے کہ دو گھل

تو اے کہ جو سخن معسرتراں پیشینی مہاش منکر غالب کہ در زمانہ تست

لغت : سخن معسرتراں پیشینی، پہلے کے یعنی پرانے شعرا، استاد شعرا۔۔۔ مہاش، مبتلا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تو جو قدیم استاد شعرا کی شاعری کے مطالعے میں جو رہتا یعنی ان کے کلام کا راج ہے تو تو غالب کا منکر نہ ہو جو میرے
مدد میں ہے۔ یعنی تجھے غالب کی شاعری اور کمال فن کا محض اس خیال سے منکر نہیں ہونا چاہئے کہ وہ میرے ہی دور کا ایک شاعر ہے۔ غالب
نے واسطہ اپنی شاعری کی عظمت کی بات کی ہے۔ یعنی وہ قدیم استاد شعرا سے کم نہیں ہے۔

روایف-ث

غزل "1"

جو خداست لیک نہ چوں من، دریں چہ بحث اوچوں خودے نداشتہ دشمن، دریں چہ بحث

لغت : دریں چہ بحث، اس میں کیا بحث، یعنی ٹیک ہے، اختلاف کیا ہے، قائل ہر جگہ غلط محلوں میں آیا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب اپنی ذات میں کھویا ہوا ہے لیکن میری طرح میں اس میں بحث کی ضرورت نہیں یعنی ٹیک ہے۔ اس لئے کہ اسے دشمن
میں اپنے جیسے کسی دشمن سے پھا نہیں چلا۔ یعنی وہ حسن میں کسی کو اپنے جیسا نہیں سمجھتا بلکہ میں اس کے حسن میں کھویا ہوا ہوں۔

افسانہ گوشت غیر، چہ مر انگنی بد غم بر نہ آباد این ہمہ گفتن، دریں چہ بحث

لغت : چہ مر انگنی بد، تو اس پر کیا بحث بھلا کرنا ہے۔۔۔ بر نہ آباد، برداشت نہیں کرتا۔۔۔

ترجمہ : رقیب محل افسانہ گزرتا یعنی باقی کرنا ہے اس میں بے حلق والی بات نہیں، تو کیوں اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔ چاہا حلق تو
باقی نہیں مٹاؤ، تو صاف ظاہر ہے کہ غم حلق میں ڈوبا ہوا ہے، وہ محض باقی برداشت نہیں کر سکتا۔

جنگون و نیل نیست، دل است، از خدا بجزس گریست خوننا دیدہ بدامن، دریں چہ بحث

لغت : جنگون، ذیل، اور انصرا، دھڑکے، مشہور دریا۔۔۔ بدامن، بدامن، بدامن، بدامن۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو خدا سے ڈر رہے میرا دل ہے کوئی جنگون و نیل نہیں ہے۔ اگر میری آنکھوں سے خون کے آنسو دامن پر نہیں ٹپکے تو یہ
کون سی بحث والی بات ہے، (تو کیا ہوا)۔ محبوب یہ سمجھتا ہے کہ عاشق کو اس سے کوئی حلق نہیں، صورت دیگر اس کی آنکھوں سے خون کے
آنسو دامن پر چلتے۔ عاشق اسے خدا کا خوف کرنے کو کہتا اور اپنی مسئلہ میں یہ دلیل داتا ہے کہ میرا دل ہے کوئی دریا نہیں کہ جس سے خون
کے دھارے پانی کے دھاروں کی طرح ہوں۔

بچاؤ میں کہ جاں بہ شکر شکرہ دارہ است خورشیدش از روند بہ شیون، دریں چہ بحث

لغت : شکر خندانہ لکھی نہیں یا مسکراہٹ جس میں دکھائی ہو، شیریں ہنسی۔ خوشنماں، اس کے عزیز و اقارب۔۔

ترجمہ : بے چارے عاشق کو دکھو کہ وہ محبوب کی شیریں ہنسی پر ہی جان دے بیٹھا۔ ظاہر ہے اس صورت میں اس کے عزیز و اقارب غلام اور فریاد کریں گے۔ اس میں تو کوئی ٹھکانہ والی بات نہیں۔

بے پردہ شو بہ قصہ و الزام وہ مرا
مکنتم کہ گل خوش است بہ گلشن دریں چہ بحث

لغت : بے پردہ شو: چہرے سے غلاب اٹھاوے۔۔ الزام: مولا مجھے قصور وار سمجھو۔۔

ترجمہ : میں نے جو یہ کہہ دیا کہ بھول جاؤں، بہت خوبصورت اور پیارے لگتے ہیں تو یہ واقعی بھولی خطا ہے تو میری اس خطا پر ناراض ہو کر مجھے سزا اس طور دے کہ اپنے چہرے سے غلاب اٹھاوے۔ عاشق نے محبوب کے ساتھ بھول کے صحن کی بات کی جو اسے ناگوار گذری۔ عاشق اپنا جرم تسلیم کرتے ہوئے اپنے لئے جو سزا تجویز کرنا ہے وہ گواہ اس محبوب کے صحن چہرے کے غلابے کی ہلکا سا طرف اشارہ ہے۔ اسے صحن طلب بھی کہہ سکتے ہیں۔

مژگن بہ دل نہ ذوق نگہ می رود فرغ
بے رشتہ نیست جنش سوزن دریں چہ بحث

لغت : می رود فرغ: نیچے اتر رہی ہیں۔۔ رشتہ: دھانگ۔۔ جنش سوزن: سوز کی حرکت، ہلکا۔۔

ترجمہ : اس محبوب کی پلکیں، ذوق نگاہ کے جب (یعنی محبوب کی نگاہ کے ذوق میں) عاشق کے دل میں اتر رہی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ سوزی دھانگے کے بغیر حرکت میں نہیں آتی۔ پہلے صبر سے کی بات دو صبر سے صبر میں جنبتی صورت میں کہی ہے۔ لیکن دل میں اترنے والی یہ پلکیں دراصل محبوب کی دل کش نگاہیں ہیں جو اتر رہی ہیں۔

بہت رابہ جلوہ دیدہ و برجائی ماندہ است
گر بحث می کنم بہ برہمن دریں چہ بحث

لغت : بہت رابہ جلوہ دیدہ: اتنی جگہ پر لگا ہوا ہے یعنی کوئی اثر نہیں۔۔

ترجمہ : برہمن بہت کو حالت جلوہ میں دیکھ رہا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی جگہ پر برہمن ہے یعنی اس پر اس دیدہ و لاکھڑی اثر نہیں۔ اس سے اگر میں اس صورت میں بحث کروں تو اس میں کیا حرج ہے؟ یعنی محبوب کا جلوہ ہو اور عاشق اس سے بے نیاز رہے، تو وہ پھر عاشق نہیں۔

ہمسایہ ناخوش است، خوشم، ہم نفس خوش
گر نامہ ام نملو بودن دریں چہ بحث

ترجمہ : اگر اس محبوب نے میرا خطہ روٹھوا کر رکھ دیا ہے تو اس میں کیا سفید ہے، لیکن اس بات سے ہمسائے کو خوشی نہیں ہوئی، ناخوش ہے، جبکہ مجھے بہت خوشی ہے۔ لہذا اے محظوظ تو اس محلے میں غماص رہو۔

بعد از حزیں کہ رحمت حق بر روانش پاو
ما کرد ایم پرورش فن، دریں چہ بحث

لغت : حزیں: مظہر دور کا مشہور قادی شاعر علی حزیں، جس کی زندگی کا زمانہ از حد صبر و صبر میں گذرنا۔۔

ترجمہ : حزیں کی روح پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اس کے بعد ہم ہی نے، بدکارانہ، فن و شعر و سخن کی پرورش کی ہے۔ حزیں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنی شاعری کو بھی ہلکا سا سراہا ہے۔

او بہتہ بہت غالب و سن دستہ دستہ ام
عنی کسے ست لیک نہ چوں من دریں چہ بحث

لغت : بہتہ بہت: مراد تو تو تو تو کسی قدر۔۔ دستہ دستہ: مراد بہت۔۔ عنی: یہ بھی مظہر دور کا مشہور شاعر ہے۔۔

ترجمہ : وہ (یعنی عنی) کسی قدر تو تو تو غالب ہے اور میں چوری طرح بہت (غالب ہوں) لیکن صاف بات ہے وہ میرے ہائے کا نہیں۔ یعنی عنی اپنی جگہ ایک عظیم شاعر سی لیکن میرے مقابلے میں وہ کسی حد تک عظیم ہے۔

روایف ج

غزل ۱۰

نغمہ گرفتہ دوست، نمودن چہ احتیاج آئینہ مرا بزندان چہ احتیاج

نعت : نمودن، دکھانا ظاہر کرنا۔ چہ احتیاج، کیا ضرورت ہے۔ یعنی ضرورت نہیں۔۔۔ نمودن، مانجانا صاف کرنا۔

ترجمہ : میرے دوست نے میرا عقل اختیار کیا ہے یعنی اس میں میرا رنگ آ گیا ہے اس کے اظہار یا ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے آنکھ کو صاف کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ معرفت کا شعہ ہے۔ نمودان کے معنی انسان کو دل چاہا صاف ہو گا اور اس میں محبوب حقیقی کا عکس صاف نظر آنے کا لیکن غالب کا کہنا ہے کہ جب وہ دل ہی میں جا جائے تو پھر اس آنکھ یعنی دل کی منتظر کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔

بلیز کن ز ناز فروی رود بہ دل بند قبلے دوست کشودن چہ احتیاج

نعت : فروی رود، اتر آئے۔ کشودن، کھولنا۔

ترجمہ : دوست اپنے ہی کن کے ساتھ ہی اپنے ناز و روا کے باعث اٹارے دل میں اتر رہا ہے۔ پھر بھلا انکی صورت میں اس کے بند قبا کھولنے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی اس محبوب کے خواہشات بدن کے قفل و نگار لباس میں بھی نمایاں اور دلکش کامیاب ہیں۔

چوں می توان بہ رہگذر دوست خاک شد بر خاک راہ نامیہ نمودن چہ احتیاج

نعت : نامیہ سون، خوشنالی رکنا۔

ترجمہ : جب عاشق اس محبوب کی راہ گزروی میں خاک ہو سکتا ہے تو اس صورت میں اس محبوب کی خاک راہ پر ہاتھ اکھٹلے یا رگڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

بگر کہ شعلہ از نغمہ بل بی زند دیگر من فسانہ شنودن چہ احتیاج

نعت : بل بی زند، پر مارنا پیر کاڑا ہے۔ اور مر رہا ہے۔ فسانہ شنودن، کوئی فسانہ سننا ناجرا سننا۔

ترجمہ : تو راہ دیکھ کر (آنکھ عشق کی بنا پر) شعلے میرے سانس سے اور رہے ہیں۔ پھر بھلا مجھ سے عشق میں میرے جیسے کامیاب بننے کی کیا ضرورت ہے؟ جو سامنے نظر آ رہی ہو اس کے بارے میں کچھ سننے کی ضرورت نہیں رہتی۔

از خود بہ لذت زمزمہ اسے می توان گذشت چندیں ہزار پردہ سرودن چہ احتیاج

نعت : زمزمہ سننا، ایک یا کوئی نغمہ۔ پردہ لے کر۔۔۔ سرودن، گانا۔

ترجمہ : جب ایک ہی نغمہ سن کر آدمی اس سے لطف اندوز ہو سکتا اور اس پر بخودی بخاری ہو سکتا ہے تو پھر اس بخودی کے لئے اسے ہزاروں سرگین تھے گانے کی کیا ضرورت؟ (یعنی صوفیانہ وجد و حال کی خاطر کئی تھے سنتے ہیں) اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ دل متوجہ ہو تو ایک ہی پر آخر نغمے سے انسان پر وجد و مل بخاری ہو سکتا ہے۔

در دست دیگرے ست سفید و سیاہ ما با روز و شب بہ عہدہ بودن چہ احتیاج

نعت : سفید و سیاہ، بھلائی برائی، اچھائی برائیتی سب کچھ۔۔۔ بہ عہدہ بودن، لڑنا جھگڑنا، شہوہ کرنا۔

ترجمہ : اٹار اچھائی برائی یعنی بخاری قسمت کا اچھا یا برا ہو گا کسی اور (یعنی دیگر) کا ہاتھ مارنے کے ہاتھ میں ہے۔ ایسی صورت میں دن اور رات کی

گردش سے ادا کیا جاتی؟ یعنی اس کا شہ کرنے کی کیا ضرورت؟ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ مذکورہ گردش کے نتیجے میں انسانی قسطن بدلتی ہیں۔ چنانچہ اسی لئے اس گردش کو برا بھلا کہا جاتا ہے جبکہ فقیر سے اس گردش کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ خود غالب ہی کے بقول!

رات دن گردش میں ہیں ملت آملی ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرا نہیں کیا

تاب کشودہ ای مزہ در دل دودہ است یوس لب ترا بدودن چہ احتیاج

لغت : دودہ است: دوڑ گیا یعنی اتر گیا ہے۔ یوس لب بدودن: لیوں کا پور۔ اتر گیا یعنی چومنا۔

ترجمہ : تو نے ابھی ہونٹ کھولے ہی تھے کہ اس کا مزہ دل میں اتر گیا۔ اس صورت میں بھلا تیرے ہونٹوں کا پور لینے کی کیا حاجت؟ یعنی پور تو دور کی بات ہے محبوب کے ہونٹ کھولنے ہی میں عاشق کے لئے لائق کا ملنا ہے۔

ہنگن در آتش و تب و تلم نظارہ کن غم بھر مرا بکشودن چہ احتیاج

لغت : ہنگن: اہل دے۔ تب و تلم: بھری ترپ اور شغرافی۔ بکشودن: کھولنے کی۔

ترجمہ : تو میرا غم بھر (دہ غلا جس میں اپنے درد و غم کا نظارہ کیا ہے) آگ میں ڈال دے یا پیچک دے بھرا درامیری ترپ اور شغرافی کا منظر کر غم بھر کو کھولنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن تو یہ غلا کھولے بغیر آگ میں ڈال کر میری تب و تلم کا اندازہ کر لے گا۔

آن کن کہ در نگاہ کسلی عشقم شوی برخویش ہم ز خویش فزودن چہ احتیاج

لغت : کسلی: کس کی جگہ لوگ۔ عشقم شوی: تو صاحب شست بنے۔ فزودن: مڑاؤ کرنا۔

ترجمہ : تو ایسے کارنامے انجام دے کہ جن کی بنا پر تو لوگوں کی نظروں میں صاحب شست ٹھہرے، لوگ تجھے عزت و احترام کی نظر سے دیکھیں اور نہ ہی اپنے آپ پر اترنا اور خود کو عظیم جاننا بے سنی بات ہو گی۔

خواب است وجہ بہت آوارہ بیشنل محو رخ ترا بہ غفودن چہ احتیاج

لغت : آوارہ بیشنل: آوارہ دیکھنے والے یعنی کبھی اور عمار اور کبھی اور عزت آڑنے والے۔ غفودن: لوگنا ہونا۔

ترجمہ : نیند تو ان لوگوں کی بہت کامیابی ہے جو آوارہ نظر ہیں لیکن ان کی نظریں ایک محبوب پر نہیں ہیں اور نہ وہ عاشق ترے ہرے کے حسن و دلکشی میں کھو جاتا ہے اسے نیند یا غفودگی سے کیا سروکار؟

تاب سموم فتنہ گر این است غالباً کشت امید را بدودن چہ احتیاج

لغت : سموم: گرم ہو ۶ زہری ہو ۱۔ کشت: کھینچ، فصل۔ بدودن: کٹنا۔ فتنہ: ہواقی ملاط۔

ترجمہ : اے غالب! اگر ہواقی ملاط کی بد سموم کی گری بکھری ہو تو اس صورت میں امید کی فصل کٹا کر گر چکی ہے۔ یعنی جب ملاط کے ہاتھوں کسی امید و آرزو کے پورے ہونے کی توقع ہی نہیں ہے تو کیوں خواہ مخواہ اس لگائے بیٹھے رہیں۔ غالب ہی کے بقول!

کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

غزل ۲۸

جلوہ می خورایم، آتش شو، ہوائے مانج دستکد خویش میں و مدعاے مانج

لفت : مسخ : مت ذل اعجاز نہ لگا۔۔۔ دھکا خویش : اپنی استقامت اپنی بہت و حوصلہ بہلا۔۔۔

ترجمہ : ہم تجربے جلوسے کی خواہش رکھتے ہیں تو سر پہ آتش بن جاؤ آتش بن کر سامنے آنا اور ہماری خواہش کا اعجاز نہ لگا۔ تو اپنے من کی وسعت و بہلاؤ پیش نظر رکھنا ہمارے دعا گو نہ دیکھ۔ یعنی تو اپنی آتش حسن کو خوب بھرا اور اس میں ہمارے جلنے کی پروا نہ کر۔

گر خودت میرے بچہ کلم مشکاں بدہ ورنہ نیوے قضا اندر رضاے ماسخ

لفت : میرے بچہ : محبت ہمارے آکسے۔۔۔ کلم مشکاں بدہ : عاشقوں کی آرزو پوری کر۔۔۔ نیوے قضا : قضا کی طاقت۔۔۔

ترجمہ : اگر خود تجربے دل میں محبت کا جذبہ پیدا ہو تو اپنے عشاق کی آرزو پوری کر۔ ان کی دلجوئی کی ورنہ ہماری رضا خواہش کے معاملے میں یہ اعجاز مست لگا کر قضا و قدر سے پرہیز کرے گی۔ یعنی اس مسئلے میں ہماری آرزو نہیں پوری کرنے میں اقتضا و قدر حکم ساتھ دے گی۔ ایسا مست سوج۔

ہم نشین دارو وہ و دل در خداے پاک بند می روی از کار ورو بے دواے ماسخ

لفت : دارو : دوا۔۔۔ درو بے دوا : ایسا ہم جس کا کوئی علاج نہیں اور دارو۔۔۔

ترجمہ : اے ہم نشین! تو ہمیں دوا دے دے اور خداے پاک سے دل وابستہ کر لے یعنی اس پر بھروسہ کر۔ تو ہمارے درو دارو کا اعجاز لگانے کی کوشش نہ کرو ورنہ تجری یہ کوشش بیکار ثابت ہوگی۔ یعنی تو اپنی طرف سے ہمارے اس درو دارو (عشق) کا چارہ کر لے ورنہ جب تک خدا ہی کو منظور نہ ہو گا اس کا علاج کسی بھی چارہ کرے ممکن نہ ہو سکے گا۔

مرگ مارا تاکہ تمہید شکایت کردہ است رنج و اندوہ ہے کہ دارو از برائے ماسخ

لفت : کہ : کون۔۔۔ تمہید : آغاز، مہرہ ہلانہ۔۔۔

ترجمہ : وہ کون ہے جس نے ہماری موت کو شکایت کا بہانہ بنا لیا ہے۔ موت میں ہمارے لئے کیا کیا رنج و غم ہیں ان کا اعجاز نہ لگا۔ یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے۔ وہ کون ہے جسے ہمارے دکھ درد کا خیال ہے تو اس کا خیال نہ کر۔ یعنی عاشق کی موت پر محبوب کو شکایت کا نشانہ بٹھا کیا۔ حالانکہ شکایت کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں کہ زندگی میں ہمیں کیا کیا دکھ تھے جن سے اس موت نے نصبت دلائی تو اے محبوب! ان کی شکایت کا خیال نہ کر۔

اے کہ فحش ماہری، چند ارم ازما بودہ ای دسترو او چہ داری، خون بہاے ماسخ

لفت : چند ارم : میں خیال کرتا ہوں۔۔۔ ازما بودہ ای : تو ہم میں سے ہے۔۔۔ دسترو : مزدوری، اجرت۔۔۔

ترجمہ : (اے طالب!) تو ہر ہماری فحش اٹھائے جا رہا ہے، میرا خیال ہے یا میں سمجھتا ہوں کہ تو ہم ہی میں سے ہے (یعنی ہمارا اپنا ہی کوئی واقف کار ہے)۔ اچھا تو یہ بتا کہ تجھے اس محبوب سے ہماری اس دانش اٹھانے کی کیا مزدوری ملی ہے۔ تو ہمارے خون پر یا کی بات مست سوج کا اس کا اعجاز نہ لگا۔

خویش را شیریں شمردی، غصم را پرویز گیر سرگذشت کو بہن با ما جرای ماسخ

لفت : غصم : دشمن، رقیب۔۔۔ پرویز : عزیز، خیر، درجہ بھلے۔۔۔ کہ کن : بہانہ، کھوڑنے والا، فریب، شیریں : کامیابی، خواہش۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو نے خود کو شیریں سمجھا ہے (پرویز ہی سی) مگر تو رقیب کی درجہ بھلے، ہم فریب کے امیر کے ساتھ ہمارے امیر کو نہ ملا یا اس سے ہمارے امیر کا اعجاز نہ کر۔ یعنی عاشق خود کو فریب سے کہیں زیادہ سمجھتا ہے اور خود کو خیر و درجہ (جو شیریں کا شوہر تھا) کا ہم پہلے کہلاتے میں اے کوئی ماہر نہیں۔

آہ از شرم تو و ناکای ما زود باش در خلای پایہ سرو و غلے ما سنج
 لغت : زود باش : جلدی کر۔۔۔ خلای : کسی چیز کا غصہ۔۔۔

ترجمہ : تجری غصہ است اور ہماری ناکای پہ افسوس ہے۔ خیر اب ہو تو اپنی بدگوائی اور بدو رحم کی اصلاح کرنے پر آمادہ ہوا ہے تو جلدی کر اور اس بات کا اندازہ لگتا چھوڑ کہ ہم نے تجھے ساتھ کس حد تک سرو و غلے کام لیا ہے۔ غلے کے لئے تجھ پر یہ غصہ کا احساس بھی بہت کچھ ہے۔

زاری ما در غم دل دید و شادی مرگ شد مروان دشمن ز تاخیر دغلے ما سنج
 لغت : شادی مرگ : بے حد خوشی کے باعث واقع ہونے والی موت۔۔۔ مروان : مروان۔۔۔ دشمن : رقیب۔۔۔

ترجمہ : رقیب نے غم دل کے ہاتھوں ہماری گردید زاری اور حالت زار دیکھی تو اس پر اتنی خوشی طاری ہوئی کہ وہ مر گیا۔ بہر حال رقیب یہ جو یہ شادی مرگ طاری ہوئی ہے تو اسے تو ہماری دغاوں کی تاخیر نہ کچھ لگتا۔

کامرا نحو است ہمیش بے زوال ماہر س دیدہ ہا کور است جنس ناروائے ما سنج
 لغت : کامرا : کام کی جگہ، خواہشات، آرزوئیں۔۔۔ ماہر س : بہر س، مست پر چو۔۔۔ کور : اندھی۔۔۔ جنس ناروا : ایسی چیز جس کا رد و ناج نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : ہم آرزوئوں اور خواہشات میں ڈوبے ہوئے ہیں تو غلے لاف زل (جس کو زوال نہ ہوا ہمیشہ) صاحب کا نہ پوچھ (خل کشوری) اپنے نقش میں ہمیشہ ہے جبکہ صوفی مروجہ نے یہ پکھا ہے۔۔۔ آنکھیں اندھی ہیں اس لئے تو ہماری جنس ناروا کا اندازہ نہ لگے۔ غالب کو اپنی شاعرانہ عقلیت کا جتنا احساس ہے اس قدر اس کی پذیرائی نہیں ہوئی اور یہ اس کی شاعری کو جس قدر دامن لگی۔ اس صورت میں اس کی توقعات اس کے لئے ایک مصیبت بن گئیں۔

در گذر زیں پردہ چوں دمساز غالب نیستی مدعی خنجاہ خود گیر و نوائے ما سنج
 لغت : در گذر : گذرنا، چھوڑ دے۔۔۔ پردہ : پردہ سزا، لے لے۔۔۔ مدعی : مدافعین میں غالب کی برابری کا دعویٰ دار۔۔۔ دمساز : ہم تو یہ کسی کے ساتھ مل کر گلے دار۔۔۔ خنجاہ خود گیر : اپنی راہ لے۔۔۔ نوائے : اہلکار۔۔۔

ترجمہ : اسے مدعی (تو) چونکہ غالب کا ہم نوا نہیں ہے (اس کے برابر کا شاعر نہیں ہے) اس لئے یہ سرور لفظ (شاعری) چھوڑ دے اور اپنی راہ لے۔ غلے کے لئے جو کچھ کی کوشش نہ کر۔ یعنی تجھے کیا علم یا اندازہ کہ میری شاعری کس مقام پر ہے۔

روایف۔ چ

غزل # 1

در پردہ شکایت ز تو داریم و بیایں بچ زخم دل ما جملہ دہان است و زہل بچ
 لغت : بیایں بچ : بیان میں نہیں آئی۔۔۔ جملہ : سارا، پوری طرح۔۔۔

ترجمہ : ہمیں تجھ سے اکمل کر نہیں لکھا اور پردہ شکایت ہے جو لہلوں میں بیان نہیں ہوتی۔ غلے دل کا جملہ پوری طرح دہان ہے یعنی منہ کی طرح نکلا ہے لیکن اس میں زبان نہیں ہے۔ یعنی زخم دل سے ہماری حالت کا کچھ چل سکتا ہے وہ زخم دل بول کر نہیں کچھ چا سکتا۔

اے حسن گرازا راست نہ رنجی خنہ هست باز اس ہمہ، یعنی چہ، کمریچ و دہاں چچ
لغت : نہ رنجی، تو ناراض نہ ہو۔۔۔ کمریچ، یعنی کمر نہیں ہے، پہلی کمر۔۔۔ دہاں چچ، تنگ نہ۔۔۔

ترجمہ : اے حسن! یعنی محبوب! اگر تو چاہے بات سے ناراض نہ ہو تو ایک بات کہوں؟ یہ جو تو آواز کرنا ہے تو کس پرستے؟ تیری کمر ہے تو تو
نظر نہیں آتی اور دہاں ہے تو وہ کتاب ہے۔ محبوب کی پہلی کمر اور تنگ دہاں کی رکشی کی بواسطہ بات کی ہے۔ بقول شاعر۔

میاں خنہ ہیں تیرے بچی کمر ہے کہاں ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے؟

اور راہ تو ہر موج غبارے ست روانے دل تنگ نہ گروم نہ ہر افشاخاں جاں چچ
لغت : روانے، ایک روح۔۔۔ زیر افشاخاں جاں، ہر مرتبہ جاں دینا۔۔۔

ترجمہ : تیری راہ میں کرو غبار کی ہر ابرافاشی ہے، وہ ایک روح ہے، اذیہ ہے اس لئے میں تیری راہ میں ہر مرتبہ جاں دے رہا ہوں۔۔۔
تنگ نہیں ہوتا نہیں گھبراؤ۔

بر کرے بیخود، نہ دل ہرچہ فرد ریخت در عشق بود تفرق سود و نیاں چچ

لغت : بیخود، یا نفرد، یا عیال۔۔۔ فرد ریخت، بچے اتر کر وہ کم ہوا۔۔۔ تفرق، فرق پیدا کرنا، بھڑکا۔۔۔

ترجمہ : ہر کچھ بھی اگلے دل سے (عشق کے نتیجے میں) کم ہوا، اسی قدر اس نے ہماری گریہ و زاری میں اضافہ کیا۔ (حقیقت یہ ہے کہ،
عشق میں فطرت اور نقصان کا کوئی بھڑکا نہیں ہے۔ "کم" اور "اضافہ" کے حوالے سے سود و نیاں (فصل و نقصان) کی بات کی ہے۔

تن پروری مطلق فزوں شد ذریاخت بر گرمی افکار نہ دارو رمضان چچ

لغت : تن پروری، جسم کی پرورش، جسم پر زیادہ توجہ دینا۔۔۔ گرمی افکار، گرمی و خروش سے روز کو لے کر اس وقت خوب کھا پینا۔۔۔

ترجمہ : ریاضت (یعنی روزہ رکھنے) سے لوگوں کی تن پروری میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ رمضان (گرمی افکار کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یعنی
سارے دن کی فکر کئی کے بعد افکار کے وقت معمولی اہلکا بھلا کھانا ہوا چاہئے لیکن لوگ اچھا کھا پیتے ہیں کہ سارے دن کی سرنگل جاتی ہے۔

دنیا طلبیں عہدہ مفت است بگوئید آزادی ما چچ و گرفتاری نیاں چچ

لغت : دنیا طلبیں، دنیا کے خواہشمند، بد پرست۔۔۔ عہدہ، لڑائی بھڑکا۔۔۔ بگوئید، سرگرم ہو جاؤ، عہدہ و خروش سے کام لو۔۔۔

ترجمہ : اے دنیا کے طالبو! لڑائی بھڑکا کس بات پر، بیکار ہے۔ تم جس عہدہ و خروش سے طالب دنیا بنے پائیں رہے ہو اسے جاری رکھو۔
اگر ہم خود کو دنیا سے آزاد سمجھتے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اور اگر تم اپنی دنیوی خواہشات کا فخر ہو تو پھر کیا؟ یعنی تم اپنی دنیا طلبی میں
مست رہو اور ہم دنیا سے اپنی بے نیازی میں مست رہیں، گویا "تم اپنے کمر غرض میں اپنے کمر غرض"۔

چکانہ دنگے است دریں بزم بگوش استی ہمہ طوقان بہار است، خزاں چچ

لغت : دریں بزم، مراد اس دنیا میں۔۔۔

ترجمہ : اس دنیا کی محفل میں رنگ کا ایک جام ہر وقت گردش میں رہتا ہے۔ زندگی تو سراسر مسلسل بہار کا طوقان ہے، جبکہ خزاں کا یہاں
کوئی وجود نہیں۔ موسم بہار میں بزم سے میں چکانہ زیادہ گردش کرتا ہے۔ اسی حوالے سے زندگی کو طوقان بہار اور دنیا کو بزم کہہ جبکہ چکانہ
رنگے سے مراد بہار اور خزاں استی ہے جو دنیا میں کبھی نہ کسی صورت میں برقرار رہتی ہے۔

عالم ہمہ مرآت وجود است، عدم چیت؟ آثار کند چشم، محیط است و کراں چچ

لغت : مرآت، آئینہ۔۔۔ عدم، محض، وجود کا نہ ہونا۔۔۔ محیط، سمندر۔۔۔ کراں، کلاہ، ساحل۔۔۔

ترجمہ : یہ کائنات مکمل طور پر وجود کا آئینہ ہے، عدم کیا ہے؟ یعنی وہ کچھ نہیں، یحییٰ کے حوالے سے بھی "کچھ نہیں" کے سنی جکتے ہیں۔ جس تک نگاہ کام کرتی ہے، زندگی یا وجود ایک سمندر ہے جس کا کوئی ساحل نہیں۔ (وہی اس سے پہلے والے شعر دہلی بات)۔

دور پردہ رسوائی منصور نوائے است رازت نہ شتودیم ازیں خلوتیاں بیچ
لفت : منصور، جس نے "مخالق" کا تھاغاش خدا ہوں۔ خلوتیاں: عثمانی میں بیٹھ کر مہارت کرنے والے۔

ترجمہ : منصور کی دور پردہ بدنامی میں بھی ایک نوا ہے (یعنی اس میں بھی نفوس بات ہے) اس نے کوئی آواز تو بلند کی، جبکہ وہ خلوتیوں سے ہم نے حیرے راز یعنی حیرتی حقیقت کے پردے میں کچھ نہیں بتا۔ خدا سے خطاب ہے کہ اگر کم منصور نے صحابہ کلمہ "کانفویہ کر کے تو حیرتی حقیقت سے ہمیں آشنا کیا، وہ الگ بات کہ اسے سولی پر چا کر رسوا کیا۔ یہ خلوتی تو صرف ظاہری عبادت ہی میں کمر بستہ رہتے ہیں۔

غالب زگر قاری اوہام بیدوں آہی ہائے جمل بیچ و بد و نیک جمل بیچ
لفت : اوہام: جمع وہم۔ ہائے: خدا کی قسم۔

ترجمہ : اے غالب! تو اوہام کا نظار ہے ان سے باہر، یعنی وہم اور شک و شبہات سے اپنا دامن چلا۔ خدا کی قسم یہ کائنات بھی بیچ ہے یعنی اس کا کوئی وجود نہیں اور اسی طرح اس نیک و بد (بھٹے بے) کا بھی کوئی وجود نہیں۔ صوفیاء "وحدت الوجود" کے قائل ہیں یعنی اس کائنات کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے۔ صرف وہی ذاتِ حق و خالقِ مبدعوں میں جلوہ گر ہے۔ لیکن ہے غالب کے پیش نظر بھی یہی نظریہ ہو۔

غزل 2^{۱۱}

اے کہ نبوی، ہرچہ نبرد در تماشا پیش بیچ نیست غیر از سیما عالم، بہ سوالش بیچ

لفت : نبوی: نہ یوحیٰ تو نہیں ہے، تمہارا وجود نہیں ہے۔ بیچ: مست اہل۔ سیما: دہلی اور طہانی ٹھیکیں جی کا وجود نہ ہو، نظر کا موضوع۔ سوالش: اس کا ہنسن، اس کی محبت۔

ترجمہ : تمہارا اپنا کوئی وجود نہیں ہے، لہذا جس نے کاہور نہیں ہے اس کے نگارے میں مست اہل، یہ کائنات قریب نگر کے سوا کچھ نہیں ہے، اس کی محبت کے پیکر میں نہ چڑ۔ (وہی پہلے دہلی بات)

موجب از دریا، شعلہ از صر، حیرانی چراست کھو اصل دعا ہاش و بر ازایش بیچ

لفت : حیرانی چراست: حیرانی کیوں ہے، حیرانی کی کیا بات ہے۔ کھو ہاش: کھو جا رہا۔ اصل دعا: اصل حقیقت۔

ترجمہ : کہوں! کا قتل سمندر سے ہے، یعنی ان کا وجود سمندر سے ہے، اسی طرح کہوں کا وجود سورج سے ہے، تو اس میں حیرانی کیسے؟ تو اصل حقیقت میں کھو ہو جاؤ اس کی طرف، ناکل ہو جاؤ اس کے اجزاء کے پیکر میں نہ چڑ۔ یعنی ذات برحق یا حقیقت، فقط صرف ایک ہے اس کی طرف متوجہ ہو، اپنی کائنات کا مست سورج۔

آسپہں دہم است از برہیں و کیوانش گوی نقش ما بیچ است بر پنہان ویدایش بیچ

لفت : برہیں و کیوان: دو سیارے (مشتری اور زحل)۔ ویدایش: پیدائش، اس کا نظار۔

ترجمہ : آسمان ایک طہانی چیز یا وہم ہے، اس کے سیارے، ستاروں، برہیں اور زحل کی بات نہ کرنا، لیکن سب آسمانی مخلوق، ستارے، ہمارے سورج وغیرہ، انہما نقش یعنی یعنی وجود بھی کچھ نہیں ہے، یعنی ہے ہی نہیں، اس لئے اس کے باطن اور ظاہر کی بات نہ کرنا، ظاہر باطن کے سنگے

آخر ازینا بچام و پایہ افزوں نیستی بندہ سلتی شو و گردن ز ایملش میج

لغت : بچاؤ پایہ : مقام و مرتبہ میں۔۔۔ افزوں : بڑھ کر۔۔۔ ایملش : اس کا اشارہ اس کی رضا۔۔۔

ترجمہ : تو مقام و مرتبہ میں صراحتی (شراب کی صراحت) سے بڑھ کر تو نہیں ہے، لہذا سلتی کا کلام ہو جاوے اس کی رضا یا اس کے اشارے سے گردن نہ بچا کر سر نیچے نہ کرے۔ اس سے جو بھی حکم ملے یا جو بھی وعدہ اشارہ کرے اس کے آگے سر تسلیم خم کرے۔

صورتے پایہ کہ باشد نفز و زیبا روزگار گو بہ اسوئش میوش و گو بہ دیملش میج

لغت : نفز : اونچی ہو عقل۔ نفزو زیبا روزگار : دنیا یا زندگی کو دلکش اور حسین بنانے والی۔۔۔ بہ اسوئش : اسے جتنی سائن میں۔۔۔ میوش : مت پسند، مت پسند۔۔۔ بہ دیملش : اسے کڑا بہ میں۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسی (صحن) صورت ہوئی جا چاہے جو نلے یا زندگی کو دلکش و دنیا بنادے۔ اس (صحن) صورت کو جتنی سائن میں نہ پسند (نہ) پسند اور نہ اسے کڑا بہ میں پسند۔ یعنی صحن صورت کا پورا جوئی زندگی کی دلگلی و زیبائی کا باعث ہے، جتنی لباس نہیں۔

نامہ عنوائش بنام تست، زان رو تازہ است دلاغ غم دارد سواش بر سراپائش میج

لغت : زان رو : ازاں رو، اس لئے۔۔۔ سواش : اس کی قرین۔۔۔ سراپائش : مراد اس کا آئینہ و اختتام۔۔۔

ترجمہ : میرے نام محبت کا عنوان ہے جو کہ تجھے نام سے ہے اس لئے اس میں کڑی ہے، لیکن چونکہ اس کی قرین میں میرے دلاغ غم ہیں، اس لئے تو اس کے آئینہ و اختتام میں مت الہ۔ محبوب کے نام سے خدا میں صحن پیدا ہوا ہے، جبکہ صحنوں میں صحن غم ہے۔ یہاں کے حوالے سے دلاغ غم کی بات کی ہے، یعنی یہاں تشبیہ سے کام لیا ہے۔

دل از آن تست و نفعت ہائے الوائش تراست سخت درہم چوں سلاط خوان یغملش میج

لغت : از آن تست : میرا ہے۔۔۔ نفعت ہائے الوائش : اس کی رہنمائی نصیحتیں۔۔۔ سلاط خوان : لوت مار کے بل کا سحر خوان۔۔۔

ترجمہ : (میرا دل) میری ہی ملکیت ہے اور اس کی رہنمائی نصیحتیں بھی میری ہی ہیں۔ تجھے ہی لئے ہیں۔ تو اسے (ان نصیحتوں کو) خوان سلاط کے سحر خوان کی طرح مت پسند۔ یعنی یہ سب دل بھرائی کے نام سے تو اسے یہاں محبت سے رکھ، اس پر توجہ کر، اسے لوت مار کا مال نہ سمجھ۔

اے ہوس کارت ز گشتانی بہ بے رمی کشید ناز کی ہائے میائش میں، بیلائیش میج

لغت : کارت : کارخانہ، حیرا سلاط۔۔۔ میائش : اس کی کمر۔۔۔ بیلائیش : اس کے قد و قامت میں۔۔۔

ترجمہ : اے ہوس حیرا سلاط اپ گشتانی سے گزرد کر بے رمی تک جا پہنچا ہے، (تجھے) ہوس پہلے محل گشتانی ختمی اب ہے، روم بھی ہو گئی ہے۔ تو اس (محبوب) کی گمراہی خزانوں پر نظر رکھ اور اس کے جسم کی لہلی چو لائی میں مت الہ یعنی کسی ہوس و حرص کے بغیر محبوب کے حسن کی خزانوں (لہلیوں) سے لطف اندوز ہو نا چاہئے۔

چیش ازیں کے بود ایں ہم اتھائے بودہ است این قدر بر خود ز رنجش ہائے بیلائیش میج

لغت : کے بود : کب تھا۔۔۔ اتھائے : خاص توجہ، مہربانی۔۔۔ رنجش ہائے بیلائیش : محبوب کی بے سوج و رنجشیں۔۔۔

ترجمہ : تو محبوب کی بے جا رنجشوں نے اپنے آپ میں اس قدر بچو کہ اب مت کہہ یعنی آذروں خاطر نہ ہو، اس سے پہلے بھی تو کہہ لینی ہی صورت حال تھی یہ بھی ہمارے لئے اس کی مہربانی اور توجہ کی علامت تھی اور ہے، یعنی بھلا شکر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

فعلی غالب ہم جنس پر جاگذاڑا خوش است خیز و در کھلے پرند گویز آملش میج

نعت : ہم جنس: اسی طرح اسی حالت میں۔۔ کل پرند: سیاہو ریشم۔۔ گویز آمل: سوچوں سے بھرا ہوا۔۔

ترجمہ : رات کا وقت ہے تو غالب کی لاش کو یونہی ایک ہی جگہ چڑا دے۔۔ انھو اپنی بہت جاہور سے لاش کو اس میں مری سیاہ رنگی چادر میں مست لپیٹ۔ سوچوں سے مراد ستارے اور کل پرند کا مطلب رات کی سیاہی ہے۔ لیکن یہاں تشبیہ سے کام لیا گیا ہے۔

روایف ح

غزل # 1

بلوہ پر تو خورشید و ایارغ دم صبح منت آتھن کہ در آئند بہ بلوغ دم صبح
نعت : پر تو خورشید: سورج کا بلیا، گھس، مراد سورج کی طرح روشن۔۔ ایارغ دم صبح: صبح کے سانس کا پال۔۔ منت آتھن: ان لوگوں کے لئے ملت ہے، ان کا مقدر ہے۔۔

ترجمہ : صبح کے سانس (نارہ ہوا) کا جام ہو اور اس میں سورج کی کرنوں کی شرب ہو تو یہ نعمتیں ان لوگوں کو بھرا آتی ہیں جو صبح کے سانس یا آذکی کے بلوغ میں آتے ہیں۔ یعنی جو لوگ صبح سویرے بلوغ کی سرک چلتے ہیں ان کو وہاں نارہ ہوا سے بہت مسرت حاصل ہو تا ہے جس پر ان کا کچھ فرح نہیں ہوتا۔

آفتابیم بجم دشمن و ہمدرد اے شمع ما ہلاک سرشامیم و تو داغ دم صبح
نعت : بجم دشمن: آپس میں دشمن۔۔ سرشامیم شام کا آواز۔۔

ترجمہ : اے شمع ہم دونوں ایک دوسرے کے دشمن بھی ہیں اور ہمدرد بھی۔ ہم گواہ صبح ہیں کہ در سرشام ہوئی اور ہم ہلاک ہو گئے اور تو صبح کے انھوں ماری جاتی ہے، یعنی صبح آنے پر جھج جاتی ہے۔ شام کا مطلب ہے شب فراق جو عاشق کے لئے گواہیام مرگ ہے اور صبح رات کو ملتی ہے اس لئے دونوں بجم دشمن ہو گئے اور بجم ہمدرد اس بنا پر کہ عاشق شب فراق اسورج غروب ہونے پر اس کے ہاتھ اور شمع سورج کے طعنے ہونے پر اس (سورج) سے دکھ اٹھاتے ہیں۔

بعد آتھن کہ قریب اند بہ بہ نوبت ہاست آخر کلفت شبہاست فراغ دم صبح
نعت : کلفت شبہ: راتوں کی دکھ تکلیف۔۔ نوبت: ہادی۔۔ فراغ: آرام، سکون۔۔

ترجمہ : ان لوگوں کے بعد جو ہمارے قریب ہیں، ہماری ہادی ہے، راتوں کی کلفت کے ختم ہونے پر ہی صبح کا آرام و سکون میرا آتا ہے۔ ان لوگوں نے آرام و سکون دیکھ لیا تو شبیں دیکھ لیں اب ہماری خوشیوں کا وقت ہے۔

زویں پس جلوہ خور جائے چراغیں کبود شب اندیشہ ز ما یافت سراغ دم صبح
نعت : زویں پس: اس کے بعد سے۔۔ جلوہ خور: خورشید کا جلوہ روشنی۔۔ اندیشہ: خوف و حیرت کا غمزدگی۔۔

ترجمہ : ہماری غمزدگی کی رات کو ہمارے ہی دیکھنے سے صبح کے آغاز ہونے کا سراغ ملتا ہے۔ اب اس کے بعد جو ہماری کی جگہ جلوہ خور لے گا۔ یعنی غمزدگی کی رات کا آغاز ہو گا اور خوف و حیرت کے ختم ہوں گے اور امیدوں کا سورج طلوع ہو گا۔ امید!

و شیل نصیب ہوں گی۔

چش ازیں بار بار ایں ہمہ سرست نہ بود خشم بامت کہ ترکوہ دماغ دم صبح
ترجمہ : اس سے پہلے سوچ رہا تھا کہ سرست نہ ہو، خشم بامت کی نازکی یہ ہے جو صبح کے دماغ کو ترک کرنے کا
بامعنی ہے۔ یعنی اگر دماغ اپنی طبیعت میں تشنگی ہے تو قدرتی طور پر صبح بھی میں تڑپاؤں اور گھٹکتے گئے گی۔

خن ما ز لطافت ہمہ سر جوش مییے است کہ فرو ریختہ از طرف ایلاخ دم صبح
نعت : سر جوش مییے است : ایسا شراب جو صاف ہے، مخلص شراب۔ فرو ریختہ : ٹپک چڑی ہے۔
ترجمہ : امار کام اپنی لطافت کی بنا پر ایک ایسا شراب مخلص ہے جو صبح کے پالے اہام اسے ٹپک چڑی ہے۔ یعنی صبح کی نازکی کی کیفیت
نے ہمیں بھی حاشا کیا اور یوں ہم شعر گوئی میں مست و دھو ہو گئے۔

نورق مستی زہم آہنگی بلبل خیزد مقلن آواز بر آواز کلاغ دم صبح
نعت : ہم آہنگی ہم آواز ہو ہم نوال۔۔۔ مقلن : مت ابل نہ لگ۔ کھڑا نہ کر۔
ترجمہ : مستی کا نورق تو بلبل کی ہم نوال سے پیدا ہوتا ہے اس لئے تو صبح کے کہنے کی آواز پر آواز نہ لگ۔ اصل بات ہم نوال ہے اور ہم
نوا نہیں اس سے دور ہو۔

حق آل گرمی ہنگامہ کہ دارم، بشاش اے کے در بزم تو ماتم بہ چراغ دم صبح
ترجمہ : تو میری اس ہنگامہ خیزی (طبیعت میں جذبات کے جوش) کے حق کو پہچان جس کا باعث صبح کلاکت ہے یعنی اس کی قدر کر، لیکن تیری
مصلحت میں تو صبح کے چراغ سے ماتم کی یہ کیفیت نظر آ رہی ہے، ایسا کیوں ہے، یعنی ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

بوسے گل گر نہ نوید کرمست داشت، چہ داشت اے بہ شب کردہ فراسوش جلاخ دم صبح
نعت : نوید کرمست : تیری بخشش کی خوشخبری۔ جلاخ : مرگ کے چنے کی ہڈی وہ نرسہ جو زمین کی رکاب میں ہوتا ہے۔ جلاخ دم صبح :
صبح کے دم کا سیدھا۔

ترجمہ : اگر پہلوں کی خوشبو میں تیرے کرم کی خوشخبری نہ تھی تو اور کیا تھا یعنی خوشخبری ہی تھی، تو نے رات کے وقت صبح کے چنے سے
اٹھنے والے سانس کو فراسوش کر دیا۔ صبح کے وقت پہلوں کے پھٹنے والی خوشبو کو صبح کے چنے سے لگنے والے خوشبودار سانس تھا جو
تیرے کرم کی خوشخبری تھی جسے رات کی آواز تو نے بھگا دیا۔

عالم امروز بوجھے کہ صبحی زوہ ام چیدہ ام ایں گل اندیشہ ز بلخ دم صبح
نعت : صبحی زوہ ام : میں نے صبح کی شراب پی ہے۔۔۔ چیدہ ام : میں نے چنے پیے ہیں، تو اے ہیں۔ گل اندیشہ : غم و تخیل کے پھول۔
ترجمہ : عالم! آج صبح میں نے صبح کی شراب پی لی اس کا اثر ہوا اس کے چنے میں ایں نے صبح کے پھل میں شام و قصور و تخیل کے یہ
پھول چنے، یعنی ایک تو شراب کا زور سب سے صبح کی آواز دم نفا کیا وہ نواں نے مجھ سے یہ اشارہ کھلوایا۔

غزل #2

آہے بہ عشق قاتلِ خیر کنیم طرح در گنبدِ سپر مگر در کنیم طرح

نعت : قاتلِ خیر: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔ کنیم طرح: ہم بنیاد رکھیں۔۔ در کنیم طرح: دروازے کی بنیاد رکھیں یعنی دروازہ کھل جائے۔۔

ترجمہ : ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق میں آہ بکھینچیں، شاید ہماری اس آہ سے آسمان میں کوئی دروازہ کھل جائے، یعنی ہماری آہ میں اتنی گری ہو کہ آسمان میں شکاف پڑ جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی یہ حدِ عقیدت کا اظہار ہے۔ جیسا کہ ملاحظہ ہو گا شرواع کے دو ایک شعر چھوڑ کر اس غزل کے باقی تمام اشعار میں ایک طرح کا تسلسل ہے۔ یعنی غالب نے اپنی بات کے حلقِ تلفظ تصورات پیش کئے ہیں، ہر لائن کے احساسِ اخلاص کے عکاس ہیں۔

در فصلِ دی کہ گشتِ جہلی زمرے ازد بشکی کہ آبِ گردشِ سفر کنیم طرح

نعت : فصلِ دی: غزاں کا موسم۔۔ زمر: خستہ سرد۔۔ آبِ گردشِ سفر: سفر کا گردش کرنے والا پانی، شراب۔۔ کنیم طرح: مروا چلی گردش میں آئیں۔۔

ترجمہ : موسمِ ٹھون میں، جبکہ دنیا اس موسم کے سبب خستہ سردی کا شکار ہے، آیا ہم مل، بیٹھیں اور جامِ شراب کو گردش میں لائیں یعنی شراب پیئیں کہ اس سردی کا توڑ شراب کی گری ہی سے ہو گا۔

آچند نشوئی تو و مانسب حال خویش انسانا ہاے غیر مکرر کنیم طرح

نعت : آچند: کب تک۔۔ غیر مکرر کنیم طرح: وہ (انسان) ہوا دہرائے نہیں جاتے، منت سے (انسان)۔۔

ترجمہ : تو کب تک ہماری داستانِ فم نہیں سنے گا اور ہم کب تک تجھے جاننے کے لئے اپنے حسبِ حال منت سے انسانے تراشتے رہیں گے۔ حقیقت حال تو ایک ہی ہے لیکن جب تو توجہ نہیں دیتا تو ہمیں غلط انداز میں وہ حقیقت بیان کرنا پڑتی ہے کہ شاید اس طرح تو ہماری داستانِ فم سن لے۔

مارا زبوں گھیرا، گر از پا در آیم از ما عجب مدار گر از سر کنیم طرح

نعت : زبوں گھیرا: ہمیں جہاں حالِ ناخیر نہ تھے۔۔ از پا در آیم: ہم نیچے گر پڑے ہیں۔۔ جب عارضِ قحط نہ کر۔۔ از سر کنیم طرح: ہم سر کے بل چل جائیں۔۔

ترجمہ : اگر ہم (تیری راہ میں پٹے پٹے) گر پڑے ہیں تو اس سے ہمیں حیرت نہ تھے۔ اگر ہم اس صورتِ حال کے بعد سر کے بل چلے گئیں تو اس پر قحط نہ کہہ یعنی ہم سر کے بل بھی چل سکتے ہیں۔

ہوئے بہ چرخِ دوان گردوں بر آوریم بھٹے بہ داغِ کردن آخر کنیم طرح

نعت : ہوئے بہ: مستند ٹھوہ۔۔ بہ چرخِ دوان: پکڑ رہے گھمٹا۔۔ داغِ کردن: جگہ مراد رنگ سے جگہ۔۔

ترجمہ : ہم آسمان کو پکڑ رہے ہیں اسے، رقص میں لاسنے کے لئے ایک ٹھوہ مستند بنا کر لیں، یعنی ہماری یہ ٹھوہ اسے رقص پر مجبور کر دے اور ہم ایک ایسا میٹھ کر لیں، یعنی ہر دم ہمیشہ دنگلا جائیں جس کے رنگ سے سارے جل جائیں۔ یعنی اس ہر دم کی چمک، دنگ، شراب کی وجہ سے اگے آگے ستاروں کی چمک ملے ہو جائے۔

خود را بہ شہدای پیر شیم زیر پس در راہ خلق جاہ دیگر کنیم طرح

تحت : یہ شہدای معشوق ہیں۔۔۔ پیر خیمہ ہم پر متعلیٰ کریں۔۔۔ زیری ہمیں اس کے بعد ہے۔۔۔

ترجمہ : اس کے بعد سے یعنی آئندہ ہم خود معشوق بن کر آپ اپنی پر متعلیٰ کریں اور اس طرح خلق کی راہ میں ایک نئے راستے کی بنیاد رکھیں۔ ہر وقت دوسرے میٹھوں سے دل لگا کر خواہ ہو یا نہ ہو، اپ بھرتی ہے کہ ہم خود کو معشوق تصور کر کے خودی عاشق بن جائیں اور یوں ایک نئے انداز محبت کا آغاز کریں۔

از داغ شوق پردہ نقشے نشان دہیم در زخم رشک روزنہ در کنیم طرح

تحت : نشان دہیم یعنی دکھائیں۔۔۔ روزنہ روزانہ کا پہلا سوراخ جس سے اندر بھٹکا جاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنے داغ شوق کو ایک پردہ نقیص محبوب دکھائیں اور داغ دل میں ہے اس لئے پردہ نقیص نکالنا اور اپنے زخم رشک میں ایک روزنہ در کی بنیاد رکھ دیں، یعنی زخم رشک کو روزنہ در قرار دے لیں۔ زخم کا نہ ہونا ہونے کے باعث روزنہ در نکالنا بالکل ناممکن اور اس سوراخ سے اس پردہ نقیص محبوب کو بھٹکا کریں۔

از تار و پود نالہ غلبے دہیم ساز وز بود سینہ زلف مغنیر کنیم طرح

تحت : ساز و پود نکالنا۔۔۔ غلبے دہیم ساز، ہم ایک غلبہ پائیں۔۔۔ روز سینہ: سینے کا دھڑلہ۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنے تار کے نکالنا سے ایک غلبہ تیار کریں اور سینے کے دھڑکنے سے خواہشوار دھکیں پائیں۔ یعنی نالہ کو اس محبوب کا غلبہ اور دھڑکنے کے انہوں سینے سے فٹنے والے دھڑکنے کو اس کی خواہشوار دھکیں قرار دے لیں۔

برگ حلق زشطہ آذر ہم نیم بجایہ از شرارہ و اشکر کنیم طرح

تحت : برگ حلق: لہاس کا ساڑو ساڑو۔۔۔ آذر: آگ۔۔۔ ہم نیم: ہم سیا کریں۔۔۔ اشکر: چنگاری۔۔۔

ترجمہ : ہم اس محبوب کے لہاس کا ساڑو ساڑو حلقوں اور آگ سے سیا کریں یا تیار کریں اور اس لہاس کی آواز لاش چنگاریاں سے کریں۔

از زخم و داغ، لالہ و گل در نظر کشیم از کوہ و دشت جلد و منظر کنیم طرح

تحت : در نظر کشیم: ہم نظروں میں لائیں۔۔۔ تصور کریں۔۔۔ جلد: دھن کا پھپرک اناج بن۔۔۔ منظر: درجہ۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنے دل کے دھنوں اور داغوں کو لالہ و گل دکھائیں، قرار دے لیں جبکہ پہاڑ اور پہاڑوں سے جلد و دھری بنیاد رکھیں یعنی کوہ دیہاؤں کو جلد اور منظر دکھائیں۔

از سوز و ساز محرم و مطرب کنیم جمع از خار و خارہ ہائش و بستر کنیم طرح

تحت : محرم: راقص حال، ہم۔۔۔ مطرب: گانے والا، منی۔۔۔ خار و خیر: ہائش: سہا۔۔۔

ترجمہ : ہمارے سوز و ساز محرم سے ایک طرح سے ہم دھم دھم لگیں اور مطرب ہوں، جبکہ کانٹے سے بستر اور خیر سے بچے کی بنیاد رکھیں۔ یعنی کانٹوں کو بستر اور خیر کو بچے کے بستر۔

آئین برہمن بہ نہایت رساندہ ایم غالب بیا کہ شیوہ آذر کنیم طرح

تحت : بہ نہایت رساندہ ایم: ہم نے آخر تک پہنچا دیا ہے مکمل کر دیا ہے۔۔۔ آذر: آگ کے ساتھ، اگر آگ کے ساتھ ہو تو ہمیں آگ جیسا کہ اس سے پہلے ایک شعر میں آیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ، بعض کے نزدیک چاندی بت تراش تھے۔

ترجمہ : اے غالب! ہم نے برہمن کے آئینے کی تو تمحیل کر دی، اب تو اگر ہم آذر کا اندازا مسلک اختیار کریں۔ یعنی پہلے جوں کی تو جانا

رویف-خ

غزل #1

اے جہلی تو بتا راجِ نظر با گستاخ دے خرام تو پہاڑی سرا گستاخ
 لغت : بتا راجِ نظر : نظروں کو کونٹے میں۔۔ گستاخ : بے ادب، دلیر، ہڈ۔۔ دے : دے۔۔ پہاڑی : پاؤں تلے تلے میں پہاڑ کرنے
 میں۔۔ خرام : چل، چلنا۔۔

ترجمہ : اس سے پہلی غزل کی طرح یہ بھی ایک مسلسل غزل ہے جس میں قاطب محبوب ہے اے محبوب! تیرا حسن دیکھنے والوں یعنی
 عاشقوں کی نظروں کو کونٹے میں بچا دلیر ہے اور تیری (مستند) چال عشاق کے سر ہل کرنے میں بے ہاک ہے۔ حسن اور چال کی استغنیٰ دلکشی
 کی عکاسی ہے۔

دل شوق تو بہ آرائشِ دلہا سرگرم زخم تیغ تو پہ گل گشت جگر با گستاخ

لغت : سرگرم : بہت مصروف۔۔ گل گشت : پھولوں کی پیریزنگ کی چیز۔۔
 ترجمہ : تیرے حلق کا دارِ عاشقوں کے دلوں کی آرائش و زیبائش میں سرگرم ہے جبکہ تیری کھوار سے لگا ہوا زخم ان کے جگروں کی
 گل گشت میں گستاخ ہے۔ مراد یہ کہ عشاق کو دل تیری محبت سے سرشار ہے اور تجھے زخم محبت میرے جگر کو اپنا گلستان بناتے ہیں۔

مردم از درد تو دور از تو و داغِم از غیر کہ رسائدِ جواہرین گوشتِ خبر با گستاخ

لغت : مردم : لوگ، میں سرگرم۔۔ داغِم از غیر : رقیب پر لگے دھک آتا ہے۔۔ رسائد : پہچانا ہے۔۔
 ترجمہ : میں اس حالت میں کہ تجھ سے دور ہوں، تجھے درد محبت کے ہاتھوں سرگیا ہوں (تجھے درد محبت کا بار آہوں) اور مجھے رقیب پر
 دھک آتا ہے! میں اس کے ہاتھوں مل رہا ہوں کہ وہ میرے بارے میں اس قسم کی خبریں کس دلیلی اور بے یکی سے تجھ تک پہنچاتا ہے۔

با خبر باش کہ دروے کہ ز بید روی تست نالہ را کرد در افسارِ اثرِ با گستاخ

لغت : با خبر باش : خبردار یا متنبہ ہو جا۔۔ بید روی : بے درو حش۔۔
 ترجمہ : تو ذرا متنبہ ہو جا خبردار ہو جا کیونکہ تجھے جو دردِ حش ہے جس دردِ عالم کا شکار ہوں اس دردِ عالم نے نالہ و فریاد کو تیرے افسار پر
 دلیر کر دیا ہے۔ یعنی میرے نالہ و فریاد میں بد اثر آگیا ہے جس کے نتیجے میں تو بھی اس دردِ عالم کا شکار ہو سکتا ہے۔

خواہش وصلِ خود از غیر ز اخلاصِ مسخ کایں گداے است بہ دریا زہ در با گستاخ

لغت : ز اخلاصِ مسخ : اخلاص پر مبنی نہ سمجھ۔۔ کایں : کہ ایسی۔۔ دریا زہ : بہیک۔۔
 ترجمہ : رقیب جو تجھے وصل کی خواہش کا افسار کر رہا ہے اس کی اس خواہش کو اخلاص پر مبنی نہ جان اس لئے کہ وہ رقیب ایک ایسا
 گدا ہے جو درد سے بہیک مانگے میں نے شرم ہے۔ یعنی وہ جگہ جگہ اپنے حلق کا افسار کرتا ہے لیکن اس میں مجلس نہیں ہے۔

شلو گروم کہ بہ غلویت نہ رسید است رقیب نیش چوں بہ تو در رولہ گدو با گستاخ

حالت : نہ رسید اسے نہیں پہنچا ہے۔۔۔ متعلق : میں اسے دیکھتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس بات کی خوشی ہوئی ہے کہ رقیب تیری غلطی میں نہ پہنچا اسے تیری غلطی میری آگاہی کیونکہ میں جب اسے تیرے ساتھ راستوں میں دیکھتا ہوں تو اس کا انداز گستاخانہ ہوتا ہے۔۔۔ یعنی وہ باتیں غلطی میں کرنے کی ہوتی ہیں وہ سرورہ کرتا ہے۔

گریہ اور ذاتی آں دل کہ بہ نینو باشد بہ شلورزی سیلاب خطر ہا گشتار
حالت : اور ذاتی آں دل : اس دل کا صدمہ ہے۔۔۔ نینو : حالت۔۔۔ شلورزی : تیرے غوطے لگانا۔

ترجمہ : گریہ و زاری آنسو بہاتا اسی دل کے نصیب میں ہے یا اسی کا صدمہ ہے وہ غطروں کے سیلاب میں تیرے میں بٹا رہا ہے وہ غوطے والا ہو۔۔۔ یعنی محبت میں گریہ و زاری کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

ہائے ایں پنجہ کہ باریب کشاکش دارد بود ہا دامن پاکت چہ قدر ہا گشتار
حالت : کشاکش : دامن کھینچا لٹی کر رہا ہے اللہ رہا ہے۔۔۔ پنجہ : قدر : کسی حد تک بہت۔۔۔

ترجمہ : کس قدر دکھ کی بات ہے کہ میرا یہ ہاتھ دامن سے الگ رہا ہے۔۔۔ مگر تیرے پاک دامن کو کسی حد تک یا کسی قدر نہ لکھتا تھا تو بے قدر۔۔۔ یعنی پہلے وہ تیرے پاک دامن کے ساتھ گشت و حرکت کرتا تھا اب خود مجھے نشانہ بنا رہا ہے۔

ناز و دلائے نزارش چہ مھلبا باشد سر زلفے کہ بہ تنچید بہ کمر ہا گشتار
حالت : دلائے نزار : مراد عاشقوں کے کمزور دل۔۔۔ مھلبا : غوصلہ مند۔۔۔ تنچید : پھینچتی ہے۔۔۔

ترجمہ : اس کی دلف بوجہ عاشقوں کی کمر کے ساتھ چلی ہے باقی سے لپٹی ہے، اس کا اپنے ان عاشقوں کے کمزور دل پر ناز کرنا اس کے غوصلے کی دلیل ہے۔۔۔ یعنی محبوب بظاہر پیار کا اظہار کرتا ہے لیکن یہ پیار غلوں سے غلا ہے، اس لئے کہ وہ اپنے چاہنے والوں کو غلبہ انداز سے شکار خوش ہو تا اور ناز کرتا ہے۔

طوطیاں در شکر آئند بہ غالب کلو راست لے از نطق بتاراج شکر ہا گشتار
حالت : کلو راست : کہ اور راست کہ اس کے ہیں۔۔۔ نطق : زبان، قوت گوئی۔۔۔ بتاراج : لوٹ مار کرنے میں۔۔۔ طوطیاں : حق و غلطی، خوش و ناخوش۔۔۔

ترجمہ : غالب کے پاس شکر کی خاطر خوش و ناخوش لے آتے ہیں کیونکہ اس کے ہونٹ ایسے ہیں جن کی قوت گوئی (ولنے کی طاقت) شیریں لٹوٹنے میں چلی دلی ہے۔۔۔ مطلب یہ کہ غالب کی شاعری اپنی شیرینی میں بے مثل ہے اور اس کی اس شیریں جانی بہت سی شیریں پہنچاتی ہیں۔

غزل #2

تا بشوید نعل ما ز دغ گشت گرلبہ ساز از دوزخ
حالت : دغ : چٹائی، آلودگی۔۔۔ نعل : نعلین، جوتا۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ (فاتات اللہ) اس کے پاؤں کو گتھوں کی آلودگی سے صاف کر دے اس نے دوزخ کو حلال بنالیا ہے۔۔۔ یعنی دوزخ گتھوں کے گندہ دھوا لے گا یا انہیں گتھوں سے پاک کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔

تاجہ بخشد درجن دگر کشمکش ترا چمن برونخ

لغت : جہان دگر : دوسری دنیا آخرت۔۔ برونخ : جنت اور دوزخ کے درمیان کا حصہ۔۔

ترجمہ : مجھے حق کے باروں کے لئے تو چمن، برونخ ہے، دیکھیں انہیں آخرت میں کیا عطا ہو گا۔ یعنی عاشق تو چمن داروں جیسے احمق اور کفر سے مکرر والے عقائد سے خوش نہیں ہیں، آخرت میں انہیں کیا خوشی ہو گی۔

وہ کہ از کشنزار امید بہرہ مور نیز بد ملخ

لغت : کشنزار : فصل، کھیتی۔۔ بہرہ : حصہ، نصیب۔۔ مور : عورت، عورتی۔۔ ملخ : کھڑی، ٹڈی۔۔

ترجمہ : وہ اور اسی امید کی فصل سے جو کئی کا حصہ بھی ٹڈی اڑائے گی۔ اپنی بد قسمتی کی بات کی ہے۔ ”جو کئی کا حصہ“ سے مراد بھولتی سے بھولی آرزو، جبکہ ٹڈی کا وہ حصہ اڑائے جانے سے مراد ہے آؤند پوری نہ ہو۔

دلہم اجڑاے نالہ را مدفن درت اشخاص بقدر را مسلخ

لغت : مدفنہ : دفن ہونے کی جگہ، قبر۔۔ درت : تیار اور دانہ۔۔ اشخاص : وہ لوگ جنہیں محبوب کے گھر میں باہر طلبی حاصل ہے۔۔ مسلخ : مسلح قتل کا۔۔

ترجمہ : میرا دل میرے مال و قریاء کے اجڑا (یعنی وہ حشر و ناسخ کا مدفن ہے جبکہ تیار اور اشخاص جھڑکی قتل کھاتے ہیں۔ یعنی میرے دل میں نہ شہر فراہم ہیں، اور جنہیں تو باہر پالی عطا کرتا ہے انہیں اپنے کفر و دلا سے گویا قتل کرتا ہے۔

از دل آرم بساط من آتش از تو گویم برات من بر رخ

لغت : از دل آرم : یعنی میرا دل کھاتا ہے۔۔ بساط : مراد کھانا۔۔ از تو گویم : میں تجھی طرف سے کہتا ہوں۔۔ برات : نصیب۔۔

ترجمہ : میرے دل کا کھانا ہے کہ میرا کھانا آگ میں ہے، جبکہ میں تجھی طرف سے کہتا ہوں کہ میری برات (عاشق کی برات) برف پر ہے۔ یعنی میرا دل جس قدر تجھی آتش حق میں جل رہا ہے، تجھی طرف سے اتنی ہی دوسری کا کھانا ہو رہا ہے۔

ہوس ما و دانہ از یک دست نفس ما و دام از یک رخ

لغت : از یک دست : مراد ایک ہی طرح کے۔۔ رخ : دھواں۔۔ ہوس : مراد خواہشیں۔۔ دام : جال۔۔

ترجمہ : ہمارے ہوس اور دانہ ایک ہی طرح کے یا ایک ہی قسم کے ہیں، اور ہمارا سانس اور جال ایک ہی دھواں کے سے بنے ہوئے ہیں۔ یعنی انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ آرزو نہیں اور خواہشیں دل میں لانا اور پھر ان کے پیچھے لگ جانا ہے، اور ایک طرح سے جال میں پھنسنے والی بات ہے۔

برگ درخورد است فلک است بہ شکایت چہ می زخم زرخ

لغت : درخورد : لائق۔۔ چہ می زخم زرخ : ہم کیا ضروری دانتے ہیں یعنی ہمارے ہوس اور کھانا، دگر کس لئے۔۔ برگ : سادہ مسلمان۔۔

ترجمہ : جو بھی سادہ مسلمان ہمیں ملتا ہے یعنی جو کچھ بھی ہمارے ہوس میں ہے وہ فلک کی است کے مطابق ہے، پھر اس پر ہمیں کھانا و شکایت کرنے کی کیا ضرورت ہے اور ہمارے کیا مقام۔ یعنی جس کے جو نصیب میں ہے وہی اسے ملتا ہے۔ مگر کھانا اور ہمارے ہوس کا ہے۔

مور چوں ساز میزبانی کرد بہ سلیس رسید پائے ملخ

لغت : ساز میزبانی : دعوت کا انتظام۔۔ رسید : پہنچا، انہیں ملے۔۔ پائے : کھڑی کی ٹانگ۔۔

ترجمہ : اگر آئی مجھ سے استقبال کیا ہے، ابھی تو نے جب میری ٹانگ میں کیا انتظام کیا تو حضرت سلیس کے پاس کھڑی کی ٹانگ بھی تھی۔

یا تو شہد ہم غن پیام گزار چه نکسیم چه ارزش پاخ
 لغت : پیام گزار : پیام پہنچانے والا، حامد، پہلی گزار، ذکے ساتھ ہے، ذسے ملتا ہے، اسی طرح حق گزار، فدا گزار، دیوار۔۔۔ چہ نکسیم
 کیا مہر کروں، کیونکر تسکین حاصل کروں۔۔۔ ارزش : قیمت، قدر و قیمت، اہمیت۔۔۔ پاخ : جواب۔۔۔

ترجمہ : میرا حامد تجھ سے ہم کلام ہو، اب اس صورت میں مجھے تمہارے جواب کی قدر و قیمت یا اہمیت کیا تسکین دے سکتی ہے۔ یعنی
 محبوب سے حامد کی پہنچائی کے رنگ نے عاشق کو حیرت و رکھتا ہے۔ غالب سی کے بقول۔

چھوڑا نہ دھک لے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں
 در غن کار بر قیاس مکن غرش گرود ترش نہ تلخ تلخ

لغت : قیاس : انداز، اٹکل، دکلن۔۔۔ غن : زبان۔۔۔

ترجمہ : زبان دانی میں اٹکل سے کام نہ لے (یعنی کسی زبان کے روزمرہ اور محاوروں کے معاملے میں اٹکل سے کام نہیں لیا جاتا۔ آگے
 وضاحت کے لئے دو لفظوں کے تھک کی بات کی ہے)۔ غرش اور ساکنی، اُٹھنا اور بیٹھنا، تو ہو سکتا ہے ہم غل غل ساکنی، تلخ تلخ الہ پر دہرا نہیں
 ہے۔

قاصد من براہ مردہ دمن ہم چنایں زر شمارہ فرخ

لغت : ہم چنایں : اسی طرح۔۔۔ شمارہ : خرچ، خرچ گنتہ، حاصل کے بارے میں سوچنا۔ (فرخ ہم از کم قین کل کاہو تا ہے، یہاں مردہ کل یا
 حاصل)۔۔۔

ترجمہ : میرا حامد تو راستے ہی میں مر گیا ہے اور میں اس کے انتظار میں بیٹھا ہوں، اسی طرح میلوں کی کھنٹی کر رہا ہوں۔ یعنی اب وہ اتنی دور
 رہ گیا ہو گیا اس نے اتنا حاصل طے کر لیا ہو گا، اب آنا ہی ہو گا۔

مرگ غالب دولت بدرد آورد خویش را کشت و ہرزہ کشت، آوِخ

لغت : دولت بدرد آورد : ترے دل کو دکھ پہنچایا، یعنی تجھے دکھ پہنچا۔۔۔ کشت : مارا، مارا۔۔۔ ہرزہ : بے فائدہ، بے سود۔۔۔ آوِخ : افسوس۔۔۔

ترجمہ : غالب کی موت سے تجھے دکھ پہنچایا، میرا دل آزدہ ہو، اس نے خود کو تو مارا (لا تسکین افسوس کہ اس کا خود کو مارنا بے فائدہ ثابت
 ہو۔) یعنی عاشق کو اپنے مرنے کے بعد، محبوب کی آزدہ خاطر سے پتا چلا کہ اسے تو اس (عاشق) سے محبت تھی۔ ظاہر ہے اس صورت میں
 عاشق کا یہ عمل بے سود رہا، پس صبر۔ غالب سی کے بقول!

آ سی جاتا وہ راہ پر غالب کوئی دن اور بھی چھنے ہوتے

روایف و

غزل # 1

دگر فریب بہارم سرچنوں نہ دہ گل است و جامہ آئی نہ بوی غول تہد

لغت : جلد آلہ سرخ لباس۔۔ دگر: حیرت اور۔۔

ترجمہ : اب میں سوچ رہا ہوں کہ فریب میں آکر جن دنوں دریا کی کانٹھوں میں ہوں گا اس لئے کہ وہ اب ہر اب میرے لئے مصلحت ایک ایسا سرخ پہلو اور سرخ لباس ہے جس میں خون کی بو نہیں ہے۔ یعنی عاشق کا دل افسردہ ہے اور اسے ہمارے کوئی کیلے دوسرے نظر میں آنا جس کی وجہ سے جنوں کا اندازہ ممکن نہیں۔

گستہ تار امیدم، دگر بہ خلوت انس بہ زخمہ گلہ، سلام نوا پروں نمید
لغت : گستہ: ٹوٹ گیا ہے۔۔ زخمہ گلہ: شکوہ کی معذرت۔۔ نواز: لے کر۔۔

ترجمہ : میری امید کا تار ٹوٹ چکا ہے اب انس و محبت کی خلوت میں شکوے شکوے کی معذرت سے میرے ساز و ساز خن سے کوئی نغرا سر نہیں نکلا۔ یعنی عاشق افسردہ خاطر رہنے کے باعث محبوب سے کسی قسم کا شکوہ لگ نہیں کرنا چاہتا۔

زقائے بعدلوم کہ قح و خنجر را . بنگم دوسر زہر آب بے شکوں نمید
لغت : بعدلوم: میں عذاب میں ہوں۔۔ بنگم دوسر: دوسرے کی خاطر۔۔ زہر آب: زہر کاپالی۔۔ شکون: قاتل لیتا۔۔

ترجمہ : میں ایک ایسے قاتل کے ہاتھوں عذاب کا شکار ہوں جو مجھے قتل کرنے کے سلسلے میں دوسروں انکسوں میں پڑا ہوا ہے اور اسی وجہ سے وہ اپنے چار و پنج کو خنجر و قح کے بغیر زہر آب تک نہیں دے رہا۔ زہر آب دینے سے قح و خنجر کا دار کلائی ہو گا۔ محبوب عاشق کو سخت جان سمجھ کر پہلے قاتل تھا ہے کہ وہ کس طرح مرے گا اور اسی دوسرے نے اسے تھوڑا زہر آب تک دینے سے روک رکھا ہے جس کے نتیجے میں عاشق بجا و نہ زندوں میں ہے نہ مردوں میں۔

بدل پری ست نیازم کہ ہر تنغیرش زمر دل بڑیاں رخصت فسوں نمید
لغت : ہر تنغیرش: اسے رام کرنے کے لئے۔۔ زمر: محبت کے باعث۔۔ فسوں: جادو، سحر جس سے پری کو رام کیا جاتا ہے۔۔

ترجمہ : میں اس پری (یعنی محبوب) کا نیاز مند ہوں جسے رام کرنے کی خاطر میں جادو سے کام لیتا چاہتا ہوں لیکن میرا دل محبت کی وجہ سے میری زبان کو اس جادو کی اجازت نہیں دے رہا۔

جنوں گو، لوبش نیست، بلکہ خوداری ست کہ تن بہ ہم دی عقل ذو قنوں نمید
لغت : عقل ذو قنوں: کئی خنوں ہنوں دلی عقل، چاک اور مکار عقل۔۔ لوبش نیست: اسے بہنوں کو باہر نہیں ہے۔۔ ہندی: ساتھی ہو کر دوستی۔۔ تن نمید: راضی نہیں ہے۔۔

ترجمہ : ایسا مت کہ کہ جنوں، اوپ سے ماری ہے نہیں ایسا نہیں ہے یہ تو دراصل میری خوداری ہے جو عقل ذو قنوں کی دوستی پر راضی نہیں ہوتی۔

کفیل ہوش خودم وقت سے پہ بزم حبیب بشرطہ آنکہ ز یک قلزم فزوں نمید
لغت : کفیل: ضامن، دوسر وار۔۔ ز یک قلزم: مجھے ایک سمندر ہے۔۔ فزوں: نواز۔۔

ترجمہ : میں دوست کی عقل میں بخوداری کے موقع پر اپنے ہوش میں رہنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں لیکن اس بشرطہ پر کہ مجھے شراب ایک سمندر سے زیادہ نہ دی جائے۔ ہر اوسط بہت شراب کی خواہش کا اعتبار ہے۔

پہ بوسے گلن گزیدم خراب، ورنہ جنوں پہ ہرزہ ذوق دل آویزی سکوں نمید
لغت : گزیدم: آگ پر چلی، میں نے چہ اختیار کیا۔۔ ہرزہ: بوجھ، فضول، بیکار۔۔ خراب: دیر پاں چکر، غیر آباد جگہ پر لے جانے میں

لوگ آبادی سے دور کسی دور اسے میں اپنی دولت زمین میں چھپا کرتے تھے۔۔۔

ترجمہ: مجھے غصے کی بو آئی جس پر میں دور اسے میں چلا آیا۔ دور نہ جتن تو سکون کی دل آویزی کا دیتی ہو نہ نہیں دیتا۔ ایک تو غصے کا غصا ہے میں ہو یہ دوسرے دج انوں کا غصا ہے کی طرف لکل چتا کہ اس سے انہیں مل سکون میرا آقا۔ دے اسے عاشق کے پیش نظر یہ دونوں باتیں دہی ہیں۔

شریک کار نیاوردو تاب ختی کار جواب نالہ مانیر "بے ستوں" عہد

لغت: شریک کار: ہیکار کسی کام میں ساتھی، ہم دم۔۔۔ تاب: تپ، است و حوصلہ۔۔۔ ستوں: وہ پاؤں فریاد لے کا تھا اور ہمارے پیشہ مار کر وہیں خود کو غم کر لیا تھا۔ ختی کار: غم کی ختی، محبت میں پیش آنے والے رنگی عالم مصائب۔۔۔

ترجمہ: اہا اہم ختی کار کو برداشت کرنے کا مست و حوصلہ نہیں رکھتا اسی لئے وہ دھڑلے نالہ جواب "بے ستوں" کے سوا نہیں دیتا۔ یعنی وہ دھڑلے نالہ دفریادیں کر کہہ دیتا ہے کہ میں فریاد کو چھوڑ دو تم بھی فریاد کا ستوں والا طریق اختیار کر۔

بہ من گرائی و وفا جو کہ سارو بر صغیر بہ سنگ ہر کہ وہ دل بہ غمزد چوں عہد

لغت: بہ من گرائی: میری طرف متوجہ رہا مائل ہو۔۔۔ وفاق: وفاق و علاش کر۔۔۔ غمزد: نازدارا کر شہ۔۔۔

ترجمہ: تو میری طرف توجہ کر اور وفاق کر، کیونکہ میں ایک سید صاحب ادب ہوں (جو ہر کے جوں کو چھتا ہے) سو جو شخص ہر کو دل دے سکتا ہے، یعنی ہر کے ہمت پر عاشق ہو سکتا ہے وہ بھلا نازدارا کو کیوں دل نہ دے گا۔ یعنی محبوب کے نازدارا میں، کھلی ہی عاشق کو اس پر فریاد کرتی ہے۔ جہل میرا

گل ہو، مست ہو، آئینہ ہو، نور شید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

جہل اور علم کا سی

وہ کشش کچھ اور ہی چیز ہے جسے حسن کہتے ہیں اہل دل نہ جہل عارض و چشم و لب نہ کمال چست قبلی ہے

ترا بہ حربہ چہ علامت نہ آں بود غالب کہ جان بہ لذت آویزش دروں عہد

لغت: حرب: اجساد۔۔۔ چہ علامت: کیا ضرورت ہے، کیا فانی ہے۔۔۔ آویزش: دروں پر شید و جنگ، جنگ محبت۔۔۔

ترجمہ: تجھے اختیار استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے اس لئے کہ غالب ایسا شخص نہیں ہے جو آویزش دروں کی لذت میں جان نہ دے۔ جو شخص محبت میں اپنی جان محبوب پر لگا کر کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ ہو اس کے لئے اختیار (دعوت، گوارہ دہی و اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔

غزل #2

نگاہش ار بہ سر پند وفا ریزو سوا صفی ز کلف چو تو تیا ریزو

لغت: سر پند وفاق کے غلام۔۔۔ ریزو: چڑے۔۔۔ سوا: سیاہی۔۔۔ تو تیا: سرور۔۔۔

ترجمہ: اگر اس کی نگاہ میرے بلند واپار پر جلتے تو اس کے اثر میں، یا اس کی تاثیر سے کلف کے صفی کی سیاہی سرے کی طرح گر جائے۔ محبوب کی نگاہ کے حوالے سے سرے کی بات کی اور اس کی چشم کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر وہ شے کی نظر ہے دیکھ لے تو وہ کلف کے صفی

تک مٹ جاتے ہیں۔

بہ فرق ما اگرش ناگمل گذار افتد چو گردہ سلیہ ز بل وپ ہوا ریزو
 لغت : فرقہ سر۔ اگرش۔ اگر اسے۔ ناگمل۔ اچانک۔

ترجمہ : اگر بھی اچانک اس کا گذر ہمارے سے ہو تو ہمارے بل وپ سے سلیہ گرد کی طرح گر پڑے، بھڑ جائے۔ ہمارے سر پر چٹا ہوتے
 طوفانِ غمی کی طامت ہے۔ کہتے ہیں جس کے سر پر سلیہ پڑنا ہے وہ بد شادی جاتا ہے اور اساطیر میں سے ہے یعنی ایسی بات یا چیز جس کا حقیقت
 میں وجود نہ ہو جبکہ ماضی کی یہ تصویر ہے کہ ہمارے گلی جس کے حق میں منہ نہیں۔

خوشا بریدن راہ دفا کہ در ہر گام جبین ز پائے بہ انداز نقش پا ریزو
 لغت : بریدن راہ وہ دفا کا راستہ طے کرنا۔ گام قدم۔ نقش پا پاؤں کے نشان۔

ترجمہ : راہ طے کرنا بھی کسی قدر اچھا ہے لیکن اس میں خاص سزا ہے کہ اس میں چلنے والے کی پیشانی ہر قدم پر یوں زمین پر گرتی ہے
 جس طرح زمین پر پاؤں کے نشان پڑتے ہیں۔ پیشانی کا زمین پر گرنا گواہ اس کا سہوے کرنا ہے۔ لیکن عاشق راہ دفا میں چلتا ہے تو اسے یوں لگتا
 ہے جیسے اس کی پیشانی ہر قدم پر سہوے کر رہی ہے۔

زناں ریخت جگر پارہ ہلے داغ آلود چو برگ لالہ کہ در گلشن از ہوا ریزو
 لغت : جگر پارہ ہلے داغ آلود زخموں سے بھرے جگر کے ٹکڑے۔

ترجمہ : ہمارے دل و فدا سے جگر کے داغ آلود ٹکڑے ہوں گے جیسے گلشن میں لالہ کی پتیوں ہوائے ٹھکرائی ہیں۔ دل و فدا کی خدایہ
 گری کی بات کی ہے۔ ٹکڑوں کا گرنا پانی ٹھکرا جاتا ہے۔

جسمے ست بہ پلین کشنگان خودت کہ گل بہ جیب تھمکے خون بہا ریزو
 لغت : پلین: سراپا نکیر۔ کشنگان خون: تجربے اپنے مارے ہوئے۔ گل بہ جیب: ریزو بھولی میں بھول بھرتا ہے۔

ترجمہ : تو اپنے کشنگانِ محبت کے سراپے جنہ کر کہو اس انداز سے مسکرا رہا ہے کہ اس سے خون بہا کی تھکائی بھولی بھولوں سے بھری جا
 رہی ہے۔ خون بہا سے مراد کسی کو مارنے یعنی اس کا خون بہانے کا صلہ ہے۔ گویا محبوب کی یہ مسکراہٹ ایک طرح سے خون بہا ہے جو
 کشنگانِ محبت کے لئے کیف و سرور کا سامان کرتا ہے۔

۰ داغ ناما ز جلائی رسد مگر ساقی گداز زہرہ ما در ایلیغ ما ریزو
 لغت : داغ نامی رسد بہت خوش ہونا ہے۔ گداز: بکھاہٹ۔ زہرہ پتہ۔ ایلیغ: چال۔ مگر شایہ۔

ترجمہ : ہمیں مصائب و آلام سے بہت مسرت و شادمانی ہوتی ہے۔ شایہ ساقی ہمارے چہ کا گداز ہمارے جام میں داخل رہتا ہے۔ شایہ وہ
 ہمارے چہ کو بکھلا کر جام میں ڈالتا ہے۔ چہ کا گداز گواہوں بکھرے۔ یعنی ہم اپنا خون بکھری کر جولت محسوس کرتے ہیں اس سے ہمیں
 صحیحی بھول جاتی ہیں۔

خوش آں کہ بجز منش بر سر عتاب آرد خشک بہ جیہن شعلہ جفا ریزو
 لغت : منش: میری عاجزی اسے۔ بر سر عتاب آرد اسے غصہ دلا کر برم کرتا ہے۔ خشک بہ جیہن ریزو: شعلہ جفا میں ڈالنا یعنی

بہ قرار اور عتاب کرتا ہے بھڑکاتا ہے۔

ترجمہ : یہ ایک اچھی بات ہے کہ میری عاجزی و بیزار محسوس سے وہ (محبوب) ابرہم ہو جاتا ہے۔ گویا اس طرح اس کے جفا کے

شعلے مزید بھڑک اٹھتے ہیں۔ یعنی وہ میری طرف حوہ یا مانگی ہونے کی بجائے اور بھی جھڑکتے کام لینے لگتا ہے۔

بہشت خوشی تو کتنی شہون؟ اگر داری دے کہ خون شود و رنگ بدعا ریزو

نعت : تو انی شہون تو ہو سکتا ہے۔ رنگ بدعا ریزو یعنی آرزوئیں اور خواہشوں سے بے نیاز ہو جائے ترک کر دے۔

ترجمہ : اگر مجھے بچنے میں ایک ایسا دل ہے جو خون ہو جائے لیکن خواہشات ترک کر دے تو اس صورت میں تو اپنی بہشت آپ ہو سکتا ہے۔ یعنی دل پر جو کچھ بھی ہے وہ برداشت کرے لیکن خواہشات اور آرزوئیں کا شکار نہ ہو تو اس کے لئے یہ دنیا ہی جنت ہے۔

بروز وصل در آغوشم آن چہاں بختار - کہ بے من از لب من شکوہ تو وا ریزو

نعت : آن چہاں اس طرح اس قدر۔۔۔ بختار بھجھ لے۔۔۔ واریزو گر جائے دور ہو جائے۔

ترجمہ : وصل کے دن تو مجھے اپنی آغوش میں اس طرح اس قدر بھجھ کر میرے پیغمبر ہی (یعنی مجھے چاہی نہ چلنے پاسے) اور میرے ہونٹوں سے تیرا شکوہ خود بخود دور ہو جائے۔ یعنی تیرے جبر و فراق میں میں نے جو غمیں کھیں، تجھ میں وہ تیرے اس طرح سے مجھے بھجھنے پر، میں بھول جاؤں گا اور میں شکوہ شکایت خود بخود غم ہو جائے گا۔

ہر چارہ درو تو اکسیر بے نیاز سہمت کہ دل گدازد و در قالب دوا ریزو

نعت : چارہ علاج۔۔۔ اکسیر مریض کو شفا دینا جس سے مرض ختم ہو جائے۔۔۔ قالب : ڈھانچہ ساہجہ۔

ترجمہ : تیرے درو (محبت) کے علاج یا چارہ گری میں بے نیازی گویا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ (یعنی اس درو کی کوئی چارہ گری نہ کی جائے) تاکہ وہ درو (دل) کو بچھا کر دوا کے سانچے میں ڈھال دے۔ گویا درو محبت کا مریض قالب (دل) گدازی ہی میں ہے۔

بروے عقدہ کارم بہ شکل برگ خراس ز لرزه ناخن دست گرہ کشا ریزو

نعت : عقدہ کارم : میرے کامیاب مسئلے کی محی (گرہ)۔۔۔ لرزه لکڑی۔۔۔ گرہ کشا : محی سلجھانے والا مسئلہ حل کرنے والا۔

ترجمہ : جب میرا گرہ کشا (محبوب) اپنے ہاتھ سے میرے عقدہ مشکل کو حل کرنے لگتا ہے تو اس کے ہاتھ میں لکڑی کی وجہ سے اس کا ناخن دست میرے اس عقدہ پر بالکل اس طرح گر پڑتا ہے جس طرح خراس میں پتہ زری ہوا ہے بھی، گر جاتے ہیں۔ یعنی وہ میری محی سلجھانے کی کو مشق کرتا ہے لیکن گھبراہٹ وغیرہ کی وجہ سے نہیں سلجھا سکتا۔

غبار شوق بہ غولابہ امید سرشت دے کہ خواست قضا طرح اس بنا ریزو

نعت : غولابہ : غولابہ (غلاب) غافل خون۔۔۔ سرشت گوندھا۔۔۔ دے کہ : باب جس وقت۔۔۔ طرح : پتہ چارہ۔۔۔

ترجمہ : باب تھا تو قدر نے یہ چاہا کہ وہ اس (عشق و محبت) کی بنیاد رکھے تو اس نے غبار شوق کو امید کے غافل خون میں گوندھا (گوندھا)۔ گویا عشق و محبت میں انسان کو ہر طرح کی امید و آرزو سے ہاتھ دھوئے پڑتے ہیں۔

شباب و زہد چہ تاندروانی ہستی ست بلا بہ جان جو امان پارسا ریزو

نعت : شباب : جوانی۔۔۔ زہد : پارسل، تقویٰ۔۔۔ جو امان پارسا : متقی اور پرہیزگار جو جان۔۔۔ تاندروانی : کسی چیز کی قدر و اہمیت کو نہ سمجھنا۔

ترجمہ : جوانی اور پھر پارسل و تقویٰ؟ یہ تو زندگی کی ہی تاندروانی ہے۔ خدا ان متقی لوگوں کو اپنی آفت و مصیبت بھری فرماتے۔ یعنی انہیں قدرت کی طرف سے اس تاندروانی کی سزا ملے کہ شباب میں یہ زہد و تقویٰ گویا زندگی میں عبور کی صورت ہے اور اس سے انسان جہد و کوشش سے اپنی دنیا کو خوب صورت بنانے سے ملای ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا کو خراب صورت دینا بھی ایک انسانی فریضہ ہے۔ شباب کی

بددعا اس لئے کہ شاید اس سے ایسے لوگوں کی زندگی کو بچ سکتی ہوں جو مجھے کے لائق نہ ہوں۔

یہ سجدہ ہر درویش اور یتیم تا غلبہ خط جہیں چو غبار از جبین ما ریزد
لفت : او قلم ہم کرتے ہیں۔ خط ہمیں چھوٹی کی گھیر نصیب۔

ترجمہ : اے عجب اہم جو درویش پر سجدے کے لئے کرتے ہیں تو اس لئے کہ ہماری چھوٹی پر نصیب کی ہو خوشی ہے وہ اگر وہی طرح ہماری
چھوٹی سے گر جائے بھڑ جائے۔ اس خوشی سے مراد ہر فرقہ کی ہو سکتا ہے جس میں ماضی مسلسل جھگڑا رہتا ہے، خوشی کا ہنسا گواہ اصل کی
امید ہو سکتی ہے۔

غزل #3

یہ بند پرش عالم نمی تو اس افتو تو اس شہادت ز بندے کہ بر زہاں افتو
لفت : یہ بند پرش عالم: میری احوال پر سی کی قید میں، یعنی احوال پر سی کے پیچھے نہ جاؤ۔ بندے کہ: وہ اگر وہ بندہ ہوگا۔

ترجمہ : میری احوال پر سی کے پیچھے نہیں چڑا جا سکتا، یعنی اس کی ضرورت نہیں اس لئے کہ میری زبان پر جو گراں گئی ہے، یعنی یہ جو
میری زبان چپ ہے، خاموش ہے تو اس سے میری حالت کا غیبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بقول اقبال:

نہیں منت کش تک شہیون داستاں میری خوشی گفتگو ہے، بے زہاں ہے زہاں میری
فغان من دل غلط آب کرو دونہ ہنوز نہ گفتہ ام کہ مرا کار با غلاں افتو

لفت : دل آب کرو: دل پانی کر دیا یعنی خراب دیا۔

ترجمہ : میری فریاد و فغان نے تو لوگوں کے دلوں کو خراب دیا ہے، روز میں نے ابھی تک اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ مجھے فلاں سے ساتھی چڑا
ہے، یعنی میری یہ ساری فریاد و فغان فلاں محبوب سے محبت کے باعث ہے۔

من آں نیم کہ بتانم کنند دل جوئی خوشم ز بخت کہ دلدار بد گماں افتو

ترجمہ : میں وہ نہیں ہوں یا ایسا نہیں ہوں کہ میری دلجوئی کریں۔ میں اپنے نصیب پر خوش ہوں کہ میرا دلدار بد گماں واقع ہوا ہے۔ جن
سے مراد دوسرے حسین ہیں۔ محبوب کا بد گماں واقع ہونا اس لئے کہ اسے دوسروں کی دلجوئی پر شک ہے، اس لئے کہ کسی کا قریب آنا پسند
نہیں کرتا جبکہ میری وہ دلداری کرنا ہے اور اس کا یہی کل میری خوش بختی کی علامت ہے۔

ز رشک خیر بہ دل خوں فتو ناگہ و من بہ خود چم کہ چہ افتو تا چنن افتو

ترجمہ : رشک کے بارے میں رشک کے باعث میرے دل میں اہانک بگو ایسا طوفان اٹھا کہ میرا دل خون ہو کر رہ گیا اور میں اب اس
صورت حال پر غور میں غریب رہا ہوں (سید شکاری کا لفظ ہوں کہ آخر ایسی کون سی الفت آجڑی تھی جو یہ حالت ہوئی۔) ناگہ اس کا پر کہ
محبوب کی اب فزا، ترقی و رقیب کی طرف ہے۔

ہم از تصرف چٹائی زلفا ہو بہ چاو یوسف اگر رہ کارواں افتو

لغت : القرف: اختیار و عقل، کرم سے، عروا تاخیر۔۔۔ چاند کنوں۔۔۔ روا کاروں الفتو: قافے کا گزرا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اگر قافے والوں کا گزرا حضرت یوسف علیہ السلام کے کنوئیں کے قریب سے ہو تو یہ رنگا کی ضرورتی یعنی شدید محبت کا نتیجہ تھا اس شعر میں قرآنی صلیح سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھوں نے انھیں کسی کنوئیں میں گرا دیا تھا۔ اتفاق سے ایک قافے کا دوسرے گزرا ہوا۔ پہلی کی ضرورت پڑی تو وہ کنوئیں پر آئے تب ان کا پانچواں۔ بعد میں انھیں دلی مصر کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا جس رنگا کن کے نام محبت میں کر لیا ہو گی۔ غالب نے قافے کے مذکورہ گزرا کو رنگا کی شدید محبت کا اثر قرار دیا ہے۔

حدیث سے یہ دف و چنگ در میاں داریم کنوں کہ بکار پہ شیخ نفستہ واں الفتو

لغت : حدیث : بات۔۔۔ دف : ذیل، چنگ : پانچ۔ شیخ نفستہ واں : وہاں راستے چھٹی باتوں کا چارہو ہے۔۔۔

ترجمہ : اب جبکہ ہمارا واسطہ یا مسئلہ شیخ نفستہ واں سے آچرا ہے تو اب ہم شرب کی باتیں دف و چنگ کے ساتھ کرتے ہیں۔ یعنی پہلے ہم چمپ کرنا کرتے تھے اب دب ہمارے نوٹی کارا نکھل گیا ہے تو ہم باعمل باسے کی آواز کے ساتھ، یعنی حکم کھلا پینے لگے ہیں۔

فرو نیلوم از بس کہ بیخودم بہ طلب ہزار ہار گذارم بر آشیان الفتو

لغت : فرو نیاوم : میں بچے نہیں اترا۔۔۔ از بس کہ : بہت زیادہ۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی طلب یعنی خواہش کے سلسلے میں اس حد تک مجبور ہوں کہ اگرچہ میرا گزرا ہزار مرتبہ آشیانے پر ہے ہوا لیکن میں بچے نہیں اترا۔ گویا خواہشات یا طلب میں بہت پلے پلے پر پرواز کرتا رہا۔

بہ کوئے یار ز پنا اقم و کسم فریاد ہاں در بخی کہ دانند ناگاہاں الفتو

ترجمہ : میں محبوب کے کوئے میں پہلی بوجہ کر اگرچہ ناہوں اور کچھ اس دردناک آواز میں بھی افسانوں کو لوگ یہ سمجھیں کہ میں ہانک کر کیا ہوں۔ لیکن دوست کے کوئے میں کچھ دیر ٹھہرنے کی خاطر میں کرنے کا بہت بڑا ناہوں تاکہ لوگ کسی شک میں نہ پڑیں۔ مسکینی نے اس سلسلے میں یہ بتکھایا ہے:

تھرے کوئے ہر بہانے مجھے دن سے رات کرنا کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

شب ارچہ باتو بہ دعویٰ نمائنی داشت بہ روز طشت مر از ہم آسپاں الفتو

لغت : ارچہ : اگرچہ۔۔۔ دعویٰ نمائنی داشت : برائی کی بناء مقل ہونے کا دوسرے دار تھا۔ طشت مر : ہانک کا قتل۔ یعنی خود ہانا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ رات کے وقت ہانا، جس میں میری برائی کا دوسرے دار تھا لیکن دن کے وقت وہ آسپاں کی محبت سے بچے آکر۔ دوسرے نفلوں میں ہانا کا حسن صرف رات تک ہی ہے۔

نفس شرارہ فشان است و نطق شط رو زحرف خوئے کے باز آشتم بہ جاں الفتو

لغت : شرارہ فشان : چنگاریں پکھلنے والا یا نکھرنے والا۔۔۔ شط رو : شیطانی کائنات والا۔۔۔ باز : پھر۔۔۔

ترجمہ : میرا سانس چنگاریں نکھیر رہا ہے جبکہ میری زبان فشان کی فصل کٹ رہی ہے۔ یہ کسی کی نگرانی کی بات ہے مجھے ہر اقل پہاں جس کی جاں آگ میں پڑی ہو، میرا ضرر اکر دیا ہے۔ یعنی محبوب کو غم سے اور اس کی اس نگرانی کے ذکر سے عاشق کے سانس میں گویا چنگاریں سے بھر جاتی ہیں۔ محبوب کی نگرانی کے حوالے سے چنگاریں، فشان اور آگ کی بات کی ہے۔ اس میں منعت مراد ہے انتہر آگ کی ہے۔

غریبم و تو زبان دان من نہ ای غالب بہ بند پرش عالم نمی توان الفتو

لغت : غریبہم میں مسافر پر دیکھی ہوں، اجنبی ہوں۔۔۔ زبان دانہ کسی دوسرے کی زبان کو کہتے ہیں۔۔۔
ترجمہ : اسے جانب میں ایک پر دیکھی ہوں اور تو میری زبان سے واقف نہیں ہے اور میری زبان نہیں سمجھ سکتا، لہذا میری احوال پر ہی کی
قد میں نہیں پڑا ہا سکتا۔ یعنی جب تو میری زبان ہی نہیں سمجھتا تو میری احوال پر ہی کیا ضرورت ہے۔ یہ بیکار کی بات ہو گی۔

غزل #4

غم چو بزم در افگند، رو کہ مراد می دہد دانہ ذخیرہ می کند کلو بیلو می دہد
لغت : بزم در افگند: بڑی طرح گراوے، بے بس کر دے۔۔۔ دانہ: چاہی کوئی بات نہیں۔۔۔
ترجمہ : غم اگر تجھے بے بس کر دے، یعنی اپنی اہمیت کو پہنچانے کو کوئی بات نہیں، اس لئے کہ اس صورت میں تجھے ذری مراد ملے گی اتنا
مقصود حاصل ہو گا۔ یہ (غم) دانے جمع کرنا اور گھاس پھوس کو ہوا میں اڑا دینا ہے۔ دانوں سے مراد ابھی باقی ماندگی ہیں اور گھاس سے مراد
برائیاں۔ گویا غم کی بدولت انسان ذکیہ غس کی طرف آتا ہے۔

آخر منزل نشت خوے تو را می زند اول منزل دگر بویے تو را می دہد
لغت : آخر منزل نشت: پہلی منزل (پہلوئی) کے آخر میں۔۔۔ را می زند: لونا ہے۔۔۔ اول منزل دگر: دوسری منزل کے آغاز میں۔۔۔ بویے
تو را می دہد: تیرا دھو، تیرا سراغ۔۔۔ را می زند: زور دہا، یعنی سلطان سراغ دیتا ہے۔۔۔
ترجمہ : پہلی منزل کے آخری مرحلے میں تیری تھوڑی دھو لیتی ہے (یعنی دھوکا تو بخن ہے) جبکہ دوسری منزل کے آغاز میں تھوڑا سراغ زور دہا
دھاکرنا ہے (زور دہا ہی جانا ہے)۔ آغاز حق میں عاشق کو مست سی دھوا میں کاملاً گرنا پڑتا ہے لیکن پھر محبوب کا سراغ ملنے پر اس کا سر
حق پر ہٹنے لگتا ہے۔

اے کہ بدیدہ، غم نہ تست کوے کہ بدیدہ غم نہ تست بازش غم کہ ہم زنت خاطر شادی دہد
ترجمہ : اے محبوب! یہ تو میری آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں تو یہ تیری ہی وجہ سے ہے اور یہ جو میرے سینے میں غم نے ڈیرا ڈال رکھا ہے
تو یہ بھی تیری ہی وجہ سے یعنی تجھے عشق کے باعث ہے، اور اس غم پر جو مجھے تار ہے وہ بھی تیری ہی بدولت ہے۔ اور یہ بازش غم میرے
لگے دل سرحد شادی کا باعث بناتا ہے۔

شوقی دل کشا حنت برگ نہات می زند خنقی بے وفا دولت رزق جملو می دہد
لغت : حنت: تیرا بدن، جسم۔۔۔ برگ نہات: دھاک کا پتہ سبز۔۔۔ جملو: مراد بدولت، وہ چیز جس پر آگ نہیں سکتیں، چمروغیر۔۔۔ شوقی:
چمک، تیز رنگ، لطافت۔۔۔

ترجمہ : تیرے جسم کی دل کشا شوقی (مراد لطافت) سبز و روئی کی کاملاً کرتی ہے جبکہ تجھے بے وفا دل کی خنقی بدولت کو رزق طاعت کی
بے، یعنی میرا جسم تو لطافت و نزاکت کا حامل ہے جب کہ تیرا دل بھرا کسے یعنی خنقی میں بھریا مانا ہے۔

مست عطائے خود کند، ساقی مانہ مست سے داد و نہ یاد می پرد بسکہ زیاد می دہد

لغت : داد و نہ یاد: وہ کچھ دیا ہو تا ہے وہ بحال جاتا ہے۔۔۔ بسکہ: اس حد تک۔۔۔
ترجمہ : اہل اساقی ہمیں شراب سے نہیں بلکہ اپنی عطائے مست کرتا ہے۔ وہ اس قدر شراب طاعت کرتا ہے کہ جو اس نے ہمیں پہلے شراب

ترجمہ : دوست تو جو بات گذر گئی اسے بھول جاتا ہے لیکن اس کے رستے میں ہونے والے جو اپنی اکڑوں اور اونچا کر کے ہر کھلی اس کی وجہ سے ہمارا غمراہ بھی بن گئے اس (ہمارے) باطن کو رہا ہے۔ محبوب رستے کے گھوڑا ہے، ہمارے کھینچنے سے اسے ہم کو دھت ہوئی ہوگی، جبکہ عاشق کا غمراہ ہوا اس (ہمارے) ہر ایک طرح سے ہوا کو سزا دیتا ہے۔

فت: اے یارِ بہیم! تو مجھے دیتا ہے۔۔ کوئے ک: کس کے کوئے کی۔۔
 می دہیم: خلد جاہِ رحم کجاست اے خدا! آپ وہو اے ایس فضا کوئے کہ یاو می دہ؟

کوہ کی یاد دلائی ہے۔ یعنی بہشت عاشق کے لئے بالکل محبوب کا کوچہ ہے لیکن چونکہ محبوب وہاں نہیں ہے اور وہ اس کی یاد میں تڑپ رہا ہے۔ اس لئے اسے بہشت میں جگہ دینا کا حکم ہے اسی بنا پر خدا سے کہنا کہ تیرا دم کہاں ہے؟ یعنی تجھے دم نہیں آتا۔

خوبہ جھا گرفتہ را تازہ کند خراش دل ورنہ بہانہ جوئے سخن چیت کہ دلاوی دہد
فت: خراش دل کا زخم۔ خوبہ جھا گرفتہ: جھا بہاشت کرنے کا ہادی، یعنی عاشق۔ بہانہ جوئے: بہانے تلاش کرنے والا، یعنی

ترجمہ : میرا ہاتھ جو محبوب مجھے جانا ہوا داشت کرنے پر داور ہوتا ہے اور اس طرح میرے دل کے زخم کو کھیرے گا تو کہتا ہے۔ "یقیناً جو نگہ وہ مجھ پر چھٹیاں کرنے کے لئے ہمارے حائل کر رہا ہے اس لئے وہ ایسا کرتا ہے (اور ہوتا ہے) اور نہ وہ مجھے داور ہونے والا کوئی ہو گا ہے۔" دلو کے ہمارے دل میرے دل زخم کو نگہ کر کے گویا جتنا کرتا ہے۔

تو من کلک غالباً مصرع فیض عثمان است۔ "صبح چو ترک مست من شیشہ کشاوی دید"۔
 حق: تو من کلک: ہم کا گھوڑا یعنی ہم۔۔ مصرع فیض عثمان: فیضی کا مصرع اس کی لہجہ۔۔ شیشہ کشاوی دید: صراحی کو کھولا ہے۔

ترجمہ: اے غالب! فیضی کا یہ مصرع میرے قلم کے گھوڑے کی لٹکام ہے، یعنی یہ مصرع چارہ کر میرا قلم خوب چٹا ہے۔ فیضی کہتا ہے۔ صبح کے وقت جب میرا دست ترک یعنی مثنوی صراہی کو کھولتا ہے۔ فیض اکبری دور کا مشہور شاعر اور اراک فضل کا بھائی تھا۔ یہ مصرع اس کی ایک غزل کے مطلع سے ہے۔ پورا شعر یہ ہے۔

شیخ کہ ترکِ مست من شیشہ کشلوی دے عقل بخاک می زند صبر بیاو۔ میدد
ترجمہ :- شیخ کے وقت۔۔۔ تو عقل کو مٹی میں ملا دینا اور میر کو ختم کر دینا ہے اس صوفی مرحوم نے پورا شعر میں اسی نکات یعنی مرتبہ
اسے ای ہر شخص (۱۳۷۸)

غزل #5

دل اسباب طرب گم کردہ در بند غم تان شد زراعت گاہ و بقالی شود چوں باغ و مزار شد

نفت : اسبابِ طرب: خوشی و مسرت کا سامان، ذریعہ۔۔۔ غم ناز: غم کے غم کی تپید، رونے کا فکر۔۔۔ دھواں: کسی۔۔۔

ترجمہ : میرا دل خوشی و مسرت کے سب وسیلے اور ذریعے بھول کر یا کچھ کر دینی کے غم میں جھکا ہو گیا ہے۔ اسے دینی کی طرف مائل ہو گئی۔ (یہ تو ایسا ہی ہے جیسے ایک کبوتر کوئی بارگ دیر این ہو جاتا ہے تو وہ وہاں کا کھیت بن جاتا ہے۔ طفیلی کا شمر ہے۔ تکمیل میں مل جاتا ہے۔ کبابرگ کی شاخوں میں اور کھیت کا غیر مانوس ماحول۔ مطلب یہ کہ انسان جب غم روزگار کا شکار ہو جائے تو خوشیوں اس سے دور ہو جاتی ہیں اور طبیعت کی فطری غم ہو جاتی ہے۔

مگر قسم کز قافل طاقات ما باج می گیرد حریف یک نگاه بے محابے تو غواں شد

ملات : مگر قسمہ میں نے ملا۔۔۔ تعاقب : راستہ غفلت پر چہ بے توجہی کرنا۔۔۔ ہلکا سی گیرہ : ٹھیکر لپٹی ہلکا بڑھتی ہے۔۔۔

قسم ۲ میں یہ جان لیتا ہوں کہ تحریری دراشت غفلت سے پہلوی قوت برداشت میں اضافہ ہو گا ہے لیکن پھر بھی ہم تحریری ہے بالکل لکھوں کے متعلق نہیں، جس سکتے۔ یعنی حقائق، محبوب کے متعلق کہ برداشت کر لیتا ہے کہ اس میں بھی اس کے لئے ایک لہجہ ہے لیکن اس کی ہے پاک لکھوں کو برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ میرے مضمون نے کسی اور رنگ میں یہ بات کی ہے:

غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھرتیری آنکھوں نے ہیں تیار کئے

تو هستردی صبح ادا دام و از رنک گرفتاری کف خاکم برنگ قمری بسل برافشان شد

فلت : مستوردی تو نے بچلایا۔ بیکل : زمینی۔ پرائیویٹ شدہ : پر پاز پڑانے لگی۔۔۔ کف خاک : مٹی بھر خاک جو مردہ کو نے کی ملا ہے۔

ترجمہ : تو نے سزا میں ڈھار پکڑنے کی خاطر جب جہل بچھڑایا تو میری کف خاک اس جہل میں چھپنے کے رنگ کی وجہ سے زخمی قمری کی طرح پر ہیز ہونے لگی۔ یعنی میری کف خاک کو یہ پتہ نہ آیا کہ اس کی جگہ کوئی اور اس جہل میں گرفتار ہو، چنانچہ اس رنگ نے اسے بے قرار کر دیا۔

جنتوں کو دیکھو و مجنوں شہرہ مستقیم از خرد مندی
 ہوں دادیم راز غم پہ عنوانے کہ نہیں شد

نقص : جنوں کو دیکھ کر ہم راجے ہو گئے۔۔۔ شہرہ مستحکم : مشہور ہو گئے۔۔۔ ہر عنوان کے : اس طور کے۔۔۔ ہر دہائی : ہم نے ظاہر کیا۔۔۔

ترجمہ : ہم دعا مانگے یا ہم نے دعا مانگی اختیار کر لی اور میں مجھوں اپنی دعا مانگنے کے طور پر جاری صورت ہو گئی۔ گویا میں نے اپنا راز فہم کیا۔ اس طرح ظاہر کیا کہ وہ درحقیقت چھپ گیا۔ راز فہم سے مراد فہم عشق کا راز ہے۔ عشق کے باعث یہ فہم ہمیں لاحق ہوا لیکن جاننے والے دعا مانگے ہیں۔ اس راز پر سوال و جواب۔

بدیں رنگ است مگر کیفیت مردان، خوشا حسرت لب از ذوق کف پائے تو عشرت خانے جہں شد

نفت: بدین رنگ است: اس طرح اس طور ہے۔۔ موانع: موانع: خوشامری: صبر: یعنی صبر کی صبر کے کیا کہنے۔۔ حضرت خانہ: خانہ: جان کے لئے عیش و سرور کا گھر۔۔

ترجمہ: اگر مرنے کی کیفیت کچھ اسی (مٹک) کی ہے یعنی اس میں خاص لذت ہے تو مرنے کی حسرت کے کیا کہنے! یہ حسرت بھی کیا غوب ہے!

اس لئے کہ میرے کلب پاؤں پر بننے کے ذوق میں میرے لبِ محبتِ خانہ جاں بن گئے، یعنی اس ذوق میں وہ پارے طور پر جاں بن گئے۔
 سراپا زحمت خوشنم، از ہستی چہ می پرسی نفس بدولت، دم شمشیر و دل در سینہ چپکلی شد
 لغت : دم شمشیر: تلوار کی دھار۔۔۔ چپکلی: نیزے کی لٹ، تھوڑا بڑھتی کی لٹ۔

ترجمہ : تو تلواری زندگی کے بارے میں کیا پوچھتا ہے۔ بس یہ سمجھ لے کہ ہم اس کے ہاتھوں سرا سر زحمت ہیں۔ ہمارا سانس، دل پر گویا تلوار کی دھار ہے۔ جبکہ ہمارا دل جینے میں گویا پیکان ہے۔ اپنی زندگی کے مصائب و آفات کا کر ہے۔

فراغت بر عبادت مشکل پسند دامن زو شواری بھلی می افتدم کارے کہ آسناں شد

لغت : بردبار: برداشت نہیں کر سکتا، تپ نہیں دے سکتا۔ بھلی می افتدم: میری جان پر آنا ہے، میری جان کا خدا پ بن جاتا ہے۔
 ترجمہ : میری مشکل پسند دستِ آرام و سکون کی تپ نہیں دے سکتا، چنانچہ ایک آسان کام میرے لئے دشوار کام بن جاتا اور جو میری جان کے لئے ایک عذاب کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اپنی انتہائی دشوار پندی کا خدا کر گیا ہے۔

چہ پر سی دچہ حیرانی کہ ہنگام تماشاہیت نگاہ از بے خود رسا دست و پا گم کرد و مڑنگاں شد

ترجمہ : تو کیا پوچھتا ہے اور کس لئے حیران ہو رہا ہے؟ بات یہ ہے کہ میرے نگاہ کے وقت (یعنی جب میں تجھے دیکھتا ہوں) تو میری نگاہیں بخودی کا اس حد تک غبار ہو جاتی ہیں کہ ان کے ہاتھ پاؤں گم ہو جاتے ہیں اور وہ پیکوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں (پیکوں میں حالتِ حیرانہ)۔ لاکھوں انگلیں بٹان کا سٹاپا ہے یعنی وہ پیکوں سے آگے نہیں بڑھتی۔۔۔ دوسرے لفظوں میں مشغول کو دیکھ کر عاشق پر ایسی بخودی طاری ہوتی ہے کہ وہ ٹھہر کر اٹھا کر اسے نہیں دیکھ سکتا۔

زنا گرم است اس ہنگامہ نگر شور ہستی را قیامت می دید از پردہ خاک کے کہ آسناں شد

لغت : این ہنگامہ: یعنی کائنات میں جو رونق ہے۔۔۔ ی خدا: آگاہی یعنی ابرہتی ہے۔۔۔ پردہ خاک: انسان کا وہ دھڑو منی سے بڑا ہے، اس لئے پردہ خاک کہا۔۔۔ استی: وجود، زندگی۔

ترجمہ : زندگی یا وجود کے شور و غل پر غور و امل یہ سارا ہنگامہ ہماری ہی بدولت بہا ہے۔ اس خاک کے پردے سے، جو انسان بنی گئی ہے، کبھی کبھی قیامتیں ابھر رہی ہیں۔ یعنی اس کائنات یا دنیا میں جو ہنگامے اور جو رونقیں ہیں وہ سب انسان کی بدولت ہیں۔

نقشہ انگیزی انداز سنی چاک را نازم بہ بیواہن نمی گنجد گریبانے کہ دامن شد

لغت : نقشہ انگیزی: خوشی و مسرت کا باعث بنتا۔۔۔ سنی چاک: یعنی گریبان چاک کرنے کی کوشتی۔۔۔ نمی گنجد: نہیں تاکہ۔
 ترجمہ : مجھے اپنا گریبان چاک کرنے میں خوشی و مسرت اور لذت حاصل ہوتی ہے اور اس پر مجھے غرے۔ جو گریبان چاک ہو کر دامن میں گیا ہے وہ میرے لباس میں پھولے نہیں تاکہ۔ یعنی گریبان چاک ہو جانے تو ظاہر ہے وہ بیواہن میں کیونکر تاکے گا۔ یہ حالت کوشتی کی شدت ہے۔ عاشق دیا آگاہی میں اپنا گریبان اس حد تک چاک کر دیتا ہے کہ بیواہن میں نہیں تاکہ۔

شب فربت ہانا شیوہ فخر اسبے دارو کہ ہم در ماتم شیخ وطن زلفش پریشان شد

لغت : شب فربت: مسافرت کی رات، جو رات پر دہلی میں گزرتی۔۔۔ ہانا گویا۔۔۔ شیوہ فخری: وہ سواں کاظم کھانے کا انداز۔
 وہ سواں سے بھر دی کرنے کا انداز۔۔۔

ترجمہ : شب فربت میں بھی فخر و خاوی و بھر دی کا ایک انداز ہے، چنانچہ شیخ وطن کے سوگ میں اس کی زلفیں پریشان ہو گئی ہیں۔ مطلب یہ کہ رات سیاہ ہوتی ہے اور زلفیں بھی سیاہ ہوتی ہیں۔ رات کی بجلی ہوئی تاریکی کو زلفوں سے تشبیہ دے کر صنعت حسنِ تخلیل سے کام لیا

اور یہ ثابت کر چکا ہے کہ ہم پر نگہ وطن سے دور ہیں اس لئے شبِ طوبت ہماری خزاں میں اپنی دھندیں پریشان کئے ہوئے ہے۔
 قضا از فوق معنی شیرہ اے بی ریخت در چاشما نمی از لائے پالایش چکید و آب حیواس شد
 لغت : فوق : معنی حقیقت سے آگے کا فوق : مرد۔ شیرہ اے : ایک دس۔ لائے پالایش : اس کی ٹھنڈ۔ پکید : پکچید۔ آب : حیوانہ زندگی کا پانی یعنی آبِ حیات۔

ترجمہ : قضا و قدر نے انسانی رگوں میں حقیقتِ شہابی کی لذت کا رس ڈالا۔ اسی دس کی ٹھنڈ سے نمی از لائے پکچید و آب حیواس کی صورت اختیار کر گئی۔ یعنی اس حقیقتِ شہابی کی بنا پر حیاتِ جانوروں انسانی روح کے خمیر میں ہے۔

دلہم سوزت نہاں دارد و لے در سید کوئی با چراغے جہت از چشمش اگر داغے نمایاں شد
 لغت : سوزت : محروم سوز درد۔ سید کوئی با : سید کوئی با : جہت : اچھا۔

ترجمہ : میرا دل محروم سوز پہلائے ہوئے ہے لیکن اس درد و سوز کی حالت میں سید کوئی کرتے وقت اگر کوئی داغ لیلیاں ہو آئے تو یہ کوئی ایک روشن چراغ ہے جو ہم یعنی سوز و درد کی آنکھوں سے باہر اچلا ہے۔

چو اسکندر ز ثارانی ہلاک آب حیوانی خوشاموہن کہ ہر کس غوطہ ز نو دے تنقش چل شد
 لغت : ثارانی : ثارانی ہے۔ سوہن : سوہن : سوہن : مراد فہم یا سوز و درد : رچی سے لے کر گز کر صاف کیا جاتا ہے۔

ترجمہ : تو ثارانی ہے جو اسکندر (راجہ) کی طرح آبِ حیات کے لئے مر مر رہا ہے سوہن کے کیا کہنے ہیں کہ جس کسی نے اس میں غوطہ لگایا اس کا بدن جان ہی گیا۔ سکندر جو غلٹی نے نصیر کے ساتھ آبِ حیات تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا جبکہ نصیر نے اپنا مقصود (آپِ حیات) پالیا۔ مطلب یہ کہ بات آبِ حیات سے نہیں بنتی بلکہ سوز و غم سے انسان کاڑھ کیے گئے ہوئے اور روح کو ہلاتی ہے اور حقیقت میں اس کے لئے کیا آبِ حیات ہے۔

خدارا اے جہاں گرد دلش گردیدنی دارد درینقا آمدے دیر، گر غالب مسلط شد
 لغت : گردیدنی دارن : گھومنے یعنی طواف کرنے کے لائق ہے۔ درینقا : افسوس افسوس کی بات۔ دیر : دیر۔

ترجمہ : اے جہاں خدائے لئے غالب کے دل کے گرد طواف کرو کہ وہ اس طواف کے لائق ہے اس لئے کہ اگر وہ غالبِ مسلط ہو گیا تو یہ افسوس کی بات ہو گی اور اس سے دیر کی آمد علی میں مل جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں تم اے جہاں غالب کے دل کو روا دست پر لا سکے ہو۔

غزل #6

داغم از پردہ دل رو بہ قفا ی آید تا بہ بینم کہ ازیں پردہ چہا می آید
 لغت : رو بہ قفا : پیچھے کی طرف رخ۔ چہا : کیا کیا۔

ترجمہ : میرے دل کے پردے سے ابھرنے والے داغ کا رخ پیچھے کی طرف ہو آئے تاکہ میں یہ دیکھ لوں کہ اس پردے سے کیا کیا کچھ ظاہر ہو آئے۔ یعنی عاشق کے دل میں تو کتنی داغِ غم ہوتے ہیں۔ ایک داغ تو ابھر آتا لیکن اس کے پیچھے اور بھی بہت کچھ ہو گا۔

بچو رازے کہ بہ مستی ز دل آید بیروں در بہاراں ہمہ بہت ز صبا ی آید

ترجمہ : جس طرح کسی کار از اس کی سستی کی وجہ سے اس کے دل سے فاش یا ظاہر ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح موسم بہار میں عباسے تھری خوشبو آتی ہے۔ یعنی بہار میں جو تازگی و شکفتگی اور دلکش ہے وہ تیرے حسن کی دلکش و شکفتگی کی یاد دلاتی ہے۔

جلوہ اسے داغ کہ ذوق زنگ می خیزد مژدہ اسے درد کہ نظم ز دوا می آید
ترجمہ : اسے داغ اپنا جلوہ دکھا لیاں ہو کیونکہ تنگ سے میرا ذوق ابھر رہا ہے۔ اسے درد تیرے لئے ہے خوشخبری ہے کہ تجھ کو اسے دوا آئی ہے۔
درد میں دوا ہونا چاہتا ہے۔ خود بقول غالب :

درد منت کش دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا
سود عاشرت زوکی ہائے غمت را نازم کہ نفس می رود و آہ رسائی آید
لغت : سود عاشرت زوکی : لوت ملکہ کا کہہ۔۔۔ نفس : سانس۔۔۔ آہ رسائی : آہ کی آواز یا اثر ہو۔

ترجمہ : مجھے تیرے طعوب کی لوت ملکہ کے منہ ہونے پر فخر ہے کیونکہ سانس تو چاہا جاتا ہے لیکن آہ رسائی آتی ہے۔ سانس کا ہونا زندگی کا کوئی لازم ہوتا ہے۔ دوسری طرف غم میں اتنی تاثیر ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے ضائع شدہ سانس، آہ رسائی صورت اختیار کر لیتا ہے جو اس غم کے طعوب ہونے کی دلیل ہے۔

زیستم بے تو وزیں تنگ نہ کشتم خود را جان فدائے تو میا کز تو حیا می آید
لغت : زیستم : میں جیہ زندہ رہا۔۔۔ وزیں تنگ : اور اس دولت کے سبب۔۔۔ میا : مت آئے۔۔۔

ترجمہ : میں تیرے بغیر زندہ رہا اور یہ میرے لئے باعث تنگ تھا اسی لئے میں نے خود کو جان سے نہ رہا۔ میری جان تجھ پر فدا ہو تو اب مت آئی کہ مجھے تجھ سے شرم آتی ہے۔ شرم اس بات کی کہ محبوب کے فراق میں کیونکر زندہ رہا۔

دعوی گم شدگی محضر رسوائی ہست کز پے مورد بہ ویرانہ مای آید
لغت : محضر رسوائی : رسوائیوں کا گم ہونا۔۔۔ مورد : چوٹی۔۔۔ کز پے مورد : کہ ایک چوٹی کے پیچھے۔۔۔

ترجمہ : گمشدگی کا دعوی ایک طرح سے رسوائیوں کا گم ہونا ہے کہ یہ شخص ایک چوٹی کے پیچھے اوارے دیرانے میں آ رہا ہے۔ ناکام عاشق کے دل یا جگر کا کوئی ٹکڑا زمین پر گر گیا ہے جو اسے مل نہیں رہا اور وہ یہ سمجھ کر کسی چوٹی کی تلاش میں نکل گیا ہے کہ اس نے نہ اٹھا لیا ہو۔ اور یہ بات اس کی رسوائی کا باعث ہے۔

راز از سینہ بہ مضرب نہ ویزم بیروں ساز عاشق ز شکستن بعدا می آید
لغت : مضرب : حصار بنانے کا آکر جو چھلنے کی صورت میں ہوتا ہے اور اس سے حصار کے اندر کی ضرب لگا کر آواز پیدا کرتے۔۔۔

ترجمہ : میں اپنا راز عشق، مضرب سے باہر نہ نکالوں گا اس لئے کہ عاشق کے ساز میں ٹوٹنے سے صدا پیدا ہوتی ہے۔ ساز عاشق سے مراد عاشق کا دل ہے جس کے ٹوٹنے سے خود بخود آواز نکلتی ہے اس لئے اسے اپنا راز غم و محبت کسی مضرب سے فاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

بوسے گل پرو سازاست تہنای ترا بوکہ دریافتہ باشی چه نوای آید
لغت : بوکہ : شاید، ممکن ہے۔۔۔ پرو : مراد ساز لے۔۔۔ دریافتہ باشی : تو مجھ گیا ہو گا۔

ترجمہ : بھول کی خوشبو تیری تہنای کے ساز کی لے ہے تو شاید مجھ گیا ہو گا کہ اس لے سے کیا نغمہ پڑھ رہا ہے۔ یعنی بھول کی خوشبو، محبوب کی خوشبو کا بارے دیتی ہے۔ یہی بات غمخیز نے یوں کہی ہے :

ہوے بار من ازیں ست وفا ی آید کلم از دست گیری کہ از کار شدم
 (مجھے اس ست وفا پھول سے دوست کی خوشبو آ رہی ہے، یہ پھول میرے ہاتھ سے پکڑ لو کہ میں کرنے لگا ہوں۔)

در ہم افشون اندام تو چوں مای خواست خندہ بر خنگی آغوش قہای آید
 لغت : در ہم افشون: خوب بچھڑنا۔ اندام: جسم۔ قہای: ایک لباس۔

ترجمہ : مجھے تو تیری قہائی خنگی آغوش پر ہنسی آئی ہے کہ اس نے ہماری طرح میرے جسم کو خوب بچھڑنے کی کوشش کی ہے۔ محبوب و محبوبہ
 یاد رکھ ہے اس پر نگ اور دست لباس۔ مروجہ کہ محبوب ماضی کی کھلی آغوش میں تو سنا نہیں، اس میں کیجئے سارے جلائے گا۔

رفتہ در حسرت نقش قدمے عمر بسر جاوہ اسے را کہ بسر منزل مای آید
 ترجمہ : وہ راستہ (پگھڑی) جو ہماری منزل کی طرف آتا ہے اس کی ساری عمر اس صبر میں گزر گئی کہ کبھی اس پر کوئی نقش قدم بھی پڑے۔
 کوئی پاس کی کا نقش قدم سے صاف واضح ہے کہ محبوب کا نقش قدم مروجہ ہے، جس (محبوب) نے کبھی ماضی کے گھر کے راستے کی طرف رخ نہیں کیا۔

اتفاق سطر انقلاب چیری غالب آنچہ از پاسے نیلہ ز عصای آید
 ترجمہ : اسے غالب ابھیں بوجھاپے میں سطر کا اتفاق ہو گا جو کہمیں اس سے نہیں ہو گا وہ اب عصا لہجہ دے رہا ہے۔ صاف واضح ہے جس کے سارے پورے افسانہ پڑتا ہے۔ یعنی جب بولی تھی اور جسم میں چلنے پھرنے کی طاقت تھی اس وقت یہ ضرور پیش نہ ہو اب عصا کا سارا افسانہ پڑ رہا ہے۔ اس شعر میں غالب کے سطر کلکتہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں اسے تالیف انقلابی تھیں۔ اس سطر کی بار آخر تک رہی، چنانچہ اس سطر میں اس کا یہ شعر لکھنا چاہتا ہے:

گلگتے کا جو ذکر کیا تو نے ہمیشہ اک تیر میرے دل پہ وہ مارا کہ ہائے ہائے

غزل #7

خوش است آنکہ بانویں جز غم ندارد دلے خوشتر است آنکہ این ہم ندارد
 ترجمہ : وہ شخص خوش قسمت ہے جس کے پاس غم یا غم کی دولت کے ساتھ نہیں ہے، تاہم وہ انسان اس شخص سے بھی زیادہ خوش قسمت ہے جس کے پاس یہ (غم) بھی نہیں ہے۔ ماضی کے لئے تو غم بہت بڑی دولت ہے لیکن عام انسان ہر طرح کے غم سے محفوظ ہو تو وہ بڑا خوش قسمت ہے۔

قوی کردہ پیوند نامور ہیشک گرانیایہ زخمی کہ مریم ندارد
 لغت : قوی کردہ ہیشک: اسے مضبوط سدا دیا۔ نامور: اچھا نہ ہونے والا غم۔

ترجمہ : وہ غم بڑی گرانیایہ (جنتی) غم ہے جس کا کوئی مریم نہیں، اس لئے کہ نامور کا پیوند اس کو مضبوط سدا دیتا ہے۔ لیکن وہ غم بھی اچھا نہیں ہو گا۔ یہ اشارہ ہے غم بہت کی طرف۔

سراپے کہ رخش پہ دیرانہ خوشتر ز چشمے کہ دریاہ غم ندارد

لفت : رخت: چٹکتا ہے۔۔ خوشتر زیادہ اچھا۔۔ جواب: آرائش۔۔ سراپ: چٹکتی رخت ہو دور سے پہلی معلوم ہوتی ہے۔۔
ترجمہ : کسی درانے میں چٹکتے والا سراپ اس آنکھ سے کہیں زیادہ اچھا ہے جس آنکھ میں ظم کی آرائش نہیں ہے۔ یعنی ظم محبت سے غل
ہونے کے سبب اس میں آنسوؤں کی چٹکت نہیں ہے۔

بکوش عرق رنگ و رہانت روست گل از نازکی تب خشم ندارد
لفت : بکوش عرق: پینے کی شدت۔۔ رنگ و رہانت: رنگ اڑ گیا۔۔

ترجمہ : پینے کی شدت کے سبب ترے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ گویا پھول اپنی نازکی کی وجہ سے خشم کو برداشت نہیں کر سکتا۔ محبوب کے
چہرے کو پھول سے اور پینے کو خشم سے تشبیہ دی ہے گویا یہ صفت حقیقی کا شعر ہے۔

چہ ناکس شمر آنگہ خوں ریخت مارا بہ تیغی کہ ترکیب او خم ندارد
لفت : چہ ناکس شمر: کتنا گھٹیا جاہل۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) نے ہمیں کتنا گھٹیا سمجھا کہ ہمارا خون ایک ایسی تلوار سے بہلاؤ میں ایسی تلوار سے قتل کیا۔ جس میں کوئی ظم نہ تھا۔ ظم
یا ہتھکڑی کسی کی عزت افزائی کی علامت ہے۔ عاشق کو یہ لگتا ہے کہ محبوب خود تو عاری عزت افزائی نہیں کرتا لیکن اس نے ہمیں ایسی تلوار
سے قتل کیا جو اس علامت (ظم) سے غلیظی، یعنی ہم محبوب کی نظروں میں بہت گھٹیا ہیں۔

ز ماتم نہ باشد یہ پوش زلفت کہ ہندو بدیں گونہ ماتم ندارد
لفت : ہندو: یہ عام آدمی، چٹھی، یہاں خود بخود بھی مراد ہے۔۔ بدیں گونہ: اس طرح سے اس طور۔۔

ترجمہ : تجری زلفوں کا سیاہ پوش ہونا کسی کے ماتم کے سبب نہیں ہے کیونکہ ہندو اس طور ماتم نہیں کرتے۔ یعنی وہ ماتم میں سیاہ لباس نہیں
پہنتے۔ محبوب کی زلفوں کے قدرتی رنگ سیاہ کے حوالے سے یہ کہنا چاہا ہے کہ اس پر کسی کے ظم کا اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسرا مطلب یہ ہے
کہ یہ قدرتی رنگ محبوب کے حسن کی دھن میں اضافہ کرتا ہے۔

نگہ دار خود را وز آئینہ بگذر نگاہ تو پرواے خود ہم ندارد
لفت : نگہ دار: توجہ کر۔۔ وز: واز۔۔

ترجمہ : تو اپنی زلفت کی طرف متوجہ رہ اپنی ہی زلفت میں گھبرا کر اور آئینہ کو بھڑکے، اس لئے کہ تجری نگاہوں کو تو اپنی بھی کوئی پروا
نہیں ہے۔ جب انہیں آئینہ پروا میں تو آئینے سے انہیں کیا ناگہانی ہو گی۔

خمن نیست در لطف اس قطعہ غالب شستے بود ہند کا دم ندارد
لفت : خمن نیست: ہمت نہیں ہے، کوئی شک نہیں۔۔ قطعہ: ٹکڑا، شعر کی ایک صنف، یہاں مراد ہمت ہو سکتی ہے۔۔

ترجمہ : اس قطعے کے پر لطف ہونے میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہند ایک ایسی جگہ ہے جہاں آدمی نہیں ہے۔ یعنی ہند کے ہارے میں نہ کوہ
ہستہ جس کسی نے بھی کسی ہے اپنی دلچسپ ہے۔

غزل #8

مژدہ صبح دریں تیرہ شبانم دادند شمع کشیدہ د ز خورشید نظام دادند

نعت : جہو شہلہ مار یکہ دامن۔۔۔ شمع کھستہ : شمع بجھادی گئی۔۔۔
ترجمہ : ان تاریک راتوں میں مجھے شمع کی خوشخبری سنائی گئی (قضا قدر نے یہ خوشخبری سنائی۔ شمع بجھادی گئی اور مجھے خورشید کے طلوع ہونے سے آگاہ کیا)۔ یعنی قیوں کی رات کٹ گئی خوشی کا دن طلوع ہوا۔

رخ کشودند لب ہرزہ سرا ہم بستند دل رلودند و دو چشم نگرانم دادند
نعت : لب ہرزہ سرا ہم : میرے فصول گہوٹ۔۔۔ دل رلودند : دل اڑا لیا کیا دل جھین لیا کیا۔

ترجمہ : انہوں نے (محبوب حقیقی نے) اپنا چہرہ کھولا اپنی جلوہ دکھایا اور میرے فصول گہوٹ بند کر دیے۔ میرا دل جھین لیا کیا اور اس کے بدلے میں مجھے غور دیکھنے والی دو آنکھیں عطا کر دی گئیں۔ یعنی اس محبوب حقیقی کے جلوے نے مجھے حیرت زدہ کر کے مجھے غامض کر دیا اور محبت میں دل کے بدلے میں، ایسی آنکھیں عطا کیں جن میں غور دیکھنے اور حقیقت شناسی کی قوت تھی۔

سوست آتکندہ ز آتش نغمہ خستند رخسار بت خانہ ز ناقوس فغانم دادند
نعت : خستند : عطا کیا کیا۔ ناقوس : کسی جانور کا بھنگ ہے باجلیا کر بندہ بندوں میں بجاتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : آتکندہ جل گیا اور اس کی آگ میرے سانس کو عطا کی گئی۔ بت خانہ گر گیا تو اس کے ناقوس سے مجھے فرادہ فغان مل گئی۔ یہ ساری غزل مسلسل ہے اور اس میں داخل قضا قدر ہے۔ غالب نے اس غزل میں، تلف انداز میں، اپنی شاعرانہ عظمت اور شخصیت کے تلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

گھر از رایت شہلایں بزم پر پیوند خلسہ گنجینہ فغانم دادند
نعت : رایت : جہاز، بزم : اجتماع، بزم : بزم، فیروب اس میں برصغیر، ایران، ترکی وغیرہ آتے ہیں۔۔۔ خلسہ گنجینہ فغان : موتی نکھرنے والا قلم۔۔۔
ترجمہ : (قضا قدر نے) گم کے بادشاہوں کے پرچوں سے موتی چنے یعنی انارے اور اس کی جگہ مجھے دیا قلم عطا کیا جو موتی نکھرنے والا ہے۔

افسر از تارک ترکان ہشتکی بروند بہ خن نامیرہ فر کیا نم دادند
نعت : افسر : تاج کلفتی۔۔۔ تارک سر۔۔۔ ترکان ہشتکی : ہشتک، توران کے بادشاہ، فریاد کے باپ کا نام تھا مراد دگر ترک۔۔۔
نامیرہ : پڑھائی۔۔۔ ترکان : قدیم ایران کے ایک شاہی خاندان اکیلی کی سی شاہن و شہرت بادشاہ۔۔۔

ترجمہ : ہشتکی ترکوں کے سر سے تاج انار لیا گیا اور شامی میں مجھے کیلی عکاسی والے دیدہ کی پوشائی عطا کی گئی۔ یعنی جو شہنشاہ دیدہ کیانتوں کو حاصل تھا شامی میں وہ میرے مقدور میں کھ دیا گیا۔

گوہر از تاج گسستہ و بدائش بستند ہرچہ بروند بہ پیرا بہ ناسم دادند
نعت : گسستہ : انہوں نے توڑے توڑے گئے، انار لے گئے۔۔۔ پیرا : ظاہر، کھل کر، کلم کھلا۔۔۔

ترجمہ : تاج سے موتی انار لے گئے اور انیس دانیل (علم) میں جڑوا کیا جو کلم کھلا لے جایا گیا اور نامیاں مجھے پوشیدہ طور پر دے دیا گیا۔ یعنی قضا قدر نے مجھے علم دانیل کے موتیوں سے نوازا۔

ہرچہ در جزیرہ ز کبریاں سے تاب آوردند بہ شب جہو ہا رمضان دادند
نعت : جزیرہ : ایک خاص ٹکس جو اسلامی حکومت میں غیر مسلموں سے ان کی حفاظت وغیرہ کے ضمن میں لیا جاتا تھا مراد ٹکس۔۔۔ کبریاں : کبریاں، حج، آتش بہت۔۔۔

ترجمہ : آتش پرستوں سے جڑے میں جو خالص شراب و صول کی کٹی روٹھے دار مضامین میں جس کی شب عطا کی گئی۔ جسہ بھلی کاران ہونے کے سبب اس میں اطمینان و مزہ سے بخواری ہوئی تھی۔

ہرچہ از دستگہ پارس پہ یغما بردند تاجانم، ہم از اس جملہ زبانیم دادند
نعت : پہ یغما بردن: غوث کرنے گئے۔ پارس: سرور ایران، گم۔

ترجمہ : جو کچھ پارس کے سرہانے یا پختی سے لوٹ لیا گیا تھا، موزوں کی قیامت میں ان کی طرف بٹا رہا ہے، اس میں سے مجھے زبان عطا کی گئی تاکہ میں فریاد کر سکوں۔ زبان سے مراد قاری زبان ہے جس میں غالب نے شاعری کی اور جسے یہاں فریاد کہا گیا ہے۔

دل ز غم مرده و من زنده، دکھائیں مرگ بود از زنده بہائم کہ امانم دادند
نعت : دکھ گیا، گویا کہ۔ از زنده بہائم: میرے نام کے صاحب مال۔

ترجمہ : میرا دل غم سے مر گیا ہے لیکن میں زندہ ہوں، گویا یہ موت میرے نام کے صاحب مال تھی جس کے سبب مجھے اس سے بچا لیا گیا تاکہ وہ میرا نام کہتی رہی۔

ہم ز آغاز بخوف و خطر ستم غالب طالع از قوس و شمار از سر طام دادند
نعت : طالع: قسمت، نصیب۔ قوس: آسمان کا انحنی برج، کمان۔ سرطان: کھڑی سے بنا ہوا ایک آبی کپڑا اور سینڈلک سے پہنا ہوا ہے، آسمان کا برج تھا۔

ترجمہ : غالب میں آغازی سے خوف و خطر کا فکرا ہوں۔ مجھے مقدور قوس (الہی قوس) کا لالہ اور میرا شمار سرطان سے ہوا۔ تاکہ مراد یہ ہے کہ مجھے بدلتی سے پہنچی میں لاکر کہا گیا کہ انحنی برج سے پڑے ہوئے برج پر اور میرے گئے خوف و خطر کا باعث بنا ہوا ہے۔

غزل # 9

تاکیم دور شکایت ز بیاں بر خیزو بزبان آتش کہ شنیدن زمیں بر خیزو
نعت : تاکیم: تاکہ، تم، کب تک میرے۔ دور: دھواں۔ شنیدن: سنا۔ زمیں: زمین، درمیان سے اٹھ جائے، غم ہو جائے۔

ترجمہ : کب تک میرے بیان سے شکایت کا دھواں اٹھتا رہے گا، میری ہے کہ اتے آگ لگے تاکہ اس دھواں، شکایت کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔ یعنی آگ پوری طرح نہ بجنے سے دھواں اٹھتا ہے، شاعر کا مطلب ہے کہ عشق میں میرا درد و غم اٹھا کو نہیں پہنچا اسی لئے شکایت کر رہا ہوں گویا یہ شکایت دھواں ہے۔ تو میرے درد و غم پر دھواں ہے تاکہ یہ شکایت ختم ہو جائے۔

ی ری از من دلتے پہ گمان ست ز تو بے محابا شو و ہشیش کہ ممل بر خیزو
نعت : ی ری: تو، تم، آگے۔ بے محابا شو: بے خوف ہو جا۔

ترجمہ : تو مجھ سے بھاگ رہا ہے اور تو کہ میرے اس بھاگنے سے غلامی کا فکرا ہو رہے ہیں، اکہ کیا چکر ہے یا کوئی گز رہا ہے۔ اس لئے تو بے خوف ہو کر میرے پاس آؤ، تاکہ لوگوں کا یہ شک و شبہ اور غلامی دور ہو جائے۔

گر دہم شرح غمکے کہ پہ دلہا داری دور از کار کہ شیشہ مگراں بر خیزو
نعت : غمکے کہ: وہ غم جو، وہ عقل پر۔ کار کہ شیشہ: شیشہ بنانے والوں کا کارخانہ۔

ترجمہ : تو اپنے چاہنے والوں کے اہلوں پر جو نفل یا رحم ڈالتا ہے اگر میں اس کی شرح کرتے گوں یعنی اسے تحصیل سے جان کر اس تو شیشہ سازوں کے کارخانے سے دھواں اٹھتے گئے۔ دل شیشہ کی طرح نازک ہے "اسی حوالے سے کارگاہ شیشہ گراں کی بات کی۔ مطلب یہ کہ اس عجب کاس کر شیشہ ساز بھی زور جائیں اور توبہ توبہ "پکارتے گئیں۔

بلادت سرواچہ شخصے ست کہ ناگر یک بار بے خود از جا ز بھوم خفتل بر خیزد
لغت : ناگر : ناگہا ناگہک۔۔ بھوم خفتل : خفتل کی شدت و خفتل تنہا بخارا یا بھاری کے قہیے میں بیمار کے دل کی دھڑکن کا تیز ہو جانا اور اس اناکار پر دل آگ کی سی حالت طاری ہو جانا۔

ترجمہ : تیرے قد کے سامنے سرواچہ بلند و رفت کی کیفیت اس شخص کی سی ہے جو خفتل کی شدت کے سبب اناگہ ایک مرتبہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو۔ یعنی محبوب کو دیکھ کر سرو خفتل کا شکار ہو جاتا ہے۔

بچہ گیرند عیار ہوس و عشق دگر رسم پیداوار مہل از جنل بر خیزد
لغت : بچہ گیرند کس طرح کریں گے۔ عیار : پرکھ۔۔ مہل : خدا نہ کرے۔۔

ترجمہ : آخر ہوس اور عشق کو باہم کس طرح یا کیونکر پرکھا جائے گا۔ خدا نہ کرے دنیا سے پیدا کی رسم اٹھ جائے۔ محبوب جو دو رحم اپنے عاشق پر کرتا ہے۔ عاشق کے لئے اس میں بھی ایک لذت ہے۔ یعنی بقول شاعر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں
تجہ ہوس پرست اس جو دو رحم سے دور بھاگتا ہے۔ اس لئے کہا کہ خدا نہ کرے پیدا کی رسم ختم ہو کہ اس سے بچے عاشق اور ہوس پرست کی پرکھ ہوتی ہے۔

کشتہ دعویٰ پیداہی خوششم ہمہ دوائے گر پردہ ازس راز نعل بر خیزد
لغت : پیداہی : ظاہر ہوئے ظاہری دھور۔۔

ترجمہ : ہم سب اپنے اس ظاہری دھور کے دعویٰ کے بلے ہوتے ہیں۔ اگر اس پر شیدہ راز سے (یعنی اناکار دھور ہے یا نہیں) پرانا اٹھ جائے تو افسوس کی بات ہوگی یعنی اناکار دعویٰ ختم ہو جائے گا۔ صرفاً "محدث الوجود" کے قائل ہیں، یعنی اپنا کوئی وجود نہیں سب اور ہر جگہ خدا ہی جلو کر ہے۔ لہذا انسان کا اپنے وجود کے ظلم و دوام میں گرفتار ہونا حقیقت سے دور کی بات ہے۔

زہبار از تعب دوزخ جلویہ حرس خوش ہمارے ست کزو نیم غراں بر خیزد
لغت : زہبار : خوردار ہو نہ کہو۔۔ تعب : سختی، عذاب۔۔ خوش ہمارے ست : وہاں بھی ہمارے۔۔

ترجمہ : دیکھ! تو دوزخ جلویہ عذاب سے کوئی خوف نہ کہہ دو، ہمارا بھی ہے جس سے غراں کا خوف جاتا ہے۔ یعنی دوزخ میں مسلسل پلٹے رہنے سے پلٹے کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہیں عذاب نے اور اٹھک سے بات کی ہے۔

رنج سے خوگر ہوا انسل تو مت جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر چزیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں
نار بر خاست دم بہمن آتش زبند کو شکر نے کہ چو ما از سر جل بر خیزد

لغت : دم بہمن : ابرمے وقت۔۔ چند : ہرل کا دانہ جسے آگ میں جلاتے ہیں۔۔ کو شکر نے : کہیں گیب بہت ہو۔۔

ترجمہ : ہرل نے آگ سے ابرمے وقت نار و لہار شعلہ کر دیا۔ کیا ہی گیب بہت ہو کہ وہ ہماری طرح جان ہی دے دے۔ یعنی جس طرح ایک عاشق بڑے سکون سے اپنی زندگی کو خریدتا کہ دیتا ہے اگر ہرل کا دانہ بھی اپنی زندگی کو سکون کے ساتھ خریدتا کہ دے تو یہ گیب بہت ہو

کی۔

جزوے از عالم و از ہمہ عالم چشم بچو موسے کہ قتل را ز میاں برخیزد

نعت : جزوے ایک حصہ۔۔۔ چشم میں زبان ہوں۔۔۔ موسے: ہاں۔۔۔ یہاں: کمر۔۔

ترجمہ : میں اس کائنات کا ایک حصہ ہوں اور تمام کائنات سے زیادہ بڑھ کر ہوں، بالکل اس بل کی طرح جو حیثوں کی کمر سے ابھرتا ہے۔
محبوب کی کمر کو بہت بڑک کہا جاتا ہے بلکہ ایسی کمر جس کا کوئی دھند نہیں۔ بہت شامرا

میاں سنتے ہیں تیرے بھی کمر ہے کمال ہے کسی طرف کو ہے کدھر ہے

مطلب یہ کہ اس کائنات کا اپنا کوئی دھند نہیں اور یہ "وحدت انوار" کی بات ہے، محض وہم و گمان ہے۔ ظاہر ہے انسان اسی کائنات کا ایک حصہ ہے۔ تو وہب کائنات کا دھند نہیں تو انسان کا دھند بھی پھر وہی ہے۔ جس طرح محسوس کی کمری نہیں تو اس سے ابھرنے والا بل بالکل سے آئے گا۔ یعنی سب وہم و گمان ہے۔

عمر یا چرخ بگردد کہ بگر سوختہ اے چو من از دورہ آذر نفساں برخیزد

نعت : چرخ بگردد: آسمان گردش کرتا ہے۔۔۔ بگر سوختہ اے: کوئی دل جلایا بگر جلا۔۔۔ دورہ: خانہ۔۔۔ آذر نفساں: وہ لوگ جن کے سانس سے آگ تلخی ہو یعنی آتشیں فرائد کرنے والے۔۔

ترجمہ : آسمان دنوں گردش کر رہا ہے تاکہ مجھ کو کوئی بگر سوختہ پیدا ہو جس کا تعلق آذر نفسوں کے خانہ سے ہو۔ یعنی مجھ کو ایسا نقل نفس بگر سوختہ حاصل پیدا ہونے کے لئے ایک عرصہ درکار ہے۔ طائر اقبل نے کسی دوسرے رنگ میں یہ بات کی ہے

ہزاروں سال زنگیں اپنی بے نوری پہ روئی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے جن میں دیدہ وریدا

اور بقل سدی۔

میر بسیار بیاید پدر بزرگ را تا دگر بلور گیتی چو تو فرزند بزیاید

گرد ہم شرح شمعے عزیزاں غالب رسم امید ہلاکتا ز جہاں برخیزد

ترجمہ : اے غالب! اگر میں اپنے عزیزوں کا دھند و رسم تحصیل سے بیان کرتے لوں تو میں سمجھ کر دنیا سے امید کی رسم ہی اٹھ جائے۔
مطلب یہ کہ دھند و رسم میں دھندلے کم ہی دھندلے ہیں تاہم عزیزوں کے ہاں سے یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ کسی وقت محبت سے بھی پیش آئیں گے۔ غالب نے اردو میں بھی مضمون اس طرح بیان کیا ہے:

کہوں کہا خولی لوضاع ایتلے زماں غالب بدی کی اس نے جس سے کی تھی ہم نے بار بار بنگلی

ہدم کے بقول ۔

دیکھا جو تیر کا کے میکن گاہ کی طرف

سودی نے گھنٹاں ایپ محل دکانیت 27 میں اسی موضوع پر یہ قلمد کیا ہے۔

یا وفا خود نبود در عالم یا مگر کس دریں زمانہ نگر

کس نیا موصوت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نگر

(ا تو اس دنیا میں وفا کا دھند ہی نہ تھا یا پھر شاید ہمارے زمانے میں کسی نے نہیں کی۔ جس کسی نے بھی مجھ سے علم جو تیر کا آخری

غزل # 10

گویم خنہ گرچہ شنیدن نقشاند
مے ست ظہم را کہ دمیدن نقشاند

نعت : شنیدن نقشاند : روشنے سے واقف نہیں۔۔۔ دمیدن : پھونکا، طوطا ہوا۔

ترجمہ : میں ایک بات کہہ رہا ہوں، اگرچہ اسے سننے سے کوئی آشنا نہیں اپنی سننے کو تیار نہیں اور وہ بات یہ ہے کہ اسمیری رات کی ایک ایسی طرح ہے جو طوطا ہونے سے آگاہ ہے۔ یعنی میری غم و اندوہ کی رات کی کوئی شج نہیں۔ رات درد و غم اور دکھوں کی جگہ دن خوشیوں سرخوں کی طاعت ہے۔

از بند چہ بکشاید و از دام چہ خیزد
ماہیم و غزالے کہ دمیدن نقشاند

نعت : غزالے : ایسا ہرن۔۔۔ دمیدن : دوزخ بھانکا۔

ترجمہ : تیرے کیا کھلے گا یعنی کیا حاصل ہو گا اور جالی سے کیا اٹھے گا یعنی کیا فائدہ ہو گا اس لئے کہ ہم جس ہرن (یعنی محبوب) کو دام میں پھنسا چاہتے ہیں وہ تو بھانکا نہیں چلتا۔ یعنی ہرن اپنے تیرے ڈٹنے کے بلکہ وہ جالی میں پھنس ہی جاتا ہے لیکن محبوب کو ایسا ہرن ہے جو دوزخ بھی نہیں اور کسی جالی میں بھی نہیں پھنستا۔ یعنی اس کے دل کو رام نہیں کیا جاسکتا۔

گوہر چہ شکست کند از بے پر و بلی
ماہیم و سرخے کہ چکیدن نقشاند

نعت : ماہیم : ہم ہیں۔۔۔ سرخے کہ : وہ آنسو۔۔۔ چکیدن : ٹپکتا۔

ترجمہ : سوئی اپنے بے پردہ جالی ہونے کی کیا شکست کر رہا ہے۔ ہماری طرف دیکھو کہ ہم ہیں اور ہمارے آنسو جو ٹپکتی نہیں جانتے۔ اپنے آنسو کے حوالے سے سوئی کی بات کی ہے۔ سوئی میں آنسو کی سی چمک ہے لیکن آنسو اور سوئی دونوں ڈٹنے سے عاجز ہیں کہ ان کے پردہ جالی نہیں ہیں۔ ”چھپنا نہیں جانتے“ کا مطلب ہے کہ عاشق انہیں خدا کرتا ہے بلکہ ”کسی پر نہ اپنا جال کھلے“

سلی چہ شگرتی کند و بادو چہ تندی
خوں بد دماغے کہ دمیدن نقشاند

نعت : چہ شگرتی کند : کیا کرشمہ دکھائے۔۔۔ خوں بد : اللہ کرے خون ہو جائے۔۔۔ دمیدن : پھنکا، پھنکا ہوا مراد سرشار ہوا۔

ترجمہ : سلی اپنا کرشمہ دکھائے اور شراب اپنی تندی و تیزی کا کیا مظاہرہ کرے۔ اللہ کرے وہ دماغ خون ہو کر رہ جائے جو سرشار یا سرمست ہو انہیں چلتا۔ تاکہ اپنی طرف اشارہ نہ ہے کہ ہمیں تھوڑی شراب سے قتل نہیں ہوتی۔

ما لذت زیدار ز پیغام گر تھیم
مشتاق تو دیدن ز شنیدن نقشاند

ترجمہ : ہم نے تجھے پیغام ہی سے تجھے دیدار کی لذت حاصل کر لی۔ تمہارا عاشق دیکھنے اور سننے میں فرق نہیں کرتا۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب کی طرف سے زبانی پیغام ملنا بھی اس کے دیدار کے برابر ہے۔

بے پردہ شو از باز و میدیش کہ مارا
چون آینه چشمے ست کہ دیدن نقشاند

نعت : میدیش : مت فکر کر مت سوچ۔۔۔ دیدن : دیکھنا۔

ترجمہ : تو تیرا دارا کی حالت میں ذرا اسے غلبہ ہو جاوے ہم سے فکر نہ ہو نہ دارا اس لئے کہ ہماری آنکھ ایک ایک آنکھ ہے ہر آنکھ کی طرح دیکھنا نہیں جانتی۔ یعنی ہماری آنکھیں تیرے حسن کی چمک دھمک کی تاب نہیں دے سکتیں۔

نیم چہ بلا بر سر جب و کفن آرد دستے کہ بجز جامہ دریدن نشاند
نفت : چہ بلا آرد کیا معیت و حالت۔۔۔ جامہ دریدن : لباس پھاڑنا۔۔۔

ترجمہ : دیکھیں وہ ہاتھ ہر طرف کپڑے پھاڑتا پھاڑتا ہے (یعنی آگاہی کے عالم میں ایسا کرتا ہے) جب و کفن پر کیا معیت و حالت۔ یعنی اسے اور کچھ نہیں آتا تو ہمارے کفن کا بھی وہی مشورے گا۔

بیوست رواں از مرثو خون جگرستم رنگے ست رخم را کہ پریدن نشاند
نفت : بیوست بیست، مسلسل۔۔۔ پریدن : اڑنا۔۔۔

ترجمہ : میری ہڈیوں سے مسلسل خون جگر بہتا رہتا ہے اور میرے چہرے کا رنگ اڑنے سے ہوا بنتا ہے۔ یعنی خون جگر بہنے کے بل بوتہ پر میرے چہرے کا رنگ بدستور قائم رہتا ہے۔

شوخم سے گلگوں بہ سیوی زند اشب پیانہ ز سلقی طبعین نشاند
نفت : سے گلگوں : گلاب کی طرح سرخ رنگ کی، یعنی خالص شراب۔۔۔ طبعین : طلب کر رہا تھا۔۔۔

ترجمہ : میرا شوق آج رات خالص شراب جام میں ڈال رہا ہے اس لئے کہ اسے ساقی سے پار دیا جام نکھٹا نہیں آتا شوق سے مراد شوقِ مستی ہے، گویا عاشقِ شوق ہی میں اس قدر ڈوبا ہوا اور سرمست ہے کہ اسے کسی ساقی اور جام و فیو کی ضرورت نہیں۔

بلذت اندوہ تو در ساخت غالب کوئی ہمہ دل گشت و تپیدن نشاند
نفت : در ساخت : مضافت کرنا ہے، گویا یادداشت کر لیا ہے۔۔۔ تپیدن : تڑپنا۔۔۔

ترجمہ : غالب نے تیرے دروغم (دروغ یعنی کالجیہ) کی لذت سے بلا کر لیا ہے اسے گویا کر لیا ہے میں کچھ کہ وہ سراپا دل بن گیا ہے لیکن ایسا دل جو تڑپنے سے نا آشنا ہے۔ یعنی تیرے دروغم کو خوشی سے برداشت کر رہا ہوں۔

غزل # 11

ہر دم ز فطام دل آزاد بجند ناکبست دریں پردہ کہ بے باو بجند
نفت : فطام دل : سرت و شعلہ دل سے مراد دل۔۔۔ بجند : ہلکے، رقص کرنا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا آزاد دل ہر لمحہ سرت و شعلہ دل سے رقص کر رہا ہے۔ خدا جانے اس پردے میں کون ہے جو یہ (پردہ) کسی ہوا کے بغیر ہی دل رہا ہے۔ دل کو پردہ کہا ہے اور ”مکون ہے“ سے مراد ظاہر ہے، محبوب ہے جو دل میں حل ہوا ہے اور جس کی وجہ سے دل میں رقص نکلتا ہے۔

برہم زدن کار من آسان تر از آست کز باد سحر طرہ شمشاد بجند
نفت : برہم زدن : بگاڑنا، برہم کرنا۔۔۔ طرہ شمشاد : درخت شمشاد کی زلفیں یعنی شاخیں اور پتے۔۔۔

ترجمہ : تب شیخ کی ہوا چلتی ہے تو شمشاد کی شاخیں و فیو لٹے گتی ہیں۔ اسی حوالے سے یہ کہا ہے کہ میرے کامِ صحبت کے بندوں کو برہم کرنا شمشاد کی اس حالت سے بھی زیادہ آسان ہے۔

خواہم از تو آزردگی غیر چو بنم عرق حسد خاطر پاشد بجنبہ

لغت : آزردگی ظالم۔ عرق حسد : حسد کا پھونکا۔ خاطر پاشد : پھونک دیا۔

ترجمہ : جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ رقیب کی طرف تیری توجہ ہے اور اس کی وجہ سے اس میرے خاطر پاشد سے حسد کا پھونکا پھرنے لگا ہے یعنی میں اسے بدداشت نہیں کر سکتا تو میری یہ خواہش ہوتی ہے یا میری یہ خواہش ہے کہ تو رقیب سے ایسا رویہ اختیار کر کہ اس کا دل آزرد ہو جائے۔ یعنی اس طرح تو تجھ سے دور ہو جائے۔

مردم بہ دم و دافم از آن صید کہ در دام تھے پے مشغولی صیاد بجنبہ

لغت : مردم بہ دم : میں ایک لمبے میں مر گیا۔ دافم : مجھے دھک ہے۔ تھے : تھے، یکہ، تھوڑا سا۔

ترجمہ : میں تو ایک لمبے میں مر گیا لیکن مجھے جاں میں بچنے ہوئے اس شکار پر دھک آتا ہے جو شکاری کی مشغولیت یعنی دل بہلاوے کے لئے جاں میں یکہ جتا یعنی قربان ہے۔ صیاد سے مراد محبوب ہے اور شکار سے مراد عاشق۔

ہاں شیخ پری خواں سے گلکوں بہ قعر ریز تا در نظرت بلی پر پزاد بجنبہ

لغت : پری خواں : ایسا شخص جو کوئی جلد متحرک ہو کر رقیب سے پری کو کھالے۔ بہ قعر ریز : پیالے یا جام میں ڈال کر اٹھانے۔ پزاد : پری کی نسل سے مراد محبوب، کوئی حسین۔ بلی : بلی، پر، پہلی مراد زلیخا۔

ترجمہ : ہاں اسے پری خواں شیخ اتنے سے گلکوں پیالے میں اٹھانے تاکہ تجھے اس میں کسی پری جو کی زلیخا لڑائی ہوئی نظر آئیں۔ یعنی اصل پری تو دل بہلانے والی صید و معشوقہ ہے۔

برقے بخشار آرم و ابرے بتراوش زان دشن کہ اندر کف جلد بجنبہ

لغت : برقے : بخار آرم : میں بھیج لیتا ہوں۔ بتراوش : ہارش برسانا ہوں۔ دشن : تھکر۔

ترجمہ : میں اس تھکر سے جو جلد کے ہاتھ میں مل رہا ہے، آسانی بخلی کو بکڑیجے بھیج لیتا ہوں، جبکہ جلد کا سینہ چڑھ کر اس سے ہارش برسانا ہوں۔ مطلب یہ کہ میری نظر میں جلد کا تھکر بخلی سے کہیں زیادہ ہے قراد اور خون بہانے میں جلد سے بچ کر ہے۔

از رنگ بہ خون غلغم و از ذوق بر غم زان پیشہ کہ در پنچہ فریاد بجنبہ

لغت : بہ خون غلغم : میں خون میں غرق رہا ہوں۔

ترجمہ : میں اس پیشہ پر، جو فریاد کے ہاتھ میں مل رہا ہے، رنگ کے بارے خون میں غرق رہا اور ذوق سے رقص کر رہا ہوں۔ یعنی خون میں غرق ہے جو لذت محسوس ہوتی ہے اس کی بنا پر رقص کرنے لگا ہوں۔ شیریں کے عاشق فریاد نے دوستوں کا ہاتھ پیچھے سے کاٹا اور پھر شیریں کی موت کی بھونکی خبر اسی پیشہ سے اپنا کام تمام کر لیا تھا۔

اے آنکہ در اصلاح تو ہرگز ندید سود چون طبع بکبت را رگ بیداد بجنبہ

لغت : سود : ناام۔ طبع بکبت : میری نیز محمی طبیعت۔ چون : چونکہ اس لئے کہ۔

ترجمہ : اے طالب! چونکہ میری اپنی یا نیز محمی طبیعت کی رگ بیداد اہم و حتم کی رگ ایمان کی رہتی ہے اس لئے میری اصلاح میں کوئی فائدہ نہیں۔ رگ پر کڑی شرارت پر آمادہ ہونا ہے۔ چونکہ طالب یا معشوق کی طبیعت ہی غم پر حتم پر آمادہ رہتی ہے تو اس کی اصلاح کیونکر ممکن ہو سکتی ہے یا اسکی اصلاح بے سود ہے۔

ہر پویہ کہ گرد دل آنگہ بگرد ہر چارہ کہ در خاطر استلا بجنبہ

لغت : پیہ : دگی چال، نرم رفتاری، مرو نرم گفتاری۔۔۔ دل آلود، دلائل، دلائل انسان۔۔۔

ترجمہ : اس سے پتا شعر اور یہ شعروں قطعہ بند ہیں۔ پہلے میں یہ جو کہنا کہ تیری اصلاح ممکن نہیں تو اب اصلاح کے طریقوں کی ناکامی کی بات کی ہے، یعنی نہ تو کسی دعا کی نرم گفتاری ہی جو اس کے دل سے ہوتی ہے، تیری اصلاح کر سکتی ہے اور نہ وہ اس چارہ کار شی سے ممکن ہے جو کسی استاد یعنی تجربہ کار انسان کے دل و دماغ میں آتا ہے۔

وصل تو بہ نیوے دعا نیست ازین بعد خون پا زبانی کہ بہ اور او بجنبد

لغت : نیوے دعا، طاقت کی دعا۔ اور او : درد کی جمع، وغیرہ۔ دعا : خون پا زبانی کہ بہ خون ہو جائے، بیکار ہو جائے۔۔۔

ترجمہ : اب آئیں، یعنی کراج کے بعد سے 'دعا کی طاقت سے تیرا وصل ممکن نہیں رہا۔ خدا کرے وہ زبان خون ہو کے رہ جائے جو اس سلسلے میں وغیرہ طواری کرتی ہے۔ یعنی ایسی صورت حال میں جب دعاؤں سے بات نہیں بن رہی، وصل کا مقصد حاصل نہیں ہو رہا تو مگر وہ دعا اور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بیکار مشغلہ ہو گا۔

عالم قلعت پردہ کشائے دم عینی ست چون بر روش طرز خدا داد بجنبد

لغت : دم عینی : حضرت عیسیٰ کے سانس کا یہ بھڑکا کہ جس مریض کو پھر تک مارتے وہ صحت مند ہو جاتا، مرود زندہ ہو جاتا۔۔۔ طرز : خدا داد : خدا کا حکم کردہ انداز، طبعی انداز۔۔۔ پردہ کشائے : پردہ کو لئے دھلا، راز کا ظہار کرنے والا، مرو اس سانس جیلا۔۔۔

ترجمہ : عالم : جب تیرا قلم طرز خدا داد کی روش پر چلے گا ہے تو وہ حضرت عیسیٰ کے بھر قیام کی یہ وہ کشائی کرنے لگا ہے۔ یعنی اس قلم میں بھی وہی دم عینی دل بات آ جاتی ہے۔ گویا عالم کی شامی ایسی ہے جو مرود لوگوں میں تکرار روح پھر تک رہتی ہے۔

غزل # 12

خوبای نہ آن کنند کہ کسی را زبانی رسد دل بد تو آ وگر چہ ازاں ولسان رسد

لغت : خوبای : خوب کی جمع، عین، عینا کی۔۔۔ زبانی رسد : قصص پہنچے۔۔۔ نہ مرود یکس۔۔۔

ترجمہ : عینیں ایسا کلم نہیں کرتے جس سے کسی کو کوئی قصص پہنچے۔ وہ (محبوب) ہمارا دل لے گیا ہے، اب دیکھیں اس کے بولے میں ہمیں اس ولسان (دل) پہنچے والا محبوب اسے کیا کہتا ہے۔

دارو خبر در بلخ و من از سلوکی بنوز تنم ہی کہ دوست مگر ناگہی رسد

لغت : دارو در بلخ : انوس کر کہ مراد گرج کرنا ہے۔۔۔ تنم ہی : اسی تنم میں تو کہلوں، میں سوچا ہوں۔۔۔

ترجمہ : وہ (محبوب) خبر یعنی پیام تک بھیجے سے بھی گرج کرنا ہے، اور میں اپنی سلوکی کی بنا پر بھی تنکے خیال کر رہا ہوں، یعنی اس غلط فہمی کا شکار ہوں کہ میرا دوست شاید کسی وقت آجائے۔

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست ہر جا کنیم جہدہ ہاں آستان رسد

ترجمہ : دیر و حرم سے ہمارا مقصود اس محبوب حقیقی کے سوا اور کوئی نہیں ہے، قیام کیس بھی جہدہ کریں وہ اسی کے آستان پر پہنچے گا۔ اصل مقصود تو وہ خالق کائنات ہے اس کی طرف توجہ یا بھروسے کے لئے کسی جگہ کی قید نہیں ہے۔ بہلول معنی؟

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چرخ حرم و دیر خانہ

ماضی کا عشق خواہ اسلام سے ہو خواہ کفر سے، دونوں صورتوں میں وہ بیکار ہے کیونکہ پرانا چرخ کاما ماضی ہے وہ حرم دور کے پتھر میں نہیں چرتا۔ ایران کے ایک جدید شاعر کا کڑا لہجہ صمیم شہزاد کے بتوں۔

بکوسے عشق یا قصر شہاں یا کلبہ و دولہاں فروغ دوست کی خواہی تو خواہ آنجا و خواہ اسنجا
اگر تجھے جلد دوست یعنی محبوب حقیقی کی خواہش ہے تو اسے خواہ کچھ عشق میں پہنچا خواہ بدشاہوں کے گل میں اور خواہ درویش کی
بوسہ پڑی میں۔

دُردی کشاں پہ میکدہ درہم قنارہ اند نازم پہ خوارینی کہ سخن زیں میاں رسد
لغت : دُردی کشاں : دُردی کش کی جگہ، گھٹ پڑنے والے۔ درہم قنارہ : آئین میں اللہ پڑے ہیں۔۔۔ خوارینی کہ : ایسی ذلت جو۔۔۔
ترجمہ : میکدہ میں گھٹ پڑنے والے آئین میں اللہ پڑے ہیں۔ مجھے اپنی اس ذلت و خواری پر ناز ہو گا جو مجھے اس سطح میں حاصل ہو۔ یعنی
مجھے شراب مل جائے خواہ اس کے لئے ذلت ہی کیوں نہ اعلیٰ پڑے۔

گم شد نشان من چو رسیدم پہ کنج دیر مانند آن صدا کہ بگوش گراں رسد
لغت : کنج دیر : دیر کا گنہ، گنہ۔ گوش گراں : ہوا گراں۔

ترجمہ : جب میں گوشہ دہر میں پہنچا تو میرا نشان اس صدا کی طرح گم ہو گیا جو میرے کلاں میں پہنتی ہے۔ میرے کلاں میں کسی بولنے
والے کی آواز نہیں پہنتی یعنی وہ سن نہیں سکتے۔ مولانا علی مرحوم نے اس شعر کی وضاحت یوں کی ہے۔ "شعراے حصولین اور و طراہات
اور میکدے سے اکثر غافلہ و اود مقام ہیں خرد و کای تعلیم دی جاتی ہے، مراد لیتے ہیں۔ اپنا نشان دہر میں پہنچ کر گم ہو جانے سے مراد قاف ہے۔
اس کی تفسیر اس صدا سے جو میرے آہی کے کان تک پہنچ کر گم ہو جاتی ہے، کس قدر بلیغ تفسیر ہے۔"

در دام بہر دانہ نیمغم مگر قفس چنداں کنی بلند کہ تا آشیان رسد
لغت : نیمغم : میں نہیں کر رہا نہیں پہنتا۔ کنز ہل ڈگر۔۔۔ چہاں : اس حد تک۔

ترجمہ : میں دانے کی خاطر چل میں نہیں چنوں گا ہل اگر تم بچرے کو اس حد تک بلند کر دو کہ وہ آشیان تک پہنچ جائے۔ مولانا ہل نے
اس شعر کی بھی تفسیر کی ہے۔ "ان کے مطابق "کچھ افراد قفس کا افسار ہے، یعنی اگر عزت کے ساتھ قید کر دو مجھے قید ہونے سے انکار
میں نہیں، یہ امید رکھو کہ میں دانے کے لالچ سے چل میں آچنوں گا میں بلکہ قفس کو اتار دوں گا کہ میرے گھونسلے تک پہنچ جائے۔
میں قفس میں فوراً چلا جاؤں گا۔"

راہے کہ تا من است آہانا نہ ایمن است خون می خورم کہ چوان بخورم سے چہاں رسد

ترجمہ : جو راستہ مجھ تک پہنچا ہے وہ بے شک و شبہ محفوظ نہیں ہے اور میں اسی غم میں اپنا خون پی رہا ہوں کہ شراب مجھ تک کیسے پہنچی
اور میں کیونکر پی سکوں گا۔ یہاں "چوان" بپ کے معنی میں نہیں بلکہ سالیہ انداز میں ہے یعنی کیسے، کیونکر۔ ظاہر ہے شراب پلانے سے
آئے گی لیکن راستہ ہی محفوظ نہیں ہے تو اس (شراب) کا ذخیرہ تک پہنچنا ظاہر ہے۔

رقیم سوے دے و مرہ اندر بگر غلیہ زان پشتر کہ سینہ بنوک سناں رسد
لغت : غلیہ : جھجی۔۔۔ سناں : بڑے کی اپنی نوک۔۔۔

ترجمہ : ہم اس کی طرف گئے اور اس سے پشتر کہ اندر سینہ بڑے کی اپنی نوک کی زد میں آئے اس (محبوب) کی چٹکیں ہمارے بگڑیں ہوجھ
گئیں۔ لیکن ہمیں مارنے کے لئے کسی نیزے کی ضرورت نہ پڑی وہی کلم اس کی دھنک چکلے لے کر دیا۔

تیر ٹھٹھ راغلا انداز گفت ام اے وائے گرتہ تیر وگر بر نشان رسد
 لغت : غلامان : ہر صبح نکلنے پر نہ گئے۔

ترجمہ : میں نے (محبوب کے) پہلے تیر کو "غلامان" کہا ہے۔ بڑے اطوس کی بات ہو گی اگر دو سواتیر بھی نکلنے پر نہ لگے۔ یعنی عاشق، محبوب کے تیر کا نکلنے بننے پر خوش ہوتا ہے لیکن اگر تیر غلام نکلنے پر گئے تو یہ عاشق کی بد قسمتی ہے اور اگر محبوب کا دو سواتیر بھی اسی طرح غلامان ہو تو مصافحہ ہر ہے محبوب نے جان بوجھ کر یہ کیا ہو رہے عاشق کی طرف سے کوہ ران نہیں کیا۔

امید غلبہ نیست بہ کیش مغال در آہی سے گر بہ جز یہ دست نداد ار مغال رسد

لغت : کیش سلطان : آتش پرستوں کا مذہب جس میں شراب حلال ہے۔۔۔ سلطان : شاہ کی جمع : آتش پرست چاری۔۔۔ ار مغال : ختم۔
 ترجمہ : اگر آتش پرستوں (پارسیوں) پر غلبے کی امید نہیں تو ان کا مذہب اختیار کر لے، تاکہ شراب اگر چاہے میں نہیں ملی تو تھکے کے طور پر مل جائے گی۔ غلبہ سے مراد حکومت ہے۔ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں سے ان کی مذہبی و حفاظت و رفہ کے سلسلے میں ٹکس لیا جاتا تھا جسے چاہے کتھے تھے۔

خوارم نہ آں چہاں کہ در مژدہ وصل بلور کنتم اگر ہمہ از آہاں رسد

لغت : خوارم : میں ذلیل و خوار ہوں۔۔۔ آں چہاں : اس جگہ۔۔۔ بلور کنتم : چھین کر لوں۔۔۔ وگر : ایک اور دوبارہ۔۔۔
 ترجمہ : اب اگر وصل کی خوشخبری آہاں سے بھی نازل ہوئی تو میں اس پر یقین نہ کروں گا اس لئے کہ پہلے جو ایسی خوشخبری ملتی تھی وہ بھولی جاگت ہوئی اور میں میری دولت و خوار و کلاہت سی تھی۔ سو میں ایسا بھی خوار نہیں ہوں کہ دوسری خوشخبری پر یقین کر لوں۔

صاحبزوان ثانی اگر در جہاں نہاد گفتار من بہ ثانی صاحبزوان رسد

لغت : صاحبزوان ثانی : سلیطہ بادشاہ شاہجہان کا لقب۔۔۔ گفتار من : میری شاعری۔۔۔ ثانی صاحبزوان : مراد سلیطہ دور کا آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر۔۔۔

ترجمہ : اگر صاحبزوان ثانی دنیا میں نہیں رہا تو کوئی بات نہیں، میری شاعری تو اس کے ثانی تک پہنچی ہے۔ اپنے معاصر بادشاہ ظفر سے صلہ و داد کی واسطہ توجہ کا اہتمام کیا ہے۔

چوں نیست تب برق تجلی کلیم را کے در سخن بہ غالب آتش بیاں رسد

لغت : برق تجلی : قرآنی صبح، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنا جلوہ دکھانے کو کہا "رب ادنیٰ" جس کے جواب میں ارشاد ہوا "اجل ترانی" (تو دیکھ یا بادشاہت نہیں کر سکتا۔ جب موسیٰ کلیم اللہ نے امراد کیا تو طور پر بجلی چلی اور موسیٰ دھوش ہو گئے۔

ترجمہ : جب کلیم (یعنی حضرت موسیٰ) جن کا لقب کلیم اللہ تھا اللہ سے باتیں کرتے وہاں میں برق تجلی بادشاہت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو وہ محض میں آتش بیاں غالب تک کیہ کر رہے تھے ہیں۔ برق کے حوالے سے آتش بیاں کہہ اپنی شاعری سے متعلق بہت بڑی قلی سے کام لیا ہے۔

غزل # 13

عاشق چو کنش کہ ہوا زود می رود بازم بخوانی غضب آلودی رود

لفت : چہ کنکشن : جب تو نے اس سے کہا۔ ہر دہ۔ خواہی : بڑا ہی، تکبر و غرور۔۔۔ نصب اکون : پیش میں بھرا ہوا۔۔۔

ترجمہ : جب تو نے عاشق سے کہا کہ ”چلا جا“ تو فوراً چل پڑا ہے۔ نام لگے اس پر غرور کہ وہ عاشق یعنی میں یا اپنی شخصیت کے ساتھ پیش بھرے انداز میں جا رہا ہے۔

اشتب بہ یزیم دوست کے نام مانہ ہر دہ کوئی خشن از طالع مسعود می رود
لفت : اشتب : گج رات۔۔۔ طالع مسعود : مبارک نصیب، خوش بختی۔۔۔

ترجمہ : آج رات محبوب کی محفل میں کسی نے ہمارا نام تک نہ لیا۔ لگتا ہے گویا اس محفل میں خوش بختی اور خوش نصیبی بہت ہوئی رہی۔ اپنی وہ نصیبی وہ بختی کا ذکر بلا واسطہ کیا ہے۔

از بلہ ام مرغ کے آخر شدت کار شمع خوشم و ز سرم دود می رود
لفت : مرغ : آذر دہ نہ ہو۔۔۔ آخر شدت کار : مطلق ختم ہو چکا ہے۔۔۔ شمع خوشم : میں بھی ہوئی شمع ہوں۔۔۔ سرم دود : سرم دود دہ نہ ہو۔۔۔ دوسرا دود دہ نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : میرے بلہ و فریاد سے تو آذر دہ نہ ہو کیونکہ اب تو مطلق ختم ہو گیا ہے۔ میں بھی ہوئی شمع ہوں اور میرے سرمے دھواں اٹھ رہا ہے۔ شمع بجنے پر ذرا سی دیر تک دھواں اٹھتا ہے۔ یہ ہو گا کہ مطلق ختم ہو چکا ہے کہ جس طرح وہ دھواں جلد ختم ہو جائے اسی طرح میری فریاد بھی کچھ دیر کے لئے ہے کیونکہ شدید دود ختم کے ہاتھوں میں اب ختم ہو رہا ہوں۔

شلوم بہ یزیم و عطا کہ رامش اگرچہ نیست بارے حدیث چنگ و نے و عود می رود
لفت : شلوم : میں خوش ہوں۔۔۔ رامش : فقر۔۔۔ حدیث : بات۔۔۔ چنگ و نے و عود : تین مختلف سازوں کے نام۔۔۔

ترجمہ : میں و عطا کی محفل میں خوش ہوں کہ اس میں اگرچہ فقر تو نہیں ہے تاہم چنگ و نے اور عود کی بات تو ہو رہی ہے۔ و عطا ان سازوں کے خلاف و عطا کر رہا ہے لیکن موسیقی کے شیدائی کے لئے ان سازوں کا برم و عطا میں ذکر ہوا بھی سرسٹ کا باعث ہے۔ موسیقی نے ایک اور رنگ میں بہت کی ہے:

نہ مانوں گا نصیحت، پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا کہ ہر ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا
یہی مضمون قادی کے اس شعر میں ہے۔

مقصود مانشین نام تو بود است گلے ز ناصح ارغنے گوش کردہ ام
(اگر ہم نے کبھی ناصح کی کوئی بات سنی ہے تو محفل اس لئے کہ ہمارا مقصد تو یہ نام سننا تھا)

فردوس جوئے عمر بہ وسواس دانہ را سرمایہ نیز در ہوس سود می رود
لفت : فردوس : فردوس تلاش کرنے والا فردوس کا طلبگار۔۔۔ وسواس : دماغ کی زندگی دماغ یا دوسوں میں گذری ہو۔۔۔

ترجمہ : فردوس کا طلبگار اپنی زندگی ایک مہووم امیدوار جس کا وہ نہ ہوا پر گزار دیتا ہے اور یہاں سورا مصالح کے لٹکی میں اصل سرمایہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ یہ ذہن کی طرف اشارہ ہے جو محفل جنت کے لٹکی میں زندگی کی دوسری قسموں سے بھی خود کو محروم کر لیتا یا ہو جاتا ہے۔ جنت لٹکی ہے یا نہیں لٹکی یہ تو ہر کی بات ہے۔

فخوت نگر کہ می غلط اندر دلش ز رشک حرفے کہ در پرستش معبود می رود
لفت : فخوت : غرور، تکبر۔۔۔ غلط : غلط ہے، جھٹکتا ہے۔۔۔ رشک : حسد، معیون : خدا کی عبادت۔۔۔ معیون : جس کی عبادت کی جائے۔۔۔

ترجمہ : ذرا اس محبوب کا گھر دیکھو کہ اس کے دل میں ارتکب کے باعث اور اتفاق نکلتے ہیں (یا ناگوار گزرتے ہیں) اور سچے سچے سیدوں کے جلتے ہیں۔ یعنی وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ ایسے الفاظ اس کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی استعمال ہوں۔

ماہم بہ اللغ ذیلبہ تسلی شویم، کاش نادان ز ہرم دوست چہ خشود می رود
نعت : لغ ذیلبہ : خوشگوار اور پھول پائیں۔ خشود خوش خوش۔ نادان : ہمارے رقیب ہوا ہے۔

ترجمہ : کاش ہم بھی محبوب کی چال چوسی اور پھول یا دیکھوے کی باتوں سے مطمئن ہوں۔ نادان رقیب دوست کی عقل سے لٹی ہاتھیں ہیں کہ کیا خوش خوش جا رہا ہے۔ دوست کی سب باتیں دیکھوے کی ہیں اور ان میں حقیقت نہیں۔

رکش وفا نکر کہ بہ دعویٰ کہ رضا ہر کس بگونہ در پے مقصود می رود
فرزند زیر تنق پدر می نمود گلو گر خود پدر در آتش نمود می رود
نعت : دعویٰ کہ رضا : مراد حلیم و رضا کا شہید۔ بگونہ : کس طرح۔ در پے مقصود : حصول حاصل کرنے کے پیچھے، حصول مقصد کی خاطر۔

ترجمہ : قرآنی صحیح مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ پدر : حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم پر اسماعیل کو ذبح کرنا چاہا لیکن میں وقت پر خدا کی طرف سے نزع کرنے کے لئے دُعا بھیج دیا گیا۔

ترجمہ : (یہ دونوں اشعار ماہم مربوط ہیں)۔ ذرا (محبوب حقیقی کے عاشقوں کا) باہمی رشک و قاطع ہو کہ ان میں سے ہر کوئی حلیم و رضا کا شہید و اپنا کس طرح حصول مقصد (محبوب حقیقی تک رسائی) کے لئے تک و دو کر رہا ہے (دوسرے شعریں اس کی مثال قرآنی صحیح سے دی گئی ہے)۔ اگر باپ اپنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حلیم و رضا کا شہید کرتے ہوئے نمود کی آگ میں کود جائے تو چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی حلیم و رضا کا شہید اہلتے ہوئے باپ کی گمراہی کے لیے اپنا سر دکھ دیتا ہے۔ رشک و فحاشی ہے کہ محبوب حقیقی کے عاشق حلیم و رضا کے طریق کو معجزی شہید حقیقی قرار دیتے ہوئے ایک دوسرے سے رشک کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

غالب نزش است فرصت مودوم و فکر عیش تارے کہ نیست در سر این پود می رود
نعت : فرصت مودوم : ایسا موقع یا فراغت جس کا وجود نہ ہو مثالی۔ تارے : تار و دو ٹکڑا ہوا۔

ترجمہ : غالب ! ایک خیالی یا مودوم فراغت اور پھر اس میں عیش کا تصور بھی خوب بات ہے۔ یہ ایک تار ہے جس کا کوئی وجود نہیں اور جو اس پود کے پیچھے چنایا لپکتا ہے۔ مطلب یہ کہ انسانی زندگی میں فراغت کا تصور ایک دہم و خیالی ہے اور اس میں عیش کا تصور گویا خود کو دھوکہ دینے والا بات ہے۔ انسان اس سلسلے میں یعنی کسی خوش کرنے کی خاطر ایک مودوم سا ٹکڑا بھی لیتا ہے۔

غزل # 14

وانست کز شلو تم اسید حور بود بر کشم ز دین دم بسمل ضرور بود
نعت : وانست : اسی نے کہا جانتے۔ بر کشم : زدن دین سے میرا پھر جانا۔ دم بسمل : ڈھکی ہوئے یعنی باجگئی کے وقت۔

ترجمہ : اس نے میری موت سے یہ اعلان کر دیا کہ میں نے حور کی امید میں جان دی ہے (مگر) تم نے اس محبوب کی خاطر جان دی تھی) چنانچہ مجھے جان کنی کے وقت اپنے دین سے لانا پڑ گیا ہو گا۔ یعنی دین سے میری اس برکتی سے اس پر داغ ہو جائے کہ مجھے حور و شہد

سے کوئی رشتہ نہیں، میں نے تو صرف اس کی خاطر جان دی ہے۔

رفت آنکہ باز حسن، دارا طبع نسیم سر رشتہ در کیف "ارنی" گوے طور بود

نکت : عمارت عمارت، خاطر ذرا وضع۔ طبع نسیم: یعنی ہم خواہش کریں۔ "ارنی" گوے طور: مراد حضرت موسیٰ جنہوں نے خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کی خواہش کی تھی۔ "سر رشتہ" اسے روک دے، اپنا جلوہ دکھا جواب ملا "ارنی" (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا)۔

ترجمہ : ہمیں حسن سے عمارت کی جو خواہش یا توقع تھی وہ ختم ہو گئی اس لئے کہ اس کا سر رشتہ یا اختیار کلی طور پر "ارنی" کہنے والے کے ہاتھ میں تھا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلوے سے حلق جو صاف جواب ملا اس کی بنا پر ہم بھی محبوب کے حسن کے جلوہ کی توقع نہیں رکھ سکتے۔

مجرم مسخ رنہ "انالحن" سراسے را معشوقہ خود نمائی و نگہبان غیور بود

نکت : رنہ "انالحن" سراسے: حسین بن منصور جس نے "انالحن" (میں خدا ہوں) کا نعرہ لگایا اور اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

ترجمہ : تو "انالحن" کا نعرہ لگانے والے رنہ یعنی حسین بن منصور کو لٹکا دیا گیا کیونکہ انہوں نے مجھے اس لئے کہ معشوقہ تو خود خاتمی اور حسن کا عجبیا، بیعت مند تھا۔ اس صورت میں حسین کا کیا قصور۔ صوفیہ کا یہ تصور ہے کہ اس محبوب حقیقی کا جلوہ ہر جگہ کار فرما ہے۔ ہمارا اچا کوئی بھوت نہیں جسے ہم نے خود "انالحن" کہا تو اس کا مطلب یہی تھا کہ میرے اندر خدا بول رہا ہے، لیکن اس دور کے علم تقدیر عملی نے اس فکر کو خالص شریعت سمجھ کر اسے پھانسی دلوادی۔

سالمک، نہ گفتہ ایم کہ منزل شناس نیست بے جاوہ ماند رنہ از آن رو کہ دور بود

نکت : سالمک: چلنے والا یعنی خدا کی راہ میں چلنے والا۔ منزل شناس: جسے اپنی منزل کا صحیح علم ہو۔ بے جاوہ ماند رنہ: راستے سے ہٹ گیا۔ از آن رو: اس وجہ سے۔

ترجمہ : ہم نے یہ نہیں کہا کہ سالمک کو منزل (یعنی محبوب حقیقی تک رسائی کی منزل) کا صحیح علم نہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ راستہ دور یعنی کھنکھن اور بے حد دشوار گزارا ہونے کے سبب طے نہ ہو سکا۔

نازم بہ امتیاز کہ بگذشتن از گنناہ با دیگران ز غفرو و بجا از غرور بود

نکت : امتیاز: فرق کرنا، تمیز کرنا۔ غفرو: معافی، رحم۔ بگذشتن از گنناہ: گناہوں سے دور گذر کرنا، گناہ معاف کرنا۔

ترجمہ : مجھے اس امتیاز پر ناز ہے کہ گناہوں سے دور گذر کرنے کے معاملے میں خدا نے دوسرے گناہگاروں کو تو غلو یا رحم کی بنا پر بخش دیا اور ہماری بخشش ہمارے غرور کی بنا پر کی۔ یعنی ہمیں اپنے گناہوں پر غرور تھا اور ہماری اس ادا کو خدا نے پسند کرتے ہوئے ہماری مغفرت فرما دی۔

اے آنکہ از غرور بہ تھم نمی خری زان پایہ بازگویی کہ پیش از تصور بود

نکت : یہ تھم: مجھے مفت میں۔۔۔ زان پایہ: اس مقام کے بارے میں۔۔۔

ترجمہ : اے (خدا) تو جو مجھے غرور کی بنا پر "مفت میں بھی خریدنے کو تیار نہیں" ذرا اس مقام کے بارے میں غور و تصور سے پہلے تھا۔ تاہم اشارہ ہے اس وقت کی طرف جب انسان اچکی و جود میں نہیں آیا تھا۔

درو و لم بہ حشر ز شدت نفقت ماند خوں باز نالہ اے کہ ہم آہنگ تصور بود

نکت : نفقت مان: چھارہ گیا۔ خوں باز: خدا کے خون ہو جائے، چلا ہو جائے۔ ہم آہنگ تصور: تصور کا کام آواز، مورد سمجھو جو

قیامت کے روز بجایا جائے گا اور جس کے طور پر مولا اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔۔۔
 ترجمہ : مختصر میں میرا دہل اپنی شدت کے باعث پھپھار پھٹا کر بے درنگ عمارت ہو جو صور کا نام آواز تھا یعنی میرے بار و فریاد میں صور کا مشاوری تھا جس کے سبب میں اپنا دہل جان جان کرنے سے عاجز رہا اور یوں دہل ہی میں پھپھار پھٹا۔
 دہل از تو بود و تو پے الزام ما ز ما بزدی نشست آنچه ز جنس شعور بود
 لغت : بزدی : تو نے کیا تو نے مجھ پر لیا۔ نشست : پہلے۔۔۔ پے الزام : ہمیں الزام دینے کی خاطر۔ جنس شعور : عقل و دانش، ہوش و شعور۔۔۔

ترجمہ : اہل دہل تو میرا ہی تھا یا میرے ہی لئے تھا لیکن تو نے ہمیں الزام دینے کی خاطر پہلے ہی ہماری جنس شعور اڑا لی۔ یعنی محبوب نے عاشق کو اپنے جلوہ حسن سے محصور کر دیا عاشق اس کے اس جلوے میں کھو گیا یہ گویا عاشق کا دل چمکے گا کامل تھا وہ محبوب نے اختیار کیا اور انا عاشق پر یہ الزام دھرا کہ اس نے اس محبوب کی لذت کھو لی ہے۔

قطع پیام کردی و دانستم آشتی ست دلالہ خوریدی و دلم نامبور بود
 لغت : قطع پیام کر دی : پیام ختم کر دیا تو نے پیام کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ آشتی : دوستی اور صلح کی بات۔ دلالہ : کٹھی، مراد پیام لانے والی۔۔۔

ترجمہ : تو نے پیام کا سلسلہ منقطع کر دیا اور میں یہ سمجھا کہ یہ دوستی اور صلح کی بات کی ہے یا سوالی کی ہے۔ میں کیا کرنا کہ میری دلالہ خورید ختمی اور میرا دل میرے ہاری تھا۔ اچھا تھا یعنی عاشق کی توجہ فرہمورت دلالہ کی طرف ہو گئی جس پر محبوب نے سلسلہ پیام ختم کر دیا۔

یادوی صلاے جلوہ و غلب کنارہ کرد کو بخش آں گدا کہ ز غوغا نفور بود
 لغت : صلاے جلوہ : جلوہ کی عام دعوت۔ کنارہ کرد : ایک طرف ہو گیا کنارہ کٹھی اختیار کر لی، ہٹ گیا۔ کو : کہاں ہے۔ بخش : صبر۔۔۔ غوغا : شور شرابا۔ نفور : نفرت کرنے والا، بھاگنے والا۔۔۔

ترجمہ : تو (محبوب) نے اپنے حسن کی جلوہ نمائی کی عام دعوت دے دی جس کے سبب غالب نے کنارہ کٹھی اختیار کر لی۔ اب اس گدا (یعنی غالب) کا صبر کہاں ہے جسے شور شرابے سے نفرت ہے یا شور شرابے سے دور رہتا ہے۔ محبوب کی اس دعوت پر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ غالب نے اس عام ہجوم میں شریک ہونا اپنی توہین جانا۔ چنانچہ وہ محبوب سے اپنا صبر مانگ رہا ہے، یعنی غوغا میں اس سے لئے کاغذ اٹھائے۔

غزل #15

ز گرمی نکت خون دل پہ جوش آمد ز شادی سمت سینہ در غروش آمد

لغت : نکت : تھری ٹکڑ۔ شادی : خوشی۔ سمت : محاسن۔ غروش : غوغا، شور۔۔۔

ترجمہ : تھری ٹکڑ کی گرمی سے میرا خون دل جوش میں آ گیا اور مجھے جو درد ستم کی خوشی سے میرے سینے میں ایک غوغا کی گھبراہٹ جوش پیدا ہو گیا۔ یعنی محبوب کا ہر فعل اور اس کی ہر بات عاشق کے لئے مسرت و شادی کا باعث بنتی ہے۔

پہ چل نوید کہ شرم از میانہ اے ہم رفت بہ پیش مرثہ کہ دقت وداع جوش آمد

لفت : قویہ : خوشخبری۔۔۔ ازمنہ انہ سے ہم رشتہ درمیان سے اٹھ گئی۔۔۔ دوش ہوش : دوش دوش اس جاتے رہتا۔۔۔

ترجمہ : ہماری چاہ کو خوشخبری ہو کہ ہم (ماشوق اور محبوب) کے درمیان شرم کا پیر اٹھ گیا ہے اور بیش کو خزا ہو کہ اب عاشق کے ہوش دوش اس جاتے رہنے کا وقت آ گیا ہے۔ ظاہر ہے جب عاشق کو اس قسم کا موقع ملے گا تو وہ اختلاقی خوش مسرت سے اپنے ہوش دوش اس قائم نہ رکھ سکے گا۔

خیال : یار در آغو شرم آں چہاں . مشرد کہ شرم از شکوہ ہائے دوش آمد

لفت : آں چہاں : مشرد : کہو اس طرح اس حد تک بھم گیا۔۔۔ اشمہ : آج رات بھگے۔۔۔ دوش : گذرا ہوا اگلے یا گذری ہوئی رات۔۔۔
ترجمہ : محبوب کا خیال یہ کہ اس حد تک میری آغوش میں داخل ہو گیا یا آ گیا کہ مجھے آج رات اپنے گل کے کئے ہوئے ٹھوکوں پر ندامت ہوئی۔ یعنی دوست سے غارت نہ سہی اس کا خیال ہی (یا تصور ہی میں) محبوب کا عاشق کی آغوش میں ہونا عاشق کے لئے بڑی بات ہے اس لئے وہ ہم وصل کی جو شکایت کرتا ہے اس تصور کی بنا پر نہ اس پر ندامت ہوئی ہے۔

ہ آستین بلبان وہ بہ تیغ خوش بردار کہ جاں خہار تن و سر دیال دوش آمد

لفت : ہ آستین بلبان : آستین سے بھاڑ دے۔۔۔ خوش بردار : اچھی طرح یا آرام سے اٹھا دے۔۔۔
ترجمہ : میری جان میرے جسم کا نگہبانی ہوئی ہے اور میرا سر میرے کندھوں کے لئے دیال بنا ہوا ہے تو میرا یہ نگہبانی آستین سے بھاڑ دے اور نگہار سے اس سر کو اچھی طرح اٹھا دے۔ کندھوں سے الگ کر دے۔

قدائے شیوہ رحمت کہ در لباس بہار بہ عذر خواہی دندان بارہ نوش آمد

لفت : قدائے شیوہ : رحمت : خدا کی رحمت کے انداز پر قربان۔۔۔ در لباس بہار : یعنی بہار کی صورت میں۔۔۔ عذر خواہی : معذرت کہہ رہا۔۔۔

ترجمہ : اس رات رحیم کے انداز رحمت پر قربان جاؤں اور رحمت بارہ نوش دندان کی عذر خواہی کی خاطر لباس بہار میں آگئی ہے۔ یعنی موسم بہار کی دلکش و دلہنی رنگوں کے لئے یہاں خوشی کا انداز اور نظائید آگئی ہے۔

ز وصل یار قناعت کنوں بہ پیغام است خزان چشم رسید و بہار گوش آمد

لفت : کنوں : آنکھوں۔۔۔ اب : رسید : پہنچی، آگئی ہے۔۔۔
ترجمہ : اب ہم نے محبوب کے وصل کے سلسلے میں اس کے پیغام پر ہی قناعت کر لی ہے، مگر اب آنکھوں کے لئے فزوں کا اور کانوں کے لئے بہار کا موسم ہے۔ دوست کا وصل میرے میں جس کے سبب آنکھیں اس کے آواز سے محروم ہیں اور صرف پیغام سننے پر کانوں کے لئے سرفروشی کا سامنا ہے۔

زہام حوصلہ نہ گرفت و کو بہن جان دار چہ نرم شانہ گذشت و چہ سخت کوش آمد

لفت : زہام : لگام۔۔۔ کو بہن : کو بہن، کھڑا کھڑے والا، فریاد۔۔۔ نرم شانہ : کھڑا کھڑے ہوا کسی کی بہانہ پر چہین کر لینے والا۔۔۔ سخت کوش : سخت محنت کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : کو بہن نے حوصلے کی لگام نہ تھامی یعنی حوصلے سے کام نہ لیا اور جان دے دی۔ وہ کسی قدر نرم شانہ گذرا اور اپنی بزدلی سے جان دے دی اور وہ کسی حد تک سخت کوش تھا۔ اپنی محبوبہ شیریں کے شوہر کے کہنے پر فریاد لے بھاڑ کھڑا شروع کر دیا۔ خسرو نے شیریں کی مسرت کی بھولی خبر اس تک پہنچی۔ فریاد نے چہین کر لیا اور اسی جیسے ہے خود کو ہلاک کر لیا۔ اس بھولی خبر پر چہین کر لیا گیا اس کا نرم شانہ ہو گیا اور بھاڑ کھڑا اس کی سخت کوشش تھی۔

شمید چشم تو کشتم کہ خوش خن گوے ست ہلاک طرز لم شو کہ پڑ خموش آمد
 لغت : خوش خن کوہ : بڑی اچھی باتیں کرنے والی۔ طرز لم : میرے ہونٹ یعنی ہونٹوں کا انداز۔
 ترجمہ : میں تیری آنکھوں کا شہید ہوں کہ کیا اچھی اور طبعی باتیں کہنے لگی ہیں، تو میرے ہونٹوں پر تھا کہ کس قدر خاموش ہیں۔
 محبوب کی آنکھوں کے مختلف انداز میں گردش کرنے یا اشاروں کو طبعی باتیں کہنے کے جو رسوم پر بھی عاشق کا خاموش رہنا ایک
 اچھا انداز ہے۔ اگر ”پر خوش“ ہو تو مطلب ہو گا۔ میرے ہونٹ کس عمدہ انداز میں فیرا کرتے ہیں۔ یعنی میں تیری آنکھوں پر مرتا ہوں تو
 میری فیرا کی داد دے۔

ترا جمل و مرا بیہ خن سازی ست بہار زینت دنگن گل فروش آمد
 ترجمہ : تجھے حسن و عمل سے نوازا گیا ہے تو میرا سرمایہ شامی ہے۔ بہار یعنی محبوب کا حسن و عمل گویا پھول بیچنے والے کی دکان کی زینت
 ہے۔ جس طرح موسم بہار میں گل فروش کی دکان پر چڑے ہوئے ناز و گلستاں پھول ایک بڑی دلکش نظر پیش کرتے ہیں اسی طرح محبوب
 کے حسن و عمل میں بھی تازگی و گلستاں کے باعث بڑی دل کشی ہے۔ غالب نے باواسطہ اپنی شامی کو بھی سراہا ہے۔

پہرں وجہ سوار سفینہ با غالب خن بہ مرگ خن رس سیاہ پوش آمد
 لغت : پہرں : میرں : ست پوچھ۔ سوار سیاہ : تحریر۔ سفینہ : بیاضیں جن میں شکر گھسے جاتے ہیں۔
 خن رس : شامی کو گچھ سٹوں میں گھسنے والا خن شمس۔ سیاہ پوش آمد : لاجی لباس پہنے ہوئے ہے۔
 ترجمہ : اے غالب! اشعار کی بیاضوں کی سیاہی کا سبب ست پوچھ میں کچھ کہ شامی اپنے خن شمس کی موت پر سیاہ لاجی لباس پہنے ہوئے
 ہے۔ اشعار سیاہی سے گھسے جاتے ہیں اسے لاجی لباس سے تشبیہ دی ہے۔ خن شمس کی موت سے مراد ہے کہ اب وہ لوگ نہیں رہے جو
 شامی کو گچھ سٹوں میں گھسے۔

غزل #16

بہ عشق از دو جہاں بے نیاز باید بود بہاز سوز حقیقت گداز باید بود
 لغت : بے نیاز : کسی چیز کی محتاج نہ ہونا۔ بے طبع۔ بہاز : جو حقیقت نہ ہو۔ حقیقت گداز : حقیقت کو جلا دینے یا بھلا دینے والا۔
 ترجمہ : عشق میں دونوں جہانوں سے بے نیاز ہونا چاہئے، بہاز یا سوز چاہئے جو حقیقت گداز بھی۔ دوسرے مصرعے کا یہ
 ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ بہاز یا سوز جو حقیقت گداز ہو۔ یعنی گچھ سٹوں میں عاشق وہی ہے جو بہاز و حقیقت یا بہازی اور حقیقت دونوں
 باتوں سے بے نیاز ہو۔

بہ جیب حوصلہ نقد نکلا باید ریخت بہ جان شکوہ تھافل طراز باید بود
 لغت : نقد : نقدی۔ باید ریخت : ڈالنی چاہئے۔ تھافل طراز : ایسا انداز جس میں غفلت ہو، بے نیازی۔
 ترجمہ : حوصلے کی جیب میں غشی و رشوائی کی نقدی ڈالنی چاہئے اور جان میں ایسا شکوہ ہو جو تھافل طراز ہو۔ یعنی زندگی میں انسان حوصلے
 سے کام لے تو اس کے لئے مسرت و شادی کا باعث بنتا ہے اور رشوائی و شکوہ کے سلسلے میں بے نیازی سے کام لیتا ہے۔
 چو لب ز ہرزہ نوا بیان شوق نواں شد چو دل ز پردہ سرایان راز باید بود

نعت : ہرزہ نوایا بہ ہرزہ نوای جم غفلت یا بیکار قسم کی باتیں کرنے والا۔۔۔ ہرزہ سرایا : ہرزہ سرای جم غفلت یا بیکار قسم کی باتیں کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : ہونٹوں کی طرح : حلق میں ہرزہ سرائی کرنے والوں میں سے نہیں ہوا جاسکتا۔ دل کی طرح راز کا خزانہ اپنے دلوں میں سے ہونا چاہئے۔ یعنی حلق میں ہونٹوں پر انگریزی سیدھی باتیں آجاتی ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ دل راز حلق چھپائے ہی میں مصلحت سمجھتا ہے، اور یہی کردار اچھا ہے اسے اپنانا چاہئے۔

چو ہدم عشرتیاں، تازہ رو توں جو شید چو شمع غلو تیاں جاں گداز باید بود

نعت : عشرتیاں : عشق کی جم غفلت یا بیکار قسم کی باتیں کرنے والے۔ غلو تیاں : غلو تیاں جم غفلت یا بیکار قسم کی باتیں کرنے والے۔ جاں گداز : جان کو بھلانے والا۔۔۔

ترجمہ : اہل عشرت کی عقل کی طرح غفلت و دور نگاہی ہو جاسکتا ہے، یعنی ایسا ہونا چاہئے اور اہل غلو تیاں کی شمع کی باتیں جان گداز ہونا چاہئے۔ یعنی آتش عشق میں اپنی جان کو بھلنا دینا چاہئے جس طرح اہل غلو تیاں کی شمع ساری ساری رات جل کر تلو کو بھلنا لیتی ہے۔ یعنی زندگی میں دلوں کو دھپے اٹھانے چاہیے۔

کمر نغمت بہ تاراج خویش باید بست شریک مصلحت سنی ناز باید بود

نعت : کمر نغمت : کام کے لئے آگاہ ہو جانا چاہئے۔ نغمت : چھپ کر رہنا۔۔۔ بہ تاراج خویش : خود کو کھوئے میں۔۔۔ مصلحت سنی : ناز، تاراج وادی کو عشق کی انجلی تجویر۔۔۔

ترجمہ : اپنے آپ کو کھوئے میں غمخیز طور پر یا دور پر تاراج رہنا چاہئے اور حسن کی تاراج وادی کو عشق کی مصلحت میں شریک ہونا چاہئے۔ حسن اپنے تاراج وادی سے عاشق کا دل لواتا ہے، عاشق کے تلو کو دور پر کھوئے سے بھی مراد ہے، یعنی وہ حسن کی اس تاراج وادی کو عشق کا ساتھ دے کر خود کو تاراج کرنے، اپنا دل تاراج دے۔

چو شوق جاں کشاید، توں بنو باید چو ناز جلوہ گراید نیاز باید بود

نعت : جاں کشاید : پر کھولنے والے، پرواز کرے۔ بنو بنو : خود پر غور کرنا۔ جلوہ گراید : جلوہ نکال کرے، جلوہ گر ہو۔۔۔

ترجمہ : جب شوق یعنی عشق پرواز کرے تو خود پر غور کیا جاسکتا ہے، یعنی عشق میں جیسے جیسے استفادہ ہو وہاں عشق غریب ہوگی، اور جب ناز یعنی حسن جلوہ نکال کرے تو عاشق کو نیاز اختیار کرنا چاہئے۔ یعنی محبوب کے تاراج وادی کے سامنے نیاز و مدد سے کام لیتا چاہئے۔

بہ مکن میکدہ سرمست ی توں گردید بہ کنج صومرہ وقف نماز باید بود

نعت : ی توں گردید : گویا ہمارا جاسکتا ہے۔ کنج : کوٹہ کوٹہ۔ صومرہ : عبادت خانہ، خانقاہ۔۔۔

ترجمہ : میکدہ کے مگن میں سرمستی کے عالم میں گویا ہمارا جاسکتا ہے جبکہ عبادت خانے کے گوشے میں نماز میں غور ہونا چاہئے۔ یعنی بھی بیکار ہو رہا اسی ماحول کے مطابق زندگی گذارنی چاہئے۔

بہ خون تمیدہ ذوق نگاہ نخواست زیست شمیم آل مرثہ ہائے دراز باید بود

نعت : بہ خون تمیدہ : خون میں ترچے ہوئے۔ نخواست زیست : زہر، مسموم رہا جاسکتا۔۔۔

ترجمہ : صرف اپنے خون میں ترچے ہوئے ذوق نگاہی کے ساتھ زندگی بسر نہیں کی جاسکتی بلکہ اہل دراز چلوں پر بھی قربان ہونا چاہئے۔ یعنی محض ذوق نگاہی نہیں بلکہ اس سے کام لیتے ہوئے محبوب کی درگاہ اور دراز چلوں پر قربان ہونا بھی عشق کا تقاضا ہے۔

نگہ ز دیدہ پیدار جو کہ ساکن را بہ گدیہ طالب درہائے باز باید بود

نعت : جو، تلاش کرنا لگ۔ سائل : سوال کرنے والا، گواہ۔ گریہ : بھیک۔ دیدہ بدار : چشم بصیرت۔
ترجمہ : تو چاہتی آنکھوں یعنی چشم بصیرت سے نگاہ تلاش کرنا لگ، کیونکہ سائل کو بھیک مانگنے کے لئے کئے دو داناؤں کا طالب ہونا چاہئے۔
چشم بصیرت کو کئے دو داناؤں سے تعبیر دی ہے۔

چہ بر ز راحت آزادی خوری غلب ترا کہ این ہر با برگ و ساز پایہ بود
نعت : چہ بر۔۔۔ خوری: تو کیا پھل کھا لیا، سو در ہو گیا ہے۔ برگ و ساز: ساز و سامان۔۔۔ این ہر: یہ سارا ہمت پڑا۔
ترجمہ : اے طالب! تو آزادی کی راحت کھا لیا پھل کھا ہے، جبکہ تجھے تو یہ سارا ساز و سامان در کار ہے۔ غلب نے اس غزل میں زندگی کے
مشکلات دلوں کی ایک طرح سے نشان دہی کی ہے جن سے یہ اعزاء لگایا جاسکتا ہے کہ انسانی زندگی کو کبھی کبھی گھمبھشوں سے واسطہ پڑتا
ہے۔ اس صورت حال میں آزادانہ زندگی کی راحت کیونکر بھرا سکتی ہے۔ اس شعر میں یہ جو کھا لیا پھل کھا ہے "تو اس سے بھی مراد
ہے کہ ایسی راحت کا بھرا نا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

غزل # 17.

نفس از ہم خوشت رشتہ و جیدہ را ماند نگاہ از تب رویت سوئے آتش دیدہ را ماند
نعت : اذ ہم خوشت: ہماری تیری طبیعت کے خوف سے۔۔۔ رشتہ و جیدہ: جھلک زہر یا الجھا ہوا دھلا۔ تب رویت: تجھے چہرے کی
بھلک، سرخ چہرہ و آگ کی طرح چلکتا ہے۔ سوئے آتش دیدہ: جلا ہوا پھل۔۔۔

ترجمہ : ہماری تیر طبیعت و فطرت کے خوف سے میرا سامں اچھے ہوئے دھلا کے گی ماند ہے (یعنی بیٹے کی میں رک جاتا ہے) اور نگاہ تجھے
چہرے کی کٹائی سے بٹے ہوئے پھل کی ماند ہے، یعنی اس کٹائی سے جل جاتی ہے اور سرے لفظوں میں اسے پتھر سا آجاتا ہے۔

ز خوش دل بنو زش ریشہ در آب است پنداری بہ مڑھن قطرہ خوں، غنچہ ناچیدہ را ماند

نعت : بنو زش: ابھی اسے۔۔۔ ریشہ: جڑ۔۔۔ پنداری: تو خیال کرے تو کچھ، گویا۔۔۔ غنچہ ناچیدہ: نہ توڑی ہوئی کلی۔۔۔

ترجمہ : میری جگہ پر خون کا قطرہ، یعنی خوں اس طرح ہے جیسے دھلائے نہ توڑی ہوئی کلی ہو، گویا خوش دل کے باعث اس کی جڑیں
ابھی تک پالی میں ہیں۔ مطلب یہ کہ خوں میری مڑھن تک تو پہنچ چکے ہیں لیکن ٹپک نہیں ہے، جس کا مطلب ہے کہ وہ آنسو ابھی
دل ہی میں ہیں اور دل میں گریہ زور سے جاری ہے۔

ز بس کز لالہ و گل حسرت ناز تو می جو شدم خیابان محشر دہلے خوں گردیدہ را ماند

نعت : ز بس: انہی بہت زیادہ۔۔۔ می جو شدم: الجھی ہے، خوش رہتی ہے۔۔۔ خیابان: پھولوں کی کھادنی، جدید فارسی میں خیابان: روڈ
(Road) کو کہتے ہیں، مثلاً خیابان اقبال۔۔۔ دہلے خوں گردیدہ: بدول خون ہو گئے ہیں۔۔۔ محشر: مراد بھڑکھٹک۔

ترجمہ : لالہ و گل سے میرے ناز حسن کی حسرت، بلکہ اس قدر خوش مار رہی ہے کہ کھادنی میں لگتی ہے جیسے اس میں ایسے دلوں کا ٹھکانا ہے
جو خون ہو کر رہ گئے ہیں۔ لالہ و گل دونوں سرخ رنگ کے پھول ہیں، محبوب کا چہرہ بھی سرخ ہے لیکن پھولوں میں وہ ناز و ناز نہیں جو محبوب
میں ہے، گویا یہی بات ان کی حسرت کا باعث ہے۔ ان کی قدرتی سرفروشی کو ان گردیدہ دلوں سے اور ان کی کثرت کو محشر سے تعبیر دی ہے۔

خوشا دل دادہ چشم خودش بودن در آئینہ ز سر گری، نگہ صبا آہو دیدہ را ماند

لغت : دلدادہ : عاشق، فریفتہ۔۔۔ عیار آلودہ : وہ دکھاری جس نے ہر ایک کو دیکھ لیا ہو۔۔۔ سرگرمی : محبت۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کا نود کو آئینے میں دیکھ کر اپنی آنکھوں پر فریفتہ ہو نا بھی کیا اچھا منظر ہے اور وہ اس میں اتنا خوب ہے کہ میں گناہ ہے جیسے اس کی دکھائی دکھاری کی طرح ہو جس نے جگہ میں ہر ایک دیکھ لیا ہو، یعنی اس کی نظریں اس کو ڈالتے ہوئے ہر ایک کو اسی تیزی کے ساتھ محکوم محکوم کر دیکھ رہی ہوں۔ محبوب بھی نظریں تھما کر آئینے میں اپنے حسن کا دکھار کر رہا ہے۔

غبار از جلوہ تا اوج سپر سلوہ، می بالد ز جوش و خشم حملا دل رنجیدہ را ماند

لغت : جلوہ : راست، سڑک۔۔۔ اوج : بلندی۔۔۔ می بالد : یعنی بھیل رہا ہے۔۔۔ دل رنجیدہ : آزرده خاطر۔۔۔

ترجمہ : راستے سے غبار سادہ آسمان کی بلندی تک بھیل رہا ہے۔ میرے جوش و خروش دشت جوں کے باٹ صحرا میں گناہ ہے جیسے وہ کوئی آزرده دل ہو، یعنی صحرا میں عاشق جوش جوں میں اوجر اور مردوڑ رہا ہے جس سے وہاں یوں غبار اٹھ رہا ہے جیسے صحرا کا دل بھی عاشق کے آزرده دل کی طرح ہے اور اس کی آہیں غبار کی صورت میں آسمان تک پہنچ رہی ہیں۔

بہر جانی خرابی، جلوہ است در ماست چندیاری دل از آئینہ داری ہائے شوق توبہ را ماند

لغت : بی خرابی : خوشگوار، چلتا ہے، چلتا ہے۔۔۔ در ماست : ہم میں ہے۔۔۔ آئینہ داری : دکھائی کرنا، ظاہر کرنا۔۔۔ شوق : تیرا شوق، یعنی تیرا شوق، میری محبت۔۔۔ چندیاری : تو خیال کرے، گویا۔۔۔

ترجمہ : تو جہاں کہیں بھی چلتا ہے یا چلتا ہے، تیرا جلوہ ہم میں یعنی ہمارے دل میں چلا ہوا ہے، گویا ہمارا دل تیرے شوق کی آئینہ داریوں میں آنکھ کی مانند ہے۔ محبوب حقیقی نظر میں آتا لیکن کائنات میں اس کا جلوہ ہر جگہ کار فرما ہے، گویا وہ عاشق کو کھر آئے پائے آئے اس کا عکس اس عاشق کے دل میں چلا رہا ہے۔ (عالم محبوب کے بارے میں بھی یہ بات ہو سکتی ہے)۔

چہ غم ز افکدگی با چون رواں پلاست اندوہ تن از مستی بہ کویت جان آرمیدہ را ماند

لغت : افکدگی : گرفتہ ہونے کی حالت جو بے بسی کی علامت ہے۔۔۔ رواں پلا : روانہ سے پناہ ہو۔۔۔ اندوہ : تیرا غم، میرا غم، دکھ۔۔۔ بہ کویت : تیرے کو کہے میں۔۔۔ جان آرمیدہ : پر سکون روح۔۔۔

ترجمہ : جب تیرا درد و غم میری روح میں رہا ہے تو پھر مجھے اس بے بسی کے عالم میں (تیرے کو کہے میں) گرفتہ ہونے کا کیا غم رہتا کوئی غم نہیں، میرا جسم سرستی کے باٹ تیرے کو کہے میں ایک پر سکون روح کی مانند ہے۔ یعنی اگرچہ عاشق، محبوب کے کوہ میں افکدگی کا دکھ ہے، تاہم اسے محبوب کے قرب کا تواضع ہے جو اس کے لئے بڑے سکون کا باعث ہے۔

بہار از رنگ و بو در پہ چنگ جلوہ نازش گدایان نثار از وہ گذر برچیدہ را ماند

لغت : چنگ : چنگ، ڈھول، ڈھول، یا مکان وغیرہ کا گھڑ۔۔۔ نثار : نثار یا صدف کے چیز سے سڑک پر بھیک دیتے ہیں۔۔۔ گدایان نثار : گداز، برچیدہ : وہ بھیک گئے جنہوں نے نثار کی چیز سڑک سے اٹھائی ہو۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار اپنے رنگ و بو کی بنا پر اس کے جلوہ بازی کے پیش میں ان گدازوں کی مانند ہے جنہوں نے سڑک پر سے کوئی نثار یا صدف کی چیز اٹھائی ہے۔ یعنی محبوب کے حسن میں ہر شکل و رنگ کی چیز ہے وہ بہار میں بھی نہیں۔

ریش بردہ از راہ و وفا بگر کہ نور خشم غبار راہ او مزگن بر گردیدہ را ماند

لغت : بردہ : از راہ : از راہ بردن، کسی کو راستے سے ہٹا کر یا لٹا کر راہ پر مل دینا۔۔۔ مزگن : گردیدہ : چاروں طرف پھرنے یا گھومتے والی جگہیں۔۔۔

ترجمہ : ریش نے تو اسے راستے سے ہٹا کر لیکن میری وفا کا خط ہو کہ میری آنکھوں میں اس کے راستے کا غبار، گھومتے والی جگہوں کی مانند بن گیا ہے۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب کے راستے کا غبار بھی اس کے جلوہ حسن کا منظر ہے اور یہی دعا ہے۔

جبل وودیت از سودا کہ می گرداندش غالب تو گوئی گنبد گردوں سر شوریدہ را ماند
 لغت : وودیت : وودے است، ایک دھواں ہے۔۔ سر شوریدہ : دیا نہ سہ۔ گنبد گردوں : گردش کرنے والا آسمان۔۔ (گوئی : گویا تو کہے۔)
 ترجمہ : اے غالب! یہ دیا جنوں کا ایک دھواں ہے جو اسے (گنبد گردوں کو) گردش میں لائے گا، یہ گویا ہی طرح یہ آسمان گردش میں رہتا ہے۔ (وودیت کا لفظ صحیح طور پر نہیں دیا گیا اور صوفی مرحوم کی کتاب میں یہ اور اس سے پہلا شعر غالب ہے۔ غیبی تصحیح کی ہے۔)

غزل # 18

شلام پہ خیالت کہ ز تلم بدر آورد - از کشکش حسرت خوارم بدر آورد
 لغت : ز تلم : مجھے بھڑکاری سے۔۔ بدر آورد : نکال دیا، نہایت دلاوی۔۔ حسرت خوارم : میری خیر کی حسرت۔۔
 ترجمہ : میں تجھے خیال یعنی تیری یاد سے خوش ہوں کہ اس نے مجھے بھڑکاری سے نہایت دلاوی اور میری خیر کی حسرت کی کشکش۔۔ بھی مجھے آزاد کر دیا۔ یعنی محبوب کے تصور میں رات بھر جاگتا ہوں، اس سے کہ عاشق رات بھر بخیر نہ کرتا رہے۔
 فریاد کہ شوق تو بہ کاشانہ زد آتش وانگاہ پے بردان آرم بدر آورد
 لغت : وانگاہ اور بھر۔۔ پے بردان آرم : مجھے پانی لانے کے لئے۔۔ بدر آورد : باہر نکال دیا، بھیج دیا۔
 ترجمہ : فریاد کہ مجھے شوق نے پہلے تو میرے گھر کو آگ لگائی اور پھر مجھے پانی لانے کی خاطر باہر بھیج دیا۔ گھر سے مراد دل اور پانی سے مراد آنسو ہو سکتے ہیں۔ یعنی محبوب کے غم خونی میں عاشق آنسو بہاتا ہے۔
 رسوائی من خواست مگر کایں ہمہ سرست دور فلک از بزم شرابم بدر آورد
 لغت : خواست : چاہی۔۔ دور فلک : آسمان کی گردش۔۔ از بزم شرابم : مجھے محل شراب سے۔۔
 ترجمہ : یہ جو آسمان کی گردش نے اس قدر سرمستی کی حالت میں مجھے بزم شراب سے نکال دیا تو اس سے اس کا مقصد شاید میری رسوائی پہنچانے کا ہے۔ بزم شراب سے سرمستی کے عالم میں باہر نکلتا ہو کر رسوائی کا باعث بن سکتا ہے۔
 انگنہ بہ جیوں، فلک از وادی و شلوم کز چچ وطم موج سرلام بدر آورد
 لغت : انگنہ : گریہ والا۔۔ جیوں : مراد وادی۔۔ موج سرلام : مجھے سیراب کی کہوں (ہے)۔
 ترجمہ : فلک نے مجھے وادی (زمین) سے اٹھا کر وادی میں داخل دیا اور میں خوش ہوں کہ اس طرح اس نے مجھے موج سراب کے چچ وطم سے نکال دیا، نہایت دلاوی۔۔ موج سراب سے مراد یہ دینا ہو سکتی ہے۔ جس طرح سراب سے ایک پیالہ اسے پانی سمجھ کر دھو کا کھا جاتا ہے، اسی طرح یہ دینا بھی دھو کے کا گھر ہے جس میں رہنے کی بجائے وادی میں فرق ہو جاتا ہے۔
 جان بر سرکتوب تو از شوق فلشانان از عمدہ تحریر جوالم بدر آورد
 لغت : فلشانان : نار کث۔۔ از عمدہ : تحریر جوالم : مجھے جواب لکھنے کی ذمہ داری ہے۔۔
 ترجمہ : میں نے اپنی شوق کے عالم میں تجھے خط لکھ کر اپنی جان نثار کر دی اور میں اس خط کا جواب لکھنے کی ذمہ داری سے نہایت پامید یعنی محبوب کے خط کا جواب لکھنے کے لئے بے حد احتیاط کی ضرورت ہے اور یہ احتیاط ایک طرح سے زحمت ہے۔ سو جواب نہ لکھ کر عاشق

گئے۔ یعنی کسی سنان کے اچانک پہنچنے پر مجھ کے آدمی پر جو کیفیت طاری ہو سکتی ہے اس کی نسبت اس کا کھانے سے مرعہ اور کاپہا سحر ہے۔
 نفس بہ گرد دل از مری چند بہ فرات چو طائرے کہ بسوزانی آشیانیش و لرزد
 لغت : ی چند : خراب ہے۔ بہ فرات : مجھے فراق میں۔ بسوزانی : توجھ ہے۔

ترجمہ : میرا سانس، محبت کی وجہ سے، مجھے جھریں، مجھے دل کے گرد اس پرے کی طرح قہر رہا ہے جس کے آشیانے کو تو جلا رہے
 اور وہ کاپہے گئے، لرزے گئے۔ سانس کا ترنہ اور اصل دل کا ترنہ ہے۔ اس سانس کو پرے سے اس کا آشیانہ مل گیا ہو، جبکہ دل کو پہلے
 ہوئے آشیانے سے تشبیہ دی ہے۔

غم بہ وصل پہ گنجینہ راہ یافتہ دزدے کہ در خمیر بود نیم پاسبانش و لرزد
 لغت : گنجینہ : خزانہ۔ دزدے : کٹی چور۔ نیم پاسبانش : اسے چوکیدار کا زور۔

ترجمہ : مجھے وصل میں میری حالت اس چور کی سی ہے جو کسی خزانے تک تو پہنچ گیا ہو لیکن ساتھ ہی اس کے خمیر میں خزانے کے پاسبن
 کا خوف جاتا ہو اور وہ کھپ رہا ہو۔

وگر بہ کلام خود اسے دل چہ بسوا بود توانی زسلہ اسے کہ زنی بوسہ بر میانیش و لرزد
 لغت : یہ کلام خود اپنی آرزو میں، آرزو کے مطابق۔ بسوا : صبر، صبر، نصیب۔ زسلہ اسے : کوئی سلا، کوئی سلا، طبع میں۔
 ترجمہ : اسے دل اتنا ایک ایسے سلا، طبع محبوب سے، جس کا تو بوسے اور وہ کاپہے گئے، اپنی خواہش کے مطابق خود کیا کچھ یا کیا کچھ
 سکا ہے۔

نترسد از زگسستن خدا نخواستہ باشد چرا رسد سراں طرب بر میانیش و لرزد
 لغت : نترسد : نہیں ڈرے۔ زگسستن : ٹوٹنا۔ چرا رسد : کیوں پہنچا ہے۔

ترجمہ : اس کی زلف کا سرا اگر ٹوٹے سے نہیں ڈرے اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ یعنی وہ ٹوٹے تو پھر اس (محبوب) کی حرکت کیوں بچ کر
 کاپہے لگتا ہے۔ محبوب کی بے حد جلی کر کی طرف بلا واسطہ اشارہ ہے۔

ز شور بلالہ دل دارو، اضطراب روانم چو رائضے کہ زکف در رود عنانیش و لرزد
 لغت : روانم : میری روح۔ رائضے : کوئی چاہک، سوار، گھوڑا پھرانے والا۔ عنانیش : اس کی لگام۔

ترجمہ : مجھے بلالہ دل کے شور سے میری جان، اضطراب اور قہر سے بالکل اس گھڑ سوار کی طرح ہوا ہے، جس کے ہاتھ سے گھوڑے
 کی لگام نکل گئی ہو اور وہ کاپہے گئے۔ جان کو رائضے سے اور دل کو لگام سے تشبیہ دی ہے، جبکہ شور بلالہ گویا لگام کا ہاتھ سے لگتا ہے۔

ز جنبش مژدہ بلانی، دم نگاہ بہ مستے کہ بے ارادہ چند تیر از کمانیش و لرزد
 لغت : بلانی : تیرا ہے، کی طرح ہے۔ چند : لگتا ہے، نکل گیا ہو۔ دم نگاہ : دیکھنے وقت۔

ترجمہ : جب تو دیکھتا ہے تو میری چٹکیں کچھ اس طرح حرکت کرتی ہیں جیسے کسی مست کی کمان سے بے ارادہ تیر نکل جائے اور وہ کاپہے
 گئے۔ محبوب کو مست آدمی سے جنبش مژدہ کو کمان سے اور نگاہ کو تیر سے تشبیہ دی ہے۔

ز شیخ وجد بہ ذوق تشلا نغمہ نیایی مگر بہ دل گذرد مرگ ناگمانیش و لرزد
 لغت : ذوق تشلا نغمہ : نغمہ کے سوار کی لذت۔ مگر بہ : دل گذرنا، دل میں آجانا۔ مرگ ناگمانیش : اسے اچانک کی موت (کا خیال)۔

ترجمہ : تشلا نغمہ میں جو لذت دیکھ ہے اس سے تو شیخ کو وہ میں نہ پائے گا۔ (اس پر یہ حالت طاری نہیں ہوتی)۔ شاید اس کے دل میں

اہانک کی موت کا خیال آگیا ہے جس کے سبب دل لرز رہا ہے۔ یعنی فتح تو ہار سا آگئی ہے وہ لمحہ میں کروہ میں نہیں آیا بلکہ کانپ رہا ہے۔

نفل از فحلت صراف کم عیار کہ ناگہ بر آورد زہر قلب از دکانش و لرزد

نفلت : فحلت کی عداوت۔ صراف کم عیار: سونے چاندی کی مچھر کو نہ دیکھنے والا صرف۔ زہر قلب: نفی سبب۔

ترجمہ : اس کم عیار صراف کی عداوت لائق اطوس ہے جس کی دکان سے اہانک نفلی یا کھونا سونا برآمد ہو اور وہ کانپنے لگے۔ یعنی اسے تو کمرے کھولنے کی پہچان ہی نہیں، پکڑے چلے پر اسے اس کا پتا چلتا ہے اور میں وہ احساس عداوت سے کانپنے لگتا ہے۔

گر از فحلتان جاں شور نیست در سر غالب چرا بہ سجود نمود سر بر آستانش و لرزد

نفلت : فحلتان جاں: جاں نثار کرنا۔ بہ سجود نمود سر: سجدے میں سر رکھنا ہے۔

ترجمہ : اگر غالب کے سر میں جاں نثار کرنے کا سودا نہیں چاہا ہو تو پھر وہ اس محبوب کے در پر سجدے میں کیوں سر رکھ رہا اور کانپ رہا ہے۔ یعنی اس کا یہ کھپکا خوف کے باعث نہیں بلکہ اس سلاط کے نصیب ہونے پر بے حد شگفتگی کے سبب ہے۔

غزل "20"

آئین کہ وصل یار ہی آرزو کنند باید کہ خویش را بگذازند و نُو کنند

ترجمہ : جنہیں دوست کے وصل کی آرزو ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود کو گواہ کر کے (بگھلا کر) دین جائیں۔ یعنی اپنی ذات یا خودی کو ترک کر کے اس کی ذات میں قابو جائیں۔ اس طرح گواہ خود دوست بن جائیں گے۔ اس کی مثال قطرب کی سی ہے کہ وہ مستند و یاد رہا میں قابو کر دیا میں جاتا ہے۔ یہ معرفت کا شعر ہو سکتا ہے۔

وقت است کز روانی سے ساقیان بزم بیاتہ را حباب لب آب جو کنند

ترجمہ : اب وقت آگیا ہے یا ساقی موقع ہے کہ بزم کے ساقی شراب کا وہ داس تیزی سے چلائیں کہ ان کے کانے باطل اس طرح ہو جائیں جیسے عی کے کندے چیلے ہوتے ہیں۔ یعنی عی کے کنارے پانی پر جس تیزی سے چیلے جتے اور پھٹتے چلے جاتے ہیں اسی طرح شراب سے کانے بھرتے اور غل ہوتے چلے جائیں۔ اصنافی مرحوم کی کتاب میں "حباب کی بجائے" "حباب" ہے جو کچھ غیر حلقہ ماعظم ہوتا ہے۔

می ثل از بے کہ بہ ناخن شکست اند اے وائے ناخن ہے دولت گر فرو کنند

نفلت : می ثل: تیرا تپہ، آؤ و نفل کرنا ہے۔ بے کہ: وہ پھانسی ہو۔ اے وائے: اطوس کی بات ہے تو ہار گیا ہو۔ بہ ناخن شکست اند: انہوں نے ناخن میں ڈھبھری ہے یعنی اتکا پایا ہوا ہے۔

ترجمہ : اگر اتھن سے تیرے ناخن میں کوئی پھانسی چھو گی ہے تو تو ہار و زاری کرنے لگا ہے اور اگر انداز کرے، تیرے دل میں کوئی ناخن چھو جائے تو تو کیا کرے کہہ دل میں ناخن چھبنا یا ناخن کا دل میں اترا جانا صحت و رو کی علامت ہے اور یہ گواہ درد خلق ہے۔ تو جو انسان معمولی تکلیف برداشت نہیں کر سکا درد خلق کیونکہ برداشت کر سکے گا۔

دیوانہ وچہ رشتہ ندارد مگر بہان کدے کشتہ ز حسیب کہ چاکے رفو کنند

نفلت : وچہ رشتہ: دھاکے کی رقم یعنی محبت۔ مگر بہان: ہاں یہی ہے کہ۔

ترجمہ : دوانے کے پاس دھاگا لٹکا ہے (یعنی نہیں ہے) ہاں میں ہے کہ وہ اپنے گردن سے ایک لہر کھینچ لے اور اس سے اپنا کوئی ہاک روکا کر لے۔ دوانے سے مرو عاشق ہے۔ مرو یہ کہ عشق کا ہاک تو رو تو ہونے سے رہا اٹھا اس رو کی کو عشق مرید ایک ہاک پیدا کر دے گی۔

خون ہزار سلوہ پہ گردن گرفتہ اند آئین کہ گفتہ اند کھوپیاں نکو کنند

لغت : کھوپیاں : کوئی بیچ اچھے لوگ یا نہیں۔ سلوہ : مرو عاشق جو بھولا بھلا ہے۔ نکو کنند : اچھا کرتے یعنی دفا کرتے ہیں۔

ترجمہ : جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حسین یا مستحق اچھا کرتے ہیں (یعنی دفا کرتے ہیں) وہ ہزاروں بھولے بھولے عاشقوں کا خون اپنے سر لے لیتے ہیں۔ یعنی محبوب دفا نہیں کرتے جبکہ لوگوں کی یہ بات سن کر بعض بھولے بھولے کسی کے عشق میں ڈوب کر خود کو خاک کر لیتے ہیں۔

لب تشنہ جوئے آب شمارد سراب را می زبلبلد ار بہ ہستی اشیا غلو کنند

لغت : لب تشنہ : پیاسا۔ شمارد : سمجھتا ہے۔ می زبلبلد : اچھا لگتا ہے۔ غلو : اختلالی مبالغہ۔

ترجمہ : پیاسا آدمی سراب (جنگلی ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے) کو پانی کی غری سمجھتا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے اگر اشیا کے وجود کے بارے میں اسی طرح اختلالی مبالغے سے کام لیا جائے۔ اشیا سے مرو کائنات میں جو کچھ ہے۔ یعنی انسان حقیقت کی غلاف میں فطری طور پر بے چین رہتا ہے جس کے سبب وہ سراب کو پانی سمجھ لیتا ہے اور اسی خطر آری اور جتنو کے چپے میں وہ اس کائنات کے مادی مظاہرات کو حقیقت سمجھ لیتا اور یوں دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے۔

از بس بہ شوق روئے تو مست است نو بہار بوے سے آید ار دامن غنچہ بو کنند

ترجمہ : میرے چہرے کے دیدار کے شوق میں نو بہار موسم بہار اس حد تک مست ہے کہ اگر کالی کے تار کو سونگھا جائے تو اس میں سے شراب کی بو آئے۔ بہار میں پھولوں کی کھٹکلی و تازگی دیکھ کر انسان پر جب کیفیت طاری ہوتی ہے یہ دامن غنچہ ایسا ہی جیسے کوئی شراب پی کر مست ہو جائے۔ شاعر نے اسے محبوب کے گفتگو و تازہ حسن کے دیدار کے شوق میں بہار کے مست ہونے کا نام دیا ہے۔

میکانہ را بہ نام صبا نشانندان است اے وای گر ز خاک وجودم سید کنند

لغت : صبا : صبح کی شراب۔ سید : پالانچہم۔ اے وای : افسوس کی بات۔

ترجمہ : اگر میرے وجود کی خاک سے کوئی مکانہ نکلا گیا تو یہ ایسا ہی ہو گا جیسے مکانے کو شراب کے نام میں ضار یا گیایا ہو۔ یعنی زندگی بھر شراب نہیں پی۔ مرنے پر اگر ہماری خاک سے ہاتھ نکلا گیا تو وہ بھی غلیظ ہی رہے گا۔ گویا واسطہ اپنی قسمت کی عذری کی بات کی ہے۔

آلودہ ریا نواں بود غلبا پاک است خرقہ اے کہ بہ سے شست و شو کنند

لغت : آلودہ : ریا۔ ریا سے متعلق ہوا خرقہ : خنجر۔

ترجمہ : اے نائب امیں ریاکاری سے آلودہ نہیں ہو سکتا کیونکہ جس خرقہ آلودہ کی کو شراب سے دھوا جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ یعنی جو لوگ شراب نہیں پیئے بظاہر وہ ریا سازنے ہیں لیکن وہ حقیقت ان کا پارسل سے دور کا تعلق بھی نہیں ہو تا اور یہی وہ بات ہے جو ریاکاری کو کھاتی ہے۔ جانب کے نزدیک ایسی ریاکاری کی نسبت شراب خوری بہتر ہے کہ کم از کم اس سے انسان اس قسم کی برائیوں سے تو محفوظ رہتا ہے۔

غزل # 21

چوں گویم از تو بر دل شیدا چہ می رود
ننگ بر آگینہ ز خارا چہ می رود
نعت : چہ می رود کیا گذری ہے۔۔ آگینہ : پیشہ ، بلور۔۔ خارا : پتھر۔۔

ترجمہ : میرے دل شیدا پر ہمیشہ محبت کے سبب ہو کہم گذری ہے وہ کیا بیان کروں میں یہ دیکھ لے کر پیشے پر پتھر کے ہاتھوں کیا گذری ہے۔ یعنی پتھر پیشے پر پڑے تو وہ چور چور ہو جائے۔ سو ہمیشہ محبت میں میرے دل سے یا عاشق دل کی گلی کی حالت ہے۔

خوابیدہ است تاکہ بہ گویت رسیدہ است
گر سر رود بہ راہ تو از پا چہ می رود
نعت : خوابیدہ است : سوا ہوا ہے۔۔ تاکہ : جب جب ہے۔۔

ترجمہ : تیرے کوپے میں بھیج کر تاکہ اسے پہنچے سو گئے ہیں۔ اگر تیری راہ یعنی تیری راہ محبت میں (نارود) سر جا رہا ہے تو پاؤں کا کیا جائے۔ یعنی راہ محبت میں پاؤں ٹھک جائیں تو ٹھک جائیں گے بہت کاوش نہیں جاسکتا۔

گوئی مہلو در شکن طوطو خون شود
دل ز آن تست از گمراہ چہ می رود
نعت : مہلو : خزانہ کرے۔۔ زان تست : تیرا ہے۔۔

ترجمہ : تو کہتا ہے کہ خزانہ کرے تیرا عاشق کامل زلف کے شکن میں پھنس کر خون ہو جائے مگر تجھے اس کی کیا فکر۔ یہ (ناراد) دل تو تیرا ہی ہے اگر ایسا کہم ہو آہ تو ہماری گمراہی کیا جائے گا۔

پیدا است بے نیازی عشق از فکے ما
گر زور سے شکست ز دریا چہ می رود
نعت : پیدا است : ظاہر ہے ، واضح ہے۔۔ زور سے : کوئی باریک بینی۔۔

ترجمہ : ہمارے ظاہر جانے سے عشق کی بے نیازی واضح ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے جیسے دریا میں کوئی کشتی ٹٹ جائے تو اس سے دریا کا کیا ہانا ہے اور یا کو کیا نقصان پہنچا ہے۔ عشق کو دریا سے اور عاشق کو کشتی سے تھپہ دی ہے۔ حقیقت کا شعر ہے۔

آئینہ خانہ ایست غبارم ز انتظار
او جانب چمن بہ تماشا چہ می رود
ترجمہ : محبوب کے انتظار میں میرا غبار آئینہ خانے (میں) کی آئینے ہوں کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ وہ (محبوب) اہل چمن کے نظارے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ یعنی ہم عاشق اس کو روڑ خاک ہو کر بھی بدستور اس کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ گواہ دیکھنے کی شے تو ہم ہیں ، ہمیں دیکھنے ، ہمیں اس کی کن سی دیکھنے کی چیز ہے۔

گر جلوۂ رخ تو بہ ساغر نہ دیدہ ایم
چندیں بہ فراق پلہ دل از جا چہ می رود
ترجمہ : اگر ہم نے تیرے چہرے کا جلوہ (کھس) ساغر میں نہیں دیکھا ہے تو پھر ہمارا دل اس قدر ذوق و شوق سے شراب کی طرف کیوں کھینچا جا رہا ہے یا اسے دیکھ کر کیوں بے فکر ہو جا رہا ہے۔ منظر نے ہی مضمون میں بانٹ دیا ہے۔

ما در پیالہ نکلش رخ نیاز دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما
ترجمہ : ہم نے پیالے میں محبوب کے چہرے کا کھس دیکھا ہے ، تو ہماری اس پیشہ کی تنواری کی لذت سے بے خبر ہے۔ یعنی ہم اسی لئے پیچھے رہتے ہیں کہ ہمیں محبوب کا کھس دیکھنے کی لذت میں غرق آ کر ہے۔

ہلا کہ کو لذت پیدا گشتہ ایم دیگر خن زمر و مدارا چہ ی رود
ترجمہ : ہم جو تیرے دوستی لذت میں مست یا کھوئے ہوئے ہیں ہم سے مراد محبت اور عبادت کا ذکر کیا کرنا؟ یعنی عاشق کو تو محبوب کے
جور و ستم ہی میں لذت ملتی ہے۔

یک رو اگر بہ داری بختوں گند گذار از ساربان نائقہ لیلا چہ ی رود
لغت : یک رو ایک بار ایک مرتبہ۔ ساربان : اونٹنی یا گھوڑا۔ نائقہ : اونٹنی۔

ترجمہ : اگر ہڈی لیلی کا ساربان ایک بار داری بختوں میں سے گذر جائے تو اس کا کیا کلوے گا۔ یعنی اس کے اس داری میں سے گزرنے سے
اس کا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ بخت بختوں کو اپنی محبوبہ کا وہ معاملہ ہو جائے گا۔ داری بختوں وہ صحرا ہیں بختوں نے ٹھکانا کر رکھا تھا۔

اے شرم باز داشتہ از جلوہ سازیت از پشت پا بر آئند آیا چہ ی رود
لغت : از جلوہ سازیت : تجھے جلوہ نکالی کرنے سے۔ باز داشتہ : روکے رکھا۔ چہ ی رود : کیا گزری ہوگی۔

ترجمہ : اے محبوب! تجھے شرم و حجاب نے جلوہ نکالی سے روکے رکھا ذرا خیال کر کے تجھے سے پشت پاٹے (محبوب کے آنکھ کے سامنے سے
پلٹ جائے ہر آنکھ پر کیا گزری ہوگی۔ آنکھ کی پلٹ کر کے دراصل عاشق نے محبوب کے غلام کے لئے اپنی بے قراری کی پلٹ کی ہے۔

بخت آسلی بہ گردش و ما در میانہ ایم غالب دگر پھر س کہ برما چہ ی رود

ترجمہ : ساتوں آسلی گردش میں ہیں اور ہم اس گردش میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اے غالب تو اس حالت میں اب ہم سے مت بچو کہ ہم
پر کیا گزری رہی ہے۔ یعنی بقول ہفتاء

بھلا گردش فلک کی جتن دیتی ہے کسے اٹکا

غزل #22

نہ از شرم است کز چشم دے آسلی بر نمی آید نگاہش با درازی ہلے مژگن بر نمی آید
لغت : بر نمی آید : باہر نہیں آتی۔

ترجمہ : یہ ہر اس (محبوب) کی نگاہ آنکھوں سے باہر نہیں آتی یا نگاہ تو اس سبب اس کی شرم نہیں ہے بلکہ اس کی لمبی بکوں کے
باعث ہے۔ محبوب کی مژگن درازی دکھائی کی واسطہ پلٹ کی ہے۔

ازیں شرمندگی کز بند سلاں بر نمی آید سر شوریدہ ما از گریہاں بر نمی آید
لغت : بند سلاں : سلاں کی قید، عوارذ یا دلی طلاق میں اٹھے رہنا۔

ترجمہ : یہ ہر ہندو سر شوریدہ عاشق و محبت میں دوا کی انگارہ سرا گریہاں سے باہر نہیں آتا یہ بند سلاں کی شرمندگی کے باعث نہیں آ رہا۔
یعنی دلی خواہشات و طلاق میں اٹھنے سے اگلی گریہاں کی نہیں ہو رہی ہر حلق میں ہوتی چاہئے۔

گر از رسوائی ناز تو پھوا نیست عاشق را چرا دل غول نمی گرو چہا جاں بر نمی آید

ترجمہ : اگر عاشق کو تیرے ناز و دوا کی رسوائی کا کوئی احساس باہر نہیں ہے تو پھر اس کا دل کیوں خون نہیں ہو رہا اور اس کی جان کیوں نہیں

تلقی۔ یعنی عاشق کو محبوب کی رسوائی باز کا پر راجہ راجہ اس ہے، اسی لئے اس کا دل خون نہیں ہو رہا اور جان نہیں گل رہی۔ اگر ایسا ہو جائے تو ظاہر ہے یہ محبوب کے بازو اور کی رسوائی کا باعث بنے گا۔

بہ بزم سو سخن دو از چہ انکس بر نمی خیزد بہ باغ خوں شدن، یو از گشتن بر نمی آید

نعت : سو سخن نہ جاتا۔ بر نمی خیزد: نہیں اٹھتا۔ خوں شدن: خون ہو جاتا۔

ترجمہ : جیلے کی محفل میں چہ انکس سے دھواں نہیں اٹھتا اور خون ہو جانے والے باغ میں گشتن سے طوبیو نہیں آتی۔ "بزم سو سخن" اور "باغ خوں شدن" سے مراد عاشق کی محفل ہے جہاں عشق کی وجہ سے دل جلتے اور خون ہوتے ہیں۔ دھواں سے مراد آہیں ہیں جو عاشق جذبہ کرتے ہیں، اسی طرح دل خون ہونے کی بو نہیں آتی۔

سرت گرم یزان تیغ و درے بر روے دل بکشا دلم نگ است کار از زخم پیکل بر نمی آید

نعت : سرت گردن: تیرے داری، قریب جاؤں۔ پیکل: تھوڑے بڑے کی الٹی، ٹوک۔

ترجمہ : تیرے قریب جاؤں تو تھوڑا چلا اور دل کے اوپر ایک دردناک کھول دے۔ میرا دل نگ ہے اور پیکل کے زخم سے بات نہیں بنے گی۔ یعنی میرے سینے کو تھوڑا سے چاک کر کہہ دل کے لئے دردناک کھل جائے۔ "دل نگ ہے" سے مراد ہے "دل تم نہ ہے" اس کی یہ شکل یا زخم زندگی پیکل سے دور ہونا ممکن نہیں۔

گفتش عرض چہ چاہی ست ہاں اے غنچہ ی رانم دولت بانہ مرغ سحر خواں بر نمی آید

نعت : گفتش: کھانا۔ عرض چہ چاہی: چاہی کا اظہار۔ دولت بر نمی آید: تھوڑا دل باہر نہیں آتا تو نہیں کھتا۔

ترجمہ : اے مجھے کھانا ایک طرح سے بے کچی، شکر داری کا اظہار ہے، ہاں میں یہ جانتا ہوں کہ مرغ حرکتے بلا یاغ سے تھوڑا دل کیوں باہر نہیں آتا۔ یعنی تو کیوں نہیں کھتا۔ غنچہ کھلے تو پھول بن جاتا ہے۔ شاعر کے نزدیک اس کے نہ کھلنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح کھلے ہوئے پھولوں پر مرغ سحر طوں کے نغمہ خواں ہونے سے اس کی سحر داری کا پتہ چلتا ہے، ویسی کیفیت غنچے میں نہیں ہے اور شوق نہیں ہے۔ اس شعر میں دراصل صنعت حسن تعلیل ہے۔ یعنی غنچہ جب تک نہیں کھتا اور اس کے کھلنے کا ایک وقت ہوتا ہے اور غنچہ ہی رہتا ہے۔ شاعر نے اس کی علت اس کا شوق سے نکل ہونا بتائی ہے۔

اہل خون گردن و از دیدہ بیوں ریختن دارد دلے کز عمدہ غم ہاے پنہاں بر نمی آید

نعت : از عمدہ بر نمی آید: دیر داری نہیں بھانا، عمدہ بر آئیں ہوتا۔

ترجمہ : وہ دل جو غم ہاے پنہاں سے عمدہ بر آئیں ہوتا۔ اس کے عقد میں خون ہو کر آنکھوں سے باہر نکلتا ہے۔ غم ہاے پنہاں سے مراد عشق و محبت کے غم۔ گویا وہ دل محبت کے جذبات اور غموں سے خالی ہے وہ ایک طرح سے بیکار ہے جس کا کوئی مصروف نہیں۔

مگر آتش غم دیوانہ اے مرؤ از اسیرانت کہ دود از روزن دیوار زنداں بر نمی آید

نعت : آتش غم: جس کے سامنوں میں آگ کی گری ہو۔۔۔ از اسیرانت: تیرے اسیروں میں سے۔۔۔ دیوار زنداں: زندان۔

ترجمہ : شاید تیرے اسیروں میں سے کوئی آتش غم دیوانہ مر گیا ہے جو قید خانے کے زندان دیوار سے کوئی دھواں نہیں اٹھ رہا۔ آتش غم کے حوالے سے دھواں کی بات کی ہے۔

چہ گیرائی ست کاین تاہر ز موہار یکتر دارد کے از دام این نازک میاں بر نمی آید

نعت : گھیرائی بڑا گرفت۔ کایں، کہ اس کے یہ۔۔۔ زمانہ از سواہل سے۔۔۔ نازک میاں بلے نازک کمر والے یعنی مشفق۔۔۔
ترجمہ : اس ہل سے بھی زیادہ باریک نڈا مراد کمر میں کون سی ایسی یا کیسی گرفت ہے کہ اس نازک کمر یا باریک کمر والے صیغوں کے جہل سے کوئی بھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ محبوب کی پتلی کمر شاہوں کے نزدیک بڑی دلگہنی کا باعث ہے، چنانچہ اس پر ہر شاعر نے اپنے انداز میں مضمون آفرینی کی ہے۔ جہل شاعر!

میاں سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کمال ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے

مجھ آسودگی گر مرد رانی کلہدریں وادی چو خار از پاہر آمد پا ز دایاں بر نمی آید

نعت : مجھ، مت تلاش کرو، خواہش نہ ہو۔۔۔ مرد رانی تو مرد راء ہے، زندگی کی دلاہ پر چلنے والا۔۔۔

ترجمہ : اگر تو مرد راء ہے تو آرام و سکون کی تلاش میں نہ رہ یا اس کی خواہش نہ کر، کیونکہ اس دلاوی (زندگی کی دلاوی) میں کانٹا پاؤں سے نکل جاتے تو پاؤں دامن سے باہر نہیں آتے دامن میں الجھ جاتا ہے۔ یعنی زندگی کے بھیڑیوں سے آدمی کا آزاد ہونا ممکن نہیں۔ ایک بھیڑیو نظم ہو تا ہے تو دوسرا اس کی جگہ شروع ہو جاتا ہے۔ ملک قبی نے پاؤں میں کٹنے کے حوالے سے زبردست بات کی ہے۔ کتا ہے میں نے جا ہاک کانٹا پاؤں سے نکال لوں لیکن راستے میں محل غمروں سے دور ہو گئی۔ میں ایک لمحہ غافل ہوا حقہ میو کا سواہل راہ دور ہو گئی۔

رقم کہ خار از پا شتم محل نماں شد از نظر یک لختہ غافل شستم و صد سالہ را ہم دور شد

برم پیش کہ یارب شکوہ اندوہ دل خگی نفس، چنداں کہ می یالم، پریشاں بر نمی آید

نعت : برہنہ میں لے جاؤں۔۔۔ پیش کہ: کس کے پاس۔۔۔

ترجمہ : یارب میں اپنی دل خگی کے درد و غم کا شکوہ کس کے پاس لے جاؤں (یعنی کس سے کہوں) کیونکہ میں جس قدر بھی بلا و فساد کرتا ہوں میرا سانس پریشان ہو کر باہر نہیں آتا۔ اپنی بے حد دل خگی یا دل کی محنت کی بات کی ہے۔ گویا دل میں اتنی محنت ہے کہ سانس باہر نہیں آ سکتا۔

چہ دوش خلق، خشم عبرت صاحب دلاں باشد بپاے خود کسے از کوسے جانیں بر نمی آید

ترجمہ : لوگوں کے کدھے پر میری خلقِ کلِ دل کے لئے عبرت کا باعث ہے۔ اس لئے کہ جو کوئی ایک دفعہ محبوب کے کوسے میں چلا جائے تو پھر وہ اپنے پاؤں پر باہر نہیں آ سکتا یعنی اس کی لاشیٰ لوگ اٹھا کر لاتے ہیں۔ یعنی عاشق، محبوب کے کوسے میں جا کر اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔

بر آرد از برم بحث اے جذبہ توحید غالب را کہ ترک سواہ ما با قیصل بر نمی آید

نعت : بر آرد نکال۔۔۔ ترک سواہ : اٹھا ہوا بھلا ترک یعنی خود غالب۔ قیصل: فقیر کی جمع جہان شریعت جاننے والے۔۔۔

ترجمہ : اے جذبہ توحید! صوفی مرحوم کے یہاں توحید کی پہلے توفیق ہے (یعنی فعل خدا کا احساس تو غالب کو بحث مباحثے کی محفل سے باہر نکال دیا کیونکہ ہمارا یہ بھلا بھلا ترک (خود غالب ترک) فعل سے قضا اہل فقہ سے نہیں نہت سکتا اس سے پرہیز نہیں کر سکتا۔ یعنی اہل فقہ بحث مباحثے میں اٹھے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس میں الجھا رکھتے ہیں۔

غزل # 23

چہ عیش از وعدہ چون باور ز عنوانم نمی آید ہوئے گفت "می آیم" کہ می دایم نمی آید
 لغت : باور نمی آید: یقین نہیں آتا۔ ہوئے گفت: اس نے کہا اس انداز سے کہ۔

ترجمہ : اس محبوب کے وعدے سے مجھے بھلا کیا سرت و شان ملنی ہو سکتی ہے کہ اس کے انداز وعدہ ہی سے مجھے یقین نہیں آتا کہ اس نے کہا اس انداز سے کہ کہ "میں آؤں گا" میں کچھ کیا کہہ دو نہیں آئے گا۔

بدویر لئی خوشم لیکن حسیلوں بے توقیران است اگر باشم بہ چشمن یار از بیابانم نمی آید
 ترجمہ : مجھے بدویر لئی (غیر آبد ہند) پسند ہے لیکن چونکہ میرے لئے یہ دنیا میرے بغیر وہاں ہے اس لئے اگر میں چشمن (مشہور ملک) میں بھی ہوں تو مجھے بیابان کی یاد نہیں آئے گی۔ لیکن میرے لئے تو حیرا قرب ہی سب کچھ ہے اگر یہ نہیں تو میرے لئے یہ دنیا ہی وہاں ہے اس میں کسی ملک یا بیابان کی تخصیص نہیں۔

گداز شتم زانکہ بر زخم دل صد بارہ خوں گریہ خود لورا خندہ بر چاک گریبانم نمی آید
 لغت : دل صد بارہ: جس دل کے سوجھنی کی ٹھکے ہوں۔۔۔ خوں گریہ: وہ یعنی محبوب خون کے آنسو بہائے۔۔۔ خود لورا: خود ہورہا ہے۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس بات لاکھوں گیلان نہیں کہ وہ میرے صد بارہ دل کے زخموں پر خون کے آنسو بہائے (میں اس سے دور گذر کر تا ہوں) لیکن اسے تو میرے چاک گریبان پر بھی ہنسی نہیں آتی۔ لیکن وہ اتنا بے اعتدال ہے کہ میرے لئے خون کے آنسو بہا تو دور کی بات ہے اسے میری ریا کاری پر ہنسی تک نہیں آتی۔

دوش نہ گسستہ و در سایہ دیوار نہ نشستہ بہ کوشش رشک بر سر درخشانم نمی آید
 لغت : دوش نہ گسستہ: اس (سورج) نے دکان نہ توڑی نہ بدلی۔۔۔ بہ کوشش: اس کے کوشے میں۔۔۔ سر درخشانہ: مجھے چمکتے سورج (پہ)۔۔۔

ترجمہ : اس کے کوشے میں مجھے سرور و شگفتگی کوئی رشک نہیں آتا کیونکہ اس نے نہ تو اس کو پہنچایا اور نہ ہی اس کی بے ہودہ اس (محبوب) کے سایہ ریا کاری میں بیٹھا ہے۔ عاشق کو کوچہ محبوب میں اس کے سایہ ریا کاری سے پیچھے سے سرت و راحت ملتی ہے۔ سورج دوشن ہے اس لئے اس کے ہوتے سایہ ریا اندہ ہو گا۔ ایسی صورت میں عاشق سورج پر کیونکر رشک کرے گا۔

دعائے خیر باشد و رحق من نفوس بجان کردن ز نظرن بس کہ می رنجد بہ لب جانم نمی آید
 لغت : نفوس بجان کردن: کسی کو برا بھلا کہنا اور اس کے مرنے کی دعا کرنا۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کو نفوس سے بہت چاہے وہ (وہ نظرن پسند نہیں کرتا) اسی لئے وہ مجھے برا بھلا نہیں کہتا اور میرے مرنے کی دعا نہیں کرتا اور نظرن سے اس کی یہی چاہ میرے حق میں دعائے خیر ہو گی لیکن میری جان لوں تک نہیں آری اور میں زندہ ہوں۔

از آں بد خو ندانم چو وہد دلالہ در پیدا نویدے کز نوازش ہائے پسانم نمی آید
 لغت : بد خو: بُری فطرت یا طبیعت والا۔۔۔ دلالہ: کسی کی طرف سے دلالت کرنے والی صورت۔۔۔ نویدے: کوئی خوشخبری۔۔۔ در پیدا: کھلے طور پر 'طمانیہ'۔۔۔

ترجمہ : اس بد خو کی جانب سے 'خدا مظلوم' دلالہ کو نہ طمانیہ پیغام خوشخبری ملا سکتی ہے، ایسی خوشخبری جو اس کی درپردہ نوازشوں سے بھی

نہیں ملی۔ یعنی محبوب انکا بد نظرت ہے کہ اگر کبھی وہ در پہ بھی کوئی نوازش دے گا تو اس میں کسی قسم کی خوشخبری داخل بات نہیں ہوئی۔ تو پھر بھلا طالع یہ پیغام کیا ہو سکتا ہے۔

بہ راہ کعبہ زلوم نیست شلوم کز سبک باری بر فتن پائے بر خار مغیلا نم نمی آید
 لغت : زلوم : میرے لئے سلاطین سطر۔ سبک باری : ہلکا بوجہ ہونا۔ مغیلا : بھانپنا۔

ترجمہ : میرے پاس کعبہ کے سطر کا زلوم نہیں ہے اور یہ بات میرے لئے سرت کا ہارٹ ہے کہ چنگے بوجہ کی وجہ سے میرے پاس خار مغیلاں پر نہیں چڑتے۔ کعبہ کے سطر کا زلوم تو توئی اور ہار سٹی و پر پڑ گا رہی ہے۔ یہ اپنے پاس نہیں اور جس اس سطر سے بچ گئے۔ اور وہ میں غالب نے یہی بات ایک اور رنگ میں کی ہے:

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب شرم تم کو مگر نہیں آتی
 دلش خواہد کہ تم اسے من روی آورد لیکن فریب ہم رہاں ز اندام نمی آید

لغت : روی یارو آورد: حوہ ہو، آئے۔ ہم رہاں: ہم رو کی جمع ہمراہی ساتھ چلنے والے۔ ز اندام: میرے ٹھکان سے اسیروے عجیب کہہ۔

ترجمہ : محبوب کا دل چاہتا ہے کہ وہ میری طرف بھاڑے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے ٹھکانہ بھالے اکو میریوں کو فریب دینا نہیں آئے۔ یعنی ریب اس کو اس طرح کعبے رکھے ہیں کہ وہ کسی بھلنے بھی ان سے الگ ہو کر اپنی یہ خواہش پر ہی نہیں کر سکتا۔

ویرم، شاعرم، رنم، نہ علم، شیوہ با دارم گر قسم رحم بر فریاد و انعام نمی آید

لغت : ویرم، شاعرم، رنم، شیوہ با دارم : پتلے بھی دربار کے مٹی یا سکر شری کے لئے یہ لفظ استعمال ہو آتا تھا۔ شیوہ با دارم : مجھ میں کی اوصاف ہیں۔ گر قسم : میں نے مہ میں تسلیم کرنا ہوں۔

ترجمہ : میں نے مان لیا کہ تجھے میری فریاد و غلظت پر رحم نہیں آئے لیکن یہ دیکھ کہ مجھ میں اور بھی کی اوصاف ہیں، یعنی میں صرف عاشق ہی نہیں بلکہ انکسار پر باز بھی ہوں، رنم بھی ہوں، ایک اچھا تم قلم بھی ہوں۔ اپنے یہ اوصاف گواہ کر محبوب کو ایک طرح سے رحم پر مان کر کہنے کی کوشش ہے۔

شود برام دے نر مہر چہ دارو کہ در خولام شے کلواز تلیدن ز زندانم نمی آید

لغت : نر نہ ناز۔ چہ دارو : کھتا ہے، خیال کرتا ہے۔ کلواز تلیدن : کر دینے کی آواز۔

ترجمہ : اگر کسی رات میرے رونے پینے کی آواز قید خانے سے بلند نہیں ہوتی، اگر میں مطلق رہتی، تو وہ برام ہو جاتا ہے اور اس کا یہ برام ہونا کسی محبت یا ہمدردی کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ میں سوچا ہوا ہوں۔ گویا اسے خیال میں بھی یہ گوارا نہیں کہ مجھے کوئی آرام نصیب ہو (سوچا آرام و سکون کی علامت ہے)۔

ندارم بارہ غالب گر مھر گاہش سر رہاے بہ جنی مست، دانی کز شہستانم نمی آید

لغت : مھر گاہش : اسے شمع کے وقت۔ شہستانم : میری خواب گاہ۔

ترجمہ : غالب! میرے پاس خواب نہیں ہے۔ سو اگر شمع کے وقت تیرا اور اس کا سر وہ آگنا سا سا ہو جائے اور وہ مستی کی حالت میں ہو تو مجھ لیا کہ وہ میری خواب گاہ سے نہیں آیا۔ یعنی ظاہر ہے کہ وہ ریب کے بھلے سے جام صبوحی پی کر آ رہا ہے۔

غزل # 24

چوں پہلی بر زمین چرخ زمین تو شود خوش ہشتے ست کہ کس راہ نشین تو شود
لفت : پہلی : پہلے تو پہلا ہے۔۔۔ راہ نشین : راستے میں بیٹھنے والا۔۔۔

ترجمہ : جب تو زمین پر پہلا ہے تو آسمان تیری زمین میں جاتا ہے۔ تیری راہ میں بیٹھنے والے کے لئے یہ ایک مودہ ہشت ہے۔ محبوب سے خطاب ہے۔ یعنی اس کے حسن میں اتنی کشش ہے کہ اسے دیکھ کر آسمان بھی نیچے اتر آئے اور جو اس کی راہ میں بیٹھا ہے اس کے لئے وہ راستہ گواہ ہشت میں جاتا ہے۔

لبم از نام تو آں مایہ پڑ استے کہ اگر بوسہ بر غنچہ زخم غنچہ نگین تو شود
ترجمہ : میرے ہونٹ میرے نام سے اس قدر پر ہیں کہ اگر میں ٹپکے کو چوموں تو وہ میرا نگین بن جائے۔ یعنی ہر وقت میری نام میرے لبوں پر رہتا ہے چنانچہ کئی کو چوم لوں تو اس پر میرا نام کندہ ہو جائے۔

چوں بہ سجد کہ نہ آست بکام از شرم بلا یک چند ببالہ کہ جبین تو شود
لفت : سجد : سجدہ : ہاتھ بپٹا رکھنا ہے۔۔۔ بکام : گتہ جاتا ہے۔۔۔ یک چند : کچھ دیر عرصہ۔۔۔ ببالہ : بکرا ہے۔۔۔

ترجمہ : چاہے کچھ مدت (چند روز) اپنی چمک دکھ کر فکر کرتے ہوئے تیری خوشامی ناپا جاتا ہے لیکن جب وہ اس کا ہاتھ لگتا ہے اور اسے بادل جاتا ہے کہ وہ ایسا صبر میں سکتا تو وہ شرم سے گتہ جاتا ہے۔ یعنی محبوب کی خوشامی کی چمک اور کشش کے سامنے چمک بھی کچھ نہیں۔ چاہے اپنی چہرہ میں رات کے بعد کھٹا شروع ہو جاتا ہے۔ شاعر نے اس کی علت نہ کہ وہ شرم بھلی ہے۔ اس لحاظ سے اس شعر میں صنعت حسن تعلیل آگئی ہے۔

صد قیامت بگدا ازند و بجم آمیزند تاخیر دل ہنگامہ گزین تو شود
لفت : بگدا ازند : کچھ بگدا بن جائیں۔۔۔ بجم آمیزند : انہیں اکٹھا ملا دیا جائے۔۔۔ ہنگامہ گزین : ہنگامہ بند۔۔۔

ترجمہ : سو قیامتوں کو بگدا کر انہیں اکٹھا ملا دیا جائے تو پھر اس سوار سے میرے ہنگامہ بند دل کا فیروزہ ہوتا ہے گواہ محبوب کی طبیعت قیامت سے بھی زیادہ کرے بے حد مہارت کا شعر ہے۔

آب ہنگامہ درد آرم و گویم زیست چہ کنم تاخیر ہجر تو یقین تو شود
لفت : آب : طاقت برداشت۔۔۔ آب آرم : میں برداشت کر رہا ہوں۔۔۔ زیست : رہنمائی دے۔۔۔ یقین تو شد : تجھے یقین آجائے۔۔۔

ترجمہ : میں درد و غم کے ہنگامے کو برداشت کر رہا ہوں اور کتنا ہوں کہ ہائے کیا کروں یا کیا طریق اختیار کروں؟ چاہے تجھے میرے غم بھرا یقین آجائے۔ یعنی محبوب کے فراق میں عاشق پر گویا غم کے پھاؤں سے چلتے ہیں لیکن محبوب کو چھیننے کا خواہش

بہ سخن بیکم و اندوہ گسارش گردم۔ برم از غیر دلے را کہ حسین تو شود
لفت : بیکم : میں پستلا ہوں۔۔۔ اندوہ گسارش : اس (دلیب) کا غم گسار۔۔۔ برم دلے : دل لے لیتا یا جھین لیتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں دلیب کو پاؤں سے پستلا پستلا ہوں اور اس کا غم گسار میں جاتا ہوں اس کی ٹھکری یا اس سے اظہار ہمدردی کر رہا ہوں اور اس طرح میں اس (دلیب) کا دل بھر میرے غم محبت میں بھٹا ہے، جھین لیتا ہوں۔ عاشق اپنے سوا کسی اور کو محبوب سے عشق کرتے دیکھنا نہیں چاہتا چنانچہ دلیب سے ظاہر غم گساری کر کے اسے اس راہ سے بھرتا ہے۔

جلوہ جز دل آنگہ برایت نکند من در آتش ختم از ہر کہ قرین توشو
 لغت : برایت نکند: نہیں آتا۔۔۔ دل آنگہ: جس دل کو محبوب کا عرفان حاصل ہو۔۔۔ ختم: اتم، میں کر آہوں۔۔۔ قرین توشو: مجھے
 قریب ہو، تمرا قریب اسے حاصل ہو۔۔۔

ترجمہ : حسن کا جلوہ ہوائے دل آنگہ کے اور کسی دل میں نہیں آتا یعنی صرف عرفان دوست سے سرشار دل ہی میں حسن کا جلوہ برایت
 کر آتا ہے۔ میں تو ہر اس کسی سے جسے تمرا قریب حاصل ہونے لگے، رنگ کے بارے آگ میں چہ جانا یعنی بٹلے لگا ہوں۔ گویا عاشق نہیں
 جانتا کہ اس کے خواہی اور کو محبوب کا قریب میرا آئے۔

چشم و دل پانہ ام داو ہنر خواہد داو آنگہ چوں من ہمہ دان و ہمہ بین توشو
 لغت : پانہ ام: کھو بیٹھا ہوں۔۔۔ ہمہ دان: پوری طرح آنگہ جانتے والا۔۔۔ ہمہ بین: پوری طرح دیکھنے والا۔۔۔
 ترجمہ : میں (مجھے) عشق میں اپنے چشم و دل کو بیٹھا ہوں اور میرے اس بھری دلوں کی دے گاہو بھری طرح تمرا ہمہ دان اور ہمہ بین ہو
 گا۔ یعنی محبوب کہ جیسا کہ وہ ہے، پوری طرح جانتا اور اسی طرح پورا دیکھتا عاشق ہی کا کمال ہے اور اس کی دلوں کی دے سکتا ہے جو عاشق کی
 طرح ہو، ظاہر ہے کہ ایسا اور کوئی نہیں ہے۔

کفر و دین چیت؟ جز آلائش پندار وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین توشو
 لغت : آلائش پندار: خود را احساس خودی و انانی آلودگی۔۔۔

ترجمہ : کفر اور دین مجھے خود خودی یا احساس انانی آلودگی کے سوا اور کیا ہے؟ یعنی تمرا یہ خود را احساس ہی کفر اور دین ہے۔ تو اس
 آلودگی سے پاک ہو جاؤ کہ تمرا کفر بھی تمرا دین والی بات بن جائے۔ یعنی یہ سب تفرقہ خود انسان ہی کا پیدا کردہ ہے اور نہ بغول عقلی

عارف ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیر ندانہ
 عارف خواہ اسلام کا ہے خواہ کفر کا دونوں فضول ہیں، پروانہ چراغ کا عاشق ہے وہ اس کے لئے دیر و حرم کو بخش نظر نہیں رکھتا اور خود
 بقل غالب!

مقصود باز دیر و حرم جز حبیب نیست ہر جا کنیم سجدہ بدار آستان رسد
 ترجمہ: گورہ نکاہے۔

دوزخ تفتہ اے بہت نہایت غالب آہ از ال دم کہ دم باز پسین توشو
 لغت : دوزخ تفتہ: ایک کے سوا۔۔۔ دوزخ: نہایت تیزی طبعیت، تمرا دوزخ۔۔۔ دم باز پسین: نزع کا عالم۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تمرا دوزخ کا دھوکا نہ کھو کی اجازت ہے۔ کہو دہاں جو تمرا نزع کے وقت یعنی آخری سانس ہو گا۔ گویا غالب کا ہر سانس جنم
 کی آگ کا ایک شعلہ ہے، تو اہل صورت گتہ آخری سانس کی قیامت کا نہ ہو گا۔

غزل # 25

دیگر از گریہ بہ دل رسم نفل یاو آمد رگ چنانہ زدم شیشہ بہ فریاد آمد

لغت : دیگر ایک ہار بھر۔۔۔ رگ چاند زخم میں نے جانے کی رگ کو بھنڑا۔۔۔ رسم فحل : آہ و بکا کا احساس۔۔۔

ترجمہ : ایک مرتبہ چکر گریہ و زاری کرنے سے میرے دل میں آہ و بکا کا احساس پیدا ہو گیا۔ میں نے جانے کو ہاتھ لگایا تو مراہی فریاد کرنے لگی۔ یعنی غم عشق میں رونے سے غم میں کمی ہونے کی بجائے آہ و فحل کا زور ہو گیا۔ اور جب غم بلند کرنے کی خاطر شراب کو ہاتھ لگایا تو مراہی بچ اٹھی۔ گویا شراب سے بھی اس غم کا مداوا نہ ہو سکا یا یہ کہ شراب بھی مداوائے غم نہیں۔

دل در افروختش منت دامن کشید شلوم از آہ کہ ہم آتش و ہم باز آہ

لغت : در افروختش : اس (آگ) کو بھڑکانے میں۔۔۔ منت کشید : احسان نہ اٹھایا۔۔۔

ترجمہ : دل نے اپنے جتنے میں دامن کا احسان نہ اٹھایا۔ میں اپنی اس آہ سے خوش ہوں کہ جو آگ بھی نئی ہو رہی تھی۔ آگ جلاتے وقت اسے تیز کرنے کی خاطر دامن کی ہوا کا سہارا لیا جاتا ہے اور آگ بجھے کی ہوا کا اس حوالے سے عاشق کی آہ دل کو جلاتے وہی آگ بھی ہے اور اس آگ کو تیز کرنے والی ہوا بھی اور اس بنا پر اسے کسی دامن نہ بچنے کا ممنون نہیں ہونا پڑا۔

تآمدانی جگر سبک کشودن بدر است قیشہ داند کہ چما بر سر فرہاد آمد

لغت : کشودن : کھولنا پھاڑنا۔۔۔ بدر است : بیکار ہے۔ رانگاں ہے۔۔۔

ترجمہ : تو کہیں یہ نہ سمجھ لیا کہ جگر کا جگر چرنا ایک بیکار رانگاں سا معاملہ ہے یہ تو قیشہ کو چاہے کہ فرہاد کی کیا کیا بگو گزری۔ فرہاد نے شیون پہاڑ کو جس قیشہ سے نکالنا شیریں کی موت کی بھرنی خیریں کر اس نے اسی قیشہ سے خود کو ہلاک کر ڈالا۔ گویا فرہاد کو شیون کا جگر چرنے کی سزا ملی۔

داغ از گری شوق تو کہ صدور بہ دلم ہم چہاں بر اثر شکوہ پیدا آمد

لغت : صدور : سوجھ، کٹی مرتبہ۔۔۔ بر اثر : بچھے بچھے ساتھ ساتھ۔۔۔

ترجمہ : میں جی گری بہت کی آگ میں جل اٹھا ہوں جو سوجھ یا کٹی بہاؤں سے میرے دل میں شکوہ پیدا کرنے بچھے بچھے یا ساتھ ساتھ آتی رہی۔ گویا عاشق ایک طرف تو اس کے ہور و حتم پر شکوہ و فریاد کرتا ہے اور دوسری طرف محبوب سے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس صورت حال میں وہ کیا کرے۔

خیز و در ماتم ما سرمہ فرو شوے ز چشم وقت مشاکلی حسن خدا داد آمد

لغت : فرو شوے : دھواں۔۔۔ مشاکلی : آتش۔۔۔ حسن خدا داد : خدا کا عطا کردہ حسن یعنی قدرتی حسن۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب اٹھ اور ہمارے ماتم میں اپنی آنکھوں سے سرمہ دھواں۔ اب قدرتی حسن کی آرائش کا وقت آ گیا ہے۔ آنکھوں سے سرمہ دھواں یعنی وہ گویا اس غم ناک صورت حال میں محبوب کے چہرے کا حسن اور بھی نکھر آئے گا۔

رفتہ بودی دگر از جا بہ خن سازی غیر منت از بخت کہ خاموشی ما یاد آمد

لغت : خن سازی : باتیں چنا چلائی کرنا۔۔۔ از جا رفتہ بودی : تو راستے سے ہٹک گیا تھا۔۔۔ منت : احسان۔۔۔

ترجمہ : تو پھر رقیب کی چال بازی میں آ کر یا اس کی باتوں میں آ کر ہٹک گیا تھا وہ تو کہہ سکتا تھا کہ کیا تھا یہ تو ہمارے بخت کا احسان ہے کہ تجھے اس موقع پر ہماری خاموشی یاد آگئی۔ یعنی رقیب تو بیٹھ لی باتیں کر رہا ہے اور عاشق خاموش ہے۔ اس سے محبوب کو احساس ہو گیا کہ جو چاہا عاشق ہے وہ باتیں نہیں کر رہا خاموش رہتا ہے۔

خنگ و تر سوزی این شعلہ تماشا دارد عشق یک رنگ کن بندہ و آزاد آمد

نکتہ : فلک و قوسوں کا رنگ اور قوس کو جلا دینا۔ لاشاوارہ دیکھنے کی چیز ہے۔ ایک رنگ کہہ : ایک رنگ کا کرنے والا برابر بنا دینے والا۔۔۔

ترجمہ : اس طے یعنی آتش خلق کا رنگ اور ترددوں کو جلا دینا ایک دیکھنے کی چیز ہے۔ (یہ لفظ قتل دینے ہے)۔ خلق نظام اور آزاد دونوں کو ایک جیسا بنا دینا ہے۔ فلک سے مراد نظام یا فطرت ہزار ہا تر سے مواد آزاد یا فطرت ہے۔ اگرچہ علامہ اقبال کا یہ شعر کچھ اور صورت حال کا ماحول ہے تاہم یہاں بھی نکسا ہا سکتا ہے:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و لیاؤ نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ فزاؤ

دینے پر رنکتہ و از تقسم کرد آزاد رحم در طینت خالم ستم ایچلو آمد

نکتہ : پر رنکتہ پر بھڑکنے ہیں۔۔۔ طینت : فطرت۔۔۔ رحم ستم ایچلو : ہمارا رحم جو کسی ستم کا باعث ہے۔۔۔

ترجمہ : اس نے دیکھا کہ میرے پر بھڑکنے ہیں تو اس نے مجھے بھڑے سے آزاد کر دیا۔ اس خالم کی فطرت میں رحم بھی ستم اچالنے والا ہے۔ یعنی پر بھڑنے سے پرندہ اڑنے کے قائل نہ رہا۔ اس صورت میں اسے بھڑے سے آزاد کرنا بھی ایک طرح کا ظلم ہے۔ گویا محبوب نے جو عاشق کو قید محبت سے آزاد کیا تو یہ بھی اس پر ایک ظلم ہے کیونکہ یہ آزادی ایک طرح سے قطع تعلق ہے۔

بر دو یار چہ غوغاست عزیزاں بدوید خون بجا مزد سبک دستی جلاؤ آمد

نکتہ : بدوید : جلا دینا معلوم کر۔۔۔ مزدوری اجرت۔۔۔ بکدستی : چابکدستی یا بکدستی اور تیزی سے ہاتھ چلانا۔۔۔

ترجمہ : عزیز و دوستو جانو! آزاد معلوم کر کہ محبوب کے دہرے کھارو غوغا ہے۔ میرا خون بجا استحکام کے عزیزوں کو ملنے والی رقم جلاؤ کی چابکدستی کی اجرت ہی گیا اس کی ضرورت ہو گی۔ یعنی محبوب چاہتا تھا کہ عاشق کو یکدم نہ ہلاک کیا جائے بلکہ اسے خوب اڑتی دے دے کہ مارا جائے۔ جلاؤ نے کھلی اور عاشق کو فوراً قتل کر دیا جس پر محبوب نے پیش میں آکر خود جلاؤ کو لایا کہیں کیا۔ اس طرح عاشق کی جان بھی گئی اور خون بجا بھی گیا۔

دلورہ خویش نفسی درس خیالم غالب رنگ بر روئے من از سلی استاد آمد

نکتہ : سلی : تیز، مہیا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب مجھے درس خیال نے خویش غصہ عطا کیا۔ یعنی محبوب کے تصور میں میں نے جو سانس لئے وہ خون سے بھرے تھے جس کے سبب میرے چہرے پر رنگ آ گیا یعنی سرفی آگئی اور یہ سرفی گویا ایسی سرفی تھی جو استاد کے چہرے کے چہرے پر آجاتی ہے۔ گویا درس خیال استاد اور عاشق شاکر ہے۔

غزل # 26

دوش کز گردش ختم تھک بر روئے تو بود چشم سوے فلک و روئے خن سوے تو بود

نکتہ : بر روئے تو : تیرے سامنے۔۔۔

ترجمہ : کل صبح میں تیرے سامنے اپنے بخت کی گردش کا شکر کر رہا تھا تو میری نظریں آسمان کی طرف تھیں اور میرا روئے خن تیری طرف تھا یعنی باتیں تھک سے کر رہا تھا۔ گویا عاشق کی بد نصیبی جس میں آسمان کا تھکا ہے، محبوب کے ظلم و ستم کی بھی مثال ہے۔

آنچہ شب شمع گمل کردی و رفتی بہ غلاب نغمہ پردہ کشائے اثر خوں تو بود
لغت : گمل کردی : تو نے خیال کیا کہا۔ بہ غلاب : مجھے میں، غلب میں۔

ترجمہ : کل رات جس چیز کو تو نے شمع سمجھا اور مجھے میں چلا گیا وہ شمع نہ تھی، بلکہ میرا سانس تھا جس نے تیری نظرت کے اثر کی وجہ سے گمل کی تھی۔ یعنی محبوب آنکھیں مزاح ہے اور اس کے اس مزاح کے اثر سے عاشق کی فدا دہی کرنا آنکھیں ہو گئی تھی جسے محبوب نے شمع سمجھ لیا اور مجھے میں چلا گیا۔

چرخ کج پاشت عن در خم دام تو گلند نعل داؤدوں بلا حلقہ گیسوے تو بود
لغت : کج پاشت : نیزھی چل چل گیا۔ نعل داؤدوں : انی یا محسوس نعل (بد قسمتی کی علامت) خود داؤدوں کے معنی محسوس کے بھی ہیں۔

ترجمہ : آہن مجھ سے نیزھی چل چل گیا جو اس نے مجھے تیرے چل (دام عشق) میں پھنسا دیا۔ چنانچہ تیری داؤدوں کے چرخ در خم میرے لئے مصیبت کی انی یا نیزھی نعل ثابت ہوئے۔ یعنی شب سے تیرے عشق میں گرفتار ہوا ہوں رنج و دام کا ظار ہو رہا ہوں۔

دوست دارم گر ہے را کہ بکارم زو اند کایں دہانت کہ بچستہ در اہرے تو بود
لغت : دوست دارم : میں پسند کرتا ہوں۔ کایں : کہ ایسا کہ یہ۔ بچستہ : بچہ۔

ترجمہ : میرے کام میں جو گرہ زانی کی یا پڑی ہے، مجھے وہ پسند ہے، اس لئے کہ یہ وہی گرہ ہے جو بیش تیرے اہرے پر پڑی رہتی تھی۔ اہرے پر گرہ چنانچہ مزاح کی برہی کی علامت ہے۔ کام میں گرہ چنانچہ اپنی کام میں رکھو آپہ کام نہ بننا اور یہ بد قسمتی کی علامت ہے۔ شاعر کے نزدیک اس کی بد قسمتی کی وجہ محبوب کا اس سے برہم رہنا تھا۔

چہ عجب صانع اگر نقش دہانت گم کرد کو خود از حیران رخ نیکوے تو بود
لغت : چہ عجب : تعجب کی کیا بات ہے یعنی تعجب نہ ہو کہ۔ صانع : بنانے والا، خالق۔ کو : کہ لہذا کہ وہ۔ حیران : حیران کی جمع حیرت میں ڈوبے ہوئے۔ رخ نیکو : حسین چہ۔

ترجمہ : اگر خالق کائنات نے تیرے دامن کا نقش گم کر دیا یعنی بھلا بھول گیا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ وہ خود تیرے حسین چہ و حیرت زدہ ہونے والوں میں سے تھا۔ محبوب کی نگاہی کا باعث خود خالق کا اس (محبوب) کے صحن پر فرشتہ ہو نا تھا۔ محبوب کی نگاہی میں بھی عاشق کے لئے بڑی دلکشی ہے۔

شب چہ دانی ز تو در بزم بہ خوبی چہ گذشت خاصہ بر صدر نشینے کہ بہ پہلوے تو بود
لغت : چہ گذشت : (ان پر کیا گذری)۔ خاصہ : خاص طور پر۔ صدر نشین : اونچا بیٹھنے والا، محل میں سب سے نمایاں شخصیت۔

ترجمہ : کل رات تجھے کیا مسموم کر تھی وجہ سے محل میں حسینوں پر، خاص طور پر تیرے پہلو میں بیٹھنے والے صدر نشین پر کیا گذر گئی۔ یعنی سبھی اس (محبوب) کے صحن پر فرشتہ ہو گئے۔

مردان و جان بہ تنائے شہوت داوان ہم ز اندیشہ آزدون بازوی تو بود
لغت : مردان : مرد۔ آزدون : تکلیف دہ۔ جان داوان : جان دہ مرنہ۔

ترجمہ : میرا مہر اور شہوت کی تنہا میں میرا اس اندیشے کی وجہ سے تھا کہ کبھی تیرے بازو کو تکلیف نہ ہو۔ یعنی اگر محبوب کے ہاتھوں کل ہو اتنا اس کے بازو کو تکلیف ہوئی اس لئے عاشق اس (محبوب) کے ہاتھوں شہید ہونے کی تنہا میں مر گیا۔

خدا را از نفس شطہ فطری می بوزم تا نہ دانند حریفان کہ سر کوے تو بود

لغت : شطہ فطری : شطہ تکبیر ہے۔۔۔ حریف : حریف کی جمع، و شطہ۔۔۔

ترجمہ : میں خدا کو اپنے آنکھیں سامنے سے ہارادوں تاکہ میرے حریفوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ تیرا کوہ پی ہے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب کے کوہ کو خدا سے تشبیہ دی ہے۔

دوش باد بہاری بہ گمانم انگند کایں گل و غنچہ پے قافلہ بوے تو بود

لغت : بہ گمانم : گمان میں داخل رہا مجھے یہ شبہ ہوا۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار کی ہوا کی رفتار نے مجھے اس شبہ میں ڈال دیا کہ یہ جو پھول کلیں ہیں وہ تیری خوشبو کے قافلے کے پیچھے جا رہے ہیں۔ بہار میں پھولوں کی کثرت ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہوا سطر ہو جاتی ہے۔ یعنی حسن محبوب میں جو شگفتگی و آہنگی ہے وہ پھولوں میں بھی نہیں اسی لئے وہ اس کے پیچھے پلٹے نہیں اس کے حسن پر فریفتہ ہیں۔

بہ کف باد بہار ایں ہمہ رسولی دل کاخر از پردگیان حسن موے تو بود

لغت : بہار : خدا نہ کرے۔۔۔ کاخر : آخر۔۔۔ پردگیان : پردگی کی جمع، پردہ، غمیں۔۔۔ حسن : حسن، زلفوں کے پیچ، خم۔۔۔

ترجمہ : خدا نہ کرے کہ یہ ہوا ہمارے دل کی رسولی کا مٹ ہے اس لئے کہ آخر وہ زلف تیری زلفوں کے پیچ و خم کے پردہ نشین ہیں۔ سے خدا یعنی ہوا پہلی حس سے محبوب کی زلفوں کی خوشبو کیل گئی اور یہ بات خوشبو کا پہلا ماحض کے دل کی رسولی کا مٹ ہی سکتی ہے جو ان زلفوں کے پیچ و خم میں گر لگا رہی یعنی ان پر فریفتہ ہے۔

ہم از آن چش کہ مشالہ بد آموز شود نقش ہر شیوہ در آئینہ زانوے تو بود

لغت : مشالہ : حسن کی آرائش کرنے والی عورت۔۔۔ بد آموز : برا سکھانے والا، الٹی پٹی چڑھانے والا۔۔۔ شیوہ : ناز و لوا۔۔۔ آئینہ زانو : آئینہ کی طرح زانو، آئینہ ہلک والا کہ اس میں دیکھنے والے کو اپنا عکس نظر آئے۔۔۔

ترجمہ : اس سے پہلے کہ مشالہ تجھے الٹی پٹی چڑھا تی یعنی تجھے ناز و لوا سکھائی، ہر ناز و لوا کا نقش تجھے آئینہ زانو میں موجود تھا۔ یعنی ہمشعر اس کے کہ مشالہ تجھے حسن کی آرائش کر کے تجھے ناز و لوا سکھاتی، یہ سب اعدا از حسن کے قصور میں پہلے سے موجود تھے۔

لالہ و گل ود از طرف مزارش پس مرگ آ چھا در دل غالب ہوس روے تو بود

لغت : ود : اگتے ہیں، پھوٹتے ہیں۔۔۔ پس : مرگ کے بعد۔۔۔ آچھا : کس قدر ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب کے دل میں تجھے حسین چہرے کو دیکھنے کی کس قدر ہوس (خواہش) تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کے حصار کے ارد گرد لالہ و گل (سرخ رنگ کے پھول) کھل اٹھے، پھوٹ چکے۔

غزل # 27

گر چش ناز تو آلودہ بغرا ماند بہ سکندر نہ رسد ہرچہ ز دارا ماند

لغت : آلودہ : لوث، کال، اہل نصیحت۔۔۔ سکندر : سکندر، غلام۔۔۔ دارا : قدیم ایران کا بادشاہ جسے سکندر نے شکست دی تھی۔۔۔

ترجمہ : اگر تجھ ناز و لوا کی خواہش ہمارے آلودہ ہاتھوں تکہ دارا سے بچا تھا تو سکندر کو بھی نہ ملے گا۔ سکندر کا فتح تھا اور دارا مطلق۔۔۔ مزارچہ کے

جیسے ناز حسن کی لوث مار کر غمی رہی تو سب کچھ اس لوث مار کا شکار ہو جائے گا اور کسی کے لئے بھی کچھ نہ بچے گا یا وہ سکھو کہ بھی نہ مل سکے گا۔

دل و دینے پہ بہائے تو فرستم، حاشا دام گیر آنچہ ز بیچاند سودا ماند

لغت : بہائے تو جیری قیمت۔۔ بیچاند : کسی سوے میں دی گئی جھٹی رقم۔ دام گیر : بطور قرض وصول کر لے۔

ترجمہ : میں نے اپنا دین دل (جیری قیمت کے سوے میں بطور قیمت کے بیچا دیا یعنی دے دیا ہے۔ مگر بھی اگر اس سوے کے بچانے میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو وہ تو مجھ سے قرض کی صورت میں وصول کر لے۔ یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ جیری قیمت میں سب کچھ لٹا دیا ہے اس ایک جان بقی رہ گئی ہے وہ بھی تو کسی بہانے لے لے۔

بہم بہ سودائے تو خورشید پرستم، آری دل ز مجنوں برد آہو کہ یہ لیلایا ماند

لغت : خورشید پرستم میں خورشید کی پوجا کرتا ہوں یا کرتے والا ہوں۔ دل برد : دل چھین لیا یا لے جاتا ہے۔

ترجمہ : میں جو تحریے خلق میں سورج کی پرستش کرتا ہوں تو یہ دراصل تحریی پرستش ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہرگز مجنوں کا دل اٹا لیتا ہے اس وجہ سے کہ وہ لپکتی سے لٹا جاتا ہے۔ یعنی اس کی آنکھیں لپکتی کی آنکھوں جیسی ہیں اور مجنوں اسی خیال سے اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ تو عاشق جو سورج کی پرستش کرتا ہے تو اس وجہ سے کہ اس میں اس کے محبوب کے چہرے بھی چمک دک ہے۔

با وجود تو دم از جلوہ گرمی نتوان زد در گلستان تو خلاص بہ غفلت ماند

لغت : با وجود تو : تحیرے ہوتے ہوئے۔ دم نتوان زد : دھوئی نہیں کیا جاسکتا۔ خلاص : سوز۔۔ غفلت : ایک فرضی پروردہ جس کا کوئی وجود نہیں ملتا ہے۔

ترجمہ : تحیرے ہوتے ہوئے کوئی اور اپنے حسن کی جلوہ گرمی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ تحیرے گلستان میں سوز و غم کی مانند ہے، یعنی نہیں ہے۔ سوز ایک ظاہر و محسوس پروردہ ہے لیکن محبوب کے حسن کے مقابلے میں اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔

شکوہ دوست ز دشمن نتوانم پوشید، گر غم بجز چشیں حوصلہ فرسا ماند

لغت : نتوانم پوشید : میں چھپا نہیں سکتا۔ حوصلہ فرسا : حوصلہ گھٹانے والا ہے صبر کر دینے والا۔

ترجمہ : اگر غم بجز اسی طور حوصلہ فرسا ہوا تو ہمیں دوست (کی بد نظمی) کا شکوہ دشمن سے بھی نہ چھپا سکیں گے۔ یعنی میری قوت خفا جو اب دے جانے کی اور میں دشمن سے بھی شکوہ دوست کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

ساز آوازہ بدنامی رہزن شدن است آہ از آں خستہ کہ از پیہ بردہ وا ماند

لغت : رہزن : گھبرا۔ خستہ : تھکا ہوا۔۔ بردہ وا ماند : راستے میں تھک کر مارا ہوا ہے۔ پوہ : چلنا۔

ترجمہ : افسوس ہے اس مجھے بارے مسافر پر جو راستے میں چلنے سے رہ جائے تھک کر راستے ہی میں بیٹھ جائے، اس لئے کہ اس کی یہ حالت لغیرے کی بدنامی کے شرم کا سزا بننے کی بجائے اس کی بدنامی کا چھ چاہو گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مسافر کا لٹنا رہزن کے لئے ہے نہ آسان ہے اور یہ اس کی بدنامی ہے۔

بندہ اے را کہ بہ فرمان خدا راہ رود نہ گذارند کہ در بند زلفا ماند

لغت : بہ فرمان خدا : خدا کے حکم کے مطابق۔۔ راہ رود : چلنا یعنی فرمان پر عمل کرتا ہے۔ نہ گذارند : نہیں چھوڑتے یعنی اسے (چھوڑنے) نہیں دیتے۔ زلفا : تورا اسے چھوڑنے سے بچاتا ہے۔

ترجمہ : جو انسان اللہ کے فرمان پر چلا ہے یعنی اس کے مطابق عمل کرتا ہے اسے خداوند خداوندانہ کی قید میں نہیں سمجھتے رہتا۔ حضرت یونس علیہ السلام سے حلق قرآنی جمع ہے۔ چونکہ حضرت یونس علیہ السلام کمال فرما کر خداوندی تھے اس لئے ذلالت کی قید میں رہتے ہوئے بھی بااس کے ظلم ہوتے ہوئے بھی آزاد تھے۔

مرد بہ بلخ از افق سرو شے کرد طلوع سرو گفتند بدان نام سراپا ماند
لغت : افق سرو کے پیچھے سے۔ ما سراپا چاند کے سے سراپا والا یعنی محبوب۔ سراپا: سرنگاپ۔

ترجمہ : ایک رات چاند سر کی پچھلی جانب سے طلوع ہوا تو سب نے کہا کہ یہ سرو تو سراپا اس ما کی مانند ہے۔ محبوب کے قد کو سرو نے تشبیہ دی جاتی ہے اور اس کے صحن کی چمک، رنگ کو چاند سے۔ چاند کی روشنی سرو پر چڑی تو دیکھنے والوں نے اسے محبوب قرار دے دیا۔

بعد صد شکوہ بہ یک عذر تسلی نہ شوم کایں چشمن سر ز سروی بہ دادا ماند
ترجمہ : میں نے سیکڑوں شکوے کئے ہیں، لیکن کے جواب میں ایک معذرت سے میری تسلی ممکن نہیں، کیونکہ اس قسم کی محبت اپنی سروسری کی بنا پر محض ظاہری و ملامت (مصلحہ معنائی) ہے۔

در بغل دشت نعل ساخت غالب امروز گفدا رید کہ ماتم زوہ تنھا ماند
ترجمہ : غالب نے آج اپنی نعل میں نجر چھپا رکھا ہے۔ آج اس ماتم زوہ یعنی فہم زوہ (غالب) کو علانہ رہتے رہتے یعنی ڈر ہے کہ اکیلا رہا تو علم کے انھوں کہیں خود کو ہلاک نہ کر دالے۔

غزل #28

در کلب ما از جگر سوخته بو برد بلا گلہ سنجید و شکت بہ عدد برد
لغت : کلب: بھونچڑی۔ گلہ سنجید: گلہ شکوہ کیا۔ شکت: کسی کی بد حالی پر خوش ہونا۔

ترجمہ : محبوب کو ہماری بھونچڑی (غضب خطنے) سے ہمارے چلے ہوئے جگر کی بو آتی تو اس نے اس ضمن میں ہم سے تو گلہ کیا کہ آیا کیوں ہو نہ ہونا چاہئے تھا، جبکہ رقیب کے پاس جا کر رخصت کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ محبوب کی حتم غرضی بھی ہے اور متعلقہ بھی۔ خواہم کہ برد نامہ غباروم ز دل دوست چوں گریہ تن زار مرا زان سر کو برد

لغت : برد: لے جانے، نکال دے۔ غباروم: میرا غبار، میری کمزورت۔
ترجمہ : چونکہ میری گریہ و زاری کے سبب آنسوؤں کا سیلاب میرے تحفہ جسم کو بہا کر اس کے کوپے سے باہر لے گیا اس لئے میں اب چاہتا ہوں کہ میرا دل و فریاد محبوب تک پہنچ کر اس کے دل سے میرے بارے میں کمزورت کو دھو دالے۔ یعنی اس کے آگے دو کہ اپنا حال زار خطنے سے تو اس کے دل پر کوئی اثر نہیں ہو رہا، اب فریاد کر کے بھی دیکھ لیتے ہیں کہ شاید اس فریاد سے اس کا دل نرم ہو جائے۔

بمرو روش کوثر و حوریں کہ دم مرگ ذوق سے ناب و ہوس روے نگو برد
لغت : بمرو روش: اس کے ساتھ چلتی ہیں۔ روے نگو: حسین چہرہ۔

ترجمہ : جو شخص میرے وقتے خاص شراب کا ذوق اور حسین چہرے کی ہوس لے کر اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے، کوثر اور حوریں اس کے ساتھ جاتی ہیں۔ یعنی سے ناب اور روے نگو میں بے شکستہ کی سی کیفیت ہے سے ناب گویا کوثر اور روے نگو حور ہے۔

بستد رو جرد آہے یہ سکندر در پوزہ گر میکدہ صبا پہ کدو بد
 لغت : جرد آہے پانی کا ایک گھونٹ۔۔۔ درج ذلک : بیکہ مانگے والا ہنگامی۔۔۔

ترجمہ : سکندر (ع علیہ السلام) کو پانی کے ایک گھونٹ کا راستہ بد کروا گیا جبکہ میکدہ کا بھکاری اپنا کدو یا مشکوٰۃ شراب سے بھر کر لے گیا۔
 (سکندر مختصر کے ساتھ آپ حیات کی حالات میں کیا تھا لیکن مٹھرنے والی لایا اور سکندر محروم رہا۔) میکدہ کا تفسیر شراب بھی قابل چچ کاوتہا
 بھر کر لے گیا۔ مطلب یہ کہ بد شاہوں کو دولت نصیب نہیں ہو غنیمت کے اوٹی گدوؤں کو نصیب ہے۔"

دی دند پہ ہنگلہ فخل کرد عس را سے خورد و ہم از میکدہ آہے بہ سپو بد
 لغت : فخل کرد : شرمندہ کر دیا۔۔۔ عس : کو قاتل، قاتلیدار۔۔۔ سپو پالہ۔۔۔

ترجمہ : کل ایک دند نے ہنگامہ کر کے (یعنی سکندروں کے شور شرابے نے) کو قاتل کو شرمندہ کر دیا۔ اس لئے کہ اس (کو قاتل) نے شراب
 پانی اور جانی دھن پالے میں پانی لے کر گیا۔ کو قاتل کا فرض ہو ا تھا کہ وہ سکندروں کی سرزنش کرے اس کی پکڑو عکڑ کرے، لیکن کو قاتل اپنا
 یہ فرض بھول کر خود سکندروں کے شور شرابے میں غوطہ کھو گیا اور اس نے اپنی شراب پانی جو اس کی شرمندگی کا باعث بنی۔ جاتے وقت اس کا
 پانی لے جاتا اس بات کی دلیل ہے کہ یا تو فخل میں اس نے پانی کو شراب کھ لیا یا پھر شرمندگی کے باعث اسے مزید شراب مانگتے کا نوصلہ نہ
 ہوا۔

بر ما غم تبار دل زار سر آمد دیوانہ ما را صنم سلسلہ مو بد
 لغت : تبار : کسی مریض کی دیکھ بھل اور انوال پر ہی۔۔۔ سر آمد : ختم ہو گیا۔۔۔ سلسلہ مو : تھکری پانی زلفوں والا محبوب۔۔۔

ترجمہ : ہمیں اب اپنے دل زار کی تبار داری کا ٹھکانا فریضہ ختم ہو گیا ہے۔ ہمارے دج اے، یعنی دل دیوانہ کو تھکری پانی زلفوں والا محبوب امیر
 کر کے لے گیا ہے۔ سلسلہ دیکھ کر کہتے ہیں۔ اس حالے سے زلفوں کے چچا دم کے لئے سلسلہ کا قطعہ استعمال کیا ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارا دل
 اس کی زلفوں کا امیر ہو گیا ہے۔

ما را نہ بود ہستی و او را نہ بود صبر دستے کہ زاشت بہ خون کہ فرو بد
 لغت : ہستی : وجود، جان، مراد طاقت یا سکت۔۔۔ دست شستہ : ہاتھ دھوا، دست بردار ہوا۔۔۔ بہ خون کہ : کس کے خون میں۔۔۔ فرو بد :
 ڈال دیا۔۔۔

ترجمہ : ہم میں اب وجود و رحم برداشت کرنے کی صفت و طاقت نہیں رہی اور اس میں صبر نہیں ہے ابھی محبوب غم و حتم کے بغیر ہمیں سے
 نہیں چھٹ سکا۔ دیکھتا ہے کہ وہ ہم سے دست بردار ہو کر امیں چھڑا کہ اب کس کے خون میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہے یعنی کس کے خون کا
 پیاسا ہے۔ یہ صورت حال ماضی کے لئے باعث رشک ہے کہ محبوب کسی اور کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔

دلدار تو ہم چوں تو فریبہ نگارے ست در حلقہ وفا یک دلم آورد و دو رو بد
 لغت : چوں کہ : تیری طرح۔۔۔ فریبہ نگارے : ایک فریب دینے والا یا دلربا، معشوق۔۔۔ حلقہ : محفل، ہجوم۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) تیرا دلدار بھی تیری طرح ایک دلربا معشوق ہے۔ مجھے جب وفا تیری ہجوم میں لانی تو میرا دل ایک قاتل اور اب کہ
 واپس جا رہا ہوں تو میں دو رو ہوں یعنی میری توجہ دو طرف ہے ایک تیری طرف اور دوسری تیرے دلدار کی طرف جس نے مجھے بھی اپنی
 محبت کے جال میں اسیر کر لیا ہے۔

یک گریہ پس از ضبط دو صد گریہ رضا آں زہر تو انم ز گلو بد

لغت : رضا: اجازت دے۔

ترجمہ : میں نے دو سو مرتبہ (یعنی کئی مرتبہ) گریہ و زاری کو ضبط کیا ہے، اب اس کے بعد ایک مرتبہ تو رونے کی اجازت دے دے تاکہ اس زہری عکلی (ضربہ گریہ) میں گلے سے ٹال سکوں۔ یعنی رونے سے یہ عکلی زہر ختم ہو جائے۔

نادر : کھوپیاں زمرقادی غالب گوئی ہے گرو بدو دے را کہ از بدو لغت : یہ کھوپیاں حسیں ہیں۔ گرو: گروہ، رہیں۔

ترجمہ : وہ محبوب، غالب کی، اس کی محبت میں گرفتاری بہ حسیں کی محفل میں بند کرتا ہے، گویا وہ دل (یعنی عاشق کا دل) اور اسی کا تھا، اسی کی ملکیت تھا، اس نے خرید رکھا تھا۔ یعنی جب غالب کا دل ہی اس کا تھا تو پھر غالب کی اس سے محبت پر نادر کرنے کا کیا شک تھا۔

غزل # 29

ندامت من روش کار نداند بر هر که کند دم سر از بار نداند

لغت : ندامت: سرور، بھلا بھلا، سید، حامی، دلا۔ روش کار: کام، لاطیف، لالچ۔ سر از بار نداند: سرور و بوجھ میں لڑتی نہیں کر سکتا۔

ترجمہ : میرے سونے والے، بھولے بھالے محبوب کو کام لاطیف نہیں آتا۔ وہ جس کسی پر دم کرتا ہے اس کے سرور سے بوجھ میں لڑتی نہیں کر سکتا۔ یعنی محبوب کسی پر دم کرتے ہوئے اس کے سر کا بوجھ بٹا کرنے کی بجائے اس کا سری اٹکھ دیتا ہے۔ گویا اس طرح وہ سمجھتا ہے کہ اس نے اس شخص کے سر کا بوجھ بٹا کر دیا ہے۔

بے دشت و نخبز نبود معتقد ز غم دلباے عزیزان ہے غم افکار نداند

لغت : دشت: پھری، نخبز: متفق، اعتقاد کرنے والا، قائل۔ عزیزان: عزیز کی جمع، یعنی پیارے مراد محبوب کے چاہنے والے۔ افکار: زحمتی۔

ترجمہ : محبوب صرف دشت و نخبز کے لگائے ہوئے دلوں کا قائل ہے اور کسی دوسرے دغم کا معتقد نہیں، جب کہ اپنے چاہنے والوں کے دلوں میں موجود غم کے دغم کے بارے میں لاعلم ہے یا یہ کہ ان دلوں کو وہ دغم ہی مانتے کو تیار نہیں۔

برقش لب بادیه سوز دلش از سر اندود جگر تکتہ دیدار نداند

لغت : برقش لب: بادیا، بیابان میں چلنے والا پیاسا۔ جگر تکتہ دیدار: دیدار کا بے حد پیاسا۔

ترجمہ : بیابان کے پیاسے دھن پر تو محبت کے باعث اس کا دل، جتنا ہے جبکہ دوسری طرف اسے دیدار کے پیاسے یعنی عاشق کے غم و اندود کا پتا نہیں۔ یعنی دور دلوں اور معمولی تکلیف دلوں کے لئے تو اس کے دل میں جی محبت یا جذبہ ہمدردی ہے اور عاشق کے درد سے ہمدردی اس کے دیدار کی خاطر حاصل ہو رہا ہے، وہ بالکل ناخوش ہے۔

گویم سخن از رنج و بے راحت کندش طرح روز سے از سایہ دیوار نداند

لغت : راحت کندش طرح: اسے راحت کچھ لیتا ہے۔

ترجمہ : میں اس سے اپنے دکھ درد کی بات کرتا ہوں لیکن وہ اسے راحت کچھ لیتا ہے، گویا اسے تدریک دن اور سایہ دیوار میں لڑتی کرنا نہیں آتا۔ تدریک دن سے مراد کچھ غم اور سایہ دیوار سے مراد راحت ہے۔

دل را بہ غم آتش کدہ راز نہ سنجہ دم را بہ آف نالہ شرر بار نداند

لغت : نہ سنجہ : نہیں جانتے، یعنی اندازہ نہیں کرتے۔ آف جلہ : فریادی گری۔۔۔ شرر بار : چنگاروں پر سالے لگے۔۔۔

ترجمہ : وہ یہ نہیں سمجھ سکتا کہ عاشق کا دل غم کے باغوں آنکھوں رازیں جانتا ہے، جبکہ اس عاشق کی فریادی گری سے اس عاشق کے سانس کے شرر باریں جلنے لگیں اسے کوئی ظلم نہیں ہو سکتا۔ یہ محبوب کی عاشق سے بے حد بے اعتنائی اور بے نیازی کی دلیل ہے۔

عنوان ہوا داری احباب نہ بسند پلایان ہونٹاکی اغیار نداند

لغت : عنوان ہوا داری : غیر خواہی کی بچان۔۔۔ پلایان : اہلام۔۔۔ احباب : احب یا محبوب کی جمع، دوست، خاص دوست۔۔۔ اغیار : قبر کی جمع، دوسرے لوگ، رقیب۔۔۔

ترجمہ : اسے نہ تو اپنے خاص دوستوں کی بچان ہے اور نہ وہ رقیبوں کی ہونٹاکی کے اہلام سے آگاہ ہے۔ ظاہر ہے خاص عاشق کا عشق ہوس سے خالی ہو گا ہے، جبکہ رقیب کا عشق صرف اپنی ہوس پر مبنی کرنا ہو گا ہے اور جس کا اہلام اچھا نہیں ہو گا۔

دشوار بود مردان و دشوار تر از مرگ آنست کہ من میرم و دشوار نداند

ترجمہ : اگرچہ مرد دشوار ہے لیکن موت سے بھی زیادہ دشوار یہ بات ہے کہ میں میرم اور وہ اسے دشوار نہ سمجھے۔ عاشق محبوب کی خاطر موت کو گلے لگاتا ہے یہ بہت دشوار کام ہے لیکن محبوب ایسا حتم طرف ہے کہ اس کے نزدیک یہ کوئی دشوار کام نہیں۔

دائم کہ نہ دانست و نہ دانم کہ غم من خود کمتر از آن است کہ بسیار نداند

ترجمہ : میں جانتا ہوں کہ اسے (محبوب کا میرے غم کی خبر نہیں لیکن مجھے اس بات کا غم نہیں کہ میرا غم بھی اس مرحلے میں نہیں آیا جس میں اس غم کے مزہ پونے کی توقع ہوتی ہے۔

از ناکسی خویشی چہ مقدار عزیزم در عیدہ خوادم کند و خوار نداند

لغت : ناکسی : گھٹیا، حقیر ہونا۔۔۔ عزیزم : عزیز میں عزت والا ہوں۔۔۔ عیدہ : لڑائی، کشمکش۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی ناکسی کی وجہ سے کس قدر عزت والا ہوں کہ وہ (محبوب) مجھے خاص محبت میں دلیل و خوار کرنا ہے لیکن میری مجھے دلیل و خوار نہیں سمجھ سکتا، لیکن ہے اس کی یہ وجہ ہو کہ وہ مجھے دلی طور پر عزیز سمجھتا ہے۔

گرم سر آوازہ آزلوگی خویش صدورہ ندیم بند و گرفتار نداند

لغت : آوازہ : شہرت۔۔۔ آزلوگی : آوازہ دہی۔۔۔ صدورہ : سوجھ۔۔۔ ندیم بند : وہ مجھے امیر کرنا ہے۔۔۔ گرم سر : قربان جانوں۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی آوازہ دہی کی شہرت، قربان جانوں کے محبوب مجھے سوجھ یا سوجھ سے اپنا امیر کرنا ہے اور میری مجھے امیر نہیں سمجھتا۔ یعنی محبوب عاشق کو اپنے دام محبت میں پھنسلنے کے لئے جو بھی طریقہ یا انداز اختیار کرنا ہے عاشق کے لئے اس میں ہر دیکھنی ہے اسی لئے عاشق اپنی آوازہ دہی، قربان جانوں کو تیار ہے۔

فصلے ز دل آشوبی برسانید تاچند بخود عظیم و فخرار نداند

لغت : فصلے : کوئی باب، کوئی فصل۔۔۔ دل آشوبی : دماغ سے دل کو پریشانی لاحق ہونا۔۔۔ بخود عظیم : اپنے آپ میں کڑھار ہوں، بڑھاپا و کب دکھا رہا ہوں۔۔۔ تاچند : کب تک۔۔۔ برسانید : پڑھو، لکھو۔۔۔

ترجمہ : دماغ سے دل کو کھ پریشانی لاحق ہوتی ہے اس کا ہی تو راز اس قدر (فصلے) پر مبنی کتاب کا ایک باب یعنی کچھ حصہ اس لئے کہ میں کب تک اپنے آپ میں کڑھار ہوں گا اور میرا غم خوار میری اس حالت سے بے خبر رہے گا۔ شاید اس ذکر سے میرے دل کو کچھ سکون

بھرا آجائے کہ میرے اس دردِ غم کا علاج ممکن نہیں۔

جانتے ہر آن رندِ حرام است کہ غالب در بخودی اندازۂ گفتار = خدائے
ترجمہ : اے غالب! اس رند پر ہم شرابِ حرام ہے جسے سنی کے عالم میں اپنی گفتار کا اندازہ نہ ہو سکے۔ یعنی اس حالت میں اسے آداب
مکتھلو یاد نہ رہیں اور یاد ہو گئی پر اتر آئے۔

غزل # 30

خوشاک گنبد چرخ کس فرو ریزو اگرچہ خود ہمہ بر فرق من فرو ریزو
نعت : خوشاک اچھی بات ہے۔۔۔ گنبد چرخ کہنے پرانے پے کا گنبد، مراد آسمان۔

ترجمہ : بڑی خوشی کی بات ہوگی اگر گنبد چرخ کس گر پڑے، اور چنگ وہ سارا میرے ہی سر پر آ پڑے۔ انسان کے حقد کو گردشِ آسمان
سے داپڑے کیا گیا ہے اور یہ گردش کسی کی بھلائی اور خوش خلقی نامیائیں کم ہی یا کچھ بھی نہیں کرتی۔ اسی لئے شاعر آسمان کے گرنے کی ترنا کا
اعتماد کرتا ہے۔

بریدہ ام وہ دورے کہ گر پشاشم بجائے گرد، رواں از بدن فرو ریزو
نعت : بریدہ ام میں نے طے کیا ہے۔۔۔ دورے: اتنی طویل راہ است لہذا است۔۔۔ پشاشم: میں بھاؤں۔

ترجمہ : میں نے اس قدر طویل اور لہذا است طے کیا ہے کہ اگر میں اپنے بدن کو بھاؤں تو اس سے گرد کی بجائے جان بھڑ جائے۔ بھول
جال۔" یہ عقل ہے اس محنت و مشقت کی جو فکر شعور و عقل میں خفی میں قائل نے کی ہے۔"

ز جوش شکوہ بیداد دوست می ترسم مہلو مر سکوت از دامن فرو ریزو
نعت : می ترسم: میں ڈرتا ہوں۔۔۔ مہلو: خدا نہ کرے۔۔۔ مر سکوت: خاموشی کی مر۔

ترجمہ : میں محبوب کے جو روحم کے شکوے سے اس حد تک پر ہوں کہ ڈرتا ہوں کہیں خاموشی کی مر سے نہ گر جائے۔ یعنی میرے
لئے اس شکوے کو خفا کرنا مشکل ہے اور ڈر ہے کہ نہ سے یہ شکوہ نہ نکل جائے اور یوں میری خاموشی ختم ہو جائے۔

دہد بہ مجلسیں بارہ و بہ نوبت من بہ من نماید و در انجمن فرو ریزو
ترجمہ : ہل محل کو تو وہ (محبوب) شراب دیتا ہے اور جب میری باری آتی ہے تو وہ مجھے دکھا کر شراب لے کر ادا ہے۔ محبوب کی حتم
عمر کی بات کی ہے۔

مرا چہ قدر بہ کسے کہ ناز نیل را غبار بادید از بزمین فرو ریزو
نعت : بہ کسے کہ: اس کو ہے میں جان۔۔۔ بادید: محروم یا بلیں، جنگ۔

ترجمہ : اس کو ہے میں میری کیا قدر ہوگی جس بزمینوں کے لباس سے بلیاں کا گرد و غبار بھڑ جاتا ہے۔ ظاہر یہ کہنا مقصود ہے کہ میں تو اس
گرد و غبار سے کم حیثیت کا ہوں بلکہ میری دہلی کیا قدر ہوگی۔

ز خار خار چمن کس چہ نالی کہ شک بہ رشت خواب گل و یاسمن فرو ریزو

نفت : ہمارے کوئی طاقت۔۔۔ ایک آگ۔۔۔ رحمت طواریہ بہتر۔

ترجمہ: ایسے (محبوب) کی خلعت کی جیٹن لاکھا لگو، جو کل ودا من کے بہترین کانے گرائے یعنی چھوئے۔ گریا حسین اور نازک اندام محبوب کے ظلم و زیادتی میں بھی بڑا لطف ہے۔

ترا کہ عالم نازی ہے غمزدہ بستیہ کسے کہ گل ہے کنار چمن فرو ریزہ

لغت : عالم بازی: توہم بازی اور ای دنیا ہے یا مجموعہ ہے۔۔۔ لغت: بازی توہم بازی کا اشارہ۔۔۔ ہستی: تعریف کرے۔۔۔

ترجمہ : جو عالم ناز ہے، تیرے ناز وادار کی اسی تعریف کرے گا جو جن میں پھول گرا، ہے۔ چاکا مراد یہ ہے کہ جو کچھ سسوں میں حسن و شائے اور اور اشخاص ہے وہی ترجمے ناز وادار سے متاثر ہو کر تعریف تعریف کرے گا۔

کمن به پشتم از شکوه مع کاین خویش که خود را ز قلم دم دو نقش فرو برد

نکتہ : جہر ششما: میری احوال پر ہی کہے۔۔ کہیں: کہ ہیں: کہ یہ۔۔۔ دو نقص: ہیں۔۔۔

ترجمہ: تو میری احوال پرسی کر کے مجھے شکوہ گاہ کرنے سے مت منع کر دیا کہ یہ وہ خون ہے جو زخم کو بچتے وقت زخم سے خوب جاتا ہے۔ احوال پرسی گویا زخم کا سہارا ہے اور شکوہ گویا خون کا سہارا ہے۔ یعنی عاشق کے سارے شکوہ خود بخود نکل جاتا ہے۔

جہ من بساؤ بدای غمزہ ہے چہ جام مرز کہ ہوشم از سر و تآلم ز تن فرو ریزو

لغت : ہمارا موافقت کر۔ فہرہ : آکھوں کا اشارہ، مراد نشہ کرنے والی نظریں۔ مرہ : مت ڈال، مت اڑھل۔

ترجمہ : تو میرے ساتھ موافقت کر، صلح و آشتی سے کام لے اور اپنے اس غم سے جام میں شراب نہ ڈال لیکن اپنی مست اور غم اور نظریں بچھو نہ ڈال، اس لئے کہ اس سے میرے سر سے ہوش جا رہا ہے اور بدن میں تک و تواس نہیں رہتی۔ بقول میر معین!

خدا کہ صرف غلامی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھرتیری آنکھوں نے ہیں چاہ کے

یہ نوبت پہلے نہیں آپ در دہن گردو سے نہ خورده مرا از دہن قہر ریختہ

نعت: اے اہل بیت زویا۔۔ آپ ورو بھی گرو: میں اپنی بھرتے لگتا ہے، یعنی میں اپنی بھرتا ہے۔۔ عے غور: جو شراب ابھی پی نہ کی ہو۔۔

ترجمہ : شراب کے ذائقہ میں یا شراب کی لذت کو یاد کر کے میرے حوصلے میں اس قدر پانی بھر آتا ہے کہ گنگا ہے میرے منہ سے وہ شراب گر رہی ہے جو ابھی میں نے نہیں پی۔ شراب سے انہی بے حد دلچسپی کا ذکر کیا ہے۔

پتروس از آنکه به محشر نطق طرار دل شکسته ام از هر شکن فرو ریزد

الف: اقرئ: و-- طو طرون مضمون الى زفير-- فم: فم:--

ترجمہ : اس بات سے ڈار کہ روزِ محشر تیری تنگدلیاں دلفوں کے ہر پہنچاؤ غم سے میرے ٹوٹے ہوئے دل کا ایک ایک ٹکڑا کرے گا۔ لیکن جب روزِ محشر محبوب کی دلفوں کے پہنچاؤ غم ہو جائیں گے تو اس کے نتیجے میں اگلے ہوئے دل گر جائیں گے تو محبوب پر اس وجہ سے گرفت

اور اسے جواب اور حساب دینا پڑے گا۔

للت: ذرّا غفل: اس کے بولتے ہوئے موتی۔۔ رواست: رواست، ہانپ رہے اور مست ہے۔۔

ترجمہ : اے غالب! محبوب کے ہر نکلنے سے، ہنگامہ کے موقع پر، جس روحانی سے باطن غفلتی ہیں تو اگر انہیں بولتے ہوئے موتی کے تہا ہوا

غزل # 31

اگر بہ دل نہ غلط ہر چہ از نظر گذرو زبے روانی عمرے کہ در سطر گذرو

نعت : نہ غلط : نہ چپے مراد بھلے۔۔۔ از نظر گذرو : نظر سے گذرنا ہے، نظر دل میں آتا ہے، دکھائی دیتا ہے۔۔۔ زبے : خوب۔۔۔
ترجمہ : مولا جلال کے مصلح۔۔۔ عمر کا سطر میں گذرنا ملت محروم ہے۔ بطوریکہ جو کچھ نظر سے گذرے اس پر انسان فریفتہ نہ ہو جیلا کرے۔
بہ وصل لطف بہ اندازہ قفل کن کہ مرگ نقشہ بود آب چون از سر گذرو
نعت : لطف : مہربانی۔۔۔ قفل : قوت برداشت۔۔۔
ترجمہ : وصل کے موقع پر مہربانی اتنی ہی کر جتنی برداشت کر سکیں کیونکہ پیاسے کے لئے وہ پانی موت کا باعث بن جاتا ہے جو سر سے گذر جائے۔ یعنی اگر زیادہ مہربانی کی تو اس کے نتیجے میں زیادہ دہلی خوشی موت کا باعث بن جائے گی۔۔۔ دوسرے مصرعے میں مثال سے بات واضح کی ہے۔ گویا اس میں صفت تشبیل ہے۔

ہلاک تار خوشم کہ در دل شبسا دود بہ عہدہ چنداں کہ از اثر گذرو

نعت : دود : دھڑا ہے۔۔۔ بہ عہدہ : لڑنے کے لئے، لکھنے کے لئے۔۔۔ در دل شبسا : در دل شب کو آدمی آدمی رات کے وقت۔۔۔
ترجمہ : میں اپنے ہی ہمارے دنیادار کا مارا ہوا ہوں جو آدمی آدمی رات کے وقت مجھ سے لکھنے کے لئے اس ہیڑی سے دودھ آتا ہے کہ اس کا اثر جاتا رہتا ہے۔ نلے کا آدمی رات کے وقت عاشق سے الگ ہوا گویا نلے کی بے اثری ہے اور یہی ہے اثری تار دنیادار کرنے والے یا عاشق کو لے کر اڑتی ہے۔

ازیں اور بے نگاہیں حذر کہ ٹلوک شل بہ ہر دے کہ رسد راست از جگر گذرو

نعت : اور بے نگاہیں یا اور بے نگاہی : ترجمہ نظر دل والے، حسین۔۔۔ حذر : بچاؤ۔۔۔ راست : سیدھا۔۔۔
ترجمہ : ان ترجمہ نظر دل والے حسینوں سے بچاؤ لار کیونکہ ان کا حیر جس دل پر بھی چڑھتا ہے سیدھا بھکرے پار ہو جاتا ہے۔ ان نگاہوں میں اتنی دلکشی ہے کہ دیکھنے والا ہے حد فریفتہ ہو جاتا ہے۔ یا بقیل میر مثنوی!

فلک کہ صرف قربانی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہمیں تباہ کئے

سوتا کا اس سے مٹا جتا ہے شعر ہے!

ٹلوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں ترپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

نفس ز آبلہ ہلے دلم بر آرد سر چنانکہ رشتہ دو آسمون از کر گذرو

نعت : آبلہ : چھلکا۔۔۔ بر آرد سر : سر ٹھکانا ہے، اگرا ہے۔۔۔ چنانکہ : جس طرح۔۔۔ رشتہ : دھاک۔۔۔ آسمون : پرورد۔۔۔
ترجمہ : میرا سانس میرے دل کے چھلکوں سے ہوں سر ٹھکانا ہے، اگرا ہے، ایسے سوتی پر دتے وقت دھاک موتیوں میں سے گذرنا ہے۔ یا باہر آتا ہے۔ چھلکے کو سوتی سے تشبیہ دی۔ یہ بھی صفت تشبیل کا شعر ہے۔

حریف شوقی اجڑا ہے نالہ نیست شرور کہ آں بھوں حمد و اس ز خارہ در گذرو

لغت : حریف: حریف، مقابل۔ بھوں حمد: باہر نکالے۔ خارہ: خنجر۔ اس: یعنی تیر۔

ترجمہ : شرور ہمارے ہاتھ کے اجڑا کی تیڑی کا حریف نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ تو اشرار بھڑے ابھر کر باہر آتا ہے ابھر کر دلا گئے تو چنگاریاں لگتی ہیں، جبکہ ہمارا تلہ خنجر میں سوراخ کر کے گذر جاتا ہے۔ اپنے تلے کی انتہائی تیڑی کی حکای کی ہے۔ بڑی شدت کی فرباد ہے۔

کنہ خدنگ تو قطع خصوصت من وغیرہ مرا خود از دل و اورا ہم از نظر گذرو

لغت : خدنگ: خنجر، مردانہ کاتیر۔ خصوصت: دشمنی۔ کنہ: قطع: کاٹنا یا ختم کرنا ہے۔

ترجمہ : تیڑی تلہ کا خنجر بھری اور رقیب کی باہمی دشمنی ختم کر دیتا ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ خنجر جوں میرے دل کے پاؤں پر جاتا ہے وہیں اس (ارقیب) کی نظر سے گذر جاتا ہے۔ یعنی عاشق تو ان نگاہوں پر کار ہو جاتا ہے جبکہ رقیب ان اکائی اثر میں لیتا نظر سے گذرنا یعنی کوئی چیز سامنے سے گذرتے ہوئے نظر آئی اور آگے نکل گئی۔

ز شطہ خیزی دل بر مزار باچہ عجب کہ برق مرغ ہوا را ز بل و پر گذرو

لغت : شطہ خیزی: شطہ اٹھنا۔

ترجمہ : ہمارے دل سے جو شطے اٹھ رہے ہیں ان کی بنا پر اگر وہ مزار پر نظر آ رہے ہیں، کوئی عجب کی بات نہ ہوگی اگر بجلی یا بجلی ان شطوں کی بجلی ہو ا کے پرندے کے بال و پر سے گذر جائے۔ مرغ ہوا سے مراد خود ہوا ہے۔ یعنی ان شطوں میں اتنی تیڑی ہے کہ ان سے ہوا بھی جل جائے۔

فکست باب عدم نیز ہم چہاں پیدا ست بہ صورت سر زلفے کہ از کمر گذرو

لغت : عدم: بھینسی۔ ہم چہاں: اسی طرح۔ پیدا ست: ظاہر ہے۔ فکست: ٹوٹ پھوٹ، ٹھٹکی۔

ترجمہ : عدم میں بھی ہماری ٹھٹکی اسی طرح نکلیں ہے جس طرح محبوب کی زلف اس کی کمر اچس کاٹتو نہیں ہے، یعنی نہایت چمکی کمر میں سے گذر جائے اور اس (ازلف) کا ٹھٹکیاں پن بدستور برقرار رہے۔ محبوب کی ہتلی کرے ہر شاعر نے اپنے رنگ میں بات کی ہے۔ مثلاً ایک شاعر کہتا ہے۔

میاں سنخے نہیں تیرے بھی کمر ہے کہیں ہے کس طرف کو ہے، کدھر ہے

خوشا گلے کہ بہ فرق بلند بلا نیست وہ ز شلغ و ازیں سبز کلغ بر گذرو

لغت : فرق: سر۔ خوشا: خوب ہے، خوش قسمت ہے۔ بلند بلا: بہت بڑا مرد محبوب کا اونچا ہونا۔ کلغ: چھوٹا ہے۔ سبز کلغ: سبز عمل، مرد آسمان۔

ترجمہ : وہ پھول کس قدر خوش قسمت ہے جو بلند بلا محبوب (مرد) محبوب کے سر پر لگا ہوا ہے، اس لئے کہ وہ شلغ سے پورا پورا لب اس صورت میں وہ آسمان سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ محبوب کے لیے تو کی انتہائی دلکشی کی بنا پر اس کے سر پر لگے ہوئے پھول کو طوف بخت کہا ہے۔

دلغ عمری دل رساندن آسمن نیست چہا کہ بر سر خاردا زیشہ گر گذرو

لغت : دلغ: رساندن: بہت خوش ہونا۔ عمری: طبع، دل کا موقن، مصروف۔ خاردا: خنجر۔ چہا: کہاں یا کدھر، کس قدر۔ زیشہ گر: جیشہ گر،

شیش جاتے والا۔۔

ترجمہ : دل کے عرقان کی ہے حد نہرست و لذت کا سلسلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ دیکھ لو کہ شیش گر کے ہاتھوں سخت ہجر کیا یا کچھ گذرتی ہے۔ یعنی ہجر کو بھلا کر شیش جاتے ہیں۔ کسی مرتبہ اسے بھلانے کے بعد وہ صحیح شیش بنتا ہے، گویا اس عرقان و نہرست کے لئے انسان کو بڑے نفس سرے لے کر رہنے پڑتے ہیں۔

حریط منت احباب نیستم طالب خوشم کہ کار من از سعی چارہ گر گذرو

لغت : منت : احباب۔۔ چارہ گر : طالع کرنے والا۔۔ حریط : مظلوم، مبراہداشت کرنے والا۔۔

ترجمہ : اے طالب! مجھ میں دوستوں کے احسان اٹھانے کی ہمت نہیں۔ میں اس بات پر خوش ہوں کہ میرا مصلحت اب کسی چارہ گر کی کوشش سے بے نیاز ہو گیا ہے۔ خود بقول طالب :

درد منت کشی روا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

غزل # 32

شوقی چشم صیب فتنہ ایام شد قسمت بخت رقیب گردش صد جام شد

لغت : فتنہ ایام : نائنے کا تھ۔۔ گردش صد جام : سو جاموں کی گردش، جاموں کی مسلسل گردش۔۔

ترجمہ : محبوب کی شریخ نکلی دینا والوں یعنی ہر شخص کے لئے تھکے پیرا کر دی ہے جس پر اسکی شریخ نکھڑتی ہے وہ عجب افسانہ ہے۔ چنانچہ رقیب کے صیب کی حالت اس بزم دنیا کی سی ہے جس میں سو جام گردش میں ہیں اور جوں اس بزم میں ایک ہنگامہ بڑھا ہو۔ یعنی رقیب محبوب کی نظروں کا دھڑکا ہے، محبوب کی یہ شریخ نکلی ہو کسی کو حناڑ کر دی ہے گویا ہنگامہ بڑھا کر دی ہے۔ اس صورت میں رقیب کب تک اس کی اس نگاہ کے ساتھ ساتھ گھومتے گا اس کے لئے تو یہ سو جاموں کی گردش ہو گئی۔

تا تو بہ عزم حرم باندہ گلندی برباد کعب ز فرش سیاہ مروتک احرام شد

لغت : حرم : ارادہ۔۔ عزم : کعب۔۔ باندہ گلندی : باندہ گلندی برباد ہو گیا۔۔ مروتک : آنکھ کی پتلی۔۔ احرام : جس نے آنکھ کی پتلی کا احرام کعب کے خلاف کے وقت مانی جو چادر پہنتے ہیں اپنا ہوا۔۔

ترجمہ : جب تو (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرم کے ارادے سے اپنی اونٹنی کو چلایا تو کعب نے اپنے سیاہ فرش کو اپنی آنکھوں کی پتلی یعنی آنکھوں کا احرام بنالیا۔ مروتک : کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعب کی طرف گئے تو کعب نے آپ کے انکار و احتیال کی خاطر اپنی آنکھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرش دلا دیا۔

تجہ دشمن و سنگھ کرد فزوں حرمں جاہ ریشہ چو آہ بیدوں دانہ ما دام شد

لغت : تجہ : چھوڑنا۔۔ سنگھ : الجھنا۔۔ الجھنا : ہل دینا۔۔ ریشہ چو آہ : حرم جاہ رجب یا عقیقت کا لالچ، دولت کا لالچ، ہوس۔۔

ترجمہ : ہل دینا کی الجھنوں نے انسان کی عقلیت یا عزت و دولت کی ہوس میں اضافہ ہی کیا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کسی دانے سے جڑیں نکلیں تو وہ پھینک کر گویا جلی ہی نکلیں جس میں ہم پھنس گئے۔ یعنی انسان جس قدر بھی دولت و ثروت یا مقام و مرتبہ کی ہوس میں

کر لار ہو گا کئی ہی اس کے لئے الجھنیں اور صحیحیں پیدا ہوں گی۔

است غلوت بے ہم ز رطب نأ نینذ لذت دیگر دہد بوسہ چہ دشنام شد

لغت : غلوت: فرق۔ رطب: کجور۔ نینذ: کجور سے پٹائی ہوئی شراب۔ دشنام: گل۔

ترجمہ : کجور اور نینذ میں ہم جڑا فرق ہے اپنی کجور چٹکی ہے جبکہ اسی سے چار کردہ نینذ میں کڑواہٹ ہوتی ہے۔ اس وقت بوسے کی لذت کچھ اور بڑھ جاتی ہے جب وہ گل کی صورت میں اس کے ہونٹوں سے لٹکا ہے۔ بوسہ کو رطب سے اور دشنام کو نینذ سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح نینذ کڑوی ہے لیکن کیف آور ہے اسی طرح محبوب کی گل بھی تلخ ہونے کے باوجود عاشق کو عجیب لذت عطا کرتی ہے۔

اے کہ ترا خواستم لب ز یکدن فکار خود بلم اندر طلب خستہ ابرام شد

لغت : خواستہ میں نے چاہا۔ یکدن: چوتھا۔ فکار: زخمی۔ خستہ ابرام: اصرار کے تھکے ہوئے اصرار کی وجہ سے زخمی ہونے والے۔

ترجمہ : اے محبوب! میں نے تو چاہا تھا کہ میں تجھے ہونٹ استے چوسوں کہ وہ زخمی ہو جائیں، لیکن لٹکا ہوا یہ کہ میرے اس اصرار کے باعث خود میرے اپنے ہونٹ زخمی ہو گئے۔ یعنی عاشق اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے مسلسل اصرار کرتا رہا لیکن بات نہ بنی، محبوب نہ ملا۔ یہ مسلسل اصرار عاشق کے اپنے ہونٹوں کے زخمی ہونے کا باعث بنا۔

گر ہمہ میری بود و رہم چشمنی تھب شیخ امید مرا روزیاد شام شد

لغت : ہمہ میری: تو میرا سورج ہے۔ و رہم: اور اگر۔ چشمنی: تو سراسر آگ ہے۔ تھب: سوچا۔

ترجمہ : اگر تو ہمارے طور پر سورج ہے تو چاہا جاوے اگر تو میرا آگ ہے تو سوچا آگ بڑھ کر لے لے اس لئے کہ میری شیخ امید کے لئے میرا روزیاد سیاہ بخنئی شام بن گیا ہے۔ میرا یہ کہ میں ایک بد قسمت یا سیاہ بخت عاشق ہوں جس کے لئے تجھے صحن کی چمک دکھ اور تیری آنکھوں کی کشش سب بے کیف ہیں۔

سلاوہ دلم در امید خشم تو کیرم بہ مر بوسہ شود درلم ہرچہ ز پیغام شد

لغت : سلاوہ دلم: میں سلاوہ دل یا محروم ہوا ہوں۔ خشم: فضا، طیش۔ کیرم: کجروں میں لیتا ہوں یعنی کہتا ہوں۔ مر: موت۔

ترجمہ : میں امیدیں باندھنے یا آرزوئیں تخلیق کرنے میں ایک سلاوہ دل انسان ہوں، چنانچہ میں تجھے خشم کو بھی تیری محبت ہی کچھ لگتا ہوں۔ مگر اس طرح تجھ سے کچھ امیدیں وابستہ کرنے لگتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ تیری طرف سے جیسا بھی (یعنی مجھے) کا یا (مجھے) پیغام آئے وہ میرے لبوں کو بوسے کا لطف دیتا ہے۔

ہجو طے کش شرر چوہ کشائی کند صورت آغاز ما معنی انجام شد

لغت : طے: خطہ۔ وہ خطہ۔ کش: کھینچنے۔ چوہ کشائی: کد، ظاہر یا نمایاں کرنا ہے۔ صورت: ظاہری چیز۔ معنی: حقیقت، دلی شے، حقیقت اور صورت کی ضد ہے۔

ترجمہ : جس طرح چنگاری ایک ٹکڑے کو لٹپٹ کر لٹپٹ کرتی ہے (خطا ایک بے حد معمولی شے ہے۔ چنانچہ جب اسے چنگاری دکھائی جائے تو اس کی حیثیت مکمل کر سامنے آ جاتی ہے) اسی طرح ہمارے آغاز کی صورت ہمارے انجام کی حقیقت بن گئی۔ گویا انسانی زندگی دیکھنے میں ایک خطا (بے حیثیت) ہے اور حقیقت میں چنگاری (جو فوراً ختم ہو جاتی ہے) ہے اور یہ دونوں کیفیتیں یا صورتیں بے کار و بچ ہیں۔

دیگرم از روزگار شکوہ چہ درخور بود نالہ شرر تب شد اشک جگر قام شد

لفت : دیگر ما اب مجھے اب میرے لئے۔۔۔ چہ کیا مراد تھی۔۔۔ درخور لائق مناسب۔۔۔ شرمگاہ : آگ پر سنانے والے۔۔۔ بکر نام : بکر کے سے رنگ کا خون بکر۔۔۔

ترجمہ : میرے لئے اب زمانے کا شکوہ کرنا کیا مناسب ہو گا جین مناسب نہیں اس لئے کہ اب میرے نام و فرائض تو آگ پر ہی ہے بلکہ میرے آنسوؤں سے خون بکر تک رہا ہے۔ ایک عاشق کی فرائض یہ شدت بخش اور آنسوؤں کا غریب ہونا دونوں اس کی کھینچائی کی دلیل ہے اسی لئے وہ زمانے کا شکوہ کرنا مناسب خیال نہیں کرتا۔

اے شدہ غالب ستائی دشمنی بخت میں خود صفت دشمن است آنچہ مرا نام شد

لفت : غالب : غالب کی تعریف کرتے والے۔۔۔ غالب : غالب نے غلبہ پانے والا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تو مجھ کی تعریف کر رہا ہے تو ذرا میرے بخت کی دشمنی ملاحظہ کر کہ جو میرا نام ہوا ہے وہ تو میرے دشمن کی صفت ہے۔۔۔ دوسرے اشعار میں میں تو فقط نام کا غالب ہوں اصل غالب (غلبہ پانے والا) تو مجھ کا دشمن ہے۔

غزل # 33

نیت دجے کہ بہ ما کاشے از غم نہ رسد نوبت سو فتن ما بہ جنم فرسد

لفت : نیت : نیت دجے کر : کوئی بات نہیں کہ۔۔۔ کاشے : کوئی کاش : نقصان، ضرر، کھینچ۔۔۔ سو فتن : سو فتن : جلتا۔۔۔

ترجمہ : کوئی وقت بھی ایسا نہیں ہو تا جب ہمیں غم کے ہاتھوں کوئی نقصان و ضرر نہ پہنچا دے یعنی ہم ہر وقت یہ ضرر برداشت کرتے ہیں چنانچہ ہمارے بطنے کی نیت و نوازش تک نہیں پہنچتی۔ گویا عاشق آمل غم میں اس طرح مسلسل جتا رہتا ہے کہ دوزخ کو اسے جلتے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

دوری درد ز دریاں نشانی، بشاد کہز تپیدن دل انگار بہ مریم فرسد

لفت : دوری : دوری طبع : چارہ۔۔۔ نشانی : کوئی پچھان یعنی نہیں جانتا۔۔۔ بشاد : ہوشیار ہو جا سوج ہو یاد رکھ۔۔۔ تپیدن : تڑپنا۔۔۔ دل انگار : دھیمی دل۔۔۔

ترجمہ : تجھے یہ علم نہیں کہ درد طبع سے کتنا دور ہے یاد رکھ کہ دھیمے بھی زخمی دل مریم تک نہیں پہنچتا یعنی زخمی دل کو کسی مریم یا دریاں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کا چارہ تو اس کی طرف تو دور و دوراں پر ہی ہے جو محبوب کی طرف سے ہو۔

سے بہ زہلو مکن عرض کہ ایں جو ہر ناب پیش ایں قوم بہ شور اب زمزم فرسد

لفت : زہلو : جمع زہلو : پرہیزگار، متعلیٰ لوگ۔۔۔ مکن : عرض : پیش نہ کر۔۔۔ ناب : غاص۔۔۔ شوراب : شادی۔۔۔

ترجمہ : تو زہلوں کو شراب مت چلی کر کیونکر ان لوگوں (زہلوں) کے نزدیک یہ غاص ہو ہر لذت و مزم کے شادی سے کہیں کمتر ہے۔ مراد یہ کہ ان پرہیزگاروں کو شراب بھی اہم اور پر کیف شے کی اہمیت کا علم نہیں وہ تو جس آب زمزمی کے دوا و شفا ہیں۔

خواجہ فردوس بہ میراث تمنا دارد دے گر در روش نسل بہ آدم فرسد

ترجمہ : بقال مولانا علی۔۔۔ خواجہ کاظم قادری میں اکثر ایسے مقام پر ملتے ہیں جہے طرح کے موقع پر اردو میں تیرے قصے کے لئے آپ یا حضرت پر ملتے ہیں۔ کتاب ہے کہ آپ آدم کی محدث میں فردوس کے طلبگار ہیں چنانچہ ہو اگر آپ کا سلسلہ نسب آدم تک نہ پہنچے۔ مطلب یہ

ہے کہ آپ کے اطلاق و عظمت انسانیات سے اس قدر بڑھ چکی کہ ممکن ہے (آپ) آدم کی نسل سے نہ ہوں۔

صلو و عزو میں پیش کش کہ در ریزش عالم لاله از دماغ و گل از چاک بہ خنجم نرسد

لغت : صلو و عزو : کام کی اجرت اور جزاوری۔۔۔ میں پیش کش : مت سوچ مت خیال کر۔۔۔ ریزش عام : عام فیض۔۔۔

ترجمہ : تو کسی کام کی اجرت اور جزاوری کے بارے میں مت سوچ، نہ کہہ کہ فیض عام میں لالہ اور گل (گلکباب) پر جو خنجم پڑتی ہے وہ اس وجہ سے نہیں پڑتی کہ لالہ کے دل میں دماغ اور گلکباب کا سیدھا چاک ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اسے جو کچھ مل رہا ہے وہ اس کی محنت کا پھل ہے بلکہ یہ تو اس پروردگار کی بخشش و عطیہ عام کا نتیجہ ہے۔

بہرہ از سر خوشیم نیست و انعم علی ست پادہ گر خود بود از میکدہ جم نرسد

لغت : بہرہ : حصہ، نصیب۔۔۔ از سر خوشیم : مجھے سرخوشی سے۔۔۔ میکدہ : جم، قدیم ایرانی بادشاہ جسیج کا شراب خانہ، جسیج اپنی سے نوشی اور میں و حضرت کے لئے مشہور ہے۔۔۔

ترجمہ : میں و مسرت میرے نصیبے میں نہیں تاہم مجھے قدرت کی طرف سے بھلی دہائی عطا ہوئی ہے۔ چنانچہ اگر شرب جسیج کے پیکارے سے بھی ہو تو وہ مجھ تک نہیں پہنچے گی (مجھے نصیب ملے گا) میرے نصیب میں نہ ہو گی اگر کوئی بیش و مسرت کے مقابلے میں شاعر کے لئے بھلی دہائی کہیں بہتر ہے۔

ہرچہ بینی بہ جہاں حلقہ زنجیرے بہت بچ جا نیست کہ اسں دانہ باہم نرسد

ترجمہ : جو کچھ تو دنیا میں دیکھتا ہے وہ ایک ہی زنجیر کا حلقہ ہے اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں یہ دانہ یا حلقہ باہم ملا ہوا نہ ہو۔ یعنی جس طرح زنجیر میں کسی حلقے یا کڑے ہوتے ہیں اور وہ سب باہم ملے ہوئے ہیں، اسی طرح اس کائنات کی ہر ہر شے باہم مربوط ہے اور اس نظام سے اس کا لٹکانا ممکن نہیں۔

فرخا لذت بیدار کزیں راہ گذر بہ کسل می رسد آن کس کہ بخود ہم نرسد

لغت : فرخا : بہت خوب، کیا کہنے، بہت اچھی ہے۔۔۔ کسل : کس کی وجہ، عام لوگ، ہر کس و کاس۔۔۔

ترجمہ : اس لذت بیدار کے کیا کہنے بہت اچھی لذت ہے کہ اس دیکھنے سے اس کی سطح میں وہ شخص (یعنی محبوب) ہر کسی کے پاس تو پہنچتا ہے لیکن خود تک نہیں پہنچ پاتا۔ مطلب یہ کہ محبوب کو وہ سروساں پر جو وہ ستم و حملے میں بدل لیتا آتا ہے، چنانچہ اس خاطر وہ ہر کس و کاس کے پاس پہنچتا ہے لیکن اپنے بارے میں وہ بے نیاز ہے۔ اس کا وہ سروساں پر ظلم و اظہار اس کی اپنی ہر توجہ کا قافز ہے جو عاشق کے لئے خوشی کی بات ہے کہ چلو اسی ہمارے ایک حلقہ تو پیدا ہو۔۔۔ بقول شاعر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

ہر کہا دشمن شوق تو جرات بارہ جز خراشے بہ جگر گوشہ او ہم نرسد

طوبی فیض تو ہر جا گل و بار افشانہ جز نیسکے بہ پرستش کہ مریم نرسد

لغت : ہم : ہم، مراد ابراہیمؑ، آدم، نوحؑ کے بادشاہ تھے، طبیعت میں انتخاب پیدا ہوا تو بدشاہت چھوڑ کر فقر و احتیاد کر لیا اور جسے اولیاء میں شمار ہوئے۔۔۔ مریم : حضرت مریمؑ جنہوں نے ایک گوشے میں جا کر مہلت کی اور حضرت یحییٰ کو جنم دیا۔۔۔

جرات بارہ : زخم برسانی ہے۔۔۔ طوبی : جنت کا درخت۔۔۔

ترجمہ : میرے (خدا تعالیٰ) شوق کی پھری جہاں کس زخم برسانی ہے ان دھنوں میں سے اور ابراہیمؑ، آدم، نوحؑ کے جگر کو صرف ایک طراش سے

ترجمہ : تو اپنے آپ کو ہری طرح دبا کر پارس چمکولے، نکل لے تاکہ تجھے خوشی و سرستی حاصل ہو اس لئے کہ ہادی محفل میں تھی کی وجہ سے جانے کے لئے بھی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اپنی بے باکی کی بات کی ہے۔

اے سبزہ سر رہ از جور پا چہ نلی در کیش روزگاراں گل خوں بہا ندادو
لغت : جہاں پاؤں کی خلی پاؤں کاظم۔۔۔ چہ غلی کیا فریاد کرتا ہے، کیوں فریاد کرتا ہے۔۔۔ کیش: مذہب، قانون، دستور۔۔۔ روزگاراں: روزگار کی جگہ، یعنی زمانہ، دنیا۔۔۔ خون بہا: قاتل کی طرف سے محفل کے اقربا کو سبے جانے والا، قاتل۔
ترجمہ : اے رانستے میں اگے والے سبزے تو پاؤں کے غم کے خلاف کیا فریاد کر رہا ہے، اس دنیا کے دستور میں پھول کے ٹوٹنے کا بھی کوئی حل یا بہت نہیں۔ سر رہا گئے وہی گھاس پر لوگ چلتے پھرتے ہیں جسے جور پا کہا گیا ہے۔ سر رہا گئے والے سبزے کے اس حل سے دراصل تل دنیا کی قسم کھڑی کی بات کی گئی ہے۔

صدورہ دریں کشاکش پگدشتہ در ضمیرش رنجور عشق گوئی آہ رسا ندادو
لغت : صدورہ: سو مرتبہ، کئی بار۔ کشاکش: کھینچنا، نکالنا، نکالنا۔ رنجور: مریض۔۔۔ در ضمیرش: اس کے محبوب کے دل میں۔
ترجمہ : تو یہ کہتا ہے کہ مریض عشق کی آہ میں تاثیر نہیں ہے یا اس کی آہ آہ رسا نہیں ہے، ایسا نہیں ہے، اصل بات یہ ہے کہ مریض عشق نے جس انداز میں اپنی آہ ضبط کی ہے یا اس کی آہ ضبط کرنے کی کوشش میں وہ آہ سو مرتبہ اس (محبوب کے دل میں سے گزرتی ہے۔ گویا عشق کی آہ ضرور اثر کرتی ہے وہ الگ بات کہ وہ اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

ہر مطلعے کہ ریزو از خامہ ام فغانے ست جز نغمہ محبت سازم نوا ندادو
لغت : مطلع: وہ مطلع، نواز کا پہلا شعر۔۔۔ ریزو: ٹپکتا ہے۔۔۔ سازم: میرا ساز، میری شامی۔
ترجمہ : میرے غم سے جو بھی مطلع، یعنی شعر ٹپکتا ہے وہ ایک فریاد و فغان ہے۔ میرے ساز میں نغمہ محبت کے سوا اور کوئی نواز لے، سزا، نوا نہیں ہے۔ یعنی میری شامی سراسر محبت کی شامی ہے اور عاشق ہونے کی بجائے اس میں فریاد و فغان کا عنصر شامل ہے۔

جان در غمت فغانوں مرگ از قفا ندادو تن در بلا گنگون بیم بلا ندادو
لغت : فغانوں: چڑکاؤ، ڈر کا۔۔۔ قفا: پیچھے، تھو۔۔۔ گنگون: ڈانٹا۔
ترجمہ : میرے غم محبت میں جلیں نہ کرنے کا نتیجہ موت نہیں ہے، اسی طرح اس محبت میں جسم کو مصیبت میں ڈانٹنے سے مصیبت کا خوف نہیں ہوتا۔ محبت میں غم اور مصیبت محسوس نہیں ہوتے۔ یا محبت کا کوئی غم، غم نہیں ہے، نہ کہ نہیں ہے۔

برخویشتم بجشا کستم دگر تو دانی دارم دلے کہ دیگر تب جفا ندادو
لغت : برخویشتم: بخشتہ، اپنے آپ کو معاف کر، خود پر رحم کر۔۔۔ دگر: یعنی آگے۔۔۔ دیگر: مزید، اب۔
ترجمہ : میں نے تو تجھے کہہ دیا ہے کہ تو اپنے آپ ہی پر رحم کر اور کھٹکے بھر نہ کہ اپنی تو جانے اور تیرا کام آگاہ ہے کہ میرے دل میں اب جفا برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ یعنی اس حالت میں تیری جھٹکوں کی وجہ سے میں فریادوں کا گوارہ میری فریادوں سے تجھے تکلیف پہنچے گی۔

کشتن چنانکہ گوئی نہ شافغن ست مارا ہی با تمام لطفے کز شکوہ دا ندادو
لغت : کشتن: قتل کرنا، مار ڈالنا۔۔۔ شافغن: بچاؤ۔۔۔ ہی یا بے: افسوس۔۔۔ با تمام لطفے: ایسی اور محوری مہربانی۔
ترجمہ : جیسا کہ تو کہہ رہا ہے کہ ہمیں قتل کرنے پر کسی نے ہمیں نہیں بچاؤ، یہ محفل یعنی عاشق کون ہے؟ افسوس کہ یہ ایک ایسی

اور جوری مہلانی ہے جس کے شکریے لگے کی بھی کوئی گنجائش نہیں۔ مطلب یہ کہ عاشق یعنی شکایت کرنے والا تو نقل ہو گیا اب شکایت کوئی کرے۔ اسے شاعر نے محبوب کی اور جوری مہلانی کا نام دیا ہے۔

مرش ز بے دماغی ممانست با تقاضی یارب شتم مبارک بر ما روا ندارد
 لغت : مرش : اس کی محبت، مہلانی۔ ممانست : ماند ہے، ملتی جلتی ہے۔ تقاضی : جان بوجہ کر کے تو جی کا اعتبار۔

ترجمہ : اس کی محبت و مہلانی بھی اس کی بے دماغی اور کچے پن یا بے نیازی کے سبب تقاضی کی مانند ہے۔ اسے خدا آپ کیسے دیکھتا ہو کہ وہ ہم پر جو رحم کرنے کو بھی روانہ جائے۔ یعنی کسی صورت تو ہم پر توجہ رکھے، ہم سے بالکل بے اعتنائی نہ کرتے۔ یاد دہانی ہی سے دیکھے، دیکھے تو کسی، کہ عاشق کے لئے یہ بھی غرض ختمی کی بات ہے۔ بھول شاعر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شکر ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

چشمے سیاہ دارد یعنی بہ ما نہ بیند روئے چو ما دارد اما بہ ما ندارد
 لغت : چشمے سیاہ : ایک بے نور آنکھ۔ بہ ندارد : یعنی رو یا ندارد، جلدی طرف رخ نہیں کرتا۔

ترجمہ : اس محبوب کی آنکھ سیاہ ہے، گویا بے نور ہے، یعنی وہ ہمیں یا جلدی طرف نہیں دیکھتا اس کا چہرہ چاند کی طرح پر نور ہے لیکن وہ چہرہ یعنی رخ جلدی طرف نہیں کرتا۔ محبوب کی بے توجہی کی بات کی ہے۔

چوں لعل تست فچہ اما سخن ندارد چوں چشم تست زگرں لا حیا ندارد
 لغت : چوں : جوں کی طرح۔ لعل : مراد محبوب کے ہونٹ۔

ترجمہ : فچہ ترجمہ لب لعل کی طرح ہے لیکن وہ جھری طرح بول نہیں سکتا اسی طرح زگرں جھری آنکھ کی طرح ہے لیکن اس میں جھری بھی حیا نہیں ہے۔ یعنی جو جھری آنکھوں میں ہے زگرں (مشہور بول) اس سے محروم ہے۔

آتش گداز خاکے پدش تف بخارے دلی بہ مرگ غالب آب وہوا ندارد
 لغت : گداز خاکے : بجھل ہوئی مٹی۔ تف بخارے : بھپ کی حرارت۔ بہ مرگ غالب : غالب کی موت کی قسم۔

ترجمہ : غالب کی موت کی قسم دلی شرمیں آب دہوا نہیں ہے۔ اس کا پانی ہے تو جیسے بجھل ہوئی مٹی ہو اور اس کی ہوا ہے تو جیسے بھاپ کی حرارت ہو۔ دلی شرم کی تکلیف وہ آب دہوا کی عکاسی مختصر انداز میں کی ہے۔

غزل # 35

شوقم ز چند بر در فریادی زند بر آتش من آب دم از پادی زند
 لغت : چند : نصیحت۔ دم از پادی زند : ہوا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

ترجمہ : میرا شوق (اشق) یا جوش محبت نصیحت سے فریاد کا دروازہ کھٹکتا ہے، یعنی جب کوئی مجھے نصیحت کرتا ہے تو میرا جوش محبت فریاد کرنے لگتا ہے اور میری آتش (آتش محبت) اپنی ہوا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، یعنی میری اس آتش محبت کا دروازہ کھٹکتا ہے۔ نصیحت گویا آتش محبت کو بجھنے میں اپنی کاہم کرنے کی بجائے ہوا کی طرح اسے اور بھڑکانے کی ہے۔

تا انگلی چہ ولولہ اندر نہاد ما کلینے از تو موج پری زادی زند
 لغت : ولولہ : ہوش۔۔۔ نلکہ : غلظت، روح۔۔۔ نیکہ : مرہ، دیکھ، انداز، کر۔۔۔ موج پر ہونے پری زادی طرح ہوا۔۔۔ از تو : تجھ سے، یعنی
 مجھ سے کس سے۔۔۔

ترجمہ : جب آئینے میں مجھ کا عکس چاہتا ہے تو وہ ایک پری زادی کی طرح ہوا کرتے لگتا ہے، یعنی اس میں ایک عجیب ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو
 جب آئینے کا یہ حال ہے تو تو اسی سے اندازہ کر لے کہ تو اپنی مجھ جیسا خلق، مادی روح میں کیا کیا ولولے پیدا کر رہا ہے۔

از جوئے شیر و عشرت خسرو نشان نہاد غیرت هنوز طعن پہ فرہادی زند
 لغت : جوئے شیر : دودھ کی ندی اور فرہاد نے یسوعن کوہ کریمائی تھی۔۔۔ خسرو : خسرو، روح، ایران کا قدیم بادشاہ اور فرہاد کی مشوقہ شیریں
 کا شوہر۔۔۔ نشان نہاد : نشان نہیں رہا یہ واقعات مٹ گئے ان کا ہم نشان نہیں رہا۔

ترجمہ : دودھ کی ندی اور خسرو پر ج کے پیش و عشرت کا ہم نشان دینا سے مت چکا ہے لہٰذا عزت ابھی تک فرہاد پر طعن زنی کر رہی ہے۔
 یعنی اس نے خسرو اور گویا اس کا قریب غصہ رکھ رکھا تھا پھر دودھ کی ندی بہائی اور پھر غلط فہمی خود کو پاک کر لیا۔ یہ عاشق کی غیرت کے حال
 بہت تھی۔ اس کی اس پاکت سے تو خسرو کے منہ ہو گئے اسے مزید پیش و عشرت کا موقع ملا۔

ہرگز مذاق درو اسیری نبودہ است با تلمہ اسے کہ مرغ قفس زادی زند
 لغت : مذاق : لذتی لذت۔۔۔ درو اسیری : قید ہونے کا لفظ۔۔۔ مرغ قفس زادی : وہ چندو بخیرے میں پیدا ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : ایک قفس زادی پر غم جب فریاد کرتا ہے تو اس کی اس فریاد میں درد اسیری کی قطعاً لذت نہیں ہوتی۔ مطلب یہ کہ ایسا پر غم تو بخیرے
 ہی میں پیدا ہوا اسے درد اسیری کا کیا پتہ۔ یہ لذت تو اس پر غم سے کی فریاد میں ہوتی ہے جو آزاد و ضامیں اڑ رہا ہو اور پھر جال میں پھنس کر قفس
 میں اسیر ہو جائے۔

ممنون کلاش مرہ و نیمتر نیم دل موج خون ز درو خدا دلوئی زند
 لغت : ممنون : احسان مند۔۔۔ کلاش : جھین۔۔۔ نیمہ : میں نہیں ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں (اس محبوب کی) پانچوں کی جھین اور اس کی نگاہوں کے شکر کا احسان مند نہیں ہوں اس لئے کہ میرا دل جو موج خون میں تڑپ
 رہا ہے تو یہ خدا اور درو کی وجہ سے ہے۔ یہ صرف کا شعر ہو سکا ہے، یعنی شاعر نے کہنا چاہتا ہے کہ اس کے دل میں جو درو ہے وہ قدرت کی
 طرف سے اسے ملے اور یہ درد اس محبوب انڈی سے میری محبت کے باعث ہے۔

خونے کہ دی بہ نیم ازو خار خار بود امروز گل بہ دامن جلادی زند
 لغت : دی : کل رات، گزری ہوئی رات یا دن۔۔۔ خار خار بود : خار کی جھین تھا۔۔۔ امروز : آج۔۔۔

ترجمہ : کل جو خون میرے گریبان میں کھلنے کی جھین بنا ہوا تھا آج وہ (خون) خار کے دامن پر پھول بنا رہا ہے۔ خار کے دامن پر پھول لگانا
 اس (دامن) کو آرامت کرنا ہے۔ عاشق خار کے پاتھوں شہید ہوا ہے اور چونکہ یہ خون عاشق کے لئے ایک طرح سے وہی تھا خار نے عاشق
 کو اس وہیل سے نہایت دلائی اور اس طرح یہ خون خار کے دامن کی نعت ہے۔

اندر ہواے شمع ہائے زہل و پر پروانہ دشنہ در جگر ہادی زند
 لغت : ہائے : گویا۔۔۔ دشنہ : چھری، سحر۔۔۔ ہوا : خلق، شوق۔۔۔

ترجمہ : شمع کے شوق میں پروانہ گویا اپنے بل پر سے ہوا کے جگر پر سحر چلا رہا ہے۔ ہوا چلے تو شمع بجھ جاتی ہے، جبکہ پروانہ اپنے پر پکڑتا رہتا

ہو اس اشیا کی طرف جہہ کر اس پر قربان ہو جاتا ہے۔ دونوں میں کتنا فرق ہے، یہاں شمع بجھتی ہے، یہاں شمع پر مرنے کے گناہ دانے کا یہ عمل ہوا کے لئے رکھ کا پھٹ ہے۔

زہیں بیش نیست قافلہ رنگ را درنگ گل یک قدح بہ سایہ شمشاد می زند
 لغت : درنگ: ٹھہراؤ، قیام، چلاؤ۔۔۔ قدح: پیالہ۔۔۔ قافلہ: رنگ را درنگ گل یک قدح بہ سایہ شمشاد می زند
 طرف رنگ را کاہل ہو گیا ہے۔

ترجمہ : قافلہ رنگ کو اس سے زیادہ ٹھہرنے یا قیام کرنے کا موقع نہیں ملتا کہ پہل (گلاب) شمشاد کے سایہ میں بیٹھ کر شرب کا ایک پیالہ پی لیتا ہے۔ مراد یہ کہ بدل کا موسم بہت سی حقیر ہو گیا ہے۔ گلاب کا سایہ شمشاد میں بیٹھا اس کا کھٹنا ہے یہ گویا جام سے ہے اس کا مرعہ جاناہ جام کا ختم ہو جانا ہے۔ یعنی بہت تھوڑی مدت تک بدل کا یہ دھنسل ٹھہر رہا ہے۔

ذوقم بہر شرارہ کہ از داغ می چند دل را نوائے "دیر بماناد" دی زند
 لغت : می چند: اگرتا ہے۔۔۔ دیر بماناد: خدا کرے دیر تک رہے۔۔۔ نوا: مراد وہ۔۔۔

ترجمہ : میرے دل کے زخموں سے جو بھی شرارہ (چنگاری) اگرتا ہے، میرا ذوق (یعنی ذوق) دردنا اس موقع پر میرے دل کو یہ دعا دیتا ہے کہ خدا کرے یہ صورت حال (شرارہ) اگرتا دیر تک برقرار رہے۔ گویا عاشق محبت کے داغوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اسی لئے وہ اس لطف و لذت کے برقرار رہنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔

چون دید کز شکایت بیداد فارغم بر زخم سینہ ام ننگ راوی زند
 ترجمہ : جب محبوب نے دیکھا کہ میں اب اس کی بیداد کی شکایت سے فارغ ہوں یعنی اس سے کوئی گہ شکوہ نہیں کر رہا تو وہ بھر میرے سینے کے زخموں پر دلا کاٹک چڑکا کر شرمنا کر رہتا ہے۔ یعنی وہ میری اس عدم شکایت کی تعریف کرتا ہے اور اس کی یہ تعریف میرے یہ زخم بیداد تازہ کر دیتی ہے۔

تا دستبرد آتش سوزان دہد پہلا سنگ از شرارہ خندہ بہ پولادی زند
 لغت : دستبرد: لوٹ مار۔۔۔ دہد پہلا: دہا کر دے، بڑا کر دے۔۔۔ پولاد: فولاد۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ (چتر) جلا دینے والی آگ کی لوٹ مار کو ختم کرے یا ہوا میں لٹا دے، چتر اپنی چنگاری کی بنا پر فولاد کی ٹپسی اڑا رہا ہے۔ چتر پر فولاد کی رگڑ سے چنگاریاں نکلتی ہیں، گویا چتر کے اندر آگ ہے اور وہ اپنی اس آگ کو چنگاریوں کی صورت میں ہوا میں لٹا رہا ہے اسے اس بات پر غور ہے کہ وہ فولاد سے بہتر ہے اور اس کی یہ چنگاریاں گویا فولاد پر ٹپنے کی ٹپسی کی علامت ہیں۔

غالب سرشک چشم تو عالم فرو گرفت مویجے ست دجلہ را کہ بہ بغدادی زند
 لغت : سرشک: آنسو، آنک۔۔۔ عالم فرو گرفت: دنیا کو گھیر لیا۔۔۔ دجلہ: بغداد کا مشہور دریا۔۔۔ بغدادی زند: جو بغداد سے گمراہی ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب حیرتی آنکھوں کے آنسوؤں نے ایک دنیا کو گھیر رکھا ہے۔ یہ گویا دجلہ کی لہریں ہیں جو بغداد سے گمراہی ہیں۔ عاشق محبت میں جو آنسو بہا رہا ہے وہ گویا طوفان کی صورت میں ہے۔

غزل # 36

بلد ز سے ہر آئند پرہیز گفتہ اند آری "دروغ مصلحت آمیز" گفتہ اند
 لغت : ہر آئند ہر طرح سے بہ طور لانا۔۔۔ آری ہاں واقعی۔۔۔ دروغ مصلحت آمیز: مشورہ غریب اہل "دروغ مصلحت آمیز۔
 ترجمہ : اور اسی قدر انگریز "ہر چاند کا بائٹ" ہر اس سے وہ جھوٹ سترے جس سے بہتری کا سامنا ہو یا جس سے نفاذ قہم ہو۔۔۔
 ترجمہ : لوگ کہتے ہیں کہ شراب سے ہر صورت پرہیز کرنا چاہئے، واقعی انہوں نے "دروغ مصلحت آمیز" دانی بات کی ہے۔ یعنی یہ ایک
 بھائی بات ہے۔

فصلے ہم از حکایت شیریں شمرہ لیم آں قصہ شکر کہ بہ پرویز گفتہ اند
 لغت : شمرہ لیم: ہم نے کھا ہے، کھا ہے۔ حکایت شیریں: فرید کی مشہور شیریں کی داستان، میٹھی حکایت۔۔۔ قصہ شکر: شکر کا میٹھی
 کے بغل پرویز بات کرنے میں "شکر پر" قصہ یعنی شکر چھان چھو شکر کھتہ قد۔
 ترجمہ : وہ جو خسرہ پرویز شیریں کا شہرہ ہے اسے حلق شکر کا قصہ مشورہ ہے، اسے بھی ہم نے حکایت شیریں ہی کی داستان کا ایک باب سمجھا
 ہے۔ شیریں کے سخی میٹھی کے بھی ہیں اور یہی انھی معنی میں ہے۔ شاعر انھوں پر کھلیا ہے۔ کہنا یہ چاہتا ہے کہ پرویز کے بارے میں جو
 باتیں جان کی جاتی ہیں وہ ایک طرح سے میٹھی داستان ہیں۔

خوں رختن بہ کوئے تو کردار چشم بابت موم ترا برائے چہ خوں ریز گفتہ اند
 لغت : رختن: گرانا۔ کردار: عمل، شیوہ، انداز۔۔۔ موم: لوگ۔۔۔ خوں ریز: دوسریں کا خون بہانے والا۔
 ترجمہ : میرے کوہے میں خوں بہانا تو ہماری اپنی آنکھوں کا کردار ہے، لوگ تجھے کس لئے خون ریز کہتے ہیں۔ عاشق محبوب کے کوہے میں
 خون کے آنسو بہاتا ہے۔ لوگ وہی خون دیکھ کر محبوب کو "خون ریز" کہنے لگتے ہیں۔ شاعر، محبوب کو اس عمل سے بری اندازہ قرار دیتا ہے۔
 گویم ز سوز سینہ و گوید کہ ایں ہمہ ناخود نہ گشتہ آفتل دل تیز گفتہ اند
 ترجمہ : میں اپنے سینے کی تپش کی بات کرتا ہوں تو محبوب جواب میں کہتا ہے کہ یہ بات اس وقت کی جاتی ہے جب تک خود آفتل دل تیز نہ
 ہو جاتی۔ مطلب یہ کہ عاشق کے دل کی آگ تیز ہونے پر تو وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے، لہذا سوز سید کی بات کر کے دراصل اس نے اپنے
 عام سوز حق کا مظاہرہ کیا ہے۔

تنگدلت دل ز بلا تو گوئی دروغ بود از نو بہار کس چہ بہ پاییز گفتہ اند
 لغت : تنگدلت: نہ کھلا، تروتازہ نہ ہوا۔۔۔ دروغ: جھوٹ۔۔۔ آں چہ: وہ جو کہ۔۔۔ پاییز: خزاں۔۔۔ بلا: برا۔
 ترجمہ : بہار کی ہواست میرا دل نہ کھلا، تروتازہ نہ ہوا، میں سمجھو کہ یہ جو خزاں میں بہار کے بارے میں کہا گیا ہے تو یہ جھوٹ ہے۔ یعنی یہ
 کہا جاتا ہے کہ خزاں میں تو نہیں، موسم بہار میں دل کھلتا ہو جاتا ہے لیکن اپنا دل تو کھلتا نہ ہوا، عاشق سوز حلق کا مظاہرہ ہے اس کا دل
 کیو کر کھلا کھلتا ہو گا اس لئے یہ جھوٹ بات ہے۔ صلی مرحوم نے بلا (بہار) کی بجائے یاد کھس ہے، جس سے بہت واضح میں ہوئی۔
 انداخت خار در رہ و انداز گفتہ اند ایگنخت گرد قند و انگیز گفتہ اند

لغت : انداخت: گرایا، کھائے پھلے۔۔۔ انداز: مراد ناز و با۔۔۔ ایگنخت: اٹھایا۔۔۔ انگیز: اڑا، ہوا، اڑا، انگیزی۔
 ترجمہ : اس نے راستے میں کھائے پھلے تو اس کے اس عمل کو اس کے ناز و انداز کا نام دیا گیا، اس نے قند کی گرد اٹھائی، اٹھانے کا نام دیا گیا تو

کلاب چمکا۔ چمکی بھلاہٹ سے مزاد ہے، فریاد میں شدت، تپش یا گرمی سے ہزار کے چمک بھی پھل گئے، سانس اکڑ گیا، جہن میں ہے ہوش ہو گیا۔ اس بھلاہٹ نے مجھے ہوش میں لانے کے لئے صحت چمکے پر موزن گل چمکا کلابے ہوش انسان کو ہوش میں لانے کے لئے اس کے چمکے پر موزن گل چمکا کر گئے تھے۔

اے لالہ پر دلے کہ یہ کردہ ای، مناز داغ تو بر داغ کہ بوسے کباب زد

لغت : مناز: مست، اکڑ، فزون کرنا، زور کرنا۔ بوسے کباب زد: کباب کے بھلنے کی بو آئی، مزور کیا اثر ہوا۔

ترجمہ : اے لالہ کے چہرے تو اپنے دل کو اچلا کر سیاہ کر لیا ہے تو اپنے اس دل پر فزون کر۔ یہ جو صحتے دل میں داغ آ گیا ہے اس سے بس کے داغ میں کباب کی خوشبو آئی ہے۔ لیکن صحتے اس داغ دل پر داغ بھلنے سے بس نے اثر کیا۔ کسی نے بھی نہیں۔ اس شعر میں صنعت حسنِ ظلیل، لالہ میں لکڑی طور پر داغ ہونا ہے، اشعار نے اسے دل بھلنے سے تشبیہ دی ہے۔

غم مشرباں بہ چشمہ حیاں نمی دہند موبے کہ دشت در جگر از چنچ و کباب زد

لغت : غم مشرباں: غم مشرب کی جگہ، غم کے مارے لوگ، یعنی عاشق۔۔۔ چشمہ حیاں: آب حیات کا چشمہ۔

ترجمہ : غم و اہم میں ڈوبے ہوئے عاشق اپنی اس سوچ کو جو کباب و چنچ و کباب کی جھری سے ان کے جگر میں اٹھتی ہے، چشمہ حیاں کے بدلے میں بھی نہیں دیتے۔ یعنی عاشق محبت کے نتیجے میں۔۔۔ جن غم و اہم کا شکار ہوتے ہیں، ان میں دھیر دھیر زاکوہا میں اور اس طرح دھیر دھیر کے لیکن آب حیات کی طرف دیکھیں بھی نہیں۔

عالم کسل ز جمل کیمش گرفتہ اند بے دانستے کہ طعنہ بر اہل کتب زد

لغت : کسل: کس کی جگہ، لوگ۔۔۔ کیمش گرفتہ اند: اسے عقلی یا عقلی بھل لیا ہے۔۔۔ بے دانستے کہ: وہ جانتا ہے۔۔۔ اہل کتب: آسمانی کتابوں اور سنت، انجیل، زور واپ، اہل ان رکھنے والے۔

ترجمہ : اے عالم! عام لوگوں نے اپنی بددلی کے باعث ایسے بے عقل شخص کو عقلی بھل لیا ہے، اہل کتب اور اہل عقلی، یہودی اور مسلمان۔۔۔ عقلی یا عقلی کتب پر عقلی دلائل سے تنقید کرنا ہے، جو اس کی بے عقلی کی دلیل ہے، عام لوگ اگر کسل کی بجائے عقلی ہو تو عقلی شخص لوگ، ناقص عقل والے لوگ۔ اسے عقلی قرار دے دیتے ہیں جو ان کی حماقت کی دلیل ہے۔ لیکن اہل کتب کو یہ بھلا کرنا بھی بات نہیں۔ خود قرآن کریم میں ارشاد ہے (گھر، حکم دلی دینا، اپنی فہم اپنے دین پر قائم رہو، میں امراء حضور اکرم) اپنے دین پر قائم ہوں۔

غزل 38

تنگ فریادم بہ فرسنگ از دقا دور انگند عشق کافر شغل چان دادن بہ مزور انگند

لغت : تنگ فریادم: فریاد کے تنگ (دہائی) نے مجھے۔۔۔ فرسنگ: کوس، لگی پھلی۔۔۔ مزور: اٹھا دے، فریاد کی طرف جس نے خسرو پرویز کے ہار و جوش پانڈی کھائی کی۔

ترجمہ : کافر عشق جان قربان کرنے کا شخص مزور کے پرو کر رہا ہے۔ لیکن اوج ہے کہ فریاد کی بددلی مجھے راد و دقا سے بھلوں دور، یہ تنگ دلی ہے۔ یعنی عشق، بھلوں داری کا کام ہر کس دیکھ کے پرو کر رہا ہے، حاکم کہ یہ خاص شخصیت کا کام ہے، عشق کے کافر کی اس بات سے عاشق کی غیرت جوش مارتی ہے، خود راد و دقا سے بہت دور نکل جاتا ہے۔

شلوم از دشمن کہ از رشک گدازم و دولش نیست زخمی کن، چکیدن طرح ہامور انگند
 لغت : شلوم : میں خوش ہوں۔۔ چکیدن : کنک۔۔ کن گدازم۔۔ طرح ہامور انگند : ہامور کی بنیاد ڈالنے، ہامور بننے۔۔
 ترجمہ : میں رقیب سے خوش ہوں کہ میرے گدا از ہمت کے رشک سے اس کے دل میں ہی کوئی ایک دلم بھی نہیں لگتا ہامور بن کر چلے
 اپنے گئے۔ یعنی رقیب پر حق کا گمراہ نہیں ہوتا۔ ہامور سے مراد ہے زخم حق کا دیر پا ہوتا۔

قریبے خوانم بہ قاتل کا شخوان سینہ ام قرعہ فالے ہمام زخم ساطور انگند
 لغت : کا شخوان : کہ شخوان، کہ بڑاں۔۔ قرعہ فالے انگند : کوئی قاتل نکلے۔۔ ساطور : چمڑی۔۔
 ترجمہ : میری خواہش ہے کہ مجھے قاتل کی اتنی قوت حاصل ہو کہ میرے بچے کی بڑیاں چمڑی کے زخم کھلنے کی قاتل نکلیں۔ قاتل سے مراد
 محبوب ہے۔ یعنی عاشق کی خواہش ہے کہ وہ محبوب کے ادا قریب ہو جائے کہ محبوب اس کے بچے میں چمڑی کو پلے۔ گویا عاشق کے
 لئے اس میں بھی بڑی لذت ہے۔

از شہیدان دیم کز نیم برق خنجرش لرزد در خور افتد و جام از کف خور انگند
 لغت : دیم : میں ہوں اس کے۔۔ لرزد : کھپکھپانے کی حالت۔۔
 ترجمہ : میں اس قاتل محبوب کے شہیدوں میں سے ہوں جس کے خنجر کی چمک (تیزی) کے خوف سے خور، لرزد طاری ہو جاتا ہے اور اس
 وجہ سے اس کے ہاتھ سے جام گر پڑتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں میرے محبوب کے جان لیوا دشمن میں جو کشش ہے وہ خور کے دشمن میں بھی
 نہیں۔

شرم جوہر خاص خاص اوست لیکن در خواب چوں فرو ماند خن در رسم جمہور انگند
 لغت : بخور : طریق، انداز، شیوہ۔۔ فرو ماند : رہ جائے، مانا، آجائے۔۔ در رسم جمہور : عام لوگوں کی طرح۔۔
 ترجمہ : شرم دیا اس محبوب کا خاص خاص یعنی جو اسی سے مخصوص ہے اشیوہ ہے۔ تاہم جب اس سے کسی بات کا جواب ہی نہیں پاتا
 وہ عام لوگوں کا انداز اختیار کر لیتا یعنی ان کی طرح باتیں کرنے لگتا ہے۔ گویا جواب کے سلسلے میں اس کی یہ عادی یا بے بسی اسے شرم دیا
 سے بے نیاز کر کے اسے دھڑلے سے باتیں کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔

چوں بگوید کام تانفتے پر ستاری کینم خویش را برد رخت خواب ناز رنجور انگند
 لغت : بگوید کام : آرزو تلاش کرنا ہے، یعنی اس کی خواہش ہوتی ہے۔۔ پر ستاری : چادر کی چمک وادی، دیکھ بھل۔۔ رخت خواب ناز : ناز
 و ادا کا سہتر۔۔ رنجور : بیمار۔۔ کینم : کہہ، کہی قدر۔۔

ترجمہ : جب محبوب کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ میں اس کے قریب رہ کر اس کی چمک وادی یا خدمت کروں تو وہ خود کو چادر ظاہر کر کے سہتر ناز
 پر دراز ہو جاتا ہے۔ گویا محبوب عاشق سے اپنی خدمت کرانے کے لئے نئے نئے انداز اور کرنے لگتا ہے۔

وقت کار ایں جنبش غفلت کاہر ساق تست حلقہ اے قربت بگویش خون جین منصور انگند
 لغت : جنبش : حرکت، ہلنا۔۔ غفلت : باتیں، باتیں کا ایک زنجیر۔۔ ساق : پنڈل۔۔ حلقہ : کڑا چم۔۔

ترجمہ : اگرچہ ہر شعر میں محبوب سے مراد محبوب ہی ہے لیکن ترجمہ و تفسیر میں عموماً اس کے لئے کہ کامیابیاں حاصل کیا گیا ہے۔ اس شعر
 میں جو انداز اختیار کیا گیا ہے اس میں واضح طور پر سینہ موٹ ہی میں بات ہوگی اسے محبوب! جب تو کام کرتی ہے تو میری پنڈلیں میں پڑی
 ہوتی پانچیں لگتے اس انداز میں جتنی ہیں کہ غرض جین منصور کے کات میں رخت کا چمک ڈال دیتی ہیں۔ یعنی منصور کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوتی

ہے کہ کاش وہ سولی پر چڑھ کر اسی پھل سے لڑا تب اسے پاک ہو سکے۔

گر قصداً سر از سلاخی در زورِ عشرت کند آہ ازاں خونِ نایاب کا اندر جامِ فغفور انگند

نعت : سلاخی : ہلاک قرار دینا۔ زور : زبردستی۔ کشتن : قتل کرنا۔ سلاخی : سلاخی کرنا۔ فغفور : غفور۔ نایاب : نایاب۔ خون : خون۔ آہ : آہ۔ ازاں : اسی۔ جام : جام۔ فغفور : غفور۔ انگند : انگند۔

ترجمہ : انسانوں نے دنیا میں جو عشرت کیا ہے اگر قصداً قدرت اقدس اس کے سلاخی ان سے بدلہ لینے کے لئے تو خدا جانے فغفور کے جام میں کتنا خون اٹا جائے جو اسے پیانے پر قصداً قدرت پر کسی کو اس کے اعمال کے سلاخی جزا دے گا۔

گر مسلمانی یکے ہیں زارتِ ست آنکد او اختلافِ در میانِ ظلمت و نور انگند

نعت : زارت : زرتشت اور زرتشتی۔ آنکد : تاریکی۔ ظلمت : تاریکی۔ نور : روشنی۔ اختلاف : اختلاف۔ در میان : درمیان۔ ظلمت : ظلمت۔ نور : نور۔ انگند : انگند۔

ترجمہ : ہر وحدت کو چاہی نظر رکھو اگر تو مسلمان ہے۔ حیرت پہلی نظر وحدت الہی حاکم مطلق یا خالق کائنات صرف ایک ہے اور وہ خدا ہے اور وہی چاہئے یہ زرتشتی تھے جس نے تاریکی اور نور میں تفریق پیدا کی۔ زرتشت نے وہ خدا کو قصداً زرتشتی کیا تھا ایک نیکوں کا خدا یعنی خدا اور دوسروں کا خدا یعنی اہل حق کے نزدیک اللہ ہے۔ مسلمان کا ایمان توحید پر ہے وہ اس قسم کی دلی سے دور ہے۔

آدم پر راہ و غالب گزے دل می گردوم لغزش پائے کہ باز از جاوہ ام دور انگند

نعت : آدم : آدم۔ راہ : راہ۔ غالب : غالب۔ گزے : گزے۔ دل : دل۔ می : میں۔ گردوم : گردوم۔ لغزش : لغزش۔ پائے : پائے۔ باز : باز۔ از : از۔ جاوہ : جاوہ۔ دور : دور۔ انگند : انگند۔

ترجمہ : غالب میں راہ پر تو آگیا ہوں، لیکن میرے دل میں ایک ایسی لغزش پا رہی ہے (یا دل میں اس کا احساس ہو رہا ہے) جو مجھے راہ سے دور ہٹائے گی۔ راہ سے غلط راہ راست ہے۔ لغزش پائے غلط راہ سے گمراہی کا طرف راہ ہے۔ شاعر کو یہ ڈر ہے کہ ایسی لغزش پائے ہمارے راہ راست سے نہ ہٹا دے۔

غزل # 39

بہر بافتش پائے خوشم از غیرت سرے باشد کہ ترم دوست جو یاں را بہ گویش رہبرے باشد

نعت : بافتش : بافتش۔ پائے : پائے۔ خوشم : خوشم۔ از : از۔ غیرت : غیرت۔ سرے : سرے۔ باشد : باشد۔ ترم : ترم۔ دوست : دوست۔ جو : جو۔ یاں : یاں۔ را : را۔ بہ : بہ۔ گویش : گویش۔ رہبرے : رہبرے۔ باشد : باشد۔

ترجمہ : مجھے اس محبوب کے کوپے کی طرف جاتے ہوئے اپنے عشق پائے غیرت آتی ہے اور میں ڈر تا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے محبوب کا عاشق کرنے والوں (مشتاق) کے لئے میرے یہ عشق ہاں کی رہنمائی کا باعث بن جائے۔

نہی گیری بخونِ فتنے ہے پروا نگاہی را تو اند بود یا رب بعد محشر مجھ سے باشد

نعت : نہی گیری : نہی گیری۔ بخون : بخون۔ فتنے : فتنے۔ ہے : ہے۔ پروا : پروا۔ نگاہی : نگاہی۔ را : را۔ تو : تو۔ اند : اند۔ بود : بود۔ یا : یا۔ رب : رب۔ بعد : بعد۔ محشر : محشر۔ مجھ : مجھ۔ سے : سے۔ باشد : باشد۔

ترجمہ : اسے خدا تعالیٰ غلط نہ مانے کے سلسلے میں تو اس نے باک نہ لگایا اور اسے سینوں کی پکڑ نہیں کرنا (مواخذہ نہیں کرنا)۔ ممکن ہے محضر کے بعد وہاں ایک اور محضر رہا ہو جائے اور یہ : ممکن کوئی ہنگام نہ گزرا کروں۔ سینوں کی سمت نکلی کی ہے حد نکلی کی حکایت ہے۔ ممنون کے بھول :

غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں تباہ کیئے

چہ گویم سوز دل باچوں تو غم ٹاپیدہ بدستے مثالے دانہام گر کہلب و اشکرے باشد

لغت : غم ٹاپیدہ : جس نے غم نہ دیکھا تھے غم سے واسطہ نہ چلا۔ دانہام : دکھاتا ہوں، بتاتا ہوں۔ اشکرے : کوئی چنگاری۔

ترجمہ : تجھ ایسے غم ٹاپیدہ اور بدست کے سامنے اپنا سوز دل کیا بیان کروں، اگر کوئی کہلب اور چنگاری کا آگ ہو تو میں اپنی یہ بخت ان کی مثال سے واضح کروں۔ خود کو کہلب اور محبوب کو اشکر سے تشبیہ دی ہے۔ آگ کو کیا چاہا کہ اس پر رگے ہوئے کہلب کا کیا شہر ہو رہا ہے۔

رسد ہر روزم از غلہ بریں باخواندہ مسلمانے تحیم من گر از داغ ہشتے چکرے باشد

لغت : رسد : پہنچا ہے، آتا ہے۔ ہر روزم : ہر روز میرے پاس۔ باخواندہ مسلمانے : کوئی عین بابا مسلمان۔ تحیم : دونوں کا چھتہ ملحقہ۔ غلہ اور داغ۔ چکر : جسم، چہرہ، شکل۔

ترجمہ : اگر میرا روزم، ہشت کے داغ سے ایک چکر ہی جائے تو میرے یہاں ہر روز ایک ہی بابا مسلمان آنا شروع ہو جائے۔ یعنی میری وجہ سے دونوں میں بھی اس داغ ہشت کی نظیر اپنی ہی کوئی ہو کہ لوگ ہشت چھوڑ کر میری طرف آنے لگیں۔

نخواہ بود رسم آغیابہ دیواں دلاوری ہردان گر ختم کشور مر و وقار داورے باشد

لغت : داغ : عداوت، بکری۔ دلاوری ہردان : مقدم لے جانا۔ داورے : کوئی منصف۔ مر ختم : میں ماری لیتا ہوں، فرض کیا۔ کشور : ملک، سلطنت۔

ترجمہ : فرض کیا کہ مودودا کے ملک میں کوئی منصف ہو گا تو وہاں عداوت میں مقدم لے جانے کی رسم نہ ہوگی۔ یعنی غیبت میں کسی محبوبہ کی بے وفائی کے خلاف اپنے کسی حق کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ غیبت ایسی عداوت نہیں جس میں کوئی منصف یا جج، محبوب کے خلاف مقدمہ نہ لگے۔

تو اس مصلحت بہائے حق قاتل ہم ادا کردان اگر فصول را در دہر مزد نشتے باشد

لغت : مصلحت بہائے حق : مصلحت کی ضروری یا اجرت (مصلحت چھٹا پاش کرنا)۔ فصول : فصل کوٹنے والا۔ دہر : دن۔

ترجمہ : اگر دنیا میں فصول کے لئے شتر چلانے کی اجرت یا ضروری دی جاتی ہے تو پھر قاتل کی تلوار کو مصلحت کرنے کی بھی ضروری ادا کی جاسکتی ہے۔ فصول شتر چاکر فاسد خون نکالتا ہے جس کا اسے ملوثہ دیا جاتا ہے۔ شتر اسی حوالے سے ایک عاشق کے شوقی قتل کی بھت کرنا ہے کہ اسے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کا عاشق ہے کہ اس تلوار کو مصلحت کرنے کی بھی اجرت دینے کو چاہا ہے۔

کیمدم آں قدر کز بوسہ و دشنام غلی شد لب یار است و حرفے چند گویا دیگرے باشد

لغت : کیمدم : میں نے چہ سا۔ دشنام : گالی۔

ترجمہ : میں نے محبوب کے لبوں کو اس قدر چوسا کہ وہ بوسہ اور دشنام سے غلی ہو گئے، چنانچہ اب محبوب کے ہونٹ ہیں اور چہرہ ہاتھیں، اگرچہ وہ بھی کسی اور کے ساتھ ہیں (کوئی اور محزو رقیبہ)۔ یعنی چہ سننے سے محبوب کے ہونٹوں میں اتنی طاقت نہ رہی کہ ان کا بوسہ لیا جاسکے یا وہ گلی دے سکے۔ اگر وہ چند ایک لفظ بولنے کے قاتل ہے تو وہ بھی صرف رقیب کے ساتھ بول سکتا ہے۔

بذوق لذتے کز خار و خار است پیلورا بیالم ہم چنین گر ہم ز نرس بسته باشد

نعت : خار :- چتر :- بیالم : میں فراد کرتا ہوں۔۔۔ نرسین : ایک سفید پھول۔۔۔

ترجمہ : (یہ اور اگا شعر قلعہ بند ہیں) پتھروں اور کانٹوں پر لیٹنے سے میرے پلو کو بھرت لگتا حاصل ہوتی ہے اس کی بنا پر اگر میرا ستر نرسین کے پتھروں کا بھی ہو تو میری جگہ میں اسی طرح فریاد کرے یا چیخے چلنے لگوں گا۔ گویا پتھروں کی سختی اور کانٹوں کی جھین مائل کے رک وریٹھ میں سلی ہوئی ہے۔ چنانچہ میری یہ فریاد اگا شعر ملاحظہ ہو

یہ جانے کر خود از کوہ است دروے لرزہ اندازد بہ چشمے گر خود از سام است گرد انگشتے باشد

نعت : لرزہ اندازد : کھنکی طاری کرے۔۔۔ سام : حضرت لوح کے بیٹے اور رستم پلوکان کے دہان کا نام۔۔۔

ترجمہ : چنانچہ میری یہ فریاد پہاڑ کی سطح پر بھی کھنکی طاری کر دیتی ہے اور وہ سام کی آنکھ ہی کیوں نہ ہو اس میں امیری فریاد انگشت کا تھپا رہی جاتی ہے۔

ستایم حق شناسی ہائے محبوبے کہ در محفل دلش با چشم پڑخوں ویش با ساغرے باشد

نعت : ستایم : میں تحریف کرتا ہوں، یاد دیتا ہوں۔۔۔ چشم پڑخوں : خون سے ہماری آنکھ۔۔۔

ترجمہ : میں ایسے محبوب کی حق شناسی کی یاد دیتا ہوں اس کی ستائش کرتا ہوں جس کا دل محفل میں چشم پڑخوں پر ہوتا ہے اور ہونٹ جام بند سے لگے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کی توجہ غمزہ مائل پر بھی ہوتی ہے اور اپنی سے نوشی سے بھی غفلت نہیں برتا۔

نہود از تیشہ پیدا سر بہ تنگے ی زوم لیکن حتم باشد کہ در بے ہودہ میری ہمسرے باشد

نعت : ار : اگر۔۔۔ پیدا : میرا آنکھ۔۔۔ بے ہودہ میری : فضول یا بیکار جان دے دیا۔۔۔ ہمسرے : کوئی مد مقابل، برابر کا۔۔۔

ترجمہ : اگر تیشہ ہمسرہ آتا تو میں چتر سے سر پہ لیتا اور اس طرح جان دے دیتا لیکن یہ حتم کی بات ہوتی کہ اس طرح بے ہودہ جان دینے میں میرا کوئی ہمسرہ ہو جائے میں ہمسرا شدہ ہے فریاد کی طرف جس نے بغل چاہے بے ہودہ جان دی۔

بیاید ہم زمن آنچہ از ظہوری یا حتم غالب اگر جاوہ بیابان را ز من وایس ترے باشد

نعت : ظہوری : قدسی کا مشہور شعر۔۔۔ بیاید : ہائے، ہائے گا۔۔۔ جاوہ بیابان : جمع ایسے شاعر جن کی شاعری میں جاوہ کا اثر ہو،

سو باج کا بیاید۔۔۔ وایس ترے : لیکن بعد میں آنے والا۔۔۔

ترجمہ : اگر جاوہ بیابان شعرا میں سے کوئی میرے ہوا آئے تو وہ مجھ سے وہی بیاض حاصل کرے گا جو میں نے ظہوری سے حاصل کیا ہے۔ غالب : ظہوری سے بہت متاثر تھا چنانچہ اس نے ظہوری کی بعض غزلوں کے جواب میں غزلیں بھی کہی ہیں، لیکن اسی رابطہ و تعلق میں جس میں ظہوری کی غزلیں ہیں۔

غزل # 40

دل نہ تھماز فراق تو فغل ساز دہد رفتن عکس تو از آئینہ آواز دہد

نعت : فغل ساز دہد : فریاد و فغل کرتا ہے۔۔۔ رفتن عکس تو : میرے عکس کا ہٹ جانا۔۔۔

ترجمہ : نہ صرف میرا دل میرے فراق میں غم و فغل کرتا ہے بلکہ جب اے محبوب! مجھ کو عکس آئینے سے ہٹا ہے (یعنی تو آئینے سے پرے

ہو جاتا ہے تو اس سے بھی تو آواز آنے لگتی ہے، یعنی تھری بہ اپنی اسے بھی محسوس ہوتی ہے۔ گویا محبوب کے شمس میں آجی دکلائی ہے کہ عاشق تو ایک طرف آئینہ جیسی ہے جان بچ گئی اس پر تو ہو جاتی ہے۔

مغز جاں سوخت ز سودا و بہ کلام تو بنوز زہر رسوائی ما چاشنی راز دہ
 لغت : سودا: جنون، دج، انجی جس کا باعث فحشیت ہے۔۔۔ کلام: طلق، ٹکھا۔۔۔ چاشنی: ذائقہ، مزہ۔

ترجمہ : دج، انجی کے باعث ہمارا مغز جاں بھل گیا لیکن ہماری رسوائی کا زہر اب تک میرے حلق میں راز کا مزہ دے رہا ہے۔ یعنی عاشق کو تو رسوائی جو عشق کی وجہ سے ہوئی کی تکلیفوں سے واسطہ چڑا ہوا ہے اور محبوب کی کچھ دیا ہے کہ ابھی کسی کو اس عشق کا طعم نہیں گویا یہ ابھی راز کی بات ہے۔

خاک خُون ہلہ کہ در معرض آثار وجود زلف و فرخ در سکہ و سنبل و گل باز دہ
 لغت : آثار و عورت: وجود کی نشانیوں، عزاو عالم سحر و جادو، کائنات۔۔۔ خون باز: خُون ہو جائے سرا جمل ہو۔۔۔ معرض: غور، ہونے کی جگہ۔ عزاو میں۔۔۔ در سکہ: سکنجلی یا ڈھینچلی ہوتی ہے۔۔۔ زلف و فرخ: عزاو مسکین چہرے۔۔۔
 ترجمہ : اس خاک کا برا حال ہو کہ اس کائنات یا عالم وجود میں کس طرح زلف و فرخ بچیں کہ اس کی جگہ سنبل و گل دے دیجیے۔ یعنی کیسے کیسے مسکین چہرے اس دنیا میں اگر آخر خاک کی نذر ہو جائے ہیں اور وہاں ہمارے پھول اگتے ہیں۔ حالت ہی کے بتل: سب کہاں کچھ لالہ و گل میں فٹایاں ہو گئیں خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پھل ہو گئیں میرا عاشق کھسکتی:

اُونچے اُونچے مکان تھے جن کے آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے
 داغِم از پرورش چرخ کہ در بزمِ امید سر شمعے کہ فروزہ بدم گاز دہ
 لغت : داغِم: میں بھل گیا ہوں، ٹھکے ڈکھ ہو آئے۔۔۔ چرخ: آسمان۔۔۔ فروزہ: جلتی ہے، روشن ہوتی ہے۔۔۔ گاز: چھٹی۔۔۔ بدم گاز دہ: کلت ڈالتی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں اس آسمان کے طرز پرورش پر جلا ہوں (ٹھکے ڈکھ ہو آئے) کہ امید کی محفل میں جو شمع روشن ہوتی ہے اسے وہ چھٹی سے کلت دیتا ہے۔ یعنی گردشِ لطف کسی کی امیدوں کو بچہ مان نہیں ہونے دیتی اور جب کوئی امید بڑی ہونے کی توقع ہونے لگتی ہے تو وہ جلد اسے ختم کر دیتی ہے یعنی امید کی شمع بجھا دیتی ہے۔

دل چو سیند ستم از دوست نکلا آغا زو شیش سازے ست کہ تہنگند آواز دہ
 لغت : نکلا: تھکوا: اسے ٹوٹتی ہوئے لگتی ہے۔۔۔ تہنگند: برب نوئے تو۔۔۔

ترجمہ : دل جب محبوب کے ہاتھوں جو دوست تھا ستم برداشت کر آئے تو اسے ٹوٹتی دسرت ہونے لگتی ہے۔ یوں سمجھو کہ شیش (مراد دل) ایک ایسا ساز ہے کہ جب وہ ٹوٹتا ہے تو اس میں سے آواز نکلتی ہے یعنی سر ٹککتے ہیں جو عاشق کے لئے سرت و شکرانی کا باعث بنتے ہیں۔

ہائے پرکاری سلتی کہ بہ اربابِ نظر سے بہ اندازہ و چنانہ بہ انداز دہ
 لغت : پرکاری: چالکی۔۔۔ اربابِ نظر: گمراہ نظر رکھنے والے، اہل نظر، شمس پرست۔۔۔

ترجمہ : ذرا سلتی کی چال کی ملاحظہ ہو کہ وہ اہل نظر کو شراب خاص مقدار میں یا محدود مقدار میں دیتا ہے اور جب پیمانہ انہیں دینے لگتا ہے تو ایک خاص انداز سے یعنی بڑے دلکش انداز کے ساتھ دیتا ہے۔ گویا شراب تو خود ہی ہوتی ہے لیکن محبوب اسلٹی کے انداز وہی اہل نظر کو

بہت مست کر دیتے ہیں۔

طرہ : است ملک بہ امان ضمیمہ افشاخہ جلوہ است گل بہ کف آئینہ پر دواز دہ
لغت : طرہات : تیری ڈالیں۔۔۔ افشاخہ : چڑکی ہیں، بھڑکی ہیں۔۔۔ جلوہ است : تیرا نظارہ۔۔۔ آئینہ پر دواز : آئینے کو چمکانے والا جادوینے
والا۔۔۔

ترجمہ : تیری ڈالیں، ضم (ہوا) کے دامن میں ملک چڑکی ہیں، (و) اس ملک سے بھڑکی ہیں، اور تیرا جلوہ آئینہ پر دواز کے ہاتھوں میں چھوٹ
رکھ دیتا ہے۔ یعنی ہوا کے پتے سے محبوب کی ڈالوں کی خوشبو اس (ہوا) میں پھیل جاتی ہے اور اس کے نظارہ، حسن سے آئینے میں گویا شکل
دیکھ پیدا ہو جاتی ہے۔

سعی نہیں بال فغانی بکرم سوخت دریغ کاش آہے ز نم ثقلت پر دواز دہ
لغت : سعی : کوشش۔۔۔ بال فغانی : اڑا، بکڑ بکڑاتا۔۔۔ دریغ : افسوس۔۔۔
ترجمہ : افسوس کہ میری اس اڑنے کی کوشش نے میرا بکڑ جادو کاش اس پر دواز کی عداوت کا پیو سی میری اس آتش بکڑ پر پانی ڈال
دے۔ یعنی اس سعی بکرم پر جو عداوت ہوئی اس سے میری اس آتش بکڑ کا اس (دھک) کا دوا ہو جائے۔

اے کہ برخوان وصل تو قناعت کفر است ہاں صلائے کہ مرا حوصلہ آرزو دہ
لغت : خوان : دسرخوان۔۔۔ صلائے کہ : انکی دعوت جو۔۔۔ آرزو : دلچ، حرص۔۔۔

ترجمہ : تیرے وصل کے خوان پر قناعت سے کام لیتا کفر ہے۔ ہاں! تو اس اعزاز سے دعوت دے کہ تجھ میں حرص کا حوصلہ پیدا ہو جائے۔
یعنی محبوب کے وصل سے عاشق بھی بڑی طرح تسکین نہیں پاسکتا، زیادہ سے زیادہ وقت محبوب کے پاس رہنا چاہتا ہے۔ جو عقیدہ وصل پر
قناعت کرتے ہیں وہ بد قسمت ہیں۔ لیکن ہوتا ہے کہ وصل کی گزریاں خواہ کتنی طویل ہوں، عقیدہ معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ بقول امیر
میںائی۔

وصل کی شب اور اتنی مختصر دن گئے جاتے تھے اس دن کیلئے؟
بقول طہارہ اقبل

میں وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں مگر گزریاں جدائی کی گذرتی ہیں مینوں میں
ایک جدید ایرانی شاعر اکبر حسین شیرازی نے یہ لطف قلم کیا ہے:
شبے کلن باہن بودی خدا قسم کلید ضج پہاڑ انگنہ ایم اشب کہ در بند است ماہ اسبجا
خدا قسم کہ ہم از غم شب تازہ ہوں خورشید کہ نکلدار ز غیرت ماہ رانا مجھ کو ابن جا
ارامت جب وہ یعنی محبوب میرے پاس تھا تو میں کتا تھا کہ میں نے ضج کی چالی کوئیں میں پیچک دی ہے لیکن یہ بات تھا کہ شوریج
آدمی رات ہی کو نکل آئے گا اور غیرت کے بارے میں کو ضج تک یہاں نہیں رہنے دے گا۔

من سرا از پانچاسم بہ سعی و سپر ہر دم انجم مرا جلوہ آغاز دہ
لغت : سرا : پانچاسم۔۔۔ سعی : سپر۔۔۔ آملن۔۔۔ جلوہ آغاز دہ : آغاز کا جلوہ دیتا ہے، یعنی مجھے آغاز نظر آتا
ہے۔۔۔

ترجمہ : کوشش کی راہ پر میں اس حد تک تیری سے چکا ہوں کہ مجھے اپنے سرور پر کا پا نہیں چلا، بلکہ آملن پر لہ میرے انجام کار کو اس

طرح ظاہر کرنا ہے کہ یہ آغاز کار ہے۔ سنی سے مراد فہمت ہو سکتی ہے۔ یعنی عاشق کے لئے عشق میں احتما کا کوئی تصور نہیں اس کے لئے احتما بھی ایک طرح سے ابتدا ہے۔

پردہ داران پہ نے و ساز فطارش وارند تالہ بی خواست کہ شرح ستم باز دہ
 لغت : پردہ داران : پردہ دار کی جمع ایک معنی پردے میں رکھے والے، دوسرے معنی جو پہلی مقصود ہیں فہم پردہ۔ فطارش دارانہ : دہانے لے آئے، بھیج دیا، دہا۔

ترجمہ : تالہ ساز و فواد محبوب کے تالہ دار کے جو روح کی تفصیل بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن فہم پردہ داران دیا عشقوں والے سے لے اور ساز (کی آواز) میں دہا۔ یعنی نے وسارے ہو آواز بلند ہو رہی ہے وہ در حقیقت عاشق ہی کا تالہ و فواد ہے جو اس صورت میں دہا رہا ہے اور عاشق پر محبوب کے ستم بازی کی تفصیل بیان کر رہا ہے۔

ہر شکے کہ زکوے تو بخاکم گذرد یادم از ولولہ عمر سبک باز دہ
 لغت : بخاکم گذرد : میری قبر سے گذرتی ہے۔۔۔ ولولہ : جوش۔۔۔ عمر سبک : تیز رفتار زندگی، جلد گذر جانے والی زندگی۔۔۔
 ترجمہ : تجھے کوپے سے جو بھی ہوا میری قبر سے گذرتی ہے وہ تجھے تیز رفتار زندگی کے ولولے یاد کرا دیتی ہے۔ یعنی اس میں ایک تو محبوب کے حوالے سے بات ہے کہ اس کے کوپے میں عاشق کس ولولے کے ساتھ جلیا کرتا تھا لیکن زندگی اتنی تیز رفتار ہے کہ یہ باتیں گویا خواب بن گئی ہیں اور محبوب کے کوپے کی ہوا مرود عاشق کو وہ ان یاد کرا دیتی ہے۔ دوسرا حوالہ صوفی ہے کہ زندگی گذرنے کا پتہ نہیں چلتا۔ ہر حال پہلا حوالہ بنیادی حوالہ ہے۔

چوں نثار و خن از مرحت دہر بخولیش کہ مرد عرفی و غالب پہ غرض باز دہ
 لغت : مرحت دہر : زمانے کی حمایت و مصلحتی۔۔۔ چوں نثار : کیوں نثار نہ کرے، فخر نہ کرے۔۔۔

ترجمہ : شامی زمانے کی مصلحت و مصلحتی پر کہیں اپنے آپ میں پھولے نہ ملنے کہ وہ (نثار) معنی جیسے شاعر کو لے جاتا اور اس کے بدلے میں غالب جیسا شاعر دے دیتا ہے۔ معنی ایک عظیم قدرتی شاعر تھا اس لحاظ سے غالب بھی عظیم قدرتی شاعر تھا۔ صوفی مرحوم نے یہ مد معنی لے جاتا ہے کہ پہلے پر دکھایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ آگے لفظ غرض ہے اور اس کے مطابق یہ مدی صحیح ہے۔

غزل # 41

کو فنا تا ہمہ آلائش چہار ہر از شور جلوہ و از آئینہ زنگار ہر
 لغت : آلائش : آلودگی۔۔۔ چہار : غور و تکبر، انا۔۔۔ شور : صورت کی حق و مظاہر کائنات۔۔۔ زنگار : رنگ، قدیم میں آئینہ فولاد سے بناتا تھا جس پر برسات میں زنگ لگ جاتا تھا جسے دور کرنے کے لئے آئینے کو صیقل کرتے تھے۔۔۔

ترجمہ : فلک میں ہے کہ وہ غور و تکبر یا انا کی تمام آلودگی کو دور کر دے اور مظاہر کائنات کا وجود نہ دے اور آئینے کا صیقل ہو جائے۔ وحدت اور خود کی طرف اشارہ ہے۔ صوفیوں کے نزدیک اس کائنات کا بچا کوئی دھو نہیں صرف وہی ذات حق ہر جگہ جلوہ فرما ہے۔ گویا شاعر نے یہ کہا چاہا ہے کہ انسان جس طور کی یا انا کے تکبر کا افکار ہے اس سے بچے اور اپنی ذات کو ذات حق میں فنا کر دے۔

شب زخود رقص و بر شعلہ کشودم آغوش کو بد آموز کہ چہارہ پہ دلدار ہر

لغت : زخورد رحم : میں بے طور ہو گیا۔ کشودم آفوش : میں نے آفوش پا کر دکھائی۔ بد آسوز : برا سکھانے والا اپنی سیدھی مٹی پڑھانے والا کو کہیں ہے۔۔۔ پتھر : طعنہ۔

ترجمہ : رات میں بے طور ہو گیا اور اس بے طوری کے عالم میں میں نے شیطے پر آفوش کھول دی، یعنی شیطے پر کوہ چراگ کہ خود کو چاروں۔ بد آسوز رقیب کہاں ہے کہ وہ جا کر محبوب کو طعنہ دے۔ رقیب غلط اپنی محبوب کو چھوڑا تھا یہ کہ عاشق رہا ہے دیر ہے، عشق میں چھائیں نور محبوب بھی بچ رہا تھا لیکن اب میری اس حالت کے حوالے سے محبوب کو طعنہ دے کہ دیکھو وہ تو چھائیں تھا جس نے شکاری خاطر میں جان اسے دی۔

گفتہ پاشی کہ بہ ہر حیلہ در آتش گفتش غیر می خواست مرا بے تو بہ گفتار بد
لغت : گفتش : اسے آگ میں ڈال۔ بہ ہر حیلہ : ہر طور جس طرح بھی ممکن ہو۔۔۔
ترجمہ : رقیب کی یہ خواہش تھی کہ وہ مجھے تیرے بغیر پا میں لے جائے، مثلاً تو نے اس سے کہا کہ اسے ہر طور آگ میں ڈال دے۔ یعنی محبوب کے بغیر پا میں جانا آگ میں جلنے کے مترادف ہے۔

باز چہیدہ لب از جوش حلاوت باہم مرگ مشکل کہ زما لذت گفتار بد
لغت : چہیدہ : چپک گئے ہیں۔۔۔ حلاوت : مٹھاس، شیریں۔۔۔ جوش : غرور، کثرت، بہمت۔۔۔
ترجمہ : امارے ہونٹ ہر کثرت حلاوت سے اس قدر ہام چپک گئے ہیں کہ موت کے لئے مشکل ہے کہ وہ ہم سے ہماری لذت گفتار ہمیں سکے۔ محبوب کے لبوں میں بے حد حلاوت کی بات کی ہے جن کے بوسے سے عاشق کے لبوں کی یہ حالت ہوئی۔ اس حلاوت کا اثر عاشق کی گفتار پر بھی پڑا ہے۔

عشورہ : مرحمت چرخ مخر کلاں عیار یوسف از چاہ برآورد کہ بیا زار بد
لغت : عشورہ : بار خور، آگھوں کے بٹارے۔۔۔ مرحمت : عطیت و مہربانی۔ چرخ : آسمان۔ مخر : مت فرید، فریب میں مت آ۔۔۔
ترجمہ : تو آسمان کی عطیت و مہربانی کا ثبوت فرید یعنی اس کی نوازشات کے فریب میں مت آ کیونکہ یہ فریب کار حضرت یوسف کو کتوں سے اس لئے نکلا ہے کہ ان کی فروخت کا سامان کر سکے۔ بھار کتوں سے نکالنا ہر دوری کا اٹھتا ہے لیکن بعد میں فروخت کرنا تو ہیں عالم کی علامت ہے۔ حضرت یوسف کی قرآنی تصحیح کے حوالے سے شاعر نے آسمان کی مہربانی کی بات کی ہے۔

شوق گسترخ و تو سرست بدایں رسوائی ہاں اوائے کہ دل و دست من از کار بد
لغت : گسترخ : بے جاگ۔۔۔ بدایں رسوائی : یعنی جس رسوائی کا عاشق کو سامان کرنا پڑ رہا ہے۔ اوائے کہ : ایسی ادا ہو۔۔۔ از کار بد : بیکار کر کے رکھ دے، وہ کبھی کام کے نہ دہیں۔

ترجمہ : امارا خلق بے جاگ ہے اور تو ہماری رسوائی کے باعث سرست ہوا جیٹا ہے، یعنی عاشق نے جذبہ رغبت کی بنا پر بے جاکی کا مظاہرہ کیا جو اس کی رسوائی کا اور محبوب کی سرستی کا باعث بنا۔ اب عاشق اس سے گزارش کر رہا ہے کہ اسے محبوب اپ کوئی ایسی ادا دکھاو جو اسے دست و دل دونوں کو کام کے لائق نہ رکھے جاکر کبھی بے جاکی جذبہ کی بنا پر اور کبھی دست و دلازی کا سامان نہ دے۔

خوں چکان است نسیم از اثر ناله من کیست کز سخی نظر پے بہ در یار بد
لغت : خوں چکان : خوں پھیلانے والی۔ کیست : کون ہے۔۔۔ سخی نظر : غم کی کو خش سے۔۔۔ پے بہ در یار بد : دوست کے دور نکمہ پاؤں لے جائے۔ یعنی وہاں تک پہنچے۔

ترجمہ : میرے ہاتھ و فراہ کے اثر سے ہر ضمیمہ خون پر ماری ہے، اس صورت حال میں کون ہے جس کی نظریں محبوب کے دور تک پہنچ سکیں، یعنی میں پہنچ سکتی، کیونکہ وہ کورہ صورت حال (ہوا میں خون کی بارش) میں نظروں کا وہاں پہنچا نہیں۔

تو نیالی بہ لب ہام و بکوائے تو دام دیدہ ذوق نگہ از دوزن دیوار بد
لغت : تو نیالی: تو نہیں آتا ہے۔۔۔ دام: جوش۔۔۔ دوزن دیوار: دیوار کا سورمخ جو ہوا کے لئے رکھا جاتا ہے، روشن دان۔۔۔

ترجمہ : اے دوست! تو بھی لب ہام نہیں آتا چنانچہ جوش ہماری آنکھیں اپنی نگاہ کا دوزن دوزن دیوار سے حاصل کرتی ہیں۔ یعنی تیرا جلوہ سامنے تو نظر نہیں آتا البتہ دوزن دیوار ہی سے تجھے دیکھ کر ہم اپنی حسرت دیدار پوری کر لیتے ہیں۔

ناز را آئینہ ماکیم بغیرا تا شوق جو از جانب ما مژدہ دیدار بد
لغت : ماکیم: ہم ہیں۔۔۔ بغیرا: تو قرعہ حکم دے، اجازت دے۔۔۔

ترجمہ : ہم تجھے نازو اور آئینہ ہیں، تو ہمیں اجازت دے تاکہ ہمارا ہنر عشق ہماری طرف سے تجھے دیدار کی خوش خبری پہنچا دے۔ یعنی عاشق، محبوب کے جلوے یا دیدار سے محروم ہے لیکن اپنے جذبہ عشق کی بناء پر اس کا دل تصور میں محبوب کے ناز و کرشمہ کا آئینہ بنا ہوا ہے۔ یعنی ناز و ادا دیکھ لیتا ہے اسی لئے وہ اس سے کہتا ہے کہ تو خود اگر ہمارے دل میں اپنے ناز و ادا کا عکس دیکھ لے۔

مژدہ ات سفت دل و رفت رنگ تو فرد کز خمیرم نگہ سرزنش خار بد
لغت : سفت دل: دل پیڑا۔۔۔ رفت فرد: چلے اتر گئی، دل میں اتر گئی۔۔۔ کز: کہ از۔۔۔ سرزنش: ذرا تہمت، غلطی۔۔۔

ترجمہ : حیرت انگیز نے میرا دل پیڑا اور دھری لگا بھی دل میں اتر گئی ہیں تاکہ میرے دل سے کانٹے کی غلطی کا ٹھکانہ دور کر دیں۔ گویا عاشق کے دل میں محبوب کی غنیمت کی غلطی کانٹے کی طرح محسوس ہوتی تھی جس کی دو شکایت کرنا رہتا تھا۔ محبوب نے توجہ کی انگوٹھی کا دل کو چرنا اور رنگوں کا دل میں اترنا توجہ کی علامت ہے تو یہ نگہ ٹھکانہ دور ہو گیا۔

خاکے از دہگدور دوست بہ فرقم ریزید تا ز دل حسرت آرائش دستار بد
لغت : یہ فرقم ریزید: میرے سر پر ڈالو۔۔۔ آرائش دستار: دستار کی جھلکی کی تخت۔۔۔

ترجمہ : کوئی میرے سر پر دوست کی دہگدور کی خاک ہی ڈال دے تاکہ میرے دل سے دستار کی آرائش کی حسرت دور ہو جائے۔ دستار کی جھلک کے لئے اس میں پھول لگا کرتے تھے لیکن عاشق کو باخت حال ہے، اسے پھول میر نہیں ہیں اس لئے محبوب کی خاک دہگدور ہی اس کی آرائش دستار کا سامان کر دے گی۔

ی زند دم زفا غالب و تنکیش نیست بو کہ توفیق ز غفارت بہ کردار بد
لغت : ی زند دم زفا: فدا کی باتیں کرنا ہے۔۔۔ تنکیش نیست: اسے تسکین یا تسلی نہیں ہے، اطمینان نہیں ہے۔۔۔ بو کہ: اے کہ۔۔۔

ترجمہ : غالب فدا کی باتیں کرنا رہتا ہے لیکن اسے تسکین و تسلی نہیں ہے۔ خدا کرے کہ اسے سمجھ کی بجائے کردار کی توفیق ملے۔ یعنی غلام کا سامان ہاتھ سے ملے نہیں ہو کہ مژدہ ہے محبوب حقیقی کی ذات میں تھا تو اس کے لئے تو ایسے اہل کی ضرورت ہے جن سے تسکین قلب کا سامان ہو۔

غزل # 42

چاک از بھیم بد اماں می رود تانچہ پر چاک از گریبان می رود
لغت : چاک : کٹو۔ تا : یعنی بھڑا سطوم۔ چ : کہل۔ می رود : گذرتی ہے، گذر رہی ہے۔

ترجمہ : میرے گریبان کا چاک اب اس کی طرف جا رہا ہے، سطوم شمس گریبان کے ہاتھوں چاک پر کیا گذر رہی ہے۔ گویا عاشق حالتِ دواگلی میں اپنے کپڑے چاڑ رہا ہے۔ پہلے گریبان پہاڑا اب اس سے بھی آگے بڑھ کر دامن تک فوج آ رہی ہے جو اس دواگلی میں اٹھانے کی علامت ہے۔

جو ہر لبیم درخشان است یک روزم اندر ابر پنہاں می رود
لغت : لبیم : میری طبیعت۔ درخشان : روشن۔ ایک : لیکن۔ پنہاں : چھپا ہوا۔

ترجمہ : میرا ہر طبع روشن ہے لیکن بد قسمتی سے میرا دن بالوں میں چھپ کر گذر رہا ہے۔ دن کا اس طرح گذرنا فیصیحہ کا تاریکی میں ہونا ہے۔ یعنی شاعر اپنی قدرتی ذہانت و فطرت کی بات کرتا ہے جو فیصیحہ کی تاریکی میں چھپ کر رہ گئی ہے۔ یعنی اس کا یہ ہر دو دن تو ہے لیکن بد قسمتی اس کے افسوس میں مانج ہے۔

گر بود مشکل منج اے دل کہ کار چوں رود از دست آساں می رود
لغت : منج : مت آزرہ ہو۔ کار از دست رود : معاملہ ہاتھ سے نکل جائے، اپنے بس میں نہ ہو۔

ترجمہ : اے دل اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو آزرہ خاطر نہ ہو کیونکہ جب کوئی معاملہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے یا بس میں نہیں رہتا تو وہ آساں ہو جاتا ہے۔ یہی بات اردو میں ذرا دوسرے رنگ میں کی ہے:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مت جانا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں
جز خن کفرے و ابلنے کباست خود خن در کفر و ابلان می رود
لغت : جز خن : سوائے باتوں کے۔ کباست : کہل ہے، یعنی نہیں ہے۔

ترجمہ : سوائے باتوں کے کفر و اور ابلان کا کھو دکھل ہے اور یہ باتیں بھی تو کفر و ابلان کا کھو دکھلت کسے ہی کی خاطر کی جاتی ہیں۔ یعنی ہم کفر و اور ابلان کے بارے میں تو دودھ دہاتیں کرتے ہیں لیکن عمل کے لحاظ سے ہم ان سے بہت دور ہیں۔ بقول علامہ اقبالؒ:

اقبال بڑا ابلے تنگ ہے من باتوں میں سو لیتا ہے گفتار کا غازی بن تو گیا کروار کا غازی بن نہ سکا
ہر گھمے را مشائے در خوردست بوسے چہرا بمن بہ کشتان می رود

لغت : طیم : خوشبو۔ مشام : یعنی دماغ۔ بوسے چہرا بمن : لباس کی خوشبو اٹھا رہے حضرت یوسفؑ کے لباس کی طرح جو انہوں نے مصر سے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کو کھان بھجوا تھا۔ در طورہ : لائق، مستحب۔

ترجمہ : ہر خوشبو کے لئے اس کے لائق دماغ ہونے کی ضرورت ہے، یعنی جس عیار کی خوشبو ہے اسی عیار کا مشام ہو۔ چنانچہ لباس کی خوشبو کھان کا لگتی ہے۔ حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے کی بد حالی میں دودھ کر دہاتی کو پیٹتے تھے، جب حضرت یوسفؑ وطن مصر سے اور آگے خالم بھالی کھان میں قند کی بنا پر مصر کو گئے تو حضرت یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا۔ قصہ یہ کہ انکی دایں پر اپنی قمیص آئیں دی۔ جب حضرت یعقوبؑ نے وہ قمیص سوتھیں تو ان کی پہچان ہو گئی۔ یہ قرآنی حلیج ہے۔

آید و از ذوق فکھام کہ کیست تا رود پداشتی جان می رود

لغت : فکھام : میں نہیں بچاؤ، نہیں بچاؤں سکا۔ کیست : کون ہے۔ پداشتی : تو نے کھلا۔ تہ : جب۔

ترجمہ : جب محبوب میری طرف آتا ہے تو مجھ پر ذوق و عشق اور جذبے کی بجائے ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ میں اسے بچاؤ نہیں سکتا اور جب وہ جاتے تو میں سمجھ کر میری جان پٹی گئی۔ لفظ جان ذوق معنی صنعت و سامان کا حامل ہے۔ ایک سنی تو عاشق کی مدوح اور دُور سے مڑا محبوب ہے۔

می رود اما نہ یک جا می رود پریشانی رود

لغت : می رود : وہ لے جاتا ہے۔ اما : لیکن۔ پریشانی : سرگرمیاں جاتا ہے، آشفتہ حالی میں جاتا ہے۔

ترجمہ : وہ کھٹکے لے جاتا ہے لیکن ایک جگہ نہیں لے جاتا۔ وہ جاتا تو ہے لیکن سرگردانی کی حالت میں جاتا ہے۔ یعنی جدھر مڑا اٹھا وہر جا مل دیا۔ ایک جگہ نہیں لے جاتا۔ اس سے یہی واضح ہو تا ہے کہ وہ گویا ہرجائی ہے۔

ہر کہ سینہ در رہش گوید ہی قبلہ آتش پرستانی رود

لغت : در رہش : اسے راستے میں۔ گوید ہی : کہنے لگتا ہے، کہتا ہے، کہہ رہا ہے۔

ترجمہ : جب کوئی اسے راستے میں چلنے دیکھتا ہے تو وہ کہہ رہا ہے کہ وہ (محبوب) آتش پرستوں کا قبلہ جا رہا ہے۔ یعنی محبوب کے خشن میں اتنی چمک دک ہے کہ لگتا ہے اس کے چہرے سے شعلے اٹھ رہے ہیں۔

اول ما است و از شرم تو ملہ آخر شب از شبستان می رود

لغت : شبستان : رات گزارنے کی جگہ، خواہگاہ۔ ملہ : مینہ۔ دو سر ملہ : چاند۔

ترجمہ : مینے کا آغاز ہے اور چاند میری شرم سے رات کے آخری نصفے میں غراب گھسے جا رہا ہے۔ چاند شروع کے چند دن غروب ہو کر جلد غروب ہو جاتا ہے۔ شاعر نے اس کی یہ علت پیش کی ہے کہ وہ دراصل محبوب کے خشن کی چمک دیکھتا ہے تو اس کے مقابلے میں اسے اتنی چمک کتنا معمولی معلوم ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے شرم آجاتی ہے اور وہ جلد چلا جاتا ہے، غروب ہو جاتا ہے۔ صنعت خشن القیل کا شعر ہے۔

بگذر از دشمن دلش سخت است سخت آید وے تیر و پیکانی می رود

لغت : بگذر : گزرا، گزرا جا، چھوڑ دے، توجہ نہ کر۔

ترجمہ : توجہ دشمن (رقیب) کو چھوڑ دے۔ یعنی اس کی طرف توجہ نہ کر، اس کا دل سخت سخت ہے۔ اس پیکانی سے تو عاشق کو لاک کر کہ اس عاشق کے لئے اس میں لذت بھی ہے اور فکر کی بات بھی ہے۔ نیز اس سے خبر دیکھائی کی آیدوگی وہ جانے کی، جبکہ رقیب عاجزل ہونے کے باعث کمال دیکھ کر لذت اٹھا سکتا ہے اس طرح یہ گویا خود دیکھائی کی توجہ کی بات ہو گئی۔

کیست تا گوید بداں ایوان نشیں آنچہ بر غالب ز درہاں می رود

لغت : کیست : کون ہے۔ بداں : یہاں، اس سے۔ ایوان نشیں : محل میں بیٹھا ہوا یعنی محبوب۔ آنچہ : جہاں۔

ترجمہ : کون ہے جو جا کر اس محل نشیں محبوب کو بتائے کہ اس محبوب کے درہاں کے ہاتھوں غالب پر کیا کچھ گذر رہی ہے۔ اور وہیں غالب نے درہاں کے حلقوں میں کہا ہے:

گدا سمجھ کے وہ چپ تھامری جو شامت آئے اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسوں کے لئے

یعنی وہ پہلی عاشق کی خوب پائی کرتا ہے کہ اس کی اسی برائت کہ بدل اگر محبوب سے ملاکت کی کہ خوش کرنا ملاکت کے لئے کرتا ہے۔

غزل # 43

نومیدی ما گردش ایام ندارد روزی کہ یہ شد سحر و شام ندارد

نعت : نومیدی : نامیدی، باغی سی۔ گردش ایام : دنوں کی گردش ایام سے زمانے میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں، انقلاب آتے ہیں۔

ترجمہ : ہماری باغی سی کا گردش ایام سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہر دن ٹکریک ہو جائے اس کی بھر شام و سحر میں ہوتی۔ گردش ایام سے دنیا میں مختلف تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، انقلاب آتے ہیں، لیکن شمار سربا باغی سی کا ہوا ہے، باغی سیوں کا شمار ہے، اسے الگ باغی سیوں میں تبدیلی کی کوئی توقع نہیں، یعنی کوئی امید ہی رہی ہوئے کی توقع نہیں۔ غالب سی کے بقول:

کوئی امید ہر نہیں آتی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی

یوسف لب دلدار و گزیدان خواہم نرم است دلم حوصلہ کلام ندارد

نعت : یوسف : میں چوستانوں۔ گزیدان : گز پر زور کاٹنا۔ حوصلہ کلام : آرزو یا خواہش کی صفت۔

ترجمہ : میں محبوب کے ہونٹ چو چو ہوں لیکن میں انھیں راتوں سے لٹ نہیں سکتا۔ راتوں سے کاٹا فردا نیت و جذبہ شوق کی علامت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اپنی خواہش تو یہی ہے لیکن میرا دل نرم ہے اس لئے اپنی یہ خواہش پوری کرنے کا مجھ میں حوصلہ نہیں۔

مفرست بطوف حرم دوست نصیحتی کز نکلت گل جامہ احرام ندارد

نعت : مفرست : مست بھیج۔ نصیحتی : خوشبو۔ جامہ احرام : وہ چادر یا مٹائی ج کے موقع پر پہنتے ہیں۔

ترجمہ : حرم دوست کے طواف کے لئے کوئی ایسی نصیحتی نہیں جو انہیں بھیج جس کا جامہ احرام بھول کی خوشبو کا نہ ہو۔ یعنی جو مضر اور پکارتی ہو۔ خدا سے خطاب ہے، دوست سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جام محبوب کے لئے یہ اصطلاحات طواف، جامہ احرام، استعمال نہیں ہو سکتیں۔ اگر غالب کے پیش نظر جام محبوب ہے تو یہ گستاخانہ بات ہوگی۔

ہر ذرہ خاکم ز تو رقصاں بہ ہوا یکست دیوانگی شوق سرانجام ندارد

نعت : رقصاں : رقص کر رہا ہے، ملیج رہا ہے۔ سرانجام : انتہا۔ ہوا : فضا۔ ذرہ : اذوق، تھری وہ ہے، تھری نیت میں۔

ترجمہ : میری خاک کا ہر ذرہ تجھے عشق کی باغی فضا میں رقصاں ہے۔ عشق کی دیوانگی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یعنی جس طرح ذرے ہوا میں بوجھ اور اڑتے رہتے ہیں اور کسی جگہ رکتے یا ٹھہرتے نہیں ہیں، کچھ ہی حال دیوانگی شوق کا ہے، اس کی بھی کوئی حوصلہ نہیں ہے اور وہ بھی ذروں کی سرگردانی میں رہتی ہے۔

رو تن بہ بلا وہ کہ دگر عین بلا نیست مرغ قفسے کشککش دام ندارد

نعت : رو : جا۔ تن : تپ ہوا۔ صحبت پر راضی ہو جا۔ دگر : بلکہ۔ ہم : خوف۔

ترجمہ : تجھ پر ہم صحبت ہے اس پر تو راضی ہو جا یا خود کو صحبت کے سپرد کر دے کیونکہ اس طرح بلکہ کسی صحبت کا اور نہیں رہتا۔ اس کی مثل اس ہے کہ یہ خدا جب نفس میں قید ہو جائے تو وہ چل میں رہنے پڑے کی کشککش سے آزاد ہو جاتا ہے۔ صنعت کشککش کا شعر ہے اردو میں غالب نے یہ بات اس رنگ میں کی ہے:

رنج سے فخر ہوا اسل تو مٹ جاتا ہے رنج
مظہلں مجھ پہ پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں
بے مہلجا در بلا بودن بہ از ہم بلاست

صیبت میں بے خطر کو ہذا صیبت کے خوف سے بہتر ہے۔

قاصد خبر آورد و ہلن خشک دہانم عرف قدحش رنجم پیغام نداد
نفت : ہلن : وہی ویای۔ خشک دہانم : میں خار زد ہوں، افسردہ خاطر ہوں۔ عرف قدحش : یعنی اس کے چالے۔ رنجم پیغام : پیغام کا قدرہ یعنی دل کو معمولی سامی خوش کرنے والا پیغام۔
ترجمہ : قاصد، محبوب کی طرف سے پیغام تو لے کر آیا ہے لیکن میں ابھی ویسے کاروباری آذر و دل ہوں، اس لئے کہ قاصد کے چالے میں پیغام کا کوئی نقص نہیں ہے۔ یعنی پیغام کیا بھی ہے تو ایسا نہیں کہ جس سے طبیعت کھل اٹھے، دل خوش ہو جائے۔ گویا یہ پیغام باجوس کن ہے۔

بے نقش وجود تو سراپاے من از ضعف چون بستر خواب است کہ اندام نداد
نفت : سراپاے من : میرا درد بدن۔ ضعف : ہلاکتی، کمزوری۔ اندام نداد : جس پر کوئی جسم نہ ہو، یعنی کوئی سویا یا لٹا ہوا نہ ہو۔
ترجمہ : میرے وجود کے نکل کے بغیر میرے ہاتھوں و دھوا جسم کی حالت اس بستر خواب کی سی ہے جس پر کوئی لٹایا سویا ہوا نہ ہو۔ یعنی اس ذات حقیقی کے وجود کے دم ہی سے اس لائٹ کا وجود قائم ہے۔

گر دید نشانما ہدف تیر بلاحا آسائش عطا کہ بجز نام نداد
نفت : ہدف : نشان۔ آسائش عطا : ایسی آسودگی جس کا کوئی دعوہ نہ ہو۔ عطا : میرا ایک فرضی پروردگار جس کا کوئی دعوہ نہیں۔
ترجمہ : گر دید نشانما : یعنی دیکھو میں گئے۔

ترجمہ : ہو بھی اور چلی بھی وہ دعوہ ہیں وہ مصائب کے تیروں کا ہدف بن گئے ہیں یعنی اکام و مصائب میں گھرے رہتے ہیں اور سکون و راحت گویا عطا ہے جو کھن نام ہی نام ہے اور اس کا کوئی دعوہ نہیں ہے۔

بلبل بہ چمن بنگر و پردانہ بہ محفل شوق است کہ در وصل ہم آرام نداد
نفت : بنگر : دیکھ۔ آرام نداد : اسے سکون نہیں ہے۔

ترجمہ : شوق وصل میں بھی آرام و سکون سے محروم ہے۔ چنانچہ اس حلقے میں تو بلبل کو بلبل میں اور پردانے کو محفل میں دیکھ لے۔ بلبل بنگر کی عاشق ہے۔ باغ بنگروں سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن بھر میں بلبل گویا جلا و غفلت کرتی رہتی ہے جو محبوب سے دوری کی علامت ہے۔ اسی طرح پردانہ شوق کا عاشق ہے۔ شوق محفل میں جل رہی ہے اور پردانہ اس پر بے قراری کے عالم میں پرواز کر رہا ہے۔ ان دونوں کو محبوب کا وصل میرے۔ لیکن ان کی بے قراری بدستور قائم ہے۔

خج است رگ ذوق کبابے کہ بسوزد زان دھک کہ سوز جگر خام نداد
نفت : رگ ذوق : ذائقے کی رگ، مزاج ذائقہ۔ کہ بسوزد : جو جل جائے۔ سوز جگر خام : یعنی شوق کی آگ سے نیم نکل ہوئے والا جگر۔

ترجمہ : اس جلے ہوئے کباب کی رگ ذوق اس دھک کی بجائے خج ہے کہ اس کباب میں وہ جگر خام والا سوز کیوں نہیں ہے۔ عاشق کے لئے

مشتق کی آگ میں جل کر خم نکل ہوئے میں ایک خاص لذت ہے، جب کہ کھلب جلا بھی ہے، لیکن اس کے لئے لذت کا کوئی سلسلہ نہیں ہوا۔ چنانچہ اسی رنگ کے سبب اس میں جلی ہے۔ شاعر نے چلے ہوئے کھلب کی کڑواہٹ کے لئے مذکورہ علت پیدا کی ہے، اس طرح اس شعر میں صنعت حسن تحلیل آگئی ہے۔

آیا بہ دولت ولولہ کب ہوا نیست یا آنکہ سراسے تو لب بام ندارد
لغت : ولولہ : شوق، خواہش۔۔۔ کب ہوا : ہوا حاصل کرنا، ہوا جذب کرنا۔۔۔ سراسے تو : سراسر، پورا۔

ترجمہ : کیا تجربے والے میں ہوا کے حصول یا ہوا جذب کرنے کا کوئی ولولہ نہیں ہے یا ویسے ہی تجربے مگر کا کوئی لب بام نہیں۔ محبوب ہوا اپنے کی خاطر لب بام آنے تو عاشق کو اس کا وہیاد میرا کہتا ہے، لیکن شاعر کا محبوب گویا بھی لب بام نہیں آتا، لیکن کے شاعر کے نزدیک، وہ سب ہو سکتے ہیں۔ اول محبوب کو تازہ ہوا اپنے کا شوق نہیں، یا میرا اس کا کھلب ہم نہیں رکھتا۔

ہوے کہ درپایند بہ مستی ز لب یار نغز است ولے لذت دشنام ندارد
لغت : ہوے کہ : دور ہو۔۔۔ درپایند : اڑتے ہیں، لپکتے ہیں، لیا جاتا ہے۔۔۔ نغز : انوکھا، خوب، مہر۔

ترجمہ : عالم مستی میں محبوب کے یوں کا جو دور لیا جاتا ہے وہ ہوتا تو بہت پر لطف ہے لیکن اس میں دشنام کی لذت نہیں ہوتی۔ محبوب مستی کے عالم میں ہے، عاشق اس کی اس حالت سے قانع ہو گیا، اس کے یوں کا دور لے لیتا ہے، لیکن محبوب بے خبر رہتا ہے، بیکہ دوسے کے علاوہ عاشق کے لئے محبوب کی دشنام طرازی میں بھی ایک خاص لذت ہے جس سے وہ محبوب کی اس حالت کے باعث، محروم رہتا ہے۔

ہر رشتہ بہ اندازہ ہر حوصلہ ریزند سے خانہ توفیق ختم و جام ندارد
لغت : بہ اندازہ ہر حوصلہ : ہر حوصلے کے مطابق، مناسب۔۔۔ سے خانہ توفیق : توفیق، اپوری کامیابی۔۔۔ رشتہ : رشتہ، مزار، شراب۔

ترجمہ : ہر پہنچنے والے کو اس کے حوصلے اور ظرف کے مطابق شراب ملتی ہے اس لذت حقیقی خداوندی کی عطیہ و بخشش کے بخلانے میں سراہی اور جام ہم کی کوئی چیز نہیں۔ خدا سے بزرگ و برتر ہر کسی کے حوصلہ و ظرف کے مطابق اس پر اپنی نوازشت فرماتا ہے۔

غالب کہ بہ است از غزل، مصرع، استوار، ہوام صفائے گل، ہوام ندارد
ترجمہ : غالب میری اس سادہ غزل سے استوار کا یہ مصرع کہیں بہتر ہے اور وہ یہ کہ ہوام میں گل ہوام کی سی سفاد پاکیزگی میں ہے۔ جتنی گل ہوام کے حسن میں دکھائی ہے، ویسا خود ہوام میں نہیں۔

غزل # 44

چہ خیزد از شخے کز درون جاں نبود بریدہ باو زبانے کہ، خوں چکلی نبود
لغت : کز : کہ از۔۔۔ درون جاں : جان کے اندر، یعنی دل سے۔۔۔ بریدہ باز : خدا کرے کٹ جائے۔۔۔ خوں چکلی : خوں پھانے والی۔۔۔

ترجمہ : اس بات سے کیا حاصل ہے جو دل سے نہیں نکلتی، خدا کرے ایسی زبان کٹ جائے جو خوں چکلی نہ ہو۔ یعنی دل سے نہ نکلے والی بات میں اثر نہیں ہوتا اور وہ زبان بیکار ہے جو دھندلے دود سے نکلی ہو۔ علامہ اقبال نے اس ضمن میں اس طرح اظہار خیال کیا ہے

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں، لذت پرواز مگر رکھتی ہے

حکیم، ساقی و سہ سدا و سن ز بد خوئی ز رطل بارہ بہ صتم آہم ارگراں نبود
 لغت : سدا : سوز۔ بد خوئی : بری عادت۔ رطل : پیالہ۔ بہ صتم آہم : بہت یا بیش میں آجاتا ہوں۔ ارگراں : گراں : بھاری
 چوری طرح بھرا ہوا۔

ترجمہ : سواصال کے مطابق حکیم سے مزارعہ ہے۔ کہتا ہے کہ ساقی تو اہل ازہرے سے زیادہ نہیں دیتا اور شراب دولت ڈالتا ہے، مگر میں
 اپنی بد خوئی اور زیادہ طلبی سے اگر شراب کا پیالہ پلکپٹاؤں تو ہفتے میں آتا ہوں۔

گفتہ ام ستم از جانب خداست دلے خدا بہ عمد تو بر خلق مہربان نبود
 لغت : گفتہ ام : میں نے یہ تو نہیں کہا۔ بہ عمد تو : تیرے دور میں تیرے زمانے میں۔

ترجمہ : میں نے یہ تو نہیں کیا یا میں یہ تو نہیں کہتا کہ جو بد ستم خدا کی طرف سے ہے لیکن اٹکا خود ہے کہ خدا تیرے دور میں خلق پر مہربان
 نہیں ہے۔ محبوب کے بے عمد جو بد ستم کی بات کی ہے۔ یعنی اگر خدا اپنے بندوں پر مہربان ہوتا ہے تو مجھے ان پر اس جو بد ستم کی کھلی بھٹی نہ
 ہوتی۔

ز نازکی سخاوت نفست راز مرا خیال بوسہ برآں پاسے بے شکل نبود
 لغت : سخاوت نفست : نہیں چھپا سکتا۔ برآں پاسے : اس پاس۔

ترجمہ : وہ اپنی نزاکت کے باعث میرا راز نہیں چھپا سکتا حتیٰ کہ میرے خیال بوسہ سے بھی اس کے پاس پر نشان چڑ جاتا ہے۔ محبوب کی
 انتہائی نزاکت طبع کی عکاسی کی ہے۔ راز اپنی خیال بوسہ ہے۔ یعنی عاشق نے ابھی اس کا بوسہ تو کیا نہیں اسے صرف بوسے کا خیال ہی آیا ہے
 کہ محبوب کی نزاکت کے باعث اس کے پاس پر بوسے کا نشان چڑ گیا ہے اور یوں عاشق کا راز فاش ہو گیا ہے۔

چو عشرتے کہ کند فاسق تنگ مایہ ز زخم و خون بہ زبان لیسیم ار رواں نبود
 لغت : چو عشرتے : اس عشرت کی طرح۔ فاسق : فاسق : بدکار، دودھ گو، عیاش۔ تنگ مایہ : کم عرق۔ لیسیم : چاہتا ہوں۔

ترجمہ : جس طرح ایک کم عرق عیاش ہوتی اور وہ بھی قسم کی عیاشی کرتا ہے، تنگ مایہ بھی میرا حال ہے۔ یعنی اگر میرے زخم و خون نہ
 ہتے تو میں اس زخم کو زبان سے چائے لگ جاتا ہوں۔ مگر یہ ایک طرح سے کلیا قسم کی عیاشی ہے۔

ز خویش رفتہ ام و فرستے طبع دارم کہ باز گردم و جز دوست اور مغل نبود
 لغت : ز خویش رفتہ ام : میں بے خود ہو چکا ہوں۔ فرستے طبع دارم : کسی موقع کی تلاش میں ہوں۔ باز گردم : میں لوٹوں، واپس
 آؤں۔ اور مغل : خلع۔

ترجمہ : بھلا مولا کا حال دیکھو کہ جب آدمی طرہ جاتا ہے تو وہاں سے کچھ سوغات و چیرہ دار مغل میں واپس آتا ہے۔
 کہتا ہے کہ میں اپنے آپ سے تو جا چکا ہوں، اب یہ چاہتا ہوں کہ وہاں بل کر اپنے آپ میں آؤں تو دوست یعنی حق کے سوا کوئی سوغات لے
 کر نہ آؤں۔

ز نام ناتہ بدست تصرف شوق است بسوے قیس گرائش ز ساربان نبود
 لغت : ز نام ناتہ : اونٹنی کی لکام۔ تصرف شوق : عشق کا طیارہ، اختیار۔ گرائش : دھن، کسی چیز کی طرف مائل ہونے کی حالت۔

ترجمہ : اونٹنی کی لکام عشق کے اختیار میں ہے۔ وہ اونٹنی ہو قیس یعنی بھوں کی طرف رواں دواں ہے تو یہ ساربان کی وجہ سے نہیں۔ یعنی
 چلی کی اونٹنی کو ساربان ہلک کر قیس کی طرف نہیں لے جا رہا بلکہ قیس کے جذبہ عشق میں اتنی کشش ہے کہ ہڈ چلی خود بخود اس کی طرف

ہل دی ہے۔ جذبہ عشق کی انتہائی کشش کی عکاسی کی ہے۔

فرو برد نفس سرور من جنم را اگر نشاط عطاے تو درمیاں نبود

نعت : فریاد: نکل جائے۔۔۔ نشاط عطاے تو: میری بخشش و عطیت کی سرحد شادمانی۔۔۔

ترجمہ : خدا سے خطاب ہے اگر میری بخشش و عطیت کی سرحد درمیان میں نہ ہو تو میرا سرور مناس جنم کو نکل جائے۔ یعنی ہمیں خوشی و سرور اس بات کی ہے کہ جنم بھی میری ہی عطا ہے۔ بصورت دیگر میرے عطیے مناس سے جنم سراپا جائے۔

مرا کہ لب پہ طلب آشنا نہ خواستہ ای روا مدار کہ شہد خمیر داں نبود

نعت : طلب آشنا: خواہش پسند۔۔۔ نہ خواستہ ای: تو نے نہیں چاہا ہے۔۔۔ روا مدار: روایا جائز نہ کچھ مناسب نہ کچھ۔۔۔ خمیر داں: دل کا پیچہ جانے والا۔۔۔

ترجمہ : اے خدا اگر تو نے یہ نہیں چاہایا ہے پس کیا کچھ طلب آشنا ہونٹ لٹے تو پھر یہ بھی روا نہ جان کہ ہمارا محبوب ہمارے دل کے راز ہی سے واقف نہ ہو۔ گویا اگر ہمیں طلب آشنا نہیں عطا تو کم از کم محبوب ہی کو ہمارے دل کی باتوں سے آگاہی کا شعور دے دیا ہو گا۔

امید بوالوس و حسرت من افزوں شد ازیں نوید کہ اندوہ چلو داں نبود

نعت : بوالوس: بہت ترسناک انسان رقیب۔۔۔ افزوں شد: بڑھ گئی۔۔۔ نوید: خوش خبری۔۔۔

ترجمہ : اس خوش خبری سے کہ غم و اندوہ ہمیشہ نہیں رہے، بوالوس رقیب کی امید ہی بڑھ گئیں اور میری حسرت میں اضافہ ہو گیا۔ عاشق کی یہ آرزو تھی کہ عشق میں رقیب غم و اندوہ کا مسلسل مظاہر ہو تاکہ وہ عشق سے باز آجائے لیکن اس خوش خبری نے اس کی امیدوں پر پانی بکھیر دیا۔

بہ انقلاک نگارم چ جائے حسنینت است دعا کیند کہ نوے ز احتیاج نبود

نعت : انقلاک: توجہ، سہولتی۔ نگارم: میرا محبوب۔۔۔ حسنینت: حسنت، بہادر کہلا۔۔۔

ترجمہ : اگر محبوب نے میری طرف توجہ کی ہے تو اس میں مبارک باد کی گون سی بات ہے (اگر مبارک باد کا کیا سوچ ہے ایسا دعا کہ کہ اس کی یہ سہولتی کسی قسم کی آزمائش نہ ہو۔ یعنی محبوب کبھی عاشق کی طرف توجہ کرنا ہے یہ توجہ ہو جاتی ہے تو خود عاشق کی کسی آزمائش کی خاطر ہوگی۔

عجب بود سر ہم خوابی کسے غالب مرا کہ باش و بستر ز پرنیاں نبود

نعت : سر ہم خوابی: کسی کے ساتھ ہم خواب ہونے کی خواہش۔۔۔ باش: سہلہ۔۔۔ پرنیاں: ریشم۔۔۔

ترجمہ : اے غالب میری کسی کے ساتھ ہم خواب ہونے کی خواہش ایک عجیب بات سی ہوگی اس کو یکے میرا سہلہ اور بستر ریشم کے نہیں ہیں۔ یعنی محبوب کا بھی وہ بستر تو ریشم کے ہیں وہ بھلا کب میرے سہلہ یا بستر یا بستر کو پسند کرے گا۔

غزل #45

بتان شہز حتم پیشہ شہزادان اند کہ در ستم روش آموز روزگاراں اند

نعت : بتان شہز شہز کے صاحب۔۔۔ حتم پیشہ: خاتم، ختم کرنے کے عادی۔۔۔ شہزادان: شہزاد کی بیٹی، یار شہز شہز کا دوست یعنی پادشاہ۔۔۔

روشن آموز: طریقہ سکھانے والا۔۔۔ روزگاروں: جمع روزگار، زندہ۔۔۔

ترجمہ: شمر کے حسین جو روستم اُٹھانے والے بادشاہ ہیں۔ وہ نہ صرف خود قسم اُٹھاتے ہیں بلکہ زمانے والوں کو بھی قسم اُٹھانے کے انداز بتاتے ہیں یعنی ان طریق سے قسم اُٹھانے۔

برندہ دل: بہ ادا لیے کہ کس گل نہ بدو فغان زپردہ نشیناں کہ پردہ داران اند
لغت: برندہ دل: دل اُٹھانے، بچھین لیتے ہیں۔۔۔ یہ ادا لیے کہ: کسی ایسی بات سے کہ۔۔۔ گل نہ بدو: خیال تک نہیں کرتے چاہی نہیں چلے۔ فغان: غمناک ہے۔۔۔ پردہ داران: راز چھپانے والے۔۔۔

ترجمہ: ان پردہ نشین حسینوں کے ہاتھوں فریاد ہے جو کسی کا دل اس بات سے اُٹھاتے ہیں کہ اسے خبر تک نہیں ہوتی اور یہ پردہ نشین اس راز ازل چھپاتا پردہ چارہ دیتے ہیں، یعنی کسی پر یہ راز افشا نہیں کرتے یا نہیں ہونے دیتے۔

بہ جنگ تاجہ بود خوے دلبراں کاین قوم در آشتی تک زخم دل نگاراں اند
لغت: کاین: کہ یہ۔۔۔ آشتی: صلح، جنگ کی ضد۔۔۔ دل نگاراں: دل نگار کی جمع، زخمی دل والے۔۔۔

ترجمہ: یہ حسین لوگ جو صلح کی ضرورت میں زخمی دلوں کے لیے تک ہیں۔ خدا جانے جنگ کی ضرورت میں ان کے حوج کا کیا عالم ہوتا ہو گا۔ جنگ سے مزاد دشمنی اور مخالفت ہے۔ یعنی جب صلح و آشتی میں وہ عشق کے زخمی دلوں پر تک بھڑکتے ہیں تو ظاہر ہے دشمنی کی ضرورت میں ان کا رویہ کس قدر خالص ہو گا۔

نہ زرع و کشت شنا سند نے حدیقہ و بلخ زہر بلوہ ہوا خواہ بلوہ باران اند
لغت: زرع: کھیتی عملی لفظ ہے۔۔۔ کشت: کھیتی، کاری۔۔۔ حدیقہ: بلخ، ملی میں۔۔۔ بلخ، قاری لفظ۔۔۔ ہوا خواہ: غیر خواہ، بھلائی چاہئے والا۔۔۔ شنا سند: پہچانتے ہیں۔۔۔

ترجمہ: ہوا اور بارش نہ تو زرع اور کشت کو پہچانتے ہیں اور نہ حدیقہ اور بلخ کو کھیتی نہ تو ہوا ان کی شنوائی کے لیے جاتی ہے اور نہ بارش اس خاطر برسی ہے بلکہ ان کا پہنا اور برساتو محض اس لیے ہے کہ شراب نوشی کا لطف ان کے بغیر ممکن نہیں۔

ز وعدہ گشتہ پشیمان و ہر دفع طلال اُمید وار بہ مرگ اُمید واران اند
لغت: گشتہ: ہو گیا۔۔۔ ہر دفع طلال: رنگ و خم دور کرنے کی خاطر۔۔۔ اُمید واران: جمع، مزاد مشتاق۔۔۔

ترجمہ: حسین وعدہ تو کر بیٹھے لیکن اب پشیمان ہو رہے ہیں کہ ہم نے کیا کیا چاہا تو وہ اس سلسلے میں پیدا ہونے والے اپنے رنج و ملال کو دور کرنے کی خاطر اُمید واران یعنی عاشقوں کی موت کی آس لگاتے بیٹھے ہیں تاکہ وہ مری تو انہیں اُمیدوں کو وعدہ تو دیا کرتے سے نجات مل جائے۔

ز روے خوے و منش نور دیدہ آتش بہ رنگ و بوے بگر گوشہ بہاراں اند
لغت: خوے: طبع، مزاج۔۔۔ منش: عادت۔۔۔ نور دیدہ آتش: آگ کی آنکھوں کا نور۔۔۔ بگر گوشہ: تخت، بگر۔۔۔

ترجمہ: یہ حسین اپنی طو فصلت اور مزاج کے لحاظ سے تو نور دیدہ آتش ہیں لیکن گرم حوج بگر رنگ و بو کے لحاظ سے بگر کے تخت بگر ہیں۔ حسینوں کی گرم مزاجی اور ان کے شہن کی تشنگی اور بکد تک یعنی ان کے باطن کی گرم مزاجی اور ظاہری کی عکاسی کی ہے۔

تو سرمہ بین و ذوق در نور و دم در کش ہمیں کہ سحر رنگاں سیاہ کاراں اند
لغت: در نور: پسند دے، اہل دے۔۔۔ دم در کش: سانس روک لے، خاموش ہو جا۔۔۔ ہمیں: میں، مت دیکھ۔۔۔

ترجمہ : تو ان حسیوں کا سرور دیکھ اور بات میں نظم کر دے اور خاموشی اختیار کر لے۔ یہ مت دیکھ کہ یہ جلوہ گاہ حسین وطن میں سیاہ کار ہیں۔ حسیوں کی آنکھیں پہلے ہی بدگسل ہوتی ہیں وہ ان میں سرور ڈال کر ان میں گواہی بخواتی ہیں۔ شاعر کا مطلب ہے کہ ظاہر میں ان کی نگاہیں سیاہ ہیں تو باطن میں وہ سیاہ کلمہ خاتم ہیں۔ شاعر لفظ سیاہ پر کھینچا ہے۔

زویہ و دلاور مزین حرف، خرد سلاواں اند
بگرو راہ منہ چشم نے سواواں اند
لغت : مزین حرف: بات نہ کر۔۔۔ خرد سلاواں: خرد سالی کی جمع، پھوٹی عمر والے، کم سن۔۔۔ منہ چشم: آنکھ مت رکھ، انتقاد نہ کر۔۔۔ نے سواواں: نے سوار کی جمع، بچے چھڑی لے کر اسے گھونٹا جاتے اور اس پر گویا سوار کی کرتے ہیں وہ ان کی کمسنی کی علامت ہے، مزاح کس۔

ترجمہ : تو ان حسیوں کے شکارے اور دھار کی بات نہ کر کیونکہ ابھی وہ پھوٹی عمر کے ہیں۔ اسی طرح ان کی راہ میں اڑنے والی گرد کا خطرہ نہ دیکھو کہ حسی کے یہ شہسوار ابھی نے سوار بنی کس ہیں۔ کم سن محبوب کے بارے میں کبھی کا شاعر ہے۔

ابھی کم سن ہو رہے دو کہیں کھو دو گے دل میرا
شمارے ہی لئے رکھا ہے لے لینا جواں ہو کر
ز چشم زخم بدیں حیلہ کے رہی غالب
دگر گلو کہ چو من در جہاں ہزاراں اند

لغت : چشم زخم: زخم لگتا۔۔۔ بدیں حیلہ: اس طریقے سے کہ وہ کہہ رہے۔۔۔ کے رہی: تو کیونکر بچے گا۔۔۔ دگر گلو: اب مت کہ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تو اب مت یہ کہہ کہ دنیا میں کچھ ایسے اور بھی ہزاروں حضور ہیں، اس طرح کہنے سے تو غریب سے کہہ کر بچ سکے گا لیکن حسی بچ نہ سکے۔ گویا حضور کی میں غالب کی ہر مفروضہ حیثیت ہے اسے غریب لگتا ہوئی شاعری ہے، لگ کر رہے کی۔ غالب نے اردو میں اپنی افلاحت کا پس انداز کیا ہے:

ہیں اور بھی دنیا میں حضور بہت اچھے کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز یہاں اور

غزل #46

دل ستاواں بکل اند ارچہ جفا نیز کنند
از وفا ہے کہ نہ کووند حیا نیز کنند

لغت : دل ستاواں: دل حسی کی جمع، دل لینے والے حسین۔۔۔ بکل اند: لائق ستائی ہیں۔۔۔ ارچہ: اگرچہ۔۔۔

ترجمہ : دل اڑنے والے حسین لائق ستائی ہیں اگرچہ وہ جفا بھی کرتے ہیں، لیکن یہ بھی ہے کہ وہ جودہ نہیں کرتے تو اپنے اس طرز عمل پر حرم ساد بھی ہوتے ہیں۔ گویا اس لحاظ سے وہ لائق ستائی ہیں۔

چوں بہ بینند ہر مند و بہ پرواں گردند
رحم خود نیست کہ بر حال گدا نیز کنند

لغت : ہر مند: دوست ہیں۔۔۔ بہ پرواں گردند: خدا سے رنج کر رہے ہیں۔۔۔ گدا: غریب، محتاج۔۔۔

ترجمہ : جب وہ عاشق کی حالت دیکھتے ہیں تو ڈر جاتے ہیں اور خدا کی طرف حجاب ہو جاتے ہیں، خدا سے رنج کر رہے ہیں۔ تو ان کا گدا کی نسبت پر رحم کرنا میں خاطر نہیں، بلکہ خدا کے خوف کے سبب ہے۔

خست آ جاں عہد وعدہ دیدار دہند
عشوہ خواہند کہ در کار قضا نیز کنند

لغت : خست : رنجی، خستہ حال۔۔۔ نا، جب تک۔۔۔

ترجمہ : جب تک خستہ حال مانتے جان نہیں دے دیتے یہ صحنیں اس سے دیدار کا وعدہ کرتے رہتے ہیں۔ گویا وہ قضاء و قدر کے معاملے میں بھی مشورہ دینا رکھتے ہیں۔ یعنی زندگی اور موت تو قضاء و قدر یعنی خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ صحنیں اس سلسلے میں بھی اپنے مشورہ و ناز کا اظہار کر کے قدرت کے کاموں میں غل جاتے ہیں۔

خون ناکھی سی سالہ ہر خواہر بود مر با ما اگر از ہر خدا نیز کنند

لغت : سی سالہ : تیس برس کا بہت مدت کا۔۔۔ ہر خواہر بود : ضائع جائے گا۔۔۔ از ہر خدا : خدا تعالیٰ کے طور پر۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ صحنیں مصلح خدا تعالیٰ کے طور پر بھی ہم سے اعتبار نہت کرتے ہیں تو ہماری تیس سالہ یعنی مدد کی ناکھی کا خون ضائع ہو جائے گا۔ مانتے اپنی اس طویل ناکھی پر خوش ہے لیکن اسے اس بات کا شدید احساس یا فک ہے کہ خدا تعالیٰ کی مشورت میں محبوب کا اظہار نہت اس کی ناکھی کی لذت و خوشی کو ضائع کر دے گا۔

اندو آں روز کہ پریش رود از ہرچہ گذشت کاش با ما سخن از حسرت مانیز کنند

لغت : پریش : پرچہ، جگہ، صاحب کلب۔۔۔ آں روز : مقرر قیامت کا دن۔۔۔

ترجمہ : قیامت کے دن جب ہمارے سب احوال کا صاحب کلب ہو گا تو خدا کہے، اس موقع پر ہماری حسرت کی بھی بات ہو جائے یعنی ہماری حسرتوں کے بارے میں بھی پوچھ لیا جائے۔ غالب نے اپنے اردو شعر میں خود بھی اس شعر کی وضاحت کر دی ہے:

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے دار یا رب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

از درختان غزاں دیدہ نہ ہاشم کلین با ناز بر تازی برگ و نوا نیز کنند

لغت : غزاں، دیدہ : جن پر موسم غزاں گذرا ہو۔۔۔ کلین : پاک، بے آلودگی۔۔۔ برگ و نوا : برگ و پتہ، برگ و پتہ اور پتہ اور پتہ۔۔۔

ترجمہ : میں غزاں دیدہ درختوں میں سے نہیں ہوں، جیسا نہیں ہوں کیونکہ یہ درخت اپنے برگ و پتہ کی شکل پر بھی ناز کرتے ہیں۔ یعنی غزاں میں ان کی پتہ جھڑو جاتی ہے، جبکہ موسم بہار میں یہ پتہ برگ و پتہ سے لہ جاتے ہیں، جبکہ عاقبت غلام کی زندگی کو اسرار غزاں دیدہ ہے۔

گر بود کوئی از عمر تو دانی و اہل گفتہ ای کار بہ ہنگام روا نیز کنند

لغت : کوئی : کوئی، کسی۔۔۔ ہنگام روا : مناسب وقت پر۔۔۔ اہل : اہل، سوت۔۔۔

ترجمہ : اے خدا اگر زندگی میں کوئی کسی ہے یعنی یہ مختصر ہے تو تو جانتے یا سوت، یعنی تو ہی ان باتوں کو جانتا ہے جبکہ خود تیار ہوا ہے کہ ہر کام مناسب وقت پر کیا جاتا ہے، یعنی قضاء و قدر ہر کام مناسب وقت پر کرتے ہیں، لیکن اس سلسلے میں بے بس ہے۔

نہ شوی رنجہ ز دندان بہ صبوحی کایں قوم نفس باد خیر عالیہ سا نیز کنند

لغت : رنجہ : آلودہ، غلط، ناجیدہ۔۔۔ صبوحی : صبح کی شراب۔۔۔ عالیہ سا : خوشبودار، معطر۔۔۔

ترجمہ : دعا جو صبح کے وقت شراب پیتے ہیں تو ان کے اس عمل شراب نوشی پر رنجیدہ نہ ہو یہ لوگ آخر اس شراب کی خوشبو سے صبح کی ہوا کے سانس یعنی خود ہوا کو معطر بھی تو کر دیتے ہیں۔ یعنی ان کی یہ شراب نوشی صبح کی نعمتیں خاص و کلیں کا باعث بنتی ہے۔

گفتہ باشی کہ ز ما خواہش دیدار خطاست این خطا کیست کہ در روز جزا نیز کنند

لغت : گفتہ باشی : تو نے کہا ہو گا۔۔۔ خطاست : غلطی، غلط بات ہے۔۔۔ روز جزا : قیامت کے دن۔۔۔

ترجمہ : اسے خدا تو نے یہ کہا ہو گا کہ ہم سے دیوار کی خواہش کرنا لاپرواہی ہے تو یہ تو ایسی لعلی ہے جو قیامت کے دن بھی کی جائے گی۔ اس میں اشارہ ہے حضرت موسیٰ کی خواہش کا حربہ اپنی ”اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھاؤ جس پر ارشاد ہوا ”میں ترائی“ (تو تمہیں دیکھ سکے گا۔) گویا یہ لعلی کسی لیکن تجربے بندے تو دور قیامت بھی اس خواہش کا اظہار کریں گے۔

حلقِ غالبِ نگر و دشنہ سہری کہ سرو و خورویان جفا پیشہ وفا نیز کنند
لغت : نگر : دیکھ۔ دشنہ سہری : مشہور شاعر سہری کی چھری، مزار مصر۔۔۔ سرو : گایا، مصرع کہا۔۔۔ طرب رویان جفا پیشہ : وہ حسین جن کا ہم ہی جفا کرتا ہے، جو دوستم کرتا ہے۔

ترجمہ : تو غالب کا گواہ دیکھ اور سہری کی چھری ملاحظہ کر جس اس سہری نے یہ مصرع کہا کہ جفا پیشہ حسین وفا بھی کیا کرتے ہیں۔ یعنی سہری کے اس مصرع نے غالب کے حلق پر چھری چلا دی ہے، مطلب یہ کہ اسے اس بات پر یقین نہیں آیا۔ کہ سراسر مصرع سہری کا ہے، پھر شاعر بولا ہے۔

خورویان جفا پیشہ وفا نیز کنند بہ کسلی درد فرزند و دوا نیز کنند

غزل # 47

دلخ اہل فنا نشر بلا دارو بہ فرقم آرد، خلوع پر تما دارو

لغت : اہل فنا : وہ لوگ جو اپنی ذات سے بے خبر ہیں۔۔۔ بہ فرقم : میرے سر۔۔۔ آرد : آری۔۔۔ خلوع : چڑھا اور ہوتا۔

ترجمہ : اہل فنا کا دلخ بھیبتوں ہی میں مست رہتا ہے، خوش رہتا ہے، چنانچہ میرے سر آری کا پتلیوں کا ہے جیسے اس پر ان کا سایہ چڑھا ہو۔ اور کہ اہل فنا کا ہے یعنی عاشق جو حلق میں اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ ان کا سایہ خوش بختی کی علامت ہے۔ یہ ایک فرضی پردہ ہے۔ اس کا سایہ جس کے سر پر ہے وہ بلا شہین جاتا ہے۔ یعنی عاشق کے لئے مصائب و آگام اس کی خوش بختی کی علامت ہیں۔

بہ وعدہ گاہ خرام تو کرو نفاکم بیا کہ شو قم از آوارگی حیا دارو

لغت : وعدہ گاہ : ایسی جگہ جہاں آنے پانے کا وعدہ کیا گیا ہو۔۔۔ کرو نفاکم : مجھے بیخود آگیا۔

ترجمہ : وعدہ گاہ میں تجربے غم نے مجھے نفاک کر دیا ہے۔ تو آگ میرے شوق کو آوارگی سے حیا آتی ہے۔ محبوب وعدہ گاہ کی طرف بے بازو اور اس کے ساتھ چل رہا ہے جس سے عاشق کو، خرام کے مارے، بیخود آگیا ہے کیونکہ وہ مستحق کے اس خرام کو آوارگی سمجھتا ہے۔

کشوشت اداے تو دل نشین مست اگر خدنگ تو در دل نشست جا دارو

لغت : کشوشت ہوا : تو میری ادا کے نکلنے یا نہ نکلنے کا وعدہ۔۔۔ خدنگ : تیر۔۔۔ جا دارو : باہل کی یا مناسب و سوزوں ہے۔

ترجمہ : تیری ادا کے نکلنے یا نہ نکلنے کا وعدہ ہی میرے لئے جا دل نشین ہے۔ اس صورت میں اگر تجھ کو میرے دل میں اتر گیا ہے تو باہل و سوزوں و مناسب ہے۔ یعنی جب یہ انداز ہی دل نشین ہو گا تو اصل بات تیرا پھٹنا اور دل میں اتر جانا تو عاشق کے لئے مزہ دل بختی کا باعث ہے۔

زمن حرس کہ ناگہ بہ پیش قاضی حشر نجوم نالہ را ز نالہ وا دارو

لغت : حرس : مست ڈر۔۔۔ ناگہ : ناگہا، اچانک۔۔۔ قاضی حشر : دور محشر، خدا۔۔۔ وا دارو : روک دے گا۔

ترجمہ : تو مجھ سے صبر دار کیونکہ اگر قیامت کے روز داور محشر کے سامنے میرے لبوں پر جلد و فربہ کا طوق بھی اٹھ کر ہوا تو وہ ہمارے نہیں آئے گا وہیں رک جائے گا۔ گویا عاشق، محبوب کو قتل دے رہا ہے کہ وہ قیامت کے روز خاصی محشر کے سامنے اس محبوب کے جو وہ بھائی شکایت نہ کرے گا اس لئے اسے گھبراہٹ میں چاہئے۔

دلم فرد، بیفرا بہ وعدہ ذوق وصال چراغ کشتہ بیل شعلہ خوں بہا دارو
لغت : فرد، بھ گیا۔ بیفرا، بدعا، اضافہ کر۔ چراغ کشتہ، بجھا ہوا چراغ۔

ترجمہ : میرا دل تجھے وعدہ وصال کے بغیر راز نہ کرنے کے سبب بجھ گیا ہے تو میرے وعدہ وصال کر کے میرے ذوق وصال میں اضافہ کر دے۔ مجھے ہونے چاہئے چراغ کا خوں بہا ہی ہے کہ اس میں شعلہ آجائے۔ افسردہ دل کو چراغ کشتہ سے تعمیر دلی ہے اور خوں بہا سے مزید وہ بہار وعدہ وصال ہے کہ جس سے عاشق کے دل میں آتش شوق بادل نکلتی ہے۔

تیم ز رشک بہتا بہ جنتوے کسی ست کہ خور ز تپ خود آتش بر سر پا دارو
لغت : تیم، میں جل رہا ہوں۔ جنتوے کے، کسی کی تلاش میں۔ خور، خوردہ، خوردہ، آتش بر سر پا دارو، اس لئے پاؤں کے نیچے آگ ہے، یعنی وہ بہت بے قرار ہے۔ بہتا گیا۔ تپ خود، اپنی تپش۔

ترجمہ : میں اس رشک سے جل رہا ہوں کہ خوردہ جو اپنی ہی تپش سے بے قرار ہے اور اصل کسی کی تلاش میں ہے۔ خوردہ کی تپش ایک نظامِ لغت ہے۔ شاعر نے اس کی یہ طبع جان کی ہے کہ وہ کسی بھی محبوب کی تلاش میں بے قرار ہے۔ یہ صنعت حسنِ تعلیل کا شعر ہے۔

پے عتاب بہتا بہتا می طلبد شکایت کہ ز ما نیست ہم پہ ما دارو
لغت : پے عتاب، عتاب کرنے کی خاطر۔ بہتا بہتا، کسی بہانے کی تلاش میں ہے۔ بہتا دارو، ہم سے منسوب کر رہا ہے۔
ترجمہ : محبوب ہم پر عتاب بادل کرنے کے لئے گویا بہانہ وضع کر رہا ہے، چنانچہ جس شکایت کا ہم سے کوئی تعلق ہی نہیں یعنی ہم نے نہیں کی اسے وہ ہم سے منسوب کر رہا ہے۔ گویا وہ پروہ چاہتا ہے کہ ہم اس سے شکوہ شکایت کریں۔

خوش مست دعوئی آراکش سر و دستار ز جلوہ کف خاکے کہ نقش پا دارو
لغت : خوش مست، اچھا ہے۔ آراکش، سجاوٹ۔ کف خاکے، وہ مٹھی بھر خاک، وہ خاک۔ نقش پا، پاؤں کے نشان۔

ترجمہ : جس خاک پر میرے پاؤں کے نشان ہوں اس خاک کا نظارہ بھی جلوے سرور و حلاوتی دستار کی آراکش و زیبائش کا باعث بنتا ہے۔ یعنی اس نظارے سے متاثر ہو کر عاشق وہیں ان شکایات پر سر ہکا دے گا۔ اردو میں کہا ہے:

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

ز جور دست تھی تار از غلام بہت نئے کہ برگ تدارو تار نو دارو

لغت : دست تھی، غلی ہاتھ ہو بہ مفاسی۔ از غلام بہت، میری طبیعت سے پہلو بہ دھرا۔ نئے کہ، وہ ہانسی ہانسی کا۔

ترجمہ : جی دیتی کے علم پر میری طبیعت سے تار ابرو بالکل اسی طرح جس طرح اس ہانسی سے صرف نوازی ابروئی ہے، اچس کا کوئی پتہ ہو۔ نئے کا بے رنگ ہونا گویا غلی ہاتھ ہونے کی علامت ہے۔ اس سے جو سر ہٹا ہے، شاعر نے اسے فربہ سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ اپنی مٹی دستی کا نتیجہ اس نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کی طبیعت سے فربہ ہیں ابروئی رہتی ہیں۔

ز سادگی رد از حرف خشن و من بہ گمل کہ دوست تجربہ سے دارو از کجا دارو

لغت : رد، روزانہ ہے مگر جس سے گھبراہٹ ہے۔ سادگی، بھولچہ۔ حرف خشن، حق کی باتیں۔

ترجمہ : وہ اپنے بھائی کی وجہ سے عشق کی باتوں سے گھبرا رہا ہے اور میں اس مکان میں جھلا ہوں کہ محبوب کو عشق کا کوئی نیا تجربہ حاصل ہوا ہے تو یہ تجربہ اسے کہاں سے ہو کر کیڑ کر ہوا ہے۔ محبوب کے اس رویے پر یہ سوال عاشق کے دل میں کلک رہا ہے اور یہ محفل اس کا وہیم ہے۔ ورنہ محبوب تو اپنی سادگی کی بنا پر عشق کی باتوں سے گھبرا رہا ہے۔

بہ خوں تیرین گلیا نشان یک رنگی ست چمن عزائے شہیدان کر بلا دارو
لغت : تیرین : ترناب۔ نشان یک رنگی : ایک ہی رنگ کے ہونے کی علامت۔۔۔ عزائے : عزائے۔۔۔

ترجمہ : پتھروں کا خون میں ترنابوں کی یک رنگی کی علامت ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے چمن شہیدان کر بلا کا نام کر رہا ہے۔ شمع رنگ کے پتھروں (گلاب) ہر جگہ کھلے ہوئے ہیں۔ ان کی کثرت کے باعث یوں لگتا ہے جیسے وہ خون میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ شاعر نے خون کے حوالے سے اس بات کی بات کی ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چمن گویا کر بلا کا منظر پیش کر رہا ہے۔

فغان کہ رحم بد آموز یار شد غالب روا نہ داشت کہ بر ما ستم روا دارو
لغت : بد آموز : برا سمجھنے والا اپنی بی جا حوالے والا۔۔۔ روا نہ داشت : اس نے مناسب یا جائز نہ سمجھا۔۔۔ روا دارو : مناسب سمجھے۔۔۔

ترجمہ : غالب افسوس کہ رحم نے دوست کو اپنی بی جا صلاحی یعنی اسے کہہ کر دیا چنانچہ محبوب نے اب یہ مناسب نہ سمجھا کہ ہم پر جو روستم کو روا چلے۔ یعنی عاشق کے لئے تو محبوب کے جو روستم میں بھی ایک لذت ہے۔ جب محبوب و مہرل ہو گیا تو عاشق کی یہ لذت ختم ہو گئی جس پر وہ فغان کر رہا تھا۔ اور دشمن غالب نے یہی بات یوں کی ہے:

وا حسرتا کہ یار نے کہینچا ستم سے ہاتھ ہم کو حرص لذت آزار دیکھ کر

غزل #48

غالب دار کہ آئین رنجنی دارو بمل یوسفی و فر بہمنی دارو

لغت : غالب دار : محبوب جس نے غالب کو زہر دکھا ہے۔۔۔ آئین رنجنی : رانداری یعنی لوٹنے کا دستور۔۔۔ بمل یوسفی : حضرت یوسف کا ساتھی۔۔۔ فر بہمنی : بہمن کی بی شان و شوکت اور دیبہ بہمن قدیم ایران کے بادشاہ اسفند یار کا بیٹا جس کی سلطنت مدت وسیع تھی۔۔۔

ترجمہ : یہ وہ دار محبوب جو آئین رنجنی رکھتا ہے، یعنی جو اپنے حسن واداسے اپنے عاشقوں کے دل لوٹتا ہے اس کا حسن، حسن یوسف کا سا ہے اور اس کی شان و شوکت و دیبہ بہمن کی شان و شوکت جیسی ہے۔

وفا سے غیر گردش دل نفسی شد است چہ غم خوشم ز دوست کہ با دوست دشمنی دارو

لغت : گردش : اگر اس کے۔۔۔

ترجمہ : اگر محبوب کے دل میں غیر اربعہ کی وفا کا خیال بند ہی کیا ہے تو پھر کیا ہو ۶ میرے لئے اس میں غم کی کوئی بات نہیں بلکہ میں تو اپنے محبوب سے خوش ہوں کہ وہ اپنے دوست یعنی مجھ سے عاشق سے دشمنی کر رہا ہے۔ آج اس سے دشمنی کر رہا ہے تو کل رعب سے بھی کہے گا کہ عاشق کے لئے خوشی کی بات ہوگی۔

چہ ذوق رہودی آن را کہ خار خارے نیست صو بہ کعبہ اگر رملہ ایچنی دارو

لفت : رہو دی! راستہ چلتے سفر۔ خار غارے ہیست: کوئی غلط یا غلطو نہیں۔۔۔ مراد: مت ہل۔

ترجمہ : ایسے سفر میں کیا غلط جس میں کوئی لذت یا تکلیف نہ پہنچے، کوئی غلطو نہ ہو۔ لہذا اگر کعبہ کا راستہ بھی پر امن ہے تو یہ سزا چھپانے کا۔ یعنی جب مسافر راستے کی تکلیف اٹھا کر وہی منزل مقصود پہنچتا ہے تو اسے جو مسرت و شادمانی حاصل ہوئی ہے وہ پر امن راستے والے مسافر کو نہیں ہوتی۔

بہ دل فرخی من گرم بحث و سود منست نگاہ تو بہ زبان تو ہم فنی دارد
لفت : سود: فائدہ۔۔۔ ہم فنی دارد: ایک ہی فن کی ہے یعنی دونوں ایک بھی ہیں۔۔۔ گرم بحث: بحث بحث کرنا۔

ترجمہ : اے محبوب تو میرے دل کو فریب دینے کے سلسلے میں گر گرم بحث کر رہا ہے، تاہم اس میں عیوای فائدہ ہے کہ یہ نگہ تجوی نگاہ تجوی زبان کی ہم فنی ہے۔۔۔ دل فرخی: دل بھالنے کے لئے بھی مستقل ہے۔۔۔ مزاجیہ کہ محبوب جس انداز میں بات کر رہا ہے اور عاشق کی طرف دیکھ رہا ہے وہ انداز ہی عاشق کے لئے بڑا دل فریب ہے۔

بہ پلاہ گر بودم میل، شاعر م، نہ فقیر، خن چہ تنگ ز آلودہ دامنی دارد
لفت : گر بودم میل: اگر تھے، رغبت ہے۔۔۔ تنگ: دلت، بدنامی۔۔۔ آلودہ دامن: گناہ گار ہونا۔

ترجمہ : اگر تھے شرب سے، رغبت ہے تو کیا ہوا میں شاعر ہوں، کوئی فقیر تو نہیں ہوں، شاعری کے لئے یہ آلودہ دامن کی کربدہی کبابٹ بن سکتی ہے۔ یعنی فقیر چہ کہ شری قوانین سے اٹکا ہے اور شرع کے مطابق شراب حرام ہے اس لئے فقیر شرب سے دور رہے، شاعر کو بھلا کیا ضرورت پڑی کہ وہ حلال و حرام کے پتھر میں پڑے۔

خوشم بہ بزم ز اکرام خویش و زیں عاقل کہ سے نہ ماند و ساقی قروتی دارد
لفت : اکرام: عزت، انفرادی، تعلیم۔۔۔ و زیں: دلازیں، اور اس سے۔۔۔ قروتی دارد: عاجزی و کھاد ہونا۔

ترجمہ : محفل میں میری ہو عزت انفرادی ہو رہی ہے تو اس سے میں خوش ہو رہا ہوں، لیکن اس بات سے بے خبر ہوں کہ محفل میں شراب ختم ہو چکی ہے اور ساقی اس بنا پر عاجزی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ ساقی اپنے اس اہمکاری کی ضرورت میں دراصل معذرت کر رہا ہے کہ شراب ختم ہے اور شاعر بچوے نہیں سارہا کہ اس کی تعلیم ہو رہی ہے۔

نہ باشدش سخنے کشن تو اس بہ کافہ برد برد کہ خواجہ مگر ہائے معنی دارد
لفت : نہ باشدش: اس کے پاس نہیں ہے۔۔۔ کشن: کہ اسے۔۔۔ برد: جاہ۔۔۔ خواجہ: بلداہ کوئی۔

ترجمہ : خواجہ یا فلاں معزز کے پاس شعرو خن کے موٹی نہیں ہیں جو وہ کافہ پر تحیر کئے تو چاہیں اس کی شاعری کے بارے میں مت سوچا اس کے پاس تو کائن سے لگے ہوئے موٹی ہیں۔ یعنی فلاں صاحب بلداہ تو ہیں لیکن شعرو خن سے، سہوہ وہ نہیں ہیں۔

بیادیرید مگر ایس جا بود زبان دانے غریب شر خن ہائے عفتی دارد
لفت : بیادیرید: لے آؤ۔۔۔ زبان دانے: کوئی زبان دان، زبان جاننے والا۔۔۔ غریب شر: ہر کسی۔۔۔ خن ہائے عفتی: کہنے کے لائق باتیں۔

ترجمہ : اگر یہاں کوئی زبان سمجھنے والا ہے تو اسے لے آؤ کہ اس پر کسی یا مسافر کو کلمہ کہنے کے لائق باتیں کہنا ہیں۔ اس شعر میں حالت نے باواسطہ اپنی شاعری کی نازک طبعیت کی بات کی ہے، جسے سمجھا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ اسی لئے اس نے خود کو غریب شر کہا ہے۔ مسافر کسی دوسرے شہر میں جانے تو وہاں کے لوگ اس کی زبان نہیں سمجھتے۔ اس حوالے سے غالب نے یہ کلمہ چاہا ہے کہ کوئی ایسا زمین و فہم مخلص لکھو میری شاعرانہ نازک خیالیوں کو صحیح معنوں میں سمجھ سکے۔

مبارک است رفیق ار جنیں بود غالب ضیاء نیر ما چشم روشنی دارد
 لغت : ار :۔۔۔ رفیق : ساتھی دوست۔۔۔ ضیاء : روشنی، ہلک۔۔۔ ضیاء نیر : مراد قواب ضیاء اللہ ہی نیر درخشش جو غالب کا دوست اور
 محسن تھا نیز ایک اچھا شاعر۔۔۔ چشم روشنی : ایک یا خاص روشنی آگے مزید کرنی بصیرت۔۔۔
 ترجمہ : اے غالب اگر رفیق اور دوست اس قسم کا ہو جیسا کہ ضیاء نیر ہے تو یہ ہماری خوش بختی کی بات ہے، کیونکہ وہ کرنی بصیرت کا مالک
 ہے۔ ضیاء کے نام کے حوالے سے غالب انھوں پر لکھا ہے۔ یعنی ضیاء بمعنی روشنی، نیر بمعنی شمع بھی ہے اور اس کے ساتھ چشم روشنی
 کہہ نیر درخشش غمزہ کو شاعر ہونے کے علاوہ صاحب بصیرت و ذوق سلیم بھی تھا۔

غزل # 49

زر شک است ایں کہ در عشق آرزوے مردنم باشد تو جان عالی حیف است گر جاں در ختم باشد
 لغت : آرزوے : خواہم، مجھے مرنے کی آرزو۔۔۔ جان عالی : تو، دنیا کی جان ہے۔۔۔ حیف است : افسوس کی بات ہوگی۔
 ترجمہ : میں جو عشق میں مرنے کی آرزو کر رہا ہوں تو یہ دلک کی بنا پر ہے کیونکہ تو جان عالم ہے، اس صورت میں اگر میرے جسم میں جان
 رہے تو یہ افسوس کی بات ہوگی۔ یعنی عاشق نہیں چاہتا کہ کوئی اور بھی اس محبوب سے نجات کرے۔ جان عالم سے مراد ہے کہ بڑی دنیا اس
 سے نجات کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب محبوب حقیقی بھی ہو سکتا ہے۔

زہے قسمت کہ ساز طالع عیشم کند آں را اگر خود جزوے از گردوں بکام دشمنم باشد
 لغت : زہے قسمت : مقدور کے کہا کہنے، کیا خوش بختی ہے۔۔۔ ساز طالع عیشم : میرے عیش و نشاط کے لیے ساز و سامان۔۔۔ جزوے :
 کوئی ٹکڑا۔۔۔ گردوں : آسمان۔۔۔ بکام : دشمن۔۔۔ آرزو کے مطابق۔۔۔

ترجمہ : اگر آسمان کا کوئی ایک ٹکڑا بھی میرے دشمن یعنی قریب کی آرزو کے مطابق ہو تو میری یہ خوش بختی ہوگی اگر اے میرے عیش کے
 لیے ساز و سامان بنا دیا جائے۔ جزوے از گردوں سے مراد آسمان کی کسی قدر گردش ہے۔ چنانچہ عاشق اسی حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ جو
 کچھ رقیب کو میرے۔ اے بھی عطا ہو جائے خواہ وہ گردش قلب ہی کسی تو یہ اس کی بہت بڑی خوش بختی ہوگی۔

بیایا ساجے تا بر دم تیغ گلو سلام کہ از خود نیز در گفتن حقے بر گردنم باشد
 لغت : بیایا ساجے : کچھ دم آرام کر لے۔۔۔ دم تیغ : جیڑی تلواری رحلہ۔۔۔ گلو سلام : اچھا گلو گلوں، ار گلوں۔۔۔

ترجمہ : تو جو مجھے قتل کرنے کا ہے تو ذرا دم رک جاؤ اور آرام کر لے تاکہ میں جیڑی تلواری رحلہ پر اپنا گلو گلوں کیونکہ مارنے یا قتل کرنے
 میں خود میری گردن پر بھین خود میرا بھی قتل ہے۔ گویا یہ حق اپنی گردن پر احسن کرنا ہے دوسرے انھوں میں عاشق کو قتل ہونے میں جو
 لذت ملتی ہے اس کا اظہار ہے۔

شام سنی بخت خویش در نامروانی ہا بلرزم بر گلشن گر گلے در دامنم باشد
 لغت : شام : شام، میں پہچانتا ہوں۔۔۔ سنی : کو خوش۔۔۔ بلرزم : میں لڑتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : ہمراہوں کے حلقے میں میں اپنے لیے بھیجے کی کو خوش کوئی ری طرح جاتا پہچانتا ہوں، چنانچہ اگر کبھی گلشن میں کوئی پھل میرے دامن

میں آجائے تو میں گھٹن کی اس غیر متوقع موافق پہ گھٹ گھٹا ہوں۔ اپنی انتہائی بد قسمتی کی بات کی ہے۔

تو داری دین و ایمانے ہنر اس اردو و غیر انگلش چو نمود گوشہ را ہے چہ پاک از رزہ نم باشد

لغت : ہنر : ذرا خوف کدہ۔ دین : شیطان۔۔۔ غیر انگلش : اس کا ہار و سحر فریب۔۔۔ گوشہ : مکان خفیہ۔

ترجمہ : تو صاحب دین و ایمان ہے یعنی تجھے پاس دین و ایمان کی دولت ہے اس لئے شیطان اور اس کے فریب سے ڈر۔ دینی اپنی بات تو جو کد اپنا مسلمان مفری نہیں ہے اس لئے تجھے داہن کا کیا خوف۔ ناہد و عابد کے ساتھ اپنا موازنہ کیا ہے۔ اس کے دین و ایمان کو سراہ کر قرار دیا ہے جس سے شاعر محروم ہے، ظاہر ہے شیطان صاحب سر ہدیٰ کو لوٹا ہے۔

بہ ذوق عافیت یا رماں رود از خویش و چون من ہم ظلمہ در پا ہے من خارے کہ در ہوا ہضم باشد

لغت : ذوق عافیت : آسودگی کی لذت۔۔۔ رود از خویش : اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں۔۔۔ ظلمہ : چہرے، ہچکچاہٹ، کھٹکنا ہے۔۔۔ چوں : جب۔

ترجمہ : یا ر لوگ تو عافیت کی لذت کے حصول کی خاطر اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں جبکہ اپنا یہ حال ہے کہ اگر کتنا صبرے لباس میں بھی ہو تو وہ صبرے پاؤں میں چھپنے یا کھٹکنے لگتا ہے۔ مگر وہ کہ یا ر لوگوں کا اور اپنا موازنہ کیا ہے۔ یہ لوگ عافیت گوشہ میں ہیں جبکہ شاعر اس سے بہت دور ہے کیونکہ معمولی سی چیزیں بھی غلو اور کسی ضرورت میں ہو، اس کی عافیت کوئی نہیں رکھتے ہی جاتی ہے۔

بدان تا با من آویزد چو حرف رنگ و بو گوید و لم با او سے اما زبان با کھنم باشد

لغت : با من آویزد : مجھ سے الجھ پڑے۔۔۔ ہاں : اس خاطر اس لئے۔۔۔ آؤ کہ۔۔۔ ہوتے : اس کی طرف یا اس کے ساتھ ہو تے۔۔۔ زبان با کھنم باشد : میری زبان گلشن کے ساتھ ہوتی ہے، یعنی میں گلشن کی باتیں کرتا ہوں۔

ترجمہ : جب وہ محبوب رنگ و بو سے متعلق باتیں کرے تو میرا دل اس کے ساتھ ہو تے، یعنی دل طور پر میں اس کی باتیں ہی ملاتا ہوں، لیکن محفل اس خاطر کہ وہ مجھ سے الجھ پڑے میں زبان سے گلشن کا کتا کہ بچھڑ دیتا ہوں۔ گویا محبوب پر ہدایت نہیں کر سکتا کہ اس کے رنگ و بو کے مقابلے میں گلشن کے رنگ و بو کی بات ہو، چنانچہ یہ بات عاشق سے اس کے الجھنے کا باعث بنی گئی ہے۔

بدیں آہنگی پست نواں غم ہوں دادن مگر صورت قیامت ساز شور شیونم باشد

لغت : شیونم : شہو خیز، مہری فریاد۔۔۔ مگر ہاں اگر۔۔۔

ترجمہ : ان لچکے سوں سے تم کا افسار شکن نہیں ہاں اگر قیامت کے دن پھر لگا جانے والا شور مہری فریاد کے شور کا ساز میں جیسے تو یہ افسار شکن ہے۔ شور کی تو آواز بہت بلند ہو گی جس سے سونے قبول سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ مطلب یہ کہ اس میں فریاد کی آواز نہ جھانے تو ہر گچ سٹھوں میں میرا افسار فہم ہو سکے گا۔ اپنی انتہائی غمزہ کی گایان ہے۔

بہ سودایت ہاں انداز از خود رفتی دارم اگر چوں نالہ زنجیر بند از آہنم باشد

لغت : بہ سودایت : تیرے بخون یعنی عشق میں۔۔۔ از خود رفتی : اپنے آپ میں نہ رہنا۔

ترجمہ : اگر بار زنجیر کی باہر میری قید لوہے کی ہو، یعنی اس قید کے لئے لوہے کا سلاخ ہو تو بھی میری فوجت میں میرے جوش و ہوا آگ کا انداز اپنے آپ میں نہ رہنے والا ہو گا۔ زنجیر لوہے کی ہوتی ہے۔ وہ لے تو اس سے آزاد پیدا ہوتی ہے۔ دے اس کو نہ زنجیر سٹکی جاتی ہے، تاکہ وہ اپنی جگہ سے نہ لے کر اس کے اوپر دھر لگنے کا خطرہ ہو تے۔ یعنی دے اسے عاشق کو اگر نہ زنجیر بھی پٹکی جائے تو اس کا ہوش کم نہ ہو گا اور وہ اپنے آپ سے باہر نکل جائے گا۔

یہ زور ہدوش قاروں قفٹن از دوں ہمتی خیزو بیا تا در خن و حکیم کہ غالب ہم فہم باشد
 لغت : ہدوش : بیدار یا سر۔۔۔ قفٹن : سوٹ۔۔۔ رول ہمتی : کہنا پست ہمتی۔۔۔ حکیم : میں پست ہوں۔۔۔
 ترجمہ : دولت کے معاملے میں قاروں کا سر ہو کر سو پست ہمتی کی علامت ہے۔ تو آنا کہ میں شاعری سے پست ہوں کیونکہ غالب میرا ہم
 فہم ہے۔ قاروں قدم نہانے کا پست دولت معنی جس کے غزل کے ان لوگوں پر لکھے جاتے تھے۔ وہ اپنے غزلوں سمیت زمیں میں دھس گیا
 تھا۔ غالب ایسے انسان کا سر ہونے کو برا سمجھتا ہے۔ یہ گویا پست ہمتی ہے۔ میں تو غالب (یہاں خود کو ایک تیسرا شخص قرار دیا ہے) کا سر ہونا
 پسند کرتا ہوں کیونکہ فن شاعری میں ہم دونوں یکساں ہیں۔

غزل "50"

حور ہشتی ز یاد آں بت کشمیر برو بیم صراط از نوا آں دم شمشیر برو
 لغت : زیاد برو : بھلا برو۔۔۔ بیم صراط : صراط کا خوف۔ صراط وہ پہلی جو دوزخ اور بہشت کے درمیان پہل سے زیادہ ہار یک اور گھوڑ سے
 زیادہ تیز چلتا ہوا ہے۔۔۔ دم شمشیر : گھوڑ کی دمکار۔۔۔
 ترجمہ : اس کشمیری حید نے تو ہمیں طور کوڑ بھلا دی اور گھوڑ کی دمکار نے صراط کا خوف دل سے دور کر دیا۔ کشمیری حید کے حسن کی
 بے حد دل کھلی طور کوڑ کے حوالے سے یہاں کی ہے اور چونکہ شاعر طور کوڑ کو بھول گیا ہے اس لئے اسے صراط پر سے گزرنے کا بھی ڈر نہ
 رہا تو گھوڑ سے بھی زیادہ تیز ہے۔

شب روی غمزہ اسے صبر و دل و دیں ریزو جان کہ ازو باز ماند شخند تقدیر برو
 لغت : شب روی : رات کو چلتا ہوا لوت مار۔۔۔ ریزو : اڑانے گیا۔۔۔ ازو باز ماند : اس یعنی محبوب سے بچا گئی تھی۔۔۔ شخند : کو توال۔۔۔
 ترجمہ : کسی کے غمزہ و ادا نے ہمارا صبر و دل و دیں اڑا لیا، جھین لیا۔ جان جو اس رজন محبوب سے بچا گئی تھی اسے تقدیر کا کو توال (تقدیر
 نے) کیا۔ محبوب کے حسن و گلشن نے عاشق کو بے قرار کر دیا اور اس احتمالی بے قداری میں وہ جان سے اتھو دھو بیٹھا۔

بلہ در ایوار شوق توشہ را ہے نداشت بست بہ عکالت کمر فرصت کشمیر برو
 لغت : ایوار : سپر کے وقت کا سفر۔۔۔ توشہ راہ : سلاخ سفر۔۔۔ عکالت : طعنہ طعن سے ذرا پہلے کا سفر۔۔۔
 ترجمہ : ایوار شوق میں ہماری فریاد کے پاس سلاخ سفر نہ تھا اس نے لوت مار کر گمراہ می اور شوق کے سفر کی فراغت بھی جھین لی۔ یعنی ہم
 سپر کو توال و فریاد کر سکتے تھے لیکن شوق اس نے زور پکڑا اور وہیں ہمارا سکون و آرام عکالت ہو گیا۔

شوق بلندی گراے پایہ حسین حوصلہ نارسا ہے بہ سر تیر برو
 لغت : بلندی گراے : بلندی کی طرف نکل۔۔۔ حسین : حسینہ۔۔۔ حوصلہ نارسا : نہ پہنچنے والا حوصلہ پست
 حوصلہ۔۔۔ ہے بہ برو : کا بچا گیا۔۔۔

ترجمہ : ہمارے شوق کو مقام منصور کی ہی بلندی کی تلاش و خواہش تھی لیکن ہماری پست حوصلگی نے تیری نوک کا بچا لیا۔ منصور سبلی پر
 چڑھا اور جان دے دی یہ گویا اس کی بلند مقامی تھی۔ جبکہ میر کاٹنے کے لئے کبھی حوصلے کی ضرورت نہیں وہ خود بخود آکر لگتا اور دم لگاتا

زو گشت بر دلم مخزن اسرار دید خواست کلیدش برد طاقت تقریر برد

نعت : زو گشت: تھری بگڑھی۔ مخزن اسرار: رازوں کا مخزن۔ خواست: اس نے چاہا۔ کلیدش: اس کی جالی۔

ترجمہ : تھری بگڑھی سے دل پر پڑی تو اسے وہاں بھیدوں، رازوں کا مخزن نظر آیا۔ اس نے اس خزانے کی جالی لے جانا چاہی، جالی تو نہ لے جاسکی بلکہ میری طاقت گویا اڑنے کی قوت والے لگی۔ رازوں سے خزاں داخلی اسرار ہیں جو انسان کے دل میں چلے جاتے ہیں اور جو انسان کی قوت گویا ہی سے ظاہر ہوتے ہیں۔

جنش ابرو نبود از پے قلم ضرور غمزہ زبے طاقی دست بہ شمشیر برد

نعت : جنش: حرکت۔ ابرو: اڑنے والا۔ پے قلم: میرے قلم کے پے۔ بے طاقی: کمزوری، نراکت۔

ترجمہ : میرے قلم کی خاطر ابروؤں کی جنش ضروری نہ تھی۔ یہ تو محبوب کے بازو ادا کیا آنکھوں کے اشادوں نے اپنی کمزوری کے باعث گھبراہٹ میں اٹھ لی۔ ابرو کی شکل تکرار کی طرح کسی قدر غماز ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق تو ایسے ہی محبوب پر قربان ہونے کو تیار رہتا ہے، لیکن محبوب کے شوق میں شاید وہ کشش نہ تھی جس کے باعث اس نے اپنی شمشیر غمزہ سے یہ کام اقل عاشق ایا۔

روشنی داشت عشق چاشنی داشت مر آں خس از آتش گرفت ایں شکر از شیر برد

نعت : روشنی: ایک یا خاص روشنی۔ چاشنی: ایک یا خاص چاشنی۔ آں: مراد عشق۔ ایں: مراد مر۔

ترجمہ : عشق میں ایک خاص روشنی اور مراد مراد اس میں ایک خاص چاشنی تھی۔ اس یعنی عشق نے آگ سے نکال لیا اور اس یعنی مر نے دودھ سے یہ شکر، چاشنی، طعاس لے لی۔ غالباً مراد یہ ہے کہ عشق سر پہا سوز ہے اور شمع کی روشنی گواہ دودھ کی سفیدی کی بنا ہے۔

خانہ زبور شد کلب ام از دست چرخ بس کہ ز آب و قلم رغبت تغیر برد

نعت : خانہ زبور: مجازاً کاچھتا۔ کلب ام: میری بھوپڑی، میرا غریب خانہ۔ ز آب و قلم: میری فطرت سے۔

ترجمہ : آسمان نے میری فطرت سے حیرتی رغبت چکھ لی اس حد تک ختم کر دی کہ میرا گھر مجھوں کا چھتائی گیا یعنی وہاں ہو گیا۔ قیہ پانی اور مٹی سے ہوتی ہے، اسی لئے فطرت یا طبیعت کے لئے آب و گل کی ترکیب و استعمال کی۔ گردش لک کی قسم رانی کی بات کی ہے۔

سردی مر کے آب رخ شطہ ریخت گرمی نبض دلم عرض چاشیر برد

نعت : سردی مر: سردی، بے قوتی، بے اقبال۔ آب ریخت: ہلک ختم کر دی، روتق ختم کر دی۔ عرض: آہ، ناخوش۔ چاشیر: ایک درہ۔

ترجمہ : کسی یعنی محبوب کی سردی نے شطہ کے چہرے کی ہلک ختم کر دی، جبکہ میرے دل کی گرمی کی باعث چاشیر کی تاثیر پہاٹی رہی۔ شطہ سے مراد شطہ فہمت ہے۔ یعنی محبوب کی بے اقبالی کے باعث عشق کی گرمی ختم ہو گئی اور چاشیر کی تاثیر ختم ہونے سے مراد ہے عاشق کا دل بھ گیا۔ سردی، گرمی، آب اور شطہ میں صنعت تھا ہے۔

عشق ز خاک درت سرمد نیش گرفت یارہ در آمد ہوس فسخ اکسیر برد

نعت : درت: تھرا اور روانہ۔ نیش: چٹائی، بصیرت۔ یارہ در آمد: بے ہودہ کر آئی، لغو و فضول۔ اکسیر: مراد نہایت موثر دوا۔

ترجمہ : عشق کو تھیرے در کی خاک سے سرمد بصیرت حاصل ہو کر جبکہ بے ہودہ کا لغو و فضول ختم کی ہوس آئی اور فسخ اکسیر لے گئی۔ یعنی عشق کو تو اسی خاک کی بدولت بصیرت تھی دولت نصیب ہوئی اور ہوس اکسیر کے چکر میں پڑی رہی۔

با خودش افکودہ کار باک ز غائب مدار فراق فغاٹش ز دل ورزش تاثیر برد

لغت : پاک و عجب دار: غالب سے مست ذر۔۔۔ یا غرض اللہ کا: اے اپنے آپ سے کام نہ لیا ہے، یعنی وہ اپنی الجھنوں میں گرفتار ہو گیا ہے۔۔۔ غافل: اس کی فریاد۔۔۔ دروش: کوئی کام مسلسل کرنا۔
ترجمہ : غالب اپنی الجھنوں میں گرفتار ہو گیا ہے تو اس سے کسی قسم کا خوف نہ کر۔ اس کے فریاد کے ذائقہ نے دل سے ہاتھ ختم کر دی ہے۔
یعنی اس کے مسلسل فریادیں کرنے سے اس کی فریادیں بے اثر ہو گئی ہیں۔

غزل # 51

تا چند ہو الہوس سے و عاشق ستم کشد کو فتنہ تا بہ دلوری ہم علم کشد
لغت : گماچہ: کب تک۔۔۔ ہو الہوس: اپنی حسیں۔۔۔ کشد: کیجئے، اٹھائے۔۔۔ ہے: کشد۔۔۔ شرب پیئے کو: کس ہم۔۔۔ دلوری ہم : پانی، اوصاف۔۔۔ علم کشد: پرچہ بند کرے۔۔۔ فتنہ: خزاں، مصائب۔
ترجمہ : کب تک ہو الہوس شراب نوشی اور عاشق ستم برداشت نہ کرنا رہے گا۔ فتنہ کس ہے کہ وہ ان دونوں میں اوصاف کی خاطر پرچہ بند کرے۔ خزاں یہ کہ عاشق تو عشق میں مصائب کا سامنا ہر خوشی کرتا ہے لیکن ہو الہوس بھاگ جاتا ہے، اسی لئے یہ کہا کہ مصائب کس ہیں، تاکہ دونوں میں فرق واضح ہو جائے۔

دل را بکار باز چہ سرگرم کردہ ای یعنی بہ خویش ہم کشد و از تو ہم کشد
لغت : سرگرم کردہ ای: تو نے مشغول کر رکھا ہے۔۔۔ بہ خویش ہم کشد: یعنی وہ خود پر بھی ناز کرتا ہے۔۔۔
ترجمہ : تو نے میرے دل کو ناز و ادا کے معاملے میں کیا مشغول کر رکھا ہے، یعنی وہ خود پر بھی ناز کرتا ہے اور تجھے ناز بھی اٹھا رہا ہے۔ گویا عاشق کا دل اس بنا پر کہ وہ محبوب کا چاہنے والا ہے، خود پر ناز کرتا ہے اور محبوب کی ناز برداری تو عاشق کی فطرت میں ہے۔

دشک است و دفع دغل مقدر، عشاق پیدیت بگذار در دلم خمرہ چندال کہ غم کشد
لغت : دفع دغل مقدر: مقدر کی مداخلت یعنی اثر کو دور کرنا۔۔۔ عشاق پیدیت: ختم کس بات کہ۔۔۔ چندال کہ: اس حد تک کہ۔۔۔
ترجمہ : دشک ہے اور صبیحے کے اثر کو زائل کرنے کی کو خوش، اس میں ختم کس بات کہ تو میرے دل میں اپنی نیکی اس گمراہی تک اتر دے کہ اس میں کمی آجائے۔ پورے کی ہزاروں کو پائی دین تو اس نمی سے وہ بھٹا پھرتا اور اپنی جگہ پر ٹکا رہتا ہے۔ اس حوالے سے عاشق پہلے دشک کی بات کرتا ہے کہ محبوب کسی اور یعنی رقیب پر متوجہ ہے، عاشق اپنے فتنے کے اثر کو دور کرنے میں لگا ہے۔ چنانچہ وہ محبوب سے گزارش کرتا ہے کہ وہ اپنی نظر سے اس کے دل میں گاڑے، اس طرح وہ گویا کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو سکے گا۔

صیدت ز نیم جل نہ مد بلکہ می روو تا دشت راز شوق در آغوش رم کشد
لغت : صیدت: تھرا، تھار۔۔۔ نہ مد: نہیں بھانگا۔۔۔ آغوش رم: بھاگنے کی آغوش۔
ترجمہ : تھرا تھرا اپنی جان کے خوف سے نہیں بھانگا بلکہ وہ تو بیاہیں کی طرف جاتا ہے تاکہ جذب عشق کی بنا پر وہ اسے ایذا پہنچا کر اپنی آغوش رم میں لے لے۔ صید سے خزاں عاشق ہے، اس کا ایذا پہنچا کر اپنی آغوش میں لینا اسے ایذا پہنچا کر سینا ہے تاکہ محبوب کو اس کے تھار میں آسانی رہے کیونکہ بیاہیں کے سینے پر تھار کے نیچے کا مکان نہیں رہے گا۔

دشوار نیست چارہ پیش گریز پائے دور قدح چہ سلسلہ گر سر بیم کشد

لغت : بیش گریز پناہ : بھاگ جانے والا یعنی عارضی اور وقتی بیش۔ ہمارا : علاج۔ دور قدح : ہام کی گروش۔ سلسلہ : زنجیر۔
سرجم کنندہ : ایک ڈاکٹر سے مل جائے، مل جائے۔

ترجمہ : اگر دور ہام زنجیر کے حلقوں کی طرح ہام مل کر قہم چلا رہے تو عارضی بیش و مسرت کا چارہ مشکل نہ ہو گا۔ یعنی بخوار حلا ہائے پیٹھے ہوں اور ہام ان میں ایک سے ڈاکٹر سے ڈاکٹر سے تیرے تک، مل جائے اکیس، مسلسل گروش کرتا رہے اور شراب چلا رہے تو پھر یہ بیش گریز نہیں رہے گا نہیں بھاگے گا بلکہ بخوار کا قدر بن جائے گا۔

آئی کہ تب جذبہ ذوق رنگا تو رنگ از گل و سے از روز و صید از حرم کشد

لغت : آئی : قود ہے۔ روز : انگور، انگور کی تیل۔ حرم : چار دیواری، مزاحکہ جہاں شکار کرنے کی اجازت نہیں۔

ترجمہ : قوائے محبوب وہ ہے کہ حیرت ذوق نگاہ کی کشش کی تیزی بخول سے رنگ انگور سے شراب اور حرم سے شکار کو باہر کھینچ آتی ہے۔ یعنی محبوب کے خن میں اتنی کشش و تاثیر ہے کہ جس چیز پر بھی اس کی نگاہ پڑ جائے وہ چیز اس کی طرف کھینچ آتی ہے۔

شو قہم کہ روشناس دل نازنین تست کے منت نوشتن و باز قہم کشد

لغت : روشناس : چہرے کو پہچاننے والا، واقف، آغوش۔ کے : کب، کیونکر۔ نوشتن : نوشی، کھانا۔

ترجمہ : میرا عشق یا شوق مجھ پر تیرے نازنین دل سے بخوبی آشنا ہے اس ضرورت میں بھلا قہم اور قہم کے ناز اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی اس شوق کے اظہار کے لئے کسی تحریر یا قہم کی ضرورت نہیں۔

زشت آں کہ تا ز دشت پشت و شکم رہد ہم رنج کار سازی پشت و شکم کشد

لغت : زشت : برہنہ، مزاحکہ قسمت۔ زشت پشت و شکم : پیٹہ اور پیٹ کی تکلیف، دیکھ مزاحہ ڈیلائی حاجتیں۔ رنج کار سازی : دساکلی میا کرنے کا دھوکہ۔ رہد : بھلت پائے۔

ترجمہ : وہ شخص کتابہ قسمت ہے جو ڈیلائی حاجتوں، علاقائی زندگی سے بھلت پانے کی خاطر ڈیلائی دساکلی میا کرنے کی دشت اٹھاتا رہتا ہے۔ مزاحکہ کہ ڈیلائی یا زندگی کی ضروریات کسی حد تک ہوں اور وہ پیٹ رہی ہوئی تو یہ سکون و آسائش کا باعث ہو گا لیکن جیسے جیسے ضروریات بڑھیں گی، رنج و غم میں اضافہ ہو گا۔

صبا حلال زاد شب زندہ دار را اما بشرط آں کہ ہنل مہموم کشد

لغت : صبا : صبا : شراب۔ شب زندہ دار : راتوں کو جاگ کر بھلت کرتے والا۔

ترجمہ : زاد شب زندہ دار کے لئے شراب حلال ہے لیکن اس شراب پر کہ وہ شراب شمع کے وقت پئے۔ ظاہر ہے راتوں کو جاننے والا صبح کے وقت سو جاوے گا۔ گویا زندہ شراب کو کہ شراب زندہ دار کے لئے شراب حلال قرار دینا ایک طرح سے طوطا قہم ہے۔

از تازگی بہ دہر سحر نہی شود نقشے کہ کلک غالب خونیں رقم کشد

لغت : دہر : دن۔ سحر : دوبارہ۔ کلک قہم۔ خونیں رقم : جس کی تحریر طین دلی ہو، مزاحکہ دل کی گہرائی سے نکلے ہوئی تحریر۔

ترجمہ : خونیں رقم غالب اپنے قلم سے جو نقش کھینچتا ہے اسے وہ دہر میں تازگی کی بنا پر دوبارہ نہیں کھینچتا۔ یعنی اس کی شادی میں سحر نہیں ہوتی، بلکہ ہر مرتبہ وہ ایک نئی بات کے مضمون والا شعر کہتا ہے۔

غزل # 52

ذوقش پہ وصل گرچہ زہنم زکار ہو لب در ہجوم بوسہ زپائش نگار ہو
 لغت : زکار ہو: بے کار کر کے دکھ دی۔ ہجوم بوسہ: بوسوں کی کثرت۔ زپائش: اس کے پاؤں سے۔ نگار ہو: منہ کی صاف کر دی۔ منہ کی کارنگ مٹ گیا۔

ترجمہ : اگرچہ اس کے وصل کے ذوق نے میری زبان بیکار کر کے دکھ دی لیکن میرے ہونٹوں نے اس کے پاؤں کے بے شمار بوسے لے کر اس کی منہ کی کارنگ اڑا دیا۔ یعنی وصل میں دلوں جذبہ کی بنا پر عاشق نے بولنے یا باتیں کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں کی بس محبوب کے پاؤں چومنے ہی میں لگا رہا۔

تا خود پہ پردہ روا نہ دیدہ کلم جو بے را در پردہ شمع نمود و دل از پردہ دار ہو
 لغت : تا: تاکہ۔ اس لئے کہ۔۔۔ کلم ہو: بے را: کسی خواہش مند کو۔۔۔ پردہ دار: راز دار۔۔۔ دل ہو: دل مود لیا۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ پردے میں رہتے ہوئے کسی خواہش مند کو باطن دے اس نے پردہ ہی میں اپنا چہرہ دکھایا اور پردہ دار کا دل مود لیا۔ یہ شعر محبوب عقلی کے بدلے میں ہے یعنی وہ پردے میں ہے لیکن کچھ عشق یافتہ دلوں کو اس کا جلوہ پردے ہی میں مختلف طور و احوال میں نظر آتا ہے۔ عام انسان جسے کلم ہو کہا گیا ہے اس دیدار سے بغیر باطن نہیں ہو سکتا۔

گفتہ خود و کوثر و دلوں ذوق کثر منع است نام شبہ و سے آشکار ہو
 لغت : ذوق کار: عمل کا ذوق و شوق۔۔۔ آشکار: کھل کر۔۔۔

ترجمہ : عشاق و قدرہ کی طرف سے خود و کوثر کی بات کی تھی اور ان کے حصول یا ان تک رسائی کی خاطر انسان کو ذوق عمل داتا۔ محبوب اور شراب کا ہم کھل کر لینے سے منع کر دیا گیا۔ گویا خود و کوثر کو پانے کے لئے انسان میں طلب و جستجو کا جذبہ پیدا کیا گیا۔ دوسرے سمرے میں خود و کوثر کے حوالے سے گویا واسطہ یہ کہا گیا ہے کہ انسان محبوب اور شراب کی طلب میں لگا رہے۔

نفس مرا بسوز، کم از ہر مہن نیم تنگ نسوختن نتواں در عزار ہو
 لغت : بسوز: جلادے، جلا ڈال۔۔۔ نیم: میں نہیں ہوں۔۔۔ تنگ نسوختن: جس نے جلاتا یا محنت تک ہو۔۔۔ ہر مہن: ہندوؤں کا مذہبی پیشہ۔۔۔

ترجمہ : میں ہر مہن سے کم نہیں ہوں تو میری لاش کو جلادے۔ جو نہ جلنے کے لئے ذلت ہو اسے مجھ میں نہیں لے جایا کہ سکے۔ یعنی عاشق آتش حق میں جلنے ہی میں اپنی جگہ اور محنت سمجھتا ہے۔ ہندوچنگ مذہب کے لاش کو جلاتے ہیں اس لئے شاعر مہن کا حوالہ دیا۔

گل چہرہ بر فروخت بدایں سالی کہ ہاردا پروانہ را ہوس بسر شاخسار ہو
 لغت : بر فروخت: چھکایا۔۔۔ بدایں سالی: اس طرح ہے کہ اکیس سال۔۔۔ ہاردا: کئی مرتبہ۔۔۔

ترجمہ : گلاب نے اپنا چہرہ تنگ اس طرح یا اس حد تک چھکا کہ ہوس کو ہوس کی مرتبہ شرف لے گئی۔ گلاب کی بے حد شرفی کی مبالغہ آمیز بلکہ تلویک حد تک عکاسی ہے۔ گلاب کے پھول کی اس قدر شرفی کے باعث ہونے کو اس پر شیش کا ٹکٹن ہونا یا ہاردا اور وہ شرف پر پہنچ جانا۔

داوم چہ بوسہ جان و خوشم کل بماند جوے زرخش دو چند کرد و شرفی بکار ہو

گفت : کل : کہ آن کہ وہ۔۔۔ بڑا ہو : بچے بھانے تلاش کرنے والا۔۔۔ ترغل : اس کا بھتیجہ جو سے کا رخ۔۔۔ دو چہ کرو : دکھا کر دیا دیکھا دیا۔۔۔ شگرتی نگار ہو : اس نے انکے گھر میں سے کام لیا۔

ترجمہ : میں نے محبوب کا سر لے کر کہاں دے دی اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس بڑا ہونے جو سے کا رخ دکھا کر دیا اور اس طرح انکے گھر میں کام لیا۔ عاشق کو خوشی اس بات کی ہے کہ جو سے کا رخ دکھا ہونے کے باعث اب کوئی اور جو سے لینے کی جرأت نہ کر سکے گا۔

سے دلو و بذلہ جست مگر ابر و قزیم کلورو قطرو و مگر شہوار برد
گفت : بذلہ جست : خوش طبعی کی یا لطیف بات چاہی شعر قزو۔۔۔ مگر شاید۔۔۔ قزیم : ہم سمجھ رہے ہیں۔۔۔ کلورو : کہ آورد کہ وہ والا۔۔۔ مگر شہوار : جیتی موتی۔

ترجمہ : اس بات نے ہمیں شراب دی اور اس کے بدلے میں بذلہ کوئی شب کی۔ شاید وہ افق بدل ہے اور ہم سمجھ رہے ہیں کہ وہ قطرو نا اور جیتی موتی لے جاتا ہے۔ اور خیال اس موسم بہار کا بدل کے رہنے سے بچی اصداف کے غد میں جو قطرے جاتے ہیں وہ موتی بن جاتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ کہنا ہمارے کہ بخاری کے نتیجے میں اگلے شعر تحقیق ہوتے ہیں۔

تافتہ راز گردش چشم سیاہ گفت کیئے کہ داختم بدل از روزگار برد
گفت : کیئے کہ داختم : وہ کیڑہ جو ٹٹھے تھا۔ بدل : بدل دل میں۔۔۔ تا : جب سے۔۔۔

ترجمہ : میرا خیال تھا کہ ہمیں جو میں فتوں ہنگاموں سے واسطہ پڑا ہے تو یہ سب اس دنیا کی پیداوار ہیں لیکن جب سے مجھے نے اس کی چشم سیاہ کی گردش کا راز افشا کیا ہے میری زمانے سے دشمنی جو میرے دل میں تھا ختم ہو گئی ہے۔ محبوب کی چشم سیاہ کی گردش کو عاشق کو بھڑکاتی ہے۔ امیر معین کے بقول:

نظارہ کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ مگر کے مگر تیری آنکھوں نے ہیں چلا کے
چشم از آن میرں کہ پرسی و اہل کوئی گوید خست زحت خود زیں دیار برد
گفت : میرں : پرچہ توجہ کر۔۔۔ پرسی : تو ہم مجھے۔۔۔ خست : دشمنی، خستہ حال عاشق۔۔۔ زحت خود : اپنی زحمت۔۔۔ زیں دیار برد : اس شہر سے لے کر کہاں، یعنی دنیا سے اٹھ گیا ہے۔۔۔

ترجمہ : اس سے پہلے کہ تو میرے بارے میں معلوم کرے اور اہل کوچہ بتائیں کہ وہ خستہ حال تو دنیا سے اٹھ گیا ہے تو میرے حال پر توجہ کر یعنی میری ایسی حالت ہونے سے پہلے پہلے مجھ پر القات و توجہ کر۔

نازم فریب صلح کہ غالب زکوے تو ناکام رفت و خاطر امیدوار برد
ترجمہ : مجھے نمونے اس فریب صلح پر ہوا ہے کہ غالب نے مجھے کہے سے ناکام کیا لیکن وہ امیدوار دل کے ساتھ گیا۔ یعنی محبوب نے تو صلح و آغوش کا پھر دیا جس کی وجہ سے غالب یا عاشق ناکام کیا لیکن اب اس صلح و آغوش کی امید ہی لے گیا۔

غزل # 53

اگر دافعت وجودم را در اکسیر نظر گیرو سرپائے من از جوش بہاراں بردہ بر گیرو
گفت : دافعت : حیرانم، راز غیب۔۔۔ در اکسیر نظر گیرو : نظر کی اکسیر میں لے یعنی اکسیر دال نظریں ڈالے۔۔۔ سرپائے من : میری ڈال۔

دھوہ۔۔۔ پردہ پر گہرے پردہ اٹھا دے۔۔۔

ترجمہ : اگر تیرا دل غنیمت میرے دھوہ پر اکسیر بھری نظروں میں اٹھیں تو میرا سر پہ جتنی بھاریاں سے پردہ اٹھا دے۔ یعنی میرا چہرہ اور وجود جو شب بھاریاں میں جاتے۔ بھاریاں بھول بھولت کھلتے ہیں۔ اس حوالے سے ان اکسیر بھری نظروں کا نتیجہ یہ قرار دیا ہے کہ محبوب کی غنیمت کے دماغ کو بھول بھول بن جائیں گے جو رعبوں کے گاہچے بدل آگئی ہو۔

پہ عرض ہر گسستن کز نفس ہلد ز چیل خیاالم الفت مرغولہ سویاں را ز سر گیرہ
فت : گسستن : ٹوٹنا۔ کز نفس ہلد : کہ سانس سے بھولتا ہے۔ مرغولہ سویاں : مرغولہ سوئی جیج، ٹھنکریالی ڈانٹوں والے، صیبن۔۔۔ دسر گیرہ : سر سے اختیار کر آئے۔۔۔

ترجمہ : میری بے قراری کے باعث میرا جو سانس ٹوٹ جاتا ہے، اکٹرا کر جاتا ہے تو اس طرح میرا خیال ہر مرتبہ ان ٹھنکریالی ڈانٹوں والے صیبنوں سے الفت کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ عاشق بے قراری کا شکار ہے۔ سانس رک رک کر آ رہا ہے۔ اور جس وقت بھی اسے ذرا سانس آتا ہے تو وہ ان صیبنوں کی غنیمت میں کھ کھو جاتا ہے۔

دل از سوداے حزنگانے کہ خوں گردید کز مستی بذوق رخنہ از ہر قطروہ رہ بر بیشتر گیرہ
فت : کہ : کہیں کی۔ خوں گردید : ٹھنک ہو گیا ہے۔۔۔ رخنہ : سوراخ، چھید۔

ترجمہ : میرا دل کہیں کی چلوں، چھٹی چلوں کے جھون میں ٹھنک ہو گیا ہے کہ سنی کی حالت میں اس کا ہر قطرہ سوراخ کے ذوق میں نشتر کی طرف پڑھتا ہے۔ محبوب کی چھٹیں چھٹیں ہیں، دل عاشق ان کی غنیمت میں ٹھنک ہو چکا ہے اور اس پر ایسی سنی طاری ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس میں کی سوراخ ہو جائیں اور ٹھنک کا ہر قطرہ یعنی نشتر ان چلوں کی طرف لپکے۔

چشم مدعی ہم چوں چراغ روز بے نورم چراغم گر بغرض از پر تو خورشید در گیرہ
فت : مدعی : دعوے، ادعا، رقیب۔۔۔ چراغ روز : دن کو بجھنے والا چراغ، سورج کی وجہ سے جس کی مدافعتی جگہ پڑ جاتی ہے۔۔۔ پر تو خورشید : سورج کا ٹھکس یعنی روشنی۔۔۔

ترجمہ : اگر فرض کر لیں کہ میرا چراغ سورج کی روشنی حاصل کر کے بھی روشن ہو جائے تو بھی رقیب کی نظروں میں میں بے نور چراغ روز ہوں۔ لگے ہوئے کہ رقیب کسی بھی صورت میں عاشق کو نصیحت کے وارث نہ بنائے گا۔

د مشن نظارہ را از رقص بمل در جہنم چہکند غمش آئینہ را از چہرہ عاشق بہ زر گیرہ
فت : د مشن : اس کا دونا، محبوب کی تیز خرابی۔۔۔ رقص بمل : زمینی کا رقص۔۔۔

ترجمہ : محبوب کی تیز خرابی سے اہل نظارہ کی آنکھیں کچھ اس طرح ترپنے لگتی ہیں جیسے جن میں کوئی بیل ترپ رہے ہو۔ یعنی دیکھنے والے اس کی تیز خرابی کے نظارے میں کھ کھو جاتے ہیں جبکہ اس کا غم عاشق کے چہرے کے ٹھک سے آئینے کو بھی زرد کر دیتا ہے۔ غم عشق کے باعث عاشق کا چہرہ زرد ہو گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ آئینے میں دیکھتا ہے تو لگتا ہے آئینہ زرد ہو گیا ہے۔

مہرورے ز رشک است ابنگہ خوارے فی خواہم کہ ترسم یابد اور را ہر کہ از عالم خبر گیرہ
فت : مہر : مہر، کم ہو گیا۔۔۔ خوارے : کوئی ہو رہا۔۔۔ ترسم : میں ڈرتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں اس کی قات میں کم ہوں اور یہ جو شے کسی کم خوار کی خواہش میں ہے تو یہ رشک کی وجہ سے ہے کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ جس کسی کو میرا حال معلوم ہو گیا کہ اس محبوب تک پہنچ جانے کا یعنی عاشق میں چاہتا کہ اپنی اس حالت کا بار کسی پر افشا کرے کہ ایسا کرنے میں دوسرا شخص بھی اس محبوب کی طرف مائل ہو جائے گا۔ غالب کے اس اور شعر میں بھی رشک کی بات ہے :

چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کہ نہ کروں
سرت گردم اگر پائے نزاکت در میاں نمود تنہم از لاغری صد خوردہ بر سوسے کمر گیرو

نعت : سرت گردم : تیرے قربان ہاؤں۔۔ لاغری : کمزوری، بھڑکی۔۔ خوردہ گیرو : بکھیر دینی کرے، نقص نکالے۔۔

ترجمہ : تیرے قربان جاؤں اگر نزاکت کا پسو یعنی مسئلہ درمیان میں نہ ہو تو میرا جسم اپنی بھڑکی کی بنا پر تیری بال بھی باریک کر میں۔
نقص نکالے۔ نزاکت سے مزہر محبوب کی بچی کر میں ایک شخص ہے۔ اگرچہ عاشق کا جسم بھی اس کر کے طرح بچا ہے لیکن اس میں شخص
کمال اس لئے محبوب کی کر میں، نقص کیے مگر کمال نکلتا ہے۔

نوردم نامہ و دل بار بار از بد گمانی ہا نہد نقش تو پیش روے و خود را نامہ بر گیرو

نعت : نوردم : میں نے لیجے = کیا۔۔ نہد : رکھتا ہے۔۔ ہا نہد : گھبراہٹ سے کہہ لیتا ہے۔۔

ترجمہ : میں غلط گھر کر رہا تھا لیکن میرا دل ہر بار بد گمانوں کی بنا پر تیرا نقش یعنی قصور سامنے لے آتا ہے اور خود کو نامہ بر سمجھنے لگتا
ہے۔ بد گمانی اس بات کی کہ قصور کو خطا دیا تو وہ ہمارے محبوب سے بات کرے گا اور عاشق یہ گوارا نہیں کرے پتا چھو وہ محبوب کو قصور ہی میں
سامنے لگا کر اس سے خود باتیں کرنے لگتا ہے۔

خوشم گر استواری نیست ہم چوں موج کاوم را کہ ہر دم از شکست خود روئی بیشتر گیرو

نعت : خوشم : میں خوش ہوں، مجھے ٹوٹی ہے۔۔ استواری : مضبوطی، پائیداری۔۔ شکست : ٹوٹ، پھوٹ، رکاوٹ۔۔

ترجمہ : اگر میرے کام میں موج کی طرح مسلسل نہیں ہے تو کوئی بات نہیں، میں ٹوٹ ہوں کیونکہ انہی رکاوٹ کے باعث اس کام میں ہر لمحہ
روانی برہمتی ہے۔ کام سے مزہر جذبہ عشق ہے جسے موج سے تشبیہ دی گئی ہے۔ روایا میں موج اٹھتی اور ٹوٹتی رہتی ہے اور اس کے ساتھ
ساتھ اس میں تیزی آ جاتی ہے۔ یہی حال عشق کا ہے کہ یہ جذبہ اپنے ہر انداز صحت میں کم ہونے کی بجائے مزہر تیز ہوتا جاتا ہے۔

مجنبت ہر دے را کز نزاکت سرگراں یا بد سبک در دام فداق نامہ مرغ سر گیرو

نعت : سرگراں : بوجھل سرور، مطلوبہ، خواہش بھرا۔۔ سبک : بکھڑا، جلدی سے بھاگنا۔۔

ترجمہ : مجنبت ہر اس دل کو جسے اپنی نزاکت پر بڑا غور ہو، بڑی آسانی سے مرغ سر کے نقشہ کے لہجے کے جال میں پھنسا جاتی ہے۔ نزاکت
سے مزہر بیکار، اصالت میں تو ایسا دل یا ایسا صاحب دل طبع کو چھلانے والے ہرے کی چھکھٹ سے بہت متاثر ہوتا ہے۔

خوشا روزے کہ چوں از مستی آویزم بد لالیش کہ از دستم کشد، گاہم بروے چشم تر گیرو

نعت : خوشا روزے کہ : وہ دن بڑا مبارک دن ہو گا۔ آویزم بد لالیش : میں اس کے دامن سے لپٹ جاؤں۔۔

ترجمہ : وہ دن بڑا مبارک دن ہو گا جب میں عالم مستی میں اس کے دامن سے لپٹ جاؤں اور کبھی تو وہ اسے دامن کو میرے ہاتھ سے کھینچ
لے اور کبھی میری گلی آنکھوں پر رکھے یعنی میرے آنسو پونچھے۔ دامن کھینچنا ٹھننے کی اور آنسو پونچھنا ہمدردی اور مہربانی کی علامت ہے یعنی
محبوب اس صورت حال میں کبھی عاشق پر ماضی اور کبھی صبر بولے گا۔

رفیض نطق خوشم با نظیری ہم زہاں غالب ”چراغے را کے دودے مستور سر زور در گیرو“

نعت : نطق : بولی، نظیری : نظیری، بیضا بوری، عطیہ زور کا مشہور شاعر۔۔ ہم زہاں : ایک بھی زبان والا یعنی کسی
دوسرے بھی بات کرنے والا۔۔ دودے : بیست، بکھڑا، دھوکا ہے۔۔ در سر زور در گیرو : جلد جمل اٹھاتا ہے۔۔

ترجمہ : اے غالب میں اپنی زبان یعنی اپنے شعری ذوق کے فیض سے نظیری جیسے شاعر کا کام زبان ہوں جس نے یہ کہا ہے کہ جس چراغ میں

زارا حوں اور یقین اور اچھی بجا ہو۔ دست چلا آگ پکڑ لیتا یعنی جل جاتا ہے۔ غالب نے یہ قول نظیری کی ایک غزل کی زمیں میں لکھی ہے جس کے مطلع کا یہ دوسرا مصرع ہے۔ نظیری کا کلام راسخ و پختہ ہے:

نہبت در دل غم دیدہ الفت بیشتر گیدو چرخے را کہ دودے بہت در سر زود و گیدو

غم دیدہ دل میں نہبت بہت اثر کرتی ہے جس کی مثال یہ ہے۔ غالب نے نظیری سے حاشا ہونے کی بات کی ہے۔

غزل # 54

تک است دلم حوصلہ راز ندارد آہ از نے تیر تو کہ آواز ندارد

لغت: تک: گناہ، غم۔ حوصلہ: طاقت۔ نے تیر: وہ نے جو تیری لوک پر لگی ہوئی ہے، مٹرونگاہوں کے تیر۔

ترجمہ: تیری نگاہوں کے تیر کی قیامت کے ہیں کہ ان میں آواز تک نہیں ہے، جبکہ میرا دل گناہ ہوا ہے اور اس میں اتنی طاقت نہیں کہ اس راز کو چھپا سکے۔ نے ہنسی کو بھی کہتے ہیں، چنانچہ یہاں صنعت ایہام سے کام لیتے ہوئے آواز کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا یہ درد کھل حسنِ عاشق پر گویا خاموشی سے ترچا ہوا ہے جسے عاشق برداشت نہیں کر سکتا۔

ہر چند عدد در غم عشق تو بسازست دانی کہ چو ما خالغ ساز ندارد

لغت: ہر چند: اگرچہ۔ عدد: دشمن، رقیب۔ بسازست: سہلے والا ہے۔ دانی: تو جانتا ہے، تجھے علم ہے۔ خالغ ساز: ہوا افق، فوجیہ، بد قسمتی۔

ترجمہ: اگرچہ رقیب تیرے غم عشق میں بڑا سہلے والا یعنی اسے بڑا غم ہے لیکن تجھے علم ہے کہ وہ ہماری طرح بد قسمتی کا شکار نہیں ہے۔ رقیب اور عاشق کا موازنہ ہے۔ یعنی رقیب کتنا ہی محبوب کے عشق میں گویا ہوا ہو وہ بچے عاشق جیسا نہیں ہو سکتا۔

دیگر من و اندوہ رنگا ہے کہ تکلف شد کجفتی کہ عدد حوصلہ آواز ندارد

لغت: دیگر: اب۔ اندوہ: غم۔ رنگا ہے کہ: وہ لگا ہوا۔ تکلف شد: خالغ ہو گئی۔ آواز: اشتہار، قزح، حرص۔

ترجمہ: تو نے یہ کہا ہے کہ رقیب میں کتنا کہ حوصلہ نہیں ہے تو اس حبابِ تجھے اب اس لگاؤ کا غم ہے جو تک ہو گئی۔ محبوب کی نہبت ہماری نظر میں رقیب پر پڑتی رہیں۔ لیکن رقیب میں عاشق والا فانی جذبہ ہی نہ تھا اور نہ تکلف حسن ہی نہیں جو وہ اپنے نگاہوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اس طرح محبوب کی فکر گویا خالغ ہو گئی جس کا عاشق کو فائدہ ہے۔

در حسن بیک گو نہ اواز دل سخاں بہت لعلت مزہ دارد اگر اعجاز ندارد

لغت: بیک گنہ: ایک طرح کی ایک جھٹی۔ دل سخاں بہت: دل نہیں لگایا جاسکتا۔ لعلت: یعنی تیرے ہونٹ۔ اعجاز: معجزہ، سحرانی، عجائبات، جتنی بھوک سے مراد کہ زندہ کرنا حضرت جنتی کا مجہوز۔

ترجمہ: حسن کی ایک جھٹی اور ایک طرح کی ادا سے دل نہیں لگایا جاسکتا یعنی دل لگی ادا ہے نہیں فرقت ہو گئی۔ خیر تیرے ہونٹوں میں ایک حلو تو ہے وہ الگ بات کہ ان میں سحرانی نہیں ہے، ہونٹوں میں حلو سے مزاد عام حلو سے بہت کریم بھی گویا ایک ادا ہے۔

گسترخ زند غیر سخن با تو و شلوم مسکین سخن از تو در آغاز ندارد

لغت: غیر: رقیب۔ شلوم: میں خوش ہوں۔ گسترخ زند سخن: بے باکی سے یا مستحاط انداز میں بات کرنا ہے۔ مسکین: عیال،

ترجمہ: رقیب مجھ سے ساتھ بیٹا ہے باکی سے باتیں کرتا ہے، تاہم مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جیڑی طرف سے اس بھارت کے لئے انگٹھ کا اشارہ بھی نہیں ہوا۔ گویا رقیب کو محبوب کے ساتھ بے تکلفی سے کام لے رہا ہے لیکن اس کے جواب میں محبوب گویا عاشقی ریت رہا ہے۔

حصہ تیس: برہمن دلم از کفر بگرداند • سخاوت ہے خانہ بر انداز ندارد
 لغت: حصہ تیس: برہمن دلم از کفر بگرداند: میرزا دل کفر سے بھیر دیا دل برداشتہ ہو گیا۔ خانہ بر انداز: گھرا کھینے یعنی چاہ کرنے والا۔

ترجمہ: سخاوت میں برہمن کو بڑے لطافت سے بیجا کچھ کر میرزا دل کفر سے بھر گیا۔ گناہ ہے بت غلطی میں ایسا کوئی بات نہیں جو اسے بہت غلطے کو اچھ کر کے دکھا دے۔ میرزا جو کہ بہت اکر بھیج ہو تو برہمن کی کیا کھال کہ وہ یوں لطافت سے بیجا ہو۔ بہت سے میرزا اگر کوئی حصہ میں تو ظاہر ہے اس کے سامنے کوئی عاشق ایسی بڑا بات نہیں کر سکتا۔

ما ذرہ و او مژہ اہل جلوہ اہل دید آئینہ ما جلالت پرداز ندارد
 لغت: اہل: ذرہ: وہی۔ مژہ: دیدار۔ جلالت: پرداز: عیش کی ضرورت۔

ترجمہ: ہم یعنی انسان ذرہ ہیں اور وہ خود شیدائہ یعنی جلوہ ہے اور وہی دیدار بھی ہے اس لئے ہمارے آئینے کو کبھی عیش کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سے مژدات باری تعالیٰ ہے۔ ذرات فضا میں موجود تو رہتے ہیں لیکن نظر صرف سج کی روشنی میں آتے ہیں گویا سورج سے ان کا وجود برقرار ہے بالکل اسی طرح انسان کا وجود بھی اس ذات باری ہی سے قائم ہے۔ اس میں مسئلہ وحدت الوجود کی بات ہوتی ہے یعنی جو کچھ بھی اس کائنات میں ہے اس میں اسی ذات کا جلوہ کار لہا ہے یعنی وہی سب کچھ ہے۔

میرزا شدہ از دوست در انداز سپاست است مانا کہ رنگم غلط انداز ندارد
 لغت: دل شدہ: عاشق جس کا دل جا چکا ہو کھو چکا ہو۔ در انداز سپاست است: احسان کے انداز میں ہے یعنی مہنوں احسان ہے۔ مانا: گویا بیچارہ۔ لکھ غلط انداز: اپنی ہوتی بھلا ہے وہی کی نظر۔

ترجمہ: ہر عاشق اپنے محبوب کا مہنوں احسان ہے۔ یقیناً اس کی نظر دل میں بے دردی نہیں ہوتی۔ دوست سے مژدہ محبوب عیشی ہے جو اپنے بد دل سے بے دردی برتنے کی بجائے اپنی نظر کرم رکھتا ہے۔

بے حیلہ زخوہاں نتوای چشم ستم داشت رحم است بر آں خستہ کہ نماز ندارد
 لغت: حیلہ: چشم ستم داشت: جو روح کی توقع میں رہی جا سکتی۔ نماز: بھل خود بد عمل کرنے والا۔

ترجمہ: حیلوں سے ایسی حیلہ و حکم کے بغیر جو روح کی توقع میں رکھی جا سکتی۔ اس خستہ حال عاشق کی حالت چھٹی رحم ہے جس کی چھل خوری کرنا کوئی نہ ہو۔ یعنی جب کوئی محبوب کو عاشق سے بد عمل کرنے والا نہ ہو کہ محبوب کی طرح عاشق پر رحم ڈھانے کا جبکہ عاشق کے لئے محبوب کے رحم میں ایک خاص لذت ہے اور مذکورہ ضرورت میں وہ اس لذت سے محروم رہ جائے گا۔

در عہدہ چشمک زدن و لب گزند از ناز مکیوسہ لبم را ز طلب باز ندارد
 لغت: عہدہ: لڑائی جھڑنا۔ چشمک زدن: آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے، طعنہ دینی کرتا ہے۔ لب گزند: ہونٹ کاٹنا ہے۔ باز ندارد: نہ روکے۔

ترجمہ: جب وہ محبوب مجھ سے لڑتا ہے تو مجھے کی حالت میں چشمک لٹی بھی کرتا ہا اور ساتھ ساتھ ناز و لدا سے اپنے ہونٹ بھی دانتوں میں دبانا چاہتا ہے تاکہ میرے ہونٹ اس کے بوسے کی طلب سے باز نہ آئیں۔ دوسرے لفظوں میں میرے ہونٹ اس کا بوسہ لینے پر مجبور

ہو جائیں۔ اس ضرورت میں کہ اس نے اپنے ہونٹوں کو کھلے اور عاشق اور ہمدردی انہیں چومنے چومنے لگے۔

پانچویں بحر شیوہ جداگت دو چار است پرواے حریفان نظر باز ندارد

لغت : پانچویں دو چار است: اپنے آپ ہی سے دو چار ہے، اپنی ذات ہی کے آئنے سامنے ہے۔۔۔ حریف: حریف کی جمع، دو متقابل۔
حریفان نظر باز: کسی پرست حریف، یعنی مشرق۔

ترجمہ : دو محبوب تو ہر انداز میں اور ہر بل اپنی ہی ذات سے دو چار ہے اسے اپنے نظر باز عاشقوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔ یعنی ان سے بے نیاز ہے۔ اگر یہ محبوب عقل کی طرف متوجہ ہو تو اس ذات ہمدردی کی بے نیازی کی بات ہے۔ یعنی اندھ اندھ۔

کیفیت معنی طلب از طینت غالب جام دگر ایں بلوہ شیراز ندارد

لغت : معنی: عقیدہ دور کا مشورہ شاعر معنی شیرازی۔۔۔ طینت: طہارت، طہیبت، سراج۔۔۔ بلوہ شیراز: شیراز کی شراب، یعنی معنی شیرازی کی شامی کارنگ۔

ترجمہ : تو اگر معنی کے نقشے کی کیفیت کا طالب ہے تو اسے غالب کی طینت نے طلب کر لیا کہ دو سروں کے جام میں بلوہ شیراز نہیں ہے۔ غالب: معنی کے کام سے بہت متاثر اور اس کا بے حد مداح تھا۔ اس کا یہ شعرا اس کی تعریف کرتے تھے۔ مطلب یہ کہ معنی کے کام کارنگ اگر دیکھتا ہو تو غالب کے کام میں دیکھو، دوسرے شعرا کے کام میں یہ رنگ اور انداز نہیں ہے۔

غزل 55

بم از زمزمہ یاد تو خاموش مہلو غیر تفتل تو نقش ذوق ہوش مہلو

لغت : زمزمہ: غزل۔۔۔ خاموش مہلو: خدا کے چپ رہیں۔۔۔ تفتل: بیک، مضرت، قصور۔۔۔ ہوش: ذہن۔۔۔

ترجمہ : خدا کرے کہ میرے ہونٹ تیری یاد کے نقشے لکھانے سے چپ نہ رہیں، یعنی تیری یاد کے نقشے میرے ہونٹوں پر چلی رہیں اور تیری ضرورت کے قصور کے سامنے ذہن کے ذوق پر کوئی اور نقش نہ بنے۔ مطلب یہ کہ میرے لبوں پر ہر بل اور ہر گونہ تیرا ہی نام ہو اور ذہن میں تیرا ہی قصور قائم ہو۔

کلی کش پہ ہزار آب نہ خویند ز انک محرم جلوہ آں طبع ناگوش مہلو

لغت : کلی: کہانی، کہ اسے۔۔۔ نہ خویند: نہ دھرمی نہ دھرمیا جائے۔۔۔ محرم: واقف، حل۔۔۔ ناگوش: کان۔۔۔

ترجمہ : جس لنگہ کو آنسوؤں کے پانی سے ہزار مرتبہ نہ دھویا گیا ہو، خدا کرے کہ لنگہ اس محبوب کی ناگوش کی چمک کے جلوے یا نگارے کی محرم نہ ہو۔ یعنی اس سے لذت اندوز نہ ہو۔ شبنم کے قطرات کے لئے نگاہوں کا پاک ہو، ٹائیک ازلی امر ہے۔ اسی حوالے سے غالب کہتا ہے کہ وہ محبوب کا جلوہ اس وقت تک نصیب نہیں ہو تا جب تک درد دل سے آنسو نہ بجائے جائیں اور اپنی آنسوؤں سے نگاہیں پاک نہ ہو جائیں، بھل جاتا شیرازی۔

فصل در انک زوم کلل طریقت گویند پاک شو اول و پس دیدہ بدکل پاک انداز

میر نے آنسوؤں سے فصل کیا کہ اہل طریقت کا کہنا ہے کہ پہلے پاک ہو پھر اس لذت پاک پہ نگاہ ڈال۔

ہوس چادر گل گر تہ خاکم باشد خاکم از نقش کف پائے تو گل پوش مہلو

لغت : ہادر گل : مزاج پھولوں کی ہو، ہادر ہادر سوئے کو فتن کرنے کے بعد اس کی لاش پر ڈالتے ہیں۔ گل پوش : پھول پہنے ہو۔
ترجمہ : اگر مجھے خاک قبر میں ہادر گل کی ہوس ہو تو خدا کرے کہ میری خاک قبر سے فتن کھ پائے گل پوش نہ ہو۔ یعنی مجھے ہادر گل کی کوئی خواہش نہیں ہے، میری خواہش یہ ہے کہ میری قبر قبر سے فتن قدموں کے شکن ہوں جو میرے لیے پھول ہوں گے۔

دعویٰ گردیدہ وفا طرہ پریشانے را یارب اشب بہ درازی نخل از دوش مہلو

لغت : طرہ پریشانے : جس کی ڈالیں پریشان ہوں۔ اشب : آج رات۔ نخل : شرمندہ۔ دوش : کندھ رات۔

ترجمہ : پریشان یا کھری ہوئی ڈالوں والے محبوب کا وعدہ وصل پورا ہو گیا۔ خدا کرے آج کی رات طوالت یا درازی میں گل کی رات سے شرمندہ نہ ہو۔ آج کی رات سے مروت وصل اور دوش سے مروت فرقی ہے۔ ہر کی شب کو طویل اور شب وصل مختصر بھی جاتی ہے۔ مثلاً بقل امیر چٹائی:

وصل کی شب اور اتنی مختصر دن گئے جاتے تھے اس دن کئے
ماشق کی دعا ہے کہ شب وصل جو میرا آئی ہے تو وہ طویل ہو۔

غیر گردیدہ بدیدار تو محرم، دارو فارغ از اندہ محرومی آغوش مہلو

لغت : دارو : ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں۔۔۔ اندہ : اندوہ، رنج و غم۔

ترجمہ : اگر رقیب میرے دیدار کا محرم ہوئی کیا ہے۔ یعنی اسے محروم یا رقیب ہو گیا ہے تو ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔ اللہ کرے وہ اب آغوش کی محرومی کے غم سے فارغ نہ رہے۔ یعنی اگرچہ رقیب کو محروم یا رقیب ہو گیا ہے، لیکن اس کی آغوش تجھ سے محروم رہے، غل رہے اور میں وہ میرے وصل کے لیے غم و اندوہ کا شکار رہے۔

گہرے کش نظر از بہت پاکیں نبود صرف ہیرایہ آں گردان و آں گوش مہلو

لغت : گہرے : گہرے، دھمکے، سوئی۔۔۔ ہیرایہ : آرا نگل۔۔۔ صرف : لا متقابل ہو نہ۔

ترجمہ : جس سوئی میں پاک لوگوں یا اہل صفائی سی نظر یعنی چمک نہ ہو، خدا کرے وہ اس محبوب کی گردن اور بہانوں کی آرائش کے کام نہ آئے۔ عورتیں اپنی آرائش و زیبائش کی خاطر سوچوں کے ہارنگے میں ڈال لیتی اور کھن میں سوئی نکالتی ہیں۔ اس حوالے سے از شاعر نے یہ کہنا چاہا ہے کہ ایسے سوچوں میں یا کینہ و اہل لوگوں کی نظروں میں چمک ہو تو یہ گنج محض میں آرائش کے لائق ہیں۔

ہر کرا رخت نمازی نبود از غم سے جالیے در حلقہ زندان قدح نوش مہلو

لغت : ہر کرا : ہر کرا، ہر کہہ، ہر وہ شخص جس کا۔۔۔ رخت نمازی : مزاج اور دامن۔۔۔ غم سے : شراب کی نمی۔

ترجمہ : جس بھی کا دامن شراب کی نمی سے آلودہ ہو، اللہ کرے اسے بخوار و معدوں کے حلقہ میں کوئی جگہ بھرنے آئے۔ شراب کی نمی سے مزاج مائل شراب ہے اور جگہ بھرنے آئے سے مزاج مائل شخص اس حلقہ میں بار بار پانی نہ پائے معدوں میں ٹھانہ نہ ہو۔

وہو بلایہ شوق سبک سیرانہ بار سر نیز دوسری مرحلہ بدوش مہلو

لغت : بلایہ شوق : شوق کا بلایاں۔۔۔ سبک سیرانہ : تیز چلنے والے ہیں، ہلکے ہو جو والے ہیں۔۔۔ بار سر : سر کا جو ان کے کندھوں پر اس کا کاپو جو۔۔۔

ترجمہ : بلایہ شوق کے مسافر ہلکے ہو جو کے ہمت بہت خیر و کار ہیں۔ خدا کرے کہ اس مرحلے پہل شوق میں ان کے کندھوں پر سر کا کاپو بھی نہ رہے۔ مطلب یہ کہ عاشق و مطلق دونوں سے بے نیاز ہو کر شوق کا سطر اختیار کر آئے۔ اس کی یہ بے نیازی گویا بلایہ جو ہے یہاں

خود پیش خود کفیل گرفتاری من است بر دم بہ پیش دل مایوس می رسد

لغت : کفیل : کفالت کرنے والا، خاص۔۔۔ پیش : جلو، پہنچنا۔

ترجمہ : محبوب خود ہی مجھے اپنے مشق میں گرفتار رکھا کرتا اور خود ہی میرا خاص بنتا ہے۔ چنانچہ وہ پہلے میرے مایوس دل کی انوال پر ہی کے لئے آتا ہے۔ فانی دہائی نے اس مضمون کو زامدل کر پیش کیا ہے:

خود مسیحا خود ہی قاتل ہیں تو وہ بھی کیا کریں زخم دل اچھا کریں یا زخم دل پیدا کریں

بیروں میا ز خانہ بہ ہنگام نیمروز رشک آیدم کہ سایہ بہ پایوس می رسد

لغت : میا : متا۔۔۔ ہنگام نیمروز : آدھے دن یعنی دہر کے وقت جب دھوپ عروج پر ہوتی ہے۔۔۔ رشک آیدم : مجھے رشک آتا ہے۔۔۔ پایوس : پاؤں پر چلنا۔

ترجمہ : اے محبوب تو دہر کے وقت گمراہ نہ ہو، باہر نہ نکل کیونکہ مجھے اس بات پر رشک آتا ہے کہ تیرا سایہ میری پایوس کے لئے آئے گا۔ دہر کو عروج میں وسط فلک میں ہوتا ہے جس کے سبب دفن کا سایہ اس کے پاؤں پر پڑتا ہے۔ شاعر اسی بنا پر محبوب کو اس وقت باہر نہ نکلنے کے لئے کہتا ہے کہ اس سائے پر اسے رشک آتا ہے۔

ارباب چلو را ز رعونت گریز نیست کلین نشہ از شراب خم کوس می رسد

لغت : ارباب : رب کی حق، مالک، صاحب۔۔۔ ارباب چلو : مقام و مرتبہ والے لوگ۔۔۔ رعونت : غور، انگیز۔۔۔ کلین : کالی، کہ ایسی کہ یہ۔۔۔ کوس : زخم، زخماں، زخماں۔۔۔ گریز : فرار، بچنا، اجتناب۔۔۔

ترجمہ : ارباب چلو کہ بے رعونت سے بچنا ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ نشہ تو نکارے کے ٹٹکے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ فقہاء ایک طرح سے شربت کے اطلاق کا راز یہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نشہ جب ہو جائے تو وہ کیونکر نہ غور و فکر کا مظاہرہ کریں گے۔

مغفتم بہ و ہم پیش عبرت برائے چہ گفتا ز طوف و نمہ کلوس می رسد

لغت : طوف : طوفانی، کسی چیز کے گرد چکر لگانا۔۔۔ و نمہ : پارسیوں کا قبرستان، مقبرہ، گمبوت۔

ترجمہ : میں نے و نمہ یا مقبرہ سے پہچان کر عبرت کی پیش کش کی ہے۔ یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے: میں نے پہچان کر عبرت کی پیش کش و نمہ میں کس لئے ہوتی ہے۔ اس نے تمہارے کوس کے مقبرے کے طوف سے آتی ہے۔ ظاہر مطلب یہ ہے کہ کوس جیسا عظیم بادشاہ آج کا خاک چاہے اور یہ عبرت کا سامان ہے۔ بقول میرزا شوق گمشوئی:

جائے عبرت سرائے فانی ہے مورد مرگ تا گمانی ہے

لونچے لونچے مکان خستہ جن کے آج وہ ننگ گور ہیں پڑے ہیں

مثنوی ذہر عشق

سجادہ رہن سے نہ پذیرفت سے فروش کلین را نسب بہ خرقہ سالوس می رسد

لغت : رہن : گرو، گروئی۔۔۔ نہ پذیرفت : قبول نہ کیا۔۔۔ سجادہ : صلی۔۔۔ خرقہ سالوس : محرومی کی گدائی لباس۔

ترجمہ : میں نے شراب کے حصول کے لئے اپنا سجادہ شراب فروش کے پاس گروئی دیکھنا چاہا لیکن اس نے قبول نہ کیا اس لئے کہ اس کے بقول یہ محرومی کے لباس کی نسل سے ہے۔ یعنی یہ سجادہ رکھنے والے کی مہلت سے تعلق رکھتا ہے اور رکھنے والے کی مہلت محرومی کا لباس ہے۔

خوں موجزن زعفرانِ رگ چل نہ دیدہ ای دانی کہ از تراوش کیوس می رسد
 نصت : موج زن : خاص میں مارنے والا، خوب ہنسنے والا۔۔۔ دانی : تو جانتا ہے تجربے خیال میں۔۔۔ تراوش : لچکنا پھونکا۔۔۔ کیوس : وہ
 زنجی شے جو معدے میں کھانا ختم ہونے کے پھر پیدا ہو۔۔۔

ترجمہ : تو نے میری رگ چل کے اندر سے خون موجزن ہوتے نہیں دیکھا۔ تجربے خیال میں یہ کیوس کی تراوش ہے۔ یعنی محبوب عاشق
 کی حالت زار کو ایستہ ہی نہیں دے رہا ہے ایک معمول بات سمجھ رہا ہے۔

شنگ است گر دماغ و ریح غالباً چہ غم کز ذوق سودان کف افسوس می رسد
 نصت : دماغ : زہد و پرہیزگاری۔۔۔ سودان کف افسوس : کف افسوس ملنا افسوس کرنا بچھڑنا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب ! اگر دماغ و ریح شنگ ہے تو خلاف کس کہنے کے اس کی یعنی زہد و پرہیزگار لوگوں کی شنگ عافی کف افسوس ملنے
 کے باعث ہے۔ یعنی یہ زہد و عابد لوگ دنیاوی لذتوں سے محروم ہونے کے باعث اس کیفیت (افسوس کرنا بچھڑنا) سے دوچار ہیں۔

غزل # 57

دریغاکہ کام و لب از کار ماند خنضارے تا گفتہ بسیار ماند
 نصت : دریغ : افسوس۔۔۔ کام : مطلق نہیں۔۔۔ از کار ماند : بیکار ہو کے رہ گیا۔۔۔ تا گفتہ : ہونے کی گئی ہو ان کی۔۔۔

ترجمہ : افسوس کہ زبان اور ہوش بیکار ہو کر رہ گئے ہیں جن کے نتیجے میں بہت سی باتیں ان کی رہ گئی ہیں۔ یعنی بہت سی باتیں دل ہی
 میں رہ گئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عاشق محبوب سے کچھ گلے ظلمے کرنا چاہتا ہے لیکن جب وہ ماننے آتا ہے تو عاشق سب کچھ
 بھول جاتا ہے۔ بھول میر تقی میر :

تھاجی میں ان سے ملنے تو کیا کیا نہ کہئے میر پر کچھ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج
 گداہم نفل خانہ اے راکہ در دے در از بنگلی ہا بدو ار ماند

نصت : گداہم : میں گدا ہوں۔۔۔ نفل خانہ : اے راکہ ایک ایسے پوشیدہ گھر کا۔۔۔ بنگلی ہا : بند ہونا، خلت ہونا۔۔۔

ترجمہ : میں ایک ایسے پوشیدہ گھر کا گدا ہوں یعنی بھورت گدا اور پرکھڑا ہوں جس کا دردانہ کچھ اس شدت سے بند ہے کہ لگا ہے کہ یہ
 دردانہ نہیں رہ رہا ہے، یعنی محبوب عاشق کی طرف قصداً توجہ دینے کو چار نہیں اور اس نے اس طرح دردانہ بند کر رکھا ہے کہ کبھی گدا
 (عاشق) کی آواز تک اندر نہ جا سکے۔

جنوں پر وہ دار ست مارا کہ مارا ز آشتلی سر پہ دستار ماند

ترجمہ : جنوں : جنوں ادا پر وہ دار ہے کیونکہ ہمیں دعا گئی کے باعث سر اور دستار ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ یعنی یہ در حقیقت جنوں مطلق کی کار
 فرمائی ہے کہ عاشق سر اور دستار میں فرق کرنے سے باز ہے اور اس حالت میں وہ اپنا سر دستار کی طرح اٹارتا چاہتا ہے۔

نگہ را یہ خلل طرف عذارش پہ ترغابی رہو آزار ماند

نصت : یہ خلل : کاٹ۔۔۔ طرف عذارش : اس کے گلہ پر۔۔۔ ترغابی : راستے میں ٹپکس یعنی حصول وصول کرنے والا۔۔۔ رہو آزار : رہو آزار :

مسافر کو تکلیف پہنچانے والا سنا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے گل پر کھلتی عاشق کی نگاہ کے لئے اس خطابی کی طرح ہے جو حصول وصول کرنے کی خاطر مسافروں پر غلی برقا اور انہیں آگے نہیں بڑھتے۔ گویا محبوب کا یہ قی عاشق کو اس قدر ٹھکراتا ہے کہ کبھی دوسری طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

ادایحیت او را کہ از دل ربائی
نخستین ز شوخی بہ انتظار ماند
لغت : چھپا۔ بہ انتظار ماند : انتظار سے مانتا ہے۔

ترجمہ : اس محبوب کی ادائیگہ اس انداز کی اور لگی دل ربانہ ہے کہ اگر وہ اسے شوخی سے چھپائے بھی تو وہ گویا انتظار کی طور سے ہی جاتا ہے۔ یعنی وہ جتنا اپنی ادائیگی چھپاتا ہے اتنا اس چھپانے کے انداز میں دلربائی آجاتی ہے۔ سبھی ذرا بدل کر یہ بات کرتا ہے:

تخا نہ وہ باتوں کی جتا لے گئی دل کو
چہ جویم مزلو از شکرے کہ او را
نخستین ز شوخی بہ انتظار ماند
لغت : چہ جویم : میں کیا تلاش کروں یعنی کیا جاؤں۔ شکرے : اذکارہ جیز طرار محبوب۔ نخستین : پہلا۔

ترجمہ : میں ایک ایسے شرف و شگ محبوب سے اپنی آرزو چوری ہونے کی کیا توقع کروں جس کا شوخی سے جتنا دلزدگی باجہ ہے۔ یعنی وہ تک کر چھپتا نہیں گویا بہ قرار ہے، پھر انکی صورت میں اس پر کیا نظر آئے اور کیا تصور کی بات ہو۔

در آئینہ ما کہ بنام از عجب خط نکس طوطی بہ زنگار ماند
لغت : بنام از عجب : ہم ناموافق بہت والے یعنی بد نصیب ہیں۔۔۔ زنگار : ہزرنگ جو آئینہ میں آجاتا ہے۔

ترجمہ : ہم وہ بد نصیب ہیں کہ ہمارے آئینے میں طوطی کے عکس نکلا : نگاریں جاتا ہے۔ قدیم میں طوطی کو آئینے کے سامنے ٹھاکر خود شیشے کے پیچھے بکھڑے ہوئے۔ طوطا اپنے عکس کو دیکھ کر اسے اپنا حریف سمجھتا اور یہاں باتیں کرنے لگتا اور بولنے والے کی باتوں کا جواب دیتا۔ صوفیائے آئینے سے مراد وہ کیا ہے جس میں طوطی یعنی محبوب حقیقی کا عکس نہ آتا ہے۔ ماندلے کہتا ہے:

در پس آئینہ طوطی مستم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت بگوئی گویم

اختصاصاً قدر نے مجھے طوطی کی طرح میں آئینہ رکھا ہے، استاد ازل جو کچھ کہتا ہے میں وہی کچھ کہتا ہوں۔۔۔ مزمو یہ ہے کہ اگر قلب انسانی آلودگیوں سے پاک ہو تو اس میں محبوب حقیقی کا عکس نہ آتا ہے یعنی وہ اس دل میں سوجھ دے۔ صورت دیگر اس طوطی کے عکس کا ہزرنگ آئینے کا نگاریں جاتا ہے یعنی وہ آلودہ دل میں جلوہ گر نہیں ہوتا۔ غالب نے اسی حوالے سے بات کی ہے یعنی وہ ایسا بد نصیب ہے جس کے دل میں اس محبوب حقیقی کا عکس جلوہ نما نہیں ہے۔

گرو ہے است در دیر ہستی کہ کن را
ز پیش نغضا بہ زنگار ماند

لغت : دیر : دیر بہت غارت۔۔۔ پیش : غل کھانے کی حالت۔۔۔ زنگار : جنمو، وہ دھماکہ بھونکنے میں اور کندھے پر ڈالے رہتے ہیں۔
ترجمہ : اس دیر ہستی میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی سانسیں غل چٹخ کھانے کے باعث زنگار کی بجھ ہیں۔ سانس سے غراؤ اگر باتیں لی جائیں تو مطلب یہ ہو گا کہ ایسے لوگوں کی باتیں واضح نہیں بلکہ الجھوٹا دکھائی دیتی ہیں۔

بجز عقدہ غم چہ بر دل شمارد
زبانے کہ در بند گفتار ماند

لغت : عقدہ غم : غم کی گرہ الجھاؤ۔۔۔ بند گفتار : گفتاری کی تھ۔۔۔ شمارد : گنے، شمار کرے۔
ترجمہ : وہ زبان جو گفتار یا گفتگو کی تھ میں چڑ جانے والے پر چڑنے والے غم کی گرہیں گنے کے سوا اور کیا کر سکتی ہے۔ گویا زبان کی زبان غم

کا اہتمام کرتے ہوئے کر، کھائی یا مسئلہ حل کرنے سے عاجز ہے، اتنا دیکھی مزید کریں ڈالے گی۔

ز قحط خشن مادم خار غلبت بہ نخلے کز آوردن بار ماند

لغت : مادم خار: میرا گھم بڑا جتنا ہے۔۔۔ کز: کہ از۔۔۔ آوردن بار ماند: بھل دینے کے قائل نہ رہا ہو۔۔۔

ترجمہ : اے جانب قحط خشن کی وجہ سے میرا گھم اس درشت کی بجائے ہے جو بھل دینے کے قائل نہ رہا ہو۔۔۔ بواسطہ اس امر کا فکروہ ہے کہ لوگ میری شامری کو نہ سمجھنے کے باعث کوئی نصیحت نہیں دیتے۔

غزل # 58

ترا تو بند عاشق و دشمنی آ رہے چنیں باشد ز رشک غیر باید مرا گر مر تو کیس باشد

لغت : عاشق و دشمنی: تو عاشق کا دشمن ہے۔۔۔ آ رہے: ہاں اور اچھی۔۔۔ چنیں باشد: ایسا ہی ہو گا۔۔۔ کیس: کینہ اور دشمنی۔۔۔ مر: رحمت۔۔۔

ترجمہ : لوگ کہتے ہیں کہ تو دشمن عاشق ہے، ہاں ایسا ہی ہو گا۔ اگر تیری رحمت اور دشمنی ہی ہے تو پھر ہمیں رقیب پر رشک کرتے ہوئے مر جانا چاہئے۔۔۔ یعنی محبوب رقیب سے رحمت کرتا ہے تو یہ دراصل دشمنی ہے جس سے عاشق محروم ہے۔۔۔ اسی لئے عاشق کو رقیب پر رشک آ رہا ہے، کیونکہ وہ عاشق چاہتا ہے کہ محبوب اس پر دشمنی کی بنا پر اسی طرح قسم ڈالے جس طرح رقیب کو عاشق سمجھ کر اس پر ڈھا رہا ہے۔

از آں سراپاہ ٹوٹی بہ وصل کلام دل جستن بدال ماند کہ مورے خرمنے را در کیس باشد

لغت : سراپاہ ٹوٹی: حسن و خوبی کا سراپہ۔۔۔ کلام دل جستن: دل کی آواز دے چاہتا۔۔۔ بدال ماند: اس کی بجائے ہے۔۔۔ مورے: کوئی چوٹی۔۔۔ خرمنے: کھسی کھلیاں، قلعے کا میر۔۔۔ در کیس باشد: کھات میں ہو۔۔۔

ترجمہ : حسن و خوبی کے اس سراپہ یا خزانے یعنی محبوب سے میرا عالم وصل میں دل کی انگلیں، خوبیاں ہی دہی ہونے کی توقع دیکھنا چاہیے ہی ہے جیسے کوئی چوٹی خرمن کی کھات میں ہو، یعنی اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔۔۔ خرمن سے مراد خواہشات کی کھرت ہے۔۔۔ گوا وصل میں بھی عاشق کی سب خواہشات پوری نہیں ہو سکتیں۔

نہت ہرچہ با آں قیشہ زن کہ از ستم نبود چنیں افتد چو عاشق سخت و شاہد ناز میں باشد

لغت : قیشہ زن: کھڑکی چلانے والا غڑا فریاد۔۔۔ چنیں افتد: ایسا ہی ہوتا ہے، یہی کچھ ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : نہت نے اس قیشہ زن یعنی فریاد سے جو کچھ کیا وہ ستم کی ذیل میں نہیں آتا کیونکہ جب عاشق سخت جان اور محبوب ناز میں ہو تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔۔۔ شیریں اور فریاد کے واسطے یہ کہنا چاہا ہے کہ نہت میں اٹھائے جانے والے ستموں کو ستم نہیں کہا جاتا۔

ہر دے کش شے با مدتی باید بسر بردن بہن ضایع کند گر صد رنگہ خشکیں باشد

لغت : ہر دے: ہر روز، اس روز۔۔۔ کش: کہ اس، جب اسے۔۔۔ مدتی: رقیب۔۔۔ ضایع کند: صرف کرتا ہے۔۔۔ رنگہ خشکیں: غصے بھری نظریں۔۔۔

ترجمہ : جس روز اسے محبوب کو رقیب کے ساتھ رات بسر کرنا ہوتی ہے وہ اپنی بیگلوں خشکیں لگائیں، کچھ پر زائل کر گیا، انہیں ضایع کر کے جاتا ہے۔۔۔ یعنی وہ اپنے غم و غصہ کی سب لگائیں اور صرف کر جاتا ہے تاکہ رقیب پر ایسی نظریں ڈالنے کی گنجائش ہی نہ رہے اور

اپنی وقت مٹے اور فوج سے گریے۔

نہ سوزو بر خودم دل گر بسوزد برق خرمین را کہ دائم آنچه از من رفت حق خوش چیس باشد
 لغت : نہ سوزو : نہیں جانا کڑھانا۔ بسوزو : جھڑا لے۔۔ خوش چیس : وہ شخص جو فصل کٹنے کے بعد زمین پر گرنے ہوئے خوش فٹے چن لیتا ہے۔۔۔

ترجمہ : اگر بخلی بھرے فرس کو جلا دے تو پھر ازل اس پر ذرا نہیں جاتا لڑکتا اس لئے کہ میں جانوں کہ جو کچھ میرا کیا ہے وہ میرا نہیں کیا بلکہ خود جس کا کیا ہے۔ یعنی اگر بخلی فرس کو نہ جلائی تو اسے خود جس لئے جانا کو یا یہ نقصان خود جس کا ہو ہے۔

بہارِ خانقاہ در روضہ یک جا خوش توان بودن بشرط آنکہ از ما باہر وز شیخ انگبین باشد
 لغت : بحر خانقاہ : خانقاہ کا بزرگ۔۔ خوش توان بودن : خوش رہا جا سکتا ہے۔۔ شیخ : مزارِ بحر خانقاہ۔۔۔۔۔ روضہ : مقبرہ، مہاجر، مزار
 بیش۔۔۔۔۔

ترجمہ : جو خاندان کے ساتھ مشقت میں ایک سی جگہ ٹکوثی سے بیٹھا جاسکتا ہے، بظہر علیکہ ہمارے پاس شراب اور شیخ کے پاس شہد ہو۔ حقنی ہمیں تو شراب ملے اور شیخ شہد کی غوی سے شہد ہے۔ یعنی ہمیں ہم دونوں کو ہمارے طرف کے مطابق بننے کی اسما ملیں۔

جنا بے ترا آخر وفا ہے ہست، پندارم دریں میخانہ صاف ہے بہ جام واپس باشد
 لغت : وفا ہے کوئی وفا۔۔۔ پندارم میں خیال کرنا ہوں، چاہتا ہوں۔۔۔ جام واپس : آخری جام۔۔۔

ترجمہ: میں سمجھتا ہوں کہ تیری چٹائیں آخر ایک دن وفا کی طور پر اختیار کر لیں گی یعنی تو وفا پر آمادہ ہو جائے گا کیونکہ اس نے اپنے عشق کے آخری جام میں صاف شراب لٹائی ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کی ہر طرح کی جھگڑاؤں بھی جب عاشق ثابت قدم رہتا ہے تو محبوب اس کے غلوں سے حجاز ہو کر اس سے انکسار برتنے لگتا ہے۔

بری از دشمن دل ناخوں بریزی بے گناہے را نہ ترسی از خدا، آئین بے باکی نہ ایں باشد
 لغت : بری : تو چھینتا ہے، مہو لیتا ہے۔۔۔ شہن : کو تیرا۔۔۔ بے گناہے را : کسی بے گناہ۔۔۔ نہ ترسی : تو نہیں ڈرتا۔۔۔

ترجمہ : تو کو توں کا دل اس لئے مہو لیتا ہے تاکہ تو کسی بے گناہ یعنی عاشق کا خون بہا سکے۔ بے پاکی بے خوفی کا یہ دستور یا انداز تو نہیں ہوتا۔ معلوم ہو آجے تجھے خدا کا خوف نہیں ہے۔ ظاہر ہے جب محبوب کو توں کو خود پر فریفتہ کرے گا تو اس کی طرف سے اسے محبوب کا مکمل پھینچ لیا جائے گی اور وہ خدا ترسی سے بے نیاز ہو کر عاشق کو قتل کر دے گا۔

چہ رفت از زہرہ بپادوست، خاکم در دکن باوا تو مریم باشی و کار تو با روح الامیں باشد

نعت : زہرہ ایک ستارہ ہے راقم قلم بھی کہتے ہیں۔۔۔ پادوست، پادوست اور قرشتے جو زہرہ کے حلق میں جھکا ہوئے اور ان کی وجہ سے زہرہ آسمان پر ستارہ بن گئی جبکہ ان دونوں پر خدائی غائب ہو جاتی ہے اور انہیں چاہ پہل میں انا نکلا دیا گیا جیسا کہ آج تک اسی حالت میں مقہور ہے۔۔۔ مریم: حضرت مریم۔۔۔ خاکم در دکن باوا میرے حشر میں خاک گستاخانہ بات کرتے وقت یہ ٹھارہ پڑا جاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : زہرہ کے ہاتھوں ہاروت اور ماروت پر کیا گزری یعنی زہرہ سے عشق کے باعث لاپرواہی غدا اب اپنی مثال خود۔ میرے منہ میں خاک آتی ہو گئی ہے اور تجھے روح الامنی حضرت جبرئیل سے واسطہ پڑا ہے۔ گویا "نور ہائے" وہ بھی میرے عشق میں گر گئی ہو کر اسی انجام کو پہنچ جائیں۔ حضرت جبرئیل، حضرت جیسی کی ولادت کے سلسلے میں حضرت مریم کے پاس دی گئی تھیں۔ شروع فرمائی تعلیمات کے حوالے سے واقعہ گستاخانہ بات کی ہے اور میں اسے محبوب کے انتہائی دل کھلی دشمن کی واسطہ تعریف کی ہے۔

ازاں گردے کہ در راہش شیند بر رخ غالب چہ خیزد چوں بہا از من رخ ہم از من آستیں باشد

لغت : در راہش شیند : اس محبوب کی راہ میں تلخ ہے۔۔۔ بر رخ : میرے چہرے پر۔۔۔ چہ خیزد : کیا اٹھتا ہے، یعنی کیا فائدہ۔۔۔

ترجمہ : اے صاحب اس گردے، جو اس کی راہ میں میرے چہرے پر پڑ جاتی ہے مجھے کیا فائدہ ہے اس لئے کہ چہرہ بھی میرا ہے اور آستیں بھی میری۔ عاشق کے چہرے پر جو نہ کوہ گرد پڑی ہے اسے وہ اپنی ہی آستیں سے صاف کرتا ہے، ظاہر ہے اس سے اسے کیا معاملہ ہو؟ لطف تو تب تھا جب محبوب خود آگے بڑھ کر وہ صاف کرتا اور میں عاشق وہ لالچی ٹھول جاتا ہوں اسے اس راہ میں آفتاب دہی تھیں۔

غزل 59

از رنگ کرد آنچہ بمن روزگار کرد در سختی نکلنا مرا دید، خوار کرد

لغت : سختی : مشکلات، تکلیف، ملت، طلی۔۔۔ نکلنا : ٹھٹھا، ٹھٹھا دوسرے۔۔۔ خوار کرد : ذلیل کیا۔۔۔

ترجمہ : مجھ پر زمانے کے ہاتھوں جو کچھ گزاری وہ اس زمانے کے رنگ کی بنا پر گذری کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ میں مصائب میں بھی ٹھٹھا رہتا ہوں تو اس نے مجھے ذلیل و طوار کر دیا۔ مطلب یہ کہ اب اس حالتِ ذلت و خواری میں میں ٹھٹھا نہ رہ سکوں گا۔

اور دل تھی زینتش من کیند داشت چرخ چوں دید کل نہ ماند نہیں، آشکار کرد

لغت : زینتش : سوار، بصیرت، دہائی۔۔۔ کیند داشت : دشمنی رکھتا تھا۔۔۔ کل : کہ اس کو۔۔۔ نہ ماند : نہیں رہی۔۔۔ آشکار : کھل کر، ظاہر۔۔۔

ترجمہ : میری بصیرت و دہائی کے باعث آسمان کے دل میں میرا کینہ تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کا یہ کینہ اب غلی نہیں رہا یعنی لوگوں کو اس کاظم ہو گیا ہے تو وہ مجھ سے کھل کر دشمنی پر اتر گیا۔

بد کرد چوں سپر بمن، گرچہ بمن بدم باید بدیں حساب ز نیل شام کرد

لغت : بد کرد : برا کیا۔۔۔ بدیں حساب : اس حساب سے، اس لحاظ سے۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ میں ایک برا انسان ہوں اور ایک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا لیکن چونکہ آسمان نے مجھ سے برا سلوک کیا اس لئے ضروری ہے کہ میرا شمار ایک لوگوں میں ہو۔ مطلب یہ کہ آسمان ایسے لوگوں ہی کو اپنی دشمنی کا نشانہ بناتا رہتا ہے، چنانچہ شاعر سے بھی اس کا یہی رویہ ہے۔ لہذا شاعر پرچہ برا کسی اس لحاظ سے توہنجیوں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔

لنگر گست صرصر و کشنی شکست موج دانا خورد و رنج کہ تلاں چہ کار کرد

لغت : صرصر : تیز ہوا، آواز۔۔۔ خورد و رنج : خورد و رنج : افسوس کرتا ہے۔۔۔ لنگر : وہ رس یا زنجیر جو کشنی یا ہڈا کو روک رکھنے کے لئے کبھی بھاری چیز سے باندھ رکھتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : میری کشنی یا لنگر تو ضرور جبکہ کشنی موجوں کا نشانہ بن گئی یعنی ٹوٹ گئی۔ میری اس ضرورت حال پر دیکھو کہ افسوس ہوا کہ مجھ تلاں نے یہ کیا کیا۔ ظاہر ہے یہ جو کچھ ہوا اس میں میرا کوئی دخل نہ تھا یہ تو سدا متحرک یا ہڈا کا معاملہ۔ مطلب یہ کہ قصداً توہ کے آگے انسان بے بس ہے۔

از بس کہ در کشاکش از کار رفت دست بند مرا گسستن بند استوار کرد

نعت : ابراہیم کہ : اس حد تک بہت زیادہ۔۔۔ درکش کلم : کھینچا کئی میں میرا۔۔۔ از کار رفت : بیکار ہو گیا۔۔۔ گسستن بند : بند یا ذخیرہ توڑنا۔۔۔ استوار کرد : اور بھی مضبوط کر دیا۔۔۔

ترجمہ : کھینچا کئی میں میرا ہاتھ تاکہ اس حد تک بیکار ہو گیا کہ میرے بندھن توڑنے کے عمل نے انہیں بندھنوں کا اور بھی مضبوط کر دیا۔ کھینچا کئی سے مراد زندگی کے بندھنوں سے آزاد ہونے کی کوشش ہے۔ گرا آوری ان سے آزاد ہونے کی ہنس نند و جدوجہد کرتا ہے اسی قدر انہیں اضافہ ہو چلا جاتا ہے۔

عمرے پہ تھری بسر آوروہ ام کہ مرگ شلوم پہ روشنائی شمع مزار کرد

نعت : تھری : تھری۔۔۔ عمرے : ایک عمر کا خاصہ۔۔۔

ترجمہ : میں نے زندگی کا بیشتر حصہ تاکہ اس طرح تھری میں یعنی غم و کام میں گذرا ہے کہ جب موت نے آ کر میری شمع مزار روشن کر دی تو اس نے مجھے ٹوٹ کر دیا۔ آوری نکھڑ ہے کہ موت سے اسے غم و کام سے بہت دل جاتی ہے لیکن اہل ذوق :

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چین نہ پلایا تو کہہ مر جائیں گے

تمہے پہ رخم من فتد از دست من بخاک افراط ذوق دست مرا رخشہ دار کرد

نعت : پہ رخم من : میرے برخلاف یعنی میری آرزو کے برعکس مرنا بہت دل چاہتا تھا۔۔۔ افراط : کثرت، زیادتی، بہتت۔۔۔ رخشہ دار : رخشہ والا، کھینچا یا تھرا قہرا بہت والا۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ میری آرزو کے برعکس مرنا بہت دل چاہتا تھا۔۔۔ افراط : کثرت، زیادتی، بہتت۔۔۔ رخشہ دار : رخشہ والا، کھینچا یا تھرا قہرا بہت والا۔۔۔

کوہ نظر حکیم کہ گھٹتے ہر آینہ نقواں فزوں ز حوصلہ جبر اختیار کرد

نعت : کوہ نظر : کوہ نظر، نگ نظر، کم غم۔۔۔

ترجمہ : وہ منظر کوہ نظر تھا جس نے یہ کہا کہ اپنے حوصلے سے بڑھ کر جبر اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ یعنی طبیعت پہ اتنی جبریاتی ہو جاتا ہے برداشت کر لے، غالب اس قول کو غلط قرار دیتا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طبیعت پہ زیادہ سے زیادہ جبری اسے طاری ہوتا ہے اور یوں اس کے لئے جبر نہیں رہتا یہ حکیم کون ہے؟ اس کا پتا نہیں چل سکا۔ ممکن ہے غالب نے اپنی بات میں زور دینا کرنے کی خاطر یہ حوالہ دیا ہو۔

نومیدی از تو کفر و تو راضی نہ ای بہ کفر نومیدیم وگر بتو امیدوار کرد

نعت : نومیدیم : میری ناامیدی۔۔۔ نہ ای : تو نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : تیری بات سے ناامید ہونا کفر کے برابر ہے اور کفر تجھے پسند نہیں، اسی لئے میری ناامیدی نے تجھے حق سے امیدوار کر دیا ہے۔ یعنی ظاہر میں ناامید ہوں لیکن حقیقت میں امید ہے۔ راضی نہ ای کی تصحیح ہے۔ ایک آیت میں یہ کہا گیا ہے۔ "لا تقسطنوا من رحمۃ اللہ اللہ کی رحمت سے ہوس نہ ہو۔"

غالب کہ چرخ را بہ نوا داشت در سماع اشب غزل سرود و مرا بے قرار کرد

نعت : بہ نوا نغمہ سے۔۔۔ داشت در سماع : وہ میں لایا۔۔۔ غزل سرود : غزل گاں، غزل کی۔۔۔

ترجمہ : غالب نے، جو اپنی نغمہ سرائی سے آسمان کو بھی وہ میں لے لیا وہ آج رات غزل گاں لگائی اور مجھے بے قرار کر دیا۔ غزل گانے

سے مڑاؤ غزل تخلیق کرتا ہے اور یہاں مڑاؤ ہی غزل ہے۔ غزل نے خود کو تیسرا قص (واحد غائب، قرار دے کر جس سے قراری کی بات کی ہے) واسطہ اس سے مڑاؤ اس غزل کی ہے۔ حال نکلی ہے۔

غزل # 60

بہ ذوقے سر زمستی در قفاے وہ رواں دارو کہ پنداری کند یار بچوں مار جاں دارو
لغت : سر در قفاے وہ رواں دارو : وہ چلنے والوں کا بچھا کرتی ہے۔۔۔ پنداری : تو کچھ، گویا۔۔۔ مار : سناپ۔۔۔ کند یار : مڑاؤ محبوب کی ڈانٹیں جو کند کی طرح ہیں۔۔۔

ترجمہ : محبوب کی ڈانٹیں ایک خاص ذوق کے ساتھ اور عالم مستی میں وہ چلنے والوں کا کچھ اس طرح بچھا کرتی ہیں گویا ان میں سناپ کی طرح ہاں ہے۔ یعنی جس طرح سناپ وہ چلنے والوں کو گائے کے لئے ان پر لٹکا ہے اسی طرح اس کی ڈانٹیں ان پر لگتی ہیں تاکہ انہیں اپنا امیر و شہنشاہ نہ بنیں۔

ختم ساز تھمے است کز ہر زخمہ دروے ہمارا مست آواز شکست استخوان دارو
لغت : ختم : ختم، ختمہ، ختم۔۔۔ کز : کہ از۔۔۔ زخمہ دروے : درد کی معرپ یعنی نہیں۔۔۔ شکست استخوان : ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ۔۔۔ ہمارا ایک فرضی پردہ ہڈیاں کھاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا بدن تھما کا ایک ایسا ساز ہے کہ جو درد کی ہر معرپ پر جاگ بھری ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ کی آواز سے مست کر دیتا ہے۔ یعنی درد کی ہر ضرب پر نہیں اٹھتی ہے اور ہڈیاں ٹوٹتی ہیں۔ ہمارا کاس آواز پر مست ہونے کا مطلب ہے کہ وہ خوش ہے اب یہ ٹوٹی ہوئی ہڈیاں اس کے جھٹے میں آئیں گی۔

ہو اسے ساقی دارم کہ تپ ذوق رفتارش صراحی را چو طاووسان بھل پر فشاں دارو
لغت : ہو اسے ساقی : ایک ایسے ساقی کی خواہش، تمنا۔۔۔ طاووسان بھل : ذمی سور۔۔۔ طاووسان : طاووس کی توج۔۔۔ پر فشاں : پھڑپھڑانے پر تڑپنا۔۔۔

ترجمہ : مجھے ایک ایسے ساقی کی تمنا ہے جس کی چال کی لذت کی گرمی سے صراحی اس طرح پھڑکے گئے جیسے ذمی سور پھڑپھڑاتی رہے رہے ہوں۔ محبوب کی دلکش چال کی طرف اشارہ ہے۔ اسکی چال سے متعلق یہ شعر ملاحظہ ہوا

رفتار تری سے نکا برستا ہوا ہادل جس راہ سے گذرے تو وہی راہ گذر مست
بلازم سادگی طفل است و خوں ریزی نمی دانند بہ گل چیدن ہاں ذوق شکر کشنگں دارو
لغت : ہلازم سادگی : میں محبوب کے بھول پن پر ہڑکے خوش ہوتا ہوں۔۔۔ گل : چھ۔۔۔ گل چیدن : پھول توڑنا۔۔۔ چنا : ہنسی : دینا ہی۔۔۔ شکر کشنگں : مارے ہوں کی گنتی۔۔۔

ترجمہ : مجھے محبوب کے بھول پن پر ہڑکے کہ وہ ابھی کم سن ہے اور عشاق کے ٹٹوں ہانے کے ادھک سے واقف نہیں، اس کا پھول توڑنے کا انداز ایسا ہے گویا وہ اپنے کشنگں کی گنتی کا ذوق نہ راکر نہاد۔ کم سن محبوب طرح پھول توڑ کر گن رہا ہے۔ شاعر کے نزدیک اس کا یہ عمل اپنے عشاق کشنگں کی گنتی کرنے کے برابر ہے۔ یعنی اسی کم سن میں وہ پھول اپنے ذوق نہ راکر رہا ہے۔

دل از ہم ریز و حسرت اساسِ تھکے خوابِ غم آذر جزو و طاقتِ قماش پر نہیں دارد
 لغت : دل از ہم ریزو : دل ریزہ ریزہ ہو رہا ہے۔۔۔ اساس تھکے : ایک مضبوط ٹیلا۔۔۔ آذر جزو : آگ برسا رہا شطِ نقوشی کر رہا ہے۔۔۔
 قماش پر نہیں : ریشم کی سی فصلت۔۔۔

ترجمہ : دل تو ریزہ ریزہ ہو کر گر رہا ہے جب کہ حسرت مضبوط بنیاد کی طالب ہے اور غم شطِ تعمیر رہا ہے اور ہماری قوت برداشت ریشم کی فصلت کی سی ہے۔ یعنی حشر میں برداشت کرنے کے لئے ایک مضبوط دل کی ضرورت ہوتی ہے اور پہلا دل اتنا قوی نہیں رہا۔ حشر میں اسے تھکا کر دیا ہے اور جس طرح ریشم فوراً آگ بکڑ لیتا ہے اسی طرح پہلا دل غم کی آگ میں جل جاتا ہے یعنی یہ آگ برداشت نہیں کر سکتا۔
 ہر دل بدم گیس از سوخ : دامن زیر کوہ آمد غم گرداب طوفانِ تاجہ رختم را گرہاں دارد

لغت : ہر دل بدم گیس از سوخ : میں نے کل سوہوں سے نکال لی یعنی طرد کو کہا کہ سے چھایا۔۔۔ تاجہ : کس جھکے کھکے۔۔۔ غم گرداب : ہمنور کی غمی۔۔۔ رختم : میرا لباسِ اسفلت۔۔۔ گرہاں : بوجھل۔۔۔

ترجمہ : میں نے خود کو سوہوں میں پاک ہونے سے تو چھایا لیکن میرا دامن ہاڑ کے دامن کے نیچے آگیا۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ طوفان کے ہمنور کی غمی نے میرے لباس کو کس قدر ہماری کر دیا۔ مطلب یہ کہ انسان دنیوی طاقت سے بچنے کی کوشش بھی کرے تو بچ نہیں سکتا کیونکہ ان طاقت کا ایک ایسا سلسلہ جاری رہتا ہے جس میں وہ ایک سے لگ کر دوسرے میں پھنس جاتا ہے۔

برنجہ از دمِ تنج تو صید و درِ مید نما بہ امیدِ طانی چشم بر پشتِ کمان دارد
 لغت : برنجہ : رنجیدہ یا آزرده ہوتا ہے۔۔۔ دم تنج : تھواری دھار۔۔۔ صید : شکار۔۔۔ مید نما : زمین کی جھج، ہلکانہ۔۔۔ طانی : کئی ڈری کرہ۔۔۔

ترجمہ : تیرا شکار یعنی عاشق تیری تھواری دھار سے تو رنجیدہ ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ بھانجے ہوئے اپنی نگاہیں کمان کی پشت پر اس امید میں لگائے ہوتا ہے کہ شاید اس طرح وہ تھواری کی پٹری ہو جائے۔ یعنی کوئی تیرا لگے۔ تیرا لگ جائے تو دھار کی پٹری ہو جائے گی۔
 دلم در حلقہ دامنِ بلا می رقصہ از شادی ہانا خویشستن را در غم ز نقش گمان دارد

لغت : حلقہ دامن بلا : مصائب و کلام کے جال کا حلقہ۔۔۔ می رقصہ : ناچ رہا ہے، غرض ہو رہا ہے۔۔۔ ہانا : گویا۔۔۔
 ترجمہ : میرا دل مصائب و آگام کے جال میں پھنسا ہوا خوشی سے یوں ناچ رہا ہے جیسے وہ اس محبوب کی آنکھوں کے سچے و غم میں گرفتار ہو۔ گویا عاشق کے لئے محبوب کی شکل پرانی آنکھوں کا تصور بھی اسے مصائب سے بھرتا دلاتا ہے۔

بہ گل باے بہشتم مرثوہ توں داو در راہش من و خاک کے از نقش کف پائے نقش دارد
 لغت : بہ گل باے بہشتم : مجھے بہشت کے پتھروں کی۔۔۔ مرثوہ : خوش خری۔۔۔

ترجمہ : اس کی راہ میں چلے ہوئے مجھے بہشت کے پتھروں کی خوش خری نہیں دی جاسکتی۔ یعنی مجھے ایسی کسی خوش خری کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ میں ہوں اور اس کی راہ کی خاک جس پر اس کے قدموں کے نقش ہیں۔ یعنی میرے لئے تو محبوب کے نقش قدم بہشت کے پتھروں سے کہیں زیادہ محفل ہیں اور میں بھی بہشت میں کی ہے۔

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں
 بہ شمع آویز و حق کی جو کم از جھنوں نہ ای بارے دلش با محمل است اما زباں با سارہاں دارد

لغت : بہ شمع آویز : شمع سے دوڑتہ رہ۔۔۔ حق کی جو : حق کی تلاش کر۔۔۔ بارے : بارے۔۔۔ آخر۔۔۔

ترجمہ : تو شرعاً سے بھی دلالت دہ اور حق یعنی محبوب حقیقی کی بھی تلاش میں رہ۔ آخر تو تجھوں سے تو کم نہیں ہے جس کا دل تو عمل میں ہے لیکن زبان اس کی سادہان کے ساتھ ہے۔ یعنی اس کی ساری قوت و اپنی عمل لائق محبوبہ لیلیٰ کی طرف ہے لیکن ہاتھ وہ سادہان سے کر رہا ہے۔ شرعاً کو سادہان سے اور حق کو عمل سے تنبیہ دی ہے۔ مل کے مطابق یہ شعریہ افکار سے ہے۔ (تحلیل کا سوئی)۔

رحم ذال ترک صید اقلن کہ خواہم صرف من

گردو

لغت : رحم : میں بھانکتا ہوں۔۔ ترک : ترکہ محبوب۔۔ صید اقلن : شکار کرانے والا یعنی شکاری۔۔ مستحق ہائے عتاب : لگام کا ٹھٹھا۔ پھوٹ اور تیز رفتاری۔ لگام ٹوٹ جانے تو ساری کے جانور کو روکنا مشکل ہوتا ہے اور وہ بھاگنے لگتا ہے۔

ترجمہ : میں اس شکاری ترک سے اس خاطر بھاگ رہا ہوں کہ اس کی لگام میں جتنی بھی بے اندازہ تیز رفتاریاں ہیں وہ انہیں میرے تعاقب میں داخل کر لے۔ یعنی عاشق کسی در کدے سے نہیں بھاگ رہا بلکہ اس کا مقصد محبوب کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے۔

خدا را وقت پر عشق نیست غنیمت بگذر از غایت

لغت : خدا را : خدا کے واسطے۔۔ عشق : پرچہ بگم۔۔

ترجمہ : خدا کے واسطے میں کے دجاہوں کی یہ وقت کہی پرچہ بگم یعنی حال پر ہی کا نہیں ہے تو غایت کا خیال بھڑوڑے اس لئے کہ اس کی جان لہو تک آئی ہوئی ہے اور اس کی زبان پر بہت سی داحتیں بھی ہیں۔ یعنی غایت کی حال پر ہی کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اگر اس نے اپنی داحتیں اپنے فم سے خارج کیں تو کہیں ایمان نہ ہو کہ وہ اسی ہی نگاہ سے اور اس کی جان نہ لگے اور وہ بھرے فموں میں ڈوب جائے۔

غزل # 61

صاحب دل است و مہرور، عشقم بہ سلسل خوش نہ کرو

لغت : صاحب دل : نچیت بھرا دل رکھنے والا۔۔ مہرور : نامور، نام والا، مشہور۔۔ آشوب پیدا : ناخبرگی یا ہلکا آراہی۔۔ اندوہ چنل : پاشیدہ فم۔۔

ترجمہ : وہ محبوب صاحب دل بھی ہے اور مہرور بھی اسے میرے خلق کا مہرور سلطان ہونا پسند نہیں آیا یعنی اسے عاشق کا مہرور نہیں ہونا اس کی نمود و نمائش اور اسی طرح اس کی نچیت کا اعتبار پسند نہیں۔ اس لئے کہ خلق و نچیت کی ناخبرگی یا ہلکا آراہی اس کے لئے باعث شک ہے اور پاشیدہ فم اسے پسند نہیں۔ یعنی محبوب کو یہ بات گوارا نہیں کہ عاشق اپنے خلق کا مہرور اس کا چہرہ اور نہ اسے یہ پسند ہے کہ عاشق کا فم اس کے دل میں چھپا رہے اس لئے کہ وہ خود صاحب دل بھی ہے اور مہرور بھی یعنی وہ اس کیفیت سے گذر رہا ہے اس لئے عاشق کو تذکرہ جان کی ضرورت نہیں۔

داست بے حس ناختم، الماس زور بریش من

لغت : بے حس : بے حس، بے حرکت نہ کر سکے۔۔ شست : نکالنے۔۔ زلم : خبیث۔۔ خبیث : اس نے بنا۔۔

ترجمہ : اس نے میرے ہاتھوں کو بے حس بنا دیا چنانچہ اس نے میرے زلم پر الماس چھڑک دیا۔ اس نے اپنے نکالنے کو اتنا زور دیا جتنا کہ

حیر کے آگے اپنی نگاہ سے اچھٹا نہ لگے۔ دلوں پر باخبر ہمارے ہائیں تو وہ پھیلے جاتے ہیں اسی طرح اگر دلوں کے اندر میرے کی گئی چلی جائے تو وہ دلوں کو گمراہ کر دیتی ہے۔ گویا محبوب نے عاشق کے دلم ہانے دل کو اٹھا کر گمراہ کیا کہ اسے حیر کی انی سے دلم لگانے کی ضرورت نہ رہی۔

آں خود بہ بازی می برد ویں راود جو می نشرد

لغت : بہ بازی می برد: فنی مذاق میں جھگڑ لیتا ہے۔۔۔ راود جو می نشرد: دودھ کی لعلرود: دودھ کے برابر بھی نہیں جانتا حقیر جانتا ہے۔۔۔ نشرد: میں نے اسے دکھایا پیش کیا۔۔۔ آور دوش چل: اس کے پاس چلنا لیا یعنی جان پیش کی۔

ترجمہ : محبوب کو جب میں نے اپنا دلیان پیش کیا تو وہ فیس دیا یعنی اس کا تحسین کر لیا اور اسے اپنی جان پیش کی تو اسے میرا یہ اقدام اچھا نہ لگا اس لئے کہ جان تو وہ مذاق مذاق ہی میں اڑا لیتا کالے لیتا ہے جبکہ دین دلیان کو وہ حقیر یا بے اہمیت جانتا ہے۔۔۔ دراصل غالب نے خود ہر واسطہ دین کو بے اہمیت قرار دیا ہے۔

در بزم آ تا خوش کز شہر پنہاں می روم

لغت : خوش: میں نے اسے کھلا۔۔۔ پنہاں می روم: چھپ کر یعنی غاسوشی سے جا رہا ہوں۔۔۔ دل بست: اس کے دل کو اچھا لگا۔۔۔ بہ عنوان: آغاز میں۔

ترجمہ : میں نے اس محبوب کے نام اپنے خط میں لکھا کہ میں شہر سے چوری چھپ یا غاسوشی کے ساتھ جا رہا ہوں۔ میری یہ خبر تو اس کے دل کو پہنچی لیکن خط کے آغاز میں لکھا ہوا میرا نام اسے اچھا نہ لگا۔ گویا عاشق کا شہر سے چلے جانا محبوب کو اس لئے اچھا لگا کہ اس کے ہاتھوں سے اس محبوب کی جان بچ گئی۔

دارم ہوا سے آں پر ی کو بس کہ نفرد سرکش است

لغت : کو: کو: کہ اور کہ وہ۔۔۔ نفز: اچھا، خوب، پسند۔۔۔ سرکش: رام ہو گئی۔۔۔ پر ی خواں: جو بعض قرائی آیات چھ کر ہی بہ کھوپا بناتا اسے رام کرتا ہے۔

ترجمہ : مجھے اس پر ی (محبوب) کی آرزو ہے کہ وہ بے حد مصفا میں ہو اور سرکش بھی۔۔۔ در جلد سے تو رام ہو جاتی ہے لیکن پر ی خواں کا بندہ ایک طرح سے اٹھتا ہے اسے اچھا نہیں لگتا۔ مطلب یہ کہ محبوب صحیح معنوں میں وہ ہے جو عاشق کے زہد و پرہیز گاری سے نہیں بلکہ اس کی لگی نیت سے متاثر ہو۔

فریاد زان شرمندگی کارند چوں در محشرم

لغت : کارند: کہ آرزو، لائیں کے لایا جائے گا۔۔۔ در محشرم: مجھے محشر میں۔۔۔ ایک: یہ رہا۔۔۔ خود سرا سر رہا۔۔۔

ترجمہ : آہ میرے لئے وہ ساری سکتی ہوئی شرمندگی کا باعث ہو گا کہ وہ محشر میں مجھے اس حالت بھاری کے حضور پیش کرتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ اس سر ہمارے بچے نے دوست (محبوب حقیقی) کے فریاد کو اچھا نہ جانتا یعنی قبول نہ کیا۔ مراد یہ کہ اس محبوب حقیقی سے نیت کا دعویٰ بھی کیا جائے اور اس کے احکام پر عمل بھی نہ کیا جائے تو ظاہر ہے یہ ایک شرمناک بات ہوگی۔

عام است لطف دلبر آں جز عام نہ نمود دل بر آں

لغت : نہ نمود دل بر آں: اس پر دل نہیں لگا کہ فریاد نہیں ہو گا۔۔۔ زحمتناش: اس کے خواہش میں سے۔۔۔ ماں: مت جان۔۔۔ حیاں: فہم، اندوہ۔۔۔

ترجمہ : حسیوں کا لطف و محبت اور مہربانی عام ہے اور صرف عام لوگ ہی ان کے اس انداز پر فریاد کرتے ہیں۔ تو ایسے عاشق کو اس کے خواہش میں سے مت بچو کہ وہ اندوہ کو اچھا نہیں سمجھتا۔ یعنی نیت میں عاشق اگر فہم و اندوہ کو اچھا نہیں سمجھتا اور ان سے بچتا ہے تو وہ بچا

ماہق نہیں۔

شرع از سلامت: پیشگی عشق مجازی بر نکست زاہد بہ سنج صومعہ غوغائے سلطانِ خوش نہ کرو

لغت: سلامت: جتنی: سلامتی، مصائب و آکام سے بچ کر رہنا۔ بر نکست: برداشت نہیں کیا۔ سنج: کچا، کوبہ گوش۔ صومعہ: مہلت ٹک۔ غوغائے سلطان: سلطان کا شور شرابہ حسن کی ہنگامہ آرائی۔

ترجمہ: شرع یعنی دین واری اپنی سلامت پسندی کی بنا پر عشق مجازی کو برداشت نہ کر سکی، چنانچہ زاہد مہلت خانہ کے گوشے میں بیٹھ گیا اس لئے کہ شاہانہ ہنگامہ آرائی اسے پسند نہ تھی۔ مطلب یہ کہ عشق مجازی میں عاشق کو آکام و مصائب کا سامنا رہتا ہے، جنہیں زاہد دور پرہیزگار لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔

ہامیہ میاویز اسے پدر فرزند آذر را نگر ہر کس کہ شد صاحب نظر دین بزرگ گل خوش نہ کرو
لغت: میاویز: مت اللہ۔ فرزند آذر: مراد حضرت ابراہیمؑ آذر بہت جلاہت تراش دیت پرست قہ بعض کے نزدیک وہ حضرت کاچا قہ۔ صاحب نظر: نظر والا صاحب بصیرت و دانش۔

ترجمہ: اے ہاپ مجھ سے مت اللہ، نگران کر، تو ذرا آذر کے بیٹے کو دیکھ۔ ہاپ بہت جلاہت تراش اور چٹا غیر دونوں میں اختلاف رہتا قہ۔ جو کوئی بھی صاحب نظر ہو گیا اسے اپنے بزرگوں کا دین اچھا نہیں لگا۔ مراد یہ کہ نوجوانوں اور بزرگوں میں سوچ کا اختلاف ہو سکتا ہے اور نوجوان کی سوچ اور فکر اپنے جوں سے ممتاز ہو سکتی ہے۔

گویند صنعاں توبہ کرد از کفر طواں بندہ اسے کز خود فروشی ہائے دین بخشش ذریعہاں خوش نہ کرو

لغت: صنعاں کے ایک بزرگ تھے جن کے سات سو مہر تھے۔ شیخ فرید الدین بھی ان کے مہر تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم کی ہذا سے ایک آنٹ پرست لڑکی پر عاشق ہو گئے اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔ آخر شیخی ہدایت نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بحر عقد بخش اسلام ہو گئے۔

ترجمہ: کہتے ہیں صنعاں نے کفر سے توبہ کر لی تھی، کیا مہل انساں تھا جسے دین کی خود فروشیوں کے باعث خدا کی طرف سے بخشش ابھی نہ گئی۔

عالم بہ فن گفتگو نازد بدیں ارزش کہ او نحوشت در دیوان غزل ہا مصطفیٰ خاں خوش نہ کرو

لغت: نازد: فر کرنا ہے۔ ارزش: عزت۔ مصطفیٰ خاں: نواب مصطفیٰ خاں شینو۔

ترجمہ: عالم اپنے فن گفتگو یعنی فن شعر کوئی پر نظر کرنا ہے اور وہ اس لئے کہ جب تک نواب مصطفیٰ خاں شینو اس کی کوئی غزل پسند نہ کرے وہ اسے اپنے دیوان میں درج نہیں کرتا۔

غزل # 62

قدر مشتاکاں چہ دانند دور ما چہ خوش بود آنکہ دائم کار با دلہائے فرخندش بود

لغت: چہ خوش: اسے کتنا۔ دائم: بیش۔ کارما بود: واسطہ بننا ہے۔ دلہائے فرخندش: اسے خوش دلوں سے۔

ترجمہ: دور انساں جسے بیش زندہ دل اور خوش رہنے والے انسانوں سے واسطہ بننا ہے اسے عاشقوں کی قدر و اہمیت کی کیا خبر ہو سکتی ہے اور

اسے ہم عاشقوں کا ذمہ دہر کس حد تک ہو سکتا ہے۔ عشاق بیٹ غم و الم کا شکار رہتے ہیں۔ اس کا احساس تو اس کو ہو سکتا ہے مگر طو اس راہ گارہی ہو۔

شاید ماہم نفسیں آرا و رنگیں محفل است لاجرم در بند خویش است آنکہ در بندش بود
 لغت : ہم نفسیں آرا؛ ہم نفسیوں کو آراستہ کرنے والا۔ رنگیں محفل؛ محفل کو رنگین بنانے والا۔ لاجرم؛ بلاشبہ، یقیناً۔ در بند خویش است؛ وہ اپنی ذات کا اسیر ہے۔ آنکہ در بندش بود؛ جو اس سے وابستہ ہو گیا۔
 ترجمہ : ہمارا محبوب ہم نفسیں آرا بھی اور محفل کو رنگین بنانے والا بھی ہے۔ بلاشبہ جو بھی اس سے وابستہ ہو گیا وہ اپنی ذات کا اسیر ہو گیا۔ یعنی جس طرح وہ محبوب خود کو آراستہ رہا ہے اسی طرح اس کے پاس بیٹھے والے بھی اپنی انداز اختیار کرتے اور محبوب ہی کی طرح رنگین محفل کا باعث بنتے ہیں۔ گویا اس کا سرا محبوب ہی کے سر ہے۔

در نگارم روضہ فردوس نہ کشاید دلش آنکہ در بند دروغ راست مایہش بود
 لغت : نگارم روضہ؛ رنگیں باغ۔ دروغ راست مایہش؛ اس کا جگہ کی بھڑ بھڑ۔ نہ کشاید دلش؛ اس کا دل خوش نہیں ہو گا۔
 ترجمہ : جو عاشق محبوب کے جگہ کی بھڑ بھڑ کا اسیر ہو گیا اس کا دل فردوس کے رنگیں باغ میں خوش نہیں ہو گا۔ محبوب اس طرح بھڑ بھڑ ہے کہ عاشق اسے جگہ سمجھنے لگتا ہے۔ اس کا یہ انداز گویا سبز باغ دکھانے کی بھڑ ہے۔ شمع نے اس حوالے سے جنت کے رنگیں باغ کی بات کی ہے، مطلب یہ کہ محبوب جو سبز باغ دکھاتا ہے عاشق کے لئے اس کے مقابلے میں باغ جنت کی کوئی اہمیت نہیں۔

آں کہ از فتنی بہ خاموشی دل از مای بود وائے گرچوں ما زبان نکشتہ پیہدش بود
 لغت : فتنی؛ خوشی۔ دل از مای بود؛ ہمارا دل اڑا رہا ہے، ہمیں اپنا فریضہ کر لیتا ہے۔
 ترجمہ : وہ محبوب جو اپنی خوشی اور اسے خاموشی کے ساتھ ہمیں اپنا فریضہ کر لیتا ہے، انوس کی بات ہو گی اگر اس کی زبان ہماری طرح نکو سچ ہو۔ جس کی خاموشی میں اتنی دل کشی ہے کہ عاشق ہے ساتھ اسے دل سے بیٹھتا ہے تو اگر وہ نکو سچ پر اتر آئے تو ظاہر ہے ہوا سے عاشق پر کیا قیامت نہ گذر جائے گی۔

در ستم حق پناہش گفتن از انصاف نیست آنکہ چندیں نکلیہ بر علم خداوندش بود
 لغت : حق پناہش گفتن؛ اسے حق یا حقیقت کو نہ بچانے والا کہنا۔ چندیں؛ احکامات۔ نکلیہ؛ بھڑ بھڑ۔ علم؛ ہدایت، عقل۔
 ترجمہ : وہ محبوب جسے اپنے خدا کے علم پر بھڑ بھڑا ہے اسے حق پناہش کہنا انصاف کی بات نہ ہو گی۔ "وَلَا تَعْلَمُ جِہم" اور "اللہ تعالیٰ ہدایت دہا ہے" اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ عظیم ہونے کی بنا پر انسان کی خطاؤں اور زیادتیوں سے درگزر کرتا ہے تو محبوب بھی اگر خدا کی اس صفت کا سہارا لے کر مطلق پروردگار کو ستم کرنا رہا ہے تو اسے حق پناہش کہنا ماضی کی بات ہو گی۔

بچہ دانی اس ہمہ شور عتاب از ہر چیت آجگہا تھنہ موج شکر خدش بود
 لغت : بچہ دانی؛ کیا تجھے کچھ خبر ہے۔ شور؛ ہنگام، کھ۔ موج شکر خدش؛ اس کی مٹھی جی کی لہر۔
 ترجمہ : کیا تجھے کچھ خبر ہے کہ محبوب کا یہ غم و غصہ کہاں تک پہنچے گا۔ یہ اس لئے ہے کہ مطلق کے دلوں میں اس کی موج شکر خدش کی مٹھی جو ہے۔ مین ان کی یہ خواہش بھی تو بھری ہو کہ محبوب عتاب بھرا کر اپنی مٹھی جی سے ان کی طرف صوبہ ہو۔

نازم آں خود میں کہ ناپید غیر خویشش در نظر گر تباک رہ گزار دوست سوگندش بود
 لغت : خود میں؛ خود کو دیکھنے والا اپنی ذات میں خود کو گویا ہوا۔ غیر خویشش؛ اسے اپنے سوا۔ سوگندش بود؛ اسے قسم دہانی جائے۔
 ترجمہ : نازم آں خود میں کہ ناپید غیر خویشش در نظر گر تباک رہ گزار دوست سوگندش بود

ترجمہ : میں اس خود پس انسان کا مصروف ہوں جسے اگر دوست کی راہ گزر کی خاک کی قسم دلائی جائے تو اسے اس خاک میں اپنے سوا اور کچھ نظر نہ آئے۔ یعنی وہ کچھ خود ہی راہ گزر دوست کی خاک ہے اور یہ امر محبوب سے اس کی انتہائی نفرت کی علامت ہے۔

اگر کہ خواہد در صف مردان بجائے نام خویش خون دشمن سرخ تر از خون فرزندان بود
تفت : مردان : موی حج و عمرہ، مٹی عرف جنس۔۔۔ بجائے نام خویش : اپنے نام کا نام، متعلق۔

ترجمہ : وہ انسان جس کی یہ خواہش ہو کہ اس کا نام پیش کے لئے ہر مسئلہ اور مٹی عرف دشمنوں کی نفرت میں شامل ہو اس کے نزدیک دشمن کا بھی خون اس کے اپنے بیٹے کے خون سے کہیں زیادہ مرغ ہو تا ہے۔ یعنی وہ انکا مٹی عرف ہوتا ہے کہ دشمن کا بھی خون بھلا اچھا نہیں سمجھتا اور ایسے قتل کو وہ اپنے بیٹے یا مزے کے قتل کے برابر سمجھتا ہے۔

باخود گفتم نشان اہل معنی بازگو گفت گفتارے کہ با کردار بچندش بود
تفت : اہل معنی : اہل حقیقت و مراقب۔۔۔ بازگو : تا۔۔۔

ترجمہ : میں نے عقل سے کہا کہ تجھے یہ تاکہ اہل معنی کی نشانی کیا ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ اہل معنی وہ لوگ ہیں جن کی سمجھ بوجھ ان کے کردار سے رہتی ہو۔ یعنی ان کے قول اور فعل میں تضاد نہ ہو، جو کہیں اس پر عمل کریں۔ لیکن عام لوگوں کی روش کچھ اس طرح ہے:

اقبال بڑا اچھا شیک ہے من باتوں میں سوہ لیتا ہے گفتار کا عازی بن تو کیا کروار کا عازی بن نہ سکا
خالہا زمار بود از ما بخون مانگیر قاتل ما را کہ حاکم آرزو مندش بود

تفت : زمار : خیر واد، دیکھو۔۔۔ آرزو مندش بود : اس کا آرزو مند ہو، اس کا چاہنے والا ہو۔۔۔

ترجمہ : اے جانب دیکھ! امارے یہ یعنی ہمارے قتل کے بعد ہمارے قتل کے مسئلے میں اس قاتل کو قصاص کیجئے یا پھر بس نہ کچھ جس کا چاہئے دلا حاکم بھی ہو۔ یعنی قتل کی پھر بس تو حاکم نے کہنے ہے، اگر وہی اس محبوب کے دم نجات میں گرفتار ہو گا تو وہ بھلا خشناری فریاد کیے کرتے گا اس لئے غامضی بہتر ہو گی۔

غزل # 63

بہر خواری بسکہ سرگرم خلاشم کردہ اند پارہ اے نزدیک در ہر دور باشم کردہ اند

تفت : پارہ اے : کہیں نہ تنگ نہ ہو۔۔۔ دور باش : دور رہ، ہلچل، شکی ساری کے آگے چلے دلا تعجب کو اور لگاتا ہے تاکہ لوگ اس سواری سے دور رہیں۔۔۔

ترجمہ : میری ذلت و خواری کے لئے قصاص قدر نے مجھے خلاش و تنگی میں ہے، چنانچہ مجھے ہر دور باش کے بھی قدر نزدیک کر دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے ہر آدمی شکی سواری کے نزدیک جائے گا اسے ذلت و تنگی چلے گی اور ذلیل کیا جائے گا۔ مطلب یہ کہ خلاش و تنگی کی راہ میں قدر نے مجھے جو اس قدر سرگرم رکھا ہے تو اس سے اس کا قصاص میری ذلت و خواری ہے جسے وہ ہر طور پر راکر رہی ہے۔

ترجمہ از رسوائیم آخر، چیشلی کشد رازم و اس شہد ان مست فاشم کردہ اند

تفت : از رسوائیم : از رسوائی ہم میری رسوائی سے۔۔۔ چیشلی کشد : چیشلیاں ہوں گے۔۔۔ فاشم کردہ اند : مجھے فاش کر دیا، بکھول دیا ہے۔۔۔

ترجمہ : اٹھے دار ہے کہ میری رسوائی سے آخر انھیں پشیمان ہونا پڑے گا کیونکہ میں ایک راز ہوں جو ان سرست حبیبوں نے مجھے قائل کر دیا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا راز حقیقی اگر فاش ہو گیا تو میری رسوائی ہو گی اور چونکہ مجھے ان حبیبوں سے عشق ہے اس لئے ان کی سرحتی اس رسوائی کا باعث بنے گی جس پر آخر انھیں پشیمان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

چرخ ہر روزم غم فردا بخوردن می دید تا قیامت فارغ از فکر معاشم کردہ اند
لغت : ہر روزم : ہر روز مجھے۔ بخوردن می دید : کھانے کو دیتا ہے۔ غم فردا : آنے والے کل کا غم۔

ترجمہ : آسمان ہر روز مجھے غم فردا کھانے کو دیتا ہے۔ گویا مجھے قیامت تک کے لئے فکر معاش سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ غم کو معاش سے تفریق دی ہے۔ مقدور میں مجھے گئے اپنے نت سے تموں کی بہت کی ہے، جنہیں رزق یا روزی کا نام دے کر خود کو گویا تسلی دینے کی کوشش کی ہے۔

غیر گفتی روشناس چشم گوہر بار بہت راز دان تالہ الماس پاشم کردہ اند
لغت : روشناس : واقف آشنا۔ گوہر بار : سوتی پرستانے والی۔ تالہ الماس پاشم : مجھے الماس ریزی کرنے والے کے تار کا۔

ترجمہ : تو (محبوب) نے کہا ہے کہ رقیب سوتی پرستانے والی آنکھ سے آشنا ہے یعنی عشق میں آنسو بہا جاتا ہے، تو یہ ٹھیک سی ہو گا لیکن مجھے تو فکر دت لے الماس پاش تالہ و فریاد کا راز دان بنایا ہے۔ الماس کی کسی زخم پر ہے تو اسے گمراہی کی بجلی جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ رقیب تو صرف دوتا ہے، جبکہ میرے آدھ تالہ الماس کے رچے بکھیرے ہوئے دل و جگر کو کچھ تے چلے جاتے ہیں۔

ہرچہ از بے طاقتی مزد بناتم دادہ اند ہرچہ از اندوہ صرف انتعاشم کردہ اند
لغت : مزد : اجرت، صلہ۔ بناتم : ثابت : ثابت قدمی۔ صرف انتعاشم کردہ اند : میری کاروش یا جوش و دلولہ پر طبع کیا گیا۔

ترجمہ : جس قدر بھی ہمتاں تھیں وہ میری ثابت قدمی کے صلے میں مجھے عطا ہوئیں اور جس قدر غم و دکھ تھے وہ میرے جوش و دلولہ پر صرف ہوئے۔ گویا عاشق ٹہنت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے دکھ و درد احتمالی میری عقل سے برداشت کر رہا اور اس سلسلے میں اس کا جوش و دلولہ دبا بھی گم نہ ہوا۔

از آف داغت بہ دل دوزخ سرشتم خواندہ اند وز دم تیغیت بہ تن سینو قاشم کردہ اند
لغت : آف : گری۔ داغت : حوا دغ، زخم۔ دوزخ سرشتم : مجھے دوزخ کی سی خصلت والا۔ سینو قاشم کردہ اند : مجھے بہشت کے لباس والا بنایا گیا ہے۔

ترجمہ : تیری ٹہنت کے نتیجے میں میرے دل میں جو دوزخ غم تھے ہیں ان میں اتنی گری ہے کہ اس کی وجہ سے مجھے دوزخ کی خصلت والا بنا دیا گیا ہے اور میرے بدن پر تیری گتھار کی دھار نے جو زخم لگائے ہیں ان سے میں سینو قاش بن گیا ہوں، یعنی میرے جسم پر وہ زخم جنس کی رقیبوں کا سحر چل کر پڑے ہیں۔

ہم بہ سحر اے جنوں یمنوں خطلام دادہ اند ہم بہ کوہ بیستوں خارا تراشم کردہ اند
لغت : کوہ و سحر : وہ پہاڑ جسے فریاد نے خسرو ہرج کے کہنے پر کاٹا تھا۔ خارا تراش : سخت جھڑکانے والا۔

ترجمہ : وہ اگلی کے صحرا میں مجھے جنوں کے خطاب سے نوازا گیا۔ یز مجھے کوہ و سحر بن جائیں گے یا تو نے والا بنایا گیا۔ یعنی جوش ٹہنت میں جنوں نے جنوں کی طرح صحرا اور دیہاں کیوں وہاں فریاد کی طرح بہت تھکناں بھی جھیلیں۔

چشم نہ یوم، ازچہ رو خارم بکجیب الفتانہ اند دل نباشم تا چرا رزق خراشم کردہ اند
لغت : چشم نہ یوم : میں آنکھ نہیں ہوں۔ ازچہ رو : کبھی لئے، کبھی وجہ سے۔ رزق خراش : یعنی خراشوں کی ذرا کے حوالے۔

ترجمہ : میں کوئی آنکھ نہیں ہوں، پھر کس لئے میرے دامن میں کائے بھر دیئے گئے ہیں۔ میں کوئی دل نہیں ہوں، پھر کس لئے غرضوں کے حوالے کیا گیا ہے۔ نجات میں اٹھانے جانے والے تم دالم اور غیبیوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی قدرت کی طرف سے مجھ پر یہ سب کچھ واضح ہوا ہے۔

ازچہ جانب خواجگی ہائے جہاں تنگ مست مگر نہ باسلمان و پوزر خواجہ تاشم کردہ اند
لغت : ازچہ : کس لئے کہیں۔ خواجگی ہائے جہاں : دنیا کی عظیمیں، دولتیں۔ سلمان و پوزر : حضرت سلمان فارسی اور حضرت پوزر دونوں صحابہ کرام حضور اکرمؐ میں سے تھے جن کی دوستی اور فقر ضرب اہل بیتؑ میں پکے ہیں۔ خواجہ تاشم : ایک ہی آکا کے دو یا زیادہ خطاب۔ بدلے۔

ترجمہ : اے جانب اگر میں غمزدار و دوستی میں حضرت سلمانؑ اور حضرت پوزرؑ کا خواجہ تاشم نہیں ہوں، ان جیسا نہیں ہوں تو پھر دنیا کی عظیمیں اور غرضیں کس لئے میرے لئے ذات کا باعث ہیں، یعنی میں انہیں اپنے لئے باعث تنگ کہیں سمجھتا ہوں۔

غزل 64

کسے باہن چہ در صورت پرستی حرف دیں گوید ز آذر گفت، دالم گرز صورت آفریں گوید
لغت : صورت پرستی : ظاہری صورت کی پوجا یا بہت پرستی۔ حرف دیں : دہن کی باتیں۔ ز آذر گفت : اس نے آذر کے ہارے میں کہا ہے۔ صورت آفریں : خداوند صورت تخلیق کرنے والا ہے یہاں مراد بت تراش بھی ہے۔
ترجمہ : کوئی میرے ساتھ صورت پرستی کے سلسلے میں دہن کی باتیں کیونکر کر سکتا ہے میں تو یہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی صورت آفریں کی بات کرنا بھی ہے تو اس سے اس کی مراد قدیم بت تراش آذر ہے جس نے بت تو تراشے، لیکن خود غرض تخلیق نہیں کیں، صورت آفریں تو صرف خدا ہے۔

دلم و رکعب از غلی گرفت، آوارہ اے خرابم کہ باہن و سمت بت خانہ ہائے ہندو جیس گوید
لغت : دلم گرفت : میرا دل آٹا گیا تنگ پڑ گیا۔ آوارہ اے خرابم : مجھے کسی ایسے آوارہ کی تلاش ہے، خواہش ہے۔
ترجمہ : میرا دل کعب کی غلی یعنی تنگ دیواری سے آٹا گیا اب مجھے کسی ایسے آوارہ، مروجہ انسان کی تلاش ہے جو مجھ سے ہندو اور مجھ کے بت خانوں کی وسعت کی باتیں کرے۔ یعنی خدا تو ہر جگہ موجود ہے، ماسعود و مالاظہ، لیکن ہم نے اسے کیسے کی چار دیواری میں محصور کر رکھا ہے اس میں غلی بت میں تو کافر مشق ہونا نہیں سہجے۔

بہ حکم ہامزای گوید و از لطف گفتارش گلیل دارم کہ حرف دل نٹھنے بعد ازیں گوید
لغت : بہ حکم : ہمت میں مجھے۔ ہامزای : ہامزائی، برا بھلا۔ حرف دل نٹھنا : دل کو بھانے والی کوئی بات۔
ترجمہ : وہ محبوب مجھے میں برا بھلا کہتا ہے، تاہم میں اس کے لطف گفتار سے یہ خیال کرنا یا اندازہ لگانا نہیں کہ وہ اس کے بعد مجھ سے دل نہیں باتیں کرے مجھ نٹھنے کی حالت میں جس کی گفتار میں ایک خاص لطف ہے اگر وہ عام حالت میں بات کرے تو وہ بات کس قدر دل نہیں ہوگی۔ عاشق اسی امید میں اپنا دل خوش رکھ رہا ہے۔

شناسد جاسے غم دل را و خود را دل ریا دارم عجب دارم اگر دل دادہ خود را نہیں گوید

لغت : شامدا : وہ بچکان یعنی جانا ہے۔۔۔ دلدادہ خود را یعنی اپنے عاشق کو۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کو یہ تو خبر ہے کہ دل فہم کی جگہ ہے یعنی فہم دل میں سما ہے پھر وہ خود کو دل برابر اڑائے، پیچھے وہ یعنی محبوب بھی لکھتا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ اپنے دلدادہ کو غزوہ کے قوت سے اپنی اس بات پر تعجب ہو آئے۔ اس کا یہ انداز ایک طرح سے تجاہل مارقاندہ کی علامت ہے۔

چو خوانم داو از فہم در جو لہ لب فرو بندو و گر گویم کہ جاں خوانم بہ فہم داو آفرس گوید

لغت : در جو لہم : میرے جواب میں۔۔۔ لب فرو بندو : ہونٹ بند کر لیتا ہے، چپ ہو جاتا ہے۔ آفرس : شہناش۔۔۔

ترجمہ : جب میں محبوب سے اس کے حلق میں اٹھائے جانے والے فہم کی دل دہا ہوتا ہوں تو وہ غامضی اختیار کر لیتا ہے لیکن اگر میں یہ کہوں کہ میں تم سے فہم فہمت میں جان دے دوں گا تو وہ جواب میں آفرس کہہ دیتا ہے۔ گواہ چاہتا ہے کہ عاشق جلد اپنی اس بات پر عمل کرے۔

راہم افتادہ ہر دانہ سوے دام صیادے کہ حرف ذبح با ہمزاز خویش اندر کہیں گوید

لغت : راہم افتادہ : ٹھکے جانا پڑا ہے۔۔۔ صیادے : ایسا شکاری۔۔۔ ہم راز : ساقی۔۔۔ کہیں گا، کھلت، چل شکاری چپ کے ڈھنسا ہے۔۔۔

ترجمہ : ٹھکے دانے کی خاطر ایک ایسے صیاد کے جاں کی طرف جانا پڑا ہے جو کھلت میں بیٹھا اپنے ساقی سے ٹھکے اپنی فہمت کے جاں میں پھنسا کر دھب کی ہراس میں ٹھکے قتل کرنا چاہتا ہے۔

از چہلی ہر داں انداز داو خویش آستین دروش گر بہل آنچہ دید از دست گریا آستیں گوید

ترجمہ : اگر میرا کہیں میری آستیں کو وہ سب کچھ تارے جو میرے ہاتھوں میں ہے گندری ہے تو آستیں بے قزاقی کے عالم میں میرے ہاتھ کو طرے در پھینک دے۔ عاشق دیوانگی کی حالت میں بار بار اپنا کہل جاک کر آئے۔ آستیں اس حالت سے ڈر کر کہیں عاشق کا ہاتھ اس کا بھی یہی مشورہ کر دے اسے خود سے الگ کر دے گی۔ حلق میں اپنی استغلی دیوانگی کو غلو (بست بجا سہارا) کی صورت میں بیان کیا ہے۔۔۔

دل از پیلو ہر داں آرم بخش جام خود انگارو و گر تھے بر افشانم سلیمان ش تکس گوید

لغت : بخش : جم یعنی ایران کا قدیم بادشاہ جیسے اسے۔۔۔ انگارو : کچھ۔۔۔ تھے : ایک کلا۔۔۔ بر افشانم : پھینک دوں

سلیمان ش : حضرت سلیمان اسے۔۔۔ تکس : گنبد، طرار، خاتم یا انگوٹھی جس سے حضرت سلیمان جن دی کو اپنے حضور طلب کر لیتے تھے۔۔۔

ترجمہ : میں اگر اپنا دل پیلو سے باہر نکالوں تو میری اسے دیکھ کر اپنا جام کچھ۔ جیسے کا جام جلی نہ مشورہ ہے جس میں اسے دنیا نظر آتی تھی اور اگر اپنے دل کا ایک کٹھا باہر پھینکوں تو حضرت سلیمان اسے اپنی خاتم کا گنبد جائیں۔

گذاور آنچہ برق از خرمن اندر دشت بگذاورم کہ ترسم چوں بخشم کس طہرم خوشہ چیں گوید

لغت : گذاور : چھوٹی ہے، بچ جاتا ہے۔۔۔ بگذاورم : چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ بخشم : بخشہ میں بخشاؤں۔۔۔ طہرم : ٹھکے طرے۔۔۔

ترجمہ : بجلی میرے کھلیں سے جو کچھ چھوڑتی ہے لیکن جو چھنے سے بچ جاتا ہے اسے میں جنگل یا کھیت ہی میں چھوڑ کر آتا ہوں کیونکہ ٹھکے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اگر میں یہ توڑی دیں گی ہوتی فصل انگاروں کو کوئی ٹھکے طرے خوشہ میں نہ کہنے لگے بقول مولیٰ مرحوم : جین جب ہستی کا اصل سرمایہ لٹ جاتے تو باقی بچہ کو سینا پلہ عرف کے کر شان ہے۔

چرا رائدہ غالب را از آں در بر بردے باید کہ راز خلوت شد با گدائے رہ نفس گوید
 لغت : رائدہ : دھکار دینا لوٹا کر لیا۔ خلوت : تنہائی۔ شد : شکلا ہوا شاد محبوب۔ گدائے رہ : نفیس : راستے میں بیٹھا ہوا فقیر مسزاد
 عاشق : عاشق۔
 ترجمہ : غالب کو اس دور سے کہیں دھکار دیا گیا اس میں کیا راز فضا کیا کوئی ایسا ہر دے کہ اس شاد خوش کی خلوت کے راز سے اس وہ نفس
 گدا کو آگاہ کر دے۔ راز خلوت بھی ہو سکتا ہے کہ محبوب کے پاس رقیب آیا ہوا ہے اور اس ضرورت میں وہ نفس چاہتا کہ عاشق اس کے
 قریب بھی آئے۔ محبوب کو شکلا اور خود کو گدا کہ کر صنعت تشابہ سے کام لیا ہے۔

غزل # 65

من بہ وفا مدام د رقیب بدر زد نیر لبش انگبین و نیر تمبر زد

لغت : مدام : میں مر گیا۔ بدر زد : نکل گیا بچ گیا۔ تمبر زد : مصری۔

ترجمہ : غالب نے اس ساری غزل کی شرح خود کی ہے لیکن چونکہ یہ شرح طویل ہے اس لئے پہلے اپنا ترجمہ پھر اس شرح کا خلاصہ پیش کیا
 جاتا ہے۔ میں تو فلاں مر گیا اور رقیب بچ کر نکل گیا۔ محبوب کے قہر سے ہونٹ خند اور آڑھے مصری ہیں۔ یعنی مصری کو باغداد توڑ کر اس
 سے احتفال کرتے ہیں۔ کبھی مطالع کی عاشق ہے جو کبھی مصری پر بیٹھے وہ جب چاہے بے تکلف اذ جانے اور جو کبھی خود پر بیٹھے گی اس کے
 پر خود میں لپٹ جائیں گے اور وہ مر جائے گی۔ گویا میرے مشوق کے ہونٹ شہرئی میں میرے واسطے خند ہو گئے اور رقیب کے واسطے
 مصری یعنی وہ چلتا کھلتا تھا کہ بچ کر اور سالم چلا گیا اور میں بچ کر وہیں مر گیا۔

در نقش بین و احوال نفوذش کر بہ سے انگنہ ہم بزخم بگر زد

لغت : احوال نفوذش : اس کا اثر پر مجھ رہا ہوں۔ بزخم بگر زد : بکر کے زخم پر جا لگا۔

ترجمہ : بقول غالب تو میرے مشوق کے شک کو دیکھ اور دیکھ کہ شک کے نفوذ پر کتنا مجھ رہا ہے۔ اگر وہ اس شک کو شراب میں ڈال
 دیتا ہے تو وہ اس میں نہیں ملتا۔ شراب میں شک ڈالیں تو اس کا اثر جاتا رہتا اور وہ سرکہ بن جاتی ہے اور زخم بکر پر جا لگتا ہے۔ یعنی اگر بے
 عمل بھی کرے۔ بکنا ہے تو ہاں کام کرنا پڑتا ہے۔

کیست در اس خانہ کز خطوط شعاعی مہر نفس ریزہ ہا بہ روزان در زد

ترجمہ : بقول غالب یہ خیال ہے، یعنی ایک گھر میں اس کا محبوب بیٹھا ہوا ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ کون ہے مگر بطریق تھیل بھولائی کر
 پوچھتا ہے کہ آیا اس گھر میں ایسا کون ہے کہ میری آنکھ نے اپنی سانس کے ٹکڑوں کو روزانہ در پر دے مارا ہے۔ خطوط شعاعی کا روزانہ میں
 پڑتا اور خطوط شعاعی یعنی شمع کی کرنیں بصورت سانس کے ٹکڑوں کے ظاہر ہے۔

دعوی لو - را بود دلیل بدلی خندہ دندان نما بہ حسن مگر زد

لغت : دلیل بدلی : واضح اور نفوس دلیل۔ خندہ دندان نما : لکھی نہیں دانت نظر آنمی، حکر اہٹ سے چہ کر نہیں۔

ترجمہ : مشوق متوجہ کی حسن پر ہوا اور ہنسا کوئی اس چیز پر ہے جس کو اپنے نزدیک دلیل سمجھ لیتا ہے۔ یعنی میرا مشوق متوجہ پر ہوا
 مگر اس نے دعوی کیا مگر ہنسا تو مجھ پر نہیں۔ اس دعوے کی نفوس دلیل یہ ہے کہ جب وہ ہنسا تو اس کے دانت نظر آئے اور دوسرے ٹکڑوں

میں وہ خوبصورتی اور حسنِ سوچوں میں نہیں یہ عشق کے داعیوں میں ہے۔

غیرت پروانہ ہم ہروزا مبارک نالہ چہ آتش بہ بل مرغ سرزد

ترجمہ : میں تو دن رات عشق میں جلا ہوں رات کو چہ پروانہ جلا ہوا دیکھتا تھا تو مجھ کو اس پر رشک آتا تھا۔ دن کو کوئی ایسا نہ تھا کہ مجھ کو اس پر رشک آوے۔ خواب وہی غیرت وہی رشک جو پروانے پر گئے شب کو خوابِ دن کو بھی مبارک ہو، یعنی میرے صبح کے بچوں سے مرغِ لیلیٰ پرندہ کے پروں میں آگ لگ گئی اور اپنی سستی اور بے خودی میں میں یہ نہیں جانتا کہ یہ میرے بے لے کے سبب ہے۔ مجھ کو کوئی دیکھ کر غصہ نازہ ہو گیا جو رات کو پروانے کو دیکھ کر کھانا تھا۔ اب مرغِ سرزد کو کچھ کر چاہوں کہ اسے یہ کون ہے جو میری طرح جلتا ہے۔

لشکر ہو شرم برزور سے نہ گھٹتے غمزہ ساقی نغمت راہ نظر زد

نغمت : غمزہ : آگہ کا شمارہ نازدارا۔ نغمت : پہلے۔ راہ نظر زد : نظر کو روچہ خیر کیا۔

ترجمہ : میں ایسا نہ تھا کہ شراب کی تپ نہ لانا اور شراب پی کر بے ہوش ہو جائے مگر کیا کروں کہ پہلے غمزہ ساقی نے لگا کر خیر و شر مطلوب کر دیا پھر اس پر میں نے شراب پی لی اور کوا بے خودی کی حالت پہلے ہی پیدا ہو چکی تھی اب ہمارا ہوش جلتا رہے۔

زماں بت نازک چہ جائے دخوی خون است دست دے د دانے کے اوپر کمر زد

ترجمہ : اس عشق سے کہ وہ بہت نازک ہے، خون کا دعویٰ کیا کریں کہ اس نے مجھے قتل کرنے کا لب اوراں کیا اور اس کے لئے اپنا دامن سمیٹا تو اسے وہ صدر پہنچا کہ اس کا ہاتھ ہے اور وہ دامن جو اس نے تمہارا کمر پر باندھا تھا اس سے اس کی کمر کو ایسا پکا : پکا کہ وہ آپ اپنے دامن پر دو خواہ ہو رہا ہے۔ بس اس سے کوئی خون کا کیا ہوئے کرے۔

برگ طرب سا شہنم د بارہ گر قلم ہرچہ ب طبع زانہ پسندہ سرزد

شاخ چہ بلند گر ارمغان گل آرد ناک چہ نازد اگر صلاے شمر زد

نغمت : یہ دونوں شعر قطع بند ہیں۔ برگ طرب : میٹھ و مسرت کا سلسلہ۔ ارمغان : خند۔ ناک : انگوڑی کی تیل۔۔۔ چہ نازد : کیا ناز کرے۔۔۔ چہ بلند : کیا چڑھنے لے گا۔۔۔ سرزد : ظاہر ہوا۔

ترجمہ : جو کہہ بھی زمین کی طبیعت سے جو حق ظاہر ہوا اسے ہم نے اپنے میٹھ و مسرت کا سلسلہ بنالیا۔ یعنی انگوڑی سے شراب پئی۔ اگر شاخ اس بات پر اترتی ہے کہ اس نے پھول کا عقد دیا ہے تو اس میں اترانے کی کیا بات ہے، اسی طرح انگوڑی کی تیل نے اگر بھل کی دعوت دی ہے یعنی انگوڑی سے تو یہ بھی کوئی غری بات نہیں۔ مطلب یہ کہ یہ بھل اور پھول وغیرہ سب جانست ہیں جو قدرتی طور پر زمین میں پودوں کی پاکر باہر ظاہر ہوتی ہیں۔ شاخ کو کیا فکر پھول میں کیا غریبی ہے، اسی طرح ناک کو انگوڑی کی غریبی کا علم نہیں۔ گویا انسان نے اپنے زورِ عقل سے انگوڑی کی شراب پئی اور پھول کو ہر پردہ نگ میں اپنے کام میں لایا۔

کام نہ بخشیدہ ای گنہ چہ شامی غالب مسکین بہ انصاف خیرزد

نغمت : کام نہ بخشیدہ ای : تو نے آرزو نہ کی۔۔۔ چہ شامی : کیا گنہ رہا ہے۔۔۔ بہ انصاف خیرزد : میری توجہ یا لطف و عطیہ کے لائق نہیں۔

ترجمہ : یہ کشتیاں اپنے پودوں کو سے کہتا ہے کہ جب اس عالم میں تو نے میری اولاد دی اور میری خواہشیں پوری نہ کیں تو میں اب مطمئن ہوا کہ میں لائق انصاف نہ تھا۔ پس جب میں لائق توجہ نہیں تو اب عالمِ حق میں میرے گناہوں کا مواخذہ کیا ضروری ہے۔ جب ہمارے مطالب آپ نے ہم کو نہ دیئے تو ہمارے معاشی کو بھی شمار نہ کیجئے، ہم میں انصاف کی آرزو ہی نہیں ہے۔

غزل # 66

غم من از نفس پند گو چه کم گردد بر آتش چو گل و لاله باد دم گردد
 لغت : نفس : سانس، مراد صیحت۔۔۔ پند گو : ناخ، صیحت کرنے والا۔۔۔ باد دم گردد : ہوا پھونک رہی جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : ناخ کی نصیحتوں سے میرا غم کیا کم ہو گا جس تو گل و لاله کی طرح آگ ہے ہونا آگ میں جل رہا ہوں اور ہوا میرے لئے پھونک رہی ہے۔ ہوا پھانک رہی ہے تو گلاب اور لالہ کے شرع پھول کھل اٹھتے ہیں۔ لہذا یہ عرقی گویا آگ ہے جس میں وہ جل رہے ہیں۔ پھونک مارنے سے آگ میں تیزی آجاتی ہے۔ گویا ناخ کی نصیحتوں سے عاشق کی آتش غم کو ہونے کی بجائے اور بھڑک اٹھتی ہے۔

بدایں معاملہ او بے دماغ و من بیدل خوش آنکہ معذرتے صرف ہر ستم گردد
 لغت : بے دماغ : بے ہنار، بے پرواہ۔۔۔ بیدل : مراد عاشق جو غم کا شکار ہو۔۔۔ معذرت : معافی چاہنا۔۔۔

ترجمہ : ہم دونوں کا کچھ عجیب معاملہ ہے وہ فحشا رہے پر دار اور میں ہوں غمزہ۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس کے ہر قسم میں ایک معذرت کر لوں۔ یعنی اپنی بے نیازی کے باعث محبوب اپنے ستموں پر کیونکہ اعتماد انہوں نے دعاست کرے گا اس لئے عاشق اگر معذرت کرنے لگے تو مناسب ہو گا۔

تراختے مست کہ بروے من، خشک باشد مرادے مست کہ دروے نشاط، غم گردد
 لغت : تراختے : تھکے، ایک ایسا جسم۔۔۔ خشک : خش، سوکھی گھاس، خشک۔۔۔ من : چھبیلی کا پھول۔۔۔

ترجمہ : میرا جسم ایک ایسا جسم ہے جس پر چھبیلی کا پھول بھی خش و کھالی رہتا ہے اور میرا دل ایسا ہے کہ اس میں آگلی ہوئی مسرت و شادمانی بھی غم میں بدل جاتی ہے۔ محبوب کے صحن جسم کو اتنا خشک کر دیتی اور اپنی فہم نہ دیتی کا اعتبار کیا ہے۔

نہ ماندہ لب، غمش، خاطر رقیب بگو کسے چہ در پے صید گستہ دم گردد
 لغت : لب : لب، غمش : غم برداشت کرنے کی صفت۔۔۔ خاطر رقیب بگو : رقیب کا دل نہ کھلے۔۔۔ صید گستہ دم : ایسا شکار جو شکاری کے خوف سے سر پہ دوڑے اور دوڑتے دوڑتے اس کا سانس ٹوٹ جائے اور اس کو خود بخود میدانے سے چھوڑ دے۔۔۔

ترجمہ : رقیب میں غم حلق برداشت کرنے کی اب طاقت نہیں رہی، اس لئے تو اس کا دل کھلنے کی کوشش نہ کر۔ کھلانے والے سانس والے شکار کے پیچھے کوئی کیا جاوے۔ یعنی اس کا پیچھا نہیں کرنا۔ گویا رقیب اس حالت میں ٹوٹے ہوئے سانس والا شکار ہے اور محبوب شکاری اور چھپا کر کا کا دل کھلا ہے۔

ز قوتی گریہ پر ستم دل و توی گری نگہ مبار ز بار سرشک غم گردد
 لغت : ز قوتی گریہ : دلم پرست، میرا دل بھرا ہوا ہے۔۔۔ مبار : خدا نہ کرے کہ، کہیں ایسا نہ ہو۔۔۔ سرشک : آنسو۔۔۔

ترجمہ : میرا دل قوتی گریہ سے بھر رہا ہے اور تو کیجیے رہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے آنسوؤں کے بوجھ سے تجری نگاہ جک جائے۔ مطلب یہ کہ عاشق اور محبوب آمنے سامنے ٹھکے ہیں۔ عاشق کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اس کے اندر آنسوؤں کا طوفان ابھر رہا ہے، جس کی وجہ سے اسے یہ ڈر لگ رہا ہے کہ اگر آنسو بہا کر ہلک چلے تو وہ محبوب کے دیدار سے کما حقہ لطف اندوز نہ ہو سکے گا۔

بدیں قدر کہ لے تر کنی و من بکلم ترا ز بارہ نوشین چہ مایہ کم گردد
 لغت : بدیں قدر : اس قدر اس حد تک۔۔۔ بکلم : بکلم، میں چوں۔۔۔ بارہ نوشین : مایہ یا خالص شراب۔۔۔

ترجمہ : اگر تو شراب سے اپنے ہونٹوں کو کسی قدر ڈکڑے اور میں اقبیس پس لیں تو اس خالص شراب سے جو کیا کم ہو جائے گا یعنی حیرا کیا بکڑ جائے گا۔ محبوب اگر شراب سے صرف ہونٹ ڈکڑے تو عاشق کا طبع ہو تھیں اور شراب سے دردلا ہو جائے گا۔

پہ غصہ راضیہ اما بہ دشمنہ دریاہی دے کہ سینہ و ناخن ہلاک ہم گردو
لغت : غصہ : شدید عھنی، دھک ٹھٹھ۔ راضیہ : میں راضی ہوں۔۔۔ دریاہی : تو جان لے گا۔ دے کہ : اس وقت۔۔۔ ہلاک ہم گردو : ایک دوسرے کو ہلاک کر رہے ہیں۔

ترجمہ : میں درد و غم پر راضی ہوں لیکن جب تو ٹھنڈے پائے یا میرے سینے میں گھونپ دے تو تجھے پاپے گا کہ میرا سینہ اور میرے ناخن دونوں ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یعنی غم و اندوہ کے باعث ناخن، سینے کی جھل سے جل رہے ہیں اور سینہ ناخنوں کی خراش سے ہلاک ہو رہا ہے۔

رسیدہ ایم۔ بہ کوئے تو، جائے آں دارد کہ عمر صرف زمیں یوی قدم گردو
لغت : رسیدہ ایم : ہم آپہنچے ہیں۔۔۔ جائے آں دارد : مناسب یہ ہے۔۔۔

ترجمہ : ہم تیرے کوئے میں آپہنچے ہیں، اب یہی مناسب ہے کہ ہماری خرابی میں بسر ہو کہ ہمارے قدم تیرے کوئے کی زمیں کو چومنے رہیں۔ یعنی عاشق کے لئے کوئے محبوب کی زمین کو چومنا بہت بڑی خوش قسمتی اور مسرت و شگفتگی کی بات ہے، اسی لئے وہ ساری خرابی اس کام میں گزارنے کا خواہاں ہے۔

تو پا بہ چشمن من کردہ خاکی و ترسم کہ خاک پائے تو تاج سر قسم گردو
لغت : چشمن : پوچھ بچھ، مزاج پر سی۔ پاکردہ خاکی : زمت اٹھائی، چل کر آیا۔

ترجمہ : تو میری حال پڑنے کے لئے چل کر آیا ہے اور میں اس خدشے سے دوچار ہوں کہ تیرے پاؤں کی خاک، یعنی قدموں کے نشان کہیں کسی کے سر کا تاج بن جائے۔ یعنی عاشق اس دفعہ کا خیال ہے کہ کل لوگ قدموں کے ان نشانوں کی قسم کھایا کریں گے کہ یہ اس محبوب کے ہیں جس نے اپنے آئندہ خاطر عاشق کی چشمن کے لئے زمت اٹھائی تھی۔

سبک سری ست بہ در یوزہ طرب رفتن خوشا دلے کہ بہ امدود مختتم گردو
لغت : سبک سری : ہلاکین، دولت و سولگی۔۔۔ در یوزہ : بیک۔۔۔ مختتم : عزت و شہت و دل۔۔۔

ترجمہ : خوشی و مسرت کی بیک اٹھنے کے لئے چلتا سرا سر سولگی کا باعث ہے۔۔۔ دل بچا مبارک یا خوش ہے جس کے نزدیک غم و اندوہ عزت و شہت کا باعث ہے۔ یعنی خوشی کی خاطر کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے والے شخص کی نسبت غم و اندوہ برداشت کر لینے والا انسان ایک باعزت انسان ہے۔

رٹے کہ در نظر ستم بہ جلوہ گل پاشد تھے کہ در جگر ستم بہ دیدہ غم گردو
لغت : در نظر ستم : در نظر ستم، میری نظر میں ہے۔۔۔ گل پاشد : پھول پھڑک رہا ہے۔۔۔ تھے کہ : وہ آگ جو۔۔۔ در جگر ستم : در جگر ستم، میرے جگر میں ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ جو میری نظر میں ہے وہ اپنے جلوے سے پھول کھیر رہا ہے اور وہ آگ جو میرے جگر میں ہے وہ میری آنکھوں میں آگ کی لہنی آنسو بن جاتی ہے۔ جو یعنی محبوب کا سینہ وہ گھل چو ہے اور جگر کی آگ سے مواد حق کے باعث آتش غم ہے۔

گرفتہ خاطر غالب ز بند و اعیانش براں سر است کہ آوارہ عجم گردو

نعت : اگر تو خاطر: دل گرفتہ ہو گیا ہے۔ اول نکالیا ہے۔۔ ایمانی: اس کے ایمان یعنی سرکردہ لوگ۔۔

ترجمہ : غالب ہندو اور اس کے سرکردہ لوگوں سے دل گرفتہ ہو گیا ہے اب وہ یہ ارادے رکھ رہا ہے کہ یہاں سے میرا جانکر آوارہ گردی کرے۔ اس دل گرفتگی کا باعث بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شاعری، بالخصوص فارسی شاعری کی ہند میں کوئی قدر نہیں ہوئی۔ ممکن ہے میرا ہندو اسے اس کی قدر کریں۔

غزل # 67

بیدل نختہ اور دل پہ بت خلیہ سو داو گوئی نگر گل دل کہ زمین بدو بدو داو
نعت : اور اگر۔۔ خلیہ سو: خوشبودار یا حیرت انگیز دلوں والا۔۔

ترجمہ : اگر اس محبوب نے کسی حیرت انگیز دلوں والے کو دل دیا ہے تو وہ بیدل نہیں ہوا۔ یعنی اس پر عاشقوں والی بیدلی طاری نہیں ہوئی۔ یوں لگتا ہے کہ وہ دل جو اس نے اس اپنے محبوب کو دیا ہے وہ دراصل اس کا اپنا نہیں بلکہ وہ دل تھا جو اس نے مجھ سے اڑایا تھا۔ محبوب کسی اور زمین پر عاشق ہو گیا ہے لیکن اس کے اپنے عاشق کے مطابق وہ عشق کرنا ہی نہیں جانتا۔

نختہ است دل غیر و گر از ننگ نہ گوئی ہر شستن مژگن تو گویہ کہ چہ رو داو
نعت : ہر شستن مژگن: ہلکیں پلٹا آنکھوں کا پھر جانا۔۔ چہ روداد: کیا واقعہ ہو۔۔

ترجمہ : رقیب کا دل نختہ ہے اور اگر تو شرم کی بنا پر یہ بات کہنے سے گھبرا آئے تو میری پلکیں کا پلٹنا یا آنکھوں کا پھر جانا رہا ہے کہ کیا واقعہ ہوا کیا صورت حال تھی۔ یعنی محبوب نے رقیب پر نظریں ڈالیں۔ اس نے اپنی نختہ دلی کے باعث ان کا اثر لیا جس پر محبوب شرمسار ہو گیا اور اب اس کی آنکھیں اس صورت حال کی غمازی کر رہی ہیں۔

شائستہ ہمیں ما و تو بودیم کہ تقدیر مارا سخن نفز و ترا روے نگو داو
نعت : شائستہ: مناسب، لائق، سوزوں۔۔ ہمیں: میں، مرادو:۔۔ سخن نفز: خوش گویا، اچھی شاعری۔۔

ترجمہ : تقدیر کے نزدیک فقط ہم دونوں ہی اس دنیا میں اس بات کے لائق تھے کہ اس نے ہمیں سخن نفز سے اور تجھے حسین دل بخش چرے سے نوازا۔ گویا شاعری، سخن کا حسن، فطری اور محبوب کا حسن ظاہری حسن ہوا۔ اس حسن کی بدولت تجھے کے لئے خداوند نے شاعری بخشی کی۔

ساقی دگر ہم بدو پہ بھٹانہ زمبہ سے یک دو قدح بود و فرہیم پہ سبو داو
نعت : دگر ہم: تجھے پہرے گیا۔۔ فرہیم دو: تجھے فریب دیا۔۔ سبو: سراپی۔۔

ترجمہ : ساقی تجھے پھر مجھ سے بھٹانے میں لے گیا۔ اس نے تجھے یہ پتھر دیا کہ وہاں بھٹانے میں شراب کی سراپی بھری پی پی ہے یا سراپیاں بھری پی پی ہیں، جبکہ وہاں پہنچنے پر پتا چلا کہ شراب کے صرف دو ایک ہی جام تھے۔ گویا شاعر کو بھٹانے میں بھی اس کے عرف یا خواہش کے مطابق شراب نہ ملی۔

ہر خیز کہ دل جوئی من بر تو حرام است اے آں کہ نہ دانی خبرم ز آں سر کو داو
نعت : ہر خیز: ہر چیز، اٹھ اٹھ جا۔۔ ز آں سر کو: اس جیٹی محبوب کے کوپے کی۔۔

ترجمہ : تو یہاں سے اٹھ جا میری دل بدلتی کرنا تھا پر حرام ہے۔ تو تو وہ ہے کہ جس نے اس کو بچے کے بارے میں اٹھے کوئی بات ہی نہیں کہی، میں تانا۔ مانتا اپنے ہاؤس سے قاضی ہے۔ مطلب یہ کہ اگر چاہو کہ کو مانتا ہے کوئی بد روی ہوئی تو محبوب کے کو بچے کی ضرورت کوئی خبر نہ کہ

ترجمہ : سارہ دلی داد کہ چوں دید بہ خواہم ترسید خود و مرده مرگم بہ عدد دلو لغت : داد: قیود۔ ترسید خود: وہ آپ تو ڈر گیا۔ مرده مرگم: میری موت کی خوش خبری۔

ترجمہ : محبوب کے اس بوجھ کے ہاتھوں فریاد ہے کہ جب اس نے مجھے سوا ہوا دیکھا تو خود تو ڈر گیا لیکن رقیب کو اس نے میری موت کی خوش خبری باطلی۔ جبر میں مانتا کے لئے سونا لیکن نہیں اسی بنا پر محبوب نے اسے مرده سمجھ لیا اور ڈر گیا لیکن یہ جو رقیب کو خوش خبری باطلی تو یہ اس کی حتم غریبی کی علامت ہے۔

ترجمہ : حسن تو بہ سلتی گری آئیں نہ شناسد مست آمد ویک بار دو ساغر ز دو سو دلو لغت : نہ شناسد: نہیں پہچانتا پہنچ نہیں۔ زو سو دلو: دو طرف سے آیا۔

ترجمہ : تیرا حسن سلتی گری کے آداب سے آگاہ پایا نہیں ہے۔ وہ (حسن) صفتی کے عالم میں آیا اور ایک ہی وقت میں اس نے دو ساغر دونوں طرف سے دے دیئے، پادریئے، پتالے یا شراب کی گھٹلی میں سلتی ہو کر ایک بخور کو اس کی پہاڑی پر ایک ایک جام دیتا ہے اور یہ دور ایک ہی طرف سے چلتا ہے۔ اس حوالے سے محبوب کے حسن کا اور طرف سے جام دینے کا مطلب ہے کہ اس کی دلگنجی نے سب کو مست کر دیا۔

ترجمہ : در گفتم و آرم ازاں روے نگو یاد دزدوزخم و خواہم ازاں شکری خود دلو لغت : آرم یاد: یاد کرنا ہوں۔ شکری خود: طبیعت کی تلخی و تیزی۔ دلو: آفریں، حسین۔

ترجمہ : میں جب گفتم میں ہوں تو اس میں چہرے کو یاد کرنا ہوں اور جب نصیحت کے دلائل میں چلتا ہوں تو اس میں محبوب کی شکری خود ہے اور کاتب ہوتا ہوں۔ گفتم کے حوالے سے دے دے کو اور دلائل کے حوالے سے شکری خود کی بات ہے۔

ترجمہ : گفتن سخن از پایہ غالب نہ ز ہوش است امروز کہ مستم خبرے خواہم ازو دلو لغت : پایہ: مرتبہ، مقام۔

ترجمہ : غالب کا مقام و مرتبہ ایسا ہے کہ ہوش کی حالت میں اس پر بات نہیں کی جاسکتی۔ آج میں مست ہوں اس کے بارے میں کچھ بھلاؤ گا۔ یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ شاعری میں مقام کا بیان ہے کہ بتانے والے کے ہوش اڑ سکتے ہیں۔

غزل # 68

ترجمہ : نیم جیس پہ درش آستان بگردانہ شبنم پہ سر رہاں بگردانہ لغت : نیم: نیم، میں رکھوں۔ درش: اس کا گردانہ۔ آستان بگردانہ: دلچسپ چمکے گا اور چمکے کر رہا ہے۔ رہاں بگردانہ: باگ سوزائیتا ہے یعنی شمع جل جلتا ہے۔

ترجمہ : میں اس کے گردانے پر چمکتی رکھوں تو وہ اپنی چمکے گا اور چمکے کر رہا ہے اور اس کے رستے میں نہیں تو وہ گھر سے

کی لگام سوز لیتا ہے یعنی اپنا رخ بدل لیتا ہے یا مڑ جاتا ہے۔ محبوب کی راستی ہے عقل کی بات ہے۔

اگر شفاعت من در قصورش گذرد بہ بزم انس و رخ از ہواں بگرواند

نعت : شفاعت : گناہوں یا غلطیوں کی معافی کی سفارش۔۔۔ در قصورش گذرد : اس کے قصور میں آجائے۔۔۔

ترجمہ : اگر اس کے قصور میں بھی یہ بات آجائے کہ اس کا کوئی گھم اس سے میری سفارش کرے گا تو وہ بزم انس یعنی عقل نہت میں اپنے گناہوں سے رخ سوز لیتا ہے۔

بہ بزم باور بہ نسائی گری از وچہ عجب کہ بجز صومعہ را در میاں بگرواند

ترجمہ : بزم باور میں اگر وہ نسائی گری کا فیضانِ عیام سے رہا ہو تو کوئی عجب کی بات نہ ہوگی اگر وہ بجز غافہ کو اس عقل میں گھولے۔ یعنی وہ غافہ جیسی شخصیت سے بخواروں کی خدمت کرے۔

اگر نہ مائل بوس لب خود است چرا بہ لب چہ تشنہ ما دم زباں بگرواند

ترجمہ : اگر وہ اپنے ہونٹوں کا بوسہ لے لے پر آمادہ نہیں یا لبتا نہیں جانتا تو پھر کس لیے بوس کی طرح ہونٹوں پر زبان بکھیر رہا ہے۔ یعنی اسے خود اپنے ہونٹوں کی لذت کا احساس ہے۔

بہ بند دام بلاے تو صومعہ را گردوں تا بہ گرد سر آشیای بگرواند

نعت : صومعہ : عموماً چڑیا سے بڑا پرندہ جس کی لمبی دم ہر وقت تیزی سے ہلکی رہتی ہے۔۔۔

ترجمہ : آسمان تیری مسیبتوں کے جال میں پھنسے ہوئے صومے کو دیکھ کر کہہ گا آشیائے کے گرد گھمرا ہے۔ یہ صومے کا بھار کرتا ہے اظہار یہ مضمون ہوتا ہے کہ تم اس کے بھار کے لیے آشیائے کے گرد گھوم رہا ہے، لیکن حقیقت میں کتنا یہ قصود ہے کہ وہ بھی محبوب کے اس دام بایا دام نہت میں اسیر ہونے کا آرزو مند ہے۔

چو غمزہ تو فسون اثر فرو خواند بلاے راہ زن از کارواں بگرواند

نعت : فرو خواند : چڑھتا ہے، چلو نکلتا ہے۔۔۔ راہ زن : خیرہ، ڈاکو۔۔۔

ترجمہ : جب جہرا غمزہ اثر کا ہندو پھر نکلتا ہے تو قافے والوں کے سر سے راہزن کی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ یعنی محبوب کے غمزہ واداس میں واقعی دکھائی ہے کہ رہزن اس سے حذر ہو کر قافے کو ٹونے کی جرات نہیں کرتا۔

بہار را ز رخت تپچہ رنگ در نظر است کہ دمدم ورق ارغواں بگرواند

ترجمہ : موسم بہار کی نظر میں جیسے بہار کا کون سا رنگ ہے یعنی کون سا رنگ اسے بہند ہے کہ وہ ہر لمحہ رخ و رنگ پلٹ رہا ہے۔ ارغواں : رخ رنگ کا ایک پھول بھی ہے۔ رخ و رنگ پلٹنا بہار کی پہلی بذلتی رنگینیوں اور آرائشوں کی طرف اشارہ ہے۔ اس صورت میں اگر موسم بہار محبوب کے ہرے کانوں کی رنگ اپنا لپٹا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کے مقابلے میں محبوب کے شبنم کی بازی رو دکھائی نہیں دیتا ہے۔

توبال از غلہ خار و شگری کہ سپر سر حسین علی * برستل بگرواند

نعت : توبال : قزاق کہ لٹا ہوا ہے۔۔۔ غلہ خار : کانٹے کی ٹوک۔۔۔ حسین علی : یعنی حسین ابن علیؑ میں کانٹے کے لیے منافات ہے یہ منافات اپنی کھلائی ہے۔۔۔

ترجمہ : تجھے ایک کانٹے کی ٹوک زرا بھی ہے تو تو ادھر کرتے لگے، تو یہ نہیں دیکھتا کہ نیزہ تو حضرت علیؑ کے بیٹے امام حسینؑ کا سر و خیرے کی ٹوک پر رکھ کر گھمرا ہے۔ دائرہ کرنا کی صحیح سے استعمال کیا ہے۔

ہو، پہ شادی و اندوہ دل منہ کہ قضا چو قرعہ بر نعل احتفال بگواند
مزیہ را پہ بساط خلیفہ بشاند کلیم را پہ لباس شب بگواند

لغت : ہمد جا۔۔ شادی و خوشی، مسرت۔۔ دل منہ، دل نہ لگا۔۔ بر نعل احتفال : آزمائش کے طور پر۔۔ شب : گزرا۔۔

ترجمہ : دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ ہاورد و نیای ٹوہیں اور غصوں پر توہ نہ کر کیونکہ قصا و قہ وجہ آزمائش کے طور پر قرعہ نعل حملائی یعنی قرعہ اندازی کرتی ہے تو مزید کو خلافت کی گوی پر شادی ہے اور کلیم حضرت موسیٰ کو گزرا دیں کے لباس میں بگوانی ہے۔ مزید کو سولہ نے دستور کے خلاف اپنا ہاتھیں یعنی خلیفہ خالیا تھا جس پر حضرت امام حسینؑ نے احتجاج کیا اور پھر واقعہ کربلا پیش آیا۔ حضرت موسیٰ نے اپنے سر حضرت شعیبؑ کی خدمت گزرا دیں کر کی یعنی ان کے بھینڑوں کے گنگے کی رکھوالی کیا کرتے تھے۔

اگر پہ بلغ ز قلم سخن رود غالب نسیم روے گل از باغبان بگواند

لغت : ز قلم : میرے قلم کے بارے میں۔۔ سخن : روز، بات، چلنے، بات ہو۔۔

ترجمہ : اے غالب اگر بلغ میں میرے قلم کے بارے میں بات چلے تو بہ نسیم پھولوں کا رخ باغبان سے پھیرے۔ یعنی میرے قلم سے اپنے دشمنیں اشعار نکلتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں پھولوں کو اپنی ساری دھنیں و آذکی بھول جاتے۔ باغبان سے رخ پھرنے سے مراد پھولوں کا اس دھنیں اشعار سے خود کو کمتر سمجھنے ہوئے ٹھہرنا ہے۔

غزل 69

چو زہ پہ قصد نفل بر کمال بجناند چہ ز رشک دلم تا نفل بجناند

لغت : زہ : کمان کا پل جس میں تیر کا کرکٹ لگایا جاتا ہے۔۔ بجناند : وہ بولا آتا ہے۔۔ چہ : ترقی ہے۔۔

ترجمہ : جب وہ محبوب نکلنے لگے کہ دل سے سے کمان پر نہ بولا آتا ہے تو میرا دل رشک کے بارے ترقی شروع ہو جاتا ہے تاکہ وہ نکلے جاوے۔ یعنی عاشق کی خواہش ہے کہ محبوب اسے اپنے تیر کا کرکٹ بنائے، چنانچہ جب وہ اسے کسی اور طرف نکلے ہاتھ سے روکنا ہے تو زہ پر اس کا وہ نکلنے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔

وہا کد ام وچہ دشنام، تھنہ عظیم بکام ہست زباں چوں زباں بجناند

لغت : کد ام : کون سی، کیسی۔۔ دشنام : گلی۔۔ بکام ہست : ہماری آرزو کے مطابق۔۔ کام : ملن کو بھی کہتے ہیں چنانچہ زبان کے حوالے سے قصہ کام میں ایسا ہے۔۔

ترجمہ : وہا کیسی اور کمال کی دشنام، ام تو اس کی طرف سے بات کے بجائے ہیں، چنانچہ جب وہ زبان بولا آتا ہے تو اس کا یہ بولا آنا زبان کی حرکت ہماری آرزو کے مطابق ہوتا ہے۔ عاشق کو وہا بکلی سے کوئی غرض نہیں وہ تو محبوب کو بولتے دیکھنا چاہتا ہے طو اس کا بولنا کمال کی صورت میں ہو یا وہا کی صورت میں۔

ز قلم غیر چہ خواہد گرش غرض شغل است گو بلہو سرم بر سناں بجناند

لغت : گرش : اگر اسے اس کی۔۔ بلہو : تفریح کے طور پر۔۔

ترجمہ : رقیب کو قتل کرنے سے اس کا کیا مقصد ہے۔ اگر وہ مصلحت اور تفریح کے طور پر اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو اس سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کی تفریح کے لئے عاشق ہی کا سر مناسب ہے۔ اس موضوع پر امیر خسرو کا شعر خوب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دشمن کے مقدر میں تیری تلوار سے ہلاک ہونا نہ ہو۔ دوستوں کا سر سلامت رہے تاکہ تو ہجرت آنا نہ کرے۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغیت سر دوستان سلامت کہ تو صغیر آزمائی

زغیر نیست دشمن است کش مجاہد علا کہ لب بہ زمزمہ الامان بجنبانہ

نعت : کش کہ اس کہ اسے۔ الامان : پناہ ہے۔ خدا کی پناہ۔

ترجمہ : یہ جو رقیب نے الامان الامان پکارنے کے لئے اپنے ہونٹ نہیں ہائے تو یہ اس کے خبط کا کمال نہیں ہے۔ یہ تو تیرا دشمن ہے جس نے اس میں اس کی صحت و جرات پر یقین نہ کیا۔ یعنی رقیب اگر محبوب کے جوہر و دم پر وارے نہیں کرتا الامان نہیں پکارتا تو یہ درحقیقت محبوب کے دشمن کا دم ہے جو اس پر چلایا ہوا ہے اور اسی لئے وہ خبط کئے ہوئے ہے۔

بنالہ ذوق سماع از تو چشم نخواست داشت اگر بہ جنبش سر آسماں بجنبانہ

نعت : چشم نخواست : توقع نہیں کی جا سکتی۔ جنبش : حرکت۔ رفت۔ مرزا : سورج۔ محبت میں نعت کے معنی میں ہے۔

ترجمہ : اگر ہمارا دل و فہم اپنی رفت نعت سے آسمان کو ہلا دے تو ہلا دے لیکن تجھ سے اس بار و فردا کے سنے کے ذوق کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ مطلب یہ کہ ہمارے دل میں جلی آثار ہے کہ وہ آسمان کو بھی ہلا سکتا ہے لیکن محبوب کی اختلائی بے غازی اس کا کوئی اثر نہیں لیتی۔

کہ رفت از در زنداں کہ بے قراری من کلید در بہ کف پاساں بجنبانہ

نعت : کہ : کون۔ زنداں : قید خانہ۔ کلید : کچی۔ پاساں : چوکیدار، پیرے دار اور رہن۔

ترجمہ : قید خانے کے دروازے سے کون گذرا ہے کہ میری بے قراری کے باعث زنداں کے درہن کے ہاتھ میں دروازے کی کچی بٹھے گئی ہے۔ گویا کون سے مولا خود عاشق ہے جو زنداں میں جانے کے لئے بے تپ ہے اور اس کی یہ بے قلبی درہن پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

بہ خافتہ چہ کند تا پری و شے کہ بہ باغ زغمزغوں بہ رگ ارغواں بجنبانہ

نعت : پری و شے : کوئی پری کے ہرے جیسے حسین۔ ارغواں : مرغ رنگ کا پنچل۔ چہ کند : کیا کرے۔ یعنی کیا کچھ نہ کرے۔ کیا قیامت نہ ڈھائے۔

ترجمہ : ہر پری و شے باغ میں جا کر اپنی ناز نخرے دہلی بگھڑوں سے ارغواں کی رنگوں میں خون کی لہر دوڑاتا ہے۔ اگر وہ خافتہ میں چلا جائے تو وہاں کیا قیامت نہ ڈھائے گا۔ ارغواں قدرتی طور پر مرغ رنگ کا ہے۔ شاعر نے یہ طبع پیدا کی ہے کہ محبوب کی شرم بگھڑوں نے اس کی رنگوں میں خون کی لہر دوڑادی ہے۔ اس لحاظ سے یہ صنعت حسن تعلیل کا شعر ہے۔

پسر از رخ تابشتہ تو شرمش باد کہ نکس باد در آب رواں بجنبانہ

نعت : تابشتہ : آفتاب و جلالت و عروج ہوا۔ شرمش باد : اے شرم آئے، آئی جاہے۔

ترجمہ : آسمان کو جو جتنے ہوئے پانی میں چاند کے عکس کو ہلا رہا ہے، تیرے آفتاب و جلالت ہرے سے شرم آئی جاہے۔ پانی میں چاند کا عکس چڑتا ہے تو پانی کی روانی کے سبب وہ چلا رہا ہے۔ آسمان نے اس عکس کو گویا لٹکایا کیا ہے، جب کہ شاعر کے مطابق چاند کے اس دھڑے ہوئے ہرے کے مقابلے میں محبوب کا آن دھلا چہرہ کبھی نہیں دو گھل ہے۔ تو آسمان نے ایسا کر کے محبوب کے حسن کو جو نظر انداز کیا ہے تو یہ اس کے لئے باعث شرم ہے۔

جنوں بے خبری زانکہ جس پر در تو نہ سوراہم چنل کاسل بجنباہ

نعت : جبر : پیشانی۔ ذ سورہ لم : ہم نے نہیں دیکھی ہے نہیں سمجھی ہے ہاتھ نہیں دیکھتا۔

ترجمہ : ابھی تو اس بات سے بے خبر ہے کہ ہم نے تجربے اور پر اس انداز میں اس سخت سے ہاتھ نہیں دیکھا کہ جس سے تمہارا اصل دلیز ال کے وہ جائے۔ محسوس ہے اس احساس کی وجہ سے اس طرح نہیں جلتی نہ کی ہو کہ محبوب کو کہیں تکلیف نہ پہنچے۔

نفسیت ام بہ وہ دوست پر تو دوست مباد کہ کس بمن رسد و ناگس بجنباہ

نعت : پڑ دوست : دوست سے بچتا ہوا یعنی اس کے خیال میں پڑری طرح کھڑا ہوا دوباہو۔

ترجمہ : میں دوست کے راستے میں اس کے قصور میں پڑری طرح کھڑا ہوا بیٹھا ہوں۔ خدا نہ کرے کہ کوئی میرے قریب پہنچ کر مجھے ہا دے۔ یعنی عاشق دوست کی یاد میں اندازاً ہوا ہے کہ اسے زار ہے کہ کوئی اسے ہا کس کی یہ محبت غم نہ کر دے۔

خبر ز حال امیران بلخ چوں نبود مرا کہ چیدن رام آشیل بجنباہ

نعت : چیدن رام : جال بچھا۔

ترجمہ : مجھے املا امیران بلخ کی حالت کی خبر کیونکر نہ ہو گی کہ میرا تو آشیل جال بچھانے پر ہی اٹھا ہے۔ یعنی جس پر میرے لا آشیل میرا کے جال بچھانے پر ہی گئے گئے وہ امیران بلخ کی حالت سے کیونکر بے خبر اور حائر ہونے بغیر نہ سکتا ہے۔

جنون ساختہ دارم چہ خوش بود غالب کہ دوست سلسلہ احوال بجنباہ

نعت : جنون ساختہ : بھڑکی جنون یعنی جو ظاہری ہو اور اس میں اصل کیفیت نہ ہو۔ سلسلہ : زنجیر۔

ترجمہ : اے غالب میرا جنون بھڑکی ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ دوست آنا گئی کی زنجیر بٹا دے۔ یعنی وہ اس سلسلے میں میری آوازیں کرنے لگے اور میں میرا جنون اصل صورت اختیار کر لے۔

غزل 70

تینخت ز فرق تپہ گھوم رسیدہ ہا شوقی زہد گذشت زبانی بریدہ ہا

نعت : تینخت : تیری تھوڑ۔ فرق : سر۔ گھوم : میرا گھومنا۔ زہد : بیدار خدا کے کٹ جانے کا کٹ جانے۔

ترجمہ : کاشکے تیری تھوڑ میرے سر پر نہ کر میرے حلق تک پہنچ جائے۔ شوقی حد سے بیدار ہو گیا ہے خدا کے میری زبان ہی کٹ جائے۔ یعنی عاشق کی یہ خواہش کہ محبوب کی تھوڑ اس کا سر کٹ کر حلق تک پہنچ جائے ایک گستاخی ہے اور محبوب سے گستاخی کرنا ایک ایسی خطا ہے جس کی سزا لگتا ہے۔

گر رفتہ ام زکوے تو آسلی زلفت ام اپس قصہ از زبان عزیزاں شنیدہ ہا

ترجمہ : اگر میں تجربے کو بے جا نہ کیا ہوں تو آسلی ہا سکن سے نہیں کیا اس سلسلے میں میری داستان میرے عزیزوں سے سنی جائیگی ہے۔ یعنی اس کو بے جا نہ کیا ہوں تو آسلی ہا سکن سے یہ عزیز ہی آگاہ ہیں۔

نفری و خود پسند بہ چشم چہ ی کئی یا رب بدبر بچو توئی آفریدہ ہا

لغت : قزوی : قزوب یعنی حسین ہے۔۔۔ ازرب : بظاہر خدا سے خطاب ہے لیکن یہاں یعنی خدا کرے۔۔۔

ترجمہ : تو حسین و جمیل بھی ہے اور خود پسند بھی۔ خدا کرے کہ دنیا میں تھے سا کوئی اور حسین بھی پیدا ہو جائے تو پھر میں دیکھوں گا کہ تو کیا کرتا ہے۔ ظاہر ہے دوسرے حسین کی موجودگی میں کون اس کی طرف توجہ کرے گا اور میں اس کی ساری خود پسندی چاہی رہے گی۔

مردان ز راز داری شوقم نجات دلو صدر رنگ لالہ زار ز خاکم دمیدہ بلو

ترجمہ : میرے مرنے نے مجھے میرے شوق کی راز داری سے نجات دلا دی۔ خدا کرے میری خاک سے بیچوں رنگ کے لالہ زار اٹھیں۔

لالہ مرغ رنگ کاہو ہے۔ عاشق نے اپنی عاشقانہ زندگی میں کتنی آرزوئیں کیں جو خون ہو کر وہ گئیں یعنی پوری نہ ہوئیں۔ انہی خون خندا آرزوئیں کے حوالے سے اپنی خاک پر لالہ زار اٹھنے کی دعا کی ہے۔ شوق کی راز داری کیا ہے کہ عاشق اپنی نجات کو چھپا کر رہا۔

بروئے دوسوی پر تو بیش زلفت است در عرض شوق دیدہ طلب گار دیدہ بلو

لغت : بیش : بڑھتی۔ زلفت است : نہ گزشتہ نہیں چکی ہے۔۔۔

ترجمہ : ہماری بڑھتی کانٹیں اس کے چہرے اور زلفوں پر نہیں چکنا نہ چمک سکا۔ خدا کرے کہ ہلوے اعداد شوق کے موقع پر ہماری آنکھیں مزہ آنکھوں کی طلب گار ہوں۔ مراد یہ کہ محبوب کے حسن کے نظارے کے لئے یہ وہ آنکھیں ہالٹی ہیں۔

آتش بہ خامل زوہ اسے خواست مصرعے کفتم نسیم، گشت بہ گلشن وزیدہ بلو

لغت : آتش بہ خامل زوہ اسے : اپنے گمراہ کو آگ لگانے والے کسی نے، کسی خامل پر ہلانے۔۔۔ مصرعے : کوئی محدود میز ہو جس میں کھانا ہوتا ہے، آگہ می۔۔۔ نسیم : ہوا نرم ہونے کے جب اس میں آواز نہیں ہوتی۔ وزیدہ بلو : چلتی رہے۔۔۔

ترجمہ : اپنے گمراہ کو جلانے والے کسی شخص نے مصرعی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر یہ نسیم جلی پڑے تو کیا مرج ہے۔ وہ یہ نسیم کو بل نہیں چلتے۔ وہ۔ کیا آگہ می سے آگ اور بجڑ کر سب کچھ جلا ڈالے گی۔ یعنی ایک عاشق شوق و جنت میں اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے کہ کتنا چاہتا ہے کہ اسی میں اس کے لئے لطف و کامیابی ہے۔

مرگم امل دہلا کہ از شوق بر خورم این شعلہ بچو خوں بہ رگ خس دیدہ بلو

لغت : مرگم : میری موت۔۔۔ امل دہلا : ہٹا دے۔۔۔ بر خورم : پڑا کر لوں۔۔۔ دیدہ بلو : دوڑ جائے۔۔۔

ترجمہ : کاش مجھے موت سے ہٹا دل جائے تاکہ میرا محبوب کے دیدہ اور کاشق پڑا ہو جائے۔ کاش یہ شعلہ خون کی طرح خس کی رگ میں دوڑ جائے۔ خود کو خس کما ہے۔ آتش شوق، عاشق کو تنگی کی طرح جلا دیتی ہے۔ اسی حوالے سے خود کو خس کمال مطلب یہ کہ آتش شوق عاشق کو جلانے کی بجائے اس کے رگ و ریشہ میں زندگی کی لہریں جلائے۔

ذو قے ست ہوی بہ فغان، بگذرم ز رنک خار رہت چاہے عزیزاں غلیدہ بلو

لغت : ہوی : فغان : غم و فزاد کرنے میں ایک دوسرے کا ہم ہونا۔۔۔ غلیدہ بلو : چھ جائے۔۔۔

ترجمہ : خود فغان میں دوسروں کا میرے ساتھ ہر دم ہو نا بھی ایک لطف کا باعث ہے۔ اس لئے میں رنک سے باز آیا۔ خدا کرے کہ تیرے راستے کا لٹکا اپنے عزیزوں کے ہاں میں بھی چھ جائے۔ عاشق کو یہ گوارا نہیں ہو تا کہ کوئی اور بھی اس کے محبوب کے شوق میں جھکا ہو، لیکن بہت سنا کمال کہ خود فغان کرنا لطف دیتا ہے، اس لئے عاشق کی خواہش ہے کہ وہ عزیزوں و حقوں کو بھی شوق کا پتلا دے جائے، تاکہ اسے اس بات سے بہک سکیں گے کہ اس درد شوق میں اس کے کچھ اور ساقی بھی ہیں۔

چوں دیدہ پاے تلمرم تفتہ کے ست دل خوں شلو و ازین ہر موچکیدہ بلو

لغت : پائے تھرم: میرے سر سے پاؤں تک۔ ٹون شوار: خدا کرے ٹون ہو جائے گا۔ انہیں ہرمون: ہرمی کی جڑ سے۔ پکپک: ہلکے پڑے۔
 ترجمہ : آنکھوں کی طرح میرا سر پہا بھی کسی کا پانی سا ہے۔ خدا کرے کہ میرا دل ٹون ہو جائے اور میرے ہرمی کی جڑ سے بنے گئے۔
 آنکھوں سے ٹون رہتا ہے، عاشق کی خواہش ہے کہ ٹون صرف آنکھوں ہی سے نہیں بلکہ اس کے ہرمی سے بنے گئے تاکہ اس کا پورا
 وجود اس سے شرب ہو جائے۔ عشق کی گویا تھکا بہت ہے۔

غالب شراب قدی ہندم کلب کرد زیں بعد بلوہ ہلے گوارا کشیدہ بلوہ
 لغت : شراب قدی: شرک سے بنے دلی شراب جو گوارا ہوتی ہے۔ ہندم میں چار ہوتی ہے۔
 ترجمہ : اے غالب ہند کی شراب تو نے مجھے جلا کے رکھ دیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی گوارا شرابیں کشیدہ ہونی چاہئیں بلکہ اچھی بالخصوص
 گوارا کی شراب بنے کوئے۔

غزل # 71

پروا اگر از عروہ دوش نکرودن اشب چہ خطر بود کہ سے نوش نکرودن
 لغت : عروہ: لڑائی جھگڑا ہنگام۔ دوش: گزری ہوئی کل رات۔
 ترجمہ : کل رات جو ہنگام ہوا تھا اگر اس کی پروا نہیں کی گئی تو آج رات کو نہ ایسا غمزدہ دوش تھا جو شراب نہیں پی گئی۔ بھوہوں کی
 فصل میں ہنگام ہوا ہو گا اس حال سے یہ کہ ہے کہ آج کیل دور شراب نہیں چلا۔
 درد تنج زدن منت بسیار نکلوند ہرودن ہر از دوش و سبکدوش نکرودن
 لغت : تنج زدن: تھوڑا چلانا۔ منت: امن۔ ہرودن: سرے گئے یعنی سرکٹ دیا۔ سبکدوش: چلے ہو جو دیکھنا فارغ اہل۔
 ترجمہ : محبوب نے تنج زنی کر کے ہم پر بڑا احسان دیا یعنی ہمارا سر آنا لیا لیکن ہمیں جوچ سے بلکند کہ یہ مطلب ہے کہ عاشق کا سر اس کے
 لئے بہت بڑا ہو جو تھوڑے محبوب نے تھوڑے سے آنا کر یہ جوچ بگاڑ دیا۔ لیکن اب اس کے اس احسان کا جوچ اس عاشق کے سر ہے اسی
 لئے کہنا کہ ہمیں سبکدوش نہ کیا۔

از تیرگی طرہ شبرنگ نظر ہ پرواز درآں شج ہا گوش نکرودن
 لغت : تیرگی: تاریکی، سیاہی۔ طرہ شبرنگ: رات کی طرح سیاہ دھنسی۔ شج ہا گوش: کلوں کی لیلی کی شج، مرہ چٹکی ہوتی ہے
 گوش۔

ترجمہ : محبوب کی رات ایسی سیاہ دھنوں کے ہاٹ نکلیں اس کی شج ہا گوش پر توجہ نہ کر سکیں۔ محبوب کی سیاہ دھنوں کی دھنکی اور چرسے پر
 ان کے بھرنے کے سبب مشتاق کی نظریں ہا گوش کی طرف توجہ نہ کریں۔ شب اور شج کے اتفاق میں صنعت تھا ہے۔

داغ دل ماشطہ فشان ماندہ بیری ایں شج شب آخر شدہ خاموش نکرودن
 لغت : شط فشان ماندہ: شط بکھرنے والا رہا۔ بیری: بھلا۔ شج خاموش نکرودن: شج بھلا نہ گئی۔
 ترجمہ : جو حال ہے میں بھی، نیت کے نتیجے میں، انداز دل دل شط ہی رہا ماندہ رات تو گذر گئی لیکن یہ شج نہ بھلائی گئی۔ شج سے مراد

دارغ دل ہے۔ مرد ہے کہ زندگی ختم ہونے کو ہے لیکن فحشہ کا جذبہ ہمارے دل میں اسی طرح برقرار ہے۔

روزے کہ پہلے زور و بہنے شور و خفتندہ اندیشہ بکار خرو و ہوش گمزدہ

نعت : خفتندہ : انہوں نے پھیلائی تھی فساد و فحشہ نے بھرا۔ اندیشہ : خیال۔

ترجمہ : جس روز فساد و فحشہ نے شراب میں زور اور ہنسی مراء نقد میں شور و کھلا بھرا اس کے پیچھے آویست ہو کر ہوش کو چھینتا ہے اسی طرح فحشہ کو ہی کو بے خود کر دیتا ہے۔ غالب ہی کے بقول۔

مطرب بہ نغزل خوانی و غالب بر سماغ است

گرداغ نعلوند و گر در و فروزندہ نازم کہ بہ ہنگامہ فراموش گمزدہ

نعت : نعلوند : رکھا گیا۔ فروزندہ : انہوں نے بوسلایا یعنی بوسلایا گیا۔

ترجمہ : خواہ میرے دل پر حسیوں کا داغ لگایا اور خواہ میرے درد عشق میں اضافہ کیا گیا دونوں صورتوں میں مجھے اس بات پر ناز ہے کہ ہنگامہ کو فراموش نہ کیا گیا۔ مطلب یہ کہ ہر حالت میں میرا ہنگامہ عشق برقرار رہا۔

خون می خورم از حسن کہ اس گنج رواں را در بکار حتی دستی آغوش گمزدہ

نعت : گنج رواں : چنا بھرا آغوش۔ حتی دستی : غلیظ ہاتھ ہوتا۔ درکار گمزدہ : کام میں لا صرف میں نہ لایا گیا۔ خون می خورم : مجھے دیکھ پا رہا ہے۔

ترجمہ : میں جب حسن کو دیکھا ہوں تو مجھے اس بات کا دکھ ہوتا ہے کہ اس گنج رواں حسن کو غلیظ آغوش کے مصروف میں نہیں لایا گیا۔ یعنی محبوب حسن کا ایک چنا بھرا آغوش ہے جسے دیکھنے والے راحت محسوس کرتے ہیں لیکن عاشق کی آغوش اس سے غلیظ ہے، یعنی وہ اس خواہنے لا محبوب سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہے۔

آنکوں خطرے نیست کہ تا پہ نقد از دل خود چاہ ز نغزدان تو خس پوش گمزدہ

نعت : چاہ ز نغزدان : ٹھوڑی کے نیچے چھوٹا سا گڑھا چاہ دقن۔۔۔ چاہ خس پوش : ایسا کنواں جس کے سرے خس و خشاک ڈال کر اسے ادا کیا گیا ہو۔ عموماً شکاری اس قسم کا کنواں چار کر کے شکار کو اس طرف کھینچتے تھے تاکہ وہ اسے نہیں سمجھ کر اس پر سے گزرے اور اس میں گر پڑے۔

ترجمہ : جب تک میرا دل تجھے چاہ دقن میں گر نہیں پڑا اور اس سے وہ چاہ دقن بڑ نہیں ہو گیا اسے خس پوش نہیں کیا گیا۔ سو اب جب میرا دل اس میں نہیں پھنس ہی گیا ہے تو پھر کس بات کا غصہ رہا۔ یعنی اب کوئی خطرہ نہیں۔ چاہ دقن کے خس پوش ہونے سے مرد محبوب کے رخصتوں پر مزاح کا آغاز ہوتا ہے۔ جس سے حسن کی دلکشی کسی قدر مائع ہوتی ہے۔

گر خود پہ غلای نہ پڑے نہ گدا باش بر در بزن آں حلقہ کہ در گوش گمزدہ

نعت : نہ پڑے نہ گدا : قول نہ کریں۔ گدا باش : ہلک سا گدا۔ حلقہ : گدا چھوٹا جو غلام کے کان میں ڈالا کرتے تھے۔

ترجمہ : اگر تجھے نہ غلای میں قول نہ کریں تو گدا ہی جاو اور اس دردناک جہ جاو کہ حلقہ نکھٹا جو تیرے کان میں نہیں ڈالا گیا۔ یعنی محبوب اگر عاشق کو اپنا غلام یا حلقہ گوش نہیں چاہتا تو عاشق کے لئے اس کے در کا گدا ہونا بھی خوب ہے۔

غالب ز تو آں بدہ کہ خود گفت نظیری در کاسہ ما بدہ سر ہوش گمزدہ

ترجمہ : غالب تجھے مجھے میں وہ شراب قتل ہے جس کے متعلق خود نظیری نے کہا تھا کہ ہمارے جام میں بدہ سر ہوش یعنی صراحتی کے گواہ کی

ساک خراب نہیں ڈال گئی۔ ہمارے قدر میں ایسی شراب تھی۔ گویا نظیری کو کدو شراب میسر نہ آئی وہ غالب کو ملی۔ دوسرا مصرع داری کے مشہور شاعر نظیری کا ہے۔ اس کا پورا شعر یوں ہے:

ما رزہ ازیں ماندہ برچنگ کشلیم در کاسه ما باره سر جوش نکرونه

غزل # 72

آجر شوق بدال رہ بہ تجارت نہ رود کہ رہ انجلد و سرمایہ بغارت نہ رود
لغت : بدال رہ: اس راستے سے۔۔۔ انجلد: ختم ہو جائے۔۔۔ بغارت نہ رود: نہ لوٹا جائے۔۔۔

ترجمہ : مصلحت کا آجر بھی اس راستے سے تجارت کرنے نہیں جاتا کہ پلٹے پلٹے ختم ہو جائے اور اس میں اس کا سرمایہ بھی نہ لوٹا جائے۔ بغال مال شوق سے مراد شوقِ افنی ہے۔

چہ لو ستم بہ تو در ماند کز انہوی غم نیست ممکن کہ روائی ز عبادت نہ رود
لغت : انہوی غم: غموں کی کثرت، بھرد۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے خدا میں کیا گھسوں کہ غموں کی اتنی بھرد ہے کہ ممکن نہیں میری عبادت میں روانہ و جہل پر قرار دے سکے۔ گویا غموں کی اتنی کثرت ہے کہ ان کا گھٹنا ممکن نہیں ہے۔

از حیا گیر نہ از جور گر آں مایہ ناز کشتہ تیغ ستم را بہ زیارت نہ رود
لغت : از حیا گیر: حیات کا باعث بگم۔۔۔ مایہ ناز: ناز و ادا کی دولت، سرمایہ ناز و ادا، محبوب۔۔۔ کشتہ تیغ ستم: محبوب کے ستموں کی تھوڑا کٹاوا ہو ۹۹ حوروں۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ مایہ ناز اپنے کشتہ تیغ ستم کو دیکھنے نہیں جاتا تو اسے اس کی سختی اور بے رحمی پر محمول نہ کر سکے وہ مصلحتیابی کا پیر نہیں جانتا۔ وصل و دیدار نہ غلط سمت، یہاں بہ بھرم کہ گلوئی سخن و عرض بشارت نہ رود

لغت : عرض: عزت و ناموس۔۔۔

ترجمہ : اسے بھرم محبوب کا وصل کوئی غلط نہیں ہے اس لئے بہتری ہے کہ تو اس کی بہت نہ کرے اور بشارت کی عزت و ناموس ضائع نہ ہو۔ مطلب یہ کہ ہشت کی خوش فہمی اور محبوب کے وصل کی خوش فہمی دونوں یکساں نہیں ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے ہشت کی خوش فہمی تو پوری ہو جائے لیکن وصل محبوب کا کوئی امکان نہیں۔

دل بدال گونہ چالای کہ در خواہش دید دیدہ خوں گرد و از دیدہ بصارت نہ رود
لغت : بدال گونہ: اس طرح سے اس طور۔۔۔ چالای: دہشت کر لے۔۔۔

ترجمہ : تو دل کو محبوب سے اس طرح دہشت کر لے کہ دیدہ کی خواہش میں آکھیں خوں ہو کر وہ جانیں لیکن آنکھوں کی بصارت پھر بھی قائم رہے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب کے دیدہ کا شوق پر قرار رہے۔

قصر و مہمل کدہ حاتم و کسری بگدا از نام از رفتن آثار عبادت نہ رود

نعت : صماں کدو : صماں کو مٹانے کی جگہ۔۔۔ قلعہ محل۔۔۔ حاتم : مشہور قدیم نئی۔۔۔ کسری : ایران کا قدیم بادشاہ جس کے کلمات کی شان و شوکت بہت مشہور ہے۔۔۔ رفیق آچار عمارت : عمارتوں کے ٹکڑاں مٹ جاتے۔۔۔

ترجمہ : تو حاتم کے صماں خاتمے اور کسری کے کلمات کی بات چھوڑ۔ عمارتوں کے آچار مٹ جانے سے ہم نہیں مٹا کرے۔ یعنی اگرچہ یہ عمارتیں مٹ چکی ہیں لیکن حاتم و کسری کے ہم ان کے کاسوں کی وجہ سے جوڑ زندہ ہیں۔ عمارتیں اپنی جگہ کچھ نہیں ہیں اصل چیز اچھے کام ہیں۔

حج درویش طمع پیشہ نیرزد مقبول تاکہ اندوختہ گدے بھارت نہ رود

نعت : طمع پیشہ : لالچی حرصیں۔۔۔ نیرزد : اس لائق نہیں۔۔۔ اندوختہ گدے : بھیک سے حاصل کی ہوئی دولت۔۔۔

ترجمہ : لالچی درویش کالج قبول ہونے کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسے یہ خوش ہے کہ اس کا بھیک سے حاصل کردہ سرمایہ کمیں نہ جائے۔ درویش طمع پیشہ سے مروہ آدمی جو دوسروں سے حج کے لئے دولت اکٹھا ہے۔ یہ ایک طرح سے اس کے لالچی اور حرص کی علامت ہے کہ چونکہ وہ حج کی نیت سے نہیں بلکہ دولت جمع کرنے کی خاطر گیا کر رہا ہے۔

تو بیک قطرو خوں ترک وضو گیری و ما سیل خوں از مژہ رانیم و طہارت نرود

نعت : سیل خوں : خون کا سیلاب۔۔۔ رانیم : بہاتے ہیں۔۔۔ طہارت نرود : پاکی نہیں ہوتی۔۔۔

ترجمہ : تمہارا تو ایک قطرو خون یہ بہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ اپنی حالت یہ ہے کہ ہم اپنی جگہوں یعنی آنکھوں سے خون کا سیلاب بہاتے ہیں تو کسی اور کی طہارت پر قرار دیتی ہے۔ مرو یہ ہے کہ غبت میں خوشی اٹک بہانا جس انسان کی طہارت کا باعث بنتا ہے۔

رمز بختیاس کہ ہر نکتہ اداسے دارو محرم آنست کہ وہ جز بہ اشارت نہ رود

نعت : رمز بختیاس : اشارہ کچھ۔۔۔ محرم : حرام۔۔۔ واقف ارادے آگاہ۔۔۔

ترجمہ : بقول ملی ہر نکتے یعنی ہر چیز کی رمز کو سمجھنا چاہئے کیونکہ محرم ارادہ ہی ہے جو بغیر اوامر کے اشارے کے ایک قدم نہیں اٹھاتا۔ یعنی قدرت کی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں کرتا۔

زادہ از حور بختی بجز ایں نغساند کہ شود دست زد شوق و بھارت نہ رود

نعت : دست زد شوق : شوق کے زیر مشق ہو۔۔۔ بھارت : کھوار ہونا، ضعف۔۔۔

ترجمہ : بقول ملی عوامہ مطلب یہ کہ زادہ شریعت کے تمام افلاک سے ان کے حقیقی معنی مروا لیتا ہے اور کسی بات کو مستحکم اور کھاسے پر محمول نہیں کرتا۔ گویا زادہ حور کا وہ حقیقی کچھ کہ اس سے اپنے فضل کے پاکیزہ ہونے کی توجیہات بھی نہیں کرتا ہے۔ غالب کے نزدیک حور کا وہ دھن خشنی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

غالب خستہ بکوسے تو رہیں تپتے است کہ بہ ششای نشیند بہ وزارت نہ رود

نعت : رہیں تپتے است : ایسی تڑپ کا مہو میں ہے کہ وقف ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب خستہ تیرے کو بے میں تڑپ کا مہو میں ہو گیا ہے یعنی تڑپ کے لئے وقف ہو گیا ہے۔ اسی لئے وہ نہ تو کسی شے پر تپتے، نہ پھینے کا خواہش مند ہے اور نہ ہی وہ کسی وزارت کے منصب کے لئے بھاگ رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اس کے لئے تیرے کو بے میں اس حالت میں رہنا ہی سب سے زیادہ عزیز ہے۔

رودیف-ڈ

زبس تب خرام نکلم آور بیڑو از کلفہ ہوا اندوڑم از دوسے کہ ہر دم خیزو از کلفہ

لغت : تب گرم؛ خرام: ٹھکانا۔ آور: پھرتا۔ نکلم: اُٹھتا۔ ہوا: جاتی۔ اندوڑم: میں جھجکا ہوں۔

ترجمہ : میرے قلم کے نیچے سے کلفہ سے اُٹھنے لگی ہے۔ چنانچہ کلفہ سے ہر بل ہوا میں اٹھتا لکھتا ہے اسے میں جاتی کے طور پر جھج کرتا ہوں، تاکہ کلفہ کے کام آئے۔ گویا عاشق کے اظہارِ شوق میں اتنی گرمی ہے کہ اس کے لئے کوئی بات بھی لکھنا ممکن نہیں کیونکہ اس کے قلم اٹھانے سے اس گرمی کے باعث کلفہ ہی جل جاتا ہے۔

ندائیم تاجہ خواہد کرد با چشم و دل دشمن دم نکلم کہ در جنبش غبار انگیزو از کلفہ

لغت : دم نکلم: میرے قلم کا دواڑہ یعنی تیز چلتا۔ جنبش: بلکہ حرکت کرنا۔ انگیزو: اٹھاتی ہے۔

ترجمہ : میرے قلم کی تیز رفتاری جو جنبش میں کلفات سے غبار اٹھاتی ہے، خدا معلوم وہ دشمن کے چشم و دل کا کیا حال کرے گی۔ یہاں غالب نے شعر گوئی میں اپنی تیز رفتاری کی بات کی ہے جو اس کے دشمن کے لئے حسد کا سامان کرتی ہے اور اس کے دل پر اس کا شدید اثر ہوتا ہے۔

بکرتک از ورق چوں بہرزم سطر کمرہ را تو گوئی نیار ا لعل و گمری ریڑو از کلفہ

لغت : بکرتک: قلم تراش سے۔ بہرزم: میں چلیتا ہوں، سنا ہوں۔ سطر: سونے یا چاندی کے ہاریک۔ ریڑو: جو رحلت پر رہتا رہ گزرتے سے گرتے ہیں۔

ترجمہ : جب میں قلم تراش سے کسی دوبارہ لکھے ہوئے لفظ کو سنا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ کلفہات پر سے لعل و گمرے کے ریڑے گر رہے ہیں۔ اپنی تحریر کو لعل و گمرے سے تشبیہ دی ہے۔

ندائیم حسرت دویے کہ می خواہم رقم کردن کہ ہر جا نگرم ذوق رنگام خیزو از کلفہ

لغت : دویے کہ: کس کا چہرہ۔ رقم کردن: لکھنا۔ خیزو: میں دیکھتا ہوں۔

ترجمہ : معلوم نہیں میں کلفہ پر کس کے چہرے کے دوبارہ کی حسرت تحریر کیا چاہتا ہوں کہ میں کلفہ پر جوں ہی غمزدہ رہا ہوں وہاں سے میرا ذوق نگاہ ابھرنے لگتا ہے۔ گویا عاشق کو محبوب کے جلوہ رخ کی بڑی خواہش ہے۔

من و ہمسازی خوے کہ در تحریر پیداوش رد حرف از قلم گر خود قلم نہ گریزو از کلفہ

لغت : ہمسازی خو: فطرت کی ہوا الفت۔ پیداوش: اس کا ہر دو قسم۔ رد: دواڑا ہے۔

ترجمہ : اوہ میں ہوں اور اوہ اس محبوب کی فطرت کی ہوا الفت کہ جب میں اس کے ہر دو قسم کے بارے میں لکھنے لگتا ہوں تو اگر قلم خود کلفہات سے نہ ہماگ جائے تو لفظ ہی قلم سے بھاگتے نکلتے ہیں۔ مراد یہ کہ محبوب کے مزاج میں اتنی تحری و تحریز ہے کہ کلفہ اور قلم میں اس کی تحریر کی صحت و طاقت نہیں ہے۔

چہ باشد نامہ گل جانب مرغ اسیر تیں بہ کہ کس گلدستہ اے پیش قفس آویزو از کلفہ

لغت : چہ باشد: کیا ہے، کیسا۔ آویزو: لٹکاوے۔

ترجمہ : بھگتے میں قید کسی پرندے کی طرف پھل کا بیج ملے چکا کیا معنی؟ بہتر تو یہی ہے کہ کوئی اس کے بھگتے کے سامنے کلفہات کا

گدہ نہ نکلائے۔ پر غصے کے لئے وہ بھی گویا اصل بھول ہی ہوں گے۔

چو استیلائے شوقم دیدہ کرو از نامہ محروم مگر بر آتشم بیدار دامن می زو از کافہ

لغت : استیلائے شوقم : میرے شوق کاغلبہ اور غور شوق۔۔۔ دامن می زو : دامن باد نہا ہوا آگ پر۔۔۔

ترجمہ : جب اس نے میرے شوق کاغلبہ دیکھا تو مجھے غلا کے خواب سے محروم کر دیا۔ شاید اس بیدار دامن نے میری اس آتش شوق پر میرے
ی غلا کے کافہ سے دامن بچا کر اسے اور بچر کر دیا۔ گویا محبوب نے عاشق کاغلا جلا کر اس کی آتش شوق کو اور بجھ کر دیا۔

زبے تلی ر قم سولش دوو چوں نامہ بخوسم بہ عنوانے کہ دولی دوو دل می خیزد از کافہ

لغت : سولش : اس کی طرف۔۔۔ دوو : دولتی ہے۔۔۔ ر قم : قرعہ۔۔۔ بہ عنوانے کہ : اس اعلازمیں کہ۔۔۔

ترجمہ : جب میں محبوب کو غلا کھنے چلتا ہوں تو بے تلی کے نامہ میری قرعہ اس کی طرف کہو اس اعلازمیں دولتی ہے کہ گناہ ہے
کافہات پر ہے دھواں اٹھ رہا ہے۔ یعنی قرعہ نہیں دھواں محبوب کی طرف پک رہا ہے۔

چہ گویم از خرام کل کہ در انکارہ قدش صریح خامہ شور رستخیز انگیزد از کافہ

لغت : انکارہ قدش : اس کے قد کا انکار، آنکھیں تو۔۔۔ صریح خامہ : ظلم چلنے کی آواز۔۔۔ رستخیز : قیامت۔۔۔

ترجمہ : میں اس کے بازو اسے چلنے کے بارے میں کیا کہوں یعنی کہوں کہ اس کے آنکھیں تو کے خیال ہی سے صریح خامہ کافہ سے
قیامت کا شور مچا کر دیتی ہے۔

ظہور آمد تزلزل ہلی چشمم کم ہمیں غالب بہ پیدائی ز خاک ستم چو نام ایزد از کافہ

لغت : ظہور آمد تزلزل : مقولہ یا زلزل ظاہر ہو گیا۔۔۔ چشمم کم : حاکم کی نظر سے۔۔۔ پیدائی : ظاہر ہونے کی کیفیت۔۔۔

ترجمہ : زلزل کا ظہور ہو گیا ہے ہلی مجھے حاکم کی نظر سے مت دیکھو۔ پیدائی کے کلمات میں اسی طرح خاک سے ہوں جس طرح خدا
کا نام کافہ سے ظاہر ہوا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ کا صرف نام کافہ پر لکھا جاتا ہے اور خود وہ نظر نہیں آتا کہ میری بھی یہی کیفیت ہے کہ میں
نام ہی ہو گیا ہے پانی خاک ہو گیا ہوں۔

روایف۔ ر

غزل # 1

بختے دارم ز تنگی روز نگاروں خواہ بہاراں پر بہ مستی خویش را گرد آرد گو، ازاں ہوشیاراں پر

لغت : تنگی : تنگی۔۔۔ روز نگاروں : روزانے کی ہی خصلت والا، حکون موزج۔۔۔ بہاراں پر : مہر پر یہاں پر رولنے ہوئے۔ گویا ازیرہ
سبقت لے جانے والا ہلائی لے جانے والا۔۔۔

ترجمہ : میرا ایک ایسا محبوب ہے جو تنگی و طراری میں تو زمانے کی ہی خصلت والا ہے لیکن بہار کی طرح اس میں شگفتگی و بازی بھی ہے۔
وہ اپنے دشمن کی مستی میں سرشار ہے اور ہوش مندوں سے بھی بازی لے جانے والا ہے۔ گویا دیکھنے میں وہ سادہ ہے لیکن در حقیقت بہ کار اور
مست و ہوشیار ہے۔

نئے از سے بمانگست و آنکہ ہر قدر خواہی رواں کن جوے از شیر و دل از پرہیز نگاہاں بر

نعت : نئے : ایک صراہی شکر۔ بمانگست : ہماری طرف بھیج۔ رواں کن : ہمارے۔ جوے شیر : دودھ کی ندی۔ دل برد : دل بہت لے دل مو لے۔

ترجمہ : اے لطف تو ہمیں شراب کی ایک صراہی بھیج دے اور پھر جس قدر چاہے دودھ کی ضرورت پرہیز نگاہوں کے دل بہت لے۔ یعنی شاعر کو تو صرف شراب کی ضرورت ہے۔ دودھ کی ضرورت بشت کی دوسری نعمتیں پرہیز نگاہوں کو مل جائیں کہ ان کے ذکر سے انہی پرہیز نگاہوں کی خوشی و مسرت کاسلک ہو جائے۔

مرا گوئی کہ تقوی و روزہ قربانت شوم، خود را بیارای و بہ غلو سخاوت تقوی شعاراں بر

نعت : روزہ : اختیار کر۔ قربانت شوم : تجھے قربان چاہوں۔ بیارای : آراستہ کر خود کو بنا سنوہر۔ تقوی شعاراں : تقوی کرنے والے پرہیز نگاہ۔

ترجمہ : تو مجھے کہتا ہے کہ پرہیز نگاری و تقوی اختیار کر، تجھے قربان چاہوں تو خود کو بنا سنوہر ان تقوی شعاراں کی عظمت میں تو جانیں مجھ سے اس طرح چاہنے سے ان کا سارا تقوی و حرام چاہے گا۔

چہ پر سی کایں چنین داغ از کداسی تخم می خیزد دلم از سینہ بیہول آر و پیش لالہ کاراں بر

نعت : کایں : کہیں۔ کہیں : کون سے۔ دلم کاراں : لالہ کے پھول ہونے والے ہاتھوں۔

ترجمہ : تو یہ کیا بوجہ دے کہ اس قسم کے داغ کون سے جگہ سے نکلتے یا اترتے ہیں۔ تو میرا سینہ چہ کر ل لال لے اور اسے لالہ ہونے والوں کے پاس لے جا۔ داغ سے مراد داغِ بخت ہے یعنی یہ داغ مجھ سے دل ہی سے پھولے ہیں اور میرا سہرا دل لالہ کے پھول کی طرح شمع یعنی ٹھون سا ہو گیا ہے۔

وریں بے ہودا میری آنچہ با من در میاں داری بگو تھے و از من زحمت اندوہ گساراں بر

نعت : بے ہودا میری : فضول کی بات ہے تاکہ قسم کی موت مرے۔ اندوہ گساراں : دوسروں کی غم خواری کرنے والے۔

ترجمہ : تو مجھ سے میری بے ہودا میری کی باتیں کرتا ہے، اور انہیں تو مجھے غم گساروں سے بیان کر تاکہ وہ سن کر اس زحمت سے بھارت پائیں یہ انہیں میری غم خواری کے نتیجے میں اٹھنی پڑ رہی ہے۔ یعنی وہ یہ سوچ کر کہ اس نے بیمار میں چل دے وہی ہے، ہم طوا خواہ اس کی تھکداری کر رہے تھے، سکون پائیں گے۔

ندارد شیر و خرما ذوق صباہ رحم می آید نشاط عید از ما دیدہ سوے روزہ داراں بر

نعت : شیر و خرما : دودھ اور کھجور جس سے روزہ افطار کرتے ہیں۔ ذوق صباہ : صبح کا سماں۔

ترجمہ : شیر و خرما میں صبا کی لذت کمال۔ بھارے روزہ داروں پر مجھے رحم آتا ہے۔ ہماری طرف سے ان کی جانب میری مسرتوں کا تحفہ لے جا۔ شاعر کو شراب کا رسیا ہے اس لیے وہ ان روزہ داروں پر قس کھاتا ہے جو شراب تو پیچے ہوں گے لیکن رمضان کے مہینے میں کھجور شراب سے دور رہتے ہیں۔ میرے آنے پر ان کی خوشی کاسلک ہو جائے۔

بیا رضواں مگر نہ جرمہ اسے بخشفت از سافراں گل از گلبن بیفتاں و بہ بزم شلو خواراں بر

نعت : رضواں : بخت کا دار و در۔ جرمہ اسے : جرمہ کے لیے بچے ہوئے شراب کے چھ قطرے۔ بیفتاں : توڑ۔ شلو خواراں : خوش ہو کر چنے والے، بھلا۔

ترجمہ : اسے روضوں توجہ کی کسی کیاری سے کوئی پھول تو زور سے بخواروں کی محفل میں لے کر شاید تجھے اس محفل میں سفر کی سہ
میں بچے ہوئے شراب کے چند قطرے مل جائیں جو تجھے چادریں۔ مراد یہ کہ اصل لطف تو بخواروں کی محفل ہے، جنت میں کیا حرام ہے۔

پیشیں می شوی از تاز بگذر زیں گراں جہاں دل از دلداد گل جوی و قرار بے قراراں بر
لغت : گراں جہاں : سخت جہاں یا بے حس لوگ جو حسن سے متاثر نہیں ہوتے۔ دلداد گل : دل اپنے والے عشاق، اہل دل۔ جوی :
لے، سہولے۔

ترجمہ : تو ان سخت جہاں بے حس لوگوں کو بھروسہ ان سے تجھے اپنے بازو دوا پر پیشانی حاصل ہوگی تو اہل دل کی طرف آ اور ان کا دل سہ
لے اور بے قراروں کا قہر چھین لے۔ یعنی ان پر جب ترجمے باز دوا کا کوئی اثر نہیں تو ان کی طرف توجہ کی کیا ضرورت ہے، ہم عشاق اور
عفت میں بے قراروں کی طرف آ۔

نمک کم نیست، ہاں ہمت بیا و داو شوخی وہ غرور ننگ زنمار از تملو دل فکاراں بر
لغت : داو شوخی وہ : بڑے انداز سے شوخی کر، شوخیاں کر۔ زنمار : احتیاط، لگان۔ تملو : غرور، طبیعت۔ دل فکاراں : زخمی دل
والے، عشاق۔

ترجمہ : نمک کی بیل کی نہیں ہے تو اس ذرا امت سے کام لے اور اپنے خاص انداز میں شوخیاں کر اور اس طرح زخمی دل عاشقوں کی
غیرت و طبیعت سے ان کا غرور ننگ توڑ دے۔ محبوب سے خطاب ہے۔ زخموں پر نمک چھڑکنے سے زخم زیادہ تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ دل
فکاراں : عاشق زخم پر نمک پاشی ہونے پر بھی اگڑے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ انھیں ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ چنانچہ شاعر محبوب کو زیادہ سے
زیادہ نمک پاشی کرنے کی تجویز دے رہا ہے۔ تاکہ یہ عاشق ہلکا اٹھیں، چرپ اٹھیں۔ ظاہر ہے یہ نمک پاشی محبوب کی شوخیوں اور حتم
عربخیزوں کی صورت میں ہوگی۔

پہرس اے حامد اہل وطن از من کہ من چو نم سپارش نامہ از اغیار گر یابی بہ یاراں بر
لغت : پہرس : مت پرچہ۔ چو نم : میں کیا ہوں میرا کیا حال ہے۔ سپارش نامہ : سفارشی خط۔

ترجمہ : اے اہل وطن کے حامد میرے بارے میں یہ مت پرچہ کہ میں کیا ہوں۔ اگر تجھے فیروں سے کوئی سفارشی خط مل جائے تو وہ
دوستوں کو بچاؤ دے، گواہی دے کہ وہ میان میں نہ لے تو جان اور اہل وطن جانیں۔ ایک طرح سے اہل وطن سے بیزاری کا بھی اظہار معلوم ہوتا
ہے۔

نکست ما بود آراکش خوشان ما غالب زند از شیشہ ماگل بہ فرق کو ہماراں بر
لغت : خوشان ما : ہمارے اپنے، ہمارے عزیز۔ فرق : سرواں۔ شیشہ : مراد شراب کی سراپی۔

ترجمہ : اے غالب ہماری فوٹ پھوٹ سے ہمارے انہوں کی آراکش کا سامان ہوتا ہے۔ وہ ہماری شراب کی سراپی کو توڑ کر اس سے پھاڑوں
یعنی پھوڑوں پر گل پاشی کرتے ہیں۔ شراب کی سراپی گویا سلسلہ پیش ہے، جسے توڑ کر پیش بڑا کر دیا گیا۔ گویا اپنے لوگوں کی خوشی اسی میں ہے
کہ ہمارے سامان چاہو۔

غزل #2

حشرہ اسے ذوق خرابی کہ بہار است بہار خرو آشوب ترا از جلوہ یار است بہار
نعت : ذوق خرابی: مست و پرہاد ہونے کا چمک۔ بہار است بہار: بہار آگئی ہے۔۔۔ آشوب ترا: زیادہ پریشان کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : اسے ذوق خرابی تھے خوش خبری ہو کہ بہار آگئی ہے اور یہ بہار تو محض دھڑک دھڑک جلوہ محبوب سے بھی زیادہ پریشان کرنے والی ہے۔
موسم بہار میں عام لوگوں پر عجیب کیفیت گذرتی ہے، محض کے بارے ہوؤں اور بخواروں کی طبیعت اس موسم میں اور بھی جھون دوڑاگئی کا
ظہار ہو جاتی ہے۔ چونکہ عاشق محض میں پرہاد ہونے پر خوش ہوتا ہے اس لئے بہار کی آمد پر خوش خبری کی بات کی ہے۔

چہ جنوں تازہ ہواے گل و خار است بہار کایں چنین قطرہ زان از ابر بہار است بہار
نعت : جنوں تازہ: دیا آگئی میں بھانگا۔ قطرہ زن: برستے والی، دوڑنے والی۔۔۔ ہوا: خواہش۔۔۔

ترجمہ : پھولوں اور لکڑیوں کی خواہش و شوق میں بہار کس تیزی بھنگے ساتھ دشت و صحرا میں بھاگ رہی تھی بھل دی ہے کہ بہار کے بادل
سے بھاگ بھاگ کر زمین پر آ رہی ہے۔ یعنی بادش کے قطرے نیچے زمین پر گر رہے ہیں۔ گویا موسم بہار کابل برستے سے ہر طرف پھول ہی
پھول کھل رہے ہیں۔

نازم آئین کرم راکہ بسر گرمی خویش دشت را خلع و چراغ شب تار است بہار
نعت : آئین کرم: بھٹکل کا دستور۔۔۔ شب تار: تاریک رات۔۔۔

ترجمہ : مجھے فطرت کے آئین کرم پر تار ہے کہ اس نے اپنی بھٹکل کے عوش میں بہار کو دشت و صحرا کے لئے شمع اور تاریک رات کے لئے
چراغ تیار کیا ہے۔ یعنی شمع و مسند اور رنگ برنگ پھولوں کی ہنگ صحرائیں چراغ کا سا سلی چلی کر رہی ہے۔

شوشی خوی ترا قلعہ دانست خراں خوبی روے ترا آئینہ دار است بہار
نعت : قلعہ داران: مہاراجہ شاہ۔۔۔ آئینہ دار: عکاسی کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : خراس کیا ہے؟ تیری نگر و خیر طبع کی مزاج شاہ ہے اور بہار تیرے حسین چہرے کی آئینہ دار ہے۔ گویا بہار اسی طرح ہے جیسے
محبوب کا قلعہ دار تھیں چہرہ ہے اور خراس میں بہت بھڑھڑاتی ہے جو اس موسم کی خوبی و ندرت کا پتا دیتی ہے اور محبوب کی ندرت و خوبی مزاج گویا
خراس کی طرح ہے۔

در غمت حاذر دھارہ ہوش است جنوں در رہت شانہ گیسوی غبار است بہار
نعت : حاذر دھارہ ہوش: ہوش کے رخساروں کے لئے غری کا پادار۔۔۔ شانہ: کھٹکی۔۔۔

ترجمہ : تیرے غم فہمت میں ہمارا دھارہ ہوش کے گاہوں کے لئے فہار ہے اور تیری راہ میں بہار غبار کے گیسوؤں کے لئے کھٹکی کا پادار دیتی
ہے۔ یعنی محبوب کے غم فہمت میں عاشق کا جنوں شوق اس کے لئے گویا ہوش و رخ کا سا ملان کر آئے، جبکہ اس کی راہ میں چلے والوں کے لئے
اس کی راہ کا پادار گویا بہار کی ہی کھٹکی رکھتا ہے۔

ہم حریفان ترا طرف بے بلا است چمن ہم شہیدان ترا خلع مزار است بہار
نعت : حریفان: حریف کی جمع، متقابل، ہم ہم ایک محفل کے شرک۔۔۔ بے بلا: فرش۔۔۔

ترجمہ : تیرے حریفوں کے لئے بھی چمن ایک فرش ہے اور تیرے شہیدان غمت کے لئے بہار خلع مزار کا پادار ہے۔۔۔ بہار میں ہر

طرف پھول کھلے ہیں جنہیں دیکھ کر دل مسرور ہوتا ہے۔ گویا محبوب کے غزلوں کے لئے تو جہنم خوشیوں سرسبز کا فرش ہے جبکہ اس کے جو روح افکار عشاق کے لئے ہی ہمارا گویا طبع مزار ہے۔

جعد رنگین تراغلیہ سلامت نسیم رخ رنگین تراغازہ نگاراست بہار

لغت : جعد رنگین: سیاہ و زلفیں۔۔۔ غلہ رست: خوشبو لئے والی ہے، مٹھلے والی ہے۔۔۔ غازہ نگار: شریفی لئے والی۔۔۔

ترجمہ : ہوا نسیم تھری سیاہ زلفوں کو خوشبو دار بنائے والی ہے، جبکہ بہار تھوے زمین چروے پر شریفی لئے والی ہے۔ شمع کی ہوا پٹے سے محبوب کی زلفوں کی خوشبو چھینتی ہے، جبکہ بہار میں محبوب کے زمین چروے پر نور بھی ٹھہرا آجاتا ہے۔

دخستے می درد از گرد پر افشانی رنگ از کسین گلہ کہ رم خوردہ افکار است بہار

لغت : می درد: ادمی ہے، گنجی ہے۔۔۔ پر افشانی رنگ: رنگ کا ازب۔۔۔ کسین گلہ: گھٹت۔۔۔ کہ: کسی کی۔۔۔ رم خوردہ افکار: فکاری سے جان بچا کر بھاگنے والا افکار۔۔۔

ترجمہ : ہمارے اڑے ہوئے رنگ کے غبار سے وحشت برس رہی ہے۔ بہار کس فکاری کی گھٹت سے بھاگا ہوا افکار ہے۔ افکار جب فکاری کی کہیں گاہ سے بچ کر بھاگتا ہے تو اس وقت وہ وحشت کا افکار ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح بہار، محبوب کی بزم سے بچ کر کہیں زیادہ رنگین ہے، وہ وحشت زدہ ہو کر قتل ہے۔

بہ جہاں گرمی ہنگامہ خشن است ز عشق شورش اندوز ز غوغائے ہزار است بہار

لغت : ہنگامہ خشن: خشن کا جوش و خروش۔۔۔ شورش اندوز: شور مچانے والا عامل کرنے والی۔۔۔ ہزار: ہلہل۔۔۔

ترجمہ : دنیا میں خشن کا جوش و خروش ہے وہ عشق کی بدولت ہے۔ یعنی عاشقوں کا جوش و خشن کے چرچے کا باعث ہے، ورنہ کوئی اس طرف توجہ نہ دے، اسی طرح بہار میں جو زور شور ہے وہ ہزار دہائی یعنی ہلہل کے فغوں کے شور سے ہے۔ گویا پھولوں میں جو شگفتگی اور تڑکی ہے وہ ہلہل کے فغوں سے ادمی ہے۔

سمنبل و گل اگر از کشمیشان است چہ غم بہارا کھنیاں دود و شراراست بہار

لغت : سمنبل: ایک خوشبودار پودا۔۔۔ کھنیاں: کھنکی کی جگہ، کھنک میں رہنے والے یعنی خوش دل۔۔۔ کھنیاں: کھنکی کی جگہ آتش دان میں رہنے والے، مراد غم زدہ۔۔۔

ترجمہ : اگر سمنبل اور گل کھنک میں رہنے والوں میں سے ہیں یعنی خوش دل ہیں تو کیا غم، تو کیا ہوا، تو کیا بات نہیں۔ ہم آتش دان میں رہنے والوں یعنی غمزدہ لوگوں کے لئے بہار دھوئیں اور شرارت کی مایہ ہے۔ یعنی اگر اہل مسرت کھنک کے غمزدوں سے اپنے غلہ و لذت کا سامان کرتے ہیں تو کوئی بات نہیں، ہم آتش غم میں جلتے والوں کے لئے اس دھوئیں اور شرارے میں بھی گرمی ہنگامہ کا سامان ہے، غالب ہی کے بقول۔

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق نودہ غم ہی سہی نقد شلوی نہ سہی

خاربا در وہ سودا زدگیں خواہد ریخت ورنہ در کوہ و بیاباں پچہ کاراست بہار

لغت : سودا زدگیں: سودا کی جگہ، دکان، لوگ، جنوں عشق کا افکار۔۔۔ پچہ کاراست: کس کام کی ہے۔۔۔

ترجمہ : بہار عشق کے دکانوں کی دکانیں کھولنے کے لئے ورنہ کوہ و بیاباں میں کس کام آتی ہے۔ وہاں اس کا کیا کام۔ بہار کی آمد پر کوہ و بیاباں میں پھولوں کی کثرت اور شگفتگی، تڑکی کا کھل نظر ہوتا ہے۔ عشق کے بارے میں دیکھنے والے وہاں چو کر بھٹکتے پھرتے ہیں اس لئے یہ

مغرا اب کی آنکھوں میں کانٹوں کی طرح ٹھٹھکا ہے، جسے شاعر نے رمل میں کانٹے کھیرنے سے تعبیر کیا ہے۔

ی تو اں یافتن از ریزش شبنم غالب کہ ز رشک فغم در چہ فشار است بہار

لغت : ریزش : چھلنا۔ ی تو اں یافتن : سمجھا جاسکا ہے۔۔۔ فغم : میرا سانس۔۔۔ فشار : دباؤ، کھٹن۔۔۔

ترجمہ : غالب : شبنم کے ٹپکنے سے یہ چٹا جاسکا ہے کہ بہار میرے سانس مراد اٹھیں سانس کے رشک کی بنا پر کس کھٹن کا شکار ہے۔ موسم بہار میں جو اس چٹتی ہے شاعر کے نزدیک وہ بہار کے آنسو ہیں جو نہ گور رشک کی بنا پر ٹپک رہے ہیں۔

غزل #3

بیا و جوش تنے دیدم بگر چو اشک از سر مژگن چکیدم بگر

لغت : دیدم : میرے دیکھنے کا۔۔۔ چکیدم : میرا چھلنا۔۔۔

ترجمہ : اے دوست تو آؤ اور میرے دل میں تجھے دیدار کی جو فتنا جوشِ نادر رہی ہے اسے ملاحظہ کر۔ تیز چٹکوں کی رمل سے آنسوؤں کی طرح میرا چھلنا بھی دیکھ۔ بقول حالی جوشِ تنے دیدار کی تصویر اس سے بہتر غالب کسی نے نہ کھینچی ہو گی کہ میں آنسو کی طرح چٹکوں کے رستے سے چٹکا جاؤں۔

زمن بہ جرم تیدین کنارہ می کردی بیا بخاک من و آرمیدم بگر

لغت : تیدین : تیز۔۔۔ کنارہ می کردی : تو کنارہ کھلی کیا کرنا تھا مجھ سے دور رہنا تھا۔ آرمیدم : میرا آرام سے رہنا۔۔۔

ترجمہ : تو میری تیز یا بے کیفوں کے جرم میں بیٹھ مجھ سے کنارہ کش رہنا تھا۔ اب آؤر خاک میں ٹھٹھے آرام سے سوا ہوا دیکھ۔ یعنی عاشق مرکز قبر میں سوچا ہے اور اس کی سب سے کیفوں ختم ہو چکی ہیں۔

گذشتہ کار من از رشک غیر شرمت باد بہ بزم وصل تو خود را ندیدم بگر

لغت : شرمت باد : تجھے شرم آتی چاہئے۔۔۔ خود را ندیدم : میرا خود کو نہ دیکھنا۔۔۔

ترجمہ : میرا سلسلہِ رقیب کے رشک سے گزرا چکا ہے مجھے رقیب پر کوئی رشک نہیں رہا۔ تو یہ دیکھ کر کہ تیری بزم وصل میں میرا خود کو نہ دیکھنا وہاں میرا موجود نہ ہونا تجھے بے شرم کی بات ہے۔۔۔ وہ سنی بنتے ہیں۔ ایک یہ کہ چچا عاشق محبوب کی بزم وصل میں موجود نہیں اور رقیب لطفِ اندوز ہو رہا ہے تو دوسرے سنی یہ کہ میرا خود کو نہ دیکھنا اس بات کی گواہی کرتا ہے کہ شاعر کو خود اپنی ذات پر رشک آ رہا ہے اس لیے وہ اپنی طرف نہیں دیکھ رہا۔ چنانچہ اردو میں یہ بات یوں کی ہے۔

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پر رشک آجائے ہے میں سے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھ جائے ہے

شعیدہ ام کہ نہ جنی و ناامیدم نہ دیدن تو شیدم ، شیدم بگر

لغت : شیدہ ام : میں نے شاپہ۔۔۔ شیم : نہیں ہوں۔۔۔ شیدم : شیدا ہونا۔۔۔

ترجمہ : میں نے شاپہ کہ تو نہیں دیکھ میری طرف تو جہ نہیں کرتا غیر کوئی بات نہیں میں ناامید نہیں ہوں میں نے تجھ سے نہ دیکھنے کی بات تو میں نے اور اسے برداشت کر لیا اب تو ذرا میرے اس ختنے کے عالم کو دیکھ کہ مجھ پر کیا گزری ہو گی۔

دوسرے دانہ و بائید و آشیل کہ شد در انتظار تا دانہ چید نم بگر

نعت : دوسرے، بائید، چید، پورا چھوڑا۔۔۔ دانہ چید نم: میرا حال میں دانہ ڈالنا۔

ترجمہ : میں نے جاگو چھانسنے کے لئے جاگو میں دانہ ڈالا تھا اور دیکھ کہ اس کے انتظار میں دو دانہ راج پورا پورا چھوڑا اور آشیلوں کی جگہ درست بن گیا لیکن وہ نہیں پہنچا۔ تا غرض غنی کی علامت ہے، شاعر کی مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی خوش غنی کے لئے جتن کئے لیکن وہ محرومی رہا۔ دوسرے بھی غریب انسان کے مطابق "انتظار و منت من الموت" انتظار موت سے بھی زیادہ شدید ہے۔

نیاؤ مندی حسرت کشاں نمی دانی بگمہ من شو و وزویدہ دید نم بگر

نعت : نیاؤ مندی: حلاوتی، اکمل۔۔۔ حسرت کشاں: حسرت کش کی جگہ، حسرت کے مارے ہوئے۔۔۔ وزویدہ دید نم: میرا چوری چوری دیکھنا دیکھیں۔۔۔

ترجمہ : تجھے حسرت کے مارے ہوئے عاشقوں کی نیاؤ مندی کی خبر نہیں۔ تو ذرا بھی بگمہ بن جا اور دیکھ کہ میں کب طرح تجھے دیکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ یعنی عاشق کا محبوب کو اس انداز سے دیکھنا جس کی حسرت کی نشان دہی کرتا ہے۔

اگر ہوائے تماشاے بگشتل داری بیا و عالم در خون چید نم بگر

نعت : ہوائے تماشا: تھکاوٹ کی خواہش۔۔۔ در خون چید نم: میرا خون میں ترچہ۔

ترجمہ : اگر تجھے گشتل کے تھکاوٹ سے باز رہاں کی سیر کی خواہش ہے تو آؤ میرا خون میں ترچے کا عالم دیکھ۔ گشتل میں مرغ بھول کھوت سے کھلے ہیں اور مرغ عاشق کا خون میں ترچہ بھی ایسی مرغی کا سر قریب کر رہا ہے۔ لہذا وہ محبوب کو اس تھکاوٹ سے لطف اندوز ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔

جہاے شانہ کہ تارے گسترے زان سر زلف زپشت دست بدنداں گزید نم بگر

نعت : شانہ: کھنٹی۔۔۔ تارے گسترے: ہل توڑے، ہل ٹوٹے۔۔۔ بدنداں گزید نم: میرا دامنوں سے گزنا۔

ترجمہ : ذرا کھنٹی کی حتم غریبی ملاحظہ ہو کہ اس نے محبوب کی دامنوں سے ہل ٹوٹا ہے۔ اور ذرا اٹھے دیکھ کہ اس کی دامنوں کو چھونے کی حسرت میں میں اپنے ہاتھ دامنوں سے گت رہا ہوں۔ پشت دست دامنوں سے لگنا، احتمالی حسرت کی علامت ہے اور عاشق مذکورہ حسرت کا افکار ہے۔

بہار من شو و گل گل گلختم دریاپ بہ خلوتم بر و ساغر کشید نم بگر

نعت : گل گل گلختم: میرا ہے جو گلختہ ہوتا۔۔۔ دریاپ: پالے، دیکھ۔۔۔ ساغر کشید نم: میرا جام پہ جام پینچ۔

ترجمہ : تو اسے محبوب میری بہار بن جا اور میرا میرا ہے جو گلختہ ہونا ملاحظہ کر۔ تو مجھے اپنی غفلت میں لے چل اور وہاں دیکھ کہ میں کس طرح جام پہ جام پینچا ہوں۔ محبوب کی توجہ سے عاشق پر جو کیفیت گذرتی ہے اسے گل گل گلختم سے واضح کیا ہے۔ جام سے مراد میں جام سرست و شگفتی ہے، یعنی محبوب اگر عاشق کو اپنی غفلت میں لے جائے تو اس کے لئے بہت بڑی حسرت کا باعث ہوگا۔

بداد من نہ رسیدی نہ دورو جاں دلاوم بداد طرزد قفاخل رسید نم بگر

ترجمہ : تو نے میری فریاد پر توجہ نہ کی اور میں دور کے ہاتھوں مر گیا۔ تو یہ دیکھ کہ میں نے کس طرح تیرے اس طرزد قفاخل کی دھڑکی ہے، یعنی مرکز۔

توانے نہ کنم بے توانے غالب بہ سایہ خم تیغش خید نم بگر

لغت : قاضی: کوئی عارضی اداکار۔۔ تم بخش: اس کی تلواریں کاظم۔۔ خدیو: میرا بھائی۔۔

ترجمہ : صاحب جب تک دوسری طرف سے کوئی اداکار / بھائی نہ ہو تو میں بھی اداکار اختیار نہیں کرتا۔ تو اس کی تلواریں کاظم کے تم کے سامنے ہیں میرا بھائی لاکھ کر۔ یعنی شاعر اس لئے بھائی ہے یا اس نے اس لئے قاضی سے کام لیا ہے کہ محبوب کی تلواریں میں بھی بھائی ہے۔ تلواریں کاظم کو بھائی قرار دیا ہے۔

غزل # 4

ہر مرگ من کہ پس از من بہ مرگ من یاد آر بکوی خویشتن آں بخش بے کفن یاد آر

لغت : یہ مرگ من: تجھے میری موت کی قسم۔۔ ہر مرگ من یاد آر: میری موت کو یاد کر، حضور کر۔۔

ترجمہ : اے محبوب تجھے میری موت کی قسم میرے بعد تو زرا میری موت کو یاد کر، اس کا زور تصور کر اور ذرا اپنے کوپے میں پی ہوئی ایک بے کفن لاش کا بھی خیال دل میں لے۔ عاشق کبھی کی حالت میں کوپہ محبوب میں مر گیا ہے۔ اپنی موت کے بعد اسے اس طرف دھیان دیا ہے کہ شاید اس طرح وہ اس کی لاش ہی کو لٹکائے لگائے۔

من آں نیم کہ ز مرگم جہاں بزم نخورد فغان زائد و فریاد برہمن یاد آر

لغت : آں نیم: میں وہ نہیں ہوں۔۔ بزم نخورد: زبردست ہو جائے اور ہم برہمن نہ ہو جائے۔۔

ترجمہ : میں وہ نہیں ہوں کہ میری موت سے دنیا زبردست ہو جائے، یعنی میری موت پر دنیا کا نظام بگڑ جائے گا۔ اس موقع پر تو زرا زائد کی فغان اور برہمن کی فریاد کو یاد کر۔ یعنی میری موت ایک ایسے انسان کی موت ہو گی جس پر کوئی بلا غریب نہ ببارے گی۔

بہ بام و در ز بجوم جوان و پیر بگوی بہ کوی و برزن از اندوہ سرو و زن یاد آر

لغت : بام: بھت۔۔ بگوی: کہ، مراد ہو گا۔۔ بہ کوی و برزن: گلی کوچوں میں۔۔

ترجمہ : میری موت پر چٹخوں اور دردناکوں پر جوانوں اور بوڑھوں کی بھیڑ لگی ہو گی، جبکہ گلی کوچوں میں تم کے بارے میں سوچوں اور غور توں کا بجوم ہو گا۔ اس منظر کو زرا ذہن میں لے۔

بہ ساز تاج گروہے ز اہل دل دریاب بہ بند مرثیہ جعے ز اہل فن یاد آر

لغت : بہ ساز تاج: فریاد کے ساتھ، یعنی تاج و فریاد کرتے ہوئے۔۔ دریاب: پائے تو دیکھے گا۔۔

ترجمہ : ایک طرف تو اہل دل کو تاج و فریاد کرتے دیکھے گا کہ ایک سچا عاشق مر گیا اور دوسری جانب تو دیکھے گا اہل فن مرثیہ گوئی میں مصروف ہیں کہ ایک عظیم شاعر مر گیا۔

مال خلق و فکھ رقیب در ہر حال غریب خویش بہ حسین تج ز یاد آر

لغت : مال: غلام، غم زدہ ہو یا ملل ہو۔۔ فکھ: خوشی۔۔ غریب: غم زدہ۔۔ تج ز یاد آر: تجھ کو یاد۔۔

ترجمہ : تو زرا وقت یاد کر، حضور میں ادب میری موت پر غفلت تو غم زدہ ہو گی لیکن رقیب ہر حال میں خوش ہو گا اور تو رقیب سے زور و شور سے تجھ کو یاد دے رہا ہو گا کہ وہ کیا غریب تلواریں چلائے۔

بخود شمار وفا ہے من ز مردم پرس بمن حساب بجا ہے خویشتن یاد آر

نعت : نکلو شمار، تو خود کن۔۔۔ پس : پرچہ۔۔۔

ترجمہ : اس موقع پر تو خود بھی گننا اور لوگوں سے بھی پرچہ بنا کر میں نے تجھ سے کتنی دعا مانگی کہیں اور اپنے ہارے میں بھی یہ بات اپنے ذہن میں لانا کہ تو نے یہی دعاؤں کے پرکھ کر مجھ سے کتنی باتیں کہیں جو میں تجھ کو گننا نہ کرنا چاہتا ہوں۔

چہ دید جان من از چشم پر خمار گوی چہ رفت بر سرم از زلف پر شکن یاد آر
ترجمہ : پھر یہ بات ذہن میں لا کر دیکھنا یہی چاہتا ہوں کہ تجھ پر خمار آگھوں کے ہاتھوں کیا کچھ گزری اور تجھ پر شکن پڑھیں صبر سے صبر کیا کیا
قیاسیں ادا کرتی رہیں۔ محبوب کی پر خمار آنکھوں اور پر شکن زلفوں کی دستیابی دل کشی کی بات ہے۔

خروش و زاری من در سیاہی شب زلف دم فلقون دل در چہ ذقن یاد آر
نعت : خروش : شور، مروجہ و غل۔۔۔ دم فلقون : کرتے یعنی دوپٹے وقت۔۔۔ چہ ذقن : چاند ذقن، غمزدی کے لیے پھر دہسا کر حلا۔

ترجمہ : اس بات کا بھی تصور کرنا کہ میں نے کس طرح تجھ کی سیاہ زلفوں کی رات میں پر نور چاند و زاری کی اور وہ وقت بھی ذہن میں لانا جب میرا دل تجھ سے چاند ذقن میں ڈوب گیا۔ محبوب کی سیاہ کلاں زلفوں کو رات سے تجھ دی ہے۔ ان کی اس سیاہی یا کلاں کے حوالے سے چاند ذقن میں دل کے ڈوبنے کی بات کی ہے، یعنی محبوب کی سیاہ زلفیں اور چاند ذقن دونوں نے عاشق کو خود میں غور رکھا۔

سب آ تو بر من بر آں محل چہ گذشت نخواستہ آمدن من در انجمن یاد آر
نعت : سب آ تو بر من بر آں محل : اس موقع پر۔۔۔ نخواستہ : نخواستہ، نخواستہ ہونے۔۔۔

ترجمہ : اور اس موقع کو بھی ذہن میں لا کر اس بات کا اندازہ لگا کہ جب میں تجھ کی محفل میں میں جاسے آیا تو تجھ سے ہاتھوں مجھ پر کیا گزری۔
زمن پس از دوسرے تسلیم یک نگہ دانگہ ز خود پس از دوسرے دشنام یک سخن یاد آر

نعت : دانگہ : دانگہ اور پھر۔۔۔

ترجمہ : ذرا یہ بات بھی یاد کر کہ میں تو تجھے دو تین مرتبہ تسلیم کیا اور تجھ کی طرف سے صرف ایک نگہ ہوئی تو صرف ایک نظر مجھ پر ڈالا
پھر بھی یاد کر کہ کس طرح تو مجھے دو تین گاہیں دے کر ایک بات کرتا۔

ہزار خستہ و رنجور در جہاں داری یکے ز غالب رنجور خستہ تن یاد آر
نعت : خستہ : ذہنی، غمزدگی کے مارے ہونے ذہنی دل۔۔۔ رنجور : افسردہ، آئندہ۔۔۔

ترجمہ : دیکھنا میں تجھ سے ہزاروں چاہنے والے خستہ و رنجور ہیں۔ ایک بار ذرا غالب کو بھی یاد کر لے یعنی اس کی طرف بھی ذرا توجہ کر۔

غزل # 5

بے دوست زبیں خاک فغانم بہ سر بر صد چشمہ روان است ہواں راہ گزر بر

نعت : خاک فغانم : ہم نے خاک ڈالی۔۔۔ ہواں راہ گزر : اس راہ گزر میں لے جا۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے بغیر ہم نے اپنے سر پر بہت خاک ڈالی۔ اس راہ گزر میں بیگانوں کی صفوں میں ہیں۔ ہمیں اس طرف لے جا۔ غالباً یہ
مرا ہے کہ محبوب کی راہ گزر میں جو صفوں پر رہے ہیں ہم وہاں جا کر اپنی یہ خاک دھو ڈالیں، یعنی محبوب کی راہ گزر میں چل کر ہمیں اطمینان
قلب حاصل ہو۔

غلطانی دشمن بود از حسرت دیدار آہے ست نگاہم کہ بہ چہچہد بہ گریہ

لغت : غلطانی دشمن : میرے آنسوؤں کا بھٹا۔۔۔ چہچہد : پٹ جاتی ہے۔۔۔ آہے ست : ایک ایسا جگ ہے۔۔۔

ترجمہ : میرے آنسوؤں کا بچنا محبوب کے دیدار کی حسرت کے باعث ہے۔ میری نگاہ ایک لکڑی جگ ہے جو موتوں سے پٹ جاتی ہے۔ اپنے آنسوؤں کو موتوں سے نکال دیا ہے۔

از گریہ من تاجہ سراہند ظریفان زیں خندہ کہ دارم بہ تمنائے اثر بر

لغت : تاجہ : تاجہ، دیکھیں کیا۔۔۔ سراہند : گاتے یعنی کہتے ہیں۔۔۔ ظریفان : ظریف کی جمع زندہ دل لوگ۔۔۔

ترجمہ : مجھے یہ اثر کی تمنائیں نہیں آ رہی ہے یہ تو اپنی جگہ ہے اب دیکھنا ہے کہ اہل ظرافت میری گریہ کے بارے میں کیا خن آ رہی کرتے ہیں، میرا بیکار ادا کرتے ہیں۔

امید کہ خال رخ شیریں شود آخر چشمے کہ یہ سلامت خسرو بشکر بر

ترجمہ : یہ خسرو نے اپنی آنکھ شکر، سیاہ کر رکھی ہے تو امید ہے کہ یہ آخر ایک دن شیریں کے چہرے کا لہجہ ہی جائے گی۔ شیریں کے حوالے سے شکر کی بات کی ہے، شیریں خسرو کی بیوی اور فرہاد کی محبوبہ تھی۔

از غلہ و ستر تاجہ بد دوست کہ دارم چشمے بہ خیال اندر و دانے بہ جگر بر

لغت : ستر : دونٹ۔۔۔

ترجمہ : دوست یعنی محبوب مجھے بہت اور دونٹ سے کیا مٹا کرے گا کہ میں تو خیال یا تصور ہی میں پیش میں ہوں کہ میرے لئے یہی بہت ہے اور میرے جگر پر داغ آ گئیں ہے جو گویا میرے لئے دونٹ کے برابر ہے۔

بلد بخود آں مایہ کہ دربارن نہ گنجد سروے کہ کھوش بہ تمنائے تو در بر

لغت : بلد بخود : وہ خود پر نازاں، اترتا ہے۔۔۔ آں مایہ : اس قدر۔۔۔ نہ گنجد : نہیں تاکہ۔۔۔ کھوش : اسے کھینچے ہیں۔۔۔ دربر : آغوش میں۔۔۔

ترجمہ : وہ سروے میری تمنائیں مطلق اپنی آغوش میں کھینچے ہیں یا سنے سے لگتے ہیں اس بات پر اکتا اترتا اور خود پر نازاں ہو رہا ہے کہ بارگ میں نہیں تاکہ۔

عرے کہ نبوداے تو گنجینہ غم بود ایک بتو دایم تو در پیش سر بر

لغت : گنجینہ : خزانہ۔۔۔ ایک : یہ لوہا۔۔۔ سر بر : سر پر۔۔۔

ترجمہ : ہماری جو زندگی میری جہالت میں غموں کا خزانہ تھی اب وہ ہم نے تجھے دے دی۔ یہ لے لے اور پیش سے سر کر۔ یعنی اس صورت میں محبوب کو عاشق کے غموں کو کوئی مال نہ ہو گا۔

جان می دیم از رشک بہ شمشیر چہ طاعت سر پنجہ بدامن زانہ و دامن بہ کمر بر

ترجمہ : میں تو رشک کی بنا پر جان دے رہا ہوں، پھر بھلا تمہاری کیا ضرورت ہے۔ تو اپنا ہاتھ دامن پر ڈال اور دامن کو کرک لے جا۔ یعنی محبوب کے اس انداز پر ہی عاشق جان دے دے گا۔

مطلب بہ غزل خوانی دعایہ بہ سماع است ساقی سے و آلات سے از حلقہ بدر بر

لغت : مطلب : کہنے والا، مطلق، گویا۔۔۔ غزل خوانی : غزل کہنے میں یعنی گایا ہے۔۔۔ سماع : سنت۔۔۔

ترجمہ : مطلب غزل گانے میں مست ہے اور غالب غنہ میں۔ اے ساقی تو شراب اور شراب کے آلات یعنی صراحی اور جام دلیہ و محفل سے باہر لے جا۔ گویا اس غزل خوانی نے غالب پر شراب کی ہی سستی طاری کر رکھی ہے اس لئے اب اسے شراب کی ضرورت نہیں رہی۔

غزل #6

اے دل از گلبن امید نکلانے بمن آر نیست گر تازہ گلے برگ خزانے بمن آر

نکتہ : گلبن : گل بہ : گلاب کا پودا یا جمادی، پتھلوں کی کبادی۔

ترجمہ : اے دل تو مجھے امید کی گلبن نکلان تو تازہ گلے برگ خزانے سے کوئی پتا میرے پاس لے آجی اگر امید کی کوئی کن نظر میں آتی تو تمہارا ہی سی سی۔

تا دگر زخم بہ ناسور تو انگر گھرو۔ ہدیہ اے از کف الماس نکلانے بمن آر

نکتہ : تا دگر گرو : بل دار ہو جائے۔ کف الماس نکلانے : کسی الماس بکھیرنے والے یعنی محبوب کا ہاتھ۔ اگر الماس انارکلی تو گدا زخم میں پڑ جائے تو وہ زخم کو ناسور بناتا ہے یعنی گمراہ اور بھڑے رہنے والا زخم۔

ترجمہ : کسی الماس نکلانے کے ہاتھ سے کوئی خند میرے پاس لے آ تاکہ میرا زخم ایک مروجہ پلاسٹک کی دولت سے ملا لیا ہو جائے۔ الماس ایک قیمتی پیرا ہے جس کا نکلنا زخم میں پڑے تو اسے بھڑے چھڑا جاتا ہے۔ شہنائے میرے کی بجائے پلاسٹک کے ملا لیا ہونے کی بات کی ہے۔

ہدم روز گدائی سبک از جا برخیز جاں گرو، جامہ گرو، رطل گرانے بمن آر

نکتہ : ہدم روز گدائی : بھیک مانگنے کے دن کا ساتھی۔ سبک : جلد تیزی۔ برخیز : اٹھ۔ رطل گرانے : ایک بھانپنا۔

ترجمہ : اے میرے روز گدائی کے ساتھی، جلدی سے اٹھ جا اور اگر جاں گرو کی رکھتی پڑے تو اسے دہی چلنے لگا لیا کر دی رکھنا دے تو کسی بھی صورت میں تو شراب کا ایک بھانپنا حاصل کر لے۔ روز گدائی میں مرودہ مقررہ دن ہے جس میں گدا کر بھیک مانگنے کے لئے نکلتے ہیں۔ ہدم سے مراد گدا کر جو گدائی کے لئے ساتھ لے کر جاتا ہے۔

دلہم اے شوق ز آشوب غمے نہ کشاید فتنہ چند ز ہنگامہ ستانے بمن آر

نکتہ : دلہم کشاید : دل میں کھلنے والی کھلی میں کھلی۔ نہ کشاید : نہ ہنگامہ ستانے : کسی ہنگاموں کی جگہ سے۔ آشوب : دھماکا، آشوب۔

ترجمہ : اے شوق میرے دل کی کھلی ایک غم کے آشوب سے نہیں کھلی تو کسی ہنگاموں کی جگہ سے میرے لئے چھوٹے لے آ۔ گویا عاشق بتاتا نہیں کہ فتنہ ہو گا اس کا حق حکم رہا تھا اور ہو نا چاہئے گا۔

گیرم اے بخت ہدف نیمتم، آخر کا ہے غلا انداز خدائے ز کمانے بمن آر

نکتہ : گیرم : میں ہار ہوں، تسلیم کرتا ہوں۔ ہدف : نشانہ۔ غلا انداز خدائے : کوئی ایسا تجربہ کبھی نکلنے پر نہ گئے۔

ترجمہ : اے میرے بخت میں یہ مان لیا ہوں کہ میں نشانہ نہیں ہوں، لیکن آخر کبھی تو کسی نکلن سے میرے لئے کوئی غلا انداز خدائے آ۔ مراد یہ کہ عاشق خود کو ایسا فوٹو بخت نہیں سمجھتا جسے کوئی محبوب اپنی غیبت کے حیر کا نشانہ بنائے، تاہم اس کی یہ خواہش ہے کہ کبھی کسی محبوب کی طرف سے کوئی غلا انداز تجربی اس کے دل پر آگے۔

اے تیاوردہ بخت نامہ شوقے ز کفے بہ زبان، مژدہ وصلے ز زبانے بمن آر

یا پایہ آرزو پفرایا خواہش ما ز در در- آور

لغت : پایہ : مرتبہ مقام۔۔۔ پفرایا : بڑھاوے، بلند کر دے۔۔۔ در آور : لالہ دے، یعنی ہنسی کر دے۔۔۔

ترجمہ : یا تو تمہاری آرزو کا پایہ بلند کر دے یا پھر ہر در سے ہماری خواہش کے ہنسی راہوں کے اسکان کر دے۔۔۔ خدا اسے خطاب ہے۔۔۔ مراد یہ ہے کہ یا تو آرزو میں ایسی بلند ہوں کہ ان کے ہنسی راہوں کے اسکان کے لئے بھی کبھی دروازے کی طرف دیکھنے کا خیال تک دل میں نہ آئے یا پھر اسی معمولی ہوں کہ ہر دروازے یا ہر جگہ سے اس کے ہنسی راہوں کے اسکان ہو جائے۔

جبرے ز ہلاک سچ تر رفت مرگے ز حیات خوشتر آور

لغت : جبرے : ایک عمر کا ایک حصہ۔۔۔ ہلاک : ہلاکت۔۔۔ سچ تر : زیادہ تکلیف دہ، اذیت ناک۔۔۔

ترجمہ : اپنی عمر کا ایک حصہ ہم نے ہلاکت سے بھی زیادہ اذیت ناک گزارا۔ اب ہمارے لئے ایسی موت کا سکان کر دے جو زندگی سے بھی زیادہ دل خوش کن ہو۔ تجویز میں زندگی گزارنے والا انسان موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔ اس شعر میں بھی خدا اسے خطاب ہے۔

دروئے شکست ما بر انگیز نے ملے بہ خیر آور

لغت : دروئے : برا انگیز، افسوسناک پیدا کر۔۔۔ نے ملے : میں نہیں۔۔۔ کوئی ملے، حضرت علیؑ جنہوں نے عہدہ خیر کیا تھا، انہیں خیر حسن کہا جاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : ہماری شکست علیؑ کی خاطر کوئی شدید قسم کا درد پیدا کر۔ میں نہیں، خیر میں کوئی ملے آ۔۔۔ مراد یہ کہ درد سے بات میں بے گناہی اس لئے حضرت علیؑ بھی خیر حسن ہستی جو وہ ہماری کمال قدر پر ذکر کرے۔ خود کو خیر سے تشبیہ دی ہے، اسی حوالے سے حضرت علیؑ کی بات کی ہے۔

بیکاری ما گدازش ماست زنی بہ تراش اندر آور

وانگاہ نا بہ عرصہ شر چہیدہ تجی بہ بستر آور

لغت : گدازش : بھلاہٹ۔۔۔ تراش : چھینا، رستا۔۔۔ وانگاہ : اور پھر۔۔۔ عرصہ : میدان۔۔۔ چہیدہ : کھینچ دینے، کوئی چپکا ہوا جسم۔۔۔

ترجمہ : ہماری بیکاری ہماری بھلاہٹ کا باعث بن رہی ہے، اگر ہمارے لئے کوئی فضل نہیں ہے تو پھر کوئی زخم ہی عطا ہو جو رستا رہے اور پھر میدان شرم میں کوئی چپکا ہوا بدن بستر لے آ۔ کسی فضل کے بغیر انسان زندگی کا ایک غدا ہے، شاعر خود کو مصروف دیکھنے کی خاطر گویا رستے ہوئے زخم کی خواہش کرتا ہے کہ اس کی طرف توجہ معمولیت کا باعث بنے کی اور پھر زخم کے رسنے سے جسم چپک جائے گا اور اس حالت میں وہ میدان شرم میں پہنچ جائے۔

در زانکہ بھیج می نیزیم مارا بہای و دیگر آور

لغت : در : دور، اگر۔۔۔ نیزیم : ہم لائق یا اہل نہیں ہیں۔۔۔ بہای : ایک لے، قسم کر دے۔۔۔

ترجمہ : اور اگر ہم کسی لائق یا اہل نہیں ہیں تو تو ہمیں ایک لے، قسم کر دے اور ہماری جگہ کسی اور کو لے آ۔ تقریباً ہماری غفلت میں شرطیہ انداز چھپا ہوا ہے۔ اگر یہ نہیں ممکن تو توں کر دے دیکھو۔ کسی قدر راجح ہیں اور عرصہ میں کی بات ہے اس انداز اور مضائقہ کے لحاظ سے یہ مسلسل غفلت ہی گئی ہے اور خدا اسے خطاب ہے۔

رنگیں ملنے ز شطہ آرای۔۔۔ ابراہیم ز آور آور

لغت : آرای : سجہ۔۔۔ ابراہیم : کوئی ابراہیم۔۔۔ آور : آگ۔۔۔

ترجمہ : فطلوں سے کوئی رنگیں جن آرامت کر اور آگ سے کسی ہر اک کو باہر لے آ۔ حضرت ابراہیم کو نمودنے آگ میں ڈال دیا تھا لیکن یہ آگ غم دہی سے ٹھوڑی ہی گئی۔ اسی قرآنی صحیح کے حوالے سے یہ کہاکہ فطلوں سے کوئی رنگیں جن کی آراغش کا سلسلہ کر۔

آچار سبیل از یمن جوئی خورشید از طرف خلود آور

لغت : سبیل : ایک ستارہ جو یمن کی جانب سے طلوع ہوتا ہے۔ کواچا ہے کہ اس کی کرنیں چڑے پر چڑی توڑا خورشید واریں جاتا ہے۔۔۔
خلود : مشرق۔۔۔

ترجمہ : ستارہ سبیل کے آچار یمن کی طرف تلاش کر رہی ہیں وہاں سے اسے ظاہر کر اور سورج کو مشرق کی طرف سے لے آ یعنی طلوع کر۔
کواچا مراد یہ ہے کہ نظام کائنات بے غمی چلے۔

بیکر در فشان را دلسای ختم توانگر آور

لغت : بیکر : شرمس، ہلکا ہوا کرتے وقت۔۔۔ در فشان : موتی بکھرنے والے۔۔۔

ترجمہ : جو ہونٹ تیرا شکار کرتے وقت موتی بکھیرتے ہیں ان کے گئے ایسے دلوں کا سلسلہ کر جو غم سے ملامل ہوں۔ موتی بکھرنے سے مراد ہو سکتی ہے کہ وہ لوگ صدق دل سے شکار کرتے ہیں۔ ایسے انسان تیرے یعنی خدا کے پیروکار ہیں جو ابھی صدق دل سے شکار کر رہے۔

جانتاے براحت آستارا طوبی بنشان و کوثر آور

لغت : براحت آستارا : جن کو راحت و سکون میر ہو۔۔۔ طوبی : جنت کا ایک درخت۔۔۔ بنشان : بھانپنی کھڑا کر دے۔۔۔

ترجمہ : جو جانی تیرے کرم سے راحت و سکون سے آستارا ہیں یعنی ایسی زندگی بسر کر رہی ہیں ان کے گئے طوبی کا درخت لگا دے اور عرض کوثر میا کر دے۔ یعنی اس دنیا میں بھی انہیں راحت نصیب ہوئی اب اگلے جہنم میں بھی ان کو کوثر و طوبی سے نواز۔

اے ساختہ غالب از نظیری با قطره ربایے گوہر آور

لغت : با : دیکھ، خبردار، اچھا۔۔۔ قطره ربایے : قطرے اڑا جاتی لے۔۔۔

ترجمہ : غالب تو نے نظیری سے مواجعت کی ہے، دیکھ قطرے اڑا جاتی لے اور ان کی جگہ موتی لے آ۔ غالب نے یہ غزل نظیری کی مطلع ذیل والی غزل کے جواب میں کہی ہے:

یک بارہ در وفا بر آور اس مر قدیم را سر آور

گویا نظیری کے مضامین اشعار قطرے ہیں اور غالب کے موتی ہیں۔ اس سے پہلے بھی نظیری کی دہلیز میں کہی ہوئی غزل میں غالب نے اس پر اپنی برتری بتائی ہے۔ ملاحظہ ہو ردیف، دل، غزل، خبر اور قطع۔

غزل # 8

اے ذوق نواختی ہلام بخروش آور غوغای شیطانی بر بنگ ہوش آور

لغت : ذوق نواختی : راگ اورچہ لڑک سوائی۔۔۔ بخروش آور : مراد فریاد آلودہ کر۔۔۔ غوغای شیطانی : رات کو بچکے سے بچا پ مارنے کا شور۔۔۔
بنگ : بگاڑ، لٹکا، مچل، طوطا گلو۔۔۔

ترجمہ : اسے میرے ذوق نواختی ٹھٹھے پھر سے فروش میں لے آئینی فرماؤ، آمادہ کروے اور میرے ہوش و خرد کے ٹھکانے کی خراب کاری رات کے چھاپے کا ہنگامہ بنا کر دے۔ ہوش و خرد پر مذکورہ ہنگامہ بنا کرنے سے مراد ہے کہ عقل کی باہر شاعر یا عاشق افسردہ ملی کا شکار ہے، اس ہنگامے سے خون شش ابھر کر افسردہ طبع اور درد کر دے گا۔

گر خود نہ جہد از سر، از دیدہ فرو بدم
دل خوں کن و آن خُون را در سینہ بجوش آور

لغت : جہد : المراء، المصلحہ۔۔۔ فرو بدم : فرو بیاؤم : میں بچاؤں۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ ہوش بخون میرے سر سے نہیں ادرہا تو میرا دل خُون کر کے پینے میں اس خُون کا طوفان بپا کر دے، تاکہ میں اسے ہوش کو خُون کے آنسوؤں کے صورت میں آنکھوں سے بچاؤں۔

ہاں بدم فرزاند دانی رہ ویرانہ
شمعے کہ نخواستہ شد از باو خموش آور

لغت : بدم فرزاند : دانشمند یا عقل مند، صاحب دانہ، صاحبی۔۔۔ ویرانہ : غیر آباد جگہ، مراد عاشق کا غریب خانہ۔۔۔

ترجمہ : 'ہاں اسے میرے بدم فرزاند تجھے تو ویرانے کا رات معلوم ہے تو وہاں کوئی ایسی شمع لے آؤ جو اسے نہ بجھے۔ تاکہ مراد یہ ہے کہ ٹھٹھے شراب لادے۔

شورابہ این دادی تلخ است اگر راوی
از شہر بسوے من سرچشمہ نوش آور

لغت : شوراب : شہرابی، شہین پانی۔۔۔ راوی : توفیق حاصل ہے۔۔۔ سرچشمہ نوش : چشمے پانی کا سرچشمہ، شراب۔۔۔

ترجمہ : جہاں میں رہتا ہوں اس راوی کا شوراب تو تلخ ہے اس واسطے میرے دانش مند صاحبی اگر توفیق حاصل ہے تو شہر سے میرے لیے سرچشمہ نوش لے آئے، ٹھٹھے شراب لادے۔

دانم کہ ذرے داری، ہر جا گذرے داری
سے گردنہ سلطان از بارہ فروش آور

لغت : ذرے : ذرے، داری : تھیرے پاس، دولت ہے۔۔۔

ترجمہ : ٹھٹھے علم ہے کہ میرے پاس دولت بھی ہے اور تمہارا ہر جگہ آنا جانا بھی ہے۔ سو اگر بادشاہ تجھے شراب نہ دے تو تو شراب فروش سے شراب لے آ۔ یعنی جب دولت پاس ہو تو پھر بادشاہ کا احسان اٹھانے کی کیا ضرورت ہے پیسے دے کر شراب خرید لو۔

گر رخ بہ کدو ریخ، برف کش نہ و راہی شو
در شلو بہ سبو غلغہ ہمدار و بدوش آور

لغت : ریخ : آتش پرست، شراب فروش۔۔۔ کدو : توبہ، شراب کی بوتل۔۔۔ راہی شو : چلی پڑ۔۔۔ در : اور اگر۔۔۔ سبو : شراب کی مراوی، گھڑا، سلا۔۔۔ ہمدار : اٹھالے۔۔۔

ترجمہ : اگر رخ شراب کدو میں ڈال دے تو تو اسے ہاتھ میں اٹھا کر چل پڑ اور اگر بادشاہ سبو بھر کر حکاک سے تو سبو کدے پر رکھ کر لے آ۔ یعنی جہاں سے جتنی بھی شراب لے یاں گئے وہ لے آ۔

رہتل دہ از جیتہ رامش چکد از قھقل
آں در رہ چشم اقلن اس از پے گوش آور

لغت : رہتل : دھڑ، تازہ (ایک خوشبودار پودا) پھٹ دی ہے۔۔۔ رامش چکد : نغمہ ابرار ہے۔۔۔ قھقل : مراوی سے شراب اڑنے لگنے کی آواز۔۔۔ در : در، چشم اقلن : نگاہ کی دھڑکیں ڈال، یعنی آنکھوں کے سامنے رکھ۔۔۔

ترجمہ : شراب کی مراوی سے تازہ پھٹ رہی یعنی ظاہر ہو رہی ہے اور قھقل سے نغمہ ابرار ہے، وہ یعنی رہتل کو دھڑکیں آنکھوں کے سامنے رکھ اور اسے جتنی قھقل کو دھارے کھنکے پاس لے آ۔ شراب کو رہتل سے تشبیہ دی ہے اور قھقل کو نغمہ سے یعنی شراب نغموں

کے سامنے رہے اور قفل سے ذرا ہمت کی تھیں۔

گگے : یہ سبک دستی از بارہ زخوہم پر گگے : یہ مستی از فخر ہوش آور
لفت : یہ سبک دستی : جگے ہاتھ سے مین چلی۔۔۔ زخوہم پر : مروٹھے ست دہوش کرے۔۔۔ یہ مستی : دہوشی۔
ترجمہ : ابھی تو چلی سے گئے شراب پا کر دہوش کرے اور ابھی میری دہوشی کے عالم میں فخر مار گئے ہوش میں نے آگیا شراب
اور فخر دونوں، شاعر کو بہت مرفوب ہیں۔

عالم کہ بقائش بار صباے تو گر تاید بارے غزلے، فردے زلں موینے پوش آور
لفت : بقائش بار : خدا سے سلامت رکھے۔۔۔ صباے تو : میرے امر۔۔۔ غزلے : کوئی غزل۔۔۔ فردے : کوئی فرد، ایک شعر۔۔۔ موینے
پوش : کوئی کپڑے پہنے والا، عالم سر میں کوئی لباس پہنا تھا۔
ترجمہ : اگر عالم کہ خدا سے سلامت رکھے، میرے امر نہیں آتا تو کیا ہوا تو اس موینے پوش کی کوئی غزل یا کوئی ایک شعری لے آ۔
یعنی یہ غزل یا فرد گویا اس کی ناصحہ کی کریں گے۔

غزل #9

در گریہ از بس ناز کی رخ ماندہ بر خاکش نگر واں سینہ سودن از تپش بر خاک نمناش نگر
لفت : از بس ناز کی : بے حد نزاکت کے باعث۔۔۔ نگر : دیکھ۔۔۔ سینہ سودن : سیدر گز ہلانا۔
ترجمہ : زار دیکھ کہ وہ محبوب اپنی بے حد نزاکت کے باعث گریہ و زاری کے نتیجے میں رخ خاک پر رکھے چلا ہے اور سوزی نام اس کا خاک
پر سید ملتا بھی ملاحظہ کر، گویا آنسو خاک پر گرے سے شاید سینے کی تپش میں یکم کی آجائے۔۔۔ محبوب کسی کے عشق میں جلا ہو گیا ہے جس کی
وجہ سے اس کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ یہ غزل تھیلی کی درج ذیل مشق دلی غزل کے جواب میں کہی ہے۔

چشمش برا ہے ی رود مرنگان نمناش نگر در سینہ دارو آتھے جبرائیل چاکش نگر
برے کہ جانا سوختے دل از جفا سروش بین شونے کہ خونہار خنچے دست از حنا پاش نگر
لفت : برے کہ : وہ نکلی۔۔۔ سوختے : جلا کر کٹی تھی۔
ترجمہ : زار دیکھ کہ وہ نکلی یعنی محبوب جو ابھی اپنے عشق کی ہائیں جلا کر کٹی تھی اب اپنے معشوق کی جفا کے باعث دل سرد ہو کر رہ گئی
ہے، ابھی ہی کاغذ ہو گئی ہے۔ یعنی محبوب اب ہی سود کاغذ ہو گیا ہے اور یہ دیکھ کہ وہ شریح محبوب جو عاشقوں کا ٹون بلیا کر تھا اب اس
کا ہاتھ حنا سے پاک ہو گیا ہے۔ گویا عشق کا خون اس کے ہاتھوں کے لئے مندی کا لہم دیا تھا، لہذا اب یہ ہاتھ اس مندی سے محروم ہو گئے
ہیں۔ یہ ساری غزل محبوب کے عشق سے حلق ہونے کے باعث مسلسل غزل بنی گئی ہے۔

آں کو بہ غلوت با خدا ہرگز نگر وے اتجا ملاں بہ پیش ہر کے از جور اٹاکش نگر
لفت : کو : کہ، بومو، جو وہ جس نے۔۔۔ ملاں : گریہ و زاری کرنے والا۔۔۔
ترجمہ : وہ محبوب جس نے غلوت میں بھی خدا کے حضور بھی کوئی اٹکانہ کی تھی، اب ذرا اسے دیکھو کہ وہ کس طرح ہر کسی کے سامنے
آسمان کے پروردہ حتم پر ہلکے ہیں۔ گویا محبوب اب جب خود کسی پر عاشق ہو رہا ہے تو اس کی ساری بے نیازی اور اکڑوں ختم ہو گئی ہے اور

اللہ کے حضور نہ گئے وہاں ہر کسی کے آگے دو تاج ہر تاج ہے۔

تاج نام غم ہر دے زبان می گفت دریا دریا میاں دریاے خوں آنکوں رواں از چشم سفاکش نگر
لغت : تاج نام غم ہر دے : غم کا نام لیج۔۔ چشم سفاکش : اس کی خون خوار آنکھ۔۔

ترجمہ : جب کہ میری یعنی عاشق کی زبان غم کا نام لیجی تو وہاں جب میں کتاوہ سمندر درمیان میں ہے، یعنی جہاں اس میں چھانک مارا اور غم سے نہایت پلو اور اب ذرا دیکھو کہ اس کی سفاک آنکھوں سے خون کا دریا کس طرح رواں ہے۔ گویا اس سے پہلے اسے کوئی غم نہ تھا بلکہ وہ غم کا لفظ سنا ہی پہنچ نہ کر تھا اور اب عشق کے ہاتھوں میں غم بنا ہوا ہے۔

آں سینہ کز چشم جمیں مانجہ جاں بودے نعل آہک بہ پیراہن عیاں از روزن چاکش نگر
لغت : آہک : یہ لوہا ہے۔۔ عیاں : ظاہر، نمایاں۔۔ از روزن چاکش : اس کے لباس کے چاک کے سوراخ سے۔۔

ترجمہ : وہ یعنی اس محبوب کا سینہ جو کہی دنیا والوں کی نظر سے روح کی طرح چلی ہوا تھا نظر میں آتا تھا اب ذرا دیکھو کہ وہ اس کے پئے ہوئے لباس کے سوراخوں سے کس طرح نمایاں ہو رہا ہے، صاف نظر آ رہا ہے۔ یعنی دیوانگی کے باعث اس نے اپنا لباس بجا کر رکھا ہے۔

بر مقدم صید اقلی گوشے بر آوازش بیہن در باز گفت تو سنے چشمے بہ فتراکش نگر
لغت : مقدم : مواد، سوغ۔۔ صید اقلی : شکار کرنا۔۔ تو سنے : ایک یا کوئی گھوڑا۔۔ فتراک : نوے کا معنی جو دہی کے ساتھ ملتا ہوا ہے اور شکاری اس سے شکار نکالتا ہے۔۔

ترجمہ : ذرا دیکھو کہ وہ اب کسی موقع پر ایک کان کس طرح اس کی آواز پر لگا ہوا ہے اور یہ بھی دیکھو کہ گھوڑے کے گزرنے پر ایک آنکھ اس کی فتراک پر لگی ہوئی ہے۔ مطلب یہ کہ پہلے وہ اپنے عاشق کو شکار کر کے انہیں فتراک میں باندھ لیا کرتا تھا اب وہ خود اپنے مشق کے ہاتھوں شکار ہو رہا ہے۔

بر آستان دیگرے در شکر دربارش بیہن در کوئے از خود کترے در رشک خاشاکش نگر
ترجمہ : ذرا دیکھو کہ وہ اب کسی دوسرے کے آستانے پر کھڑا اس کے دربار کا شکر یہ ادا کر رہا ہے اور یہ بھی ملاحظہ ہو کہ وہ اپنے سے کتر درجے کے انسان کے کوچے میں کس طرح اس کی خاک ردا پر رشک کر رہا ہے۔ یعنی پہلے اسے کسی کی پروا نہ تھی اور عشق کی بنا پر اب وہ خود انہی کیفیات و حالات کا شکار ہے۔

آتش خود نغرس شش، تلخ است بر لب شند و اش زہرے کہ پند ہی خود پیدا از قریاکش نگر
لغت : نغرس : ششہ، شہنے، شہہ۔۔ تلخ : تر، تپا۔۔ اس کا معنی زہر جانی۔۔

ترجمہ : اب جب وہ خود اپنے مشق سے شہنے سے تلخ ہو گیا ہے تو اس کے ہونٹوں پر بھی اس کے لئے تلخ ہو گئی ہے اور وہ زہر غم ہو رہا ہے اور وہی اندر دکھائے جا رہا ہے، اس کے تریاک یعنی تلخ جانی سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یعنی پہلے وہ اپنے مشق کو وطن و کھینچ لاکھانہ جاتا تھا اور اب خود رہا ہے اور اس کی تلخ جانی سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ وہ بہت غمزدہ ہے۔

با خونی چشم و دلش، با گرمی آب و گلش چشم کمر بارش بیہن، آہ شرر ناکش نگر
لغت : آہ : یہ لہو دیکھو کیا کہنے۔۔ آب و گلش : اس کی سرشت، طبیعت لطیف۔۔

ترجمہ : کیا کہنے ہیں اس کی چشم و دل کی دیکھی کے اور کیا ٹوٹ ہے اس کی طبیعت و سرشت کی گرمی۔ دیکھو کہ اب اس کی آنکھیں سوتی ہو ساری ہیں اور اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں۔ یعنی عشق کے سبب اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور اس کی آنکھوں میں

آگ کی سی گری ہے۔

خواہد بہ امید اثر اشعار غالب ہر سحر از نکتہ چینی درگذر فرہنگ و ادراکشل مگر

نکتہ : خواہد : دو بڑھتا ہے۔۔۔ درگذر : چھوڑ۔۔۔ فرہنگ و ادراکشل : اس کی عقل و دانش۔۔۔

ترجمہ : اب وہ اثر کی امید میں ہر صبح غالب کے اشعار بڑھتا ہے۔ تو اب اس کی اس بات پر نکتہ چینی نہ کر اور اس کی عقل و دانش کو دیکھ۔
یعنی کبھی وہ غالب کے اشعار کو اچھٹ نہ دیتا تھا اور اب اس امید پر کہ یہ اشعار اس کے معشوق کے دل پر اثر کریں گے اور اس کا دل سوا
لیں گے وہ غالب کے اشعار بڑھتا رہتا ہے۔

رویف۔ ز

غزل ۱۰

یا رب ز جنوں طرح غمے در نظرم ریز صد بادیہ در قالب دیوار و درم ریز

نکتہ : طرح غمے : کسی غم کی بنیاد رکھ۔۔۔ بادیہ : چاہ۔۔۔ قالب : ڈھانچہ۔۔۔

ترجمہ : یا رب میری نظر میں جنوں کی بنا پر کسی غم کی بنیاد رکھ دے اور میرے درد و دیوار کے ڈھانچے میں بیٹکوں کی بادیہ ڈال دے۔ یعنی
عاشق میں عشق کا جنوں اس حد تک پیدا ہو جائے کہ اپنے گھر کے درد و دیوار سے بادیہ نظر آئے لگیں۔

از سر جہاں تب امید نظرم نیست این تشت پر از آتش سوزاں بزم ریز

نکتہ : سر جہاں تب : دنیا کو روشن کرنے والا سورج۔۔۔ تشت : قیل۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس سر جہاں تب سے کسی مہتاب کی نظری تو قیغ نہیں ہے، تو چارہ اپنے دلی آگ سے بھرے ہوئے اس تشت یعنی سورج کو
میرے سرے ڈال دے یعنی سورج طلوع ہونے پر روشنی بھیجتی ہے اور انسان کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں لیکن ایک عاشق جو غم کی تاریکی
میں ڈوبا ہوا ہے اس سے اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ وہ سورج کی گرمی کا فائدہ ہو، جسے شاعر نے آتش سوزاں کہا ہے۔

دل را ز غم گریہ بے رنگ بجوش آر اجڑائے بگر حل کن و در چشم ترم ریز

نکتہ : گریہ بے رنگ : رنگ یعنی ٹون کے بغیر رہنے والے آنسو۔۔۔ حل کن : گھول دے، بکھلا دے۔۔۔

ترجمہ : یا رب میرے دل میں جو بے رنگ گریہ ابے دلی کے ساتھ روئے کا لم ہے اس سے میرے دل میں جوش اور رپ پیدا کر دے اور
میرے بگرے اجڑا کو گھلا بکھا کر میری چشم تریں ڈال دے۔ گویا بگر کے پھٹنے ہوئے اجڑا چشم تریں ڈالنے سے آنکھوں سے ٹون بہتا
شروع ہو جائے، گھلور دل، بے دلی کی کیفیت دور ہو جائے گی۔

ہر ہرق کہ افکارہ گدا از است نموش بگدا ز و بہ پکانہ ذوق نظرم ریز

نکتہ : افکارہ گدا ز : بھارے کو بکھلا دینے والی۔۔۔ نموش : اس کی فطرت۔۔۔ بگدا ز : بکھلا ڈال۔۔۔

ترجمہ : ہر اس ہرق کو جس کی فطرت میں بھارے کو بکھلا دینا ہے، بکھلا کر میرے ذوق نظر کے پیاسے میں ڈال دے۔ مولیہ کہ میرا ذوق
نظر اتنا خیر کر دے کہ بجلی کی ہلک اور گدا ز میری آنکھوں کا لالہ بن جائے۔

سرست سے لذت و روم، خزام آرزویش شیشہ دل بنگلن و در رہگذرم ریز
ترجمہ : میں درد کی لذت کی شراب کا سرمہ ہوں، مجھے تو رقص میں لاہور میرے دل کا شیشہ توڑ کر اسے میرے راستے میں اڑا دے۔
لذت درد کا سرمہ عاشقِ حب شیشے کے ٹکڑوں پر چلے یا رقص کرے گا تو ظاہر ہے اس کے پاؤں ڈھکی ہوں گے اور اس کے دوسری اضافہ
ہو گا پتہ نہ پوچھو اس کی تسکین کا پتہ نہ گا۔

ہر خون کے صیبت گرم شود در دلم انگلن ہر برق کہ بے صرف جہد بر اثرم ریز
لغت : صیبت : بھینس، بھینس ہی بھینس کا بے فائدہ۔ انگلن : ڈال دے۔ بے صرف جہد : بے فائدہ لگے۔

ترجمہ : ہر وہ خون جو نمی گرم ہو جانے اسے میرے دل میں ڈال دے اور ہر وہ برق جو بے فائدہ لگی ہے اسے مجھ پر گرا دے۔ یہ بات یاد دلا
بھی گویا اس لذت درد کی سرستی کی دعا یہ کہ ہے۔ یعنی جہد سے اور جس طرح بھی کسی درد کا سامنا نہ ہو وہ مجھے عطا کر دے۔

ہر جانم آجے ست بہ مرنگان ترم بخش از قلم و جیہوں کف خاک کے بوسم ریز
لغت : قلم : پتھر، قلم یعنی عام سمندر۔ جیہوں : غرامان کا مشورہ دینا، یہاں یعنی عام دوا۔

ترجمہ : جہاں کہیں بھی پانی کا کوئی قطرہ ہے وہ میری گنتی پلوں کو عطا کر دے اور قلم و جیہوں کو کف خاک بنا کر میرے سر ڈال دے۔
آنسوؤں کے حوالے سے قلم و جیہوں کا ذکر کیا ہے۔ مراد یہ کہ سمندر اور دریا لاپٹی مجھے آنسو بہانے کے لئے عطا کر دے اور جب وہ خشک ہو کر
مٹی میں رہ جائیں تو وہ مٹی میرے سر ڈال دے

از شیشہ گر آئیں ستواں بست شہم را بارے بگل بیانہ حبیب محرم ریز
لغت : آئیں ستواں بست : آرام نہ نہیں کیا جاسکتا۔ شیشہ : مواد شراب کی صراحی۔ بارے : تہم، تہم از تہم۔

ترجمہ : اگر میری رات کو شراب کی صراحی سے آرام نہ نہیں کیا جاسکتا تو تہم از تہم بیانے کی مٹی بیانے کا کوئی ٹکڑا ہی میری صبح کی حبیب میں
ڈال دے۔ مراد یہ کہ اگر رات کو میرے پیش و نکلا کا سامنا نہیں ہو سکتا تو خود رات صبح ہی کو ہو جائے۔

گیرم کہ بہ افغانان الماس نیرزم شتہ تنگ سورہ بہ زخم جگرم ریز
لغت : گیرم : میں جاتا ہوں، حلیم کرنا ہوں۔ افغانان : نکمیر۔ نیرزم : کے لائق یا قابل نہیں ہوں۔ تنگ سورہ : پناہ اور تنگ۔

ترجمہ : میں بہ حلیم کرنا ہوں کہ میں اس لائق نہیں ہوں کہ میرے زخم جگر پر الماس پاشی کی جائے، تہم تو اس پر کسی قدر پناہ اور تنگ ہی
ڈال دے تاکہ میرا لذت درد کا احساس برقرار رہے۔

اس سوز طبعی نگہا زو نفسم را صد شعلہ بیفشاد و بہ مغز شرورم ریز
لغت : سوز طبعی : فطری یا قدرتی سوز۔ نگہا زو : نگہا زو، نہیں بکھلا آ۔ بیفشاد : پھوڑ۔

ترجمہ : یہ فطری سوز میرے سانس کو نہیں بکھلا تو بیٹھکوں شعلے نچو ذکر میری چنگاری میں ڈال دے۔ یعنی زندگی کی فطری حرارت میں
سانس بکھلنے کی حالت میں ہے اس لئے تو بہت سے شعلے نچو ذکر ان کا شیور میری اس فطری حرارت میں ڈال دے، تاکہ اس میں نہ کوہ
طاقت پیدا ہو جائے۔

مسکین، خبر از لذت آزار غدارو خرام کن و در رہ گذر چارہ گرم ریز
ترجمہ : میرا چارہ گر بے چارہ لذت آزار سے واقف نہیں ہے، تو مجھے بتا دے کہ اس کے راستے میں ڈال دے۔ یعنی چارہ گر غم اٹھانے کی

نعت سے محروم ہے جب اسے لکنا چھے گا تو اسے چاہئے گا کہ درو کیا ہو گا۔

وہتے کہ بہ پا مزد توں دلاؤ، دارم آرم کن و اندر قدم نامہ برم ریز

نعت : وہتے کہ : وہ رقم جو۔۔۔ پامزد : پاؤں کی محنت کی اجرت، مزدوری۔۔۔

ترجمہ : مجھے اپنے ہمارے ہر کو اس کے پاؤں کی محنت کی مزدوری کے طور پر جو رقم دنا چاہئے تھی، وہ میں نہیں دے سکے۔ تو مجھے پانی بنا کر اس ہمارے ہر کے قدموں میں ڈال دے۔ عاشق اجرت نہ دیتے ہر شرم سے پانی پانی ہو گیا ہے اور اب اس کی خواہش ہے کہ یہ پانی ہمارے ہر کے قدموں میں ڈال کر گویا اس کی اس محنت کا بدلہ کر دے۔

دارم سر ہم طرحی غالب، چہ چنوں است یا رب ز جنوں طرح غمے در نظرم ریز

نعت : ہم طرحی : برابر کیا تھا، کاہر، ایک ہی شیعو، طرز کاہر۔۔۔ دارم سر : میں ارادہ کر رہا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں غالب کام شیعو، طرز ہوئے گا ارادہ کر رہا ہوں، یہ کسی وجہ کی ہے یا رب تو میری نظر میں جنوں کی بنا پر کسی قسم کی بنیاد رکھ دے۔ اس غزل کے مطلع کا پہلا مصرع یہی دہرایا ہے۔ غالب نے خود کو تیسرا شخص قرار دے کر واسطہ یہ کرنا چاہا ہے کہ اس کام طرح ہونا ممکن نہیں۔ ساری غزل ایک طرح سے دہاتیہ غزل ہے۔

غزل*2

اے شوق بہا عہدہ بسیار میاموز ابرام بہ درویشہ دیدار میاموز

نعت : عہدہ : جھکا، فیلہ۔۔۔ میاموز : مت سکھا۔۔۔ ابرام : اصرار۔۔۔ درویشہ : بیک۔۔۔

ترجمہ : اے شوق تو ہمیں زیادہ جھکا فیلہ کرنا سکھا اور دیدار کی بیک پر اصرار کرنا سکھا۔ یعنی ہم محبوب کے دیدار کے لئے اصرار کرنے کی عادت سے بچنا چاہتے ہیں۔

از نظر مطرب نتوں دل افشاں اے تار پریشاں رو و خنجر میاموز

نعت : نعت : دل کے ٹکڑے۔۔۔ نتوں افشاں : نہیں کھیرے جاسکتے۔۔۔ تار : ادب، ادب، ادب، طور، طریقہ۔۔۔ مطرب : گویا گانے والا۔۔۔

ترجمہ : مطرب کے نتوں سے دل کے ٹکڑے نہیں کھیرے جاسکتے۔ اے میرے تار و فریاد پریشان ہو جا اور فریاد کے ادب، ادب، سکھائے، یعنی مطرب کا لہجہ سننے سے عاشق کے دل میں وہ بے قراری نہیں پیدا ہو سکتی جس سے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور وہ اپنے اوجہ اور حشر ٹکڑے۔ اس لئے وہ تار و فریاد سے کہتا ہے کہ وہ غنائیں گویا غٹھے۔ غٹھے میں آواز کا خنجر و ظم ہے جبکہ فریاد کے لئے یہ مطرب نہیں، وہ تو دالہ انداز میں ہو تو صحیح طور پر، جنوں شوق کی عکاس ہوتی ہے۔

صورت کدہ شد کلبہ من سر بسر اے چشم افشکن نقش ز دیوار میاموز

نعت : صورت کدہ : تصویروں کا گھر۔۔۔ کلبہ من : میری بھونپڑی، میرا بھونا سا گھر۔۔۔ سر بسر : پوری طرح۔۔۔ افشکن نقش : نقش افشک تصویر ابھارنا۔۔۔

ترجمہ : میرا گھر پوری طرح تصویر بنائیں چکا ہے۔ اے میری آنکھ تو اب مجھے ابھر افشک ابھارنے نہ سکھائے، یعنی عاشق، محبوب کے تصور

میں آج کھڑا ہوا تھا کہ اسے گھر کی دیوار پر محبوب کی تصویر ابرق و کمال رچی تھی اور اب اسے اسی بنا پر اپنا سارا گھر خصوصاً خانہ ناظر آ رہا ہے۔
اس لئے اب وہ آگے سے کہہ رہا ہے کہ اب یہ شکل ابھارنے چھوڑے۔

ہمت ز دم تیشہ قربا طلب کن بختوں مشو و مردان دشوار میاموز
لغت : دم تیشہ: تیشے کی دھار۔ مشو: مت ہوا مت ہی۔۔۔ مردان: غرا۔

ترجمہ : قربا کے تیشے سے امت انگ بختوں نہ ہی اور بہت کہ دشوار بخت امت نیکی۔ یعنی قربا نے کوہِ مستحق پر ٹوٹ کر تیشہ مار کر فورا جان دے دی تھی۔ بختوں کو مات دے جان تھا اس کی جدی نہ کر۔

اے غمزہ زخم طرئی تغیر چہ خیزد رم، شیوہ آہوست بہ دلدار میاموز
لغت : غمزہ: آنکھوں کے اشارے۔۔۔ طرئی: ٹپکے۔۔۔ رم: ڈر کر ہلکانا۔۔۔ آہوست: آہوں: ہوں۔۔۔

ترجمہ : غمزہ کام طرز ہونے سے کیا حاصل ہے۔ ڈر کر ہلکانا تو بہن کا شیوہ ہے اس لئے اے غمزہ تو دلدار کو دم کا گداز نہ سکھایا محبوب کے غمزہ کو اس طرح میں جیسے غمزہ ڈر کر ہلکا رہا ہو یعنی محبوب کے غمزوں سے میں گنگا ہے جیسے وہ عاشق سے ڈر کر ہلکا رہا ہو۔ اس لئے عاشق، محبوب کے غمزوں سے غائب ہو کر انہی محبوب کو دم نہ سکھانے کی تحقیر کرتا ہے۔

مگر پہ سوسے نقش من و لب بجز از باز جاں داران بے ہودہ بہ اغیار میاموز
لغت : مگر: مت دیکھ۔۔۔ لب کز: ہونٹ مت کٹ۔۔۔ اغیار: غیری جہ رقیب۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو میری نقش کی طرف مت دیکھ اور باز سے اپنے ہونٹ مت کٹ۔ تو رقیبوں کو بے فائدہ جان بٹانہ سکھا۔ یعنی رقیب جب محبوب کو ایسا کرتے دیکھیں گے تو وہ بھی یہی جان دینے پر تیار ہو جائیں گے، جبکہ وہ اس کے لائق نہیں ہیں۔ یہ جذبہ تو صرف بے عاشق ہی میں ہے۔

باغیچہ گمرواں درق بحث گفتن برداشتن پردہ ز رخسار میاموز
لغت : گمرواں: مت بچھو درق گردانی نہ کر۔۔۔ گفتن: کھانا۔۔۔ برداشتن: اٹھانا اٹھ۔۔۔

ترجمہ : تو اگلے کے ساتھ کھانے کی بحث میں چہ کر درق گردانی نہ کر۔ تو رخساروں سے پردہ اٹھانے نیکی۔ کل کھل کر بھول ہی جاتی ہے اور میں گمراہ بے غائب ہو جاتی ہے۔ عاشق اسی حوالے سے محبوب سے کہہ رہا ہے کہ وہ اگلی سے کوئی ایسا عشق یعنی جبر سے غلبہ اٹھانے کیلئے روزہ عشاق سم کا گداز ہو جائیں گے۔

طوطی، شکرش طوط و بلبل، بکشرش قوت جاں نازہ کن از ناز و گفتار میاموز
لغت : طوطی: شکرش طوط: شکر اس کی خوراک۔۔۔ بکشرش قوت: بکشرش قوت: بکشر اس کی خوراک۔۔۔

ترجمہ : طوطی کی خوراک شکر اور بلبل کی خوراک اس کا بکشر ہے۔ تو نازہ قوت سے خود میں جان نازیدہ اگر اور محض عاشق کی امت نیکی۔ طوطی بھی محض عاشق کی امت ہے اس لئے یہ کہنا کہ اس کی خوراک شکر ہے، جبکہ بلبل نازہ و قربا کرتا ہے یہ کہنا بکشر کھانا قوت بکشر پتا ہے۔ عاشق کے نزدیک نازہ و قربا کا خود میں جان نازیدہ اگر کرتا ہے اس لئے وہ گفتار سے منع اور نازہ و قربا کی تحقیر کرتا ہے۔

از ذوق میان تو شدن سرسرا آغوش بے مرقن ماست بہ زناہ میاموز
لغت : میان: قہ جبری کر۔۔۔ شدن: ہونا۔۔۔ زناہ: بخود بخود اس کا مقدس دھماکا ہوا گردن میں ڈالے رکھتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : جبری کرے لیکن کے شوق میں جھلا سراسر آغوش میں چاہتا ہوا ہے۔ اسے بے مرقہ یہ فنی زناہ کو نہ سکھا یعنی زناہ لیکن کی بجائے

ہم سے اپنہ چاہ۔ نہار ہے جان چیز ہے اسے ہم آخری کی لذت کی کیا خبر جبکہ عاشق کے دل میں ہم انوشی کا صبر اور ہنر چھوٹا ہے۔

بلبل ز غراش ز رخ گبرگ بیندیش
شغل نگ شوق پہ مقدار میاسوز
لغت: بیندیش: ذرا سوچ، خیال کر۔۔ گبرگ: پھل کی پتی۔۔ شغل: بھڑکا، چمک۔۔

ترجمہ: اے بلبل تو پھول کی پتی پر غراش آجاتے سے ذرا شوق کی نگاہ کا شغل اپنی چمک کو مت سکھ۔ بلبل پھل پر چمک نہاتی ہے جو غنیمت میں اس کا اٹھارہ بے کالی ہے۔ گویا شامرات لگا شوق ہے اس بے کالی کا اٹھارہ کرنے کی تحقیق کرنا ہے۔

عالم بلر کردار گزاراں پہ کسین اند
جو آزادہ رو و نکار میاسوز
لغت: بلر: ہوشیار۔۔ کردار گزاراں: کردار گزار کی جمع، وہ لوگ جو اپنے ایک عملوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔۔ کسین اند: کسین اند: گھٹا ہوا۔۔

ترجمہ: اے عالم خبردار، ہوشیار، کردار گزار تیری گھٹا میں بیٹھے ہیں، کسین اند کے کاہنہ آہنا۔ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ تو آزادہ منش لوگوں کی طرح زندگی بسر کر۔ جاوہر اس کار گزار کی سے باز رہ مت سکھ۔

غزل #3

خوں قطره قلمرو می چمکہ از چشم تر بنوز
گشت ایم بنجہ زلم بکر سوز

لغت: می چمکہ: لپک رہا ہے۔۔ گشت ایم: ہم نے نہیں توڑا، نہیں کھرا۔۔ بنجہ: بچہ۔۔

ترجمہ: ہاری چشم تر سے خون ابھی قطره قلمرو لپک رہا ہے، اس لئے کہ ہم نے زلم بکر کا زخم نہیں کھرا۔ یعنی جب یہ زخم کل گیا تو خون کھرت سے نکلے گا۔

با آنکہ خاک شد بر روا انتظار
پری زند نفس پہ ہواے اثر بنوز

لغت: با آنکہ: اس کے باوجود کہ، اگرچہ۔۔ پری زند: اڑ رہا ہے، کو خوش کر رہا ہے۔۔ ہواے اثر: اثر کی خواہش یا امید۔۔

ترجمہ: اگرچہ اہل سانس محبوب کے انتظار کی راہ میں خاک ہو گیا ہے لیکن پھر بھی وہ اثر کی امید میں پر زنی کر رہا ہے۔ گویا ڈانیا ہر امید قائم۔

تا خود پس از رسیدن قصود چہ رو دہم
خوش می کنم دلے بہ امید خبر بنوز

لغت: رسیدن: پہنچنا۔۔ چہ رو دہم: کیا واقع ہو گیا پیش آئے۔۔

ترجمہ: ابھی تو میں محبوب کی طرف سے کسی خبر کی توقع میں دل خوش رکھ رہا ہوں، لیکن دیکھیں قصود کے آنے کے بعد کیا پیش آئے۔ یعنی معلوم نہیں وہ ابھی خبر لائے یا اس کے برعکس کوئی ہمت آئے کرنا ہے، میری دل اس کی آگہ تک تو دل اپنا خوش رہے۔

تکتم ز بزم پیش بہ غریب گلند و من
مستم چنانکہ پاشناسم ز سر بنوز

لغت: غریب: پردہ میں۔۔ پاشناسم: دسربنوز: ابھی تک میں سر او رہا ہوں میں تیر میں کر سکا یعنی ابھی تک مجھ پر چاندی مستی چھائی ہوئی ہے۔۔

ترجمہ: مجھ سے بھیجے لے مجھے بزم پیش سے اٹھا کر پردہ میں کی راہ پر ڈال دیا ہے لیکن پھر بھی میری مستی کا یہ عالم ہے کہ میں سر او رہا ہوں میں

غیر میں کر سکا۔ یعنی اس سستی میں عاشق بھی پاؤں پر اور بھی سر کے تل چل رہا ہے۔

دیدار جوست دیدہ و دارد و خجل مرا از جوش دل نہ بسختن راه نظر هنوز

لغت : دیدار ہو: دیدار کا طالب۔۔ خجل: شرمندہ۔۔ بسختن: بہت حد تک۔

ترجمہ : میری آنکھیں تو اس کے دیدار کی طالب ہیں لیکن میں نے ابھی تک جوش دل کی بنا پر راہ نظر بند نہیں کی جس کی وجہ سے میں شرمندگی کا شکار ہوں۔ یعنی غیبت کا جوش میرے دل میں اس قدر ہے کہ آنکھیں بند کر لوں اور اس کے قصود میں غور ہوں لیکن میں هنوز یہ گوارا نہیں کر سکا اور یہ بات میری شرمندگی کا باعث بنی ہے۔

شد روز رستخیز و بیاو شب وصال محوم ہاں بہ لذت عیم سحر هنوز

لغت : روز رستخیز: قیامت کا دن۔۔ محوم: میں گویا ہوا ہوں۔۔ خود دست ہوں۔۔ ہم: خوف۔

ترجمہ : قیامت کا دن آپہنچا ہے لیکن میں ابھی تک شب وصال کی یاد میں شمع کے طوطا ہونے کے خوف کی لذت یعنی حالت و کیفیت میں گویا ہوا ہوں۔۔ وصال کی شب سے منتظر رہنے پر اپنی شاعرانہ فکر حسین شہزاد نے خوب کہا ہے:

شے کل ما با من بودی گفتیم کلید شمع بچلو انگنہ ایم اشب کہ در بندست ما اسبجا

نما قسم کہ ہم از جہر شب تازہ ہوں خود شید کہ نگذارو ز غیرت ما رانا شمع گلہ اسبجا

ترجمہ : جس رات وہ محبوب میرے ساتھ تھا میں کہتا تھا کہ ہم نے شمع کی چالی کوئی میں بھیج دیا ہے جہاں جاکر وہ ہے لیکن مجھے یہ علم نہ تھا کہ آؤ گی رات کی کو سورج نکل آئے گا اور اس کی غیرت گوارا نہ کرے گی کہ جاکر شمع تک پہنچ نہ دے۔

اے سنگ پر تو دعویٰ خلقت مسلم است خود رات دیدہ ائی کہت پیشہ گر هنوز

لغت : مسلم: تسلیم شدہ۔۔ ماہر۔۔ پیشہ گر: پیر کا بھٹا کر پیشہ کرنے والا۔۔

ترجمہ : اے جہر تو اپنی خلقت کا دعوے دار ہے تو تمہارے دعویٰ ابھی تک تسلیم شدہ ہے اس لیے کہ تو نے ابھی تک خود کو پیشہ گر کے ہاتھ میں نہیں دیکھا۔ یعنی جب تو اس کے بچے چمے گا تو تمہارے دعویٰ ختم ہو جائے گا اور تو پتھر کی پیشہ بن جائے گا اور اسی عین سے پتھر ہو جائے گا۔

پرورین است تدرگم از دلم خاربا از سر ہوں نہ رفتہ ہواے ہنر هنوز

لغت : پرورین: بچہ۔۔ ہواے ہنر: سفری خواہش، سفر کا سورا یا ہنوں۔۔

ترجمہ : اگرچہ پاؤں میں پچھلے والے کانٹوں کے دلم سے میری رگیں بچھلی ہو گئی ہیں لیکن میرے سر سے ابھی تک سفر کا سورا ختم نہیں ہوا۔ عاشق جوش غیبت میں سحرانوردی کرتا ہے جس سے پاؤں میں کانٹے چھتے ہیں۔ مراد یہ کہ غیبت کی غلطی اسے محتاج ہے قرار رکھ دی ہے۔

لبیل سوز ز غیرت پروانہ سو سخن رنگیں بہ شطہ نیست ترا ہاں و پر هنوز

لغت : سوزا: مصائب ہے۔۔ سو سخن: سنا۔

ترجمہ : اے لبیل تجھے لگے یہ مصائب بات ہے کہ تو پروانے کو دیکھ کر غیرت کھائے اور جل جائے، تجھے تو ہاں و پر ابھی شطوں سے رنگیں ہی نہیں ہوئے۔ یعنی لبیل پنہلوں کی عاشق ہے۔ اس کا پیچھا کرنا اس کی فریاد ہے، بلکہ پروانہ شمع کا عاشق ہے اور اس پر جل کر وہ خود کو ختم کر لیتا ہے شمع کے شعلے سے وہ گویا رنگیں ہو جاتا ہے اس لحاظ سے لبیل پروانے کی ہی عاشق نہیں ہے۔

غالب نہ گشتہ خاکی برابرت تو خدا گردے است پر فطش بسر رکھذر جنوز

لغت : برابرت : ہماری راہ میں۔۔۔ تو خدا نہ تجھے خدا کی قسم۔۔۔ پر فطش : پیر پڑا رہی ہے ۱۲ویں ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب ابھی ہماری رکھذر میں خاک ہو کر نہیں جا رہا ہے۔۔۔ تجھے اللہ کی قسم یعنی ایسا کہیں ہے ابھی تو رکھذر میں ایک گروہ ہے جو اڑ رہی ہے۔۔۔ یعنی ابھی غالب محبوب کی فطنت میں اس حالت تک نہیں پہنچا کہ وہ فطنت میں چلن دے دے اور خاک بن جائے تاکہ محبوب اس پر سے گذر سکے ابھی تو وہ گویا مستحق خدا کی صورت میں اوجہ اور حرا رہا ہے۔

غزل #4

یقین عشق کن و از سرگمل برخیز بہ آشتی بشنیں یا بہ احتفال برخیز

لغت : از سرگمل برخیز : شک و شبہ چھوڑ دے۔۔۔ آشتی : مسلح جنگی اور حتی محبت۔۔۔ برخیز : اٹھ۔۔۔

ترجمہ : تو ہمارے عشق کا یقین کر لے اور ہر قسم کا شک و شبہ چھوڑ دے۔ یا تو ہمارے پاس پیار اور فطنت کے ساتھ جہد یا پھر ہماری آزمائش کی خاطر مدد با یقینی ہماری دھڑلاری آزمائے کا طریقہ سوچ لے، کوئی ایک بات اختیار کر لے۔

گل از تراوش خشم بہ تست چشمک زن از رخت خواب بہ بھائے سے چٹکایں برخیز

لغت : تراوش : پھٹک۔۔۔ تست : تھو پر ہے۔۔۔ چشمک زن : طعنہ زن، مایچیلنے والا۔۔۔ سے چٹکایں : شراب پیتے ہوئے، مستی والے۔۔۔

ترجمہ : پھول، خشم کی تراوش کی وجہ سے تھو پر چٹک زن ہے تو اب اپنے بہتر خواب سے اپنے شراب پیتے ہوئے سے چٹکایں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو۔۔۔ صبح پھول پر خشم کے پتے ہوئے فکرے چٹک رہے ہیں، پھول اسے اپنا خشن سمجھتے ہوئے غور کی حالت میں محبوب پر چٹک زنی کر رہا ہے، حالانکہ محبوب کے ہونٹ، جن میں شراب کی سی مستی ہے، پھول سے کہیں زیادہ دل کش ہیں۔ عاشق محبوب سے کہتا ہے کہ تو اٹھ کر پھول کا یہ غور تو ڈال۔

بہ بزم خیمچہ جوی لب کرشمہ ستارے بدور باش تھنائے اکامال برخیز

لغت : لب کرشمہ ستار : ناز و ادا کی تحریف کرنے یا ادا دینے والے ہونٹ، آدمی۔۔۔ بدور باش : دور رہنے یا احتیاط برتنے کے لئے۔۔۔ اکامال : بڑا ہے۔۔۔

ترجمہ : تو رقیب کی محفل میں اپنے ناز و ادا کی تحریف کرنے والے کو کیا تلاش کر رہا ہے، وہی تو اکامال اکامال کی کو ابلتو ہو رہی ہے۔ اس آواز کا تھنائی ہے کہ تو احتیاط برتنے ہوئے وہیں سے اٹھ آ۔ یعنی رقیب کی محفل میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس کے خشن و دل کشی کی راہوں، بلکہ افسوس کے کچھ کر رہا ہے، ہنسنا، ہنسنے لگتے ہیں۔

چرا بہ سنگ و گیاہی اے زبائے طور ز راہ دیدہ بدل در رو و زبانی سرخیز

لغت : چرا : کیا، کیوں کس لئے۔۔۔ زبائے طور : طور کا شطہ جو حضرت موسیٰ کو خدا سے اس کے دیدار کے لحاظ سے نظر آیا تھا اور طور کا پہاڑ جل گیا تھا۔۔۔

ترجمہ : اے طور کے شطے تو پھر اور گھاس مولا پہاڑ سے کس لئے اٹھ رہا ہے تو آنکھوں کی راہ سے اندر سے دل میں اتر چا اور ہاں میں ساگر اوجڑا۔ مولا یہ کہ خدا کے دیدار کا گھج ٹھکریا تو نہیں بلکہ انسان کا دل ہے۔

تو دودی اسے گلہ کلام و زبان نہ درخورد تست بدل فرو شو و از مغز استخوان بر خیز

لغت : تو دودی : تو دھواں ہے۔۔ کلام و زبان : عقل اور زبان۔۔ نہ درخورد تست : تھمے لائق نہیں ہے۔۔ فرو شو : اتر جائے۔ مغز استخوان : دماغی گولہ۔۔

ترجمہ : اسے گھور دیکھ تو دھواں یعنی آگ ہے یہ عقل اور زبان تھمے لائق نہیں ہیں، تو دل میں اتر جا اور مغز استخوان سے اٹھ کر۔ یعنی گھور دیکھ ایک آنکھیں شے ہونے کے باعث زبان پر نہیں آئی جا سکتے۔

گرا ز کشاکش چارفتہ ای خودی باقیمت بذوق آنکہ نباش ازیں میاں بر خیز

لغت : کشاکش : کھینچنا آئی۔۔ باقی : تو نہ ہو، تھری بقیعت ہو۔۔ ازیں میاں بر خیز : ان چیزوں سے بالاتر ہو جا، انہیں ترک کر دے۔۔ خودی : خود، قہر، خود غرض، خود سری۔۔

ترجمہ : اگرچہ تو مکمل یعنی نہایت مکمل کی کشاکش سے آگے نکل گیا ہے، پھر بھی تجھ میں کسی قدر خودی کا گہ ہے، تجھ میں اگر بقیعت یا عدم کا ذوق و شوق ہے تو تو ان چیزوں سے بے نیاز ہو جا۔ یعنی ظاہری برتری اور امتیاز کا خیال دل سے نکل دے یہ قہر یا قہر طاق میں ان کا تصور بھی ذہن میں نہ آئے دے تاکہ تجھے صحیح معنی میں نیکی کی لذت حاصل ہو۔

فناست آنکہ بدای کین ز روزگار کشی غبار گرد و ازیں تیرہ خاکداں بر خیز

لغت : فنا : نیستی، عدم۔۔ بدای : اس سے۔۔ کین کشی : کینہ اٹھانے سے فنا ہوتا ہے۔۔

ترجمہ : فنا تو ہونے کے تو فنا نہ سے اٹھتا رہے یا اس سے برسرِ غافل رہے۔ تو ظہر میں جا اور اس آدھک خاکداں یعنی دنیا سے اٹھ جا۔

رقیب یافتہ اقرب رُخ یاسودن ترا کہ گفت کہ از بزم سرگراں بر خیز

لغت : اقرب : قریب ہو، موقع ملے۔۔ رخ یا سودن : چہرہ یا چٹائی رنگیزہ گستاخ : کہہ : کہنے۔۔ سرگراں : ناراض، غصے میں، بکڑ کر۔۔

ترجمہ : تجھے کس نے کہا تھا کہ تو رقیب کی عقل سے بکڑ کر اٹھ، اب دیکھ کہ رقیب کو چٹائی رنگیزہ یعنی صحت سلامت کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ یعنی رقیب میزبان اور محبوب صانع ہو، کسی بنا پر ناراض ہو کر اٹھ کھڑا ہوا ہے، جس پر رقیب اس کی منتیں کر رہا ہے اور اس کا یہ عقل مائل کے لئے ناقص برداشت ہے۔

عیادت است نہ پر خاش، تہ خوں چیت بیا و خم زہر ہشمن و لب گراں بر خیز

لغت : عیادت : مریض کی مزاج پر پی۔۔ پر خاش : ان میں مکاری بھڑا۔۔ لب گراں : ہوش کاتے ہوئے، لاشعلی دیکھ دوڑ کے ساتھ۔۔

ترجمہ : تو میری عیادت کے لئے آیا ہے، کسی پر خاش کے لئے نہیں، پھر یہ آج مکاری کیوں کر کس لئے۔ اور غور ہو کر چند جا اور جب تو اٹھ کر جانے لگے تو لاشعلی دیکھ دوڑ کے ساتھ جا یعنی محبوب مائل کی حالت دیکھ کر دھڑکے میں جا جائے۔

سبوچہ اے دامت ہر سحر زے غالب خداے را ز سر کوچہ مغال بر خیز

لغت : سبوچہ : ایک چھوٹا سا، چھوٹا سا۔۔ دامت : میں تجھے دیں گا۔۔ خداے را : خدا کے لئے، تجھے خدا کی قسم۔۔

ترجمہ : اے غالب تجھے خدا کی قسم دو کوچہ میں یعنی شراب فروش، سلق کے کوچہ سے اٹھ جا میں تجھے ہر روز صبح کے وقت شراب کا سبوچہ دیا کروں گا۔

غزل #5

یا ہمد گم حشنگی خلل بود بجام ہنوز گاہ گاہے در خیال خویش می آیم ہنوز
 لغت : گم حشنگی: گم ہو جانے کی حالت ہے خودی کی حالت۔۔۔ گاہ گاہے: کبھی کبھی، کبھی کبھی۔۔۔

ترجمہ : تمام تر بے خودی کے عالم میں ہوتے ہوئے ابھی میری جگہ خلل ہے۔ کبھی کبھی میں اپنے خیال میں آجاتا ہوں۔ بے خودی سے مزاح
 ترک خودی ہے۔ یعنی اگر اس حالت میں بھی مجھے یہ احساس ہو کہ میں نے خود کو کھو دیا ہے تو اس کا مطلب ہو گا کہ میری بے خودی ہنوز
 باقی ہے۔

تا سر خار کدائیں دشت در جان می خلد کز هجوم شوق می خار د کف پایم ہنوز
 لغت : کدائیں: کون سا۔۔۔ می خلد: چھ رہا ہے۔۔۔ می خار د: کھجا رہا ہے۔۔۔ سر خار: کانٹے کی نوک۔۔۔

ترجمہ : اللہ جانے کسی جنگل کے کانٹے کی نوک میری جان میں چھ رہی ہے کہ کثرت شوق سے میرے پاؤں کے تھوے ابھی تک کھجا
 رہے ہیں۔ گویا شوق میں کثرت شوق مسلسل جاری ہے۔

خشک شد چند انگہ سے جزو بدن شد شیش را ہم چنان گوئی در انگو راست صہایم ہنوز
 لغت : چند انگہ: اس قدر کہ انگہ۔۔۔ شیش را: صراحی۔۔۔ صہایم: میری شراب۔۔۔

ترجمہ : شراب اس حد تک خشک ہو گئی کہ وہ صراحی کے بدن کا حصہ بن گئی، بس یوں سمجھو کہ میری شراب ابھی انگوڑی میں ہے۔ اپنی
 عرواق کی بات کی ہے۔ کتنا ہے چلا ہے کہ صراحی سے شراب کا اور تقو بھی اپنے قدر میں نہ لے سکن ہے اپنے گھنے کی بجائے شراب ابھی انگوڑی
 میں ہے۔

بعد مردان محنت خاکم در نورد مر مراست بے قراری می زند موج از سراپایم ہنوز
 لغت : مردان: مرد۔۔۔ در نورد مر مر: تیر ہوا یا آندھی کی پیٹ میں۔۔۔

ترجمہ : میرے مرنے کے بعد میری محنت خاک آندھی کی پیٹ میں آگئی ہے، پتا چھو میرے سارے وجود سے ابھی تک بے قراری کا ایک
 طوفان بڑا ہوا رہا ہے۔ شوق میں بے قراری کا یہ عالم ہے کہ مرنے کے بعد بھی وہ غم نہیں ہو رہی۔

تازہ دور افتادہ اسے طرف بساط عشرتم می توان افشردے از لائے پالایم ہنوز

لغت : تازہ دور افتادہ اسے: مزاح جو ابھی ابھی باہر نکلا ہو۔۔۔ می توان افشردے: نچوڑی جا سکتی ہے۔۔۔ از لائے پالایم: میرے جام کی دے۔۔۔
 ترجمہ : میں ابھی ابھی محفل میں دخل سے باہر آیا ہوں، پتا چھو میرے جام کی دے سے گھٹ نچوڑی جا سکتی ہے۔ مزاح کہ جو جام بخوار
 نے ابھی ابھی چمکا ہے اس میں ایک آدھ تقو شراب کا تو ہو گیا، نچوڑی ہی گھٹ نچوڑی ہو گی، جس سے شراب نچوڑی جا سکتی ہے۔

بہم از جوش نگہ خوں گشت و از مژگان چکید ہم چنان در حلقہ دام تدرائیم ہنوز

لغت : چکید: چپکے، چپکے۔۔۔ ہم چنان: اسی طرح۔۔۔ جوش نگہ: جوش دیا۔۔۔
 ترجمہ : میری آنکھیں جوش دیا، میں طوفان ہو کر رہ گئیں، اور یوں میری نظریں خوں کی صورت میں جوں سے لپک چکیں، لیکن میں ابھی
 تک اسی طرح گھڑے کے جال کے تلے ہیں گرفتار ہوں۔ یعنی میرا شوق دیا اور اپنی احتیاط پہنچا ہوا ہے۔

صد قیامت در نورد بر نفس خوں گشته است من زخانی در فطار نیم فردایم بنور

نعت : فطار ہم : خوف کی مٹھی۔ غالی : کچا پن، ناقصہ کاری۔ فردا : آنے والا کل، روز قیامت۔

ترجمہ : ہر برسان میں ہتھکڑیاں قیامت میں خوں ہو کر رہ گئی ہیں لیکن میں اپنی غالی کی وجہ سے ابھی تک فردا کے خوف کی مٹھی کاٹھا ہوں۔
مترادف : کہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ مختلف مسائل اور کلام و مصائب و غیوہ کی بنا پر ایک قیامت ہے اس صورت میں روز قیامت کا خوف یا انگارہ کیا؟

آگیا یا رب فروشت اشک من غلٹ ز خاک لالہ بے داغ از زمین رویہ بصرایم بنور

نعت : فروشت : دھواڑا۔ رویہ : آنکھ۔ آگیا : کھل نکلی۔ غلٹ : غلطی۔ لالہ کی۔

ترجمہ : یا رب میرے آنسوؤں نے زمین کی تاریکی و گودورت کو کس حد تک یعنی اتنا دھواڑا ہے کہ اب میرے صحرا میں زمین سے لالہ کا پھول بے داغ آگیا ہے۔ بے داغ لالہ سے مترادف اس کا سرخ ہونا ہے۔ گویا اس کا اس طرح آگنا اس ہلت کی دلیل بنتی ہے کہ اس زمین کو ماضی کے غمیں انگوٹھوں نے سیراب کیا ہے۔

با تحافل بر نیلہ طاقتم، یک از ہوس در تنائے نگاہ بے ملبایم بنور

نعت : بر نیلہ طاقتم : میری طاقت پوری نہیں اتنی، مجھ میں بچنے کا یا ر نہیں، اہلیت نہیں۔ بے ملبا : بے دھڑک۔

ترجمہ : محبوب کے تحافل سے بچنے کی مجھ میں اہلیت و حصہ ہی نہیں ہے، لیکن پھر بھی میری ہوس کا یہ عالم ہے کہ میں ابھی تک اس کی بے دھڑک نگاہوں کی تنائے ہوئے ہوں۔ یعنی میں تو اس کی تحافل آئینہ نگاہوں کا تحمل نہیں ہو سکتا پھر ملبا اس کی نگاہ بے ملبا کو کیونکر برداشت کر سکوں گا لیکن میری ہوس اس کی تمنا کر رہی ہے۔

ہرماں در خنزل آرا میدہ و غالب ز ضعف پا ہوں تا رفت از نقش کف پایم بنور

نعت : آرا میدہ : آرام کر رہے ہیں۔ خنزل : جڑواں۔ پا ہوں : رفت : پاؤں باہر نہ نکلا ہوا۔

ترجمہ : غالب میرے ہمراہی تو خنزل پر پہنچ کر آرام کر رہے ہیں، جبکہ میرا یہ حال ہے کہ جڑواں کے پاٹ میرا پاؤں ابھی تک میرے کف پاؤں کے نشان سے باہر نہیں آیا۔ یعنی آری چلا ہے تو پاؤں کے نشان بننے چلے جاتے ہیں، گویا وہ آگے بڑھ رہے لیکن جب نشان ہی سے پاؤں آگے نہ ہو اور دکھا رہے کہ وہ غلطی نہیں کرتا ہے۔ غالب نے اپنی جڑواں کو آگے نہ بڑھنے کا پاٹ قرار دیا ہے۔

روایف۔س

غزل # 1

داغ تلخ گویا نم لذت سم از من پس نحو تھم خوا نام حیرت رم از من پس

نعت : داغ تلخ گویا نم : میں تلخ ہو گئے دلوں کے ہاتھوں جلا ہوا ہوں، بلدا ہوا ہوں۔ سم : ذہر۔ نحو تھم خوا نام : میں تھم خوا نام میں کھوا ہوا ہوں۔ پس : نہ پچھ۔

ترجمہ : میں تلخ ہوں گا مارا ہوا ہوں، ذہر کی لذت تو مجھ سے پچھ، میں تھم خوا نام میں کھوا ہوا ہوں، حیرت رم مجھ سے پچھ۔ تلخ

کو اور نہ خستہ مزاج مشوق ہیں۔ یعنی عاشق کو ان کی عکاسی میں جو ذہن کی مانند ہے ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے اسی طرح ان کی تجر حوائی میں وہ لذت محسوس ہے کہ سہرا حیرت بن گیا ہے۔

سوچے از شرابہستم، نچنے از کبابہستم شور من ہم از من جو سوز من ہم از من پر من

لغت : سوچے : ایک لہر۔ از شرابہستم : میں شراب کی لہروں۔۔۔ نچنے : ایک ٹکڑا۔ جو : تلاش کر دیجے۔

ترجمہ : میں جتنی میرا وجود شراب کی ایک لہر اور کباب کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو شراب دیکھتا ہو تو مجھے دیکھ کر اور میرے سوز محبت کے بارے میں بھی مجھ سے پوچھو۔ محبت میں اپنے بے حد جوش و سوز کی بہت شراب اور کباب کے حوالے سے کی ہے۔

نہیست بافتنودنما برگ پر کشودنما از عدم ہوں آمد سہی قوم از من پر من

لغت : خودنما : خودوں کی طرح ہو گھٹا۔۔۔ پر کشودنما : پر کھولنا کشودن کی طرح۔۔۔ برگ : ساند سلان۔

ترجمہ : اوتھنے میں پر کھولنے اڑنے لاکوئی ساند سلان میں ہے۔ انسان جو ہم سے باہر آیا تو اس کی کو محفل کے بارے میں مجھ سے پوچھو۔ حالت عدم کو خودنما سے تعبیر کیا ہے جس میں انسان کوئی کام یا عمل نہیں کر سکتا اس لحاظ سے انسان جو اپنی سہی عدم سے دور میں آیا ہے تو اس خاطر کہ وہ زندگی میں اپنی عملی قوتوں اور اہلیتوں سے کام لے سکے۔

نفس چوں زبوں گردد؛ دیورا بفرس گیر محرم سلیمان نقش خاتم از من پر من

لغت : زبوں گردد؛ بد حال یا سرکش ہو جائے۔ محرم سلیمان : میں حضرت سلیمان کا واقف حال ہوں۔۔۔ خاتم : خزاہ حضرت سلیمان کی انگوٹھی جس سے وہ دیا کو کھڑ کر لیتے اور اس سے حسب حکم کام لیتے۔ قرآنی تلمیح ہے۔

ترجمہ : جب نفس بد حال یا سرکش ہو جائے تو توجہ کو محرم سے کہہ دو تو برا فرماں بجالائے۔ میں حضرت سلیمان کا واقف حال یا بازدار ہوں۔ ان کی خاتم کی حقیقت مجھ سے پوچھو۔ یعنی انسان میں اتنی اہلیت و قوت ہے کہ وہ اپنے سرکش نفس پر قابو پا سکتا ہے۔ اس اہلیت و قوت کو شاعر نے خاتم سلیمانی سے تشبیہ دی ہے۔

اے کہ در دل آزادی بیش را کم انگاری در شمار غم خواری بیشی کم از من پر من

لغت : دل آزادی : دوسروں کو تکلیف پہنچانے وال آزادی کرنا۔ کم انگاری : قہم سمجھنا ہے۔۔۔ بیشی کم : تھوڑی کو بہت سمجھنا۔

ترجمہ : اے محبوب تو اپنے مشائق کی بہت دل آزادی کرنا ہے لیکن پار بھی اسے کم سمجھتا ہے اور دوسرے یہ حال ہے کہ تو جو تھوڑی سی غم خواری کرنا ہے اسے میں بہت سمجھتا ہوں۔ گویا محبوب عاشقوں کی بے حد دل آزادی پر بھی مطمئن نہیں ہو تا اور سمجھتا ہے کہ اس نے بہت کم کیا کیا ہے جبکہ عاشق محبوب کی معمولی سی غم خواری کو بھی اپنے لئے بے حد حسین سمجھتا ہے۔

پورے از لبانم وہ عمر خضر از من خواہ جام سے پہ ہشتم نہ عشرت جم از من پر من

لغت : عمر خضر : طویل عمر و حیات پلوریں جو حضرت خضر کو ملی۔ جم ہشتم نہ : عشرت جم از من پر من۔

ترجمہ : اے محبوب تو مجھے اپنے ہوشی کا پورے دے اور میرا اس پورے کا اثر یہ دیکھ کہ مجھے گویا عمر خضر مل گئی ہے۔ تو میرے سائے جام شراب رکھ دے اور پھر مجھ کے بیش و عشرت کی کیفیت مجھ سے پوچھو۔ یعنی عاشق کے لئے لب محبوب کا پورے عمر خضر اور اس کا جام شراب بیش کرنا مجھ کے بیش و عشرت کا باعث ہے۔

تج غمرہ با اظہار آنچہ کردی دانی خنجر نقائل را تجری دم از من پر من

نفت : کیوس : دس کھانا بھجھ ہونے کے بعد سجدہ میں پیدا ہونے والا ہوتا۔۔۔ پھلای : چپ قول نہ کر۔۔۔ انطا : خلد کی جمع، انسانی مزاج۔۔۔ چار جہت : سورہ صفرہ، ظلم اور فحش۔۔۔ مغرب : کی پلٹ نہ کر۔۔۔

ترجمہ : مجھ کو کامیاب نہ لے اور ظلم کی بات نہ کر، جب مجھ پر نہ ہو تو جبر کا کوئی کیا کرے۔ یعنی عاشق کو معشوق کے ہاتھوں مر رہا ہوتا ہے، اعطاء کی کمی بیشی سے اسے کوئی سروکار نہیں، یعنی اسے وہ اہمیت نہیں دیتا۔

دو ہدیہ دل تو دیں بھد ایام پذیرد منت نہ سربایہ پرے راجہ کند کس
لغت : ایام : اصرار۔۔۔ پذیرد : قبول کرتا ہے۔۔۔ منت نہ : انسان دھرتے والا۔۔۔ سربایہ پرے : مال یا سرمایہ خود پر خرچ کر دینے والا۔۔۔
ترجمہ : وہ محبوب، دل و دین کو حقہ کے طور پر بھی بھد اصرار یعنی بے پناہ اصرار کے بعد قبول کرتا ہے، ایسے شخص کا کوئی کیا کرے جو سربایہ بھی لوٹ لیتا ہے اور اعطاء صلح بھی دھرتا ہے۔ یعنی ایسے محبوب سے چننا مشکل ہے جو عاشق کا دل و دین بھی لوٹ لیتا ہے اور اس پر انسان بھی جیتا ہے۔

انصاف دیم چوں نہ گراید بہمن از مر دل دلاہ آشتہ سرے راجہ کند کس
لغت : چوں نہ : کیوں نہ۔۔۔ گراید بہمن : میری طرف مائل ہو۔۔۔ دلاہ آشتہ سرے : ایک سربلہ عاشق۔۔۔
ترجمہ : میں تو انصاف کی بات کرتا ہوں کہ وہ محبت سے میری طرف مائل نہیں ہوتا تو اس لئے کہ وہ بھلا ٹھہ ایسے سربلے عاشق کا کیا کرے کہ ہم اپنی کیے کر ٹھہ سے بچتے تھے۔

با خویشتن از رشک ہارا نتوائ کردو راہ محبت خضرے راجہ کند کس
لغت : ہارا : صلح، مزاح، ہدایت کیا۔۔۔
ترجمہ : محبت میں تو رشک کی بنا پر اپنی ذات کو بھی ہدایت نہیں کیا جاسکتا، پھر بھلا اس راہ میں خضریٰ کو کوئی کیا کرے۔ یعنی خضریٰ دہشتی بھی گوارا نہیں ہے۔ رشک، غلبے کے کئی اشیاء کے ہیں۔ ایک اور دہشت ہے۔

چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں
گر سر خوشی از بلوہ مزو است بیاشام واعظ تو و یزول، خبرے راجہ کند کس
لغت : سر خوشی : بے حد مسرت و شادمانی۔۔۔ بیاشام : پی لے۔۔۔ تو و یزول : تجھے خدا کی قسم۔۔۔

ترجمہ : اسے واعظ اگر محبت کی سر خوشی سے مزاح شراب ہے، یعنی محبت میں شراب طور، ملے گی تو تیرا پی لے۔ تجھے خدا کی قسم تو ٹوڑی کا بھلا کس خبر یعنی خوش خبری کو کوئی کیا کرے۔ یعنی یہ تو محض دل کو خوش رکھنے والی بات ہے کہ وہاں شراب طور، ملے گی۔ غلبے کی کے بقول

ہم کو مہموم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے خوش رکھنے کو غلبے پہ خیال اچھا ہے
ثیافتہ ہارم بہ نازدن چہ نگیم گیم کہ خود از دست دے را کند کس
لغت : ثیافتہ ہارم : میں وہ ہوں جسے ہار دینی حاصل نہیں ہوتی، ملاقات کی اجازت نہیں ملتی۔۔۔ نازدن : نہ لگتا۔۔۔

ترجمہ : مجھے تو تیری ہار دینی میسر نہیں آتی، اس صورت میں اگر تو نے مجھے دوا دے سے نہیں لو لیا ہے تو اس سے میرے مجدد قرار کا کیا سہارا ہو گا۔ میں یہ مان لیتا ہوں کہ یہ سب کچھ تیرا ہی کیا دھرم ہے، یعنی تو نے ہی اپنا دور نکلا رکھا ہے اور مجھے بھی لوٹنے کو نہیں کہہ پھر اس کا کیا فائدہ؟

آں نیست کہ صحراے خنن جلوہ ندادو واژوں روش کج نگرے راجہ کند کس
لغت : جلوہ : راست۔۔۔ واژوں روش : اگلے راستے چلنے والا۔۔۔ کج نگرے : ٹھٹھٹھ کھینچنے والا، یعنی دوسروں کی بات کو ہانٹ کھینچنے والا۔۔۔

ترجمہ: یہ بات نہیں ہے کہ محرابے غنی، غنی کوئی کی کوئی رملہ نہیں ہے۔ لیکن اگر بات شے خود کہنے دلائی کی قسم ہو اور ہر بات کے اگلے معنی لے تو اس کا تو کوئی چارہ نہیں۔ یعنی بات کرنے کے سوا کچھ ہیں، اب یہ بات شے دسلے پر منحصر ہے کہ وہ اس کے کیا معنی لیتا ہے۔

خلافت: یہ جہاں پلوشیاں از پے دلا اند فرماں دلا بیدلو گرے راجہ کند کس لغت: از پے دلا اند: انصاف کے لئے ہیں۔ فرماں دلا: حکم دینے والا فرماں دلا۔ بیدلو گرے: حتم ڈھانے والا۔

ترجمہ: خلافت: کیا میں پلوشا عدل و انصاف کے لئے ہوتے ہیں، لیکن ایک ایسا فرماں دلاں جو پلوشا دلا کر ہو اس کا کوئی کیا کرے۔ یعنی وہ انصاف تو کرے نہیں پلوشا دلائی پر حکم دلائے۔

غزل #3

لطفے بہ تحت ہر نگہ نقشکین شناس آرائش جبین شگرفاں زمیں شناس
لغت: نگہ نقشکین: نئے سے بھری نگاہ۔ شناس: پہچان، دیکھ۔ شگرفاں: شگرف کی جگہ، بار، خواہسورت حسن۔

ترجمہ: تو دیکھ کہ حسیوں کی ہر نقشکین نگاہ میں ایک خاص لطف ہے۔ ان حسیوں کی پیشگی کی آرائش ہی ان کی پیشگی کے بھٹوں سے ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب اگر بھی یہ نہیں ہوا ہے تو اس کے حسیوں دل کشی میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک شاعر نے محبوب کے لئے سے دیکھنے پر بھی سرت کا اظہار کیا ہے:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں
باز آگے کار ٹوڈ بہ نگاہت سپردہ ایم مارا خجل ز تفرقہ سرو کیس شناس
لغت: باز آگے: لوٹ آ۔ خجل: شرمندہ۔ تفرقہ: فرق کرنا، امتیاز کرنا۔

ترجمہ: اے محبوب تو لوٹ آ کیونکہ ہم نے اپنا معاملہ تجری نگاہ پر چھوڑ دیا ہے۔ تو یہ دیکھ کہ ہمیں اپنے محبت اور کچھ میں امتیاز کرنے پر راحت ہے۔ یعنی محبوب اگر عاشق کو محبت بھری نظروں سے دیکھا ہے یا محترم کہو نگاہوں سے تو عاشق کے لئے وہ دونوں امتیاز برابر ہیں، اس لئے کہ محبوب عاشق کی طرف دیکھا تو ہے پھر وہی بات کہ:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں
بے پردہ تلب محرمی راز ما مجوی خوں گشتیں دل از مژدہ و آستیں شناس
لغت: بے پردہ: کھل کر۔ خوں گشتیں: خون ہو جانے۔ مجوی: مت تلاش کر تو فتح نہ رکھ۔

ترجمہ: تو ہم سے کھل کر یا کھلم کھلا اس امر کی توقع نہ رکھ کہ ہم تجھے جانیں کہ ہم میں اپنا راز چھپانے کی کتنی طاقت ہے، یعنی ہم نے راز محبت چھپے میں کیسے چھپا رکھا ہے۔ تو اس سلسلے میں ہماری جگہں اور آستیں کو دیکھ جن پر ہمارا دل راز محبت چھپانے کے باعث خون ہو کر ٹپک رہا ہے۔ یعنی ہمارے طوئیں آنسو یہ راز فاش کریں گے۔

راغم کہ وحشت تو پیغود ز انتظار جز صید دام دیدہ نباشد کیس، شناس

نعت : منظور: یاد گئی ہے۔۔۔ صید نامہ دینا: وہ شکار جو کبھی جال میں پھنس چکا ہو۔۔۔ کہیں شناس: وہ شکار جو شکاری کی نگاہ سے آشنا ہو۔۔۔

ترجمہ : میرے انظار سے تیری گھبراہٹ اور وحشت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تو میرے پاس آنے سے گھبراتا ہے۔ یہ بات میرے لئے ہامٹ رنگ ہے اس لئے کہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تیرا ٹھکانہ جس کی طرف ہے کہ تو پہلے کسی شکاری کے جال میں پھنس چکا ہے۔ جو شکار پہلے کبھی جال میں پھنس چکا ہو وہ جلد میں جال سے دور رہتا ہے۔ مگر وہ کہ محبوب پر پہلے کوئی اور عاشق ہو چکا ہے اس لئے وہ اب اس عاشق سے دور رہنا چاہتا ہے۔

می خوابہ انتقام زبجراں کشیدنی خوں گرمی دل از نفس آفتیں شناس
ترجمہ : تو میرے آفتیں سامنوں سے میرے دل کی خوں گرمی جو ش کا اندازہ کر لے۔ اصل میں میرا دل مجرد فرق سے انتقام لہتا چاہتا ہے۔ عاشق فرق میں بیٹھا آفتیں آہیں بھر رہا ہے جس کی وجہ سے اس کے سانس سے شعلے ابھر رہے ہیں۔ یہ سب مذکور انتقام لینے کی خواہش کے سبب دل کے جوش کا پتہ دیتے ہیں۔

آرائش زمانہ زید او کردہ اند ہر خوں کہ ریخت عازہ روے زین شناس
نعت : زید اور عزم۔ کردہ اند: انہوں نے کیا ہے یعنی قصاص قدر نے کیا ہے۔ ریخت: گزرا ہلایا گیا۔ عازہ: سرخی جو چہرے کی ہنک اور صلاوت کے لئے لگاتے ہیں۔

ترجمہ : زمانہ کی آرائش عزم و حزم سے ہوئی ہے۔ ہر وہ خون جو زمین پر ہلایا گیا اسے زین کے چہرے کی سرخی گھٹا چاہئے۔ مگر وہ کہ ہر دور میں انسانی انسان نے انسان کا لون ہلایا ہے جو احتمالی ہے دوری اور عزم و حزم کی علامت ہے۔

دور راہ عشق شیوہ دانش قبول نیست حیف است سخی رہو پا از جبین شناس
نعت : شیوہ: دانش: عقل و غرور کا طور طریقہ، انداز۔۔۔ حیف است: افسوس ہے۔۔۔ رہو پا از جبین شناس: وہ راہی جو چلتے ہوئے پاؤں اور پیشانی میں فرق پیدا کرتا ہے، یعنی سر پہ پاؤں کے مل جانا ہے۔

ترجمہ : راہ عشق میں عقل و غرور کا انداز قبول نہیں ہے۔ افسوس ہے اس دوری کی کوشتیں جو چلتے ہوئے پاؤں اور پیشانی میں فرق جاتا ہے، گویا یہ عقل و غرور کا انداز ہے جبکہ عشق میں تو عاشق سر کے بل راست لے کر آتا ہے۔

از دہر غیر گردش رنگے پدید نیست این روضہ را سراب گل و یاسمین شناس
نعت : دہر: زمانہ، دنیا۔۔۔ پدید نیست: ظاہر نہیں ہوتا ہے۔۔۔ سراب: رنگی زمین کی وہ جگہ جس پر پانی کا دھماکا ہے، جہاز، معنی دھماکہ فریب۔۔۔ روضہ: باغ، بہار، زار، مقبرہ۔۔۔

ترجمہ : اس دنیا سے گردش رنگ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ تو اس باغ دنیا کو گل و یاسمین کا سراب سمجھ۔ یعنی زمانہ کی کچھ ایسی کیفیت ہے کہ اس میں ایک رنگ آتا اور ایک رنگ جاتا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے، کوئی رنگ حقیقی نہیں ہے بالکل اسی طرح جس طرح دور سے تو دیکھیں بھول گئی ہیں گلیں حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہ ہو۔ رنگ سے مڑوا شکلات بھی ہو سکتی ہے۔

حسرت صلاے رجا سرد دست می زند نقش خمیر شد ز تاج و تکیں شناس
نعت : صلا: پکار کرکنا۔۔۔ رجا: تکیں۔۔۔ تکیں: شکاری، انگوٹھی کا گھیر جو ہر کام کرتا ہے۔

ترجمہ : حسرت پکار پکار کر سرد راہ تھم میں ہاتھ تکیں و رجا کی بات کر رہی ہے۔ تو بادشاہ کے خمیر کے نقش کا اندازہ اس کے تاج اور تکیں سے لگے۔ لیکن بادشاہ ایک لحاظ سے ہے جس ہے کہ اس کے ہاتھ تو شکاری فرماؤں پر مر لگاتے چلے جا رہے ہیں لیکن اس کے سردار میں کیا

اور کہے کہے نکار ہیں ان کا کسی کو علم نہیں۔ گویا بد شلہ کے خمیر میں پوشیدہ انکار و تصورات کا اندازہ اس کے تباہ و تھیں ہی سے لگائے۔
 بے غم نہاد مود گرای نمی شود ز نثار قدر خاطر اندوہ کیس شایں
 لغت : نثار: فطرت، ہستی۔ گرای: باعفت۔۔۔ خاطر اندوہ: گھبراہٹ، غمزدہ۔۔۔

ترجمہ : غم و اندوہ کے بغیر انسان کی زندگی باعفت میں بنتی، ورنہ کوئی اسے محبوب تو اپنے عاشق کے غمزدہ دل کی قدر و اہمیت پہچان۔
 غالب نے دراصل ایک عاشق کے حوالے سے ایک عمومی بات کی ہے اور وہ یہی کہ غم و اندوہ کی صورت میں انسان کی مختلف صلاحیتیں بیدار
 ہو جاتی ہیں اور وہ ایسے کام کر رہا ہے جو اس کی عظمت کا باعث بنتے ہیں۔

دور قدر بہ نوبت و سے خوار گل گروہ آویش ز ساقیان یار از یحیی شایں
 لغت : دور: گردش۔۔۔ بہ نوبت: اپنی اپنی باری پر۔۔۔ آویش: افسوس۔۔۔ یار: یار۔۔۔ یحیی: یحیی۔۔۔ یار از یحیی شایں: جو
 یحیی یار کیس کے پھر میں چاہو، یعنی پہلے دائیں طرف سے بائیں طرف سے۔۔۔

ترجمہ : جام شراب کا دور تو باری کے مطابق چلتا ہے اور ہر بخاروں کا جوہم ہے اس صورت میں ان ساقیان پر افسوس ہے جو اس پھر میں
 چلے ہیں کہ دور جام کا آغاز بائیں طرف سے کیا جائے یا دائیں طرف سے

غالب مذاق باتوں یافتن ز ما رو شیوہ نظیری و طرز حسیں شایں
 لغت : نظیری: مشورہ دہی شاعر نظیری۔۔۔ حسیں: مشورہ دہی شاعر حسیں۔۔۔ شیوہ: انداز۔۔۔ طرز: انداز یعنی انداز شعر گوئی۔۔۔
 ترجمہ : اے غالب ہم سے ہمارے ذوقِ سخن کا تجھے پانہ چل سکے گا۔ باورِ نظیری اور حسیں ایسے شعرا کے کام سے ان کے مذاقِ سخن کا پانہ
 چلا۔ یعنی یہ وہ شعرا ہیں جن سے غالب غالباً سادہ اثر ہے اور ان کی زبانوں میں اس نے بعض غزلیں بھی کہی ہیں۔

غزل # 4

تج از نیام بے پردہ جیون نکرہ کس مارا بہ چچ کشتہ و ممنون نکرہ کس
 لغت : پردہ: پیروہ یعنی نیکیاری، راز نگاہ۔۔۔ چچ کشتہ: بے نیکیاری میں قتل کرنا۔۔۔ نکرہ کس: کسی نے نہ کیا۔۔۔
 ترجمہ : کسی یعنی محبوب نے نکار پس ہی نیام سے نہیں نکال ہے، اہلہ ہمیں بے نیکی کر دیا گیا اور ہر کسی پر احسان بھی نہیں دھرا کیا کوئی
 ممنون بھی نہیں ہوا۔

فرصت ز دست رفتہ و حسرت فسرہ پائے کار از دوا گذشتہ و افسون نکرہ کس
 لغت : فسرہ: دوا ہے: پاؤں پھیلا کر دینا مگی۔۔۔ افسون: جادو۔۔۔ کار: کام، مژدہ مرض۔۔۔
 ترجمہ : سرج ہاتھ سے نکل گیا اور حسرت پاؤں پھیلا کر دینا مگی یعنی تک کے دینے مگی اور لٹے جادو ہونے کا نام نہ لیا۔ مرض کا معاملہ دوا سے
 گذر گیا اور کسی نے جادو تو بھی نہ کیا کہ شاید اسی سے مرض دور ہو جائے۔

داغ ز عاشقان کہ شعلے دوست را نسبت بہ مریخی گردون نکرہ کس
 لغت : داغ: میں جتا ہوں، مجھے دکھ ہوتا ہے۔۔۔ نسبت: نکرہ کس: کسی نے منسوب نہیں کیا۔۔۔
 ترجمہ : میں ان عاشقوں کی اس روش سے جتا ہوں مجھے دکھ ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی محبوب کے غم و حتم کو آسمان کی مریخی

قرار نہیں دیا۔ یعنی محبوب کے حتم، عاشق کے لئے بہت ہی نعمت ہیں جو آپنی گردش کے طویل اسے میرا آتی ہے۔

یا پیش ازیں بلاے جگر تنگنی نہ بود یا چوں من انگشت بہ جیخون نگرہ کس
 لغت : جگر تنگنی : جگر کا پراسا ہو بہ شوق کی تنگنی۔۔ انگشت : توجہ۔۔ جیخون : خراسان کا ایک دریا تھا یعنی دریا۔۔

ترجمہ : یا تو اس سے پہلے جگر تنگنی کی محبت نہ تھی یا پھر میری طرح کسی نے دریا کی طرف توجہ ادا کی تھی جس کی یہی یا تو کسی میں تنگنی
 شوق نہ تھی یا پھر میری طرح سارے کامدار اور دماغی بلی لیا اور جیاس پھر بھی برقرار رہی۔

یا رب بہ زلہاں چہ دینی خلد را بیکل جو رہتاں ندیدہ و دل خون نگرہ کس
 لغت : را بیکل : محنت میں، اصولاً، بیکار۔۔ جو رہتاں : ظلم و ستم۔۔

ترجمہ : یا رب تو ان زلہاں پر ہرگز گراؤں کو محبت بخشنی کیوں مٹا کر رہا ہے۔ ان میں سے کسی نے نہ تو جینوں کے ہمدم و ہم دیکھے یعنی
 سے ہیں اور نہ محنت غنی میں کسی کا دل خون ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ محبت زلہاں کو بلا جواز ملنے کی بجائے ستم زدہ لاشوں کو مٹا ہونی
 چاہئے۔

جاں دادان و بکام رسیدن زبا دلے آہ از بہاے یوسہ کہ افزون نگرہ کس
 لغت : بکام رسیدن : آرزو پالنے مقصد پالنے۔۔ بہاے یوسہ : بوسے کی قیمت۔۔ افزون : زیادہ۔۔

ترجمہ : ہم نے تو اس محبوب کے بوسے کی خاطر جان تک دے دی اور اپنی طواغیل پر دی کر لی لیکن انہوں نے کہ کسی محبوب نے اس بوسے
 کی قیمت نہ بدھائی۔ مگر وہ کہ محبوب کے بوسے کی خاطر جان دے دینا بھی عاشق کے لئے ایک سستا سوا ہے۔

شرمندہ دلیم و رضا جوئے قائلیم باچوں کشیم چارہ خود چون نگرہ کس
 لغت : شرمندہ دلیم : ہم دل سے شرمندہ ہیں۔۔ رضا جوئے : کسی کی مرضی یا خواہش کا خیال رکھنا۔۔ چون نگرہ : کیونکر کریں۔۔ چوں نگرہ
 کس : جب کسی نے نہیں کیا۔۔

ترجمہ : ہم تو اپنے دل کے ہاتھوں شرمندہ اور قاتل یعنی محبوب کی رضا جوئی پر خوش ہیں۔ ہم اپنا چارہ کیونکر کریں جب کسی نے یہ چارہ کیا
 ہی نہیں۔ دل سے شرمندگی یوں کہ اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ کسی اور سے مزاح محبوب ہے جس کے لئے عاشق نے جان دی لیکن اس محبوب
 نے عاشق کا کوئی چارہ نہ کیا۔

ہیچند بخود ز دشت من پیش بین من تشبیہ من بنوز بہ جیخون نگرہ کس
 لغت : ہیچند بخود : اپنے آپ میں تنہا و تنہا کہا جا رہا ہے۔۔ پیش بین : پیش بینی یعنی پیشین گوئی کرنے والا۔۔

ترجمہ : میری دشت دیکھ کر میرا پیش بین تنہا و تنہا کہا جا رہا ہے۔ مجھے ابھی تک کسی نے جیخون سے تشبیہ نہیں دی۔ یعنی عاشق کی دشت
 اب جیخون کی دشت کے برابر ہو چکی ہے لیکن کوئی بھی اسے جیخون نہیں کہتا بلکہ اس کے مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی کرنے والا اس
 کو کو کاٹھار ہے کہ اگر اس کی دشت اسی طرح رہی تو اسے جیخون کہنا بھی مناسب نہ ہو گا یعنی یہ تو اس سے بھی بدھ جائے گا۔

کیو مواب پرش بے رنگی سرشک کوئی حساب اشک جگر گون نگرہ کس
 لغت : کیو مواب : کیونکر مواب پڑتا ہے اعتراض کرتا ہے۔۔ پرش : پوچھنا، پوچھنا۔۔ جگر گون : جگر کے رنگ کا نشی سرخ خویش۔۔

ترجمہ : وہ یعنی محبوب اس چاہے کہ میرے آنسو بے رنگ ہیں، پھر یہ گرفت کر لیا یا اعتراض کر رہا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ کسی نے
 میرے خویش آنسو کوں کا حساب نہیں کیا۔ عاشق نے اسے خویش آنسو بتائے ہیں کہ اس کے جگر کامدار خون ختم ہو چکا ہے جس کے سبب

ترجمہ :- وہی خواری جو دوست داری کے راستے میں اٹھنا پڑتی ہے، اس کے بارے میں تو ہمارے ہر کے سامنے کی سیلابی سے لگھو۔ ہا ایک فرضی پردہ ہے جس کا وجود کوئی نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا سایہ جس کے سر پر چڑ جائے وہ باوجود شہین جاتا ہے۔ اس کے ہر کے سامنے کی سیلابی سے لگھنے کا مطلب ہو گا کہ اس طریق میں ہے جو خواری اٹھنا پڑتی ہے۔

می فرستی نامہ دیں را چشم زخمی در پے ست چشم حامد کور بار اورا دعلش می نویس
لغت : می فرستی : تو بھیجتا ہے۔۔۔ دیں را : اور اس کے۔۔۔ چشم زخمی : نظر بد کا اثر۔۔۔ کور بار : اظہ کرے اندھی ہو جائیں۔۔۔

ترجمہ :- تو خط بھیجتا ہے اور نظر بد اس کے پیچھے پیچھے ہے، یعنی نظر بد لگ رہی ہے، تو دعائیں یہ کہہ کہ خدا کرے حامد کی آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ یعنی حامد یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ محبوب کی طرف سے : "شق کو کوئی مل جائے۔ حامد رقیب ہی ہو سکتا ہے۔

ہر کہ بعد از مرگ عاشق بر مزارش گل برد فتویٰ از من در میان زود آتشش می نویس
لغت : گل برد : پھول لے جاتا ہے۔۔۔ زود آتش : جلد آتشا ہونے والا۔۔۔

ترجمہ :- ہر کوئی محبوب اپنے عاشق کی موت کے بعد اس کی قبر پر پھول لے کر جاتا ہے تو اس کے بارے میں تجھ سے فتویٰ لے اور اس کا نام زود آتشا حسنین کی قبرست میں لگھو۔۔۔ زود آتشا طرہ کا ہے اور وہی ہی مضمون یوں ادا کیا ہے:

کی مرے قتل کے بعد اس نے جہا سے توبہ ہائے اس زود پشیمیں کا پشیمیں ہونا
رحمے از معشوق ہر جا در کتابے نگری بر کنار آں ورق "جاننا فدائش" می نویس
لغت : جاننا فدائش : جانیں اس پر قربان ہوں۔۔۔

ترجمہ :- تو جس کتاب میں بھی کہیں معشوق کی طرف سے عاشق پر رحم کی بات پڑے، اس ورق کے ایک طرف "جانیں اس پر قربان ہوں" لکھ دے۔ یعنی یہ بڑے قہر کی بات ہو گی کہ کوئی معشوق اپنے عاشق پر رحم کرے۔ اسی لئے جانیں یعنی عاشقوں کی جانیں قربان ہوں، کہا ہے۔

اے کہ پایارم خرامی گردل و دشت است نام من در رگتہر بر خاک پائش می نویس
لغت : خرامی : تو قفل رہا ہے۔۔۔ دل و دشت : تیرا دل اور ہاتھ ہے یعنی تجھ میں حوصلہ ہے۔۔۔

ترجمہ :- اے کہ تو میرے محبوب کے ساتھ قفل رہا ہے، اگر تجھ میں کچھ حوصلہ اور جرات ہے تو تو میرا نام اس رگتہر میں اس کی خاک پاؤں ہی لکھ دے۔ یعنی عاشق کو یہ معلوم نصیب ہو کہ اگر وہ محبوب کے ساتھ نہیں چل سکا تو کم از کم اس کا نام تو اس راہ میں ہے۔

ہر کجا غالب تحفے در غزل بنی مرا می تراش آن را و مطلوبے بجائش می نویس

لغت : غالب : تجھے بھی ہے اور یعنی جس کو غلبہ حاصل ہو۔۔۔ می تراش : چھیل اٹھ، نکال دے، ہٹا اڑا۔۔۔ مطلوبے : ایک یا کوئی مطلوب جس پر غلبہ پایا گیا ہو۔۔۔ بجائش : اس کی جگہ۔۔۔

ترجمہ :- تو میری غزل میں جہاں بھی میرا تجھے غالب دیکھے، اسے تو ہٹا دے اور اس کی جگہ مطلوب لکھ دے۔ دوسرے لفظوں میں غالب غالب محل تجھے کی صورت میں رہا رہ نہ دے گا ایک مطلوب کی طرح گزری۔

روایف-ش

غزل # 1

دوشم آہنگ عشاق بود کہ آمد درگوشِ تالہ از تارِ رداے کہ مرا بود بدوش

لغت : دوشم : کل رات میرا۔۔ آہنگ عشاق : تالہ کا ردا۔۔ ردا : چادر۔۔

ترجمہ : یہ غزل محضوں کے لحاظ سے مسلسل غزل بنتی ہے۔ کل رات میں عشاق کی ناز چڑھنے کا ردا کر رہا تھا کہ میرے کانوں میں 'نصیرے' گدھوں پر چڑی ہوئی چار کے تار سے مجھے تالہ و فریاد کی آواز جالی دی۔ غائب نے اس غزل میں اپنے خاص نغمے کا ذکر کیا ہے۔

کالے خسِ شعلہ آوازِ موزن، زنارِ ازپے گرمی ہنگامہ منہ دل بخروش

لغت : کالے : کہ اے۔۔ خس شعلہ آوازِ موزن : موزن کی آواز کے شعلے سے جل چائے والا نکلا یعنی فریفتہ ہونے والا شاعر۔۔ زنار : خیرباد، سو رکھو۔۔ ازپے : کی خاطر۔۔ منہ دل : دل سے رکھنا رکھنا کر۔۔

ترجمہ : آواز جالی دی کہ اے موزن کے شعلہ آواز پر فریفتہ ہونے والے خیرباد گرمی ہنگامہ کی خاطر یعنی اس کے شوق میں اپنا دل اس شور یعنی لہان کے شور پر داخل نہ کرنا تو چاہئے۔

نکلیے برِ عالم و عابدِ عقول کرد کہ بہت آں یکے بے ہودہ گو اس دگرے پسندہ کوش

لغت : نکلیے : نکلیے جوں کو : مجھ کو سامنے کیا یا اسکا سوا نہیں کیا یا اسکا۔۔ پسندہ کو : فضول باتیں کرنے والا۔۔ پسندہ کوش : فضول عمل کرنے والا۔۔ عالم : صاحبِ علم، دانش، مہارت۔۔ عابد : عابد، مہارت گزار۔۔

ترجمہ : عالم اور عابد پر مجھ کو سامنے کیا یا اسکا سوا نہیں کیا یا اسکا اس لئے کہ وہ یعنی عالم تو ایک بے ہودہ کو ہے جب کہ یہ دوسرا یعنی عابد بے ہودہ کوشی میں مصروف رہتا ہے۔ گویا عالم یا عابد کا یہ کارہم کا عطا اور عطا کی جذبہ صاف سے عاری مہارت بیکار ہے۔

نہیست جزِ حرفِ در آں فرقہ اندرزِ سرایِ نہیست جزِ رنگِ دریں طائفہ ازرقِ پوش

لغت : اندرزِ سرای : وعدہ و نصیحت کرنے والا۔۔ طائفہ : گروہ۔۔ ازرقِ پوش : نیلی پوش، نیلا لباس پہننے والا۔۔

ترجمہ : اس وعدہ و نصیحت کرنے والے نام نہاد گروہ یعنی طائفہ کے سامنے لافعلی کے نور کچھ نہیں ہے بس انھوں پر کھینٹے ہیں اور اس نیلی پوش طبقے عابدوں میں رنگ کے سوا اور کچھ نہیں ہے یعنی ان میں رنگ کی زیبائش کا کچھ زیادہ ہی خیال ہے۔

جاوہرِ بگذار و پریشانیِ رو و درِ راہروی بہ فریب سے و معشوقِ مشو رہزنِ ہوش

لغت : جاوہرِ بگذار : راستہ ڈگر چننا دے۔۔ پریشانیِ رو : عذابِ آلودہ چل۔۔ رہزنِ ہوش : ہوش و حواس کو لوٹنے والا، عذاب کوٹنے والا۔۔

ترجمہ : توان کی ڈگر پر مت چل بلکہ آلودہ چل اور ردا چلتے ہوئے سے و معشوق کے فریب میں اپنے ہوش و حواس مت کھو یعنی ان کی فریب کاریوں میں نہ آ۔

بوسہ گرِ خود بود آسماں میرا از شہدِ مست بادہ گرِ خود بود ارزاں تخر از بادہ فروش

لغت : میرا : میرے۔۔ تخر : مت خریدے۔۔

ترجمہ : یا اگرچہ مست محبوب کا اور لینا آسان ہی کہیں نہ ہو پھر بھی مت لے اور شراب اگرچہ سستی ہی کہیں نہ ہو، ہمارے نوش سے مت فرید۔ اس شعر میں ایک طرح سے مشکل پسندی کا درس ہے۔

ایں نشید است کہ طاعت کن و زہد موزد ایں نصیب است کہ رسوا مشو و باہو منوش

لغت : نشید : نغمہ۔ کن : مت کر۔ موزد : مت اختیار کر۔ نصیب : طرف۔ مشو : مت ہو۔ منوش : مت پی۔

ترجمہ : یہ تو ایک نغمہ یعنی بھلی گیتے والی آواز ہے کہ بڑی کوششوں کے پھر میں نہ چڑھو اور نہ زہد پر بیزگاری ہی اختیار کرو اور ان دو معظلوں وغیرہ کی یہ تنبیہ کہ رسوا نہ ہو اور شراب نہ پی سب ڈرامے کی باتیں ہیں۔

حاصل آنت است ازین جملہ نبودن کہ مباحش مانہ افسانہ سراپیم و تو افسانہ نبوش

لغت : حاصل : محضہ۔ انچوڑ۔ نبودن : نہ ہونا۔ مباحش : مباحثہ۔ افسانہ : سرائیم۔ تو : نہ افسانہ سرائیم۔ ہم : سحر کہ نہیں ہیں۔

ترجمہ : اور یہ جو میں بار بار کہ رہا ہوں کہ تو یہ نہ ہو نہ ہو ایسا نہ ہی دیکھنا نہ ہی تو اس تمام کا نچوڑ ہے کہ تو اپنی ذات کی قبی کر لے۔ اس سلسلے میں نہ تو ہم کوئی راستہ ملے گا جس کا وہ نہ کوئی راستہ ملے گا۔

من کہ بودے کسبم از مزد عبادت خالی چو دم گشت تو انگر، بہ وہ آورد سروش

لغت : مزد : عبادت۔ عبادت کی اجرت۔ سرمایہ۔ بہ وہ آورد سروش : نہیں فرشتہ کی طرف سے نقد، مزد خوش فہمی۔ تو انگر : دولت مند۔ بالاد۔

ترجمہ : فرمایا کہ عبادت کے سرمایے سے خالی ہو اگر تاحق تو جب اس نہیں فرشتے کے تھے یعنی خوش فہمی سے میں بالاد ہو گیا۔

کسبم از رنگ بہ سیرگی اگر آرم بودے وہ دگر چوں بہرم گشت زخود دیدہ پوش

لغت : آرم : آرام۔ تو : عبادت کا رنگ۔ پوش : پوش۔ زخود : زخا۔ دیدہ : دیکھا۔

ترجمہ : میں نے کہا کہ اگر میں اس رنگ سے بہ رنگی طرف رخ کروں گا کہ چاہوں تو میرے راستہ کو کھڑے کروں اس راستے۔ کیسے چلوں جواب کا تو اپنے آپ یعنی اپنی ذات سے آنکھیں بند کر لے۔

جہنم از جانی ولے ہوش و خرد بیخوابیش رقتم از خویش ولے علم و عمل دو شاہدش

لغت : بیخوابیش : آگے آگے۔ دو شاہدش : کدھ سے کدھ حقائق، یعنی ساتھ ساتھ۔

ترجمہ : میں اپنی جگہ سے اچھل چلا لیکن میرے ہوش و خرد میرے آگے آگے تھے، گویا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ میں اپنے قلب سے کل گیا لیکن علم و عمل میرے ساتھ ساتھ چلے۔ ہم انکسار کی بجائے اب کدھاری طرف توجہ ہو گئی۔

تکبہ بڑے کہ بیک وقت در آنجا دیدم باہو نیبودن امروز و بخوں غنیمت دوش

لغت : باہو : بیرون۔ دوش : شراب نوشی۔ غنیمت : خوش۔ دوش : گزری ہوئی کل رات۔

ترجمہ : یہاں تک کہ میں ایک ایسی محفل میں پہنچا جہاں میں نے دیکھا کہ بیک وقت کل رات کا سیراٹوں میں غوطہ زن ہو کر سوا اور آج کی باہو نوشی دونوں چاری ہیں۔

خافہ از دوش زہد و ورع قلم ز نور پردہ نگاہ از اثر ہوسہ دے چشمہ نوش

لغت : ورع : پرہیزگاری۔ قلم : نور۔ نور : روشنی کا سمندر۔ چشمہ نوش : شد کا یا شیریں چشمہ۔

ترجمہ : غلطہ! بددعا کی بنا پر دی طرف اس کا سہارا دینی ہوئی تھی اور ہم گاؤں اور بھڑے کے اثر سے چشمہ نوش بنی ہوئی تھی۔
 شہباز ہم در آں بزم کہ خلوت کہ دوست فتنہ پر خویش و بر آفاق کشودہ آغوش
 لغت : شہباز ہم: محفل کا محبوب۔۔۔ خلوت کہ: خلوت، گہ، تنہائی کی جگہ۔۔۔ کشودہ آغوش: آغوش کھول رکھی تھی۔۔۔
 ترجمہ : شہباز ہم نے اس بزم میں جو دراصل اس کی خلوت گاہ تھی اپنے اور یعنی اپنے دشمن پر اور تمام کائنات پر تھے کی آغوش کھول رکھی تھی۔ کیا خود دشمن اور دشمن پرست اس دشمن کے ہنگامہ دار میں کھوئے ہوئے تھے۔
 بچو خورشید کزو ذرہ درخشش گردو خورده ساقی سے دگر دیدہ جمانے مدہوش
 لغت : درخشش گردو: چمکے۔۔۔ خورده: پی۔۔۔ گردو: ہو گیا۔۔۔ مدہوش: مست۔
 ترجمہ : خورشید کی مانند جس سے ذرہ چمک اٹھتا ہے، شراب تو ساقی نے پی تھی لیکن ایک جلی مدہوش ہو گیا تھا۔
 رنگما بستہ زہیرگی و دیدن نہ چشم راز ہا گفتہ خموشی و شنیدن نہ بکوش
 لغت : بستہ: اچھری۔۔۔ دیدن: دیکھنا۔۔۔ شنیدن: سنا۔
 ترجمہ : اس مدم پر زہر لگی ہے کئی رنگ اچھری ہے اور یہ کیفیت ہر گئی آنکھوں سے دیکھنے کی نہیں تھی۔ خاموشی ایسے راز کہ وہی تھی جن لاکھوں سے سنا لیکن نہ تھا۔

قطرہ نارختہ از طرف خم و رنگ ہزار یک خم رنگ و سرش بست و پیوستہ بکوش
 لغت : نارختہ نہ پٹا ہوا۔۔۔ خم: مٹھا، مڑا۔۔۔ سرش بست: اس کا منہ بند تھا۔۔۔ پیوستہ: مسلسل۔
 ترجمہ : مڑا ہوا سے شراب کا ایک قطرہ بھی نہ پٹا تھا اور ہزاروں رنگ ظاہر ہو رہے تھے۔ ایک مڑا ہوا رنگ کی تھی جس کا منہ ڈھکا ہوا تھا اور جو مسلسل بکوش میں تھی۔

ہر محسوس بود ایزو و عالم معقول غالب این زمزمہ آواز نواہد خاموش
 لغت : معقول: جو عقل کے دائرے میں ہو، جسے عقل سمجھ سکے۔۔۔ زمزمہ: گنگناہٹ، دہ دہ بھی لڑے جو آتش پرست اپنی مہارت کاہوں میں بکے سروں میں گاتے تھے۔۔۔ ہر محسوسات بود: سراسر محسوسات میں سے ہے۔
 ترجمہ : اللہ تعالیٰ بھی محسوسات میں سے ہے جسے محسوس کیا جاسکتا ہے اور یہ کائنات بھی عقل کے دائرے میں آتی ہے۔ عقل اسے سمجھ سکتی ہے لیکن اسے حالت راز کا یہ زمزمہ آواز میں نہیں گایا جاسکتا اس لئے تو یہ ہو جا۔

غزل #2

نیست معبودش حریف تپ ناز آوردنش پیش آتش دیدہ ام روزے نیاز آوردنش
 لغت : معبودش: اس کا معبود جس کی مہارت کی جانے۔۔۔ حریف: مد مقابل۔۔۔ تپ ناز آوردنش: اس محبوب کے تپ ناز کی تپ ناز۔۔۔ نیاز آوردنش: اسے عاجزی کی حالت میں۔۔۔
 ترجمہ : اس محبوب کے تپ دشمن کی تپ اس کا معبود مڑا آتش بھی نہیں دیکھ سکتا میں نے اس معبود کو آتش دشمن کے سامنے بھڑو نیاز کی حالت میں دیکھا ہے۔ محبوب آتش پرست ہے لیکن اس کے دشمن کی ہنگامہ دہی ہے کہ آگ بھی اس کے آگے بڑھ نہ سکی ہے۔

مروغلت را سنگدار قلقل مینا کند از ده گوشم بدل نکره فراز آوردنش
 لغت : مروغلت : دھوا نصیحت۔ سنگدار : چٹریں سے مارنا۔ قلقل مینا : مرواحی سے شراب اڑیلنے کی آواز۔ بدل نکرہ فراز :
 آوردنش : دل میں اس نصیحت کو لانے میں۔

ترجمہ : میں نصیحت کو کانوں سے تو سنتا ہوں لیکن جیسے ہی اسے دل میں آتا ہوں تو قلقل مینا سے سنگدار گرد جاتی ہے۔ یعنی مجھ پر کسی نصیحت
 کا کیا اثر ہو سکتا ہے کہ جب مرواحی سے شراب اڑیلنے کی آواز سنتا ہوں تو نصیحت بیکار ہو کے رہ جاتی ہے۔

تا خود از ہر نثار کیست می میرم ز رشک خضر و چندیں گوشش و عمر دراز آوردنش
 لغت : می میرم : میں مر رہا ہوں۔ چندیں : اتنی بہت۔ عمر دراز : طویل عمریات ہونے پر خضر کوئی۔

ترجمہ : میں اس رشک سے مر رہا ہوں کہ حضرت خضر نے جو اپنی عمر دراز کے لئے اتنی گوشیں کی ہیں تو اگر وہ عمر دراز کس محبوب پر ہمار
 کرنے کے لئے ہے۔ یعنی حضرت خضر کو ابھی تک کوئی ایسا محبوب نہیں ملا جس پر وہ اپنی جان نثار کر سکیں۔ اسی لئے عاشق اپنی جان نثاری کے
 حوالے سے اپنا پر رشک گرد رہا ہے۔

رحمت حق با برہم کہ داند مست بر سر نعشم بتقریب نواز آوردنش
 لغت : مست : مستی کی حالت میں۔ بتقریب نواز : یعنی نواز جتنا دے کے لئے۔ آوردنش : اس کو لانا۔

ترجمہ : خدا کی رحمت ہو میرے اس ساتھی پر جو اس محبوب کو مستی کی حالت میں میری قلع پر نواز جتنا دے گا کرنے کے لئے لے آیا۔ یعنی
 اس رحمت نے اسے یعنی محبوب کو نواز جتنا دے گا کرنے کے لئے لاکر ٹوب کھلیا کیونکہ مستی میں نواز جتن نہیں اور اس کے باوجود اس نے
 محبوب کو اس نیک کام پر لگا کر لیا۔

شوق گستاخ است و من در لرزه کاخر سل نیست
 لغت : درون : لکھی میں۔ کاخر : کہ آخر۔ چشم نیم باز : اوجھ کھلی آنکھوں کے ساتھ۔

ترجمہ : میرا شوق گستاخ ہے اس لئے میں صبح کے وقت اس کی نیم باز آنکھوں کا خیال دل میں آئے ہی کچھ اٹھتا ہوں کہ چونکہ
 کوئی آسمان ہات نہیں ہے۔ یعنی صبح کے وقت محبوب کے بیدار ہونے پر اس کی آنکھیں نیم باز ہوتی ہیں جس میں ایک زبردست دلکشی ہوتی
 ہے۔

وائے ماکز غیر اندر خاطرش جا کرده است رفتن و پیرایہ و پیرایہ ساز آوردنش
 لغت : وائے : ہمارے لئے افسوس ہے۔ خاطرش : اس کا دل۔ رفتن : چلنا۔ پیرایہ : مٹاؤ چھلونا یا آرائشی کاسلطان۔ پیرایہ
 ساز : آرائش کرنے والا۔

ترجمہ : ہمارے لئے کتنے دکھ کی بات ہے کہ محبوب کے دل میں رقیب کا خیال آ گیا ہے۔ چنانچہ وہ اس رقیب کے آنے کے موقع پر آرائش
 کے پکر میں چڑھا رہا ہے اور اپنے مکان کی آرائش کی خاطر آرائش ساز کو بلا کر مار رہا ہے۔

امتحان طاعت خویش است از بیدار نیست خلق را در نالہ ہائے جاں گداز آوردنش
 لغت : بیدار : غم، حتم۔ جاں گداز : روح کو بچھا دینے والا۔

ترجمہ : اس محبوب نے جو اللہ کی طرف کو جاں گداز نہ دیا وہ بیکار کسا ہے۔ اسی غلط فہمی کے وہ ان پر غم و حتم کرنا چاہتا ہے بلکہ وہ تو
 اپنی طاعت یعنی طاعتِ حق کی آواز نکال کرنا چاہتا ہے، یعنی اس کے حشر میں سختی دلکشی ہے۔

ترجمہ : میرا دل اکورگیوں یعنی مادی اور ذہنیاتی اکورگیوں سے صاف نہیں ہو گا تاکہ میری ایک مرگزدہ بجلی ہے کہ میں اسے ہر سانس کے گداز میں غوطے دے رہا ہوں۔ یعنی دل مادی آکاہشوں میں آکاؤں کا ہوا ہے کہ اسے ان سے پاک کرنا ممکن نہیں رہا۔

زیادہ گشتہ سنگ نفس در تلاش دلیر مگر ز رشتہ طول امل کستم مرشش

لغت : پاس : پامیدی۔ طول امل : لمبی خواہشیں۔ کستم مرشش : اسے رسی سے باندھ دوں۔ در رشتہ : دھماکاری۔ سنگ : تک۔

ترجمہ : میرا سنگ نفس اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں باجس ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ تلاش یعنی مزید حرص میں اور بھی دلیر ہو گیا ہے اس میں حرص وہوس اور بڑھ گئی ہے۔ ہاں اسے باز رکھنے کے لئے یہی ہو سکتا ہے کہ میں اسے طول امل کی رسی سے باندھ رکھوں۔ یعنی وہ ان لمبی خواہشوں ہی کے پورا ہونے کے پتھر میں رہے گا اور اس کی مزید حرص قسم ہو جائے گی۔

ز رنگ و بوے گل و غنچہ در نظر دارم غبار قافلہ عمر و نالہ برشش

لغت : بار برشش : اس کی گھنٹی کی آواز۔

ترجمہ : میں پھولوں اور گیہوں کے رنگ و بو کے حوالے سے قافلہ زندگی کے غبار اور اس کی برس کی آواز کو پیش نظر رکھے ہوئے ہوں۔ قافلے کی گھنٹی کا بھنا قافلے کے کوچ کی علامت ہے، جبکہ گل و غنچہ کارنگ و بو کا نکل مارضی اور واقعی ہے۔ یعنی انسانی زندگی بھی اس طرح کوچ یا فاقی منتظر رہتی ہے، دوسرے لفظوں میں انسان مارضی ہے۔

مرا بہ غیر ز یک جنس در شمار آور فغان کہ نیست پروانہ فرق آ کشش

لغت : ز یک جنس : ایک ہی طرح تک۔ در شمار آور : شمار کرنا۔ کھتا ہے۔ کس : کھی۔

ترجمہ : میرا محبوب مجھے اور رقیب کو ایک جیسا ہی سمجھتا ہے۔ اس کے اس انداز سے یا رویے کے ہاتھوں فرما رہے کہ اسے پڑانے اور کھی میں فرق معلوم نہیں۔ عاشق یہ دانت ہے جبکہ رقیب کھی۔ محبوب دونوں کو یکساں سمجھتا ہے۔

بکر ز کرمی این جرمہ تشنہ تر گروید فغان ز طرز فریب نگاہ نیم رشش

لغت : جرمہ : کھونٹ۔ تشنہ تر : زیادہ پیاسا۔ نگاہ نیم رشش : اس کی نیم رس یعنی دور تک نہ جانے والی نگاہ۔

ترجمہ : ہمارا بکر اس کھونٹ کی گرمی سے اور بھی پیاسا ہو گیا ہے۔ اس کی نگاہ نیم رس کے فریب کے ہاتھوں فرما رہے۔ محبوب کی نگاہ نیم رس کو شراب کے ایک قطرے سے تشبیہ دی ہے جس سے بکر کی پیاس اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

خوشم کہ دوست خود آں مایہ بے وفا باشد کہ در گمراہی نکالم امید گاہ کشش

لغت : آں مایہ : اس قدر اس حد تک۔ نکالم : نہ نکالم، میں خیال نہیں کرتا۔

ترجمہ : مجھے اس بات پر خوشی ہے یا ہو گی کہ محبوب اس حد تک بے وفا ہو کہ میرے خواب و خیال میں بھی یہ نہ آئے کہ وہ کس کی امید بگاڑ رہا ہے۔ یعنی عاشق یہ تصور بھی نہیں کر رہا تھا کہ کوئی اور اس محبوب سے کچھ توقعات وابستہ کرنے کی اتنے کہے یا سوچے۔

بہار پیشہ بنوا نے کہ تابش بلند کتوں بچین کہ چہ خون می پیکر زہر نفسش

لغت : بہار پیشہ بنوا نے : باغ و بہار جوانی، زہد و دل نوجوان۔ می پیکر : ٹپک رہا ہے۔ کتوں : آب گرج۔

ترجمہ : وہ زہد و دل اور باغ و بہار کو ہی جیسے لوگ غائب کے نام سے پکارتے ہیں، آج ذرا اس کی حالت دیکھو کہ اس کے ہر ہر سانس سے طون ٹپک رہا ہے۔ گویا اس کی حالت اب کچھ ایسی اہم ناگ ہو گئی ہے کہ اس میں زہد و دل نہیں رہی۔

غزل #4

خوشا عالم، تن آتش، ہست آتش سپندے کو کہ افشام بر آتش
 لغت: سپندے: کوئی برل، برل دانے کی صورت میں ہوتی ہے، جسے لوگ ٹھہرے سے بچنے کی خاطر آگ پر جالتے ہیں۔۔۔ کو: کہاں ہے۔۔۔ افشام: میں چڑھوں۔۔۔

ترجمہ: وہ دماغی حالت بھی کیا خوب ہے کہ میرا تن بھی آگ ہے اور میرا ہست بھی آگ۔ کچھ برل کہاں ہے تاکہ میں اسے آگ پر چڑھوں۔ یہاں آگ سے مراد وہی تن اور ہست کی آگ ہے۔ یعنی برل جاکر خود کو ٹھہرے سے بچاؤں۔

زر شک سینہ گرے کہ دارم سکتہ از شعلہ بر خود خنجر آتش
 لغت: سکتہ: کھینچنے سے گھومتی ہے۔۔۔

ترجمہ: میرے سینہ گرم کی تیج پر آگ کو آتش زہک آ رہا ہے کہ وہ شعلے کا خنجر اپنے سینے میں گھونپ رہی ہے۔ شعلہ کو خنجر سے تشبیہ دی ہے۔ شاعر نے اس حوالے سے عشق کے نتیجے میں اپنے دل کی بے مددگری کی بات کی ہے۔

بد خلد از سردی ہنگامہ خواتم بر افروزم بگو کوثر آتش
 لغت: سردی ہنگامہ: کوئی ہنگامہ جو دل و خود دل و خود شریات ہونے کی حالت۔۔۔ بر افروزم: میں جلاؤں۔۔۔

ترجمہ: ہشت میں ہنگامے کی سرد ہزاری دیکھ کر میرا پیچھا ہے کہ میں کوثر کے ارد گرد کچھ آگ جلاؤں۔ ظاہر ہے ہشت میں وہ دنیا کے سے ہنگامے فوت ہوں گے وہاں پر سکون فضا ہوگی۔ شاعر کو یہ فضا بے کیف لگتی ہے، اسی لیے آگ جالتے کی بات کی ہے۔ یعنی وہاں بھی کسی قدر دھواں کی ذمہ کی سی گرم ہزاری کا ساکن ہو جائے۔

شک شوقے کہ در دوزخ رفتہ سے آتش، شیشہ آتش، ساغر آتش
 لغت: شک: مہار کیا کہنے۔۔۔ رفتہ: چھٹکا ہے ملتا ہے۔۔۔

ترجمہ: اس شوق کے کیا کہنے جو دوزخ میں لوٹا چھٹکا ہے۔ وہاں آگ ہی شرب ہے، آگ ہی بوتل اور آگ ہی جام ہے۔ یعنی ہر طرح سے گرم ہزاری ہے۔

دلے دارم کہ در ہنگامہ شوق سرستش دوزخ است و گوہر آتش
 لغت: سرستش: اس کی فطرت۔۔۔ گوہر: اصل۔۔۔

ترجمہ: مجھے قدرت کی طرف سے ایک ایسا نوالہ عطا ہوا ہے کہ ہنگامہ شوق میں جس کی فطرت تو دوزخ کی مانند اور جس کی اصل آگ ہے۔ یعنی ایسا لہو و شوق اور جوش و جذبہ کی گرمی سے سرشار ہے۔

بہان موج می پالم بطوقا برنگ شعلہ ی رقص در آتش
 لغت: بہان موج: لہری مانند۔۔۔ می پالم: میں ابھرتا ہوں، پھلتا ہوں۔۔۔ برنگ شعلہ: شعلے کی طرح۔۔۔

ترجمہ: میں بہان کی طرح طوقا میں پھلتا ہوں، لہر کی مانند آگ میں رقص کرتا ہوں۔

ہاں ماند ز شہد دعوے مر کہ ریزد از دم افسوں گر آتش
 لغت: ہاں ماند: میں لگتا ہے، کچھ ایسا مہم ہو رہا ہے۔۔۔ ریزد: گر رہا ہے۔۔۔ دم: سانس، چھوٹ، خزلوت۔۔۔ افسوں گر: جادو چھوٹے

ترجمہ: محبوب کی طرف سے محبت کا دعویٰ تھا اس طرح معلوم ہوتا ہے، جیسے کسی افسوس گر کے سامنے یا منہ سے آگ برسی رہی ہو۔ ہمارے
گر معنوی قسم کی آگ منہ سے نکلتی ہے۔ یہ گویا ایک طرح سے قریب ہے، اسی طرح محبوب کا دعویٰ سر بھی ایک قریب ہے۔

دلہا را دلخ سوز رشک پسند مزن با رب بچان کافر آتش

لغت: دلخ: دلخو جلتا۔۔ پسند: پسند نہ کرنا اچھا نہ کچھ۔۔ مزن: نہ لگا۔۔

ترجمہ: اپنی تو میرے دل کا رشک کی آگ میں جلتا پسند نہ کر اس لئے کسی کافر کی جان میں آگ نہ لگا یعنی اسے دلخ میں نہ ڈال۔ رشک
اس بات کا حائق سداۓ عمر آتش فہم میں جلتا اور اس سے لطف اندوز ہوتا رہا اور اب وہ نہیں چلتا کہ کوئی اور بھی اس آگ میں ہے۔

چهارست آنکہ ہریک را از ایں چار بود از نا خوشی آیش خور آتش

قمر در عترب و غالب بہ دلی سندر در شط و ملی در آتش

لغت: چارست: چار چیزیں ہیں۔۔ آیش: مقدور، تقدیر۔۔ ناخوشی: دوسرے کی محبت ناگوار ہو، دکھ ہونا۔۔ عترب: عترب
آسمان پر ایک برج۔۔ سندر: آگ میں رہنے والا کبوتر۔۔ شط: پتھر۔۔

ترجمہ: یہ دونوں شعراء قصہ بند ہیں۔ یہ چار چیزیں ہیں جن میں سے ہر ایک کے لئے ہمارا گھر محبت ناخوشی کا باعث بنی ہوئی ہے، چاند کے
لئے برج عترب میں ہو، غالب کے لئے دلی، اس کا دلی میں ہو، سندر کے لئے دیر اور بھلی کے لئے آگ۔ یہ چاروں چیزیں ایک
دوسرے کی گواہی دیتی ہیں اس طرح کسی ایک کا بھی ضد یعنی برعکس چیز میں رہنا اس کے لئے عذاب ہو گا۔ گویا محبت کے لئے اپنا دلی میں رہنا
ناگوار گذرنا تھا شاید اس لئے کہ ان کی بطور شعر سمجھنے پر مانی نہ ہوئی۔

غزل # 5

درد سوداے سخن بست، آسمن بامید مش دیدہ بر خواب پریشاں زو، جہاں بامیدش

لغت: درد سوداے: جہاں کا دھواں، خام خیالی کا دھواں۔۔ سخن بست: خیر باد دعا چھوٹ گیا۔۔ بامید مش: میں نے اس کا ہم رکھ۔
ترجمہ: خام خیالی کا ایک دھواں ساتھ پر چھوٹ گیا میں نے اس کا ہم رکھ دیا۔ میری آنکھوں نے ایک پریشاں سا خواب دیکھا میں نے
اس کا ہم رکھ جہاں یا کائنات دکھ دیا۔

غالب نے اس غزل کے شروع کے شعراء میں اس کائنات کے بارے میں اپنے نظریے کا اظہار کیا ہے، یعنی اس کا ظاہری وجود نہیں ہے،
بشری ذہن نے یہ سب ہم دکھ لئے ہیں۔ آسمن دھواں کی مانند ہے اسی لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ خام خیالی کا دھواں سا چھوٹ گیا۔ اس
کائنات کا ظاہری وجود نہیں ہے اس لئے اسے خواب پریشاں سے تشبیہ دی ہے۔ صوفی عجم مرحوم نے اس غزل کا منظوم ترجمہ کیا ہے لہذا
مختلف شعراء کا شعر ہے،

درد افسون نظر تھا آسمن کما پڑا اک پریشاں خواب دیکھا اور جہاں کما پڑا

نورم خا کے ریخت در چشم، بیکار دید مش قطره اے بکداشت، بحر بیکار بامید مش

لغت: خا کے ریخت: مٹی ڈال دی۔۔ بکداشت: بھل گیا۔۔ بحر بیکار: بہت وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نظر نہ آئے۔

ترجمہ : وہم نے میری آنکھوں میں غائب ڈال دی، میں نے اس کا نام یہاں رکھ دیا۔ ایک قطرہ پھل گیا تھا میں نے اس کا نام بحر بیکراں رکھنا پڑا۔

تھا غبار وہم میں نے یہاں کہہ دیا تھا گدا از قطرہ بحر بیکراں کہنا پڑا
ہلو دامن زور آتش نو بہاراں خواہد مش داغ گشت آل شعلہ از مستی خزاں ہمید مش

نعت : دامن نو: دامن مارا یعنی آگ بھڑکائی۔۔ خواہد مش: میں نے اسے کہل۔ داغ گشت: داغ بن گیا۔

ترجمہ : ہوائے آگ بھڑکائی تو میں نے اسے نو بہار کہہ دیا۔ بہار میں شمع کی ہوائے سرخ رنگ کے پھولوں کے کھلنے کو آگ کہل اسی آگ کے شعلے جب جل کر ختم ہو گئے پھر آگ کی صورت اختیار کر گئے یعنی سب سرخ پھول مر جائے۔ ختم ہو گئے تو میں نے اس کا نام خزاں رکھ دیا۔

آگ بھڑکائی ہوائے میں اسے سمجھا بہار شعلہ بن کر داغ جب ابھرا خزاں کہنا پڑا
قطرہ خوں گرہ گردید، دل دانشم موج زہر ابے بطوق زو زباں ہمید مش

نعت : گرہ گردید: گرہ بن گیا چچو تپ کھا کر گردید گیا۔

دانشم: میں نے اسے جانا۔۔ زہر اب: وہ پانی جس میں وہاں میں ڈال کر اس کا تک پینہ دور کیا جاتا ہے۔

ترجمہ : خون کا ایک قطرہ تھا وہ چچو تپ کھا کر گردید گیا میں نے اس کو دل سمجھ لیا۔ زہر اب کی ایک موج تھی جس میں طوفان اٹھا میں نے اس کا نام زباں رکھ دیا۔ دل کو ایسے قطرہ خوں سے تشبیہ دی ہے جو ترپ کر گردید گیا ہے جبکہ زباں ایک طرح سے لائنل دل سے اٹھی ہوئی فم کی ایک لہر ہے۔

قطرہ خوں کا تھا بیج و تب، دل جانا اسے لہر خمی زہر اب غم کی لور نہیں کہنا پڑا
غزخم ہمازگار آمد، وطن ہمید مش کرد خلی حلقہ دام، آشیای ہمید مش

نعت : غزخم: بچہ پہنیں۔۔ ہمازگار آمد: دامن با موافق نہ آیا۔۔ ہمید مش: میں نے اسے کہل۔

ترجمہ : پردہ میں مجھے دامن نہ آیا میں نے اسے وطن سمجھ لیا۔ حلقہ دام خچہ پر نگ ہو گیا میں نے اس کا نام آشیانہ رکھ دیا۔ سوئے کے مطابق یہ زندگی کو ایک سرکی بند ہے جس میں اگر انسان نے اسے وطن سمجھ لیا ہے مگر وہ نہیں ہے اور وہ اس سے الٹا نہیں جاتا۔

ہمازگار خمی بہت غریب، وطن کہتے نبی نگ نکلا حلقہ دام، آشیای کہنا پڑا
یوز در پہلو بہ تکلیفی کہ دل کی گفتمش رفت از شوقی پہ آئینے کہ جلی ہمید مش

نعت : بہ صحبتی: بڑی دشمن سے۔۔ دل کی گفتمش: میں اسے دل کہتا رہا میں نے اسے دل کہل۔۔ پہ آئینے: اس طرح سے۔۔

ترجمہ : وہ یعنی محبوب میرے پہلو میں بڑی دشمن سے بیٹھا تھا میں اسے دل کہتا رہا۔ پھر وہ شوقی سے آگے اس طرح گیا کہ میں نے اس کا نام جلی رکھ دیا۔ مطلب یہ کہ جب وہ محبوب میرے پہلو میں بیٹھا تھا تو مجھے دل حرکت کر رہا ہے اور اس کے جانے کے بعد میں لگا جیسے میری جلی لکل کی ہو۔

اس طرح پہلو میں آ بیٹھا کہ جیسے دل تھا وہ اس روش سے وہ گیا اٹھ کر کہ جلی کہنا پڑا
ہرچہ از جلی نکست در مستی، بسود افروز مش ہرچہ با من ماند از ہستی زباں ہمید مش

نعت : کاست : کم ہوا۔۔۔ سود : فحش میں۔۔۔ الزور مش : اسے بڑھایا، شکاریہ سمجھا۔۔۔ ہار : روکیا۔۔۔ زباں : قصص۔۔۔
ترجمہ : مستی کی حالت میں جو کچھ میری جاں سے کم ہوا، کی واضح ہوئی میں نے اسے منہ سے نکال دیا اور میری ہستی سے جو کچھ میرے پاس رہا
میرے پیچ گیا میں نے اس کا نام قصص رکھ دیا۔ گویا زندگی کا کج ٹھک مستی ہی میں گزارنے میں آیا۔ اس کے بغیر جو زندگی گذری وہ گویا کھالے
ہی کا سودا تھا۔

نعت : کست گئی جو عمر مستی میں وہی قساود زلیست
مازمن بگست عمرے خوش دلش پداشتم
چوں بمن پیوست تھے بد گنل نامید مش
نعت : بگست : ٹوٹ گیا بد ہوا۔۔۔ خوش دلش : اسے خوش داشتے لائق تھا۔۔۔ پداشتم : میں نے سمجھا۔۔۔ بمن پیوست : مجھ سے
آگاہ۔۔۔ تھے : کچھ دیر کے لئے۔۔۔

ترجمہ : جب تک وہ محبوب تھے سے ایک مدت تک آگاہ ہو کر رہا میں اسے ایک ایسے لائق والا انسان سمجھا رہا اور جب وہ کچھ دیر یا
تھوڑے سے عرصے کے لئے مجھ سے آگاہ تو میں نے اسے بد گنل کہہ دیا۔ گویا محبوب کی عاشق سے دوری اس کی خوش دلی اور عاشق سے
آگاہی اس کی بد گنلی کی علامت ہے۔

نعت : او بہ فکر کشتن من بود، آہ از من کہ من لا اہلی خواند مش، مہمیں نامید مش
نعت : کشتن : مارے قتل کرنا۔۔۔ لا اہلی : بے پروا۔۔۔ خواند مش : میں نے اسے کہا۔۔۔
ترجمہ : وہ محبوب تو مجھے قتل کرنا چاہتا تھا لیکن الموس ہے مجھے خود کہ میں اسے لا اہلی کہتا رہا اور اس کا نام میں نے مہمیں رکھ دیا۔ یعنی
عاشق کے لئے محبوب کے ہاتھوں قتل ہو نا خوش خلقی کی بات ہے، لیکن شاعر کے محبوب کی طرف سے قاتل کی وجہ سے ذرا ہو گی جس سے
عاشق نے اسے لا اہلی اور مہمیں کہنا شروع کر دیا۔

نعت : آنیم بر دے سپاس خدے از خوشن
بور صاحبانہ ام مہمیں نامید مش
نعت : آنیم : جاگ میں رکھوں، جنکوں۔۔۔ سپاس : احسان۔۔۔ از خوشن : اپنی طرف سے۔۔۔
ترجمہ : وہ تو خود صاحب خانہ میرا ہی تھا لیکن اس خاطر کہ میں اس کی کوئی خدمت کر کے اس پر کوئی احسان نہ کر سکوں، میں اسے مہمیں ہی
کہتا رہا۔

نعت : تھا مجھے منظور اسے مہوں منت دیکھا
دل زباں را راز دان آشنائی با خواست
تھا وہ صاحب خانہ لیکن مہمیں کہتا پڑا
نعت : خواست : اس دل نے نہ چاہا۔۔۔ گویا : کہی۔۔۔ مہوں : مہمیں۔۔۔ آشنائی : میں نے اسے کد۔۔۔

ترجمہ : میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ میری زبان محبت کی راز دہان ہو، اس لئے میں نے بھی تو اس کا لیکن محبوب کا ذکر تھا کہ کر کیا اور بھی
لگاں کے نام سے اسے یاد کیا، یعنی محبوب کے نام سے چونکہ محبت کا راز افش ہونے کا وہ تھا اس لئے لگاں لکھاں کہ کر بات ختم کر دی۔
ہم نگہ جاں می ستاؤ، ہم قفا غل می کشد
آن دم شمشیر و آن پشت کمل نامید مش
نعت : می ستاؤ : لیتی ہے۔۔۔ می کشد : مار ڈالتا ہے۔۔۔ دم شمشیر : تلوار کی ڈھال۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کی نگہ محبت بھی جاں ستاں ہے اور اس کی بے توہمی اور بے انقادی بھی مار ڈالتی ہے۔ اس یعنی نگہ کا نام تو میں نے
تلوار کی ڈھال اور اس یعنی قفا غل کا نام پشت کمل رکھا ہے۔ یعنی اس کی نگہ تو فوراً جاں لے لیتی ہے جبکہ قفا غل گویا پشت کمل ہے جس سے

لغت : لاپاہل شیوہ: جس کا انداز بے پروائی کا ہو۔ بے پرواہ۔ سرِ شرم: میراث دہنی یعنی عشق ہے پر سر۔ آشفتگی: پریشانی کی بنا پر
ترجمہ: میری نظروں میں ایک لاپاہل شیوہ مست یعنی محبوب ہے پریشانی کی بنا پر میرا سر پہ شور اس محبوب کی دستار کی طرح ہے۔ محبوب
اپنے ناز و ادا میں مست ہے جس کی وجہ سے اسے سر پہ کاہوش نہیں اسی لئے اس کی دستار سر سے مل جاتی ہے۔ مجھے اس پر بھی خوش
طاری ہو۔ چنانچہ عاشق چونکہ محبوب کی لداؤں میں کھوا ہوا ہے اس لئے اس کا سر شور بھی محبوب کی دستار کی طرح درہم برہم ہو رہا
ہے۔

بدیں سوزم روا ہے نیست، ہے فرہار را غلام کہ از تاب شرار پیش گرم است بازارش
لغت: روا ہے: کوئی چہا۔ گرم است بازارش: اس کی طوب گرم بازار ہے یعنی بڑا چہا۔
ترجمہ: میرے اس سوز و محبت کا پہلو کوئی چہا ہی نہیں ہے، میں تو فرہار کی خوبی کو مانا ہوں کہ اس کے تجھے کے شعلے کی گرمی سے اسے
نوب شربت ملی ہے۔ فرہار نے کہ شعلوں پر دودھ کی خمر مانے کے بعد خود کو پیش بار کھا کہ کر لیا تھا یہ واقعہ اس کی بے حد شہرت کا باعث
ہے۔

چو نیم زلف خم در خم بھارض ہشتہ اے گویم کہ ایک حلقہ در گوش کند خبریں تارش
لغت: خم در خم: ٹھکریاں۔ بھارض: گلوں پر۔ ہشتہ: اعلیٰ ہوئی۔ حلقہ در گوش: گلوں میں چلا جو پرانے زمانے میں غلاموں
کے گلوں میں ڈالتے تھے یعنی غلام ہونے کی نشانی۔ خبریں تارش: اس کا سیاہ خوشبودار تار۔
ترجمہ: جب میں کسی مستحق کی ٹھکریاں، زلفوں کو اس کے گلوں پر لگتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں کتابوں کے در و دیکھو کہ ایک حلقہ گوش یعنی
غلام کسی طرح اس کی خبریں تاروں میں کند میں پھنسا ہوا ہے۔ گلوں کو غلام سے دور زلفوں کو کند سے تھیلے دی ہے۔

زہم پاشیدن گل انگند در تاب بلبل را اگر خود پارہ ہائے دل فرو ویزو ز منقارش
لغت: زہم پاشیدن گل: پھول کی بتیوں کا ٹھکرا جانا۔ اگر: اگرچہ، خواہ۔ فرو ویزو: نیچے کریں، گر جائیں، بچیں۔
ترجمہ: پھول کی بتیوں کوٹ کر ٹھکرائیں تو بلبل کا دل چھو تپ کھائے لگتا ہے اس صورت میں خواہ اس کی حقارت سے اس کے دل کے
سے ہی کیوں نہ نیچے لگیں۔ گویا بلبل کی فریادیں انگاروں سے کہ خود اس کا دل ٹوٹے ہو کر ٹھکرا رہا ہے، لیکن وہ پھول جس پر وہ عاشق ہے
سے کی بتیوں کو ڈرا ہی بھی نہیں لگتے کہ بدداشت نہیں کر سکی۔ یعنی اس کے عشق کا جذبہ بے پناہ ہے۔

چے دارم کہ کوئی گر بندے سبزہ خراہ زمیں چوں طوطی نل چہ از ذوق رفتارش
لغت: خراہ: ٹپٹے، چلے۔ طوطی نل: زمینی طوطا۔ چہ: تڑپے۔ ذوق رفتار: حال کی دلکشی۔
ترجمہ: میرا محبوب ایسا ہے کہ اگر وہ سبزے پر ٹپٹے لگے تو زمین اس کے غم یا پھل کی دلکشی کے باعث طوطی نل کی طرح تڑپنے لگے۔
یعنی زمین بھی اس کے غم سے لذت اندوز ہو۔ بھول شاعر:

رفتار تری سے کا پرستا ہوا بادل جس راہ سے گزرے تو وہی رنگد رست
بد کہ دوست زندان مرا تا یک بگزارد بدیں حصے کہ در کیو چراغ از تاب رخسارش
لغت: بد: کس قدر برا یا بد نصیبی ہے۔ زندان: قید خانہ۔ در کیو: جمل اہم ہے۔ تاب: چمک، بھڑک۔
ترجمہ: اگر میرا دوست یعنی محبوب جس کے حسن کا یہ عالم ہے کہ اس کے چہرے کی چمک دیکھ سے چہرا بھی جل اٹھے ہیں، میرے
زندوں کو بھر کی میں رہنے دے تو میری یہ بد قسمتی ہوگی۔ گویا اس کے درخشش حسن سے تو ہر شے خود ہو جاتی ہے، لیکن عاشق بے جا، غم

اندو کی تھری میں ڈوبا ہے تو ظاہر ہے یہ اس کی بد قسمتی ہے۔

ہم سے خانہ ام ذوق خرابی داشت، چداری
 لغت : خانہ ام: میرے تھری ہمارے۔ ذوق خرابی: دیرانی یا جی کاشق۔۔۔ آہ آہ: کسی چیز کے آنے کی خبر یا آغاز۔۔۔ چداری: تو
 بچے گویا۔۔۔

ترجمہ : معلوم ہوتا ہے میرے تھری کی بنیادی کو پیدا اور چھوٹے کاشق ہے، اسی لئے سیلاب کی آہ آہ سے اس کی دیواریں رقص کرنے
 لگی ہیں۔ یعنی ابھی سیلاب کی خبر ہی آئی ہے اور دیواریں ہلنا شروع ہو گئی ہیں۔

خیم اگلند در دشتے کہ خورشید در خشل را
 لغت : خیم: میرے خیمے۔۔۔ در دشتے کہ: اس میدان یا جنگل میں کہ جہاں۔۔۔ گدا از دہرہ: پتیلی ہو جانا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرے خیمے لگے ایک ایسے دشت میں جہاں خیم کے قطروں کو کاشق کی ٹوک سے جذب کرتے ہوئے روشن سورج کا
 بھی پتیلی ہو جاتا ہے۔ گویا اس میدان کی تھری کی حالت ہے کہ وہاں سورج کی کرنیں خیم پر پڑنے سے بھی بھل جاتی ہیں، حالانکہ خیم تو
 پانی کے قطرے ہیں۔ حالت نے اپنے بے حد کہ درد کا اظہار کیا ہے۔

وکالت کرد خوانم روز محشر کشکانش را
 لغت : کشکانش را: اس کے کشن، یعنی اس کے حلق کے ہاتھوں مارے ہوؤں کی
 یاد تازہ۔۔۔

ترجمہ : میں قسمت کے دل اس محبوب کے حلق کے اندوں کی وکالت کروں گا تاکہ اسے اس ہنگامہ محشر میں میرے سوا دوسری سے کوئی
 واسطہ نہ رہے۔ گویا یہ بھی دھوک کی ایک حالت ہے کہ عاشق نہیں جانتا محشر میں بھی اس محبوب کے دو مرتے کشکانش اس سے حلق کوئی
 فائدہ نہ پہنچا کرے۔

نہ از مراست کن خلافت بمرودن نیستی راضی
 لغت : بمرودن: مرنے پر۔۔۔ سرگرم: سرگرم تو ہی رہاں کہ مردان نیست و شواہش

ترجمہ : اے محبوب تو یہ خلافت کے مرنے پر راضی نہیں تو یہ محبت کے باعث نہیں ہے، میں میرے قربان جانوں تجھے علم ہے کہ اس خلافت
 کے لئے میرا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ یعنی تو اسے آسانی سے سہا سکا ہے۔

غزل # 7

بیا پہلخ و نغاب از رخ نجمن برکش
 لغت : برکش: اٹھاوے۔۔۔ در آواز کش: اسے آگ میں ڈال دے۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو پہلخ میں آواز دہن کے چہرے سے نغاب اٹھاوے۔ اگر دشمن یعنی رقیب کا دل خون ہو کر نہ رہ جائے تو پھر تو اسے
 آگ میں ڈال دے۔ محبوب کے جن میں آنے سے جن کا دشمن اس کے دشمن کے آگے مار دے جائے گا اور اگر رقیب پھر بھی حاضر نہیں ہوتا
 تو وہ آگ میں ڈالے جانے کے لائق ہے۔

بیا و منظر بام فلک نشین ساز بیا و شہد کلام دو کون دو برکش
 لغت : بام : بھت۔۔۔ نشین ساز : لٹکانا کرینٹ۔۔۔ منظر : دکھار کرنے کی جگہ مورچہ۔۔۔ کلام دو کون : دونوں جہانوں کی خواہش، یعنی قصہ
 کا حصول۔۔۔ دو برکش : آغوش میں لے لے۔۔۔
 ترجمہ : تو آواز فلک کی بھت کے درجے میں چند جہ آواز دونوں جہانوں کے شہد قصہ کو آغوش میں لے لے، یعنی دونوں جہانوں کی
 آواز کو بھی چاہی کرے۔

سمن بجیب فنا از نواسے مطرب ریز سخن بدوے ہوا از بخور غمر کش
 لغت : بجیب فنا : موسیقی یا نغمے کے گرجان میں۔۔۔ سخن : پردہ خیز۔۔۔ بخور : خوشبو، مگر حق، لہان سے چا کر کرنے وغیرہ میں خوشبو
 پھیلانی جاتی ہے۔۔۔ غمر : اچھٹسی۔۔۔
 ترجمہ : تو آواز مطرب (گانے والا) کی آواز سے موسیقی یا نغمے کے گرجان میں سمن، جھیل کا پھول ڈال دے۔ یعنی وہ سمن ڈالیں جائے۔
 نغمے سے پھول پھوٹے لگیں اور لہان کی خوشبو نغمہ میں نیچے کی مانند سوں پر لہرائے۔

نیم طرز خرام تو دو نظر دارد تو طلیسان روش را طراز دیگر کش
 لغت : طرز : انداز۔۔۔ طلیسان : چادر۔۔۔ طراز : آرائش، چادر پر تل ہونے سے ہوئے۔ روش : رنگ۔۔۔
 ترجمہ : نیم نے خرام (فلٹے کا انداز پیش نظر رکھا ہوا ہے، یعنی وہ تھری طرح چلتی ہے، لہذا تو اپنی رفتار کی چادر کی آرائش کا انداز
 بدل ڈال۔ یعنی نیم جو تھری چال کی چوری کر رہی ہے، اس نے انداز کی وہ چوری نہ کر سکے۔
 ہزار آئینہ ناز در مقابل نہ ہزار نقش دل افروز در برابر کش

ترجمہ : تو اپنے ناز و ہوا کے ہزار یعنی بے شمار قسم کے آئینے سامنے رکھ اور ہزاروں دل افروز نقش سامنے لے آ۔ یعنی اپنی بے شمار
 کشیوں کا تصور سامنے لا کر اور یہی تصور کو جلوہ نما ہو۔

اگر بہ بارہ گرائی قدح زرگس خواہ دگر بہ سبھ ز جہنم پر شتہ گوہر کش
 لغت : گرائی : قابل ہو۔۔۔ خواہ : ایک۔۔۔ سبھ : جہنم۔۔۔ پر شتہ : دھاکے میں۔۔۔ گوہر کش : موٹی ہوئے۔۔۔
 ترجمہ : اگر تھری طبیعت شراب کی طرف راگ ہو تو زرگس پھول سے جام لگ لے، یعنی اسے جام ہالے اور اگر تجھے جہنم سے دلچسپی ہو
 تو جہنم کے تھریوں کے موٹی دھاکے میں پر لے۔

بہ لالہ گوئی کہ ہاں بسدریں قدح در وہ بہ مرغ گوئی کہ ہیں خسروی نوا برکش
 لغت : بسدریں : مرجان کا۔۔۔ ہاں : ہیں، دیکھ، ایک یا بہت پر زور کالاف۔۔۔ خسروی نوا : ایک راگ یا نغمہ کا نام۔۔۔
 ترجمہ : گل لالہ سے کہہ کہ وہ تجھے مرجان کا پالہ پیش کرے اور پوچھے یعنی گل یا نغمہ لالچے، چھلکے والے سے کہ وہ خسروی راگ
 لالچے۔ لالہ مرغ رنگ کا پھول ہے اس حوالے سے شراب کی بات کی ہے، جبکہ بسدریں قدح سے مراد خود لالہ ہی ہے۔

بدل ترانہ کہ ممنوع نیست، مستی کن از قی شراب کہ نبود حرام، ساغر کش

ترجمہ: اس ترانے یعنی نقشے سے جو ممنوع نہیں ہے، یعنی شرع نے اس سے منع نہیں کیا، اپنی مستی کا سہارا کر اس کرمت پر اور جو شراب حرام نہیں قرار دی گئی، اس کے جام پہ جام چڑھا، خوب لپی۔

مذاق مشرب فقر غمخیز داری سے مشاہدہ حق نبوٹ و دم درکش
لغت: مشرب: مسک، طریق۔ دم درکش: سانس روک لے، خاموش ہو جا۔ نبوٹ: لپی۔

ترجمہ: اگر تھم میں فقر غمخیز کے مسک کا ذوق ہے، یعنی حضور اکرم کے نقش قدم پر چلے کا ذوق و شوق ہے تو مشاہدہ حق کی شراب لپی اور خاموش ہو جا۔

ز سر فرازی بخت جواں بخویش بیاں بروے چرخ ز طرف کلاہ، خنجر کش
لغت: سر فرازی: سر بلندی۔ بخویش بیاں: اپنے آپ پر ناگزیر۔ خنجر کش: خنجر کو تھپ دے۔

ترجمہ: اپنی جواں بختی کی سر بلندی پر ناگزیر اور اپنی باشکوہ کلاہ کے کنارے سے آسمان کے پتے میں خنجر کو تھپ دے۔ گویا اس کی طرف کلاہ، خنجر کی طرح تھپ ہے۔ خنجر کو تھپنے سے مراد ہے کہ آسمان بلند ہے لیکن تو اپنی اس باشکوہ کلاہ سے اس کی سر بلندی کو معمولی ثابت کر دے۔

نشلا در ز دگر پاش و شادمانی کن جہاں ستان و قلمرو کشای و لشکر کش
لغت: نشلا در ز: پیش و سرست، اختیار کر۔ ستان: لے، فتح کر۔ قلمرو: سلطنت۔

ترجمہ: تو جیل و نشلا اختیار کر، موصوفی تکبیر اور خوب طوطی، داؤدیا کو فتح کر، سلطنت کو وسیع کر اور لشکر کشی کر۔
ترجمہ: گفت کہ منت کشی ز چرخ کبود بہ قرا کام دل خویش متن ز اختر کش

ترجمہ: تجھے یہ کہنے کے دیا کہ تو تجھے آسمان کا سامان اٹھا۔ تو قمر و قصب اختیار کر کے اپنے دل کی خواہشیں ستاروں سے لے۔ یعنی انہیں غم دے کہ وہ تجھی خواہشیں پوری کریں۔

ز نقش بندگی خویش در خرو مندی رقم بہ ہامیہ دلی دو جگر کش
لغت: ہامیہ: بھٹائی۔ دو جگر: یعنی آسمان کا ایک بیج، بیج جو زلہ۔

ترجمہ: تو خرو مندی میں اپنی بندگی کے نقش سے بیج جو زلہ کے حکمران کی بیٹھائی پر قحور کر دے۔ اس ساری فزول کا بیج اٹھا لے، بعض اشعار پر دے طور پر واضح نہیں ہیں۔

ز فر فرخی بخت در جہانداری علم بہ سرحد فرہاں رواے خلور کش
لغت: فر: شان و شوکت۔ فرخی بخت: مہارک بختی۔ فرہاں رواے خلور: شرق کا حکمران، مرو سورج۔

ترجمہ: تو اپنے مہارک بخت کی شان و شوکت اور وہ بے کے مل پر جو تجھے جہانداری یعنی دنیا کی حکمرانی کے باعث حاصل ہے، اپنے بلند پرچم کو فرہاں رواے شرق کی حکومت کی حدود تک بلند کر لیکن تمہارا بلند پرچہ سورج سے جڑ کر ہے۔

پس بہ تیغ تو خونم ہر کہ خواہم گفت گیکر غالب دل خستہ را و در برکش
لغت: پس: اس کے بعد۔ خونم ہر: میرا خون حلال۔

ترجمہ: تجھی کھوار سے میرا خون تمہ پر حلال ہے، اس کے بعد میں کہوں گا کہ دل خستہ غالب کو پکڑا اٹھا لے اور اسے اپنے پلو میں لے لے یا سنے سے لگا گئے۔

غزل #8

من و نظارہ روئے کہ وقت جلوہ از لہائش ہی بر خویشتن لرزد پس آئینہ سیمائش
لغت : از لہائش : اس کی ہلکے سے۔۔۔ بر خویشتن : اپنے اوپر، اپنے آپ۔ سیمائش : اس کا سیملب وہ پارہ جس کا لب آئینے کے پیچھے چڑھا ہوا ہے۔۔۔ ہی لرزد : کچھتا ہے، کانپ اٹھتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں ہوں اور ایک ایسے حسین چہرے کا نظارہ ہے کہ جب وہ حسین چہرہ محبوب جلوہ لگاوے تو اس کی ہلکے دک سے آئینے کے پیچھے سیماب بھی کانپ کانپ اٹھتا ہے۔ محبوب کے استغنیٰ شمن کی بہت کی ہے اور چونکہ سیملب ہمارا ہے اس لئے شاعر نے صنعت شمن (تعلیل سے کام لیتے ہوئے اس کی کٹے یا کپٹے کی علت محبوب کا شمن دکھائی ہے۔

بذوق پارہ، داغ آں حریف دوزخ آشام کہ ہر جانگزا آتش مگر در دہن، آہش
لغت : حریف : مقابل، دوست۔۔۔ بذوق پارہ : شراب یا شراب نوشی کی قسم۔۔۔ دوزخ آشام : دوزخ لپی جانے والا خزاں بہت پینے والا شراب کا رنگ سرخ ہے اس لئے یہ کہا جاتا ہے۔۔۔ مگر در دہن آہش : اس کے منہ میں پانی آ جاتا ہے۔۔۔
ترجمہ : مجھے اپنی پارہ نوشی کے ذوق کی قسم کہ مجھے ہے اس پارہ نوش حریف پر رنگ آئے کہ اسے جہاں کہیں آگ نظر آتی ہے اس کے منہ میں پانی بھر آتا ہے، یعنی اس کے دل میں لالچ پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ آگ لپی جائے۔ شراب آگ کی طرح سرخ ہوتی ہے۔ گویا وہ شراب نوشی میں آگ میں ہے کہ اسے آگ میں بھی شراب کی جھلک نظر آتی ہے۔

زینخا چہرہ با یعقوب شد لازم محبت را بوسے ہر بہن ماند قماش پردہ خواہش
لغت : چہرہ با یعقوب شد : حضرت یعقوب کے مقابل ہو گئی۔۔۔ بوسے ہر بہن : قیس کی خوشبو سے، قرقرانی صبح ہے، جب حضرت یوسف کی قیس ابن کے بھائی اپنے والد کے پاس لے گئے تو وہ چہرے یوسف کے تم میں بیجا ہو گئے تھے انہیں اس میں بیٹے یوسف کی خوشبو آتی جس سے ان کی بیانی آگئی۔ قماش : عمدہ کپڑا، انداز۔۔۔ پردہ خواہش : اس کی خواب گاہ کہہ دو۔۔۔

ترجمہ : مجھے محبت کی کار فرمائی پر لازم ہے جس کی وجہ سے زینخا حضرت یعقوب کی حریف بن گئی۔ اس کی خواب گاہ کے پردے کا انداز بالکل یوسف یوسف کی خوشبو کی مانند تھا۔ زینخا کو حضرت یوسف سے بے حد عشق تھا اور اسی طرح حضرت یعقوب کو اپنے اس بیٹے سے بے حد محبت تھی۔ یہ بات بوسے ہر بہن اور پردہ خواہش سے واضح کی ہے۔

بہ کینتی ترک ذوق کام جوئی مشکل است، اما نوید خری آں را کہ گیمرو دل ز اسہائش
لغت : کینتی : کینت، زائد۔ کام جوئی : خواہشات پروری کرنا۔ نوید : خوش خبری۔ خری : خوشی، مسرت۔ گیمرو دل : دل برداشتہ ہو جاتے۔۔۔

ترجمہ : دیبا میں ہادی خواہشات کے پورا کرنے کا شوق ترک کرنا مشکل ہے۔ تاہم اس شخص کے لئے مسرت و شادیانی کی خوش خبری ہے جو اس دنیا کے اسباب زندگی سے دل برداشتہ ہو جائے۔ گویا ایمانسن جو دنیاوی یا مادی خواہشات کے پیکر میں نہیں چڑا ہوا یا صاحبِ ہمت بھی ہے اور خوش بخت بھی۔

بہ فیض شرع ہر نفس مژور یا قتم دستے چوں آں دزدے کہ گیمرو شخہ ناگاہیں بہ مستائش
لغت : مژور : فرجی، سداگر مگر کر دہ۔۔۔ یا قتم دستے : میں نے قلم پا لیا۔۔۔ شخہ : کوتاہ۔۔۔ ناگاہیں : اچانک۔۔۔

ترجمہ: میں نے شرع کے فیض سے / کی برکت سے اپنے گمراہ کرنے والے نفس پر قابو پایا۔ یہ بائبل اسی طرح ہے مجھے کو توں چاہی
رات میں اہانک چرو کر کھالے۔ شرع کے حوالے سے ٹھوکر کو کو توں اور نفس کو چور سے تشبیہ دی ہے / جبکہ چاہی رات سے عروج شرع کی
بدولت نور و جانت ہے۔

یہ مستی چڑ بستی ہائے طلوں ست چانداری
نشت ساقی و انگیز جٹائے سے تلاش
نفت : چڑ بستی ہائے طلوں : سوز کا پانی دم بھری با جمل جا کرد قص کرے۔ انگیز : جوش۔۔۔ سے تلاش : اس کی خاص شرب۔۔۔
ترجمہ : ساقی کا یہ ٹھکے سے بھٹکا سوز اس کی سے لب کی سروای کا جوش سوز شرب کے لئے کا جوش بالکل اس طرح ہے جیسے سوز اپنی
دم کو جمل جا کر مستی میں شمع نہا ہو۔

خوابی چوں پدید آمد بطاعت و اورتن زاهد خفید نالے دیوارِ سرا گردید محرابش
 طاعت : پدید آمد، ظاہر ہوئی۔ اورتن : جبکہ کیا اختیار کر۔ خفید : چھپا، چھپی ہوئی ہو۔
 ترجمہ : جب زاهد کو اپنی زندگی میں چھپی کامنائے کا پورا فائدہ مہلت میں جبکہ چھپتی اس نے طاعت و بندگی اختیار کر لی، تو اس کے گھر کی
 چھپی ہوئی دیواروں اس کے لئے محراب بن گئیں۔ چھپی ہوئی دیواروں آنے والی چھپی دیواری کا پورا فائدہ ملتا ہے۔

بساطے نیست بزم عشرت قربانی مارا مگر پانچہ از تار دم ساطور قصا بش
ملک : بساطے کوئی فرش۔ مگر ہاں سوائے اس کے۔ دم ساطور: چھری کی دھار۔ پانچہ: تیش۔
ترجمہ : ہماری قربانی کی بزم عشرت کے لئے کوئی فرش نہیں ہے۔ یہی ہو سکتا ہے کہ قصاب چھری کی دھار کے ناموں سے وہ فرش ہی
تیش۔ قربانی کے حوالے سے چھری اور قصاب کی بات کی ہے۔ یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ہماری قربانی کا کوئی اجر نہیں، جس سے ہماری
عشرت کا بھی سناں ہو سکتا۔

زمار شمع نیز آہنگ فوق تازی بلبلہ بشرط آئینہ سازی از پر پروانہ مضروبش
 لغت: آہنگ: سرنے راک۔۔ مضروب: اس کی مضروب وہ چھوڑا اگلے میں جس کو سدا بجاتے ہیں۔۔ ی بلبلہ: بلبلتے ہیں یا بلبل
 کہتے ہیں۔۔

ترجمہ: جمع کے تار سے بھی ناز و ادا کے لہجہ کی لے لہر نکلتی ہے، لیکن اس شوبہ پر کہ تو پر دوانے کے پر دوانے سے اس کی مغز اب جلتے۔
مزار پر کہ مغز اب، مزار پر لگاتے ہی مزار سے سر ہاتھ پھٹے پھوٹے نکلتے ہیں، اگر پر دوانے میں بھی یہ خاصیت آتا ہے تو جمع بھی اسی طرح پھلے
پھولے۔

منازل اے شمع و دھوا گھنّے تب را نگر کہ خوابش غفل و خاستہ گرم است سنجاش
 لغت : منازل : صفت گرمی است اکلا۔۔ شمع : ہمارا اصرار۔۔ دھوا : سردی کا مینہ۔۔ گھنّے : اکیٹھی۔۔ تب : دھوا گھنّے تب : سردی کا مینہ جو
 انگلیٹھوں کو جلاتا ہے یعنی جب مکان کو گرم کر دیا جائے۔۔

ترجمہ: اے امیر آوی قومست فکر کرو اور ادا کنجی تب دیکھو کہ کون کچھ کر سکتا ہے اور گرم خاکستر اس کی شہنشاہی ہے۔ گویا امیر و قبیلی اور گرم بستوں میں سردیوں کے دن گزارتے ہیں، جبکہ غریبوں کے لئے اچھٹیلی کی گرم راکھ بستر اور شہنشاہی (ترکستان کے ایک جانور کی کھال جس سے بچ سیکھتے ہیں) مال ہے۔

آزیز رشت شراب آلودهات تنگ آیدم غالب خدارا یا بشو یا بچکن اعوج راه سیلا بش

لغت : رشتہ: مکر اور لباس۔۔۔ لگ: آپ: مجھے شرم آئی ہے۔۔۔ ہشو: دھواں۔۔۔ ممکن: ڈال دے، گرا دے۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب تجربے اس شراب آلود لباس سے مجھے شرم آ رہی ہے۔ تو کیا تو اسے دھواں ڈال پھر اسے سباب کے رشتہ میں ڈال دے تاکہ وہ اسے پہنا کر لے جائے۔

غزل #9

خوشا روز و شب نکلتے و بیش متیمانیش گورنر مہو مکانیں بیلور باد تیش

ترجمہ : یہ ساری غزل گورنر نکلتے مکان کی صحن میں ہے جس میں غالب نے خاصے مہمانے سے کام لیا ہے۔ اسے مدحیہ قصیدہ ہی کہا جاسکتا ہے اگرچہ غالب نے مطلع میں یہ کہہ کر میں نے اسے سک غزل میں بکھری ہے یہاں اس غزل کی تخریج سے انتخاب کیا گیا ہے۔

روایف۔ ص

غزل #1

چو نکس پل بہ سئل، بذوق بلا برقص جارا نگاہ وار و ہم از خود جدا برقص

لغت : چ: ہمارے۔۔۔ سئل: بہانہ۔۔۔ برقص: رقص۔۔۔ نگاہدار: حفاظت کرنا، خبردار۔۔۔ از خود جدا: یعنی بے خودی کے عالم میں۔۔۔
ترجمہ : جس طرح پانی کے بہاؤ میں پل کا ٹکس ہوتا ہے تو بھی بلا یعنی مصائب و آگام کے لوق سے رقص کر اپنے مقام سے باخبر بھی رہا، پھر بے خودی کی حالت میں رقص کر آچا۔۔۔ آری مسیحتوں میں اپنے آپ کو برقرار رکھے تو ان کا زیادہ اثر نہیں ہوتا۔ اور غالب ہی۔۔۔
بقول:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مت جانا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گلیں

ایک اور جگہ یوں اظہار کیا ہے:

شادی سے گذر کہ غم نہ ہووے اردی بخو نہ ہو تو دے نہیں ہے

لغت : اردی: اہل شہر کی سال کا در سرامید یعنی ہمارے۔۔۔ دے: دوسوں میں دہرائی سال کا یعنی خوں۔۔۔ بقول قالی بدای:۔

غم بھی گدھنٹی ہے، خوشی بھی گدھنٹی کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

نہو و وقاے عمد دے خوش غنیمت است از شہداں بتاؤں عمد وفا برقص

لغت : وفائے عمد: کیا ہوا عمدہ و پاکیزہ۔۔۔ دے خوش: خوشی کا ایک لہر۔۔۔ بتاؤں: ناز کرنا۔۔۔

ترجمہ : آج دنیا میں کیئے ہوئے عمدے کو یاد رکھنے کی بات نہیں رہی اس لئے ہو پل باد کہ خوشی میں گذرے اسے غنیمت سمجھا جائیگا۔ تو صیحوں کی طرف سے عمدہ و پاکیزہ ناز کرتے ہوئے رقص کر، غنیمت وہ وفا کریں یا نہ کریں۔ انہوں نے عمدہ تو کیا ہے اور عاشق کے لئے یہ کچھ

قیمت اور خوشی کا باعث ہے۔ بخت سدا

یا دغا خود نہ بود در عالم یا مگر کس دریں زمانہ نگر
 ذوقے است چنتو چہ زنی دم ز قطع راہ رفتار گم کن و ہمدایہ در برقص
 لغت : چنتو : تلاش۔ چہ زنی دم : عزا کی بات کرتا ہے۔ قطع راہ : راستے کو اٹکاتا یعنی آگے نہ چلتا۔ گم کن : گم ہونے کا
 دے۔ در : دریا۔ قافے کی کھٹی جس کا پانی قافے کے کوئی کی علامت ہے۔

ترجمہ : چنتو خود ایک ذوقی لغت ہے تو قطع راہ کی بات کرتا ہے یعنی کہیں یہ سوچتا ہے کہ تو آگے نہ بڑھے۔ اپنی رفتار کو معمول چاہو اور
 کی آواز پر رقص کر۔ یعنی جد و جہد میں ہرگز آگے نہ بڑھنا چاہئے اس میں عقل کا تصور گویا معدوم کی علامت ہے۔ علامہ اقبال کے کلام کا
 خاصا جذبہ اسی موضوع پر ہے۔ صرف چند اشعار ملاحظہ ہوں :

تو رہ نور و شوق ہے منزل نہ کر قبول
 موت ہے بیش جلوداں ذوق طلب اگر نہ ہو
 راز حیات پوچھ لے رخصتِ فحشتِ گم سے
 پختہ تر ہے گردشِ حکیم سے جامِ زندگی
 سر ہیز بود و بہ ہمنا جمیدہ ایم
 اے شطہ در گداز خس و غار ما برقص

لغت : جمیدہ ایم : ہم اڑا کر چلے ہیں سونے سے چلے ہیں۔ گداز : بکھلا ہوا۔

ترجمہ : ہم تو تازہ رہے اور کبھی نادانوں میں بڑے بڑے سے ٹپکتے ہیں۔ آج ہماری حالت خس و غاشاک کی سی ہے۔ اے فیض تو ہمارے
 اس خس و غاشاک کے گداز پر رقص کر۔ گویا تجھ کو زندگی بھر تو تازہ اور کھلتے طبع رہے ہوں ان کے خس و غاشاک میں بھی زندگی کا
 گداز ہوتا ہے۔

ہم برنوائے چند طریق سلع گیر ہم در ہوائے جنبش بل ہما برقص

لغت : چند : کچھ۔ ہوا

طریق سلع : مروجہ کاریت مروجہ مس پر وہ کرتے ہیں۔

ترجمہ : تو اچھے عیسوی آواز پر نہ لے کی آواز پر سلع کی کیفیت بھی خود پر طاری کر اور تاجیجے مہار کے ہندے کے پردوں کی حرکت کی انشا
 میں بھی رقص کر۔ چنانچہ عزا یہ کہ دنیا کی کوئی شے بیکار نہیں رہتی ہے اس کے مطابق کام لے۔

در عشق انبساط پیاپاں نمی رسد چوں گرد پلو خاک شو و در ہوا برقص

لغت : انبساط : خوشی، مسرت۔ گرد پلو : گولا۔

ترجمہ : عشق میں خوشی و مسرت کبھی ختم نہیں ہوتی اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تو گولے کی طرح خاک ہو جاو اور انھیں رقص کر۔ گویا
 عطا ہے اپنی ہستی کو اگر کچھ مروجہ چاہے۔ "عشق میں تم بھی عاشق کے لئے مسرت و شادمانی کا باعث بننا ہے۔

فرسودہ دھمالے عزتوں فرد گذار در سود نوحہ خوان و بہ بزم عزا برقص

لغت : فرسودہ : کھسی پٹی پرانی۔ فرد گذار : پھوڑے۔ سود : خوشی کی محفل۔ بزم : اجتماع۔

ترجمہ: تو عمر بنوں یعنی اپنے بزرگوں کی فرسودہ رکبیں چھوڑ دے، بدل کہیں خوشی کی محفل ہو وہاں تو فائدہ خوافی کرو اور جہاں ہوسم عزت ہو وہاں رقص کر۔ گویا بزرگوں نے جو کچھ کیا تو اس کے اہل بچل۔

چوں خشم صائل و دلاے منافق در نفس خود مہاش ولے بر ملا برقص
لغت: خشم صائل: صانع نیک پاک بزرگ جن کا ظاہر اور باطن دونوں پاک ہیں، حضرات کافر۔۔ دلا: دوستی، رفاقت، محبت۔۔ منافق: منافق کی جمع وہ لوگ جن کا ظاہر نیکو اور باطن کچھ ہے۔

ترجمہ: تو صانع حضرات کے خشم اور منافق لوگوں کی دوستی و محبت کی طرح اپنی فداقت میں نہ رہ، یعنی اپنی خودی سے باہر آجین بر ملا رقص کر۔ پاک لوگ اگر شے کا اعتماد کرتے ہیں تو وہ بجا ہوتا ہے کیونکہ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ اس کے برعکس منافقین کے اعتماد محبت میں شک ہوتا ہے اس لئے کہ ان کے ظاہر اور باطن میں فرق ہے۔ شہرہ نامیہ کہتا ہے کہ ان دونوں فصلوں سے ہٹ کر تو آزاد روی اختیار کر۔ مولیٰ مجسم مرحوم نے خشم کی بجائے خشم لکھا ہے جس کا لڑکی بچہ کوئی عمل نہیں ہے۔

از سو حقن الم، ز کلفتن طرب، بجوی بے ہودہ در کنار سموم و صبا برقص
لغت: سو حقن: جلان۔ الم: فہم۔۔ کلفتن: کھلا تر تو تیز ہوتا۔۔ سموم: جھلماوینے والی ہوا۔۔

ترجمہ: تو زندگی کے دکھوں میں جھلنے سے شکست نہ ہو اور اور زندگی کی تر تازیانی یعنی سکھوں میں پیش و سرست تلاش نہ کرو اور سموم و صبا صبح کی تازہ ہوا میں رنجی رقص کرنا۔۔ یعنی تجھے زندگی میں دکھ پہنچیں یا کچھ پہنچیں دونوں صورتوں میں خود کو حرکت و گردش میں رکھو کہ یہی زندگی کی صحیح علامت ہے۔

حالت بدیں نکلا کہ وابستہ ای کہ ای بر خوشن بیل و بہ بند بلا برقص

لغت: وابستہ ای: تو بند جاہلو یعنی اس سے تعلق یا واسطہ رکھا ہوا ہے۔ کہ ای: تو کن ہے، کیا ہے۔۔ بیل: فکر، خواہش ہو۔۔
ترجمہ: حالت تو نے ٹھیک کو یہ کیا پیش و نکلا سے وابستہ کر رکھا ہے تو کیا انسان ہے تو اپنی ذات پر فکر کر۔ یعنی خوشیاں مناد اپنے دکھوں کی حالت میں رقص کر۔ یہی مکر ہو سکتی ہے مثال قالی بانہی۔

غم بھی گدھنی ہے خوشی بھی گدھنی کمر غم کو اختیار کہ گدھے تو غم نہ ہو

روایف۔ ض

غزل # 1

دل در غمش بسوز کہ جاں می دہد عوض در جاں دی غمے بہ از آن می دہد عوض

لغت: بسوز: جلان۔ عوض: بدلے میں۔۔ در: اور اگر۔۔ بہ از آن: اس سے اچھا۔۔

ترجمہ: تو دل کو اس کے غم میں جلا کہ اس کے بدلے میں تجھے جان عطا ہو گی اور اگر تو جان دے دے تو اس کے بدلے میں تجھے اس سے بہتر غم عطا ہو گا۔ اس سے بہتر تو کو یہ ہے جبکہ غم ہو سکتا ہے جس کا پہلے صدمے میں ذکر ہے۔ حالت نے غم پر بہت کچھ لکھا ہے جس کے حوالے پہلے بھی آچکے ہیں۔ وہ غم کو اپنی اہمیت دیتا ہے۔ یعنی اس سے انسان کی غلط صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں جن کی بنا پر وہ کلام سے

انجام دیتا ہوتا ہے۔ یہ شعر محبوب حقیقی کی محبت میں دل جلاسنے سے خلق ہے۔

فارغ مشور دوست بہ سے در ریاض خلہ از ما گرفت آنچه ہل می دہد عوض

لغت : دوست: یعنی محبوب حقیقی خدا تعالیٰ۔ ریاض خلہ: باغ بہشت۔۔ فارغ مشور: یعنی مطمئن نہ ہو جا۔

ترجمہ : تو اس محبوب حقیقی سے صرف اس بات پر مطمئن نہ ہو جا کہ تجھے اس کی طرف سے باغ بہشت میں شرب یعنی شراب طور عطا ہوگی۔ اس نے تو جو کچھ ہم سے لیا تھا وہی لوٹوا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں تو شراب حرام اور سمیع قہر دے کر گواہی دے دیتی ہے لیکن اور پھر بہشت میں ہمیں وہی شراب دے دی تو اس میں خوشی یاطمینان کی کوئی بات نہیں۔

داغم ازل خریف کہ چوں خائیں بسوشت چشمے بسوے در نگران می دہد عوض

لغت : خائیں بسوشت: گمراہ بل کیلایا جا رہا گیا۔۔ در نگران: دیکھنے والی۔۔

ترجمہ : میں اس در مقابل سے جتا ہوں کہ جب میرا گمراہ بل گیا تو اس کے بدلے میں اب دیکھنے والی آنکھ یعنی اس گمراہ کو حسرت سے دیکھنے والی آنکھ عطا کر رہا ہے۔ گویا ایک تو خائیں برہادی ہوئی دوسرے حسرت سے اس برہادی کو دیکھ رہے ہیں۔

سرمایہ خرد بختوں وہ کہ اس کیم سود را ہزار زیاں می دہد عوض

لغت : بختوں وہ: بختوں کو دے دیے بختوں کی خذر کر دے۔۔ سود: فتنہ، منافع۔۔ زیاں: نقصان، گمناہ۔۔ کیم: کہم: عطا کرنے والا، وہی خزانہ خرد۔۔

ترجمہ : تو اپنی عقل و خرد کا سرمایہ بختوں کی خذر کر دے کیونکہ یہ کیم حاصل و خرد ایک منافع کے بدلے میں ہزاروں نقصان عطا کرتا ہے۔ خزانہ کہ بختوں و عقل تو انسان کو بھڑکی کی طرف لے جاتا ہے، جبکہ عقل و خرد اسے آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔ اسی لئے کہاکہ عقل کو بختوں کی خذر کر دے۔

نبود خن سرائی ما رایگان کہ دوست دل می ہر ز ما و ذہل می دہد عوض

ترجمہ : ہماری شامی کوئی بیکہ ہی یا غیر منیدے نہیں ہے۔ یہ تو دوست کی صحبت ہے کہ اس نے ہم سے دل لے کر اس کے بدلے میں ہمیں زبان دے دی۔ یعنی محبوب نے ہمارا دل تو بھیجا لیکن اس کے نتیجے میں ہم شامی کی طرف متوجہ ہوئے اور یوں اس فن میں کمال حاصل کیا۔ ذہل سے خزانہ لےنے کی طاقت یعنی شامی ہے۔

از ہرچہ نقش دہم و گمان است در گذر کو خود بروں ز وہم و گمان می دہد عوض

لغت : در گذر: گذر جا چھوڑ دے۔۔ کو: کہ اور کہ وہ۔۔

ترجمہ : وہم و گمان کے ہر ایسی نقوش ہیں، صورتیں ہیں ان سے واقف ہو جا اس لئے کہ وہ یعنی محبوب حقیقی ہمیں ہمارے وہم و گمان سے کہیں بڑھ کر عطا کرتا ہے۔ یعنی آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ ایک حقیقی کمال کمال سے اور کس قدر عطا کر دیتا ہے۔

آں را کہ نسبت نظر از ما و مشتری چشم سہیل و زہرہ فضاں می دہد عوض

لغت : مشتری: مہارک ستارہ۔۔ سہیل: ایک ستارہ۔۔ زہرہ: قمریہ آسمان کا ایک ستارہ۔۔

ترجمہ : وہ جس پر ما مشتری کی نظریں ہیں، چاندنی آسمان کی انہیں وہ ایسی آنکھیں عطا کرتا ہے جن سے سہیل اور زہرہ جیسے ستارے چمکتے ہیں۔ یعنی انسان کا مقدر تو اس ذات کے ہاتھ میں ہے، ستاروں میں کیا پڑا ہے۔ لوگ ستاروں سے اپنے مقدر کا اندازہ کرتے ہیں۔

نازم بدست سحر شامے کہ عاقبت شوقش کف پیالہ ستارہ می وہ عوض
 لغت : سحر شامے : ایک یا کوئی شمع کے دانے گئے دلا شمع پر در در کرنے والا۔ کف پیالہ ستارہ : پیالہ جام شراب پکڑنے والا ہاتھ۔
 ترجمہ : شمع کے دانے گئے دانے ہاتھ کے صدقے جانیں کہ شمع یا شوق اس شمع کے دانے گئے دانے ہاتھ کے بدلے میں اسے پیالہ
 پکڑنے والا ہاتھ جھا کر آئے۔ یعنی اصل جو اس وقت کے نام کا درود کرتے ہیں انہیں آخرت میں شراب طہور کے جام نصیب ہوں گے۔
 آہ از غمش کہ چوں ز دل آرام می برد تا ساز می ز ہم نفس می وہ عوض
 ترجمہ : اس کا غم حلق بھی کیا جاتا ہے کہ جب اس غم کی بنا پر دل کا چین اڑ جائے تو اس کے بدلے میں وہ ہم نفس یعنی ساتھیوں یا قریبی
 دوستوں کی ہوا الفت عطا کر آئے۔ یعنی اس غم کے باعث ہم نفس ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔
 پاداش ہر وفا بھائے دگر کند عاقبت ہمیں کہ دوست چہلی می وہ عوض
 لغت : پاداش : بدلہ عوض۔۔ چلی : کس طرح کیا۔
 ترجمہ : عاقبت ہمارا دوست ہماری بردہ کے بدلے میں ایک ہی جھا کر آئے۔ تو درود کہ کہ وہ دوست کس قسم کا بدلہ ادا کر آئے۔ یعنی اس کا
 وفا کا بدلہ ادا کرنے کا اور اذیت کو اسی ہے کہ وہ مزید جو درد جسم کا باعث بنائے۔

درفیہ ط

غزل #1

گوئی کہ ہاں وفا کہ وفا بودہ است شرط آرمے ہمیں ز جانب ما بودہ است شرط
 لغت : ہاں : یعنی دیکھو، سمجھ لو۔۔ آرمے : ہاں۔۔
 ترجمہ : اے محبوب تو نے ہمیں کہا ہے کہ دیکھو وفا کا نام رہو۔ اس لئے کہ محبت میں وفا شرط یعنی لازمی ہے۔ واقعی تو نے درست کہا ہے
 اسی لئے ہماری طرف سے بھی وفا کی شرط ہے۔ یعنی اگر ہم تم سے وفا کرتے ہیں تو تم بھی ہم سے وفا کرو۔ یک طرفہ دلا تو کوئی بات نہ ہوئی۔
 ہے ہے نہ یادداشت غبت نہ شرط بود حلقی ز یاد رفت چما بودہ است شرط
 لغت : ہے ہے : ہوس۔۔ غبت : پہلی شرط۔۔ چما : کیا کیا کون کون سی۔
 ترجمہ : ہوس کہ یہ بھی یاد نہ رکھا کہ محبت میں پہلی شرط کیا تھی تو نے یہ کیا کہ میں بھول گیا ہوں کہ اس ضمن میں محبت میں کیا کیا کون
 سی شرط تھی۔
 کس بر نیست این کہ می گذرد در خیال ما حلقی بہ عشق آہ رسا بودہ است شرط
 لغت : ہاں : نیست۔۔ می گذرد : گذرتی ہے۔۔ آہ رسا : شہل ہو جانے والی آہ، جس کا اثر ہو۔۔
 ترجمہ : ابھی کافی نہیں ہے کہ وہ ہمارے خیال میں گذر رہا ہے یا ہمارے خیال تک ہی محدود ہے کوا حلق میں آہ رسا کہ وہ ضروری ہے۔
 لب پر بہت نما دن و جاں دامن آردو ست در عرض شوق حسن ادا بودہ است شرط

لغت : نسبت : حیرے ہونے۔۔۔ نملان : دکھنا۔۔۔ عرض شرق : شرق کا اظہار۔۔۔

ترجمہ : اسے محبوب میری یہ آرزو ہے کہ میں تیرے ہوشوں پر ہونٹ رکھ کر جان دے دوں اس لئے کہ اظہار خلق میں خوش ہوا ضروری ہے، گویا یہ جان دینے کا انداز ایک فرہوریت انداز ہے اور خلق میں ایسی انداز لازمی ہے۔

میرم ز رشک گرہم بخت بہن رسد کایزش شمال و صبا بود است شرط

لغت : میرم : میں مرآہوں۔۔۔ بخت : تیری خوشبو۔۔۔ کایزش : کہ آمیزش، کہ مخلوط۔۔۔ شمال : مغرب و شمال کے وقت شمل کی جانب سے چلنے والی ہو۔۔۔

ترجمہ : اگر تیری تمام خوشبو مجھ تک پہنچے تو میں رشک سے جان دے دوں گا اس لئے کہ اس میں کچھ تو شمال کی اور کچھ صبا کی آمیزش کا ہونا شرط ہے۔ یعنی تیرے گل خوش کی خوشبو بھی ایک طرف سے مجھ تک پہنچے اور بھی دوسری طرف سے۔

گو درمیاں نیامدہ باشد و لے بہ دہر اندازہ اسے ز بہر جفا بود است شرط

لغت : درمیاں نیامدہ باشد : یعنی ایسا نہ ہوا ہو گا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ کبھی ایسا نہ ہوا ہو گا لیکن زمانے میں جفا کے لئے ایک معرودہ انداز یا حد کی شرط رہی ہے۔ یعنی ظلم و حتم کی حد اگرچہ مقرر ہے، تاہم اس پر بھی عمل نہیں ہوا۔ محبوب نے اس حد سے بڑھ کر ہی حتم ڈھالے۔

گرم است دم بیدار، سر تنگے فرد پیار پائی پے بساط دعا بود است شرط

لغت : سر تنگے : کوئی یا چند آنسو۔۔۔ فرد پیار : بیا۔۔۔ بساط : فرش، مژواں گناہ۔۔۔

ترجمہ : یاد و فریاد سے سانس میں گرمی آگئی ہے تو چند آنسو بیلے، اس لئے کہ دعا مانگنے کے واسطے پاکیزگی لازمی ہے۔ یعنی وضو کرنا ضروری ہے آنسو بیلنا گویا وضو ہو گا۔

ہوم تنگ بزم دلم مشت مشت ریز آخر نہ پر شے بہزا بود است شرط

لغت : مشت مشت ریز : مٹھی بھر بھر کے ڈال، چھڑک۔۔۔ پر شے : مال پر چڑنا۔۔۔ بہزا : کے مطابق کی نسبت سے۔۔۔

ترجمہ : اسے میرے ہوم تو میرے دل کے زخموں پر مٹھی بھر بھر کے تنگ چھڑک آخر حال پر ہی حالت کی قربانی کی نسبت ہی سے ہونی چاہئے۔ خواہ کہ ہوم تو علاج خلق کرنے سے رہا گویا یہ اس کے بس کی بات نہیں اس کی چادر مری تو زخموں پر تنگ چھڑکنے والی بات ہو گی۔ مٹھی بھر بھر کے تنگ چھڑک میں ملو ہے۔

مانگد دم ز کعبہ چہ بنم کہ خود ز دیر رفتن بہ کعبہ رو بہ قفا بود است شرط

لغت : مانگد دم : میں نہ گذروں نہ چھوڑوں۔۔۔ رفتن : جانا۔۔۔ قفا : پیچھے۔۔۔

ترجمہ : میں جب تک کعبہ کو نہ چھوڑوں تو میں اسے کیا دیکھوں کس طرح دیکھ سکوں گا اس لئے کہ وہ میری کافروں کی ملامت گاہ سے کعبہ کی طرف جاتے ہوئے میرے لئے رخ پیچھے کی طرف رکھتا لازمی ہے۔ رخ پیچھے کی طرف یعنی دیر کی طرف ہو۔ گویا وہ کو دیکھنے کے لئے کعبہ سے رخصت ہو کر ضروری ہے یا دیر سے کعبہ کی طرف قدم نہیں اٹھتے۔

عالم بے بولے کہ توئی خون دل بنوش از سر بادہ برگ و نوا بود است شرط

لغت : بے بولے کہ توئی : تو جس حالت میں یا عالم میں ہے۔۔۔ بنوش : پی۔۔۔ برگ و نوا : سادہ سادہ یعنی وہ کھانے کی چیزیں جو شراب کے ساتھ کھاتے ہیں، کڑک و میوہ۔۔۔

ترجمہ : اسے نالہ تو جس حالت میں ہے اس کے لئے تو اپنا خون دل لپی اس لئے کہ شراب نوشی کے واسطے کچھ ساز و سامان ضروری ہے۔
 گویا حالت ایک طرح کی شراب نوشی ہے اور خون دل اس کا ساز و سامان ہے۔

غزل #2

تکلیف پر عہد زبانی تو غلط بود غلط کایں خود از طرز بیان تو غلط بود غلط
 لغت : تکلیف : بھروسہ، اعتبار۔ کایں : کہ اس کا حلقہ کہ یہ۔
 ترجمہ : امارا حیرے تو اپنی دھڑے پر اعتبار کرنا سراسر غلط تھا اس لئے کہ حیرے انداز بیان سے یہ صاف پتہ چل رہا تھا کہ یہ وعدہ غلط یعنی
 بھروسہ وعدہ ہے۔ غلط غلط کی عکراور دراصل اپنی بات پر زور دینے کے لئے کی ہے۔
 آنکہ گفت از من دل خستہ بہ پیش تو رقیب کہ غلط بود، بھلن تو غلط بود غلط

ترجمہ : رقیب نے مجھے خستہ دل کئے ہارے میں جو کچھ تھے سے کہ تیری جان کی قسم وہ سراسر غلط اور بھوت تھا۔ یعنی میری خستہ حالی کے
 بارے میں اس کا یہ کہنا بھوت ہے تو دراصل اس کا یہ کہنا بھوت ہے۔

فقیہ زانیک نظر کردم ادایے دارد ویں کہ ماند بہ دہان تو غلط بود غلط
 لغت : نیک نظر کردم : میں نے غور سے دیکھا۔ ویں کہ : اور یہ کہ۔ ماند : رہا، رہا ہے۔
 ترجمہ : میں نے فقیہ کو بڑے غور سے دیکھا ہے، بے شک اس میں ایک اور یاد رکھنی تھی لیکن یہ کہنا کہ وہ حیرے دہان کی مانند ہے تو یہ
 سراسر غلط اور بھوت ہے۔ کہیں حیرہ یوں اور کہیں فقیہ۔ دوسرے لفظوں میں چہ نسبت خاک دہا عالم پاک۔
 دل نہادوں بہ پیام تو خطا بود خطا کلام بستان زبانی تو غلط بود غلط
 لغت : دل نہادوں : دل لگانہ۔ کلام بستان : خواہش پوری کرنا۔

ترجمہ : حیرے پیام پر امارا دل لگانا ہماری سراسر خطا تھی یعنی اسے صحیح اور کچھ سمجھا ہماری سمت بھی غلطی تھی اور حیرے یوں سے اپنی
 خواہش پوری کرنے کے بارے میں ہماری سوچ یا امید بالکل غلط تھی۔ یعنی یہ خواہش پوری ہونے کا امکان ہی نہیں۔

اسی مسلم کہ لب بچ گموائے داری خاطر پتھرمان تو غلط بود غلط
 لغت : مسلم : حلیم شدہ، ملتی ہوئی بات۔ لب بچ گموائے : کچھ نہ کہنے والا ہونٹ، خاموش ہونٹ۔ خاطر پتھرمان : کچھ نہ جاننے والا یعنی
 بے خبر۔

ترجمہ : ہم یہ ان لیتے ہیں کہ حیرے ہونٹ خاموش ہی رہے ہیں لیکن یہ کہ حیرہ دل بے خبر یا بے احساس ہے تو یہ سراسر بھوت اور غلط
 ہے۔ یعنی تو ہمارے عشق اور وفا کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے لیکن یہ الگ بات کہ تو بے اعتدالی سے کلام لیتا ہے۔

ہر جھانے تو پاداش وفا سے است ہنوز دعویٰ ماہہ گمان تو غلط بود غلط
 لغت : پاداش : کے بدلے میں۔۔۔ ہ گمان تو : حیرے ہارے میں۔۔۔

ترجمہ : ہم یہ کچھ بیٹھے تھے کہ قسمت ہی بخائیں کرنا ہے، لیکن حجرے بارے میں اندازہ دعویٰ اور خیال بالکل غلط ثابت ہو اس لئے کہ اب تک حمی ہر چاندی روغای کے ولے میں ہے۔ یعنی تو جو بھی جگا کرنا ہے وہ ہماری دکان کا گریلا ہو نا ہے۔

آخر اسے پوچھوں جلوہ، کھائی کھین جا ہرچہ داوند نشان تو غلط بود غلط
 لغت : پوچھوں جلوہ : انکی ذات جو غلط رنگوں یعنی صورتوں میں جلوہ فرما ہو یعنی خدا سے بزرگ و برتر۔ کھائی : تو کس ہے۔۔
 ترجمہ : آخر اسے پوچھوں جلوہ تو کس ہے، کیونکہ میں تو حجرے بارے میں جو کچھ بتاؤں سراسر غلط تھا اور غلط ہے۔ یعنی کائنات کے ذریعے
 ذریعے میں روایات جلوہ فرماتے لیکن ویسے نظر نہیں آتی۔ شاعر اسے اصل صورت میں دیکھنے کا خواہاں ہے۔ بقول شاعر۔

تھک تھک کے رہ گئی ہے مری چٹھم چٹو کس گوشہ جہلی میں نعل ہو خبر تو دو
 شوق ی تانت سر رشتہ وہے ورنہ ہستی ما و میان تو غلط بود غلط
 لغت : ی تانت : بنا تھا۔ سر رشتہ وہے : وہم کا دھماکا۔ ہستی ہستے : کوئی ہستی۔۔

ترجمہ : یہ ہر دارا شوق یہ ہے کسی وہم و خیال کا دھماکا بنا تھا یعنی وہم و خیال کا شکار تھا اور وہ دارے اور حجرے دو میان کسی دوسری ہستی کا
 ہوا سراسر غلط ہے۔ چٹا پوچھوئے کہ عاشق ان دوسروں میں چڑا ہوا تھا کہ رقیب اس کے محبوب کے وصل سے غلط اندوز ہو رہا ہے، جبکہ
 وہاں کسی رقیب کا وجود نہ تھا۔ دوسرے لفظوں میں محبوب کی تمام تر توجہ اپنے عاشق ہی کی طرف ہے۔

آں تو پاشی کہ نظیر تو عدم بود عدم سایہ وز سرو زوان تو غلط بود غلط
 لغت : نظیر : مثل، مانند ہوئے۔ عدم : معنی نہ ہوئے۔ سرو زوان : پتلا ہوا سرو یعنی محبوب کا۔۔
 ترجمہ : تو وہ ہے جس کی مانند اور کیلی ہے ی نہیں، یعنی تو بے مثل ہے، حجرے سرو زوان کا سایہ لگا تھا۔ میں سائے سے محروم تھی ہونا
 ہے، یعنی وہ محبوب اس کے مثل ہے کہ اس کا سایہ بھی نہیں جو اس کا تانی قرار پاسکتا تھا۔

ی پسندی کہ بدیں و مزہ میرد عالت کھنچے ہر عہد زبان تو غلط بود غلط
 لغت : مزہ : راگ، نغمہ۔۔ میرد : مر جائے۔ ی پسندی : تو پسند کرنا ہے، سوائے انداز ہے، یعنی کیا تجھے یہ پسند آگوارا ہے۔۔
 ترجمہ : کیا تجھے یہ بہت پسند ہے کہ عالت ہی خود لاپچہ ہوئے مر جائے، انداز حجرے زبانی وعدے ہے اعتبار کا سراسر غلط تھا۔ یعنی کیا تو چاہتا
 ہے کہ عالت ہی کہنے ہوئے مر جائے کہ تو نے جو وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا۔

روایف۔ ظ

غزل # 1

مرا کہ بارہ اندام، زرد زگار چہ ظ ترا کہ ہست و نیشانی از بہار چہ ظ

لغت : چہ ظ : کیا ظاہر لگتا۔۔ زرد زگار : زرد، محروم و بیماری زدگی۔ نیشانی : تو نہیں چیتا۔۔

ترجمہ : میرے پاس شراب نہیں ہے، اس لئے مجھے اس زدگی سے کیا لطف حاصل ہو گا۔ جبکہ تجھے پاس شراب ہے اور تو نہیں چیتا تو مجھے
 بارے کیا لطف حاصل ہو گا۔ گویا زدگی کی ساری لذت شراب نوشی میں ہے اور موسم بہار میں تو اس لطف و لذت کا کچھ زیادہ ہی سہاں

خوش است کو شہ پاک است بلبلے کد دوست ازاں رخت مقدس دریں خمار چہ حظ

لغت : خوش است : اچھا ہے، طرب ہے۔۔۔ دوست : درو است : اس میں ہے۔۔۔ رخت : صاف شراب۔۔۔

ترجمہ : خوش کو شہ شہر، بہت اچھی جگہ ہے، پھر وہی جو شراب ہے وہ پاک ہے، لیکن ہمیں اس خمار کی حالت میں اس مقدس اور پاکیزہ شراب یعنی شراب طور کا کیا فائدہ؟ اس سے ہمیں کیا لذت حاصل ہو گی۔

چمن پر از گل و لعلین و دل ربایے نے بدشت فتنہ ازیں گرد بے سوار چہ حظ

لغت : دل ربایے نے : کوئی دلبر یا معشوق میں ہے۔۔۔ بدشت فتنہ : فتنے کا بلبل، یعنی فتنہ دار ہستی۔۔۔

ترجمہ : چمن گل و لعلین سے تو بھر پڑا ہے لیکن اس میں کوئی دل ربائیں ہے، پھر بھلا فتنہ دار ہستی کے بلبلان میں سوار کے بغیر اس گرد کا کیا لطف؟ یعنی یہ بے کیف ہے۔ دل ربائے کو سوار سے اور چمن دار کو ایسے بلبلان سے تشبیہ دینی جو جمل راستے کی گرد تو ہے لیکن کوئی سوار نہیں ہے۔ گویا ان گل و لعلین کی حیثیت خمار کی ہی ہے۔ حالت کے اس شعر میں گرد اور سوار کے اختلاف نہ کر یہ شعر یاد آئیے

خاکساران جہاں را بہ حقارت منکر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

بہ ذوق بے خبر از در آمدن محوم بہ وعدہ ام چہ نیاز و ز انتظار چہ حظ

لغت : محوم : میں محو ہوں، کھوا ہوا ہوں۔۔۔ نیاز : حاجت، ضرورت۔۔۔

ترجمہ : میں تو اس ذوق میں محو ہوں کہ کوئی بے خبری میں یعنی اچانک میرے دروازے سے اندر آجائے گا اس صورت میں مجھے کسی کے آنے کے وعدے کی کیا ضرورت ہے اور انتظار کا کیا لطف۔ یعنی عاشق محبوب کی اچانک آمد کے خیال میں جو ممکن نہیں اس قدر کھوا ہوا ہے کہ اسے محبوب کے کسی وعدے یا انتظار سے کوئی دلچسپی نہیں۔

در آں چہ من نتوانم ز اختیار چہ سود بدانچہ دوست غولہ ز اختیار چہ حظ

ترجمہ : جو کام یا بات میں کر نہیں سکتا اس کے اختیار کا کیا فائدہ اور جس کام یا بات میں دوست کی رضا شامل نہیں ہے اس پر اختیار کا کیا لطف ہے۔ دوست سے مزاد محبوب حقیقی ہے۔ اس شعر میں مسئلہ جبر و اختیار کی بات ہوئی ہے۔ یعنی انسان مجبور محض ہے سب اختیار اس ذات حقیقی کے پاس ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے کسی سے کام لیتا ہے۔

چشمیں کہ نکل بلند است و سبک بپیدا زبیر آ نہ قدر خود ز شاخسار چہ حظ

لغت : چشمیں کہ : چہنگ اس صورت میں کہ۔۔۔ بپیدا : بھر نہیں ہے، طرب۔۔۔ قدر : گرے۔۔۔ بیل : بیل۔۔۔

ترجمہ : اس صورت میں کہ درخت تو اونچا لیکن پھر طرب ہے اگر شاخ سے بیل خود بخود گرے تو اس شاخ کا کیا فائدہ۔ یعنی یا تو پھر میرا خود مار کر درخت سے چل آنا دیا جائے یا پھر بیل خود بخود گرے تب تو مجھ سے اور سب بیکار۔

نہ ہر کہ خونی و رہزن چاہی حسین راست بدیں حسیف طبعی ز اوج دار چہ حظ

لغت : حسیف : پیارے کا وہ جھڑ جو زمین کے قریب تری ہو انار معرکہ ہستی۔۔۔ طبعی : قدرتی۔۔۔

ترجمہ : ہر قاتل اور لہجرا منصور کے مرتبے کو نہیں پہنچتا۔ اس قدر توئی یا انگری ہستی میں بھلا وہاں چھانی کا تختہ کی بلندی سے کیا لطف حاصل ہو سکتا ہے۔ قاتل اور رہزن کو چھانی کے تختے پر ٹھکانا جاتا ہے۔ منصور میں حلاج کو بھی تختہ دار پر لٹکایا گیا لیکن اس سے منصور کو جو مرجہ ملا وہ

جہاں اور رہیں جسے بہت نصرت و نواہی آئی کہ تحمل نہ کرے۔

بہ بند زحمت فرزند و زن چہ ی شمیم از این نخواستہ غمناے ناگوار چہ ۵
 لغت : چہ ی شمیم : تو کیا مجھے مار رہا ہے۔ نخواستہ : نہ چاہے ہوئے نہ مانگے ہوئے۔

ترجمہ : عاشق حقیقی سے خطاب ہے۔ تو مجھے فرزند و زن کی صحبت کی قید و بند میں ڈال کر کہیں مار رہا ہے، بھلا ان نہ چاہے ہوئے ناگوار
 لموں کیا لطف ہے۔ لہذا وہی پرورش و تربیت و فیروہست یعنی دامن و دہری ہے جسے اس نے ناگوار فلم کا اور وہ جان چڑا چاہتا ہے۔ شاید اسی بنا
 پر وہ بے لگاؤ فوت ہوا۔

تو آئی آنکہ نشتانی بجائے رضوانم مرا کہ محو خیالم ز کاروبار چہ ۵
 لغت : تو آئی : تو رہا ہے۔ نشتانی : تو بھانا ہے۔ آنکہ : ہر۔ رضوان : جنت کا دروازہ۔

ترجمہ : تیری اجات القدس وہ ذات ہے جو مجھے رضوان کی جگہ پر بھائی یعنی بھائی ہے، لیکن میں تو اپنے خیالات میں گم ہوں، مجھے بھلا اس
 کاروبار یعنی اس سرچے سے کیا لطف۔ رضوان : نیک، پاک لوگوں کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بہت بڑا مرتبہ ہے لیکن جو
 انسان ان محلات میں دلچسپی نہ لیتا ہو اور مرتبہ و فیروہ کے خیال سے بھی بے نیاز ہو اسے رضوان کے سے مقام و مرتبہ سے کیا غرض ہو سکتی
 ہے۔ محو خیال ہونے سے مڑو شاہی بھی ہو سکتی ہے۔

بہ عرض خضر نظیری وکیل عالت بس اگر تو نشوی از تار ہلے زار چہ ۵
 لغت : خضر : حکم، درکار، رقم۔ نظیری : مشہور نادی شاعر نظیری نیشاپوری۔ بس : کافی ہے۔

ترجمہ : اے عالت و رنج و غم کے اعلیٰ کے لئے نظیری ہی ہمارا وکیل کافی ہے جس نے یہ کہا ہے کہ اے محبوب اگر تو نشوی نہیں تو ہمار
 نادی یہ ہے کہ جلد و نادی کیا لطف ہے۔ یہ نظیری کے مصرعے پر قصید ہے۔ نظیری کا پورا شعر یہ ہے:

اگر تو نشوی از تار ہلے زار چہ ۵ وگر تو تنگری از چشم انگبار چہ ۵

غزل 2*

تا رغبت وطن نمود از سر چہ ۵ آں را کہ نیست خانہ بہ شر از خبر چہ ۵
 لغت : رغبت : خواہش، شوق، ہوا۔

ترجمہ : جب تک وطن کی رغبت نہ ہو، سزا کیا لطف، جس کا شعر میں گمراہ ہوا اسے وہاں اس شر کی خبروں سے کیا دلچسپی! ان خبروں کا اسے
 کیا لطف۔ وطن سے محبت ایک تو دلی امر ہے۔ اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ "حب الوطن من ایمان" ایمان کا جز ہے۔ اگر
 ایمان اس سے جاری ہے تو وہ سزا کا لطف امداد و ہمارا لطف اسے تو وطن کی خبروں سے بھی کئی سزا کا نہ ہو گا۔

از تار مست زمزمہ ام ہمیشیں ہو چوں نیست مطے زلویہ اثر چہ ۵
 لغت : ہو : جلد۔ مطے : کوئی غرض، مقصد۔ زلویہ : خوش خبری۔

ترجمہ : میں اپنے تار و لہار کی قدر ہماری آواز میں مست ہوں، لہذا اسے میرے ہر دم تو جا سیرا ساتھ چمڑاؤں۔ جب مجھے اپنی اس فریاد
 سے کسی مقصد کے پر راہ ہونے سے کوئی غرض نہیں ہے تو پھر اس تار و لہار کے اثر کی خوش خبری سننے سے مجھے کیا سزا آئے گا۔ یعنی عاشق کا

اصل مقصد تو یہ دنیادش مکر ہوتا ہے، اس کی اس فریاد کا کوئی اثر ہوتا ہے اس سے اسے کوئی سروکار نہیں۔

دور ہم گنگندہ ایم دل و دیدہ را ز رشک چوں جنگ با خود است زنج و ظفر چہ

لغت : دور ہم گنگندہ ایم : ہم نے بیدار کر لیا ہے۔۔۔ ظفر : جھجکا سالی۔۔۔

ترجمہ : ہم نے رشک کی بنا پر اپنے دل و دیدہ کو چلا کر لیا ہے، جب جنگ اپنے آپ سے ہے تو پھر جھجکا و فخر سے کیا لطف آئے گا۔ یہ رشک اپنی ہی ذات پر ہے، جیسا کہ اردو میں کہا ہے:

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے میں اسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

ترجمہ : اس لحاظ سے یہ جنگ چہ نگاہ اپنی ہی ذات سے ہے اس لئے عاشق جھجکا و فخر کے پتکڑ میں پڑنا، ہر ہی میں خوش ہے۔

دل ہائے مرودہ را ز نکلان نفس چہ کار گلبائے چیدہ را ز نسیم سحر چہ

لغت : گلبائے چیدہ : چنے ہوئے بین توڑے ہوئے پھول۔۔۔ دلہائے مرودہ : افسردہ اور کچے ہوئے دل، جن میں کوئی انگ نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : جو دل مرودہ ہیں انہیں سانس کی خوشی سے کیا کام۔ شمع سے توڑے ہوئے پھولوں کو شمع کی ہوا سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ دلہائے

مرودہ کو توڑے ہوئے پھولوں سے تھپتھپاہٹ رہی ہے۔ اس شعر میں صنعت تخیل ہے۔ مزید یہ کہ مرودہ اہل انسانیت زندگی کی خوشیوں سے لطف

اندوز نہیں ہو سکتا۔

تافتہ، دور نظر نہ نمی از نظر چہ سود تا دشنہ بر جگر خوری از ہجر چہ

لغت : نہ نمی : تو نہ رکھے۔۔۔ دشنہ : خنجر۔۔۔ خوری : نہیں کھاتا۔۔۔

ترجمہ : جب تو کوئی فتنہ یعنی محبت کا شکار بنی نظر میں رکھے گا تو اس نظر کا کیا فائدہ اور جب تک تو اپنے جگر پر خنجر نہیں کھاتے گا پھر بھلا

یہ جگر کس کام کا۔ یعنی محبت میں تو ہنگاموں کو سامنے رکھنا پڑتا ہے اور محبوب کے اچھوں خنجر کھاتے ہی میں لطف ہے۔

زاں سوے کلخ روزان دیوار بستہ اند بے دوست از مشاہدہ پام و در چہ

لغت : کلخ : محل۔۔۔ مشاہدہ : دیکھنا۔۔۔ پام : بھت۔۔۔ روزان : سوراخ، روشن دان۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے محل یعنی مگر کے اس طرف تو دیواروں کے روزان ہی بند ہیں۔ اس صورت میں دوست کے بغیر یعنی اس کے دیدار کے بغیر پام و در دیکھتے رہنے میں بھلا کیا لطف حاصل ہو گا۔

لرزد بجان دوست دل سلوہ ام زمر بچارہ را ز غمزہ تب کمر چہ

لغت : لرزد : لہجہ ہے۔۔۔ غمزہ تب کمر : کمر کے تل کھانے کی لہجہ۔۔۔

ترجمہ : میرا سلوہ دل محبت کی وجہ سے، محبوب کی حالت دیکھ دیکھ کر لاپ ہوتا ہے، بے چارے کو اپنی کمر کے تل کھانے کی لہجہ سے بھلا کیا

لطف ملے گی۔ یعنی دوست کی کمری میں ہے، ہاتھ دیکر مت چلی کرے، وہ تل کھانے کی لہجہ بھلا کیا بھلا کر سکتا ہے۔ بقل شاعر:

منم سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کہیں ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے

چوں پردہ مخافتہ بھلا نمی زند از دے پہ داعیان سر رکھڑ چہ

لغت : مخافتہ : بھلا نمی زند : اور نہیں ڈھانکتا۔ داعیان : داعی کی جمع، دعویدار۔۔۔

ترجمہ : جب وہ محبوب اپنی محبت کا پردہ ہی اوپر نہیں اٹھاتا تو اس کی محبت کا دعویٰ کرنے والوں کو جو اس کی دیکھ دیش بیٹھے ہیں، کیا لطف

مائل ہو گیا ان کے دعوے کا کیا فائدہ ہے۔

بلید نشست کتھ غالب پہ آب زر بے آنکہ وجہ سے شود از سیم و زر چہ حظ
 لغت : آب نشست : گھٹنا چاہئے۔ آب زر : سونے کا پانی۔ وجہ سے : شراب کی رقم، قیمت۔
 ترجمہ : غالب کی یہ گری بہت آب زر سے گھٹنی چاہئے کہ اس ہانڈی سونے کا کیا فائدہ ہو شراب خریدنے پر خرچ نہ ہو۔ مڑو یہ کہ مڑو
 اسی دولت کا ہے جو شراب پر خرچ کی جائے۔

ردیف : ع

غزل # 1

تا تک شوق تو انداختہ جان در تن شمع شرر از رشتہ خویش است بہ ہیرا من شمع

لغت : تک : گری بخش۔ شرر در تن : ہیرا من است : بے شکن ہے۔ انداختہ : ڈالا ہے، بھردی ہے۔

ترجمہ : جب سے تیری محبت کی گری نے شمع کے تن میں جان ڈال دی یا بھردی ہے اس شمع کا دھوا کا کس کے ہیرا من کی چنگاری بن گیا ہے۔
 گوا تیری محبت نے شمع کے دل میں بجلی آگ لگا دی ہے جس میں جل کر رہے تب ہو رہی ہے۔ شمع کی یہ حالت (جلنا) تو ہوتی ہی اس طرح
 ہے لیکن شاعر نے اس کے جلنے کی طبع محبوب کی محبت جان کی ہے۔ اس طرح اس شعر میں صنعت حسن تحلیل آگئی ہے۔

جان بہ ناموس دہے چند فراہم شدہ اندہ ورنہ خود با تو چہ بود است رگ گردن شمع

لغت : ناموس : حرمت، وقار۔ جان بہ ناموس دہے : ناموس پر جان دینے والے۔ فراہم شدہ اندہ : آٹھنے یا بچ ہو گئے ہیں۔

ترجمہ : اے شمع کی رگ گردن ناموس پر جان دینے والے چند پردائے تمہارے کو بیچ ہو گئے ہیں ورنہ خود مجھے پاس کیا فائدہ یعنی پرداؤں
 نے شمع پر جان دے کر اس کی تقدیر بدل لی۔

نکھنے از دل و جان است بگرو در دوست توہ اے از پر وہاں است بہ ہیرا من شمع

لغت : نکھنے : ایک بچہ، بھارت۔ توہ اے : ایک بھیر۔ ہیرا من : ہیرا من، اور گرد۔

ترجمہ : یہ جو شمع کے اور گرد پرداؤں کے پردوں کا ایک بھیر لگا ہوا ہے تو یہ دراصل عاشقوں کے دل و جان ہیں جو محبوب کے در پر چڑے
 ہیں۔ جلے ہوئے پرداؤں کے پردوں کو مطلق کے دل و جان سے تشبیہ دی ہے۔

روزم از تیرگی آں دوسرہ ریزو بنظر کہ شب تار بہ ہنگام فرو بردن شمع

لغت : روزم : میرا دن۔ تیرگی : تاریکی۔ دوسرہ ریزو : دامن ڈالنا ہے، ڈر پیداکرنا ہے۔ شب تار : تاریک یا اندھیری رات۔ فرو
 بردن : گل جانا۔

ترجمہ : میرا دن اپنی تاریکی کی بنا پر میری نظروں میں آنکھ ایسے دوسرے ذیل رہا ہے کہ جیسے سیاہ رات اپنی تاریکی میں شمع کی کو گل جائے۔
 یعنی مجھے اپنا دن تاریکی اور بد نصیبی کی طاعت ہے، میں سیاہ رات کی طرح مغموم ہو رہا ہوں۔ شمع کو گل جانے سے مڑو ہے کہ یوں محسوس ہوا
 ہے جیسے وہ بجھ گیا ہو۔

بے تو از خویش چہ گویم کہ بہ بزم طریم پردہ کوش کل انکار شدہ از شیون شمع

لغت : ہر دم طرب: میری محفل میں دخل میں۔۔۔ لگا کر شد: بہت گیا۔۔۔ شیون: فریاد و فود: آواز داری۔۔۔

ترجمہ : تجربے بغیر میں اپنے ہارے میں کیا تھیں کہ میری ہر دم طرب میں شیون کی آواز داری سے پہلوں کے کانوں کے پردے بہت گئے۔ یعنی میں عاشق کو ایک طرف، شیون نے بھی اس محفل میں تیری غیر موجودگی کو بے حد محسوس کیا۔ شیون یعنی سویم حق کی آواز داری سے مربوط ہونے وقت اس کے نظروں کا گناہ ہے۔ اس شعر میں صنعت حسنِ قطعی ہے۔

نازم آں حسن کہ در جلوہ ز شہرت باشد خاطر آشوب گل و قلندر برہم زن شیون

لغت : خاطر آشوب: دل کو پریشان کرنے والا۔۔۔ قلندر برہم زن: غیبار کھڑوے والا۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس حسن پر ناز ہے جو اپنی جلوہ نمائی کی شہرت سے پہلوں کے دل کی پریشانی کا مات ہے۔ تو دوسری طرف شیون کی غیبار کھڑوے والا ہو، یعنی اسے لڑا دے۔ پہلوں کو اپنی چمک دکھا اپنے حسن پر فخر ہے، اسی طرح شیون کی چمک ہے لیکن محبوب کے حسن کے آنے کے ان دونوں کی چمک، رنگ کی کوئی مشیت نہیں۔

برنگبار ز بتاں جلوہ گرفتار کے شیون را کردہ ہوا داری گل و دشمن شیون

لغت : برنگبار: پردہداشت یا گہرا نہیں کرتا۔ گرفتار کئے: یعنی کسی معشوق کا عاشق۔۔۔ ہوا داری: طرف داری۔۔۔

ترجمہ : جو آدمی کسی صفت کا عاشق ہو وہ دوسرے صفتوں کی جلوہ نمائی کو گہرا نہیں کرتا، چنانچہ پہلوں کی طرف داری یا محبت نے شیون کو شیون کا دشمن بنا دیا ہے۔ اس شعر میں بھی حسنِ قطعی کی صنعت آگئی ہے۔ شیون کے وقت پہلوں کھلے ہیں جبکہ شیون بچہ جاتی ہے۔ شاعر نے علت یہ پیدا کی ہے کہ شیون چونکہ پہلوں پر عاشق ہے اس لئے دوسرے محبوب یعنی شیون کو گہرا نہیں کرتا۔

نی گدازم غصے بے شر و شطہ و دود داغ آں سوز نہا نام کہ نہ باشد فن شیون

لغت : نی گدازم: میں بھگتا رہا ہوں۔۔۔ دود: دھواں۔۔۔ داغ: جلا ہوا، لہا ہوا۔۔۔

ترجمہ : میں کسی شر و شطہ اور دھواں کے بغیر ہی سانس بھگتا رہا ہوں۔ میں تو اس سوز نملی عزادار کے اندر لگی ہوئی آگ کا لہا ہوا ہوں، جو شیون کا فن نہیں ہے۔ عاشق کو دل تو اندر ہی اندر جتا رہتا ہے، جبکہ شیون ظاہری صورت میں جلتی ہے۔

وقت آرائش ایوان بہار است کہ باز کہ از جوش گل و لاله بود معدن شیون

لغت : ایوان: محل، مکان۔۔۔ باز: ہر ش: یعنی کثرت۔۔۔ معدن: کان۔۔۔

ترجمہ : ایوانِ بلد کی جہالت کا وقت آگیا ہے کیونکہ چمر گل و لالہ کی کثرت سے بہار فصول کی کان بن گیا ہے۔ بلد میں سرخ جہالت کثرت سے بہانوں پر کھلتے ہیں جو دور سے ہیں لگتے ہیں جیسے فصیح جمل دی ہوں اسی لئے بہار کو معدنِ شیون کہلا۔

غالب از ہستی خویش است عذاب کہ مراست ہم ز خود خار غم آویختہ در دامن شیون

لغت : آویختہ: لگا ہوا، بچھا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب میں جس عذاب سے گزرا رہا ہوں وہ میرے اپنے ہی دھوکہ کا پیدا کردہ ہے، میں یوں سمجھ لے کہ شیون کے دامن میں جو غم کا لٹا لٹک رہا ہے یا بچھا ہوا ہے وہ اس کا اپنا چھوڑا ہوا ہے۔ شیون جلتی ہے یعنی اس کے اندر کا دھواں اس کی سویم کی وجہ سے جلتا ہے، گویا یہ لٹکا اس نے خود چھوڑ دیا ہے۔ غالب نے اپنی حالت کو شیون کی اس کیفیت سے تشبیہ دی ہے۔

غزل ۲۰

شلام کہ بر انگار من شیخ و برہمن گشتہ جمع کز اختلاف کفر و دین خود خاطر من گشتہ جمع

نعت : شلام : میں خوش ہوں۔۔۔ خاطر من گشتہ جمع : مجھے دل جی اطمینان حاصل ہوئی ہے۔

ترجمہ : مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ میرے انگار، کفر اور دین کے اختلاف سے انگار پر شیخ اور برہمن اکٹھے ہو گئے ہیں، جبکہ کفر اور دین کے اس اختلاف سے مجھے دل جی حاصل ہوئی ہے۔ یعنی میں نے دین کے حلق شیخ اور کفر کی حلیت کرنے والے برہمن دونوں کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ میرے اس انگار پر یہ دونوں شیخ و برہمن اپنے اپنے مذہب کی حلیت میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جہاں اسی ہلنے سے وہ اکٹھے تو ہوئے ہیں۔ کفر و دین پر کئی شعرائے انگار خیال کیا ہے مثلاً بقول معنی :

عاشق ہم از اسلام خراب است، ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیرند اند
خود بقول غالب :

کفر و دین پیست جز آلائش چادر وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شود
وحدی موافق نے ذرا بدل کر بات کی ہے :

مومن ز دین برآمد و صوفی ز اعتقاد تر سا ٹھڑی شد و عاشق ہل کیست

مقتول خوشنشان خودم جو نیکہ خوں ریز موا زبیل کہ بر نقش متہ از ہر شیون گشتہ جمع
نعت : جو نیکہ : تلاش کرو۔۔۔ خوں ریز : خون کھالے والا یعنی قاتل۔۔۔ زبیل : اڑا ہوا یعنی اخی میں سے۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے ہی عزیزوں و دوستوں کے ہاتھوں مارا ہوا ہوں یہ جو لوگ میری لاش پر نام کرنے کے لئے جمع ہیں، اخی میں سے میرا قاتل تلاش کرو۔ غالب ہی کے بقول :

گر دہم شرح تہملئے عزیزاں غالب رسم امید اٹلا ز جمل بر خیزد
اردو میں بقول عدم

دیکھا جو تیر کھا کے کہیں گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی
دو گویہ تار قہم ز خود اندوہم از سر تازہ شد ۔۔۔ بر ہیست دل، لخت دل بازم بدامن گشتہ جمع

نعت : اندوہم از سر تازہ شد : میرا غم پھر سے یا نئے سرے سے تازہ ہو گیا۔۔۔ لخت : تھل و صورت۔۔۔

ترجمہ : جب میں گریہ و زاری کرتے کرتے بے خود اور فحال ہو گیا تو میرا غم پھر سے تازہ ہو گیا۔ چنانچہ میرے دل کے گلوے پھر سے دل کی تھل و صورت اختیار کر کے میرے دامن میں بیچ ہو گئے ہیں۔ یعنی میری اس گریہ و زاری سے غم ہلکا ہونے کی بجائے اور بڑھ گیا۔ خوشی ایک ہلکے ہلنے سے دل کے گلوے ہوئے جو شدت غم کے سبب دل کی صورت بھر آئے گئے۔

ر قہم جذوق روے او چوں قہم اندر کوے او ہم رفتہ نشت و پورا ہم سنگ و آہن گشتہ جمع
نعت : نشت : مٹی کا تھل۔۔۔

ترجمہ : میں جب اس کے کوچے میں یہ دیکھا ہوں کہ قہم پورا تو نہیں رہے اور پھر اور لوہا بیچ ہو گئے ہیں تو میں اس کے پھرے کے جذوق

میں رقص کرنے لگتا ہوں۔ شعر کا کو داغ نہیں ہے۔ غلاماں کو ملا ہے کہ محبوب کا چہرہ دیکھتے ہیں جب میں اس کے کوسے میں جاؤں گا تو مجھے ہجر پڑی گے جو میرے لئے باعث مسرت ہوں گے۔ ”واللہ اعلم بالصواب“ شاعر حسن حق شاعر کے چہرے میں ہیں۔

اے آنکھ پر خاک درخش تن پائے ہے جاں دے ماہی بر گوشہ ہاشم نگر جاتا ہے تن گشتہ جمع
ترجمہ : تو جو اس کے درد اذی کی خاک پر ہے جان جسم یعنی مرنے والے کو دے دیا اس کے گوشہ ہاشم پر نظر ڈال کر وہاں ہے جسم جانی
یعنی روح میں جمع ہیں۔ یعنی محبوب سے عشق کو اتنی محبت ہے کہ مرنے کے بعد ان کی روح میں اس کے دے دے اور اس کے گوشہ ہاشم پر جمع ہو گئی ہیں۔

نازم اداسے پر نقش کز کشکجک در مخربش کعبے و مغفر گشتہ پر کعبے ز خوش گشتہ جمع
لغت : اداسے پر نقش : ان کے اندازوں سے بھری اداسیں، عمارت اداسیں۔۔۔ در مخربش : اس کی تباہ کرنے کی جگہ، جہاں وہ عاشقوں کو قتل کرتا ہے۔۔۔ کعبے : ایک فرزند، ڈھیر۔۔۔ مغفر : آہنی ٹوہ لٹلی۔۔۔ خوش : زبردست۔

ترجمہ : میں اس کی پڑ لیں اور اس کا شہید لائی ہوں کہ اس کے مخرب میں اس کے بارے ہوئی یعنی عاشقوں کی آہنی ٹوہ لٹلیوں کا ایک ڈھیر اور
کعبہ یا ایک ڈھیر، زبردستوں کا جمع ہو گیا ہے۔ ملاوٹی ہو سکتی ہے کہ اس کے عاشق اس کی قاتلانہ اداسوں سے بچنے کے لئے آہنی ٹوہ اور زبردست
کبت پر کرائے، لیکن پھر بھی نہ بچ سکے اور وہاں جمع ہو گئے۔

غفلت بتاراج دلم کلام جسم می کند بر برق چشمک می زخم مورم بہ خرمن گشتہ جمع
لغت : بتاراج دلم : میرا دل لوستے کے لئے۔۔۔ چشمک می کند : چشمک می کند، مورم بہ خرمن : مورم بہ خرمن، خود خیل میرے
کلیاں میں۔۔۔

ترجمہ : اس کے دھاروں پر تازہ اگتے والا ہنوا خط میرا دل لوستے کے لئے جسم کا کام کر رہا ہے۔ میں بجلی پر چمک دیتی کہ میں کو تک
میرے خرمن میں خود خیل جمع ہیں۔ ہنوا خط کو گواہی خیل میں ہر خرمن میں میرے دل کو کھاری ہیں، اس صورت میں بجلی یعنی محبوب کا
جسم میرے خرمن پر کیونکر گرے گا یا کس طرح دل کو جوئے گا۔ یعنی پہلے تو اس کا خط دل لوت رہا ہے اس کے جسم کی پدی بعد میں
آئی ہے۔

اے عاشق بچا رہ را در کوہ و صحرا داوہ سر فوے ز خوش نش نگر در کوسے و بزدان گشتہ جمع
لغت : سرور کوہ و صحرا داوہ : کوہ و صحرا کی طرف بھیج دیا جائے ہے مجبور کر دیا۔۔۔ بزدان : غلام۔۔۔

ترجمہ : دیکھو اس عداوتے عاشق کو تو اس محبوب نے کوہ و صحرا کی طرف بھیج دیا لیکن اس کے اپنے صوبوں و صحتوں کی ایک فوج اس کی
کل کوسے میں جمع ہے۔ یعنی عاشق تو اس کی محبت میں رہا ہے کہ جنگ و صحرا کی طرف نکل گیا جس کا اس محبوب نے کوئی خیال نہ
کیا لیکن اپنے اور گروہ لٹلیوں کا جمع کر لیا۔

ہے ہے چہ خوش باشد چہ دے، آتش بہ پیش و مرغ دے از بذلہ سنبل چند کس در یک نشین گشتہ جمع
لغت : ہے ہے : کیا کہنے کو ادا۔۔۔ دے : موسم بہار۔۔۔ بذلہ سنبل : بذلہ چ کی جمع، خوش طبع یا زندہ دل لوگ۔۔۔

ترجمہ : دلو اور دلوں میں وہ کیا سنا سنا ہے جب آگ ساکن ہو، مرغ کلب ہو اور شراب ہو اور چند بذلہ چ ایک جگہ جمع ہوئے
ہوں۔ موسم بہار میں اس قسم کی محفل آدمی کی دل گری اور رونق کا باعث بنتی ہے۔

طبع است و گونا گوں اثر غالب چہ فسی ہے خبر نیکل بہ مسجد رفتہ در دنداں بہ گلشن گشتہ جمع

لغت : کوہن گوں : رنگ رنگ کا۔۔۔ چٹسی : تو کیا یعنی کیوں سوا ہوا ہے۔۔۔ چہ سحر و خدود : سحر میں گئے ہیں، شعری ضرورت کے تحت لفظ در زایہ لکھا ہے۔۔۔

ترجمہ : طبع کا سنا سنا ہے اور اصول یا انعام پر کیف کی منت کشی پہلی ہوئی ہیں۔ اسے بے خبر غلابہ تو کیا ہو رہا ہے۔ ایک لوگ سحر چلے گئے ہیں جبکہ دیکھنے میں صحیح ہیں۔ یعنی تو بھی بیدار ہو اور طبع کی اس مست کو بے دانی و محض لٹا سے ٹک لٹا۔

روایف غ

غزل # 1

پہ خوں چیم بہ سرورہ گذرہ دروغ دروغ نکش دہم بہ رہت صد خطر دروغ دروغ
لغت : چیم : میں ترچا ہوں، ترچوں۔۔۔ دروغ دروغ : بھٹ بھٹ یعنی سراسر بھٹ یا غلط۔۔۔

ترجمہ : میں تجھی راہ گذرہ میں خوں میں ترچوں تو یہ بات سراسر غلط ہو گی اور اپنی اس ترچہ سے دوسروں کو تیرے راستے کے بیکروں نظروں یعنی مہیجوں کی نکش دہی کوں تو یہ سراسر غلط ہو گا۔ یعنی ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

موا بہ گفت بہ آموز و کھناک مہاش من و زناہ تلاش اثر دروغ دروغ
لغت : موا : مت چاہیوں حکومت آ۔۔۔ گفت : بات باتیں۔۔۔ بہ آموز : بڑی باتیں یا سبق سکھانے والا، گروہ کرنے والا۔۔۔ کھناک : خلاف ذہن۔۔۔ مہاش : مت ہو۔۔۔

ترجمہ : تو بہ آموز رقیب کی باتوں میں نہ آؤ اور خوف ذہن نہ ہو، بھلا میں اور اپنی ملہ و فریاد کے اثر کی توقع رکھوں یہ سراسر بھٹ ہے، غلط ہے۔ یعنی میں تجھی محبت میں ملہ و زاری کرنا ہوں تو اس میں کوئی اثر نہیں ہے۔ رقیب تجھے خود خواہ ڈار رہا ہے تو بے فکر ہو جا۔

فریب دہدہ یوس و کنارہ یعنی چہ دامن دروغ دروغ و کمر دروغ دروغ
لغت : یعنی چہ : کیا مطلب یعنی ایسا ممکن نہیں۔۔۔ دروغ دروغ : مزاح و ہوی نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب کا یوس و کنارہ کاوہ، ایک فریب ہے اور کیا ہے، اس لئے کہ اس کا دامن دروغ ہے اور اس کی کمر دروغ ہے۔ یعنی اگر محبوب یوس و کنارہ کاوہ، کرنا بھی ہے تو وہ محض ایک فریب ہے، اس لئے کہ نہ اس کا دامن ہے اور نہ اس کی کمر ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا دامن بہت بھرا دار کر رہے ہیں، بے عقل شامو!

ممن سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کہل ہے کس طرف کو ہے کدھر سے
طراوت شبنم جیب و آستینت کو ز نادر دم مزین اسے نامہ بر دروغ دروغ

لغت : طراوت : نازکی، تیزی۔۔۔ آستینت : تھری آستین۔۔۔ کہل ہے : کدھر سے۔۔۔ دم مزین : نامہ بر۔۔۔
ترجمہ : تھری جیب اور آستین کی تھوں میں نازکی کہل ہے نہیں ہے اس لئے کہ اسے نامہ بر تو محبوب کی طرف سے خطا لائے کی بات نہ کہنا ہے بھٹ ہے۔ نامہ بر لے آکر کہنا ہے کہ وہ محبوب کی طرف سے خطا لایا ہے لیکن عاشق کو اس کی جیب و آستین میں جس میں خطا رکھا تھا، نازکی نظر میں آئی تو محبوب کے خطا کی وجہ سے ہوئی چاہئے تھی اس لئے وہ نامہ بر کو مجبوراً قرار دیتا ہے۔

من و بدوقی قدم ترک سر: درست درست تو و ز سر بہ خاکم گذر دودغ دودغ
لغت: ترک سر: سر قربان کر دینے والا۔

ترجمہ: میں تیری قدم پوسی کے ذوق میں اگر اپنا سر دے دوں، جان فدا کر دوں تو یہ بالکل درست اور بجا ہے لیکن یہ بہت کہ تو از رو محبت میری خاک قبر سے گذرے تو یہ سراسر جھوٹ ہے، یعنی میں تو جان فدا کر دوں گا لیکن تو میری خاک پر سے نہیں گذرے گا۔

تو و ز شکیم اس ہمہ شکلفت شکلفت من و بہ بدکیت اس قدر دودغ دودغ
لغت: ز شکیم: میری ہے کسی سے۔ شکلفت شکلفت: بہت جبرانی، قہر۔ بہ بدکیت: تیری نکلی میں۔

ترجمہ: تجھے میری ہے کسی پر اس قدر جبرانی اور قہر؟ یعنی میری ہے کسی پر تجھے قہر میں ہے اور میں تیری نکلی میں قول ہو جاؤں یہ سراسر جھوٹ ہے یعنی تو قول نہیں کرے گا۔

اگر بہ سر نہ خواندی: بہ ناز خوانی کشت نہ ہرچہ وعدہ کنی: سر بسر دودغ دودغ
لغت: نہ خواندی: تو نہیں پڑھتا۔ خوانی کشت: تو پڑھا لے گا۔

ترجمہ: اگر تو نے محبت سے مجھے نہیں پایا پیش نہیں آیا تو اپنی ناز و اداس سے مجھ کو پڑھا لے گا تو وعدہ کرتا ہے وہ سراسر جھوٹ نہیں ہوتا۔ یعنی زیادہ محبت سے نہ مارے تو ناز و اداسی سے مارا لے گا پھر یہ وعدہ پورا کر دے گا۔

دگر کرشمہ در انچلو شیوہ گئے است تو و ز عمدہ قطع نظر دودغ دودغ
لغت: کرشمہ: خیر، ناز و اداس، دیکھنا۔ شیوہ: انداز۔ عمدہ: بخیر، ناز و اداس۔

ترجمہ: تیرا ناز و اداس ایک اور انداز نگاہ ایجاد کرنے کی فکر میں ہے، اور نہ تو اور ہم سے الجھنے سے قطع نظر کرے، پڑا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے۔ یعنی تیری ہم سے ہے تو بھی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تو ہم سے دور رہنا چاہتا ہے بلکہ تو کسی اور انداز میں اپنا جلوہ پیش کرے گا۔

دوہیں ستیزہ ظہوری گواہ غالب بس من و زکوے تو عزم سفر دودغ دودغ
لغت: ستیزہ: کشمکش۔ ظہوری: ظہور، قاری، شاعر۔

ترجمہ: میری اور تیری عشق و دشمنی کی کشمکش میں غالب کا گواہ ظہوری کافی ہے۔ جس نے یہ کہا ہے کہ میں اور تیرے کہنے سے چلا جاؤں یہ سراسر جھوٹ ہے، یعنی عاشق، محبوب کا کوچہ نہیں چھوڑے گا۔

غزل #2

ہنگام بوسہ بر لب جانکی خورم درلیج دور تھکلی پہ چشمہ حیاں خورم درلیج
لغت: ہنگام: وقت، موقع۔ خورم درلیج: مجھے افسوس ہو تا ہے۔ چشمہ حیاں: آب حیات کا چشمہ۔

ترجمہ: میں محبوب کا بوسہ لینے ہوئے بھی اس کے ہاتھوں سے باجس ہو جاؤں، یعنی میری قسمل نہیں ہوتی۔ مجھے پیاس میں چشمہ حیاں پر بھی افسوس ہو تا ہے۔ غراؤ کہ محبوب کا بوسہ ہو یا چشمہ حیاں سے آب حیات پینے کا سطل، دونوں مجھے باجس کرتے ہیں، میری پوری قسمل نہیں ہوتی اور پیاس بھی پوری طرح نہیں بجھتی۔

اُن ساوا روستائی شہر مجتم کز چچ و خم بہ زلف پریشاں خورم دریغ
نعت : روستائی : ایک نہائی۔

ترجمہ : میں شریعت کا ایک ایسا سادہ لوح و کمواہ شری ہوں جسے محبوب کی پریشانیوں کے چچ و خم یا ٹھٹھکالے ہیں یا افسوس ہوتا ہے۔
یعنی اس کی دلچسپی کس طرح اہم اچھی ہوتی ہے۔ اصل میں خود کو کمواہ شری کہہ کر بارہمہط محبوب کی دلفنوں کی دلکشی کی بات کی ہے۔

در بر شکم از صلا و ملولم نہ دور باش بر خولان وصل و نعت الوان خورم دریغ
نعت : صلا : دعوت، بلادہ۔ ملولم : میں آذردہ یا رنجیدہ ہوں۔ دور باش : سلا کی خدمت نزدیک نہ آنے دینا۔ الوان : الوان کی فتح بہت
قسم کی۔

ترجمہ : مجھے محفل وصال میں سلاں دعوت اور قسم قسم کی نعمتوں کے خواہش دیکھ کر کچھ افسوس ہوتا ہے اس لئے کہ دعوت یا بلادہ اور قسمیں
دھک کا کفار ہو جاتا ہوں اور اگر نہ بلایا جائے تو اس محمودی پر آذردہ خاطر ہو جاتا ہوں۔

خوامم زہر۔ نعت آزار زندگی بر ول بلا فقامم و بر جل خورم دریغ
نعت : بلا فقامم : مصیبت چھڑکوں، مصیبتوں میں خود کو جلا کر رکھوں۔

ترجمہ : میری طوابع ہے کہ میں زندگی میں درد و غم کی لذت پیدا کرنے کی خاطر اپنے دل کو مصیبتوں میں ڈبو کر رکھوں اور اپنی جان پر
افسوس یعنی جان کا ماتم کروں۔ اس سے پہلے بھی غالب نے اپنے بعض اشعار میں غم و درد کو زندگی کی لذتوں کا ہاسٹ قرار دیا ہے۔

رفار گرم و قیشہ تیرم سپردہ اند از خویششن بیکہ و بیاباں خورم دریغ

ترجمہ : مجھے قدرت کی طرف سے جز و تفری اور تیز قیشہ بھی عطا ہوا ہے، میں کوہ و بیاباں پر اپنی امانت کے حوالے سے افسوس کرتا ہوں۔
یعنی کوہ و بیاباں میرے نزدیک کوئی امانت نہیں رکھتے۔ مزو یہ ہے کہ مجھوں نے تجلی کے حلق میں بیاباں خودی کی اور فہلو نے شیریں کی
محبت میں کہ دشتوں کو درود کی ضرورت لائی اور پھر اسی تجلی سے خود کو ہلاک کر لیا۔ گویا غالب خود کو حلق میں ان دونوں سے افضل سمجھتا
ہے۔ مگر اس کی یہ شعر اس کے پیش نظر تھا۔

راہ بختی و فرہادیم آمد زور پیش رنم ایس راہ و یکن نہ چو ایساں رنم

از خود بردن نہ رفت و در ہم قندہ نگ در راہ حق بہ گہر و مسلماں خورم دریغ

ترجمہ : مجھے حق کی راہ میں گہر و مسلماں دونوں کے عمل کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی امانت سے تو باہر نہیں نکلے اور ایک تنگ
دائرے میں ہم الجھتے رہے یا الجھ رہے ہیں۔ یعنی چھوٹے چھوٹے مسائل میں اختلاف کرتے ہیں حالانکہ راہ حق میں ہر کوئی جاں سکتا ہے اس
پر کسی طایار یا زنجو کی اجازت دہی نہیں ہے اقبال کے لفظوں میں ”زین طائی سبیل اللہ قند“۔

زین دود و زین شرارہ کہ در سینہ من است سازم سپر گر نہ بہ سلاں خورم دریغ

نعت : دود : دھواں۔ سازم سپر : آسمان چاہوں، آسمان کوڑا کر لوں۔

ترجمہ : میرے سینے میں یہ دود دھواں آجیں اور شرارے یعنی آنکھیں فرماویں دہی ہوئی ہیں، میں ان سے ایک آسمان کوڑا کر سکتا ہوں لیکن
پھر مجھے سلاں پر افسوس ہوتا ہے۔ سلاں سے مزو یہی آجیں اور فرماویں ہیں۔ ملاحظہ ہو ان آسمان فرماؤں کو باہر نہیں لانا چاہتا کہ اس طرح وہ
ضائع ہو جائیں گے۔

دل زان تست ہدیہ تن کن کنار و بوس چند از تو بر نوازش پنہاں خورم دربنج
لغت : دہن تست : حیرا ہے، حیرے ہی لئے ہے۔۔۔ چند : کب تک۔۔۔ ہدیہ تن کن : جسم کی خود کر۔

ترجمہ : اے محبوب تو اپنی نگینیں پہلی مسرتوں سے میوا دل بھاتا ہے۔ میں کب تک اس پر افسوس کرتا رہوں مجھ اس لئے کہ میرا دل تو حیرے ہی لئے ہے، اس تو اور کنار و بوس کو میرے جسم کی خود کر۔ یعنی چند سے دے کر اور کسی قدر ہم آغوشی سے میرے جسم کی تسکین کا بھی سامان کر۔

کارے غریب آنکہ تو اں درمن آفرید در شورہ زار خوش بہ باراں خورم دربنج
لغت : تو اں : طاقت تو اپنی۔۔۔ آفرید : پیدا کی۔۔۔ باراں : بارش۔۔۔ شورہ زار : غمر میں جس پر کاکہ نہیں آتا۔

ترجمہ : جس وقت نے مجھ میں زندگی کی تو اپنی پیدا کی اس سے بہتر کوئی اور بات نہ سوجھی۔ چنانچہ مجھے اس بارانِ رحمت پر بہو میری غمر میں پر ہو رہی ہے، افسوس ہو رہا ہے مزاویہ کہ میں تو کسی کام کا نہیں ہوں، لیکن اس کی بارانِ رحمت مجھ پر ہو رہی ہے جو ایک طرح سے اس کا ضائع ہو رہا ہے۔

عالم شفیہ ام ز نظیری کہ گفت است یالم زچرخ گردن بہ افغان خورم دربنج
ترجمہ : عالم میں نے نظیری سے یہ نکتہ سنا جس نے کہا ہے اگر مجھے یہ ڈرنہ ہو کہ میری فریاد بیکار جائے گی تو میں آسمان سے پہنچے وہاں مسیتوں کے باتوں جادو فریاد کوں تک نظیری کا پر اشعر ہوں ہے:

یالم زچرخ گردن نہ افغان خورم دربنج گریم بدہر اگر نہ بطوفاں خورم دربنج
مطلب یہ کہ ماضی کو جادو فریاد میں اذیت محسوس ہوتی ہے خواہ وہ کسی حال سے بھی ہو۔

رویف-ف

غزل #1

کھل و شمع بہ مزار شیدا گفت کلف نہ شعری راضی و عزم بہ دعا گفت کلف
لغت : گفت : کلف : ضائع ہو گئے۔

ترجمہ : میرے کتے ہی پہول اور صمیم شہیدوں کے مزاروں پر ضائع ہو گئیں لیکن تو مجھ سے راضی نہ ہوا اور میں میری عمر دعاؤں میں گذر گئی۔ شہیدوں کے مزاروں پر لوگ دعا مانگتے ہیں اور دعا سے پہلے ان مزاروں پر پہول چڑھاتے اور صمیم جلاتے ہیں۔ گویا ماضی کی عمر دعا مانگتے ہی میں بہرہ گیری لیکن محبوب نے پھر بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔

سعی در مرگ رقیبان گراں جان کر دی می شام کہ چہ از باز و ابوا گفت کلف
لغت : سعی : کوشش۔۔۔ گراں جان : سخت جان۔۔۔ می شام : میں بچاؤں میں جاتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : تو نے سخت جان رقیبوں کی ہلاکت کی کوشش کیا مجھے پتا ہے کہ اس خطبے میں میرے کتے بازو ادا بیکار ہو گئے۔ یعنی محبوب نے بڑے بازو ادا کھائے کہ شاید اس طرح رقیب اس کے شقی میں جان قربان کر دیں لیکن وہ سخت جان لگے اور میں محبوب کی یہ کوشش بیکار۔

باہمت مرگ پر سنم و گویم ہیات بل چنہ کہ درکار قضا گشت تلف

لغت : مرگ پر سنم: میں باپ کی موت کی طرح گھٹا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں میرے تم بہت کو باپ کی موت کے برابر گھٹا ہوں اور افسوس کرتا ہوں کہ قضا کے معاملے میں میرے چہ ہاتھ بیکار ہو کر رہ گئے۔

آندی دیر بہ پرشش چہ ثارت آرم من و عمرے کہ بہ اندوہ و فاشگشت تلف

لغت : بہ پرشش: حال پچھنے کے لئے۔۔۔ چہ ثارت آرم: تھو پر نار کرنے کے لئے کیا لاؤں۔۔۔

ترجمہ : تو پرشش حال کے لئے دیر سے یعنی مدت کے بعد کیا ہے، میں تھو پر کیا کار کوں۔ میں اور میری ساری عمر قحری دلا کے تم میں تک ہو چکی ہے۔ یعنی اگر پہلے آتا تو میں تھو پر اپنی جان نثار کرتا۔ اب اس صورت میں میرے پاس تھو پر نثار کرنے کے لئے کیا رہ گیا ہے۔

رنگ و بود ترا برگ و نوا بود مرا رنگ و بوگشت کن برگ و نوا گشت تلف

لغت : برگ و نوا: ساز و سنان، مژدہ جونی اور صہت کے چڑنے۔۔۔ رنگ و بو: حسن و دلکشی۔۔۔ کن: پرانا۔۔۔

ترجمہ : کبھی وہ وقت قریب تھا میں حسن و دلکشی تھی اور میں جوانی اور ہندوں سے سرشار تھا لیکن اب تیرا وہ حسن و دلکشی پرانا ہو گیا ہے رہا اور میرا رنگ و نوا کسی کام نادر رہا۔

گل و بل باید و داغم کہ دریں رنج دراز ہرچہ بود از زر و حکم بہ دوا گشت تلف

لغت : گل و بل: شراب۔۔۔ گل و بل: یعنی بیش و شکلا کا سنان۔۔۔ از زر و حکم: میرا سونا چاندی یعنی دولت، پونجی۔۔۔

ترجمہ : مجھے بیش و شکلا کے سوا سنان کی ضرورت ہے لیکن مجھے اس بات کا دک ہے کہ میرے پاس جو دولت باہر پونجی تھی وہ اس طویل و پرانے مرض مزید زندگی کے علاج معاملے پر خرچ ہو گئی۔ یعنی خود زندگی کے رنج و غم اسے ہیں کہ ان کا دوا ممکن نہیں۔

بل و پر شاید و صہرم کہ دریں بند گراں تب و طاقت بہ غم دام بلا گشت تلف

لغت : شاید: چاہیں اور کار ہیں۔۔۔ صہرم: میں مرنا ہوں۔۔۔ بند گراں: بھاری زنجیریں مژدہ زندگی کے دھک۔۔۔

ترجمہ : مجھے بل و پر دہر دہر کار ہیں اور میں اس دھک میں مر رہا ہوں کہ وہ جو مجھ میں تب و طاقت تھی وہ ان بھاری زنجیروں میں اسیر ہونے کے باعث صہرم کے چلنے کے سنے میں تک ہو گئی۔ یعنی زندگی کے دھکوں سے نہایت کایک سی ذریعہ تھا کہ بل و پر ہوں تو ان دھکوں کو لے کر اڑ چکیں لیکن اب اس حالت میں کہ بل و پر کی طاقت پر وہ تو ان دھکوں میں ختم ہو چکی ہے، ان سے نہایت ممکن نہیں رہی۔

لطف یک روزہ طلافی نکتہ عمرے را کہ بہ درویرہ اقبل جنا گشت تلف

لغت : طلافی: کی پوری کرنا۔۔۔ درویرہ: درجہ ذہنیک۔۔۔ اقبل: قبول کرنا۔۔۔

ترجمہ : ایک دن کی سہیلی، مہربان کی ہمتوں کی طلافی نہیں کرتی وہ مہربان ہی چاہی ایک قبول کرتے کرتے گذر گئی۔ یعنی ایک دن کی سہیلی بھی مہربان بن جا کر لوگوں کی کئی پوری نہیں کر سکتی۔

گیرم اموزہ دہی کلم دل، آں حسن کہا اجر ناکہی سی سلہ ما گشت تلف

لغت : گیرم: میں لانا ہوں۔۔۔ دہی کلم دل: تو میرے دل کی آرزو چری کہے گا۔۔۔ سی سلہ: میں سلہ۔۔۔

ترجمہ : میں یہ باتوں کے تو آج میرے دل کی خواہش پوری کرے گا لیکن اب تھو میں وہ بلا حسن کہاں یعنی میرا پہلے جیسو ہی نہیں

رہا۔ ہماری تمیں سدا ہاکھیں کا اور خلیق ہو گیا۔ ماضی تمیں برس تک محبوب سے دل کی آلودگی نہی کرنے کی توقع میں رہا لیکن اب جب اس کا حق دخل کیا ہے تو اس کا یہ آلودہ چہرہ کرنا بیکار ہے۔

کاش پائے فلک از سیر بمائے غالبؔ روزگارے کہ تلف گشت چرا گشت تلف
نعت : از سیر بمائے : گردش کرنے سے رک جاتے۔

ترجمہ : غالبؔ کاش آسمان کے پاؤں گردش کرنے سے رک جاتے۔ یہ جو زمانہ تک ہوا ہے یہ یہیں خلیق ہوا۔ آسمان کی گردش سے وقت بدل رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اس کی گردش سے میرے یعنی غالبؔ کے مقاصد پر رے نہ ہوئے۔ ہاکھیں میں زندگی گذری اس لئے اس کی یہ گردش بے کار ثابت ہوئی۔

غزل #2

اے کردہ غرق بے خبر شو زیں نشانیا یک طرفؔ رخت بہ ساحل یک طرف شستہ بد ریا یک طرف
نعت : کردہ غرق : مجھے ڈبو دیا۔ نشانیا : نشانیاں۔ رخت : میرا لباس۔ شستہ بد ریا : شستہ بد ریا میں سمندر میں نہا رہا تھا۔

ترجمہ : اے محبوب تو نے مجھے بے خبری میں ڈبو دیا۔ اب ان نشانوں کی بات نہ کر، چھوڑ۔ میرا لباس سمندر کے کنارے ایک طرف چاہے اور میں سمندر میں کسی دوسری طرف نہا رہا تھا۔ یعنی یہ یہ نشانیاں میں نے تجھے بتائی ہیں ان سے تجھے کچھ پتا نہیں ہے تاکہ میں کئی ڈوبا ہوں۔

از عشق و حسن ما و تو بہم در گرفتگوؔ خسرو بہمجنوں یک طرف شیریں و لعلی یک طرف
نعت : بہم در گرفتگو : آپس میں ہیں ہاتھیں کر رہے ہیں۔ خسرو : یعنی خسرو پرویز۔

ترجمہ : میرے عشق اور تجھے حسن کے بارے میں خسرو پرویز اور بہمجنوں ایک طرف بیٹھے بہم گفتگو کر رہے ہیں اور شیریں اور لعلی ایک طرف بیٹھیں کچھ گفتگو ہیں۔ یعنی اگرچہ وہ عشق و حسن میں بڑی شہرت رکھتے ہیں لیکن ہمارے عشق و حسن کے برابر نہیں ہو سکتے۔ ان کے ہاتھیں کرنے سے مراد ان کی اس عشق و حسن پر جھڑپ ہے۔

تا دل بدینا دادہ ام در گفتگو افکندہ امؔ اندوہ فرصت یک طرف ذوق تماشا یک طرف
نعت : تا : جب سے۔ دل بدینا دادہ ام : میں نے دنیا سے دل لگایا ہے۔

ترجمہ : جب سے میں نے دنیا سے دل لگایا ہے میں مجھ الجھن کا افکار ہو گیا ہوں۔ چنانچہ نکاح کرنے کا ذوق جذبہ ایک طرف ہے اور فرصت لینے کا تم ایک طرف۔ مطلب یہ کہ دیوانی الجھنوں نے اتنا تمہیں دکھایا ہے کہ دنیا کے نکاحوں سے دل خوش کرنے کی فرصت ہی نہیں مل رہی۔

اے بہتہ در بزم اثر بر عارت ہو شمع کرؔ مطرب بہ الخان یک طرف ساقی بہ صبا یک طرف
نعت : بہتہ : کمر بستہ رہی ہے۔ بزم : بزم اڑا : جس جگہ اثر کا سامان ہو۔

ترجمہ : تو نے میرے ہوش و حواس عارت کرنے پر کمر بستہ رکھی ہے۔ چنانچہ بزم اثر میں یعنی مقصد میں کامیابی کے لئے تو نے مطرب اور نازک کو ایک طرف اور ساقی اور شراب کو ایک طرف مختار کیا ہے۔

خارا نگہیں در راہ من، ترسان زیرق آہ من
ظفکان نادران یک طرف، چران دانا یک طرف
نکت: خارا نگہیں یا پچھلے ننگا - ترسان: ڈرے ہوئے۔

ترجمہ: ایک طرف نادران بچے میری راہ میں گئے پچھلے ہیں اور دوسری جانب بڑے دانا میری آہ کی نکل سے طرف زور کھڑے ہیں۔ یعنی چچان کی اس حرکت پر بڑے زور سے ہیں کہ کہیں راہ میں کی آہ کی نکل ان نکل کو جلا نہ دے۔

وا ماندہ در راہ وفا از بے خودی پا جا بجا
نقدم بہ منزل یک طرف، رختم بہ صحرا یک طرف
نکت: وفا ماندہ: رہ گیا۔ نقدم: بھرا سہا۔

ترجمہ: راہ وفا میں جا بجا بے خودی کی علف کیفیتیں طاری ہونے پر میں کہتا اس حد تک ہے بس ہو کر رہ گیا کہ میرا نقد سہا منزل میں ایک طرف اور میرا لباس صحرا میں ایک طرف چلا رہ گیا۔ گویا راہ میں زندگی کا سہا لٹکا اور صحرا میں پچھا تو دعا کی حالت میں لباس ہی انکار پینا اور مجھے بدن صحرا خودی شمع کردی۔

با دیدہ و دل از دو سو ماندم بہ بہند غم فرو
اندوہ پنہل یک طرف، آشوب پیدا یک طرف
نکت: از دو سو: دو طرف سے۔ ماندم: میں رہ گیا۔ اندوہ پنہل: چھا ہوا غم۔ آشوب پیدا: ظاہر غم۔

ترجمہ: میں آنکھوں اور دل کے درمیان دو طرف سے بے غم میں گرفتار ہوں۔ ایک طرف اندوہ پنہل ہے یعنی وہ غم جو دل میں ہے اور ایک طرف آشوب پیدا یعنی ہلک بھلکی ہوئی آنکھیں ہیں۔ راہ میں ہر علف کیفیت وارد ہوتی ہے، یعنی بعض ایسے غم ہیں جن کا وہ اظہار نہیں کر سکتا اور دل میں چل رہے ہیں اور بعض ایسے غم ہیں جو آنکھوں سے آنسو بننے سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

ہم صر دارو، ہم حیا بہ رختم آریدش چرا
خویش بہ شیون یک طرف، خصل بہ غوغا یک طرف
نکت: آریدش چرا: اسے کیوں لاتے ہو۔ شیون: نوحہ، ماتم۔ خصل: قسم کی بیجا دشمنی۔ غوغا: شور۔

ترجمہ: اس میرے محبوب میں محبت کا جذبہ لگی ہے اور حیا کا دل بھی۔ تم اسے میری لاش پر کیوں مار رہے ہو اور میں ایک طرف تو میرے اپنے عزیز و اقارب رو چھٹ رہے ہوں گے اور دوسری طرف دشمنی شور مچا رہے ہوں گے۔ یعنی اس صورت حال میں اس کا دل اٹا سوجھ رہا ہے نہ ہو گا کیونکہ وہ سب کے سامنے آتے جاتے ہیں اس کے بلخ آنے کی اور سامنے آنے پر فریاد دشمنی ہائیں ہائیں گے۔

اے آئینہ پیش نظر مستند بہ خود جلوہ گر
رہے بہ جان خویش کن غم خواری با یک طرف
نکت: پیش نظر: سامنے رکھے ہوئے۔ یک طرف: ایک طرف رکھا۔ جلوہ: اس کا خیال نہ کر۔

ترجمہ: تو مستند وار آئینے کے سامنے بیٹھ ہوا اپنی ہی جلوہ لگائی میں کھرا ہوا ہے۔ گویا اپنی جان ہی پر دم کہ میری غم خواری کی بہت بھروسہ یعنی اپنا حسن و دل دیکھ کر کہیں خود ہی فخر نہ ہو جائے۔ اور وہی کی بہت یوں کہی ہے:

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا
غالب پہ شکستیم وہی در ہجر آن سو سہی
رفقہ رقیب می کشد، فرط تمنا یک طرف

نکت: چہ شکستیم وہی: تو مجھے کیا تمہاری دے رہا ہے۔ سو سہی: سیدھا اور سونڈل سو سہی محبوب۔

ترجمہ: غالب تو مجھے اس سو سہی کے بھر میں کیا تمہاری دے رہا ہے، اس لئے کہ ایک طرف تو مجھے رقیب کا رفقہ دے رہا ہے اور دوسری طرف کھڑت آ رہا ہے پاک کر رہی ہے۔ اس صورت میں بھلا تمہاری سے ہم میں کیا ہے۔

رویف-ق

غزل # 1

مگونہ سے نہ پذیرو، زخمِ دگر تفریق، تجلی تو بہِ دل بھوسے بہ جامِ حقیق
 لغت: مگونہ: رنگ سے۔ نہ پذیرو: قبول نہیں کرتا، پہچانی نہیں جانتی۔ زخمِ دگر تفریق: ایک دوسری سے الگ۔ حقیق: سرخ
 رنگ کا چینی جگر۔

ترجمہ: صرف رنگ کی بنا پر ایک شراب دوسری شراب سے الگ نہیں پہچانی جاتی، مگرے خون کی تجلی میرے دل میں یوں مٹی ہوئی ہے
 جیسے شرابِ جامِ حقیق میں ہو۔ دل کو جامِ حقیق سے اور محبوب کے خون کی تجلی کو شراب سے تشبیہ دی ہے۔ دونوں شرابوں، جامِ شراب
 اور محبوب کی تجلی خون کے دو بھی سرخ ہے، میں مصلِ رنگ کی بنا پر امتیاز نہیں کیا پاسکتا۔

برداہ شوقِ برآں آب، خوں ہی گریم کہ قطرو قطرو چو ابرم پکیدیہ از ابرق

لغت: خوں ہی گریم: میں خون کے آنسو بہا ہوں۔ پکیدیہ: پکا ہوا۔ ابرق: صراحی، بھاگل۔

ترجمہ: میں عشق کی راہ میں اس پانی پر غلن کے آنسو بہا ہوں جو میری صراحی سے پانی کی طرح قطرو قطرو پکاتا ہو۔ خواہے کہ صحت کی
 عقلی مصلِ قفروں سے دور نہیں ہو سکتی۔ لفظ ابرم میں ام ابرق سے حلق ہے۔ یعنی اور قسم۔

بجرم دے نیکہ خستہ ام چو سنگ در آب ہجوم ریزش غمیلے سخت و قلب رقیق

لغت: دے، نیکہ در کے بدلے۔ ہجوم: کثرت۔ ریزش: گرنے۔ رقیق: نازک، نرم۔

ترجمہ: شدید غموں کی کثرت میرے نرم و نازک دل کو سوائے ایک لمبے کے مصلِ تھوڑی دیر کے لئے زخمی نہیں کرتا، بالکل اسی طرح
 جس طرح پانی میں جگر پھینکا جائے۔ یعنی پانی میں جگر پھینکیں تو وقتی طور پر پانی میں لرزش آجاتی ہے، اسی طرح میرا نرم و نازک دل ان غموں
 غموں کو مصلِ ایک لمبے کے لئے محسوس کرتا ہے اور پھر انہیں بھول جاتا یعنی انہیں سکون سے برداشت کرتا ہے۔

بہ چچ پایہ نہ گشت اضطرابِ لازا کل بود ستارہ عاشق در اوج دست غریق

لغت: بہ چچ پایہ: کسی بھی مقام پر۔ اضطراب: بے قراری۔ لازا کل: در نہ لے دلی۔ دست غریق: ڈوبنے والے کا ہاتھ۔

ترجمہ: ہماری بے قراری کسی بھی مقام یا موقع پر در نہ ہوئی۔ گویا عاشق کا ستارہ ہلنے پر ایسے ہی ہے جیسے ڈوبنے والے کا ہاتھ ہو۔ ڈوبنے
 والے کا ہاتھ اس وقت باہر آتا ہے جب اس کا جسم پوری طرح ڈوبا ہو۔ یعنی عاشق کے مقدور میں اضطراب کی حالت ہر صورت میں رہتی ہے۔

بہانہ جوست کرم زان کہ در گزارش کار نبود، حسنِ عمل بے طاقت، توفیق

لغت: حسنِ عمل: اچھے اور نیک عمل۔ بے طاقت: توفیق کے بغیر۔ توفیق: خدا کے فضل و کرم کا انسان کے شمل حال ہو کر۔
 گزارش کار: عمل کرنا۔

ترجمہ: اس حالت پر حق کا کرم بیش اس بات کی تلاش میں رہتا ہے کہ کب کسی پر اپنا فضل فرمائے کیونکہ انسانی اعمال کے سلسلے میں حسن
 عمل اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ یعنی انسان کے نیک اعمال کا قبول ہونا اس کی توفیق ہی سے مراد ہے۔ بہانہ جو اس لئے کہا کہ اس کی
 توفیق بے عمل انسان کی بھٹکن کا بھی بدلہ تلاش کرتی ہے۔

’مرا کہ ذرہ لقب دارہ الی‘ ہی رسم کہ نئے بہ زبان تو کردہ ام تحقیق

نعت : ہی رسم، میں خوشی میں شاد رہا ہوں۔۔۔ نئے : ایک باغاس نعل۔۔

ترجمہ : کہنے لگے ذرے کا لقب دیا ہے اور میں اس بات پر خوشی میں شاد رہا ہوں کہ اس لقب کی بنا پر مجھ کو شادی کو شادی زبان سے ایک نعل پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی یہ نعل شادی زبان پر آیا ہے۔

حدیث نقلی لب پہ چہرہ گفتیم زیارہ جگر دم در وہن نملو حقیق

نعت : حدیث : بات۔۔۔ چہرہ : عروہ مرشد راست دکھانے والا۔۔۔ نملو : رکھو۔ حقیق : سرخ رنگ کا چمڑے ہو نٹوں سے تکیہ دیتے ہیں۔

ترجمہ : میں نے اپنے ہونٹوں کی نقل کی بات چہرہ سے کی۔ اس نے میرے ہر کے ٹوکے کا حقیق لے کر میرے سر میں اداں دیا۔ یعنی حقیق و محبت کے بات کی نقل اس کے اپنے خون جگر سے دور ہو سکتی ہے۔

برو کعب ہاکم نمی کنی باور تو اے کہ بسدہ باز آندی ز بیت عشق

نعت : ہاکم : میری ہاکت۔ نمی کی باور : تجھے یقین نہیں آ رہا۔ بیت عشق : پرہیزگار خانہ کعب۔

ترجمہ : تو جو خانہ کعب سے یوخی لوٹ آیا ہے تجھے میری کعب کی دلوں میں ہاکت پر یقین نہیں آ رہا۔ خدا کے گھر سے یوخی لوٹ آئے کا مطلب یہ ہو گا کہ تجھے اس گھر سے غائب و محبت نہیں ہے، بلکہ میں نے اس پر اپنی چل ڈال کر دی ہے۔

نہ دیدہ ای بہ بیاباں بزم خار بنے شکستہ مشرب آب و پارہ اے ز سوانح

نعت : خار بنے : کوئی یا ایک کاموں کی والدہ۔۔۔ مشرب آب : پانی کی صرافی۔۔۔ سوانح : ستو۔

ترجمہ : کیا تو نے بیابان میں ایک خار بن کے لیے ایک ٹوٹی ہوئی صرافی اور کسی قدر ستو نہیں دیکھے۔ یہ اور بیچلا شعر مایم مربوط ہیں۔ یعنی کعب سے یوخی لوٹ آئے والے کو دلوں میں اپنی ہاکت کی جگہ اور اپنی ان دو چیزوں کی شکستہ کی ہے۔

ترا بہ پلوے میخانہ جا دہم عالت بشرط آنکہ قناعت کنی بہ بوی رجیق

نعت : بوی رجیق : خاص شرب کی خوشبو۔۔

ترجمہ : اے عالت میں تجھے سے خانہ کے ایک طرف جگہ دوں گا۔ مخلص کا یقین اس شرب پر کہ تو خاص شرب کی خوشبو سونچنے پر ہی قناعت کر لے۔ یعنی نہ تو شرب نہ لے تو شرب کی خوشبو ہی اس کے لیے کافی ہے۔ گویا۔

گندم اگر بزم نہ رسد بھس قیمت است (اگر گندم میسر نہیں تو بھس ہی قیمت ہے)

غزل 2

شدم سپاس گزار خود از شکایت شوق زہے زمن بہ دل بے غمش سرایت شوق

نعت : سپاس گزار، شکر گزار، ممنون۔۔۔ سرایت : اثر۔۔

ترجمہ : میں محبت کی شکایتوں کا خودی شکر گزار ہوں اس لیے کہ اس کے بے غم دل میں میری محبت کا کچھ اثر تو ہوا۔ یعنی میرے ہونٹوں

پر محبت میں آنے والی شکایات نے محبوب کو میرے عشق کا احساس دلایا اس لئے میں ان شکایات کا معائنہ ہوں۔

ترجمہ : ہر بزمِ پاؤں گر بہانِ کشودنشِ نگرید خوشامندانِ مستی، خوشا رعایتِ شوق
لغت : گر بہانِ کشودنش : اس کا گریہاں کو نالہ۔ نگرید : دیکھو۔ خوشا : کیا خوب، کیسا اچھا ہے۔

ترجمہ : محفلِ ہونہوئی میں زار اس محبوب کا گریہاں کو نالہ دیکھو۔ کیا خوب ہے مستی کا بہانہ اور کیا خوب ہے شوق کا پاس یعنی محبوب شراب پانی کر مست ہو گیا ہے اور شراب کی گرمی کے سبب اس مستی میں اس نے اپنا گریہاں کو نالہ دیا ہے۔ دوسرے اس خیال سے بھی کہ عشق اپنے دوق کے باعث اس کے خشن سے حاشا ہوں کے اس نے اپنے خشن کی جگہ آورائی کا سنا سن کیا ہے۔

ترجمہ : ہر آنِ غزل کہ مرا خود بخاطر مست بنوز بہانگ چنگ ادا می کند ز غایتِ شوق
لغت : بخاطر مست : دلِ باز میں ہے۔ بہانگ چنگ : ساز کی آواز ہے۔

ترجمہ : ہر وہ غزل جو ابھی تک میرے دلِ باز میں ہے اور میں نے کبھی نہیں وہاں عشقِ شوق کے باعث ساز کی آواز سے ادا کر رہا ہے۔ اس میں قائلِ محبوب ہی ہو سکتا ہے۔ اگر چانگ کو انصاف کے بغیر بڑھا جائے تو پھر چنگ قائل ہو گا جس سے بات خلی نہیں۔ واللہ اعلم۔

ترجمہ : وصالِ ز آتش یا قوتِ گردِ عجب است عجب تر است ازین بر لبش حکایتِ شوق
لغت : وصال : دھواں۔ دھواں : پھولے اٹھنے۔ یا قوت : سرخ رنگ کا چھرو آگ کی طرح چمکتا ہے۔

ترجمہ : اگر یا قوت کی آگ یعنی چمک سے دھواں اٹھنے لگے تو یہ حیران کن بات ہو گی، لیکن اگر اس محبوب کے ہونٹوں پر حکایتِ شوق آجائے یعنی اس کے سرخ ہونٹوں سے محبت کی داستان بلند ہو تو یہ اس وصال سے بھی کہیں زیادہ حیران کن بات ہو گی۔

ترجمہ : غلط کند رو و آید بہ کلبہ ام ناگاہ منم فریب بود شیوہِ بدایتِ شوق
لغت : غلط کند رو : دو راست بھول جاتا ہے۔ کلبہ ام : میری بھونپڑی، میرا گھر۔ منم فریب : مشتوق کو دھماکا دینے والی۔ بدایت : رہنمائی۔

ترجمہ : جب بھی وہ کبھی راست بھول جاتا ہے تو اچانک میرے گھر آ جاتا ہے۔ واقعی محبت کی بدایت کا انداز منم فریب ہے۔ کتا بہ مقصود ہے کہ محبت اپنا اثر ضرور دکھائی ہے جس کی بنا پر محبوب عاشق کی طرف حوجہ ہو جاتا یا اس کی بیخوشی عاشق کی طرف چلا جاتا ہے۔

ترجمہ : محتاجِ کلمہ امل ہوس بنجم بر زن کنوں کہ خود شدہ ای شختہ ولایتِ شوق
لغت : محتاجِ کلمہ : کھوکھلیا جھلی سہلی، بے فنی۔ بنجم بر زن : تو دردم بر دم کر دے۔ کنوں کہ : اب تک۔ شختہ : کڑواں۔

ترجمہ : اے محبوب اب جب کہ تو خود شرمِ محبت کا کوئی قول ہی کیا ہے تو امل ہوس کا کھوکھلا سہلی دردم بر دم کر دے۔ یعنی تجھے عشق کا پورا شعور حاصل ہے اور تو عشق میں کھولے کمرے کی پرکھ کر سکتا ہے۔ یعنی محبت میں کون بھوکھو اور کون چاہا ہے۔

ترجمہ : بخود مناز و بہ آموزگار ہم پذیر من و نہایتِ عشق و تو و بدایتِ شوق
لغت : بخود مناز : اپنے آپ پر مت اکرست باز کر۔ آموزگار : استاد۔ پذیر : قبول کر۔ نہایت : اختلا۔ بدایت : آغاز۔

ترجمہ : تو اپنے آپ پر تازہ کر استقامت بھی کھانگی قبول کر لیکن یکے لے۔ تو یہ دیکھ کر ایک میں ہوں کہ میرا عشق و محبت اختلا کو پہنچا ہوا ہے اور ایک تو ہے کہ میرا بھی آغاز ہے۔ یعنی اس ضمن میں دونوں کا مقابلہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ گویا اس معاملے سے عاشق نے محبوب کو اپنی طرف حوجہ کرنا چاہا ہے۔

ترجمہ : مکن بہ ورزشِ این شغلِ جدی ترسم کہ چوں ری مخط خطوہ نہایتِ شوق

لغت : دروش: عشق۔ ہر: کو خشن۔ ی: ترسم: میں ڈر رہا ہوں۔ غلوہ: قدم۔
 ترجمہ : تو عشق و محبت کے اس خصل میں عشق کرنے کی اتنی کو خشن نہ کر کہ تو کہ میں ڈر رہا ہوں کہ جب تو عشق کی خصل کے آخری قدم پر پہنچے گا تو اگلا شعر اس کے ساتھ ہے۔ یعنی دونوں شعر قطعہ بند ہیں:

ترا زپرکش احباب بے نیاز کند غرور یک دلی و نازش حملت شوق
 لغت : یک دلی: ایک دلی ہو کر کسی ایک ہی عشق ہو کر۔ نازش: افزائش۔

ترجمہ : یک دلی کا غرور اور حملت شوق کا فخر تجھے اپنے دوستوں کی احوال پر ہی سے بے نیاز کر دے گا یعنی تو کسی کو بھی نہیں پوچھے گا اس لئے کہ تو صرف ایک کو چاہے گا اور اسی چاہت کا غرور تجھے دوسروں کی مزاح پر ہی سے دور رکھے گا۔

سر تو بہر تر از حرف عالت است بہر فہمت ہا بفرق تو قل رایت شوق
 لغت : بہر تر: زیادہ تاکہ گفتار۔ بہر: زیادہ سے۔ فہمت ہا: خدا کرے کہ مہارک ہو۔۔۔ قل: سایہ۔ رایت: جھنڈا۔ حرف: مزاح کام۔ بفرق تو: حیرے میرے۔۔۔

ترجمہ : زیادہ سے زیادہ بہر تر کا کام سے زیادہ بہر تر ہے۔ خدا کرے کہ حیرے میرے محبت کے علم اور جھنڈا کا سایہ مہارک ہو۔ مزاح کہ حرف عالت کے کلام میں محبت کی باتیں ہیں اور چونکہ حیرے میرے بھی محبت کا سوا ہے اس لئے اس علم محبت کا سایہ حیرے لئے مہارک چاہت ہو۔

روایف ک

غزل 1^{۵۰}

مرد آنگہ در ہجوم تنہا شود ہلاک از رشک تشنہ اے کہ بد رہیا شود ہلاک
 لغت : مرد: دلیر۔ ہجوم تنہا: خواہشوں کی کڑھ۔ تشنہ اے کہ: وہ چاہتا ہو۔۔۔

ترجمہ : دلیر آدمی وہ ہے جو خواہشوں کی کڑھ میں جان دے دے اور اسے اس چاہت انسان پر رشک آئے جو دنیا میں ہلاک ہو جائے۔ یعنی عشق و محبت میں منت ہی خواہشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جبکہ چاہتا ہوں ان کے پر راہونے کی فکر میں نہیں رہتا اور یہی اس کی محبت کی اختتام ثبوت ہے اس کی مثل بالکل اس انسان کی ہی ہے جو درمیان میں پیچھا سامر جائے۔

گردم ہلاک فرو فرجام رہوے کاندہر طلاش منزل عشقا شود ہلاک
 لغت : فرو: علیٰ حق۔ فرجام: نیک انجام۔ مہارک انجامی۔ رہوے: دور ہو۔ کاندہر: کہ اندر۔۔۔ طلاش: تلاش۔ عشقا: یعنی عشق جس کا کوئی نشان نہ ہو (عشق ایک فرضی پروردگار ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہے)۔

ترجمہ : میں اس راہ رو کی علیٰ حق اور نیک انجامی پر قربان تلاش ہو عشق طلاش میں جان دے دے۔ بلا واسطہ بلکہ حق کا دروس دیا ہے یعنی اقبال:

تو رہ نور شوق ہے منزل نہ کر قبول لیلی بھی ہم نہیں ہو تو محمل نہ کر قبول

نازم بہ کشت اے کہ چو یابد دوبارہ عمر در عذر التفات مسیحا شود ہلاک
ترجمہ : مجھے اس شہید پر ناز ہے کہ جب اسے دوبارہ زندگی عطا ہو تو وہ اس عذر یا بات پر مرجاتا ہے کہ اس کی اس زندگی کا باعث مسیحا کی
توجہ تھی۔ مگر وہ کہ وہ انسان جو کسی کا معنوں اسلمن نہیں ہوتا یا سہارک انسان ہے۔ مغرت یعنی مسیحا اپنے دم سے مردوں کو زندہ کیا
کرتے تھے یہ ان کا مجرہ تھا۔

دارم بہ کنج غم کردہ رشک کسے کہ او در جلوہ نگاہ دوست بہ غوغا شود ہلاک
لغت : کنج، کونہ، گوشہ۔ غوغا، شور۔

ترجمہ : مجھے اپنے غم کردہ کے گوشے میں بیٹھے ہوئے اس شخص پر رشک آتا ہے جو محبوب کی جلوہ گاہ میں اس محبوب کی جلوہ آرائی کے
ہنگاموں پر جلوہ دے رہا ہے۔ لیکن عاشق، محبوب کے دیوار سے محروم ہے۔ جبکہ ایک شخص اس محبوب کے حسن کی تک نہ لاکر مرجاتا
ہے۔

منہای رخ بہ ما کہ بہ دعویٰ نشت ایم در خلوتی کہ ذوق تماشا شود ہلاک
لغت : منہای، منہ، دکھا۔

ترجمہ : تو ہمیں اپنا چہرہ دکھا کیونکہ ہم بڑے دھمے کے ساتھ ایک ایسی عظمت میں بیٹھے ہیں جہاں ذوق دیدار نکال دیا جاتا ہے، یعنی جہاں
حسن محبوب کے جلوے کی لذت نہیں رہتی۔

با عاشق امتیاز تافل نشان دہد تا خود ز شرم شکوہ بجا شود ہلاک
لغت : امتیاز تافل، تافل یا دانست غفلت کو پہچان۔ نشان دہد، دکھاتا جاتا ہے۔

ترجمہ : وہ عاشق کو تافل کی پہچان جاتا ہے، تاکہ جب وہ عاشق تافل کا شکوہ کرے تو محبوب اسے یہ کہے کہ شکوے سب شکوے بیکار
ہیں اور یوں اسی شرم سے وہ عاشق خود ہی ہلاک ہو جائے۔ گویا محبوب کا انداز تافل بکثرت دیتا ہے کہ وہ تافل معلوم نہیں ہو یا لیکن پھر بھی
عاشق اگر انداز کو پہچان لیتا ہے تو محبوب اسے بے جا شکوہ کرتا ہے اور عاشق اس شرم کے باعث مرجاتا ہے۔

نامرد را بہ نخل آسائش مشام مرد از آف سموم بہ صحرا شود ہلاک
لغت : نخل، ایک تھوڑی سی خوشبو جس سے بے ہوش آدمی کو ہوش آ جاتا ہے۔ مشام، دماغ۔ آف، گرمی۔

ترجمہ : ایک نامرد یعنی بے ہوش انسان ہی کو نخل سے دماغ کا سکون حاصل ہوتا ہے جبکہ ایک دلیر آدمی صحرای گرم ہوا کی گرمی کو برداشت
کرتے ہوئے ہلاک ہو جاتا ہے۔ یعنی دلیر ہی جو بے مضامبت و آگام کو برداشت کرتے ہوئے ہلاک ہو جائے۔ صرف بے ہوش انسان دماغی سکون
کے پھر میں رہتا ہے۔

باخضر گرغنی روم از تنم تا کسی ست ترسم زنگ مہری ما شود ہلاک
لغت : تنم، کسی، تھلک ہونے کا خوف ہے۔ ترسم، میں ڈرتا ہوں۔

ترجمہ : میں اگر خضر کی مہری میں نہیں چلتا تو یہ اپنے ناکس ہونے کے خوف کے باعث ہے، میں ڈرتا ہوں کہ کسی وہ خطرناک مہری اساتذہ
چلتا کی لذت کے سبب ہلاک نہ ہو جائے۔ لیکن خدا اس کے ساتھ چلتا اس کے لئے ہلاکت ہو رہا ہے اسی بنا پر جان دے دے۔

غم لذتے ست خاص کہ طالب بذوق آں پنہاں نکلا در زو و پیدا شود ہلاک
لغت : نکلا و در زو، خوشی و مسرت اختیار کرنا ہے۔ پیدا، ظاہر۔

ترجمہ : غم ایک ایسی خاص لذت ہے جس کا غالب اس کے ذوق و لذت میں قویا شدہ طور پر خوش و غم رہتا ہے لیکن ظاہر میں وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

غالب ستم نگر کہ چو ولیم فرزندے زیں سلاں بہ چہرہ دستی اعدا شود ہلاک
لغت : ولیم فرزند : دل آگور نر۔

ترجمہ : غالب یہ ستم ملاحظہ ہو کہ ولیم فرزند جیسا شخص دشمنوں کی اس طرح کی چیرہ دستیوں سے ہلاک ہو جائے۔

غزل #2

بجز اگر موج زن است از خس و خاشاک چہ باک
ترجمہ : اگر سمندر غلغلے میں مار رہا ہے تو پھر خس و خاشاک کا کیا ڈر ہے۔ تیرے ہوتے ہوئے ہمیں اندیشہ فکر سے کیا خوف ہے اور باک یعنی خوف سے کیا ڈر۔ یعنی تیرا ساتھ ہو تو ہمیں کسی خوف کی پروا ہے اور نہ کسی اندیشے کی۔

فیض سرگرمی دور قدح سے دریا بہ
لغت : برگ ریز : چنے گرائے والی۔ دھندلے سرخیوں کا مینہ۔

ترجمہ : اگر دھندلے میں انگوڑی کی تل چنے گرا رہی ہے یعنی جھس کے سبب اس کے پتے بھڑک رہے ہیں تو کوئی بات نہیں، کوئی ڈر نہیں، تو یہ مگر شراب میں جام کی گردش کی گرمی سے ٹھنڈا ٹھنڈا یعنی سرخیوں میں ٹھنڈا کوہا، خوشی سے گرم گرم۔ سوئی مرحوم نے برگ ریز کو برگ ریز چہ کہ سخی ہی بول اپنے ہیں۔

دشنے نیست اگر خانہ چراغے دارد
لغت : بجھکی : سہاوی اند میرزا تارکی۔۔۔ ذویہ : گوش۔

ترجمہ : اگر گھر میں کوئی چراغ ہے تو کوئی پریشانی یا بگڑاہٹ نہیں، فکر کی بات نہیں۔ دل کے ہوتے ہوئے اس خاک کی بکری سے کیا حاصل۔ یعنی زندگی میں اگر کوئی روشنی ہے تو دل ہی کی بدولت ہے۔ دل نہیں بجھتا چاہئے دل زندہ رہنا چاہئے۔ علامہ اقبال نے اس ضمن میں اس طرح بات کی ہے:

دل مرودہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
حاشی اللہ کہ دریں سحر کہ رسوا گردی
کہ بھی ہے استوں کے مرض کسن کا چارہ
بہ چشمن خشیگم از بکر چاک چہ باک

لغت : حاشی اللہ : خدا نہ کرے۔۔۔ خشیگم : میری خستہ حالت۔۔۔ سحر : مژدہ محبت کا بنگار۔

ترجمہ : خدا نہ کرے کہ تو اس سحر کہ میں رسوا ہو۔ یعنی ایسا نہیں ہو کہ میری اس معطلی کے ہوتے ہوئے بکر چاک کا کیا خوف یعنی میری معطلی کے آگے بکر چاک کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ بھلا رسوائی کس بات کی۔

غافل امیں ہستی برا جزا سے وجودم زندہ است
لغت : از اے وجودم : میری ہستی کا رگ درخت۔۔۔ اثر باک : تجھ میں اثر ہو، ہر نام۔

ترجمہ : اے میرے غافل ساتھی یہ بھلی بہت میں آنے والی مصیبتوں کی گری، تو میری ہستی کے رگ و ریشہ گری ہے، تجھے میری ان آنکھیں آہوں کی اثر نکی سے کیوں خوف ہو رہا ہے۔ یعنی جانتا تو میں ہوں، تجھے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

با رضائے تو ز بنامازی ایام چہ نیم با وفاے تو زبے مری اخلاک چہ پاک
لغت : بنامازی ایام: زمانے کی بدرفتاری۔

ترجمہ : میری رضا یعنی خوشی کے ہوتے ہیں زمانے کی بدرفتاری کا کیا اور تو اگر با وفا ہے تو آہوں کی بے مری کا کیا خوف۔ یعنی ہمارے لئے تو میری تو جیسا سب کچھ ہے۔ اس صورت میں اگر زمانہ ہمارا ساتھ نہیں دیتا اور ستارے ہماری قسمت نہیں بدلتے تو ہمیں کوئی ڈر، خوف اور پروا نہیں ہے۔

ہاں بگو تا خم زلفت بفشار و دل را خون صید ار پیکہ از حلقہ فتراک، چہ پاک
لغت : بفشار: بچھنے، رہائے۔ صید: شکار۔ ار: اگر۔ پیکہ: بچے۔

ترجمہ : ہاں تو اپنی تنگنوائی دلوں سے کہہ کہ وہ ہمارے دل کو بچھیں گے۔ اس صورت میں اگر شکار کا خون فتراک کے کڑے کٹے سے بچھنے لگے تو کوئی خوف کی بات نہیں۔ محبوب کی ان دلوں کو فتراک سے اور اپنے دل کو شکار سے تشبیہ دی ہے۔ فتراک گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھا ہوا دھکڑا جس کے ساتھ مارے ہوئے شکار کو بازو جاکرتے تھے۔

وردوم از چارہ گری با نہ پذیرد تسکین با نہیں زہر ز دم سردی تریاک چہ پاک
لغت : چارہ گری پا: بہت سے طالع۔ نہ پذیرد تسکین: اسے تسلی نہیں ہوتی۔ دم سردی: ٹھنڈک۔ تریاک: دوا جس سے زہر کا اثر دور کیا جاتا ہے۔

ترجمہ : میرے درد اور بہت کو کسی بھی چارہ گری سے کوئی تسلی نہیں ہوتی، اتفاق نہیں ہوتا۔ اس قسم کے زہر کے ہوتے ہوئے تریاک کی ٹھنڈک سے کیا خوف۔ درد کو زہر اور چارہ گری کو تریاک سے تشبیہ دی ہے۔ گوارا درد بہت ایک دوا طالع اور دوا مرض ہے۔

کلک با تا بخت باست ز دشمن چہ ہراس چوں فریدوں علم آراست ز شخاک چہ پاک
لغت : کلک: قلم۔ ہراس: خوف۔ ڈر۔ فریدوں: ایران کا قدیم پادشاہ۔ شخاک: ایران ہی کا ایک قدیم بے حد عالم پادشاہ جس کے مظالم سے ملک آ کر ایک لہار نے علم بدلت دیا۔ شخاک خاندان کے ایک فرد فریدوں نے اس کا ساتھ دیا اور آخر شخاک پر شہنشاہ فریدوں تخت نشین ہوا۔ تاریخی صحیح ہے۔۔ مہ: بچہ، بھڑا۔

ترجمہ : جب تک قلم ہمارے ہاتھ میں ہے، ہمیں دشمن کا کوئی خوف نہیں، یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح فریدوں نے علم بدلت دیا۔ شخاک کا خوف دور کر دیا۔ گوارا ہمارے ہم یا تحریر میں اتنی قوت ہے کہ وہ دشمن کو بے بس کر سکتی ہے۔

بہم از دغل خیل باز نہ استد ز خن شعلہ را غالب از آویزش خاشاک چہ پاک
لغت : خیل: فوج، گھنٹا لوگ۔۔ باز نہ استد: نہیں رکئی۔۔ آویزش: ٹھکڑا ہوا غل یا غل ہونا۔

ترجمہ : اے غالب گھنٹا لوگوں کی مداخلت یعنی اپنی سیدھی جاتیوں سے میری طبع شامی سے باز نہیں دیتی، نہیں رکئی، یعنی یہ لوگ جو کچھ چاہیں میری شامی کے خلاف کر لیں، میں اپنی خن سراں جاری رکھوں گا، جھٹلنے کو خاشاک کی آویزش سے کیا رہے۔ خود کو شعلہ اور گھنٹا یا مخالف لوگوں کو خاشاک سے تشبیہ دی ہے اور خیل کے حوالے سے انہیں خاشاک کہا ہے، جس کا خاشاک۔

غزل #2

سبک روحم ریود بار من اندک چرانہ شماری آزار : من اندک
 لغت : سبک روح : یعنی ذہنی اور جسمانی آسازہ مسکن سے میری روح اگلی یعنی پاک ہے۔۔۔ بار : بوجھ۔۔۔ اندک : تھوڑا۔۔۔ چرانہ شماری : تو نہیں نہیں سمجھتا۔۔۔

ترجمہ : میں ایک سبک روح انسان ہوں، میرا بوجھ ہلکا ہے تو میرے آزار و فتنے پر جو دو ستم کرنے کو تم کیوں نہیں سمجھتا۔ یعنی میں دنیاوی مادیات سے بے نیاز ہوں تو بھٹکا ہوا ہے، علم و ستم بخیر پر ڈالے میرے لئے وہ کم ہی ہو گا۔ گویا تو فتنے پر اور بھی ستم اٹھاؤ جو تو اٹھا رہے اسے کم سمجھو۔

تھم فرسود در بند تو بسیار دلت بخشود بر کار من اندک
 لغت : فرسود : تھک گیا، خستہ حال ہو گیا۔ بخشود : بخشنا، عطا کر دیا۔

ترجمہ : تیری محبت کی قید میں میرا جسم بہت سی خستہ حال ہو گیا لیکن تیرے دل نے میرے معاملے میں نرمی تو دے کی۔ محبوب کی عدم توجہی کی شکایت کی ہے۔

ازیں پرسش کہ بسیار است از تو شد اعدوہ دل زار من اندک
 لغت : شد : ہو گیا ہے۔ اعدوہ : غم۔۔۔ دل زار : بیمار یعنی محبت کا مارا ہوا۔

ترجمہ : اے محبوب تو نے جو میری بہت زیادہ حال پر ہی کی ہے تو اس سے میرے دل زار کا غم کسی قدر کم ہو گیا ہے۔ اس غزل میں بسیار اور اندک کے حوالے سے صنعت تضاد کا استعمال ہوا ہے یعنی محبوب کی زیادہ پرسش و سوال بھی عاشق کے لئے کم ہے۔

تا زان حکایت با کہ دارم تشویشی زخوار من اندک
 لغت : تا : یہی۔ تشویشی : تشویش، غم، غمناکی۔

ترجمہ : تو نے میری بہت سی داستانوں میں سے یہی چند ایک میرے غم خوار سے سنی ہوں گی۔ یعنی محبت کی داستانیں، جو محبوب کی بے وفائی، بے توجہی اور اس کے علم و ستم و غیور سے متعلق ہیں۔

ز خاصات گرای گوہرے بہت کہ ی دانہ ز اسرار من اندک
 لغت : ز : خاصات : حیرت، غامض، خاص، مہذبوں میں سے۔ گرای : گواہی دہندہ۔ ایک عظیم موتی، یعنی شخصیت۔

ترجمہ : حیرت، غامض، خاص مہذبوں میں ایک عظیم شخصیت ایسی بھی ہے جو میرے راز و اسرار سے کسی قدر آگاہ ہے۔

سر کو چک دلی ہائے تو گردم کہ آسماں کردہ دشوار من اندک
 لغت : کو چک : دلی، تھوڑی، کم، حوصلہ ہوا۔ گردم : سر و گردن، میں قربان ہواں۔

ترجمہ : میں تیری تھوڑی کے قربان ہواں کہ اس نے میری دشواریوں کو کسی قدر کم، آسان کر دیا۔ یعنی ساری دشواریاں نہ سہی کم دشواریاں بھی آسان ہو جائیں تو عاشق کے لئے یہ بھی بہت قیمتی ہے۔

بر آئی از نور سوج تشویر : نئی گردل بہ گفتار من اندک
 لغت : بر آئی : دوبارہ آنے کا نہایت ہلکا۔ نور : چہرہ، تشویر : برہنہ، انکسار۔ نئی گردل : قبول رکھے، یعنی توجہ کرے۔

ترجمہ : اگر تو میری باتوں پر ذرا سی بھی توجہ دے تو پریشانوں کی سرک لیپٹ سے باہر آجائے گا۔ یعنی پریشانوں سے تجھے نہایت مل جائے گی۔

مہل کز و ست بدقت گر ہست متاع صبر در پار من اندرک

فلت : ہاں: مت مجھ سے دوستی نہ کر۔۔۔ محتاج : دولت سے رہا ہے۔۔۔ ہمارے بوجھ سے ملانے کے لئے۔۔۔

ترجمہ : اگر میرے بار میں میری دولت کم ہے تو تو یہ مت سمجھو کہ یہ کی تجویز لوٹ مار کے باعث ہے۔ محبوب اپنے حسن کی دلکشی سے عاشق کا دل تو لٹاتا ہے لیکن عاشق کا سہرا لوٹا اس کے بس کی بات نہیں۔ اگلا شعر بھی اس کے ساتھ ہے۔

وجودم غوان یغما بود غم را تو هم مهدی ز بسیار من اندک

نعت : خواں یلما: لوٹ کامل۔۔۔ ہدی: توڑے گی۔۔

ترجمہ : میرا وجود تم کے لئے ایک طرح سے لوٹ کالہ تھا۔ سو تو بھی میرے اس بہت سے دل میں سے کسی قدر لے گیا۔ زندگی میں بہت سے قصوں سے جو سناؤ دے گا اس کی بات کی ہے۔ پھر محبوب کے غم محبت نے بھی عاشق کے وجود پر اتنی کوڑا لگا دیا۔

مکتوبیم تا نا شد نغز غالب چه غم گر هست اشعار من اندک

قلت: فلو لم يكن في القرآن شيء من ذلك...

ترجمہ : علامہ اگر میرے اعتبار کی تعداد کم ہے تو کوئی ذرا بالکل کی بات نہیں، اس لئے کہ میں اس وقت تک شعر نہیں کہتا جب تک وہ خوب نہ ہو۔ اہل کلمہ کچھ شاعری کی تعریف کی ہے۔ اپنی اصطلاح میں اسے نقلی فنِ خود ساختہ کہتے ہیں۔

رویتوں کے

14

اے ترا و مرا دریں خیرنگ دامن و چشم و دست و دل ہمہ نیک

نعت : محبوب و فریب مزاویہ ذاتی اہل محبوب محبوب حالات واقع ہوئے ہیں۔۔

ترجمہ : اسے محبوب اس دنیا کے نیرنگ میں تجھے اور مجھے دو دو چیزیں عطا ہوئی ہیں اور دونوں کی دونوں تک ہیں۔ تجھے وہیں تک، چھو جائے جو دکھ و کشم کا باعث ہے اور جہنم تک، چھوئے عرق و دل آگہ مل ہے، جبکہ مجھے دست تک، عطیہ کا لہرا ہوا جلی ہاتھ اور دل تک یعنی تم کا لہرا ہوا دل ملا ہے۔

ہم تو خود درمیں خوشی ہے کہ رخ ماہ والے بچے ہیں

ملت : نسیم : ملت۔۔۔ خوشحالی : اوائی۔۔۔ نئے رنگ : فطرت میں پیدا۔۔۔

ترجمہ : تو خود اپنی کمالت میں بیخفا ہے، تو اسے محبوب جو چرے کے لحاظ سے تو ہمارے، حسین و دلکش ہے جبکہ خصلت اور طبیعت کے لحاظ سے چھٹا ہے۔ چھٹا مشہور جنگی جالور جو غار بکڑنے کے لئے کمالت میں چھپ کر بیٹھا ہے۔ یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ محبوب خود اپنے دشمن پر فریفتہ ہے۔

ہاں مفتی کہ در ہوائے شراب ی سرائی غزل بہ تلمہ چنگ

لغت : مفتی : گنے والے۔۔ ہوائے شراب : شراب کی فضا۔۔ ی سرائی : تو کا نام، فعل امر باری۔۔

ترجمہ : اے مفتی تو اس فضاے شراب میں یعنی ہم پر جو مستی طاری ہے اس فضا میں ساز کی گواہ پر غزل کا نام۔۔ یعنی سے و نفخ کا کھنا دور چلے۔

زخمہ می ریز ہم بدیں انداز نغمہ ی شیخ ہم بدیں آہنگ

لغت : زخمہ : معزوب، ساز بجانے والا۔۔ ی ریز : گرا آتی چلا آتا۔۔ نغمہ ی شیخ : راگ، لہار، نغمہ سرائی کرنا۔۔ بدیں آہنگ : اسی لے آہنگ۔۔

ترجمہ : تو اے مفتی اسی انداز میں معزوب چلا آ جا اور اسی لے اور سر میں نغمہ سرائی کرنا۔۔

فرست بار سلق چلاک اے بدفع غم ایزدی سرہنگ

لغت : فرست بار : خدا تجھے فرست یعنی زندگی دے۔۔ چلاک : بھڑکا، ہوشیار۔۔ ایزدی : خدائی۔۔ سرہنگ : سپاہی۔۔ ایزدی سرہنگ : مزار بھی فرشتہ۔۔

ترجمہ : اے ہوشیار ساقی خدا تجھے سلامت رکھے، مجھ اور تو دونوں کو دور کرنے کے سلسلے میں بھی فرشتہ کا حکم کرتا ہے۔ ساقی شراب پانا ہے اور بارہ نوش مستی کے عالم میں کچھ دیر کے لئے سارے غم بھول جاتا ہے۔

شیشہ بشکن قدح بہ خم در زن آ گنجیدہ دریں میانہ درنگ

لغت : بشکن : توڑ ڈال۔۔ در زن : اڑھل ڈال دے۔۔ گنجیدہ : نہ سارے مواقع نہ ہو۔۔ درنگ : دیر۔۔

ترجمہ : تو یوں تو ڈال اور پیالہ پھرتے شکستے میں اڑھل دے تاکہ اس دوران میں ذرا سی بھی دیر نہ ہو۔ یعنی شراب نوشی میں دیر نہ ہو۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ محبوب قریب ہو تو شراب کی ضرورت نہیں، اس کا یہ قریب یا ماحق پر کیف و سرور طاری کر دے گا۔

شود اتہاں، اویم، کو آں فیض گرو اندودہ، فضلا، کو آں رنگ

پرتو خاص در نملو سبیل بارہ تاب در دیار فرنگ

لغت : اتہاں : جہاں، جہاں کہیں، اویم : اچھا چڑا۔۔ کو : کہاں ہے۔۔ سبیل : ایک مشہور ستارہ جس کی روشنی چڑے پر پڑے تو چڑے کی بدبو دور ہو جاتی ہے۔۔ نملو : بنیاد، فطرت۔۔ دیار فرنگ : انگریزوں کا ملک، پورپ جہاں خاص شراب عام ملتی ہے۔۔

ترجمہ : جیسا سرچشمہ فیض کہیں ہے جس سے اتہاں، اویم تک جانے اور اس کی کیفیت کہیں ہے جس سے غم، غمخیزی میں تبدیلی ہو جائے یعنی ایسا کہیں نہیں ہے۔ ایسا پرتو یا روشنی تو ستارہ سبیل میں ہے اور خاص شراب دیار فرنگ میں ہے۔ یعنی یہ سب ہمارے ہمارے ہمارے میں نہیں ہے۔

شکوہ و شکر ہرزہ و باطل عجب و دوست آئینہ و سبک

لغت : ہرزہ : بیکار، فتنہاں۔۔ باطل : جھوٹ، ایسی بات جس کا وجود نہ ہو۔۔ آئینہ : شیشہ۔۔

ترجمہ : شکوہ اور شکر دونوں بیکار اور جھوٹ ہیں اس لئے کہ عجب و دوست، جیسا کہ عجب و دوست میں اس محبوب حقیقی کا کیا شکوہ کہیں اور کیا شکر ہوا کہیں کہ اس کی طرف سے تو میری مستی پر جو گواہ شیشہ ہے، پتھری بہتے ہیں یا بہتے ہیں۔ اپنی بد نصیبی کا رونا روتا ہے۔

روایف۔ ل غزل # 1

نہ مرا دولت دنیا نہ مرا اجر جمیل نہ چو نمرود۔ توانا نہ نکلیا چو ظلیل
 لغت : اجر جمیل : اچھا اجر جس سے نیک پاک لوگ آخرت میں فیض یاب ہوں گے۔ توانا : طاقتور۔ نکلیا : سار۔ ظلیل : حقیر
 ابراہیم کالب نمرود جیسے ظالم بادشاہ نے انہیں آگ میں ڈالا تھا۔ آپ نے صبر اختیار کیا اور اللہ کے حکم سے وہ آگ بجھ کر رہی گئی۔ آخر آتی
 جمیع۔

ترجمہ : میرے پاس کوئی دنیاوی دولت اور نہ کوئی میرے نیک کام ہیں جن کا کچھ اجر جمیل ملے۔ نہ تو میں نمرود کی طرح طاقتور صاحب
 اقتدار ہوں اور نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سار۔ گویا ایک بالکل عام انسان ہوں۔

با رقیب کف ساقی بہ سے باب، کریم باغریاں لب چینوں بہ دم آب بنیل
 لغت : کریم : مہربانی کرنے والا۔ ساقی : فریب : غریب کی مدد پر مبنی۔ چینوں : چینوں : مشورہ دینا، غور و دریا۔ بہ دم آب : پانی دیتے
 وقت۔ بنیل : نکلیں۔

ترجمہ : رقیبوں کو خاص شراب دیتے ہیں تو ساقی کا ہاتھ بڑی محنت سے کام لے رہا ہے جبکہ انہیں کے لیے دریا بھجوں کا کاروبار پانی
 دیتے وقت بھی کجی کرنا ہے۔ خود کو انہیں کہا ہے ساقی سے غرا محبوب ہے جو عاشق کو تو انہیں کہتا ہے اور اسے شراب کا ایک قطرہ بھی
 دینے کو تیار نہیں، جبکہ رقیبوں کو جام پہ جام دے رہا ہے۔

بند و بار بہ شکیر در انگندہ براء۔ آنکہ دانست سراپستگی ضحیٰ رحیل
 لغت : بند و بار : سلاخ سفر۔ شکیر : شکر۔ رات کے آخری حصے میں سفر روانہ ہوئے۔ در انگندہ : اکل رہا۔ سراپستگی : گھبراہٹ
 پر پھٹائی۔ ضحیٰ رحیل : کوچ کرنے یا سفر روانہ ہونے کی صبح۔

ترجمہ : وہ شخص جسے صبح کے سفر روانگی کی گھبراہٹ کاظم ہوا اس نے رات کے آخری حصے میں اپنا سلاخ سفر راستے میں اکل رہا۔ لیکن
 ایک تو اس خوف سے بچنے کے لیے کہ راستے میں رہتی ہوتی ہیں گے اور دوسرے سلاخ کے باعث جو کوفت ہوگی اس سے بچنے کے لیے ایسا
 کیا۔

ہن و ہاں اے گمریں یارہ سبیں سادہ کز دم تیغ بہ لیس بربان خون قتل
 لغت : گمریں یارہ : جس کی چوڑیاں سوتیلوں کی ہوں۔ سبیں سادہ : چاندی کی سی سفید کھلی دھات یعنی تازک اعدام۔ لیس : لیس : تو چاند
 ہے۔ قتل : قتل یعنی شہید بہت۔

ترجمہ : اے سوتیلوں کی چوڑیوں والا زور دہنے ہوئے میرے تازک سوزج و تازک اعدام محبوب تو دارا ہے دیکھ کہ تو کیا کر رہا ہے اپنے شہید
 محبت کا خون تلواریں دھارے سے زبان کے ساتھ جات رہا ہے۔ لیکن بھار تو نرم و تازک اور تازک سوزج ہے لیکن باطن میں خاصا ظالم ہے۔

بس کن از عہدہ آ چند رہائی، نفوس از گدایاں سر و از تارک شہلاں اکلیل
 لغت : عہدہ : بھگوانا۔ رہائی : اڈائے گم۔ نفوس : قریب کاری اور نکاری سے۔ تارک : سر۔ اکلیل : تاج۔

ترجمہ : اے محبوب کب تک تو رعب سے کام لیتے ہوئے گواہوں کا سرا ڈالے گا کان رہے گا اور ہلاکوں کے سر سے تاج اڑا دے گا۔ اب یہ جگزا فدا فتم کر دے۔ یعنی تو اپنے دشمن کی دلکشی کے باعث کب تک شہرہ گردا کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنے گا۔

تو ہلاشی دگرے کوے تو نبود بخنے کے شدہ ستم بہ دل غلجی جاوید کفیل
 لغت : تو ہلاشی : تو نہ ہو گا۔ دگرے : تو پھر۔ کے شدہ ستم : ہم کیوں باک تک رہیں۔ دل غلجی جاوید : جیش کی رنگ و نم کی زندگی۔ کفیل : ڈر وادار خاص۔

ترجمہ : جب تو نہیں ہو گا تو پھر میرے کوپے میں بھی چھن دلی کیفیت نہ رہے گی۔ خدا ہم کیوں دل غلجی جاوید کے کفیل ہی کر دیں، یعنی میرے وجود ہی سے تو میرے کوپے کی مدافعت ہے اور میرے علم و محبت ہی سے ہم سرشار ہیں، سو جب تو نہیں ہو گا تو پھر کیا ضروری ہے کہ ہم خود خود خود کو خطاب میں ڈالے رکھیں۔

ترس موقوف چہ شد رشک نہ بینی کہ دگر دارم آہنگ نیایش گری رب جلیل
 لغت : ترس : خوف و۔ موقوف : بندھ گیا یا برخواست۔ آہنگ : راز۔ نیایش گری : التجائیں کرنا۔

ترجمہ : خوف تو موقوف ہو گیا رشک کو کیا ہو گیا محبوب تو میں دیکھ رہا کہ میں ہمارے اس رب جلیل کے آگے التجائیں کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ یعنی خوف کی بات تو بھڑک گیا تھے اس بات پر رشک بھی نہیں آتا کہ میں میری موجودگی میں اللہ کے حضور ہمارے گڑگڑانے اور التجائیں کرنے لگا ہوں۔ چنانچہ اب آگے چل کر خدا کے حضور ہی التجائیں ہیں۔

اے بہ سمار قضا دوشہ چشم ابلیس بدم گرم رواں سوختہ ہل جبریل
 لغت : سمار : بچ۔ دوشہ : سی دی ہے۔ بدم گرم رواں : تیز پلنے والوں یعنی راقی میں جو پلنے والوں کے سانس سے۔ سوختہ : جلا ڈالے۔ ہل : پر۔

ترجمہ : اے ذات جلیل تو نے قضا کی بچ سے تو ابلیس کی آنکھیں سی دیں اور گرم رواں کے سانس سے جبریل کے پر جلا ڈالے۔ یعنی قضا نے ابلیس کی گھڑی کا عہد فی اور اسی سے جبریل کو بیچارہ رستی میں تیز رفتاری عطا کی اس میں حضور اکرم کے صریح شریف کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے جب آسمان کے ایک مقام سے آگے بڑھنے سے جبریل نے اس لئے اظہارِ تحقیر کیا کہ اس کے پر جل جائیں گے۔

با توام خری خاطر موئی بر طور با خودم خشکی لشکر فرعون بہ نیل
 لغت : با توام : میرا ساتھ ہو تو میرے لئے۔ خری خاطر : دل کی سرور و راحت۔ با خودم : اپنے ساتھ خود ہوں۔ یعنی مجھے خود پر بھڑو دیا جائے۔ خشکی : خشک و مراد چلی۔

ترجمہ : اگر میرا ساتھ ہو یعنی میری ذات کی فہم پر عصمت ہو تو مجھے وہی دل و راحت و سرور نصیب ہو جو طور پر حضرت موسیٰ کو نصیب ہوئی تھی، لیکن اگر میں اپنی راحت پر بھڑو دیا جائوں میری فہم پر توجہ و عصمت نہ ہو تو مجھے بھی اسی قسم کی جاتی سے دوچار ہونا پڑے جس سے فرعون کا مشرور دماغ نل میں ہوا تھا۔ (قرآنی صحیح)

بر کمال تو در اندازہ کمال تو محیط بر وجود تو در اندیشہ وجود تو دلیل
 لغت : محیط : احاطہ کرنا۔ اندیشہ : سوچ۔

ترجمہ : میری ذات کے کمال، کمال ہو، کا اندازہ لگانے کے لئے خود میرا کمال ہی اس کا احاطہ کر سکتا ہے۔ یعنی خود میرا کمال ہی میرے کمال کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے، انسان اس سلسلے میں بے بس ہے۔ اسی طرح میرے وجود و اندیشہ ہی کے ثبوت کے لئے میرا وجود ہی دلیل ہے۔ یعنی اس ثبوت کے سلسلے میں بھی انسان بے بس ہے۔

نہ کئی چارہ لب خشک مسلمانے را اے بہ ترسا پچھل کرہ سے ناب کبیل
 لغت : چارہ : علاج۔۔ بہ ترسا پچھل : آتش پرست بچوں کے لئے۔۔ کبیل : گھج راستہ طرہ حال : آتش پرستوں کے نزدیک شراب
 حلال ہے۔۔

ترجمہ : اے ذاتِ کریم تو کسی مسلمان کے خشک لبوں کا تو کوئی علاج کرتی نہیں جبکہ آتش پرستوں کی اولاد کے لئے خاص شراب بھی حلال
 قرار دے رکھی ہے۔ غالب کی یہ بات خوب ہے کہ وہ بلا واسطہ یا براہِ راست اپنی شراب نوشی کے حوالے سے ضرور ہنگامہ نہ کھاتے کہ جانتے۔
 غالب سوختہ جلیں را چہ بگشتار آری بہ دیارے کہ خداوند نظیری ز قیاس

لغت : سوختہ جلیں : غم و اندوہ کا دارا ہوا۔۔ چہ بگشتار آری : تو کیا بات کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی شاعری پر کیوں نگار کھا ہے۔ نظیری : نظیری
 مشہور شاعر پہلے بھی چہ مرتبہ ذکر ہو چکا ہے۔۔ قیاس : یہ بھی قادری کا مشہور شاعر ہے۔۔

ترجمہ : اے خدا تو نے سوختہ جلیں غالب کو ایک ایسے دیار میں شاعری پر کیوں نگار کھا ہے جہاں کے لوگ نظیری اور قیاس میں فرق نہیں کر
 سکتے۔ مطلب یہ کہ اس دیار کے لوگ قادری شاعری کا صحیح فہم نہیں رکھتے اس لئے غالب کا قادری میں غنی سرائی کرنا کس کام کا۔

لے مر حسین نقیر می سے مر حسین نقیل

غزل #2

راہے ست کہ در دل فکد از خون، رود از دل ناید بہ زہاں شکوہ و بیہوں رود از دل
 لغت : در دل فکد : دل میں آلتی یا پکڑتی ہے۔۔ ناید : نہ آئے، نہیں آتا۔۔

ترجمہ : ایک راہ طون کے ذریعے سے دل میں آتی ہے اور باہر نکل جاتی ہے۔ ابھی شکوہ نہیں ہے ابھی نہیں آنا کہ دل سے نکل جاتا ہے۔
 یعنی خون دل کے راستے سے باہر نکل کر پورے جسم میں گردش کرتا ہے۔ محبت کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ جس کا اعتبار زبان کے ہی کا لوگ
 نہیں۔

آتش بدم آب تسلی شود و من خوں گروم از آن تف کہ بہ جیہوں رود از دل
 لغت : تسلی شود : بھج جاتی ہے۔۔ تف : گری۔۔

ترجمہ : آگ تو تھوڑے سے پانی سے بھی بجھتی یا بجھتی ہے لیکن میری حالت یہ ہے کہ میں اس حدت و گری سے خون ہو کے رہ جاتا ہوں
 جو دل سے جیہوں دریا میں چل جاتی ہے یعنی میں محبت کی آگ میں جل رہا ہوں، جسے دریا بھی نہیں بجھا سکتا۔

خواہم کہ غم از کلبہ من گردد بر آمد تا خواہش بیہوداں ہاں رود از دل
 لغت : گردد بر آمد : ملتی نکال دے، ہٹا کر دے۔۔ بیہوداں ہاں : بیاباں ملے کہ بیاباں خود دی۔۔

ترجمہ : میری یہ خواہش ہے کہ غم میری بھونچڑی ہو گھر کی خاک اڑا دے یعنی اسے چلا کر دے تاکہ بیاباں خود دی کی خواہش دل سے نکل
 جائے۔ یعنی میرا تو کس قدر ویران ہو جائے کہ میرے لئے وہی صحرا و بیاباں بن جائے اور میں اسی میں خاک اڑاتا ہوں۔

سبل آمد و جوشے زد و در بحر فرو شد نیرنگ نگاہش چہ بہ افسوں رود از دل
 لغت : جوشے زد : ٹھانسی مارے۔۔ فرو شد : ڈوب گیا، غل ہو گیا۔۔ نیرنگ : جلد و سر۔۔

ترجمہ : بھلا اس کی نگاہوں کا سر کس طرح دل سے مت سکتا ہے اس کی کیفیت تو ایسی ہے جیسے سیلاب آئے اس نے ٹھانسی ماریں اور

سمندر میں ڈوب گیا۔ یعنی جس طرح سیلاب کا پانی سمندر میں داخل ہو ہو کر سمندر ہی کا حصہ بن جاتا ہے، اسی طرح محبوب کی نگاہیں دل میں اتر کر دل کا حصہ بن جاتی ہیں۔

پاسن سخن از سستی اوہام سراپد کم خری قل ہایوں رود از دل
لغت : سستی اوہام : دھوکے کا بے بنیاد ہونا۔ سراپد : کرتا ہے۔ کم : کہ میری۔ قل ہایوں : مبارک قال۔۔

ترجمہ : محبوب مجھ سے اوہام کے بے بنیاد ہونے کی بات سمجھ کر اس انداز سے کرتا ہے کہ میرے دل سے مبارک قال کی سرت و شندائی جاتی رہتی ہے۔ یعنی اس کے اس انداز میں کچھ ایسی دلکشی ہے کہ مجھے قل ہایوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ صوفی مروجہ نے کم یعنی ”کم ام“ کہ میری کو کم، کہ ہر ذرہ چاند کر سنی ہی بادل دیتے ہیں۔

غشش بہ خیالم نہ زند پلچہ ہلا ہر چند ز جوش ہوسم خوں رود از دل
لغت : غشش : اس کی غصیت اس کا تصور۔ نہ زند پلچہ : ہو پر نہیں کرتا، نہیں اٹھتا۔

ترجمہ : اگرچہ اس محبوب کی محبت میں میرے جوش ہوس کے باعث دل سے خون ٹپک پڑتا ہے لیکن اس کی غصیت یا تصور میرے ذہن میں ڈرامی نہیں اٹھتا۔ ایک طرح سے دھندلا دھندلی رہتی ہے۔ گویا جوش ہوس کے باعث ایسا ہو رہا ہے۔

در طبع، دگر وہ ندیم بچ ہوس را گر حسرت اشراف فلاطون رود از دل
لغت : وہ نہ دہم : میں نہیں آئے دل گا۔ اشراف فلاطون : فلاطون کی خیالی دنیا۔

ترجمہ : میں اب اپنی طبیعت اول میں کوئی ہوس یا خواہش پیدا نہ ہونے دوں گا۔ خواہ فلاطون کی خیالی دنیا کی حسرت ہی کیوں نہ دل سے مٹ جائے۔ یعنی یہ دنیا دیکھنے کی حسرت تو ہے لیکن چونکہ یہ تہیہ کر لیا ہے کہ دل میں اب کوئی خواہش پیدا نہیں ہونے دوں گا اس لئے اس حسرت کے مٹ جانے کا بھی مجھے فہم نہ ہو گا۔

گیرم ز تو شرمندہ آذر م نابشم تا رخن مر تو ز دل چوں رود از دل
لغت : گیرم : میں ماننا ہوں۔ آذر م : عظمت و مصیبت۔

ترجمہ : میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں تیری کسی عظمت و مصیبت کا شرمندہ نہیں ہوں گا لیکن میں اپنا یہ احساس گنہ گار ختم کر سکتا ہوں کہ تیری محبت میرے دل سے نہیں جاتی۔ گویا تیری محبت کا سیرے دل میں جاگزیں رہنا بھی ایک طرح سے حیرا احسان ہے اور یوں مجھے حیرا شرمندہ احسان رہنا پڑے گا۔

زاں شہر کہ در شکوہ خوے تو سراپم لفظم یہ زبان ماند و مضمون رود از دل
لغت : خوے تو : تیری فطرت۔ سراپم : میں کہتا ہوں۔ ماند : رہ جاتا ہے۔

ترجمہ : میں جو شعر تیری خواہش کی شکایت میں کہتا ہوں، اس کے لفظ تو زبان پر رہ جاتے ہیں لیکن اصل موضوع اشکات اول سے نکل جاتا ہے۔ گویا میری یہ شکایت ٹھیک ٹھیک ہوتی ہے، دل سے نہیں ہوتی۔

غالب نبود کشت مرا پارہ ایرے جز دور فغانے کہ بہ گرووں رود از دل
 لغت : کشت : بھتی، فصل۔ پارہ : ٹکڑا۔ گرووں : آہن۔
 ترجمہ : غالب امیری بھتی کے مقدّر میں بدل نا کئی کٹا نہیں ہے۔ یعنی کوئی بدل نہیں برستا کہ بھتی ہری ہو سوائے میری آنکھیں تو
 دلیاؤ کے دھوئیں کے جہول سے نکل کر آسمان تک جا آئے۔ اٹھا بہ بھیجی کی بات کی ہے۔

غزل # 3

مگفتم ز شادی نبودم گنجیدن آسمن در بھل حکم کشید از سلوکی در وصل جانیں در بھل
 لغت : شادی : خوشی، سرت۔ گنجیدن : ملنا۔ حکم کشید : اس نے مجھے زور سے پہنچا۔

ترجمہ : میں نے محبوب سے کہا کہ خوشی کی حالت میں میرے لئے تمہاری بھل میں ملنا آسمن نہیں ہے۔ اس پر اس محبوب نے اپنی سلوکی
 کی طرح وصل میں مجھے اپنی بھل میں زور سے پہنچا لیا۔ اگرچہ محبوب کی سلوکی عاشق کے لئے سلیقہ ثابت ہوئی۔

نازم خطر و زید نقش وال ہرزہ دل لرزید نقش چھپے بہاری بر جبین دستے بہ دستاں در بھل

لغت : خطر و زید نقش : اس کا خیالی طور پر خطرے میں ہونا۔ ہرزہ : خوشی، نیکار۔ لرزید نقش : اس کا چھپنا۔ چھپے : چھپنا۔ جبین : بازی
 کھیل میں۔ دستاں : دستاں کا تحفظ۔

ترجمہ : مجھے اس محبوب کا یہ انداز بہت پارا لگتا ہے کہ وہ وصل میں خود کو خیالی خطرے میں محسوس کرنا اور اس وجہ سے اس کا دل بھی
 خوشی لرز رہا ہے۔ وہ کھیل یعنی پیش و کشلا کے شغل میں مصروف بھی ہے اور خوشی پر دل بھی ڈالے ہوئے اور ہاتھ بھل میں دہلے ہوئے
 ہے۔ گویا اس کی خوشی اور اس کا خیالی خوف ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور اس کا یہ انداز بے باک دل رہا ہے۔

آہ از ننگ بیزاہنی کانڑوں شدش ترا مانی تاخوے بڑوں دلا از حیا گردید عرواں در بھل

لغت : ننگ : بیزاہنی، محقر لباس میں ہونا۔ کانڑوں شدش : کہ اس کی جڑھ لگی ہے۔ ترا مانی : دامن کا گھٹنا ہونا، طورے میں بھتی
 بد چلی، گھٹکڑی۔ خوے : پینا۔

ترجمہ : طوس کہ اس ننگ بیزاہنی سے اس کی ترا مانی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو حیا کی بنا پر اسے پیچھا آگیا ہے اور
 دوسری طرف محقر لباس کے باعث بھل میں آکر اس کا جہم نکلا ہو گیا ہے۔

دانش بہ سے در بانست خود را زمن نشانی رخ در کنارم ساخت از شرم پنہاں در بھل

لغت : دانش : ہوش و حواس۔ در بانست : کھو بیٹھا۔ در کنارم : میرے پہلو میں۔

ترجمہ : شراب نوشی کے باعث وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے، جس کی وجہ سے وہ مجھ میں اور خود میں فرق نہیں کر سکا چنانچہ میرے
 پہلو میں آکر اس نے شرم کے بدلے اپنا چہرہ بھل میں چھپا لیا ہے۔ محبوب کی دونوں حالتوں، شراب نوشی اور شرم دہیا کی ابھی
 تصویر کھلی ہے۔

تپاس دارد خویش را سے در گہاں رنختے غصے چہ رفتے زان پیش گل از گہاں در بھل

لغت : پاس دارد : خیال کرنا۔ رنختے : گرا لیا، اڑھل لیا۔ غصے : خستہ حال۔ زان پیش : اس کی اس شراب سے۔

ترجمہ : جب تک اسے اپنا خیال رہا تو شراب گریبان میں اڑھل لیتا اور جب اس شراب کے اڑھلنے سے اس کے گریبان میں ٹکا ہوا پٹول اس کی بھل میں چلا کر جا تا تو اس احمق کی حالت اس پٹول سے بھی زیادہ خستہ ہو جاتی۔

گاہم پہ پیلو خستہ خوش بستے لب از حرف و سخن گاہم بیازو ماندہ سر سوئے زخنداں در بھل
حالت : گاہم پہ پیلو: کبھی تو وہ میرے ہلو میں۔ بستے: بند رکھتا۔ گاہم بیازو ماندہ: کبھی میرے ہاتھ پر سر کو ہٹاتا۔ سوئے زخنداں: ٹھوڑی گھسانا۔

ترجمہ : کبھی تو وہ میرے ہلو میں بڑے مزے کی نیند سویا ہو گیا خوش خوش سویا ہو تا اور خاموش پڑا اور کبھی میرے ہاتھ پر سر کو کراہتی ٹھوڑی بھل میں گھسانا۔

ناخواندہ آمد جبکہ بند قیابیش بے گروہ داندہ طلب منشور شد نکشودہ عنوان در بھل
حالت : ناخواندہ: بے علم ہونے۔ بے گروہ: کھلے ہوئے۔ طلب: بلانے۔ منشور: منظر پیشام۔ نکشودہ: نہ نکھوانے کھلا۔

ترجمہ : طبع کے وقت وہ بے علم ہونے اس حالت میں آیا کہ اس کے بند قیاب کھلے تھے اور بلانے کے سلسلے میں بادشاہ کا پیغام نہ لگاتے میں دیکھ کر اور بھل میں رہا ہے آیا۔ گروہ بادشاہ نے طلب کو بلانے کے لئے محبوب کو اس کے پاس بھیجا یعنی چہ؟

بار خض سر بھنگی رواں کشی نخرود ڈوہیں بکت۔ وڑپس جلودار سے دواں کشی گوی چو گل در بھل
حالت : بار خض سر بھنگی: فنی گھڑا۔ کشی: نہ اس کے۔ ڈوہیں: ٹھنڈے۔ جلودار سے: ایک جلودار گھڑے کی باگ پکڑ کر ساتھ چلنے والا۔ وڑپس: وڑنا ہوا۔ گوی: کہنے۔

ترجمہ : ایک فنی گھڑا اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے جس کے ہاتھ میں نخرود ٹھنڈے ہے جبکہ اس کے پیچھے اس کی جلوداری میں ایک آدمی گھڑا اور چو گل (چو گل کا بیٹا) بھل میں چلے وڑ رہا ہے۔

سے خوردہ در بستن سرا مستانہ گشتے سوبو خود سایہ اورا ازو صمد بلخ دیستان در بھل
حالت : بستن سرا: بلخ امین۔ سوبو: اور احمد۔

ترجمہ : وہ شراب پی کر عالم مستی میں بلخ میں اور احمد حکومت رہا تھا۔ اس حالت میں اس کے اپنے سائے کی بھل میں بیٹھکوں بلخ اور بوجھن لوار رہے تھے۔ گویا محبوب کے سائے میں بھی ہلنا اور سہل کی سی بے مددولی گئی ہے۔

چوں غنچہ دیدہ سے در چمن گھٹنے بہ گھبن کت ذمن چوں رفتہ ٹوک از جگر چوں ماندہ پیکل در بھل
حالت : گھبن: پٹول دار فنی۔ کت: کتہ کا تیرا۔ ذمن: مجھ سے، میری وجہ سے یا میری طرح۔ چوں: کیونکر کہیے۔

ترجمہ : جب وہ چمن میں فٹپے کو دیکھتا تو گھبن سے کتا کہ میری وجہ سے تجھے بگڑے بگڑے کیونکر گل گیا تھا بگڑے کہ تجھ باہر گل گیا اور اس کا پیکل کیونکر بھل میں رہ گیا۔ کیا کہیے ہو؟ غالباً غمزدہ ہے کہ محبوب کے شمن سے گھبن پر یہ کیفیت طاری ہوئی۔

ہل غالب خلوت نشیں بچے چنل، بچھے چنیں جاسوس سلطان در کہیں مطلوب سلطان در بھل
حالت : کہیں: گھٹا۔ مطلوب: بلخ محبوب۔

ترجمہ : ہل اے خلوت گھیں غالب! یہ کیا باز ہے کہ ایک طرف تو تاجے خوف کا شکار ہے اور دوسری طرف میں دنگلا کا اچھا سالان۔ بادشاہ کا جاسوس میری گھٹا میں ہے جبکہ اس (بادشاہ) کا محبوب میری بھل میں ہے۔ گویا خوف جاسوس کے گھٹا میں ہونے کے سبب اور بھل محبوب سلطان کے بھل میں ہونے کے باعث ہے۔

غزل # 4

داریم در ہوا ہے تو مستی بیوے گل باراست بلوہ اسے کہ تو نوشی بیوے گل
لغت : ہوا ہے تو: ہماری خواہش، آرزو۔۔۔ راست: ہمارے لئے ہے۔۔۔

ترجمہ : ہمارے لئے ہماری آرزو و تمنا میں، پھول کی خوشبو سے مستی کا سامان ہو جاتا ہے۔ یعنی پھولوں میں محبوب کی سی خوشبو ہے جسے
سوگھ کر ہم پر مستی طاری ہو جاتی ہے اور وہ شراب ہو تو پھولوں کے سامنے بیٹھ کر پیتا ہے وہی ہمارے لئے شراب بن جاتی ہے۔ گویا محبوب
بارغ میں ہے۔ عاشق سامنے بیٹھا اس کے شبن کے قطارے میں کھویا ہوا اور اس طرح مست ہے جیسے شراب پیار لگی ہو۔

اندازہ شیخ رشکم و ترسم زانقام پوشم ز شیخ چشم و نہ بینم بسوے گل
لغت : اندازہ شیخ: اندازے کا خیال رکھتے ہوئے۔۔۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔۔۔ پوشم: میں ڈھانچتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں رشک کرنے کے موقع پر اندازے کو پیش نظر رکھتا اور انتقام سے ڈرتا ہوں۔ میں شیخ سے چشم پوشی کرتا ہوں اور پھول کی
طرف نہیں دیکھتا۔ مگر وہ کہ عاشق، محبوب کی محفل میں ہے جہاں شیخ اور پھول ہیں۔ اس محفل پر اسے رشک نہیں آتا اسی لئے ان کی
طرف نہیں دیکھتا اور اگر انہیں دیکھ کر لطف اٹھائے تو یہ گویا محبوب سے انتقام لینے کے حروف ہو گا۔ گویا محبوب کے دھڑکی سے محفل کی
روح ہے، شیخ، گل کی اپنی کوئی حیثیت نہیں۔

برگوشہ بسلام غریب است و آشنا گلشن دیار گل بود و شاخ کوے گل
لغت : برگوشہ بسلام: مڑاؤ پیش و نکلا کی محفل کا فرش۔۔۔ غریب: پرہیز، اجنبی۔۔۔ آشنا: واقف کار، مانوس۔۔۔

ترجمہ : پھول پیش و نکلا کی بسلام پر اجنبی ہے اور آشنا سا لگتا ہے، جبکہ اس کا اصل وطن پھولوں کا ہوتا ہے اور شاخ اس کا کچھ ہے۔
مطلب یہ کہ پھول بے شک محبوب کی محفل ہی میں کیوں نہ ہو اس کی دل کشی اپنی شاخ پر ہی لگے رہنے میں ہے۔

اندیشہ را بہ نیم ادا می توان فریفت خون کن دلے کہ از تو کند آرزوے گل
لغت : اندیشہ: سوچ، فکر، خیال۔۔۔ می توان فریفت: فریب دیا جاسکتا ہے۔۔۔

ترجمہ : خیال کو اس محبوب کی نیم ادا نہیں معمولی سی ہوا پر بھی فریفت کیا جاسکتا ہے۔ ایسے دل کو تو خون کروے (خون ہونے دے) اور تھ
سے پھول کی آرزو کرتا ہے۔ حالانکہ مزید یہ کہ دل کشی کا اصل باعث تو محبوب کی ہوا ہے جس سے پھول محروم ہے اس لئے اس کی آرزو
کیا کرنا۔ اس مسئلے میں یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

عرفی :

زیت نہ گوشہ چشمے نہ چمن اہلیے بھیر تم کہ دل برہمن زلف چوں شد
میر تقی میر :

گل ہو، متاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو
احمد علی قاسمی :

وہ کشش کچھ اور ہی چیز ہے جسے شبن کہتے ہیں الہی دل نہ بدل عارض و چشم دل نہ کمال جست بقی ہے

انگل بہ رنگ دیوے کہ ماند کہ در چمن گل در پس گل آمدہ در جستجوے گل
 لغت : کہ : کس سے۔۔ ماند : مٹا ہوا ہے، ماندہ ہے۔

ترجمہ : یہ پھول اپنے رنگ دیوے میں کس کی مانند ہے کہ ہل میں ایک پھول دوسرے پھول کے پیچھے اس پھول کی تلاش میں آ رہا ہے۔ کس سے محروم محبوب ہے۔ ہل میں پھولوں کی کثرت ہے۔ شاعر نے یہ علت بیان کی ہے کہ چونکہ پھول کا رنگ وہ محبوب سے ملتا جلتا ہے اس لئے پھول اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ صنعت حسن تخیل سے کام لیا ہے۔

جوش بہار بسکہ مدارش گسستہ است بازو بدشت بخت ہے راہہ دیوے گل
 لغت : مدارش : اس کی نظم۔ گسستہ است : توڑا ہوا ہے۔۔ بازو : دوڑتی ہے۔

ترجمہ : جوش بہار نے پھول کی خوشبو کی نظم کچھ زیادہ ہی توڑا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دیوے گل ابھل میں ہے وہ وہ خوشی کی طرح دوڑ رہی ہے۔ اس شعر میں بھی صنعت حسن تخیل ہے۔ یعنی بہار میں پھولوں کی کثرت کے سبب ان کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ شاعر نے اس کی علت بے راہہ یعنی دلی تالی ہے۔ معنی مروجہ نے سوئے گل "کی بھانے" "پہرے گل" اور "پہرے" "معنی دوڑ کھڑا ہے جبکہ لفظ "بازو" میں یہ مفہوم ہے۔ "پہرے" کا یہاں کوئی عمل نہیں۔

ہی زود گیر زود گسل ہی تنگی چنگے در خشم خوے شعلہ و در مر خوے گل

لغت : ہی : یہ کیا۔۔ زود گیر : جلد پکڑنے یعنی کل ل چلنے والا۔۔ زود گسل : جلد نونے یعنی تھکن توڑنے والا۔۔ ہی تنگی چنگے : حیرانی و تعجب کے اظہار کے الفاظ۔

ترجمہ : چہ یہ کیا کہے محبوب! کہ تو زود گیر بھی ہے اور زود گسل بھی، لیکن مجھے تو تو شعلے کی سی خصلت والا ہوتا ہے اور نبت میں حیرانی و تعجب کی ہی ہے یعنی نرم، مٹی اور دو شعلے سے پاک۔ یہ محبوب کی دونوں خصلتیں عاشق کے لئے حیرانی کا باعث ہیں۔

زانکہ کہ عذرا لب لباب داہہ ای مرا افزودہ ای امید من و آہوے گل

لغت : زانکہ : ازانکہ، جب سے اس وقت سے۔۔ افزودہ ای : قوتے بڑھاتی ہے۔۔ عذرا لب لباب : عذرا لب لباب۔

ترجمہ : جب سے تو نے مجھے "عذرا لب لباب" کا لقب دیا ہے تو نے میری امید افزائی کی یعنی عرصہ بڑھاتی ہے اور پھول کی آہوے میں بھی اضافہ کیا ہے۔ لب لباب، پھول کی عاشق ہے اگر عاشق، لب لباب ہے اور معشوق، گل، محبوب کا عاشق کو عذرا لب لباب کہنا گویا اس کے عشق کو تسلیم کرنا اور اس کی امید بڑھانا ہے اور یہ اپنی عزت و آہوے میں بھی اضافہ کا سامان کرنا ہے۔

در موسم تموز گلابے بہ تن بربز تا آب رفتہ باز بیاید بہ جوے گل

لغت : تموز : گرمی، گرم (اردو میں) کا ایک مہینہ جو جولائی کے مطابق ہور شدہ گرم ہوتا ہے۔۔ بربز : گرہ زائل۔۔ گلاب : گل + آب یعنی عرق گل، گلاب کا معنی۔۔

ترجمہ : اے محبوب! تو نبت گرمی کے موسم میں اپنے بدن پر گلاب کا عرق خوشبو کی خاطر ڈالا کر عاشق گل سے نسیا کر جانے پھول کی ندی سے گیا ہوا ابلی پھر اس میں دابھیں آ جائے۔ گرمی کے موسم میں گلاب کا پھول نہیں ہوتا اس لئے گل آب کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے گرمی میں محبوب کا چہرہ کچھ بھانجا ہوتا ہے، عرق گل سے نہانے سے اس کا چہرہ تروتازہ اور ٹھنڈا ہو جائے گا اور یوں گلاب پھول (محبوب) کی ندی کا کیا ہوا پانی اس کے چہرے کی خشکی و دانگی دابھیں اس میں آ جائے گا۔

غالب ز وضع طاہم آید حیا کہ داشت چشمے بہ سوے بلبل و چشمے بہ سوے گل

لغت : وضع: روش، طرز، انداز۔ ذریعہ علم: مجھے علم کی روش ہے۔ طالب: مخیر، دور کا مشہور شاعر، آمل کا رہنے والا اور جہانگیر کے دربار سے دوست تھا۔ وفات: 1036-1627 ڈوسرا مصرع اس کا ہے۔۔۔
ترجمہ : طالب مجھے علم کی اس روش پر شرم آئی ہے کہ اس کی ایک آنکھ تو بلی کی طرف تھی اور دوسری آنکھ بھول کی طرف۔ گویا یہ مانتا تھا وضع تو نہ ہوئی۔ عاشق کی توجہ تو صرف بھول (محبوب) کی طرف ہوتی ہے۔ صوفی مرحوم نے فقط طالب کی وضاحت میں کی۔ سرسری ترجمہ کر دیا ہے۔

غزل #5

تن بر کرانہ ضایع، دل در میانہ غافل چوں غرقہ اے کہ ماند رشتش بسوے ساحل

لغت : کرانہ: کنارہ۔۔۔ غرقہ اے کہ: وہ ڈوبا ہوا ہو۔۔۔ ماند: رہ جائے۔۔۔ رشتش: اس کا لباس۔۔۔

ترجمہ : میرا جسم اس ڈوبنے والے کی طرح جس کا لباس کنارے پر پڑا رہ گیا ہو، کنارے پر ہی ضایع ہو گیا اور دل در میان میں کھو گیا۔ یہ صورت حال بے بسی اور بھاری گی کی علامت ہے۔

داظم بہ شعلہ زائی، انداز برق خائف سیم بہ نارسائی، پرواز مرغ بسل

لغت : شعلہ زائی: شعلے پیدا کرنا، برساتا۔۔۔ برق خائف: ایک لے جانے والی بجلی جگہ کرتے دلی۔۔۔ سیم: میری کوشش۔۔۔ نارسائی: نہ پختہ یعنی کامیاب نہ ہونا۔۔۔ مرغ بسل: زخمی پرندہ۔۔۔ داظم: زخم، ہموار۔۔۔

ترجمہ : میرے داظم، شعلہ برساتے ہیں، جہ وہید کر دیتے دلی بجلی کی مانند ہیں، بجک میری کوشش، ناہکی کی بنا پر، مرغ بسل کی پرواز کی طرح ہے۔ داظم سے مراد اگر داظم ہے فہمت ہیں تو مطلب ہو گا کہ ان میں شدید جیش ہے اور سعی ناہم کا مطلب ہو گا دوست تک رسائی کی ناہم کوششیں۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ دنیاوی زندگی میں میری کوششیں ناہم ثابت ہو رہی ہیں، حالانکہ میرے ہندوں میں بڑی شدت ہے۔

ذوق شہادتم را دست قضا بہ حنا سیر سعادت را، پائے ستارہ در گل

لغت : بہ حنا: مندی میں۔۔۔ سیر سعادت: میری خوش ختی کی گردش۔۔۔ پائے در گل: پاؤں دلدل میں پھنسنے ہوئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : میرے ذوق شہادت کے سلسلے میں قضا کے ہاتھوں پر مندی لگی ہوئی ہے یعنی اس کے ہاتھ رکے ہوئے ہیں اور پاؤں میرا ذوق شہادت پر دائیں ہو رہے اور میری خوش ختی کے سلسلے میں میرے مقدر کے ستارے کے پاؤں کچڑ میں ہیں اور میں اس کی گردش رک گئی ہے۔ یعنی میں ایک بد نصیب انسان واقع ہوا ہوں۔

اندیشہ را سراسر حشرے ست در برابر نظارہ را دایم برتے ست در مقابل

لغت : سراسر: پوری طرح۔۔۔ حشرے ست: ایک قیامت ہے۔۔۔ دایم: مسلسل، حواٹر۔۔۔

ترجمہ : فکر و خیال کے سامنے (آگے) ایک قیامت پوری طرح ہوا ہے، اور نظارہ کے مقابل ایک بجلی حواٹر چمک رہی ہے۔ گویا عاشق کے دل میں محبوب کا خیال ایک حشر ہمارے ہوئے ہے، بجک محبوب کے چہرے کی چمک دکھ کا نظارہ ایسے ہے جیسے آنکھوں کے سامنے بجلی مسلسل چمک رہی ہو۔

فرسودہ کشت پالم از پوسے ہائے ہرزہ آشفٹ شد دامن زاندریش ہائے باطل
 لغت : فرسودہ کشت: کھس گئے۔۔۔ پوسے ہائے ہرزہ: فضول اور بیکار روز بھاگ۔۔۔ آشفٹ شد: پریشان ہو گیا۔۔۔ اندریش ہائے باطل: فضول
 قسم کے خیالات۔۔۔

ترجمہ : میرے پاس بیکار قسم کی بھاگ دوڑ سے کھس گئے ہیں اور میرا دلغ فضول قسم کے خیالات سے پریشان ہو گیا ہے۔ بیکار بھاگ دوڑ
 یعنی ایسی سنی و خوش جس سے کچھ حاصل نہ ہو۔ اسی طرح خیالات، تہیہ کی بجائے پریشان کن ہی دلغ میں سامنے رہے۔

ہم درخشاں دو شیش عالم تب نہ صحرا ہم در بہائے صبا ر فخم گرو بہ منزل
 لغت : دو شیش: گذری ہوئی رات کا۔۔۔ بہائے صبا: شراب کی قیمت۔۔۔ ر فخم: صبر اسلطان۔۔۔

ترجمہ : کل رات کے خفا میں دھڑکے کا نتیجہ تھا میں آج صبح جاں مال ہو کر صبر و بردی کر رہا ہوں، اس طرح شراب کی قیمت اور کرنے کے
 سلسلے میں میرا سلطان میرے گھر میں گروی چڑ گیا ہے، یعنی گھر میں رہ گیا ہے۔ اپنی بد حالی اور غصے کی بات کی ہے۔ اور میں جوں کا تو ہے:

مفت کی پیتے تھے سے اور جی میں کہتے تھے کہ ہاں رنگ لائے گی ہماری فائدہ مستی ایک دن
 محکم ز رو سیاہی داغ جبین خلوت ہنگم زبے نوائی نگ بساط محفل

لغت : رو سیاہی: چہرے کا لہریک ہو جانا۔۔۔ ہنگم: ہیرا سارا۔۔۔ بے نوائی: آواز بولے اور سر نہ ہونا۔۔۔

ترجمہ : میری وضع اپنی بے نوری کی وجہ سے تخلی کی پوشائی کا داغ ہے، جبکہ ہیرا سارا بے آواز ہونے کے باعث پیش و کشا کی محفل کے
 لیے ایک ٹھک ہے (باعت تک ہے)۔ وہی اپنی بد حالی کی بات، مختلف انداز میں۔

راز تو در منتقن تنگد ریخت بر لب تیر تو در گذشتن پیکان گداخت در دل

لغت : در منتقن: چھپانے میں۔۔۔ تنگد: گری کے واسطے جو نگار اترنے کے بعد مریض کے ہونٹوں پر نکل آتے ہیں، چھپانے۔۔۔

ترجمہ : تیرا راز (راز محبت) چھپاتے چھپاتے میرے ہونٹوں پر چھپانے پڑ گئے، جبکہ تیرا (تیرا محبت) میرے دل کو چیرا ہوا ہوں گذر گیا کہ
 اس کی اپنی دلی میں پھل کر رہ گئی۔ راز محبت چھپانے پر حد و شمار ہے، اور تیرا محبت دل کو چیرا رہا، کر دیتا ہے جو حد متاثر کرتا ہے۔۔۔

نظارہ با ادایت، سوئی و طور سینا اندریش با جلالت باروت دچاہ باہل

لغت : با ادایت: تیری دعا کے ساتھ۔۔۔ جلالت: تیری جلالت و عظمت کے ساتھ۔۔۔

ترجمہ : تیری دعاؤں کے ساتھ تیرا نظارہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت سوئی نے طور پر خدا کے جلوت کا نظارہ کیا تھا اور جوش ہو گئے تھے اور
 تیری جلالت و عظمت کا اندریش ایسا ہی ہے جیسے باروت و باروت چاہ بیل میں ڈالے گئے تھے (قرآنی حکمت)۔ یہ دونوں فرشتے تھے جنہیں باطنی
 طاقتیں دے کر آسمان سے زمین پر بھیجا گیا، یہاں وہ ایک دوسرے کی رقص و فریفت ہو گئے۔ قدرت کی طرف سے انہیں سزا کے طور پر چاہ
 بیل میں ڈالا گیا، جبکہ ذہن آسمان پر متاثر ہو گیا۔

بامن نمودہ بختوں بیعت پہ فن سودا بر تو فشاخہ لیلی زبور ز طرف محفل

لغت : بیعت: اطاعت۔۔۔ فن سودا: فن و تجارت اور ہاگی کا فن۔۔۔ فشاخہ: تار کے۔۔۔

ترجمہ : جنوں اور ہاگی میں مجھوں نے میری بیعت کی ہے، جبکہ لیلی محفل میں سے زبور تھو پر تار کرتی ہے۔ گویا میں اپنی خلق میں مجھوں
 سے بڑھ کر ہوں اور جن میں تو (محبوب) لیلی سے بڑھ کر ہے۔

عقاب بہ غصہ شلوم، مرگم بخولش آسں در چارہ نامروم کارم ز دوست مشکل

لغت : غصہ شلوم: مرگم بخولش آسں در چارہ نامروم کارم ز دوست مشکل

نعت : سرگم: میری موت۔۔

ترجمہ : غالب! میں رنج و غم میں خوش ہوں، جس کے باعث امیری موت میرے لیے آسان ہے، چارہ سادی میں میں مٹرا یعنی بے حد بد نصیب ہوں اور یہ کہ دوست میرا کام ہمارے مشکل ہے۔ رنج و غم کے بعد موت میرے لیے آسان ہے، جبکہ بد قسمتی کی بنا پر مجھے حلق میں کھالائی کی امید نہیں اور نہ دوست کے سروان ہونے کی توقع ہے۔

روایف۔ م

غزل # 1

رقم کہ کنگلی زرتشا برا گنم در برم رنگ دیو نیلے دیگر انگنم

نعت : رقم: مرگوش نے چاہا۔ کنگلی: پراپا ہیں۔۔ درم رنگ دیو: رنگ اور خوشبو کی مخل، یہ دنیا محب کی مخل بھی مرگوش ہو سکتی ہے۔

ترجمہ : میں نے چاہا میرے دل میں یہ بات قوی ہے کہ میں تمھارے کام پر اپنا دور کروں اور رنگ دیو کی اس مخل میں ایک نیا انداز ڈال دوں یعنی پیدا کروں۔ اپنی جدت پسندی کا اظہار کیا ہے۔ ماضی کی درم رنگ دیو ایک ہی ذکر پر چل رہی ہے۔ جس میں جدت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

در وجد اہل صومعہ ذوق نظارہ نیست تابدید راب زمرہ از منظر انگنم

نعت : اہل صومعہ: خائفہ کے لوگ۔۔ تابدید: ستارہ زہرا، اسے دھندھ ٹھک بھی کہتے ہیں (تھیل گزشتہ صفحہ میں دی ہے)۔۔ منظر: مرگوش کی اور کنگلی کی جگہ، جمرو کا۔۔

ترجمہ : اہل خائفہ کے وجد و حال میں وہ پہلا سا ذوق نظارہ نہیں رہا۔ میری خواہش ہے کہ میں اپنے نظموں سے مجید کو آسمان کی کھڑکی سے نیچے آنکروں۔ یعنی اہل خائفہ دلی غلوں و جذبہ سے ماری ہیں۔ شاعر اپنے نظموں سے ایسا وجد مل چکا ہے کہ کنگلی میں پیدا کرنا چاہتا ہے جس سے نہ صرف اہل دنیا بلکہ آسمان کی زہرہ بھی لطف اندوز ہو۔ اس آسمان سے اتر کر وہ کی بنا پر ہو گا۔ یہ بھی طرز کمن کو بدلتا ہے۔

معشوقہ را ز زبانیہ بدائیل کسم حوس کز لاغری ز سادہ او زیور انگنم

نعت : بدائیل: اس طرح آدھا۔۔ حوس: چمکین، افسردہ۔۔ لاغری: دھاپا۔۔ سادہ: کھائی۔۔

ترجمہ : میں اپنے چہرہ و لہجہ سے اپنی معشوقہ کو آدھا افسردہ و چمکین کروں کہ وہ بچے ہیں کا اظہار ہو جائے اور یوں اس کی کھائی سے زیور گر جائے۔ چہرہ و لہجہ کو کھانے کی صورت میں ہو گا۔ شروع میں جو طرز کمن ختم کرنے کی بات کی ہے اور اس غزل کے بیشتر اشعار میں مختلف صورتوں میں دہرائی ہے۔

ہنگامہ را تجسیم جنوں بر جگر زخم اندیشہ را ہوائے فصول دور سر انگنم

نعت : ہنگامہ: جوش و خروش۔۔ تجسیم: روح انگیزی کا انداز۔۔ اندیشہ: فکر، خیال، انسانی ذہن۔۔ ہوائے فصول: بادیاہر کی تھہر کر آفرینی۔۔

ترجمہ : میں دنیا کے ہنگاموں کے جگر پر دھجی کا لادنا دیکھ رہا ہوں اور انسانی فکر و خیال کے سر میں بحر افریقا جیسا بحر میں ڈال رہا ہوں۔ یعنی شاعر یہ چاہتا ہے کہ چونکہ دنیا کے ہنگاموں میں وہ پہلے والا خوش و غرض اور اولہ نہیں رہا اس لئے وہ اہل عالم کو جنوں آشنا کر دے کہ اسی سے یہ دلوں سے پیدا ہوتے ہیں، راضی و فرغانگی سے نہیں۔ بلکہ انسانی ذہن جس طرح جہود کا کفار ہے، وہ پہلے والے انکار و خیالات نہیں رہے اس میں وہ کوئی ایسا حکم نہ کرے جس سے ان انکار میں بدعت پیدا ہو۔

عظم کہ ہم بجائے رطب طوطی آورم ابرم کہ ہم بھڑے زمیں گوہر انگنم

نعت : عظم میں دور دست ہوں۔۔۔ رطب : کجور، شکار اور خوش ذائقہ پھل۔۔۔

ترجمہ : میں ایک ایسا دور دست ہوں جو رطب کی بجائے طوطی شیریں خن پر غصہ پیدا کر رہا ہوں اور میں ایک ایسا پھل ہوں جو زمین پر بھی موٹی برساتا ہوں یعنی پانی کے قطروں کی بجائے موٹی برساتا ہوں۔ اپنی شاعری کی شیرینی کو طوطی سے اور اشعار کو گوہر سے تشبیہ دی ہے۔

باغنازیں ز شرح غم کلزار نفس شمشیر را بہ رعشہ زتن جوہر انگنم

نعت : باغنازیں : دلیر پاشی جو جنگ لڑ کر زندہ واپس آتا ہے۔۔۔ کلزار : نفس : غصہ کی جنگ۔۔۔ رعشہ : کچکی، لرزہ۔۔۔ جوہر : چمک جیڑی۔۔۔

ترجمہ : اگر میں باغنازیں کو اپنی نفس مارا کے ساتھ جنگ کے غم کی تفصیل چھان تو ان کی غواہ پر ہاتھ ایسا لرزہ طاری ہو جائے کہ اس کی مداری چمک اور جیڑی ختم ہو کر رہ جائے۔ یعنی انسان کو اپنے نفس مارا بہت زیادہ غم دینے والا ہے جو واسطہ پر غور اس سے ہو جھار کا چڑنا ہے وہ عام جنگ میں دلی ہی کے مظاہرے سے کہیں زیادہ دھڑا ہے۔ بڑے بڑے دلیر بھی اس جنگ میں ہمت کھاتے ہیں۔ بتول ذوق :

شنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا بڑے موزی کو مارا نفس مارا کو گر مارا

با دیریاں ز شکوہ پیداو لہل دیں سرے ز خویشتن بدل کافر انگنم

نعت : دیریاں : دوری کی وجہ اہل دیہہ بہت پرست۔۔۔ پیداو : علم و حکم۔۔۔ سرے : سرے خاص محبت۔

ترجمہ : اگر میں اس عظم و حکم کی شکایت لہل دیہ سے کروں جو اہل دیہہ پر رکھے ہیں تو ایک کافر کے دل میں بھی میرے لئے محبت پیدا ہو جائے۔ اپنے کوہر اپنا یعنی مسلمانوں کے بے حد غم و حکم کا شکوہ کیا ہے، ایسے عظم کہ جنہیں سن کر کافر کو بھی ترس آجائے۔

نظم بہ کعب مرتبہ قرب خاص داو سجادہ گستری تو دمن بستر انگنم

نعت : نظم : میری باتوں۔۔۔ گستری : توسل، پھانپنا ہے۔۔۔

ترجمہ : میری باتوں کے باعث مجھے کعب میں قرب خاص میر کیا۔ تو کعب میں صلی اچھے نماز پڑھتا ہے جبکہ میں بستر پڑھتا ہوں۔ گواہ داو حبيب سے اختلاف عقیدت رکھنے والوں کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ وہیں کے ہو رہیں۔ وہیں بستر پڑھنا قرب خاص کی علامت ہے۔

تباہ تلخ ترشود و سینہ ریش تر بگدازم آئینہ و در ساغر انگنم

نعت : ریش تر : زیادہ دھجی۔۔۔ بگدازم : پگھلا رہا ہوں۔۔۔ آئینہ : شیشہ، بطور۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ شراب کے ڈالنے میں مزہ لگتی آجائے اور سید مزہ دھنوں سے بھر جائے۔ میں شیشہ پگھلا کر جام میں ڈال لیتا ہوں۔ اپنی احتمالی دشوار بندی کی بات کی ہے۔

راہے ز کج دیر بہ مینو کشود ام از غم کشم پیالہ و در کوثر انگنم

نعت : کج : کج، کج۔۔۔ مینو : مینو، مینو۔۔۔ در : در، بجو۔۔۔

ترجمہ : میں نے کچھ دیر سے ہشت تک کاراستہ کھولی لیا ہے، چنانچہ میں شراب کی سراپی سے پیالہ بھرتا ہوا راستے کوڑ میں ڈال رہا ہوں۔
گویا شاعر کو شراب کے نشے سے کچھ ایسا سوردھار ہے جو ایک طرح سے اس کے لیے دو عالمی کلیت کا باعث بنتا ہے۔

حصینؒ فرقت "علی الصبیان" ختم آوازہ "انا اسد اللہ" دریا گنگنم

نوٹ : حصین بن منصور جس نے "مطالع" کا شعور لگایا اور چلائے وقت کے فخر ہے اسے وہی نظر آوا گیا۔ علی الصبیان: حضرت علیؑ کے بیٹے۔ "انا اسد اللہ": میں اسد اللہ ہوں، اسد اللہ حضرت علیؑ کا لقب، نیز خورشید غالب کا نام۔

ترجمہ : میں علی الصبیان فرقت کا منصور ہوں۔ میں "انا اسد اللہ" کا شعور لگاتا ہوں۔ ٹھوکر حضرت علیؑ کا عاشق کہا ہے، ایسا عاشق جو ان کی ذات میں گم ہے۔ اس میں شاعر کا نام بھی آگیا۔ اس میں ایک طرح کی صنعت اس نام بھی ہے۔

ار زندہ گوہرے چو من اندر زمانہ نیست خود را بنفک رہ گذر حیدر ا گنگنم
لغت : ار زندہ: قیمتی۔۔ حیدر: حضرت علیؑ کا نذر سرا لقب۔

ترجمہ : زمانے میں کچھ جیسا قیمتی گوہر نہیں ہے۔ میں ٹھوکر حضرت علیؑ کے راستے کی خاک میں ڈال رہا ہوں۔ یعنی حضرت علیؑ کے قدموں پر اپنی زندگی قربان کرنا شاعر کے لیے بہت بڑی کوشش تھی ہے۔

غالب بہ طرح منقبت عاشقان اے رنم کہ کنگلی ز قمارشا برا گنگنم

لغت : منقبت: صاحب کرام، اعلیٰ بیعت اور صوفی کی تعریف و ستائش میں کہے گئے اشعار احمد خدای مدح اور نصرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں کہے گئے اشعار کو کہتے ہیں۔

ترجمہ : غالب! میں نے ایک عاشقانہ انداز میں منقبت کی ہے اور یہ اس لیے کہ میں نے منقبت کا پہلا اندازہ لگایا ہے۔ یعنی پہلے منقبت میں صاحب منقبت کی تعریف و توصیف ہوتی تھی۔ میں نے یہ انداز بدل کر اس میں عاشقانہ رنگ بھر دیا ہے۔ اس سے پہلے وہ شعر حضرت علیؑ کی منقبت میں ہیں جو عام ذکر سے ہٹ کر ہیں۔

غزل #2

بسکہ بہ جیجیہ بخولیش جاوہ ڈگر اکیم نہ بدرازی بد عشوہ کو اکیم

لغت : جیجیہ: مل کھانا ہے۔۔ جاوہ: راستہ، پگڈنڈی۔۔ بدرازی: لہائی میں۔۔ عشوہ: ناز و ناز انداز۔۔

ترجمہ : میری گمراہی کے باعث راستہ اپنے آپ میں پیچ و کد کھا رہا ہے۔ میری کوتاہیوں کا نذر میرے راستے کی طوالت کا باعث ہے اور جس طرح وہ غلط راہ پر گھمزن ہے اس کا یہ انداز اس کی زندگی کو گھٹن بنا رہا ہے۔ راستے کے پیچ و کد آپ کھلنے سے تڑا ہے کہ اس کی گمراہیوں پر راستے کو بھی دکھ ہوتا ہے کہ یہ شخص صحیح راہ کیوں اختیار نہیں کرتا۔

شعلہ پکد، غم کرا، گل گنگند، مزو کو شمع شبنم، بد بحر کا کیم

لغت : پکد: پھٹا ہے۔۔ کرا: کس کو۔۔ مزو: اجڑا، اصل۔۔ گنگند: کھلے، کھلیں، کھلاؤں۔۔

ترجمہ : اگر مجھ سے شعلے بجتے ہیں تو اس کا کسے غم ہے؟ اگر کسی کو اس کا غم نہیں اور اگر میری وجہ سے پھول کھلتے ہیں تو اس کا کیا مسئلہ ہے؟ میں خراب گھ میں بچنے والی شمع اور شمع کے وقت بچنے والی ہوا ہوں۔ شمع بجتی ہے تو کسی کو اس کے اس بچنے کا احساس اور دکھ نہیں ہوتا۔ شمع

کے بٹے سے مڑو حشر کا رکھوں میں جگا ہوتا ہے جس کا کسی کو احساس نہیں اور بد مکر لگی سے مڑو اس کا شعر وادب کی خدمت ہے جس کی اسے کوئی دوا نہیں تھی۔

جور تیل دل کش است، نحو بد اند ششم پند کسل آتے سنت دغ نکو خواہیم

لغت : جور : علم و حس۔ نحو : مصروف، کم۔ چہ : نصیحت۔ نکو خواہی : بھلا چاہیہ، خیر خواہی۔

ترجمہ : صیفوں کے علم و حس میں بدی دل کشی ہے، میں ان کی اس بداعت کی (براسطہ) مڑو علمائیں نحو ہوں لوگوں کی بھیجیں مجھ پر آگ لاکھ کرتی ہیں، میں ان کی اس خیر خواہی کا جا ہوا ہوں۔ یعنی صیفوں کے علم و حس میں میرے لئے بہت بدی لذت ہے جس میں میں گم ہوں اسی لئے ان کے خلاف آواز تک بلند نہیں کرتا۔ اور لوگوں کی خیر خواہی میرے لئے ایک مصیبت بنی ہوئی ہے۔ وہ میری اس لذت سے ناگیا ہیں۔

گوشہ ویرانہ را آفت ہر روزہ ام منزل جانانہ را فتنہ ناگاہیم

لغت : جانانہ : محبوب، معشوق۔ فتنہ ناگاہیم : میں اچانک اٹھنے والا فتنہ ہوں۔

ترجمہ : ایک ویران گوشے کے لئے میں ایسا ہی ہوں جیسے کوئی روز روز کی آفت اور منزل محبوب کے لئے میں اچانک کا ایک فتنہ ہوں۔ ویران گوشے سے مڑو عاشق کا اپنا ویران مکر جو اس کی وجہ سے ویران ہو گیا رہا ہے، جبکہ محبوب کے گھر اس کے پہنچنے پر اسے اچانک کا فتنہ یعنی سخت مصیبت سمجھا رہا ہے۔

دور قلوب ز یارہ ملای بے دجلہ ام نیست دلم در کنار دجلہ بے مایم

لغت : دجلہ : مشہور دریا، محض دریا۔ ملای بے دجلہ : ملای بے آب، پانی سے ابراہیم دور چلی جو تری رہتی ہے۔

ترجمہ : میں اپنے محبوب سے دور ہو گیا ہوں اس کے حجر کا کنارہ ہوں۔ میری حالت ملای بے آب کی سی ہے، میرا دل میرے پلو میں نہیں اس لحاظ سے میں چلی کے بغیر رہتا ہوں۔ دل کو چلی سے اور پلو کو دریا سے تشبیہ دی ہے۔ "ملای بے دجلہ" اور "دجلہ بے ملای" محض تضاد ایک دوسرے کی ضد یا برعکس ہے۔

بلندہ دیوانہ ام، عقلی و ساسی خوشم حکم ترا عقلم، قہر ترا ساقیم

لغت : عقلی : فطاکار۔ ساسی : سوسنے، یعنی بھولنے والا۔

ترجمہ : میں ایک دیوانہ انسان ہوں جو فطاکار (اورادہ) فطاکرنے والا بھی ہے اور سوس کرنے والا بھی۔ میں خوش ہوں کہ میں حیرت انگیز احکام پر عمل کرنے کی بجائے ان سے سر تابی کرنا اور حیرت فغیب کو بھول جاتا ہوں۔ اپنی فطاکار اور فطاکاروں کے حوالے سے یہ کہتا ہے کہ اسے خدا تو فطاکار نہیں صاف کرنے والا رحم و کرم اور فطاکار ہے۔ اس بات کی تجھے خوشی ہے کہ تو میری فطاکار صاف کرے گا اگرچہ تو جبار اور قہار بھی ہے لیکن میری فطاکار اور حیرت کی بنا پر میں اس جباری و قہاری بھول جاتا ہوں۔

آں تن چوں سیم خام، دایں ہمہ انگیز تن کچہ فراہم شد ست اجرت جلی کاہیم

لغت : سیم خام : کچی چاندی، چمک دھک۔ انگیز تن : جسم کا کارہ۔ جان کا کچی : جان کا کارہ، مروت، مروت دار۔

ترجمہ : اس (عقوب) کے جسم میں چاندی کی سی چمک دھک ہے، اس پر اس (جسم) کا کارہ (کارہ) عاشق دل چک کر دینے جائے؟ دیکھیں میری جان کا کچی کے لئے اجرت کا لایا کیا سلطان فراہم ہو گا ہے۔ "تن چوں سیم خام" اور "انگیز تن" کو لایا دونوں عاشق کی جان کا کچی کا باعث بن رہے ہیں، ان پر نظر ڈالنے سے عاشق کی حالت ظہور ہوتی ہے۔

از صنف طفلان و سنگ، رہ شدہ بر خلق نیک زود ز کو نہ گذرد کو کہنہ شایم

لغت : زود : جلد۔ کو : کوچہ۔ کو کہ شایم : میرا شای جلدی، میری شای سواری۔

ترجمہ : بچوں کی قطار (اھوم) اور ان کی طرف سے (دھج) پہنچنے کے آنچوں کی وجہ سے لوگوں پر راستہ تنگ ہو گیا ہے۔ (ان کے لئے گذرنا مشکل ہو گیا ہے اور میری شای سواری گلی سے جلد میں گذر سکتی۔ اپنی دوا گلی کے حوالے سے اپنی شای سواری یعنی اپنی ذات کی بات کی ہے۔ ماضی دوا نہ گلی میں سے گذر رہا ہے، پہنچے اب پہنچ جائے کراس پر خوب بھر دیا ہے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف بچوں کے اس جھوم اور دوسری طرف ان کے بچروں کی کثرت سے راستہ تنگ ہو گیا ہے۔

جذب تو باید قوی کلں بیوز، پاک نیست گرتواند رسید بخت بہ ہر ایم

لغت : جذب : کشش۔ کلں بیوز : کہ وہ لے جائے کہ وہ کھینچ لے۔

ترجمہ : اگر میرا بخت (طوفان) میری صبری میں کر سکتا ہے میرا ساتھ میں دیتا اور دلی میں کر سکتا تو کوئی طرف یا پردہ نہیں اور اصل حیرت کش مضبوط اور قوی ہونی چاہئے جو مجھے خود بخود (ترجمہ) دروازے کی طرف کھینچ کر لے جائے۔ یعنی محبوب کے حسن میں اتنی کشش ہو کہ ماضی ہر خوف و خطر سے بے نیاز ہو کراس کے دروازے پر پہنچ جائے۔

عالم یام آدم، یام و خاتم میری ہم "اسد اللہ" ام و ہم "اسد اللہ"

لغت : یام آدم : میں نامور ہوں، بہت مشہور ہوں۔ میری : میری، مست یا چہ۔

ترجمہ : میں نامور عالم ہوں، میری بہت شہرت ہے، میرا نام و خاتم نہ پوچھو کیا پوچھتا ہے؟ میں اسد اللہ بھی ہوں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی۔ اس روایت کی پہلی غزل میں بھی یہی بات کی ہے۔

غزل "3"

ہرب یا علی سرا بادہ روانہ کردہ ایم مشرب حق گزیدہ ایم عیش مغانہ کردہ ایم

لغت : "یا علی سرا" : یا علی کئے والے۔ مشرب حق : حق کا ذہب۔ مغانہ : آفتاب پرستوں کا نام۔

ترجمہ : ہم نے اپنے "یا علی" رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور کرنے والے ہونٹوں پر شراب چلا دی ہے۔ (شراب چلا دی ہے)۔ یعنی ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور بھی کر رہے ہیں جو ایک طرح سے حق کا ذہب اختیار کرنے کی بات ہے اور شراب پی کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہم آفتاب پرستوں کا مابیش کر رہے ہیں۔ گویا مولانا علی کے عقلموں میں "وہیں وہ چاندنوں ہم کو حاصل ہیں"۔

دور بہت از گم رواں پشتریم یک قدم حکم دو گانہ داورہ ای، ساز سے گانہ کردہ ایم

لغت : یک : ایک، کا مختلف، صبح۔ یک رواں : صبح کو چلنے والے۔ پشتریم : ہم آگے ہیں۔ دو گانہ : مزدور و رکعت نماز۔ ساز : ساز، اہتمام، سلان۔

ترجمہ : حیرت انگیز اور ہمیں صبح کو چلنے والوں سے ہم ایک قدم آگے ہی ہوتے ہیں۔ تو نے صبح کے وقت دو رکعت نماز ادا کرنے کا حکم دے رکھا ہے جبکہ ہم نے جس رکعت کا اہتمام کر رکھا ہے۔ یعنی ہم نے صبح کی شراب نوشی کو بھی اپنے طور پر فرض کر رکھا ہے۔

یو کہ بہ ششوشنی قضاہ ما و ہدی آوازہ ز رویہ او شہر طرح فسانہ کردہ ایم

نعت : جو، بود کا مختلف معنی ممکن ہے مثلاً: -- عشق، ذائقہ، فضول، بونہی۔ -- طرح فساد، داستان کی بنیاد۔ --

ترجمہ : ممکن ہے تو ہمارا اور وہی (ارقیب) کا فتنہ کسی قدر اس خیال سے سن لے کہ ہم نے شر کے واقعات میں 'حالی' میں 'خدا' کے بنیاد رکھ دی ہے۔ یعنی اپنے اور رقیب سے متعلق ایک انسان لوگوں میں پھیلا رہا ہے۔ دوسرے فتنوں میں لوگ رقیب کے بارے میں کیا رائے دیکھتے ہیں اور ان کی فطرتوں میں میری کتنی حیرت ہے۔

زعم رقیب یک طرف، کوری چشم خویشترن نالوک غمزہ ترا دیدہ نشانہ کردہ ایم

نعت : زعم: بدگمانی۔ کوری چشم: آنکھ کا زہر جانیں بے بصری۔ -- یک طرفہ: یعنی اس کی بات سمجھو۔ --

ترجمہ : رقیب کی بدگمانی کی بات سمجھو یہ تو بھاری بے بصری تھی کہ ہم نے اپنی آنکھوں کو تیری اداسی کے تیرے کا نشانہ حالیا اور یہ خیال کیا کہ کوئی اور بھی اسی کا نشانہ بن سکتا ہے۔ حالیا مڑو یہ ہے کہ رقیب کی فطرتوں میں حقائق کی بے بصری کا باعث کچھ اور ہے جبکہ حقیقت حال کے مطابق حقائق کی آنکھیں محبوب کے تیرے کا نشانہ بنی ہیں۔

بادہ بوام خورده و زرقتمار پاخته وہ کہ ز ہر چہ نامزاست ہم بسزا نہ کردہ ایم

نعت : بوام: اوجھار میں۔ -- خورده: چھڑا، ہاروا۔ -- پاخته: پختہ، پختہ طور پر جو معنی ہو۔ -- بسزا: مناسب صورت میں۔ --

ترجمہ : ہم نے شراب اوجھارے کر لی اور دولت جو ہے میں ہار دی۔ کیا عجیب بات ہے کہ ہم نے جو بھی مناسب کام کیا وہ مناسب طریقے سے بھی نہ کیا۔ سواہ حاکم کے فتنوں میں "ہم نے ان برائیوں کو بھی ٹھوکی کے ساتھ نہ کیا"۔ مشہور مثل ہے کہ عیب کرنے کے لئے بھی بھڑ کی ضرورت ہے۔ "عیب کرنا دلا ہے ایہ"

نالہ بہ لب شکستہ ایم داغ بہ دل نشتہ ایم دولتیان مسکیم زر بہ خزانہ کردہ ایم

نعت : شکستہ ایم: روک لیا ہے۔ -- نشتہ ایم: چھپا لیا ہے۔ -- دولتیان مسکیم: ام کوئی دولت مند ہیں۔ --

ترجمہ : ہم نے اپنی آؤ فریاد کو ہونٹوں پر روک لیا ہے اور داغ فتنہ کو دل میں چھپا لیا ہے، ہم تجس دولت مند ہیں اور ہم نے اپنی دولت خزانے میں ڈال رکھی ہے۔ یعنی حقائق کے لئے آؤ فریاد اور داغ فتنہ بہت بڑی دولت ہے جسے وہ دوسروں سے چھپا کر رکھتا ہے۔ آؤ فریاد مکمل کر نہیں کر سکتی بلکہ اسی طرح فتنہ کاظم بھی کسی کو نہیں دکھاتا۔

تباہ چہ مایہ سر کلیم نالہ بہ عذر بے تعلی از نفس آنچه داشتیم صرف ترانہ کردہ ایم

نعت : تباہ: بے چارہ، کسی بے رہے پر۔ -- سر کلیم: بندہ کسی کسی۔ -- ترانہ: خوشی، اُکھٹ۔ --

ترجمہ : اب ہم کسی بے رہے پر نالہ و فریاد بندہ کریں کہ ہمارے سانسوں کا جس قدر سرمایہ تھا وہ ہم نے خوشی کے ترانے گانے میں صرف کر دیا تاکہ یہ غیبت کر سکیں کہ ہم بے غم ہیں۔ دوسرے فتنوں میں بے حد دیکھ و غم کا شکار ہونے پر بھی ہم نے فریاد نہ کی اسی طرح خود کو خوش دیکھنے کا باعث کیا۔

خار ز بارہ باز چیں سنگ جوکھ در قلن در سرورہ گرفتش ترک بہانہ کردہ ایم

نعت : باز چیں: جنہوں نے اٹھائے۔ -- در قلن: ڈال دے۔ -- گرفتش: اسے پکڑ لیا۔ --

ترجمہ : تو راستے سے گائے جنہوں نے اور پتھر ایک گوشے میں ڈال دے، پیچک دے، اب ہم نے اس (محبوب سے) سرورہ ملاقات کرنے کا بہانہ سمجھ لیا ہے۔ راستے میں گائے اور پتھر جوں تو انسان رک رک کر چلے اس طرح دوسرے چلنے والوں سے آگاہ رہنا ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے شاعر کا مطلب ہے کہ حقیق و فتنہ کے دھڑوں نے اسے پکڑ لیا ہے اب وہ کانٹوں اور پتھروں کی بجائے ویسے ہی اس

کی حالت کر لے گا۔

ناخن غصہ خیز شد، دل مستیزہ خو گرفت بخود او فداہ ایم از تو کرانہ کردہ ایم
 لغت : غصہ: کھن، بے حد رنج و غم۔۔۔ مستیزہ: توانی بھڑکے کا دھکے سننے کا۔۔۔ خو گرفت: ملای ہو گیا۔۔۔ بخود الفداہ ایم: اپنی ذات میں
 الفدا کے وہ گئے ہیں۔۔۔ کرانہ کس نام: کنارہ کھلی کر لے ہے۔۔۔

ترجمہ : ہمارے رنج و غم کے ناخن جڑ ہو گئے ہیں یعنی اب وہ ہماری دل لراشی کا کام دے رہے ہیں، ہمارا دل دکھ سننے کا مادی ہو چکا ہے
 جب سے ہم اپنی ذات یا اپنے آپ میں الفدا کے وہ گئے ہیں، ہم نے تھو سے کنارہ کھلی کر لے ہے۔۔۔ یعنی ہم اپنے غموں میں اسے کھرچتے ہیں کہ
 تیری طرف ہماری توجہ نہیں ہوتی۔

غالب اڑاں کہ خیر و شر جز بہ قضا نبودہ است کار جمل ز پر دل ہے خبرانہ کردہ ایم
 لغت : اڑاں کہ: چو تک۔۔۔ پر دل: دلیری۔۔۔ خیر و شر: اچھا اور برا۔۔۔
 ترجمہ : اے غالب! چونکہ خیر و شر کا حصول صرف قضا و قدر سے ہے، یعنی قضا جیسا چاہے وہی ہوتا ہے، اس لئے ہم نے دنیا میں جو
 کام بھی کیا ہے وہ دلیری سے اور بے غری کے عالم میں یا بے نیازانہ صورت میں کیا ہے۔

غزل 4

نو گرفتار و دیرینہ آزاد و خودم وہ چہ خوش بودے کہ بودے ذوق بہا و خودم
 لغت : نو گرفتار: آزاد، آزادی میں رہا ہونے والا۔۔۔ دیرینہ: پرانا۔۔۔ بہا: بہود، بھلائی، بختری۔۔۔

ترجمہ : میں تیری غیبت میں بیایا جھکا ہوا ہوں، جبکہ اس سے پہلے میں مدت سے با پرانا اپنی ذات سے کبھی آزاد تھا۔ کیا ہی اچھا ہو تاکہ مجھے
 اپنی بھلائی اور بختری کا احساس ہو کہ میں تیری غیبت میں گرفتار ہونے کے بعد مجھ پر یہ ٹھکا کہ میرا پہلا اعزاز زندگی بیکار قسم کا قہہ کاش شروع
 ہی سے میں تیری غیبت کا ہیرو ہو جاؤں۔ غمیری نے مرزا میر کے حوالے سے یہی بات کی ہے، لکھا ہے:

نالہ از ہر رہائی نکتہ مرغ اسیر خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود
 معنی: بیگانہ خوشنم، تکلف بر طرف، چوں نہ نو مصرع تارخ ایچلو خودم
 لغت : تکلف بر طرف: صاف صاف کہتا ہوں۔۔۔ مصرع تارخ: ایسا مصرع جس میں حرف الہجہ کے بعد مگن کر کسی واقعہ و فیو کی تارخ
 ثبت جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں آپ ہی اپنا معنی بیگانہ ہوں، تکلف بر طرف میں ہلال کی طرح اپنی انجلی کی تارخ کا مصرع ہوں۔ ہلال جس طرح پورا چاند بن
 جاتا ہے، کچھ بھی صورت حال غالب کی ہے کہ ہر پہلے کو ہلال ہلال ادب تھے، پھر رگاری اور مرد و شاعری میں گئے تھے، انکار و تنکلات پیدا کئے اور
 گئے تھے اسلوب بیان دے، لیکن لوگوں نے ان کی قدر نہ بنائی، گویا وہ ان لوگوں کے لئے اپنی تھی، اس طرح وہ ایک معنی بیگانہ بن گئے جو
 خود سے بھی بیگانہ تھا۔

جو ہر اندیشہ دل خوں مستی در کار داشت : عازہ رخسارہ حسن خدا دار خودم
 لغت : جو ہر: وہ چیز جو بذات خود قائم ہو اور اپنے پاسنے جانے کے لئے کسی دوسرے وجود کی محتاج نہ ہو۔۔۔ اندیشہ: فکر، خیال۔۔۔ دل

خون مٹھتی: ایسا دل جو خون ہونے کے لائق ہو۔۔۔ خاندان سرفی۔۔۔

ترجمہ: میرے جو ہر ادا کے لئے ایک ایسا دل چاہئے تھا وہ خون ہونے کے لائق ہو گا۔ میں اپنے خدا واد حسن کے چہرے کی سرفی ہوں۔
احمد گرامت و شہر کام ہے بقل طلیا

خنگ نیروں تن شاعر میں لمو ہوتا ہے تب نظر آتی ہے اک مصرع ترکی صورت

اور بقل میر تقی میر:

ہم کو شاعر نہ کہو تیر کہ صاحب ہم نے درد دل کتنے کئے جمع تو دیوان ہوا
یعنی دل خون ہو کر شاعر میں دھن آتی ہے۔ اس لحاظ سے غالب کے کام میں جو حسن و دکھائی ہے وہ خدا داد ہے اور خون شدہ
دل کی دھنیں اس حسن خدا داد کے چہرے کا گواہ تھا ہے۔

از بہار رفت در س رنگ و بو دارم ہنوز در نعمت خاطر فریب جان ناشاد خودم

نعت: خاطر فریب: دل کو دھوا دینے والا۔۔۔

ترجمہ: میں ابھی تک گذرے ہوئے موسم بہار سے رنگ و بو کا درس لیتا ہوں۔ میں تیرے غم میں اپنی جان پاشلا کے دل کو اپنا پاشلا کر
فریب دینے والا ہوں۔ یعنی مجھے اپنی گزری ہوئی پیش و کشلا کی زندگی یاد آتی ہے۔ جس سے میں اپنی سوجھ بوجھ محروم ہوں کے غم کو بھول کر
اپنے دل کو سگار کی تنکین کا سلان کرنا ہوں۔

گر فراموشی بہ فریاد رسد وقت است وقت از خود بختن چنداں کہ در یاد خودم

نعت: فراموشی: بھول جانا۔ وقت است وقت: اہم یا مناسب موقع ہے۔۔۔ چہاں کہ: جہاں اس حد تک کہ۔۔۔

ترجمہ: میں اپنے آپ سے اس حد تک گذر گیا ہوں کہ اب اپنی یاد میں کھوا ہوا ہوں اس کو نہ تھا کہ اس صورت حال میں اگر فراموشی
میری فریاد کو پہنچے تو یہی صحیح موقف اور وقت ہے۔ گویا عاشق، محبوب کی فہمت میں خود فراموشی کا نظار ہو چکا ہے جبکہ اس حالت میں بھی
محبوب کی یاد اس کے دل میں رہتی ہے، افسہ وہ بھلا نہیں چاہتا اور یہ اس کی خواہش ہے کہ فراموشی اس کی یاد دہی کو پہنچے۔

گرم استغناست با من گرچہ مرش در دل است تا نباشد دعوتی تا شیر فریاد خودم

نعت: استغنا: بے نیازی، بے تکی۔۔۔

ترجمہ: اگرچہ اس کے دل میں میری فہمت ہے لیکن بھلا میرے ساتھ بے نیازی اور بے انتہائی سے کام لے رہا ہے اور اس کا یہ عمل
محض اس خاطر ہے کہ کہیں میں یہ دعوتی نہ کرنے لگوں کہ میری فریاد میں اثر ہے۔ یعنی اس کے دل میں یہ میری فہمت ہے وہ میری فریاد کے
اثر کا نتیجہ ہے۔

ہر قدم تھے ز خود رفتن بود در بار من بگو شیخ بزم در راہ فنا زاد خودم

نعت: تھے: کسی قدر، تھوڑا۔۔۔ بار: زنجیل، کاکہ۔۔۔ زاد: زاد روا، سفر کا سلان۔۔۔

ترجمہ: مولانا حالی کے مطابق راہ فانیں یہ کچھ میری ذہن میں ہے وہ صرف یہی ہے کہ ہر قدم پر تھوڑا تھوڑا اپنے آپ سے دور ہوا جانا
ہوں۔ گویا جس طرح کہ شیخ راہ فانیں آپ ہی اپنا زاد روا ہوتی ہے کہ بار بار کھینچ جاتی ہے اور زاد روا کی طرح تیرتی جاتی ہے اس طرح میں
بھی آپ اپنا زاد روا ہوں۔

تاچہ خوشا خوردہ ام شرمندہ از روی دلم فہمچہ آسا چہش طوار پیداو خودم

لفت : تہجہ : کس قدر کشتہ۔۔۔ غمچہ آئے کئی کی ہاں۔۔۔ چٹپٹ : چچو و تپ کھٹ۔۔۔ طوار : امیر، کثرت۔۔۔

ترجمہ : میں نے غنیمت کی وجہ سے اس قدر اپنے دل کا فخر کیا ہے، بہت جا ہے ۹ میں اپنے اس طرز عمل کے باعث دل سے شرمندہ ہوں۔ میں نے اس غنیمت کی وجہ سے دل پر یہ حد علم و حسم ادا کئے ہیں، میں ان پر اپنی اس شرمندگی کی بنا پر کئی کی طرح چچو و تپ کھٹ کر رہا ہوں۔ کئی بندہ ہوتی ہے اور اس کے اندر چپیں باہم ابھی ہوئی ہوتی ہیں، شرمندے اپنے چچو و تپ کھٹنے کی عادت کو اس لئے کئی کی مانع کہہ می دہم دل را زہید اوت فریب انقلاط سلوکی بنگر کہ در دام تو صیاد خودم

لفت : انقلاط : مہلکی، مہلت، توجہ۔۔۔ میان : شکری۔۔۔

ترجمہ : مجھ پر اسے محبوب اتو غم و حسم و حار ہا ہے میں اپنے دل کو یہ کہہ کر فریب دتا ہوں کہ وہ (یعنی تو) مجھ پر توجہ اور مہلت قرار پا ہے۔ ذرا بھری سلوکی دیکھ کہ میں تجھے جال میں آپ اپنا صیاد ہوں۔ شکری پر مجھے کو جال میں پھانس لیتا ہے تو اس پر دھیان رکھتا ہے کہ کہیں نکل نہ جائے۔ اس کا یہ دھیان کسی مہلکی کی وجہ سے نہیں ہو تا۔ ہر عداوتی جگہ مطمئن ہونا ہے کہ صیاد اس دھیان رکھ رہا ہے۔ جگہ کی کیفیت مائل کی ہے۔ وہ محبوب کے غم و حسم کو اس کے لطف و کرم پر محمول کرتے ہوئے اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دیتا رہتا ہے۔

عالم توفیق را غالب سواد اعظم صر حیدر پیشہ دارم، حیدر آبلہ خودم

لفت : سواد اعظم : میں بڑا شرم ہوں۔۔۔ حیدر آبلہ : جس میں حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آبلہ ہوں۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں خدا کی توفیق کی دیا کا بڑا شرم ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حق و غنیمت میرا پیشہ ہے۔ میں نے خود کو حیدر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آبلہ بنا رکھا ہے۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غنیمت میری نفس نفس میں جلتی ہوئی ہے۔

غزل #5

یاد باد آں روزگارں کاغذارے داشتہ آہ آتشاک و چشم انگہارے داشتہ

لفت : کاغذارے داشتہ : جب میرا کچھ اعتبار تھا اور تھا۔۔۔ یاد باد : خدا کرے یاد رہے (یاد ہوئے) دعا ہے کہ ہے۔۔۔

ترجمہ : خدا کرے وہ زمانہ گھٹے یاد رہے جب میرا بھی کچھ وقار تھا میری آپس آتشاک اور آنکھیں انگہارے تھیں۔ یعنی غنیمت میں میری آنکھوں سے شعلے برستے تھے اور آنکھیں آنسو بہہ سلا کرتی تھیں۔ مائل کے لئے یہ کیفیت گویا اس کے دھار کا باعث تھی۔

آفتاب روز دستاویز یادم می دہ کاندہ آں عالم نظیر تیکسارے داشتہ

لفت : آفتاب روز دستاویز : قیامت کے دن کا سورج، نہ سورج زمین سے سوا خیزے کی بلندی پر ہو گا یعنی اس کی ہلک دھک اور حریت بہت ہوگی۔۔۔ تپ سارے : ایک چمکدار کچھو۔۔۔ کاندہ : کہ اندر۔۔۔

ترجمہ : میں نے جب روز قیامت کا سورج دیکھا تو مجھے یہ بات یاد آئی کہ کبھی اس دنیا میں میری نظریں ایک چمکتے دیکھے چہرے پر پڑا کرتی تھیں۔ محبوب کے درخشاں چہرے کو آفتاب قیامت سے چھید رہی ہے۔

تا کد ایش جلوہ زان کافر ادای خواستم کز ہجوم شوق در وصل انتظارے داشتہ

لفت : کد ایش : کوئی سادہ۔۔۔

ترجمہ : میں اس کا لڑوا (محبوب) اے، خدا جانے کس جلوہ کی امید رکھے ہوئے تھا کہ میں وصل میں بھی کثرت شوق کے باعث اس

یہ تو میرے عشق کی یاد سرسمر کے طوفان نے مجھے اپنی جگہ سے ہلا دیا اور نہ مجھے اپنے غم کی عزت و وقار کا یہ راجہ اور احساس اور خیال تھا۔
عاشق اپنے محبوب کی نصیحت میں مر کر خاک ہو گیا جیسا محبوب کے عشق نے یہاں بھی اسے چاک کر دیا اور میں نہ غم کی عزت و وقار کا یہ راجہ اور خیال تھا۔

ترجمہ : بخاری کے بچہ کی وجہ سے نانے کے ایڑا خون ہو کر رہ گئے۔ وہ دیکھ کر کہا اگر تم مجھ جب اپنا بھی اسماعیل اور سلیمان کو شہید ہوا کرتا۔ یعنی فوجت میں اپنی بخاری کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ وقت یعنی ماضی و حال سے بالکل بے خبر ہوں۔ غالب ہی کے بقول!

قلت : سر آواز گذار گیا۔ پارہ اسے کٹھ جھٹ۔۔ کھسکے تدار کر۔۔ غم، بھلا۔۔

بوجہ انصاف کے ہمارا کرنا تھا۔ گویا امر کا بوجہ تو کم ہو گیا ہے لیکن زندگی کے مسائل و مصائب کے بوجہ تھے دغا جارا ہوں۔

ترجمہ : کبھی دوست بھی غائب ہو جاتے ہیں اور وہیں بھلی کی سی تحریک اور بے تحاشی اور الماس کی کٹی کی سی کٹ تھی، یہی اب میں نے

اس جگہ کو بلا دینے والا وہ فریاد حقہ جسے دل میں روک کر عاشق نے محبوب کو اس سے بچا لیا ہے۔

حوتے کو دوا نامہ اسوائے بھرن زحمت مٹے۔ رام پورم نامہ دل امیدوارے دوا نامہ
نعت: زحمت کش: تکلیف نہ آئے۔ رام پورم میں مطبعہ اسلامیت گزرا حقہ حکم مانے والا تھا۔

ترجمہ: میں تیری فرط غصہ سے آگاہ ہو چکا ہوں۔ اس لئے تو اب میری خاطر کوئی رحمت نہ اٹھا۔ میں اس وقت تک تیرا احاطہ گزارا تھا۔ جب تک میرا دل تم سے آگاہ امیدیں وابستہ رکھے ہوئے تھا۔ یعنی جب وہ امیدیں ہی چوری نہ ہوئیں تو دوستی کمال کی رہ گئی۔

دیکھا کہ غوثیہم خبر نبویہ تکلف بر طرف ایں قدر دانم کہ غالب نام یارے دانشم
فت: از غوثیہم مجھے اچھے اپنے ہارے میں۔۔۔ تکلف بر طرف: یعنی جی بات یہ ہے، صاف صاف کہتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : اب انھیں اپنے بارے میں بھی جگہ خیر نہیں اٹھے اپنی بھی خبر نہیں، تلف پر طرف اٹکا جاتا ہوں کہ غالب نام کا کوئی میرا دوست بھی تھا۔ دوست بننے ہیں ایک تعلیمت میں اتنی بخاری بخاری ہے کہ اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوں اور دوسرے سے کہ آخری عمر میں آنکر

انسان کا معاملہ ہے حد کمزور ہو جاتا ہے اور اسے خود اپنے بارے میں بھی اکثر باتیں یاد نہیں رہتی۔

غزل #6

ویدم آل ہنگام، بیجا خوف محشر داشتم خود ہاں شور است کلندر زیست در سرداشتم

لغت : کلندر زیست : جو زندگی میں۔۔۔ ہنگام : شور۔۔۔

ترجمہ : میں نے ہنگام محشر دیکھا ہے، مجھے خواہ مخواہ اس محشر کا خوف طاری تھا۔ مجھے یہ کھانا کہ یہ تو ہی شور ہے جو کبھی زندگی میں میرے سر میں طیار جاتا تھا۔ اپنے شور کو ہنگام محشر سے تشبیہ دی ہے، وہ شور یا ہنگام جو نجات کے باعث تھا۔

طول روز مشر و تاب مرقوئے یووبس جلوہ برتے در ابر دامن تر داشتم

لغت : تاب مرقوئے یووبس کی گری۔۔۔ دامن تر : گیلیا اکو دامن، چھٹکاری۔

ترجمہ : روز محشر کا طول اور آفتاب کی حدت و گرمی تو محض ایک ذوق کی بات تھی، میرے تو دامن تر کے بدل میں بھلی سوجھ تھی۔ یعنی ایک تر دامن انشکار کا روز محشر کے سورج کی گرمی سے خوفزدہ رہنا چاہئے، لیکن ایک عاشق کیو مگر دے یا کھراے گا کہ اس کے دامن تر میں محبوب کے آنکھیں ریشاروں کا جلوہ سلایا ہوا تھا اور مشق و نجات کی بے کبی نے اس کے دل میں آگ لگا رکھی تھی چنانچہ محشر کا سدا سحر اس کے لئے ایک ذوق یا کیفیت ثابت ہوا۔

تاچہ سنگم دونخ و کوثر کہ من نیز ایں چمن آتے در سینہ وآبے بہ ساغر داشتم

لغت : چہ نمہ : میں کیا اندازہ لگاؤں، کیا سمجھوں۔۔۔

ترجمہ : میں بھلا دونخ اور دود کو ڈر کیا سمجھوں، ایں کیا سمجھتا ہوں اس لئے کہ میرے اپنے سینے میں آگ بھری تھی، جبکہ میرے ساغر میں شراب تھی۔ یعنی میرے سینے میں جو آتش تھی وہ آتش دونخ سے کم نہ تھی اور ساغر میں شراب، آب کو ڈر کیا سمجھتا تھی۔

دوش بر من عرض کردند آنچه در کوئین بود زان ہمہ کلاے رنگارنگ دل برداشتم

لغت : دوش : کل شب، کل گزرا ہوا۔۔۔ عرض کردند : پیش کیا گیا۔۔۔ کلاے رنگارنگ : قسم قسم کا ملان۔۔۔

ترجمہ : کل تھا وہ قدر نے دونوں جنات کی حلق میرے سامنے لار کھی۔ میں نے اس رنگارنگ ملان میں سے صرف دل اٹھالیا۔ یعنی عاشق کو دنیاوی مال و دولت اور ساز و سامان سے کوئی رغبت نہیں اسے تو دل چاہئے جو مشق و نجات سے ہے ہو۔

از غریب شدقا حاصل، خوشم زیں اتفاق بود مقصودم صیغ و سئل رہبر داشتم

لغت : صیغ : سونج۔۔۔ غریب : بھلائی۔۔۔

ترجمہ : میں نے صیغ (نجات) کے صیغ کو اپنا رہبر بنالیا تھا اس لئے کہ میرا مقصد سند رنگ و رنگی تھا۔ اس سے بخیر بھلائی تو ہوگی لیکن مجھے فلا کاتمام حاصل ہو گیا جس سے میں خوش ہوں۔ فاقے مرقوہ محبوب حقیقی کی بات میں تھا ہونا ہے۔ قلمو سند میں بھی کراہا ہوا تو غم کر لیتا ہے لیکن اس طرح اسے سند کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

یاد ایاسے کہ در کوئین ز نیم پاسیں بستر از خاک رو و باش ز بستر داشتم

لغت : یاد ایاسے کہ : دونوں یاد ہیں، دونوں کیا خوب تھے جب۔۔۔ باش : نکیر، مراد۔۔۔

ترجمہ : دونوں کیا خوب تھے جب میں اس کے کوسے میں اس کے چوکیدار کے خوف سے خاک رو کر اپنا سر گھورا اپنے (ساتھ لائے ہوئے) سر کو اپنا سر پٹا باندھا کر تھا۔ گویا اس چوکیدار کا وہ خوف تھا کہ سر نہ کھولنے کی جرأت نہ ہوتی اور اسی لئے پہلے پہلے سر کو سر پٹا باندھا کر زمین پر لیت بٹایا کرتا۔

برسرِ راضی ششم، بدروش را ہم نبود غولش را از غولپشتن لئے کوتر داشت
 لغت : ششم، میں بیٹھا۔ را ہم نبود میری رسائی نہ تھی۔۔۔ از غولپشتن: اپنے آپ سے اپنی حیثیت سے۔۔۔ لئے کوتر: کوتر، زیادہ اچھا۔

ترجمہ : چونکہ محبوب کے در تک میری رسائی نہ تھی اس لئے میں اس کے راستے ہی میں بندھ گیا اور یوں میں نے اپنے لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر اور بہتر مقام حاصل کیا۔ محبوب کے در تک رسائی ہو نہ ہو اس کی راہ میں بھی بندھ جانا عشق کے لئے بڑے مرے کی بات ہے۔
 نامہ شیلہ دگر، عنوان شکی دیگر راست آنچہ شاید از ہا چشم از کوتر داشت
 لغت : نامہ شیلہ: محبوب کا خط۔۔۔ شاید: نہ آیا، نہیں آیا نہیں ہو سکتا۔ دگر: کچھ اور یعنی شکی اور ہے۔۔۔ عنوان: پُر دانہ اجازت ہے۔۔۔

ترجمہ : نامہ شیلہ کچھ اور ہی چیز ہے (یعنی اس کی اپنی ایک شان ہے) جبکہ شکی پر دانہ کچھ اور ہے (نامہ محبوب کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں، چنانچہ وہ کچھ داسے نہیں ہو سکتا اس کی توقع میں نے کوتر سے رکھی۔) ہا ایک فرض پر نہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا سایہ جس کے سر پر چ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ اس حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ عاشق کے لئے نامہ بر کوتر زوان مز ہے کہ وہ محبوب کا خط لائے۔ اسے بادشاہ بنے یا شاہد غلام بادشاہ سے کوئی دلچسپی نہیں۔

کور بودم کز حرم راندہ، رنم سوے دیر از جمل بت خن ی رفت باد داشت
 لغت : کور بودم: میں اندھا تھا یا بے بصیرت تھا۔۔۔ راندہ: نال دیا۔۔۔ خن کی رفت: باتیں ہو رہی تھیں۔۔۔ باد داشت: میں نے تعین کر لیا۔۔۔ حرم: کعبہ کی چار دیواری کعبہ۔۔۔
 ترجمہ : میں کور تھا اس لئے مجھے حرم سے نکل دیا گیا چنانچہ میں بت کو دے کی طرف چا گیا۔ وہاں حق کے خن کی بات ہو رہی تھی میں نے اس پر تعین کر لیا۔ چنانکہ مراد یہ ہے کہ عاشق کی اصل خواہش خن پرستی ہے۔

سوزم از حمان سے با آنکہ آہم در سبوست تآچہ می کرم اگر بخت سکندر داشت
 لغت : سوزم: میں جتا ہوں۔۔۔ حمان سے: شراب سے عرو۔۔۔ تآچہ می کرم: میں اس وقت کیا کرتا۔۔۔
 ترجمہ : اگرچہ میرے پیالے میں پانی ہے لیکن شراب سے عرو مجھے چاہی ہے۔ (میں ایسے موقع پر یہ سوچتا ہوں کہ اگر میرا بخت سکندر کے بخت کا سا ہو تا تو اس وقت میں کیا کرتا یعنی مجھے تو پانی بھی نصیب نہ ہوتا۔ سکندر راظم، آب حیات کی تلاش میں نضر کے ساتھ نکلا۔ نضر نے تلاش کر کے پی لیا جبکہ سکندر عروم رہا۔ مطلب یہ کہ اگرچہ مجھے شراب میری قیامت اور کھلی تو میرے سکندر کو تو پانی ایک حیات بخشی نہ دے۔

چچی دانی کہ غالب چوں بر بودم بہ دہر من کہ طبع بلبل و فخل سمندر داشت
 لغت : چچی دانی: کیا تو کچھ جانتا ہے۔۔۔ بر بودم: زندگی بسر کی۔۔۔ سمندر: آگ میں رہنے والا کبوتر۔۔۔
 ترجمہ : اے غالب! کیا تجھے کچھ علم ہے کہ میں نے کہ کھ بلبل کی سی طبع ملا ہوئی تھی اور سمندر کا سا فخل میرا تھا وہ اپنی زندگی میں طر و لری کی؟ اس سوال کا جواب اگرچہ نہیں ہے تاہم واضح ہے۔ بلبل نذرِ سرائی کرتی ہے۔ غالب اپنی شاعری کے لحاظ سے گویا بلبل کی طرح

نذر سرا ہے۔ سمندر آگ میں زندہ رہتا ہے اور آگ ہی میں بڑھتا پختہ ہے۔ غائب کی زندگی غم و کام کی آگ میں گزری۔ اس لحاظ سے یہ عقل سمندر تھا۔

غزل 7

اے چہ شور سے است کہ از شوق تو در سردارم دل پروانہ و چمکن سنندر دارم

لغت : چمکن سمندر (آگ میں دھبے والا کیکڑا کی سی عظمت، شین و شوکت و جلال۔)

ترجمہ : میرے سر میں تیرے خلق کا یہ کیسا شور و جھگڑا ہے کہ میرا دل تو پروانے کے دل کی طرح ہے اور میری حکمت سمندر کی حکمت کی سی ہے۔ عاشق پروانے کی طرح آگ میں جل جاتا ہے اور جس طرح سمندر کی زندگی آگ سے وابستہ ہے اسی طرح عاشق کے لئے آتش خلق میں عزت و عظمت ہے۔

آہم از پردہ دل بے تو شروری بیژد شیشہ لبریز سے و سینہ پر آؤر دارم

لغت : سی جزا چھاتی ہے بر ساقی ہے۔ لبریز: بھرا ہوا ہے۔ آؤر: آگ۔ بے تو: میرے بغیر تیرے فراق میں۔

ترجمہ : میری آہیں تیرے فراق میں دل سے نکل کر شیشے پر ساقی ہیں، میری مراثی یعنی دل تو شراب سے لبریز ہے جبکہ سینہ آگ سے بھرا ہوا ہے۔ شراب سے مڑھو محبوب کی نجات کا سرور دشت اور آؤر سے مڑھو محبوب کے فراق کی آگ جو جتنے میں جل رہی ہے۔

اے خلق و جمل رنگ پہ عرض آؤر وہاں ملائے کہ ازیں جملہ دلے بردارم

لغت : یہ عرض آؤر وہاں: سامنے دار کئے ہیں۔ ملائے: ایک ساتھ ملا دیتا ہوں۔

ترجمہ : خدا سے خطاب ہے "اے کہ تو نے دونوں جہاں کی رنگارنگ خلق سامنے دار کی ہے، ہزار اہن کی دعوت تو نے، ہمارا کچھ کہ میں اس خلق میں سے صرف دل اٹھاؤں گا اس سے بچھل غزل کے اس شعر میں بھی یہی بات باوجود اگر کہ: "دش بر من عرض کہو آنچہ در کوئی بود"

ذریعہ شعر میں "دل برداشت" ہونے کی بات نہیں ہے جیسا کہ صوفی مروج نے لکھا ہے۔

من و پشے کہ بہ خورشید قیامت گرم است نکلیہ برداؤزی عرصہ محشر دارم

لغت : پشے کہ: ایسا پشت (پیشہ) ہو۔ نکلیہ دارم: بھروسہ کرتا ہوں۔ داؤزی: خدا کا انصاف۔

ترجمہ : میں ہوں اور میری پشت جو قیامت کے خورشید کی گرمی سے جل رہی ہے۔ اس صورت حال میں "میدان حشر میں" مجھے صرف اس ذات القدس کے انصاف ہی کا بھروسہ ہے۔ گویا اس کی نظر گرم پڑ جائے تو بچھل کاسلمان ہو سکتا ہے۔

آں چہ اور طرب وایں زچہ رہ در تعب است خندہ بر غفلت درویش و توانگر دارم

لغت : آں: وہاں سے مڑھو توانگر۔ ایں: یہ، یعنی درویش۔ چہ: کیوں، کس لئے۔ طرب: جیل و سرور۔ در تعب: دھکنا معیت میں۔ درویش: غریب مطلب۔

ترجمہ : مجھے درویش اور دولت مند دونوں کی غفلت پر غصہ آتی ہے کہ وہ (توانگر) کیوں جیل و طرب میں اور یہ (مطلب) کس لئے معیت میں ہے، یعنی غفلتی اور غم تو دونوں آتی جاتی ہیں، آج کا مطلب کل دولت مند اور آج کا دولت مند کل مطلب ہو سکتا ہے، پھر یہ سرور و جیل پر اگر کسی

اور غنیمت میں "اے افسوس" کیا؟

کیست تا خار و خس از ره گذارش برچیند . ذکر اشب سرآرائش بستر دارم

لغت : کیست : کون ہے۔۔۔ برچیند : جان لے اٹھالے۔۔۔ سرآرائش : بھڑکی جھلوت کا ادا۔۔۔

ترجمہ : کون ہے جو اس محبوب کے راستے سے کانٹے نچکے اٹھالے، کیونکہ آج رات میں پھر اپنے بھڑکی آرائش کا سامان حاصل کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ یعنی محبوب کے راستے سے اٹھائے ہوئے کانٹوں سے عاشق اپنا بستر آراستہ کر لے گا، گویا اس کی رات بھڑکاری اور بے چینی میں گزرنے کی، دوسری طرف مجھ سے کو گزرنے میں کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔

پرتو ہمز سیاہی ز جسم نہ بدو سایہ ام، سایہ شب و روز برابر دارم

لغت : پرتو : سورج کی شعاعیں، روشنی۔۔۔ جسم : میری گودری۔۔۔ نہ بدو : نہیں لے جائی، نہیں دھوتی۔۔۔

ترجمہ : سورج کی شعاعیں بھی میری گودری کی سیاہی نہیں دھوتیں، انہیں دم نکشیں؟ میں تو سایہ ہوں، میرے لئے رات اور دن برابر ہیں۔ اپنی سیاہی ظن کی بات کی ہے۔

سوست دل، بے توفہ، تو سلم چہ کشاید کنوں . حسرت بیشتر و فوق تو کتر دارم

لغت : سوست : جل گیا۔۔۔ چہ کشاید : کیا کھلے گا، کیا کھلتا ہو گا۔۔۔

ترجمہ : تجھے فرق میں میرا دل جل گیا اب وصل سے بھی وہ کیا کھلے گا، یعنی اس میں وہ پہلے وہاں نازکی و شکنجہ نہ آئے گی۔ اب تو تجھے بارے میں میری حسرتیں بچھ گئی ہیں اور تجھے ملنے یا وصل کا ذوق کم ہو گیا ہے۔ دل میرا بے توفہ ہے تو پھر بے آرزوئیں اور خواہشیں دم توڑ رہی ہیں، غم ہو جاتی ہیں اور ان کی جگہ حسرتیں لے لیتی ہیں۔ گویا عاشق کے ساتھ ہی ملکہ ہوا ہے۔

کنہ نازخی داغم، نغم شطہ و راست . "شرح کشاف" صد آئینہ از بدو دارم

لغت : کنہ : گہرا۔۔۔ نازخی : نازک، دان۔۔۔ شطہ : در، فطیل، والا، آغوش۔۔۔ شرح کشاف : قرآن کریم کی تفسیر، جو 528ھ/1134ء میں تھل تھل ہوئی۔۔۔ ضرطہ : اتر، غری۔۔۔ از بدو : مجھے زبانی یاد ہے۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے دل والے عشق و دلچسپی کا ایک پرانا نازک دان ہوں۔ میرا سامن شطہ دار ہے۔ مجھے بیکار آئینہ کی شرح کشاف زبانی یاد ہے۔ یعنی میرا ہر سامن کسی آنکھیں داغ غنیمت کی تخریب اور وضاحت کرتا ہے، جو آئینہ کو کی طرح بھڑکتا ہے۔ (شرح کشاف کے استعمال کا کوئی تک نظر نہیں آتا، محض خود کو پرانا نازک دان کہنے کے لئے ہی لیا گیا)

ہم ز شدائی ناز تو بخود ی بالم . ریشہ در آب ز تار دم خنجر دارم

لغت : بخود ی : خود پر فخر کرتا ہوں۔۔۔ ریشہ : جذ۔۔۔ شدائی : نازکی، شکنجہ۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے تار و ادا کی شدائی سے خود پر ناز کرتا ہوں۔ (یعنی تجھے تار و ادا کی وجہ سے مجھ میں شدائی ہے؟ تجھے خنجر یعنی ظلم و حسد کی وجہ سے مجھ میں ریشہ ہے جسے کسی چوڑے کی جڑ پائی میں ہو اور یوں وہ خود تار اور شکنجہ رہے۔) محبوب کے تار و ادا کو خنجر کی دھار سے تشبیہ دی ہے۔

راز دار تو و بدنام کن گردش چرخ . ہم سپاس از تو و ہم شکوہ ز اختر دارم

لغت : بدنام کن : بدنام کرنے والا۔۔۔ سپاس : شکر۔۔۔ اختر : مڑاؤ، مڑاؤ کا ستارہ۔۔۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں تجھ کو راز دار اور آسمان کی گردش کو بدنام کرنے والا ہوں، ایک طرف میں تجھ کو شکر

گزار ہوں اور دوسری طرف تختہ کے ستارے کاٹھک کرنا ہوں۔ مڑاؤ یہ کہ ٹوٹی دوسرے یاد کو تکلیف تو سب اللہ کی طرف سے ہے! اس میں آسمان کی گردش کو بڑا اہمیت اور تختہ کے ستارے کاٹھک کرنا یاد ہے۔

مرحبا سو بہن و بھائی بخشش آبل غلب خندہ برگری خضر و سکندر دارم

لغت : مرحبا : کیا کہنے، سلام۔ سو بہن : سہلیں، رشتی۔ آبل : اس رشتی کی ہلک۔ بھائی بخشش : بھائی بخشش، جہاں مٹا کر۔

ترجمہ : اے غلب! اس رشتی اور اس کی بھائی بخشش ہلک کے کیا کہنے۔ تجھے تو خضر اور سکندر کی گمراہی پر ہنسی آتی ہے۔ خضر اور سکندر آپ حیات کی تلاش میں نکلے تھے۔ رشتی یعنی غلبت کی رشتی جو دل کو غمراہ کر اس میں ایک نئی روح چھو گئی ہے۔ یہ آپ رشتی کی ہلک اور مڑاؤ آپ عشق! آپ حیات کے مقابلے میں کہیں بڑھ کر ہے، خضر اور سکندر یاد آپ حیات کی تلاش میں سرگرداں رہے، آپ عشق ہی لیے تو ان کے لیے کہیں بہتر نہ۔

غزل #8

شیمائے غم کہ چہو بخوں غلب شستہ ایم از دیدہ نقش و سوسہ خواب شستہ ایم

لغت : بخوں غلب : آنسوؤں سے۔ شستہ ایم : ہم نے دھویا ہے۔ سوسہ : دہم و خیال۔

ترجمہ : غم کی دھواں میں ہم نے اپنا چہرہ اپنے ٹوٹیں آنسوؤں سے دھو کر آنکھوں سے غم کے دہم و خیال کے نقش و سوسہ دھو ڈالے ہیں۔ یعنی غم جہر میں رات کو نیند نہ آتی تھی، میں دھواں غم کو ترے میں گزرتی تھی۔ جب ہم دھواں کو ٹوٹیں آنسوؤں سے آنکھیں دھوئے گئے تو اللہ اس عمل سے غم کا دوسرا نشانہ قائم ہو گیا۔

الہون گریدہ ہر ز خوریت غلب را از شطہ تو دوو بہ بغتہ آب شستہ ایم

لغت : الہون : حرا، جلور۔ خوریت : تیری جلوت، خلعت۔ غلب : غلبہ، خضر، بخشش۔

ترجمہ : ہماری گریدہ و زاری کے سحر نے تیری جلوت سے غلب ختم کر دیا، تیری بخشش و دل جلوت دور کر دی۔ گویا ہم نے تیرے شعلے سے اپنے آنسوؤں کے پانی سے دھواں یعنی سیاہی چری طرح دھو ڈالی۔ شعلے سے غلبہ جلوت اور دوو سے غلبہ غلب ہے۔ یعنی عاشق کے رونے دھوئے سے مٹاؤ ہو کر محبت نے اپنی جلوت غلب ترک کر دی۔

زادہ خوش است صحبت از آلودگی حشر کاین خرقہ باربا بہ سے غلب شستہ ایم

لغت : کاین : کہیں، کہیں، کہیں۔ خرقہ : گدڑی۔ سے غلب : غلبہ، خضر، بخشش۔

ترجمہ : اے زادہ! ہمارے ساتھ مل بیٹھا، اچھی بات ہے تو کسی آلودگی سے نہ آلودہ نہ ہم نے اپنی اس گدڑی کو کئی بار غلبہ شرب سے دھویا ہے۔ گویا بدہوئی بظاہر گدڑیاں آلودگی ہے لیکن غلب کی غلوں میں یہ غلو اور غلبہ اور گدڑی سے انسان کو بچاتی ہے، جبکہ زادہ کو اپنے لہو و جلوت سے بڑا غلو رہتا ہے، ہوا بھی بات نہیں۔ اسی لیے زادہ سے کہا کہ تیرا دامن آلودہ نہ ہو گا تو ہماری صحبت میں نہ۔

اے در غلب رفتہ زبے رنگی سرشک غافل کہ اشب از مڑہ خون غلب شستہ ایم

لغت : زبے رنگی سرشک : آنسوؤں کا لہ رنگ ہو، یعنی غم میں آنسو نہ ہو۔ خون غلب : خون غلبہ، خون غلبہ کے آنسو۔

ترجمہ : اے محبوب! تو ہمارے بے رنگ آنسوؤں کے غم میں آگیا ہے، تجھے اس بات کی خبر نہیں کہ ہم نے آج رات ہی اپنی بھلی سے

خونیں آنسو صاف کئے ہیں۔ یعنی ہم خونیں آنسو اچھے براپنے ہیں کہ جگر کا خون ہی ختم ہو گیا ہے۔ اسی لئے اب ہمارے یہ آنسو بے رنگ ہو گئے ہیں۔

بیانہ را ز بلبلہ بخون پاک کردہ ایم کاشانہ را ز رشت بہ سیلاب شستہ ایم
لغت : ۱۰۴۰ : غل : ریخوں کا گہرا مڑاؤ گہرا۔ رشت : سازو سلاسل۔

ترجمہ : ہم نے اپنے خون سے جام کو شراب سے پاک کر دیا ہے اور اپنے گھر کے سازو سلاسل کو سیلاب یعنی آنسوؤں کے سیلاب سے دھو ڈالا ہے۔ گویا ماضی اب شراب کی بجائے خون جگر کی رہا ہے اور اس کے آنسوؤں کے طوفان نے گھر کو بڑا کر دیا ہے۔

غرق محیط دھرتے صوفیم و در نظر از روی بحر موج و گرداب شستہ ایم
لغت : محیطا دھرت : وحدت کا سمندر۔ دھرتے صوفیم : وحدت الوجود، صوفیہ کا نظریہ کہ اس کائنات کا اپنا کوئی وجود نہیں سب کچھ وہی ذات اقدس ہے۔

ترجمہ : ہم اگر وحدت میں پوری طرح ڈوبے ہوئے ہیں اور اپنی فکر میں ہم نے سمندر پر سے لہروں اور بحوروں کو دھو ڈالا ہے۔ یعنی اصل وجود تو سمندر کا ہے یہ لہریں اور گرداب سب اضافی چیزیں ہیں۔ یعنی ہم نے اس ذات اقدس کی وحدت کو حلیم کرتے ہوئے پانی سب کائنات سے نظریں پٹائی ہیں۔ غالب نے اردو میں بھی بات یوں کی ہے:

ہے مشتمل نمود صور پر وجود بحر یاں کیا دھرا ہے قطروہ موج و حباب میں
بے دست و پا بہ بحر توکل نقوہ ایم از خویش گرد زحمت اسباب شستہ ایم

لغت : توکل : خدا پر بھروسہ۔ زحمت اسباب : ملتان اور سیوں کی تکلیف۔

ترجمہ : ہم نے بے دست و پا ہو کر خود کو بحر توکل میں ڈال دیا ہے اور میں ہم نے اپنے آپ سے ملتان کی زحمت کو دھو ڈالا ہے۔ یعنی اس دنیا میں جو کچھ واقعہ پذیر ہو رہا ہے وہ سب تقاضا قدرت کے حسب ظاہر رہا ہے اس لئے اپنی خواہشات کے سلسلے میں ہمدردی بھاگ دوڑ بے بیگار ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے توکل اختیار کر کے دنیاوی زمتوں سے نجات پائی ہے۔ اسلام میں ایسا کوئی توکل نہیں چنانچہ مولانا رام نے ایک جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک چھوٹا سا واقعہ لکھ کر کہہ کر وہ توکل کو غلط قرار دیا ہے۔ ایک بدو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ "مومنٹ کو باندھ آئے ہو؟" اس نے کہا "میں اسے اللہ توکل کٹھا ہوا دیتا ہوں۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرے توکل درانے اشتربہ" یعنی پہلے اسے باندھ پھر خدا پر بھروسہ کر۔ ایک بخوبی صوفی شاعر محمد کشمیش نے اسے یوں ادا کیا ہے۔

ملی داکم پانی پتلا بھر بھر مشکل پاوے مولا داکم پھل پھل لاٹرا لاوے یا نہ لاوے

در صلح وفا زحیا آب گشتہ ایم خوں از جبین و دست مذقصاب شستہ ایم

لغت : صلح کھانا ادا کرنے کی جگہ۔ قصاب : حلوہ قاتل یعنی محبوب۔

ترجمہ : ہم وفا کی قاتل گھم میں اگر خرم سے پانی پانی ہو گئے۔ ہم نے وحشی سے خون دھو ڈالا اور قصاب / قاتل سے ہاتھ اٹھائے یعنی اس سے باز ہو گئے۔ یعنی ہم نے ہر طرح وفا کی لیکن آزادی کے وقت ہمیں وفا میں کی ہوئی اپنی تہمتیں حقیر معلوم ہو گئیں جس پر ہمیں خسرو کی سے دھار ہو چڑھا۔ جس کے نتیجے میں ہم نے وفا کی کٹائی کے طور پر اپنی پیشانی پر لکھا ہوا خون صاف کر لیا اور قاتل یعنی محبوب سے آنکھ ملانے کی ہمیں جرأت نہ ہوئی۔

غالب رسیدہ ایم بہ نکلے و بہ سے ازینہ داغ دوری اجباب شستہ ایم
لغت :

ترجمہ : اے غالب ! ہم نکلے پہنچ گئے ہیں۔ پہلی پہنچ کر ہم نے شراب پی لی تھی کراچے دوستوں معرووں کی جہانی کا داغ خم دھوڑا ہے، یمن
ست ہو کر واقعی طور پر اس خم کو بھل گئے ہیں۔ غالب اپنی پیش کے سلسلے میں نکلے گئے تھے۔ اس سطر میں انہیں کچھ تھکے ہیں، یہی اظہار
ہے، پھر اپنے دوستوں اور معرووں سے دوری بھی ان کے لئے، دکھ کا باعث بنی۔ اس شعر میں اس پس منظر کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔
نکلے سے وہ ابھی اس کی یاد نے انہیں حیا کا چہرہ دیکھتے ہیں:

نکلے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں اک حیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے

غزل #9

بخت در خواب است می خواہم کہ بیدار ش کنم
پارہ نوحائے محشر کو کہ در کارش کنم

لغت : پارہ نکلا۔۔۔ کہیں ہے۔۔۔ در کارش کنتم، اس بخت کے کام میں لگاؤ۔۔۔
ترجمہ : میرا بخت سوا ہوا ہے، میں چاہتا ہوں کہ اسے بیدار کروں۔ جنگ محشر کا کوئی ٹکڑا کہیں ہے کہ میں اسے بخت بیدار کرنے کے لئے
استعمال کروں۔ قسمت کے ہنگامے سے سوتے ہوئے جنت کو بیدار کرنا انتہائی بد نصیبی کی علامت ہے۔

ہا تو عرض وعدہ ات حاشا کہ از اہرام نیست
ہرچہ می گوئی ہی خواہم کہ نکرارش کنم

لغت : عرض وعدہ ات: حیرے وعدے کا ذکر۔۔۔ اہرام: امرا، زور و جہت۔۔۔ نکرارش کنتم، اسے دہراؤں۔۔۔
ترجمہ : حیرے مجھے حیرے وعدے کا ذکر کرنا، واللہ کسی امرا کی خاطر نہیں ہے۔ ایسا اس بات پر زور نہیں دے رہا میرا عقد تو یہی ہے
کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے میں اسے دہراؤں اور اتفاقاً دہراؤں کہ میرے لئے اس نکرار میں ایک لطف ہے۔

جہاں بہائش گفتم و اندر اہائش کاہلم
تو گر دل سردا زیں شستہ خریدارش کنم

لغت : جہاں بہائش: اس کی جہاں بڑا وعدہ چیز جس کی قیمت جہاں ہو۔۔۔ کاہلم: سستہ میں سست ہوں۔۔۔ شستہ خریدارش کنم، اس کے چند خریدار
و عاشق جن کا شغل شخص دعویٰ ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے اس محبوب کے وصل کی قیمت اپنی جہاں کی تھی اس کے وصل کی قیمت اپنی جہاں دینے کی صورت میں وہاں کروں گا، جن
اس قیمت کے ادا کرنے میں میں اس لئے سستی اور کاہلی سے کام لے رہا ہوں تاکہ اس کا دل اپنے ان چند خریداروں سے لٹکا ہو جائے۔
یعنی میں اپنے اس قول سے پیچھے نہیں ہٹا، بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ مشتق کے جھوٹے و عین کار کا دھوکا کھ جائے۔

بر لب جویش خرمایں کردہ شوقم، دور نیست
کز ہنر چوں خود امیر دام رفتار ش کنم

لغت : خرمایں: شلا ہوا۔۔۔
ترجمہ : میرا جذبہ شوق اس محبوب کو عری کے کنارے خرمایں خرمایں لے آیا ہے۔ میں چونکہ اس کی اس دھن میں جہاں پر فریقت ہوں اس
لئے کوئی جہاں کی بات نہ کر رہا ہوں، اپنی اس فراہنگی کے بھرے خود اسے اس کی اپنی اس دھن رفتار (خام) کے دام کا سیر ہاؤں۔ پھر
یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اسے عری پر لے آیا ہے جس ممکن ہے پانی میں وہ اپنی جہاں کا کھس کر خود اس پر لٹو ہو جائے۔ بقول شاعر:

رفتار تحیری سے کا برستا ہوا ہلال جس راہ سے گزرتے تو وہی راہ گذرست
مردم و برمن نہ بخشود و کنوں باز از ہوس احتقان تازہ ی خواہم کہ در کارش کستم
لغت : مردم میں مرگیا۔ و بخشود صاف نہ کیا۔ و در کارش کستم اس (احتقان) کے کام میں لگاؤں۔

ترجمہ : میں نے جان دے دی لیکن اس محبوب نے میری کھے صاف نہ کیا لہذا اب میں پھر اس مرنے کی لذت کی راہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی اور نیا احتقان عشق ہو جسے اس کام میں لاسکوں۔ گویا عاشق کی یہ خواہش ہے کہ وہ بار بار مرنے اور محبوب اسے ہر مرتبہ صاف نہ کرے تاکہ وہ اس لذت سے سرشار ہو تاکہ ہے۔ اردو میں یوں اظہار خیال کیا ہے:

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی احتقان اور بھی بقی ہے تو یہ بھی نہ سہی
بقول نظیری نیشاپوری:

گرم صدار سوزی باقر گرد سرت گردم نیم پروانہ کزیک سو خنن از دست و پا کھنم
اگر تو کھے سوا بھی جائے میری کھے تھہ پر توں ہو جاں کھ میں کوئی بداند نہیں ہوں کہ ایک ہی مرتبہ بچنے سے قسم ہو جاؤں۔
راحت خود جستم و رنج فراوان یا قسم مرزہ دشمن را اگر جلدے در آزارش کستم
لغت : جستم میں نے تلاش کی۔ فراوان بہت، بکثرت۔ مرزہ فوجی۔ جلدے کوئی کوشش۔

ترجمہ : میں راحت (فوجی و سرت) کی تلاش میں رہا لیکن کھے ہے مدد نہ ملے۔ دشمن (ارتیب) کے بچنے سے اس فوجی کا ہاتھ ہو گا کہ میں اسے کوئی آزار پہنچانے کی کوشش کروں۔ یعنی عاشق کے بچنے سے رقیب کو آزار پہنچانا ہاتھ راحت ہو تاکہ لیکن چونکہ یہاں راحت میرے میں آئی جگہ دکھ لے ہیں اس لیے عاشق کی یہ کوشش بیکار ہوگی جو رقیب کے بچنے سے فوجی ہے۔

عمر سے بسر بردم زو عوئی شرم نیست فرمے کو کز وقایے خود خبردارش کستم
لغت : عمر سے بسر بردم میں نے زندگی کا ایک حصہ گزار دیا، بہت زندگی گزار دی۔

ترجمہ : میں نے محبوب کی محبت کے غم میں زندگی گزار دی، اور کھے یہ دعویٰ غم میں زندگی بسر کرنا کرتے ہوئے کوئی مدد محسوس نہیں ہوئی۔ اس غم میں جھارنے کے ہاتھ کھے اتنی فرصت بھی نہ ملی کہ اسے اپنی دق سے باخبر کروں۔

اختلاط شبنم و خورشید تاباں دیدہ ام جراتے پایہ کہ عرض شوق دیدارش کستم
لغت : اختلاط: میل جول، میل ملاپ۔ خورشید تاباں: چمکتا ہوا اور روشن سورج۔

ترجمہ : میں نے شبنم اور خورشید تاباں کا بھی میل ملاپ دیکھا ہے۔ اس بات کے بچنے جرات کی ضرورت ہے کہ میں اس کے دیدار کے شوق کا اظہار کروں۔ خود کو شبنم سے اور محبوب کو خورشید تاباں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح سورج نکلنے پر شبنم ختم ہو جاتی ہے اسی طرح محبوب کا دیدار کرنا بھی عاشق کی فضا کا ہاتھ جاتا ہے۔ اردو میں یوں کہا ہے:

پر تو خود سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم ہم بھی ہیں ایک عزت کی نظر ہونے تک
تا بیا لکھا نہت از بتوانی ہائے خویش طالت یک خلق پایہ صرف اظہارش کستم

لغت : بیا لکھا نہت میں اسے آگاہ کروں۔
ترجمہ : اس خاطر کہ میں کھ کو اپنی بتوانیوں سے باخبر کروں، کھے ایک غفلت کی طالت کی ضرورت ہے جس سے میں ان بتوانیوں کا اظہار

کر سکیں۔ تم عشق کے سبب اپنی امتحانی ہوتی کی ہمت کی ہے بقول شاعر

تا تو اس ہوں، کفن بھی ہو ہلکا ذال دو سایہ اپنے آئین کا

ایک شاعر نے یوں کہا ہے افسوس شعراء نہیں رہا کہ میری ہوتی کا یہ عالم ہے کہ موت آکر فتنے سے تر تلاش کرتی رہی۔

نکتہ ہائش بے دہن نی ریزہ از لب غائباً بے زہاں مردم کہ شرح لطف گفتارش مستم

نکتہ : یارِ زہا چھپتے ہیں۔۔۔ بے دہن: منہ کے بغیر، منہ کو ملے بغیر، یعنی خاموشی میں۔۔۔ بے زہاں مردم: میں بے زہاں ہو جاؤں۔۔۔

ترجمہ : اے غائب! اس محبوب کے ہونٹوں سے بے دہن (خاموشی میں) آئی تھی (گہری باتیں) سمجھتے رہتے ہیں۔ میں اس کی لذت گفتار کی کیا

تعریف کروں کہ جب ایسی کو خوش کرتا ہوں تو بے زہاں ہو جاتا ہوں۔ یعنی اس کی لذت گفتار کی تعریف اپنے بس کا روگ نہیں۔ اردو میں

محبوب کی لذت گفتار پر یوں اعتماد خیال کیا ہے:

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

غزل #10

بے خواہش عشق عیان نگاہش گرفتہ ایم از خود گزشتہ دسر راہش گرفتہ ایم

نکتہ : بے خواہش عشق: یعنی بے خود ہو کر۔۔۔ عیان: لگام، ہاک۔۔۔ از خود گزشتہ: اپنے آپ سے گزر کر دہی بخاری کی حالت۔۔۔

ترجمہ : ہم نے بے خود ہو کر اس کی نگاہوں کی محنت قہا ہے (یعنی اس حالت میں اس سے آنکھیں ہار ہو سکیں؟ اسی طرح ہم نے اپنے

آپ سے گزر کر اسے سرد اور رکا ہے۔ گویا محبوب کے دیدار کے حصول اور اسے پالنے کی خاطر عاشق کو اپنے آپ کو بھول جانا پڑا ہے۔

دل با حرف ساختہ و ما ز سلوگی بر عدائے خویش گواہش گرفتہ ایم

نکتہ : ساختہ: سواقت کرلی۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دل نے تو رقیب سے سواقت کر لی اور ہماری سلوگی کا عہد ہو کر ہم نے اپنے متعدد عشق کے معاملے میں اسے ہی اپنا گواہ

بانا۔ یعنی عاشق نے یہی کاغذ ہو کر رقیب کا سارا اوصاف لکھ رکھے کہ وہ محبوب سے اس کی حالت ذرا کا ذکر کرے اس کا سارا اپنے گواہ بن گیا۔

لیکن نہیں، رقیب تو عاشق کا دشمن ہے اور وہاں کہیں اس کا ساتھ دے گا۔

آوارگی سپردہ بما قہربان شوق ملتے زمرہ سپاہش گرفتہ ایم

نکتہ : سپردہ: حوالے کی ہے۔۔۔ قہربان: غلام، دباہر، بھرا۔۔۔

ترجمہ : قہربان عشق نے آوارگی ہمارے حوالے کی ہے (میرا بچہ ہم رہا عشق میں چل رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے اس کے ٹھکری گرد

رہو سے محبت حاصل کی ہے۔ یعنی اس کے ٹھکری گرد اور ہمارے اس سطر عشق میں ہماری محبت افواہی کر رہی ہے۔

از چشم باخیال تو بیوں نمی رود گوئی بدام مار نگاہش گرفتہ ایم

نکتہ :

ترجمہ : ہماری آنکھوں سے میرا خیال ہمارے نہیں نکلتا (یعنی ہماری آنکھوں میں میرا تصور چلا ہوا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس تصور کو

لکھوں کے تار کے جال میں پھنسا رکھا ہے۔ عاشق محبوب کے قصور سے کبھی غافل و غافل نہیں رہتا۔

دوہر نوروش ازل انیار محضے ست صد خروہ بر دو زلف سیاهش گرفتہ ایم ۔

نعت : نوروش: اس کی لپیٹ اس کے چچہ دم۔۔۔ صد خروہ گرفتہ ایم: ہم نے بے حد کٹھ پتلی کی ہے۔۔۔ انیار: بیخ غیر یعنی رقیب۔۔۔ محضے ست: ایک کھڑکی کو بھی بند۔۔۔

ترجمہ : اس کی دونوں سیاہ زلفوں کے چچہ فوم میں رقیبوں کے دل لگے ہوئے ہیں جو بطور ایک محضے کے صف کو بھی دے رہے ہیں، اسی بنا پر ہم نے اس کی ان زلفوں پر نیکوں کٹھ پتلیوں کی ہیں۔ گویا محبوب کی زلفوں کی لپیٹ میں صرف عاشق کا دل اٹکا چاہئے۔ چچہ دم سے یہاں مجروح رقیبوں کے نیزے میز سے دل ہو سکتے ہیں۔

در عرض شوق صرف نہ برویم در وصل در شکوہ ہائے خواہ مخواہش گرفتہ ایم

نعت : صرف نہ برویم: ہمیں کوئی فائدہ نہ ہو۔۔۔ شکوہ ہائے خواہ مخواہ: عیاں کی شکایتیں۔۔۔ در وصل: وصل کے دوران میں ہم اس سے عیاں کا شکوہ و شکایت کرتے رہے۔ جس کے نتیجے میں ہمیں اتھارہ طعن کا کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ لیکن وقت سارا انہی شکایتوں میں گزر گیا۔

با حسن، خویش راجہ قدری تو اس نکلت عبرت زحل طرف کلاہش گرفتہ ایم

نعت : نکلت: فوجیہ نیزہ عیاں، کبھی۔۔۔ طرف کلاہش: مژدہ محبوب کی کلاہ کا نیزہ عیاں، کبھی کلاہی جس میں خاص شان ہے۔۔۔ ترجمہ : ہم اس کی کبھی کلاہی دیکھ کر اس بات کی عبرت چکارتے ہیں کہ حسن کے ساتھ وہ کرکس قدر نیزہاں باندھا ہے۔ کلاہ محبوب کے سر پر نیزہ می رکھی ہوئی ہے، اگرچہ اس میں ایک شان ہے لیکن شاعر اس کے اس نیزے سے عبرت چک رہا ہے، گویا اس سے دوست ہو کر انسان یا عاشق کو نیزہاں سے بھی بچنا پڑتا ہے۔

دیگر ز دام فوق تراشا نمی رود در حلقہ کشاکش آہش گرفتہ ایم

نعت :۔۔۔ اب وہ (محبوب) ہمارے فوق نگاہ کے جال سے نہیں نکلے گا۔ (میں نکل سکتا) اس لئے کہ ہم نے اسے اپنی آہوں کی کشاکش (کھینچا کھانی) کے تحت میں گھیر لیا ہے۔ یعنی ہم مسلسل آہیں بھر رہے ہیں، جو اس بات کا باعث ہیں گی کہ وہ (محبوب) ہماری طرف توجہ کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

دل تنگی پری مرغ کھنکھان ز رشک دوست دانیم ماکہ درین چاهش گرفتہ ایم

نعت : پری مرغ کھنکھان: کھنکھان کا مشتاق یا حسین مجروح حضرت یوسف علیہ السلام جنہیں ان کے بھائیوں نے کوئٹھ میں گرا دیا تھا۔ وہ حسن میں بے مثال تھے، اسی لئے پری مرغ کہلا۔۔۔ دل تنگی: افسردگی، غم کی حالت۔۔۔

ترجمہ : ہمیں علم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جو کوئٹھ میں گرے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمارے محبوب کے حسن کے رشک کی بنا پر افسردہ ہو کر گرے تھے (یعنی ہمارے محبوب کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے بڑھ کر ہے)۔ اس شعر میں ایک تو قرآنی صحیح آئیگی کہ سرے صنعت حسن تھلیل یعنی شاعر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے کوئٹھ میں گرنے کی علت آئو اور بیان کی ہے۔

حرفے مزین و زغالب و رنج گران او کو بے معارض پر کلاہش گرفتہ ایم

نعت : حرفے مزین: کوئی بات نہ کر۔۔۔ رنج گران: بہت پر غم۔۔۔ معارض: مقل۔۔۔

ترجمہ : غالب اور اس کے رنج گراں کی بات نہ پھیلز وہ تو ایک پہاڑ اور رنج گراں کے حلقے میں ایک پرکار یعنی نکاح ہے۔ ظاہر ہے ایک پہاڑ کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ فلوں کے انھوں اپنی احتمالی بے بسی کی بات کی ہے۔

غزل # 11

تا فصلے از حقیقت اشیا نوشتہ ایم آفاق را مرادف معنا نوشتہ ایم
لغت : فصلے : ایک باب۔۔ حقیقت اشیا : یعنی اس کائنات کے وجود کی حقیقت۔۔ آفاق : افق کی جمع مراد کائنات۔۔ مرادف : حروف ہم معنی۔۔ معنی : فرضی پردہ جس کا کوئی وجود نہیں۔۔
ترجمہ : جب ہم نے اشیاء عالم کی حقیقت سے متعلق ایک باب لکھا تو اس میں آفاق کو مفہوم معنی قرار دے دیا۔ یعنی جس کا نام تو ہے وجود نہیں۔ اس میں بلا واسطہ مسئلہ وحدت الوجود کی بات نہ کی ہے، یعنی صرف خدا کے ذات موجود ہے باقی ساری کائنات اور اس کی اشیاء وغیرہ خیالی ہیں ان کا کوئی وجود نہیں۔

ایمان بہ غیب تفرقہ ہا رفت از ضمیر ز اسما گزشتہ ایم و مسلٰی نوشتہ ایم
لغت : تفرقہ ہا : تفرقہ کی جمع دو چیزوں میں فرق یا پھرت۔۔ اسما : اسم کی جمع نام۔۔ مسلٰی : جس کا نام شے یا آدمی۔۔
ترجمہ : ہمارے غیب پر ایمان ہونے کے باعث ہمارے ضمیر سے تفرقے مت گئے ہیں۔ ہم نے اسما کو ترک کر کے مسلٰی لکھا ہے۔ اس شعر میں بھی نظریہ وحدت الوجود کی بات ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ (خالق کائنات) نظر تو نہیں آتا لیکن ہمارا اس پر ایمان بالغیب ہے۔ وہی سب کچھ ہے باقی کائنات اور اشیاء کائنات جن کے نام رکھے گئے ہیں وہ سب خیالی ہیں ان کا کوئی وجود نہیں۔ مسلٰی سے مراد خالق کائنات ہے اور یہ کہ اس ایمان کے باعث ہماری نظروں میں کائنات کی اشیاء کا کوئی فرق نہیں رہا۔

عنوان رازنامہ اندوہ سادہ بود سطر گلست رنگ بسیما نوشتہ ایم
لغت : گلست رنگ : رنگ لڑا ہوا۔۔ سطر : سطر یا خطی۔۔

ترجمہ : ہمارے رنج و غم کے راز نامہ کا عنوان سادہ تھا۔ ہم نے گلست رنگ کی ایک طرانی یا مثالی کہہ دی۔ یعنی ہم نے اپنے رنج و غم کی داستان یا سرگزشت کو ڈراموں سے چھپا رکھا تھا لیکن چونکہ اس رنج و غم کے باعث ہمارے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا اس لئے ہمارا یہ راز ناخوش ہو گیا۔

قلم فخطائی مژہ از پہلوے دل است ایں ابردا برات بہ دریا نوشتہ ایم
لغت : قلم فخطائی : سحر برابہ آنسو کی کاٹھان۔۔ برات : قسمت۔۔ دریا : سمندر۔۔
ترجمہ : محبوب کے جبر میں ہماری جگہ سے انھوں کا پور غفلان بہ رہا ہے اس کاغذ یا سریشہ ہمارا دل ہے۔ گویا یہ سریشہ یعنی پہلوے دل ایک ہال ہے جس کے نقد میں سمندر رہتا ہے۔ محبوب کے فراق میں احتمالی گریہ و زاری کی عکاسی ہے۔

خاکے بیوے بیمہ نیفتانندہ ایم ما رخصت بدایں حریف خود آرا نوشتہ ایم
لغت : نیفتانندہ ایم : ہم نے نہیں ڈالی ہے۔۔ خود آرا : خود کو بٹانے منور نے دلا۔۔ مشوق : حریف : مقابل، محبوب۔۔
ترجمہ : ہم نے اس محبوب کے اظہار معنی نہیں ڈالی بلکہ اس خود آرا یا مشغور حریف کو رخصت یعنی خدا مخلوق کہہ دیا ہے۔ ظاہر معلیٰ

ڈانٹا ہے مگر وہ کسی بات کو چھپانے کی خاطر اس پر قہر نہ دیا۔ اس شعر میں "نہیں ڈال" ڈال بات ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا خط عاشق کے ہم آیا ہے جس میں اس نے اپنے غور و فکر کا اظہار کیا ہے۔ عاشق اس اعزاز سے دل برداشتہ ہو کر خط پر مٹی تو نہیں ڈالتا تاہم اسے "خدا حافظ" لکھ رہا ہے، یعنی اپنی نیت کا سلسلہ ختم ہوا۔

دریچ نغز معنی لفظ امید نیست فرہنگ نامہ ہائے قننا نوشتہ ایم

لغت : لغز : غلو کتاب۔ فرہنگ نامہ : لغت دانشی۔

ترجمہ : ہم نے لفظ "قننا" کے بدلے میں کسی فرہنگ نامہ کے ہیں لیکن کسی بھی نسخے میں لفظ "امید" کے معنی نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ قننا آکر دو طواغیتوں کے پورا ہونے میں امید کا سلسلہ ختم ہی ہوتا ہے۔

آئینہ و گزشتہ قننا و حسرت است یک "کاشکے" بود کہ بہ صد جا نوشتہ ایم

لغت : آئینہ : مستطیل۔ گزشتہ : ماضی۔ کاشکے : کاش ایسا ہوتا۔ صد جا : سو جگہیں۔

ترجمہ : مستطیل قننا ہے جبکہ ماضی حسرت وہاں ہے۔ ایک لفظ "کاشکے" ہے جو ہم نے صد جا لکھا ہے۔ انسان کی کئی خواہشات ہوتی ہیں جو پوری نہ ہونے پر اس کی حسرت وہاں کامیاب بنتی ہیں۔ بھر وہ سوچتا ہے کہ شاید آئینہ بہ پوری ہو جائیں، لیکن بھر وہی حسرت وہاں۔ اس ساری نوع کی وہ بھی کہتا ہے کاش ایسا ہو جائے لیکن ہماری یہ خواہش پوری ہو۔ یوں ساری نوع کی گزر جاتی ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے اپنی بات کی ہے۔

دارد رخت بخون تماشای خطے ز حسن روشن سوا و اس ورق نا نوشتہ ایم

لغت : بہ خون : لاشہ مگر حسرت ظاہر کے باعث۔ سوا : روشنی۔ ورق : نوشتہ : جس ورق پر کچھ نہ لکھا گیا ہو، سوا ورق، مگر وہ محبوب کا سوا چہرہ۔

ترجمہ : اے محبوب! تجھے چہرے کی ساری دکھلی ور معنی کامیاب ہماری حسرت ظاہر ہے۔ ہم اس سوا ورق (محبوب کا سوا چہرہ) کے لئے روشن اور پگھلی ہوئی روشنی (ایسا) ہیں۔ جس طرح سوا ورق پر کچھ نہ لکھا جائے تو اس میں چمک پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح عاشق کی حسرت ظاہر محبوب کے چہرے میں چمک اور معنی پیدا کر دیتی ہے۔

رنگ شکستہ عرض سپاس بلاے تست پنہاں سپرزہ ای غم ویدنا نوشتہ ایم

لغت : عرض سپاس : شکریہ کا اظہار۔ سپرزہ : تو نے دیا ہے۔ ویدنا : غم۔

ترجمہ : ہمارے چہرے کا انا ہوا رنگ تجھے غم و ستم کے شکریہ کا اظہار ہے۔ تو نے غم، پنہاں (چھپ کر یعنی خاموشی سے) دیا، ہم نے اسے ظاہر کر دیا یعنی ظاہر کر دیا۔ گویا عاشق کے چہرے کا رنگ شکستہ اس کے دل میں موجود غم نیت کا پکار ہے۔

آغشتہ ایم ہر سر خارے بخون دل قانون باغبانی صحرا نوشتہ ایم

لغت : آغشتہ ایم : بھر دیا ہے مگر اور رنگ دیا ہے۔

ترجمہ : ہم نے صحرا کے ہر کانٹے کی نوک کو اپنے خون سے رنگ دیا ہے۔ اس طرح ہم نے صحرا کی باغبانی کا قصہ و قانون لکھ دیا ہے۔ یعنی باغبانی پانی سے مل کر سرسبز کرتا ہے۔ ہم نے صحرا کو ردی کرتے ہوئے اپنے پاس قانون سے دشمنی کر کے اور اس طرح ان سے بنے دلا خون صحرا کی شادی کامیاب ہے۔ اس طرح ہم نے ظاہر کیا ہے کہ صحرا کی باغبانی اس طریقے سے کی جاتی ہے۔

کویت زلفش جہد مایک قلم پر است لختے سپاس ہمدی پا نوشتہ ایم

لفظ : کہوت : خیرا کوچہ۔۔۔ جزا : خوشی۔۔۔ ایک لفظ پر دہری طرح۔۔۔ لگتے کسی قدر۔۔۔

ترجمہ : خیرا کوچہ دہری خوشی کے نقش سے پر دہی طرح ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں اپنے پاؤں کی ہوری اساتھ دینے کا شعر یہ لکھ دیا یعنی ہوا کر دیا ہے۔ عاشق پاؤں سے چل کر کوچہ محبوب میں پہنچا اور ہر ہر قدم پر سچا کر آچلا ہوا ہے۔ اس خطبہ روا اپنے پاؤں کا شعر گن رہا ہے کہ اسے لانا کی بدولت یہ سوجھا۔

غالب الف ہاں علم وحدت خداست بر "لا" چہ بر فرود گر "الا" نوشتہ ایم

لفظ : علم : نیکن : اعلان۔۔۔ "لا" یعنی کہ توحید "لا الہ الا اللہ" کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔ چہ بر فرود : کیا اضافہ ہوا۔۔۔

ترجمہ : غالب الف ہاں اچھا لفظ جس کی شکل "اکی سی" ہے ایسی وحدت یعنی توحید الہی کی نشانی ہے (ا) کے بعد "ها" میں جو غلبہ آیا ہے اس کی طرف اشارہ ہے اگر ہم نے "لا" لکھ دیا ہے تو اس سے "لا" میں کیا اضافہ ہو گیا ہے۔ یعنی "لا" کے ساتھ الف کا اضافہ تو اس توحید کو ظاہر کرتا ہے۔ ظاہر ہے صرف خدا ہی معبود برحق ہے۔ اسی الف کے حوالے سے ایک جہلی مونی نے کہا ہے:

علموں بس کریں او یار اکو الف ترے درکار

غزل* 12

مُح است خیر تانے در ہم انگنم از بلکہ لرزد در فلک اعظم انگنم

لفظ : خیر : اچھا۔۔۔ خیر در ہم انگنم : سانس کو حرکت میں لائیں۔۔۔ فلک اعظم : عرش۔۔۔

ترجمہ : مُح ہو گی ہے "اچھا" تاکہ سانس کو حرکت میں لائیں، یعنی غلط نہ کریں اور اپنے دل و فہم سے عرش پر لگی طاری کریں۔ مطلب یہ کہ مُح سو رہے اچھا کر خدا کے حضور دعا کی جائے اس میں تاخیر ہوتی ہے اور وہ قبول ہو جاتی ہے۔

آتش فرو نشاند، خم دامن، بیا کایں دلخ نیم سوختہ در زخم انگنم

لفظ : فرو نشاند : بجھا دیا۔۔۔ کایں : کہیں، کہیں، کہ یہ۔۔۔ دلخ : گدڑی۔۔۔ خم سوختہ : اودھ جل۔۔۔

ترجمہ : میری تڑا محی آگ بجھا دے آگ میں اپنی یہ اودھ جل گدڑی چلا دھوم میں اہل دہل۔ آتش سے عزا چندوں کی آگ بجائیں ہے۔ مطلب یہ کہ تڑا محی کے سبب ہم کہیں کے نہیں رہے، اگلے چندے سوچ گئے۔ لہذا ہماری ہے کہ دھوم کا رخ کیا جائے یعنی اپنی بخشش کا کوئی سلسلہ کیا جائے۔

باہن ز سرکشی نہ رود راست لاجرم دل را بہ طرو ہائے خم اندر خم انگنم

لفظ : راست : سیدھا۔۔۔ لاجرم : لازماً۔۔۔ طرو ہائے خم : اندر خم پر چڑھنا، گھٹکھائی دلائیں۔۔۔

ترجمہ : اپنی سرکشی یا نفرتانی کی وجہ سے میرا دل میرے ساتھ سیدھا نہیں چلے گا۔ اب ضروری ہے کہ میں اسے محبوب کی گھٹکھائی دلائوں کے نیچے میں اہل دہل۔ ظاہر ہے جب اسے ان نیچہ در نیچہ دلائوں میں ڈالا جائے گا تو اس کے سارے غل جھل جائیں گے اور وہ میرے ساتھ سیدھا چلے گا۔

برتر بھی پرد ز ملک بنر کسرش خود را بہ بند سلسلہ آدم انگنم

لفظ : پرد : اڈا ہے۔۔۔ کسرش : ناچاری، اکسار۔۔۔ بند سلسلہ آدم : آدم کی زنجیر کا بند یعنی آدم سے تعلق کی تہذیب۔۔۔ ملک : آدم اور

امام پر ذرا فرشتے۔

ترجمہ : میرا روحانی عرس تو فرشتے سے بھی بڑا تر ہوا کرتا ہے۔ یہ تو میں نے محض ائمہ اکابر کی خاطر خود کو آدم سے نسبت و تعلق کی قید میں رکھا ہوا ہے۔ یعنی انسانی عرس عالم طوسی سے حلق ہونے کے باعث اپنے اصل مرکز کی طرف ہوا کرتا ہے اور جو وہ فرشتوں سے بڑا ہو جاتا ہے لیکن شامرنے اسے اس عالم غائی کی زنجیر میں بکڑ رکھا ہے۔ یعنی کائناتوں میں جکڑ کر رکھا ہے۔

پرسد ز ذوق گرم رویا و خاشم دوزخ کجاست بکبر ہوم اگنم
لغت : پرسد : پڑھتا ہے۔ گرم روی : مجبور قادی سرگرم ہوتا ہے۔ خاشم : خاشمہ میں خاموشی ہوتی ہے۔

ترجمہ : میرا ہوم مجھ سے نجات کی راہ میں گرم روی کے پاس سے پرچھ رہا ہے اور میں خاموش ہوں یعنی اسے کیا ہو اب دلوں۔ دوزخ کہاں ہے تاکہ میں اس کی راہ میں ڈال دوں۔ یعنی خلق و نجات میں گرم روی یا سرگرمی گواہ دوزخ کی آگ میں سے گزرنے کے بارے ہے۔ خواہم ز شرح لذت پیدا پر وہ دار خوناب حسد بدل محرم اگنم

لغت : پردہ دار : پردہ نہیں، محبوب۔ خوناب : خاص خون۔ محرم : واقف حال، رازدار۔

ترجمہ : میری خواہش ہے کہ میں اپنے پردہ نہیں محبوب کے ظلم و ستم کی لذت کا ذکر کر کے اپنے رازدار کے دل میں حسد کا خون ڈال دوں۔ یعنی میرا محرم میرے راز نجات سے تو آگاہ ہے لیکن چونکہ اس نے محبوب کو نہیں دیکھا اس لئے جب میں اس کے ظلم و ستم کی لذت کا ذکر کروں گا تو اس محرم کے دل میں حسد پیدا ہو جائے گا۔

خوشنودم از تو وز "پے دورباش" خلق آوازہ جفاکے تودر عالم اگنم
لغت : خوشنودم : میں خوش ہوں، راضی ہوں۔ دورباش : دور ہو، نزدیک نہ آؤ، ٹھہرو۔

ترجمہ : میں تو تجھ سے خوش ہوں لیکن صرف اس خاطر کہ تو سرے لوگ میری طرف متوجہ نہ ہوں (دورباش) میں نے تیری جفاکوں کی دھم چار کی ہے۔ گویا اب کوئی اور نے گا کہ خلق محبوب تو بڑا جفاکار ہے اس لئے اس سے کوئی رخصت نہ ہوگی اور جو عاشق رقیب سے چارے گا۔

از ذوق شامہ تو رود چوں زکار دست از بابل ہدیش بہ کیو تر دم اگنم

لغت : رود چوں زکار دست : جب ہاتھ بیکار ہو جاتا یعنی تھک جاتا ہے۔ بابل : بڑا، مشہور پردہ جسے مرغ سلیس بھی کہتے ہیں۔ ہدیش : حضرت سلیس علیہ السلام کا بیٹا جسے سہاگین کے پاس لے گیا تھا۔ ہوم : اگنم، جلدو کروں۔

ترجمہ : میں جب مزے لے لے کر گئے تھا کہ میں تو گھٹے گھٹے میرا ہاتھ تھک جاتا ہے لیکن خط ختم نہیں ہوا۔ آج فدا یہ سوچ رہا ہوں کہ میں ہدیش کے بے کیو تر پردہ جلدو کروں۔ ہدیش زانی بیٹا لے کر تھک سہا کے پاس گیا تھا اور اس سے زانی بیٹا لے کر آیا تھا۔ مطلب یہ کہ اب ہاتھ تو گھٹے سے رہا یعنی بیٹا ہدیش کے پر کیو تر کو لگا کر زانی بھیج دیا ہوں۔

دوزخ گر بہ فرض زین را بہ آسمان حاشا کزیں فشار در اہو خم اگنم

لغت : دوزخ : آگ، یعنی خداوند ہی دے۔ فشار : دباؤ۔

ترجمہ : اگر بالفرض خداوند زمین کو آسمان کے ساتھ ہی دے یعنی دونوں کو یکساں دے اور میں دونوں کے درمیان بیٹھ کر بیٹھ جائوں تو اللہ میرے اہل دلوں پر کوئی حکم نہ پڑے گا۔ یعنی میرے تسلیم فہم ہے جو مزاج یا مرضی آئے۔ قدرت کی رضا کے آگے تسلیم فہم رکھوں گا۔

سلطانی تلمو غنقا بمن رسید کو قشش ناچید کہ بر خاتم اگنم

لغت : غمور: سلسلت۔۔۔ ٹاپو: جو ظاہر نہ ہو۔۔۔ خاتمہ: انگوٹھی، حضرت سلیمانؑ کے پاس انگوٹھی تھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا جس کی برکت سے ہر قسم کی تھوکن ان کی جود تھی۔

ترجمہ : فرضی پروردگار جس کا کوئی وجود نہیں اور جس کے بارے میں مشورہ ہے کہ جس کے سر پر اس کا سایہ چڑ جائے وہ پادشاہی چاہتا ہے۔
ترجمہ : غمور: ختمی یا سلسلی ٹانگے کی ٹانگی ہے۔ ٹاپو: قفل مکان ہے جسے میں اپنی انگوٹھی پر کندہ کروں۔ خاتمہ: سلیمان کے حوالے سے بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ ان کی انگوٹھی پر قواسم اعظم کندہ ہونے کے جب تمام جن دانس اور پرندے ان کے مطیع قریب تھے، ٹانگے جو سلسلت ملی ہے اس کا وجود ہی نہیں اس لئے اس کے واسطے میری خاتمہ پر قفل ٹاپو کندہ ہو گا ہی مناسب ہے لیکن اس کا بھی کوئی وجود نہ ہو۔ گویا شاعر "سلسلت ہے سلسلت" ہے۔

غالب زکلف تست کہ پیام اہی بدہر
ملنے کے بعد جرات بند غم انگنم

لغت : زکلف: غم۔۔۔ ملنے: وہی ٹوشبو، تنک، ہرن کے جڑ سے نکلنے والی ٹوشبو۔۔۔ جرات: زخم۔
ترجمہ : غالب! دنیا میں ٹانگے میرے ہی غم سے وہ تنک میرا آئے ہے جسے میں اپنے غموں کے زخم پر چمک سکوں۔ زخم پر تنک چھڑی جائے تو زخم خراب ہو کر زہرہ تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے غالب نے اپنی آواز پندی کی بات کی ہے۔ غم اس کے لئے گویا ایک زخم ہے جس سے اسے لذت ملتی ہے لیکن وہ مزید لذت کے حصول کے لئے اس زخم پر تنک چھڑکے گا تو وہاں ہے۔

غزل # 13

بے پردگی محشر رسوائی خویشم
در پردہ یک خلق تماشائی خویشم

لغت : محشر رسوائی: یعنی رسوائیوں کی بے حد کثرت۔۔۔ تماشائی ٹوشبو: میں آپ اپنا تماشائی (دیکھنے والا) ہوں۔۔۔ بے پردگی: عوامی ناخوشی۔

ترجمہ : میں اپنے محشر رسوائی کی بے پردگی ہوں اور رسوائیوں میں عوامی ہو چکا ہوں؟ ایک غفلت بین لوگوں کے پردے میں میں آپ اپنا تماشائی ہوں۔ یعنی بعض انسانوں کے گناہوں کے گدار دیکھ کر جو ان کی رسوائی کا باعث بنتے ہیں، ٹانگے ان میں اپنی عکس نظر آتا ہے جس کی تاب نہ لے کر یہ خیال آتا ہے کہ یہ رسوائیاں میری اپنی ہی ہیں۔

نقش بہ ضمیر آئندہ نقش طرازم
حاشا کہ بود دعویٰ پیدائی خویشم

لغت : نقش طراز: نقش کر، صورت کر، مصور، خالق، خدا۔۔۔ پیدائی: ظاہر ہونا، ظہور، نمود۔۔۔
ترجمہ : میں تو ایک ایسا نقش ہوں جو اپنے نقش کر کے زمین میں آیا تھا۔ خدا جانتا ہے ٹانگے اپنے عہد کا کوئی دعوئی نہیں ہے۔ گویا شاعر کے مطابق اگر اس میں کوئی کمال ہے تو اس میں اس کا اپنا کوئی ہتھ نہیں وہ تو اس کے خالق کا کمال ہے جس نے اسے اس مقام و مرتبہ سے نوازا۔ اور میں یوں کہتا ہے:

آتے ہیں فیب سے یہ مضا میں خیال میں

غالب صریح خلد، نوائے سرودش ہے

نے جلوہ بازی، نہ آف برق عتابے
لو قاصر دمن داغ ٹھیکائی خویشم

لفت : آف : حدت کری۔۔۔ ٹھیکہاں : میرا قتل : بدداری۔۔۔ عتاب : غصہ : برہمی : بیش۔۔۔

ترجمہ : نہ تو اس محبوب کی طرف سے ناز و لدا کا کوئی جلوہ ہے اور نہ اس کے عتاب کی بجلی کی حدت ہی ہے۔ وہ تو دلدار ہے اور میں ہوں کہ میرا قتل کا دلدار بنے بیٹھا ہوں۔ مطلب یہ کہ دوست کی طرف سے کسی طور بھی توجہ ہو میرے لئے وہ نصیحت ہو کی یعنی خواہ وہ اپنے ناز و لدا سے لگے مسکرت ہو اور خواہ کچھ پر عتاب نازل کرے لیکن وہ تو مجھ سے بالکل بے نیاز ہو گیا ہے اور میں میں ٹھیکہاں کا دلدار بنے بیٹھا ہوں۔ ایک شاعر نے یہ بات یوں کی ہے:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شدا ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں
اور بھل ہوا جعفری :

ہو نٹوں پہ کبھی ان کے مرا نام ہی آئے . آئے تو سہی بر سر الزام ہی آئے
از کلکش گریہ زہم ریخت وجودم ہر قطرہ فرو خواندہ بہ ہستلی خویشم

لفت : زہم ریخت : گریہ ٹھکر گیا ریڑھ ریڑھ ہو گیا۔۔۔ فرو خواندہ : کلبہ۔۔۔ ہستلی : ہسری : بیدار : ہوا۔۔۔

ترجمہ : میری گریہ و زاری کی ٹھکل (کھینچا پھٹا) سے میرا سارا وجود ریڑھ ریڑھ ہو کے رہ گیا ہے اس لئے میں آنسوؤں کے ہر قطرے کو اپنا مسرکہ کر پکارتا ہوں۔ دوسرے لفظوں میں مسلسل گریہ و زاری کے سبب وجود کے ٹھکرے ریڑھ ریڑھ ہونے کے حوالے سے لکھا ہر قطرہ ایک میری ہسری اور میری کلبہ کی ہے۔

ذوق لب نوشین کہ آئینہ بابیان کایں مایہ در انداز جگر خانی خویشم

لفت : لب نوشین : شیریں ہونٹ۔۔۔ آئینہ : طاہرہ۔۔۔ کایں : کہ اس : کہ یہ۔۔۔ جگر خانی : جگر پہاڑ یعنی خوب بکریٹ۔

ترجمہ : یہ کس کے لب شیریں کا ذوق میری جان میں شامل ہے یا میری زندگی کا جھنڈ بن ہوا ہے جو میں اس قدر اپنا خون بکریٹے میں مصروف ہوں۔ محبوب کے لب شیریں سے متعلق اپنے امتحانی ذوق و لذت کی بات کی ہے۔ جس کے نتیجے میں اور جس (الذت) کے تصور میں عاشق اپنا خون بکرتا رہا ہے۔

آسودگی از خس کہ بہ تابے ز میاں رفت چوں شمع در آتش ز توانائی خویشم

لفت : آسودگی : آرام : صحت : سکون۔۔۔ تابے : ایک ہی چمک یا شعلہ۔۔۔ ز میاں رفت : ختم ہو گیا : جل گیا۔

ترجمہ : آرام : سکون یا آسودہ حالی تو مجھے کبھی میرے کہ وہ شعلے کی ایک ہی چمک یا شعلہ سے جل کر ختم ہو جاتا ہے۔ میں جو شمع کی طرح آگ میں چرا ہوا ہوں تو یہ میری توانائی کے باعث ہے۔ خس سے مراد اہل ہوس ہیں جو بلا حرج بلے آتش فیتہ میں اور میری ختم ہو گیا عاشق آتش فیتہ اور غم عشق سے سرشار ہے اور اس سے اسے لذت ملتی ہے اسی لئے وہ مسلسل جلنے کی قوت رکھتا ہے۔

تارے شدہ از ضعف سراپایم و آنکوں از گریہ بہ بند گھر آتانی خویشم

لفت : تارے شدہ : ایک تار ہو گیا بہت ہلکا ہو گیا۔۔۔ سراپایم : میرا وجود۔۔۔ گھر آتانی : سوتلی پردہ۔

ترجمہ : ضعف و ناتوانی کے باعث میرا سارا وجود ایک تار سا بن کے رہ گیا ہے اور لب جو میرے آنسو ٹپک رہے ہیں میں انہیں اس تار میں اسوجی کی طرح تار پونے میں مصروف ہوں۔ آنسوؤں کو جو غم فیتہ و دوست کے مذاق میں بھلتے جا رہے ہیں سوتلیوں سے اور اپنے جواں جسم کو درحالے سے تنہا دی ہے جس میں سوتلی پردے جالتے ہیں۔

پلوے تو جو لالان سبک خیزی شوقم در کوے تو مسلمان گراں پائی خویشم

لغت : جوان : اچھل کود۔۔۔ سبک خیز : تیز رفتاری۔۔۔ گراں پائی : تھکوت کے سبب پاؤں کا بوجھل ہو جانا۔

ترجمہ : میں تیری خوشبو کے سلسلے میں اپنے شوق کی تیز رفتار اچھل کود ہوں۔ یعنی جہاں جہاں تیری خوشبو پہنچتی ہے میں بڑے شوق سے تیز رفتاری کے ساتھ وہاں پہنچتا ہوں لیکن جب تیری گلی میں پہنچتا ہوں تو اپنی گراں پائی کا سامنا نہیں کرتا ہوں۔ یعنی میرے پاؤں بھرا کے نہیں اٹھتے۔ نظری نے یہ بات دوسرے انداز میں اور خوب کہی ہے :

پایم بہ چیش از سر ایس کوئی رود یاراں خبر دید کہ ایس جلور گلو کیست
اصولی مرحوم نے ایک توہ شعر غالب سے منسوب کیا ہے دوسرے میں کوئی بجائے "گلو" لکھا ہے "خود" ہے۔

عرض ہنرم زرد کند روے حریفان مستاب کف دست تاشائی خوشم

لغت : عرض ہنر : ہنر کا اظہار، بھری لائق۔۔۔ دست تاشائی : خود بخود ہوتا ہے۔

ترجمہ : میرے عرض ہنر سے میرے حریفوں اور مقابلہ بازوں کے لوگ رقیب و غیرہ کے چہرے کا رنگ بٹا دیتا ہے (میرے کارنگ اڑ جاتا ہے جو دارنے کی علامت ہے)۔ میں گویا اپنے ہنرمند ہاتھ کی چھیلی کا مستاب ہوں۔ گویا میرے ہنرمند ہاتھ میں مستاب کی سی چمک ہے جو میرے حریفوں کے چہرے زرد ہونے کا باعث بنتی ہے اور اس کے مقابلے میں خود کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔

غالب زجھائے نفس گرم چہ بلبل چدار کہ شمع شب تھائی خوشم

لغت : چہ غلہ : کیا دوسرے کا کیا شکوہ کرتا ہے۔۔۔ چہ بلبل : چہارا۔۔۔ خوشم۔

ترجمہ : اے غالب! تو اپنے گرم سانسوں کی بجلی کا کیا شکوہ کرتا ہے تو یہ کہہ لے کہ میں اپنی شبِ عملی کی خودِ آپ ہی شمع ہوں۔ یعنی شمعِ غما ہے اور جل رہی ہے، اے سوہم کے وہ نظریے جو اس سے گرتے ہیں، ابھری ہے، لیکن غماوش ہے۔ گویا اے دیکھ کر خرم بھی خود میں اس بھی کیفیت پیدا کر دیتی کہ گرم سانسوں کی جھانکا شکوہ کرنے کی بجائے میری اور حق کو اپنا شمع بنادو۔

غزل # 14

گم گشتہ بکوسے تو نہ دل بلکہ خبر ہم در لرزہ نے خوسے تو نہ دم بلکہ اثر ہم

لغت : گم گشتہ : گم ہو گیا، کھو گیا ہے۔۔۔ لرزہ : کھپکھپاہٹ، قہر، غصہ۔۔۔ دم : سانس، حصار آہ۔

ترجمہ : میرے کوسے میں نہ صرف ہمارا دل ہی گم ہوا ہے بلکہ اس کی خبر تک بھی نہیں مل رہی، اور تیری (جسما غفلت کی وجہ سے نہ صرف ہماری آواز کھپکھپا رہی ہے بلکہ اس کا اثر بھی کھپکا رہا ہے۔ محبوب کی وجہ سے اس کے کوسے میں بھی ایک خاص کشش ہے جس پر عاشق اپنا دل لٹا کر رہا ہے۔ محبوب اتنا محروم ہے کہ اگر عاشق اس سے غافل ہو جائے تو آواز کے بارے میں بھی نہیں آئے۔

یارب چہ بلائی کہ دم عرض تنہا اجزائے نفس ی خرد از نیم تو در ہم

لغت : یارب : شمع کے سیاہی و سہاگن کے حوالے سے یہ لفظ محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے، یعنی توبہ ہے، حیرت اور تعجب کے اظہار کے طور پر۔۔۔ ی خرد : درہم، آپس میں یا ایک دوسرے میں ٹکس جاتے ہیں، غلط فہم ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ : توبہ ہے (وہاں ہے)؟ تو اتنی محبت کیا بنا ہے کہ تجھے سامنے اپنی غفلت کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے سانس کے اجزا بکھر کر ایک دوسرے میں غلط فہم ہو جاتے ہیں، یعنی در کے بارے ایک دوسرے میں پیچھے کی کو شش کرتے ہیں۔ گویا عاشق اس کے سامنے اظہار کرتا ہے

کہا ہے تو اس کا سانس ہی راکے دل سے رک جاتا ہے۔

در آنکہ باخوش طرف گشت ای امروز ہاں تجھ نگہدار و بینداز پر ہم
نعت: طرف گشت ای: تو مقتل ہوا ہے۔ نگہدار: دھیان رکھ دھیان میں بندہ کر لے۔ بینداز: گرا دے یعنی ایک طرف رکھ دے۔

ترجمہ: آج تو آئینے میں خود اپنا عریف یعنی مقتل بنا ہے۔ ہاں ذرا احتیاط کر، غور کو دھیان میں رکھو اور داخل بھی رکھو۔ یعنی آئینے میں اپنا حسن دیکھ کر محبوب خود پر ہی لٹو ہو جائے گا اور یہی اسے شکست کا سہارا بن جائے گا۔ غلبہ ہی کے بغیر:

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا
اس مومن پر اکثر غبار سی داد و شعرا نے انگار خیال کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہتا ہے:

جرم بیگناہ نہاںد کہ تو خود صورت خویش مگر در آنکہ بینی برود دل زہر
بغل فیض!

میں بیگناہ بہت در آنکہ، آں پہ کہ از خود ہم حجابے کردہ باشی
من

دھن خویش چو سہند و لب خویش کند چوں در آنکہ بیند تہاں صورت خویش
ابو غالب کیم کاٹنی

آنکہ ایست جام و تو حیران خویش ساغر از آں زلف نہ خمی سے گسار من
دیکھ کہ سے مستی اسرار ندارد رفیقیم و بہ چنانہ فشریم جگر ہم

نعت: مستی اسرار: بھیدوں کی مستی اسرار: سر یعنی راز: بھید یعنی عریان کی مستی۔ فشریم: ہم نے نچوڑ دیا۔

ترجمہ: ہم نے دیکھا، یعنی محسوس کیا کہ شراب میں معرفت اجڑی کا سرود خمیں ہے، اس لئے ہم نے اپنا جگر بھی نچوڑ دیا۔ گسار: مستی عریان یا عریان کا کیف و سرود حاصل کرنے کے لئے خون جگر پینے کی ضرورت ہے، بڑے دھکے اٹھانے پڑتے ہیں خود کو اس محبوب حقیقی کی حالت میں فاکرنا پڑتا ہے۔

اے تاج نہ تنہا شب غم گزردہ تست فکیر ترا شط داراست سحر ہم

نعت: فکیر: رات کا آخری حصہ، صبح سے پہلے رات کا سفر۔ شط: راز، وہ شخص جو شعل جاکر رات کا سفر کرنے والوں کے لئے روشنی کا ملکان کرتا ہے۔

ترجمہ: اے میرے تاج و فرما صرف شب غم ہی مجھے رات کی گزردہ نہیں ہے بلکہ صبح بھی مجھے سڑکی شط بردار ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق جب شب غم میں جا رہا ہو تو اسے رات کی سیاہی (جسے گزردہ کہا جاے) کے علاوہ طلع صبح اور اس کی روشنی کی امید بھی شامل ہوتی ہے۔

با گری داغ دل ما چارہ زہون است پروانہ ایں شمع بود چنبہ مرہم

نعت: زہون: عاجز ہے اس۔ چنبہ: روٹی، مرہم: کاہل۔

ترجمہ : ہمارے دروغ دل کی گرمی دور کرنے کے لئے جو بھی چاہا کیا جاتا ہے وہ بے بس یعنی بیکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ کیا مریم کا پہلا اس شیخ کا پروانہ ہے۔ دروغ دل کو شیخ سے دور مرام کے چاہنے کو اس شیخ کے پروانے سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ دروغ دل میں اتنی شدید عدت دگری ہے کہ اس پر جو بھی چاہا کیا جاتا ہے وہ پروانے کی مانند بل جاتا ہے، یہیں چاہہ گری کسی کام نہیں آتی۔ میر تقی میر کے بقول :
الشی ہو لگیں سب تدبیریں کچھ نہ دوائے کام کیا دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

معنی

ازاں ہے درد دگر ہر زلزل گر قیام کہ شیوہ ہائے ترا باہم آشنائی نیست

تفاتی

ہزاراں چارہ ضائع گشت و یک دروم شدہ ساکن کنوں درد دگر از پہلوئے ہر چارہ اسے دارم

تأحسن ہے بے پردگی جلوہ صلا زردیدیم کہ تارے زغاب است نظر ہم

لغت : صلا زرد : دھت دی، اعلان کیا۔ دیدیم ہم نے دیکھا یعنی محسوس کیا۔

ترجمہ : جب خشن نے اپنے جلوے کی بے پردگی کا اعلان کیا، یعنی محبوب اب اپنے نکاح پر دے کے بغیر کرانے کا تو ہم نے دیکھا محسوس کیا کہ طردہ صری نظر اس کے غلب کا ایک تاریں کے رہ گئی ہے۔ یعنی محبوب کے چہرے سے غلب اٹھنے پر عاشق کی نظریں خشن کی تک نہ آ سکیں۔ مطلب یہ کہ لفظوں میں :

نظارے نے بھی کام کیا وہاں غلب کا مستی سے ہر نگہ تیرے رخ پر کھڑ گئی

چون است کہ در عرصہ دہراہی دلے نیست در بحر کف و موج و خباب است و مگر ہم

لغت : چون است : کیا ہے، کیوں۔ عرصہ : میدان۔ عرصہ دہرا : مڑاؤ ڈالنا۔

ترجمہ : کیا وجہ ہے کہ دنیا میں زمانے میں کوئی الہی دل نہیں ہے حالانکہ سمندر میں جہاں بھی ہے موجیں اور غلب بھی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ موتی بھی ہیں۔ کف، موج اور غلب تشبیہ ہے عام لوگوں سے حقیق، جبکہ گہرے مڑاؤ الہی دل ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں اگر عام لوگ ہیں تو کوئی الہی دل بھی ہونا چاہئے لیکن وہ فکر نہیں آتا۔

اسکندر و سرچشمہ آہے کہ زلال است ما دل لیلے کہ شراب است و شکر ہم

لغت : سرچشمہ آہے : مڑاؤ آپ حیات کا چشمہ۔ زلال : صاف اور شیریں پانی۔

ترجمہ : ایک سکندر ہے اور مجھے اور صاف پانی کا سرچشمہ ایک ہم ہیں اور اس محبوب کے لب لعل جو شراب بھی ہیں اور شکر بھی۔ سکندر، صغر کے صرہ آپ حیات کی تلاش میں نکلا تھا تاکہ اسے حیات جلدی حاصل ہو، لیکن اس کی یہ تہا پوری نہ ہوئی۔ اس حوالے سے شاعر کا مطلب ہے کہ سکندر کو تو وہ تہا تھی جبکہ ہماری تہا اس محبوب کے سرخ ہو نہ ہو، جو شراب کا ہم بھی دیتے ہیں اور شیریں بھی ہیں۔ مذکورہ پہلے کے حوالے سے دوسرے مصرعے میں بھی تہا ہی کا اظہار ہو سکتا ہے، یہ نہیں کہ یہ جگہ ہمیں حاصل ہے۔

تھا نہ من از شوق تو در خاک تپانم شتر پہ رگ سبک مزار است شرر ہم

لغت : تپانم میں تڑپانا ہوں۔

ترجمہ : صرف میں ہی تیرے عشق کے امٹ خاک میں نہیں تپ رہا بلکہ میرے لوح مزار کے اندر ہو چنگاری ہے وہ بھی میرے سبک مزار پر شتریں کر بل رہی ہے۔ گویا عاشق اس شوق میں اس قدر بے تک و متعذر ہے کہ مٹی میں دلی ہونے کے بعد بھی اس کی یہ

وتماری جاری ہے بلکہ اس کی اس حالت کے باعث اس کا رنگ سبز بھی ہے قرار ہو رہا ہے۔

آل غائبہ برائے اناز پہ دل پردہ نقیض است اے دیدہ تو نامعری و حلقہ در ہم
 لغت : غائبہ برائے اناز: گھر کو چاہ کرنے والا۔ یعنی گھر یا جس مکان سے ہے نیاز۔۔ تو نامعری: تو بلا وقت ہے۔۔ حلقہ در: دروازے کی
 کڑی۔

ترجمہ : وہ گھر سے ہے نیاز ذات (خدا) دل میں پردہ ظہن یعنی چھپی ہوئی ہے۔ اے آنکھ تو اور حلقہ در بھی اس سے بلا وقت ہے یعنی تم
 اے میں دیکھ سکتے۔ اس کی ذات کو ظاہری دنیا سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ شاعر نے آنکھ کو حلقہ در سے تشبیہ دی ہے۔ کڑی کو یہ خبر نہیں
 ہوئی کہ گھر میں کون ہے۔ بلکہ یہی کیفیت آنکھ کی ہے کہ وہ اس محبوب حقیقی کو نہیں دیکھ سکتی۔

تکرید غائب کہ کشود است کہ غائب رخسارہ بہ ناخن صلہ دلایم و جگر ہم
 لغت : تکرید غائب کہ: کس کا یہ غائب۔۔ کشود است: کھو رہا ہے۔۔ رخسارہ گل: یہاں مراد دکھ درد۔۔

ترجمہ : غائب ہمارے ناخن نے کس معشوق کا یہ غائب کھوا ہے کہ ہم نے صلے میں اسے اپنا دکھ درد اور جگر تک دے دیا ہے۔ مرہو یہ کہ
 محبوب کا یہ غائب کھولنے پر ہم سب کچھ کوششیں یعنی اس کے شوق کی احتمال دل کرنے لگے ہیں بخود کر دیا۔

غزل # 15

جلوہ معنی بہ جیب وہم پنہل کردہ ایم یوسف در چار سوے دہر نقصان کردہ ایم
 لغت : جلوہ معنی: حقیقت کا جلوہ۔۔ چار سوے دہر: زمانے کا ایک ک۔۔ نقصان کردہ ایم: ہم نے کھو دیا۔۔

ترجمہ : ہم نے جلوہ حقیقت کو وہم و گمان کے گرجان میں بچا لیا ہے۔ ہم نے ایک یوسف کو زمانے کے چوک میں کھو دیا ہے۔ مطلب یہ کہ
 حقیقت تو بے غیب یعنی سامنے نظر آنے والی ہے۔ ہم خود وہم و گمان کا کھار ہو کر یہیں کھٹکے گئے ہیں کہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔
 اس طرح ہم اپنا یوسف یعنی اپنا گھر غزو کو بھیجتے ہیں۔ دراصل حقیقت کے جلوے سے غائب ہونے کے لئے گمراہی بصیرت کی ضرورت
 ہے۔

پشت بر کو مست طاقت انگیخ تا بر رحمت است کار دشوار است و ما بر خوشی آسای کردہ ایم
 لغت : پشت بر کو: مست مضبوط سارا ہے۔۔ انگیخ: تکیہ سارا۔۔

ترجمہ : جب تک ہمیں اس ذات حقیقی کی رحمت کا سارا اور اس کی پشت چلی حاصل ہے، ہم مضبوطی سے برقرار قائم ہیں۔ یہ کام
 مشکل تھا جسے ہم نے خود پر آسای کر لیا ہے۔ گویا ہم (انسان) اپنی غلطیوں اور گناہوں کی وجہ سے بروز حساب سے خوف زدہ تھے لیکن جب
 ہم نے اس رحیم و کریم کی رحمت کا سارا لیا تو ہمارے خوف جا کر رہ گیا۔ یعنی ہمارا مشکل کام آسای ہو گیا۔

رنگسا چوں شد فراہم مصرعے دیکر نہ داشت غلہ را نقش و نگار طاق نیلای کردہ ایم
 لغت : مصرعے دیکر: کوئی اور احتمال۔۔ طاق نیلای: ایسی کوئی جگہ جہاں آدمی کوئی چیز رکھ کر بھول جاتے۔۔

ترجمہ : جب بہت سے رنگ فراہم ہو گئے تو ان کا کوئی اور احتمال نظر نہ آیا، چنانچہ ہم نے بہت کی ان را تھیں یہاں کو اپنے طاق نیلای کا نقش
 و نگار بنالیا۔ یعنی بہت میں سے چند رنگیں ہیں جن کا انسان کو بھار کوئی مصرف نظر نہیں آتا۔ پھر اس کے کہ وہ انہیں کسی طاق پر رکھ کر

بحال جائے۔ جنت کی رہنمائی یا انتہائی دلکش مذاہن کی کھڑک کی بات کی ہے۔

نملہ را از شطہ آئین چراماں بست ایم ۔ گریہ را از جوش خوں تسبیح مرہاں کردہ ایم
 لغت : آئین بست ایم : سجایا ہے۔۔۔ مرہاں : چھوڑنا سرخ مسدوری مونی، مولک۔

ترجمہ : ہم نے اپنے نملہ و فریاد سے ایک جہ وکس سجایا اور اپنی گریہ و زاری کو جوش خوں کے باعث یعنی اپنے طومیں آنسوؤں کو مرہاں کی تسبیح بنایا ہے۔ اپنی شدتِ جذبات کو ان دو ٹھیکوں سے واضح کیا ہے، نملہ و فریاد کو چراماں سے اور طومیں آنسوؤں کو مرہاں کی تسبیح سے۔

از شرر گل در گربان نشاط انگندہ اند خندہ با بر فرصت عشرت پرستہں کردہ ایم
 لغت : انگندہ اند : انہوں نے یعنی نقاد قدر نے ڈالے ہیں۔۔۔ عشرت پرستہں : بیش و نشاط کے شیدائ۔۔۔

ترجمہ : نقاد قدر نے ہمارے بیش و نشاط کے گرباں میں پتنگروں کے چھوڑ رکھے ہیں، یعنی قدرت کی طرف سے عطا کردہ فوہوں میں بھی ہمارے لئے بیش کا سلسلہ ہے اور ہمیں ان بیش پرستوں کی طومیں پر زور سراسر ماضی میں انہی آئی ہے۔ غالب لذتِ فہم سے سرشار رہتے ہیں، اپنی اسی کیفیت کی عکاسی اس شعر میں کی ہے۔ اور وہیں اس طرح نقاد خیال کیا ہے :

شادی سے گذر کہ فہم نہ ہووے اردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے
 بقول نقی

فہم بھی گذشتہ ہے، خوشی بھی گذشتہ
 کر فہم کو اختیار کہ گذرے تو فہم نہ ہو
 سے گساراں قحط و مایہ صبر، عشرت مفت کیست ؟ بلکہ ما نامکین گریہ ارضاں کردہ ایم

لغت : سے گساراں : سے گسار کی جگہ، شراب پینے والے۔۔۔ کن گریہ : پرانی ہو گئی۔۔۔ ارضاں : سستی۔۔۔ عشرت مفت کیست : کون ہے جو اس مفت کی عشرت سے لطف اٹھائے۔

ترجمہ : ہاں نوشوں کا قحط یعنی کمی ہے (کیسے نہیں بچتے اور ہم صبر ہے مبرا شراب لئے پیئے اور شراب پینے والوں کا بے مبری سے انتظار کر رہے ہیں، کون ہے جو اس مفت کے بیش سے لطف اٹھائے۔ چونکہ ہماری شراب اسی نظام میں پرانی ہو گئی ہے اس لئے ہم نے اسے سستا کر دیا ہے، ملاحظہ کر شراب جتنی پرانی ہو اتنی ہو جاتی ہے۔ اس شعر میں شراب بیچنا استفادہ ہے غالب کے کلام کا جس کی طرف نوک توجہ نہیں دے رہے۔ اپنی ایک غزل کے مطلع میں انہوں نے یہی بات کہ قدرت واضح صورت میں کمی ہے کہ دیکھیں میرے دیوان کے مطالعے سے کون سرست تھی ہو، ہے یہ شراب خریدار کے قحط کی وجہ سے پرانی ہو جائے گی :

تاؤ دیوانم کہ سرست تھی خواہ شدن
 زلف از ما خوش تا کے چشتم کم نہیں
 ایں سے از قحط خریدار سے کن خواہ شدن
 ہی نمی دانی کہ یک بیانہ نقصان کردہ ایم

لغت : خوش تاؤ : انگوڑوں کا گچھا۔۔۔ چشتم کم نہیں : عذرت کی نظر سے نہ دیکھ۔

ترجمہ : اسے زلف تو ہمارے انگوڑوں کے گچھے کو عذرت کی نظر سے نہ دیکھ، کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم نے اپنے ایک بیانے کا نقصان کر لیا ہے۔ یعنی اس گچھے سے ہم نے شراب کا ایک جام تیار کر لیا تھا جو ہم نے تجھے پیش کیا ہے، لیکن تو ہے کہ اسے عذرت کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔

رازنا از پردہ چاک گرباں بازوی
 نامہ شوق تو باز از طرف عنوان کردہ ایم
 لغت : بازوی : تلاش کر، مجھ لے، ہالے، جان لے۔۔۔ باز : کھولنا۔

ترجمہ : قرہارے پھٹے ہوئے گریبل کے پردے سے اہلدار اڑا لائے، ہم نے تیرے ہمدردوں کو حق کو حقوں کی طرف سے کھولا ہے۔ یعنی جس طرح دہانے کے چاک گریبل سے اس کی دیوانگی کا پتہ چل جاتا ہے اسی طرح ہم نے تجھے جو ہمدرد حق کھلا ہے اس کے حقوں ہی سے اصل مضمون کا پتہ چل جانے کا کہ اس کی پریشانی صورت ہماری حالت واضح کر دے گی جس اہمیت کی تحصیل آگے چل کر نکلی ہے۔

حیف باشد خارہا در راہ مسلمان رہنمائی
با خیالش شکوہ از بیدار مریض گاہ کردہ ایم
نعت : حیف باشد! افسوس کی بات ہوگی۔۔۔ رہنمائی: گراہ بچھاؤ بکھیرو۔

ترجمہ : کسی مسلمان کی راہ میں گائے بکھیرنا کوئی اچھی بات نہیں، ہم نے اس کے قصور سے اس کی جگہ کے جو روح کا شکوہ کیا ہے۔ محبوب کی جگہ کو کانٹوں سے تشبیہ دی ہے۔ عاشق قصوری قصور میں محبوب کے ساتھ باتوں میں مشغول ہے۔ اسی دوران میں محبوب کی تجلی پس اسے یاد آ جاتی ہیں جن کی دل خلی عاشق پر کیا حتم! حلی ہے۔ گویا محبوب کا قصور ایک مسلمان ہے اور ان جگہ کی یاد کانٹوں کی مانند ہے جو اس مسلمان یعنی قصور محبوب کی راہ میں گائے بکھیر رہی ہے۔

حق شناس صحبت چیللی پروانہ ایم
گرچہ مشق ملہ با مرغ سحر خواں کردہ ایم
نعت : حق شناس: حق پہانے والا۔۔۔ مرغ سحر خواں: صبح سویرے دھچکے (آواز فرباد کرنے والا) پرندہ۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ ہم نے مرغ سحر خواں کے ساتھ جادو فرباد کی مشق کی ہے تاہم ہم پروانے کی نظارت کی صحبت کا حق بھی پہانتے ہیں۔ صبح کے وقت پرندوں کا چہلنا ایک طرح سے دکھ بھری فرباد ہے جس سے عاشق جو خود غم فہمت کا شکار ہے، انتظار ہو جاتا ہے، دوسری طرف پروانہ ہے جو شر پر بٹنے کے لئے تڑپتا ہے۔ عاشق پر بھی جو تک صبح و شام کی کیفیات گذرتی ہیں اس لئے وہ ان کے درد سے آگاہ اور ان کا حق شناس ہے۔

ی وہ ہشتم یک بیانہ ہرے خواہ را
عشوہ سلقی بکار کفر و ایمانی کردہ ایم
نعت : یک بیانہ: ایک ہی بیانے میں۔۔۔ عشوہ: بازو اور آنکھ کی اداسی، کفر و ایمانی: کفر و ایمان۔

ترجمہ : اس سلقی (مذہب) محبوب حقیقی جو خالق کائنات ہے اکی آنکھ ہرے خواہ کو ایک ہی بیانے سے بحر بحر کر شراب دیتی ہے۔ ہم نے سلقی کی اس عشوہ گری کو کفر اور ایمان کے معاملے میں اپنا لیا ہے۔ یعنی خالق کائنات کی نظروں میں مومن و کافر برابر ہیں۔ وہ ب کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی یہی روش اختیار کی ہے اور سب انسانوں کو بے تفریق مذہب و ملت ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔

غالب از جوش دم ما تریش گلیوش باو
پردہ ساز ظہوری را گل افشان کردہ ایم
نعت : تریش: اس کی قبر۔۔۔ گل ہوش: چھوٹوں سے لدی ہوئی۔۔۔ پردہ ساز کا رنگ: مزار شامی۔۔۔ گل افشان: پھول بکھیرنے والا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! ہمارے دم کے جوش سے اس (یعنی ظہوری) کی قبر پھولوں سے لدی رہے۔ ہم نے اس کے پردہ ساز کو گل افشان کر دیا ہے۔ شامی میں ظہوری کی جڑی کرنے سے حقیقی غالب نے پہلے بھی چند اشعار کہے ہیں۔ اس شعر میں بھی اس جڑی میں ایسی کھلیائی پر اظہار نظر کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے اس کے رنگ و طرز شامی کو چنگا ہے اور پھر دعا کی ہے کہ خدا کے میری اس شامی کو گل افشان کرے (ایسے اشعار پھولوں کی طرح ہیں اسے اس (ظہوری) کی قبر پھولوں سے لدی رہے۔

غزل # 16

ہم بہ عالم زائل عالم برکنار اقلہ ام چوں امام سجدہ بیویں از شمار اقلہ ام
 اقلہ : امام سجدہ : صلی اللہ علیہ وسلم کی مکتبی میں نہیں آتا۔ از شمار اقلہ : مکتبی میں نہیں آتا۔ برکنار اقلہ : ایک طرف ڈھکیا
 یعنی بے تعلق ہو گیا ہوں۔

ترجمہ : میں اس دنیا میں ہوتے ہوئے اہل دنیا سے الگ تھک اور بے تعلق ہوں۔ میری حالت امام سجدہ کی سی ہے جو کسی مکتبی میں
 نہیں آتا۔ مطلب یہ کہ میں ایک حقیقت میں انسان ہوں اس لئے دنیا میں رہتے ہوئے بھی خود کو اس سے بے تعلق رہتا ہوں۔ حافظ نے
 لُوط کہا ہے :

غلام بہت آنم کہ زیر چرخ کیو ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرا آزاد است
 حافظ نے ایک اور شعر میں یہی بات ذرا بدل کر کہی ہے :

گداے کوے تو از بہشت خلد مستغنی ست امیر عشق تو از ہر دو عالم آزاد است
 ربیع از وصف رخت گل را شرور درجہ یمن آتش رشک بجان لوبہار اقلہ ام

اقلہ : ربیع شرور درجہ یمن : لباس میں چنگاریں ڈالتا یعنی بے چین کرتا ہوں۔

ترجمہ : میں جو بے چرے کے حسن و دل کشی کی تحریف کر کے پھول کے لئے خطرہ بنی گا سناں کرتا ہوں میں دلی آتش رکھتا ہوں جو نو
 باری جان کو جلا رہی ہے۔ یعنی عاشق و محبوب کے چرے کے حسن و تعلق کی بات جب پھول سے کرتا ہے تو نہ صرف پھول بلکہ پورا جہنم
 آتش رکھ میں جلتے لگتا ہے جیسے موسم بدلی ہو رہا ہو۔ حسن و محبوب کی تحریف کی شعرا نے مختلف انداز میں کی ہے۔ حکیم

حسن اگر این است ناصح بچو ما خواہ شدن چوب تر آخرا آتش آشنا خواہ شدن
 ہائی :

دو چمن دوش بہ بوسے تو گذری کرم قسح لالہ پر از خون جگری کرم
 سہی :

ہر کس کہ دید رویے تو بوسید چشم من کلے کہ کرد دیدہ من لا جواب کرد
 غلامی :

زور منظور نظر تو تو فدا رکھتا ہے میں تو بندہ ہوں تیری چشم کی چٹائی کا
 می فغانم بل و در بند رہائی میستم خار شوقم بدام انتظار اقلہ ام

اقلہ : می فغانم میں پڑھتا ہوں۔ بند رہائی آزاد ہونے کی فکر۔

ترجمہ : میں اپنے بل و پڑ پڑا رہا ہوں تو یہ اس لئے نہیں ہے کہ میں آزاد ہونے کی فکر میں ہوں بلکہ میں تو حاضر عشق ہوں اور دام
 انتظار میں پڑا ہوں۔ یعنی میں میدانِ محبوب کی قید میں رہنے کے لئے جی خطرہ کا اظہار کرتا ہوں۔ غلامی نے یہی بات دراصل انداز میں
 کی ہے :

نہ از سر رہائی نکند مرغ اسیر خود انوس زمانے کہ گرفتار نبود
کاروبار موج با گراست خودداری مجوی در نکست خویشتن بے اختیار افتادہ ام

لغت : کاروبار، مزار، قلعہ، مداخلہ۔ مرغی: مسہ، حاشیہ کرامت سورج۔ نکست خویشتن: اپنی ٹوٹ پھوٹ۔

ترجمہ : لہذا، قلعہ کا حلقہ بند ہے اس لیے تو خودداری کے بارے میں مت سوچ، میں اپنی ٹوٹ پھوٹ میں بے اختیار ہوں۔ شاعر نے خود کو لہر سے تشبیہ دی ہے۔ سمندر میں لہریں اٹھتی اور فوجی راتیں ہیں جیسے وہ خود کو یہ قرار دیا ہے دھوکا قائم رکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ لیکن ان کے لیے خود کو محفوظ رکھنا ممکن نہیں ہوتا۔ عمومی طور پر شعر کا مطلب یہ ہے کہ یہ ناکست ایک سمندر ہے اور زمان کی فوج کی اس کی ایک لہر ہے خودداری دہ کے لیے پانی پر ابھرتی اور پھر سمندری میں ڈوب جاتی ہے۔ یعنی وہ اپنے اصل مرکز میں مدغم ہونے کے لیے اپنی خودداری کا سہارا کرتی ہے۔

سربر میناست از انیم چہ کوہا، اما نوز بر نمی خیزم ز بس سنگین خمار افتادہ ام

لغت : از انیم: میرے ہستی، اصل۔ سنگین خمار: بھاری یعنی گمراہی ہے کہ خود راخہ ٹوٹنے کی حالت۔

ترجمہ : میرے اعضا سراسر شراب کی صراحت (خوشی) کی طرح ہیں۔ یعنی نرم و نازک اور ہلکے، لیکن میں ابھی تک کچھ اونچے سنگین خمار میں پڑا ہوں کہ میرا جسم پیاز کی طرح اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔ بخار کا جب نشہ ٹوٹنے لگتا ہے تو اس کا جسم بری طرح سے ٹوٹنے لگتا ہے۔ شاعر نے اپنے خمار کی اس حالت کو پراسے تشبیہ دی ہے۔ گوواہ اسے شدید اور بھاری خمار کا شکار ہے کہ اسے سے مارتا ہے۔

ہر نکست استخوانم خندہ دندان قلمست راز غم را بجیہ اسے بر روے کار افتادہ ام

لغت : استخوان: میری ہڈیاں۔ خندہ دندان: لہکی ہنسی جس سے دانت نظر آنے لگیں، قلمست۔ بجیہ: پکڑا لگا۔

ترجمہ : میری ہڈیوں کی ہر ہڈی کی ٹوٹ پھوٹ، خندہ دندان خفا کی طرح ہے، گویا میں اپنے راز غم کو چھپانے کے لیے ہلکے کا کام دے رہا ہوں۔ اپنے اختلاقی غم و اندوہ کی بات کی ہے۔ ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ کو خندہ دندان قلمست سے اور اس خندہ کو بجیہ سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ میں اپنے غم و اندوہ کو جس کرکٹل دھوا اور میں ان کی پندہ پوشی کرتا ہوں۔

ہم ز من طرز آشناے عشق بازائ گشتہ اسی ہم ز تو عاشق کشائ را راز دار افتادہ ام

لغت : طرز آشنا: خود طریقوں سے واقف۔ عشق بازائ: عشق کا کھیل کھیلنے والے، عاشق۔ عاشق کشائ: عاشق کش کی جمع، عاشقوں کو مارنے والے۔

ترجمہ : تو میری وجہ سے عاشقوں کے طور طریقوں سے واقف ہو گیا ہے اور میں تجھی وجہ سے عاشق کشوں کا راز بھی کیا ہوں۔ محبوب نے تو عاشق کی بدولت عشق میں گمراہی دہلی کیلیات سے آگاہی پائی جبکہ عاشق نے محبوب کا یہ انداز جان لیا کہ عاشق پر کس طرح جو رو حکم کیا جاتا ہے۔

تاز مستی کی زنی بر تربت اغیار گل خویشتن را بجو آتش در مزار افتادہ ام

لغت : زنی زنی: تیار تازین چڑھانا ہے۔ اغیار: فیر کی جمع، مڑو رقبہ۔

ترجمہ : جب دوستی کے عالم میں رقیبوں کی قبروں پر پھول چڑھانا ہے تو میں اس رنگ کی بھاپ اپنی قبر میں آگ کی طرح ہو جاتا ہوں، یعنی اس رنگ کے سبب جل جل جاتا ہوں۔

یک جہل معنی تو منداست از پہلوے من چوں قلم ہر چند در ظاہر نزار افتادہ ام

لغت : یک جہاں معنی: معنی کی ایک دنیا۔۔۔ قومیت: قومی مہا قوم۔۔۔ نژاد: کزور، تحریف، پتلا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ میں دیکھنے میں قلم کی طرح نحیف و نزار ہوں، لیکن میرے پہلو یعنی میرے بائیں مٹھائی کی ایک دنیا مضبوط و قوی ہوئی ہے۔
عالم نے اپنے شاعرانہ افکار کی عقلیت کا ذکر کیا ہے۔ اپنی شاعری میں سنہ سے سنہ موضوع و مٹھائی کا ذکر یا شعرو غزل کی دنیا کا تعریف مٹھائی ہے، اگرچہ ظاہری طور پر وہ ظاہر ہے۔

جہاں پہ غم کی بازو وی عالم از جو سپر وہ کہ ہم پر غم وہم بد قدر افتد ام

ملکت : یہی ہزارہ میں بارہ چاہوں۔ یہی نامہ فریاد کرتا ہوں۔۔۔ وہ قہر کا لفظ۔۔۔ بد تشہیر میں بد تشہیر یعنی ایسا چاہری ہوں جس کا کوئی داؤد اچھا نہ دے۔ بد قسمت۔۔۔ بد قدر : یہی انوار کی انوار نے پر پڑنے۔

ترجمہ : میں خود اپنی جان غم میں ڈال رہا ہوں لیکن آسمان کے ہر روح کے ہاتھوں فریاد کرتا ہوں۔ میں کوا ایک بد قسمت جواری ہوں، ایسا جواری جو مارنے پر بیچ بچا کر بھی مار دیا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ میں نے خود اپنی جان غم حلق میں ڈال دی لیکن فوج داروں آسمان پر قائل کہ اس کا شکوہ کر رہا ہوں۔

کشتی بے نغذائیم، سرگذشت من پیرس از کجاست خویش بر دریا کنار افتاده ام

الف : الفوائد : طالع - ميري : مستوحى -

ترجمہ : تو میری سرگزشت مت پوچھ میں ایک ایسی کشتی ہوں جس کا کوئی مارچ نہیں ہے اور جو لوٹ کر کنارے آگئی ہے۔ زندگی میں اپنی بے بسی اور بد نصیبی کو بے مارچ کشتی کے استعارے میں بیان کیا ہے۔

تلاوتی محو غم کردست اجزائے مرا در پرتو عالم نقش زرتنگار انوار ام

نفت : آراء مولانا یعنی میرا مصلحت۔۔۔ برعکس مولانا۔۔۔ یعنی گھبرا۔۔۔ نقش زور لگانا: منہری نکل جانے۔۔۔

ترجمہ : بتجارتی کے باعث میرے جسمانی اعضا ظلم میں ڈوب رہے ہیں، گویا میری تجارتی کے باعث میرے جسمانی اعضا ظلم میں ڈوب رہے ہیں۔

رفتہ از خضارہ ام ہرک ناموس چمن چاک اندر خرقہ صبح بیدار افتادہ ام

نفت : طیارہ اٹھائی۔۔۔ ایک کلاف پھانسا۔۔۔

ترجمہ : بھیری انگوڑی سے جانس کی عزت و ناموس برابر ہو کر رہ گئی ہے، میں گویا صبح بیدار کی گود لڑی میں ایک چاک و لقمہ ہوں۔ انگوڑی سے ملنا فخر اترنے کی حالت یا عام ضعف و سستی ہے۔ کونایہ چاہا ہے کہ بھیری انگوڑی دافسرو کی الٹا ہے کہ جس سے جان اور جسم کی صبح بیدار بھی دافسرو ہو گئی ہے۔ اپنی انتہائی دافسرو کی بہت کی ہے۔

از روانی کے مبهم تشنہ ثنن است در

آدم آب کا ٹھوکی ٹھوکار اللہ ام

نقد : یہاں (بے) معجزہ مری، طبع کا (روانہ) شاعری ہے، طبع کا (روانہ) — نقد خیر: ٹوٹا کاپی ہے۔

ترجمہ: (شعروءِ خن میں) صبری طبع کی دہائی دیکھ کر ایک عالم میرے خون کا پسا ہو گا ہے۔ میں گمراہی ہوں لیکن میری پائی جو خوشگوار ہے۔ یعنی جس طرح خوشگوار پائی کو لوگ مڑے لے لے کر پیچے ہیں اسی طرح میری شامری میں بھی ایک خاص لطف ہے۔ "خون کا پسا ہوا" سے وہ مطلب نکل سکتے ہیں، ایک تو دشمن ہونا، دوسرے شعروءِ گمراہ کو خون بہنے کے بغیر تحقیق نہیں ہو سکتا اس لئے خواہے ہوگی کہ میری شامری نہ مٹنے

دائے گویا میرے خون کے واسے ہیں۔

اس جواب آں غزل غالب کہ صائب گفت است "در نمود نقشہا بے اختیار افتادہ ام"

نعت : جواب : مزار کسی شہرے شاعر کی ہوئی غزل کی۔ بحر اور ردیف و تفعیل میں غزل کہہ۔ نمونہ : اعلیٰ، لعلی۔۔۔ نقشہ : مزار رنگ کے انکار و مضامین۔۔

ترجمہ : غالب یہ غزل جو میں نے کہی ہے۔ یہ صائب صاحب حمزہ بنی عطیہ دور کا مشہور شاعر کی اس غزل کے جواب میں ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ میں انارش کے انکار میں بے اختیار واقع ہوا ہوں۔ یعنی میرے ذہن میں جو رقصیں مضامین و افکار آتے ہیں میں انہیں بیان کے بغیر نہیں رہ سکتا یا وہ افکار مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں انہیں شعری صورت میں ظاہر کروں۔ صائب کا یہ را شعریوں ہے :

در نمود نقشہا بے اختیار افتادہ ام مہم مہم بدست روزگار افتادہ ام

غزل # 17

سوزت جگر با کجا رنج چکیدن دیم رنگ شوائے خون گرم تا پیریدن دیم

نعت : چکیدن : ٹپکانا۔۔۔ پیریدن : اٹنا۔۔

ترجمہ : ہمارا تو بکری بل گیا ہے اب تک اسے چھنے (یعنی آنکھوں سے) نیچے کا دکھ دیتے رہیں۔ اب ہمارے خون گرم تا پیریدن (یعنی گرم کر دینا) کہ ہم ایک ہی بار اڑا دیں۔ یعنی بار بار چھنے کے دکھ سے ایک ہی بار نجات حاصل کر لیں۔

عمرہ شوق ترا مشت غباریم ما تن چو بریزد زہم، ہم بہ تپیدن دیم

نعت : عمرہ شوق : میدان شوق۔۔۔ بریزد زہم : ریزہ ریزہ ہو کر گر جائے۔۔۔ تپیدن : ترپنا۔۔

ترجمہ : ہم تیرے عمرہ شوق یا محفل شوق کے مشت غبار ہیں (یعنی حشیت ایک علمی بحر غبار کی ہے)۔ جب تیرے عشق میں ہمارا جسم خاک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے تو ہم اس میں گر پڑا کر دیتے ہیں (یعنی ہم اپنی یہ خاک اریزہ ریزہ جسم اڑا دیتے یا پھیلا دیتے ہیں)۔

جلوہ غلط کردہ اندر رخ کشا تا ز سر زورہ و پردانہ را مژدہ دیدن دیم

نعت : جلوہ کردہ اندر : لوگوں نے غلط تصور کیا ہے۔۔۔ رخ کشا : چہرے سے نقاب اٹھا دے۔۔۔ دیدن : دیکھنا کچھ جلوہ۔۔

ترجمہ : (محبوب حقیقی سے نقاب ہے) (یعنی اس نے تیرے جلوہ کا غلط تصور کیا ہے) تو اے محبوب حقیقی اپنے چہرے سے نقاب اٹھا دے تاکہ غیبت سے ذرے اور پردانے دونوں کو صحیح جلوہ دیکھنے کی خوشخبری دیں۔ چونکہ تصور غلط ہے اس لئے زورہ و پردانہ (یعنی غلطی کا شیدائی ہے) اگر صحیح تصور ہو تو یہ جو نقاب و پردا و قوام میں رہا تصور ہے وہ غلط ہو جاتا، صحیح تصور اس وقت کے بے نقاب چہرے سے ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے غالب نے غزل کی اس غزل سے حاضری کر یہ شعر کہا ہے جس کا مطلع ہے :

حرم جویاں دورے را می پرستند قیصل دفترے را می پرستند

سہل اشعار، مشکل معنی کی یہ غزل موضوع کے لحاظ سے مسلسل غزل ہی مانی ہے۔ دو ایک شعر

از آں دعویٰ بہ شیخ و برہمن ماند کہ ہر یک داورے را می پرستند

براقلین پر وہ معلوم کر دو کہ یاراں دیگرے راہی پر چند
سبزہ ما در عدم نقشہ برق جلاست در وہ میل بہار شرح و میدان دہیم
نعت : سبزہ ما در عدم اور وہ۔۔۔ میدان : آگہ چلا پھولا۔۔۔

ترجمہ : ہمارا سبزہ عدم میں برق بلا (میتھن کی بجلی) کا چلا سا ہے۔ ہم بہار کے سیلاب کی راہ میں اسے چھلنے پھرنے کی تفصیل تائیں۔
مطلب یہ کہ انسان کا وجود گویا ایک سبزہ ہے جو عدم (میتھن کی بجلی) سے چل رہا ہے اور بہار کی آمد پر ٹھپ بھٹا پھولتا ہے لیکن وہیں آنے
یعنی برق چلنے سے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ گویا انسان کی ہستی، عدم سے وجود میں آکر مکمل عرصہ ٹھپ بھٹا پھولتی ہے لیکن آخر کار وہ چلتی
ہے۔ انسان خالی ہے۔

یو کہ بہ مستی زہیم بر سر و دستار گل تا سے گلہام را مزد رسیدن دہیم
نعت : یو : بود کا مختلف ممکن ہے، مثلاً۔۔۔ زہیم : ہم تھائیں۔۔۔ سے گلہام : سرخ پھول (گلاب) کے رنگ کی یعنی سرخ شراب۔۔۔ مزد :
اجرت، مزدوروں۔۔۔ رسیدن : پہنچنا۔۔۔

ترجمہ : ممکن ہے (ہمیں چاہئے) کہ ہم عالم مستی میں اپنے سر اور دستار پر پھول سجائیں تاکہ اس طرح شراب سرخ کے ہتھ جنے جتنے کی
دلوں سے نکلیں۔ سر اور دستار پر پھول سجائے مزدور سے خوشی اور بیش و بش کا اظہار کرتا ہے۔

بر اثر کو بہن نالہ فرستادہ ایم ناہنگر سنگ را ذوق دریدن دہیم
نعت : کو کہن : پہلا کھودنے والا یعنی فریاد جس نے کوہِ عشق کو رواں۔ اٹھ نکلیں، عقل قدم کے لئے۔۔۔ دریدن : چھلنا۔۔۔
ترجمہ : ہم فریاد کے لئے نالہ فریاد کر رہے ہیں تاکہ ہم پتھر کے جگر کو پھٹنے کا ذوق دیں۔ یعنی اسے اپنے پھٹنے میں لذت محسوس ہو۔ فریاد نے
کوہِ عشق کو کٹ کر دو حصوں میں بٹا دیا اور اپنے اسی پتھر سے خود کو ہٹا کر لیا۔ مطلب یہ کہ ہم فریاد کے غم میں نالہ فریاد کر رہے ہیں تاکہ
پتھر کا دل، احساسِ رحم سے بچت جائے اور اسے فریاد پر اپنے جسم کا چلنے کا بھی احساس ہو جائے۔

شیوہ تسلیم ما بودہ تواضع طلب در خم عراب تقی تن بہ خیدن دہیم
نعت : شیوہ : تسلیم کسی کی رضا پر راضی ہونے کا انداز۔۔۔ تواضع : عاجزی، انکسار۔۔۔ تن بہ دیکھ : راضی ہو جائیں۔ خیدن : چھلنا۔۔۔
ترجمہ : ہمارا شیوہ تسلیم تواضع کا طالب ہے، چنانچہ ہم جب کھار کے عراب میں غم دیکھتے ہیں تو ہم گھٹنے پر تار ہو جاتے ہیں، یعنی ہم اس
کے آگے سر تسلیم غم کو دیتے ہیں۔ گویا۔۔۔ "سر تسلیم غم ہے وہ مزاج پارسی آئے۔"

دامن از آلودگی سخت گراں گشتہ است وہ کہ در آلود ز پا بہ کہ بہ چیدن دہیم
نعت : گراں گشتہ : بو جمل یا بھاری ہو گیا ہے۔۔۔ در آلود نپا : پاؤں سے گراوے، عاجز کر دے۔۔۔ چ : اچھا ہو گا۔ چیدن : چھلنا مزدور
الفاظ۔۔۔ آلودگی : گناہ، لاشری۔۔۔

ترجمہ : ہمارا دامن آلودگیوں کے باعث بہت ہی بھاری ہو چکا ہے، بہت ہی افسوس کی بات ہو گی اگر ہماری یہ گراں دامنیں ہمیں گراوے۔
بہتر یہ ہے کہ ہم دامن اٹھالیں۔ یعنی لاشریوں اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

خیز کہ رازِ دہوں در جگر نے دہیم نالہ خود را ز خویش داد شیدن دہیم
نعت : خیز : اٹھ۔۔۔ نے : ہائیں۔۔۔ دہیم : ہم یہو نکلیں، بھاریں۔۔۔ شیدن : چھلنا۔۔۔

ترجمہ : اٹھ کہ ہم اپنا رازِ دل ہائیں کے جگر میں بھونک دیں اور یوں اپنے ہی دل کو اپنی طرف سے ہٹنے کی دلاویں۔ یعنی نے میں راز

ترجمہ : میں تو اس کی ایک نگاہ جان دینے والا تھا لیکن اس نے میرے اس عمل کو میری ماضی اور کنواری پر محمول کر لیا، پتا نہ چس نے اس کی کمرے اپنے دامن کا تعلق ختم کر لیا ہے۔ یعنی میرا وہ اس سے بے حد ربط تھا وہ میں نے اس کی اس سوجاؤ ختم کر لیا ہے، قطع قطعت کر لیا ہے۔

دل ز جوش گریہ گر پر خوشی عشق باطلہ روست قطرو اے بود است و بحر بیکرانش کردہ ام

لغت : پر خوشی عشق باطلہ، خود پر فکر ہے۔ روست: جاڑ ہے، بجای ہے۔ جوش گریہ: بہت آنسو بہانا۔

ترجمہ : اگر ہمارا دل اغمت میں اپنے جوش گریہ پر فکر کر رہا ہے تو یہ بجای ہے، کیونکہ وہ (دل) ایک قطرو تھا جسے ہم نے نہ تو اس (بستہ) سے جدا سمندر بنا دیا ہے۔

در حقیقت ناگہ اے از مغز جاں روئیدہ است کز برائے عذر چلتی زبانش کردہ ام

لغت : روئیدہ است: پھوٹا ہے، ابھرا ہے۔

ترجمہ : در حقیقت یہ ایک ناگہ ہے جو میری جان کے مغز یعنی کمرائی سے ابھرا ہے اور جسے میں نے اپنی فطرتی پھیپانے کے بدلے زبان بنا لیا ہے۔ یعنی میں جو اپنے دلی جذبات کے اظہار کے لئے فرادہ نکال کر باہر تو یہ دراصل میری زبان سے نہیں ہے۔ (میرے منہ میں زبان نہیں ہے بلکہ یہ ناگہ ہے جو میری جان کی کمرائی سے ابھرا ہے۔

بد گلن و کنت چین و عیب جویش دیدہ ام

لغت : عیب جویش: اسے دُکھوں میں عیب دکھائے دلا۔ احتاج: آنا یا آنا۔

ترجمہ : میں نے اسے یعنی اپنے محبوب کو (دُکھوں سے) بد گلن ہونے والا دُکھوں پر کھٹ پائی کرنے والا اور عیب جویش بنا دیا ہے۔ میں نے اس کی یہ عادت آنا دیکھی ہے اور اس احتاج یعنی آنانے میں میں نے اسے کئی بار آنا دیا ہے۔ گویا یہ بات محض طور پر تصدیق شدہ ہے کہ وہ بد گلن و عیب ہے۔

در تلاش منصب گل چینی ام دارد هنوز

لغت : منصب: عہدہ۔ گل چینی: پھول چاند۔

ترجمہ : اس (محبوب) نے ابھی تک گل چینی کے منصب کی تلاش میں مجھے مصروف رکھا ہے، یعنی اس محبوب نے مصروف رکھا ہے جس کے لئے مستحق میں میں نے ساقی کو اس کا باطنی مظاہرہ باطنی سے مراد حافظہ یعنی عاشق، محبوب کو ہم دلی طور پر مستحق اس کے چہرے حسن سے گل چینی کا غائب ہے لیکن محبوب اسے اس کا موقع ہی میں دے رہا اور میں عاشق کو کہہ منصب کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ گویا یہ وہ خراب فوٹی پر بھی محبوب پر مستحق ماری نہیں ہو رہی جس سے عاشق کا عہدہ اٹھا سکے۔

جو ہر ہر ذرہ از خاک شہید شیوہ ایست

لغت : کشکاش: اس یعنی محبوب کے ہاتھوں مارے یا قتل کئے ہوئے۔

ترجمہ : میری خاک کے ہر ذرے کا ہر اصل یعنی اس (خاک) کے ہر ذرہ کا شہید ہے، لیکن اس میں ہے مجھ پر کہ میں نے اسے اپنے اپنی محبوب کے اپنے کشکاش یا یعنی عاشقوں کی محنت پر لگا رکھا ہے۔ ظاہر ہے اس صورت میں وہ بلاشبہ کب عالم میں لانے گا۔

تا نیارہ خوردہ بر بدستی دو شرم گرفت

لغت : نیارہ خوردہ: کٹ چینی نہ کرے۔ بدستی دو شرم: میری کل رات کی بدستی۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ محبوب امیری گذشتہ رات کی بدستی پر کوئی تکتہ چلتی نہ کرے، میں نے ہاتھ پاتھ میں اس کا سر چوم لیا گویا اس طرح میں نے اس کے منہ پر مہر لگا دی ہے۔

در طلب دارم نقضایے کہ گوئی در خیال بوسہ تحویل لب شکر فطاش کردہ ام
لغت : تحویل : سپرد کرنا۔ لب شکر فطاش : اس کے شکر کھینچنے والے ہونٹ، یعنی شیریں لب۔

ترجمہ : اس کے شیریں ہونٹوں سے بوسہ حاصل کرنے کی خواہش دل میں بکھڑی ہو چکی ہے کہ لگتا ہے جیسے میں نے بوسے کو اس کے شیریں ہونٹوں کے سپرد کر دیا ہے، یعنی ان لبوں کا بوسہ لے لی لیا ہے۔ اگلی غزل کا مطلع بھی بکھڑی اسی موضوع کا حامل ہے۔

غالب از من شیوہ نطق ظہوری زندہ گشت از نوا جاں در تن ساز بیانش کردہ ام
لغت : شیوہ نطق : زبان کا انداز، انعام زبان (شامی میں)۔ نواز : نغمہ، مزمار، شاعرانہ نغمے، شامی۔

ترجمہ : اے غالب امیری وجہ سے ظہوری کا طرز بیان زندہ ہو گیا ہے۔ یعنی میرے شاعرانہ نغموں نے اس کے ساتھ بیان (یعنی شامی) میں ایک روح بھونک دی ہے۔ اس شعر میں اپنی بھی اور ظہوری کی شامی کو بھی سراہا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ غزلوں میں ملاحظہ ہوا، غالب نے مظاہرہ دور کے کئی ایک شعراء بالخصوص ظہوری اور نظیری و معنی کی غزلوں کے جواب میں غزلیں کہیں ہیں اور ان شعروا کی پیروی کی ہے۔

غزل #19

ی رہلم بوسہ و عرض ندامت می کنم
اختراے چندہ در آداب محبت می کنم

لغت : ی رہلم بوسہ : میں اس کا بوسہ چرا آئینی چپکے سے لے لیتا ہوں۔ عرض : اظہار۔ اختراے : چندہ کہوں، چندہ بدقی۔
ترجمہ : میں چپکے چپکے محبوب کا بوسہ لے لیتا ہوں اور پھر اس سے اپنی خرمی کی کا اظہار کرتا ہوں (یعنی معذرت کرتا ہوں کہ غلطی ہو گئی، معاف کر دے) اس طرح میں آداب محبت میں چندہ بدقی پیدا کر رہا ہوں۔ کسی غلطی کا اعتراف کر کے معذرت کر لیتا بھی آداب محبت کا حصہ ہے لیکن عاشق نے اس کا نیا انداز نکالا ہے۔

باتواضم، بر مقام صدمہ، لبیک از فرط آرزو
تا در آویزد بمن اطمینان طاعت می کنم

لغت : بر مقام : میں برداشت نہیں کرنا کہ اس کا۔ لبیک : فرط آرزو، حرص کی کڑوت۔ آویزد : دھج جائے، چھٹ جائے۔
ترجمہ : اگرچہ میں بتا رہا ہوں اور کوئی صدمہ برداشت نہیں کر سکا لیکن کڑوت حرص کے باعث میں اپنی طاعت کا مظاہرہ کرتا ہوں تاکہ وہ مجھ سے چھٹ جائے۔ گویا محبوب کا عاشق کے ساتھ پیشنایا دلہنا عاشق کے لئے تکلیف کا باعث تو ہو گا لیکن عاشق اس تکلیف کو برداشت کر لے گا اور اسے اپنی جوتی کا احساس نہ ہو گا۔

گوئی از دشواری غم اندکے دانستہ است
می کشد بے جرم دلی داند مرقت می کنم

لغت : اندکے : تھوڑا، کسی قدر۔ می کشد : قتل یا ہاک کرتا ہے۔ مرقت : لافطہ احسان۔
ترجمہ : معطوب ہو رہا ہے وہ (محبوب) غم کی دشواریوں سے کسی قدر آگاہ ہو گیا ہے، چنانچہ وہ مجھے میرے کسی جرم کے بغیر ہی قتل کرتا اور یوں کہتا ہے کہ وہ مجھ پر احسان کر رہا ہے۔ یعنی عاشق غموں میں جھکا ہے، محبوب اسے قتل کر کے ان غموں سے نجات دلا رہا ہے۔ گویا یہ عاشق پر اس کا احسان ہے۔

در تپش ہرزہ از خاکم سویدے دل است ہرچہ از من رفت ہم بر خویش قسمت ی کنم

لغت : سویدے دل: دل پر ایک سیاہ قلم۔ قسمت ی کنم: تقسیم کر لیتا ہوں۔

ترجمہ : تپش میں میری خاک کا ہرزہ گواہ دل پر ایک سیاہ قلم ہے۔ چنانچہ جو کچھ میں نے کھوایا ہے اسے ہر اپنے آپ میں تقسیم کر لیتا ہوں۔ مطلب یہ کہ حقیقی کی تپش میں نوع کی کمزوری اور خاک ہو گئے لیکن یہ تپش اب بھی ہر قرار ہے چنانچہ میری خاک کا ہرزہ ایک طرف سے سویدے دل ہے۔ یعنی ہرزہ تپش ہوا دل ہے، یہاں میں نے اپنی کھوئی ہوئی چیز کو دوبارہ پایا ہے۔

خاکم ز آں چچ و آب غصہ کز غم در دل است دل شکاف آہے بہ امید فراغت ی کنم

لغت : غصہ: کھنکھ، سہجہ، رنج و غم۔ دل شکاف آہے: دل کو بچہ دینے والا ایک آہ۔

ترجمہ : میں اپنے دل میں غم کی وجہ سے پیدا ہونے والے رنج و غم کے چچ و آب سے بے خبر ہوں اسی لئے اس امید پر دل شکاف آہیں بھر رہا ہوں کہ مجھے ان کی بدولت سکون ملے گا۔ مطلب یہ کہ ایسی آہیں تو اور بھی چلی و پھری کا باعث بنیں گی لیکن میں تجلیری میں ایسا کئے جا رہا ہوں۔

سنگ و خشت از مسجد ویرانہ ی آرام بہ شمر خانہ اے در کوے ترسیلایں عمارت ی کنم

لغت : مسجد ویرانہ: غیر آباد مسجد، جہاں نمازی کم یا نہیں ہوتے۔ ی آرام: میں لانا ہوں۔ ترسیلایں: قسما کی جگہ آتش پرست۔ عمارت ی کنم: کتبہ میں تعمیر کرنا ہوں۔

ترجمہ : میں غیر آباد مسجد سے پتھر اور اینٹیں اٹھا کر لانا ہوں اور آتش پرستوں کے کونے میں ایک مگر تعمیر کرنا ہوں۔ یعنی مسجد میں نمازی نہیں ہیں۔ یا اس میں کوئی روح نہیں بلکہ آتش پرستوں کا گونچہ پوری طرح آباد ہے۔ اس شعر میں ویرانہ اور عمارت میں صنعت تضاد ہے۔

کردہ ام بیکان: خود را دست مزد خویششن می تراشم پیکر از سنگ و عمارت ی کنم

لغت : دست مزد: ہاتھوں کی محنت مزدوری۔ می تراشم: میں تراشتا ہوں۔ پیکر: جسم، مڑا ہوا۔

ترجمہ : میں نے اپنے لیگان کو اپنے ہاتھوں کی مزدوری کا لیا ہے، چنانچہ میں پتھر تراش کر عمارت بنا رہا ہوں اور اس کی عمارت کرنا ہوں۔ مطلب یہ کہ اپنے معبود کا قرب میر ہو۔ اس پر ایمان لانے میں ایک خاص جذبہ دل میں پیدا ہوا ہے۔ یہ جو اپنے ہاتھوں سے دست تراشتا ہے اس کا قرب تو حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس بات پر حق کے پردے میں میں اس بات حقیقی کی عبادت کرنا ہوں۔

چشم بد دور افتاتے در خیال آورده ام ہرچہ دشمن ی کنم با دوست نسبت ی کنم

لغت : افتاتے: ایک توجہ، مہربانی۔

ترجمہ : خدا غمزدہ سے پہلے میرے ذہن میں محبوب کی مہربانی و توجہ کا ایک تصور پیدا ہوا ہے، اور وہ یہ کہ جو سلوک دشمن (رقیب) میرے ساتھ روا رکھتا ہے میں اسے دوست یعنی محبوب سے منسوب کر لیتا ہوں۔ یعنی رقیب کی کچھ عاشق سے دشمنی محبوب ہی کی وجہ سے ہے اس لئے اس دشمنی کو محبوب کا اہمیت سمجھ لیتا ہوں۔

دست گاہ گل نشانی ہائے رحمت دیدہ ام خندہ بر بے برگی توفیق طاعت ی کنم

لغت : دست گاہ: عزم و ملان، دولت و ثروت۔ بے برگی: بے سوسلانی۔

ترجمہ : میں نے رحمت اجڑی کی گل انگلیوں کی ثروت و دولت کی فراوانی دیکھی ہے، جس کی بنا پر مجھے طاعت و عبادت کی توفیق کی ہے سوسلانی پر بھی آتی ہے۔ لیکن خدا سے پاک و مجید و کریم ہے۔ اس کی رحمتیں ہر کسی پر ہیں لیکن جو لوگ محض اپنی عبادت کے ذمہ میں اس

کی رحتوں کے طالب ہیں وہی ان سے محروم رہتے ہیں۔ بے برگی سے محرومی مراد ہے۔

زنگ غم ز آئینہ دل جڑے نئے نخواستہ زود و دوم از دہراست و با سلقی شکایت می کنم

لغت : خواستہ زود : میں مٹایا جا سکے۔ دوم : میراد کہ۔ از دہراست : زمانے کا رونا ہوا۔

ترجمہ : آئینہ دل سے غم کا زنگ شراب کے بغیر نہیں مٹایا جا سکتا۔ میرا وہ کہ تو زمانے کا رونا ہوا ہے لیکن میں شکایت سلیق سے کرتا ہوں۔
دیکھوں گا باعث تو زبیدی مساکنی ہیں لیکن چونکہ سلیق شراب نہیں چاہا کہ اس سے ان دیکھوں کا احساس قسم ہو جائے اس لئے سلیق سے شکوہ کیا جا رہا ہے۔

غالم غالب ہم آئیں برنگم در خن برزم برہم ی زخم چندا نکہ خلوت ی کنم

لغت : غالم : میں غمے والا ہوں۔ در سہا : مجھے قلب حاصل ہے۔ ہم آئیں : ہم وہ مراد دوسرے شاعر۔ برنگم : برنگم میں برداشت نہیں کرتا۔ چندا نکہ : جس قدر۔

ترجمہ : اے غالب! اپنی شاعری کے لحاظ سے میں دوسرے شعراء بھاری ہوں۔ میں شاعری میں اپنا کوئی ہمنوا برداشت نہیں کر سکتا۔ میں جس قدر خلوت اختیار کرتا ہوں وہی قدر محفل کو دو ہم برام کرتا ہوں۔ شاعری میں اپنی انفرادیت کی بات کی ہے۔ یہ انفرادیت گویا اس کی عملی انفرادیت ہے۔ چنانچہ وہ جس قدر انفرادیت کا شاعری میں اپنی الگ رویہ کا مظاہرہ کرتا ہے، اتنی ہی دوسرے شعراء کی شاعری اس کے آگے اٹھ چکا جاتی ہے۔ خلوت لیکن انفرادیت اور برام سے مراد دوسرے شعراء ہیں۔ خلوت اور برام میں صنعت تضاد ہے۔

غزل # 20

سُج شد، خیز کہ رودلو اثر بنالیم چہ آفشتہ بہ ٹوناب بگر بنالیم

لغت : سُج : تیز۔ رودلو : جو تگہ تپی ہے اس کا تیز۔ آفشتہ : بھرا ہوا، تھرا ہوا۔ ٹوناب : خاص ٹون، ٹون کے آنسو۔

ترجمہ : سُج طرح ہو گئی ہے، اتھ کہ اب میں تجھے اپنی حالت و کیفیت دیکھاں جو شب جہیں تجھ پر گزری ہے، یعنی تجھے اپنا چہرہ دکھاں جو بگر کے ٹوناب سے تھرا چڑا ہے۔ گویا ماضی شب جہیں مسلسل ٹون کے آنسو بہا رہا ہے۔

پنبہ یکسو نیم از داغ کہ رختہ چوں روز آخرے نیست شہم را کہ سحر بنالیم

لغت : پنبہ : روئی پہلا۔ رختہ : پٹے۔ آخرے : کوئی آخر انجام، ختم ہونے کی حالت۔

ترجمہ : میں اپنے زخم سے پہلا آثار کو ایک طرف رکھ رہا ہوں تاکہ اس از غم میں وہی کی سی روشنی پیدا ہو۔ وہی کی طرح روشن ہو، اس لئے کہ میری رات شب فراق کے ختم ہونے کی طرف سے اس کی کوئی قطع نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ غم کا وقت طویل ہو آجہا جاتا ہے۔ بگر خوشی کی مدت ماضی ہوتی ہے۔ بھلا اقبال :

سینہ وصل کے گھر کی صورت اڑتے جاتے ہیں مگر گھڑیاں جدائی کی گذرتی ہیں سینوں میں

خویشی را دگر از گریہ گنبد داشت بہ زور بگر خستہ خود آں بہ کہ دگر بنالیم

لغت : بگر خستہ : زخمی بکر۔ گنبد : زور، طاقت سے یا زبردستی روکے رکھا، ضبط رکھا۔

ترجمہ : میرے بگر خستہ نے خود کو ایک مرتبہ بگر گریہ و قاری سے بزدل روکے رکھا، گریہ ضبط کی، اب بگری ہے کہ میں اس بگر خستہ کو

کسی اور صورت میں ظاہر کروں۔ مطلب یہ کہ میں کب تک گریہ کو ضبط کرتا رہوں گا ضروری ہے کہ اب افسانہ قلم کی کوئی اور صورت لکھوں تاکہ دل کا جو جھٹکا ہو۔

حدِ مہمن نیست کہ بنامش، آری از دور با من آتا سر آں راگداز بنامش
 لغت : حدِ مہمن نیست: میرے بس کی بات نہیں۔۔۔ بنامش: میں تجھے وہ راگداز محبت دکھائیں۔۔۔

ترجمہ : یہ بات میرے بس میں نہیں ہے کہ وہ غیبت میں جو کچھ عاشق پر گزرتی ہے وہ میں تجھے دکھا سکوں ہاں تو میرے ساتھ جلی جاکر میں تجھے دور سے اس راگداز دکھاؤں نشان دہی کروں کہ میل سے شروع ہوتی ہے۔ یعنی اس کے آغاز ہی سے دشواریاں و آہنگی و اہم شروع ہو جاتے ہیں، آگے بڑھ کر ان میں کتنا اضافہ ہو گا۔

می کنند ناز، گملی کردہ کہ خط دیر دہ خیزنا شعیبہ جذب نظر بنامش
 لغت : خط: چرے پر نمودار ہونے والا ہنر۔۔۔ دیر دہ: دیر سے ہونے والے گا۔ شعیبہ: انوکھی بات۔۔۔

ترجمہ : وہ ناز و ادا دکھا رہا ہے اور اس خطِ قلمی میں جھکا ہے کہ اس کے چرے پر ہنر و ہنر دیرِ یادت کے بعد نمودار ہو گا۔ تو اٹھ (آ) تاکہ میں تجھے اپنے جذبِ نظر کا شعیبہ دکھائیں۔ مستحقِ تو خطِ قلمی کا شکر ہے جبکہ عاشق کو دیرِ یادت کی طرح نظر آرہا ہے۔

آتش افزونہ و طلق بھیرت گمراں رخصتے وہ کہ بہ ہنگامہ ہنر بنامش
 لغت : آتش افزونہ: اس نے آگ جلا رکھی ہے، مزو آتشِ حس۔۔۔ رخصتے وہ: اجازت دے۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کا شوق گویا آتشِ افزونہ (بہتر کی آگ) ہے اور لوگ اس کے شوق کی آغوشِ چمک وک کے باعث اسے حیرت سے دیکھ رہے ہیں، گویا ایک ہنگامہ بہا ہے۔ تجھے اجازت دے کہ میں اس ہنگامے میں اپنا ہنر دکھائیں۔ یعنی لوگ تو دیکھ کر حیرت زدہ ہیں، یہ تو کوئی بات نہیں سمجھتے یہ کہ اس کی اس بہتر کی آگ میں جل جانا چاہتے اس پر خدا ہو جانا چاہتا ہے

چوں بہ ہنر اثر سجدہ ز سیماء جویدہ داغ سوداے تو ناچار ز سر بنامش
 لغت : سیماء: پشانی۔۔۔ جویدہ: تلاش کریں، دیکھیں۔۔۔

ترجمہ : جب روزِ محشر لوگوں کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان دیکھے جائیں گے تو تجھے مجبور اپنے سر میں تیری غیبت کا شعیبہ داغ دکھانا پڑے گا۔ خدا سے خطاب ہے۔ مطلب یہ کہ اگرچہ میں ظاہری عبادت کا پابند نہیں ہوں لیکن تیری ذاتِ قدس سے تجھے ہے حدِ غیبتِ حقیقت ہے۔

دل رملانہ بہ زلفاں ہمہ روزم گزرد بس کہ خود را بتو از روزان در بنامش
 لغت : دل رملانہ: محبوب کا سانس ادا پیارا ادا۔۔۔ زلفاں: قید خانہ۔۔۔

ترجمہ : زلفاں میں میرا تمام دن رملانہ انداز میں گزرتا ہے، تاکہ میں روزانہ تو سے خود کو تجھے دکھاتا رہوں۔ مزاد یہ کہ میں زلفاں میں اپنی دلچسپ حرکتیں کرتا ہوں کہ محبوب روزانہ تو سے انہیں دیکھ کر میری طرف حوجہ ہو جائے۔

برو قمع حج سید تو زخم باغک بہ حشر کش رضائے خوں ہاے ہر بنامش
 لغت : قمع حج: قہر کرنے والا، مزاد یعنی انسانوں کے گنہ و ثواب گننے والے فرشتے، کراسن کا چین۔۔۔ سید: پادشاہ، بائیں کندھے کا فرشتہ (مکمل ہر گنہ لکھتا ہے۔۔۔ خوں ہاے ہر: خلیج ہو جانے والے خوں، جنہیں توحہ کے آگنی نہ سمجھا جائے۔۔۔ کش: کھینچنے کے لئے۔۔۔

ترجمہ : میں قہمت کے روز (اے خدا) مجھے گنہ تو نہیں فرشتے کو پکھڑوں گا اور اسے دایک جانے والے خوں کے راضی ہونے دکھائیں گا۔

یعنی مذکورہ فرشتے نے میری خطائیں تو کہہ لیں لیکن میں نے نہایت میں جو اپنا ٹخن بھلا جس کا کوئی صلہ نہ ملا اس پر توجہ نہیں دی اور اسے میری برائی کے طور پر کہہ لیا جبکہ یہ سب کچھ محبوب کی مرضی سے ہوا۔

عالم: ایں لعب بہ گل مروت رضا جوئی قسمت تو خریدار مگر ہاش، مگر خلیفہ
 لغت: لعب: کھیل۔ گل مروت: مٹی کا مورت۔

ترجمہ: اے عالم! مٹی کے مورتوں کے ساتھ میرا کھیل یا فعل صرف میری خوشنودی کی خاطر ہے اور نہ اگر تو سوئی کا خریدار ہو تو میں تجھے سوئی دکھا سکتا ہوں۔ مطلب یہ کہ کسی بھی دہل بھڑکا بعض مرتبہ ماحول کی ہمارا نگہری کے باعث اپنے مقام بلند سے نیچے آنا پڑتا ہے۔ تاہم اگر اس کے بھڑکے تو وہاں پیدا ہو جائیں تو اس کا یہ بھڑکنا واقعی سوئی ہے۔

غزل # 21

تنبہ کے صرف رضا جوئی دلا ہا ہاشم فرستم بلا کزیں پس ہمہ خود را ہاشم
 لغت: رضا جوئی: دوسروں کی خوشی کا خیال۔ فرستم: ہار کر کے تجھے سوجھ ل جائے۔

ترجمہ: میں آخر تک تک دوسروں کے دلوں کی خوشی کا خیال رکھوں اور رضا جوئی میں مصروف رہوں۔ خدا کرے کہ تجھے سوجھ ل جائے تاکہ اس کے بعد میں پورے طور پر اپنے لئے زندہ رہوں۔ سمجھنے والے زندہ رہوں "یعنی اپنی حالت پر بھی توجہ دوں۔

گلہ گلہ از نظرم مست وغزل خواں بگذر ورنہ بر عہدہ من نیست کہ رسوا ہاشم
 لغت: غزل خواں: غزل گاتے ہوئے۔ عہدہ: فائدہ داری یا منصب۔

ترجمہ: ابھی کچھ میرے سامنے سے غزل غزل کرتے ہوئے گذر "ورنہ یہ صرف میری ہی فائدہ داری (یعنی میرے ہی لئے) نہیں کہ میں میری نہایت میں رسوا ہو تا ہوں، یعنی میرا بھی کچھ بچا ہو کہ اس طرح میری رسوائی کا بھی کچھ نہ ہوا ہو جائے۔

خفت جلان تو درپاس غم استوار خود شر ازمن نہ جہد گردگ خارا ہاشم
 لغت: خفت جلان: خفت جان کی بیخ بڑا واقعہ جو نہایت میں غم دلاں اٹھا کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ نہ جہد: نہ ابھرتے نہ بھڑکتے۔ گردگ: رگ خار سے خفت بھری رگ۔

ترجمہ: میری نہایت میں گرفتار خفت جان (مطلق) اپنے غم نہایت کی وجہ رکھنے میں ابھریں۔ چنانچہ میں اگر بھڑکی ہوں تو میری رگوں سے آتش غم کی چنگاواں نہ بھڑکیں گی۔ مطلب یہ کہ غم نہایت کو میں پوری طرح جذبہ کرنے میں ابھریں۔

با دل چوں تو ستم پیشہ داور نقیاس چہ کسغم گریہ اندیشہ فردا ہاشم
 لغت: ستم پیشہ: ظالم، جورو ستم کرنے والا۔ داور نقیاس: خدا کو نہ سامنے والا خدا کا خوف دل میں نہ رکھنے والا۔ اندیشہ: فردا آنے والے کل۔ یعنی کماست کا خیال۔

ترجمہ: میں تو ایسے ستم پیشہ اور خدا نقیاس (محبوب) کے ساتھ کیے کرچٹ سکتا ہوں اب اگر میں سراسر اندیشہ فردا میں جاؤں یعنی یہ خیال کہوں کہ قیامت کے دن مجھ پر تیرے جورو ستم کا سلب کیا جائے گا تو وہ بھی سب ہو ہے اس لئے کہ تو ہے ہی خدا نقیاس، تو ان باتوں کا کیا ڈر لے گا کیا ڈرے گا۔

حسرت دے ترا، خور حلائی نکند از تو آخر پچ امید فکیرا باشم

نعت : حلائی نکند: کی پوری نہ کرے گی، بدلہ یا عرض نہ ہے گی۔ فکیرا: مہر کرنے والا۔

ترجمہ : تجھے چہرے آلودہ دیکھنے کی حسرت، خور کا چہرہ دیکھنے سے بھی پوری نہ ہو گی، پھر ہماری کس امید پر تجھے دھار کے سطلے میں میرے ہم لوگوں۔ گویا سور کے ششوں میں ہلال نکلی نہیں رہ تجھے ششوں اور ناز دارا میں ہے۔

ہوش پر کار کشائے ورق بے خبری است گم شوم در خود و در نقش تو پیدا باشم

نعت : پر کار کشائے نقش و نگار دینے والا۔

ترجمہ : ہوش ہی بے خبری کے ورق کو نقش و نگار سے آراستہ کرتا ہے۔ میں خود میں کھو جاتا اور تجھے نقش میں ظاہر ہوتا ہوں۔ لیکن اپنے احساس کی بیداری کے باعث میں ٹھوس ہے خبر ہو کر کائنات حق میں ابھرا ہوں۔ گویا یوں تجویز کے میرے وجود کی کوئی حیثیت و حقیقت نہیں ہے۔

پانچیں طاقتم آیا کہ بریں داشت کہ من طرف فتنہ دہائے توانا باشم

نعت : پانچیں طاقتم: مجھے اس طاقت (یعنی توانا) کے ہوتے ہوئے۔ کہ: کس نے۔۔۔ بریں داشت: مجھے اس پر آمادہ کیا، اسکیلا۔۔۔ طرف: متعلق۔۔۔

ترجمہ : میری اس ضعیف طاقت کے ہوتے ہوئے آخر کس نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا، اسکیلا کہ میں توانا لوگوں کے فتنے کا متعلق ہوں اور ان کا مقابلہ کروں۔ لیکن میں اپنی تمام تر توانائی کے باوجود تجھے فتنے فتنہ برداشت کرنے میں بڑے بڑے تواناؤں کا سرِ کار اور متعلق بن سکا ہوں۔ "کس نے" کا اشارہ محبوب کی طرف ہے۔

در کنارم خیز و ز آلائش دامن مراں تک آں کو کہ ترا پیام و خود رہا بشم

نعت : در کنارم: میرے پہلو میں۔۔۔ خیز: تھلا۔۔۔ مراں: متاثر۔۔۔ کن: کنار۔۔۔

ترجمہ : تو میرے پہلو میں آکر جا اور میرے دامن کی آلودگی سے متاثر۔ مجھ میں اتنی طاقت کنار کہ میں تجھے پاؤں خود کو برقرار رکھ سکوں یا خود میں رہ سکوں۔ تجھے اس طرح متاثر کرنے سے میں اپنے آپ میں نہ رہوں گا۔

ہمکو آں قطرہ کہ بر خاک فشانہ ساقی دورم از کج بست گرمہ صبا باشم

نعت : فشانہ: کھیرنا، کھراٹا ہے۔۔۔ کج بست: تجھے ہو نہیں سکا کوٹ۔۔۔

ترجمہ : اگر میں سراسر شراب بھی ہوں تو بھی تجھے ہو نہیں سکا کوٹ کے گوشے سے دور ہوں، لیکن میں بالکل اس قلعہ شراب کی طرح ہوں جسے ساقی دشمن پر گراتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب تک تو مجھے قبول نہ کرے، میری زندگی بیکار ہے۔

قبلہ گم شدگان رہ شوقم غالب لا جرم منصب من نیست کہ یکجا باشم

نعت : گم شدگان: گم شدہ کی جمع، راستہ بولے ہوئے۔۔۔ لا جرم: بلاشبہ، بے شک، جیغ۔۔۔ قبلہ: غرار، جہاں۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں وہ عشق میں بہک جانے والوں کا قبلہ یعنی راہنما ہوں، بلاشبہ میرا یہ منصب نہیں کہ میں ایک جگہ تک کے رہوں۔ "منصب نہیں" سے غرار منصب نہیں ہے۔ رہنما کا کام بلکہ فریضہ ہے کہ وہ راستہ بولے ہوئے کو صحیح راستے پر لائے۔ گویا غالب عشق میں ایسے مقام پر ہے جہاں وہ عشق کے بارے ہوئے کی رہنمائی کرتے ہوئے انہیں صحیح جذبہ عشق سے آشنا کرے۔

غزل # 22

دگر نگاہ تراست باز می خواہم حساب نقشہ ز ایام بازی خواہم

نعت : دگر : ایک مرتبہ بار بار دیدار۔۔ ایام : جمع پریم و ملن۔۔ نگرہ زندہ۔۔

ترجمہ : میں ایک مرتبہ بار بار تیری نگاہوں کو باز رہا میں مست دیکھنے کا آرزو مند ہوں تاکہ اس طرح میں نہانے سے اس کے حقوں کا حساب لے سکوں یا نہ پس کر سکوں۔ مطلب یہ کہ میری خواہش ہے کہ تو ایک مرتبہ بار گئے نظر القامت سے دیکھے تاکہ میں نہانے کے ہاتھوں اٹھانے ہوئے دیکھوں کہ کھل چلتی۔

وفا خوش است اگر داغ ہم فنی نبود زبانہ ہائے سمندر گداز می خواہم

نعت : داغ ہم فنی : ایک ہی فن کے ہونے یا حریف یا رقیب کا داغ۔ زبانہ : شطرنج، بھڑک۔ سمندر : آگ میں رہنے والا کیرا۔۔ سمندر گداز : سمندر کو پھٹا دینے والا۔۔

ترجمہ : وہا ایک اچھی بات یا عمل ہے، بشرطیکہ کسی رقیب کا داغ دل پر نہ ہو۔ میں تو ایسے شطرنج کا خواہشمند ہوں جو سمندر کو بھی جلا پھٹا دے۔ مطلب یہ کہ وہا اسی صورت میں اچھی ہے کہ ہماری فہمت میں کوئی دھوکا یا شریک نہ ہو اور چونکہ آتش عشق میں سمندر بھی میرا رقیب ہو گا اس لئے میں ایسی ہیگز آتش چاہتا ہوں جو سمندر کو بھی جلا ڈالے۔

گذشتہ از گلہ در وصل، فرستم بدایا زبان کوہ و دست دراز می خواہم

نعت : فرستم بدایا خدا کرے مجھے سوجھنے۔۔ زبان کوہ : کوہ کی پھوٹی یا کم لوگے والی زبان۔۔ دست دراز : لہذا ہاتھ، ملوث یا ہاتھ جس میں آگے بڑھنے کی جرات ہو۔۔

ترجمہ : میں نے وصل میں گدو گدو، کا معاملہ ختم کر دیا ہے۔ خدا کرے مجھے اب ایسا سوچنے لے کہ میری زبان تو کوہ کی یا کم گو اور ہاتھ دراز ہوں۔ یعنی میں وصل میں گدو گدو تو نہ کروں اب نہ مجھ میں اتنی جرات ہو کہ میں اپنے ہاتھ محبوب تک بڑھا سکوں۔

گرفتہ خاطر از اسباب و سرخوشی باقی ست ترانہ اے کہ گنجیدہ ساز می خواہم

نعت : گرفتہ خاطر : دل آلتا گیا۔ سرخوشی : بے حد خوشی۔۔ گنجیدہ : نہ ملنے۔۔

ترجمہ : دلتی سرخوشی کے اسباب سے دل آلتا گیا ہے تمام ابھی سرور و مسرت باقی ہے۔ میں ایک ایسے نئے کاغذ خواہمند ہوں جو ساز میں نہ ملے یعنی ساز کا تاج نہ ہو۔ مطلب یہ کہ میں ایسی مسرت و شادمانی کا خواہمند ہوں جو کسی دلتے اور سب کے بغیر حاصل ہو۔ اسباب و وساکی کی فکری فریبوں کو بے حس کر دیجیے۔

دوئی نہ نامہ و من شکوہ شکم، اہنت گفت میانہ تو و خوشی اختیار می خواہم

نعت : دوئی : دوہوا۔۔ شکوہ شکم : شکوہ کرنے کے رہا ہوں۔۔ اہنت گفت : یہ بھی عجیب بات ہے۔۔ اختیار : فریق، جدا ہوا ہوا۔۔

ترجمہ : ہم دونوں میں کوئی فرق نہیں رہا (ہم دونوں ایک ہیں) لیکن یہ عجیب بات ہے کہ میں بھر بھی گلے شکوے کر رہا ہوں۔ میں تمہیں دور خود میں اختیار کا خواہمند ہوں۔ یعنی محبوب سے اس کا گت کے باوجود عاشق چاہتا ہے کہ اس کی انفرادیت برقرار رہے۔

بدوں میا کہ ہم از منظر کنارہ بام نظارہ اے ز درختم باز می خواہم

نعت : میا : مت آ۔۔ منظر کنارہ بام : محبت کے کنارے کے۔۔ درختم باز : اوہ نگاہ و روان۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) تو باہر مت آ، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جھٹ کی نگارہ نگارہاں محبوب کھڑے ہو کر بیٹھ دیکھتا ہے (اے تجھے اس طرح دیکھوں جیسے کسی بادے کے دروازے میں) (کھڑے) کسی کو دیکھا جاتا ہے۔ یعنی عاشق کے لئے یہ نگارہ محبوب زیادہ دل کشی کا امت ہے۔

چو نیست گوش حریفان سزائے آویزہ ہاں نشسته گھر ہائے راز می خواہم
نکتہ : سزائے آویزہ بندے کے لائق (کافروں کی ہاں)۔۔۔ نشسته: ان چھوٹے منہ پر ہونے ہوئے۔

ترجمہ : چونکہ میرے حریفوں کے کان کسی ہاں کے لائق نہیں ہیں۔ اس لئے میں راز شعرو حق کے ایسے موتی چاہتا ہوں جو چھوٹے ہونے نہ ہوں۔ ہاں واسطہ اس بات کا شکوہ ہے کہ لوگ میرے کام کو سننے اور سمجھنے پر کھٹے کی اویز سے محروم ہیں اس لئے ان کو اپنے شعر سناتا ہے تاکہ وہ بات ہوگی۔

زمانہ خاک مرا در نظر نمی آرد ز نقش پایے تماش سرفرازی خواہم
ترجمہ : زمانہ میری خاک کو نظر میں نہیں آتا، اویز نہیں دیکھتا، لہذا میں چاہتا ہوں کہ وہ (خاک) میرے نقش پا کے متعلق سرفرازی حاصل کر لے۔ یعنی جب لوگ میری خاک (قبور پر) میرے نقش پا دیکھیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ یہاں کوئی اہم شخصیت دفن ہے جس کی قبر دیکھنے کے لئے ایسا صمیمی چل کر آیا ہے۔

ہمیں بس است کہ میرم ز رشک خواہش غیر زعرض باز ترا ہے نیاز می خواہم
نکتہ : بس اس قدر کافی ہے۔۔۔ میرم: میں مولا، مراد ہاں۔۔۔ عرض: اعلان۔

ترجمہ : میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے بازوؤں کے اعلان سے بے نیاز ہو جائے، تاکہ وہ جب کہ کسی اس اعلان سے میری خواہش پیدا نہ ہو۔ اس صورت میں (خواہش پیدا ہونے پر) میرے لئے یہی کافی ہو گا کہ میں رشک سے جان دے دوں۔ کوئی عاشق نہیں چاہتا کہ کوئی اور بھی اس کے محبوب کی طرف متوجہ ہو۔

وکیل غالب خوشی دلم سفارش نیست بہ شکوہ تو زبانی نیاز می خواہم
ترجمہ : میں خوشی دل (جس کا عاشق کے باعث دل خون ہو چکا ہو) غالب کا خود کھیل ہوں، تجھے کسی سفارش کی ضرورت نہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ میری زبان کو حیران شو، کہنے کا اختیار حاصل ہو۔ یعنی کسی نہ کسی طرح تجھ سے کوئی تعلق رہے۔

غزل #23

زمن حذر نہ کنی گر لباس دین دارم نفتہ کافرم و بہت در آستین دارم
نکتہ : حذر نہ کنی: تو پرہیز نہ کر، تجھ سے دور نہ رہ۔۔۔ نفتہ: چھپا ہوا، پوشاں میں۔۔۔

ترجمہ : اگر میں نے بظاہر دینی لباس پہن رکھا ہے تو تجھ سے احتیاط نہ بہت (انتخاب نہ کر) کیونکہ میں تو باطن ایک کافر ہوں اور میری آستین میں بہت رکھا ہے۔ یہ ایک طرح سے ان ہم خلوعا کی اور زائد ہاں پر باواسطہ طور ہے، جن کا کہہ دہان کی گفتار سے بالکل مختلف ہے (بہل مقلد) :

وامتنال کاہیں جلوہ در محراب و منبری کنند چوں مخلوقات می روند آن کار دیگر می کنند
عجب کے شعر میں محبوب سے شوقی کا بھی انداز ہے۔

زمرہ میں نمود غاتم گدا دریاب کہ خود چہ زہر بود کال تکتیں دارم

لغت : زمرہ : زمرہ کی بی ہولی۔ غاتم : انگوٹھی۔ دریاب : پالے، میان لے۔۔۔ تکتیں : انگوٹھی کا گھنڈ۔

ترجمہ : ایک گدا کی انگوٹھی زمرہ سبز رنگ کا یعنی پتھرا کی بی نہیں ہوتی تو یہ جان لے کہ میری اس انگوٹھی کے گھنڈے کے لیے کیا زہر مچھا ہوا ہے۔ زہر بھی سبز رنگ کا ہو گا ہے، مڑا ہو گا، نہ کہ میری انگوٹھی کا گھنڈہ درحقیقت میرے فہم عالم کا آئینہ دار ہے۔

اگر بہ طالع من سوخت خرمم چہ عجب عجب ز قسمت یک شر خوش چہیں دارم

لغت : بہ طالع من : میرے مقدور میں، میری بد نصیبی سے۔۔۔ سوخت : جل گیا۔ خرمم : میرا کلیں (ظلم کا میرا)۔

ترجمہ : اگر بد قسمتی سے میرا کلیں جل گیا ہے تو اس میں عجب کی کیا بات ہے، کوئی بات نہیں، عجب تو اس بات پر ہے کہ ایک شر میرا خوش بھی ہے۔ شاعر نے اپنی اختلال بد نصیبی کو عجب کی بات قرار نہیں دیا بلکہ حقیقت میں اس بات کو عجب قرار کیا ہے کہ ایک دنیا اس کے انکار سے اختلاف کر رہی ہے۔

نشت ام بگدائی بہ شاہراہ و بنوز ہزار دزد بہر گوشہ در کہیں دارم

لغت : بگدائی : بیک ہاتھ کے لیے۔۔۔ دزد : چور۔۔۔ در کہیں : گھلت میں۔

ترجمہ : میں بیک ہاتھ کے لیے خاطر شاہراہ پر بیٹھا ہوں اور اس صورت میں بھی ہزاروں چور ہر طرف میری گھلت میں پیٹنے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ کہ میری زندگی تو انہوں میں گزر رہی ہے لیکن اب کے چور میرے انکار کی دولت کوٹنے کے ورہے ہیں۔

ز دندہ دوزخیان را فروں نیازارند تو فتنے عجب از آہ آتھیں دارم

لغت : فروں : افروں، زیادہ۔ نیازارند : زیادہ اذیت نہ دیں گے۔

ترجمہ : قدرت کے دعوے کے مطابق دوزخیوں یعنی گناہوں کو ان کے گناہوں سے زیادہ عذاب میں دیا جائے گا لیکن میں اپنی آہ آتھیں سے عجب توقع رکھے ہوئے ہوں۔ اپنی گناہوں کے باعث اپنی آہ آتھیں میں بیٹنے کی بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ میرے لیے تو یہ آگ آگلی دوزخ کی مانند ہے، پھر بھلا میرے لیے بعد از مرگ اس سے زیادہ عذاب کیا ہو گا یہ بات میرے لیے عجب کا باعث بنی ہوئی ہے۔

ترا نہ گفتم اگر جان و عمر مفدوم کہ من وقایے تو با خویشتن یقین دارم

لغت : مفدوم : میں بھار ہوں۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) اگر میں نے تجھے اپنی جان اور عمر یا یعنی زندگی نہیں کہا تو میں مفدوم ہوں، اس لیے کہ تجھے یقین ہے کہ تو میرے ساتھ وفا کرے گا۔ یعنی تجھے اپنی جان اور زندگی نہ کہنے میں یہ امر ملح ہے کہ یہ دونوں وفا نہیں کرتیں۔ (قافی ہونے کے باعث) میں نے وفا کہا ہے۔

بہ معلوم بود آہنگ زلہ بندی مدح ز قسط ذوق غزل خویش را بر این دارم

لغت : معلوم : میرا یقین میرے شعر کا مطلع، غزل کا شروع کا شعر۔ آہنگ : ارادہ۔۔۔ زلہ بندی : دسترخوان سے بچے ہوئے رنجوں کا پختہ۔

ترجمہ : چونکہ آج غزل کا ذوق لوگوں میں نہیں رہا اس ذوق کا قلعہ ہے اس لیے میرا یہ ارادہ ہے کہ میں ابھرا ایک مطلع لکھوں اور اس میں اپنے انکار کے رنجے بچن کرشمہ اصل میں مڑا حقیقت ہے، انکار تک بھروں۔ اس غزل کا ایک مطلع شروع میں آیا ہے۔ یہ دوسرا مطلع ایک

طرح سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت کی طرف گرج کر محکمہ لے ہوئے تھے۔

طلوع کافیہ در مطلع از جہیں دارم بہ ذکر سجدہ شد حرف دل نفس دارم

نعت : شد کا مختلف پہلو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔۔۔

ترجمہ : میں نے اس مطلع میں لفظ ”جہیں“ (یعنی جہاں) کو بطور چیل کے استعمال کیا ہے۔ اس لئے کہ میں شہداء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے سجدہ نماز پیش کرنے کا نوبہا ہوں جن کا ذکر میرے لئے دل نفس لفظ کی حیثیت رکھتا ہے۔ (انگے شعروں میں منقبت ہے)۔

علی علی اعلیٰ کہ در طواف درش خرام بر فلک و پاسے بر زمیں دارم

نعت : علی اعلیٰ بلکہ مرتبہ۔۔۔ خرام، رفتار، چلنا، چل۔۔۔

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی بلکہ مرتبہ ہستی ہیں کہ جن کے درمہارک کا طواف کرتے ہوئے میرے پاس تو زمین پر ہوتے ہیں، بلکہ چل میں آسمان پر رہا ہوتا ہوں۔ یعنی ان سے عقیدت و وابستگی کی بنا پر میرا ذہن فطرت سرشار ہوتا ہے۔

از آں چہ بر لب او رفتہ در شفاغت من فسانہ اے بہ لب جوئے انگلیں دارم

نعت : جوئے انگلیں، شد کی نعتی۔۔۔

ترجمہ : میری شفاغت کے بارے میں جو کچھ ان کے لبوں پر آیا ہے اس سے حلق جوئے انگلیں کے کلوے میں ایک داستان لے ہوئے ہوں۔ مطلب یہ کہ جنت کا شہد اس کے مقابلے میں محض ایک داستان ہے۔

بہ دشمنان زخلاف و بہ دوستان زحد بگم مر تو با روزگار کہیں دارم

نعت : بگم مر تو، غیری محبت کے باعث (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت کے باعث)۔۔۔

ترجمہ : آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے باعث میں زمانے سے کینہ رکھتا ہوں، دشمنوں سے ان کی آپ سے خلافت کے باعث اور دوستوں سے ان کی آپ سے محبت و عقیدت کے حسد کے باعث۔ یعنی دشمنوں کو آپ کی خلافت کے باعث برداشت نہیں کر سکتا اور دوستوں کو آپ سے جو بے جا عقیدت و محبت ہے اس کا شک ہے۔

بہ کوثر از تو کرا ظرف بیش، قسمت بیش بہ بلوہ خوئے کنم عقل دور میں دارم

نعت : کرا، کئے، جس کی کا۔۔۔ خوئے کنم، عادت ڈال رہا ہوں۔۔۔

ترجمہ : جس کسی کا جتنا ظرف ہو گا کوثر میں اسے آپ کی طرف سے اتنی ہی شرب (شراب مہر و دے گئے) کا جو تک میں دور میں عقل کا مالک ہوں یعنی دور اندیش ہوں، اسی لئے شرب نوشی کی عادت پیدا کر رہا ہوں، اسکا وہاں زیادہ سے زیادہ شرب لے لے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سبق کوثر کا کیا ہے۔ اسی حوالے سے ایسا لگتا ہے۔

جواب خواجہ نظیری نوشتہ ام ہالہ ”خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم“

اے ہالہ : میں نے خواجہ نظیری کی غزل کے جواب میں یہ غزل کہی ہے اگرچہ میں نے خطا کی ہے (یعنی ایسے استوکی غزل کا جواب لکھنا ایک طرح سے گستاخی ہے) لیکن اس کے ساتھ میں شہادش کی توقع بھی رکھتا ہوں یعنی بہت خوب غزل کہی ہے۔ دوسرا مصرع نظیری کا ہے۔ اس کی حلقہ غزل کا مطلع ہے۔

بیش گریہ تلخ در آستین دارم بہ نرغ زہر فروشم گر انگلیں دارم

اور مطلب شعروں ہے :

مراہ سلوہ دلی باے من تو اس خلید خطا ضرورہ ام و چشم آفریں دارم

غزل # 24

بیا کہ قاعدہ آسین بگروا نیم قضاہ گردش رطل گراں بگروا نیم

لغت : قاعدہ آسین : آسین کا دستور۔۔۔ بگروا نیم : گھمادی یعنی بدل دیں۔۔۔ رطل گراں : شراب کا پانیالہ۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) آکر ہم آسین کے دستور میں تبدیلی لائیں (پہل ڈالیں) اور قضا یعنی قضاوت کے دستور کو رطل گراں کی گردش سے بدل ڈالیں۔ گویا آسین کی گردش سے انسانوں کی تقدیر وابستہ ہے۔ یعنی ہم دونوں ایک ایسی دنیا وجود میں لائیں جو ہمیں پسند ہو۔ غالب کی یہ غزل موضوع کے لحاظ سے مسلسل غزل اور عاصی مشہور ہے۔ اس میں عام دگر سے ہٹ کر افسانہ خیال ہے۔ تاہم پہلایہ خیال غلام ہو گا کہ غالب نے اس ضمن میں مختلف شیرازی سے استفادہ کیا ہے۔ اس کا مشہور مطلع ہے :

بیا تاگل بر افشاخیم وے در سفر اندازیم فلک راستہ شکلم و طرح نو در اندازیم

ز چشم و دل بتماشا قتیق اندازیم ز جان و تن بہ مدارا زیاں بگروا نیم

لغت : قتیق اندازیم : ہم فائدہ یعنی لطف اٹھائیں۔۔۔ مدارا : صلح کو بھگت۔۔۔ زیاں : نقصان، ملامت، انداز۔۔۔

ترجمہ : اس سفر سے ہم دونوں اپنے دل اور آنکھوں کے ذریعے لطف اٹھائیں، یعنی ہمارے دل اور آنکھیں لطف اندوز ہوں اور ہمارے جسم و جان کو جو رنگ و فرم پہنچے ہیں ان کی صفائی آپس کی صلح مثالی اور کو بھگت سے کر لیں۔ یعنی جب ہم بیکار اور محبت سے ہم مل نہیں گئے تو ہمارے ساتھ رنگ و فرم دور ہو جائیں گے۔

بہ گوشہ اے بسیم و در فراز کنیم بہ کوچہ بر سر رو پاسیں بگروا نیم

لغت : فراز کنیم : بند کر لیں۔۔۔ پاسیں : چکیدار، محفل۔۔۔ بگروا نیم : مقرر کر دیں۔۔۔

ترجمہ : ہم گھر کے ایک گوشے میں بندہ جائیں اور دروازہ بند کر لیں اور گلی میں چکیدار مقرر کر دیں۔ تاکہ ہماری اس خلوت میں کوئی مداخلت کرنے کی کوشش نہ کر سکے۔

اگر دشمن بود کیر و دارند ششم و گر ز شاہ رسد ار مغاں بگروا نیم

لغت : دشمن : نہ دشمن، ہم خوف نہ کریں، کوئی پروا نہ کریں۔۔۔ ار مغاں : خوف۔۔۔ گروا : بگروا، بگروا، گرفت۔۔۔

ترجمہ : اگر کوئی دشمن کی طرف سے کوئی گرفت یا پریشانی ہو تو ہم کوئی پروا نہ کریں، بے خوف رہیں اور اگر بادشاہ کی طرف سے بھی ہمیں کوئی خوف آئے تو پروا نہ کریں۔ یعنی ہماری اس خلوت میں غل ہونے کی کوئی بھی صورت پروا نہ ہونے دیں۔

اگر کلیم شود ہم زباں خن نہ کلیم و گر ظلیل شود میسماں بگروا نیم

لغت : کلیم : کلام کرنے والا، کلیم اللہ : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب جنہوں نے کوہ طور پر خدا سے باتیں کی تھیں۔۔۔ ظلیل : دوست، ظلیل اللہ : حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب جو بڑے مسلمان بنائے تھے۔۔۔

ترجمہ : اگر کلیم اللہ بھی ہم سے باتیں کرنا چاہیں تو ہم ان سے بات نہ کریں اور اگر ظلیل اللہ بھی مسلمان ہونا چاہیں تو ہم انہیں واپس بھیج دیں۔

نکتہ: کل انگنیم و گلاب ہے رہ گذر پاشیم سے آوریم و قدح در میاں بگردانیم
 لغت: انگنیم: ہم دائیں چمکیں۔۔ پاشیم: چمکیں۔۔ ہم گردش میں لائیں۔۔ گلاب: گل: آب یعنی آب گل: مرق
 گل۔۔

ترجمہ: ہم گل پاشی کریں اور راستے میں گلاب چمکیں پھر شراب لائیں اور جام کو گردش میں لائیں، یعنی ہم مل کر پیں، یہی جام تم سے
 ہاتھ میں ہو، یہی صبر ہے ہاتھ میں۔

ندیم و مطرب و ساقی زانجمن را نیم پہ کاروبار زن کارواں بگردانیم
 لغت: را نیم: ہم نکال دیں۔۔ زن کارواں: کام سے واقف تجربہ کار۔۔ بگردانیم: مقرر کریں۔۔ مطرب: سٹی، سویتاؤ۔۔ ندیم:
 ساتھی، ہم مشرب۔۔

ترجمہ: ہم اپنی اس محدودی محفل سے ندیم و مطرب اور ساقی کو نکال دیں اور کام کاج کے لئے ایک لکڑی عورت مقرر کریں جو اس طرح
 کی مصیبتوں کے آداب و اسرار سے چوری طرح آگاہ ہو۔

گئے پہ لاپہ سخن با ارا بیاییزیم گئے پہ یوسہ زہل و در وہاں بگردانیم
 لغت: لاپہ: خوشہ۔۔ بیاییزیم: ہم ملائیں۔۔ گئے: گئے، یہی۔۔

ترجمہ: یہی ہم خوشامد سے اپنی باتوں میں دلائل یعنی خوشامد کی باتوں میں خاص دلائل اختیار کریں اور یہی اے غلط ہو کر ایک
 دوسرے کا منہ چوم لیں اور پھر ہنگامے لیں انہیں در وہاں گردانیں، ہنگامے لیا۔

نیم شرم بیک سو وہاں آوریم پہ شوئے کہ رخ اخراں بگردانیم
 لغت: نیم: ہم رکھ دیں۔۔ ہم آوریم: ہم ہم لپٹ جائیں۔۔

ترجمہ: پھر ہم شرم و حیاء ایک طرف رکھ دیں اور ہم گاہ اس شوئی اور بے باکی کے ساتھ انہیں میں لپٹ جائیں کہ انہاں یہ مہر دیکھ کر استارے
 بھی اچانک سوزیں۔

زجوش سینہ سحر را نفس فرو بندیم بلاے مری روز از جہاں بگردانیم
 لغت: فرو بندیم: ہم بند کر دیں، روک دیں۔۔

ترجمہ: (جوش محبت کے سبب اہلے سچے میں سانس بکھ اس انداز میں اچھلے یا اچھل رہا ہو کہ اس سے صبح کا سانس رک جائے اور دنیا
 سے دان کی گری کی بائٹل جائے۔ "صبح کا سانس رک جائے" یعنی صبح کی ہوا بند ہو جائے، مطلب یہ کہ صبح طلوع نہ ہو اور یوں سورج کی
 گری کی مصیبت نہ لگ جائے۔ دوسرے لفظوں میں ہم وصل کی شب کو انا طویل کریں کہ طلوع صبح کا امکان نہ رہے۔

پہ وہم شب ہم را در غلط بیند از نیم زمرہ رہ رہ را با شبان بگردانیم
 لغت: وہم: راجہ۔۔ زمرہ: رہ: آدھے راستے سے۔۔ شبان: گذریا، چرواہا۔۔

ترجمہ: ہم سب لوگوں کو رات کی غلط فہمی میں داخل دیں، یعنی ہماری شب وصل بکھ لکڑی طویل ہو کہ دوسروں کو بھی یہ شب ہونے لگے کہ
 ابھی رات پائی ہے، چنانچہ چرواہے کو بھی آدھے راستے ہی سے گونجا جائے۔ چرواہا صبح سویرے بھیڑیاں کاروبار کے لئے کرتا ہے۔ وہ بھی
 اس غلط فہمی میں کہ ابھی رات ہے، آدھے راستے ہی سے لوٹ جائے گا۔

بہ جنگ باج ستاں شاخساری را قس سبد ز درگشتاں بگردانم
 لغت : باج : خراج (نکس)۔ باج ستاں شاخسار : باج ستاں کی جگہ شاخوں سے باج لینے والے، بزرگ باغیان یعنی پھول پٹنے والے۔
 سبد : ٹوکری۔ بہ جنگ : مڑاؤ مٹتی ہے۔

ترجمہ : ہم حج کے وقت پہاڑوں کی ٹہنیوں سے پھول چٹنے والوں کو مٹتی سے روک دیں اور یہیں انہیں غلی ٹوکری کے ساتھ گشتاں کے
 دروازے ہی سے واپس بھیج دیں۔ گوارات کے قصور میں وہاں باغیان باوث جاسے۔

بہ صلح ہال فشاں مہنگی را زشاخسار سوے آشیل بگردانم
 لغت : ہال فشاں : ہال فشاں کی جگہ، بجز پھاڑنے والے، پرے۔

ترجمہ : صلح سوے جہ پرے سے اپنے گھونٹوں سے گل کر شاخوں پر آٹھنے ہوں انہیں پیادہ صحت سے صلح و آشتی کے ساتھ واپس ان کے
 گھونٹوں کی طرف بھیج دیں۔ اس سے پہلے شعر میں باغیوں کے لئے مٹتی یا سخت برتاؤ کی بات کی ہے اور یہ عہدوں کے معاملے میں صلح
 و آشتی سے کام لیا ہے تاکہ ان کا دل رکھا جاسکے۔

زحید ریم من و تو زما عجب نبود مگر آفتاب سوے خاوراں بگردانم
 لغت : زحید ریم : ہم دونوں حید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ ہیں، یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ خاوراں : مشرق۔

ترجمہ : ہم دونوں حید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ یا ان کے پیرو کار ہیں، اگر ہم سورج کو مشرق کی طرف پھیر دیں تو یہ کوئی عجب کی بات
 نہ ہوگی۔ یعنی سورج پھر مشرق کا رخ کرے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم ان کی دکان پر سر رکھے سو پہرے تھے ہاتھ کے اشارے سے سورج کو مشرق کی طرف لوٹا دیا تھا۔

بہ من وصال تو پلور نمی کند غالب بیا کہ قلعہ آساں بگردانم
 لغت : پلور نمی کند : چھین نہیں کرے۔

ترجمہ : غالب کو ہم دونوں کے وصل کا چین نہیں آئے اگر ہم تل کر آساں کا دستور ہی بدل دلیں۔ یعنی عاشق و معشوق کے ملاپ میں
 آساں کی گردش آئے آتی ہے جس کی وجہ سے یہ ملاپ ایک مشکل بات ہو جاتی ہے اسی لئے یہ کہا کہ ہم اس کی گردش کا دستور ہی بدل
 دلیں۔

غزل #25

رفت برما آنچہ 'خود ما خواستم دایہ از سلطان بہ غوغا خواستم
 لغت : آنچہ : جہ جگہ۔ خواستم : ہم نے چاہا۔ دایہ : خواہش، آرزو، تمنا، مانگ۔

ترجمہ : ہم پر ہی کچھ گذری جس کی ہم نے تمنا کی تھی، ہم نے خود غوغا کر کے بادشاہ سے اپنی حالت و ضرورت چاہی۔ مطلب یہ کہ اللہ
 تعالیٰ تو اپنی رضا و رحمت سے ہر کسی کو عطا کرتا ہے، کوئی اس سے اپنے حق کا تقاضا نہیں کر سکتا۔ ہم نے اپنی خواہشات پر ہی کرنے کا تقاضا کیا
 جو چاہی نہ ہو میں اس طرح ہم خود ہی اپنی اس غمزدگی کے اند دار ٹھہرے۔

دیگراں شستہ رشت خویش و ما تری دامن ز دریا خواستم

لغت : شستہ : انہوں نے دھو ڈالا۔۔۔ رخت : لباس، ملبہ۔۔۔

ترجمہ : ڈوسرے یعنی اور لوگوں نے اپنا لباس مسد رکھ لیا ہے۔ دھو لیا اور میں وہ پاک صاف ہو گئے، جبکہ ہم نے اس مسدے سے غسل دامن کی تری چلی۔ دامن کی تری سے مراد آلودہ دامن ہوتا ہے۔ یعنی جو کچھ ہوا آلودہ کیاں وغیرہ اس کے باعث ہم خود چیں، کسی اور کا کوئی قصور نہیں۔

دانش و گنجینہ پنداری یکست حق نعل داد آل چہ پیدا خواستیم
لغت : گنجینہ : خزانہ، مال و دولت۔۔۔ پنداری : قہر، قہر : غلبہ، پشیدہ۔۔۔ پیدا : ظاہر۔۔۔

ترجمہ : تو عقل و دانش اور مال و دولت کا ایک ہی کچھ لے (دونوں اس ذات پاک کا عطیہ ہیں) ہم نے جو کچھ ظاہر کا حق تعالیٰ نے دیا ہمیں خفیہ طور پر عطا کیا۔ عقل و دانش ظہر نہیں آتی اس لحاظ سے یہ اس ذات کا عقلی عطیہ ہے جبکہ مال و دولت ظہر آنے کی بنا پر ظاہری عطیہ ہے۔ یعنی ہمیں علم و حکمت سے نوازا گیا گو دولت سے محروم رہے۔

چوں بہ خواہش کارہا کردہ راست خویش را سرست و رسوا خواستیم
لغت : کردہ راست : انہوں نے اپنی تقاضا قدر نے ٹھیک کیا۔۔۔

ترجمہ : چونکہ تقاضا قدر نے ہر شے کی خواہش کے مطابق کاموں کو درست کیا یا ترتیب دیا، اس لیے ہم نے اس سے اپنے لیے مسرت اور رسوائی کی خواہش کی جو پوری ہو گئی۔ یعنی جب ہم نے خودی ایسی خواہش کی ہے تو ہر قدرت کا شکر کس لیے؟

عاقل از توفیق طاعت کل عطاست مزد کار از کار فرما خواستیم
لغت : کل : کہ آں کہ وہ۔۔۔ جزا : اجرت۔۔۔ کار فرما : کام کا حکم دینے والا، مزارعہ، تھیلی۔۔۔

ترجمہ : ہم اس بات سے عاقل رہے کہ اطاعت کی توفیق تو ایک عطیہ الہی ہے، چنانچہ ہم نے اپنی اس اطاعت کی اجرت اس کار فرما اللہ سے چاہی۔ مطلب یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ہر بھی اطاعت و عبادت کرتا ہے وہ اس کی توفیق سے اور اس کی خوشنودی کی خاطر کرتا ہے، اگر اس کے بدلے میں وہ جنت کا نفاذ کرے یا اس کی آرزو کرے تو یہ غلط ہے، یہ تو اجرت ہو گی جبکہ اطاعت کی قبولیت اور اس کا صلہ ملنا اس ذات حق کی نوازش ہے۔

گر گزہ گاریم واعظ گو منج خواجہ را در روضہ تھا خواستیم
لغت : منج : ناراض مت ہو۔۔۔ خواجہ : مراد سرور، لاکھت، صل اللہ علیہ و آلہ وسلم۔۔۔ روضہ : باغ، یعنی جنت۔۔۔

ترجمہ : اگر ہم گنگار ہیں تو واعظ سے کہو کہ وہ ہم سے ناراض نہ ہو، ہم تو باغ جنت میں صرف خواجہ کو منج کے دربار کے آرزو مند تھے۔ یعنی ہمیں دیکھ جنت میں جانے کی کوئی آرزو نہیں اس لیے واعظ کی ہم سے ناراضی چاہے۔

سینہ چوں نگ است، پر خوں بود دل دیدہ خونتابہ پالا خواستیم
لغت : خونتابہ پالا : خاص ٹخنوں سے تھڑا ہوا تھڑی ہوئی۔۔۔ نگ است : بے حد ٹخنوں سے بڑ ہے۔۔۔

ترجمہ : چونکہ ہمارے سینے میں ٹخنوں کا رونا ہے جس کے نتیجے میں ہمارا دل پر ٹخنوں ہو کے رہ گیا ہے اس لیے ہم نے آپ آکھوں کو ٹخنوں آلودہ ہونے کی خواہش کی۔ یعنی ہماری آنکھوں سے ٹخنوں کے آنسو رواں ہو جائیں تاکہ یوں ہمارے ٹخنوں کا زخم دور ہو جائے۔

رفت و باز آمد تا دیو دام ما باز سر داریم و عطا خواستیم
لغت : باز آمد : بھر آگیا۔۔۔ باز سر داریم : ہم نے اسے بھر رکھ دیا۔۔۔ عطا : ایک فرضی برعہ، جس کا حقیقت میں کوئی وعدہ نہیں، یعنی ظفر

لغت : گداں، پھلن۔۔۔ چشم نوش، میرا چشم نوش، یعنی شراب۔۔۔
 ترجمہ : وہ شخص جو نوش کے بعد دانستہ تبدیل کرنے کی خاطر کھلی جالی ہے۔۔۔
 ترجمہ : جالی، اندک کی شراب اور عقل کے بغیر چلے ہے۔ ذرا کی ایسا ولی عطا کر دے جو پھل کر میرے لئے چشم نوش یعنی شراب ہی
 ہائے؟ یعنی کسی طرح تو زندگی کی تکلیف دور ہوں۔

منج از وعدہ وصلے کہ باہن در میاں آری کہ خواہ شد بذوق وعدہ دیگر فراموش
 لغت : منج، مت گھبرا مت جھجک۔۔۔ در میاں آری، جو تو کرنا ہے۔۔۔

ترجمہ : تو جو مجھ سے وصل کا وعدہ کر رہا ہے، اس سے مت گھبرا، اس لئے کہ میرے دوسرے وعدے کی لذت میں مجھے جیسا کہ (بلا وعدہ)
 بھول جائے گا۔ مطلب یہ کہ تو وعدہ پورا کرنا نہ کر، عقل وعدہ ہے یہ وعدہ ہی کے ہاتھ مجھے مورد لذت حاصل ہوتی رہے۔

گرامش میرم و در ملت دونخ سرگون غلتن اہل دامن کہ غرق لذت چلبلی دوشم
 لغت : میرم، میں مر جاؤں۔۔۔ سرگون غلتن، میں اگلے سر ترچوں۔۔۔ ملت، دونخ، غمزدہ دونخ کے ملت جلتے۔۔۔

ترجمہ : اگر میں آج رات مر جاؤں اور دونخ میں سرگون ترچوں تو میں ہی گھٹوں گا کہ میں کل رات دلی بے کلی کی لذت میں ڈوبا ہوا
 ہوں۔ یعنی شب بھر میں ترچنے سے مجھے جو لذت ملی رہی اس کی لذت اب مجھے دونخ میں ملے گی۔

بخندم بر بہار و روستائی شیوہ شمشادش زگل چہین طرز جلوہ سرو قبا پوشم
 لغت : بخندم، میں ہنسا ہوں۔۔۔ روستائی شیوہ، گوارا، روستاؤں کے سے طور طریقوں والا۔۔۔ سرو قبا پوش، قبا پہننے والا، سر، یعنی محبوب۔۔۔

ترجمہ : مجھے بہار اور اس کے گوارا، یعنی بے دھنگ قسم کے شمشاد (دروخت) پر غمی آتی ہے، اس لئے کہ میں تو اس سرو قبا پوش کے ہونے کے
 بعد کا ایک گل چین ہوں۔ یعنی میرے لئے بہار کے بخارے کی نسبت اس محبوب کا بخارہ کہیں زیادہ دل کش ہے۔

بہار گلشن کوئے قوام سپار در خاکم چراغ بزم نیرنگ قوام پسند خاموشم
 لغت : سپار، مت سپرد کر، مت اداں۔۔۔ پسند خاموش، میرا بجا ہونا چاہنا۔۔۔

ترجمہ : میں میرے کوئے کے گلشن کی بہار (دوستی) ہوں، مجھے تو خاک کے سپرد مت کرنا، خاک میں نہ ملاؤں میں میری دل فریب، مظلوم کا چراغ
 ہوں تو یہ پسند نہ کر کہ میں بجا ہوں اور ہوں۔ مطلب یہ کہ محبوب کے جن دو گلشن کی دوستی عشق ہی کے ذوقِ فکر کے باعث ہے اگر اس کا کوئی
 چاہے وہ نہیں تو اس کا سپر و بدل ایک بیکار ہی شے بن کے رہ جائے۔

اوراے سے پہ ساغر گردنت بخورم زبے ساقی بیفشان جرعد بر خاک وزمن بگذر کہ بدوشم
 لغت : زبے، کیا کہنے، بہت خوب۔۔۔ بیفشان جرعد، بر خاک و زمین بگذر کہ بدوشم۔۔۔

ترجمہ : میرے ساقی بہت خوب، میں میری ساغر میں شراب ادا کرنے کی دعا پر قربان ہوں (بہت سی دھنیں واسے)۔ تو ایک گونہ (سی تو دار)
 شراب زمین پر گراوے اور میرے بارے میں مت سوچ، کیونکہ میں تو اتنی ہی اس دعا پر اندویش ہو گیا ہوں۔

منج از من اگر نبود کلام رامضا غالب فستق غبارم سر بسر دروے ست سر جو شم
 لغت : فستق غبارم، میں غبار کا فستق (جداں شراب کے تلے چڑے ہوں)۔۔۔ درو، چھت ہام کے نیچے پئی ہوئی نخلی شراب۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! اگر میرے کلام میں کوئی مثالی نہیں ہے تو تو اس پر رنجیدہ خاطر نہ ہو، میں تو فستق غبار ہوں میری شراب کا سر جو ش

میں جھٹ ہے۔ یعنی میری زندگی تو تجیوں میں گزار دی ہے، ہر بھلا میرے کام میں تیری وہ کشتی کیونکر ہو سکتی ہے، بالواسطہ اپنی تلخ زندگی کی بات کی ہے۔

غزل # 27

دشمنے در سطر از برگ سطر داشتہ ایم قوش راہ ولے بود کہ برداشتہ ایم

لغت : برگ سطر : سطر کا سلطان، زوردار۔ قوش راہ : سلطان سطر، زوردار۔

ترجمہ : ہمیں سطر میں زور راہ سے بڑی وحشت دی ہے، چنانچہ ہمارا سلطان سطر ایک دال تھا جسے ہم نے اغوا کیا ہے۔ مطلب یہ کہ زندگی کے سطریں ہم نے حلقہ بندی ہو کر نہیں اٹھائے۔ یعنی علاقائی بندی سے زیادہ رغبت نہیں رکھی، نظروں کو اپنا وطنی نظر آتا ہے۔

لغزو از تلب بنا گوش تو مستانہ دما نکلیہ بر پاکی دامن گسرداشتہ ایم

لغت : لغزو : کھینچنا ہے، بھڑکتا ہے۔ تلب : چمک۔ بنا گوش : کلن کی نو جس میں چمید کر کے عورتیں بڑھاتی ہیں۔

ترجمہ : مجھے کلن کا بندہ اسوتی کا میرے کلن کی ٹوکی چمک دیکھ کر مستانہ راہ مجھوم رہا ہے، جبکہ ہم اس کی پاک دامن پر احمق کئے ہوئے ہیں۔ یعنی ہم تو اسے بڑا پاکدامن اس میں سوئی کی چمک کی طرف بھی اشارہ ہے، ہاتھ لگتے تھے لیکن اب بچہ چلا کہ وہ بھی میرے حسن کا شہدائی ہے۔ بعد ازاں مونا بٹا رہا ہے لیکن شاعر نے اس کی علت یہ بتائی ہے کہ وہ محبوب کے حسن سے مست ہو کر مل رہا ہے۔ اس بنا پر شعر صنعت حسن تعلیل کا شعر ہے۔

زخم ناخوردہ ما روزی اغیار کمین کلن بہ آرایش دامن نظر داشتہ ایم

لغت : زخم ناخوردہ : وہ زخم جو ابھی نہیں لگا۔ کلن : کلن کہ وہ کہہ کر اسے۔

ترجمہ : ہم نے تھے جو زخم ابھی نہیں کھلایا اس سے تو فیروں کو مستفید نہ کر اس لئے کہ ہم نے اس زخم ناخوردہ کو دامن ظفر کی آرایش کئے رکھا ہے۔ یعنی میری محبت میں ہمیں جو زخم ابھی نہیں لگے، انہیں دیکھ کر کھلی نظروں کو سرت ہوئی اس لئے ہم چاہیں گے کہ وہ زخم ابھی ہمیں ہی لگیں تاکہ کوئی رقیب ان سے لطف نہ اٹھا سکے۔

بلد ناگم نکلیہ راہ لب از خلقت غم جاں چرانے است کہ بردارہ گذر داشتہ ایم

لغت : خلقت : تارکی۔

ترجمہ : اس خاطر کہ فیوں کی تارکی میں ہمارا بلد ہو نکل کار است نہ بھول جائے ہم نے اپنی جان کو چراغ بنا کر اس کی راہ گذر میں رکھ دیا ہے۔ مطلب یہ کہ ہماری زندگی غم دالم کا شکار ہے۔ ہم بلد و فریاد کرتے ہیں تو اس سے ان فیوں کا وہ جو کسی قدر بٹکا ہو جاتا ہے، اب ڈر اس بات کا ہے کہ ہم کہیں اس بلد و فریاد کا موقع ہی نہ نکھو دیں۔

تو دماغ از سے پر زور رسائیہ دما بر در میکہ ششے = سرداشتہ ایم

لغت : تو دماغ رسائیہ : تو نے مورد حاصل کر لیا۔ ششے : ایک لفظ، لاشہ۔

ترجمہ : تو نے تو پر زور (تیرا) شراب پی کر لطف و مورد اغوا کیا، لیکن ہم میں کہ بھانے کے دردناکے پر سر کے نیچے لاشہ رکھے ہوئے پڑے ہیں۔ یعنی ہمیں شراب لٹا تو درد کی بات ہے، ہمیں بھانے میں داخل ہونے کے بھی لائق نہیں سمجھا گیا۔

جاگر فتن بہ دل دوست نہ اندازہ ماست تو ہاں گیر کہ اہیم و اثر داشت ایم

نعت : نہ اندازہ ماست ہمارے بس کی بات نہیں۔۔۔ تو ہاں گیر: تو بھی کچھ لے۔

ترجمہ : محبوب کے دل میں جگہ پانا ہمارے بس کی بات نہیں، تو بس یہی کچھ لے کہ ہم ایک کہیں جس کا اثر ہو ناہے۔ محبت میں ہمارا جذبہ کچھ اس حد تک گزر گیا ہے کہ وہ آہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ چنانچہ توقع ہے کہ ہماری یہ آہ بھی تو دوست کے دل پر اثر کرے گی اور وہ ہماری طرف متوجہ ہو گا۔

مژہ تانوں دل افشاں ز ریزش استاد ماتم طالع ایزاے بگر داشت ایم

نعت : افشاں: ہلکا۔۔۔ ز ریزش: بہانے سے۔۔۔ استاد: رک گئی، گئیں۔

ترجمہ : ہماری آنکھوں نے جب ہمارے دل کا خون بہا لیا تو وہ (مژہ خون بہانے سے) رک گئیں، چنانچہ اب ہم اپنے بگر کے ایزا کے لیے (بہ قسمتی) کا ماتم کر رہے ہیں۔ مطلب یہ کہ محبت میں طون کے آنسو بہا ایک ہیڈی بات ہے اور عاشق کے لیے اس میں سورا و دقت ہے، لیکن ہم پوری طرح نہ جانتے کہ دل کاٹوں تو یہ گاہ بگر کا نہ بہا جس کا ہمیں ڈھک ہے۔

داغ احسان قبولی ز تہمائش نیست باز بر خرمی بخت ہنر داشت ایم

نعت : احسان قبولی: قبول کرنے کا احسان۔۔۔ تہمائش: اس (خیر) کے کو ردی، قسم لیم کی جمع کہنے، بہت غلظت لوگ، ہر کے ۱۴ الے سے کو ردی لوگ مراد ہیں۔۔۔ خرمی: بازی، خوشگلی۔

ترجمہ : جو کو ردی لوگ ہیں وہ ہمارے ہر اعلیٰ شاعر، شاعر کو پسند نہیں کرتے۔ ہمیں اپنے اس خرمی بخت پر باز ہے کہ اسے ان لوگوں کی پسند کے احسان کا نظم یاد دہا نہیں لگ۔ اپنی شاعری کی نصیحت و نصیحت کی بات کی ہے جس شاعری کا کہنا کو ردیوں کے بس کی بات نہیں۔

چشم ازیں مشرب مایہز خن سازی بود نئے از خوش دل غیر خبر داشت ایم

نعت : مشرب: مسک، طور طریقہ۔۔۔ خن سازی: باتیں کرنا، خن طرازی۔۔۔ نئے: کسی قدر۔

ترجمہ : اس سے پہلے ہمارا مشرب بھی باتیں تھا اور گزشتہ اب اس سلسلے میں ہمیں رقیب کی خوشی کے بارے میں بھی کچھ چلا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کی واقعی توجہ کے بارے میں ہم خوب باتیں گزرا کرتے تھے (جن میں گواہ حقیقت نہ تھی) اب رقیب جو خوش ہے تو جلدی اس کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ نظری نے خوب کہا ہے :

چو بیختم کے از کوئے او دلاشوی آید فریبے کز وے اول خوردہ یوم، یاد ی آید

واریسیدیم کہ غالب بہ میاں بود غلب کاش دانیم کہ از روئے کہ بدداشت ایم

نعت : واریسیدیم: ہم نے جان لیا۔۔۔ از روئے کہ: کس کے چہرے سے۔

ترجمہ : غالب! ہم نے یہ تو جان لیا کہ (ہمارے اور اس کے) اور میان ایک پردہ حائل تھا کاش ہم یہ بھی جان لیں کہ ہم نے کس کے چہرے سے یہ پردہ اٹھا ہے۔ یہ یعنی عاشق اور محبوب کے درمیان پردہ کس طرح اٹھا۔ مسئلہ وحدت الوجود کی طرف اشارہ ہے۔ عاشق: محبوب (محبوب حقیقی) سے الگ نہیں، دونوں کے درمیان جو پردہ حائل ہے وہ دراصل بلدی مظاہر ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، جگہ غالب ہی کے لفظوں میں :

اصل سورا و شہد حضور ایک ہے

غزل # 28

خود را ہی پہ نقش طرازی علم کنم تا با تو خوش نشینم و نظارہ ہم کنم
 لغت : نقش طرازی: مصوری۔ علم کنہ: میں مشور کرتا ہوں۔
 ترجمہ : میں خود کو مصوری کے فن میں مشور کر رہا ہوں تاکہ اس بلانے میں تجھے پاس خوش خوش بیٹھوں اور تجھ کو نظارہ بھی کرتا
 رہوں۔ غالب نے یہی بات اردو میں بھی کی ہے :

دیکھے ہیں سہ رخوں کے لئے ہم مصوری تقرب کچھ تو ہر ملاقات چاہئے
 خواہی فرخ خویش پیفرائے ہر ستم تا در عوض ہل قدر از شکوہ کم کنم
 لغت : پیفرائے: بوجہ ہے۔ فرخ: سکون، آرام۔
 ترجمہ : (اے محبوب!) اگر تو چاہتا ہے کہ تجھ اوقات سکون سے گزرے تو تو مجھ پر اپنے ستم بڑھانا چاہنا کہ اس کے عوض میں اسی قدر شکوہ کم
 کروں۔ یعنی جتنے تجھے ستم پہنچے جائیں گے انہیں مجھے شکوہ کرنے کا سبب کم سے کم۔

قاتل بلانہ بخود دعا ہے اثر، بیا کز گریہ آنگیری تیغ ستم کنم
 لغت : بلانہ بخود: بلانے تلاش کرنے والا۔ آنگیری تیغ: تھار کو آبدار یعنی تیرہ۔
 ترجمہ : میرا قاتل بلانہ بخود ہے اور میری دعا ہے اثر ہے۔ اگر ہم اپنی گریہ و زاری سے اس کی تھار کو آبدار کر دیں۔ یعنی محبوب مجھے قتل
 نہیں کر رہا اور اس سلسلے میں مختلف بلانے و محو رہا ہے اور مرانی دعا ہے تو وہ بے اثر ثابت ہو رہی ہے۔ اب یہی صورت دیکھی ہے کہ میں
 غم و زاری اور اپنے ان آنسوؤں سے اس کی تھار کی تیزی کا سامنا کروں شاید اس طرح میرے قتل پر تیار ہو جائے۔

مظفل است دست و بند خوئی شکستم چہ ی کند رام و دلے بہ عہدہ دانستہ رم کنم
 لغت : مظفل: بے۔ بند خوئی: خستہ مزاج، خدی۔ رام: رامہا میں مسلح ہوں۔ بہ عہدہ: فراموش کر، بھلا کر۔ دانستہ: جان بوجہ کر۔ رم
 کنہ: بھانگتا ہوں۔

ترجمہ : وہ (محبوب) گویا ابھی بچہ ہے (بھلاں) اور خدی ہے، کیا جانے وہ کیا کرے۔ میں اس کا مسلح تو ہوں لیکن اس کی اسی عادت کی وجہ
 سے اس سے بگڑ کر دور بھانگتا ہوں۔

گردوں وہیل گردن من سلامت دتے ست کو دست تلبہ گردن دلدار خم کنم
 لغت : وہیل: صعبیت۔ سلامت: بھاری کر دیا۔ کو: کھل۔ خم کنہ: میں اٹھوں۔
 ترجمہ : دت ہو چلی ہے کہ آسمان نے میرے ہاتھوں کو میری گردن کے لئے صعبیت بھاری رکھا ہے، اب ایسا ہاتھ کھلے سے لاؤں جو اس
 صعب کی گردن میں اپار سے لال لال سکوں۔ ہاتھوں کا گردن کے لئے وہیل ہو گا تو صعبیتوں میں گھرے ہونے کی علامت ہے۔ ہاتھوں کو اپنے
 لئے وہیل گردن کہہ کر محبوب کی گردن کے لئے ہمارے ہاتھوں کی ہلاکت کرنی ہے۔

یاد رہے کہ شہوت و غصہ اختیار بخش چنداں کہ دفع لذت و جذب الم کنم

لغت : شہوت ہوس، غیر معمولی خواہش۔۔۔ چھوٹا کنہ اٹاکہ۔۔۔ جذبہ الم، غم برداشت کرنا یا دل میں پیٹے رکھنا۔

ترجمہ : یاد رہے! مجھے تو اس محبوب کے غیظ و غضب پر اس حد تک اختیار عطا کر کہ میں لذت کو دور کر دوں اور غم و الم کو دل میں سمیٹ لوں۔ یعنی میرا محبوب ہر وقت غیظ و غضب کے عالم میں رہتا ہے۔ میں اس سے لذت اٹھاؤں تو اسے کی کوشتش توڑتا ہوں لیکن ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے، جب تک اس غم و الم سے لذت حاصل کروں گا مجھے یہ اختیار مل جائے تاکہ ان دونوں لذت اور غم سے نجات پا سکوں۔

تا دخل من بہ عشق فزوں تر بود ز خرج خوارم کہ از تو بیش کشم باز و کم کسم
لغت : دخل، آمدنی۔۔۔ خرج، خرچ۔۔۔ بیش کشم باز، زیادہ باز داری کروں۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ عشق میں میری آمدنی خرچ سے کہیں زیادہ ہو، میری خواہش ہے کہ اب میں تیری باز داری زیادہ کروں اور اس طرح اپنے غم کم کروں۔ گویا محبوب کی باز داری عاشق کی ایک طرح سے آمدنی ہے، جبکہ محبت کے غم و الم میں وہ باز داری کی لذتیں خراب کر دیتا ہے۔ لیکن باز داری کی جتنی لذتیں ہیں ان میں سے کسی ایک پر غم کم ہو گئے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب جس قدر عاشق کو دلداری کے موقع دے گا اس قدر اس کی خوشیوں میں کم ہوگی۔

عقیدہ دلم بہ مشک ز فیض ہوائے زلف کانون فن عالیہ سالی رقم کسم
لغت : عقیدہ دلم، میرادل لوثا ہے۔۔۔ عالیہ سالی، عطریہ خوشبو پینے والے کاٹل۔۔۔

ترجمہ : میرادل محبوب کی خوشبودار زلفوں کی ہوائ کے شعلے گویا مشک میں اگلے لگتا ہے۔ میں عالیہ سالی کے فن کا دستور قرار کر رہا ہوں۔ اپنی شامی کی بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ ان زلفوں کی یہ خوشبو و کیفیت دل پر کچھ اس انداز سے جاری ہوتی ہے کہ وہ شعر گوئی کی طرف مائل ہو جاتا ہے، اس لحاظ سے میری شامی ایک طرح سے فن عالیہ کی اصول نویسی ہے۔

شک است کشت شیوہ تحریر رفتنک سیرابش از غم رگ ایر قلم کسم
لغت : کشت، کھینچن۔۔۔ رفتنک، روانگی جمع، مزہ گزرنے یا پہلے لوگ الوداع شعر و شعراے حقدین۔۔۔

ترجمہ : ہاضی کے شعرا و احمقوں کی شامی کی کھینچن شک ہو چکی ہے، میں اپنے غم کی رگ ایر کی کمی سے اسے سیراب کر رہا ہوں۔ یعنی ان شعرا کی طرز شعر گوئی میں وہ جہن نہیں رہی، انہم میں اپنے اسلوب شعر سے ان کے کلام میں جان ڈال رہا ہوں۔

غالب بہ اختیار سیاحت زمن مخلوا کو قند اے کہ سیر بلاد عجم کسم
لغت : سیاحت، سفر۔۔۔ زمانہ، مدت، چارہ توقع نہ رکھ۔۔۔ بلاد، جمع بلاد، شہر۔۔۔ عجم، مغرب و ایران و توران۔۔۔

ترجمہ : غالب تو مجھ سے سیاحت کے اعتبار و بارود کی توقع نہ رکھ، ایسا کون سا کوئی ہنگام ہے جس کی خاطر میں بلاد عجم کی سیاحت کو نکل جاؤں۔ مطلب یہ کہ جب میرا کوئی خاص مقصد نہیں ہے تو میں کہیں وطن سے دوری اختیار کروں۔ اس میں وطن سے محبت کا بار و سلطہ اٹھتا ہے۔

غزل* 29

نکلا آرد بہ آزادی ز آرایش بیدان ہم کلم بر گوشہ دستار زد دامن زنجیران ہم

لغت : نکلا آرد، خوشی لا آتا ہے۔۔۔ آرایش، بیدان، آراستگی یا سہولت سے قطع تعلق کر لینا۔ دامن، چیدان، دامن اٹھالینا۔۔۔

ترجمہ : آراکلی سے الفج تعلق کر لیا بھی آزادی میں خوشی و مسرت کا باعث بنتا ہے، چنانچہ جب میں نے پھولوں سے اپنا دامن اٹھا لیا تو میرے اس ٹل نے گویا میری دست پر پھول سجا دیے۔ آراکلی سے غمزدہ دنیوی لذتیں ہیں۔ مطلب یہ کہ اپنی آرزو خوشی کی بنا پر میں نے دنیوی لذتوں سے جو کنارہ کشی کی تو غمزدہ میرے لئے لذت کا باعث بن گئی۔

بیا لطف ہوا بنگر کہ چوں موج سے از مینا گل از شاخ گھستے جلوہ گر خوش از میدان ہم
لغت : از شاخ گھستے : از شاخ گل است، پھولوں کی فنی سے ہے۔۔۔ میدان : انکہ پھونچا نکلتا۔۔۔

ترجمہ : دریاہو کی لطافت ملاحظہ ہو کہ پھول مکھڑے سے پہلے ہی شاخ کے اندر نکل اسی طرح جلوہ گر باختر آ رہا ہے جس طرح شراب مزاجی کے اندر موج کی صورت میں ابھرتی جوش مارتے ہوئے باختر آتی ہے۔ ہر لطف ہوا کی بڑی دل کش اور غمزدہ تصویر کشی ہے۔

ولاخوں خوشی و گفشتی کہ ہے گردید کار آخر مشو افسردہ غافل عالمے وارو چکیدن ہم
لغت : مشو : مت ہو۔۔۔ عالمے وارو : ایک کیفیت رکھتا ہے۔۔۔ چکیدن : چھپنا۔۔۔

ترجمہ : اے دل تو تھون ہو گیا اور تو پکارا تھا کہ افسوس اپنا کام تمام ہو گیا۔ اے غافل تو افسردہ نہ ہو اس لئے کہ اس طرح غفلت میں کراچنے میں بھی ایک کیفیت و لذت ہے۔ عاشق کے دل کاظم بہت میں تھون ہو کر چھپنا اس (عاشق) کے لئے خاص سرور و لذت کا باعث بنتا ہے۔

نہ از مروت گر برداستانم ی نمد گوشے ہاں از نکتہ چینی خیزدش ذوق شنیدن ہم
لغت : ی نمد گوشے : وہ کان دھ رہا ہے، توجہ دیتا ہے۔۔۔ شنیدن : سنا۔۔۔

ترجمہ : وہ محبوب اگر میری داستان غم پر کان دھ رہا ہے تو یہ بہت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس میں داستان سننے کا ذوق اس لئے پیدا ہوا ہے کہ وہ اس داستان پر نکتہ چینی کرے۔ گویا وہ جانتا ہے کہ اے نکتہ چینی کا کوئی بدلہ ملنا ہے۔

چہ پر سی کز بست وقت قلع خوشی چہ ی خرابم ہمیں بوسیدنی چوں مست تر گردی کیدن ہم
لغت : چہ پر سی : تو کیا پہنچتا ہے۔۔۔ بوسیدنی : چرما۔۔۔ کیدن : چرنا۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو مجھ سے یہ کیا پہنچتا ہے کہ میں تجھ پر بادوشی کے موقع پر تجھے لہوں سے کیا پہنچاؤں۔ اتنی لے کہ میں یہ پہنچاؤں کہ اس وقت میں تجھ سے بوسہ ملوں کہ جو ہم لہوں اور جب تو لی کر بدست ہو جائے تو انہیں چرتے لگوں۔

بہ بالینم رسیدستی، زبے یکس نوازی با فدایت یک دو دم عمر گرانی دار میدان ہم
لغت : بہ بالینم : میرے سہانے پر۔۔۔ رسیدستی : تو پہنچا ہے۔۔۔ فدایت : تجھے قربان۔۔۔ دار میدان : انکہ پہنچا۔۔۔

ترجمہ : تو میرے سہانے آیا ہے زبے نصیب تو نے یہی یکس نوازی کی۔ میری عمر بزم کے دو دم ایک لمحے باقی ہیں وہ بھی تجھ پر اس قدر قربان ہوں۔ محبوب عاشق کی مزاج پر سی کے لئے اس کے بھل گیا ہے، عاشق کے لئے یہ بے حد مسرت و شادمانی اور خوش بختی کی بات ہے، اسی لئے وہ اپنی جھانڈی اس پر لگا کر کہنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔

سرت گردم شکار گزردہ گر ہردم ہوس داری ہر بندم رہا ی کن بقدر یک رمیدن ہم
لغت : سرت گردم : میرے سر پر۔۔۔ قربان چاہوں۔۔۔ رمیدن : بھڑک رہا ہوں۔ یعنی جاں سے آزاد ہو کر تھوڑی دور تک بھاگنا۔۔۔

ترجمہ : مجھے قربان چاہوں اگر تجھے ہر لمحہ ایک یا شکار میر کرنے کی خواہش ہے مگر تو صرف میری امیری پر مطمئن نہیں تو میرا یہ کر کہ تجھے ہی ایک بار شکار کر کے بھر پور ذوق اور جب میں دوسرا بھاگ لوں، یعنی تھوڑی دور نکل جاؤں تو تو پھر تجھے پکڑ لے۔ گویا اس طرح امیری اور آزادی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا کہ تجھ سے نکتہ شکار کرنے کا شوق پورا کر دے گا اور یوں میری بھی خواہش امیری کی تسکین کا

زیبغت منت زخمے ندارم خویش را نازم کہ حسرت غرق لذت دارم از لب گزیدن ہم
 لغت : لب گزیدن : ہونٹ کاٹنا، حسرت وہ اس کی علامت ہے، آگ پر پیش ہے۔۔۔

ترجمہ : میں تجھی کو توار کے ہاتھوں گئے دالے کسی زخم کا اسان مدد نہیں ہوں، ابھی تجھی کو توار کا شرم، اسان میں ہوں، مجھے خود پر فخر ہے کہ تجھے ہاتھوں قتل نہ ہونے کی حسرت مجھے اپنے ہونٹ کاٹنے کی لذت میں غرق رکھتی ہے۔ گویا اس حسرت میں بیٹھے لبوں کو کاٹنے رہتا بھی میرے لئے لذت کا سلسلہ کرتا ہے۔

لوب آموزیش در پردہ محراب ی بنیم نخست از جانب حق بودہ اندازہ خیدون ہم
 لغت : لوب آموزیش : اس کا یعنی خدا کا لوب سکھانے کا دمک۔۔۔ خیدون : بھگتا۔۔۔

ترجمہ : سب سے پہلے خود حق تعالیٰ کی طرف سے مجھے لوب آموزا دکھا رہا ہے۔ چنانچہ میں اس کی لوب آموزی کے دمک کو محراب کے پردے میں دیکھتا ہوں۔ مسجد کی محراب میں جھکا ہوا ہے۔ نمازی محراب کی طرف رخ کر کے سجدہ کرتے ہیں۔ گویا حق تعالیٰ نے اس انداز میں ہماری لوب یعنی مجھے اور سجدہ کرنے کی تربیت کی (میں اس کا سبق دیا)۔

چہ خیزد گر غلبے از میاں برخاست، کو تسکین کہ می بنیم غلب عارض یا راست دیدن ہم

ترجمہ : اگر غلب درمیان سے اٹھ گیا ہے تو اس سے کیا ہوتا ہے، تو بھر کیا ہوتا ہے اس لئے کہ تسکین کس سے؟ یعنی پھر بھی تسکین کا کوئی سامان نہیں، کیونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اور دوست کو دیکھنا بھی اس کے چہرے کے غلب کا باعث ہی رہا ہے۔ غالب ہی کے بقول :۔

نظارے نے بھی کلام کیا وہاں غلب گا مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

نخواہ روز محشر داو خواہ خویش عالم را جو غلبہ ایزد شیوہ ناز آفرین ہم

لغت : خواہ : نہیں چاہتا۔ جو غلبہ : تجھے مل گیا ہے۔۔۔ ناز آفرین : نت سے ناز کرنے کا روز۔۔۔

ترجمہ : خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ روز قیامت بھی اہل دنیا اس سے انصاف کے طالب ہوں، اس لئے کہ اس نے ناز آفرینی کا شیوہ بھی تجھے عطا کر رکھا ہے۔ یعنی قیامت کے روز اہل عالم محبوب کے ہاتھوں خدا سے انصاف کے طالب ہوں گے، جبکہ وہیں بھی ان کی فواد اور وہ محبوب کے ہاتھوں دنیا میں کرتے رہے انہیں سنی جائے گی کیونکہ خدا نے ناز و داد کے تمام امور کا انداز کل محبوب ہی رکھا ہے۔

دل از تنگی گرفت و تاب و شست ہنوم غالب گنجیدہ در گریبان من از تنگی دریدن ہم

لغت : تنگی : مضحکہ، خودداری، خودداری۔۔۔ دل گرفتہ : دل افسردہ ہو گیا۔۔۔ ہنوم : نہ بدوام، مجھے نہیں ہے۔۔۔ گنجیدہ : نہیں ملتا۔۔۔ دریدن : پھرنے، ہلکے ہلکے۔۔۔

ترجمہ : غالب اول محضت و خودداری سے اب افسردہ ہو گیا ہے اور وحشت کی تپا برداشت انہیں رہی۔ اب تو تنگی کی تپا پر جاگ بھی میرے گریبان میں نہیں ملتا۔ یعنی میں نے عشق میں ایک مدت تک ضبط سے کام لیا اور میں اپنی محضت پر قرار رکھی اور وحشت و خودی کے اظہار سے پرہیز کیا، لیکن اب مسئلہ برداشت سے باہر ہو گیا ہے اور میرا گریبان اس حد تک تنگ ہو گیا ہے کہ اس میں جاگ ہونے کی بھی گنجائش نہیں رہی۔

ترجمہ : میں ایک ایسا انسان ہوں جسے نئے لاپتہ والے ہونٹ نصیب نہیں ہوئے، ایسی وجہ ہے کہ اسوں کی نفس لوگوں کے حلقے میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یعنی میں خلق میں فیلڈ سے کام لیتے ہوئے آدمیوں سے پرہیز کرتا ہوں، اسی لئے لوگوں کو لوگوں میں میرا جگہ نہیں ہوتا۔

خاموشی و دورِ دلِ ظالم اثر ہے نیست سر جوشِ گدازِ خضم، لائے خارم

گفت : ظالمانہ مجھے ڈال کا۔ سر جوش : صراحت میں پڑی شراب کی ٹوپر کی ۔ جس میں جوش ہو رہا ہے۔ لائے : لائینی جھٹ، شراب کا سسل جو صراحت کے لئے بیٹھا جاتا ہے۔

ترجمہ : میں خاموش ہوں اور میرے دل پر رنج و ملال کا کوئی اثر نہیں ہے۔ میں سائنس کے گہوارہ (گہلا) کا سرچرچ ہوں، مجھ میں جھجکت نہیں ہے۔ یعنی میرا سائنس خطہ سے گہوارہ ہونا ہے۔ حقائق رقم حجت میں بھی قرار نہیں کر رہے خطہ سے کام لے رہا ہے۔ اس طرح اس نے خطہ نفس اور دوست قلب سے کام لیا ہے۔

خود رشتہ فطری موج مگر گرچہ من آنکوں جز ارغشہ بدست مگر آئے نثارم
 گفت : رشتہ رحاک۔ رشتہ : کھلی، اتر قراہٹ۔ دست مگر آئے موتی پرولے دلا ہاتھ۔
 ترجمہ : اگرچہ میرے موتی پرولے مالے انھوں میں اب کھلی کے سوا کچھ نہیں ہے، تمام موج مگر موتیوں کی چمک کی لڑائی موجوں
 میں دھماکہ ڈال رہی ہے۔ چوہاچے کے باعث اپنے اصل کی کوری کے بیہودہ ذہن میں افکار کے موتی چمکنے کی بات کی ہے۔ اردو میں
 سچے شرف کی پلت ہوں کی ہے :

مضمحل ہو گئے قوا غالب اب عناصر میں اعتدال کہیں
 لڑو : زفرور رخش خالص درانشا آں نیست کہ حرفے جگر آلاے ندامم
 نصت : لڑو : لڑو : زفرور رخش : اس زبان کے چکے سے۔۔۔ درانشا کہتے وقت۔۔۔ حرف بکر آئے : خون بکرے آئیں :
 مضمحل ہو گئے قوا غالب اب عناصر میں اعتدال کہیں

ترجمہ: یہ بات چسک کہ میرے دل میں غم و اہم کے حامل اشخاص نہیں ہیں یا ان کے اعتماد کے لئے میرے پاس ہر اذ غم و اہم و احوال نہیں ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ جب میں کہنے لگتا ہوں تو ایسے اشخاص کے لئے یعنی اعتماد سے غم لاپتے لگتا ہے۔ اپنے غم و اہم و احوال سے ہر اشخاص کی بات کی ہے۔

ناز تو فراوان بود و صبر من اندک دوست و دلی داری و من پائے خوارم
 لغت : فراوان : بکثرت، بہت۔۔۔ اندک : تھوڑا۔۔۔ پائے خوارم : میرے پاؤں جتنی پائے استقلال نہیں ہیں۔۔۔
 ترجمہ : میرے ناز و لوا کی کثرت ہے جبکہ تجھ میں صبر تھوڑا ہے۔۔۔ تجھ پاتھ اور دل ہے۔ جبکہ میرے پاؤں ہی نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ تجھ پر
 مہم طبعی کا طغیاء ہے جس کی بنا پر صبر میں کمی آگئی ہے اور پائے استقلال بھی نہیں رہا ہو اور تو محبوب ہے کہ تیرے ناز و لوا بدست ہی چلے جا

رہے ہیں۔ بھول شاعر:

میں تو وہی نہیں رہا ہاں مگر وہی ہے تو

بگذار کہ از راه نشیمن تو باشم پایے کہ شود مرحلہ بنائے عذارم

لغت: بگذار: اجازت دے۔ پایے مرحلہ بنائے یعنی محوایں طے کرنے والے ہیں۔

ترجمہ: تو مجھے اجازت دے کہ میں تجھے وہ نشیمن میں شامل ہو جاؤں اس لئے کہ میرے ہیں اب وہ نہیں رہے کہ مرحلہ بنائی کر سکیں۔ یعنی تیری راہ محبت میں اب مرحلے پہ مرحلے طے کرتا میرے بس کی بات نہیں رہی۔

خاشاک مرا تب شرر چہرہ فروز است در جلوہ سپاس از چہن آراے عذارم

لغت: تب شرر: چنگاری کی چمک۔ چہرہ فروز: چہرے کو چمکانے والی۔ خاشاک: راکھ۔ سپاس: شکر۔ آراے عذارم: چہن آراہ چہن کو چمکانے والا عروندہ۔

ترجمہ: میری خاشاک کی تب شرر چہرہ فروز ہے۔ جلوے کے سلسلے میں چہن آراے عالم کامنوں نہیں ہوں۔ یعنی اگرچہ میرا جسم اب ضعیف و بھست کا شکار ہے تاہم ابھی تک اس میں عشق و محبت کی چنگاریاں سوکھ رہی ہیں، چہن کی وجہ سے میری راکھ (خف) جسم میں چمک ہے۔ گویا عشق کی تب و تاب کا مضر اثر نہیں ابھی ہے جو خود کاظم و در قرار ہے۔

بے بارہ خجالت کشم از بلہ بہاری صبح است و دم غلیہ اندازے عذارم

لغت: خجالت کشم: میں شرمندہ ہو جاؤں۔ دم غلیہ اندازے خوشبودار سانس۔

ترجمہ: شراب کے بغیر نہ ہونے کے باعث ابھی بہاری موسم بہار کی ہوا سے شرمندہ ہو رہا ہوں، اس لئے کہ صبح کا وقت ہے اور میرا سانس خوشبو سے محروم ہے۔ یعنی موسم بہار کی صبح کے وقت بہت چمک کثرت سے نکلتے ہوئے ہیں اور چہن ہوا چمکے کے سبب خوشبو سے منک رہا ہے، میں شراب پیمرد ہونے کی وجہ سے مجھے دل کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ شراب مل جاتی تو میرا سانس بھی معطر ہو جاتا جس مجھے پورے بارے شرمندہ ہونا پڑتا۔

واعظ دم گیارے خود آرد بہ مصافم گوئی دل خود کلمہ خود راے عذارم

لغت: دم گیارے خود: ہچکا ہوا سانس۔ بہ مصافم: مجھ سے لکھنے کے لئے۔ دل خود کلمہ خود راے: ایسا دل جو بہت اداس اور عقیدے کا حامل ہو۔

ترجمہ: واعظ اپنے دے اور اکھڑے ہوئے سانس کے ساتھ مجھ سے لکھنے کے لئے کلمہ اس طرح آیا ہے جیسے میرا دل بہت اداس اور عقیدے سے محروم و خالی ہے۔ یعنی وہ مجھے کیا سمجھائے گا کہ اس کی تو اپنی حالت خیر ہو رہی اور زبان کو کھڑا رہی ہے جیسے اس کا اپنا عقیدہ کمزور و حائل ہے۔

غالب سروکارم بہ گدائی بہ کہیم است گر وایہ سخن دیر رسد راے عذارم

لغت: سروکارم: میرا واسطہ۔ وایہ: آریہ، آرزو خواہش۔ رسد: میرے پاس نہ ہو گا۔

ترجمہ: غالب گدائی میں میرا واسطہ اس ذات کریم سے ہے، لہذا اگر میری آرزو خواہش پوری ہونے میں دیر لگتی ہے تو مجھے اس کا افسوس نہ ہو گا۔ یعنی اپنے مفید و خواہش کے حصول کے لئے خدا کے کریم کے در کا سوال ہوں۔ اگر وہ میری خواہش دیر سے پوری کرتا ہے (مضروب پوری کرے گا تو اس میں حقیقتاً کوئی مصلحت ہو گی پھر میں کس لئے ہائے وائے کرتا ہوں۔

غزل 31

در وصل دل آزاری اختیار ندانم دانند کہ من دیدہ تو دیدار ندانم

لغت : دیدہ زدیدار ندانم میں آنکھوں میں اور دیدار دوست میں فرق نہیں سمجھتا۔

ترجمہ : وصل دوست میں مجھے رقیبوں کی دل آزاری کا خیال نہیں رہتا۔ سب کو معلوم ہے کہ میں آنکھوں میں اور دوست کے دیدار میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ یعنی عاشق محبوب کے وصل میں اس حد تک غور نظر نہ کرنا ہے کہ اسے احساس تک نہیں رہتا کہ اس کی اس محبت سے رقیبوں کی دل آزاری کا سامنا ہو گا۔

لعنم نہ سزدہ مرگ زبجراں شکام رشکم نہ گزدہ خوشن از یار ندانم

لغت : لعنم نہ سزدہ مجھے لعن و لعنت مناسب نہیں۔۔ نہ گزدہ نہیں کہتا نہیں سنا۔

ترجمہ : مجھے لعن و لعنت مناسب نہیں اس لئے کہ میں موت اور جہنم کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ مجھے اصل میں رشک تک نہیں کرتا کیونکہ میں خود میں اور دوست میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ گویا وصل میں عاشق پر اس بات کا رشک طاری نہیں ہوتا کہ محبوب کی توجہ و توجہ کی طرف ہے۔

پر سد سبب بخودی از مر و من از بیم در عذر بخوں غنم و گفتار ندانم

لغت : پر سد : پر پھتا ہے۔۔ عجز خوف۔۔ بخوں غنم : خوں میں ترپنے لگتا ہوں۔

ترجمہ : محبوب لطف و محبت سے مجھ سے میری بخودی کا سبب پر پھتا ہے اور میں خوف کے مارے معذرت کے طور پر خوں میں ترپنے لگتا ہوں اور میری زبان سے کوئی بات نہیں نکلتی۔ یعنی محبوب عاشق کے پاس آیا ہے۔ اس کی اس آمد سے عاشق پر بے خودی طاری ہو جاتی ہے۔ جب محبوب محبت سے اس (بخودی) کا سبب پر پھتا ہے تو عاشق بولنے سے عاری ہو کر اس خیال سے کہ وہ ابھی آیا ہے اور ابھی چلا جائے گا خوں میں ترپ کر رہا ہے۔ معذرت کے لبتا ہے کیونکہ نہیں جانتا۔

بوسم بخیال لب وچوں تازہ کند جور از سلو گیش بے سبب آزار ندانم

لغت : بوسم میں چوہا ہوں۔۔ بخیال لب : خیال میں اس کے لب۔۔ بے سبب آزار : ہر کسی کو بلا وجہ تکلیف نہ پہنچائے۔

ترجمہ : میں خیال ہی خیال میں اس کے ہونٹ چوہا ہوں اور جب وہ مجھ پر کوئی خاتم زحما ہے تو میں اپنی سلوکی کی بنا پر اسے بے سبب آزار نہیں سمجھتا۔ یعنی وہ تو بلا وجہ ختم زحما ہے لیکن میں یہ سمجھ کر کہ میں نے جو تکہ خیالوں میں اس کے ہونٹ چوسے ہیں گویا گستاخی کی ہے اس لئے وہ بے سبب آزار نہیں ہے۔ یہ میری سلوکی ہے۔

ہر خوں کہ فشانہ مرہ در دل قدم باز خود را بہ غم دوست زبیاں کار ندانم

لغت : فشانہ : نکالتی ہے۔۔ زبیاں کار : نقصان اٹھانے والا۔

ترجمہ : میری مجلس جو ابھی خوں نکالتی ہے وہ پھر میرے دل میں آکر آئے۔ اس بنا پر میں غم دوست میں خود کو زبیاں کار نہیں سمجھتا۔ یعنی میں آنسوؤں پر آنسو بہاتا ہوں۔ جس پر مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں نے جو آنسو پھر سے اپنے دل میں ڈال لئے ہیں اور اس طرح میرا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

آویزش جھڈ از ۛ چادر بدوم دل آشنگی طرہ بدستار ندانم

لغت : آویزش جھڈ: چٹنی کا لہجہ، کشمکش یا چٹنا۔ آشنگی طرہ: ملوکی پریشانی، یعنی ٹکڑے ہلے۔۔

ترجمہ : میرا دل تو محبوب کی چادر کے نیچے کشمکش کر رہا ہے وہی چٹنی چٹنی میں ہے، میں دستار میں کسی طرہ پریشانی کو نہیں جانتا۔ دستار کا طرہ پریشانی تو سانسے ٹھنڈا کرتا ہے، اس کی اپنی دل کشی ہے لیکن محبوب کی چادر کے نیچے ٹھنڈ میں جو چٹنی ٹھنڈا رہی ہے وہ کسی زبان و لہجہ سے ہے۔

یوے جگرم می دہد از خود سرہر خار شد پایے کہ در راہ وے افکار ندانم

لغت : شد پایے کہ: کسی کے پاؤں ہوئے ہیں۔۔ افکار: ذہنی۔

ترجمہ : ہر کانٹے پر جو طون لگا ہوا ہے اس سے میرے ہجر کی بو آ رہی ہے۔ محبوب کی راہ میں کسی کے پاؤں ذہنی ہوئے ہیں، مجھے نہیں معلوم، یعنی بالواسطہ یہ کہا ہے کہ اس کی راہ میں صرف میرے ہی پاؤں ذہنی ہوئے ہیں۔

ذخم جگرم بخیر و مرہم نہ پندم موج گہرم جنبش و رفتار ندانم

لغت : ذخم جگرم: میں ذخم جگر ہوں (ایک طرح سے)۔ بخیر: ناکام۔۔ موج گہرم: میں موجوں کی لہروں۔۔

ترجمہ : میں (ایک طرح سے) ذخم جگر ہوں، اس لیے تلخ اور مرہم پند نہیں کرتا۔ میں گویا موج گہروں اس لیے حرکت اور رفتار سے عواقف ہوں۔ جگر کے زخموں کو ناکام لگایاں ہیں پر مرہم لگانا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح آپ گویا موجوں کی چٹکنا میں کوئی حرکت اور رفتار نہیں ہوتی۔ گویا سواہی حال کے لفظوں میں ”سواہی میرا حال ہے“ کسی کو میرے دور کی خبر نہیں اور نہ ہی میرے کمال کی اطلاع ہے۔“

نقد خروم، سکے سلطان نہ پذیرم جنبش ہجرم، گری بازار ندانم

لغت : نقد خروم: میں محل و دافق کی نقدی اسبابہ ہوں۔۔ نہ پذیرم: میں قبول نہیں کرتا۔ گری بازار: کسی چیز یا جنبش کا بازار (مارکیٹ) میں بہت فروخت ہوئے۔۔

ترجمہ : میں محل و دافق کا سرمایہ ہوں، سلطان کا سکے قبول نہیں کرتا، میں جنبش ہجر میں اس لیے گری بازار سے بہت خبر ہوں۔ یعنی محل و دافق کو دولت سے نہیں خریدتا، اس کا سکے اور جنبش ہجر کی جو قدر ہونی چاہئے، وہ نہیں ہوتی۔

عالم نبود کو تھی از دوست تانا زانہاں دہم کلام کہ بسیار ندانم

لغت : کو تھی: کو تھی، سستی۔۔ تانا: گویا۔۔ زانہاں: اس طرح سے۔۔ دہم کلام: میری آواز دہری کرنا ہے۔۔

ترجمہ : عالم دوست کی طرف سے کسی قسم کی کو تھی نہیں ہوتی۔ گویا وہ میری خواہشیں سمجھتا ہے اس طرح دہری کرنا ہے کہ مجھے یہ محسوس ہی نہیں ہو تاکہ اس نے مجھے بہت کچھ دے دیا ہے۔ دوست سے محروم محبوب حقیقی خدا تعالیٰ ہے۔

غزل # 32

در ہر انجم محبت طرح آغاز انگنم سر بردارم ازو تاہم بر او باز انگنم

لغت : طرح آغاز انگنم: آغاز کی بنیاد ڈالنا ہے۔۔ سر بردارم ازو: اس سے اٹھاتا ہوں، یعنی قطع کر لیتا ہوں۔۔

ترجمہ : میں اپنی محبت کے ہر انجم پر پھر سے آغاز کی بنیاد رکھتا ہوں۔ جس اس سے قطع مطلق کر لیتا ہوں تاکہ پھر سے اس کے ساتھ محبت کا

نقل قائم کروں۔ یعنی بار بار محبوب سے محبت کرنے، بار بار چوم ڈینے میں میرے لئے ایک خاص لطف ہے۔

دور ہواے قتل سرور آستانش می نیم تا بہ لوح مدعا نقش خدا ساز انگنم

لغت : دور ہونے قتل، قتل ہونے کی خواہش میں۔۔۔ لوح مدعا مقصد کی محنت۔۔۔ نقش خدا ساز، وہایت جو لوح محفوظ پر نقش ہو چکی ہے، مقصد میں کھس چاکی ہے۔

ترجمہ : میں محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کی خواہش میں سر اس کے آستان پر رکھتا ہوں، تاکہ میں اپنے اس مقصد و آرزو کی لوح پر نقش خدا ساز بن سکوں۔ یعنی محبوب کو اپنے قتل کا زور دار نہ ضرورتیں بلکہ یہ سمجھوں کہ میرے مقصد میں ایسا لکھا تھا۔

لاف پرکاری ست مبر دوستلی شیور را خواہش کا کدور سوار اعظم نازا نگنم

لغت : لاف پرکاری، چاڑی، ہیشاری کی ڈنگ۔۔۔ دوستلی شیور، جس کے طور طریقے و سلیقے میں تمناؤں کے سے ہوں۔۔۔ کا کدور، کہ اندر۔۔۔ سوار اعظم، پناہ فر۔

ترجمہ : میرا ایک دوستلی شیور ہے جو اپنی ہیشاری کی ڈنگیں بنا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے (میرا محبوب کے بازو دارا کے بڑے شرم میں رکھ دوں۔ یعنی محبوب کے بازو دارا پر عاشق میرے کام لے یہ کہ اگر ممکن ہے وہ تو اس کے غمزہ و عشوہ میں اس قدر خوب ہو جائے کہ اسے اپنا ہوش نہیں رہتا اگر وہ میرے کام لیتا ہے تو بغیر مدد کی وہ عاشق ہی نہیں ہے :

دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است ز عشق تابہ صبوری ہزار فرسنگ است

صعود من ہرزہ پرواز است، پوز کر فرط مہر پیخوش در آشیان چنگل باز انگنم

لغت : صعود، عموماً مڑبول۔۔۔ ہرزہ پرواز، فضول اڑنے والا۔۔۔ پوز، سوار ہو سکا ہے۔۔۔ چنگل باز، باز کا بیچ۔

ترجمہ : میرا عموماً اڑل افضول اور پکار اڑتا رہتا ہے۔ ممکن ہے میں اسے بڑی محبت بنا رہے (کی دن بختیاری کی حالت میں باز کے پیچے کے آشیانے میں رکھ دوں۔ اواز کے سپرد کر دوں)۔ گویا عاشق کا دل اپنی سیدھی سوچوں میں ہر وقت کھرا رہتا ہے۔ ستر ہے اسے محبوب کے حوالے کر دوں۔ یعنی ان سوچوں کی بجائے وہ محبوب کی محبت میں کھرا رہے۔

بے زبانیم کردہ ذوق الفت آتازہ اسے لاجرم شغل و کالت را بہ غماز انگنم

لغت : الفت، آتازہ اسے : ایک نئی توجہ، تازہ لطف و مہلتی۔۔۔ لاجرم، بلاشبہ، یقیناً۔۔۔ غماز، چل خور، طعنہ دہن، رقیب۔

ترجمہ : مجھے محبوب کے الفت آتازہ کی بدولت میرا آئی ہے اس نے مجھے خاموش کر دیا ہے۔ بلاشبہ میں نے یہ کام اب فدا کے سپرد کر دیا ہے۔ یعنی محبوب نے عاشق کو غفلت و غماز سے رکھا ہے۔ اس سے پہلے عاشق کا دل گھول گھولوں سے تھا لیکن اب وہ شکوے خاموش یعنی غم ہو گئے۔ اب رقیب یہ گلے شکوے کرتا ہے۔

ہر قدر کز حسرت آہم دور و دہن گردو ہی ہم زاستغنا بروے بخت ناماز انگنم

لغت : آہم دور و دہن گردو، پانی میرے منہ میں آ رہا ہے۔۔۔ استغنا، بے نیازی۔۔۔ ناماز، ناموازی۔

ترجمہ : حسرتوں کے باعث جس قدر بھی پانی میرے منہ میں آ رہا ہے، میں اسے بھی اپنی بے نیازی کی بنا پر اپنے ناموازی بخت اندھن بھی اہم اہل رہا ہوں۔ یعنی جب میرے حسرت و اندھن پورے نہیں ہوتے تو میں مبرور ہے نیازی سے کام لیتا ہوں اور دل کو سمجھاتا ہوں کہ مقدر میں ایسا ہی لکھا تھا اس لئے کسی گلے شکوے یا حسرت کو دینے کی ضرورت نہیں۔

مروم از افسردگی پنجام آں آمد کہ باز رستخیزے در دل از غول کردہ بکداز انگنم

لفت : مردہا میں مر گیا۔۔۔ ہنگام : دلت : مویج۔۔۔ رشتہ : سہ : کوئی قیامت۔۔۔ بگداڑا گنمہ : میں بگھا دوں۔۔۔

ترجمہ : امروہ کی کے ہاتھوں میں مویا بار بار ہوں۔ اب وہ دلت بھرا گیا ہے کہ میں خون سے دل میں ایک قیامت بپا کر کے اسے بگھا دوں۔
یعنی عشق کی گری کے بغیر میری زندگی امروہ کی وہ بے کئی کاٹھار ہے، میری خواہش ہے کہ گری خلق بھرید ہو تاکہ اس امروہ کی سے نبھتے۔

ہم زیانم با ظہوری مصلے کو تا ز شوق با جرس در نالہ آوازے بر آواز ا گنم

ترجمہ : میں ظہوری کا ہم زبان ہوں، نیا مصلع (فعل کا پہلا شعر) کہیں ہے تاکہ میں شوق سے نالہ میں جرس کی آواز پر آواز پیدا کروں۔ اپنی خواہشات میں، جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، غالب نے دوسرے شعرو کی نسبت ظہوری کی زیادہ پیروی کی اور اس کی غزلوں کے جواب میں غزلیں لکھی ہیں چنانچہ یہ غزل بھی ظہوری ہی کے رنگ میں اور اس کی غزل کا جواب ہے۔

غالب نے اسے کاروان شعر کا قائل قرار دیا ہے۔ جرس کا ردہ اس کی شاعری ہے۔ گویا وہ چاہتا ہے کہ ظہوری کی غزل کے مصلح پر وہ بھی غزل کے گوریوں اس کی ہنر والی کا شرف حاصل کرے۔ ظہوری کی غزل کا مصلح ہے :

طے نقد زاہ حرم خود را بہر آواز ا گنم با جرس در نالہ آوازے بر آواز ا گنم

نہ سے برگم شد، در آتش نہ را باز ا گنم چوں کیو تر نیست، طاق سے بہر آواز ا گنم

لفت : بازا گنمہ : بھرا ل دوں۔۔۔ طاق : ایک یا کوئی مور۔۔۔

ترجمہ : نہ سے برگم نہ ہو گیا ہے، نقاشی (محبوب کے نام) کو آگ میں ڈال دیتا ہوں، چونکہ کوئی کیو تر (جس کے ذریعے خلا بھیجا جائے) میر نہیں ہے اس لئے میں موری کو آواز دیتا ہوں۔ طاق کو آگ میں ڈالنے کو مور کے اڑنے سے تشبیہ دی ہے جو ایک اونگھی تشبیہ ہے۔

از نمک چل در تن طرز نکویاں کردہ ام زیں پس در مغز دعویٰ شور اجاز ا گنم

لفت : طرز نکویاں : ان شعرا کا اسلوب و طرز شعر کوئی جو خوش کو ہیں۔۔۔ زیں پس : اس کے بعد سے۔۔۔ اجاز : بھڑو۔۔۔

ترجمہ : میں نے اپنے کام کی صفائی سے خوش کام (محبوب) کی شاعری کرنے والے اشعار کے طرز بیان میں ایک نئی روح بھونک دی ہے۔
اس کے بعد سے میں دعویٰ کے سفر میں اجاز کا ہنگام بپا کر دوں گا۔ یعنی میرے اشعار گویا بھڑو ہیں۔ میں ان اشعار کے ذریعے شاعری کے دعوے میں ہنگام پیدا کر دوں گا۔ میری شاعری کی عظمت کے چرچے ہوں گے۔

رنجہ دارد صورت اندیشہ یاروں مرا مفت من کلینہ خود را زہر آواز ا گنم

لفت : رنجہ داران : تکلیف دہ ہے۔۔۔ مفت من : میرا کیا با ہے۔۔۔ کلینہ : کر آئینہ۔۔۔

ترجمہ : مجھے دوستوں کی سوچ اور فکر کے انداز پر کوفت ہوئی ہے۔ اگر میں اپنے آئینے کو ہوا سے ہٹاؤں تو میرا کیا کیا جائے گا۔ حالانکہ میرا وہ ہے کہ میں ان کی خطا سوچوں پر توجہ نہ دوں، میرا کیا بگڑ جائے گا۔ (۴)

ترک صحبت کردم و در بند تنگیل خودم نغمہ ام جلی گشت خواہم در تن سلاز ا گنم

ترجمہ : میں نے دوستوں کی صحبت چھوڑ دی ہے اور اب اپنی تنگیل کی گھر میں ہوں۔ میرا نغمہ، روح بن گیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ اسے سلاز کے جسم میں ڈال دوں۔ نغمہ سے مراد شاعری ہے۔ شاعری خواہش ہے کہ جس طرح سلاز سے نغمہ نکلے تو سننے والے اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں ۱۲ ص ۱۱ طرح اس کی شاعری عام لوگوں تک پہنچے اور وہ اس سے لطف اندوز ہوں۔

تا ز دور، اہل نظر چشے توامد آب داو رخنہ در دیوار آتش خانہ راز ا گنم

نعت : تا ز دودن جاکہ دھوئیں سے۔۔۔ رخصتہ سوراخ سوراخ۔۔۔
 ترجمہ : میں آتش خاندانِ راز کی دیوار میں سوراخ ڈال رہا ہوں تاکہ اس میں سے جو دھواں نکلے اس سے اہل نظر اپنی آنکھوں کو روشن کر سکیں۔ آتش خاندانِ راز سے خواص شاعر کا دل روشن ہے۔ جن میں ایسے ایسے انداز موجود ہیں جو سمجھے ہوئے ہیں جن سے زندگی کے فلسفے پر روشنی پڑتی ہے اور یہی وہ اہل نظر کے غمروغلیاں کو روشن کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

بکلمہ ہندو دہم اور اراق دیواں راہیلا خیل طوطی اندریں گلشن بہ پرواز انگنم
 نعت : بکلمہ میں توڑتا ہوں۔۔۔ ہندو خواص کتب کا شیرازہ۔۔۔ خیل : نظر۔

ترجمہ : میں اپنے دیوان کا شیرازہ توڑ کر اس کے ورق ہوا میں اڑا دیتا ہوں۔۔۔ راہیلا : عمل کو دیا گیا ہو گا کہ اس گلشن میں میں طوطیوں کا لشکر اڑا رہا ہوں۔ یعنی میرے اشعار میں گویا نکلے بھرے ہیں اور جب میرے دیوان کے ورق ہوا میں اڑیں گے تو دیا گئے گا جیسے خوش الحان پر نکلے ہوا میں اڑ رہے ہیں۔

عالم از آب دہواے ہند بھل گشت نطق خیز تا خود را بہ اصطبلان و شیراز انگنم
 نعت : بھل گشتہ : غلطی ہو گئی۔۔۔ خیز : اٹھ اٹھ اٹھ۔۔۔ نطق : زبان۔

ترجمہ : عالم ابھند کی آب دہوا یعنی فضا میں رہ کر زبان اٹھانے کی حالت بھل ہو رہی ہے۔ اٹھ : اصطبلان اور شیراز کی طرف چل۔ اصطبلان اور شیراز دونوں ایران کے مشہور شہر ہیں۔ مطلب یہ کہ میں تو میری شامی انگوٹوں کی تم فنی کے باعث بہ قدری کی شکل ہے، کم از کم وہاں کے لوگ اہل ایران تو اس کی گنج دادیں گے۔

روایف۔ان

غزل # 1

اے زساز زنجیرم درجنوں نوا گر کن بندگر بدیں ذوق است پارہ گراں تر کن

نعت : اے زساز زنجیرم درجنوں نوا گر کن : نوا گر : نوازنے والا خواص فریادی۔۔۔ پارہ : پارہ اے کسی قدر۔۔۔ گراں تر : مزید بھل۔
 ترجمہ : اے خدا تو نے مجھے جنوں شوق سے نوازا ہے تو مجھے زنجیر کے سارے نوا گر بنا دے۔ اگر اس زنجیر میں اس قدر ذوق ہے تو اسے کسی قدر مزید بھل بنا دے۔ اس ساری غزل میں خدا سے خطاب اور اس سے اپنے دکھوں کا اظہار ہے۔ دہوانے کو زنجیر پٹائی جاتی ہے۔ اس کی جھلکار کو "تھو" کہا ہے۔ مطلب یہ کہ مزید زنجیر سے میرا دہوانے کی لاشق بڑھے گا اور اس سے کیف قدر لگے امریں گے۔ یعنی عالم کے اشعار گویا عشق و شوق کے فلسفے ہیں۔

فیض عیش نور روزی جاودانہ خوش باشد روز من ز تاریکی با ششم برابر کن

نعت : عیش نور روزی : خوشی کا دن۔۔۔ نوروز : ایرانیوں کے سال کا پہلا دن جو موسم بہار میں آتا ہے۔ اس دن ایرانی جشن مناتے ہیں۔ جاودانہ : بیک وقت۔

ترجمہ : عیش نوروزی کا فیض جاودانہ ہو تو دل کو بہانا ہے۔ تو میرے دن کو تاریکی کے لحاظ سے میری رات کے برابر کر دے۔ گویا شاعر غم

واقار کا شمار ہے، جس کے باعث اس کا وہ بھی رات کی مانند تاریک ہے لیکن اس کے لئے اس فکینی میں بھی ایک لطف و راحت ہے اسی لئے اسے "میش نوروزی" کہا ہے۔

زانچہ دل زہم پاشد لب چہ طرف برسدو با ببال گفتن وہ یانہ گفتہ پاور کن
 لغت : زانچہ: اس چیز سے۔۔ دل زہم پاشد: دل جو کچھ چڑکتا ہے اول سے جو کچھ ابرمنا ہے۔۔ چہ طرف برسدو: کیونکر عہدہ برآو
 سکتا ہے۔۔ نہ گفتہ پاور کن: میری ان کی بات پر تعین کرے۔۔
 ترجمہ : جو کچھ میرے دل سے ابرمنا چلتا ہے، ہونٹ ان سے کیونکر عہدہ برآو سکتے ہیں، یعنی ہونٹ پر سے طوڑ پر دل کی قربانی نہیں کر
 سکتے۔ اے سولا تو اتنا فحشے کچھ کہنے کی قدرت و طاقت مطلقاً پھر میری ان کی بات دہن اول میں ہے اور تعین کرے۔ یعنی میں اگر اپنے
 ذمہ جان نہیں کر سکتا تو تو ان کے ہیہ جانے ہے، اس لئے قوی میری دلاوری فرما۔

در رسائی سیمم عقد با پیاپے زن در دولتی کارم فتنہ با شاور کن
 لغت : در رسائی سیمم: میری کو عشق کی کامیابی کی راہ میں۔۔ عقد: کریں، رکھ لیں۔۔ پیاپے: مسلسل۔۔ در دولتی کارم: میرے
 کاموں کی جاری رہنے میں۔۔ شاور: تھرنے والا۔۔
 ترجمہ : میری کو عشقوں کے راستے میں مسلسل رکھ لیں، زانہ اور میرے کاموں کی دولتی میں وہ نور پیدا کر دے کہ اس میں فتنے تھرنے
 لگیں۔ یعنی میرے ہر کام میں مسلسل الجھنیں اور رکھ لیں، زانہ چلا جا کر کام کے ساتھ یہ سب کچھ بیت رہی ہے اور وہ اس انداز میں
 بواسطہ خدا سے شہو، کمال ہے۔

اے کہ از قوی آید خس شرر فشان کردن زخم راز ٹویش بنجیہ را پر آذر کن
 لغت : از قوی آید: تو کر سکتا ہے۔۔ پر آذر کن: آگ سے بھر دے۔۔ شرر فشان: چنگاریاں کھیرنے والا۔۔
 ترجمہ : اے خدا تو میرے خس کو شرر فشان کر سکتا ہے تو میرے زخم سے ازخوں سے اسے والے غاص ٹوین کو اس قدر ہر آہل کر دے کہ
 اس سے ازخوں کے ہنگے جل جائیں۔ یعنی میرے زخموں کے اچھے ہونے کی کوئی امید نہ رہے۔
 خوشے سر کشم داوی، بجز دلک نہ پندم سینہ من از گری تابیہ سمندر کن
 لغت : خوشے سر کش: باغیانہ فطرت۔۔ تابی: توبہ۔۔ سمندر: آگ میں رہنے والا کیزا۔۔
 ترجمہ : تو نے مجھے سرکش فطرت دی ہے (جس کی وجہ سے میں دلک کی کسی مایہ کن کیفیت کو پسند نہیں کرتا۔ تو میرے سینے میں آگ کی
 پیدا کر دے کہ سمندر کے لئے پتلا ہو تو آہن جائے۔ یعنی حالت دلک کو اگر امان کرنے کی بنا پر یہ کہاسے کہ جو کچھ میں بھی تم کی آگ میں
 ڈنک کی گذار دیا ہوں اور سمندر بھی آگ میں رہ رہا ہے اور یہ بات دلک کا باعث بنتی ہے اس لئے تو میرے سینے میں ایسی آگ بھراؤں سے
 سمندر کو بھی جلا دے۔

کن "پاری گفتنی ساز مدعا کردم ہم بخویش در تازی گفتہ را کمر کن
 لغت : "کن": قرآنی صحیح، جب اللہ کسی چیز کو فرماتا ہے۔ "ہم چاہا" تو وہ ہو جاتی ہے (کن فیکون) غازی میں فعل امر یعنی "کر"۔۔
 تازی: عربی زبان۔۔ ساز مدعا: خواہشوں کا ساز و سلان۔۔
 ترجمہ : تو نے "کن" کا لفظ غازی میں (یعنی کرا فرمایا ہے، چنانچہ میں نے خواہشوں کا ساز و سلان اٹھا کر لیا۔ اب تو خود ہی عربی زبان میں
 کن (اور چاہا) کا لفظ فرما دے (یعنی میں نے دل میں ہے پتہ خواہشیں پیدا کر لی ہیں۔ اب تو کن: ہو جا کہ جو اے سے میری ان خواہشات کو
 پوری کرنے کا بھی کوئی سلان کر دے۔ اور وہ میں ہوں کہاسے :

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے بہت نکلے مرے ایمان لیکن پھر بھی کم نکلے
ازیں دروند کلوہما گوہرم بکنت نلہ خدجے معین شدہ اجرتے مقرر کن

نعت : دروند کلوہما اور یعنی جتنے کو کرے نے کی حالتیں مجھ کو شاعری دینی کلوہ۔۔۔ نلہ نہیں آیا۔۔۔

ترجمہ : میں نے اپنے دل و دلخ کو بہت کر دیا لیکن میری اس کلوہ یا جان کا پی کے باوجود کوئی مولیٰ اگر ہر خصوصاً میرے ہاتھ نہ آیا۔ تو نے مجھے ایک خدمت پر مقرر کر دیا۔ اب اس خدمت کی اجرت کا بھی تعین کر دے۔ یعنی شاعری میں اپنے دل و دلخ سے بہت کام لیا لیکن حاصل کچھ نہ ہوا اس کا مجھے کچھ اہم ملنا چاہئے۔

از دروں روانم را در سپاس خویش تور وزیروں زبانم را شکوہ شیخ اختر کن

نعت : روانم میری روح۔۔۔ شکوہ شیخ اختر: ستارے یعنی غیب کا شکوہ کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : تو اب رہ کر کم اندر ہے لیکن جتنے میں میری روح کو اپنا شکر گزار دے، بلکہ باہر سے میری زبان کو شکوہ شیخ اختر کا دے۔ یعنی دل طور پر میں تجھے شکر گزار رہوں مگر چہ بظاہر اپنی قسمت جبروتی کے ستارے کا ذکر کر رہوں۔

بخشش خداوندی گرفتار خود عطف است ہم بہ ہوش بیشی وہ ہم بہ سے توانگر کن

نعت : گرفتار عطف: حوصلے کے سبب، سوائے۔۔۔ توانگر: دل دار۔۔۔

ترجمہ : اگر خدا کی بخشش (یعنی میری بخشش) ہر کسی کے عطف و حوصلے کے سوائے ہے تو تو پھر میرے ہوش میں بھی اضافہ فرماتا چاہے باہر شراب سے جس مجھے توانگر کرتا چاہے باہر میں مجھے زیادہ سے زیادہ شراب ملتی رہے اور زیادہ سے زیادہ پیئے کے باوجود میرے ہوش و حواس برقرار رہیں۔

بہر خوشبختی غالب مستی تراشید است قہریان وحدت را در میانہ داور کن

نعت : تراشید است: تراش لیا ہے۔۔۔ قہریان: جاہل و کابر شخصوں۔۔۔ قہریان وحدت: عزائم شان وحدت کا جلال و شکوہ۔۔۔ داور: منصف۔۔۔

ترجمہ : غالب نے اپنے اپنے ایک دہرہ تراش لیا ہے۔ تو اپنے قہریان وحدت کو اس سلسلے میں منصف بنالے۔ یعنی اپنی شان و تجلی کے جلال و شکوہ کو اس بات کا منصف بنالے کہ میں نے جو یہ دعویٰ کیا ہے وہ مکمل تک سچ ہے۔

غزل #2

اس غزل کے بارے میں حل لکھتے ہیں اعلیٰ درجہ کے طالب علم کی غزل ذیل مصطفیٰ خان مرحوم کے مکان پر جو مشاعرہ ہوا تھا اس میں چڑھی گئی تھی۔ چنانچہ دلی کے قہر نامہ شعرا کا جو وہاں جاری، غزلیں لکھ کر لے جاتے تھے، مرزا نے اس غزل میں ذکر کیا ہے اور غزل بھی نہایت فصیح ہے اس لیے بطور یادگار ساری غزل میں نقل کی جاتی ہے۔

پہری شیعہ غزالان و زمرہ رم شل دل موم غم طرو غم در غم شل

نعت : ۱۔ دلا کیا کہنے، نہ ہے۔۔۔ پہری شیعہ غزالان: پہریوں کے سے انداز دالے ہیں یعنی محبوب، معین۔۔۔ رم شل: ان کا دل زہر دور رہتا۔۔۔

ترجمہ : دادا! کیا کہنے ہیں ان پر ہی شہوہ فزاؤں کے اور لوگوں سے ان کے اس فرار کے۔ لوگوں کے دل ان کی پر ہی محکمہ رہا۔ انہوں میں اگے ہوئے ہیں۔ ہرگز آدمی کو دیکھ کر ہلکا جاتا ہے۔ حسینوں کو چونکہ ہرگز سے تھپہ دی ہے اس لئے لوگوں سے ان کی دوری کو جس میں بے نیازی ہے، بھانجئے گا کام دیا ہے۔

کافرانہ جہاں جوی کہ ہرگز نہ ہو طرہ حور دل آویز تر از پرچم شہل

نعت : کافرانہ، وہ کافر ہیں اور حسین ہیں۔ جہاں جوی دنیا کی تلاش و جستجو کرنے والے۔۔۔ پرچم، عزوہ و نفس۔۔۔

ترجمہ : یہ وہ ممکن ہیں جو جہاں جوی ہیں اور جن کی دھنوں کے مقابلے میں حور کی دھنیں قطعاً اول آور نہیں ہیں۔ یعنی ان کی دھنیں حوروں کی دھنوں سے کہیں زیادہ دل بخش ہیں۔

آشکارا کش و بدنام و گونامی جوی آہ ازیں طائفہ وال کس کہ بود محرم شہل

نعت : آشکارا کش، طائفہ پاک کرنے والے۔۔۔ گونامی جوی، نیک نامی کے خواہشمند۔۔۔ محرم شہل، ان کا واقف حل، جس کا ان سے واسطہ پڑے۔۔۔

ترجمہ : یہ لوگوں (مصلحت) کو کھلے بندوں پاک کرنے والے اور اس طیلے میں بدنام ہیں، لیکن پھر بھی اپنی نیک نامی کے خواہشمند ہیں۔ تو یہ یہ کیسے (عالم) لوگ ہیں اور وہ جو ان کے محروم ہیں (جن کو ان سے واسطہ پڑا ہے) کس قدر مظلوم ہیں۔

رنگ بر تشہ تھا رو داری دارم نہ بر آسودہ دلائل حرم و زمزم شہل

نعت : تشہ، تھماؤ داری، داری میں پیاسا اور تھاپٹنے والا۔۔۔ آسودہ دلائل حرم، وہ لوگ جو حرم میں بڑے سکون و آرام سے رہ رہے ہیں۔۔۔ زمزم شہل، ان کا آب زمزم۔۔۔

ترجمہ : مجھے حرم کے آسودہ دلائل اور ان کو میرا آب زمزم پر کوئی دھک نہیں آتا مجھے تو اس شخص پر دھک آتا ہے جو داری میں پیاسا اور تھما چلا جا رہا ہے۔ واسطہ سخت کوئی سے اپنی رغبت کی بات کی ہے۔

بگذر از خستہ دلانے کہ نہ دانی، بشدار غمگینانہ کہ دانی و نداری غم شہل

نعت : بگذر، بھڑوے، جانے دے۔۔۔ خستہ دلانے، ذہنی دل لوگ، مصیبت زدہ۔۔۔ بشدار، احتیاد کر، خبردار رہ۔۔۔ غمگینانہ، آفت زدہ ہیں۔۔۔ ترجمہ : بھڑی جاؤ۔۔۔ ان مصیبت زدوں کو جانے دے جن کو تو نہیں جانتا، مگر خبردار کہ بہت سے ایسے آفت زدہ ہیں جن کو تو جانتا ہے مگر ان کا کچھ غم تجھ کو نہیں۔

داغ ٹون گری امیں چارہ گر انم، کوئی آتش است آتش اگر پنبہ و گر مرہم شہل

نعت : خوں گری، ٹون کا ہوش، محبت کی گرم ہوش۔۔۔ پنبہ، روٹی، چابوت۔۔۔

ترجمہ : مجھے تو ان چارہ گر کی ہمدردی و محبت کی گری نے گویا جلا ڈالا ہے۔ یوں سمجھو کہ ان کا جلا ہوا مرہم (جو وہ میرے زخموں پر لگائیں) میرے لئے وہ توں آگ ہیں، آگ۔ گویا ان چارہ سازوں کی چارہ سازی بھی آگ کا کام دے رہی ہے۔

اے کہ راندی سخن از نکتہ سراپان غم چہ بمانت بسیار خنی از کم شہل

نعت : راندی، خنی، تو نے بات کی ہے۔۔۔ نکتہ سراپان، غم، امیر ان کے نکتہ کو شعرا۔۔۔ از کم شہل، ان کی کم تعداد۔۔۔

ترجمہ : تو نے جو امیر ان کے نکتہ سرا (مگرے) افکار والے اشعاروں کی بات کی ہے تو اس طرح تو ان کی کم تعداد کے ذکر سے ہم پر زیادہ دلسلی کیا وہ رہا ہے؟ یعنی خاص خاص شعرا کا ذکر کر کے ان کی عظمت کو زیادہ اچھا جا رہا ہے، جیسے اپنے وطن میں ایسے شعرا کم ہیں۔

ہندرا ٹوٹا افسانہ بنو کہ ہو بدور خلوت شاں ملک فشاں از دم شاں
مومن و نیرو صہبائی و علوی وانگا۔ حسرتی اشرف و آزرہ بود اعظم شاں

نعت : خوش نصیب خوش گو۔ ملک فشاں خوشگو بننے پہلے والی۔۔ وانگا: اور پھر نیز۔۔

ترجمہ : ہمیں ایسے ایسے خوشگوار شعرا ہیں کہ جن کے سامنے سے ہوا ان کی خلوت کو ملک فشاں کر دیتی ہے آگوا ان کے سامنے سطر ہیں۔۔ مولانا علی نے اگلے شعر میں مذکور شعرا کا تعارف کر دیا ہے۔

مومن یعنی حکیم مومن خان مومن جن کے دیوان اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں موجود ہیں۔ نیرو یعنی نواب ضیاء الدین احمد خان دہلوی، جن کا کلام دونوں زبانوں میں بہتر معتد بہ مولود ہے مگر کوئی دیوان مرتب نہیں ہوا۔ صہبائی مولانا امام بخش صہبائی جن کی نظم رستم فارسی اور دیگر رسا کی اور شہزاد تین جلدوں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ علوی مولانا عبداللہ خان علوی استاد مولانا صہبائی جن کی نظم و نثر فارسی چھپ چکی ہے اور عربی میں بھی ان کے قصاید موجود ہیں۔ حسرتی نواب مصطفیٰ خان رکنیں جاناگیر آباد جن کے دیوان اردو فارسی دونوں زبانوں میں چھپ چکے ہیں اور اس کے سوا ”سطر چہرچہ“ ”سوز و گشتن بے خار“ اور ”قلعہ فارسی“ بھی ان کی تصانیف سے شائع ہو چکی ہیں۔ آزرہ: مطلق لفظ صدر الدین خان آزرہ جن کا کلام اردو فارسی اور عربی تین زبانوں میں موجود تھا مگر فلسفہ اس میں سے بہت کچھ ضائع ہو گیا ہے لیکن بعض مذہبی رسالے، جہاں سے یادگار ہیں، شائع ہو چکے ہیں۔ غالب نے حسرتی اور آزرہ کو بلند مرتبہ اور اعلیٰ پایے کے شاعر کہا ہے۔

غالب سوختہ جاں گرچہ نیرو شمار بہت در بر دم خن ہم نفس و ہم شاں

نعت : نیرو شمار: کسی تعلق میں نہیں آتا کسی شمار کے لائق نہیں۔۔

ترجمہ : اگرچہ سوختہ جاں غالب ان شعرا کی موجودگی میں کسی شمار کے لائق نہیں، ہم اس مطلق شعر میں وہ ان کا ہم نفس اور ہم دم ہے۔ گویا ان بزرگ شخصیتوں کے مقابلے میں خود کو کمزور ہے کا شاعر کہا ہے۔

غزل 34

جنوں مستم بہ فصل نو بارم می تو اں کشتن صراحی بر کف و گل در کنارم می تو اں کشتن

نعت : می تو اں کشتن: ملا جا سکتا ہے، قتل کیا جا سکتا ہے۔۔ گل: پھول یعنی محبوب۔۔

ترجمہ : میں مست بخون دیوانگی ہوں، تجھے موسم بہار میں ملا جا سکتا ہے اور وہ اس صورت میں کہ شراب کی صراحی پھیل رہی ہو اور پھول میری آغوش میں ہوں۔ موسم بہار میں بخون میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے یہ کہتا جا رہا ہے کہ موسم بہار میں یہ چربی شراب اور محبوب میرا ہوں، محبوب میری آغوش میں ہوا تو میں خود کو قربان کر سکتا ہوں۔

گر قلم کے بہ شرع ناز دارم می تو اں کشتن بہ فتناے دل امید دارم می تو اں کشتن

نعت : گر قلم: میں نے لکھا۔۔ کے: کہ۔۔ دارم می تو اں کشتن: تجھے قلم یا خط حالت میں قتل کیا جا سکتا ہے۔۔

ترجمہ : میں نے تسلیم کر لیا کہ تجھے حسن کی بازدارائی شرع کے مطابق کب قتل کیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ (میرے اس قتل کا فتویٰ میرے امیدواروں سے لیا جائے۔ گویا ہر حسن، جان نثار کرنے کا لوازم ہے فتنا ہے کہ میرا پتلا دل اس (جان نثاری) کی آس لگائے بیٹھا ہے۔

یہ جرم اس کی درستی چاہاں مردہ ام عمرے بکوسے سے فروشاں در خمار می توں کشتن
ترجمہ : اس جرم میں کہ میری ایک عمر سستی میں گذری ہے، مجھے حالت خمار میں، قروب قلوبوں کے کوسے میں مارا جاسکتا ہے۔ یعنی عمر
نئے کے بدلے کے بدلے خمار کی حالت بھی ایک طرح سے موت ہے اور یہی اس کی سزا ہے۔

یہ جہراں زینت کفر است خونم رادست نبود چراغ بجھا ہم آشکار می توں کشتن
لفظ : زینت، بیجا۔۔۔ دھندلے خوں بہا۔۔۔

ترجمہ : جہر میں زندگی بسر کرنا کفر ہے، میرے قل کا کوئی خوں با نہیں ہے۔ میں صبح کے وقت کا چراغ ہوں۔ مجھے طایفہ بھینجا جاسکتا ہے۔
جہر و طراق میں زندگی بسر کرنے کو کفر کے طعنہ صبح کے چراغ سے نکال دیا ہے۔ چراغ بجھانے یا اس کی موت کا کوئی خوں با نہیں ہوتا۔ اسی
طرح طراق زندہ ماشق کی زندگی کو موت کے پردہ ہے جس کا کوئی خوں با نہیں ہو سکتا۔

تخافل ہائے یارم زندہ دارد، ورنہ در برزش یہ جرم گریہ بے اختیار می توں کشتن
ترجمہ : میرے محبوب کے تخافل (پہلو پر جوہ کے غافل بنانے مجھے زندہ رکھا ہوا ہے۔ ورنہ مجھے اس کی بزم میں میری بے اختیار گریہ
و زاری کے جرم میں قتل کیا جاسکتا ہے۔ گویا محبوب اپنے ماشق کی حالت سے آگاہ ہے لیکن دانست غفلت سے کام لے رہا ہے اور ماشق اس
کے اس انداز سے واقف ہونے کے باعث زندہ ہے ورنہ اس کی گریہ و زاری کی سزا کے طور پر اس کا قتل ہو سکتا ہے۔

بغایر چوں منے کم کن کہ گر کشتن ہوس باشد بدوق مرثہ یوس و کنار می توں کشتن
لفظ : چوں منے، مجھے چاہیے۔۔۔

ترجمہ : تو مجھے جیسے ماشق پر اجود مسلم کم کرمت کر۔ تاہم اگر تجھے اس بات کی ہوس ہے کہ تو مجھے مار دے تو پھر یوس و کنار کے لائق کی
خو فخری سے مجھے مارا جاسکتا ہے۔ مجھے پر جہاں کیا ضرورت ہے، میں تو یوس و کنار کی خو فخری کی لذت ہی سے مارا جاؤں گا۔

بیاب خاک من گر خود گل افشانی روا نبود بہار دانے شمع مزارم می توں کشتن

ترجمہ : (اے محبوب) تو میری قبر پر آؤ اور اگر تو میری قبر پر پھول چڑھا صاحب نہیں سمجھتا تو کسی تو اپنے دامن کی ہوائے میرے مزار کی
شمع بجھا جاسکتا ہے۔ یعنی اگر مجھ پر صیب ماشق کی قبر پر پھول نہیں چڑھانے تو اس پر شمع بھی کیوں جلی رہے۔

منت معذور دارم لیکن اے نامہاں آخر بدیں جان دل امیدوارم می توں کشتن
لفظ : منت، میں تجھے۔۔۔ معذور دارم، معذور سمجھتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے معذور و ناچار سمجھتا ہوں لیکن اے میرے نامہاں (محبوب) آخر مجھے میری اس امیدوار جان دل کی خاطر تو قتل کیا جاسکتا
ہے۔ گویا ماشق اپنے قتل ہونے کی آس لگائے بیٹھا ہے۔ محبوب اگر کسی اور وجہ سے اسے قتل نہ کرنے میں معذور ہے تو ماشق کی اس آس
پر قوت قتل کر سکتا ہے۔

بخون من اگر ننگ است دست و خنجر آودن نوید و بعد اے کز انتظارم می توں کشتن

لفظ : ننگ است، باعث شرمندگی یاد دہی ہے۔۔۔ آودن، نصیب دہاں آکرو کرنا۔۔۔ نوید، خو فخری۔۔۔
ترجمہ : (اے محبوب) اگر میرے خون سے تیرا اپنے ہاتھوں اور خنجر کو آکرو کرنا تجھے بے جا باعث ننگ ہے تو قتل کے وعدے کی خو فخری
ی دے دے کہ اس طرح انتظار میں مجھے مارا جاسکتا ہے۔ یعنی تو اگر مجھے قتل کرنا گوارا نہیں کرنا تو وعدہ ہی کر بھڑک کر اس طرح انتظار
ی میں چل رہا ہوں گا۔ عملی ضرب المثل ہے کہ انتظار موت سے شدید تر ہے۔ (انظار اشارت من الموت)۔ گویا اس طرح محبوب پر بھی کوئی

خوف نہ آئے گا اور عاشق کی خواہش قتل بھی پوری ہو جائے گی۔

خدا یا از عزیزان منت شیون کہ برآمد
جدا از خانہاں دور از دیارم ی توای کشتن
لغت : منت شیون: موت پر ماتم کرنے کا اعلان۔ کہ برآمد: کون برداشت کرے۔

ترجمہ : اے خدا میری موت پر میرے عزیزوں کی گریہ و زاری اور ماتم کا اعلان کون برداشت کر سکے گا۔ مناسب یہی ہے کہ مجھے اپنے خاندان اور وطن سے دور موت آجائے مجھے خاندان اور وطن سے دور مارا جاسکتا ہے۔ اور میں اسی خیال کا اعتبار میں کیا ہے :

بارا دیار غیر میں مجھ کو وطن سے دور
رکھ لی مرے خدا نے مری نیکی کی شرم
پس از مژدن اگر ہر من آسائش گہل داری
سرت گردم بہ تصدیج خارم ی توای کشتن

لغت : مژدن: مرنا۔ موت۔ گہل داری: تجھے خیال دیا احساس ہو۔۔۔ سرت گردم: میرے قربان جاؤں۔۔۔ تصدیج: تکلیف دہیت۔۔۔

ترجمہ : اگر تجھے یہ گمان ہے کہ موت کے بعد تجھے کوئی سکھ چکی نصیب ہو گا تو میرے قربان جاؤں مجھے خدا کی اذیت میں مارا جاسکتا ہے۔ یعنی خدا کی حالت و اذیت موت سے شدید تر ہے اس سے میں کچھ بچنے سے محروم رہوں گا اور شراب نہ ملنے کے باعث ایک مستقل غراب کا کاروبار ہوں گا۔

گر قسم یار باشد بے نیاز از کشتنم غالب
بدرد بے نیازی ہاے یارم ی توای کشتن
لغت : گر قسم: میں نے یمن لیا۔۔۔ از کشتنم: میرے قتل کرنے سے۔۔۔

ترجمہ : غالب! میں حلیم کرتا ہوں کہ میرا محبوب مجھے قتل کرنے کے سطلے میں بے نیاز ہے، اکوئی توجہ نہیں دے رہا تو میں اس کی انہی بے نیازیوں کے دکھ کے ہاتھوں مارا جاسکتا ہوں۔ لیکن اگر وہ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتا تو اس سطلے میں اس کی بے نیازی ہی میرے لئے ایک طرح سے موت کا سلاخ ہے۔

غزل # 4

زبے بلغ و ہمد جاں فشاں نعت چغم و چراغ رازداں

لغت : جاں فشاں: جان مار کرنے والے، عاشق۔۔۔ چغم و چراغ: چغندر و چراغ، نعت و مرثیہ۔۔۔

ترجمہ : کیا کہنے ہیں اچھے حسن کے گراہو جاں مار عاشقوں کے لئے بلغ و ہمد ہے۔ (تجھے دیکھ کر ان کا دل گھٹتا ہو جاتا ہے اور حیرانم رازداں کا چغندر و چراغ ہے۔ یعنی انہیں حیرانم بہت مزہ ہے جسے وہ اپنے دل میں چھپائے رکھتے ہیں۔

بصورت اوستاد دل فریبان بہ معنی قبلہ نامہاں

لغت : بصورت: دیکھنے میں ظاہری طور پر، صورت کے لحاظ سے۔۔۔ بہ معنی: باطن میں۔۔۔ دل فریبان: دل فریب کی جمع ہے۔۔۔

ترجمہ : صورت ظاہری حسن کے لحاظ سے تو دل فریبوں کا استاد ہے۔ یعنی حسن میں سب سے زیادہ کرے اور باطن میں تو نامہاں کا قبلہ ہے۔ یعنی باطنی نامہاں ہے۔ اور حتم پوش حسین تجھے اپنا قبلہ و کعبہ جانتے ہیں۔

چمن کو سے ترا از وہ نشینان سخن بوسے ترا از پلو خوانان

لغت : سخن: جنس کے ہرئوں کا خوشبودار ناز مشہور ہے۔۔۔ پلو خوانان: خوشبودار یا تعریف کرنے والے۔

ترجمہ : چمن تیرے کو سچے کے وہ نشینوں میں سے ہے اور سخن تیرے مدح خواہوں میں سے ہے۔ یعنی تیرے حسن کی تشکیلی و آرائی کے آگے جس کی تشکیلی کوئی مثبت نہیں، اسی طرح سخن کی تکلف جبری خوشبو کے آگے بچا ہے۔

بلائےت چہرہ ہانگیند سویاں اداہت چہرہ بر نازک میاں

لغت : بلائےت: یعنی تیرے حسن کی بلا۔۔۔ ہانگیند: سویاں: خوشبودار دھنوں والے۔۔۔ چہرہ: غالب۔۔

ترجمہ : چہرہ اسن ہانگیند سو میٹوں کے لئے گویا بلا ہے یعنی ان کا حسن تیرے حسن کے آگے مگر ہے اور تیری اداسی نازک کمر میٹوں پر غالب ہیں۔

عفت را بختیں زار بندان کلت را غنولہاں بید خوانان

لغت : بختیں: بختی کی جمع، بخت (وقت) کرنے والے بہت بہت بختی بھی بہت کی ہو جا کرنے والے۔۔۔ بید خوانان: بید خوانوں کی جمع، دیدہ ہندوؤں کی مقدس کتاب پڑھنے والے۔۔

ترجمہ : بختی اب پر پائیں تیرے تم کے زار بند ہیں (ذکر وہ مقدس دھماکہ ہو بعد گنگے میں ڈالے رکھتے ہیں) اور لکھیں تیرے عمل بختی حسن کے حضور دیدہ خوانی کرتی ہیں۔

وصالت جاں توانا ساز ہیراں خیالت خاطر آشوب خوانان

لغت : جاں توانا ساز: جاں کو توانا دل دینے والا۔۔۔ خاطر آشوب: دل پریشان کرنے والا۔۔

ترجمہ : تیرا دل بوجہ دل کی جاں کو توانائی سے نوازا ہے جبکہ تیرا خیال ہواؤں کے دلوں میں آشوب کا باعث بنا ہے۔

دل دانش فرہبت را بہ گردن دہل رونق جلوہ بیاں

لغت : دانش فرہبت: تیرا عقل و دانش کو فریب دینے والا۔۔۔ دہل: صمیمیت، قہر۔۔۔ جلوہ بیاں: جلوہ بیاں کی جمع، وہ لوگ جن کی باتوں میں بڑا اثر ہے۔۔

ترجمہ : تیرے دانش فریب دل کی گردن پر جلوہ بیاؤں کی رونق کی چھی کا سلان فراہم ہے۔ مطلب یہ کہ میرے دل میں جو دانش فریب خیالات پیدا ہوتے ہیں ان کے آگے بڑے بڑے جلوہ بیاؤں کی جلوہ بیاں بچا ہو کر رہ جاتی ہے۔

غم دونخ نہیبت را بدامن گداز زہرہ آتش زباں

لغت : غم دونخ نہیبت: تیرا دونخ کو خوف دلانے والا غم۔۔۔ گداز زہرہ: بچے کا پانی ہو چلا۔۔۔ آتش زباں: وہ لوگ جن کی گفتگو میں جہنم گرمی ہو۔۔

ترجمہ : تیرے غم، جس سے دونخ بھی خوف کھائے، کے دامن میں آتش زباں کا پانی ہو کر اچھل کر پڑا ہے۔ یعنی تیرے غم محبت میں وہ گرمی ہے کہ بڑے بڑے آتش زباں بھی اس سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔

میانت پائے لغز موشکافان دہانت چشم بند کشتہ دانی

لغت : میانت: تیری کمر۔۔۔ موشکافان: بڑے بڑے کتہ رس یا ہل کی کھل دکھانے والے۔۔۔ پائے لغز پائوں کے لغزش کھانے کا باعث۔۔

ترجمہ : تھری کمرے بڑے بڑے موشگلوں کے پاس کی لغزش کا باعث بنتی ہے، جبکہ تھرا دہن دیکھ کر کتہہ دانوں کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔
 محبوب کی بہت بڑک کمرہ درست چھوٹے منہ کی بات کی ہے۔

بقول شاعر!

میاں سنتے ہیں تھرے بھی کمر ہے کمال ہے، کس طرف کو ہے کدھر ہے
 دل از داغیت بسلا گل فروشان تن از زخمت رداے باغیاں

نعت : رداے چادر۔۔ بسلا: ہنڈلی۔۔

ترجمہ : تھرے داغ بہت کی وجہ سے دل کی کیفیت بگڑ چکی ہے جیسے پھول بچے دانوں نے پھولوں کی پٹائی بچھا رکھی ہو، جبکہ جسم تھرے
 زخم بہت کی وجہ سے باغیاں کی چادر دکھائی دیتے ہیں۔ بہت میں دانوں اور زخموں کی کثرت کی بات کی ہے۔

سگ کوے ترا در کاسہ لیسے لب پر دھوی شیریں دہاں

نعت : کاسہ لیسے: پیالہ چائے کا گلاس۔۔

ترجمہ : تھری گل کے گتے کے ہونٹ پیالہ چائے چائے شیریں ہو جاتے ہیں کہ وہ شیریں دہن ہونے کا دھوی کرنے لگتا ہے۔

سر را ترا در خاک روئی نسیم پرچم گیتی ستاں

نعت : خاک روئی: خاک صاف کرنا۔۔ نسیم پرچم: جھڑے کی ہوا۔۔ گیتی ستاں: گیتی سحر کی جگہ، دنیا کو گھر کرنے والے، سحران،
 فرماں روا بننے۔۔

ترجمہ : بڑے بڑے قاتلوں کے پرچم پٹے سے پیدا ہونے والی ہوا تھرے راستے کے گرد غبار کو اڑا کر تھری رنگدہن کی منقش کا سلاخ کرتی
 ہے۔

بہ ہشتی بانی لطف تو امید قوی بچوں نلو سخت چہاں

نعت : ہشتی بانی: سلاخ، ہوا، تھوہن۔۔ نلو: فطرت، طبیعت۔۔

ترجمہ : تھرے لطف و نوازش کی مدد سے امید سخت چاہ لوگوں کی طبیعت کی امید قوی ہو جاتی ہے۔ (سخت چاہ: بڑے بڑے دکھوں کو
 بھروسہ و منتظر سے برداشت کرتے ہیں)۔ اس شعر میں گویا خدا سے خطاب ہے اور رنگے شعر میں بھی۔

بہ بلادستی غفو تو عسیر زبوں، بچو نشت ناتواں

نعت : بلادستی: زبردست ہونا۔۔ غفو: غفلت، بے تخیل۔۔ عسیر: مشکل۔۔ زبوں: لاغر۔۔

ترجمہ : تھری خطا بھٹی بگڑے اس حد تک زبردست و طاقتور ہے کہ گناہ اس کے آگے یوں زبوں نظر آتا ہے جیسے کوئی لاغر کنوڑا انسان اپنی
 جوتائی سے عاجز آکر بیٹھ رہا ہو۔

زناحق کشکشاں راضی بجاہت کہ غالب ہم یکے باشند از آہاں

نعت : زناحق کشکشاں: جو ناقص مارے گئے ہوں، یا جنہوں نے مجاہد چاہ دے دی ہو۔۔

ترجمہ : تو ناقص مارے گئے لوگوں سے اس لئے دل و جان سے لڑیں کہ غالب بھی ان میں سے ایک ہے۔ خود کو بہت میں زناحق کشکشاں
 قرار دیا ہے۔

غزل #5

خلاق شد طاقت ز عشقت بر کراں خواہم شدن
میراں شو ورنہ بر خو میراں خواہم شدن
نعت : خالق شد: جواب دے مکی، ختم ہو گئی ہے۔۔۔ بر کراں: کنوارے کنوارے کنکاری۔۔۔

ترجمہ : خیرے خلق میں میری طاقت جواب دے گئی ہے۔ اب میں اس (خلق) سے کنوارے کنکاری اختیار کر لوں گی۔ تو مجھ پر میراں ہو جاوے
میں خود اپنے پر میراں ہو جاؤں گا۔ یعنی خلق سے جو سراسر آنکھوں اور مصائب کا باعث ہے، کنوارے کنکاری اختیار خود پر میراں ہونا ہے۔ محبوب
اگر میراں نہیں ہو تا، ہم نہیں کرتا تو عاشق خود پر ختم کھائے۔

خار و خس ہر کہ در آتش سوخت آتش می شود
مردم از ذوق بست چنداں کہ جاں خواہم شدن
نعت : ہر کہ: ہر گاہ، جب بھی، جب۔۔۔ چہاں: اس قدر۔۔۔

ترجمہ : خار و خس (خار، گھاس، پھوس) آگ میں جل جاتے ہیں تو وہ آگ کی صورت ہو جاتے ہیں۔ میں خیرے لوگوں کی لذت (ذوق) سے
کچھ اس حد تک بے جاں ہو گیا ہوں کہ سر یا جاں ہی جہاں کچھ پہلے صبر سے میں مثل دے کر گویا خود کو گھٹے سے اور محبوب کے ہر غلے کے
ذوق کو آتش سے تشبیہ دی ہے۔ اس شعر میں صنعت تشبیل آگئی ہے۔

در تب اند از تاب رشک طاقت نظارہ ام
خوش بیا کامشب بھشت دشمنی خواہم شدن
نعت : در تب اند: آگ میں ہیں، جل رہے ہیں۔۔۔ تب: قوت برداشت۔۔۔ کامشب: کراشب کہ آج رات۔۔۔

ترجمہ : مجھ میں جو خیرے نظارہ حسن کی تاب و طاقت ہے، میرے دشمن ارقیب اس پر رشک کی وجہ سے گویا آگ میں جل رہے ہیں۔ تو
خوشی سے آگ آج رات میں خیرے نظارے سے جل جاتاں گا اور یوں ان کے لئے بھشت ہی جہاں گا ان کے لئے بھشت کا سامن کر دوں
گا۔ دوسرے نظروں میں عاشق کا جہاز قیوں کے لئے جی خوشی کا باعث ہو گا۔

محو کشتم در تقاضاں بر تمام الحقات
گر بہ ہشتم چادری خراب کراں خواہم شدن
نعت : بر تمام: میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ ہشتم: مجھے آنکھوں میں۔۔۔ خواب: کراں: کمری خیر۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) میں تو خیرے تقاضاں (جاں بوجہ کہ رغبت کا اعتماد کرنا میں مست ہوں) میں تیری توجہ اور میری کی تک نہیں لا سکتا
اگر آپ تو مجھے اپنی آنکھوں میں بھی جگہ دے گا۔ تو مجھے وہاں اپنی آنکھوں میں بھی کمری خیرہ آجائے گی۔ گویا محبوب کے تقاضاں میں عاشق کی
جو محبت تھی وہ محبوب کے الحقات پر بھی برقرار رہے گی۔

آہم از شرم وفا و از خودم پا در گل است
تائے چادری کہ از کسیت رواں خواہم شدن
نعت : پا در گل است: پاؤں دلدل میں ہیں، مڑا پھنسا ہوا مجبور۔۔۔ آہم: میں پانی پانی ہو گیا ہوں۔۔۔ نہ چادری: تو خیال نہ کرے نہ

مجھے۔۔۔ کسیت: مجرا کوچ۔۔۔
ترجمہ : میں اپنی وفاداری پر شرمندہ ہوں اور اس شرمندگی کے باعث پانی پانی ہو گیا ہوں اور خودی اس دلدل میں پھنس کے رہ گیا ہوں۔
آہم تو کہیں یہ خیال نہ کرنا کہ میں خیرے کو سے ہے چا جہاں گا۔ گویا عاشق کی وفاداری اس کی ایک مجبوری ہے جس سے وہ بچ نہیں سکتا
نہ دھاتے لگانا بھی چاہے تو نہیں نکل سکتا۔

چویش خود بسیارم و بسیار مشتاق توام
تاکجا صرف گداز استحقاں خواہم شدن

نعت : ہمارا : میں بہت ہوں، بھاری، بحرکم ہوں۔۔۔ بسیار : بہت۔۔۔ صرف گواہ احقنہ : آزمائش کی پیمائش میں طرح یعنی نعم ہوتا۔۔۔
ترجمہ : میں خود بھی بھاری بحرکم ہوں اور اسی قدر تمہارا مشق بھی ہوں، دیکھیں کب تک میں اس آزمائش کے گواہ میں صرف ہو آچلا
جاؤں گا۔ یعنی میرے مشق کی گری میں یکمل رہا ہوں اور مشق کی اس آزمائش پر پورا ہاتھ کے لئے قسم بھی نہیں ہونا چاہتا۔

گرم باد از نغمہ بزم دعوت بل ہوا ساز آواز شکست استخوان خواہم شدن
نعت : گرم باد : اللہ کرے دھڑکی پر رہے۔۔۔ ساز : فرضی پر نمودار ہڈیاں کھاتا ہے اور جس کے پر وہاں کھایا ہوا کھاجاتا ہے۔ شکست
استخوان : ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ۔۔۔ بل : ہلکا ہلکا ہے۔۔۔

ترجمہ : میری ہڈیاں (مشق میں کھوئے رہنے کے باعث) ٹوٹ گئی ہیں اور ان کی اس ٹوٹ پھوٹ میں ساز کی سی آواز پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ
کرے میرے اس ساز کے ٹھنوں سے ہلکا ہلکا دعوت کی بزم دھڑکی پر رہے۔ یعنی اس کے لئے کوئی مسکن فراہم ہو جائے۔
ہا ہوس خوشی است واز وفا بیگناہ است مہرکم کن ورنہ بر خود بد گسل خواہم شدن

نعت : خوشی است : اچھا ہے، عزیز ہے۔۔۔
ترجمہ : حسن ہوس کا اور وفا ہے بیگناہ ہے۔ تو مجھ سے محبت کم کر دے (تاک کر دے) اور میں خود پر بد گمان ہو جاؤں گا۔ یعنی محبوب
ہوس پیش لوگوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے، جبکہ مجھے عاشق کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا۔ اسی حوالے سے شاعر یعنی عاشق کہتا ہے کہ اسے
محبوب تو مجھ سے محبت بھروسے اور میں بھی خود کو ہوس پیش کھٹے لگوں گا۔

بسکہ فکر معنی نازک ہی کلہ سوا شہادہ اندیشہ را موسے میاں خواہم شدن
نعت : بس کہ بہت۔۔۔ معنی نازک : لطیف افکار (شعروں میں پیش کرتا)۔۔۔ ہی کلہ : دیکھ کر آتا ہے۔۔۔ اندیشہ : فکر، سوچ۔۔۔ موسے
میاں : کمر کا بل، مراد ہل کی طرح (یعنی نازک کر۔۔۔

ترجمہ : میں معنی نازک کی فکر اور سوچ میں بہت ہی دیکھ ہوا جا رہا ہوں (یعنی اس میں بہت کھویا ہوں) اگر یہ سلسلہ ہی جاری رہا تو میں فکر
کے مجھ سے کی کمر کا بل بن جاؤں گا۔ یعنی جس طرح صیغوں کی کمر نازک اور پتلی ہوتی ہے، اس فکر کی بنا پر میں بھی بے حد چکا چلا ہو جاؤں
گا۔

لذت زخم چو خون، غالب در اعضای دور رنج اگر این است راحت را خیل خواہم شدن
نعت : لذت : لذت ہے۔۔۔ خیل : خاصیت۔۔۔

ترجمہ : غالب : میرے زخم کی لذت میرے اعضاء جسم کے حصے میں خون کی طرح دوڑ رہی ہے اگر رنج و غم اسی کو کہتے ہیں تو پھر میں
راحت کا خاص (خاصیت دینے والا) ہوں۔ گویا میرے لئے غم سے بڑھ کر اور کوئی راحت نہیں۔

غزل #6

دل زان مژہ تیز بیک بار کشیدن دامن بہ درشتی بود از خار کشیدن
نعت : دل : (دل) انکس اس سے۔۔۔ درشتی : سختی، زور۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کی چٹکی پکوں سے دل ایک دم کھینچ لیتا اسی طرح ہے جسے کانٹے میں الجھے پک کو زور سے کھینچ لیتا کہ اس طرح وہ بہت

ہا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کی ان دلکش خیمیں بکوں سے ایک دم نظر بچھ لپکتی شکل ہے۔ دوسرے مصرعے میں مثال سے ایسی بات واضح کی ہے۔ اس طرح اس میں صنعت تشبیل آئی ہے۔

دارم سرا میں رشتہ بدافشاں کہ ز دیرم تاکہ توں ہر زہار کشیدن

لغت : بدافشاں : بد فتنہ، اس طرح ہے۔۔۔ دیرم : مجھے دیر یا عرصہ ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے فکر کے اس دھاکے کو کچھ اس طرح بکھڑا رکھا ہے کہ مجھے زہارِ اجدوں کا مقدس دھماکا کے ساتھ کھینچے ہوئے دیر سے کعب تک لے پایا جاسکے۔ گویا فکر اور ایمان کے درمیان وہ حقیقت کوئی حاصل نہیں ہے۔ فارسی کے شاعر ناسخ نے اس فاصلے کو "ایک قدم" کہا ہے۔

میان کعب ویت خان عرصہ یک گام

در خلد ز شادی چہ رود بر خرم آیا چوں کم نشود بارہ ز بسیار کشیدن

لغت : ز شادی : خوشی ہے۔۔۔ چہ رود : کیا گزرتی کی، کیا کیفیت طاری ہو گی۔

ترجمہ : دیکھیں جنت میں خوشی کے بارے میں کیا حال ہو آ ہے، کیونکہ وہاں شراب بہت پینے کے باوجود کم نہ ہو گی۔ شراب سے مزاد شراب طور پر ایک شراب ہے جو حالِ جنت کو برابر ملتی رہے گی۔ ظاہر ہے ایک بخور کے لئے اس سے جو کہ رو کر کیا خوشی ہو سکتی ہے۔

حق گویم و تاوں بہ زبانی دم آزار یارب چہ شد توں فتویٰ بر دار کشیدن

لغت : حق گویم : میں سچ کہتا ہوں حق بات کہتا ہوں۔۔۔ بر دار کشیدن : سولی پر لٹکانا، حضور کو "مکالماتی" کہنے پر سولی پر لٹکایا تھا۔

ترجمہ : میں حق بات کہتا ہوں لیکن تیرا میری زبان کو تکلیف پہنچا رہا ہے۔ یارب ! (حق بات کہنے پر سولی پر لٹکانے کا فتویٰ کیا ہوا) حضور نے "مکالماتی" میں حق ہوں، کہا اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اب میری حق بات کا تیرا کوگ برداشت نہیں کر رہے اور میری زبان کو سزا کا مستحق سمجھتے ہیں، گویا اب میرے لئے مذکورہ فتویٰ ہونے والا ہے یا ہو جائے۔

گنجینہ حسن است طلسمی کہ کسی از دے چوں عقدہ نیارو مگر از تار کشیدن

لغت : گنجینہ : خزانہ۔۔۔ طلسمی : ایک ایسا جادو۔۔۔ عقدہ : گانچہ، گرو۔۔۔

ترجمہ : گنجینہ میں ایک ایسا طلسم ہے کہ اس سے گرد کی طرح سولی کو دھاکے سے نہیں لٹکا جاسکتا۔ دھاکے میں گرہ پڑی ہو یعنی اس میں الجھا ہو تو سولی کا تار سے لٹکا مشکل ہو آ ہے اسی طرح گنجینہ میں ایک ایسا طلسم ہے جسے کھول کر دیکھنا ممکن نہیں۔

ز آسائش دل گرچہ مرادم دگرے نیست بارے نفس چند چہ خنجر کشیدن

لغت : مرادم دگرے نیست : میری کوئی اور مراد نہیں ہے۔۔۔ بارے : ہر حال، نام۔۔۔ خنجر : خنجر، طریقہ، طریقہ۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ دل کی راحت و آسائش سے متعلق میری کوئی اور مراد نہیں ہے، تاہم اتنا تو کہ چند سانس طریقے سے لئے جاسکیں۔ یعنی زندگی کے ہر چند سانس میں وہ دھمک کے ہوں ان سے تکلیف کا کوئی سبب نہ ہو۔

از بس کہ دل آویز بود جادو رابض زحمت دہم پائے ز رفتار کشیدن

لغت : از بس کہ : بہت زیادہ۔۔۔ جادو رابض : اس کے راستے کی پختی، روشنی، ذکر۔۔۔ پائے ز رفتار کشیدن : چلے چلے رک جاتے تھیں۔۔۔ زحمت دہم : مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے راستے کی فکر تاکہ اس قدر دل آویز ہے کہ میرے لئے وہاں رکنا تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ یعنی میری چاہتا ہے کہ میں

اس جہلی پہنارہوں۔

از مطلع : کبکہ نیم پارہ لعلے در رشتہ دم گوہر شہوار کشیدن

ترجمہ : مطلع : قول کا پہلا شعر۔ کبکہ : روشن۔ نیم : تھوڑی سی رکنا ہوں۔ دم : وقت۔ گوہر شہوار کشیدن : قیمتی موتی پر وہ۔
ترجمہ : دھاکے میں قیمتی موتی پر لے پڑتے (پڑتے وقت) میں لعل کے ٹکڑے جیسا ایک روشن مطلع اس دھاکے میں پر وہاں۔ کہا
اس قول کے ہالی اشعار گوہر شہوار ہیں اور اب دوسرا مطلع کہ کر شاعران میں لعل کا اضافہ کر رہا ہے۔

دریاب کہ با ایں ہمہ آزار کشیدن لب بی گزرم از کار بہ زلف کشیدن

ترجمہ : دریاب : پائے جان لے۔ آزار کشیدن : دکھ تکلیف اٹھانا۔ لب : گزرم : گزراں۔ زلف کشیدن : کسی کام سے ٹھک آ کر پھارنا۔

ترجمہ : ہاں لے کہ میں تیرے ساتھ جو دو قسم اٹھانے کے باوجود ان سے پناہ مانگتے ہوئے بھی راتوں سے اپنے ہونٹ کاٹا ہوں۔ یعنی
تیرے انہر دو قسم کے باوجود مجھے چہاٹتے میں بھی دکھ ہو آئے تھے میں سے لذت حاصل ہوتی ہے۔

چون اوسم وراغم کہ پس ازمن زکہ خواسی ثقلت زگراں جانے اغیار کشیدن

ترجمہ : گراں جانے اغیار : میوں یعنی رقیبوں کی سخت جلی۔ ثقلت : ثبات، شرمندگی، عداوت۔ وراغم : مجھے رلک ہے۔

ترجمہ : میں نے تو جان دے دی ہے لیکن مجھے اب یہ رلک تھانے جا رہا ہے کہ میرے بعد کون ہو گا جو رقیبوں کی سخت جانی دیکھ کر
عداوت و شرمندگی کا کارہا کرے گا یعنی میں نے تو میری محبت میں جان دے دی ہے لیکن رقیب ایسے سخت جان ہیں کہ ان پر میری محبت کا
کوئی اثر نہیں۔ میرے بعد کون چاہتا ہے کہ ان کی یہ حالت دیکھ کر شرمندہ ہو گا۔

مشفق قبولم من دول تب نیارو آری زلب نازک دلدار کشیدن

ترجمہ : میں قبول (کسی بہت کو بڑا) کا حلق ہوں لیکن میرے ولی میں اتنی لب و لعلات نہیں ہے کہ وہ دول دار کے ہونٹوں سے "ہاں" کا
لفظ نکلاوے۔ یعنی اگرچہ میری خواہش ہوتی ہے کہ میں محبوب سے اپنی کسی بہت کا جواب "ہاں" میں سنوں لیکن میرا دل اس کے نازک
ہونٹوں کو اس کی زہمت و عداوت برداشت نہیں کرتا۔

من کافر زنماری شاکم بمن اوزو سے در رمضان برسر بازار کشیدن

ترجمہ : کافر زنماری : وہ کافر ہے پناہ حاصل ہو۔ بمن اوزو : مجھے زیب دتا ہے۔

ترجمہ : میں بادشاہ کا کافر زنماری ہوں اس لئے رمضان کے مہینے میں سرعام شراب پینا مجھے زیب دتا ہے۔

فرجام : خون گوئی غالب جو گویم خون جگر است از رگ گفتار کشیدن

ترجمہ : فرجام : اچھا صلہ، نتیجہ۔

ترجمہ : میں تجھے غالب کی شاعری یا غزلی کے سلسلے کے بارے میں پوچھا "آؤ کہہ کیا ہے" وہ یہ ہے کہ اپنی رگ گفتار سے کہا خون جگر پینا
ہے۔ یعنی شاعری کوئی آسان کام نہیں اس میں شاعر کو اپنا خون جگر پینا ہے۔ بقول میر تقی میرا

ہم کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب ہم نے درد و غم جمع کئے کتنے تو دیوان ہوا

حالا

خنگ میوں تن شاعر میں لہو ہوتا ہے تب نظر آتی ہے اک مصرع ترکی صورت

ی نیم در زیر پائے فکر کرسی از سپر باکیت ی آودم یک معنی بر جنت راہ

غزل # 7

دلک غنم پدیت نہ شد ہوں است ایں تنکلبہ سر جوش گدا از نفس است ایں
لغت : تنکلبہ : کڑواہلی۔۔۔ سر جوش : جھاک، میل۔۔۔ گدا : بگلاہٹ۔

ترجمہ : میری شامی پر دلک کس لئے؟ یہ کوئی ہوس کا شدہ نہیں ہے۔ یعنی یہ ایسا چیز نہیں جس کی ہوس کسی کے لئے شدہ ہی ملے اس کا ہٹ جئے۔ یہ تو گدا از نفس کے سر جوش کا کڑواہلی ہے۔ یعنی شام کو بڑی تحیروں سے گدرا پڑا ہے۔ اس شعر میں دی پلت بدل کر کہی ہے جو غزل کے قطع میں کہی ہے۔

اے چالہ جگر در تنگن دامن میشتایں سرمایہ آرایش چاک نفس است ایں
لغت : جگر میشتایں : جگر کا خون نہ بہا۔۔۔ تنگن دامن : جال کے طعنے۔۔۔ چاک نفس : ہجرے کی سلاخوں کے درمیان سوراخ۔

ترجمہ : اے چالہ تو اپنا خون جگر جال کے طعنے ہی میں نہ بہا۔ یہ اخون جگر تو چاک نفس کی آرایش کا سرمایہ ہے (اے وہی ہلاک کا) یعنی جال گویا میری کاغذ ہے اصل مقام میری تو نفس ہے۔ اگر میں اس سرمایہ سے اپنا لکھ دوں جال پر ہی غم کرنا تو نفس کے لئے تو کچھ بھی نہ بچے گا۔

غم، بیکارم خزا و تن زان کہ دریں وقت ہرگز نہ شام کہ چہ بود و چہ کس است ایں
لغت : خزا : حسینہ، ریشم۔۔۔ تن زان : خاموش ہو جا۔۔۔ چہ بود : کیا تھا۔

ترجمہ : میں مست ہوں اور میری آغوش میں ریشم ہے۔ تو خاموش ہو جا میں اس عالم میں بالکل نہیں پہچان رہا کہ یہاں کیا تھا اور یہ کون ہے۔ گویا محبوب، عاشق کی آغوش میں ہے اور اس بظاہر اس پر مستی کا عالم طاری ہے اور یوں وہ اپنے دامن دامن باہول سے بالکل بے خبر ہے۔

واعظا خن از توبہ گویں کہ پس از سے دست دوہنے آب کشیدیم بس است ایں
ترجمہ : اے واعظ! تو توبہ کی بات نہ کر کیونکہ شراب پیچے کے بعد ہم نے اپنے منہ دھو لئے ہیں اور توبہ کے سلسلے میں اتنا ہی کافی ہے۔

یعنی مکمل طور پر توبہ سے قوم شراب سے عہد ہو جائیں گے۔ گویا بھل شاعر:

رات کو ٹوٹ ہی پل صبح کو توبہ کر لی۔ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

تقویٰ، اثر سے چند بہ عمر و گریست اش نازم سے مضغش چہ بلا زود رس است ایں
لغت : سے بے غش : خاص شراب۔۔۔ بہ عمر و گری : دوسری زندگی (بعد از قیامت کی زندگی)۔

ترجمہ : تقویٰ؟ (تقویٰ کچھ ایسی کیفیت ہے جس کے چند اثرات دوسری زندگی سے وابستہ ہیں۔ اس کا اثر آگے چل کر ظاہر ہو گا۔) ٹھیک تو آدمی سے پاک شراب پر ناز ہے کہ وہ کس قدر زود رس یعنی جلد مل جانے والی ہے اور ہمیں اس دنیا میں میرا جاتی ہے۔

پانیر نہ شلّی و ہما نیز نیرزی یک آن گل و خار آرد و نیرین و نس است این

نعت : نہ شلّی، شلیاں والا کٹی نہیں ہے۔۔۔ نیرزی: مناسب والا کٹی نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : نہ تو رقیب کے شلیاں والا کٹی ہے اور نہ ہمارے ہی لئے مناسب و مزاوار ہے، یعنی رقیب اور ہم تیری شان کے شلیاں نہیں ہیں، اس لئے کہ اگرچہ اور رقیب کا ساتھ چاہی ہی ہے جیسے بھول اور کانٹے کا ساتھ ہو اور اٹار اور تیرا ساتھ چاہی ہی ہے جیسے نیرین اور نس کا ہو۔ رقیب کو کانٹے سے اور خود کو شس سے تھیلے دی ہے۔

لب برب دلبر نیم و جاں سپارم ترکیب کچے کردن صد منتقس است این

نعت : جاں سپارم: جاں دے دوں۔۔۔ صد منتقس: نیکیوں کا احساس۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے ہونٹ محبوب کے ہونٹوں پر رکھوں اور پھر جاں دے دوں۔ نیکیوں کا احساس کو مرکب کر کے ایک احساس کی صورت دینا یہی ہے۔ یعنی اس حالت میں جاں دے دینا اس احساس کی ایک احساس ہے، بہت بڑی احساس ہے۔

شورے ست ز خوابان حنازہ منزل امانہ بہ دم سازی ہانگ جرس است این

نعت : خوابان: سلاخ۔۔۔ حنازہ: تیز دوڑنے والی اونٹنی۔۔۔ دم سازی: گل کر گانے کی حالت یا گانے میں ساتھ گانا اس ایک۔۔۔ ہانگ جرس: گانے کی روانگی کے موقع پر گانے کی آواز۔۔۔

ترجمہ : اسی نے جو اونٹنی پر اپنی حنازہ کو سلاخا ہے تو اس پر ایک شور مچا گیا ہے، کیا یہ ہانگ جرس کی دم سازی کے لئے نہیں ہے؟ گویا یہ شور ایک طرح سے ہانگ جرس کی کیفیت لئے ہوئے ہے۔

داغ دل طالب بہ دوا چارہ پذیر است این راچہ کمنہ چارہ کہ مشکیں نفس است این

نعت : چارہ پذیر: طالب کے لائق، جس کا علاج ممکن ہے۔۔۔ مشکیں: سیاہ۔۔۔

ترجمہ : طالب دل کے داغ کا علاج دوا سے ممکن ہے، لیکن اس کا کیا علاج کہوں کہ اس کا داغ سیاہ شس ہے اس کا علاج ممکن نہیں۔۔۔

غزل #8

بس کہ لہریز است زانہو تو سر تا پا کے سن تار می روید چو خار مای از اعضاے سن

نعت : می روید: پھونکا ہے، اٹکا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا سر اپنا راجہ تو میرے غم محبت سے تکتا اس حد تک کہ لہریز ہے کہ میرے بالے میرے اعضا سے بھل کے کانٹوں کی طرح پھٹتے ہیں۔ بھلی کا سارا وجود کانٹوں سے پر ہوا ہے۔ گویا عاشق کا وجود ان کانٹوں کی طرح جیسے والے جوں سے بھرا ہوا ہے۔ رنج و غم سے پرانی کی کثرت کی بات کی ہے۔

مست در دم ساز و برگ انعام تار است بے شکستن بر نیاید پلاہ از صناعے سن

نعت : برگ انعام: میرے ٹیک (محبت باب) ہونے یا ہوش میں اسے کا ساز و صانع۔۔۔ بے شکستن: نونے بغیر۔۔۔ پلاہ: باہر نہیں آئی۔۔۔

ترجمہ : میں عشق کے درد غم میں گویا ہوا (دہوش) ہوں، مجھے ہوش میں لانے کا ساز و صانع میرے غلے ہیں۔ گویا میری صراحتی نونے طیر

اس سے شراب باہر نہیں آئی۔ دل کے ٹوٹنے کو صواری کے ٹوٹنے سے اور نال کو شراب سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ میرا دل ٹوٹنے لگے تو میں بوٹ میں آتا ہوں۔ اس طرح آٹائے کو بوٹ کی شکل لگتا ہے۔

فصلے از باب شکست رنگ انشا کردہ ام می توان باز درونم خواند از سیماے من
 لغت : فصلے: ایک باب، کتب کا ایک حصہ۔۔ شکست رنگ: رنگ کاڑنا، یعنی ایک رنگ آٹا ایک ہلکا۔ انشا کردہ ام: میں نے تحریر کی ہے۔۔ سیماے من: میری پیشانی۔

ترجمہ : میں نے اپنے شکست رنگ کے باب کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر تحریر کیا ہے۔ چنانچہ میری پیشانی سے میرے دل کا راز پڑھا جاسکتا ہے۔ گویا میرے چہرے کے ایک رنگ آٹے ایک رنگ جانے سے میرے دل کی کیفیت و حالت کا راز انکشاف ہو گیا ہے۔

رقم از کار و بہل در فکر صحرا گردیم جوہر آئینہ زانوست خارپای من
 لغت : رقم از کار: میں بیکار ہو کر رہ گیا ہوں۔۔ آئینہ زانو: مڑا آئینہ عام طور پر زانو پر رکھ کر دیکھا جاتا ہے۔۔

ترجمہ : میں بے کار رہے پس ہو کر رہ گیا ہوں لیکن بنو زنی صحرا نوردی کی فکر میں ہوں (میرے دل میں صحرا نوردی کا شوق ملتا ہوا ہے)۔ میرے پاؤں کا لانا صحرا نوردی کے وقت پاؤں میں رہ گیا تھا اب میرے آئینہ زانو کاٹھ ہوا چمک اٹھا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ لانا مجھے صحرا نوردی کی لغت کا احساس دلا رہا ہے اور اس طرح پھر مجھے صحرا نوردی پر آکسما رہا ہے۔ یہ ہر آئینہ زانو سے مراد ہے حالت فکر میں سر زانو پر رکھے ہوئے۔

دانش در انتظار غیر و عالم زار زار وای من گر رفت باشد خوابش از غمایت من
 لغت : دانش: میں جانتا ہوں۔۔ عالم: میں زار و فقار و دروہا ہوں۔۔ وای من: افسوس ہے مجھے۔۔

ترجمہ : میں یہ جان کر کچھ کہ کہ میرا محبوب رقیب کے انتظار میں ہے میں زار زار کہہ رہا ہوں۔ افسوس ہے میری اس سوچ پر اگر میرے اس شور پر اس کی نیند اڑ گئی ہو؟ گویا محبوب عوامی رہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ گائے پر وہ پھر رقیب کا شہر رہے گا وہ عاشق کے لئے ایک ناقص برداشت ہوتا ہے۔

بس کہ ہموں از تب و تلم سراسر آتش است بر ہوا چوں دود لرزد سلیہ در صحرائے من
 لغت : ہموں: صحرا، جنگل۔۔ دود: دھواں۔۔ سراسر: پوری طرح۔۔

ترجمہ : میرے عشق کی گرمی کچھ اس حد تک ہے کہ صحرا اس سے سراسر آگ بن گیا ہے، چنانچہ میرے صحرائیں سائے ہوا پر اٹھاپا دھواں کی طرح لرز رہے ہیں۔ گویا سائے اس گرمی سے بچنے کے لئے تڑپتے ہوئے ٹوہ کو جا رہے ہیں۔

زلف می آراید و از ناز باوم نی کند در خم آں طرہ خالی دیدہ باشد جالے من
 لغت : می آراید: آراستہ کرتا یا سنوارا ہے۔۔ باوم نی کند: مجھے یاد کر رہا ہے۔۔ خم: چھ، نیونہ، مکی۔۔

ترجمہ : وہ محبوب اپنی زلفیں سنوار رہا ہے اور اس موقع پر مجھے یاد کر رہا ہے۔ گویا اس نے اپنی زلفوں کے خم میں میری جگہ خالی دیکھی ہوگی۔ اسی چھ و خم میں مجھے امیر کرنے کے لئے اس نے مجھے یاد کیا ہو گا۔

خاطر منت پذیر و خوشے نازک دادہ ای گر بہ بخشی شرمسارم ورنہ بخشی وای من
 لغت : خاطر منت پذیر: اصل ماننے والا۔۔ ورنہ: اور اگر۔۔ خوشے نازک: نازک مڑی۔۔

ترجمہ : اندازے خطاب ہے اتنے مجھے منت پذیر دل اور اس کے ساتھ نازک طبعی سے نوازا ہے اگر تو بخش دے تو میں شرمسار ہوں گا

اور اگر نہ تھے تو تجھ پر بہت افسوس ہے۔ یعنی اپنی ہارک طبعی اور ہارک حوالی کے باعث تجھے اس بات کا دکھ ہو گا کہ تو نے مجھے نہیں پہچانے بلکہ انھوں کی مزاحمت سے بے شرمی کی کامیابی ہوئی کہ اس کا حدود یہ کیسے سوں گا۔

ماتے ضبط شرر کدوم چپاس غم ولے غول چکیدن وارو اکنوں از رنگ خارائے من
لف: چپاس غم کے لحاظ سے۔۔۔ چکیدن: چپکنے۔۔۔ رنگ خارائے: سخت چمکی رنگ، مہربان، مضبوط۔۔۔

ترجمہ: میں نے ایک مدت تک چپاس غم، شرر کو ضبط کئے رکھا، یعنی اپنی چنگاریاں برسانے والی فرائیوں اور آہوں کو روکے رکھا، لیکن اب تو میرے سخت چمکی رنگ سے غول چپکے نکلتے ہیں۔

در ہجوم غفلت از بس خویش را گم می کند قطره در دریاست کوئی سلیہ در شمسائے من
لف: ہجوم غفلت: تاریکی کی کثرت ہے حد تاریکی۔۔۔ از بس: بہت۔۔۔

ترجمہ: میری راتوں میں سائے کی وہی کیفیت و حالت ہے جو سمندر میں قطرے کی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ یعنی سلیہ ہے پناہ تاریکی میں خود کو بڑی طرح کھو بیٹھتا ہے۔ رات کی ہے حد تاریکی کی بات کر کے یہ کہنا چاہا ہے کہ اس میں سلیہ نظر نہیں آئے۔ دوسرے لفظوں میں رات کی یہ تاریکی خود سائے کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ غالب اس استعارے سے اپنی بے حد بد نصیبی کا ذکر مقصود ہے۔

حسن لفظ و معنی غالب گواہ باخلق است بر عیار کامل نفس من و آبائے من
لف: گواہ باخلق: بولتا ہوں اگر وہ مجھے بخلائے ممکن نہیں۔۔۔ عیار کامل: مکمل کوئی، کھرا کوئی، کئے کا معیار۔۔۔

ترجمہ: اے غالب! میری شاعری کے الفاظ و معانی میں جو حسن و خوبی ہے۔ وہ میرے اور میرے آباؤ اجداد اور ان کے عیار کامل پر ایک بولتا ہوں گواہ ہے۔ اپنی شاعری کے حوالے سے اپنی اور اپنے اصناف کی عظمت اور بڑا کار ہونے کی بات کی ہے۔

غزل 9

خوش بود فارغ زند کفر و ایمان زبستن حیف کافر مردان و آوٹ مسلمان زبستن

لف: بند کفر و ایمان: کفر اور ایمان کی قید، بندھن، الجھن۔۔۔ زبستن: بچہ زندگی بسر کرنا۔۔۔ حیف: افسوس۔۔۔ آوٹ: افسوس۔۔۔

ترجمہ: کفر اور ایمان کی قید یا بندھن سے آزاد رہ کر زندگی بڑے طے اور سکون سے گذارتی ہے۔ کافر ہونے کی حالت میں مرنے کی قتل افسوس ہے اور مسلمان رہ کر زندگی بسر کرنا بھی لائق افسوس ہے۔ گویا کفر و ایمان کے الجھنے میں پڑ کر انسان حقیقت مطلق تک رسائی نہیں پاسکتا البتہ اللہ اپنی زندگی کو اختیار کا شمار دیتا ہے۔ فراغت و سکون کی زندگی انہی کو میر آتی ہے جو اس بھیڑے سے آزاد ہیں۔ بہت سے شعراء اس موضوع پر اپنے اپنے انداز میں بات کی ہے۔ خلاصہ یہی مراد ہے:

مومن ز دیں برآمد وصفی ز اعتقاد ترسا محمدی شد عاشق اہل کہ بہت

معنی:

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیہ عداوت

خود غالب نے اس سے پہلے یوں کہا ہے:

مقصودا نہ دیو و حرم جز جیب نیست ہر جا کنیم سجدہ ہاں آستان رسد
کفر و دین چیت جز آلائش پندار وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شو
جہدہ ہر فی ثار و کثر ہمیں شہادے پارسطہ بہت کی ہے :

بکوسے عشق یا قصر شہل یا کلبہ و دولش فروغ دوستی خواہی تو خواہ آنجا و خواہ اینجا
شیوہ رندان بے پروا خرام از من پھر اس قدر دانم کہ دشوار است آسان ز یستن

لغت : بے پروا غلاما بے پروائی سے راہ زندگی پر چلنے والے۔۔۔ شیوہ : نمونہ : انداز : طور۔۔۔ پھر : متاخر : متاخر۔۔۔

ترجمہ : بے پروا خرام رندوں کے زندگی گزارنے کے نمونہ کے بارے میں مجھ سے متاخر ہے۔ مجھے تو بس اتنا چاہیے کہ آسان زندگی (بے پروا غلامی) گزارنا پندار وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شو سے بے پروا غلاموں، یعنی ایسے رندوں کو ڈاکو اٹھانے پڑتے ہیں۔

برو گوسے خری از ہر دو عالم ہر کہ یافت در بیابان مردن و در قصر و ایوان ز یستن
لغت : برو گوسے خری : خوشی و مسرت کی گیند لے گیا یعنی جیت گیا کامیاب ہو گیا۔۔۔

ترجمہ : ہر وہ شخص جو بیابان میں محراب یعنی جس نے بے سرو سامانی کی زندگی گزار لی ایسی ایسی دنیا کی میں رہا ہوں سمجھتا رہا جیسے وہ محل اور ایوان میں زندگی بسر کر رہا ہے، اس نے دونوں عالم سے خوشی کی گیند جیت لی۔ یعنی وہ دونوں جہانوں میں خوشی و مسرت کے حصول میں کامیاب رہا یا اسے دونوں جہانوں کی سرسبز حاصل ہو گئیں۔

راحت جلود ترک اختلاط مردم است چوں خضر باید ز چشم خلق پنہاں ز یستن
لغت : راحت جلود : جیت جیت کا سکون و آرام۔۔۔ اختلاط : میل ملاپ۔۔۔

ترجمہ : زندگی میں راحت جلود اسی صورت میں میرا آسکتی ہے کہ لوگوں سے میل ملاپ ترک کر دیا جائے۔ گویا خضریٰ طرح لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر زندگی بسر کرتی ہے۔ یعنی خضر انسانوں کی نظروں سے پنہاں سکون و راحت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ صاحب نے اس کے برعکس لہر جڑے کی بات کی ہے :

بہار عمر ملاقات دوستداران است خضرچہ حظ برد از عمر جلوداں تھا
تکچہ راز اندر سے اس پردہ پنہاں کردہ اند مرگ مکتوبے بود کو راست عنوان ز یستن

لغت : گوراست : گوراس کا ہے۔۔۔ عنوان : مکتوبہ : خط کا آغاز کسی مضمون کی سرش۔۔۔ مکتوبہ : خط : تحریر۔۔۔

ترجمہ : خدا جانے اس پردے کی تہ میں کیا راز چھپا ہوا ہے یعنی قدرت نے پھجھا رکھا ہے کہ موت ایک ایسی تحریر ہے جس کا عنوان "زیستن" (زندگی) بسر کرنا زندگی رکھا گیا ہے۔ بالواسطہ زندگی کو دکھوں کا مجموعہ کہا ہے اور موت کو ان دکھوں سے آزاد اور سرخروئی کی زندگی قرار دیا ہے۔

روز و وصل یار جل وہ در نہ عمرے بعد از میں اچھوٹا از زیستن خولہ پیشیل زیستن

ترجمہ : جس روز تجھے محبوب کا وصل میرا آئے اسی روز تو خوشی سے جاں نثار کرے، ورنہ اس کے بعد سے تو ہماری ہی طرح پیشیل کی زندگی بسر کرے گا۔ گویا ہمیں وصل نصیب ہوا ہم نے جان نہ دی، اور موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ جس کے سبب ہم بنو پیشیل کا شکار ہیں کہ

کیں اس موقع پر ہاں نہ کہی۔

با رقیباں ہم خیمہ اما بدعوی گلہ شوق مروان است ازاد زیں شستے گراں جاں زینستن
 لغت : ہم خیمہ ہم فن یعنی ایک ہی فن یا پیشہ کے ہیں۔۔۔ شستہ منعی بھرا تھوڑے الگ یعنی رقیب۔۔۔
 ترجمہ : ہم دور رقیب ہم پیشہ و ہم فن ہیں، لیکن عشق کے مقام دعویٰ میں اپنی عشق کے دعوے کے اعلان کے موقع پر ہم تو جان غدار کر
 دیتے ہیں، بلکہ یہ منعی بھرا لوگ (ہمارے رقیب) سخت جانی کی زندگی اپنے لئے ہوتے ہیں۔ گویا عشق کا دعویٰ کرنا آسان ہے۔ ہر کوئی یا رقیب بھی
 کر لیتا ہے لیکن اس پر عمل کرنے کے لئے بڑی استعداد اور کار ہے۔ جو صرف عاشق کو حاصل ہے۔

بر نوید مقدمت صد بار جاں باید فشانم بر امید وعدہ ات زمار ستواں زینستن
 لغت : نوید مقدمت: تیری آمد آمد کی خوشخبری۔۔۔ جاں باید فشانم: جان نثار کر دینی چاہئے۔۔۔ زمار: ہرگز۔۔۔
 ترجمہ : تیری آمد آمد کی خوشخبری پر ہمیں جاں فدا کر دینی چاہئے، لیکن ہم تحریے وعدے کی امید پر ہرگز زندہ نہیں روکتے۔ یعنی تمرا وعدہ
 محض وعدہ ہے اس پر عمل نہیں کرے بلکہ غالب نے یہی بات اردو میں یوں کی ہے :

تحرے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
 دیدہ گردوشن سواد ظلمت و نور است پدیدت فارغ از اہر یکن و غافل زینداں زینستن
 لغت : روشن سواد: جس کی دھاتی تیر ہے یعنی جو بڑے پچھلے میں تیز کر سکتی ہے۔۔۔ اہر یکن: اہرمن کے مطابق برائیاں کا
 خدا یعنی شیطان۔۔۔ چرواہ: نیکوں کا خدا۔۔۔

ترجمہ : اگر آگہ میں اتنی اہلیت ہے کہ وہ ظلمت (نار کی) اور نور (ادب و شرف) میں تیز کر سکتی ہے ان میں فرق کو جان سکتی ہے تو پھر یہ شیطان
 کی طرف سے (نار کی) بے پرواہی و بے نیازی کی اور خدا کی طرف سے ظلمت کی زندگی کیا سچی رکھتی ہے۔ (اہرمن) گویا ظلمت اور چرواہ گویا
 نور ہے)

ابتدائے وارو ایں مضمون توارد عجیب نیست نگذرد در خاطر بازک خیالیں زینستن
 لغت : ابتدائے: ایک یا خاص پہلی مایانہ ہیں۔۔۔ توارد: کسی ایک شاعر کے کسی شعر میں جان کر وہ خیال کا کسی دوسرے شاعر کے شعر
 میں انتقالی وارد ہونا۔۔۔

ترجمہ : یہ مضمون کہ بازک خیال لوگوں کے دل میں پہنچے یا زندہ رہنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہو تا، ایک عام سا مضمون ہے اس لئے اس میں
 اگر توارد واقع ہو جائے تو یہ کوئی عجیب کی بات نہ ہوگی۔

غالب از ہندوستان بگریز فرصت مفت تست در نجف مروان خوش است و در صفہاں زینستن
 لغت : فرصت مفت تست: تجھے موقع میرا آیا ہے۔۔۔ نجف: عراق کا ایک مشہور شہر جس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہیں۔۔۔
 صفہاں: اصحابِ امیران کا مشہور شہر۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تجھے اب موقع میرا آیا ہے اس لئے تو ہندوستان سے ہٹا جا اجرت کر جا، اس لئے کہ نجف میں مرنا حضرت علی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اور اصحاب میں زندگی بسر کرنا مست خوش قسمتی کی بات ہے۔

غزل # 10

چیت پہ لب خندہ از عتاب گلشن رونق پروں ز آفتاب گلشن
لغت : چیت : کیا ہے؟ یہ کیا۔۔۔ عتاب : نصہ، برہمی۔۔۔ پروں : چو ستاروں کا جھرمٹ سے عھو شیا بھی کہتے ہیں۔ رونق : چمک، روشنی۔۔۔

ترجمہ : یہ کیا کہ (تو نے) ابرہم ہو کر ہو تلوں کی ہنسی کو ضائع کر دیا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کے ساتھ پروں کی رونق کو بیکار کر دیا جائے۔
ہو تلوں کی ہنسی کو رونق پروں سے اور برہمی کو آفتاب سے خیر دی ہے۔

گر نہ رونق راست ز انتخاب گلشن چیت برخ طرف آں عتاب گلشن
لغت : ز انتخاب گلشن : کتاب پڑھنے کے دوران کوئی صفحہ دلچسپ ہو تو قاری اس کے ایک کونے کو دہرا کر دیتا ہے، جو اس صفحے کے انتخاب کی نشانی ہے۔ اور اگلے دو صفحہ تو بند ہیں۔۔۔

ترجمہ : اگر کسی کتاب کے صفحے کو انتخاب کرنے کے موقع پر اسے دہرا کرنا (تھکن ڈالنا) مقصود نہیں ہو تو بالآخر قلم چرے پر یہ عتاب میں
تھکن ڈالنا کیا سہی رکھتا ہے۔ گویا محبوب نے چرے سے عتاب کو ذرا سر کا دیا ہے جو گویا تھکن ڈالنے کی صورت ہے۔ اس طرح اس کا چہرہ ایک
اخچھلی سطح معلوم ہونے لگا ہے۔ ماضی اس حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ اسے محبوب تو اس تھکن کو بنا کر اپنا چہرہ پوری طرح سامنے لاکر
جاری نظروں کے لیے وہی ایک انتخاب ہے۔

خازنہ برآں روئے تلیکاف فردون رونق بازار آفتاب گلشن
لغت : خازنہ : سرفی۔۔۔ فردون : اضافہ کرنا، بڑھانا۔۔۔ رونق بازار : شہرت و عظمت۔۔۔

ترجمہ : اس تلیکاف (روشن، چمکتا، ہوا) چہرے پر سرفی کا اضافہ کرنا (تلیکاف) آفتاب کی رونق بازار کو مات کرتا ہے۔ یعنی محبوب کا حسن پہلے ہی
بے حد و کٹھن ہے اس پر خازنہ کا اضافہ کیا کیا "تیک نہ شد دود شد" (دلی بات ہے۔ دکھائی ہو رہی ہے) آفتاب کی چمک سے بھی بڑھ گئی ہے۔

شمارہ برآں طرو سیاہ کشیدن قیمت نکالے ملک باب گلشن
لغت : شمار کشیدن : نکھی کرنا۔۔۔ نکالے : نکالنا، تجارت۔۔۔ ملک باب : خاص ملک۔۔۔

ترجمہ : اور ان نیوہ (ظلموں میں نکھی کرنا ایک طرح سے ملک باب کے نکالنے کی قیمت گردانا کہتا ہے۔ محبوب کی زلفیں انہی نیوہ اور
ٹوٹی ہوئی ہیں کہ ان کے سامنے ملک باب کی کوئی حیثیت نہیں۔

جو خوش سرمستم ز برق پسندو نیشتر اندر رگ سحاب گلشن
لغت : نیشتر گلشن : شکر چھوٹنا۔۔۔ سحاب : ہادل۔۔۔

ترجمہ : میرے خوش مستی کو یہ بات پسند ہے کہ بجلی ہادل کی رگ میں شکر چھوڑے۔ ہادل کی رگ میں شکر چھوڑنے سے مڑا ہوا دل کا سامان
کرہ یعنی ہوا دل ہو اور میری سرمستی اور بے۔۔۔

تیک بود گر بجگم جو وصلہ باشد جام پپائے خم شراب گلشن
لغت : تیک بود : تیک پور : اچھی بات ہے۔۔۔ بجگم جو وصلہ : جام کے ملاپ۔۔۔

ترجمہ : اگر جو وصلہ اجازت دے (یعنی دعا جو وصلہ ہو) شراب کے پیالے کو شراب کی مٹائی کے پائوں پر ہی تو ڈالنا اچھی بات ہے۔ مطلب

یہ کہ شراب مراثی سے نہ نکال کر یعنی زیادہ سے زیادہ پی جائے اور چونکہ پیالے میں شراب تھوڑی جاتی ہے اس لئے پیالہ توڑ دیا جائے تو یہ خوب رہے گا۔

شغل ندارد فراق ساقی و مطرب جز قنق و برید و رہب گلشن
لغت: قنق: پیالہ۔۔ مطرب: گانے والا۔ ساقی: برید: ایک ساز اباہار۔۔ رہب: سدا کی ایک قسم۔ شغل ندارد: کوئی کام نہیں۔۔ فراق: یہاں مزارا غیر موجود کی۔

ترجمہ: ساقی اور مطرب کی غیر موجودگی میں اس کے سوا اور کیا کام کیا جاسکتا ہے کہ قنق اور برید و رہب کو توڑ دیا جائے۔ یعنی ساقی اور مطرب کے بغیر ان چیزوں کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔

قطب سے ست اعشب از کجا کہ نخواستم شیش خالی برخت خواب گلشن
لغت: اعشب: آج رات۔۔ قطب: کی، سخت کی۔۔ رخت خواب: بستر۔۔ از کجا: کس لئے۔۔

ترجمہ: آج رات جب کہ شراب کی شدید کمی ہے، پھر کلاس میں یہ کیونکر نہ پائوں گا کہ غلی صراحتی یا تو قتل کو اپنے بستر پر توڑ دوں۔ یعنی شراب کے بغیر مراثی کس کام کی، اس کا توڑ نہ ہی مناسب ہے۔

تج تو نازد بہ سرفشانی عاشق موج بھی بلند از حباب گلشن
لغت: نازد: نقر کرتی ہے۔۔ سرفشانی: سرازار قتل کرنا۔۔ بلند: پھولے نہیں ملتی، نقر کرتی ہے۔۔ حباب: بلبل۔۔

ترجمہ: تیری نوا عاشق کا سرازار ہے اسی طرح ناز کرتی ہے جس طرح موج چلنے کو توڑ کر نقر کرتی ہے۔ بلبلوں کے ٹوٹنے سے لہروں میں امداد آتا ہے، جو ایک طرح سے پھولنے کا عمل ہے۔ اسی بلند سے یہ لہل بھی نواز ہے اور نقر کرنا بھی۔ گویا اس طرح اس شعر میں صنعت ایسا انداز صنعت نامی آگئی ہے اور صنعت پیش کی گئی۔

چیت دم وصل جان ز فوقی پروان تشنہ لبے را سیو در آب گلشن
لغت: دم وصل: وصل کے موقع پر۔۔ جان پروان: جان دے دینا نکال کر دینا۔۔ سیو: پیالہ۔۔

ترجمہ: وصل کے موقع پر خوشی سے جان دے دینا کیا ہے؟ یہ ایسے ہے جسے کسی پیالے کو پانی سے بھرتے دھت پانی ہی میں توڑ دیا جائے۔ یعنی عاشق پر وصل میں اتنی خوشی طاری ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے لئے ناقص برداشت بن جاتی ہے، یوں وہ جان دے دینا اور وصل سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا اس میں بھی صنعت پیش کی ہے۔

از گل روے تو بلبل غلغلہ گلشن وز خم موے تو فتح باب گلشن
لغت: بلبل غلغلہ: بہت کھلانا۔۔ خم موے: تھوڑی زلفوں کے بچے۔۔ فتح باب: مزارا آسودگی، آرام و سکون۔۔

ترجمہ: خم موے کے پھول سے ہے جو غلغلہ یا راحت و مسرت حاصل ہوتی ہے جبکہ تھوڑی زلفوں کے بچے و خم سے آرام و سکون خم ہو آئے۔ پھول کے حوالے سے گلشن استعمال کیا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا چہرہ پھول سے بھی بڑھ کر گلشن و تازہ ہے، جسے دیکھ کر عاشق پر ایک ہر مسرت کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ شکرگاہی زلفوں کو دیکھ کر عاشق چہرے کا کھار ہو جاتا ہے۔ بچے و خم کے حوالے سے فتح باب گلشن ہے۔

طرد نیارا برغم خواہش غالب چیت دلش را ز چیت و تب گلشن
لغت: طرد: مبادت نہا۔۔ برغم: کے خلاف۔۔

ترجمہ : تو غالب کی خواہش کے خلاف اپنی زلفوں کی آرائش نہ کر، پہلا زلفوں کے اس چھوٹے دم سے اس کے دل توڑنے کا کیا مطلب ہے؟ گویا غالب کا دل محبوب کی زلفوں میں الجھ کے رہ گیا ہے۔ یعنی پہلے ہی وہ زلفوں کی کشش میں کم نہیں ہیں اور اس آرائش سے ظاہر ہے، ان میں اور دلکش آجائے گی جو عاشق کا دل اڑا لے جائے گی۔

غزل # 11

خبرہ کند مرد را مر درم داشتن حیف ز بچوں خودے چشم کرم داشتن
لغت : خبرہ : حیران، بھڑکا، پریشان۔ درم : ایک سکہ، طرہ مال و دولت۔ ز بچوں خودے : اپنے جیسے کسی سے۔ چشم کرم : صبا کی توقع اس سے۔

ترجمہ : مال و دولت سے محبت، آدمی کو حیران و بدحواس کر دیتی ہے۔ کسی اپنے جیسے سے صبا کی توقع رکھنا افسوس کی بات ہے۔ یعنی ہر طرح انسان غلی ہے اسی طرح دولت بھی آتی جاتی ہے۔ آج کسی کے پاس توکل کسی کے پاس ہوئی ہے، لہذا اس سے صبا یا فخر کی توقع رکھنا بیکار ہے۔

وائے ز دل مردگی خوے بدایگفتن آہ ز افسردگی روے دژم داشتن
لغت : دل مردگی : دل کا مرہ، مردہ۔ خوے بدایگفتن : بڑی عادت یا بد مزاجی کا مظاہرہ کرنا۔ روے دژم : اترا ہوا چہرہ۔ افسردگی : اسی کا اضمحلال، بجھا، بھاسا ہو کر رہنا۔

ترجمہ : مردہ دل کی حالت میں انسان کا بد مزاجی کا مظاہرہ کرنا افسوسناک بات ہے، اسی طرح افسردگی کے عالم میں اس کا چہرہ اترا رہے تو یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں۔ مطلب یہ کہ غم و افسردگی کو ختم کرنا ضروری ہے، بد مزاجی کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ غالب ہی کے بقول!

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مت جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر چریں اتنی کہ آسماں ہو گئیں
راز بر انداختن از روش ساقین دیدہ و دل باختن پشت و شکم داشتن
لغت : راز بر انداختن : ہمدردی ظاہر کرنا۔ روش ساقین : بھاری انداز اختیار کرنا۔ دیدہ و دل باختن : پشت و شکم کا مظاہرہ کرنا۔ دیدہ و دل باختن : دیدہ و دل پر محبت میں دل دے ڈھنسا۔

ترجمہ : بھاری انداز اختیار کر کے ہمدردی ظاہر کرنا محبت میں ادب و دل چاہنا اور بھری ظاہر کرنا کہ ہم بڑی محبت و حوصلہ کے مالک ہیں، یہ سب بیکار باتیں ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اگر عاشق محبت میں قصص سے ہم لیتا ہے تو اس کا راز محبت کاش ہو سکتا ہے۔

جو ہر احوال ز دل پاک فرا روختن گروے از آں در خیال ہر قسم داشتن
لغت : فرا روختن : صاف یعنی غلطی کرنا، روختن اصل روختن، رو بہ پیش ہے۔ پاک : باطل، بھری طرح۔
ترجمہ : دل کو جو ہر احوال سے باطل غلطی کرنا اور محض قسم کھانے کے لئے اس (جو ہر احوال) کی ذرا سی گرد خیال میں رکھنا روختن معنی بھادو سے متعلق کرنا ہے اسی لئے یہی گرد کا لفظ استعمال کیا ہے، کوئی اچھی بات نہیں۔

نگاہی شوق پیست رنگ طرب ریختن چہرہ ز خون لب چشم رنگ ارم داشتن

لغت : رنگ طرب و عشق : سرور و شادمانی کا رنگ ہوتا۔۔۔ خلیب چشم : آنکھوں کے ٹھنڈے آنسو۔۔۔ ارم : بہشت۔۔۔

ترجمہ : تازگی شوق کیا ہے؟ (وہ ہے) رنگ طرب جیسا اور چہرے کو اپنے ٹھنڈے آنسوؤں سے رنگ ارم بناتا۔ (انگو شعرا اس شعر سے مراد ہے)

باہر اشکلی دم ز درستی زون . باہر دل صغلی تب حتم داشتن

لغت : اشکلی : شگفتگی، نہت بہت۔۔۔ دم زون : دعویٰ کیا۔۔۔ دل صغلی : نرمی دل ہونا۔۔۔

ترجمہ : انسان کا دم نہ شگفتگی کے عالم میں بھی اپنے چہری طرح ٹھیک خاک ہونے کا دعویٰ کرنا اور تمام تر دل صغلی کے باہر جو دم و حتم برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہو یا یہی تازگی شوق ہے۔ (انگو شعرا بھی ان شعروں سے مراد ہے)

در خم دایم جا بال فضاں زیستن باسر زلف دوتا عودہ ہم داشتن

لغت : خم دایم جا : صیبت کے چل کا مترادف۔۔۔ بال فضاں : اڑنے وقت پرندے کے پر پھیلائے کی حالت۔۔۔ زیستن : جینا زندگی بسر کرنا۔۔۔ زلف : بالوں کی دو ٹھیں یا دو چوٹیاں۔۔۔ عودہ : الجھاؤ۔۔۔

ترجمہ : دایم جا کے معنی میں ہم ہوتے ہوئے بھی اس سے بے نیاز ہو کر اڑنے کی حالت میں زندگی بسر کرنا اور (محبوب کی) زلف دوتا سے بھی الجھتے رہنا انکے شعر سے مراد ہے۔

دل چو بکوش آیدے عذر جا خواستن . جاں چو بیاسایدے شکوہ ز غم داشتن

لغت : خواستن : چاہنا۔۔۔ آیدے : آئے۔۔۔ بیاسایدے : آرام و سکون میں ہو۔۔۔

ترجمہ : دل جب جوش میں آئے تو انکوں میں صیبت کا شکار ہونے کی خواہش کرنا اور جاں جب آرام و سکون میں ہو تو انوں کا شکوہ کرنا یعنی وہ اپنے اثر کیوں نہیں دکھا رہے؟ مطلب یہ کہ آسودگی اور سکون سے انسان کی اندرونی ہی بڑھتی ہے جو تازگی شوق (جس کا ذکر پہلے آچکا ہے) کے ختم ہونے کی باعث بنتی ہے۔

بہر فریب از دیا دام تواضع میکن . دل نہ برآید ہی تیغ ز خم داشتن

لغت : دیا : نگاری، مصلحت۔۔۔ تواضع : انکسار و ماتحتی۔۔۔ دام بکشد : چال مت بچھا۔۔۔

ترجمہ : تواضع سے ہم لیتے ہوئے دوسروں کو فریب دینے کی خاطر تواضع کا ہل مت بچھا۔ (ظاہری انکسار سے ہم نہ لے لے۔) گوار میں اگرچہ خم (جھکاؤ) ہے لیکن وہ کسی کا دل نہیں مہکتی ہے۔ گوار کا خم کیا مصلحت ہے؟ اس کا یہ جھکاؤ کسی انکسار کے انکسار کے لئے نہیں ہے۔ عذر قبول ہے۔

نقش پے رفتگان جاوہ بود درجہاں ہر کہ رود بلبش پاس قدم داشتن

لغت : نقش پے رفتگان : جاے رفتار (یعنی جو گزر گئے ہیں) کا نقش قدم۔۔۔ بلبش : اسے چاہئے۔۔۔ پاس قدم داشتن : قدم کا دھیان رکھنا احتیاط سے قدم اٹھانا۔۔۔

ترجمہ : جو لوگ اس دنیا سے گزر گئے ہیں ان کا نقش قدم دنیا میں ان لوگوں کے لئے ایک طرح سے راستہ ہے جو بعد میں آتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو کوئی زندگی کی راہ میں چلتا ہے وہ ذرا احتیاط سے قدم اٹھائے۔ یعنی آج کے انسان کے اعمال کا اثر آئے دن اہل یا نسلوں پر بھی پڑتا ہے اس لئے اسے ہر کام میں احتیاط سے کام لیتا چاہئے۔ گویا وہ اپنے اچھے اعمال بعد اس دنیا سے رخصت ہو۔

با نگو خواب داشتن چہرہ نیارست شد عشوہ وہد گر حیات ز آئینہ روم داشتن

لغت : چہرہ نارسا شدہ: اپنی نگاہ کے بھی مقابل میں ہو سکتا۔۔۔ دم داشتن: ہواگ ہانا۔۔

ترجمہ : وہ محبوب آئینے میں اپنی نگاہ کے بھی مقابل میں ہو سکتا نگاہ کی تاب نہیں لاسکتا۔ اگر وہ ہوا کی دچ سے آئینے سے دور بھی رہنے کی کوشش کرے تو اس کے اس انداز میں بھی تڑوا رہا ہے۔ خود بقول ناب:

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رو گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا

سعدی :

جرم بیگناہ نداشت کہ تو خود صورت خویش کر در آئینہ بنی بود دل زہر

عرفی :

وہن خویش بوسند و لب خویش کند چوں در آئینہ بیند بتاں صورت خویش

اشک چہاں بے اثر نا چہیں نارسا دید و دل را سوز ماتم ہم داشتن

لغت : سوز : مناسب ہے، کافی ہے۔۔

ترجمہ : نگاہ کے اشک ہیں تو وہ ہے حد ہے اثر ہیں اور ناگہ و فزا وہ ہے تو وہ بھی بہت نارسا ہے اثر ہے۔ اس صورت میں (نارسی) آنکھوں اور دل کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کا کام کریں۔ گواہ دید و دل دونوں کا عمل (انسو بہا ناگہ و فزا کرنا ہے اثر اور ہے سوز پیکر ثابت ہو رہا ہے۔

نخلت کردار زشت گشت بعضی بہشت بان زکوثر گرفت بہر زخم داشتن

لغت : نخلت : شرمندگی، شرمندگی۔۔ کردار زشت : بے اعلیٰ نگاہ نگاری۔۔ بہر زخم داشتن: بی عقلی مکی ہونے کے باعث احساس نگاہ پر شرمندگی کے نتیجے میں پیشانی پر ہینہ آجانا۔۔ بان گرفت: خراج وصول کیا۔۔

ترجمہ : نگاہ کی اپنے بے اعلیٰ پر شرمندگی اس کے لئے گواہ بہشت بن گئی۔ چنانچہ اس کی پیشانی کے پیچھے لے کوثر کے پانی سے خراج یعنی خراج حسین وصول کر لیا۔ گویا احساس نگاہ پر شرمندگی بھی ایک اچھا عمل ہے جسے نہ اچھند کرنا اور نگاہ کی بخشش فرما دینا ہے۔

گریہ ام از نیکی ست بو کہ دوسرے چچ و تاب تن یہ روئی دہر نامہ زخم داشتن

لغت : بو کر: ٹھکن ہے کہ۔۔ تن یہ روئی دہر: رواں ہونے یا جانے پر راضی ہو جانے۔۔

ترجمہ : میں ہر گز یہ وزاری کر رہا ہوں تو یہ نیکی کے باعث ہے۔ ٹھکن ہے کہ اس چچ و تاب (بے قراری میں ہر گزایا ہونے کے باعث محبوب تک پہنچنے پر راضی ہو جائے۔ یعنی میرے آنسوؤں کے سیلاب میں یہ کریمہ محبوب تک پہنچ جائے۔

عالم آوارہ نیست گرچہ بہ بخشش سزا خوش بود از چوں توئی چشم کرم داشتن

ترجمہ : انڈا سے خطاب ہے اگرچہ عالم آوارہ کسی بخشش کا مستحق نہیں ہے ہم ہرے بھی ذات مقدس سے بخشش و کرم کی امید رکھنا ایک اچھی بات ہے۔

غزل # 12

چہ غم اور ہر جہد گرفتاری زمین احراز کردن
نکلاں گرفت ازمن بہ گذشتہ ناز کردن
نعت : ارے اگر کاغذ ہے بہ جہد کوشش سے دانت ہلن ہو جو کر۔۔ احراز کردن : چہا دور رہے پہلو چی کرنا۔ گذشتہ : جو کچھ گذر چکا۔

ترجمہ : اگر تو نے غم سے ہلن ہو جو کر اور دانت پہلو چی کر لی ہے تو میرے لئے یہ غم کی بات نہیں۔ غم نے اپنے گزشتہ سے ہرے دور محبت پر غم سے جو کچھ سے جیسا میں ہاں تک۔ یعنی محبت میں جو نہانہ گزشتہ کا حال کا حال فراموش ہے۔

نگہت بہ موٹنگانی ز فریب روم خوردن
نغمہ بدام بانی زخمن دراز کردن
نعت : گشتہ تیری نگہ۔۔ موٹنگانی : ہل کی کمال اور زیادہ آواز میں مراد آنکھوں کے لطیف اشارے۔۔ روم خوردن : دار کرنا بھانگنا۔ بدام بانی : ہل بٹھیس۔۔

ترجمہ : یہ فریب دینے کی خاطر کہ تیری نگہ دار کر نہیں رہا کہ دی یعنی تیری نگہیں مسمی ہوئی نہیں ہیں سو (نگہیں) قسم قسم کی موٹنگانی کیا کرتی تھیں، جبکہ میرا سانس محض ہلن کو طول دینے کی خاطر طرح طرح کے ہل بٹھایا کرتا تھا۔ یعنی دور بھی کیا تھا جب تیری نگہوں میں مشورہ دیتا ہوا کرتا تھا اور میں ہلن سے تیرا ہل بٹھایا کرتا تھا۔

تو و در کنار شو قم گرہ از جبین کشودن
من و بر رخ دو عالم در ذل فراز کردن
نعت : گرہ از جبین کشودن : پوشنی کے شکن پٹنا۔۔ در ذل فراز کردن : دل کا درد اندھ کر لینا۔۔

ترجمہ : جب تو میری آغوش شوق میں ہو تو اور اپنی پوشنی پر کوئی شکن نہ دے دے دے جبکہ میں اس موقع پر دونوں جہانوں کے رخ چہرے پر اپنے دل کا درد اندھ کر لیا کرتا۔ یعنی تیرے چہرے پر دکھنی دکھنی طاری ہو جاتی، جبکہ میں اس خوش بہشت موقع پر خود کو دونوں جہانوں سے بے نیاز کر لیتا۔ (جو تیرے) میری کسی دوسری طرف توجہ نہ ہوتی۔

مرزو را زخون فغانی بدل است ہم زبانی
کہ شکر دم بدامن ستم گداز کردن
نعت : خون فغانی : ٹھن پٹھان خون کے آنسو بہنا۔۔ گداز : بکھلا ہوا، پھلتا۔۔

ترجمہ : میری خون کے آنسو بہاں ہوئی (خون) سے قریب کیسے اور میرا دل ایک دوسرے کے ہم زبان ہیں، کیونکہ وہ محبت میں اس طور گداز ہونے کے ستم کا اندازہ دامن پر چڑے ہوئے خون کے چھینٹوں سے کر سکیں۔ گداز : محبت میں جو کچھ گزرتی اور دل کے گداز کا باعث بنتی ہے اس کا اندازہ میرا دل ہی کر سکتا ہے یا خون پٹھانے والی میری چٹکیں کر سکتی ہیں۔

بہ غمور پاس رازت زخبل از غبار خویشم
کہ زپردہ ریخت بیروں غم نالہ ساز کردن
ترجمہ : میں غمور از محبت چھپائے رکھنے کے سلسلے میں اپنے غبار کے ہاتھوں شرمندہ ہوں کہ اس نے اس غم کو کھٹے چلے کے ساز کے اندر رہا ہے چہا ہر ساز سے ابھر کر ادا۔

ز غم تو بہد شرم کہ چہ مایہ شوق چشمی ست
ز نکست رنگ بر رخ در غلہ باز کردن
نعت : چہ مایہ : کس قدر۔۔ شوق چشمی : بے باکی۔۔ باز : خدا کرے کہ ہو (دوسے قسم)۔۔

ترجمہ : اللہ کہے تیرے غم کے ہاتھوں غم شرمندہ ہوا ہے (میں شرمندہ ہوں) کہ میری یہ کس قدر بے باکی ہے کہ میرے چہرے کا

ترجمہ : حیرتِ شرق (محبت) نے میرا سانس بچھا دیا ہے۔ یہ بڑے قسم کی بہت ہو گی اگر تو یہ مجھے کہہ سکا کہ اگر افسانہ نگار کی گری سے ہوا ہے، تو محبت کا پاس کرنے سے نہیں۔ یعنی میں نے تو رازِ محبت کو خفیہ رکھا ہے جس کے باعث میرا سانس گداؤں میں گیا ہے۔

ترجمہ : حیرتی بزم کے دو فلک کی چاہ ٹھٹھن پتھو ایسی ٹھٹھن کا شمار ہوا ہے کہ وہ پھل کے رو گیا ہے، چنانچہ اب پھول اور شراب میں امتیاز کا شعل ہو گیا ہے۔ گویا ٹھٹھن کے ٹھٹھنے سے پھول کا پھلنا نفا ہے۔ گویا اس طرح (پھول) بھی شراب کی مانند ہو گیا ہے۔

ترجمہ : پھولوں کا چہرہ اپنی عازہ کاری (سرخ ہوا) کے ذریعے دیکھنے والوں کی نگاہوں کی آراپیش کرتا ہے۔ نیلے کو یہ دھبہ نہیں دیکھا کرتا۔
 مہربان سے کسی قسم کی کوئی شکایت کرے۔ یعنی سرخ پھولوں کا جس انسان کو حاشہ کرتا ہے۔ جس کی اپنی ایک دلکش یا خوبصورتی ہے کہ وہ
 سب سے دلکش نہیں دیتا۔ تاہم اس میں انسانی نظر کا قصور ہے، اس انزلی یا غیاب (خود بخود) کا نہیں کہ اس نے تو ہر شے میں کوئی نہ کوئی دلکشی نہ
 کسی صورت میں دلکشی رکھی ہے۔

ترجمہ : میں محبت میں سراسر آنکھ ہی گیا ہوں کہ جب دل کا ٹون ٹنگ پڑتا ہے تو میں اپنے جگر کو چمکا کر آنسوؤں کے لئے سولہ کا سا ملان کرتا ہوں۔ گویا میری آنکھیں ٹون ٹنگنے میں مصروف رہتی ہیں، چنانچہ جب دل کا ٹون ٹنگم ہو جاتا ہے تو جگر کا ٹون آنسوؤں کی صورت میں چھٹے لگتا ہے۔

مزہ: داد غالب! حقے کیا کہنے ہیں، تو نے نظری کے طرز شعر گوئی کو ناز کر رہا ہے۔ اس قسم کی اپنی اس کے جواب میں کہی ہوئی اس نزل کو بعض ادیب جن، جس میں وہ شامل ہے، ناز کر رہا ہے۔

غالب نے زیادہ تر قصوں کی ہیروئی کی ہے، انہیں مقایہ دور کے ڈرامے شعرا میں اس کے بعد نظری کا نمبر آتا ہے۔ نظری کی ایک مشہور غزل کے جواب میں غالب نے یہ غزل بھی ہے اور اس ہیروئی کی جتنی میں اپنی غزل کو عہد قرار دے کر خود مستطی کی ہے۔ نظری کی غزل کا مطلع اور مقطع یہ ہے :

مطلع

چہ خوش است از بدیدل سرخرف باز کردن غن گزشتہ گفتن، گدہ دراز کردن
تو بخوشی چہ کردی کہ بما کنی نظیری بخدا کہ واجب آمد ز تو احترام کردن

غزل # 13

چوں شمع رود شب ہمہ شب دود ز سر میں زیں گوشت کرا روز ہر رفت گمیں
نعت : دود : دھواں۔ دھواں : دھواں ہمارے سرے۔ کرکہ گم : گم۔

ترجمہ : شمع کی مانند رات رات بھر جلے سر دھواں لوٹا رہتا ہے۔ اس طور کے ان اور کس کے گزرتے ہوں گے جیسے جلے دن گزرتے ہیں۔ یعنی تم محبت میں ہم پر جو کچھ گذرتی ہے اور کس پر نہیں گذرتی ہوگی۔

آذر پھر شمع و رخ از شعلہ تنایم اسے خواندہ بسوے خود ازیں راہ گذر میں
نعت : آذر پھر شمع ہم آگ کی مہلات کرتے ہیں۔ رخ : رخسار۔ منہ نہیں موزے، پہلو قہی نہیں کرتے۔

ترجمہ : ہم آگ کی پر شعل کرتے ہیں (چنانچہ اس بنا پر ہم شعلوں سے منہ نہیں موزتے۔ اسے ذات اقدس اتنے ہمیں اس راہ گذر آذر پر سنا، اسے اپنی طرف بلاتا ہے۔ گویا اس ذات تک پہنچنے کی کئی راہیں ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی آذر پر سنی ہے۔ یہ راہ اس ذات ہی نے ہمارے لئے مقرر کی ہے اس خطبے میں ہمارے عقیدے میں کچھ نہیں۔ دراصل طالب نے خدا تک رسائی کی کئی راہیں کاہلوں اور ذکر کرنا چاہا ہے، اس شعر کا مطلب یہ نہیں کہ وہ واقعی آتش پرست تھا۔

در عشق تو ضرب المثل روا روا نیم بگذار ہرہ خفتہ و ازیشہ مہرباں
نعت : ضرب المثل : بس بات کی مثال دی جائے، مثل کی طرح مشورہ۔ پیشہ : جنگ۔

ترجمہ : تجھے عشق میں چلنے والوں کے لئے ہم ضرب المثل بن گئے ہیں۔ تو ہمیں راہوں میں سوار بنے دے اور جنگ سے باہر نہ لے جا۔ گویا ہم نے جو راہ عشق اختیار کی ہے اس میں سکون و آرام ہے اور کسی قسم کے خوف نہیں ہے۔

از بے خردی کوئے ترا غلطہ شمریم چون است کہ در کوئے تو رہ نیست دگر میں
نعت : بے خردی : نادانی۔ غلطہ شمریم : غلط سمجھ لیا۔ درگہ : دروازہ۔

ترجمہ : ہم نے اپنی نادانی سے تجھے کوئے کو غلط سمجھ لیا، اب کیا وجہ ہے کہ میں تجھے کوئے میں دروازہ آنے کا موقع ہی نہیں مل رہا۔ گویا غلط تو ایک ایسی جگہ ہے جہاں جانے والا وہی کاہر کر رہ جاتا ہے، وہاں نہیں آسکتا۔ دوسرے نکلوں میں تو آکھ چکا ہے غلط نہیں ہے ہم نے نادانی سے ایسا کر دیا۔

مستمر، یا تن زان دل برب ماند حاشا کہ بود تفرق لب ز شکر میں
نعت : تن زان : چپ ہو جا۔ ز : کہ۔ حاشا : واہ۔ تفرق : فرق۔

ترجمہ : ہم مست ہیں تو چپ رہ اور اپنے ہونٹ ہمارے ہونٹوں پر رکھ دے۔ واہ! ہم ہونٹ اور شکر میں فرق نہیں کرتے۔ ہوا اسط

محبوب کے لب شہری کی بات کی ہے۔ یعنی ہم مست ہیں، سب تو ہمارے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکے گا تو ہم بھیجیں گے کہ ہمارے ہونٹوں میں شکر آ رہی ہے۔

طول شب بھراں بود اندر حق ما خاص ازم نفساں کس نشاطد بہ سحرناں
ترجمہ: ہماری شب بھراں کی دروازی ہمارے حق میں خاص ہے چنانچہ ہمارے ہم غفلوں میں سے کوئی بھی صحیح کو ہمیں بچان نہیں پاتا کہ گویا اس دروازی شب کے باعث ہماری کچھ عجیب سی حالت ہو جاتی ہے۔

بے وجہ سے آشفتہ و خواریم بدانا در میکده از ماندہ ستانند اگر ماں
لغت: بے وجہ سے، شراب پئے بغیر۔ آشفتہ: پریشان۔ بدانا: افسوس ہے ہماری ذہنوں میں ہے۔ ازانسانند: یعنی ہمیں بے خبر نہیں کرتے۔

ترجمہ: افسوس ہے ہماری حالت پر کہ ہم شراب پئے بغیر ہی آشفتہ و خوار ہو رہے ہیں، لیکن اگر ہم میکدے میں ہیں تو وہاں کوئی بھی ہمیں اپنے آپ سے بے خبر نہیں کرتا۔ یعنی وہاں شراب نہ سہی کوئی ایسا محبوب ہی ہو جو ہمیں ہے جس کا صبر و تحمل ہمیں ٹھوس کر دے۔

از آروزش ما بے بھراں ماندہ نگھتے در بند غم انداختہ گردوں بہ ہنر ماں
لغت: آروزش، قیمت، قدر۔ ماندہ، نگھتے: حیرت میں ہیں، حیران ہیں۔

ترجمہ: ہماری قدر و اہمیت کے باعث بے ہنر لوگ حیرت کا شکار ہیں۔ (اور اس بات سے بے خبر ہیں کہ) آج کل نے ہمارے بھری کی بنا پر ہمیں غم کی زنجیروں میں پکڑ رکھا ہے۔ گویا غم ہی ہمارے بھر کے نیلیں ہونے کا باعث بنا ہے اور بے بھراں بات سے بے خبر ہیں۔

چوں تا زگی حوصلہ خویش ندانم دانکہ بود نالہ بہ امید اثر ماں
ترجمہ: چونکہ اسے (محبوب کو) یہ احساس نہیں کہ اس میں ہمارا حال و قیام نہانے کا کس قدر حوصلہ ہے اس لئے وہ یہی جانتا ہے کہ ہمارا یہ حال و قیام اس (نالہ) کے اثر کی امید میں ہے۔ یعنی ہم حال و قیام اس امید پر کرتے ہیں کہ ان میں اثر ہو گا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ یہ نہیں محسوس کر سکتا کہ ہم جو حال و قیام کر رہے ہیں تو محض اس کی قوت برداشت کی بنا پر کر رہے ہیں۔

غالب چہ زیاں نالہ اگر گرم روی کرد سوزے بہ بزل اندر نہ و دانغے بنگر ماں
ترجمہ: غالب اگر ہمارے حال میں گرم روی آگئی ہے تو کوئی نقصان کی بات نہیں تو پھر کیا ہو گا تو اس (نالہ) کی کچھ گہری ہمارے دل میں اور کچھ بخش ہمارے بھر میں داخل دے۔

غزل # 14

نخل ز راستی خویش می توان کردن ستم بچان کج اندیش می توان کردن
لغت: نخل: شرمندہ، شرمسار۔ کج اندیش: نیز می بازی سوچ رکھنے والا۔ راستی: سچائی۔

ترجمہ: ہم اپنی راست بازی سے کج اندیش کو شرمندہ کر سکتے ہیں اور اس طرح اس کی جان پر ستم اچھلا جاسکتا ہے۔ یعنی اللہ احمد مستحل ہے ہم اپنی حقیقت پسندی اور دیانتداری سے اس کو احساس ستم دلا کر اسے اس کی غلط سوچوں سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

چو مزد سعی دہم، مژدہ سکوں خواہد زبوسہ پاپہ ورت ریش می توای کردن
 لغت : مزد : کوشش یا محنت کا اجر۔ مژدہ : کوشش خفیہ۔ ریش : زخمی۔

ترجمہ : جب میں انہیں (پاپوں کو) محنت کا اجر دیتا ہوں تو وہ سکون کاٹھنا کرتے ہیں۔ چنانچہ تجربے اور ہر پاپوں کے بوسے لے کر انہیں زخمی کیا جاسکتا ہے۔ ماضی، محبوب کی طرف کیا ہے وہ اونچے سے پاپوں کو جو لذت پہنچی ہے اس کی اجرت یا سٹے میں وہ انہیں چھوڑتا ہے لیکن پاپوں اب آرام پا رہے ہیں لہذا ماضی اور محبوب پر اپنے پاپوں کو جو ہم پر کم کر دہی کر لیتا ہے تاکہ اسی بدلے وہ محبوب کے دروازے سے نہ بٹے۔

دگر بہ پیش وے اسے گل چہ بدید خواہی برد
 لغت : بدید : غلط۔ گویہ : گواہی، بیگ۔ کئے : ہتھیار، ہاتھ۔

ترجمہ : اب اے بھول تو اس کے پاس کیا غفلت لے کر جانے گا؟ ہاں میں ہر سکتا ہے کہ بیگ کی خاطر اس کے آگے ہاتھ بھیلایا جائے۔ یعنی محبوب کے حسن و دلکشی کے آگے بھول کے غفلت کی کیا اہمیت و حیثیت ہے، وہ (بھول) تو اس کے سامنے ہوں گتا ہے جیسے اس سے اس کے صحن کی بیگ، انگ، رہا ہو۔

تو جمع باش کردار دوس پریشانی شکایت ست کہ باخویش می توای کردن
 لغت : تو جمع باش : تو خاطر جمع رکھ، اطمینان و تسلی رکھ۔

ترجمہ : تو خاطر جمع رکھ، اس لئے کہ اس پریشانی میں ہمیں ایک ایسی شکایت کرنا ہے جو صرف اپنی لذت سے کی جاسکتی ہے۔ یعنی تجھ سے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے اس لئے تو مطمئن رہ۔

سر از جلب نقین اگر بردن آید چہ جلوہ ہاکہ ہر کیش می توای کردن
 لغت : جلب نقین : حدی کی کپڑے۔ کیش : مذہب، ادب۔

ترجمہ : حدی کی جلب سے اگر سرمایہ ہر آجائے تو کیسے کیسے جلوہ ہیں جو ہر مذہب میں نظر آسکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ صرف ایک ہی مذہب یا کسی خاص مذہب کی رواج پر چل کر ہی خدا تک رسائی ممکن ہے۔ شاعر کے مطابق یہ حدی کی ہے۔ اس سے صرف نظر کیا جائے تو اس لذت کا جلوہ ہر مذہب میں نظر آئے گا۔ جلب نے اس سے پہلے اور رنگ میں بات کی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں قول نمبر ۱۱ کے ایک شعر کی تشریح میں اودھنی اور معنی وغیرہ کے اشعار لکھ چکے ہیں۔

ہر کہ نوبت ساغر نمی رسد ساقی خراب گردش چشیش می توای کردن
 لغت : ہر کہ : جس کسی تک۔ گردش چشیش : کسی کی آنکھوں کی گردش سے آئے۔

ترجمہ : اے ساقی! جس کسی تک ساغر نہیں پہنچتا اسے کسی کی آنکھوں کی گردش سے مست و مدہوش کیا جاسکتا ہے۔ محبوب کی مست لگائی اور عشق کی طرف اشارہ ہے جو دیکھنے والوں کو مست کر دیتی ہے۔ اکثر شعرا نے اس پر اظہار خیال کیا ہے۔ خلاصہ معنی :

خفتیں بادہ کادہ جام کزند چشم ست ساقی دام کزند
 غم نہ ہوا

تمام از گردش چشم تو شد کار من اے ساقی ز دست من گھیراں جام را کز خود چشتی رقص

کفایت چشم اس کی ٹھٹھے یاد ہے سدا سفر تو مرنے ہاتھ سے لینا کہ جلا میں

غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے جس تلہ کے
 خرام ناز تو با صحن گلستان دارو رعایتی کہ بہ درویش می توان کردن
 ترجمہ : صحن گلستان میں میرا ناز و ادا سے ملنا کچھ ایسا ہے جیسے کسی درویش سے رعایت کی جاتی ہو۔ رعایت سے خزاں سہانی اور احسان
 ہے۔ گویا محبوب کا یہ اعزاز خرام صحن گلستان پر احسان کرنے کے مترادف ہے۔ صحن گلستان پر اس بات کا احسان ہے کہ اس میں ایسا دلکش
 خرام ہو رہا ہے۔

اگر بقدر وفا کی جفا حیف است برک من کہ ازیں بیش می توان کردن
 لغت : برک من : میری سوت کی قسم۔
 ترجمہ : اگر تو میری وفا جتنی ہی جاکرے گا تو میری سوس کی بات ہوگی۔ میری سوت کی قسم جہاں ادا سے زیادہ کی جاسکتی ہے۔ یعنی عاشق
 وفا جتنی بھی کرے تو وہی ہے اور محبوب جتنی بھی جاکرے عاشق کے لئے وہ تو وہی ہے۔
 کسے بگو کہ مرا و را دریں سطر غالب گواہ بیکسی خوش می توان کردن
 لغت : کسے بگو : کسی ایسے کو تلاش کر۔
 ترجمہ : اسے غالب تو کسی ایسے آدمی کو تلاش کرے اس سفر میں ہم اپنی بیکسی ناکامیہ کھیں۔

غزل # 15

حیف است قتل کہ ز گلستان شائقین شاخ از خدنگ و غنچہ ز پیکل شائقین
 لغت : خدنگ : تیر۔ پیکل : تیرے کی انی بر بھی کی انی (نوک) تیر کی نوک۔
 ترجمہ : قتل کہ اور گلستان میں امتیاز کرنا دونوں کو الگ الگ سمجھنا اسی طرح شاخ کو تیرے اور غنچے کو پیکل سے الگ سمجھنا افسوس کی
 بات ہے۔ گویا شاعر کے نزدیک چار ماہ کی اپنے حسن و کاشی اور قہقہے کے باعث ایک قتل کا ہے۔ یہاں خزاں احسان کا اس صحن میں جو
 دست ہوا ہے۔

لب دو ختم ز شکوہ ز خود فارغم شمر و نشانت قدر پرش پنل شائقین
 لغت : لب دو ختم : میں نے ہونٹ سی لئے بند کر لئے۔ شمر : اس نے سمجھا۔
 ترجمہ : میں نے شکوہ کرنا چھوڑ دیا لیکن اس نے یہ سمجھ لیا کہ میں اس سے فارغ ہو گیا ہوں یعنی اس سے دور رہ کر سکون میں ہوں۔
 افسوس کہ وہ ہمشیدہ پرش کی قدر نہ پہچان سکا۔ گویا خاموشی میں دکھ محسوس ہے۔ اگر میں خاموش ہوں تو محبوب کو میرا اندر کامل پہنچنے میں کیا
 وقت تھی۔ دراصل وہ یہ بات نہ سمجھ سکا کہ پرش پنل میں عاشق کو بڑا الحاف ملتا ہے۔
 از شیوہ ہائے خاطر مشکل پسند کیست کشتن بجزم و در ز دریں شائقین
 لغت : خاطر مشکل پسند : مشکل کو پسند کرنے والا۔ کشتن : مارے قتل کرنا۔

ترجمہ : یہ کسی مشکل پسند دل یا طبیعت کا خاص فیہ ہے کہ کسی کو محرم فہرا کر دیا اور پھر دود کو دس (طالع) سے الگ کوئی چیز سمجھتا۔
گوا عاشق کا دود ہی اس کا علاج تھا۔ محبوب نے اسے اس دود محبت کے جواب میں قتل کر دیا اور یہ سمجھا کہ اس قتل سے عاشق کا یہ دود دور ہو جائے گا۔ یہ گواہی کی مشکل پسندی تھی۔

از چکرت بساط صفائے خیال یافت وصل تو از فراق تو عنوان شناسختن
لغت : چکرتہ تیرا جسم۔ بساط : فرش، بستہ تخت۔ صفائے۔ صاف۔ چک۔

ترجمہ : میرے جسم کی سوجھ بوجھ میں ہادی (مخل) کی بساط کو تخیل کی سی مسائل مٹی ہے۔ اس بنا پر اب ہادی بساط کے ہر گوشے میں تیری
غیر سوجھ بوجھ کی افراط سے میری سوجھ بوجھ اصل کا احساس ہونے لگا ہے۔ میں ہمارے لئے تیرے وصل اور فراق میں کوئی فرق نہیں رہا۔
نازم، مبلغ، ناز ندانی، زسوا کی مست گفتگوں پہ ظلم و کشتہ اسل شناسختن
لغت : نازم : میں ناز کرتا ہوں۔ گفتگوں : کشتہ اسل : اسل کا دھڑا ہوا جسے مار کر گوا اس پر اسل کیا ہو۔

ترجمہ : میں تیری اس ادرا پر ناز کرتا ہوں کہ تھ میں کوئی غور و ناز نہیں ہے اور یہ تیری سوا کی ہے کہ تو ظلم سے قتل کرتے ہوئے ہوں سمجھتا
ہے کہ تو نے اس قتل سے عقل پر اسل کیا ہے۔

یاد آیدم بوصول تو در محنت گشتن آں جلوہ گل آتش سوزاں شناسختن
لغت : یاد آیدم : مجھے یاد آ رہا ہے۔ آتش سوزاں : جلانے والی مٹی تیز لگتی۔

ترجمہ : مجھے در سوجھ یاد آ رہا ہے جب تیرے وصل میں یعنی تیری سوجھ بوجھ میں محنت گشتن میں پتھروں کا کھارہ ہوں لگتا تھا جیسے آتش
سوزاں ہو۔ یعنی ایک تو محبوب کے صحن کی سرفی اور چمک دوسرے پتھروں کی سرفی اور چمک گوا مسئلہ دو آتش ہو گیا۔

خاکے ہر دے نامہ فغاندیم، مفت تست تاخواندہ صفحہ : حال زعنوان شناسختن
لغت : فغاندیم : ہم نے زائل دی۔ مفت تست : قمار کے لئے آسانی ہے۔ تاخواندہ : پڑھے بغیر۔

ترجمہ : ہم نے تیرے نام خاکہ کر اس پر مٹی زائل دی ہے۔ اب تیرے لئے یہ آسانی ہے کہ تو اس خاکہ کا صفحہ پڑھے بغیر عنوان ہی سے
ہمارا حال جان لے گا۔ یعنی ہمارا دست ڈھال ہے۔

ماہیم و ذوق مجہدہ چہ مسجد چہ بکندہ در عشق نیست کفر زامیلا شناسختن

ترجمہ : ہم ہیں اور ذوق مجہدہ ہے اس کے لئے مسجد یا بکندہ کی کیا ضرورت ہے، یعنی مسجد ہو یا بکندہ، ہم اس پتھر میں نہیں پڑتے، ہمیں تو
مجہدہ سے تہمت اخلاص مطلوب ہے اس لئے کہ عشق کفر اور ایمان میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔ اس سے پہلے بھی غالب نے یہی خیال یوں پیش
کیا ہے :

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست ہر جا کنیم مجہدہ ہداں آستان رسد

کفر و دین چیت جز اکائیش چدا و دودو پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شود
عنا!

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر ہوا نہ چراغ حرم و دیر ندانہ
دکتر محمد حسین شہزاد اجدید شہزاد

بکوع عشق یا قصر شمس یا کلبہ درویش فروغ دوست می خوائی تو خواہ آنجا و خواہ اینجا
مینا شکستہ دے کھانم رینختہ محوم - جنوز درگل و ریحان شنائختر

نعت : عے کھانم : سرخ رنگ کی شراب، ناعم شراب۔ رینختہ : گر گئی، بہ گئی۔ محوم : میں کھوا ہوا ہوں۔

ترجمہ : مراغی ٹوٹ گئی اور یوں نے کھانم بہ گئی۔ اور میں ابھی تک گل اکلب کا پھول اور ریحان (انروز) میں فرق کرنے میں کھوا ہوا ہوں۔ مزار یہ کہ جب میری طبیعت سرور و نشہ کی کیفیت سے محروم ہے تو پھولوں سے مجھے کیا سود ملے گا۔

نعت : دلم بدامن و چاک محیم بہ حبیب ایک سزائے حبیب ز دامن شنائختر
نعت : نعت دلم : میرے دل کا کھانا۔ ایک یہی ہے۔

ترجمہ : میرے دل کے کھانے میرے دامن پر جبکہ میرے غلوں کے چاک میرے کہلوں میں ہیں۔ حبیب اور دامن میں فرق کرنے کی یہاں سزا ہوتی ہے۔ یعنی دل کے کھانے آنکھوں سے یہ کہہ کر دامن پر گرے ہیں۔ مطلب یہ کہ غم تو غمی ہے اس کا اثر خواہ کسی بھی صورت میں ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے۔

بگداشت بس کہ از اثر تلب روے تو مر از شفق بکوع تو سخاں شنائختر
نعت : بگداشت : بچل گیا۔ بس کہ : بہت ہے۔ شفق : دوسری جو شام کے آغاز کے وقت آسمان پر نظر آتی ہے۔

ترجمہ : میرے چہرے کی چمک دک اور گرمی کے اثر سے آفتاب بچل گیا اس حد تک چمک کر رہ گیا کہ میرے کونپے میں آفتاب اور شفق میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا امتیاز نہیں کیا جاسکتا۔ گویا سورج اس چمک دک اور تلب روے شفق کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ محبوب کے چہرے کی احتمالی چمک اور تلب کی ہلت باہر از ظہار معمولی مبالغے میں آئی ہے۔

نعت : غالب بقدر حوصلہ باشد کلام مرد باید ز حرف نبض حرفاں شنائختر
ترجمہ : اے غالب ! ہر شخص کا کلام اس کے حوصلے کے مطابق ہوتا ہے، چنانچہ حریفوں کی نبض کو ان کی باتوں ہی سے ٹھہرا جاتا ہے۔
سعدی نے اس ضمن میں خوب کہا ہے کہ جب تک آدمی بات نہ کرے اس کے محبوب و حریف سمجھتے ہیں۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و عیوش نعت باشد

غزل "16"

بہ خوش دست و چغ آلود بانیں بد آموزاں وکیل بے زباناں

نعت : آلود : تھری، بھری، بھر لے۔ بد آموزاں : بد اسکلے، بد اسحق پڑ جانے والے مزارعہ محبوب کے دست و چغ۔

ترجمہ : میرے محبوب نے میرے غلوں سے اپنے دست و چغ آلود کر لئے ہیں۔ گویا یہ آموزاں نے زباناں (مزارعہ عاشقوں) کے وکیل ہیں۔ دست و چغ، بد آموزاں نے مجھے کہ انہوں نے محبوب کو عاشق کے گل پر آلود کیا ہے زباناں کے وکیل اس بنا پر کہ ان کی وجہ سے عاشق و محلوں سے بھلتا ہوا گیا۔

چہ گویم در سپاس بے کسی با زہ نامہ بانیں مہربانیں

ترجمہ : میں نے اپنی دیکھیں کہ پاس انتظار، شکریہ ادا کیا عرض کروں۔ کیا کہنے ہیں ان ناموروں کے جو ہمارے مرہبان ہیں۔ بے کہیں کو ہمارے کہہ کر اس حوالے سے مرہبان کہہ کر وہی آفراسن کا ساتھ دیتی ہیں۔

گراز، خود خوشترے سنجیدہ باشندہ نوازش بہت باایں، بدگمانیاں

لفت : سنجیدہ باشندہ : سمجھتے ہیں۔۔۔ بدگمانیاں : بدگمان کی جمع، کسی کے بارے میں اچھی رائے نہ رکھنے والے، مزاوہ حسین لوگ۔۔۔

ترجمہ : اگر یہ بدگمان لوگ کسی کو اپنے سے زیادہ اچھا نہیں سمجھتے ہیں تو یہ ان کی موافقت ہے۔ خوش ترادہ بدگمان میں صنعتت (تعداد) خوش کی ضد ہے۔

فغانا سے گساراں وچلہ نوشاں درینقا ساتیاں اندازہ داتاں

لفت : وچلہ نوشاں : وچلہ نوش کی جمع، دریا کی جانے والے۔۔۔ اندازہ داتاں : اندازہ دان کی جمع مزاوہ محدود مقدار میں شراب پانے والے۔۔۔

ترجمہ : بد قسمتی ہے دریا کی جانے والے بہت پیچھے والے اسے خواہوں کی اور افسوس ہے اندازے سے پانے والے ساتیوں پر۔ گویا سلیقہ ہام دینا کے پکڑیں چٹا ہے جبکہ بخلاؤں کا ظرف ان پانوں سے بے نیاز کھلی مقدار میں شراب کا طالب ہے۔

بہار آید بہ حیرت گلہ نازش زبوسے گل نفس پر رہ فشاں

ترجمہ : اس کی حیرت گلہ نازش بہار اس طرح آتی ہے کہ اس کی راہ میں پھولوں کی خوشبو سے، سانس نکھر رہی ہوتی ہے۔ گویا بہار کو خود پر پھولوں کی کھلت اور خوشبو کے باعث بچا ہوا ہے، لیکن محبوب کی خوشبو سے حیرت زدہ کر دیتی ہے اور اس کی طرف آتے ہوئے اس (بہار) کا گویا سانس پھولنے لگتا ہے۔

دم مردان بہ رشکم تنگ کیرو فراخی ہاے عیش سخت چاہاں

لفت : رشکم تنگ کیرو : مجھے بے حد تنگ آ رہا ہے، مجھے جذبیہ دھک سے (فراخی) سمجھتی ہے۔۔۔

ترجمہ : مرتے وقت مجھے سخت چاہاں لوگوں کی عیش و تھلا کی فراخیوں (یعنی کثرت، طوب کیلی ہوئی خوشیوں) پر بھار تنگ آ رہا ہے۔ مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ میں تو عیش و تھلا کی تنہا میں مر گیا یا معمولی عیش حاصل ہونے کی خوشی میں مر گیا اور یہ لوگ ہیں کہ طوب عیش و تھلا میں کھوئے رہنے کے باوجود زندہ ہیں۔۔۔

گلے پر گوشہ دستار داری خوشا بہت بلند باغباں

ترجمہ : تو نے اپنی دستار کے ایک طرف پھول بچھا رکھا ہے۔ باغباں کی خوش نصیبی کے کیا کہنے ہیں۔ یعنی جن باغباں نے یہ پھول اکٹھا کیا ان کی یہ خوش نصیبی تھی کہ وہ پھول حیرے جیسے حسین کے ہاتھ لگا۔ ورنہ وہ شل پر ہی مر جاتا۔ غالب آتی کا شعر غلط ہو :

زخاوت بہت پر بہار منت بہت کہ گل بدست تو از شاخ آواز تر مانہ

نعت خوشخوار و دلہا بے بےامانت درینقا آہوے میزبان

لفت : نعت : حیرانم۔۔۔ خوشخوار : ٹھون پینے والا۔۔۔ بے بےامانت : جس کی کوئی پابندی نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : حیرانم ٹھون پینے والا (خون کا پیسا ہے) اور چاہتا ہے کہ ان کے بچے بگڑ جائیں، اس سلسلے میں وہ بے سہارے ہیں۔ افسوس کہ یہاں (یعنی دلوں کی آمد ہائی رہی)۔

گذشت از دل، ولے گزشت از دل خدنگ غمزہ دوریں : کہانیاں

نعت : خاکِ غزوہ کرفروہ و کاتھیر۔۔۔ زوریں کھلاں : زوریں کھان کی جمع جن کی کھانوں میں بہت زور ہے (مزارِ حسینی دکن)۔۔۔

ترجمہ : زوریں کھان حیثیتوں کے غزوہ کاتھیر قبول کو چکر کر گھل گیا لیکن اس تھری تھری دھول سے نہ نکل سکتی رہ قرار دی۔

نوائے شوقِ خواہ از بے قویاں نشانِ دوست جو از بے نشان

نعت : بے قویاں : بے قوای جن کا غزوہ خاموش لوگ (بے آواز لوگ)۔۔۔ بے نشان : بے نشان کی جمع جن کا نام نہیں کوئی نشان یا مقام نہیں۔۔۔

ترجمہ : ترانہ شوق (محبوبی و محبت کا ترانہ) سے بے قوا لوگ ہی آگاہ ہیں قوا ان سے یہ خبر حاصل کر اور دوست کا نشان بھی تجھے ان بے نشان لوگوں ہی سے ملے گا۔

بزمِ تافرو آرد بہ من سر بخواری بکرم در بتوان

نعت : بزم : بزم میں اس کھان یا خیال میں۔۔۔ فرد آرد سر : سر پہا کرے، یعنی توجہ کرے۔۔۔

ترجمہ : میں اس بزم میں کہ شاید وہ محبوب میری طرف بھی توجہ کرے (دیکھے) میں بتوانوں کو بڑی محارت سے دیکھا ہوں۔ یعنی چو تک محبوب بتوانوں کو حقیر نظر میں سے دیکھتا ہے اس لئے میں بھی ایسا کرنا ہوں کہ شاید اس طرح مجھے بھی دیکھ لے۔

سبک برنخیز زیں ہنگامہ غالب چہ آویزی بدیں شستے گرائیں

نعت : سبک : سبک بخیزا جلدی یا تیزی سے اٹھ۔۔۔ شستے : غسلی، مبرا پھ۔۔۔ گرائیں : غزوہ منظور لوگ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تو اس ہنگامے سے تیزی سے اٹھ کھڑا ہو تو ان غلی بھر منظور اور سرگراں لوگوں سے کیا اٹھ رہا ہے۔ یعنی اس دنیا کے ہنگاموں یا جھوٹے بے لوثی کے بھگنوں اسے دامن جھک کر ان سے بے نیاز ہو جانا۔

غزل # 17

تاز دوانم کہ سرست خنن خواہد شدن ایں سے از قحطِ خریداری کمن خواہد شدن

ترجمہ : دیکھیں میرے دوانم سے یعنی میری شاعری چہ کر کس پر نعت و مستی طاری ہو گی یا شنی کئی پر طاری نہ ہو گی۔ یہ شراب (میری شاعری یا خریداریوں کی) بے حد کی باعث پرانی ہو جائے گی۔ اس سے پہلے بھی غالب نے کئی بات بیان کی ہے :

سے گسار ایں قحط و ما بے میر، عشرتِ مفت کیست بادہ مانا کمن گردیدہ ارزاں کردہ ایم

اس شعر میں بات دی ہے اہل بیت دوان یا شاعری کے لئے شراب کا ستارہ استعمال کیا ہے

کو سکیم را در عدم ادج قبولی پورہ است شہرتِ شعرم بہ کسیتی بعد من خواہد شدن

نعت : کو سکیم : میرا ستارہ۔۔۔ ادج قبولی : قبولیت کا ادراج بندی، بے حد قبولیت۔۔۔

ترجمہ : میرے ستارہ (ستارہ بخت) کو عدم میں ادج قبولی حاصل تھا۔ چنانچہ میری شاعری کی شہرت میرے بعد، یعنی میری موت کے بعد جب میں عدم میں ہوں گا ہی ہو گی۔ اس غزل کے شروع کے چند اشعار میں غالب نے اپنی شاعری کی عظمت و اہمیت کی بات کی ہے۔

ہم سوادِ صفیہ مشکِ سوادِ خواہد بیتن ہم دوانم ناف آہوے خفن خواہد شدن

نعت : سواں پہلی۔۔۔ ملک سوہا ہی ہوئی ملک، ملک کا سواں۔۔۔ تجھ میں کر کر رہا۔

ترجمہ : میرے منے کی سیاتی یعنی میری قبر سے بھی ملک چھن کر کرے گی جبکہ میری ذات بھی حق کے ہون کی جانب سے جانے گی۔
حق کے ہون کی جانب سے ملک نکلتی ہے۔ یعنی میرے کام کی شہرت ملک کی خوشبو کی طرح پھیل جائے گی۔

مطرب از شعرم بسر بڑے کہ خواہد زدوا چاکما ایثار جعیب چرخن خواہد شدن
ترجمہ : جس مصل میں بھی کوئی مطرب (مغنی) گائے گا وہ میرے اشعار کا کرنا ہے تاکہ تو سننے والوں کے لبس کے گریبان چاک کی خور ہو
جائیں گے، یعنی سننے والوں پر اچھی مٹی ملادی ہوگی کہ وہ اپنے گریبان چاک کر لیں گے۔

حرف حرفم در مذاق فتہ جا خواہد گرفت دستگار ناز شیخ و برہمن خواہد شدن
ترجمہ : میرے کام کا ہر حرف (لفظ) مذاق حق رکھنے والوں کے لئے گویا ایک فتہ (چنگ) بن جائے گا اور شیخ و برہمن دونوں کے لئے ناز کا
سہارہ بنے گا۔ گویا لوگ میرے کام پر ناز کریں گے۔

ہے چہ ی گویم اگر این است وضع روزگار دفتر اشعار باب سوغتن خواہد شدن
نعت : وضع روزگار: زمانے کی صورت حال۔۔۔ دفتر: بیاض، دیوان۔۔۔

ترجمہ : ارے یہ میں کیا کہ رہا ہوں! یعنی اپنے کام کی تحریض کے بل باندھ رہا ہوں۔ اگر زمانے کی صورت حال یہ ہے تو یہ دفتر اشعار
تو جلائے جانے کے لائق ہو جائے گا۔ یعنی لوگوں کی کور و زوق اور میرے کام سے بے اعتنائی کا اگر یہی عالم رہا تو میری شاعری گویا ایک جلا ہوا
سہارہ ہوگی۔

آں کہ صورتالہ از شور نفس موزوں دمید کاش دیدے کاس نئید شوق فن خواہد شدن
نعت : صورتالہ: آواز فراوانی کو آواز۔۔۔ موزوں: مزا دہی ٹھیک ٹھاک سرکل۔۔۔ نئید: نغمہ۔۔۔

ترجمہ : وہ شخص جس کے پر شور سانس سے آواز فراوانی موزوں ہو کر باہر آتی تھی۔ کاش وہ یہ دیکھتا کہ ایک دن یہ نغمہ شوق (شاعری)
صنعت گری کی صورت اختیار کر جائے گا۔ یعنی شاعری محض لفظوں کا کھیل بن جائے گی اس میں نازک خیالی اور دل جذبات کا کس باکس نہ
ہو گا اور نڈال کی یہ صورت حال غالب جیسے شدید جذبات اور نازک خیالی شاعر کو کس قدر افسردہ کرے گا۔

کاش سنجیدی کہ بسر قلم معنی یک قلم جلوہ کلک و رقم دار و رمن خواہد شدن
نعت : سنجیدے: وہ اندازہ کرتا ہے اندازہ ہوگا۔۔۔ رقم: دہائی۔۔۔ رمن: رسی۔۔۔ یک قلم: پوری طرح۔۔۔

ترجمہ : کاش اس شخص (غالب) کو یہ اندازہ ہو کہ اس معنی کے عمل قلم (یعنی پوری طرح) ختم کرنے کے لئے قلم اور تحریر کا کلام دار و رمن
کی صورت اختیار کر جائے گا۔ گویا شاعری میں فکر اور عقلی کاغذ ہو جائے گا اور وہ لفظوں کا کھیل بن کر ننگہ آرائی کی صورت اختیار کر
لے گی۔

چشم کور آئینہ دعوی بکف خواہد گرفت دست شمل مشاطہ زلف خنن خواہد شدن
نعت : چشم کور: اندھی آنکھوں والا کور و فتن۔۔۔ دست عمل: بے ہن ہاتھ۔۔۔ مشاطہ: عورتوں کی زلفوں کی آرائش کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : کور و فتن لوگ (اندھی آنکھیں) خنن کے دعویٰ کا آئینہ ہاتھ میں لے لیں گے، اور بے ہن ہاتھ عورتوں کی شہری زلفوں کی آرائش
کریں گے۔ ہاتھ دہی ہے، ہونٹے کسی ہے، استعارے بدل گئے ہیں۔

شلبہ مضمون کہ ایک شہری جان دول است روستا آوارہ کام و دامن خواہد شدن

زاغ راغ اندر ہوائے نقد ہل وپر زلزل ہم نوائے پردہ سبجان چمن خواہ شدن
 بخت : درغ راغ جنگلی کوہ۔ ہل وپر زلزلہ پر پڑتے پڑتے ہوتے ہلاتے ہوئے۔ پردہ سبجان پر پردہ خج کی جمع نقد اپنے والے
 ترسہ : جنگلی کوہ نقد سرہل کے شوق میں پڑ پڑ پڑتے ہوئے چمن کے نقد اپنے والوں کا ہنوا این جانے لگا۔ بڑی تدار تھیر ہے۔
 کوہے عزاد ہم نوا شاعر جس کی شاعری محض الفاظ کا مکمل ہے اور طر ہندوں اور افکار سے خالی ہے چمن کی نقد سرائو صرف اہل ہے
 کلہ سے نقد سرائی کیا۔

شادباش کے دل دریں محفل کہ ہر جانفزا ہے
شیون رنج فراق جان و تن خواہ شدن

موت : شادباش خوش رہ۔۔۔ شیون : نور۔۔۔

اے دل تو اس محل میں خوش رہ کیونکہ جہاں بھی کوئی فخر ہے وہ جاں اور جسم میں جدائی کے آنکھ کا نور بھی جانے لگے۔ جانا بڑا بڑا ہے کہ اس دنیا میں جہاں خوشیوں کے ساتھ غم بھی ہیں زندگی دکھوں کا احساس کئے بغیر گزارے۔

ہم فردغ شمع ہستی، تیرکی خواہد گزید ہم بساط بزم مستی پر فکرن خواہد شدن
خست: فردغ: روشنی۔ تیرکی: تاریکی۔۔۔ خواہد گزید: گن لے گی، مٹ جائے گی، اقتدار کر لے گی۔

میں نے اس وقت تک اس کی طرف نظر نہ کیا کہ وہ میری طرف سے ہنس رہی تھی۔
 شمع ہستی کی روشنی، تاریکی کی صورت اختیار کر لے گی جب کہ بزمِ صبح کی پہلا میں تھکن چڑ جائیں گے۔ (انسان قوی ہے۔ آج اگر
 زندہ ہے اور بخلائی کر رہا ہے تو کل وہ دوسری دنیا میں چلا جائے گا۔ دنیا کے سب پیش واکرام و دیگر ہمیں دھرے گئے دھرے رہ جائیں
 گے۔)

ازتب و تب فایک بارہ چوں مٹے چند ہر کے گرم و درجہ فویشن فویشن شدن
فت : چند کادانہ۔۔ گرم و درجہ انور کے میں مشغول۔۔ چند : چند کادانہ جو آگ برڈ لے ہی چک رہا ہے۔۔

میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بڑھاپے والی ایک عورت تھی جس کا ہاتھ لگا کر میں اس کو اٹھا کر باہر نکلا۔

ترجمہ : فاکا تب و تکب، گری (اختیار) میں، ہر کوئی اسپتال کے دافوں کی طرح خود کو انوارِ کائنات میں مصروف ہو گا۔ یعنی جس طرح دائرہ
اسپتال پر پڑتی ہے چنگ جاگے، میرزا انسان فاکا گری میں چنگ جائے گا لیکن اس کی زندگی فاکا خیر ہو جائے، ختم ہو جائے گی۔

جس را از جلوہ نازش نفس خواہد گداخت نقد را از پرہ سازش کفن خواہد شدن
فت: خواہد گداخت: پھل جانے گا۔ از پرہ سازش: اس کے ساز کے سروں سے۔

حسن کا سانس اس کے اپنے ہی جلوہ باز سے گمراہ ہو جائے گا اور فقر کے لئے اس کے اپنے ہی سناڑ کے سرکھنوں میں جا نہیں سکے۔ اس سداہی غزل میں ”غیر دشمن“ کے حوالے سے خلف صورتوں میں کیسی مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی بات ہوئی ہے اور یہیں دنیا کی فکاذری باتوں نے کی۔

دہر بے پروا عیار شیوہ با خواہ گرفت داوری خوں در نیلہ "ما و من" خواہ شدن
نفت : دہر : نیکہ -- عمار : رکہ -- داوری : انصاف -- نیلہ : ما و من : ہم داری : لا بختہ --

مدرسہ: زندگی کے مختلف طریقوں کو پرکھنے کا کام ہے بے ہودا زمانہ سنبھال لے گا جبکہ اصناف "ہامو سن" کے جھگڑوں میں غرق ہو کر رہے۔

ہائے گہ

پردہ ہا از روئے کار بہر گر خواہد فتو غلوت کبر و مسلان انجمن خواہد شدن

نعت : کار بہر گر : ایک ڈوسے کا نام۔ کنز : آئین پرست مراد کوئی بھی غیر مسلم۔

ترجمہ : لوگوں کے پاس کاموں پر سے پردہ اٹھ جائے گا اور کھوار سلطان کی اپنی اپنی غلوت ابد ابد غلوت ایک انجمن کی صورت اختیار کرے گی۔ گویا ہر طرح کے امتیازات مٹ جائیں گے۔

ہم بفرقتش خاک حرمان ابد خواہد ریخت مرگ عام این شیتوں را کو کہن خواہد شدن

نعت : بفرقتش : اس کے سر۔ حرمان : باقی۔ ریخت : دھواڑنے کو کہن یعنی قریب۔ کھوار تھا۔

ترجمہ : اور اس وقتوں (عظیم مزاح و ہزنیوں) کے سر پر بھی برفِ بیخ کی بجائے مٹی کی خاک ڈال دی جائے گی، چنانچہ اس وقتوں کے لئے مرگ عام کو کہن بن جائے گی۔ گویا جس طرح کو کہن نے وقتوں کو کھوار کر اسے ختم کر دیا اس کا علیہ پاؤں اسی طرح مرگ عام اس دہر کا خود ختم کر دے گی۔

گرد چدار وجود از رہ گذر خواہد نشست مگر توحید عیانی موجزن خواہد شدن

نعت : چدار وجود : اپنے وجود پر اپنی ہستی کا غور۔ توحید عیانی : واضح توحید یعنی کوئی غلط نہ رہے گا۔

ترجمہ : چدار وجود کی گرد راستے سے ہٹ جائے گی اور توحید عیانی کا سمندر موجزن ہو جائے گا۔ صرف ذات حق ہی کا وجود رہے گا باقی سب وجود کا انکار ہو جائیں گے۔

در تہ ہر حرف غالب چیدہ ام سے خانہ اسے تا ز دیوانم کہ برست سخن خواہد شدن

نعت : چیدہ ام : میں نے تجھ پر اپنی رکھ دیا ہے۔

ترجمہ : غالب میں نے اپنی شاعری کے ہر ہر حرف کی مدد میں ایک بھلا رکھ دیا ہے، دیکھیں میرے دیوان کے مطالعے سے آپ کس کس پر سرستی و سرشاری طاری ہوتی ہے۔ اپنی شاعری کو بلا واسطہ انتہائی دلکش قرار دیا ہے جس کے پڑھنے سے گہری کو خاص لطف و سرور حاصل ہو گا۔

غزل * 18

سربک افغانی چشم ترش ہیں شہ خوں و سنج گوہر ش ہیں

نعت : سربک افغانی : آنسو بہانے کی حالت۔ شہ خوں : حسیوں کا ہلاکت۔

ترجمہ : اس محبوب کی تراکھوں کی انگلی فطنی دیکھو۔ وہ شہ خوں ہے اسے اور اس کے سوجھ کے حوالے کو دیکھو۔ محبوب کی آنکھوں سے آنسو ٹپ رہے ہیں جو موتوں کی طرح ہیں۔

اواسے دستل رفتہ از یاد ہواے جاں فغانی در سرش ہیں

ترجمہ : اسے (محبوب کو) اپنی دل ستلی آؤ سروں کے دلوں کو از یاد (موتوں) کی یادیں بھول گئی ہیں۔ اب اس کے سر میں جاں فغان کرنے کی خواہش دیکھ۔ یعنی محبوب اب خود کسی پر عاشق ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اس کے سر میں بھی جاں فغان کرنے کا سودا مل رہا ہے۔

بدشت آوردہ رو سیل است گوئی روا رو در گدایان درش ہیں
لغت : رواد: روادی: ہاکم ہاک: ہنگوڑ۔

ترجمہ : یوں لگتا ہے جیسے سیلاب نے جنگل کا رخ کر لیا ہو اور اس کے دروازے کے گدایان میں بیٹھ گئی ہوئی ہنگوڑ تو دیکھ۔ گویا اس کا حسن سیلاب کی صورت اختیار کر کے ہوئے ہے اور ہر دیکھنے والے کو ہمارے چارہ ہے۔ اس استاد سے مل کر وہاں حسن محبوب کی اختیاری کشش ہے۔ یہ غروب ہے کہ چونکہ وہ خود کسی پر عاشق ہو گیا ہے اور اس کی ادا کی غم ہو گئی ہیں اس لئے اس کے عاشق اب اس سے ہٹ کر رہے ہیں۔

صفائے تن فزوں تر کردہ رسوا دل ازاں دیر لڑاں دربرش ہیں
لغت : صفائے تن: جسم کی صفائی، چمک۔ لڑاں: کھپ رہا ہے۔ دربرش: اس کے پہلو میں۔

ترجمہ : اس کی صفائے بدن نے اسے کچھ زیادہ ہی رسوا کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے پہلو میں رسولی کے خوف سے لڑنا ہو اہل دیکھ۔ لیکن اس کے بدن میں اتنی صفائے کہ اس کا لڑنا ہو اہل تک نظر آ رہا ہے۔

بچا مانو عتاب وغنرو دناز متاع ناروائے کشورش ہیں
لغت : عتاب: غصہ، برہمی۔ متاع ناروائے: ایسا کہ جو ملک میں رائج نہ ہو۔ بھلائی: ایک جگہ پر وہ گیا ہے دوسرے کا دھواں گیا ہے۔

ترجمہ : اس کا وہ عتاب مثلاً کھڑا، دانا اور غنرو دناز سب دوسرے کے دھوئے رہ گئے ہیں۔ اس کی ان اداؤں کی حیثیت اب اس کے کسی کی ہو گئی ہے جو اس کی سلطنت میں رائج نہیں۔

ریقب از کوچہ گردی آمرو یافت بکویے دوست و دشمن رہبرش ہیں
لغت : کوچہ گردی: بھیجی اس کو سچے میں بھیجی اس کو سچے میں ہو۔

ترجمہ : کوچہ گردی سے ہمارے رقیب کی آمد (ہمارے محبوب کی نظر میں) بخیر ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہی امارا دشمن (ایک رقیب) اس محبوب کی راہنمائی اس کے دوست (جس پر وہ عاشق ہو گیا ہے) کی طرف کر رہا ہے۔

زمن آئین غم خواری پسندید بہ شہما جالے من بر سرش ہیں
ترجمہ : اس نے میرا غم خواری کا انداز پسند کیا ہے، لہذا اب وہ توں کو میرا لٹکا اس کے سر پر دیکھ۔ لیکن چونکہ وہ محبوب خود کسی پر عاشق ہو گیا ہے اس لئے میری غم خواری اسے اب بھی لگی ہے اور اب میں وہ توں کو اس کے سر پر ہوتا ہوں۔

گذشت آن کز غم ما پیچر بود بخوش از خوشی بے پروا ترش ہیں
لغت : گذشت: گذر گیا، وہ دن بیت گئے۔ بے پروا ترش: اسے زیادہ بے پروا۔

ترجمہ : وہ دن بیت گئے جب وہ ہمارے غم محبت سے بے خبر تھا اب تو اسے اپنی حالت سے بھی انہیں زیادہ بے پروا اور بے اختیار دیکھ۔ پہلے وہ ہم سے بے خبر تھا اب جب خود عشق میں ڈھلا ہوا ہے تو اپنے آپ سے بھی بہت بے خبر ہو گیا ہے۔

مہ نو کردہ کلاش پیکرش را چشم کم اہل مہ پیکرش ہیں
لغت : کلاش: لاغری، کمزوری۔ پیکرش: اس کا جسم۔ مہ پیکرش: اسے مہ پیکر سے چاند کے جسم دلا۔

ترجمہ : کلاش، یعنی عشق کی وجہ سے لاغری نے اس کے جسم کو لہو لہو چلا دیا پہلے دن کے چاند کی طرح انا بیا ہے، لیکن اس حالت میں بھی تو اسے مہ پیکر دیکھے گا۔ لیکن اس کے جسم کے من کی دلکشی کسی نہ کسی صورت میں برقرار ہے۔

پکھ در سجدہ خون از چشم مستش گدازشای نفس کافرش میں
 لغت : پکھ : پکھتا ہے۔ گدازش : پکھلا نہیں۔

ترجمہ : جب وہ سجدہ کرتا ہے تو اس کی مست آنکھوں سے خون کے آنسو نکلے ہیں۔ تو فرما یہ دیکھ کہ اس کے یہ ٹھنڈے آنسو اس کے
 نفس کافری پکھلا نہیں ہیں۔ یعنی پہلے وہ ہم پر جو رحم کرنا کھودا وہ دافعی کرتا تھا یہ گویا اس کا کافروہ نفس تھا لیکن اب جب خود گردنہ خلق
 ہوا ہے تو اس کے حور میں گداز آگیا ہے۔

گرد از غم بر لبش جاگرد غم نیست ز جاں تن زن لب جاں پرورش میں
 ترجمہ : اگر غم خلق کی بنا پر اس کی جاں پر آگئی ہے تو یہ کوئی غم کی بات نہیں۔ تو جاں کی بات پھر زائن زن یعنی بات پھر زائن
 اور اس کے جاں پر وہ لوں پر نظر ڈال۔ گویا اس کے لب اب اس کے محبوب کے لئے جاں پرور ہیں۔

خداوندش بخون ما گیراد بہ بیتل نگہ بر مخبرش میں
 لغت : خداوندش : خدا ہے۔ گیراد : نہ پکڑے اس سے ہاتھیں نہ کرے۔

ترجمہ : (مشرق کی وجہ سے) شہزادہ کی حالت میں اس کی نگاہ اپنے مخبر پر پڑتی دیکھ ہماری دعا ہے کہ خدا ہمارے قتل کے جرم میں اس کی
 گرفت نہ کرے۔ شہزادہ کی یہی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ دلوں کو اس مخبر سے لگ کر ہار دیا خود مخبر پر یہ قوت آ رہی ہے۔

برسم چارہ جوئی پیش غالب شکایت سنج چرخ و اخترش میں
 لغت : شکایت سنج : شکوہ کرنے والا۔ برسم چارہ جوئی : چارہ جوئی کے انداز میں یعنی غم کوئی چارہ کر۔

ترجمہ : خود دیکھ کہ اب وہ چارہ جوئی کے انداز میں غالب کے سامنے (وجہ) آئیں اور اپنے ستارہ بخت کا شکوہ کر رہا ہے۔ یعنی غالب سے کہ
 رہا ہے۔ کہ غم میرے لئے کچھ نہ کر۔ آئیں اور ستارے سے کوئی اچھالی کی توقع نہیں۔

روایف و

غزل # 1

حق کہ حق است سچ است ظانی بشنو بشنو گر تو خداوند جہانی بشنو

لغت : سچ است : ایک نئے والا۔ یعنی قریباً پاک نئے والا ہے۔ ظانی : توہ لکھ ہے، ہر واسطہ محبوب سے خطاب ہے۔

ترجمہ : سو تو سن لے کہ اگر تو محبوب اپنا کانا لگ ہے تو ہمیں سچ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں سے ایک نام ہے۔ وہ ہر کسی کی قریباً پاک
 نئے والا ہے۔ اسی حوالے سے مافوق محبوب سے کہتا ہے کہ اگر تجھے لگ جاں ہونے کا دعویٰ ہے تو پھر ہماری پاک قریباً تو جہ دے (سن)

"ظن ترائی" بجواب "ارنی" چند دچرا من نہ اینم بشناس و تونہ کنی، بشنو

لغت : ظن ترائی : حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ طور پر خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کو کہا تھا (ارنی، مجھے جلوہ دکھا جواب ملا تو میں
 دیکھ سکا کہ ترائی قرائی صحیح۔ نہ اینم میں یہ امویٰ نہیں ہوں۔ نہ کنی : تو خدا (خدا) نہیں ہے۔

ترجمہ : (اے محبوب ارنی کے سوال پر میرا جواب "ظن ترائی" تک اور اس لئے کہ میں نے کہ نہ تو میں "یہ" امویٰ ہوں اور نہ تو

(خدا ہے۔ مطلب یہ کہ تو اپنے ماضی کو مکمل کر چلا، رکھا۔

رسوے خود خزان و خلوت گر خاسم جاوہ

لغت : خزان : مال۔۔۔ خزانہ : اموال، رکے۔

ترجمہ : تو مجھے اپنی طرف اپنے یہاں بلا لے اور مجھے اپنی خاص خلوت دکھا میں جگہ دے۔ جو کچھ تجھے میرے مال کے بارے میں معلوم ہے اس کا اعانہ کر لے اور کچھ تجھے نہیں معلوم، دیکھ سے سن لے۔

پردہ چند پہ آہنگ کیسا بسرای غزل چند پہ خنجر فغانی بشنو

لغت : پردہ : سرنگ۔۔۔ آہنگ : کھینچا، قدیم ایران کے ایک مشہور معنی کیسلی لے۔ فغانی : مشہور ہادی گوشتارے "سب ہادی" (طرز، بدلتان، دعا کا پانی سمجھا جاتا ہے۔۔۔ خنجر : طرز۔

ترجمہ : تو کیسا سویتا رہی لے میں چند سرسپین تھے گا اور تجھے سے فغانی جیسے شاعر کے طرز و اسلوب میں غزل سن۔

تجھے آئینہ برابر نہ و صورت بنگر پارہ گوش پہ من دار و معانی بشنو

لغت : تجھے : تو کوئی دیر کے لئے۔۔۔ پارہ گوش : کسی قدر کلن، توجہ۔۔۔ صورت : ظاہری حالت۔۔۔ معانی : باطنی حالت، گہری باتیں۔

ترجمہ : تو تو کوئی دیر کے لئے آئینہ اپنے سامنے رکھ لے اور اس میں اپنی صورت دیکھ اور کسی قدر کلن میری طرف دیکھ یعنی میری طرف توجہ کر اور تجھے سے گہری اور لطیف باتیں سن۔

ہرچہ بنم بتو زانہ پیشہ ہی پندیر ہرچہ گویم بتو از پیشہ جوانی بشنو

لغت : ہرچہ : ہر کچھ، ہر کچھ بھی میں کہوں۔۔۔ پندیر : چنبرہ، قول کر لے۔

ترجمہ : ہر کچھ میں تجھے پوچھنے کے تجربہ کے حوالے سے کہوں، اسے قول کر لے اور ہر کچھ تجھ سے پیشہ جوانی کے بارے میں یا جوانی کی صورت و شان و شوکت کے انداز میں کون وہ سن لے۔

داستان من ویداری شبسے فراق تکز غشی وپام نشانی بشنو

لغت : غشی : غم، غم سے۔۔۔ نشانی : توجہ بخانے۔

ترجمہ : میری داستان اور ہر گہری باتوں میں میرا جتنے رہنماں خیال سے سن لے تاکہ تو نہ سوئے اور نہ تجھے اپنے پاس بٹھائے۔ وپام : اس میں لفظ "پاس" کے معنی، بیانی، رہنمائی کے لحاظ سے، اور لفظ پاس ہی کے بچے ہیں۔ خدا معلوم غالب نے یہاں کیونکر یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

چارہ جو میستم و نیز فضولی کنتم من واندوہ تو چندا نکہ توانی بشنو

لغت : چارہ : علاج، علاج کرنے یا پہنچانے والا۔۔۔ فضولی : بیکار یا غور و فکر کرنے والا۔۔۔ چندا نکہ : جس قدر۔۔۔

ترجمہ : میں چارہ و دوا کا غور و فکر نہیں ہوں اور فضول قسم کی ضد بھی نہیں کرتا میں یہ چاہتا ہوں کہ تو تجھ سے میرے ان دکھوں کی بات نہ کرے، میری محبت میں پیش آئے، جس قدر میں سکے، سن لے۔

زمن کہ ویدی بہ تنگم، طلب رحم خطاست خنچہ چند ز غمبے نشانی بشنو

لغت : بہ تنگم : میں دردناک میں ہوں۔۔۔ غمبے : غم، غم سے۔۔۔ غمبہ : غم، غم کے رک۔

ترجمہ : یہ تو نے دیکھ لیا کہ میں دردناک میں پڑا ہوں، اس لحاظ سے تجھ سے کسی رحم کی درخواست کرنا لگا بھٹا ہوں، یہاں ان کا ہے کہ

میرے غمات نہانی کے بارے میں کچھ باتیں سن لے۔

نغمہ : درنہم رہ بود کہ غالب چلی دلو ورق ازم در و اس مژدہ زبانی بشنو
 لغت : درنہم رہا کوہے راستہ ہی میں۔۔۔ ورق ازم در : ورق یعنی خط پھاڑ ڈال۔۔۔
 ترجمہ : خط ابھی راستہ ہی میں تھا کہ غالب نے جاں دے دی۔ اب تو خط پھاڑ ڈال اور غالب کے مرنے کی ایسے فخری زبانی سن لے۔

غزل #2

عرض خود بود کہ رسوائی مانخیزد ازو فتنہ خوے است ندانم چہ بلا خیزد ازو
 لغت : عرض خود : اپنی آئندہ شہرت (یعنی) کچھ دیر۔۔۔ فتنہ : اغوا ہے، پیدا ہوتی، سبب بنتی ہے۔۔۔ فتنہ خوے : جس کی فطرت یا نگہ
 آرائی کی ہو۔۔۔
 ترجمہ : اس نے اپنی آئندہ اس لئے خودی کہ اس سے ہماری رسوائی کا سلطان ہو، وہ (محبوب) بوجہ فتنہ پسند ہے، مظلوم نہیں رہا کیا مصیبتیں
 پیدا کرے گا۔

تا ازین بے ادبی قمر تو افزوں گردو گلہ سازے ست کہ آہنگ دعا خیزد ازو
 لغت : افزوں : بڑھ جائے، اضافہ ہو۔۔۔ آہنگ : دعا، دعا کی لے۔۔۔
 ترجمہ : اس خیال سے کہ میری اس بے ادبی سے میرے قمریں اضافہ ہو میں گلہ کر رہا ہوں اور میرا یہ گلہ ایک ایسا ساز ہے جس سے دعا کی
 لے اور ملے ہے۔ یعنی تو مجھ پر جتنے درد و رنج بڑھا جائے گا میں اتنی ہی تیرے حق میں دعاؤں کروں گا اور میرا گلہ کسی شکوے کی خاطر نہیں،
 بلکہ اسی قمریں اضافے کی خاطر ہے۔

نم انگے چو بہ خاکم بظفانی ازمر خاک بلد - بخود و مر گیا خیزد ازو
 لغت : بظفانی : تو بے لے۔۔۔ بلد بخود : خود پر فخر کرتی ہے، پہنچاتی ہے۔۔۔ مر گیا : مر گیا، مر و محبت کی کھاس۔۔۔
 ترجمہ : جب تو میری خاک (جبراً) الٹ محبت بنانا ہے تو وہ (تیری خاک) خود پر فخر کرتی ہے اور اس سے مر گیا پیدا ہونے لگتی ہے۔
 پیش ما دوزخ جلویہ بہشت است بہشت بلا آہل دیارے کہ وفا خیزد ازو
 لغت : بلا آہل : خدا کرے دوزخ آید رہے۔۔۔ دیارے کہ : وہ ضریح سرزمین جس میں۔۔۔
 ترجمہ : ہمارے لئے دوزخ جلویہ ایک بہشت ہے بہشت خدا کرے وہ سرزمین جیسے جیسے آئندہ رہے جس میں وفا پیا ہوتی ہے۔ دوزخ جلویہ
 سے عذاب مسلسل نعم و مال ہی ہو سکتے ہیں جن کی لذت کا مالک ہی ہو کر انسان انہیں بھول جاتا ہے۔ اس سلسلے میں پہلے بھی دوسرے اشعار دیکھ
 گئے ہیں۔

بے نوبان تو درد سر دعویٰ ندمد شکستہ ساز وفاے کہ صدا خیزد ازو
 ترجمہ : تیرے بے نوا (عاشق) محبت میں کسی قسم کے دعوے کا درد سر نہیں دیتے۔ یعنی اپنی محبت کا دعویٰ کر کے محبوب کے لئے کسی لذت
 کا باعث نہیں بننا چاہتے۔ خدا کرے وہ لاکھوں ساز و نواں ٹوٹ جائے جس سے ایسی از دعویٰ محبت کی آواز نکلتی ہو۔

دل بیاراں چہ وہ آؤد ستر عرض کند مگر آپے کہ زجور رنقا خیزد اذو
نعت : وہ آؤد ستر ستر کا تختہ۔ عرض کند: پیش کرے۔

ترجمہ : ہمارا دل ہمارے دوستوں کے لئے ستر کا کونا تختہ پیش کرے، پس ایک آؤد ہے جو ستر کے ساتھیوں کے جو روح کے حوالے سے
اچھلے ہے۔ یعنی یہاں ہی نے ہم پر علم و حکم کئے ہیں۔ غالب نے قاری اور اردو میں اور بھی اسی مضمون کے اشعار درج کر کے ہیں۔
غالب!

گرد ہم شرح تنہائے عزیزاں غالب رسم امید اتلا زجراں بر خیزو
غالب!

کوں کیا خوبی اوضاع ابتائے زبان غالب بدی کی اس نے جس سے کی حسی ہم نے ہار ہانگی
سدا!

کس نیا موخت علم تیر از من کہ مرا غایت نکلند نہ کرو
بقول عدم ہے

دیکھا جو تیر کھا کے کیستہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی
نجد زیر سرا گفت تو بنجم کہ مرا نیست دروے کہ تنہائے دوا خیزد اذو

نعت : نجد: نہیں ملتی۔

ترجمہ : یہ جو تیری انگلی کے نیچے میری نعل حرکت نہیں کر رہی تو اس سے پتہ چتا ہے کہ مجھے کوئی ایسا دکھ نہیں ہے جسے کسی دوا کی
ضرورت یا خواہش ہو۔ اگر مجھ "اشقی صورت میں" کی بجائے "نجد" (نبشت صورت میں) جیسا کہ صوفی مروج کی کتاب میں ہے، تو اس کا
مطلب ہو گا کہ مجھ اس انداز میں حرکت کر رہی ہے کہ۔

عشام کہ رسد نکت زلف سے کہ ہمہ بیخودی پاو صبا خیزد اذو
نعت : عشام کہ: کس کے دلغ میں۔ نکت: خوشبو۔

ترجمہ : وہ کون (اوش نصیب) ہے جس کے دلغ میں محبوب کی سیاہ زلفوں کی خوشبو پہنچ رہی ہے کہ وہاں لگتا ہے اس خوشبو میں باد صبا کی
بیخودی طاری ہے۔ صبح کی ہوا چلتے سے بھول کھلتے ہیں اور ان کی خوشبو پہنچنے لگتی ہے۔ گویا محبوب کی زلفوں کی خوشبو باد صبا پر بھی مدد دیتی
طاری کر دیتی ہے۔

بوسہ بعد از طلب بوسہ نہ بخشہ لذت چوں جو ابے کہ پاداز حیا خیزد اذو
ترجمہ : بوسہ طلب کرنے پر اگر ملے تو اس (بوسے) میں وہ لذت نہیں رہتی یہ بالکل اس جواب کی طرح ہے جس میں حیا کا اعزاز پلا جاتا
ہو۔ یعنی عاشق کے کسی سوال کا جواب اگر محبوب پاداز حیا سے تو عاشق اس سے لطف اندوز نہیں ہو تا اسی طرح اگر عاشق کے کہنے پر
محبوب بوسہ دے تو عاشق کو اس سے کیا لطف حاصل ہو گا۔

محو افسوں گر نازیم کہ اورا با ما دور پاشے ست کہ آہنگ "نیا" خیزد اذو
نعت : افسوں گر: ساڑہ چادر گر۔ دور پاش: دور رہ۔ آہنگ: آہا کی صدا یا دعوت۔

ترجمہ : ہم اس ساحرا کی جڑ آفریوں میں کھوئے ہوئے، خود مست ہیں کہ جس کی "دورہاش" ہمارے ساتھ کچھ اس حداز کی ہے کہ اس آواز میں ایک طرح سے آنے کی دعوت کا پہلو لگتا ہے۔ گویا محبوب کا انداز کچھ ہے اور عاشق اس کا مضمون پر کس لیتا ہے۔

دیگر اموز بمانا بر سر جنگ آمدہ است پہ ہواے کہ ہمہ صلح و صفای خیزد از دو ترجمہ : اب وہ ہر دم سے کچھ اس ہوا سے بر سرِ پیادہ کہ اس کی اس (ہوا سے جنگ سے صلح و صفائی پوری طرح ٹپک رہی ہے۔

بلبل گلشن عشق آمدہ غالب ز ازل حیف گر زمرہ مدح و ثنا خیزد از دو لغت : زمرہ مدح و ثنا یعنی پوشیدہ امرا و فیہ کی مدح میں نثر سرلی (شعر کہتا) کرتا۔

ترجمہ : غالب تو ازل ہی سے گلشن عشق کا بلبل ہے، یعنی اس کی شاعری سراسر عشقیہ ہے۔ اگر وہ مدح و ثنا کا فن لہجہ ہے تو یہ افسوس کی بات ہوگی۔

غزل #3

گوئی بہ من کہے کہ ز دشمن رسیدہ کو آن بجز زال ست ہے، قد خیدہ کو لغت : کیا کون۔۔۔ بجز زال۔۔۔ یعنی عورت۔۔۔ سے پہلے سے رہتا رہا۔۔۔ قد خیدہ : نکلے ہوئے جسم وال، مڑا ہوا، کو درجہ عورت سے ملانے والی کھلی یا بھڑکی۔

ترجمہ : تو کچھ سے یہ پوچھ رہا ہے کہ دشمن (یعنی رقیب) کی طرف سے جو کوئی آیا ہے وہ کون ہے جو اس کے وہ ست رہتا اور نکلے ہوئے بدن وال، جو عیا کون تھی؟ یعنی محبوب نے قاتل سے کام لیتے ہوئے پوچھا عاشق نے فوراً اس پیغام رسائی کٹھی کی آمد کا راز فاش کر دیا۔

یادست نہ کردہ غصم بےضوان بہ لفظ "دوست" آں ہنر نخواستہ ز صمد جا دریدہ کو لغت : یادست : تجھے یاد۔۔۔ ہنر : نخواستہ : وہ لفظ جو چاہا نہ گیا۔۔۔ دریدہ : پٹنا ہوا۔۔۔

ترجمہ : دشمن (یعنی ہمارے رقیب) نے تجھے (اپنے غلام میں) لفظ "دوست" سے بھی یاد نہیں کیا، یعنی غلام میں تجھے "دوست" کے لفظ سے غلام نہیں کیا۔۔۔ وہ سچ کہ سے پٹنا ہوا ہنر نخواستہ کس ہے؟ غصم اور دوست میں صنعت کیا ہے۔

رعنا دلت بہ دختر ہمایہ بند نیست آں مہ رخ بگوشہ ایوان خیدہ کو لغت : رعنا دلت : تیرا خوش نہ زباناں۔۔۔ بند نیست : وابستہ نہیں ہے۔۔۔ خیدہ : چھپی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : تیرا دل اگر ہمایہ کی لڑکی سے وابستہ نہیں ہے تو پھر تجھے گل کے گلے میں چھپی ہوئی وہ مہ رخ کون ہے؟

دوشینہ گل بہ بستر و بالین غداشتی آں برگ گل کہ در تن نازک غیدہ کو لغت : دوشینہ : گل دلت۔۔۔ غیدہ : چھپی۔۔۔

ترجمہ : گل دلت تجھے بستر اور سر پہلے پر جب کوئی پھول میں قاتل پھر وہ پھول کی پتی تجھے نازک بدن میں چھپی وہ کیا تھی۔ یعنی بستر پر کئی پھول قاتل تو وہ پتی چھپی۔

کس راوری نہ مردہ ز جورت ہوا گلہ آں بے گز کہ شہ زبانش بریدہ کو

لغت : داوری: فراہم و موافق۔۔۔ زور دینا: تیرے علم و حکم کے خلاف۔۔۔ بدادگان: عدالت میں۔۔۔ نہایت بریدہ: اس کی زبان کالت دی۔۔۔

ترجمہ : جب کسی نے تیرے علم و حکم کے خلاف عدالت میں لایا بدشاہ کی بارگاہِ خضافت اکملی و موافق نہیں کیا تو پھر وہ ہے گزہ کون تھا جس کی زبان بدشاہ کے حکم سے کالت دی گئی۔

گوئی پہ شہنہ گوئی کہ کس رات نہ کشیدہ ایم آں فغش نیم سوختہ ز آتش کشیدہ کو

لغت : لغت : کوتاہ۔۔۔ کوئی نہ کہوے۔۔۔ نیم سوختہ: سوہ چلی۔۔۔ ز آتش کشیدہ: آگ سے باہر کھینچی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : تو اے محبوب! یہ کہتا ہے کہ کوتاہ سے کہہ دے کہ ہم نے کسی کو قتل نہیں کیا تو پھر وہ نیم سوختہ اور آگ سے باہر کھینچی ہوئی فغش کسی کی ہے؟

گوئی فغش شوی چو زکیم بدر روی آں دل کہ جز بھلا بھیج آر میدہ کو

لغت : فغش: خاموش۔۔۔ بدر روی: تو جانے۔۔۔ بھیج آر میدہ: کسی شے سے تسکین نہیں پاتا۔۔۔

ترجمہ : تو کہتا ہے کہ ”جب تو میرے کوہ سے جانے لگے تو خاموشی سے جانا“ (تمہاری بات اپنی جگہ درست لیکن میں وہ دل کس سے لاؤں جو کسی جادو قریب کے بغیر تسکین ہی نہیں پاتا۔

گوئی دے زگریہ ٹخنیں بھار آں مایہ بخون کہ سر دہم از دل بدیدہ کو

لغت : بھار آں: ہمارے سامنے لائینی بہا۔۔۔ دے: بکھڑا ہوا۔۔۔ بھار کے لئے۔۔۔ آں مایہ: اس قدر۔۔۔ سر دہم: نکالوں۔۔۔

ترجمہ : تو کہتا ہے کہ ”بکھڑا ہوا۔۔۔ بھار کے لئے تو ہمارے سامنے ٹخنوں کے آنسو بہا“۔ لیکن اب اس قدر ٹخن کس سے نکالوں؟ (میں وہ دل سے آنکھوں کے درجے بھڑوں۔ یعنی تیرے غم بہت میں اتنی ٹخنیں آنسو بہا نکالوں کہ دل میں ٹخن ہی نہیں رہا۔

بشکوہ غالب از تو رمیدہ بہ کعبہ رفت گفتی شگفتیے کہ بود ناشتیدہ کو

لغت : رمیدہ: بھاک کر۔۔۔ شگفتیے: کہ! ایسی جہاں کن یا تو کئی بات ہو۔۔۔ ناشتیدہ: نہیں سنی گئی۔۔۔

ترجمہ : ذرا اس کو غالب تجھ سے بھاک کر کہہ کو چلا گیا۔ تو نے کہا کہ یہ جہاں کن بات تو ہم نے سنی ہی نہیں یہ کیسے اور کب واقع ہوئی۔ ”ذرا اس“ سے مراد ہے۔ ”تو نے سنا ہو گا۔“

غزل # 4

بالم بغزلیش بس کہ بہ بند کند تو مرم گلیں کند کہ حکم بہ بند تو

لغت : بالم بغزلیش: میں خود بہ فکر کرتا ہوں، غزلی سے پتہ لے نہیں سکتا۔۔۔

ترجمہ : میں تیرے عشق کی کند میں رہے ہوئے خود بہ بند کرتا ہوں لیکن لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں تیرے اس بند کند میں لگ چکا ہوں یعنی لاف سے وہ چار ہوں۔

آزادیم نخواستی و ترسم کزین کشلا بالم بخود چنانکہ غنجم بہ بند تو

لغت : آزادیم: میری آزادی۔۔۔ ترسم: ڈرنا۔۔۔ ازین: اس کے۔۔۔ کشلا: جھجھکنا۔۔۔ غنجم: میں نہ ہوں گا۔۔۔

ترجمہ : تو مجھے اپنی محبت کے اس بندے سے آزاد کرنا نہیں چاہتا اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اس طرفی میں میں آجائے پھول جوں کہ ترجمہ اس بندے میں ساقی نہ سکوں۔

نر خورشید شایبسی و نر سایہ در ہراس گویا رسیدہ ام بہ دل دور مند تو
نعت : نرہ از کاشتق۔ شایبسی : شایخ گزاری۔ ہراس : خوف اور۔

ترجمہ : مجھے تو قیامت کے کوئی شاکر گزاری ہے اور نہ اپنے سایہ ہی سے کوئی خوف ہے، گویا میں ترجمہ دور معذول میں پہنچ گیا ہوں۔
اس شایبسی میں کہ نر پہ شاکر گزاری ہی سکتا ہوں۔

رونگی قصامت بہت آسانی گزار ما قمر خداست خاطر مشکل پسند تو
نعت : آسانی گزار : آسانی سے کام کرنے والی۔

ترجمہ : ہادی ہر کام کو آسانی سمجھنے اور نہ گھبرانے والی بہت قصا کے لئے ذکا کا باعث بنی ہوئی ہے، یعنی ایسے انسان سے کہ نہ گھبرائے، جبکہ تیرا مشکل پسند دل یا تیری مشکل پسند طبیعت گویا قمر خدا ہے۔ صوفی مرحوم نے آسانی کا لکھا ہے، جس کا پہل مضمون نہیں بننا۔

ازما چہ دیدہ ای کہ بماند گذار دل بچوں شکر در آب بود نوش خند تو
نعت : نوش خند : مٹھی ہنسی۔

ترجمہ : تو نے ہم سے کیا دیکھا ہے کہ ہمارے دل کے گداز کی بنا پر ہمارے لئے تیری مٹھی ہنسی ایسے ہی ہے جسے پانی میں شکر ہو۔ گویا ہمارا دل گداز ہو گیا ہے، پھل کے رو گیا ہے اور اس میں تیری یہ ہنسی بھی اگر ختم ہو جاتی ہے۔

اے مرگ مرچا چہ گراں مایہ دلبری چشم بد از تو دور نگویاں پسند تو
نعت : مرحبہ : دور بہت ٹوب۔ گراں مایہ : بہت قیمتی، چھوڑ دو قیمت والی۔ پسند : ہرمل کا دوسرے نظریہ سے بچنے کے لئے آگ میں ڈالتے ہیں۔ گویا بد کوئی بیچ میں لوگ، ہستیں۔

ترجمہ : اے موت! مرحوم تو کس قدر گراں مایہ محبوب ٹھے ہے، اللہ تجھے نظریہ سے بچائے، بدی بدی حسین ہستیاں تیرا ہرمل ہیں، یعنی وہ ہرمل کی طرح بل کر تھو پر جان نذا کرتی اور اس طرح تجھے نظریہ سے بچائے رکھتی ہیں۔ بتاؤ کہ خیال ہے۔

اے کعبہ چوں کن از دل یار اوقندہ ایست ایں بہت کہ اوقندہ ز طلق بلند تو
ترجمہ : اے کعبہ! یہ بہت بھی، یہ ترجمہ بلند خلق سے گرا ہے، میری طرح دوست کے دل سے گرا ہوا ہے۔ کعبہ کو محبوب سے عورت کو اپنے دل سے عقیدہ دی ہے۔

دور رہ گذر بہ پرشش ماگر کشی چہ پاک آخر شراب نیست عیان سمند تو
نعت : کشی : تود کے دھان کشی، گام روکے، گھوڑا روکے، بہ۔ صحن : گام۔ سمند : گھوڑا۔

ترجمہ : اگر تو دھان حال چال پونچنے کی خاطر اپنے گھوڑے کی گام کو راستے میں روک لے، گھوڑا روک لے، تو کوئی خوف کی بات ہے، کوئی خوف نہیں۔ تیری یہ صحن کشی آخر شراب کشی، شراب چٹا تو نہیں ہے۔ یعنی شراب پیچے میں تو دیر گھٹی ہے، جبکہ سردا پرشش حال کی اور چل چلے۔

آں کز تو دل ربودہ غرا نم کہ بودہ است یارب کہ دور باد ز جانفش گزند تو
نعت : کہ بودہ است : کون تھا۔ گزند : دکھ، نقصان۔ دل ربودہ : دل اڑا لیکن دل موہ لیا ہے۔

ترجمہ : خدا اسطرح وہ کون تھا جس نے تیرا دل سوا لیا، خدا کرے کہ اس کی جان مجھ سے گزند سے محفوظ رہے۔ گویا وہ شخص تو خوش نصیب ہے لیکن جو کہ محبوب کو عاشق پر جو دھم کرنے اور اسے لذت پہنچانے کی عادت ہے، اس لئے ممکن ہے کہ وہ اب اپنے اس محبوب کے ساتھ بھی کہیں یہ رویہ اختیار نہ کرے۔ اسی لئے مذکورہ دعا مانگی ہے۔

ہر گونہ رنج کر تو دراندیشہ داشتم ہم با تو در بہشت گفتم بہ چند تو
 لغت : ہر گونہ: ہر طرح کا جو بھی۔۔۔ در اندیشہ: خیال میں۔۔۔ در بہشت: بہشت جہت میں، بہشتی باتوں میں۔۔۔ چند: فصاحت۔

ترجمہ : میں نے ہر وہ رنج و غم جو میرے خیال میں تیری طرف سے تھا، بہشتی باتوں میں تھوہر فصاحت کی صورت میں ظاہر کر دیا۔

غالب! سپاس گوئی کہ ما از زبان دوست کی بشنوم شکوہ بخت نژاد تو
 لغت : سپاس گو: شکر ہے یا کر، شکر کر۔۔۔ بخت نژاد: بد بختی، بد قسمتی، بد حالی۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تو شکر ادا کر کہ ہم دوست کی زبان سے میرے بخت نژاد کا شکوہ سن رہے ہیں۔ گویا محبوب کو بھی غالب کی بد نصیبی و بد حالی کا احساس ہو گیا ہے جو غالب کے لئے خوشی کا باعث ہے۔

غزل 5

گشتا گشتہ ایم غرور حمل کو پیچیدہ ایم سر زوقا گوشل کو

لغت : گوا کہیں ہے۔۔۔ پیچیدہ ایم سر: ہم نے سرمانہ سوز لیا ہے۔۔۔ گوشل: کن، ایٹھنا، کن کچھ، سوز لیا ہے۔ غرور حمل: حسن کا غرور جو محبوب کو ہے۔

ترجمہ : ہم گشتا گشتہ ہو گئے ہیں، غرور حمل کہیں ہے، یعنی اسے کیا ہو گیا ہے۔ ہم نے وقا سے منہ سوز لیا ہے، گوشل کہیں ہے۔ یعنی ہمیں اپنی اس گشتا گشتی پر سزا مل چاہئے، لیکن اس کے آثار نظر نہیں آ رہے۔ گویا عاشق چاہتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی بہانے محبوب کے جو دھم و اٹھانے کہ اس میں اس کے لئے لذت کا سامان ہے۔

تاکے فریب حلم، خدا را خدا نہ ای آں خوے خشکیں و ادایے طال کو

لغت : تاکے: کب تک۔۔۔ حلم: نرمی، بردباری، خدا کی ایک صفت۔۔۔ خدا را خدا: خدا کے واسطے۔۔۔ ادایے طال: لٹی لٹا جس سے آکٹھٹ ظاہر ہو۔

ترجمہ : اے محبوب! خدا کے واسطے یہ چاکر و کب تک ہمیں اپنی بردباری کا فریب دیتا رہے گا تو خدا تو نہیں ہے کہ تھوہر حلم کی صفت ہو۔ تیری وہ غصے اور عین میں آنے والی طبیعت و خصلت اور جلد آگیا جانے کی ادا کہیں ہے، یعنی انہیں کیا ہوا ہے۔ یعنی تو اپنا یہ رویہ جاری رکھ تاکہ ہم سب ساقی اس سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔

برگشتہ ام۔ زمر و نئی گیریم بہ قمر دارم دو صد جواب و لے یک سوال کو

لغت : برگشتہ ام: میں مڑا گیا ہوں، میں نے روگردانی کی ہے۔۔۔ نئی گیریم: تو میری گرفت نہیں کرتا۔۔۔
 ترجمہ : میں نے سو دوا سے روگردانی کی ہے اور تو اس سلسلے میں سختی سے میری گرفت نہیں کر رہا۔ میرے پاس اس امر کے دو سو جواب ہیں لیکن ان کے لئے ایک سوال کہیں ہے۔ یعنی تو اس سلسلے میں کچھ بچہ تو کسی۔

یا می گشت صحبت و یابی فرود ربط لیکن مرا ملال و ترا اتصال کو

لغت : می گشت : نوبت کیا ختم ہو گیا۔ می فرود : بندہ کیا۔ اتصال : شرمساری، شرمندگی۔

ترجمہ : یا تو خدا پہلی میل چل ہی ختم ہو گیا ہے یا ہرگز ہم میں باہمی ربط بندہ کیا ہے (صورت حال یہ کہ بھی سہی اور کیا یہ ہے کہ آخر مجھے اس پر ملال کیوں نہیں اور تو شرمسار کیوں نہیں۔

خواہی کہ بر فروزی و سوزی، درنگ چیت خواہم کہ تیز سوے تو نیم، مہال کو

لغت : بر فروزی : توجہ اٹھے، تیرا حسن بزرگ اٹھے۔ سوزی : تو مجھے اجاڑے۔ درنگ : دیر، تاہل۔

ترجمہ : اگر تیری خواہش ہے کہ تیرا حسن چنگ بزرگ اٹھے اور مجھے اجاڑے تو پھر اس کی بات کی؟ میں چاہتا ہوں کہ میں تجھے تیز لکھوں سے دیکھوں (یعنی خوب ہی سرگے دیکھوں لیکن مجھ میں اس کی مہال کیوں؟

گر گشت ایم کشتن و بستن، بیا مخد مارا تدار کے بسزا در خیال کو۔

لغت : کشتن : قتل کرنا۔ بستن : بندہ کرنا۔ مخد : تدار کے بڑے مناسب چارہ۔

ترجمہ : اگر ہم نے تجھ سے اپنے ہاتھ سے اور قتل کرنے کو کہا ہے تو (اگر ہی اس بات پر مت نہیں۔ ہم میں اس کا مناسب چارہ کرنے کا خیال کیوں ہے؟ لیکن ہم اس کا تدارک کرنے کا سوچ بھی نہیں سمجھتے اس لئے نہیں اور یہ کام کڑا ہل۔

داغ ز رشک شوکت صفتان و لے چہ سو آں دستگا طاعت ہفتا سال سل کو

لغت : رشک صفتان : صفتان کی شان، صفتان ایک بزرگ تھے جن کے سات سومید تھے، مشہور شاعر صوفی فرید الدین عطار بھی ان کے مرید تھے، حضرت غوث الاعظم کی بدعا سے ایک آتش پرست لڑکی پر عاشق ہو کر اسلام ترک کر دیا لیکن آخر غیبی ہدایت نے ان کا ہاتھ بچا اور ہر مسلمان ہو گئے۔ دستگا : سربا۔ ہفتا سال : ستر سال۔

ترجمہ : میں شوکت صفتان کے رشک سے جل رہا ہوں لیکن کیا قاکو؟ اس لئے کہ اپنے پاس وہ ستر سال عبادت و طاعت کا سربا ہے۔

من بوسہ جو و تو بہ خن داریم نگاہ لب قند با گھرچہ خشکید، زلال کو

لغت : بوسہ جو : بوسہ کا دہر۔ بہ خن : باتوں میں۔ داریم نگاہ : تو نے مجھے لگائے ہوئے یا الجھائے ہوئے ہے۔ خشکید : خشک کر کے، اسے قتل ہو۔ زلال : صاف اور چٹا پانی۔

ترجمہ : میں تو تجھ سے بوسے کا دہر ہوں اور تو ہے کہ مجھے باتوں میں لگائے ہوئے ہے۔ ہوا ایک لب قند (پاستے) کو آب گھرا سوئی کی یعنی دانتوں کی آب، پنک اور پانی دونوں معوں میں اسے کیا قتل ہو سکتا ہے، زلال کیوں ہے۔ محبوب کے دانتوں کی پنک یا آب کو آب گھر سے اور لب شریں کے بوسے کو زلال سے تشبیہ دی ہے۔

دل فتنہ جوی و فرصت خنیل عشق نیست ہنگامہ سازی ہوس زور ہل کو

لغت : فتنہ جوی : ہنگاموں کا خواہش۔ زور ہل : زور اور زور کر جانے والی۔

ترجمہ : اپنا دل فرصت میں تھے اور ہنگامے بہا ہونے کا خواہش ہے لیکن یہ دل خنیل عشق (عشق تحمل کرنا کی فرصت ہی نہیں ہے۔ زور ہل ہوس کی ہنگامہ آرائی کیوں ہے؟ کہ وہی سے یہ کام چلے ہو سکتا ہے۔

لب تا جگر سوخت در تموز صاف شراب غورہ و جام سفلی کو

لغت : سوت، جل گیا۔ قورہ: گرمی۔ قورہ پہلے پاک کرتا رہوئے والا انور۔۔۔ جام: سفل: مٹی کا گڑھا ہوا جام۔۔۔

ترجمہ : گرمی میں پیاس کی وجہ سے میرے ہونٹ سے لے کر جگر تک جل گئے ہیں، قورہ سے مٹی ہوئی صاف خراب اور جام سفل کہاں ہے۔ یعنی یہ کچھ مل جائے تو میں اپنی پیاس بجھاؤں۔ مٹی کے برتن میں پڑی ہوئی مٹی شے (پانی وغیرہ) ذرا اٹھڑی رہتی ہے، اس لئے جام سفل کہا۔

در پادہ طور غم مختب کیا در عیش غلہ لذت بیم زوال کو

لغت : پادہ طور: شراب طور جو جنت میں ملے گی۔۔۔ مختب: کوتاہ۔۔۔

ترجمہ : پادہ طور میں کوتاہ کاؤر خوف کہاں؟ (یعنی نہیں ہے) اور عیش غلہ میں زوال کے خوف کی لذت کہاں؟ (یعنی نہیں ہے)۔ عاشق کے لئے یا عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے انسان کے لئے اس عیش کے ختم ہونے کے خوف میں بھی گویا لذت کا سلاخ ہے جو غلہ میں نہیں اگر لذت کی جگہ آفت ہو تو واضح ہے کہ خوف کی آفت و مصیبت مراد ہے۔

غالب بہ شعر کم ز غموری نیم ولے عادل شد خن رن دریا نوال کو

لغت : عادل: انصاف کرنے والا۔ عادل شاد: پادشاہ کا نام، غموری: جس کے دربار کا شاعر تھا۔۔۔ خن: رن: خن شمس۔۔۔ دریا نوال: ہے خدا تعالیٰ، مراد شعروادوب پرور۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں غموری سے کسی طرح کم نہیں ہوں لیکن عادل شاد پادشاہ جیسا خن شمس اور ادوب پرور اور آئی اشعرا کو خوب انعام دینے والا آج کہاں ہے (جو میری قدر کرے)۔ دلی بجا پر عادل شاد یعنی میرا ایم عادل خانی عادل شاد، 988ء 1580-1637-1627)۔ غموری اپنی وفات تک کوئی تیس سال اس کے دربار سے وابستہ رہا اور خوب انعمت اور صلے پا کر اپنا چنانچہ "گلزار ابراہیم" کی تصنیف پر اسے چالیس جزا دیئے گئے۔

غزل #5

دولت بہ غلا نبود از سی پشیم شو کافر خوانی شد ناچار مسلم شو

لغت : دولت: یہاں مراد خوش نصیبی۔۔۔ خوانی شد: (اگر تو نہیں ہو سکتا۔۔۔ یہ غلا: غلطی سے ہوئی)۔

ترجمہ : غالب کی یہ غزل بھی مشہور ہے (اگر خوش نصیبی یہی میر نہیں آئی تو اس کی خاطر کی جائے دلی اپنی کوششوں سے پشیمان ہو جا۔ تو اگر کافر نہیں ہو سکتا تو محالہ مجبوری مسلمان ہو جا۔ چاہا یہ مراد ہے کہ کافر ہونے میں دقتیں اور تکلیفیں سر ملوں سے واسطہ نہ آئے، جس سے گزرا ہوا ایک کے جس کی بات نہیں بلکہ مسلمانی گویا سلاحتی کی راہ ہونے کے باعث ایک ایسی راہ ہے جس پر آسانی سے چلا جاسکتا ہے۔ غالب سے مدد کے ساتھ ارا قہم دلی کو غالب کے نظریہ "از سی پشیم شو" سے اختلاف ہے، ہمیں تو یہ کہنا ہے کہ

You do Your best, then leave it to God.

اتم اپنی طرف سے ہری کوشش کرو، پھر اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ پر رکھو۔ ایک مومن شاعر نے یہی بات یوں کی ہے :

بلی دا کم پانی پانا بھر بھر مشکل پادے

مولا دا کم پھل لاخو لاوے یا نہ لاوے

لیکن اپنا تہ بند نہیں ہے کہ سوا کریم منت کا پیکر ضرور رہتا ہے۔

از ہرزہ رواں سخن قلزم عنوان خوشن جوئی پہ خیاباں روا سبکی پہ بیاباں شو

نعت : ہرزہ فضول ہی نہیں ہے۔ قلزم : سمندر۔ جوئی : تو اکری ہے۔ سبکی : اگر تو سلاب ہے۔

ترجمہ : بلاوجہ اور فضول قسم کی راہ روی سے سمندر نہیں جا سکتا اگر تو عدی ہے تو پھولوں کی کیاری میں رواں ہو اور اگر تو سلاب ہے تو بیاباں کی طرف رخ کر۔ یعنی ہر کسی کا ہر فکرے کا اپنا طرف ہے۔ اسی طرف کے مطابق اس کی حیل کا نہیں ہوتا ہے جیسے عدی صرف گھٹن کے لئے ہے جبکہ سلاب بیاباں کا رخ کرتا ہے۔

ہم خانہ بہ سلاں پہ ہم جلوہ فراواں پہ در کعبہ اقامت کن در بنگلہ مہماں شو

نعت : بہ سلاں پہ : سلاں کے ساتھ ہی بہتے۔ فراواں : بکثرت بہت۔ اقامت کن : قیام کرنا تھا کر۔

ترجمہ : گھر میں ساڑھ سلاں ہی ہو تو بہتے، اسی طرح جلوں کی کثرت ہی ہو تو خوب ہے۔ لہذا تو کہیے میں تو اقامت اختیار کر جبکہ بہت خانے میں مہمان ہی۔ بہت خانے میں بہت سے بہت ہونے کے باعث اسے جلوں کی کثرت کہا ہے اور یہی کثرت گویا ساڑھ سلاں ہے، جبکہ دوسری طرف کعبہ میں صرف اللہ ہی اقامت ہے۔

آوازہ معنی را بر ساز داستان زن ہنگامہ صورت را بازیچہ طفلان شو

نعت : آوازہ معنی : باطن حقیقت کا فقر۔ ہنگامہ صورت : ظاہر یا صورت آرائی کا ہنگامہ۔ بازیچہ طفلان : بچوں کا کھیل، طفلان : طفل کی جمع معنی بچے، کھلوٹا۔ داستان : درجہ۔

ترجمہ : فقر حقیقت یا حق کا فقر، داستان کے ساز پر گاورا کر صرف ظاہری یا صورت آرائی کا ہنگامہ ہو تو اس کے لئے بچوں کا کھیل کھلوٹا ہی نہ۔ اٹھار حقیقت یا حق کی ہیبت و مقام کچھ اور ہے جبکہ ظاہری یا صورت آرائی کو بچوں کا کھیل کھلوٹا سمجھا جاتا ہے۔

السانہ شادی را کبیر خط بطلان کش فہنامہ ماتم را آرائش عنوان شو

نعت : السانہ شادی : خوشی و مسرت کی داستان، یعنی باتیں۔ خط بطلان : غلط فہم پر کھینچنے والے کیر۔ فہنامہ : فہم کی کتاب۔

ترجمہ : خوشیوں مسرتوں کی داستان پر خط بطلان کھینچ دے اسے بالکل غلط قرار دے لے، جبکہ فہنامہ نام کو عنوان کی سمجھت ہٹا لے۔ یعنی خوشیوں کو اہمیت نہ دے انہیں بھول جاوے اور فہم سے دل بھگی پیدا کر لے۔ اس سے پہلے بھی طالب نے اس موضوع پر مختلف اشعار میں بات کی ہے :

تائب!

شادی سے گذر کہ فہم نہ ہووے ادوی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے

فلانی بدعنوانی

فہم بھی گزشتھی ہے، خوشی بھی گزشتھی کہ فہم کو اختیار کہ گذرے تو فہم نہ ہو

گر چرخ فلک گردی سریر خط فرماں نہ در گئے زبیں ہاشی وقف فہم چو گل شو

نعت : چرخ فلک گردی : فہم میں گردش کرنے والا ہے۔ نہ : رکہ۔ در : داکر کا مختلف اور اگر۔ ہاشی : توہر۔ گئے : گئے۔ فہم چو گل : چو گل کے لئے کا فہم جو اس کے آخر میں ہوتا ہے، اسی فہم سے گیدہ کھینچا جاتا ہے۔ گئے زمین : اس میں اشاد ہے اس طرف کہ زمین گیدہ کی طرح کھول ہے۔

ترجمہ : اگر تو فطامیں گردش کرنے والا سیانہ ہے تو خداوند کے حکم کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دے اور اگر تو گمراہ نہیں ہے تو خود کو چوہا گن کے خم کے لئے وقف کر دے۔ مراد یہ کہ تو کسی بھی مقام و مرتبہ کا انسان ہو تسلیم و رضا کو چارے طور پر اپنا شیوہ بنالے۔

تورودہ خم خشم در بندگی ایزد اے داغ بدل در رو و ز جہرہ نماییاں شو
 لغت : آلودہ لے آیا ہے، مانگ کر دیا۔ بدل در رو: دل کے اندر چہ دل میں داخل ہو چلا۔ جہرہ: پوٹلی۔

ترجمہ : خم خشم نے آخر کار مجھے خدا سے تقدوس کی اصطلاح پر مانگ کر دیا ہے۔ سوائے داغ خشم تو اب دل میں داخل ہو جاؤ پھر ابھر کر پوٹلی سے ظاہر ہو جا۔ پوٹلی کا داغ سجدوں یا خدا کی عظمت کا نشان ہے جسے عرف عام میں ”غراب“ یا ”لٹھے پر غراب“ کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ لٹھے پر سجدوں کا نشان خدا کی عبادت و اطاعت کا نشان ہو گا۔

در بند خلیجی بلایں موزم ز جگر خللی اے حوصلہ تنگی کن اے غصہ فراواں شو
 لغت : خلیجی بلایں: صبر۔ جگر خالی: جگر پٹا۔ غصہ: کھلی، غم۔

ترجمہ : میں میری غلیب کے بند یا اس میں کھوئے رہنے میں اپنا جگر چٹ چٹ کر گیا اے میرے حوصلے کو تنگ ہو جاؤ اے غم تو فراواں یعنی زیادہ ہو جا۔ مطلب یہ کہ غلوں میں صبر کرنے کے لئے بڑے حوصلے کی ضرورت ہے۔ حوصلہ کم ہونے کی صورت میں انسان غم برداشت کرنے والا اس کے ضبط کی اوج سے محفوظ رہتا ہے۔ بصورت دیگر یعنی غلوں کی کثرت کے باعث صبر و تحمل ممکن نہیں رہتا۔

سربایہ کرامت کن دانگہ بعات بر بزم خرمین ما برتے، بر مژدہ پاراں شو
 لغت : کرامت کن: عطا کردہ عظمت کو۔ بزمین: کلیان۔ مژدہ: کھینچ۔ دانگہ: دور پھر۔

ترجمہ : تو پہلے کوئی سربایہ عطا کر اور پھر اسے لوٹ لے۔ کھینچت پر بارش کی صورت میں برس اور پھر بارے کلیان کی دور کٹنی ہوئی فصل کے ڈھیر پر پگھلی ہی کر کر۔ یعنی اسے چاہ کر دے چاہا خدا سے خطاب ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہمیں مختلف صورتوں میں غلوں کا شکار رکھا، یا پہلے کوئی خوشی عطا کر اور پھر چین کر غم دے دے۔

جان داد ختم غائب خشتودی روحش را در بزم عزائے کش در نوحہ غزل خواں شو
 لغت : خشتودی: خوشنودی، خوشی بھلائی۔ بزم عزاء: ماتم کی محفل۔ کش: گنہ شراب پی۔

ترجمہ : غائب نے غم میں جان دے دی تو اس کی روح کی خوشنودی یا خوشی کی خاطر اس کے ماتم میں بجا ہونے والی بزم میں شراب پیا اور اس کے نوحہ میں غزل خوانی کر، یعنی نوحہ کرنے کی بجائے غزل خواں کر اور بزم میں ماتم کرنے کی بجائے نوحہ خوانی کر۔

روایفہ

نوٹ: ہمارے یہاں صیغہ واحد حاضر کے لئے اپنے ہوز والے لفظ کے آگے ”ہی“ کہنے کی بجائے ”وہ“ کہہ دیتے ہیں جو غلط ہے۔ ہم چوتھ کلیات میں ایسے جملوں کو روایفہ ”وہ“ میں رکھا گیا ہے اس لئے مجبوراً ماتم نے ایسی غزلیات کو روایفہ میں لکھا ہے، البتہ شروع کے ایک دو شعروں میں ساتھ ”ہی“ کا اضافہ کر دیا ہے اور جہاں ”کوئی“ یا ”ایک“ کے معنی آتے ہیں وہاں ہم ”وہ“ کہہ دیتے ہیں۔ ماتم نے اس کی جگہ یعنی ساتھ ہی ”وہ“ کا اضافہ کر دیا ہے۔ جردانی

غزل # 1

میں رود خندہ بہ سلان بہاراں زدہ خون گل ریختہ دے گھٹنیں زدہ (زود اے)
لغت : بخود زودہ جیسی اڑاتے ہوئے، مذاق اڑاتے ہوئے۔۔۔ عے زودہ شراب پی کر۔۔۔ سلان بہاراں: گلشن میں بہار کی وجہ سے بہت سے پھول کھلے ہوئے۔

ترجمہ : اس (محبوب) اے گلشن میں بارہ غوغا کی، اس طرح پھول کا خون بہایا اور اب وہ سلان بہاراں کا مذاق اڑاتے ہوئے جا رہا ہے۔ یعنی چہرہ محبوب کے حسن کی چمک اس قدر ہے کہ پھولوں کی سرخی اس کے آگے ماند پڑ گئی ہے۔ یہ گویا سلان بہاراں کو شہد اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔
شور سوداے تو نازم کہ بہ گل می خندہ چا کے از پردہ دل، سر بہ گسبہاں زدہ

لغت : می خندہ: مٹا کر آئے۔۔۔ چا کے: ایک چاک، پھینے ہوئے پھول کی پتیوں کو چاک کہا ہے۔
ترجمہ : میں تجھے عشق و محبت کی شواہد غمخیزی کے داری جاؤں کہ وہ پھول کو پردہ دل کی چاک دہنی عطا کرتی ہے اور سر بہ گسبہاں ہونا (انگے ہوئے ہونا) سکھاتی ہے۔ پھول کی پتیوں کو چاک پھول کا دامن چاک ہونا اور اس کی شائع کاٹنے ہوئے ہونا گویا سر بہ گسبہاں ہونا ہے۔ یہ محبوب حقیقی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ پھول اس کی محبت میں اس کیفیت سے دوچار ہیں۔

آو از بزم وصل تو کہ ہر سو دارد نشتر از ریزہ مینا بہ رگ جاں زدہ
لغت : ہر سو: ہر طرف۔۔۔ نشتر: رگ جاں زدہ: جسم یا جن کی جانوں پر نشتر چلا ہے۔

ترجمہ : آہ! توبہ ہے! یہ تھی بزم وصل بھی کہیں بزم ہے کہ اس میں ہر طرف (مشتاق) شراب کی سرمائی کے ریزوں (نکلوں) کا نشتر پھیل کر کھائے چڑے ہیں۔

شور انگے بہ فشار بن مرغل دارم طعنہ بر بے سروسلانی طوقاں زدہ
لغت : فشار: دباؤ، سوراخ اور۔۔۔ بن مرغل: پتلیوں کی جڑ۔۔۔ بے سروسلانی: خالی ہاتھ ہوئے کوئی سلان نہ ہونا۔

ترجمہ : میری پتلیوں کی بنی مرغل کے اندر انگوں کا ایک ایسا شور مچا ہے (انگوں کی موجیں اٹھ رہی ہیں) جو طوقاں کی بے سروسلانی پر طعنہ زنی کرتا ہے، یعنی مسند کا طوقاں میرے انگوں کے طوقاں کے آگے کچھ بھی نہیں۔ اور میں یہی بات جوں کی تو ہے۔

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ چکر جوش اشک سے بیٹھے ہیں ہم تیرہ طوقاں کئے ہوئے
اندریں تیرہ شب از پردہ بروں آفتہ است سے روشن بہ طرب گلہ حریفان زدہ
لغت : محو شب: تاریک رات۔۔۔ بروں آفتہ است: باہر نکلا ہے۔

ترجمہ : وہ (محبوب) اس تاریک رات میں ہمارے حریفوں (رقیبوں) کی بزم جمش میں بارہ روشن فوج کر کے پر دے سے باہر نکلا ہے۔
فرستم بلا کہ مرہم نہ زخم جگر است خندہ بر بے اثری ہائے شملوں زدہ

لغت : فرستم: اللہ کرے مجھ پر یہ کیفیت رہے۔۔۔ مرہم نہ: مرہم دیکھنے والا دوا۔۔۔
ترجمہ : شملوں کی بے اثری پر جی میرے زخم جگر پر مرہم کا کام دے رہی ہے۔ اللہ کرے مجھ پر یہ کیفیت یعنی بے اثری پر جی ملاری رہے۔ (انگوں پر شک چڑھا جائے تو ان کی اہت و تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گویا عاشق نے محبت میں ایسے زخم کھائے ہیں کہ شک بھی

خوش بھری دودھ از حضرت آہم ہر سو چرخ سرگشتہ تر از گوے بچہ گل زود
 لغت : می دودھ دودھ آتا ہے۔ حضرت: چوت۔ سرگشتہ تر: زیادہ گردش کرنے والا۔ گوے بچہ گل زود: چہ گل کی چھت یا ضرب کھلا ہوا گید۔

ترجمہ : بھری آہوں کی ضرب سے آسمان چہ گل کی ضرب کھائے ہوئے گید سے بھی زیادہ تیزی سے یا سہت دودھ دیتا ہے۔ گویا عاشق کی آہوں سے آسمان کی گردش میں تیزی آگئی ہے۔ آسمانی گردش ایک قدرتی امر ہے۔ شاعر نے اس کی علت اپنی آہوں کا اثر بتائی ہے۔ اس لحاظ سے اس شعر میں صنعت حسن تعلیل ہے۔

خوش نوا بلبل پروانہ تر از اوے دارم شعلہ در خویش ز گلابک پریشاں زود
 لغت : خوش نوا: دھن آواز دہی۔ پروانہ تر از اوے: پروانے کی نسل یا خاندان سے۔ گلابک پریشاں: فریاد پریشان۔
 ترجمہ : میرے پاس ایک خوش نوا بلبل ہے جو پروانے کی نسل سے ہے۔ وہ اپنی ہی پریشان فریاد سے خود پر شعلے گر کر خود کو جلا رہی ہے۔ پروانہ شعلہ کا عاشق ہے۔ وہ اس پر جل مرتا ہے۔ اسی حوالے سے اپنی بلبل اپنا دل با خود عاشق کی اپنی ذات کا ذکر کیا ہے جو خود کو اس طرح جلا رہی ہے۔

آہ از ان نال کہ تائب اثرے باز عداوہ بزم آہنگی مریخان سحر خواں زود
 لغت : اثرے باز عداوہ: کوئی اثر نہ دینا یعنی نہ دیکھنا۔ بزم آہنگی: ہم آہنگ ہو کر آواز میں آواز ملا کر۔
 ترجمہ : افسوس ہے ہمارے اس نال و فریاد پر جو ہم نے مریخان سحر خواں کو چھلانے والے پر عداوت سے ہم آہنگ ہو کر کیا ہے لیکن ذات تک اس نے اپنا کوئی اثر نہ دیکھا۔

چمن از حسرتیان اثر: جلوہ تست گل چشم زود باشد لب دعاں زود
 لغت : حسرتیان اثر: جن کو اثر کی حسرت رہے۔ حسرت: حسرت کی تیغ، حسرت کرنے والے۔ گل چشم زود: گل چشم زود، جس پہل پر چشم پڑی ہو۔ لب دعاں زود: دعاؤں میں کانٹے ہوئے ہونٹ۔

ترجمہ : چمن حیرتے جلوہ حسن کی اثر انگیزوں کی حسرت دیکھنے والوں میں سے ہے۔ چشم زود پہل گویا لب دعاں زود ہے۔ حسرت کی حالت میں انسان ہوشیار اور دعاؤں سے کانٹے لگتا ہے۔ چشم زود پہلوں کو اسی حسرت کی بنا پر لب دعاں زود سے تشبیہ دی ہے۔

خاک در چشم ہوس ریز: چہ جوئی از دہر بار گلے بہ فراز سر کیواں زود
 لغت : خاک ریز: مٹی زال۔ چہ جوئی: تو کیا مانگا ہے۔ بہ فراز سر کیواں: ستارہ کیواں (ستاروں) آسمان پر ستارہ زحل اسے بھی بلے۔ بار گلے مقام و مرتبہ۔

ترجمہ : تیرا مقام تو کیواں سے بھی کہیں اوپر ہے تو نہ اسے کیا مانگا ہے تو اپنی اس ہوس کی آنکھوں میں خاک ڈال۔ یعنی دنیا کی حرص و ہوس انسان کی شکل کے خلاف ہے اس کا مقام تو آسمانوں سے بھی پرے ہے۔

بہ نگر موج غبارے و زغالب بگذر ایک آں دم زہوا داری خوہاں زود
 لغت : بگذر: گزر جائیں چھوڑ دے۔ ایک: یعنی دور دوری۔ زہوا داری: غیر خواہش دوست داری۔

ترجمہ : تو گردی کر کہ دیکھ دور غالب کی ہمت چھوڑ دینی اس کی ذات کا ذکر نہ کر کہ وہ تو محض ایک موج غبار ہے اور یہ موج غبار بھی ایک

سائنس ہے جو اس نے حیویوں کی موروثی میں کھینچا تھا۔ حیویوں کی محبت میں عاشق پر جو کچھ گذری، اس کی بات کی ہے۔

غزل #2

بچے دارم از اہل دل رم گرفتہ بشوقی دل از خویش تن ہم گرفتہ

لغت : رم گرفتہ: دور بھاگنے والا۔۔۔ دل گرفتہ: دل پکڑے ہوئے یعنی آرزو یا کٹارہ کش۔۔۔

ترجمہ : میرا ایک محبوب جو اہل دل (یعنی محبت کرنے والوں) سے دور بھاگتا ہے، اس کی شوقی نے اسے اپنے آپ سے بھی دل گرفتہ کر دیا ہے، یعنی اس کی شوقی نے اسے اپنی ذات سے بھی کٹارہ کش کر دیا ہے۔

زسناک گفتن چو گل مرگفتہ دریں شیوہ خود را مسلم گرفتہ

لغت : سناک: بے رحم، غری، ظالم۔۔۔ مسلم گرفتہ: حلیم شدہ سمجھا ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے سناک کو تو دہ بھول کی طرح کھل کھل اٹھتا ہے اور اپنے اس انداز میں وہ خود کو حلیم شدہ سمجھتا ہے۔ دوسرے نظموں میں اسے اپنے سناک ہونے پر فخر ہے۔

رگ غمزہ از نیش مزخیں کشورہ سرقتہ در زلف پر خم گرفتہ

لغت : رگ کشورہ: ضد کھودا ہے، چھپا ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ اپنی چٹکوں کے پھترے غمزہ دارا کی رنگیں چھپا ہے، اور اس نے کھدائیگری اپنی پر چھ زلفوں سے بھیجی ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی مختلف اداسیوں کو خود انداز میں بیان کر رہا ہے۔

بر خسارہ عرض گشتل روبرو بہ ہنگامہ عرض جنم گرفتہ

لغت : عرض ارا کے لیے زیرہ عزت، اہم۔۔۔

ترجمہ : اس نے اپنے اور غفلت، رخساروں سے گشتل کی آمد، مجھن لی ہے اور اپنی ہنگامہ آرا سچوں میں دوزخ کو گھیر لیا ہے۔

فسوں خواندہ وکار بیخی نمودہ پری بودہ وخاتم ازجم گرفتہ

لغت : فسوں خواندہ: چلو گری کی ہے، چلو چڑھایا بھر پور لگا ہے۔۔۔ کار بیخی: حضرت بیخی کا بیجو، مسیحا۔۔۔ خاتمہ، انگوٹھی۔۔۔ بہر: حضرت سلیمان (ع) کے ساتھ جم کا لفظ آئے تو اس سے مراد حضرت سلیمان ہوں گے۔

ترجمہ : اس نے فسوں خوانی کی اور اچار مسیحا دکھایا ہے (حضرت بیخی اپنے دم سے موت کو زندہ کر دیتے تھے)۔ وہ پری ہے اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے ان کی انگوٹھی مجھن لی ہے، (شاعر) جس نے مذکورہ انگوٹھی چرائی اور اس سے کچھ ہم لیا۔ ان دو قرآنی شخصیات کے حوالے سے محبوب کی اداسی کی تصویر کشی کی ہے۔

از باز و ادا تن بہ سحر ندانہ بشرم وحیا رخ زحرم گرفتہ

لغت : سحر: قلاب، برقع۔۔۔ تن ندانہ: راضی نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : ایک طرف تو اس کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے اندازِ ادائی کی باہر (یعنی ان کا اظہار کرنے کی خاطر) قلاب لٹا رہی ہے، دوسری طرف شرع و حیا کے باعث وہ حرم سے بھی منہ چھپاتا ہے۔ اصل میں مرجع نے سحر۔ ذکے ساتھ۔ لکھا اور اسی حوالے سے ترجمہ کیا

ہے جو غلط ہے اس لئے کہ دوسرے سرے سے جو یمنی نقاب کی بہت واضح ہو جاتی ہے

دمش رخنہ در زندہ یوسف گنبدہ عیش گندم اندوست آدم گرفتہ

لغت : دمش : اس کا سانس۔۔۔ رخنہ گنبدہ : خصل زلف اور اڑاؤ والی ہے۔۔۔

ترجمہ : اس کا سانس حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ میں بھی رخنہ ڈالتا ہے، جبکہ اس کا قم حضرت آدم علیہ السلام سے گندم جیٹ لیتا ہے۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جیسے انتہائی پاکیزہ بھی اس کے سامنے اپنے ذہ کو بھول جاتے ہیں اور اس کا قم بہت حضرت آدم کے بھی ہاتھوں سے گندم (جس کے کھانے سے وہ جنت سے نکل دیئے گئے تھے) کھا رہا ہے۔ ایک پاکستانی محسن کو شاعر نے "راشک" کے عنوان سے کوئی بچپن سل پہلے ایک مزاحیہ فلم کی تھی۔ وہ ایک شعر یاد رکھئے۔

راشک ہونے تو دو یہ زندگانی پھر کہیں ہو گاتب افسوس کیوں جنت میں گیوں کھالیا

حضرت آدم علیہ السلام نے حق سول یہ بھڑکایا۔

گمے طعنہ بر کفن مطرب سرودہ گمے خندہ بر نقش ہدم گرفتہ

لغت : طعنہ سرودہ : طعنہ زنی کرتا ہے۔۔۔ کفن گرفتہ : نکھ چٹنی کرتا ہے۔۔۔ کفنہ سرلی آواز۔۔۔

ترجمہ : کبھی تو وہ مطرب (گائے والے) کے کفن پر طعنہ زنی کرتا ہے اور کبھی وہ اپنے ساتھی کی زین میں ہاتھ پر نکھ چٹنی کرتا (عطیوں کا لہو) ہے۔ یعنی اسے ہر کسی میں کوئی نہ کوئی خالی نظر آتی ہے۔ "طعنہ سرودہ" کو "طعن" کے حوالے سے کامیابی دیکھئے انوار میں طعنہ زنی کرتا ہے۔

بہ بیداد صد کشتہ بر ہم نملہ بہ بازپچہ صد گوندہ ماتم گرفتہ

لغت : صد کشتہ : بیکڑوں متھول۔۔۔ بر ہم نملہ : ڈھیر مار کر۔۔۔ بازپچہ : کھیل یا تفریح کی صورت میں۔۔۔

ترجمہ : اس نے اپنے جو دھم سے بیکڑوں (معتقل) کو قتل کر کے لٹ کا ڈھیر مار دیا ہے (اس میں لوہے کے رگڑے بھڑائی ہیں اور ہر تفریح کی صورت میں دھم کے ماتم کرتا ہے۔

برویش ز گرمی نگہ تاب خورہ بکوبش بر فتن صبا دم گرفتہ

لغت : برویش : اس کے چہرے پر۔۔۔ تاب خورہ : بچہ و تاب کھاتی ہے۔۔۔ دم گرفتہ : سانس اکڑ جاتا ہے۔۔۔ بر فتن : پلٹے پلٹے پلٹے۔۔۔

ترجمہ : اس کے چہرے پر گرمی ہے، لہذا بچہ و تاب کھاتی ہے جبکہ اس کے کہنے میں پلٹے پلٹے مبالغہ آمیز چلی رات یا صبح سویرے کی ہوا کا سانس اکڑا کر جاتا ہے۔

نیارو زمن پچ کر یار ہرگز مگر خوے خاکن اعظم گرفتہ

لغت : نیارو یار : یاد میں کرتا ہے۔۔۔ مگر : شاید۔۔۔ خاکن اعظم : پناہ دہندہ خاکن قدیم میں جہن اور ترکستان کے بادشاہوں کا لقب تھا غالب کی مراد بلوچر شاہ قلعہ ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ مجھے کبھی بھی اور نصیحا نہیں کرتا شاید اس میں خاکن اعظم کی سی غصت پیدا ہو گئی ہے۔ یعنی وہ خود کو ایک عظیم ہستی سمجھتے ہوئے مجھے اس دکانی ہی نہیں سمجھتا کہ میرا ہم تک لیا جائے۔

ظفر کزوم دوست در نکھہ سخی کہ غالب بہ آوازہ عالم گرفتہ

نعت : غفر : مراد ہمارے شہ طغر، صلیح دور کا آخری بادشاہ جو خود بھی اردو کا شاعر تھا۔ اس کے ہمارے وہن شائع ہو چکے ہیں۔۔۔ کلام
ہوسنے کہ اس کی وجہ یا اس کے دم قدم سے ہے۔۔۔ آواز نہ شہرت۔۔۔ عالم گرفتہ : ایک دنیا کو بکرا یعنی اشریت دنیا بھر میں پھیل گئی
ہے۔۔۔

ترجمہ : یعنی ہمارے شہ طغر جس کے فضیل یا جس کے دم قدم سے دکنہ آفرینوں میں غالب کی شہرت دنیا بھر میں پھیل گئی ہے۔ شامی میں
غالب نے جو نئے نئے افکار و چش کے اور دکنہ آفرینوں کی ہیں ان کو بہت شہرت غفر کی بدولت ملی ہے۔ اس سے پہلے شعر میں "خاکن اعظم"
کے الفاظ جانا ہمارے شہ طغر کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ شعر گرجا یعنی تعریف یا حس کی طرف آتا کا شعر ہے اور مطلق میں
بادشاہ غفر کی مدح آگئی ہے۔

غزل 3*

گاہے چشم دشمن دگاہے در آئینہ پر کار عیب جوئی خوشم ہر آنکہ

نعت : پرکار : ہلاک۔۔۔ ہر آنکہ : اتنا بہر طور ہر صورت میں۔۔۔ عیب جوئی : عیب ڈالنے یا عیب کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : کبھی تو میں دشمن کی آنکھ سے اور کبھی آنکھ میں اپنی اغماہوں کو نکلیں دیکھا ہوں۔ میں ہر حال اور بہر طور آپ اپنا ایک ہلاک
عیب جو ہوں۔ یعنی میں اپنی عیبتوں اور عیبوں پر کسی نظر نہ رکھتا ہوں اور آپ اپنا عیب کرنا ہوں۔

حیرت نصیب دیدہ زینل دل است عیب را جتنے ست ہلاک ہر آنکہ

نعت : عیب : بار بار بار بار یا عیب رہتا ہے۔۔۔ ہلاک : گویا قہقہہ۔۔۔

ترجمہ : آنکھیں جو حیرت سے دوچار ہیں تو یہ دل کی نظارہ کی عیبت ہے۔ گویا عیب کا آئینہ پر حق ہے۔ آئینے کے پیچھے پارے کی
چڑھی ہوتی ہے اور چنگر، در، پتھر ہوتا ہے اس لئے شعرا آئینے کو "حیرت زدہ" کہتے ہیں۔ اس شعر میں غالب نے اپنے دل چاہ کو عیب
سے اور اپنی حیرت زدہ آنکھوں کو اچھڑانے کے باعث کھلی کھلی کہہ گئی ہیں آئینے سے تنقید دی ہے۔ یہ شعر فضیل کا شعر ہے۔

تا خود دل کہ جلوہ گر روئے یار شد خنجر بخشش ی کشد از جوہر آئینہ

نعت : دل کہ : کس کا دل۔۔۔ جوہر : آئینے کی چمک۔۔۔ کو آخر۔۔۔

ترجمہ : آخر کس کا دل بوب کے چہرے کی جلوہ گاہ بن گیا ہے کہ آئینہ اپنی چمک کا خنجر خود میں گھونپ رہا ہے۔ گویا آنکھ جلوہ دار یعنی
محبوب کے چہرے کے نظر، آنکھ میں لاسکتا اس نے تو پہلے ہی اپنی چمک کا خنجر اپنے سینے میں گھونپ رکھا ہے، پھر بھلا اور کون ہے جس کا دل
اس محبوب کے چہرے کے عکاس کا مرکز یا مقام بن گیا ہے۔

باشد کہ خاکساری ما بہ دہ فروغ گوئی سپرد ایم بہ روشکر آئینہ

نعت : بہ دہ فروغ : چمک۔۔۔ ابرے۔۔۔ روشکر : آئینہ یعنی پاش کرنے والا۔۔۔ باشد : ممکن ہے۔۔۔

ترجمہ : ممکن ہے ہماری خاکساری یا خاکساری اور عبادت یا عبادت کی خاکساری چمک ابرے۔۔۔ یوں سمجھو کہ ہم نے آئینہ کسی روئے شکر کے حوالے کیا ہے۔
روشکر اگر آئینے کو خاک یا شکر سے چمکاتے ہیں اسی حوالے سے اپنی خاکساری اور چمک کے ابرے کی بات کی ہے۔ یعنی ممکن ہے ہماری
یہ خاکساری ہمارے لئے فروغ یا چمک ہے۔

مخو خودی و داد رقیبان نمی دہی اے ہر رشتہ و چشم تو حیراں تر آہی

حکمت : حکو فوری : تو آپ نے آپ میں کھوایا ہے۔

ترجمہ : تو اپنے آپ میں کھڑا ہوا یا گم ہے اور رقصوں کی دلوں میں دھڑا دو کہی کہ آئینہ تجوی آکھوں سے کسں زیادہ تجھے بھرے ہے جہاں ہے۔ محبوب آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر حیران ہو رہا ہے اور مر آئینہ ہے کہ وہ بھی حیرت سے اس کا چہرہ دیکھ رہا ہے لیکن محبوب اس سے بے خبر ہے۔ طالب ہی کے بقول!

اچھے دیکھ اپنا سامنہ لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے کا کتنا غرور تھا

جرم بیگانه نه باشد که تو خود صورت خویش

دورست رہو اور تازہ بخور ہم فنی رہی کپڑے در ہواے تو ریوڑ پر آکھ

خفت : دردت را درود: تجھے درد اچک کر لے گیا ہے۔۔۔ درجہ اے تو: تیری آرزو میں اس میں ہوا کے سنی بھی پتے ہیں۔۔۔ درجہ: اپنے محلے۔۔۔

ترجمہ : تمہارا دادا خود تجھے تجھ سے اسی دور لے گیا ہے کہ اب میری اپنی ذات تک رسائی کا بھی موقع نہیں رہا۔ آئندہ آخر تک میری ہوا (مراوا آرڈر خواہاں) میں اڑاؤ اور اپنے بچے بھانڈا بنا رہے گا۔ وہی آئندہ کچھ کہ محبوب کے خوش گم ہونے کی بات ہے۔

دردا کہ دیدہ راضی اچھے نمائندہ است کاندھ وداع دل زخم آہے ہر آنکہ

نکتہ : درود الہوی۔۔ نمائندگی: ایک آنسو کی لہر، قلبی ملک۔۔ کلید: کہ انور۔۔

ترجمہ : افسوس کہ اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی نہیں رہا کہ دل کو "اوراد" کہتے ہوئے اس کاہلی آنکھیں پر لہرایا گیا جاسکے۔
قدیم میں یہ روضہ حق کہ کسی کو اوراد کہنے کے موقع پر، نیک شگون کی خاطر، آنکھیں پر پانی کر دیا جاتا تھا۔ گویا عاشق کا دل محبوب نے
ٹھانڈا کیا ہے، اس کا دل لے لیا ہے اور وہ (عاشق) اس موقع پر رو بھی نہیں سکتا۔

دردِ ہر نظرِ بربکِ دگر جلوہ ی کنی حسنتِ ظلم و فتنہ و افسوں گر آئے

طہ: ہر گز: ایک اور انداز میں، نئے انداز میں۔ ظہن: چلو، بھاڑ، مسکن۔ المہر: گز، چارو، گز، ساحل، چارو، بھاڑ، گز، واہ۔

ترجمہ : تو ہر نظر میں ایک نئے انداز سے جلوہ گرہو نا ہے۔ تمہارا حسن ایک طلسم اور نقشہ ہے اور آئینہ اس عظیم و محرکہ کو پیدا کرتے والا ہے۔
 خفی محبوب آئینے میں اپنا حسن دکھ کر اُکڑوں میں جھکا ہوا ہانا اور ہوں نقشہ و نگار ہر اکرا ہے۔

ہر ایک گداے بوسہ و نظارہ کے مست از جم چالہ بین و زاسکندر آجے

غفت : جم : قدیم ایرانی ہرشلہ جوشیدہ کہتے ہیں اس کے پاس ایک ایسا جام ایسا (نقا جس میں سے دنیا کا کھس نگر آتا ہے۔

سکھو سکھو اعلیٰ، سکھو سکھو (یعنی) سیکھتے ہیں سب سے پہلے اس نے آئینہ دیا اور اپنے ٹک کی سرحدوں پر لگایا تو جاکر اگر دشمن کی فوج آئے تو اس میں اس کا عکس نظر آنے پر فوج کو مقابلے کے لئے تیار کر لے۔ گویا دنیا میں یہ سب سے پہلا آئینہ تھا۔

ترجمہ : ہر کوئی کسی کے بوسے اور غلامی کا بھکاری ہے۔ دیکھ لو کہ جوشید کے پاس پیالہ اور سکھرہ کے پاس آئینہ ہے۔

آہن چہ دلو غمزہ سحر آفریں وہد غالب بجز دلش نبود در خور آسمے

نفت: آئینہ لوح - سحر آفریں: ہادیہ ظلم پیدا کرنے والا - درخور: لائق منصب۔

ترجمہ : آگاہی کی وجہ سے اس لفظ کا تلفظ و خراسان پر زبردور کی آواز بنتا ہے۔
 لوہا اس را محبوب کے حرا آفرین کر شہرہ بازی کیا اور دے گا اے غالب اس لئے دل کے داور کوئی آئینہ لائے گا نفی و مناسبت نہیں ہو سکتا۔
 آئینہ میں اسے کوپاش کر کے آئینہ بنائے تھے۔ یہ بات میں اس کو رنگ لگ جایا کرتا تھا غالب نے اسی حوالے سے یہ کہا ہے کہ وہ (لوہا) تو خود
 رنگ کا شکار ہو جاتا ہے اس لئے محبوب کے لائق نہیں، پہلی ماضی کا دل اس کے لئے مناسب ہے۔

غزل #4

شباب یہ بزمِ جشن چو شہاں شرابِ خواہ زر ہے حساب بخش و قدح ہے حسابِ خواہ

لغت : شہادۃ اے بادشاہ۔۔۔

ترجمہ : اس ساری غزل میں بلور شہادۃ ظہیر غالب کا مطلب ہے۔ ظاہر ہے غزل اس کی عمر میں ہے لیکن اس میں زیادہ تر اسے مشورے ہی
 دیئے گئے ہیں جو صراحت کا ایک اثر کا انداز ہے۔ اے بادشاہ! تو اپنی بزمِ جشن میں بادشاہوں کی طرح ان کی شہن کے مطابق شراب طلب کر،
 یعنی اس بزم میں شراب کا انتظام ہو، انہماک و اکرام خوب عطا کر دے، غور چاہ شراب اس میں مہیا کرنے کا حکم دے۔

بزمِ بخت و بادِ طلال است در بخت گر باز پرس رو دہ از من جوابِ خواہ

لغت : باز پرس : پوچھ بچھ۔۔۔ رو دہ : واقع ہو یعنی کی جائے۔۔۔

ترجمہ : تجھ پر عمل ایدم جشن کیا بخت ہے اور بخت میں شراب طلال ہے، لیکن اگر پھر بھی اس سلسلے میں کوئی باز پرس ہو تو اس کا
 جواب دینے کے لئے تو مجھے فرما دے۔

تو بادشاہِ عہدی و بخت تو نویوان پر خور ز عمر دہان نشاۃ از شبابِ خواہ

لغت : پر خور : قائم یعنی لذت اٹھا لذت اندوز ہو۔۔۔ دہان نکلا خواہ : پیش و نکلا کا خراج طلب کر۔۔۔

ترجمہ : تو اپنے وقت کا بادشاہ ہے اور تیرا نصیب تو جوانی ہے (تو بہت خوش بخت ہے) تو اپنی زندگی سے لطف اندوز ہو اور جوانی سے پیش
 و نکلا کا خراج طلب کر یعنی جوانی سے پیش و نکلا حاصل کر۔۔۔

در روزہاے فرخ و شہاے دلِ فروز صبا بروز ابر و شب با بلبِ خواہ

لغت : فرخ : مبارک۔۔۔ دلِ فروز : دل کو بھانسنے والی روشنی۔۔۔

ترجمہ : انا مبارک دنوں اور دلِ فروز دنوں میں یعنی انہیں گزارنے کے لئے تو روز بروز اور چاندنی راتوں میں شراب کا دہرے کا فرما
 دے۔

در خورِ ناستد ارے گلگونِ بچچ رو شربتِ بچام لعل ز قند و گلابِ خواہ

لغت : ارے : اگر۔۔۔ بچچ رو : کسی طور بھی۔۔۔ گلگون : گلابی یعنی سرخ رنگ کی عمر شراب۔۔۔

ترجمہ : اور اگر شرابِ سرخ کسی طور بھی مناسب نہ ہو تو سرخ جام میں قند و گلاب کا شربت لے کر کھم دے۔ یعنی سرخ شراب نہ
 کسی سرخ جام میں شربت ہی کر۔

خونِ حضور در دمِ شادی شرابِ کبیر چوں بادِ ایں بودِ دل دشمنِ کبابِ خواہ

نعت : صبر: بہت حد کرنے والا۔۔۔ دردم شادی: خوشی کے موقع، خوشی کی تقریب میں۔۔۔ شراب گیز: شراب کھو۔۔۔ کلب خواہ کلب کھوئے، کلب بنائے۔

ترجمہ : خوشی کے موقع پر خوشی کی تقریب میں اتنا حد کے خون کو شراب کھ کر پی چاہو اور جب شراب یہ خون صبر ہوگی تو دشمن کے دل کو کلب بنا کر کھا۔ شراب اور کلب ایک دوسرے کا لازمہ ہیں اسی لئے دونوں کا ذکر کیا۔

گل بوئے پھول سو گھ۔۔۔ شعر گوئے: شعر کر۔۔۔ گہاں: موتی لٹا۔۔۔ شلباش: خوش رہ۔۔۔
نعت : گل بوئے پھول سو گھ، شعر خوانی کر، موتی لٹا اور خوش و خرم رہ۔۔۔ بیل: چنگ اور رہا (تلف سنا) کے نغموں سے مستی کا طالب ہو، یعنی اپنی محفل میں خاص کیف پیدا کرنے کی خاطر ان سازوں کے مستی بھرے نغمے سن۔

خون سیاہ بخار آہو چہ بو رہد از حلقائے زلف بتان مشک ناب خواہ

نعت : بخار آہو: ہون کا اثر مرہو مشک جو خاص ہون کے سیاہ خون میں ہوتی ہے۔۔۔ مشک ناب: خاص مشک۔۔۔
ترجمہ : بخار آہو کا سیاہ خون (مشک) کیا خوشبو دے گا تو حینوں کی زلفوں کے عطروں یعنی پرچہ زلفوں سے خاص مشک حاصل کر۔۔۔ عین کے ہر لون کا خوشبو دار بخار مشور ہے۔۔۔ شاعر کے مطابق اس میں وہ خوشبو نہیں جو حینوں کی ٹھنڈی زلفوں میں ہوتی ہے، اس لئے خوشبو کی خاطر ان کی طرف توجہ کر۔

خواہش ازیں گروہ پری چہو نگ نیست از چشم غمزہ وز شکن طرد تب خواہ

نعت : پری چہو: پری جیسا چہو رکھنے والا حیدر حسین۔۔۔ تب: چچا دلم۔۔۔
ترجمہ : ان پری کی چہو حینوں سے کسی قسم کی خواہش کرنا کوئی شرم کی بات نہیں۔ تو ان کی دھن آکھوں سے غمزہ کر شہ اور ان کی ہر شکن یعنی ٹھنڈی زلفوں سے چچا دلم طلب کر۔ یعنی ان کے بخار دانا آکھوں کے کرشموں اور پرچہ زلفوں کی طرف توجہ کر ان سے خاص کیف حاصل کر۔

از رازبا حکایت زوق نگاہ گوئے از کاربا کشائش بند نقاب خواہ

نعت : کشائش: کھولنے کا عمل۔۔۔ کشائش بند نقاب: نقاب کشائی، نقاب اٹھانا۔۔۔
ترجمہ : اگر راز و خفا کی باتیں کرنا مقصود ہو تو ان حینوں کی دھن لٹاؤں کی داستان بیان کر اور اگر کوئی کاموں یعنی مشغلوں کا مسلط ہو تو کسی حیدر کی نقاب کشائی کر کہ یہ بہترین مشغلہ ہے۔ غالب اپنے ”بلو شہ سلامت“ کو حینوں سے دل لگانے اور ان سے مختلف صورتوں میں دل لگی کرنے کا مشورہ دے رہا ہے۔

ہر چند خواستن نہ سزاوار شان تست قوت ز طالع و نظر از آفتاب خواہ

نعت : خواستن: چاہنا، طلب کرنا، مانگنا۔۔۔ سزاوار: لائق، مستحق۔۔۔ طالع: بخت، نصیب۔۔۔
ترجمہ : اگرچہ کوئی چیز طلب کرنا یا کسی چیز کا نقصان کا جبری شان کے لائق نہیں ہے (تجربے شیلان شان میں ہے) تاہم تو نصیب سے قوت اور سورج سے نظر طلب کر۔۔۔ نصیب سے قوت طلب کرنے سے مراد ہے اپنی مزید طریش بخشی کی دعا کر اور سورج کی سی روشن آنکھوں کی آرزو کر۔

ور شگنائے لہجہ کشائش ز بلو جوئے در جوہار بلخ روانی ز آب خواہ

نعت : شگنائے لہجہ: کشائش ز بلو جوئے: در جوہار بلخ روانی ز آب خواہ

لفت : غلابہ تک بند۔۔ جو : احوال۔۔ کٹاؤں : کٹاؤں کی کھلنے کا عمل۔۔

ترجمہ : بند کٹی پانی کی ٹنگ جگہ کی کٹاؤں (کٹاؤں) ہوا یعنی صبح کی ہوا سے طلب کرو اور پانی کی ندی میں پانی کی روانی کا خواہشمند ہو۔ صبح کی ہوا سے گلابیں کھل کر پھول بنی ہیں اور پانی کی ندی کے پانی سے پھولوں کے پودے سیراب ہو کر پھول اگاتے ہیں۔ اسی حوالے سے یہ سب کچھ کہا ہے۔

دور برگ و سلا گوسے نشاط از بہار بر در پدل و جود بیست خوش از سحاب خواہ

لفت : گوسے بن گید لے ہائیں بیست لے ہا۔۔ پدل : طاقت۔۔ جود : بخشش، سخاوت۔۔

ترجمہ : بیش و نشاط کے ساز و سلا کے سلسلے میں تو موسم بہار پر بیست لے جا اور بخشش و سخاوت میں اس حد تک آگے نکل جا کہ پدل بھی تیری بیست (پوری) کرے۔ موسم بہار کو بیش و نشاط کا موسم اور پدل کو بیست و سخاوت کرنے والا (خوب پانی برساتا ہے) کہا جاتا ہے۔ گویا تیرے پاس بیش و نشاط کا ایک ساز و سلا ہے کہ ہمارے آگے بچھ ہو کہ وہ ہمارے اسی طرح پدل بھی تیری سخاوت کا مقابلہ نہ کر سکے۔

از شمع طور طلوت خود را چراغ نہ از زلف حور خیر خود را طائب خواہ

لفت : چراغ نہ : چراغ رکھ۔۔ طائب : دسی، رساجس سے خیر پلہ چاہا ہے۔۔

ترجمہ : تو طور کی شمع کو اپنی طلوت کا چراغ بنالے اور اپنے غیے کے لئے حور کی زلفوں سے خطاب کا کام لے۔

از آہن نشین خود را بساط ساز از بلہ نو بنیت خود را رکاب خواہ

لفت : نشین : آشیانہ، محل۔۔ بساط ساز : فرش بنالے۔۔ بنیت : کھڑا، شیشی کھڑا۔۔

ترجمہ : تو آہن کو اپنے محل کا فرش بنالے اور بلہ کو اپنے شیشی کھڑے کی رکاب بنالے۔

در حق خود دعاے مرا مستجاب داں در بارہ من از کف خود فتح باب خواہ

لفت : دعاے مستجاب : قبول ہو جانے والی دعا۔۔ فتح باب : دروازے کا کھلا ہوا مٹھلیں مل کر۔۔

ترجمہ : تو اپنے حق میں میری دعاؤں کو مستجاب جان اور میرے معاملے میں تو اپنے ہاتھوں سے میری مٹھلیں مل کر۔ یعنی میں تیرے لئے کچھ دل سے دعا کرتا ہوں جو قبول ہو گی۔

عالم قصیدہ را شمار غزل در آر وز شہ بریں غزل رقم انتخاب خواہ

ترجمہ : اے عالم! تو اس قصیدے کو اچھ میں نے ہزار شاہ ظفر کی شاہی میں کہا ہے قصیدہ، قصیں بلکہ غزل میں شکر کرو اور پادشاہ سے اس غزل کا انتخاب یعنی پسند کرنے کی خواہش کا اظہار کر۔

غزل # 5

دارم دے ز غصہ گراں بار بودہ برخویشتن ز آبلہ چہرے فرودہ اے

لفت : غصہ : غصہ، مہو، غم، داندہ۔۔ گراں بار : بوجھل۔۔ آبلہ : چھلا۔۔ فرودہ : افسردہ کیا ہوا۔۔

ترجمہ : میرا ایک ایسا دل ہے جو غم داندہ کے بوجھ سے اس حد تک لدا ہوا ہے کہ اگر اس پر ایک چھلا بھی پڑ جائے تو اسے وہ ایک مزید بوجھ لگتا ہے۔ اپنے افسردگی کی بات کی ہے۔

دل زان بلا کزو نصے برق خرنے بخت آن چنل کزو اثر مرگ روزه

لغت : برق خرنے نکلیں کو چلا دینے والی بجلی۔ اثر : نشان۔ روزه : ایک رخصتی۔

ترجمہ : (بھرا یہ) دل ایک ایک جا یعنی نصیت ہے کہ اس سے اوجھڑنے والا ہر سانس گوا ایک بجلی ہے جو عرصی اثر میں ہستی کو چلا دینے والی ہے اور اپنا فیروزہ نگہ ایسا کہ موت کا نشان موت اس کے آگے گوا دو دھواں یا دھواں کا سیاہ غبار سلوم آتا ہے۔ اپنی اتھلی بد نصیبی کی بات کی ہے۔

ازبهر خویش شکم و دارم ز بخت چشم خود را در آب و آئینہ رخ نامورہ اسے

لغت : چشم دارم : میں امید رکھتا ہوں۔ رخ نامورہ : جس نے چہرہ دکھایا ہو۔

ترجمہ : میں اپنی ذات کے لئے باعث نیک ہوں اور اپنے بخت سے امیدیں دوست بنکے ہوئے ہوں گوا میں وہ ہوں جس نے بانی اور آئینے میں اپنا چہرہ نہیں دیکھا۔ مطلب یہ کہ مجھے پہلے اپنے ٹھکان پر نظر رکھنی چاہئے پھر قسمت سے کوئی امید رکھنی چاہئے۔

گشام و زہد شکم و خوارم بمن رسد در رخت خواب بستہ غنودہ شو

لغت : زہد : کٹھن۔ میں نوچہ ہوں، خلی ہوں۔ رخت خواب : بستہ۔ غنودہ : دو ٹھکان ہوا۔

ترجمہ : میں گشام ہوں اور خلی قسم کا نشان ہوں، میری خواہش ہے کہ شہرستی کی حالت میں دو ٹھکان ہوا میرے بستہ میں آجائے۔

خوارم شود بہ شکوہ و پیچارہ رام من در گونہ گوں لدا بہ زبانا ستورہ

لغت : پیچارہ : لغت۔ رام : مطیع۔ ستورہ : توفیق کیا گیا۔

ترجمہ : میری خواہش ہے کہ وہ میرے شکوے اور غنوں سے میرا مطیع ہو جائے، وہ جس کی مدد و منتخل میں بہت سی زبانیں، قسم قسم کے اعزاز میں اپنا زور بیان رکھاتی ہیں۔ گوا جب وہ اپنی اس مدد و منتخل پر دھیان نہیں دیتا تو وہ میرے شکوے غنوں کو کیونکر برداشت کرے گا۔

با دین و دانفے چوئے ناچا کند حیاور و علمایر ز صنعان روزه

لغت : چوئے : میرے جیل۔ چاکر : کیا کیا کرے گا۔ صنعان : ان کا ذکر کچل ایک قول میں آچکا ہے، مولو جینے بدلا دی۔ روزه : روزہ

ترجمہ : وہ (محبوب) جن نے ہر صنعان سے حیاور اور علمایر جین لیا دیکھیں، وہ ایسے صاحب دین و دانفے کے ساتھ کیا کیا کرے گا کیا سلوک کرے گا۔ یعنی میرا دین و دانفے بھی جینے بدلا دی کی طرح اور آتش پرست حیدر پر عاشق ہو کر اسلام سے بگڑے عرصہ کے لئے متخرف ہو گئے تھے بلوث لیا جائے گا۔

بلوستان مباحثہ دارم ز سلوگی در باب آشنائی نا آرمورہ

لغت : نا آرمورہ : جس نے آزمایا کی ہو۔

ترجمہ : میں اپنی سلوگی کی بنا پر اپنے دوستوں سے ایک ایسی آشنائی دو دیتی ہر بحث کرنا رہتا ہوں جسے میں نے آزمایا بھی میں ہے۔

فجالت گمر کہ در حساتم ناپائندہ جز روزه درست بہ صبا کشوہ

لغت : فجالت : شرارت کی۔ حساتم : میری نگاہیں۔ ناپائندہ : اپنی تعادلاتہ نہ رہنے والا۔

ترجمہ : ذرا میری شرارتی کا خطہ کرنا یعنی کسی قدر شرارتی کی بات ہے کہ میری نگاہیں (ایک اہل) میں اس کے ساتھ دیکھتے ہو

میں نے ایک دوست یعنی مکی درودہ دیکھا کہ شراب سے انگھار کیا تھا۔

دوروز غالب آئے وہ شعر و سخن گراے خواہی کہ بشنوی سخن ناشنودہ

لغت : گراے : مائل ہو۔۔۔ ناشنودہ : جو نہ سنا ہو۔۔۔ سنائی دے گی ہو۔۔۔ سنائی۔۔۔

ترجمہ : اگر میری یہ طواعت ہے کہ تو ان سنی باتیں سے تو تو غالب کی محفل میں آاور شعر و سخن کی طرف مائل ہو۔ یعنی غالب کی شاعری میں ایسے انگھار و خیالات ہیں جو کسی دوسرے شاعری کی شاعری میں نہیں ہیں۔

غزل #6

چوں زہل بالال و جاننا پر زخوفا کردہ (کردی ای) بلایت از خویش پر سید آنچه ہما کردہ (کردہ ای)

لغت : لال : کرگئی۔۔۔ زخوفا : شور، ہنگام۔۔۔ بلایت : تھے پہلے۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب حقیقی چونکہ تو نے زہلوں کو گنگ کر دیا اور جانوں میں بے قراویوں بے نیکیوں کے ہنگامے بھر دیے ہیں (غواب تو ہم سے کیا پہنچتا ہے کہ ہم پر کیا گذری)۔ تھے پہلے کہ تو خود اپنے آپ سے پہنچے کہ تو نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ یعنی کیا غم کیا ہے۔ تقریباً اس سہلی غزل میں خدا یعنی محبوب حقیقی کا شمار کا غالب ہے۔

گر نہ ای مشتاق مرض دستگا حسن خویش جان فدایت دیدہ را ہرچہ چنا کردہ (کردہ ای)

لغت : مرض : انگھار، لٹلٹل۔۔۔ دستگا : حسن کی شان۔۔۔ جان فدایت : تھے پر جان قربان۔۔۔

ترجمہ : اگر تو اپنے حسن کی شان کی لٹلٹل کا مشتاق نہیں ہے تو پھر تھے پر جان قربان تو نے آنکھوں کو کس لئے پھلی سے نوازا ہے۔ قرآن کی رو سے کائنات کی ہر برکت میں وہ جلوہ فرما ہے۔ سہلی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے :

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر درخت و درختے ست معرفت کردگا

ہفت روزخ و درخشاں شرمساری مضمرات انتقام است این کہ با مجرم دادا کردہ

لغت : غلام : باریا، غلامت،۔۔۔ مضمر : پوشیدہ۔۔۔ ہفت روزخ : مراد روزخ کے سات طبقے۔۔۔ دادا : رعایت یا نری۔۔۔

ترجمہ : شرمساری کی د میں سات ہفت روزخ پوشیدہ ہیں۔ سو تو نے جو انگھار کے ساتھ نری کا یہ کیا کیا ہے (اس کی بخشش کی ہے تو یہ انتقام ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ غور الرحیم ہے، گناہوں کو بخشے والا شاعر کے نزدیک اس کی یہ نری انگھار کو اس بات پر ہے کہ شرمندہ کر دے گی کہ وہ نیک اعمال کی وجہ سے نہیں، خدا کی بخشنے کے باعث بخشا گیا ہے اور یہ شرمساری اس کے لئے سات ہفت روزخوں میں جتنے کے برابر ہے۔ گویا غالب نے خدا کی بخشنے پر لطف ٹھکری ہے۔

صد کشلو آں را کہ ہم امروز رخ بنمودہ ای مژدہ با آں را کہ نحو ذوق فردا کردہ

لغت : صد کشلو : کھیلنے کے ٹیکوں، گل۔۔۔ مژدہ : گل۔۔۔ بنمودہ : جلوہ دکھائی۔۔۔

ترجمہ : وہ انسان بڑی خوش بخت ہے جسے تو نے آج ہی اپنے دیدار سے نوازا ہے اور خوشخبری ہے اس کے لئے جس سے تو نے گل اپنے دیدار کا وعدہ کیا اور میں اسے گل کے وعدے کی لذت میں کو کر رہا ہے۔ گل سے مراد آخرت ہے۔

خودرواں چوں مذاق خوشے ترکھن داشتند . آفرینش را بر ایشان خوانن یثما کردہ
 لغت : خودرواں : خوب رو کی جمع، صبیحہ لوگ۔۔ خوشے ترکھن : ترکوں کی سی خوشگلی۔۔ آفرینش : شکر، مراد کائنات۔۔ خوانن : پکارنا۔۔ یثما : کمال۔۔

ترجمہ : صیغوں میں چونکہ ترکوں کی سی خوشگلی تھی اس لئے تو نے دنیا کو ان کا خوانن یثما بنا دیا۔ یہاں ترک سے مراد ناماری ہیں جنہوں نے چند صدیاں پہلے بڑے ظلم و ستم سے دوچار تھے اور خوب لوٹ مار کی تھی۔ صیغوں نے گویا عاشقوں کے دل اپنے حسن اور ناز و کرشمہ سے خوب لوٹے، یہی ان کی ایک طرح سے ناماریوں کی خوشگلی ہے۔

خشن را دل بہر شہبائے پناں بیدہ ای با درستان گر نوازشائے پیدا کردہ
 لغت : خشن : خست کی جمع، خستہ حال لوگ۔۔ بہر شہبائے پناں : پر شہید و شہداء کی پوچھ، یعنی خشنی طور پر خیال رکھا۔۔ پیدا : ظاہر، ظاہر۔۔ درستان : درست کی جمع، مراد خوشحال، راست باز۔۔

ترجمہ : تو نے اگر خوش حال انسانوں کو اپنی غائبہ مرہاتوں سے نوازا ہے تو خستہ حال انسانوں کے دلوں کو بھی اپنی پوچھ پر مشوں نوازشوں سے بہت لیا ہے، یعنی ہر انسان پر کسان کی صورت میں ظفر کرم فرمائی ہے۔

چشمہ نوش است از زہر عذابت کام جاں کجی سے در مذاق ما گو ارا کردہ
 لغت : چشمہ نوش : شد کا چشمہ، چشمہ شیریں۔۔ عذابت : عذاب، عذاب کا زہر ہمارے کام جاں۔۔ کجی : خلی۔۔

ترجمہ : تو نے ہمارے ذوق و ذائقہ میں شراب کی جگہ کو گوارا یعنی مرغوب بنا دیا ہے، چنانچہ تیرے عذاب کا زہر ہمارے کام جاں میں چشمہ نوش بن گیا ہے۔ مطلب یہ کہ شراب تو حرام ہے، جس کا پنا خدا کے عذاب کا باعث بنتا ہے، گویا اسے خدا میں کاشراب کی جگہ کو گوارا کرنا ایک طرح سے خدا کا اپنے عذاب کو لطف و عطیت میں بدلنا ہے، جسے شاعر نے یہاں بیان کیا ہے کہ تیرے عذاب کی جگہ کجی ہمارے لئے چشمہ نوش بن گئی ہے۔

ذره اے را روشناس صد بیابان گفتہ ای قطره اے را آشنائے ہفت دریا کردہ
 لغت : روشناس : واقف۔۔ گفتہ ای : تو نے کہا ہے۔۔ ہفت دریا : سات سمندر، ہفت قلوب۔۔

ترجمہ : تو نے ایک ذرے کو سیکڑوں بیابانوں کا روشناس کیا ہے، جبکہ ایک قطرے کو ہفت قلوب کا آشنایا دیا ہے۔ یعنی ایک ذرے اور سات سمندر، انسانی ہستی میں سیکڑوں بیابانوں کی وسعت پیدا کر دی ہے، جبکہ ایک قطرے (یہاں بھی انسان ہی مراد ہے) میں سات سمندروں کا سما بیلاؤ رکھ دیا ہے۔ یعنی انسان ظاہر ایک ذرہ یا قطرہ ہے، لیکن اس کے دل و دماغ کی وسعتیں بلا محدود ہیں۔

دجلہ می جوشد ہلکا دیدہ با جویاے تست شطہ ی بلند مگر در سینہ با جا کردہ
 لغت : دجلہ : عراق کا مشہور دریا، یہاں مراد سمندر یا دریا۔۔ ی بلند : ابرو، ابرو کے بلند ہونے کا۔۔

ترجمہ : ہلکی آنکھیں تیری تلاش میں ہیں جبکہ ہمارے سینوں میں آگ کے شعلے لہر لہر رہے ہیں، شاید تو ان میں قیام کے ہوئے ہے اسلحا ہوا ہے)

جلوہ و نظارہ چہ دارمی کہ از یک گوہر است خویش را در پردہ خلتے تماشا کردہ
 لغت : چہ دارمی : تو کتنا ہے۔۔ گوہر : مراد سلسلہ۔۔ تماشا کردہ ای : نگاہ کر رہا اور دیکھ رہا ہے۔۔

ترجمہ : تیری نظروں میں جلوہ اور نگاہ ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں، یہی وجہ ہے کہ تو اپنی مخلوق کے پردے میں آپ اپنے نظارہ کر رہا

ہے۔ یعنی کائنات کی ہر شے اور مخلوق میں اس کا جلوہ کار فرما ہے، گویا وہ اس ذرے سے اپنے آپ کو کچھ رہا اور اپنا نگاہ کر رہا ہے۔
چادر در سنگ و گیلا و رنج با جاندار بود پیش ازاں گاہیں در رسد، آل رامیا کردہ
لغت : چادر، علاج۔ رنج، تکلیف، بیماری۔ گاہیں، گاہیں، گریہ۔ در رسد، پہنچے، ملے، یعنی آئے۔ جاندار، جاندار، جانور اور
انسان سب کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔

ترجمہ : چونکہ اب بیماری کا تکلیف میں صرف جاندار مخلوق ہی مبتلا ہوتی ہے اور اس کی دوا ہجر (علاوت) اور گیارہ دہانت اس کو نئے رنگ
ہے، اس لئے (تجربہ) یہ سمجھا ہے کہ اس نے بیماری سے پہلے ہی اس کی دوا سمیٹا کر دی۔ سائنس اور فلسفے کی تحقیق کے مطابق سب سے پہلے
علاوت (چترادہ) کی تحقیق ہوئی پھر دہانت (جتنے دلی چیزیں) اور آخر میں حیوانات (یعنی جاندار مخلوق انسان اور حیوان کی)

دیدہ می گردید، نہایت ہی تامل و دل می چند عقیدہ با ازکار غالب سر بسر واکرود
لغت : می گردید، ہوتی ہیں۔ می تامل، تامل و فرما کرتی ہے۔ می چند، غریب رہا ہے۔ عقیدہ با، گریہ، مظلوم۔ واکرود، تو نے
کھول یعنی حل کر دی ہیں۔

ترجمہ : غالب کی آنکھیں دودھ ہیں، نہایت فریاد کر رہی اور دل غریب رہا ہے۔ (ایہ میرا کرم ہے کہ تو نے) اس کی تمام مظلومیں پوری طرح
آسودہ کر دی ہیں، اس کے مسائل کی گہرا کشتی کر دی ہے۔

غزل #7

در زمرے سینہ آسودہ گل نہ اے دل بدیں کہ غمزدہ ای، شادمان نہ (نہ ای)
لغت : زمرہ، خشت سرخ۔ آسودہ گل، آسودہ کی جمع، خوشحال یا آسودہ حال لوگ۔ نہ، نہ ای، تو نہیں ہے۔ غمزدہ ای، تو غم کا مارا
ہے۔

ترجمہ : اے دل اگر تو آسودہ حال لوگوں کے سینے کا زمرہ نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تو غم کا مارا ہوا ہے، غم نہیں ہے۔ مطلب یہ
کہ آسودہ حال لوگوں کا دل گویا بالکل سرخ ہو گیا ہے، اس میں ہڈیوں اور دلوں کی ٹیش نہیں ہوتی۔

اے دیدہ اشک ریختن آئین بازہ نیست خود را ز ما گنبد اگر خون فشان نہ (نہ ای)
لغت : اشک ریختن، آنسو گرنا یعنی بہنا۔ خون فشان، خون بہانے والی۔

ترجمہ : اے آنکھ! آنسو بہا کوئی بنا دستور، یعنی بات نہیں ہے، تو اگر خون نہیں بہاتی یعنی خون کے آنسو نہیں بہاتی تو خود کو ہم میں سے سمجھ
جان۔ مطلب یہ کہ آنسو تو شروع سے انسان بنا تھا آج آج ہے، مطلب تو یہ ہے کہ ہماری یہ عاشق کی آنکھیں، غم صحت میں، خون کے آنسو
روئیں تاکہ ان میں اور عام آنکھوں میں فرق واضح ہو۔

بلبل بہ گوشه قفس از حلقی منل چوں من بہ بند خار و خس آشیاں نہ
لغت : حلقی، حلق، گھڑے، جالوں ہونا۔ منل، مت فریاد کر۔ خار و خس، گائے اور ٹکے۔

ترجمہ : اے بلبل! جب تو میری طرح آشیاں کے خار و خس کی قید میں نہیں بکڑی ہوئی تو پھر گوشہ قفس میں اپنی خستہ جالوں فریاد نہ کر، بیخ
پاؤ نہ کر۔ شاعر کے نزدیک آشیاں کی زندگی، خار و خس کی جان، بکڑی کی زندگی سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

داغم ز ناکسی کہ بہ "تسمید آشتی" رنجیدہ ای زغیر و بمن مہیاں نہ

لغت : داغم: مجھے دک ہے۔۔ ناکسی: باغلی، متعلق۔۔ تسمید: آٹھار۔۔ آشتی: صلح، محبت۔۔

ترجمہ : مجھے اپنی ناکسی سے دک ہوتا ہے اس لئے کہ محبت کے آغاز میں تو رقیب سے تو ناراض ہوا ہے لیکن لمحہ پر مہیاں بھی نہیں ہوا۔ گویا میں انجانی ناکس بن گئی ہوں کہ اگر مجھ پر تو مہیاں نہیں ہوا تو مجھ سے ناراض ہی ہو جائے۔

گوئی کے ست پیش تو بود و نبود من ہامن نشست ای و زمن سرگراں نہ

لغت : بود و نبود: ہو گا اور نہ ہو گا، موجود ہو گا و غیور اور نہ ہو گا۔ سرگراں: بوجھل، سر، ناراض، بگڑا ہوا۔۔

ترجمہ : تو میرے پاس بیٹھا ہے اور مجھ سے سرگراں نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ میرے نزدیک میرا ہو گا اور نہ ہو گا ایک ہی بات نہیں ہے۔ یعنی محبوب جب عاشق سے نہیں بگڑتا تو عاشق کے لئے اس کے اس قرب میں کوئی لفٹ نہیں رہتا اسی لئے وہ یہ کہتا ہے کہ محبوب اس کو ایک طرح سے غیر موجود کہتا ہے۔

آخر نبود ایم در اول خدا پرست با ما ز سادگی ست، اگر بد گیل نہ (نہ ای)

ترجمہ : تو کیا ہم شروع میں خدا پرست نہ تھے؟ تو ہم سے بد گیل نہیں ہے، تو یہ میری سادگی کے باعث ہے۔

با خویش در شمار جہنم ہم منی باغیر دو حساب وفا ہم زہاں نہ

لغت : ہم منی: تو میرا ساتھی ہے۔۔

ترجمہ : تو اپنی جگہ میں شمار کرنے میں میرا ساتھی ہے، جبکہ وہاں کی حق میں تو غیر رقیب کے ساتھ ہم زہاں نہیں ہے۔ گویا محبوب، عاشق پر جگہ نہیں کرتے ہوئے تو اس کی تمناؤں کو پیش نظر رکھتا ہے لیکن رقیب کے ساتھ اٹنی وفا نہیں کرنا ہے کہ اسے اس کی توقع نہیں ہوئی۔

دانست ای کہ عاشق زارم، گدا نیم داغم کہ شہادی، شہ گیتی سہاں نہ

لغت : دانست ای: تو نے جان لیا ہے۔۔ شہ گیتی سہاں: دنیا کو گم کرنے والا بدشاہ۔۔

ترجمہ : تو نے اسے محبوب اپنی جان لیا ہے کہ میں میرا عاشق زار ہوں، کوئی گدا، بیک، مگ نہیں ہوں اور میں یہ جانتا ہوں کہ تو محبوب ہے گویا ظالم بادشاہ نہیں ہے۔ گویا عاشق یہ کہتا چاہتا ہے کہ نہ میں کوئی عام آدمی ہوں اور نہ تو کوئی عظیم ہستی، پھر یہ بے رخی کیسی؟ اپنے عاشق سے یہ بے احتیاطی کیوں؟

نازم تگون تو بہ بخت خود و رقیب با او پیش نبودی و بلا چناں نہ ای

لغت : تگون: ایک حالت پر نہ رہنا، رنگ یا انداز بدلنا، غیر مستقل، حوازی۔۔

ترجمہ : میں اپنے اور رقیب کے فیصے کے وسط میں تھری غیر مستقل حوازی پر ناز کرتا ہوں۔ تو رقیب کے ساتھ بھی ایسا نہ کرنا چاہیو کہ اب ہے اور ہمارے ساتھ دینا نہیں ہے جیسا پہلے بھی تھا۔

با دیدہ پیست کار تو لغت بگر نہ ای در دل چرست جائے تو سوزنہاں نہ

لغت : لغت بگر: بگر کا ٹکڑا۔۔ سوزنہاں: چھپا ہوا یا چنے کا سوز۔۔

ترجمہ : تو ہمارا لغت بگر نہیں ہے، پھر ہماری آنکھوں سے تجھے کیا واسطہ تعلق؟ تو کوئی سوزنہاں نہیں ہے، پھر تو ہمارے دل میں کیوں سلایا ہوا ہے۔ یعنی بگر کا لون آنسوؤں کی صورت میں بہتا ہے جس کی بنا پر بگر کا تعلق گویا آنکھ سے ہے۔ گویا تصویر محبوب، عاشق کی آنکھوں میں ہے، جبکہ اس کے دل میں وہ سلایا ہوا ہے۔

غالب زبور تست کہ نگ است بر تو دہر بر خوشن بہال اگر در میاں نہ

لغت : بہال، بھل۔ زبور : وجود۔ خوشن : اپنے وجود کا احساس۔ ۱۱۔

ترجمہ : اسے غالب ایہ دنیا جو تجھے نگ ہے تو یہ میرے اپنے وجود کے احساس کا نتیجہ ہے۔ اگر تجھ پر وجود درمیان میں نہ ہو تو خود بخود بھتا چاہے پھیلتا ہلے۔ یعنی اپنے اس وجود کے غرور اور اہمیت کی بنا پر ہی انسان پر زندگی کی شکلیں گھڑائی ہیں، اگر یہ لگاتار ہو تو پھر عالم اس میں سانسکا ہے۔

غزل #8

مرز فنا فراغ را مژدہ برگ سازدو سایہ بہ سر داگزار قطرہ بہ بحر بازو

لغت : مژدہ : سرزد، سر زمین، مراد کائنات۔ فنا فراغ : فنا ہو جانے والی۔ برگ : ساز، ساز و سلاسل۔ داگزار : دے دے۔ بحر : حوالے کر دے۔ بازو : بازو، دایرہ کر دے۔

ترجمہ : اس فنا پر کائنات کو ساز و سلاسل کی خوشنبری دے، سایہ سورج کے حوالے کر دے اور قطرہ سمندر کو لوٹا دے، دایرہ کر دے۔ سایہ سورج کے برعکس ہوا ہے جبکہ قطرے کا حقیقی سمندر سے ہے۔ فنا یا یہ کتنا مقصود ہے کہ اس فنا کی کائنات کاسب ساز و سلاسل ہمیں دھمکے کا حوالہ دے جانے کا گناہ واضح نہیں ہے!

طہر جیب را ز چاک شلک انتفات کش عارض خوش را ز اشک غارہ امتیاز وہ

لغت : طہر جیب : گریبان کی زلفیں۔ شلک : شلک، شلک۔ انتفات : توجہ دہائی کی کھٹکی، مراد آرائش کرنے والی کھٹکی۔ غارہ : غارہ، سرخی۔ امتیاز : انکی سرخی جو لہاں کر دے۔ عارض : عارض، بھل، رخسار۔

ترجمہ : تو اپنے گریبان کی زلفوں کو چاک اپنے ہونٹا کی کھٹکی سے آراستہ کر لو اور اپنے گھون کو آنسوؤں کی سرخی سے لہاں کر۔ گویا عاشق کے گریبان کا چاک ہو غائب اس کی سجاوٹ ہے اور اس کے گھون کی لذت آنسوؤں ہی کی سرخی سے ہے۔ (دھوش جوں میں گریبان چاک کر لے گا اور غم محبت میں آنسو بھلائی باہت امتیاز ہے!)

دارغ دیدہ را زبیر راست دل بچھا حوالہ کن سے ز شرر گراں تراست سنگ بہ شیشہ سازوہ

لغت : شیشہ ساز : شیشہ ہانے والا۔ گراں تر : زیادہ قیمتی۔ زبور : آرائش۔

ترجمہ : دارغ یعنی دل پر غم محبت کا زخم اٹھانے کی آرائش ہے، اس لئے تو دل کو جھکے سپرد کر دے۔ شراب، شراب سے زیادہ قیمتی ہے اس لئے تو پھر شیشہ ساز کے حوالے کر دے۔ پھر سے شیشہ بھی بناتا ہے اور اس کے ہاتھ گھرانے سے چنگاریاں بھی نکلتی ہیں، پھر شیشے سے مراد سراہی بھی ہے۔ مطلب یہ کہ تو دل پر جھکا کی گھٹکیاں بھیل اور پھر شیشہ ساز کو دے کہ وہ سراہی بنائے جو شراب ڈالنے کے کام آئے۔

از غم دیدہ دیدہ را رونق جو بہار بخش و زلف نالہ نالہ را چاشنی گداز وہ

لغت : غم دیدہ : آنھوں کی تری، یعنی آنسو۔ زلف : گری، بھل۔ دیدہ : دیدہ، دیدہ اور دیدہ۔

ترجمہ : تو اپنے آنسوؤں سے آنھوں کو تری کی سی رونق بخش اور اپنے نالہ و فریاد کی بھل سے ٹالے کو گداز کی چاشنی دے۔ یعنی عاشق کی آنھوں کی شان بھی ہے کہ غم محبت میں ان سے آنسو روای کی سی رونق ہے، ہمیں جبکہ اس کے نالہ و فریاد میں اتنی گری ہو کہ خود نالہ اس میں

پہل کر رہا ہے۔

شرم کن، آخراے حیا میں ہمہ گیر واد پر حیات؟ خاطر غمزہ بازو، رخصت ترکاز وہ
لغت : گھروار، پکڑو، عکاز، تخت پائری۔ رخصت ترکاز: لوٹ مار کی اجازت۔ خاطر غمزہ بازو: غمزہ و کرمہ کی پھرے دلداری کر،
یعنی پھرے بازو اور شہد کر۔

ترجمہ : اے حیا کچھ شرم کر، آخر یہ گھروار کیسی ہے، تو پھرے بازو و کرمہ کی دلداری کر اور اسے (غمزہ کو) لوٹ مار کی اجازت دے۔ اس
میں حیا کو مطلب کیا ہے جس کی بنا پر محبوب کوئی اور نہیں کرتا اور وہاں وہ عاشق کامل نہیں لوٹتا۔ حیا سے کہا ہے کہ تو محبوب کو بازو اور اس کا شہد
کرنے سے مست روک۔ دراصل حسن کی ساری دل کشی اور ادا سے ہے اگر یہ نہیں تو حسن بیکار ہے، چنانچہ بغل معنی

ز بہت نہ گوشہ بخشے نہ چین ابرو لیے بکیر تم کہ دل برہمن ز کف چوں شد
میر تقی میر!

گل ہو، مستاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو، میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہے
جدید شعر احمد ندیم قاسمی!

وہ کشش کچھ اور وہی چیز ہے جسے حسن کہتے ہیں اہل دل نہ جمال عارض و چشم و لب نہ کمال چست قبائی ہے
اے گل تر رنگ دیو اس ہمہ نازش از چہ رو منت ابر یک طرف، مزد چمن طراز وہ
لغت : نازش: غمزہ غور۔۔۔ مست: احسان۔۔۔ حور: اجرت و حق۔۔۔ چمن طراز: باغ لی آرائش کرنے والا، باغبان، اہلی۔۔۔ یک طرف: یعنی
ایک رہا۔

ترجمہ : اے گل تر تو اپنے رنگ و روپ کیوں اور کس نام اس قدر نازوں ہو رہا ہے، میرے اس رنگ و روپ تو بال کاغہ احسان ہے، مگر ایک
رہا اس کی بات چھوڑ، تو باغبان کی اجرت تو ادا کر۔ یعنی بال برتنے سے پھولوں میں ٹٹل کر دھری آتی ہے، جبکہ باغبان کی منت سے پودے
نشوونما پاتے ہیں، اس لئے اس کا حق پہنچاؤ۔

یا نہ بساط دلبری، عام مکن ابراے لطف یا زنگہ خشکیں مرزہ امتیاز وہ

ترجمہ : یا تو اپنی دلبری کی بساط اپنی ابراے لطف مام نہ کر، بھراپنی چشم اکو، نظروں سے امتیازی شہن کی خوشخبری دے۔ یعنی یا تو اپنی
دلبری اور اداؤں کو اس قدر مام نہ کر کہ ہر کس و کس ان سے لطف اٹھائے یا بھراپنی خشکیں نگہ بلی ساتھ ڈال جا کر وہ جس پر پڑے وہ خود کو
ایک خاص شان دلا دے گئے۔ محبوب کی ایسی نگاہیں ایک ایسا خاص لطف ہے جس سے ہر کوئی مسرور نہیں ہوتا۔

اے تو کہ غنی ترا بحث گفتن از بر است سرو کرمہ بار را درس غرام ناز وہ

لغت : گفتن: گفتار۔۔۔ از بر: زبانی یاد۔۔۔ سرو کرمہ بار: محبوب کا بازو اور ہاتھ۔۔۔ غنی: کمال، پست مراد محبوب کا کھنگھن۔۔۔ بحث: مراد
اورائیں۔۔۔ غرام: غمناک۔

ترجمہ : اے (محبوب!) میرے غمناک دہن کو تو کھلنے کی تمام بحث زبانی یاد ہے، یعنی اسے تو ساری دلائل پوری طرح معلوم ہیں، تو ادا اپنے
بازوں پھرے تو کو بھی تو ناز کے ساتھ غرام کرنے کا درس دے دے، یعنی اسے ناز کے ساتھ غرام کرنا سکھا دے۔

گر بہ غم کہ خور و نام نہ رخصت اشک و آہ نیست ہم بہ دلی کہ بردہ الی، خلقت ضبط راز وہ

ترجمہ : اگر ان غموں کے ہوتے ہوئے انہیں نے میری محبت میں اٹھائے ہیں، مجھے آنسو بہانے اور آہیں بھرنے کی اجازت نہیں ہے، تو میر

تو کم از کم میرے اس دل کو جو تو نے مجھ سے لیا ہے، راز خفا کرنے کی امت و طاقت تو دے۔ یعنی عاشق فہم محبت کا اظہار آنسو بہا کر اور آپیں
بہر کر کرنا چاہتا ہے جو محبوب کو گوارا نہیں اسی لئے عاشق اس سے مذکورہ امت کی درخواست کرتا ہے۔

اے کہ بگم ناکسی تیرہ زیمیش غائبی خیز وز راہ وادوری بل تا بہ کار وہ

لغت : بگم ناکسی : غائبی کی بنا پر۔۔۔ تیرہ : کہدورت کا شمار، غموش۔۔۔ زراہ وادوری : انصاف کی رو سے۔۔۔ کار : چینی۔

ترجمہ : تو جو اپنی غائبی اور غموشی کی بنا پر غالب کی صورت و شان میں پر کہدورت کا شمار ہے (غموش ہے) تو ادھر اور انصاف کی رو سے ہا کار
چینی سے کار دے۔

ہا کار کے ہوں کے سایہ کو مہلک سمجھا جاتا ہے۔ یعنی غالب کو جو بیش و سرست نصیب ہے تو یہ ہا کار کے سایہ یا دو سرست لغتوں میں،
خدا کے کرم کے باعث ہے۔ اس شعر میں غالب نے گویا اپنے کسی حاسد کو خطاب کیا ہے۔ گویا حاسد کو اگر تکلیف پہنچا رہی ہے تو ہا کار کے
کار دے۔ یعنی خوشیوں پھیننے کی کوشش کر دیجئے۔

غزل #9

کیستہم؟ دست عشاقی جاں زودہ گوہر آملے نفس ازل ونداں زودہ (زودہ اے)

لغت : کیستہم میں کون ہوں۔۔۔ عشاقی جاں : جان کی آرائش۔۔۔ دست زودہ : مصروف۔۔۔ گوہر آملے : نفس یا سانس میں سوتلی
پروٹے والا۔۔۔ دل ونداں زودہ : دماغوں سے چپلا ہوا دل۔

ترجمہ : میں کون ہوں؟ (آگے جواب ہے) میں ایک ایسا انسان ہوں جو اپنی روح کی آرائش میں مشغول ہے اور جو اس سلسلے میں دماغوں
سے چپاٹے ہوئے دل یعنی دلی دل کے سوتلی کوسانس کے تکرار میں پروٹے والا ہے۔ گویا میں دل کا غریبی یا بی گراہی زندگی کو سنوار رہا ہوں۔

پاس رسوائی معشوق ہمن است اگر دالے ناکانی دست بگریبان زودہ

لغت : پاس : گلاب خیل۔۔۔ دست بگریبان زودہ : ایسا ہاتھ جو گریبان بچا رہا ہو۔

ترجمہ : اگر معشوق کی رسوائی کے پاس کا یہی طریقہ ہے کہ راز محبت میں خفا سے کام لیا جائے تو گریبان چاک کرنے والے ہاتھوں کی
بلائی یا انوس ہے۔ یعنی راز محبت افشا ہونے سے محبوب کی رسوائی کا سامنا ہوتا ہے۔ عاشق خفا نہ کر سکا گریبان چاک کرنے میں
مصروف رہا اور یہ وہ راز فاش ہو گیا۔ یہ گویا گریبان چاک کرنے والے ہاتھوں کی ناکانی تھی۔

شوق راعوردہ باحسن خود آرا پاتی ست من وصد پارہ دلے برصف مژگل زودہ

لغت : عوردہ : بھڑکنا، بھگ۔۔۔ خود آرا : خود کو سنوارنے والا۔۔۔ صد پارہ دلے : ایسا دل جس کے ٹکڑوں ٹکڑے ہو گئے ہوں۔

ترجمہ : عشق کی حسن خود آرا سے بھگ ابھی پاتی یعنی جاری ہے۔ میں ہوں اور میرے دل کے ٹکڑوں ٹکڑے میری جگہوں پر پڑے ہوئے
ہیں۔ گویا میرے دل کا ٹھون انہی جگہوں پر آکر رکا ہوا ہے اور ابھی غریب آنسو مزید بہاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حسن سے عوردہ
جاری ہے۔

دل صد چاک نگہ دار بچالیش بغرست شکانہ اے در غم آں زلف پریشاں زودہ (زودہ اے)

لغت : بچالیش بغرست : اے اس کی جگہ یعنی اس کے مناسب مقام پر پہنچاؤ۔۔۔ نگہ دار : سنبھال کے رکھ۔۔۔ شکانہ اے زودہ : اے زودہ اے

کھنکھی کرنے والے، مثلاً۔

ترجمہ : (مثلاً سے خطاب ہے)۔ تو نے اس محبوب کی کھنکھریالی زلفوں میں کھنکھی تو کی ہے (زلفوں کو آراستہ کیا) اب ذرا اپنے دل صد پہرہ کو دھیان سے رکھ اور اسے اس کے مناسب مقام پر (یعنی محبوب کی زلفوں میں) پہنچا دے۔ گویا محبوب کی دھنسل زلفوں نے مٹاؤ کے دل کو بھی بے حد حائر کیا ہے۔

بو کہ در خواب خود آئی و سحر بر خیزی ساغر از جامہ نظارہ پنہل زود

لغت : بو : کاش ایسا ہو۔۔۔ بر خیزی : توجہ دار ہو۔۔۔ ساغر نظارہ پنہل زود : جس نے بچہ شیدہ طور پر نظارے کی شراب پی ہو۔

ترجمہ : کاش کبھی ایسا ہو کہ تو اپنے خواب میں آنے (یعنی خود کو خواب میں دیکھے) اور جب توجہ کو بیدار ہو تو اس حالت میں بیدار ہو کہ اپنے حسن کے اس نظارہ پنہل کی شراب کی مستی میں کھویا ہوا ہو۔ یعنی خواب میں تو نے جو اپنے حسن کا نظارہ کیا ہے اس کی بنا پر کلف و سرور کی حالت میں اٹھے۔

بہر سرگرمی ما خانہ خراباں پایہ منے از تب خود آتش بہ شہساز زود

لغت : خانہ خراباں : خانہ خراب کی جمع، بریاد گھروں والے۔۔۔ شہساز : رات گزارنے کی جگہ، سمیوں کے سونے کی جگہ۔

ترجمہ : ہم خانہ بریاد مہاشوں کی زندگی میں جوش و دلدادہ (سرگرمی) پیدا کرنے کے لئے ایک ایسے من کی ضرورت ہے جس نے اپنی گرمی اور وحدت سے اپنے شہساز کو آگ لگا رکھی ہو۔ محبوب کے احتیال و درشتی چہرے کی بات کی ہے۔

فارغ از کشمکش عشوہ جنونے دارم پشت پائے بہر کوہ و نیلایں زود

لغت : پشت پائے زود : جس نے مات ماری ہو، ٹھکرا دیا ہو۔

ترجمہ : میں محبوب کے عشوہ و ملاکی کشمکش سے فارغ ہوں (یعنی میری عشوہ و ملاز پر کوئی توجہ نہیں) میرا جنون اس عشوہ محبوب کا پیدا کر دیا نہیں ہے، بلکہ وہ ایسا جنون ہے جس نے کوہ و نیلایں کو ٹھکرا دیا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا جنون بہت وسیع ہے صرف کوہ و نیلایں تک ہی محدود نہیں۔

حسن در جلوہ گرمی ہا کشد منت غیر ہر گل از خویشفتن است آتش دہاں زود

لغت : کشد منت غیر : کسی غیر کا حسن نہیں دھانکے۔۔۔ آتش دہاں زود : وہ آگ جسے دامن سے ہوا دی گئی ہو، یعنی اسے بھڑکایا گیا ہو۔

ترجمہ : حسن اپنی جلوہ گرمی میں کسی غیر کا حسن نہیں اٹھاتا، چنانچہ ہر پہلو اپنے ہی دامن کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ پتلے ایک بات کی یا دھڑکی کیا ہے، بلکہ مثال سے واضح کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تمہیں کاشعر ہے۔ گلاب کا پھول چونکہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے اس لئے وہ گویا ہوا اور اس کی پتلیاں اس کا دامن ہیں جو ہوا دیتی ہیں۔

تا چہا مژدہ خوں گرمی قاتل دارو ناک و در رہ دل قطرہ زیبک زود

لغت : چہا کیا کیا۔۔۔ خوں گرمی : جوش۔۔۔ ناک : تیر۔۔۔ قطرہ زود : تیر تیز دھڑکنے والا۔

ترجمہ : دیکھیں اس تیر میں جو دل کی طرف تیزی سے آ رہا ہے، قاتل کے جوش کی کہیں کہیں طوفانی ہے۔ یعنی قاتل (محبوب عاشق کو قتل کرنے پر آمادہ ہے) تیر کی نوک یعنی تیر کا تیزی کے ساتھ آنا قاتل کے اس جوش کا پتہ دے رہا ہے۔

خواستم شکوہ بیداد تو انشا کردن قلم از جوش رقم شد خس طوفان زود

لغت : انشا کردن : گفت۔۔۔ جوش رقم : قلم کا جوش۔۔۔ خس طوفان زود : طوفان کا رعبا ہوا نکلا۔

ترجمہ : میں نے چاہا کہ میں تجھے علم و رحم کا شجرہ لکھوں، تو ہوا یہ کہ میرا قلم خوش قلم میں طوفاں زدہ نکلا ہی گیا۔ یعنی تجھے علم و رحم اتنے ہیں کہ قلم بھی ان کی رحمت سے طوفاں زدہ نکلے کی صورت اختیار کر گیا۔

وائے برسن کہ رقیب از تو بہ من بہلاید . نامہ واشدہ اسے ' سر بھنواں زدہ

لغت : یہ من، نہایت، مجھے دکھانا ہے۔۔۔ از تو تیری طرف سے۔۔۔ واشدہ نکلا ہوا۔

ترجمہ : میرے لئے کسی قدر دکھ کی بات ہے کہ رقیب مجھے تیری طرف سے اس کے نام آیا ہوا خط دکھانا ہے جو نکلا ہوا بھی ہے اور اس پر تیری مر بھی لگی ہے۔ گویا رقیب اپنے نام محبوب کا یہ خط عاشق کو دکھا کر اسے دکھانا ہے۔

بدیہ آوردہ ای از بزم حریفان مارا رخ خوی کردہ ز شرم و لب دندان زدہ

لغت : بدیہ آوردہ ای: تو خندہ لایا ہے۔۔۔ مارا ہمارے لئے۔۔۔ رخ خوی کردہ: پیٹنے سے۔۔۔ لب دندان زدہ: ایسے ہونٹ جو دانتوں سے کاٹے ہوئے ہیں۔

ترجمہ : شرم و چہرہ تو ہمارے رقیبوں کی محفل سے ہمارے لئے (کیا خوب) خندہ لایا ہے اور وہ یہ کہ تیرا چہرہ شرم کے مارے پیٹنے سے تر ہے اور تجھے ہونٹ دانتوں سے کاٹے ہوئے ہیں۔ محبوب کی اس حالت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ رقیبوں نے اس سے کیا سلوک کیا ہے۔ بدیہ کا لفظ طرکے طور پر استعمال کیا ہے۔

بقول مستثنیٰ :

یہ کس کے گھر سے تو شرمندہ ہو کے آیا ہے کہ آج بونعدوں سے ساری تری جنیں تر ہے

بقول اور دہلوی :

نہ ہم کبھی نہ آپ آئے کہیں نے پسند پونچھنے اپنی جنیں سے

عشرت گیلوی :

کھل سے آئے ہو، اترا ہے چہرہ، خیر تو ہے؟ جنیں پر ہے عرق انفعال، کیا باعث؟

ہردور انجمن شطہ رخا نام طالب ذوق پروانہ سے بر۔ روئے چہر اعلیٰ زدہ

لغت : شطہ دغا، شطہ سرا کی جگہ، مسکن جن کے چہرے آگ کی طرح روشن ہیں۔۔۔ ہردور: ہر جگہ۔

ترجمہ : اے طالب! مجھے میرا اس پروانے کا سا ذوق و شوق، جو چہرے پر بٹھے کے لئے اس (چراغ) کی طرف جا رہا ہو، شطہ رخوں کی محفل میں لے گیا۔ عاشق ایک پروانہ ہے اور مسکن چراغ ہیں۔ گویا طالب پروانہ بن کر چراغوں کی محفل میں گیا تاکہ خود کو ان کی آفتابیت میں جلا لے۔

غزل # 10

بر دست و پائے بند گرانے نثارہ نازم بہ بندگی کہ نکشائے نثارہ (نثارہ ای)

لغت : نثارہ: نثارہ ای: تو نے دکھا ہے۔۔۔ بندگی: غلامی۔۔۔ نکشائے نثارہ ای: تو نے ایک نگاہ یعنی اعتبار نہ کیا ہے۔

ترجمہ : تو نے میرے ہاتھ پاؤں پر ہماری زنجیر ڈال دی ہے۔ مجھے اپنی اس لمبائی پر فخر ہے کہ اس سے ایک نکلن یعنی اختیار تو مجھے حاصل ہو۔ قدیم میں غلاموں کو زنجیروں سے باندھ کر رکھتے تھے۔ اسی حوالے سے بات کرتے ہوئے اپنی لمبائی پر فخر کیا ہے۔ عاشق کے لئے محبوب کا غلام ہونا بدی لطیف خلق کی بات ہے۔

ایک نغمہ زمرگ اگر دستہ ام ز بند دل دوز بلوکے پہ کمانے نہاد
 لغت : ایمن لہجہ میں محفوظ نہیں ہوں۔ دستہ ام زندہ قید سے آزاد ہوا ہوں۔ دلدوز بلوکے: دل کو چرچانے والا چیز۔
 ترجمہ : اگر میں میری قید سے آزاد بھی ہو گیا ہوں تب بھی میں موت سے محفوظ یعنی امن میں نہیں ہوں اس لئے کہ تو نے اپنی کلن میں ایک دلدوز زنجیر چار کرنا ہے۔ گویا یہ تیرا ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے۔

گوہر ز بحر خیزد و معنی ذکر ژرف بر ما خراج طبع روانے نہاد
 لغت : فکر ڈالت: گہری فکر کروا کر تحلیل۔ طبع رواں: تیز اور ذہین لغت۔ خراج: ہاج، ٹکس، دہری۔
 ترجمہ : اچھا اسے خطاب ہے اموئی سمندر سے اُبھرتے ہیں اور گہری فکر و تحلیل سے گہرے اور لطیف نکلتے پیدا ہوتے ہیں۔ تو نے ہمیں طبع رواں عطا کر کے ہم پر گویا خراج کا بوجھ ڈال دیا ہے۔ خراج سے مراد دہری داری ہے۔ یعنی ایک صاحب طبع رواں خاص ہر وقت یہی کوشش کرے گا کہ وہ لطیف نکلتے پیدا کرے اور اس کی یہی کوشش گویا موت پر ہی دہری داری ہے۔
 تادور امید عمر بہ چنار بگلرد از لطف در حیات نشانے نہاد
 لغت : چنار: طیل۔

ترجمہ : اس میں بھی خالق حقیقی سے خطاب ہے اتنے (دہری) زندگی میں لطف کا ایک نکلن یعنی پتھر بھی رکھا ہے تاکہ ہماری حیرانہ (لطف) کی امید کے خیال میں بسر ہو جائے۔ دوسرے لفظوں میں انسانی زندگی امیدوں کے بحرو سے گذرتی ہے اور اس میں ایک خاص لطف ہے۔ اسی سے یہ ضرب اہل فی "فنا امید قائم" یعنی فانی زندگی امید پر ہے۔

آہستہ بلا نبود بے گریز گلا در مرگ احتمال امانے نہاد
 لغت : خستہ بلا: معیبتوں کا مارا ہوا۔ گریز گلا: بھاگنے کی جگہ یعنی غلوں سے بھاگ کر نکل جانے کی راہ۔
 ترجمہ : (خالق حقیقی سے خطاب ہے) اس خیال سے کہ معیبتوں کے بارے ہوئے انسان کے لئے بچ نکلنے کی کوئی راہ پیدا ہو جائے تو نے موت میں چنہ کا احتمال رکھ دیا ہے۔ یعنی انسان دیکھیں معیبتوں میں گھر کر یہ خیال کرتا ہے کہ موت آنے سے وہ دیکھوں سے نجات پائے گا۔ احتمال سے مراد گمان اور شبہ ہے۔ گویا یہ جتنی بات نہیں محض قیل ہے چنانچہ بقول ہوتی:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چھین نہ پایا تو کدھر جائیں گے
 بعض شعرا نے یہو لکھی بات عشق کے حوالے سے کی ہے مثلاً بقول فت خان مای:
 چیدن سوختن در خاک و خون غلغلیہ و مروان بھگہ اللہ کہ درد عاشقی تھیر ہا دارو
 بقول میر:

گھبرانہ میر عشق میں اس سہل ذہنت پر جب بس نہ چل سکا تو مرے بارے مر گئے
 راز است گرد لے بجھائے شکستہ ای داد است گر سرے پہ خانے نہاد
 لغت : شکستہ: بر بھی، تھری، ٹوک، میڑ۔

ترجمہ : اگر تو نے کسی دل کو جانچنی تھیں تو ذکر کر دیا ہے تو یہ داز ہے؟ اس کا باعث معلوم نہیں اور اگر تو نے کوئی سرخیز ہے چڑھایا ہے تو کیا انصاف ہے۔ دوسرے مصرعے میں واقعہ کرکڑا کی طرف اشارہ ہے جس میں دشمن کی فوج نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرخیز پر چڑھایا تھا۔ غالب کے مطابق یہ کیا انصاف ہے؟

دورخ بدخ سینہ گدازے نفستہ ای کلزم بچشم ایک فطانتے نہادہ
لغت : کلزم : سندھ۔

ترجمہ : تو نے سینے کو گداز کر دینے (دالے دارخ میں دورخ چھا رکھا ہے) جبکہ آنسو بہانے دلی آنکھوں میں سندھ و بحر دیا ہے۔ جی تو نے دل کو جلادینے والے جبکہ ایسے دارخ ازلم (ناگوار) ملاکے ہیں کہ دورخ بھی یوں نہ جلا سکے گا اور آنکھوں میں جبکہ ایسے طوفانِ بحر دینے ہیں کہ آنسو تھمنے کا کام ہی نہیں لیجئے، مسلسل بکے جا رہے ہیں۔

برہر دے فسوں فطانتے دمیدہ ای ہر ستنہ سپاس روانے نہادہ
لغت : فسوں فطانتے : بیش و سریت کا جلوہ۔۔۔ دمیدہ ای : تو نے پھوٹا ہے۔۔۔ سپاس روانے : روح کا احسان۔

ترجمہ : تو نے ہر دل میں بیش و سریت کا ایک جلوہ چھوٹ کر رکھا ہے اور ہر جسم پر روح کا احسان ڈالا ہوا ہے۔ اس فزل کے بیشتر اشعار کا غالب خالق حقیقی ہے۔ کیس کیس شاعر نے لطیف طرز سے اہلِ کلام لیا ہے۔

بر دیدہ را درے بخیلے کشورہ ای ہر فرقہ را دے بگمانے نہادہ
لغت : کشورہ ای : تو نے کھول رکھا ہے۔۔۔ بگمانے : کوئی نہ کوئی دہم۔

ترجمہ : تو نے ہر آنکھ کے سامنے تصورات و خیالات کا دروازہ کھول رکھا ہے اور ہر فرقے کے دل میں کوئی نہ کوئی دہم ڈال دیا ہے۔ یعنی ہر فرقے کے لوگ اس خیال دنگن میں جھکا ہیں کہ وہی صحیح راستے پر ہیں، جبکہ دوسرے فرقے والے غلط راہ پر چل رہے یا کافر ہیں۔

غالب زخمس مرزا، ہانا خبر نہ داشت کاندور خرابہ گنج نمائے نہادہ
لغت : غصہ : گنجی ہے حد دکو۔۔۔ مرزا : مرگیا۔۔۔ ہانا : گویا کہ۔۔۔ کاندور : خرابہ۔۔۔ خرابہ : وہاں جگہ اور اند۔۔۔ گنج نمائے : ایک پوشیدہ خزانہ۔

ترجمہ : غالب فلوں دکھوں کا افکار ہو کر آخر مرگیا گویا اسے اس بات کی خبر ہی نہ تھی کہ اندھ کی کے اوپر اسے میں ایک پوشیدہ خزانہ بھی رکھا ہوا ہے۔ قدیم میں لوگ اپنا خزانہ کسی دہان جگہ میں لے جاکر چھپا دیتے تھے تاکہ چوروں، لٹاکوئوں سے محفوظ رہے۔ اسی حوالے سے یہ بات کی ہے۔ تاجا یہ کہنا چاہا ہے کہ اندھ کی میں فم کے علاوہ خوشیاں بھی ہیں۔ انسان کو باج سےیں کا افکار نہیں ہونا چاہئے۔

روایف می کے

غزل # 1

س رابر در ایں خانہ صد غوغا ست پنداری . دے دارم کہ سرکار تننا بہت پنداری
لغت : پنداری : تو مجھے گویا لگا ہے۔۔۔ سرکار : بدلت اور بد۔۔۔ لٹ : سانس۔۔۔ غوغا : شور و گڑباد۔

ترجمہ : یوں لگتا ہے کہ میرے سانس کا کام اس گھراہٹن دل کے دروازے پر ہے۔ مد فرماؤں کرنا ہے۔ مجھے جو دل ملا ہوا ہے وہ گویا تھکن اور آردنوں کا دروازہ ہے۔ مطلب یہ کہ میرے دل سے آرزوئیں پھوٹی ہیں۔ وہ جب پوری نہیں ہوتیں تو میرا سانس بالکل اسی طرح فرماؤں کرتے لگتا ہے جیسے کوئی فریادی عدالت و اشک دروازے کے باہر فریاد کر رہا ہو۔

حبیب از فرق عشاق است و موج از تیغ خوابش شہادت گاہ ارباب وفا دریاست پنداری
لغت : حبیب : بیلہ۔ فرق : سر۔ خوابش : طواری، شب کی جگہ، صبح، مشتوق ش کا ضمیر و وفا سے مشتق ہے۔ ارباب : رب کی جمع، معنی مالک کرنے والے۔

ترجمہ : معلوم ہوتا ہے کہ سمندر ارباب وفا کی شہادت گاہ وصال کسی کو شہید یعنی قتل کیا جاتا ہے، چنانچہ اس میں ابھرنے والے بلبلے گویا عاشقوں یعنی محبتوں کے سرور اس کی موجیں صیغوں کی نگہاری ہیں، جن سے عشاق کو قتل کیا گیا ہے۔ طور تفسیر یہ ہے۔

بگو شرمی رسد از دور آواز دریا مشب
لغت : بگو شرمی رسد : میرے کانوں میں پہنچتی ہے۔ دریا : کھلی، جو علاقے کے کوچ کے وقت بہا کرتی ہے۔

ترجمہ : آج شب دور سے میرے کانوں میں آواز دریا آ رہی ہے، لگتا ہے کہ ہوا گم شدہ دل و جاں میں ہے۔ دل گم شدہ کا صحرا میں ہونا ہے مراد ہے کہ عاشق ہے تو کھمیں لیکن شوق کا شور اس کے سر میں مٹا ہوا ہے، اس کی بنا پر وہ خود کو صحرا وادی میں سمجھتا ہے۔

ازو پاور نثارو دعوی ذوق شہادت را نگاہش با رقیب و خاطرش ہلاست پنداری
لغت : ازو : ازو اس سے اس پر۔ پاور نثارو : یعنی نہیں کرنا۔ خاطرش : اس کا دل۔

ترجمہ : محبوب کو رقیب کے ذوق شہادت کے دعوے پر یقین نہیں ہے، چنانچہ یوں سمجھو کہ اس کی نگاہیں تو رقیب کی طرف مائل ہیں جبکہ (دور و ادول اٹارے ساتھ ہے۔ رقیب محبوب کے سامنے یہ دعوے کر رہا ہے کہ اسے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کا کیا شوق ہے، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ محبوب رقیب کی فطرت سے آگاہ ہے، اسی لئے اس کے دعوے پر یقین نہیں کرنا جبکہ عاشق کے اس شوق سے آگاہ ہونے کے باعث اس کا دل اس کی طرف مائل ہے۔

دور و دیوار را در ذر گرفت آہ شرر بارم
لغت : دور و دیوار : سہری کر دیا۔ آتش نوایاں : آتش نوایں کی فریادیں آگ کی سی گری ہو۔ آتلاب : دھوپ میں لپٹی ہوئی۔

ترجمہ : میری چنگاریاں بر سلتے دانی آہ نے دور و دیوار کو سہری کر دیا ہے۔ آتش نوایں کی رات بھی دھوپ میں لپٹی ہوتی ہے۔ یعنی دھوپ کی طرح روشن ہوتی ہے۔ شرر : آتش اور آتلاب : آتش کی چمک، سہری ہوتی ہے، اسی حوالے سے یہ کہا کہ آہ شرر بارے دور و دیوار کو سہری کر دیا فرمایا کر دیا۔

فدائش جاں کہ ہر کشتم تغیر ہا دارم
لغت : فدائش جاں : اس پر جان قربان ہو۔ ہر کشتم : میرے قتل کے لئے۔ عتاب : عتاب، عتابی، برہمی۔

ترجمہ : میری جان اس (میرے) بخت پر قربان ہو کہ وہ میرے قتل کی تعمیل کر سکے۔ جس یوں سمجھو کہ اپنے بخت پر میرا عتاب جا ہے۔ عاشق، محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے میں سرت محسوس کرتا ہے لیکن جب محبوب ایسا نہیں کرنا تو عاشق اپنے بخت کو برا بھلا کہنے لگتا ہے، حالانکہ بخت کسی اور طرح بھی اس کی یہ تباہی کر سکتا ہے۔

گر قسم آن قدر کز خوں بیابان لاله دارے شد خزان ما بہار دامن صحرایت پنداری
لفظ : گر خنجر، کر ختم، ہم روے۔

ترجمہ : ہم نے اس قدر خون کے بیابان لالہ دارے کیا ہیں ہر طرف غمیں آنسوؤں کی سرفی بھیل گئی۔ گویا ہمدی غمیں
دامن صحرائے گئے بہار ہے۔ اپنی حالت کو غم سے اور غمیں آنسوؤں کو بہار سے تشبیہ دی ہے۔

جنوں الفت بچوں خودے دارو، تماشا کن گشت مدول اذ رنگ رخش پیداست پنداری
لفظ : بچوں خودے : ایک اپنے جیسے۔ گشت مدول : بیکروں دلوں کو توڑنا۔

ترجمہ : وہ (محبوب) اپنے جیسے کسی صمیم کی الفت و محبت کا شکار ہو کر جنوں میں بٹا ہو گیا ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو کہ اس کے اپنے چہرے کے
اڈے ہوئے اور نگ میں بیکروں ٹوٹے ہوئے دل نظر آ رہے ہیں۔ یعنی اس نے اپنے بیکروں عاشقوں کے دل پر درو بخاے توڑے اور اب
خود دامن محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔

نوید وعدہ قتلے بگو شرم می رسد عتاب لب عطش بہ کلام بیدلاں گویاست پنداری
لفظ : نوید : خوشخبری۔ بگو شرم می رسد : میرے کانوں میں پہنچ رہی ہے، آ رہی ہے، کوئی دہی ہے۔ بہ کلام بیدلاں : بے دلوں یعنی
عاشقوں کی آواز دہری کر کے گئے۔ گویاست : گویا ہے۔

ترجمہ : اے عتاب! قتل کے وعدے کی خوشخبری کی آواز میرے کانوں میں کوئی دہی ہے، لگتا ہے کہ اس (محبوب) کے سرخ ہونٹ عاشقوں
کی آواز دہری کر کے کی باتیں کر رہے ہیں۔ عاشق کو چنگ نہ محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کی بڑی خواہش ہوتی ہے، اس لئے جب وہ محبوب
کے لب طعش ذرا بچے دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ محبوب گویا اس کے قتل پر آمادہ ہو رہا ہے اور یہ اس کے لئے خوشخبری ہے۔

غزل #2

گر نہ لوہا سرورے چہ نمئے ملک نیم، گر خودے چہ نمئے
لفظ : چہ نمئے : تو کیا تم ہوتا تو کیا مرج ہوتا۔ نیم : نیمہ میں نہیں ہوں۔۔۔ خودے : میں نہ ہوتا۔

ترجمہ : اگر میں تم سے نہ ملا تو اس میں تم یا صبح کی کیا بات ہوتی، اگر میں نہیں ہوں، اگر میں نہ ہوتا تو کیا ہو جاتا۔ یعنی میرا ہونا اور نہ ہونا
(اسی اور عدم) یکساں ہے۔ اور میں کچھ اور رنگ میں بات کی ہے :

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا ڈیو یا مجھ کو "ہونے" نے نہ میں ہوتا تو کیا ہوتا
رنگ زردون نہرو زائے کلفت گرہ صورت زردے چہ نمئے

لفظ : زردون : مٹھا، انار۔ کلفت : تکلیف، مراد : کشش، کشورت۔۔۔ زردے : میں انار ہوتا۔

ترجمہ : رنگ انار نے سے آئینے کی آئینہ کی نہ گئی۔ اگر میں اپنی اس ساری (لہو) صورت کو انار کا رنگ تو کون سی غم کی بات تھی، تو کیا ہو جاتا۔
گویا اصلی بدل ایک ایسا آئینہ ہے جس پر لہو کی رنگ کا رنگ لگا ہوا ہے۔ جب تک یہ رنگ (لہو) طویل شدت (انار) کا رنگ ہے اس آئینے کا معنی ہو رہا
یعنی رنگ کی گویا ہے۔

گر غم دل بودے کہ تا دم مرغان ہم بخود از خود فروے، چہ غمتے

نعت : بودے میں ہوئے۔۔۔ تا دم مرغان : مرے دم تک۔۔۔ فروے : اضافہ کرنا۔۔۔

ترجمہ : اگر میں غم دل ہو گا اور مرے دم تک خودی اپنے دغم دل میں اضافہ کر آ رہا تو کیا صبح ہو کہ گم غم دل اور اس میں شدت کی خاطر اب دو سراں میں ایک محبوب بھی ہے، کاکلج ہو پاؤں آجے۔

بخت خود ار بودے کہ تا حقیقت بے خبر از خود غنودے، چہ غمتے

نعت : ار : اگر۔۔۔ غنودے : میں نہ گھبراؤں۔۔۔

ترجمہ : اگر میں اپنا عقیدہ ہو گا اور حقیقت تک اپنے آپ سے بے خبر ہو کر اگتار رہتا رہتا تو اس میں کون سی قربانی ہوتی۔ بادا مل اپنے بخت غنودے (سوئے ہوئے نصیبوں کی بات کی ہے۔

نے بہ سخن مزہ نے ستائش، اگر من کشت کدو در دروے، چہ غمتے

نعت : مزہ : اجرت، صلہ۔۔۔ کدو : دھنن، ملازم۔۔۔ دروے : میں کانا۔۔۔

ترجمہ : نہ خوشہ و خن کا کوئی صلہ ہی ہے اور نہ اس کی غریب و ستائش ہی، لہذا اگر میں شاعر ہونے کی بجائے ملازم ہو گا تو اپنے مالک (ذمہ دار) کی فصل کانا کرنا تو اس میں کون سے دکھ کی بات ہوتی۔

نیست مشائے خیم جوے اگر من غلیہ چندیں نہ سوے، چہ غمتے

نعت : خیم جو : خوشبو خوش کرنے والا خوشبو کا خوشبو۔۔۔ غلیہ : عطریہ خوشبو۔۔۔ سوے : میں نہ پیتا۔۔۔ مشائے : دل، سو گھنے کی قوت۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسا دل غی نہیں ہے جسے خوشبو کی خواہش ہو، اس صورت میں اگر میں غلیہ اس قدر نہ پیتا تو کیا ہو جاتا۔ ناگہانی شامی کی طرف اشارہ ہے جسے خوشبو کا ہے اور اپنی اس شعر گوئی کو عطری سازی کا نام دیا ہے۔ گویا اس کی قدر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

چوں در دعوی توں پہ لغو کشوں من بہ ہنر گر کشودے، چہ غمتے

نعت : در دعوی کشوں : دعوے کا رد، کھانا یعنی کسی بات کا دعوی کرنا۔۔۔ بہ ہنر : بیوقوفانہ انداز میں۔۔۔

ترجمہ : جب دعوے کا رد و انداز بیوقوفانہ انداز میں گھولا جاسکتا ہے یعنی کسی بیوقوفیت کا دعوی کیا جاسکتا ہے تو اگر میں یہ درد اندازہ خبر سے کھوں تو اس میں کون سی دکھ یا صبح کی بات تھی۔ یعنی اگر میں اپنے لیٹن کا دعوی کرنا تو میرا یہ دعوی بجا ہوتا۔

چوں دل یاروں توں بہ ہزل رویوں من بہ سخن گر رویے، چہ غمتے

نعت : بہ ہزل رویوں : حقیرا غریب سے اڑا رہے خوش کر رہے ہو، جیتا۔۔۔

ترجمہ : جب دوستوں کا دل مزاج و حسرت سے جیتا جاسکتا ہے تو اگر میں ان کے دل شمر و خن سے جیت لیتا تو کیا صبح ہو جاتا۔ یعنی میں اپنی شامی سے ان کے دل خوش کرنا۔

گر بہ شل لال کھتے کہ عشا کھتے و خود شنودے، چہ غمتے

نعت : لال کھتے : میں گونا گونا جاتا۔۔۔ عشا : خن کی جمع باتیں۔۔۔ کھتے : میں کتا۔۔۔ شنودے : میں سنتا۔۔۔

ترجمہ : شل کے طور پر اگر میں گونا گونا مشورہ ہو جانا اور خودی باتیں کرنا اور خودی سنتا تو کون سے دکھ کی بات تھی۔

گر بہ خن مت کھتے کہ بہ مستی گفتہ خود را شنودے، چہ غمتے

فت : مست کھٹے میں مست ہو چلا کرتا۔ ستورے : میں تعریف کرتا۔

ترجمہ : اگر میں شعرو شاعری میں انکاست ہو جاؤں کہ عالم مستی میں اپنے ہی کے ہوئے (اشعار کی تعریف کیا کرتا تو اس میں کوئی سی ہرج کی بات تھی۔

حیف زمینی کہ دور رفت و گرنہ مجھ وہ غمورے چہ نمئے
لفظ : حیف : افسوس۔۔۔ مجھ وہ غمورے : بھونک مارنے کا مجھ دکھانا۔۔۔

ترجمہ : افسوس کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام دور چلے گئے (یعنی اب نہیں رہے اور نہ میں بھی اپنے سانس (بھونک) کا مجھ دکھاؤں کیا مارج ہو گا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تجویز کی طرف اشارہ ہے۔ وہ بھونک مار کر یا دم بھونک کر موات کو زندہ کیا کرتے تھے۔ قرآنی صحیح ہے۔ شاعر نے اپنے مجھ کو سانس کا دعویٰ کیا ہے۔

آہ ز داؤد کل نمائند و گرنہ بے لخن آزمودے چہ نمئے

لفظ : داؤد : حضرت داؤد جن کی خوش الحانی مشہور تھی یہ بھی قرآنی صحیح ہے۔۔۔ آزمودے : میں آزماؤں۔۔۔ لخن : کمرہ کر آں : کر۔۔۔ نمائند : نہ ہونے دے۔۔۔

ترجمہ : افسوس کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہ رہے ورنہ میں بھی اپنی قریاؤں میں خوش الحانی کا اندازہ نہ آؤں کیا مارج ہو گا۔

تغنیہ غالب چہ نیست پرس ز معنی "گر من فرہنگ بودے چہ نمئے"
لفظ : پرس : پوچھ۔۔۔ فرہنگ : لغت۔۔۔

ترجمہ : اے غالب اگر تجھے کوئی اور تغنیہ نہیں مل رہا تو تو معنی سے پوچھ لے۔ اگر میں لغت ہو نا تو اس میں کوئی سے تم یعنی ہرج کی بات تھی۔ یہ غزل غالب نے معنی کی بیوی میں کہیں ہے۔ "وہ سراسر معنی کا ہے۔ معنی نے ایک غزل غماضیدہ بعنوان "وہ سب حال طور کوئے" لکھا ہے۔ اس کا مطلع ہے :

گر بدل خوش غمورے چہ نمئے بے تم اگر شاد بودے چہ نمئے
اس کا آخری شعر ہے :

تغنیہ گر یا تم کردہ بستم گر من فرہنگ بودے چہ نمئے
اسی مروج نے کوئی ذکر نہیں کیا۔

غزل #3

در بستم تمثال تو حیرت رفتے بیش کہ بہ پر کار کشائی طمئے

لفظ : تمثال : تصویر یا مشابہ۔۔۔ حیرت : رقم آنے : حیرت نہیں ہے، سراپا حیرت ہے۔۔۔ طمئے : علم اٹنے مشہور ہے۔۔۔ پر کار کشائی : کسی چیز کا املا کرنا۔ بیش : بیش : واقعی، بصیرت۔۔۔

ترجمہ : انسانی بصیرت، کلاکت کی شہا کا املا کرنے میں شہرت و کھن ہے، تب بھی صورت کا تصور کرتی ہے تو سراپا حیرت ہی جاتی ہے۔ یہ شعر میں محبوب حقیقی سے خطاب ہو سکتا ہے۔

غم را بہ غمندی سراب گر قسم خود موج سے ازدختر دستہ چہ کمنے (کم است)

لغت : گر قسم میں لے پکڑا یعنی میں نے کھلا۔ دشت: بھڑ۔ موج سے: شراب کی لہریں شراب۔

ترجمہ : میں نے غم کو سراب کی سی طاق و لا کھا لیا۔ یہ موج سے بھی تو کسی طرح سراب کے بھڑے کم میں ہے۔ سراب اور رسم چٹا اور پپ تھے۔ قدیم ایرانی روایت کے مطابق دونوں مخالف فوجوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک جنگ میں پپ اور رسم اور بیٹے میں لڑائی ہوئی۔ دونوں کو اپنے اس دشمن کاظم نے قتل کیا۔ سراب نے رسم کو خوب مارا۔ بعد میں رسم نے اس پر بھڑ چلا کر اسے قتل کر دیا۔ اس حوالے سے شاعر کے مطابق صرف شراب ہی ایک ایسی چیز ہے جو غم کو قلم کر سکتی ہے۔

بیدا بود کمرہ شبنم بکر زلفے کہ ز انہوی دل غم بہ غمستے

لغت : کمرہ: ہارے طور پر، بالکل۔ شبنم: چھوڑا ہوا چھوڑنا۔ انہوی دل: دلوں کی کثرت، بھوم۔ غم بہ غم استے: بچہ اور بچہ ہے۔

ترجمہ : اس زلف کو جو دلوں (یعنی عاشقوں کے دلوں) کے بھوم کے باعث بچہ اور بچہ بنی ہوئی ہے، ایسی اس زلف کے بچہ اور غم میں عاشقوں کے دل کثرت سے الجھے ہوئے ہیں۔ پوری طرح کر کے لگا چھوڑنا بڑے غم کی بات ہے۔ گویا محبوب کی دردناک دلیص عاشقوں پر غم وصال ہیں۔

فرسندی دل پردہ کشائے اثرے بہت شایم کہ مرا میں ہمد شادی غمستے

لغت : فرسندی: خوشی، مسرت۔ پردہ کشا: مرد کا ہر کرنے والی۔ شادی: خوشی، شادی۔

ترجمہ : میرے دل کی خوشی سے پردہ چلا ہے کہ (محبوب کے دل پر) کچھ اثر ہوا ہے۔ میں اس بات پر خوش ہوں کہ میری یہ تمام مسرت و شادی غم کے باعث ہے۔ مطلب یہ کہ میں جو غم محبت کا شکار ہو کر بھی خوش ہوں تو میرے اس غم کا اثر ضرور محبوب کے دل پر ہوا ہو گا۔ گفتن: زبیاں رفتہ و دانم کہ بدانی با من کہ برگم ز تو پرسش کمنے

لغت : زبیاں رفتہ: ختم ہو گیا، سلسلہ ختم ہو گیا۔ برگم: میری موت میں یعنی نزع کے وقت۔

ترجمہ : بات کرنے یا کچھ کہنے کا سلسلہ ہی ختم ہو گیا۔ ہاں میں آج چلا ہوں کہ تجھے یہ معلوم نہیں کہ اس موقع پر جب کہ میں نزع کی حالت میں ہوں، تو میری حرا پر ہی کتنا ایک ختم ہے۔

ایں ابر کہ شویہ رخ گھبائے بہاری از دامن ما پرورش آسوز نمستے

لغت : شویہ: دھو آئے۔ پرورش آسوز: پرورش پانے والا اور اس لیے والا۔

ترجمہ : یہ بدل جو موسم بہار کے پھولوں کے چہرہ کو دھو آئے، وہ دھو آئے ہی دامن سے لی پہچانے کا سبق لیتا ہے۔ گویا عاشق کا دامن، غم محبت میں آسوزوں کے سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے۔

در بلایہ از ریزش خونا بہ مژگن رود لا مرا ہر دگ خارے قلعتے (قلم است)

لغت : بلایہ: بلیا، جنگ۔ ریزش: ٹپکانا۔ رود لا: روانہ، راستہ۔

ترجمہ : میری پلکیں سے جو خون ٹپک رہا ہے (خون کے آنسو ٹپک رہے ہیں) اس کی وجہ سے جلیان کا ہر دگ خار میری دامن غم گھنے کی خاطر گویا قلم بن گیا ہے۔ گویا عاشق محض اور دلی کے دوران طبعی آنسو بہا کر ہر دگ خار پر اپنی دامن غم گھنے میں کھو ہوا ہے۔

زاں سل کہ نظر خیرہ کند برق جہاں سوز با حرف تمنائے تو گفتن دژمستے

لفت : زہن سارے جس طرح ہے۔۔۔ خیر کد : تاریک کر دیتی ہے۔۔۔ جہاں سوز دینا کو جلا دینے والے۔۔۔ گفتن : دھوم مچا رہا تھا : زہن پریشان ہوئی ہے۔۔۔

ترجمہ : جس طرح جہاں سوز بخلی نظروں کو خیر کر دیتی ہے اسی طرح ہماری قضا کی بات کرنا زہن کو پریشان کر رہا ہے۔ گویا عاشق کے لئے محبوب کی قضا کا اظہار کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔

در عمدہ تو بہنگم تماشائے گل از شرمِ نظارہ و گل غرقہ خوابِ مستے
لفت : بہنگم : وقت، موقع۔۔۔ غرقہ خواب : ہم است : ایک دوسرے کے خون میں ڈوب جاتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : مجھ سے (حسن کے) دور میں پہلوں کا نظارہ کرتے وقت پہل اور نظارہ دونوں شرم کے مارے ایک دوسرے کے خون میں ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔ یعنی پہلوں کا حسن محبوب کے حسن سے بہت کمتر ہے، پہل کو تو اپنی اس کثرت پر شرم آتی ہے اور نظارے کو اس بات کی کہ میں کسی کمتر حسن کا نظارہ ہوں۔

زہنِ نقشِ نو آئیں کہ برا بھلا غالب کاندہ ہمہ تن وقفِ سپاسِ قلعتے
لفت : نقشِ نو آئیں : نئے طرز کا نقش، مراد شاعری میں نیا طرز اختیار کیا ہے۔۔۔ برا بھلا : دھرا ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب نے یہ نئے اور نازکی نقش کر لی کی ہے اس کی وجہ سے کاندہ ہر وقت غم کا شکار ہے اور کہنے میں مصروف رہتا ہے۔ اپنی نئے طرز کی شاعری کو کاندہ ہر غم کے لئے بہت امتیاز قرار دیتا ہے۔

غزل 4^ا

اے بہ صدمہ آہے بر دولتِ زنا ہارے ایں قدر گراں نبود تالہ اے زینارے
لفت : ہارے : ایک بوجھ ہے۔۔۔ گراں : بھاری بوجھل۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) بھاری ایک آہ کے صدمے سے مجھے دل پر بھاری طرف سے ایک بوجھ سا پڑ گیا ہے۔ لیکن ایک تار محبت کا تالہ دلیا اور اس قدر تو بوجھ نہیں ہوتا۔ گویا محبوب اس قدر نازک مزاج ہے کہ عاشق کی ایک آہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

وہ کہ باخیز طاقست را بر دم تیغِ است پائے بر نمی آید رنجِ کلوشِ خارے
لفت : دم تیغ : کھوار کی دھار۔۔۔ بر نمی آید : کب نہیں نہ برداشت نہیں کرتا۔۔۔ کلوش : جھین، طعش۔۔۔

ترجمہ : اہل طبع کی طاقت (کم طاقتی) کے ہوتے ہوئے اظہارِ ارادت کھوار کی دھار پر ہے (یعنی کھوار کی دھار پر سے گذرنا پڑ رہا ہے) جبکہ اپنی حالت اب ایسا ہے کہ پاؤں ایک لائن کی جھین کی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

در جنوںِ بہمن مابست گرزِ بجز خود گرو تالہ اے کہ بر خیزد از دلِ گرفتارے
لفت : بہمن مابست : مراد مجھ سے نزدیک۔۔۔

ترجمہ : وہ درد دلیا اور ایک گرفتار محبت دل سے الگ ہے، مجھ سے نزدیک اس کے ہوتے ہوئے ایسے دل کا جنوں میں بھڑے طوفان ہو جانا ہی مناسب ہے۔ یعنی محبت کا درد ہوا دل اگر بھی تالہ دلیا میں لگا رہتا ہے تو بہتر ہو گا کہ وہ جنوں میں طوفان ہو کر رہ جائے۔

نہم چہ در ربود ازنا ایک آنچہ بود از ما سینہ اے و اندوہے، خاطرے و آزارے

لفت : دروہن اڑا لیا، ایک لیا، جین لیا۔

ترجمہ : تم جیت نے تم سے کیا بھٹا ہے؟ جو کچھ ہمارے پاس تھا یعنی ایک سید کو کہ "ایک دل ہو اور آزاد ہو تو بدستور ہمارے پاس ہے۔" گویا تم جیت ہمارا کوئی سرمایہ نہیں جین سکا۔

اے قارے بکشاؤ کہ در تو بگریزو ہم زخلق تو میدے، ہم زخویش جزارے
لفت : روئے بکشا: کوئی درد اندھ کھول۔۔۔ ہو کہ: ممکن ہے کہ۔۔۔ بگریزو: بھاگ جائے، دوڑ آئے۔۔

ترجمہ : اے قارے تو کوئی درد اندھ کھول دے، ممکن ہے کہ لوگوں سے ہمیدہ کوئی انسان اور اپنی ذات سے جزار کوئی شخص تیری طرف دوڑ آئے۔ گویا ان دونوں کا علاج قایا سوت ہی میں ہے۔ دوسروں سے کوئی امید کرنا ممکن نہیں، اسی طرح خود سے جزار ہے اس کی زندگی کس کام کی۔

ہمو از وجودم نیست، زیں کشش کشودم نیست پا و داغ رقتارے دست و حسرت کلارے
لفت : ہمو: حصہ۔۔ کشودم: مجھے رہائی یا بھٹکارہ۔۔ وجود: ہستی، زندگی۔۔

ترجمہ : مجھے اپنے وجود سے کوئی حصہ بھی نہیں ملا، کچھ حاصل نہیں ہوا اور اس کی کشش سے کسی بھٹکارے کا بھی امکان نہیں۔ بس ایک پاؤں ہیں تو ان میں چلنے کی طاقت نہیں اور ہاتھ ہیں تو کلام کرنے کی حسرت کا ظہور ہیں۔ اپنی بے بسی اور بد نصیبی کی بات کی ہے۔

ناز مومن و کافر برچہ دستگار آخر بچہ اے و مسواکے، قنقہ اے و زنارے
لفت : برچہ: دستگاہ: کس برتے پر۔۔ بچہ اے: ایک قنقہ۔۔ ایک ہاتھ کا ایک۔۔ زنارے: بڑا ہندوؤں کا جھکر دھاگہ جو

گائے میں ڈالتے ہیں۔۔

ترجمہ : مومن اور کافر آخر کس برتے پر پڑ کر رہتے ہیں۔ نہر، یہی کہ مومن کے پاس ایک قنقہ اور مسواک ہے اور کافر کے پاس ایک قنقہ اور زنارہ ہے۔ اس سب سے بڑا پر شعوائے اپنے اپنے انداز میں بات کی ہے :

لوحی موعی

مومن ز دیں برآمد و صوفی ز اعتقاد ترسا محمدی شدو عاشق ہل کہ است
مئی :

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیر ندانہ
خود غالب :

مقصودا ز دیر و حرم جز حبیب نیست ہرجا کنیم سجدہ ہاں آستان رسد
منور قوسی :

شیخ مستغنی بدین ویرہمن مفرور کفر بہت حسن دوست را با کفر و ایمان کلر نیست
برخوں صلاے زن، عقل راقطالے زن واہ ای ز ناموسی سر بہ بند دستارے

لفت : صلاے زن: دعوت دے۔۔ عقلے زن: ایک تجزیہ دے، پیچھے پیچک۔۔ ناموسی: برہنہ، کم ہٹی۔۔

ترجمہ : تو جنوں کو دعوت دے، اے بلا اور عقل کو تجزیہ دے کہ۔۔ تو نے اپنی کم ہٹی سے سر کو دستار کی قید میں دے رکھا ہے یعنی سر تفصیلات کی دستار سجا رکھی ہے۔ گویا اصل تفصیلات جنوں میں ہے یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اپنے مقصد اپنی کے حصول کے لئے ممکن گمن سے

شوخی شمش میں، جنبش شمش میں، غنچہ راست آنگے سرو راست رفتارے

لغت : شمش : اس کی روشنی۔ شمش : اس کی نیم ہوا۔ آنگے : ایک نذر۔

ترجمہ : ذرا اس کی روشنی کی شوخی ملاحظہ ہو اور اس کی نیم کا خرام دیکھو کہ کالی سے نذر ابر رہا ہے اور سرو میں رفتار آگئی ہے۔ کیا کالی بلکہ اس طرح منہ کو لے ہوئے ہے جیسے نذر آپ رہی ہو۔

کاش کل بت کاشی در پذیر دم غالب "ہندو توام" گویم گویدم ز باز "آرے"

لغت : کاش : کہ اس کہ وہ۔ بت کاشی : یعنی بت اس کا بت۔ محبوب : بتوں کا ایک مقدس مقام ہے۔ در پیر پذیر : مجھے قبول کر لے۔

ترجمہ : غالب کاش وہ بتوں کی حین مجھے قبول کر لے۔ میں اس سے کہوں کہ "میں تمرا غلام ہوں" اور وہ جواب میں باز کے ساتھ کہے "ہاں"۔ یعنی تجھے اپنا غلام قبول کر لیا۔

غزل #5

بدیں خوبی خرد گوید کہ کلام دل خواہ ازوے نکو روے و نکو کار و نکو نام است آہ ازوے

لغت : کلام دل خواہ : دل کی خواہش یا آرزو نہ چاہ۔

ترجمہ : ان خوبیوں کے ہوتے ہوئے کہ وہ ممکن چاہے، نیکو کار ہے اور نیک نام ہے، اصل مجھ سے کتنی ہے کہ تو اس سے کسی دلی آرزو کی خواہش نہ کر اس سے اپنی کسی دلی خواہش کا اظہار نہ کر۔ یہ افسوس کی بات ہے۔

نگارم سلوہ و من رند رنگ آمیز رسوایم چہ نقش مدعا بندم بدیں روے سیاہ ازوے

لغت : رنگ آمیز : سلوہ کی خدمت پر کار، جس نے رنگ آمیزوں سے اپنی آرائش کی ہو۔۔۔ چہ نقش مدعا بندم : مولا یہ کہ میں اپنے مقصد و مصلحت کا اظہار کیسے کروں۔

ترجمہ : صراحتاً سلوہ صریح ہے، بلکہ میں اس کے برعکس ایک ہوشیار و کاروند ہوں اور رسوائے دہانہ بھی۔ اس صورت میں میں اپنی اس رویا ہی کے ہوتے ہوئے اس سے اپنے کسی مقصد کا اظہار کیسے کر کر سکتا ہوں۔ یعنی میں اپنی اس حالت کی بنا پر اس بات کی حیرت ہی نہیں کر سکتا۔

بموج تار می روم غبار از دامن زینش کسب ہا دیدہ ام غافل نیم در صید گاہ ازوے

لغت : می روم : میں جہاز بنا ہوں، صاف کرتا ہوں۔۔۔ زینش : اس کے گھوڑے کی زین۔ کسب ہا : کسب کی جمع، کیسے ہیں، جہاں غبار کی کثرت میں پہنچا ہے۔۔۔ صید گاہ : غار گاہ۔

ترجمہ : میں نے بہت سی کسبیاں دیکھی ہیں، میں اس غار گاہ میں اس سے غافل نہیں ہوں، چنانچہ میں اپنے تار و تار کی لہروں سے اس کے گھوڑے کی زین کی گرد صاف کرتا رہتا ہوں۔

بنوان رشک رانازم کہ چوں قاصد رواں گردو دوم بے خویش و گیرم نامہ اندر ریشہ رلو ازوے

لغت : رولہاں گروہ : رولہ ہو تا ہے۔۔۔ دوم بے طریش : نگاہوں کو ہٹا کر اس کے۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے جنوں رنگ پر ہنسا کر کہتا ہوں کہ جب ہمارے سیرا خط لے کر روانہ ہو جاتا ہے تو میں بے خود ہو کر اس کے پیچھے بھاگتا ہوں اور آدھے راستے ہی میں اسے روک کر اس سے خط لے لیتا ہوں۔ گویا عاشق کے لئے کسی اور کا محبوب کی طرف جانا اس کا نام لے کر بڑے رنگ کا پامٹ بلکہ ناقص برداشت ہے۔

چنانچہ غالب ہی کے بقول!

چھوڑا نہ رنگ نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں
صرت سوہلی!

مجھ سے پوچھا نہ گیا نام و نشان بھی ان کا جتنی کی کوئی تمہید اٹھائی نہ گئی
یعنی!

خوش دلم گردیدہ من شد سفید از انتظار کز پی دیدار جانل دیدہ ہم تا عمر است
برخی خدا را

غیرت از چشم برم روے تو دیدن ندہم گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم
بقول شاعر!

ی روم زیں کوے دز رنگ محبت ی روم بسکہ باہن آشنا عشقی ز غیرت ی روم
غالب!

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رنگ آ جائے ہے میں اسے دیکھوں؟ بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

چہ سنہم داوری یا سامری سربایہ محبوبے کہ باشند چوں دل داور زبان داو خواہ ازوے

لغت : سامری سربایہ : سامری، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا مشہور ساحر جس نے حضرت کی غیر موجودگی میں ایک گوسالہ جاکرنی اسرائیل کو گمراہ کیا تھا یہاں مولو، ساحر، جادوگر۔۔۔ چہ سنہم داوری : انصاف کی کیا توقع رکھوں۔۔۔ داورا : منصف، انصاف کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : میں اس ساحر محبوب کے ہوتے ہوئے یا اس کی موجودگی میں کسی انصاف کی کیا توقع کر سکتا ہوں؟ جہاں خود منصف کامل بھی زبان میں کر اس سے دلو کا طالب ہونے لگے۔ یعنی دلو رکھی اس کے حسن سے بے حد متاثر ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔

زہم دوریم با ایں مایہ نسبت : نامرادی میں شب تار یک ازما باشندو روے چو ماہ ازوی

لغت : زہم دوریم : ہم ایک دوسرے سے دور ہیں۔۔۔ با ایں مایہ : اس قدر۔۔۔ نسبت : تعلق، قرب۔۔۔

ترجمہ : دور ہماری (عاشق کی) بے حد تعلق ملاحظہ ہو کہ ہم دونوں (عاشق و محبوب) اس قدر تعلق و قرب کے باوجود ایک دوسرے سے دور ہیں۔ ہماری رات تاریک ہے جبکہ اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہے۔ گویا یہ دونوں باتیں شب تاریک اور روے چاند ایک طرح سے باہمی دوری ہے۔

فلکستن را خدایا ہم بدیں اندازہ قسمت کن دے از ما و محدود و طرف کلاہ ازوے

لغت : فلکستن : لوہے، فلکسٹن، دل، دل کا زنجیر، طرف، فلکسٹن، زلفوں کا لہر، عمدہ، فلکسٹن، دودھ، تونڈا، طرف کلاہ، فلکسٹن، ٹوپی، نیز می رکنا

شام نے ان حواہیں سے گفتگو کی بات کی ہے۔۔۔

ترجمہ : کہ : تنہی کر۔۔۔

ترجمہ : اہلی "گوشت" گوشتی اس امر اذ سے تنہی کر کہ دل ہزار ہو (ہو نہ ہو)؟ عہد اس کی طرف سے ہو (وہ وعدہ نہ بھلے) اسی طرح زلفوں اور طرف کھ کا تعلق بھی اس سے ہو اس کی زلفیں دل کھائیں اور وہ کھائے میز میز کے جو دکھش کی حاکمیت ہے۔ محبوب کی یہ تینوں کیفیتیں اسی امر اذ سے عاشق کا دل توڑنے کا باعث بنیں گی۔

بہاں را جلوہ نازش بوجد آرد شگرتی میں برہمن باشد اما دیر گرود خافتہ ازوے

لغت : شگرتی میں : محبوب یا حیران کن بہت دیکھو۔۔۔ رہا : بھلا۔۔۔

ترجمہ : یہ حیران کن بہت لحاظ ہو کہ میرے محبوب کا نظارہ حق یعنی دوسرے حسیں کو بھی وجہ بنا لیتا ہے۔ وہ ہے تو برہمن (یعنی کافر) لیکن اس کی وجہ سے بھلا خافتہ بن جاتا ہے۔ خافتہ اس حوالے سے کہ کہ خافتہ میں سو فیہ یا خدا میں دھندل طاری ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کافر محبوب کو کچھ کر دوسرے معین دہ میں دھندل کر کے گئے ہیں۔

شدم غرق شط نظارہ و باغیر در تلم کہ دانم می تراود دعوی فوق شک ازوے

لغت : شط نظارہ : نظارے کا دریا۔۔۔ در تلم : در تلم میں چنگ و تلم میں ہوں؟ چنگ و تلم کہاں ہوں۔۔۔ ی تراود : چلتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں تو اس محبوب کے دروازے نظارے ہی میں غرق ہو کر رہ گیا یعنی اس کے نظارہ میں کھ گیا۔ جبکہ رقیب کے بارے میں چنگ و تلم کہاں ہوں اس لئے کہ مجھے علم ہے کہ اس کی آنکھوں میں فوق شک کا دعویٰ ہے۔ گویا عاشق کو نظارہ حسن کے آغاز ہی میں کھ گیا۔ جبکہ رقیب کے لئے اس نظارے کی تلم لانا ممکن نہ تھا چنانچہ اس کی آنکھوں سے محض اس کا دعویٰ بھٹک رہا ہے۔

نگاہش شرگیں باشد چو مژگل سرکش است فرد نامہ سپہ دارے کہ برگرود سپاہ ازوے

آرے

لغت : آرے : ہاں واقعی۔۔۔ فرد نامہ : حال ہو جاتا ہے۔۔۔ سپہ سالار : فرخ کا سردار۔۔۔ برگرود : واپس جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : جب اس کی نگاہیں سرکش ہوں تو اس کی نگاہیں شرم سے دو جا ہو جاتی ہیں واقعی جب فرخ اپنی ہو جائے تو سپہ سالار حال ہو کے رہ جاتا ہے۔ صنعت قنیل کا شعر ہے۔ نگاہوں کو سپہ دار سے دور نگاہوں کی کثرت کی وجہ سے افوج سے تھک دی ہے۔

ہ غالب آشتی کویم دیگر داوری نبود گزاف دانمی ازوہ شراب گلو گلو ازوی

لغت : آشتی کویم : ہم نے صلح کر لی۔۔۔ دیگر داوری : ہوا، اب انصاف نہیں ہو گا۔ گزاف : دانمی : مسلسل بیسودہ باتیں کرنے کا عمل۔۔۔

ترجمہ : ہم نے غالب سے صلح کر لی ہے۔ اب انصاف کی بات بھوڑو۔ وہ تو کبھی کبھار شراب پیے اور ہماری طرف سے فضول قسم کی باتوں کا سلسلہ مستقل طور پر جاری رہے۔ گویا یہ صلح ہے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ اپنا فضول جاری رکھے ہم اپنا فضول جاری رکھیں گے۔

غزل #6

نخواہم از صف خوراں ز صد ہزار کے مرا بس است ز خوبان روزگار کے

ترجمہ : میں لاکھوں خوروں میں سے کسی ایک کی بھی خواہش نہیں رکھتا میرے لئے تو دنیا کے حسینوں میں سے کوئی ایک معین ہی کافی

ہے۔ گویا نقطہ نہ تیرا احوار۔

سراخ وحدت ذاتش تو اس زکرت جہنم کہ سازست در اندام پیشار کئے
لغت : وحدت ذاتش : اس یعنی خدا کی ذات کی وحدت۔ تو اس جہنم : تلاش کیا جاسکتا ہے۔ ساز : چلنے والا۔ کئے : ایک یعنی ایک کاہن۔

ترجمہ : وحدت ذات خداوندی کا سراخ (کھنچ) چا زکرت ہی میں تلاش کیا جاسکتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح ایک کاہن تمام حدود میں پہنچا ہے۔ یعنی ان میں موجود ہوئے۔ کائنات کی ہر شے میں محبوب حقیقی کا جلوہ کار فرما ہے۔ اشیائے کائنات زکرت ہیں اور جلوہ ایک ہی۔ کیا اس بات کی علامت ہے کہ وہ ذات یکبارہ ہے۔

کسے کہ مدعی سستی اساس وفات نشان وہ ز بیاہے استوار کئے
لغت : سستی : کمزوری، مضبوط نہ ہونا۔ اساس وفات : وفا کی بنیاد۔ بیاہے استوار : مضبوط بنیادیں۔
ترجمہ : ہو کوئی اس بات کا مدعی نہ کرے کہ وفا کی بنیاد کمزور یعنی غیر مضبوط ہے، وہ مضبوط بنیادوں میں سے ایک کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس کا یہ مدعی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کسی مضبوط بنیاد کا قائل ہے اور یہ مضبوط بنیاد بے وفا کی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اس پر پوری طرح بے مضبوطی سے اُٹھا ہوا ہے۔ سستی اور استوار میں صنعت تضاد ہے۔

چگویم از دل و جانے کہ در سلاط من است ستم رسیدہ کئے، تا امیدوار کئے
لغت : چگویم : چہ گویم، میں کیا کہوں۔ سلاط : مراد سرمایہ۔
ترجمہ : میں اپنے دل اور اپنی جان کے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ میں میرا سرمایہ ہیں، کیا کہوں؟ اس میں کیا ہے کہ ایک حتم رسیدہ ہے، یعنی حتم اور ایک بین دلی امیدوار ہے۔ سلاط : قضاوت کا لفظ ہے کہ اس نے مجھے کیسے دل و جان حلائے۔

وہ برق فتنہ خفتند در کف خاکے بلاے جبر کئے، رنج اختیار کئے
لغت : خفتند : انہوں نے یعنی قضاوت کرنے چہار کئے ہیں۔ کف خاکے : خاک کی ایک ٹھلی، انسان۔
ترجمہ : قضاوت کرنے انسان میں دو فتنوں کی ٹھلی چہار کئے ہیں۔ ایک جبر کی مصیبت اور دوسری اختیار کا دکھ۔ فتنہ جبر اختیار کی بات کی ہے۔ یعنی انسان مجبور و محسوس ہے اس کے اختیار میں کچھ نہیں، جبکہ ذات خداوندی مختار کل ہے۔ بقول میر تقی میر:
ہاتق ہم مجبوروں پر یہ قسمت ہے مختاری کی چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عیش بدنام کیا
دراغ!

مت کو مختار ہم سے جبریوں کو تم کہ آہ چشم و دل پر بھی نہ اپنے اختیار اپنا ہوا
دلا مثل کہ گویند در صف عشاق ستوہ آمدہ از جور خوے یار کئے
لغت : مثل : مثال۔ مت : مراد، زیادہ کر۔ ستوہ آمدہ : تنگ آیا ہے۔ جور خوے یار : محبوب کی خصلت و لغت کا ستم۔ کئے : ایک، یعنی کلاں۔

ترجمہ : اے دل! تجار و فریاد نہ کر، اس لئے کہ تجربے اس جلا و فریاد سے عاشقوں کے گرد میں اس بات کا چرچا ہو گا کہ تفس اپنے محبوب کی طاعت و خصلت کے ستم سے تنگ آیا ہے اور یہ بات عاشق کی شان کے خلاف ہے کہ وہ تو محبوب کے جور و ستم ہی سے طغیاندوز ہوتا ہے۔

ز نالہ ام بدلت می رسد ہزار آسیب نہ شد کہ سنگ تو بیروں وہ شرار کیے
 لغت : بدلت: تھرتے دل میں۔۔۔ آسیب: دکھ، تکلیف، دھچک۔۔۔ نہ شد: ایسا نہ ہوا۔۔۔ سنگ: تو، تیرا پھر یعنی پھر یہی دل۔۔۔ شرار: چنگاری، مवाद اثر۔۔۔
 ترجمہ : میرے دل و فزا سے تھرتے دل کو ہزاروں آسیب پہنچے لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ تھرتے پھرتے کوئی چنگاری ہی اصراری۔ محبوب کے دل کے لئے پھر کادور اثر کر لئے چنگاری کا ستارہ، اشتعال کیا ہے، یعنی عاشق کی ہزاروں فزاؤں کا محبوب کے دل پر کبھی معمول سامی اثر نہ ہوا۔

موا ز آنکہ خانہ کہ خوش تماشائے ست کیے تو کھو خودی و چو تو ہزار کیے
 لغت : موا: مت، جا۔۔۔ آنکہ خانہ: ایک ایسا کمرہ جس کے چاروں طرف پھولے پھولے آئینے لگے ہوں جن میں دشنہ عکس نظر آتے ہیں۔۔۔
 ترجمہ : تو (محبوب) آئینہ خانہ سے باہر مت جا کہ یہاں ہوا پارا مضر ہے۔ ایک طرف تو تو اپنی ذات میں کھویا ہوا ہے ایشیہ دیکھ کر اور دوسری طرف تھرتے جیسے ہزاروں صحن دکھائی دے رہے ہیں۔ یعنی وہ سب عکس اسی ایک محبوب کے ہیں جو عاشق کی نظروں کے سامنے ہیں، جبکہ محبوب اپنے ایک ہی عکس میں غرق ہے۔ اس موضوع سے متعلق دوسرے شعرا کے بھی بعض اشعار پہلے کیسے نقل کئے گئے ہیں۔
 زبے لگاؤ سبک سیر و شرم دور اندیش کیے ہد زوی دل رفت و پردہ دار کیے
 لغت : لگاؤ سبک سیر: تیز رفتار یعنی تیز لگا۔۔۔ دور اندیش: دور میں، ہوشیار، آگاہ، چھاسوج کر پڑنے والا۔۔۔ ہد زوی دل: دل چرانے کے لئے۔۔۔

ترجمہ : تیری لگاؤ تیز ہو دور اندیش شرم کے کیا کہنے ہیں۔ ایک لگاؤ تیز تو دل چرانے کے لئے نقلی ہے اور ایک شرم و حیا اس کی پردہ داری کرتی ہے۔ گویا محبوب کی نگاہوں کی دل آویزی و دل کشی تو دل ہمیشگی ہے جبکہ اس کی شرم و حیا سے یہ لگاؤ ہے کہ اس نے دل نہیں چھوڑا۔ محبوب کی نگاہوں کی دل کشی پر وہ شعرا!

بغل شمار!

تمام از گردش چشم تو شد کار من اے ساقی ز دست من بگیر این جام را کز خویش من رفتم
 سورا
 کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سورا ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں
 قاض ہستی من یکسر آتش است آتش مرا جو شعلہ پودشت و روے کار کیے
 لغت : قاض: ساز و ملان۔۔۔

ترجمہ : میری ہستی کا سارا ساز و ملان بس آگ ہی آگ ہے، چنانچہ شعلے کی طرح میری پشت اور میرے دھڑکا کا حصہ اسیدادوں ایک ہیں۔ یعنی جس طرح شعلہ صرف آگ ہے، اسی طرح میرا ہمہ وجود آگ ہی آگ ہے۔ یہ آگ گویا آتش غم ہے جس نے شاعر کو پوری طرح گھیر رکھا ہے۔

چہ شد کہ ریخت زباں رنگ صد ہزار غن بنوں سرشتہ نوائے ز دل بر آر کیے
 لغت : ریخت: رنگ : رنگ گرائے، انداز کے جو ہر دکھائے۔۔۔ بنوں سرشتہ: خون میں گدھی ہوئی یعنی پھلکی یا ڈھلی ہوئی۔۔۔ بر آرا: برآرا

نکاح۔

ترجمہ : میری زبان نے اندازِ سخن کے ہزاروں لاکھوں (نکلت اور برد کھائے۔ تو بھی) ابھی اپنے دل سے ایسی نوا نکل جو خون میں گندھی ہوئی یعنی لڑائی ہوئی ہو۔ تو اسے بھول کر شہ سے مراد رو برو بھی آنا ہے۔

دوم از ریاست دہلی نمی زوم غالب مضم زخاک نشیں آں دیار کے
لغت : ریاست : دیکھیں ہوئے۔

ترجمہ : غالب! میں یہ دعویٰ نہیں کر کہ میں دہلی کے رئیسوں میں سے ہوں۔ میں تو اس سرزمین کے خاک نشینوں میں سے ایک ہوں۔

غزل #7

اندوہ پر افشانی از چہرہ عیان استے خون ناشدہ رنگ آنکوں از دیدہ روان استے

لغت : پر افشانی : یعنی پرداز کی حالت میں ہوئے۔ عیان استے : یا عیاں ہے، ظاہر ہے۔ خون ناشدہ : خون ہوئے بغیر۔۔۔ اندوہ : صدمہ، غم۔

ترجمہ : پرداز کرنے کا صدمہ ہمارے چہرے سے ظاہر ہے، یعنی ہم اب پرداز کرنے والے ہیں، چنانچہ خون بنے بغیر ہی ہمارا رنگ اب ہماری آنکھوں سے بہہ رہا ہے۔ گویا آخری دم ہیں۔

غم راست بہ دل سوزی، سہلی ادب آموزی انداختگانش را اندازہ نشان استے

لغت : غم راست : غم راست، غم کو ہے۔۔۔ ادب آموزی : ادب سکھانے۔ انداختگانش : انداختن کی جمع، گرائے ہوئے، محبوب کے غم میں گرائے ہوئے۔۔۔ دل سوزی : دل جلائے۔

ترجمہ : غم، دل سوزی کے ساتھ ساتھ ادب آموزی کی بھی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اسی چہرے اس (محبوب) کے غم میں گرائے ہوئے کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اُمس کس حد تک جانا گیا ہے۔

صدور بہ ہوس خود را بلاصل تو سنجیدم یک مرحلہ تن وانگہ صد قافلہ جان استے

لغت : صدور : نیکوں مرتبہ، سوار۔۔۔ سنجیدم : میں نے جانچا ہے، سمجھا ہے۔۔۔ وانگہ : اور پھر۔

ترجمہ : میں نے ہوس کے طور پر نیکوں مرتبہ خود کو تجھ سے اصل سے جانچا ہے۔ (چنانچہ اس ضمن میں اپنا مرحلہ تو جسم ہے اور پھر روح کے ساتھ قافلے یعنی مرحلے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہوس کے لئے محبوب کا اصل ایک طرح سے جسمانی لذت کا مرحلہ ہے جبکہ عشق کے لئے سراسر روحانی لذت کا مرحلہ یعنی سرچشمہ ہے۔

ذوق دل خود کا مش دریا بہ زفر یا مش ہر حلقہ گل و امش چشمے نگران استے

لغت : دل خود کا مش : اس کا اپنی ہی خواہشوں میں کودنا ہو ابل، خود غرض دل۔۔۔ زفر یا مش : اس کا انجام، مقصد کی اختلاص، گل و امش : گل و امش اس کا پھولوں سے ڈھکا ہوا اہل۔

ترجمہ : تو اس کے خود غرض دل کا ذوق اس کے مقصد کی اختلاص پائے، مجھ لے۔ اس کے گدھ کا ہر حلقہ گویا ایک چشم نگران کی مانند ہے۔ گویا وہ اپنے قمار کے پسینے کا پڑی بھڑکاری سے قطرے۔

دو تن، بخرابی پہ ناکار رواں گردو طوفان زدہ زورق را ہر موج عثمان استے

لغت : روا : ہلکا۔ کار رواں گردو : کام چل چلے۔۔۔ زورق : کشتی۔۔۔ عثمان : لکام۔

ترجمہ : جا اور اپنے تن کو بردباری کے حوالے کر دے تاکہ تجھ کو کام رواں ہو جائے۔ (آگے مثال سے بات واضح کی ہے کہ طوفان میں پہنسی ہوئی کشتی کے لئے ہر صبح کو کام کا کام دینا ہے۔ مصیبت پیش آگئی ہے۔ غالباً یہ مراد ہے کہ خود کو فلوں کے سپرد کر دے کہ اس طرح تجھے زندگی گزارنے کے احکام آجائیں گے۔

چشمے کہ بجا دارو ہم رو مقفا دارو خود نیز رخ خود را از حیرت ان استے

لغت : رو مقفا دارو : پیچے کی طرف منہ کئے ہوئے ہے، یعنی پیچھے دیکھ رہی ہے۔۔۔ حیرت : حیرت کی وجہ سے حیرت کے مارے ہوئے، حیران۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کی ہر آنکھ ہماری طرف لگی ہوئی ہے وہ رو مقفا بھی ہے۔ وہ خود بھی اپنے چہرے (کے صحن کی دکنکشی) پر حیران ہونے والوں میں سے ایک ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب بظاہر عاشق کی طرف دیکھ رہا ہے لیکن وہ حقیقت وہ پیچھے مڑ کر خود کو دیکھتا جا رہا یعنی اپنے صحن میں کھڑا ہوا ہے۔

جان بلغ وہار، اما در پیش تو خاکستے تن مشت غبار، اما در کوئے تو جان استے

لغت : خاکستے : خاک ہے۔

ترجمہ : جان ایک طرح سے بلغ وہار ہے، لیکن میرے سامنے اس کی حیثیت خاک کی سی ہے، جبکہ جسم ایک مشت غبار ہے لیکن میرے کپڑے میں آکر وہ گویا سراسر جان بن جاتا ہے۔ یعنی عاشق کی جان کبھی ہی شگفتہ و تدنا نہ ہو، محبوب کے صحن کی کشش کے سامنے وہ مکمل خاک ہے جبکہ عاشق کا کوسے محبوب میں جھٹلاں کے جسم میں ایک جی دھرا ہوا نکلتا ہے۔

راز تو شہیداں را در سینہ نمی گنجید ہر ہنرہ دریں مشد ملتا بہ زبان استے

لغت : نمی گنجید : نہیں سلاک۔ مشد : شہادت گاہ۔۔۔ ملتا بہ : ملتا ہے۔

ترجمہ : تیرے شہیدوں کے سینے میں حیران راز نہیں سلاک یعنی چھپ نہیں سکتا اس شہادت گاہ کا ہنرہ زبان کی مانند ہے۔ یعنی ہر ہنرہ شہیدوں کا خون چاہے وہ اس ہنرہ کی نازکی ان کے خون سے ہے، گویا اس طرح حیران راز آشکار ہو رہا ہے۔

ساقی بہ زر افغانی دانم ذکر کمالی بیاد گراں تر وہ گر پلہ گراں استے

لغت : زر افغانی : دولت افغان۔ ذکر کمالی : ذکر کمالوں یعنی جنوں میں سے ہے (ذکر کمال : صبح کریم، علی۔۔۔ گراں : سنگی، بھاری۔۔۔ گراں تر : زیادہ بھاری، زیادہ بڑا۔۔۔

ترجمہ : ساقی! مجھے علم ہے کہ دولت افغان میں حیران اشارتیں میں ہوتا ہے لہذا اگر شراب گراں یعنی سنگی ہے تو بیاد اس سے بھی زیادہ بڑا ہونا چاہیے۔ گویا بخوار بواسطہ ساقی کی چالچلی کر رہا ہے تاکہ وہ اسے زیادہ شراب پلائے۔

فیض ازلی نبود مخصوص گروہے را حرفے ست کہ سے خوردن آئین مغان استے

لغت : فیض ازلی : مراد قدرت کا کرم۔ حرفے ست : مصلحت ایک بات ہے، ایک افشاں ہے۔۔۔ مغل : مغل کی طرح، آتش پرست۔۔۔

ترجمہ : فیض ازلی کسی خاص جماعت یا گروہ کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ یہ بات کہ شراب نوشی صرف آتش پرستوں کا دستور ہے، مصلحت ایک افشاں ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی وہ میرے لوگ بھی شراب پی سکتے ہیں انہوں کے مذہب میں شراب نوشی جائز

ہم جلوہ دیدارِش درویدہ نگہستے ہم لذت آزارش درمیدہ روان استے

لغت : لذت آزارش: اس کے جہر و حسم کی لذت۔۔۔ روان درمیدہ:۔۔۔

ترجمہ : اس کے دیدار کا جلوہ آنکھوں کے لئے گویا نگاہ کا کام دے رہا ہے جبکہ اس کے جہر و حسم کی لذت جسم میں روح بن کر جاتی ہے۔ عاشق کے لئے محبوب کے ظلم و جور میں ایک خاص لذت ہے کہ اسی ہلنے دھانسنے کی طرف توجہ تو ہونا ہے اور عاشق کے لئے اس کی یہ توجہ بڑی بات ہے۔

پہنچو بختل داغ

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں غالب سرختم بکشا مکانہ بہ سے در زن آخر نہ شب ماہ است گہرم رمضان استے

لغت : سرختم: صراحتی کاؤٹھکے منہ۔۔۔ بکشا کھول۔۔۔ در زن: چڑھا جاتی جا۔۔۔ گہرم: میں مانا ہوں۔۔۔

ترجمہ : غالب تو صراحتی کائنات کھول اور جام میں شراب اہل کر لیتی جا۔ میں مانا ہوں کہ یہ ماہ رمضان ہے اس میں شراب نہیں پیتی جاتی ہے لیکن ابھی تو دیکھ کہ آج کائناتی رات بھی تو ہے۔ گویا شب بہتلب میں شراب نوشی کی جگہ اور عقی لذت ہے۔

غزل #8

تیم ز دل برد کافر اراے بالا بلندے کوہ قبای

لغت : تیم ہذا: مجھے بے تاب کر گیا میرے دل کو ارجب کر گیا۔۔۔ کوہ قبای کوئٹہ قبای پھوٹی قبادا، مولود چست لباس۔۔۔

ترجمہ : ایک کافر اور بلند قد اور چست لباس مستحق میرے دل کو مستقر کر گیا میرا دل اکٹھن لے گیا۔ یہ تھیں باتیں ایسی ہیں جن پر عاشق والد و شفیق ہو کر بے قرار ہو جاتا ہے۔

از خوے ناخوش دوزخ نیبے وز روے دلکش مینو لقاے

لغت : طوع ناخوش: نیک عزائی، اچھی حالت نہ ہو۔۔۔ دوزخ نیبے: دوزخ کے سے خوف والا۔۔۔ مینو لقاے: جنت کے سے چہرے والا۔۔۔

ترجمہ : اپنی نیک عزائی کی بنا پر تو وہ (کافر اور مستحق) دوزخ سے زیادہ پر خوف ہے، جبکہ اپنے حسین و دلکش چہرے کی بنا پر وہ مینو لقا ہے۔ نیک عزائی کے باعث اسے دوزخ کی طرح بھڑکنے والا کسا ہے۔ دوزخ اور مینو میں صنعت تضاد ہے۔

در دیر گیری عاقل نوازے کر زور میری عاشق ستاے

لغت : در گیری: دیر میں باہر سے مار گزرتا۔۔۔ زور میری: جلد مرے آسانی سے جان دے دے۔۔۔ عاشق ستاے: عاشق کی تعریف کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : دیر گیری میں تو وہ عاقل کو نوازے والا ہے۔ ابھی مفت خدا کی بھی ہے کہ وہ تنگدلوں کی گرفت دیر سے کرتا ہے، جبکہ ”زور میری“ میں عاشق کی تعریف کرتے والا ہے۔ یعنی عاشق چہ نیک مستحق پر جلد فدا ہو جاتا ہے اس لئے وہ مستحق کے نزدیک قابل

تعریف ہے۔

زردشت کبھی، آتش پرستے برسم گذارے، زمزم سرائے
 لغت : زردشت : یارِ رشتہ دونوں طرح ہے، آتش پرستوں کا بانی مذہب جس کا تعلق ایران سے تھا۔ برسم : آتش پرستوں کی عبادت
 اور زمزم : زمزم کا مختلف : زمزم وہ نامی گیت جو زردشتی اپنی عبادت گاہ میں ہلکے سوں میں گایا کرتے تھے۔
 ترجمہ : وہ محبوب مذہب زردشت کا جو، آگ کی پوجا کرنے والا زردشتوں کے مذہب کے مطابق عبادت کرنے والا اور زمزم سرائے۔۔۔
 چوں مرگ ناگر بسیار تھے چوں جان شیریں اندک وفاے
 لغت : مرگ : ناگر، مرگ، ناگہوا، چاک کی موت۔۔۔ اندک وفاے : تھوڑی وفا کرنے والا۔۔۔
 ترجمہ : وہ چاک کی موت کی طرح بڑا ہی تلخ ناگہوا اور جان شیریں کی طرح تھوڑی وفا کرنے والا ہے۔ جان شیریں اس لئے کہا کہ جان ہر
 ایک کو عزیز ہے لیکن اس کی مدت تھوڑی ہے۔ بسیار اور اندک میں نیز تکی اور شیریں میں صفت تضاد ہے۔ اس ساری غزل میں اس
 صفت سے استفادہ کیا گیا ہے۔

در کام بخشی مسک امیرے در دلستانی مہرم گداے
 لغت : کام : بھٹی، آرزو پوری کرنا۔ مسک : بخوس۔۔۔ مہرم : وصیت، مہدی۔
 ترجمہ : وہ عاشق کی آرزو پوری کرنے میں تو ایک گلوں امیرے جبکہ دل لینے میں ایک وصیت، مہدی گدا کر ہے۔ جس طرح ایک وصیت
 گدا کر کا یہ طرز عمل ہے کہ "بٹاتے بٹاتے سارے کے بٹا" اسی طرح اس محبوب کا یہ انداز ہے کہ دل لے کر ہی دیتا ہے۔
 گشتاں سارے، پوش پندے طاقت گداے، مہرم آزماے
 لغت : گشتاں سارے : گشتاں بنانے والا۔ پوش پندے : سفارت یا سفلی پند یعنی قبول کرنے والا۔۔۔
 ترجمہ : وہ اپنے عاشق کو گشتاں بنادیتے والا ہے اور مذہب وہ سفارت کریں تو ان کی اس سفارت قبول کرنے والا عاشقوں کی طاقت گدا کر
 کرنے والا اور مہرم آزماے والا ہے۔

در کینہ درزی قسیدہ دشتے در مریلی بستل سرائے
 لغت : کینہ درزی : دشمنی اختیار کرنا۔ قسیدہ : تہنہ، تہا، تہا۔۔۔ بستل سرائے : ایک مسکا ہوا باغ۔
 ترجمہ : کینہ درزی میں تو وہ ایسا ہے جیسے ایک چٹا ہوا صحرا اور مریلی میں وہ گوا ایک مسکا ہوا باغ ہے۔
 از زلف پر غم مٹھکیں نکلے از تابش تن زریں رواے
 لغت : مٹھکیں : خوشبودار، سیاہ۔۔۔ زریں رواے : سنہری چادر۔
 ترجمہ : وہ چادر چھ مٹھکیں زلفوں کا جیسے سیاہ خوب بوڑھے ہوئے ہو، جبکہ اپنے بدن کی ہلک دھک کی بنا پر گٹکا ہے جیسے اس نے
 سنہری چادر اوڑھ رکھی ہو۔

در عرض دعویٰ لیلیٰ نکو ہے بر رنم غالب بجنوں ستاے
 لغت : لیلیٰ نکو ہے : لیلیٰ کے قصے ٹالنے والا۔۔۔ بر رنم : مخالفت میں، کے برعکس۔
 ترجمہ : اپنے حسن کے دعوے میں تو وہ لیلیٰ (اے حسن میں) قصے ٹالنے والا ہے جبکہ غالب کی مخالفت میں وہ بجنوں کی تعریف کرنے والا
 ہے۔ یعنی حسن میں تو وہ خود کو لیلیٰ سے بڑھ کر سمجھتا ہے جبکہ عاشق میں بجنوں اس کے نزدیک غالب سے بڑھ کر ہے۔

غزل # 9

بدل زعمیدہ جاے کہ 'داشتی' داری شہر عمدہ وقایے کہ 'داشتی' داری
لغت : عمدہ : بھلائی والا، اچھا۔

ترجمہ : تجھے دل میں کبھی جو دشمنی اور جھگڑا نہ تھا وہ آج بھی اسی طرح برقرار ہے، اور جس طرح پہلے تو اپنے جو دوستوں کے معاملے میں بددعا کرتا آج بھی اسی طرح ہے۔ یعنی تجھ کو غم و ستم کا اندازہ برقرار ہے۔

بہ لب چہ نیزہ از انگیز وعدہ ہائے وفا بدل نشست بختاے کہ 'داشتی' داری
لغت : چہ نیزہ : کیا اٹھتا ہے، اُبھر آتا ہے۔

ترجمہ : تجھے لبوں پر اگر وفا کے وعدے دے رہا کر آتے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اس لئے کہ تجھے دل میں جتنا کھڑبھڑبھائی تھا تو اب بھی قائم ہے۔

تو کے زہر پشیمانی شدی چہ می گوئی دروغ راست نمائے کہ 'داشتی' داری
لغت : کہ : کب۔۔۔ دروغ راست نمائے : ایسا جھوٹا ہوا ہر گز معلوم ہے۔

ترجمہ : تو نے اپنے جو دوست سے کب پشیمانی کا اظہار کیا تھا؟ یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ ابھی پشیمانی کا اظہار کر رہا ہے جو غلط ہے، جھوٹ ہے۔ تجھ کو دروغ راست نما آج بھی دیکھنے سے بیسار پہلے کبھی تھا۔

بہ سینہ چوں دل و دردل چو جہاں غریبی دہاڑ نگاہ سر فرواے کہ 'داشتی' داری
لغت : غریبی : تو سنا کیلہ۔۔۔ سر فروا : محبت پر حملے یا محبت کے جذبات کو اکسانے والا۔

ترجمہ : تو اچھے عاشق کے سینے میں دل کی طرح اور دل میں درج کی طرح سا گیا۔ وہ تجھ کی جذبات محبت کو اکسانے والا تھا جس سے جو کبھی تھیں، آج بھی دیکھ رہی ہیں۔

عجب و سر تو از ہم شناختن نتوان خود فریب اولادے کہ 'داشتی' داری
لغت : از ہم شناختن : ایک دوسرے میں فرق کرنا۔۔۔ خود فریب اولادے : حملہ کو دھوکہ دینے والا تھا۔

ترجمہ : تجھے عجب (بہرہ) اور تجھ کی سہولت میں فرق نہیں کیا جاسکتا۔ تجھ کی خود فریب اولادے آج بھی پہلے کی طرح برقرار ہیں۔

خراب بلوہ دویشہ ای، سرت گردوم اولادے لغزش پائے کہ 'داشتی' داری
لغت : بلوہ دویشہ : کل رات کی پی ہوئی شراب۔۔۔ سرت گردوم : تجھے داری جہاں۔۔۔ لغزش پائے : لڑکھائی۔

ترجمہ : تو ابھی تک کل رات کی پی ہوئی شراب کے نشے میں رمت ہے، تجھے داری جہاں رات تجھے پائے کے لڑکھائی کی دہرائی تھی وہ آج بھی دیکھ رہی ہے۔

بہ کردگار نہ گردیدی وہاں مغسوس حدیث روز جزاے کہ 'داشتی' داری
لغت : نہ گردیدی : تو متوجہ نہ ہو، دھڑک نہ کیلہ۔۔۔ مغسوس : فریب اور مکاری سے۔۔۔ حدیث : بات۔

ترجمہ : امام لغت میں بمعنی ہمت، لیکن جب اصطلاح میں ہو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مہاد کی ہمت، یہی پہلے معنی میں ہے (تو نے کرنا) (خالق کائنات) کی طرف تو توجہ نہیں کی لیکن تیری روز جزا اقامت کے دن جو مطلب ہو گا اسے مطلق ہمت یا اس کا ذکر کسی نکر و فریب کے انداز میں جو زبانی ہے۔ غالب کسی عام فہم لفظ پر چلتا ہے۔

کرشمہ باز نمائے کہ بودہ ای، ہستی بسر ز فتنہ ہوائے کہ داشتی، داری
ترجمہ : تو ایک بازو کرشمہ کے جو ہر دکھانے والا تصور آج بھی ہے۔ اب بھی وہی ہے۔ ترجمہ سر میں وہی فتنہ انگیزیاں مٹاتی ہوئی ہیں جو کبھی پہلے مٹتی ہوئی تھیں۔ یہاں 'نمائے' کا مطلب واضح نہیں ہو رہا۔ فعل تو پورے کو کہتے ہیں جو ناگوارا گا ہوا ہو۔ اس حوالے سے اس سے مراد ایک نوجوان کرشمہ باز کرشمہ باز نمائے ہو سکتی ہے۔

ہنوز ناز پہ غمزہ گم عداوت کرو اداے پردہ کشائے کہ داشتی، داری
لغت : گم عداوت: نہیں بھان سکتا۔ پردہ کشا: راز افشا کرنے والی۔
ترجمہ : ابھی تیرا باز (تو صفا) حضور و غنم کی رو نہیں بھول سکا یعنی تیرے بازو کرشمہ ابھی ختم نہیں ہوئے۔ تیری ہوائیں اس راز سے پہلے ہی پردہ اٹھا کر گئی تھیں اور آج بھی اٹھا رہی ہیں۔ یعنی محبوب پہلے ہی اپنی اداؤں پر ناز کیا کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہے اور اس کے اس بازو کاظم اس کی انہی اداؤں سے ہو جائے۔

جہتیاں ز تو برگشتہ اند گر غالب ترا چہ پاک خداے کہ داشتی، داری
لغت : جہتیاں: جہتیاں کی جمع، اہل جہل۔ برگشتہ: خلافت کرنے والے دشمن۔
ترجمہ : اے غالب! اگر اہل جہل تھ تو سے برگشتہ ہو گئے ہیں تو تجھے اس کی کیا نظر ہے، کیا زار ہے۔ تیرا خدا جو پہلے تھا، آج بھی ہے۔ یعنی دنیا والے تیرے کہتے بھی دشمن ہو جائیں اگر تیرا خدا تھا تو سے راضی ہے تو کوئی خدا کیسے نہیں بنا سکتا۔

غزل # 10

اگر بشرِ سخن در میان بگردانی دسویں کعبہ رخ کارواں بگردانی
لغت : در میان بگردانی: در میان میں لانے۔ بشر: طریق راستہ، اصطلاح میں بمعنی راز حقیقت، یہاں کی مراد ہے۔
ترجمہ : اگر تو بشر کی باتیں در میان میں لے آئے (یعنی تو ان کا ذکر نہ بچھڑا دے) تو تو اپنے اس دسویں سے کعبہ کو جانے والے قافلے کا رخ ہی موڑ دے، یعنی اہل قافلہ راستے ہی سے واپس آ جائیں۔ مطلب یہ کہ لوگوں کے نزدیک کعبہ، خانہ خدا ہے جبکہ غالب کا نظریہ یہ ہے کہ وہ تو قید نہ ہے، یعنی اصل حقیقت اس سے آگے ہے۔ قلم کو اہل نظر قید نہ کہتے ہیں۔

پہ نیم ناز کہ طرح جان نو فکلی زمین بگستری و آسپاں بگردانی
لغت : طرح فکلی: تو ڈیور رکھتا ہے۔ بگستری: بچھاتا ہے۔ بگردانی: گردش میں لانا ہے۔
ترجمہ : تو اپنے دشمن کے اہم ناز سے ایک بے جان کی ڈیور رکھتا ہے، چنانچہ تو زمین کا فرش بچھاتا اور آسپاں کو گردش میں لانا ہے۔ محبوب حقیقی ہی سے خطاب ہو سکتا ہے۔

بیک کرشمہ کہ بر گھبن خروں ریزی بہار را پدر بوستان بگردانی

لفت : گھبراہٹ، بھڑائی، کھاری۔۔۔ ریزہ ریزہ ٹوٹ کر اڑنے والے۔۔۔ گھبرائی تو لوٹاؤ۔۔۔

ترجمہ : اگر تو اپنا ایک کرشمہ بھی فرائض کی کھاری پر ڈالے (یعنی تجربے کر کے) کی ایک جھلک بھی اس پر چڑ جائے، تو بہار کو پھر بھڑک کے دروازے ہی سے لوٹاؤ۔ یعنی تجربی چشم کرم سے فرائض زور پھولیں اور پھولوں میں بھی بہار کی سی شگفتگی و آرائی آجائے۔

پہ خاطرے کہ در آئی بجلوہ آرائی بجاے ظلمت مرگ از رواں گبروانی

لفت : پہ خاطرے: جس دل میں۔۔۔ ظلمت: تاریکی، کلفت۔۔۔ رواں: درج، جان۔۔۔

ترجمہ : تو جس دل میں بھی اپنی جلوہ لگائی کے لئے داخل ہو جائے، اس کی جان سے قومیت کی تاریکی کی مصیبت لوٹاؤ۔ یعنی درج موت کی کلفت سے نجات پا جائی ہے۔ محبوب حقیقی کی کسی دل میں جلوہ آرائی اس انسان کی روح کو زندہ جلویہ کر دیتی ہے۔ جلوہ نور ظلمت میں مصیبت اٹھا دے۔ اس میں محبوب حقیقی سے خطاب ہے۔

پہ گلشنے کہ خرائی بہاؤہ آشنای قدح زجوش گل و ارغواں گبروانی

لفت : خرائی: تو ملتا ہے۔۔۔ بہاؤہ آشنای: شراب پینے کے لئے۔۔۔ ارغواں: سرخ رنگ کا خوشنما، عقلی پھل جو دانے میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کی کلیوں کا مرقع شراب کی جگہ پیتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : اپنے محبوب سے خطاب ہے، تو اس گلشن میں بھی، شراب نوشی کی خاطر ملتا ہوا آئے، اس (گلشن) کے گل و ارغواں کا جام بہا کر گردش میں لے آتا ہے، یعنی گلشن میں ہر طرف ایک سستی سی چھا جاتی ہے۔

یکوے غیر روی چوں مرا بہ نگری بہرہمیں عقلی و عقل گبروانی

لفت : بہرہ: ہاتھ پیرائی۔۔۔ عقلی: عقل، ذہن، دل لیتا ہے۔۔۔ عقل گبروانی: ہاک موڑ لیتا ہے۔۔۔

ترجمہ : کوہِ رقیب کی طرف جاتے ہوئے اگر راستے میں کہیں تجربی نظر بھی پڑ جائے تو فوراً پھٹے پر عقل ڈال کر اپنی سواری کی حکم ہی موڑ لیتا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ عاشق کے نظر آئے کو بدعقلی سمجھ کر گھوڑے کا رخ رقیب کے کوسے کی بجائے کسی اور طرف موڑ لیتا ہے۔

وفا ستائے شوی چوں مرا بیاد آری بخویش طعنہ زنی و زبان گبروانی

لفت : وفا ستائے وفا کی تحریف کرنے والا۔۔۔ بخویش طعنہ زنی: اپنے آپ کو طعنہ دینے لگتا ہے۔۔۔

ترجمہ : جب میں (کبھی) تجھے یاد آتا ہوں تو تو میری وفا کی تحریفیں کرنے لگتا ہے اور ہر طرہ کو طعنہ دینے اور کوسنے لگتا ہے اور زبان بھیڑتا شروع کر دیتا ہے۔ یعنی اپنی بات کا انداز بدل لیتا ہے۔ گویا عاشق کے سامنے نہ کسی اس کے پتے پیچھے کسی اس کی دھن کا اسے احساس ہو جاتا ہے، ہر جی بات ہے۔

بہ حکم خوے خودم در عدم بخوابانی بدوق۔۔۔ روے خودم در حیل گبروانی

لفت : بہ: حکم، خوف، ڈر۔۔۔ در عدم بخوابانی: خودم کی نیند سلا دیتا ہے۔۔۔ خودم: تو خود مجھے۔۔۔

ترجمہ : تو اپنی غفلت و طبیعت (یا خود بخوابانی) کے خوف سے تو مجھے عدم کی نیند سلا دیتا ہے، لیکن اس کے خوف سے میں میرا نہیں، جبکہ اپنے تجربے کے ذوق، یعنی اپنے حسن کی جلوہ سلائی کے ذوق میں مجھے دماغ نہیں کھاتا ہے۔ اگرچہ محبوب حقیقی کے حصول ہے تو حکم طے ہوا اس کا بہار ہونا ہے جس سے انسان خوف کھاتا ہے اور "روے خود" وغیرہ کا مطلب ہو گا کہ کائنات کی ہر برکت میں اس کا حسن جلوہ آتا ہے اور عاشق اس کے اس جلوہ سے لطف اٹھاتا ہے۔

یہ بڑا خاطرِ اسلامیوں بیازاری بجلوہ قبلہ زردشتیاں گہرائی
 لغت : بڑا، خوش طبع، لطیف گوئی، عفویت۔ بیازاری : آزار پہنچانا ہے، تکلیف دینا ہے۔
 ترجمہ : قوانینِ طوفِ طبعی سے توہلِ اسلام کی دل آزاری کرتا ہے، جبکہ اپنے جلوہ سے آتشِ ہوس کے قلعے کا رخ ہی پھیر دیتا ہے۔ گویا
 اس کا جلوہ ایک آنکھیں جلد سے جسے آتشِ ہوس سے اپنا قبلہ سمجھتے ہوئے اس طرف متوجہ ہو جائے اور آگ کی مہابت ترک کر دیتے ہیں۔
 اجازت کے کسٹم بلکہ مانگنا غالب زلب : بینہ سلیم فضاں گہرائی
 ترجمہ : مجھے اجازت ہے کہ میں فریاد کروں؟ آخر غالبِ زلب تک میرے ہونٹوں پر آیا ہوا جلاؤ فریاد میرے نگہ پٹے میں لونا مارے گا۔
 واسطہ اپنی بات کی ہے کہ آخر میں کب تک اپنی آلود خصل کو حید کرنا ہوں گا۔

غزل # 11

اے موج گل نوید تماشائے کیستی؟ انگارے اے، مثل سراپائے کیستی؟
 لغت : نوید تماشائے کیستی : تو کس کے نظارے کی خوشخبری ہے۔۔۔ موج گل : پھول کی رنگیں لہر سرخ رنگ۔۔۔ انگارہ : دیکھا ہوا شعلہ،
 نعلت سرخ چیز۔۔۔ سراپا : مجسم۔
 ترجمہ : اے موج گل! تو کس کے نظارے کی خوشخبری ہے، اور کس کے سراپا کی مانند ایک انگارہ ہے۔ گویا عاشق نے جن میں سرخ پھول
 دیکھا ہے تو اس کا قصود محبوب کے چہرے اور جسم کی طرف چلا جاتا ہے۔
 یہودہ نیست سعی صبا در دیار ما اے پوسے گل پیامِ تماشائے کیستی
 ترجمہ : ہمارے علاقے میں صبا کی خوشبو (یعنی ہوا کا پھلنا) ہے، کار نہیں ہے، اے پھول کی خوشبو تو کس کی آرزو کا پیام ہے۔ ہوا بچے سے
 پھول کی خوشبو پکھلی ہے۔ عاشق کو اس میں اپنے محبوب کی خوشبو آتی ہے۔
 خوں ششتم از تو، بلغ و بہار کہ بودہ ای؟ کشنی سراپہ غمزہ، میسجائے کیستی
 لغت : کہ : کسی کی۔۔۔ کشنی : کشنی تو نے بار بار۔۔۔ میسجہ : دم بدمک کر زہہ کرنے والا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھڑو تھا۔
 ترجمہ : میں میرے ہاتھوں میں ہوا کر رہ گیا ہوں، تو آخر کس کی بارگ و بہار ہے، تو نے تو اپنے کرشمہ و غمزہ سے مجھے بار بار ڈالا ہے، آخر تو کس کا
 میسجہ ہے؟ محبوب کی قسم تو توجہ رقیب کی طرف ہے اور یہ اس کی خوش بختی ہے جبکہ عاشق چاہتا تھا تو اس رنگ کے باعث اور دوسرے محبوب
 کے مشورہ غمزہ کے ہاتھوں سراپا رہا ہے۔

یادش بخیر تہچہ قدر سبز بودہ ای اے طرف جو بہار چمن، جلے کیستی
 لغت : یادش بخیر : یاد رہے، کسی عزیز و رفیق کو یاد کرتے ہو یا جاننا ہے اس کی یاد دہی سے ہوس، ہر حال سے محفوظ رہے۔
 ترجمہ : اے بارگ کی ندی کے کنارے تو کس کی جگہ اس محبوب کی سیر کی جگہ ہے، کہ اس قدر سرسبز و شاداب ہے۔ خدا اے خوش اور
 اپنی حفاظت میں رکھے۔ ظاہر ہے یہ محبوب کے بارے میں ہے۔ اسی کے حسن کی گفتگو و بازی نے اس جگہ کو ایسا بنا کر رکھا ہے۔
 از خاک غرقہ کف خونے دمیدہ ای اے داغِ لالہ نقشِ سویدہ اے کیستی؟

لغت : وسیعہ الیٰ: قرار ہے، پھرتا ہے۔۔۔ سویدہ: دل پر سیاہی۔۔۔ داغ لالہ: لالہ کے پھل میں ایک داغ سا ہوتا ہے، لالہ سرخ رنگ کا پھل ہے اس لئے مختلف طرح سے لکھا۔

ترجمہ : اے داغ لالہ! تو قطعی بھرتوں میں ڈوبا ہوا خاک سے پھرتا ہے۔ ایسا آیا ہے؟ تو آخر کس کے دل کا نقش سویدہ ہے؟ لالہ کی اس سرخی اور داغ کو محبوب کے چہرے کی سرخی اور دل پر سیاہی کے مشابہ قرار دیا ہے۔ لیکن ان دونوں چیزوں میں عاشق کو محبوب کا عکس نظر آ رہا ہے۔

تفہیمہ لذت تو فردی رود بدل اے حرف نحو نعل شکر خلع کیستی
لغت : تفہیمہ: ان سنی۔۔۔ فردی رود: اتر جاتی ہے۔۔۔ نعل شکر خلع: شکر چیلنے والے ہونٹ، شیریں ہونٹ۔۔۔ حرف: لفظ، مراد واسطہ۔۔۔

ترجمہ : اے حرف تو کس کے شیریں ہونٹوں میں کھو ہوا ہے کہ تجھے نے بغیر ہی اس کی لذت دل میں اتراتی جا رہی ہے۔ یعنی اس کے شیریں ہونٹوں کی بات نے بغیر ہی عاشق ایک عجیب لذت سے سرشار ہو جاتا ہے۔

یا نوبہار ایں ہمہ سالان بازنیت فرست کارخانہ یغمانے کیستی
لغت : یغمانہ: لوت کاٹل۔۔۔

ترجمہ : نوبہار میں تو باز کرشمہ کا آگاہ سالان نہیں ہے، تو آخر کس کے بچہ کے کارخانے کی فرست ہے۔ یعنی بہار جیسے موسم میں تو وہ دلکشی نہیں ہے، تو بہار میں نے کس کے حسن کاٹل لوتا ہے؟ یعنی اگر بہار میں کوئی دلکشی ہے تو وہ محبوب کے حسن کی دلکشی ہی کی چہرہ ہے، ورنہ اس کی اپنی کوئی دلکشی نہیں ہے۔

در شوقی تو چاشنی پر فشانی است بے پردہ صید دام تپش ہلے کیستی؟
لغت : پر فشانی: پر پھیلانے کی حالت، شہقاری۔۔۔ صید: شکار۔۔۔

ترجمہ : حیرت شوقی میں شہقاری کی چاشنی ہے۔ تو کس کی تپش کے جل کا ہے پردہ شکار ہے۔ شکار جب ہل میں پھرتا ہے تو شہقاری کی حالت میں پر پھیلانے لگتا ہے۔ محبوب کو عاشق کے دل کی تپش، جو ہل کی صورت میں نہیں ہے اسے پردہ کا شکار ہے۔

از بیچ نقش غیر کوئی ندیدہ ای اے دیدہ نحو چہرہ زیبائے کیستی؟
لغت : غیر کوئی: خوب صورتی کے سوا سوائے حسن کے۔۔۔

ترجمہ : اے میری آنکھ تو آخر کس کے حسین چہرے میں کوئی ہوئی ہے کہ اب تجھے کسی نقش میں بھی سوائے حسن و خوبصورتی کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ عاشق نے محبوب کے حسین چہرے کو یاد رکھا کہ اب اسے ہر شے حسین و خوبصورت نظر آنے لگی ہے۔

ہانچ کافر ایں ہمہ سختی نمی رود اے شب، بمرگ من، کہ تو فرداے کیستی
لغت : بمرگ من: تجھے میری موت کی قسم۔۔۔ فردا: آنے والا کل، مراد فرداے قیامت بھی ہو سکتی ہے۔۔۔

ترجمہ : کسی بھی کافر کے ساتھ اتنی سختی رود نہیں رکھی جاتی، اے رات تجھے میری موت کی قسم یہ جا کہ تو کس کی فردا ہے۔ گویا عاشق کی رات گزرنے ہی کا کام نہیں لیتی، اس لڑکا سے اس کے لئے یہ قیامت کی رات ہے۔ یہ گویا بھری رات ہے۔ چنانچہ خود بقتل غالب!

کب سے ہوں کیا بتاؤں، جان خراب میں شب ہلے بجز کو بھی رکھوں گر حساب میں
اور بقتل امیر خسرو!

زہنے عمر دراز عاشقان، گر شب بھر اس صلب عمر گیرند
غائب نوائے کلک تو دل می برد دوست تا پردہ شیخ شیوہ انشائے کیستی؟
نعت : نوائے کلک، نظم کی آواز۔۔۔ دل می برد، دل سوراہی ہے، لبھاری ہے۔۔۔ پردہ شیخ، نظم لاپتہ والا ہے۔۔۔ شیوہ، انشائے کلمے کا انداز،
طرز بیان۔۔۔
ترجمہ : اے صاحبِ تیرے نظم کی آواز دل کو لبھاری ہے، تو آفریں کے طرزیوں کا نظم لاپتہ والا ہے۔ نوائے کلک حوالے سے پردہ شیخ کلمہ
شاعری میں اپنے طرزیوں کی خوبی کی بات کی ہے۔

غزل # 12

کافر مگر از تو پور باشدم غزاسیے آزمند انعام کردہ ذوق خوارسیے
نعت : آزمند، لالچی، مریس، تمناؤں۔۔۔ انعام، توجہ، مہمانی۔۔۔

ترجمہ : میری طرف سے اگر مجھے کسی غزالی کا چھین ہو تو میں کافر ہوں گا مجھے تو غزالی و دروہائی کے ذوق نے میری انعامات کا تمنا ہی بنا
رکھا ہے۔ گویا عاشقِ عشق اختیار کرنے کے رسوا ہوئے کا تمنا ہے، اس سلسلے میں وہ محبوب سے کسی غزالی کی توقع نہیں رکھتا بلکہ اس کی
توجہ کا آرزو مند ہے کہ اس سے اس کی رسوائی کا سہارا ہو گا۔

از کنار دجلہ آشفانہ چنداں دور نیست کشتی ما پر گلشن زرد درختاں یاسیے
نعت : دجلہ، عراق کا مشہور دریا، مراد دریا۔۔۔ پر گلشن، قند لٹ گئی۔۔۔ درختاں، دوست کی جگہ، وہ لوگ جن کی کشتی ٹھیک ٹھاک اور
سلامت ہے۔۔۔ یاسیے، کوئی درد۔۔۔

ترجمہ : دریا کے کنارے سے آتش نماز کوئی اتنی دور نہیں ہے، اے صبح سلامت کشتی والو! جلدی کشتی لٹ گئی ہے، انکار سے بے گناہ اس کا
تم بھاری پتھر دے دو۔۔۔ یعنی اسے آتش نماز لے چلو تاکہ یہ جگے کے کام ہی آجائے۔

شلوایش اے غم زخم مرگم ایمن ساختی گشت صرف زندگانی، بودگر دشواسیے
نعت : شلوایش، خوش رہ۔۔۔ زخم مرگم، مجھے موت کے ڈر ہے۔۔۔

ترجمہ : اے غم تو خوش رہ کہ تو نے مجھے موت کے ڈر سے نجات دلا دی۔ اگر میری کوئی دشواری تھی تو وہ زندگی پر فدا رکھنے میں صرف ہو
گئی۔ گویا زندگی میں جن شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا وہ ایک طرح سے موت کے برابر تھیں۔ اب اصل موت سے مجھے بھلا کماؤر خوف
ہو سکا ہے۔

ریشک نبودگر خد محنت جانب دشمن گرفت در دم سا طور پنهان است زخم کاریے
نعت : خد محنت، حیرا حیر۔۔۔ در دم، سالون، ٹھیکری دھاریں۔۔۔ سا طور، مخزن، چھری۔۔۔ دم، دھار۔۔۔

ترجمہ : اگر میرا حیر دشمن کی طرف گیا ہے تو نے اس کی طرف حیر چلایا ہے تو میرے لئے اس میں کوئی ریشک کی بات نہیں، اس لئے کہ
تیرے ٹھیکری دھاریں ایک کاری زخم نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر مجھے حیرے حیر کا زخم نہیں لگا تو نہ سہی حیرا مخزن تو ہے جو مجھے کاری زخم لگا
سکتا ہے۔

برق از قہر ت کباب بے مہلک سوزیے مرگ از لطفت ہلاک دروند آزاد ہے

نعت : قہر ت تھو قہر۔۔ بے مہلک سوزیے: بے خوف ہو کر جل جلتہ۔ لطف: چھری موٹی، تھری حلت۔۔

ترجمہ : بجلی تیرے قہر سے بے خوف ہو کر جل جلتہ میں کباب ہو گئی اس میں جلنے کا ذوق پیدا ہو گیا ہے۔ ایک صحت تیرے لطف سے آزاد (ہلاک) کی دروند ہو گئی ہے۔ محبوب کا قہر عشق کو بے مہلک (ہلاک) بنا دیتا ہے، نکل کے لئے یہ پامٹ رہا ہے کہ اس میں بے مہلک سوزی نہیں ہے، جبکہ محبوب کا لطف و حمایت اپنے دروند عشق کا کوئی درد دور کرنے کی بجائے انہیں مزید دکھ پہنچاتا ہے، اور یہ امر موت کو اس پر فریفتہ کرنا ہے۔ (برق کے حوالے سے بے مہلک سوزی اور مرگ کے حوالے سے ہلاک کے لفظ لایا ہے)۔

باخود گفتیم "چہ باشد مرگ بعد از زندگی" گفت "ہے خواب گرانے از پس بیداری ہے"

نعت : گفتیم: میں نے کہا یعنی میں نے یہ چھل۔۔ چہ: دیکھو۔۔

ترجمہ : میں نے محل سے یہ چھل کہ "زندگی کے بعد موت کیا ہے" مرگ اب میں بولی۔ "وہ بیداری کے بعد ایک گہری نیند ہے"۔ زندگی کو بیداری سے اور موت کو گہری نیند سے تشبیہ دی ہے، ایسی نیند جس سے بھرپور بیداری نہیں ہوا چاہے۔

اے دل از مطلب گزشتہم، و سگاہت راجہ شد شیونے، شورے، فغانے، اضطرابے، زاریے

نعت : از مطلب گزشتہم: میں نے مطلب چھوڑ دیا، مراد تلف بہ طرف۔۔ و سگاہت: تھرا سراپے۔۔

ترجمہ : اے دل! تلف بہ طرف، تھرا نکال دیا سراپے تھرا سے آخر کیا ہوا؟ سراپے یہ ہے، کوئی شیونے، فغانے، شور، کوئی فریاد و فغان، کوئی بھڑکاری اور کوئی آواز داری۔ مطلب یہ کہ تو کچھ نہ کر۔

دارد انداز تسلسل در ضمیرم شوق دوست چہو رقص نالہ در کام دل زنار ہے

نعت : انداز تسلسل: ایک نگاہ انداز۔۔ در ضمیرم: میرے دل میں۔۔ کام: ملحق۔۔ زنار ہے: کوئی پٹا پہنے والا انسان۔۔

ترجمہ : ضمیرے دل میں محبوب کے شوق کا وہی انداز تسلسل ہے جیسا کہ کسی زنادی کے ملحق اور ہوش میں نالہ و فریاد کا رقص ہوتا ہے۔ یعنی یہ انداز دہا ہوا بھی ہے اور ساہوا بھی کہ اس کا نکل کر اگلہ نہیں ہو پاتا اور نگاہ بھی مل رہا ہے۔

دل نفس زد و خوں گردید، بخت چشم میں کش بہ لعل و در تو انگر کردہ در افشار ہے

نعت : نفس زد و خوں گردید: سانس چرا لیا یعنی روک لیا۔۔ کش: کش، کش کرے۔۔ در: موتی۔۔ در افشار ہے: موتی نکھرنے کا عمل، موتی نکھرنے کا۔۔

ترجمہ : دل نے سانس روک لیا اور خون ہو گیا، ذرا آنکھوں کی خوش بختی ملاحظہ ہو کہ موتی نکھرنے کے عمل نے انہیں (آنکھوں کو) اصل و گھر سے ملا لیا کر دیا۔ یعنی آنکھوں سے غمیں آنسو خوب ہے۔

زلہ بردار فلوسری پاش غالب، بحث پدیت؟ در سخن درونش باید نہ دکل دار ہے

نعت : زلہ بردار: خوش ہیں، سچا کچا کھلنے والا۔۔ بحث پدیت: بحث کیا ہے، یعنی یہ بحث چھوڑ دے یا تمہیں چھوڑ۔۔

ترجمہ : اے غالب! بحث کیسی، یعنی یہ باتیں چھوڑ۔ تو ظہوری جیسے شاعری خوش باتیں اختیار کر، کیونکہ شاعری میں تو کوئی درونش کی کام آتی ہے، کوئی دکان داری نہیں، یعنی شاعری میں سو سے ہڈی نہیں ملتی، اس میں تو سادگی سے کام لینے کی ضرورت ہے، یعنی جس کسی کا انداز پند آئے وہ انداز اپنا تو۔ یہ لڑل ظہوری کی اس غزل کے جواب میں لکھی گئی ہے!

آرزو از یار دارم یا بسے کاش می آمد زمن اغیار بسے
 دوش دل بر خوان وصل ازیم غیر ہاکموری کرد حسرت خواہے

غزل # 13

رفت آنکہ کب بوسے تو از پاو کردے گل دیدے و روے ترا پاو کردے
 لغت : رفت : گیا وہ رفت گیا وہ ناز نہ گیا۔ کب : حاصل کر لیتا۔

ترجمہ : (یہ تقریباً ساری غزل "واسوخت" کے انداز میں ہے۔ یعنی عاشق، عاشق سے قطع تعلق کرتے ہوئے جلی کی حالت ہے۔) وہ ناز نہ گیا یا وہ دن گئے جب میں ہوا سے تیری خوشبو لیا کرتا تھا اور جب میں بھول دیکھ کر تیرا چہرہ یاد کیا کرتا تھا۔ یعنی اب مجھے تجھ سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

رفت آں کہ گریہ تو چہاں دادے ز ذوق از موج کرد وہ نفس ایچلو کردے

لغت : "نفس ایچلو کردے" میں ایک پاماش یعنی بی زندگی حاصل کیا کرتا۔

ترجمہ : وہ دور گیا کہ اگر تیری راس میں جلی دیتا تو اجل دینے کے اس اذوق میں راستے کے غبار کی لمبوں یعنی اٹھنے ہوئے غبار سے ایک بی زندگی حاصل کر لیا کرتا تھا۔

رفت آں کہ گریست نہ بر نظرس نواختے رنجیدے و عہدہ بنیادو کردے

لغت : غریب : غارت۔ نہ نواختے نہ نوازتے۔ رنجیدے : میں آزرہ ہو چلا کرتا ناراض ہو چلا کرتا۔ عہدہ بنیادو کردے : محظوظ شروع کر دیا کرتا۔

ترجمہ : وہ دن گئے کہ اگر تیرے ہونٹ مجھے غارت سے نہ نوازا کرتے تو میں ناراض ہو چلا کرتا اور محظوظ شروع کر دیا کرتا۔ اس وقت محبوب کی غارت میں عاشق کے لئے ایک لطف ہوا کرتا تھا لیکن اب تو بات ہی ختم ہو گئی۔

رفت آں کہ نفیس را بہ سترگی ستودے در چاکنی ستایش فریاد کردے

لغت : نفیس : بھوں کا نام۔ سترگی : بزرگی، عظمت۔ ستودے : میں تعریف کیا کرتا میں سراہتا۔ چاکنی : ہارنگ ہیں۔ فریاد : شہریں کا عاشق، جس نے اس کے عشق میں پہاڑ تک کھودا اور پھر جان دے دی۔

ترجمہ : وہ ناز نہ گیا جب میں تیرے کی عظمت کو خوب سراہا کرتا اور چاکنی یا اس کی کارگزاروں کی تعریف کیا کرتا تھا۔ کہا عاشق کے سرے عشق کا بھوت سوار تھا جس کی بنا پر وہ مشہور عاشقوں کی تعریف، دستاویز کیا کرتا تھا لیکن اب وہ بھوت اس کے سرے اتر گیا ہے۔

رفت آں کہ جانب رخ و قدت کرتھے در جلوہ بحث باگل و شمشادو کردے

لغت : قدت : عورت۔ جانب کرتھے : میں جانب داری کیا کرتا تھا۔ شمشاد : سرو، جیسے لکڑی درخت۔

ترجمہ : وہ دور گذر گیا جب میں تیرے چہرے اور تیرے قد کی جانب داری کرتے ہوئے گل و شمشاد سے جلوہ نمائی کے حلقے میں بحث مباحث

کیا کرتا تھا۔ لیکن اس وقت عاشق محبوب کے چہرے کو پھل سے زیادہ دلکش و گفتنی اور اس کے قد کو شہساز کے قد سے کہیں بڑھ سمجھتا کرتا تھا۔

رفت آں کہ در ادای سپاس پیام تو
 هرگونه مرغ صد قفس آزاد کوی

ترجمہ : وہ دینی نکتے جب میں تہری طرف سے آئے ہوتے کسی پیام کے شکوکات میں مبتلا رہتا تھا تو اس پر میرے ہر طرح کے پتوں کو آزاد کر دیتا تھا۔ کیونکہ اس وقت مباحث کے لئے محبوب کا کوئی پیغام استعمال کی خوش غرضی کی علامت ہوا کرتا تھا۔

آکٹوں خود از وقایے تو آزادی عظیم رفت آں کہ از بجای تو فریاد کردے
 لغت : آزادی عظیم: تکلیف دہ کارناما ہوں۔۔

ترجمہ: کبھی وہ وقت تھا جب میں تیری جفا کے ہاتھوں فریاد کیا کرتا تھا لیکن اب تو مجھے تیری دغا سے بھی دکھ ہی پہنچتا ہے۔

ہندوم منہ زطرح کہ آہم نہ مانوہ است رفت آں کہ خوش را بہ بلا شمار کرے
للت : ہندوم منہ زطرح کہ آہم نہ مانوہ است رفت آں کہ خوش را بہ بلا شمار کرے۔

ترجمہ : تو مجھے اب اپنی دماغ میں اسیر کرنے کی کوشش نہ کر، اس لئے کہ اب جو عین وہ تاب و طاقت نہیں رہی۔ کبھی وہ وقت بھی تھا جب میں خود کو کسی سیٹیوں لڑھکوں میں جٹا کر کے پڑی سرت و شلوابی کا اٹھارہ کیا کرتا تھا۔ (اب وہ پلٹ گئی)۔

آخر پر دادگار، رگر اور قتلہ کار رفت آں کہ از تو شکوہ پیدا کرے۔

ترجمہ : اب تو ایک اور سی داد گاہ سے واسطہ چمکیا ہے اور وہی وہاں کے قبیلے میں تھمے سے تھمے علم و جہاد کا شکر کیا کر آج کل دوسری بار گاہ

غالب ہواے کعبہ بسر جا گرفتہ است رفت آل کہ عزم غلغ و نوشا کردے

تصویر: ایک ایسا بڑا سرمیہ کہہ کر آواز نہ گئی ہے اور وقت گھٹ رہا ہے۔

میں بڑی تبدیلی آئی ہے۔

خوب 14

مژدہ خرمی وجے غللی را مانی ابدی جنت و فیض ازلی را مانی

ترجمہ: تو ایک بے غلغل اور مسرت و شگفتگی کی خوشخبری کی مانند ہے۔ (ایسی خوشخبری جس میں کوئی غلغل نہیں اور سراسر مسرت و شگفتگی کی حامل ہے)۔ تو ایک بہشتِ جاوید اور ابدی فیض کی مانند ہے۔ یعنی تو ابدی رحمت اور ایسا فیض ہے جو کبھی ختم نہیں ہو گا سدا جاری رہتا ہے۔

بہن کہ ہمارا دل آویزی و شیریں حرکات سایہ طوطی و جوئے عملی را مانی
 لغت : بہن کہ بہت۔۔ ہمارا بیٹ۔۔ دل آویزی، تو دلکش ہے۔۔ طوطی: جنت کا ایک درخت۔۔ جوئے عملی: توشہ کی ندی
 ہے، جنت میں شہ کی ندی۔۔

ترجمہ : تو سدا بہت دل آویز ہے اور تیری حرکت بڑی شیریں ہیں۔ تو طوطی کے سائے اور شہ کی ندی کی طرح ہے۔ محبوب کے حسن کی
 دلکشی اور اس کی شیریں حرکات کو طوطی کے سائے سے تشبیہ دی ہے۔ یہ سایہ سر میں چڑھا اور دل دبا ہے، اور یہ سر شہ کی سر ہے، ظاہر ہے
 اس میں چڑنے والا سایہ بھی شیریں ہو جائے گا۔

جلوہ فرمائی، و جلوید نہ مانی بہ کسے سیمائی و بہشت عملی را مانی
 لغت : جلوید نہ مانی: بیٹ ساتھ نہیں رہتا۔۔ سیمائی: تو سیما ہے، سیما ایک قسم کا جاوہ ہے جس سے ایسی اشیا نظر آنے لگتی ہیں جن کا
 اصل میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔۔

ترجمہ : تو اپنا جلوہ تو دکھا ہے لیکن بیٹ کسی کے ساتھ نہیں رہتا۔ تو ایک سیما ہے لیکن عملی بہشت کی مانند ہے۔ پہلے سیما کہ اپنی ایک چیز
 جس کا بظاہر کوئی وجود نہیں لیکن جاوہ کے عمل سے نظر آتی ہے، پھر عملی بہشت کہ اپنی جس کا واقعی وجود ہے۔

بہ ستم معنی پیچیدہ نازک ہاشی مائے کہ در لطف رقبائے جلی را مانی
 لغت : معنی پیچیدہ نازک: ایسے معنی یا مضمون جو اچھے ہوئے بھی ہوں، اچھے نہ آئیں اور لطیف بھی ہوں۔۔ رقم ہائے جلی: وہ تحریریں
 جو مولے الاملا میں لکھی گئی ہوں۔۔ لطف: مہمانی، مہمانت۔۔

ترجمہ : تو کہ، اپنے لطف و مہمانت میں جلی رقم یعنی نمایاں تحریر کی مانند ہے (تو لطف و مہمانت بڑا نمایاں اور واضح ہے، اپنے جوہر و رحم کے
 لحاظ سے تو سستی پیچیدہ نازک ہے۔ یعنی بڑا لطف و واضح ہے، اسی ستم بچھل قسم ہے۔ محبوب حقیقی کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے)

بہ توانائی کو مشش عتواں یافت ترا سر خوشی ہائے قبول ازلی را مانی
 لغت : توانائی: طاقت، مل، ہوتا۔۔ قبول ازلا: خدا کی طرف سے قبولیت۔۔

ترجمہ : تجھے کو مشش کے مل ہونے پر حاصل نہیں کیا جاسکتا تو قبول ازلی کی بہت بڑی خوشیوں کی مانند ہے۔ یعنی جہود حصول اللہ کی رضائی
 سے ہونے کو بخور دے جس نہیں۔ یہ حصول بہت بڑی خوشی ہوگی۔

جز بہ چشم دہل والا گمراہ جان نہ کنی جلوہ نقش کف پائے علی را مانی
 لغت : والا گمراہ: والا گمراہ، بے راہ، گمراہ۔۔ علی: رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔

ترجمہ : تو بلند پایہ لوگوں کا عظیم ہستیوں کے چشم دہل کے سوا اور کہیں نہیں جاتا۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کف پا کے نقش کے
 جلوہ کی مانند ہے۔ یعنی جس طرح یہ جلوہ ہر جگہ نہیں ہوتا اسی طرح جہود گناہی صرف بلند مرتبہ لوگوں کے دل و چشم میں ہے اور کہیں
 نہیں۔

بہ دل برکہ چشم تو در آید ناچکو داری آن مایہ تصرف کہ دلی را مانی
 لغت : آن مایہ: اس قدر۔۔ تصرف: تصرف، مرہ و اثر۔۔ دلی: درویشی، اللہ۔۔

ترجمہ : جو شخص اہلک بھی تیری نظروں میں آجائے تو تو اس کے دل پر ادا تصرف کرتا ہے کہ اس حیلے میں تو دلی کی مانند ہوتا ہے۔ یعنی
 تیری شخصیت اور تیرے حسن کی دلکشی، کہ اس حد تک ہے کہ تجھے اہلک دیکھنے والا بھی اس سے بے حد متاثر ہوتا ہے۔

اسے کہ در طالع با نقش تو ہرگز نہ نشست زہرہ حوتی و خس حملی را مانی
 لغت : زہرہ حوتی : قوس کا زہرہ ہے ، زہرہ ستارہ جو برج حوت میں ہو آہے۔۔۔ خس حمل : سورج برج حمل میں ہو آہے۔۔۔

ترجمہ : آئے کہ ہمارے مقدر کے ستارے میں جہا نقش قطعاً نہ بیٹھا ہمارے مقدر میں جہی دوجی یا تیرا وصل کبھی نہیں گیا تو قوس کا زہرہ ہے اور خس حمل ہے۔ ان دونوں کا مقدر سے کوئی تعلق نہیں ، اسی لئے وہ ایک

اندو میں شیوہ گفتار کہ داری غالب گر ترقی کنم، شیخ علی را مانی

لغت : شیوہ گفتار : انداز بیان۔۔۔ شیخ علی : مراد مطلب دور کا مشہور فارسی شاعر علی حسین ، غالب اس سے بھی سچا ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب ! تمنا یہ ہو (شاعری میں) انداز بیان ہے ، اگر میں ترقی نہ کروں تو تو شیخ علی حسین کی مانند ہے۔ غالب مراد یہ ہے کہ غالب سے کوئی اور شخص یا شاعر کہہ رہا ہے کہ اگر میں شاعری میں ترقی نہ کروں تو تو شیخ علی حسین جیسا شاعر ضرور ہے۔

غزل # 15

اے کہ گفتم نہ دلی دلدل آ رہے نہ دلی تا چو من دل پہ مغل شیوہ نگارے نہ دلی

لغت : مغل شیوہ نگارے : ایسا معشوق جس کا انداز آتش بر ستموں کا سا ہو۔۔۔

ترجمہ : دیکھ! میں نے تم سے کہہ دیا ہے کہ تو اس وقت کسی کے دل کی داؤد نہ بنا اور تو نہ دے سکے گا جب تک تو میری طرح دل کسی مغل شیوہ معشوق کو نہیں دیتا۔ گویا یہ معشوق بنا ہے دقا ہے جبکہ میں نے اس سے بڑی دقا کی ہے ، تجھے کسی ایسے معشوق سے واسطہ پڑے تو پھر تو میرے ہاتھ والی کی داؤد سے لگ۔

چشمہ نوش ہلکا نہ تراود ز دلے کش نگیری و در اندیشہ فضا رہے ندی

لغت : نہ تراود : نہیں ٹپکتا۔۔۔ کش : کش کہ اس کے آہے۔۔۔ فضا رہے ندی : اسے سمجھ نہ لے۔۔۔

ترجمہ : کسی بھی دل سے اس وقت تک شیریں چشمہ نہیں ٹپکتا (نہیں ٹپک سکتا) جب تک تو اسے (دل کو) لے کر اپنے دہن میں سمجھ نہ لے۔

باہ و خورشید دریں دائرہ بیکار نیند تو کہ ہاشی کہ بخود زحمت کارے ندی

لغت : نیند : نہیں ہیں۔۔۔ تو کہ ہاشی : بھلا تو کون ہو آہے۔۔۔ دائرہ : گھڑا کائنات۔۔۔

ترجمہ : چاند اور سورج بھی اس کائنات میں بے کار نہیں ہیں۔ پھر بھلا تو کون ہو آہے کہ خود کو کسی کام کی زحمت ہی نہ دے۔ مطلب یہ کہ اس کائنات کی ہر ہر شے فضا کے مطابق اپنے مقصد فراغت انجام دے رہی ہے۔ پھر بھلا انسان کیوں فراغت کی انجام دہی میں غفلت کرتے۔ وہ کہ خوش اور ہمد و عمل سے زندگی کے سامنا چاہے۔

پاے را خضر قدم سخی کوے نشوی دوش را قدر گراں سنگی پارے ندی

لغت : قدم سخی : راد پناہ۔۔۔ خضر : حضرت خضر جو رہنمائی کرنے والے ہیں۔۔۔ دوش : کندھ۔۔۔ گراں سنگی : بھاری۔۔۔ قدر : طاقت۔

قدرت۔۔۔

ترجمہ : اوپر جو انسان سے کہا ہے، اب اس شعر اور اگلے شعر میں اس کو شغل و عمل کی وضاحت کی گئی ہے، تو اپنے پاؤں کو کسی کوپے کی راہ بنائی (راست چلنا) کا شعر میں بتا دیا اور اپنے کندھوں کو کوئی بھاری بوجھ اٹھانے کی ہمت نہیں دیتا۔ مطلب یہ کہ جب تک تو کسی کوپے کی راہ بنائی کر کے محبت کا گمراہ نہ رہو جو نہیں اٹھائی

سر بڑا دم شمشیر جوانے نہ نشی تن بہ بند خم خراک سوارے ندھی
لغت : دم شمشیر: تلوار کی دھار۔۔ نہ نشی: نہیں دکھتا۔ خراک: ہلے کے تھے جو گھوڑے کی زین کے ساتھ لگاتے ہیں تاکہ اس میں غبار یا غروہری سلفن پانہ جا سکے۔

ترجمہ : تو نہ تو کسی جہاں سلا (محبوب) کی تلوار کی دھار پہ اپنا سر رکھتا ہے اور نہ ہی کسی سوار کے خراک کے بیچ میں خود کو امیر کرتا ہے، یعنی کسی شہسوار محبوب کا لشکر نہیں ہو جاتا۔

سینہ راختہ انداز فغانے نہ کنی دیدہ را مالش پیداو غبارے ندھی
لغت : رختہ: زخمی۔۔ مالش: ملتا۔۔ پیداو: حتم، حتم محبت۔۔

ترجمہ : تو فریاد و غفل کے انداز سے (یعنی سے سے انداز) کچھ کر اپنا سینہ زخمی نہیں کر لیتا اور کسی کی پیداو کے غبار کو آنکھوں میں ڈال کر آنکھیں نہیں ملتا یعنی محبوب کے ہاتھوں پر دردِ حتم کے غبار کو آنکھوں کا سرور نہیں جانتا۔

خوں بذوق غم یزداں نقشائے نخوری دین بہ ہر حق اہلت نگذارے ندھی
لغت : یزداں نقشائے: خدا کو نہ پہچانتے دلائی خدا کی معرفت سے بے خبر۔۔ حق اہلت نگذارے: وہ جو اہلت و محبت کا حق اور انہیں کرتے۔۔

ترجمہ : تو کسی یزداں نقشائے کے غم (غم محبت) کی لذت میں اپنا خون بکھر نہیں دیتا اور اپنا ہی کسی حق اہلت کو نہ کرنے والے (بے وفا) محبوب کی خور نہیں کرتے۔ مطلب یہ کہ تو ایسے بے وفا محبوب کی محبت میں اپنا دین و ایمان ترک کر کے کافر خلق نہیں بننا۔

آخر کار نہ پیدا است کہ در تن افسرو کف خونے کہ بدال زینت دارے نہ ہی
لغت : پیدا است: ظاہر ہے، واضح ہے۔۔ افسرو: جھگڑا، پیار ہو گیا۔۔ زینت دارے: کسی سولی کی زینت۔۔

ترجمہ : آخر کیلئے بات واضح نہیں ہے کہ وہ چلو بھر خون، جو تجھے جسم میں ہے، اور جسے تو کسی سولی کی آرائش میں جاتا، ایک وقت آئے گا جب تجھے جسم میں افسرو ہو کر وہ ہائے گہم یعنی رونا ہو جائے گا۔ گویا اگر تو اپنی زندگی کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر سولی کی خور نہیں کرے گا جس طرح کہ منور نے کیا تو جیوی ایسی زندگی سرا سر رونا ہو کر ایک انجانے انجام کو پہنچ جائے گی۔

حیف گر تن بہ سنگان سر کوے نہ رسد وائے گر چنان بسر را بگذاردے ندھی
ترجمہ : افسوس کی بات ہوئی اگر (تجھ) جسم کسی محبوب کے کوپے کے کنوں تک نہ پہنچے، نیز قاتل الموس یہ ہمرو گاؤں تو اپنی جان کسی (محبوب) کی راہ گدرد میں قربان نہ کرے۔۔ یعنی تجھے کسی محبوب سے اتنی محبت ہونی چاہئے کہ تو اپنا بدن اس کی گلی کے کنوں کی خور کر دے اور اپنی جان اس کی راہ گدرد پر نذر کر دے۔

روہ زلفان اجل از دوست تو ناگاہ برسد نقد ہوشے کہ بہ سوداے ہمارے ندھی
لغت : روہ زلفان: روزان کی بچ، نصیرے۔۔ ناگاہ برسد: اچانک، چھین لیں گے۔۔

ترجمہ : تجھے ہوش و غروہ کی نقدی (یعنی زندگی) ۹۹ جو آج تو کسی بدلا یعنی حسن کی ہمارا، محبوب کے ہفتوں کی خور نہیں کرتا، موت کے

لیرے اسوت کے فرشتے تھے۔ اسی بھی وقت، وچیں کر لے جائیں گے، یعنی موت تجھے آئے گی اور پھر اگلا شعر اس کے ساتھ ہے۔
 پہ خم طرہ حورانِ بخت آویزند باز پروردہ دے را کہ پہ یارے ندی
 ترجمہ : حوران، نازوں کا پہلا ہوا دل، جو کسی محبوب کو نہیں دے رہا، کسی سے عشق نہیں کر رہا، بخت کی حوروں کی دھنوں کے چٹاؤ تم میں۔
 (شاعر کی انگاریا جائے گا)

گر حزل نبود، ایرہاری غالب کہ در افشانیِ وز افشاہ شارے ندی
 لغت : حزل نبود، تیری شکن کے شکار نہ ہو۔۔۔ در افشانی تو موتی لٹا آئے۔۔۔ افشاہ، شکارے ندی، اس کے لئے ہوئے ساتیوں کو، شکار بھی نہیں کرتا۔
 ترجمہ : اے غالب! اگر یہ بات تیرے شکار شکن نہ ہو تو موسم بہار کا پل ہے کہ تو خوب موتی لٹا کرے اور پھر ان لٹائے ہوئے موتی، کی گنتی بھی نہیں کرتا۔ غالب نے اپنے شعروں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔

غزل # 16

ہم نقشِ جان من و جان توایں انگیز ہے سینہ از ذوقِ آزارِ منش لیر ہے
 لغت : جان من، جان تو، مجھے اپنی اور تیری جان کی قسم ہے، 'انگیز' توبہ ہے۔۔۔ اس انگیز، یہ آفت۔۔۔ آزار، منش، اس میں ش کا ضمیر محبوب کی طرف ہے، سینہ، محبوب، مجھے آزار دے۔
 ترجمہ : میرے ہم نفس! مجھے میری اور تیری جان کی قسم یہ آفت، انگیز ہے، توبہ ہے، اس (محبوب) کا سینہ مجھے آزار پہناتے کی لذت سے بھرا ہوا ہے۔ توبہ ہے توبہ۔۔۔

غیرِ دائم لذتِ ذوقِ نگہ دانستہ است کز پہ قلم پہ دستش دلوِ تیغِ حیز ہے
 لغت : دائم، میں جانتا ہوں، مجھے علم ہے۔۔۔ پہ قلم، میرے قلم کے ہے۔۔۔ دانستہ است، جان چکا ہے، آگاہ ہوا ہے۔۔۔
 ترجمہ : میں جانتا ہوں کہ دقیق میرے ذوقِ نگہ کی لذت سے آگاہ ہو چکا ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس نے میرے قلم کے لئے محبوب کے ہاتھ میں تیرا کھار پکڑا دی ہے توبہ، توبہ، یعنی میں مر رہا ہوں، یوں میری یہ لذت ختم ہو جائے۔

می پیکرِ خوئمِ رنگِ ایراست آں فتراکِ ہائے می چہدِ خاکم، رمِ بلادست آں شہید ہے
 لغت : می پیکر، چٹکا ہے۔۔۔ می چہد، خرتی ہے۔۔۔ رم، پلا، ہوا کی تیزی۔۔۔ شہید، گھوڑا۔۔۔

ترجمہ : اس کے گھوڑے کا فتراک اڑیے کے ساتھ بڑھے ہوئے تھے، ابدل کی رنگ ہے کہ اس میں سے میرا خون اپنی میں مائل ہے کہ اس کا شمار ہوں، انگ رہا ہے، بلکہ اس کا گھوڑا گویا تیز ہوا ہے کہ جس میں میری خاک خوب دھ ہے توبہ، محبوب بھاری ہے اور عاشق اس کا شمار ہے، گھوڑے کے فتراک کے ساتھ بڑھ کر لے جا رہا ہے۔

بر سرِ کوک تویندو شکم از ضعف نیست کشتہ رشکم نیارم دیدِ خود را غیر ہے
 لغت : کوک، بیلو، شکم، میرا ہے خود ہو چلا۔۔۔

ترجمہ : میں جو تیرے کو پہ میں بیلو ہو کر چڑا ہوں توبہ کسی ضعف کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ اس لئے ہے کہ میں رنگ کا لدا ہوں

ترجمہ : گھر کے دروازہ اور کی اینٹوں کا گرنا باعث راحت ہے، آرام کا سلسلہ ہے، گھر کے گھرے مٹی کو سڑاؤں کی صورت دے دی ہے۔
توجہ : یعنی اینٹیں سڑاؤں کا کام دے دی ہیں اور یہ راحت کا سلسلہ ہے۔

نقص : گرم کردی درجہ میں ہنگامہ چنگیز ہے
نقص : دروازہ باز رہتی، تو بازار کی دھواں گرم کرے گا۔ کسریٰ : مراد قدیم ایران، نوشیروان عادل ہوا ہے انصاف کی وجہ سے مشہور ہے۔ کسریٰ قدیم ایران کے بادشاہوں کا لقب بھی ہے۔

چنگیز : منگول سردار جس نے 618ھ-1219ء میں اور اس کے بعد اس کے بیٹوں نے ایران کی انصاف سے انصاف بجا دی تھی۔
ترجمہ : میں نے اس سے کہا کہ تو نے واقعی دنیا میں چنگیز کا ہنگامہ تو گرم کر دیا، اب بقیہ تو کسریٰ یعنی نوشیروان کے بازار کی دھواں بھی گرم کر دے گا۔ یعنی تجھے جو دھواں گرم کرے گا چنگیز کا ہنگامہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اسی طرح اگر تو انصاف کی طرف آئے تو نوشیروان کو بھی مات دے دے گا۔

غالب از خاک کدورت خیز ہندم دل گرفت
نقص : خاک کدورت خیز : مٹی سر زمین، جہاں عداوت ہوا لوگوں کے دلوں میں غبار ہو۔
ترجمہ : غالب اپنی کدورت خیز سر زمین سے بھر اہل اب اپنا ہوا گیا ہے، ہائے افسانہ کلمہ ہے اور کلمہ ہے اور شیراز و حیران ہائے افسوس۔ چاروں ایران کے مشہور شہر ہیں۔ گویا غالب کی قاری شاعری کی ہمد میں کوئی قدر نہیں، اس کی قدر ایران میں ہی نہ ہو سکتی ہے۔

غزل # 17

خشخود شوی چوں دل خشخود نیلایی گرم کہ زیاں ناکر کسی سود نیلایی
نقص : خشخود شوی : تو خوش ہو گا۔ گرم : میں دارناہوں۔ زیاں ناکر کسی : تو نے کسی سے نقصان اٹھایا ہے۔ سود نیلایی : تو نے کسی سے حاصل کرے گا نہیں کر سکتا۔

ترجمہ : جب تجھے کوئی ایسا دل ملے گا جو خوشی سے محروم ہے تو تو خوش ہو گا ہے، مجھے ڈر ہے کہ تو نے کسی سے نقصان اٹھایا ہے، تجھے نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ کسی کو غمزدہ حالت میں دیکھ کر خوش ہونا اچھی بات نہیں، مگر یہ خود کسی سے تکلیف ہی نہیں لے سکتی ہو، پھر بھی یہ رویہ اچھا نہیں۔ نفع اور نقصان میں منفعت نقصان ہے۔

از قافلہ گرم روان تو نباشد رفتی کہ بہ سیلش شرر اندو نیلایی
نقص : گرم روان : گرم رو کی جمع، تیز رفتاری سے چلنے والے۔ رفتی کہ : وہ سلسلہ جو۔۔۔ شرر اندو : چنگیز سے آگے۔
ترجمہ : وہ سلسلہ جو پانی کی لہروں میں تجھے شرر آگور نہیں دے گا، تو کئی وقتا تو تجھے تیز رفتار قافلے دلوں کا نہیں ہے۔ گرم رفتاری کے حوالے سے شرر آگور کہا۔ یعنی گرم رفتاری سے سلسلہ کو آگ لگتی چلے، اگر وہ نہیں تو وہ تھارے قافلے کا سلسلہ نہیں ہو سکتا۔

فرقتی ست نہ اندک ز دلم تبدیل تو معذوری اگر حرف سرا زود نیلایی
نقص : اندک : تھوڑا۔ معذوری : تو مجھ پر ہے۔ زود نیلایی : جلد نہیں بکھتا۔
ترجمہ : میرے دل اور تجھے بدل کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ کچھ کم نہیں ہے۔ اس لئے اگر تو میری بات جلد میں سمجھ پاؤ تو مجھ پر ہے۔

کہا جاتا ہے۔ "دل کو دل سے روا ہوئی ہے۔" اگر عاشق اور محبوب میں یہ روا نہیں ہے لیکن دونوں طرف سے محبت برابر نہیں ہے تو بات کیو کر کرنی سکتی ہے۔ محبوب عاشق کی بات کیو کر کچھ پائے گا۔

برداشتی خدا دلو نظر دوں گنگنم درینہ ما زخم شک سود نیابی
لغت : نظر دوں گنگنم ہم نظریں جھٹکتے ہوئے ہیں (دونوں نگلیں) دوست کی طرح۔۔۔ شک سود: جس پر شک چھڑا گیا ہو۔۔۔

ترجمہ : ہم خدا اور ذوق پر نظریں جھٹکتے ہوئے لوگوں میں سے ہیں۔ ہمارے سینے میں تجھے کوئی جیسا زخم نظر نہیں آئے گا جس پر شک چھڑا گیا ہو۔ مطلب یہ کہ زخم پر شک چھڑکنے سے عاشق کو لذت ملتی ہے۔ یہ گویا مصنوعی انداز ہے لذت کا جبکہ ہمیں خدا کی طرف سے ایسے لذتوں کی لذت حاصل ہے جن میں جہاں درد ہے۔

دروید بہ نینہار غصہ دست فشلم در حلقہ ما رقص دف وعود نیابی
لغت : نینہار غصہ: سانس کا آنا جانا۔۔۔ دست فشلم: ہم ہاتھ ہلاتے ہیں (ادب میں) مجھ میں ہمارے ہاتھ ہلاتے ہیں یعنی رقص کرتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہم وہد کی حالت میں مجھ مجھ کر اپنے سانس کے آنے جانے کے مطابق رقص کرتے ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں تجھے دف وعود (ساتروں کے نام) کے ساتھ رقص کرنا نظر نہیں آئے گا۔ یعنی ہمارا سانس ہی ہمارے لئے سزا ہے جس کی آواز پر ہم رقص وود کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں کسی سزا کی ضرورت نہیں ہے۔

در مشرب ما خواہش قردوس نجوئی در مجمع ما طالع مسعود نیابی
لغت : مشرب: منگ نہ ب۔۔۔ نجوئی: تجھے نہیں ملے گی۔۔۔ طالع مسعود: مبارک نصیب، خوش بختی۔۔۔

ترجمہ : تجھے ہمارے مذہب میں جنت کی خواہش نہیں ملے گی اور ہمارے حلقے میں تجھے مبارک نصیب کی کوئی بات نظر نہ آئے گی۔ یعنی ہم اگر کوئی اچھا مل کر رہیں تو قردوس کی خواہش رکھنے بغیر کرتے ہیں۔ دوسرے مصرعے میں اپنی کم نصیبی کی بات کی ہے۔

در بارہ اندیشہ ما درو بندہ نبی در آتش ہنگامہ ما دوو نیابی
لغت : بارہ اندیشہ: غم و خیال کی شراب۔۔۔ درو: جھٹ، ہام کے لیے کی بجلی شراب یا میل۔۔۔ دوو: دھواں۔۔۔

ترجمہ : تجھے ہمارے غم و خیال کی شراب میں جھٹ نہ کرے گی اور تجھے ہمارے ہنگاموں کی آگ میں کوئی دھواں نہیں ملے گا۔ ہنگاموں کی آگ یعنی جذبات کی گرمی۔ مطلب یہ کہ ہمارے غم و خیال اور ہڈے بھی ہر طرح کی آگوں میں سے پاک ہیں۔

چوں آخر حسن است بیا ساز کہ دیگر باہم کشٹے مانع مقصود نیابی
لغت : آخر حسن است: یعنی حسن کی تباہی ختم ہونے کو ہے۔۔۔ بیا ساز: ہم سے موافقت کر۔۔۔ باہم کشٹے: باہمی کھینچنا۔۔۔ مانع مقصود: مقصود میں رکاوٹ بننے والی۔۔۔

ترجمہ : چونکہ میرا حسن یعنی حسن کی تباہی دو کشی اب ختم ہونے کو ہے، اس لئے تو اب ہم سے موافقت کر لے۔ اس طرح ہم میں ایسی کوئی باہمی کھینچنا نہ ہوگی جو ہمارے مقصود میں کوئی رکاوٹ بن سکے۔

آں شرم کہ در پردہ گری بود، نداری آں شوق کہ در پردہ دری بود نیابی
لغت : در پردہ گری: پردے میں ہونا پھپھانا۔۔۔

ترجمہ : اب ایک طرف تو تجھ میں وہ شرم نہیں رہی وہ جاب نہیں رہا وہ حلق کے پھپھانے کے لئے ہو تاخدا وہ سری طرف اپنا شوق جس سے راز کے افشا ہونے کا ڈر ہو، نہیں رہا۔ یعنی دونوں طرف سے معاملہ اب صاف ہو گیا ہے۔

غالب یہ دکانے کہ ہامید کشودیم سربایہ ما جز ہوس سود نیایی
لغت : کشودیم : ہم نے کھول۔

ترجمہ : غالب ! ہم نے جو دکان کچھ امیدیں لے کر کھولی تھی اب اس میں ہمارا سربایہ سوائے سود و منافع کی ہوس کے اور کچھ نہیں رہا۔
یعنی اپنے بچے صرف ہوس ہی ہوس ہے اور کچھ نہیں ہے۔

غزل # 18

سرچشمہ خون است ز دل تکیہ زبیاں ہائے دارم خنجر با تو و گفتن نتوان ہائے

ترجمہ : ہائے افسوس کہ میرے دل سے لے کر زبیاں تک خون کا ایک چشمہ رواں ہے۔ میں تجھ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہوں، لیکن کہ نہیں سکا لیکن کہنے کی طاقت نہیں رہی۔ ہائے افسوس۔ عاشق کے دل پر غم محبت سے جو کچھ گزر رہی ہے اس کی وجہ سے اس میں طاقت گفتاری نہیں رہی۔

سیرم نتوان کرد ز دیدار کنوایاں نظارہ بود چشم و دل رنگ رواں ہائے

لغت : سیرم نتوان کرد : مجھے تسکین نہیں ہو سکتی۔ کنوایاں : کوئی حق حسین لوگ۔۔۔ رنگ رواں : اڑتی ہوئی ریت۔
ترجمہ : مجھے حسیں کے دیدار سے تسکین نہیں ہو سکتی۔ نظارہ یعنی حسیں کا دیدار اور کنوایاں چشم ہے جبکہ سیرا دل اڑتی ہوئی ریت ہے، کبھی یہاں بھی وہاں ہائے۔ یعنی چشم کے ٹھکرے اڑتی ہوئی ریت کو کیونکر ترک کر سکتے ہیں۔ عاشق کامل جو شوق و محبت کا بے حد شہ ہے اسے رنگ رواں سے تشبیہ دی ہے۔

ذوقے ست دریں مویہ کہ بر نقش منسج ہا دل شدہ بچا کوئے ہمہ داں ہائے

لغت : مویہ : گریہ و زاری۔۔۔ منسج : من است اش اسے میری لاش)۔۔۔ دل شدہ : عاشق۔
ترجمہ : میری لاش پر وہ محبوب جس انداز میں گریہ و زاری کر رہا ہے اس میں ایک خاص کیف و لذت ہے۔ اور اس کی یہ فریاد گریہ کچھ یوں ہے کہ افسوس یہ عشق کا لہرا ہوا انسان (یعنی عاشق) جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں کہتا کچھ نہیں جانتا (گواہ خدا ہے) ہائے۔

در خلوت نبوت نہ رفت است ز یادم بر تفتہ در دوختہ چشم گمراں ہائے

لغت : تفتہ در دوختہ : کاپٹ، کاڈ۔ نبوت : وہ صندوق جس میں مویہ کی لاش رکھتے ہیں۔ دوختہ چشم گمراں : دیکھتی ہوئی آنکھیں جو دروازے کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔

ترجمہ : ہائے اچھے نبوت کی عقلانی میں بھی اس کی وہ دروازے کے پیچھے لگی ہوئی آنکھیں نہیں بھول رہیں۔ یعنی عاشق کی نبوت میں رکھی جا رہی ہے اور محبوب دروازے کے پیچھے کھڑا غمزہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اب عاشق کو یہ نظر نبوت میں نہیں بھول رہا۔

اے فتویٰ ناگاہی مستان کہ تو باشی مستلب شب جمعہ ماہ رمضان ہائے

ترجمہ : ہائے ادب! مستان کو بدہ نوشی سے روکنے کا فتویٰ ناگل ناگام ہو جائے گا یہاں تو ماہ رمضان میں جمعہ کی رات کا چاند بن کر سامنے آئے گا۔ ایک ترجمہ یعنی چھٹی کائنات پر حسین محبوب کا مہر ہو گا اور وہ چاند رات ہو گی تو اس صورت میں کون ایسا بادہ نوش ہو گا کہ

کسی بدو نوشی سے روکنے کے خوشی کی پروا کرے گا۔ غالب شب بہتاب میں کسی نہ کسی بہانے شراب پیتے ہیں :

ہاں جس قدر طے شب متاب میں شراب اس بلقی مزاج کو گرمی ہی اس ہے
با داور ناگفتہ شنو رفت حواست دروے کہ بہ گفتش نہ پذیرفت گراں ہائے
نعت : داور ناگفتہ شنو : ایسا مصنف جو بغیر کے فریاد میں لیتا ہے۔ گراں : بوجہ۔

ترجمہ : اس داور ناگفتہ شنو کے ساتھ تھیرے حوالے سے بات ہوئی ہے، بالقی اس سے اپنے ایسے دکھ درد بیان کئے ہیں جن کے بیان کرنے کو اس نے گراں نہیں پایا۔ شعر یکہ واضح نہیں ہے۔ صوفی مروجہ نے ”داور“ کی بجائے ”یادآور“ لکھا ہے جس کا یہاں کوئی مقام نہیں بنتا۔ مگر ترجمہ غیر ہر شکل گول کر دیا ہے، صرف شعر نقل کیا ہے۔

ازدخت و سر چشمہ کوثر چہ کشاید خوں گشتہ دل و دیدہ خوباہ فشاں ہائے
نعت : چہ کشاید : کیا کھلے گا کیا نازکی لے گی۔ خوں گشتہ دل : خون ہوا دل۔ خوباہ فشاں : خون کے آنسو بہانے والی۔

ترجمہ : بھلا غم محبت میں میرے خون شدہ اس دل اور خون کے آنسو بہانے والی آنکھوں کو دخت اور چشمہ کوثر سے کیا حاصل ہو گا انہیں وہاں کیا نازکی میرا آنے کی، انہیں ”س“ ہائے کچھ بھی میرے نہ آئے گا۔ یعنی عاشق کے لئے تو محبوب کا قرب ہی سب کچھ ہے، وہاں میرے نہیں آئے گا۔

در زمزمہ از پردہ و خنجر گدشتیم رامنگری شوق بہ آہنگ فغاں ہائے

نعت : زمزمہ : وہ جگہ (ذہنی کیفیت) جہاں آتش پرست بھی لے میں گاتے ہیں۔ پردہ : سر۔ لے۔ رامنگری : نغمہ سرائی۔ پردہ و خنجر : سرکل۔ گدشتیم : ہم گزرتے گئے یعنی بے نیاز ہو گئے۔

ترجمہ : محبت کا زہر لگتے ہوئے ہم سرکل سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ عشق و محبت کی نغمہ سرائی فریاد و فغاں ہی کی لے اور سر میں ہوتی ہے۔ ہائے : گویا عاشق کے لئے اسی فریاد و فغاں میں لگنے کی ہی قدرت ہے۔

سیماب تنے کز رم برق است نمواش گردیدہ مرا مایہ آرامش جاں ہائے

نعت : سیماب جڑ : جس کے جسم میں پارے کی سی بے قراری ہو۔۔۔ رم برق : بجلی کی سی تیزی۔ نمواش : طغیان، طبعیت، فیر۔۔۔ مایہ : آرامش جان، جاں کے سکون و آرامش کا سہیلہ، دوسیلہ بنا ہوا ہے۔ ہائے : رم

ترجمہ : وہ سیماب تنے محبوب، جس کے فیری میں برق رانگہری ہے، میری جان کے سکون و راحت کا سہیلہ دوسیلہ بنا ہوا ہے۔ ہائے : رم اور آرامش میں صحت خدا ہے۔

غالب بدل آویز کہ درکار کہ شوق نقشے ست دریں پردہ بعد پردہ نمواں ہائے

نعت : بدل : توجہ دل سے لپٹ جا۔ کار کہ شوق : عشق کا کارخانہ۔۔۔ دریں : اس میں، جہاں اس دل میں۔۔۔
ترجمہ : اے غالب! تو اپنے دل سے لپٹ جا، کیونکہ اس کار کا عشق و محبت میں، اس دل میں بیکچوری پردوں کے اندر پردے میں اپنا درد ایک عقل نمواں ہے۔ ہائے یعنی دل ایک فراخ ہے جس کے اندر عشق و محبت کے اسرار پوشیدہ ہیں۔ ایک عقل سے مراد محبوب عقلی ہے۔ جو دل کی گمراہی میں چھاپا بیٹھا ہے۔

غزل # 19

زاہد کہ دمہد چہ و عراب کبائی؟ عید است و دم صبح سے تپ کبائی؟
 لغت : کہ : کون ہے۔۔۔ چہ : کیا ہے۔۔۔ کبائی : تو کس ہے۔۔۔

ترجمہ : زاہد کون ہے؟ اور دمہد کیا ہے، اور عراب تو کس ہے، یعنی صواب کس کی؟ اگر اُنہیں کون جانتا ہے۔۔۔ عید کا دن ہے، صبح کا وقت ہے۔۔۔ اے غافل شراب تو کس ہے؟ یعنی عید کے دن تو تم کھل کر شراب پیتے۔۔۔ آج عراب و مسجد کی بات چھوڑو۔

دریا ز حباب آبلہ ہائے طلب تست نور نظر، اے گوہر ثیاب، کبائی؟
 لغت : آبلہ : چھلا۔۔۔ گوہر ثیاب : وہ موتی جو نہ ہوتا ہو یعنی بہت نادر و قیمتی موتی۔۔۔ حباب : چلیے۔۔۔

ترجمہ : تیری طلب و خواہش میں سمندر کے پانیوں میں ابلوں کے چھالے پڑ گئے ہیں۔۔۔ اے میرے نورِ نظر اور میرے گوہرِ ثیاب! تو کس ہے؟ محبوب سے غلط ہے سمندر اور حباب کے حوالے سے اپنے محبوب کو گوہرِ ثیاب کہنا ہے۔ اس لحاظ سے یہ صنعت براۓ الاحتمال ہے۔ یعنی شعر میں چند ایسی چیزوں کا ذکر کرنا جن کا آپس میں تعلق ہو حباب اور دریا اور گوہر۔

بوسے گل و خیمہ نسزد کلبہ مارا صرصر تو کبار فقی و سیلاب کبائی؟
 لغت : نسزد : لائق نہیں ہے۔۔۔ کلبہ : بھونپڑی۔۔۔ صرصر : طوفانی ہوا آنے لگی۔۔۔

ترجمہ : ہمارے بھونپڑی (مجموعہ) خانہ اچھوٹوں کی خوشبو اور خیمہ کے لائق نہیں ہے اس میں یہ چیزیں نہیں سمجھیں۔ اے طوفانی ہوا تو کس بجلی لگی ہے اور اے سیلاب تو کس ہے؟ یعنی ہمارے غم تلے کو ان چیزوں کی ضرورت ہے تاکہ وہ اسے اُٹا دے اور ہالے جائیں۔

حشر است و خدا داور و ہنگامہ پیاپیاں اے شکوہ بے مری احباب، کبائی؟
 لغت : داور : منصف، انصاف کرنے والا۔۔۔ ہنگامہ پیاپیاں : ہنگامہ ختم ہونے والا ہے۔۔۔

ترجمہ : حشر یعنی قیامت برپا ہوئی، خدا اے داور کی عدالت منصف ہوئی اور یہ ہنگامہ بھی اب گویا ختم ہونے کو ہے۔ احباب یعنی دوستوں و عزیزوں کی بے مری کے شکوے تو کس ہے؟ مطلب یہ کہ زندگی میں تو ان سے یہ شکوہ نہ کر سکتے اور اب روزِ قیامت خدا کے سامنے یہ بات ی زبان پر نہیں آسکی۔ بے مری احباب کا شکوہ ہر کسی کو ہے۔ چنانچہ بقول سعدی:

کس نیا وقت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرو
 حقیقہ باند مری!

دیکھا جو کہا کے تیر کہیں گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی
 خود بقول غالب!

کموں کیا خوبی اوضاع ایتاے نہاں غالب بدی کی اس نے جس سے کی تھی ہم نے بار بار ہانگی
 غالب ہی کے بقول!

گر دہم شرح شمعائے عزیزاں غالب رسم امید تہا ز جہاں بر خیزد
 بیلور شلو غلرا!

جہاں میں اور تو اڑتے ہیں غیر سے، لیکن نظر رہے ہے مجھے آشنا سے خوف و خطر
جاننا غالب یا صاحب نے صوبی ہمت کی ہے :

مرا ز روز قیامت غمے کہ بہت نیست کہ روے مردم عالم دوبارہ باید دید
آں شور کہ گرداب جگر داشت، ندارد اے تخت دل غرق بخواب کھائی؟
نعت : خود مراد ظون کے چھیلے، ظالم۔ گرداب: بہنور۔

ترجمہ : وہ ظالم جو جگر کے بہنور میں ہوا تھا اب نہیں رہا۔ اے خون میں ڈوبے ہوئے دل کے نگار تم کہیں ہو۔ مطلب یہ کہ جب تک
جگر میں خون کا جوش رہا تھا خون کے آنسو بہا رہا۔ اب جوش ختم ہونے سے اس کا صرف بجا ہوا دل خون میں چاہے۔
با گری ہنگامہ خواہش نہ شکیم آتش پہ شیش زوم اے آپ کھائی؟
نعت : نہ شکیم: مجھے میر نہیں آتا۔ شیش: خواب گاہ۔ آپ: پانی مراد محبوب۔

ترجمہ : خواہشوں کے جھوم کی گری سے مجھے میرد سکون میر نہیں ہوا۔ میں نے اپنی خواب گاہ کو آگ لگا دی۔ اے پانی تو کہیں ہے۔
مطلب یہ کہ عاشق اپنے محبوب کے انتظار میں اپنی خواب گاہ کو جھلے بجھا دیا۔ شوق کی گری نے آگ بجھائی جس سے سہلا کا سا مل جل
کیا اب وہ محبوب سے (جسے پانی کہا ہے) کہتا ہے کہ اب تو آ جا تاکہ یہ آگ بجھادی ہو۔
چوں نیست شک سائی اشکم بہ فغانم کالے روشنی دیدہ بخواب کھائی؟

نعت : شک سائی: شک لگ گیا۔ بہ فغانم: میں فغان میں ہوں، یعنی فریاد کر رہا ہوں۔

ترجمہ : اب جب میرے آنسوؤں میں وہ چمکی سی چھلکی نہیں رہی تو میں فریاد و فغان کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ اے میری بے خواب
آنکھوں کی روشنی تو کہیں ہے؟ گویا آنسوؤں کی چھلکی عاشق کی آنکھوں کے لئے روشنی تھی۔ محبوب کے دھڑلے یاد میں وہ رات رات بھر
جاگ کر آنسو بہا رہا۔ اب یہ کیفیت ختم ہو چکی ہے۔

نواہی اجڑاے نفس دیر ندارد ازل نہ دی، داغ جگر تپ کھائی؟

نعت : نواہی: غصے، لگایا، غوطہ دہی۔ نہ دی: تو ابھر نہیں رہا۔ نفس: سانس۔ جگر تپ: جگر کو روشن کرنے والا۔

ترجمہ : سانس کے اجڑا میں غوطہ لٹی کرتے رہے نہیں تھی۔ اے جگر کو روشن کرنے والے داغ تو دل سے ابھر کر نہیں آ رہے تو کہیں ہے؟
یعنی سانس کا سلسلہ دیر تک چلتے رہا نہیں ہے، داغ کو دل سے ابھر کر باہر آکا چاہئے تھا لیکن جب ایسا نہیں ہوا تو پھر داغ جگری باہر آکر چاہے
اثر دکھائے۔ نفس کی کہانی اب نہیں ہو رہی۔

شورے ست نوا ریزی تار نفسم را پیدا نہ ای، اے جنبش مضرب کھائی؟

نعت : شور: چڑی، شور مچا، غصے، ابرو۔ پیدا نہ ای: تو ابھر رہا نہیں ہے، نظر نہیں آ رہی۔ جنبش مضرب: مضرب کا ساڑے
تاروں کو ہلچل کرتے (دھارنے کا عمل)۔

ترجمہ : میرے سانس کے تاروں میں سے غصے کا شور اٹھ رہا ہے۔ میرے اسی ساڑے کے تاروں کو ہلچل کرتے دھارنے والی مضرب تو ظاہر
نہیں ہو رہی (نظر نہیں آ رہی) تو کہیں ہے؟ مراد یہ ہے کہ دل سے درد بھری آواز ہی بلند ہو رہی ہیں۔ دل گویا ساڑے سے جسے مضرب یعنی
محبوب نے ہلچل کر رکھا ہے لیکن وہ خود کیس نظر نہیں آ رہا۔

بختلے بہ گوسلہ پر سناں بدینضا غالب بہ خن صاحب فر تپ کھائی؟

لفت : گوسالہ پر حمل : گائے کے چمڑے کی پوجا کرنے والے، سامری، والے گوسالہ کی طرف اشارہ ہے۔۔۔ یہ بڑا روشن ہاتھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مجرور قہر وہ عیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو وہ روشن ہو آس سے وہ ہر طرح کے محدود فیہ کا کارڈ کرتے۔ صاحب فرمایا: ہندو مرتبہ۔۔۔

ترجمہ : اے صاحب! ذکر شعرو شاعری میں ہندو مرتبہ ثابت ہوا ہے، تو کہیں ہے؟ اور ان گوسالہ پر حملوں (امراؤں) سے شعرا کو اپنا بیڑا یعنی کام (کھا) تاکہ ان کے کام کی بے اہمیتی ثابت ہو جائے۔ گوسالہ سامری سے متعلق ایک جگہ وضاحت کی جا چکی ہے۔

غزل #20

دل کہ از من مر ترا فرجام تنگ آرد ہی بر سر راہ تو ہائوشم بنگ آرد ہی

لفت : فرجام: انجام، حقیقت۔ تنگ: ہدی، رسول۔۔۔ ہائوشم بنگ آرد: مجھے خود سے لڑنا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا دل جو آخر کار میری رسولی و ہدائی کا باعث بن رہا ہے، جب میں میری طرف آ رہا ہوں تو ہی دل مجھے خواہنے آپ سے لڑتا ہے۔ عاشق کا محبوب کی نگاہ میں جلتا اس (محبوب) کی رسوائی کا باعث ہے، لیکن عاشق جب پھر بھی اور حرج ہو تا ہے تو اس کا دل اسے برا بھلا کہتا ہے۔ یعنی تو تو سر کیوں جا رہا ہے۔

بچہ نازک اور لعلش را نگارے دیگر است خون کند دل را نشت آنکہ پھنگ آرد ہی

لفت : نگارے: ایک یا خاص سرئی۔۔۔ نشت: پہلے۔۔۔

ترجمہ : اس کے نازک اور لعلش کی سرئی، آرائش کے لئے نہیں ہے، بلکہ وہ کچھ اور ہی ہے۔ (وہ اس طرح کے اپنے) عاشق کا دل خون کرنا ہے۔ میرا دل بھی میں لے لیتا ہے (تو یہ وہ سرئی ہے) کہ گویا اس سے پہلے کہ وہ کسی کا دل سولے اس کے دل کی حالت ٹیڑھ ہو جاتی ہے۔

بوسہ گر خواہی بدیں تنگی بہ پیچید تنگ تنگ عذر اگر باید مستی، رنگ رنگ آرد ہی

لفت : تنگی: خوشی۔۔۔ بہ پیچید تنگ تنگ: بہت سی پیچیدہ تنگ کھانا ہے۔۔۔ رنگ رنگ: طرح طرح کے۔۔۔

ترجمہ : اگر تو اس سے بوسہ طلب کرے، تو تمام تر خوشی کے پادشاہ وہ بہت سی پیچیدہ تنگ کھائے گا ہے اور اگر اسے مستی میں کوئی عذر بھی پیش کرنا پڑے تو وہ طرح طرح کے عذر پیش کرنے لگے گا۔ گویا وہ نہیں چاہتا کہ عاشق اس کے نزدیک آئے۔

آنکہ جوید از تو شرم و آنکہ خواہ از تو سر تقویٰ از میخانہ و داوا از فرنگ آرد ہی

لفت : جوید: تلاش کرنا، طلب کرنا ہے، توقع رکھنا ہے۔۔۔ داوا: انصاف۔۔۔ فرنگ: انگریز۔۔۔

ترجمہ : وہ جو تجھ سے کسی شرم و حجاب کی توقع رکھتا ہو جو تجھ سے محبت کا طالب ہو تا ہے، وہ گویا بھلائے سے تجھ سے دیکھ بھار کی اور فرنگ سے انصاف کی توقع رکھتا ہے۔ یعنی جس طرح بھلائے میں تقویٰ کا طالب ہونا باطل محسن نہیں اور انگریز سے کسی انصاف کی قطعاً توقع نہیں اسی طرح تجھ (محبوب) سے شرم اور محبت کی توقع رکھنا محسن نہیں۔

بازوے تیغ آزمائے داشتی، انصاف نیست کز تو ختم مژدہ زخم خدنگ آرد ہی

لفت : بازوے تیغ آزمائے: تمہارا آزمائے والا بازو۔۔۔ خدنگ: تیر۔۔۔

ترجمہ : تیرا ہاتھ تو کمزور کی آزمائش کرنے یعنی چلانے والا ہے۔ میرے اضعاف نہیں ہے کہ تیری طرف سے میرے فیصیح کو تیرے کے زخم کی خوشخبری ملے۔ لیکن جب تو کمزور چلا سکتا ہے تو میرے تیرے کیوں زخم لگائے؟ کمزور کا زخم لگا کہ مجھے لذت بھی حاصل ہو۔

گزشتہ دور جنگی دہان دوست، چشم و دشمن است ازچہ روز بر کام جویاں کارنگ آرد بھی
لغت : ازچہ روز تو پھر کس لئے۔۔۔ کام جویاں : کام جو کی جمع، آرزو حاصل کرنے والے، خواہشمند، آرزومند یعنی مشتاق۔۔۔

ترجمہ : اگر دوست (محبوب) کا دہان اپنے نگہ ہونے کے باعث دشمن کی آنکھ کی طرح نہیں ہے (وہی انگ نہیں ہے) تو پھر کس لئے وہ اپنے آرزو مندوں (دشمنوں) کی خواہشات پوری کرنے میں تگلی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ دشمن کی نگہ چشمی اور محبوب کی نگہ دہانی مشہور ہے اسی حوالے سے "کارنگ آرد" استعمال کیا ہے۔ محبوب کے دہان نگہ کو دیکھ کر کہا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ دہان ملول کرنا ہے۔ بقول فرید الدین عطار نیشاپوری :

کے تو اں گفت از دہان تو سخن زانکہ صورت نیست آن جز معنوی

انجربہ دہان کے بارے میں یہ گھر کہہ کا جا سکتا ہے کہ وہ تو محض ایک معنوی صورت ہے، یعنی انجانگ ہے کہ نظر نہیں آتا۔

تا در آں کیفیت شوم پیش شیداں شرمسار رنجود و بیوہ در قلم درنگ آرد بھی

لغت : اں کہتہ : وہ دنیا، آخرت۔۔۔ رنجود : دکھانا ہے۔۔۔ درنگ آرد بھی : دریا تاخیر سے کام لیتا ہے۔۔۔
ترجمہ : وہ اس خیال سے کہ اس دنیا آخرت میں شیداں یعنی عاشقوں کے سامنے مجھے شرمندگی سے دوچار ہو جائے، مجھ سے گزراور میرے قلم میں لے نہی (نہی) تاخیر سے کام لے رہا ہے۔

خواہم در بند خویش، اما بفرجام بلا حلقہ دام من از کام رنگ آرد بھی

لغت : خواہم : وہ چاہتا ہے مجھے۔۔۔ بفرجام : آخر کار۔۔۔ کام رنگ : گھر کا مصل۔۔۔

ترجمہ : وہ مجھے اپنی قید میں رکھنا چاہتا ہے لیکن آخر کار سبیت میں وہ میرے (جائزے) کے لئے اپنے چل کا مصل گھر کے مصل سے نکال دیتا ہے۔ ظاہر ہے گھر کے مصل میں ہو، بہت ہی مصیبت ہے، اسی لئے محبوب نے عاشق کے لئے اس کا مصل دام بنا دیا ہے۔

ہم چنل در بند سلمان مرادش گئے گربچہ شیشہ بخت از دوست سنگ آرد بھی

لغت : ہم چنل : اس طرح۔۔۔ گئے : گئے، یعنی ختم، میں خیال کروں گا میں کہوں گا۔۔۔

ترجمہ : اگر میرا عقیدہ محبوب کی جانب سے میرے لئے شیشے کی بجائے پتھر لے آئے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی میرے محبوب کی آرزوئی کے مصلے کی ایک کڑی ہے۔ گویا محبوب کی طرف سے پتھر بھی میرے لئے بہت کچھ ہے۔ گویا "ہرچہ از دوست رسوا خوب است" یا یہ کہ :

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

چشم نلقے سرمد جوے و روے غالب در میاں در رہش اندیشہ با بدم چنگ آرد بھی

لغت : سرمد جوے : سرے کی غالب سرے کی خواہشمند، سرے کی تلاش میں۔۔۔ بلام : ہوا کے ساتھ مجھے۔۔۔ چنگ آرد : لڑنا ہے۔۔۔
اندیشہ : خیال، تصور۔۔۔

ترجمہ : بہت سے لوگوں کی آنکھیں سرے کی تلاش میں ہیں اور غالب کا چہرہ در میان میں ہے، اور در میان میں کڑا ہے اس دوست کی راہ میں پٹے پتے میرا تصور و خیال مجھے ہوا سے لڑنا ہے۔ ہوا چلنے سے گرد لڑتی اور آنکھوں میں پڑتی ہے۔ چنانچہ محبوب کے کوچے کی گرد

اس کے چاہنے والوں کی آنکھوں کے لئے سرمہ ہے۔ غالب کو ہوا پر فخر آ رہا ہے کہ وہ یہ مٹی کیوں اڑا رہی ہے جو دوسروں کی آنکھوں کا سرمہ بن رہی ہے، جبکہ یہ مٹی اس کے چہرے پر چڑی چاہئے۔

غزل "21"

دیدہ در آنکہ نمود دل بہ شمار دلبری
دو دل سنگ نگر و قص بیان آذری

لغت : دیدہ: دور، بصیرت والا۔۔۔ نمود: دل، چہرہ، دل رکھے، تصور کرنے لگے۔۔۔ نگر: دیکھے۔۔۔ بیان آذری: آذر کے تراشے ہوئے
معنی: آذر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچا ہوا اپنے دور کائنات پر بہت تراش اور بہت پرست تھا، آذری، اُس کے ساتھ ہے، اُس کے ساتھ جیسا کہ صوفی مرحوم کی کتاب میں ہے، غلط ہے کیونکہ آذر، ذہل کے ساتھ، یعنی آگ ہے۔۔۔

ترجمہ : صاحب بصیرت و نظر وہی ہے کہ جب وہ دلبری و محبت کا تصور ذہن میں لانے لگے تو اسے چہرے کے اندر اپنی دل میں ابھی بیان آذری رقص کرتے ہوئے نظر آئیں۔ گویا صاحب بصیرت کو چہرہ اس سے بہت تراشے جاتے ہیں یا میں بھی بہت نظر آتا ہے، ہر چہرے کے حسن کی علامت بنتا ہے۔ اس طرح گویا ہر چہرے میں اپنا ایک حسن ہے۔ یا کائنات کی ہر شے میں اپنا ایک حسن ہے۔

فیض نتیجہ ورع از سے و لغو باقیم
زہرہ ماہرین افق دادہ فروغ مشتری

لغت : ورع : پرہیزگاری، تقویٰ۔۔۔ زہرہ: ایک ستارہ ہے، دھماکے بھی کتنے ہیں، روایت کے مطابق یہ قدم شریعت کی ایک صفیں دھماکے تھے جس پر وہ فرشتے ہر وقت اور ہر وقت حاضر ہو کر خطاب افق کا فخر ہوئے، انہیں چاہے بل میں اٹا لٹکا دیا گیا اور وہ دھماکے آسمان کا ستارہ بن گئی۔ مشتری: ایک مہارک ستارہ جو چھنے آسمان پر ہے۔۔۔

ترجمہ : ہمیں سے و لغو سے وہی فیض حاصل ہوا جو پرہیزگاری و زہد سے حاصل ہوتا ہے۔ اس افق پر ہمارے ستارہ زہرہ نے مشتری کی سی چمک اور روشنی دی۔ سے و لغو کو افق کہا ہے اور فیض کے لئے مشتری کا ستارہ استعمال کیا ہے۔ یعنی سے و لغو کی عقل ہمارے مقدور ہے۔

تا نبودہ لطف و قہر، پنج بہانہ درمیاں
شکر گرفت نارسا شکوہ شمرہ سرری

لغت : لطف و قہر: کرم اور خطاب۔۔۔ نارسا ہے اثر۔۔۔ شمرہ: سمجھا، سمجھتا ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ ذات ہادی اللہ شکر کو بے اثر چلاتا اور شکوہ کو سرری یعنی بے جا سمجھتا ہے، تاکہ اس کے کرم اور خطاب کے لئے کوئی بہانہ یعنی باعث و سبب درمیان میں نہ رہے۔ مطلب یہ کہ خداوند کریم کی ذات اقدس بے نیاز ہے، اس کے کرم اور قہر کو کوئی سبب نہیں ہے۔

اے تو کہ پنج ذرہ را جزیرہ تو روے نیست
در طلبت تو اس گرفت باوید را بہ راہری

لغت : روے نیست: توجہ نہیں ہے، مرغ نہیں ہے۔۔۔ در طلبت: تجھے طلب کرنے میں، تجھے تلاش کرنے میں اس سے پہلے شعرا اس شعر اور اگلے اشعار میں خدا سے خطاب ہے۔۔۔

ترجمہ : تیری ذات، وہ ذات ہے کہ اس کائنات کے ہر اُسے کا رخ مجھے سوا اور کسی کی طرف نہیں ہے۔ تیری تلاش کے لئے خود بیاباں سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ یعنی بیاباں زہدوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ گویا کائنات کی ہر ہر شے میں اس کا جلوہ کار فرمایا ہے۔ اسے دیکھنے کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے۔ بقرآن سعدی!

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر دوسرے دفتر بہت معرفت کردگار
ہر کہ دل است در برش، داغ تو رویدش ز دل تا چو بد بگرے دہد باز بری بدآوری
نعت : در برش اس کے سینے میں۔۔۔ رویدش ز دل اس کے دل سے ابھرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : جس کسی کے بھی سینے میں دل ہے، ہماری محبت کا داغ اس کے دل سے اپنے آپ ابھرتا ہے، چاہے اگر وہ کسی اور کو دل دے بھی دے تو تو دعویٰ کرے اس سے واپس لے لے۔ گویا انسان اگر کسی اور طرف لپکا ہوا محب کی طرف ہانک ہو جائے تو آخر کار اسی کی طرف حجب ہو جاتا ہے۔ ہمارے حقیقت کی طرف رخ کرتا ہے۔ صوفیائے ہمارا حقیقت کا مل قرار دیتے ہیں۔ "ہمارا حلقہ حقیقت"
بس کہ یہ فن عاشقی غیرت غیر جاں گزراست با تو خوشم کہ جز تو نیست روے ہر کہ آوری

نعت : جاں گزراست: جاں کو کاٹنے والی ہے، جاں کا دو گ ہے۔

ترجمہ : عاشقی کے طریق غیر کا رشک بہت جاں گزا ہوتا ہے۔ میں تجھ سے خوش ہوں کہ تو کسی کی طرف بھی رخ اور توجہ کرے تو وہ صرف ہماری ہی ذات ہو گی اور کوئی نہیں ہو گا۔ اس میں وحدت الوجود کی بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ خدا کے خلق میں اس کے کسی شریک کا تصور ناممکن ہے۔ کائنات کا ہر وجود اسی کا وجود ہے۔ یعنی صرف اسی کا جلوہ کار فرما ہے۔

رشک ملک چہ دچا چوں بتو رہ نمی برد پیسہ در ہواے تو ی پرو از سبک سری
نعت : چہ دچا کیا ہے اور کیوں۔۔۔ پیسہ بیسویہ، فضول، بے فنی، بے فائدہ۔۔۔ سبک سری: اوچھاڑی، کم حوصلگی، چہ: کیا ملک نام لارل پر زبیر فرشتہ۔۔۔

ترجمہ : فرشتے کا رشک کیا اور کیوں؟ غلط اور فضول بات ہے، چہ تک اس (فرشتے) کی تجھ تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ ہماری خواہش میں اپنی سبک سری کی بنا پر، خود بخود اڑ رہا ہے۔ فرشتوں کے پر ہوتے ہیں، اسی لئے کہا کہ وہ خود بخود اڑتا ہے۔

حیف کہ من بخوں نیم روز تو خن رود کہ "تو اشک بدیدہ شمری نامہ بہ سینہ بگری"
نعت : حیف: افسوس۔۔۔ بخوں: مجھ، طوں میں رہا ہوں۔۔۔ روز تو خن رود: تیرے بارے میں یہ کہا جاتا ہے۔۔۔ شمری: تو کتنا ہے۔۔۔

ترجمہ : افسوس کہ میں تو خن میں رہا ہوں اور تیرے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ تو انسان کے آنسوؤں کی آنکھوں میں من لینے اور اس کا جلوہ فرما داس کے سینے میں دیکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظائری مشقت میں سے یہ دو مشقت ہیں۔ طیم: جست جانتے دلدادہ اور مسیر: جست دیکھنے والا۔ مطلب یہ کہ ہماری ذات تو ہرچیز اور ہر بات اخلاص و دل کی بنا پر ہی طرح دیکھنے اور جاننے والا ہے۔ ہماری ہمت شکنیوں کا یہی طرح شمار ہوں۔ گویا میری طرف توجہ فرما اور ان غموں و دکھوں سے مجھے بہت داد۔

کوثر اگر بمن رسد خاک خورم زبے نمی طوئی اگر زمن شود بیمہ کشم زبے بری
نعت : بیمہ کشم: میں ایچہ من جانوں۔۔۔ بے بری: بے شرمی، بھل نہ رہا۔۔۔

ترجمہ : اگر کوثر جنت کی عری اچھ تک پیئے تو میں اس کی بے فنی کے باعث اسے خاک سمجھ کر پھاںک لوں۔ اور اگر طوئی (جنت کا ایک درخت) ایچہ رہ جائے تو اس کے بے شرمی کے کی بنا پر میں اس کا ایچہ من جانوں۔ گویا شمع کے لئے کوثر و طوئی کی کوئی اہمیت نہیں ہے، یا اسے ان سے کوئی دلچسپی اور خواہش نہیں ہے۔

درد ترا بوقت جنگ قلعہ تمنتی فکر مرا بر سر زنگ آئینہ سکندری

لغت : قاصد، قصصی، قصص کا دستور، اعجاز، قصص، امیون کے مشورہ پہلو ان رحیم کا لقب، احم، طاقتور، حق، جسم یعنی طاقتور جسم والا،
ذکورہ۔۔۔ آئینہ سکھری: اس سکھری کو پانی کا آئینہ کہتے ہیں سب سے پہلے اس نے لوہے سے آئینہ بنایا تھا۔۔۔

ترجمہ : حیران و حاشیوں سے جنگ کے موقع پر رحیم قصص کا سا اعجاز رکھتا ہے، یعنی اس میں جی تو پانی ہوتا ہے، جبکہ میرا شعری فکر اس کے رنگ کے لیے آئینہ سکھری کی مانند روشنی اور چمکتا ہے۔ محبوب حقیقی سے اپنی بے حد وابستگی اور اس حوالے سے اپنے شاعرانہ افکار کو بے حد روشنی مٹاتا ہے۔ درد کو گواہ رنگ ہے اور فکر آئینہ سکھری، اس رنگ کے لیے شاعرانہ افکار روشنی ہیں۔ اساطیری تصویلات سے احتیاط کیا ہے۔

ضمیمہ از گداڑ دل در جگر آتش چہ بیل غلب اگر دم خن رو خمیر من بری
لغت : ضمیمہ، یعنی ام، دو ٹوٹے دیکھے گئے۔

ترجمہ : اسے غلب اگر شعری تخلیق کے وقت میرے خمیر تک تیری رسائی ہو تو تو دیکھے گا کہ میرے دل کے گداڑ کے سبب میرے جگر میں آگ کا ایک طوفان برپا ہے، آگ خوب بھڑک رہی ہے۔ یعنی شعر کتنا کوئی آسمان بات نہیں اس کے لئے دل گداڑ کہنا چاہئے :
ابو طالب بلیم!

می خیم در زیرایے فکر کرسی از سپر تابکث می آدم یک معنی بر جتہ را
دلی میری ادھر ایمان شامرا

ذخون رنگین بود چوں برگ گل اور اقا میں دفتر مصیبت بندہ دلہانت دیوانے کہ من دارم
میر تقی میر!

ہم کو شاعرانہ کو میر کہ صاحب ہم نے درد و غم کتنے کئے جمع تو دیوان ہوا
علی!

خنگ میروں تن شاعر میں لہو ہوتا ہے تب نظر آتی ہے اک مصرع ترکی صورت
خود غلب کے بقول!

حسن فروغ شمع خن دور ہے اسد پہلے دل گداخت پیدا کرے کوئی

غزل # 22

زبس کہ باتو ہر شیوہ آشنائے بہ عشق مرکز پر کار فتنہ ہائے
لغت : آشنائے: میں آگاہ ہوں۔۔۔ شے: است، ۱۴۰۰ء میں ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے ہرگز ادا دے گا کہ اس حد تک آگاہوں کہ تجھے عشق کے نتیجے میں میں فتنوں کے پر کار کامرکز بنا ہوا ہوں۔ یعنی تجھی پر ہوا ایک فتنہ ہے، اور ان سے آگاہ ہونے کی بنا پر میں فتنوں یا مصیبتوں میں گھر کے رہ گیا ہوں۔

اسید گاہ من و لہو من ہزار یکست ز رشک در صدد ترک دعائے

لفت : امید گاہ مرکز امید یا مرکز توجہ۔ نہ در حدود توجہ اور نہ در بارہاں۔۔۔
ترجمہ : میری اور میرے جیسے بڑا ہوں (عاشقوں) کی امید گاہ ایک ہی ہے۔ میں اس رنگ کے پھٹ کے اور بھی تجھ سے امیدیں اور آسپیں لگائے بیٹھے ہیں یہ اور نہ کر رہا ہوں کہ میں ترک مقصود و دعا ہی کروں۔ لیکن چونکہ اس صورت میں تیری توجہ میری طرف حاصل نہ ہو گی اس لئے صاحب بھی سمجھتا ہوں کہ تجھ سے اپنی کسی خواہش کا اظہار نہ کروں۔

خُن ز دشمن و غم ہائے ناگوارش نیست ز دوست داغِ شمسِ ناروائے
ترجمہ : دشمن (دشمن) کے ناگوار و کموں کی بات پھر اور میں تو دوست یعنی محبوب کے ناروا (ناگوار) استغاب استغاب کا جا رہا ہوں۔ یعنی رقیب سے مجھے کیا سروکار اس سے جو کہ ہو آہ ہو آہ ہے میں تو اپنی بات کر رہا ہوں کہ محبوب نے کسی قدر ناروا حکم کر کے مجھے ناروا کہا ہے۔
دستِ گویے و طامتِ صبحِ وقتہ کبیر چہ شد کہ چچ کسم بندہ خداستے
لفت : دستِ غوی بہاصل۔۔۔ صبحِ مت سوچ۔۔۔ وقتہ کبیر: ہنگامہ پیرانہ کر۔۔۔ چچ کسم: میں ناچیز ہوں۔۔۔
ترجمہ : تو اپنے علم و نور کے ابولے یا سلی کی بات نہ کر اور طامت کے انداز میں مت سوچ اورے انداز میں مت سوچ اور ہنگامے بہا نہ کر اگر میں ناچیز ہوں تو کیا ہوا آخر خدا کا بندہ تو ہوں۔ غالباً مراد یہی ہے کہ تو یہ مت سوچ کہ تجھے میرے قتل پر کوئی خون بہاؤ یا نہ گیا یہ کہ میں ایک ناچیز انسان ہوں مجھے قتل کیا کہ یہ دوسرے انسانوں کی طرح میں بھی ایک بندہ خدا ہوں اس لئے تو اپنے حکم کرانے مجھے قتل کر۔ (والہ اعلم)

بہ سرمہ غوط و ہیدم کہ در سہ مستی ز شر گینہی جیشے خُن سرائے
لفت : غوط و ہیدم: قریب غوطہ دو۔۔۔ خُن سرائے: میں باتیں کے جا رہا ہوں۔۔۔
ترجمہ : میں بد مستی کی حالت میں کسی کی شرعی آنکھوں کے حلق باتیں کے جا رہا ہوں، تم مجھے سرمے میں غوطہ دو (اناکہ میں چپ ہو رہا ہوں سرمہ لگایا جائے تو اس سے گلا خراب ہو جاتا ہے اور آواز لگانا مشکل ہو جاتی ہے) اسی لئے اناکہ مجھے سرمے میں غوطہ دو۔ مطلب یہ کہ اس عمل سے میں چپ ہو جاؤں گا اور کسی کی شرعی آنکھوں کا راز چھپا رہے گا۔

ستم نگر کہ بدیں بخت تیرہ اسے کہ مرآت زہر فرق عدو سایہ ہائے
لفت : بخت تیرہ: تاریک بخت، بد نصیبی۔ فرق عدو: دشمن کا سرمہ۔ سایہ: فرضی پردے، تلوی کا سایہ جو مہرک سمجھا جاتا ہے۔۔۔
ترجمہ : ذرا ستم ملاحظہ ہو کہ میں اپنی تمام تر تیرہ بختی کے باوجود دشمن کے سرمے کے لئے انکا سایہ بنا رہا ہوں۔ مطلب یہ کہ میں خود تو بد نصیب ہوں لیکن اپنے دشمن کے لئے خوش نصیبی کا مٹا ہوں اور یہ امر ایک طرح سے بڑا ستم ہے۔
چگونہ ننگ تو ائم کشیدنت بکنار کہ باتو در گلہ از حلی قبائے
لفت : چگونہ: کس طرح۔ کشیدنت: تجھے کچھ نہ تھے بھینٹا۔۔۔ غلی: تیرا ننگ لباس۔۔۔
ترجمہ : میں تجھے اپنی آغوش میں بھلا کر دراز رکھا سے بھینچ سکا ہوں کہ تجھے تو میری غلی تیرے گھر ہے۔ یعنی تیرے پہلے ہی تجھے خست بھینچ رکھا ہے۔

نہ کردہ وعدہ کہ بر عاجزاں بختاید؟ امیدِ خُج فغاں ہائے ناروائے
ترجمہ : کیا اس نے (ذاتِ خداوندی نے) ایہ وعدہ نہیں کر رکھا کہ وہ عاجزوں کو بخش دے گا۔ چنانچہ اسی بنا پر میں اپنی بخشش کے بارے میں آس لگائے ہوئے ہوں اور الگ بہت کہ میری فریاد و فغاں بے اثر ہے۔

پلوہ داغ خودی از رواں فروشت ہلاک مشرب رندان پارسا تے
 لغت : فروشت، دھواڑا ہے۔ ہلاک تھے: میں قربان ہوں، میں قربان جان، داری جانوں۔ خودی: تکبر، غور، رعونت۔ مشرب: مسک۔

ترجمہ : میں رندان پارسا کے اس مسلک کے داری چٹن کے انہوں نے شراب سے اپنی روح سے خودی کا داغ دھواڑا ہے۔ گویا ان ذہنی رہنماؤں یعنی نام نہاد طاؤں کے برعکس جو رعونت و تکبر میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور نہ تو اگرچہ شراب پیچا ہے، کہیں زیادہ پارسا ہے کہ اس میں رعونت نہیں ہے۔

بہ ہرزہ ذوق طلب می فزاید غالب کہ بار در کف و آتش بزیبا تے
 لغت : بہ ہرزہ: بے کار، فضول۔ می فزاید: ہم کا فضل، ذوق طلب سے ہے، بڑھ رہا ہے۔ بار در کف: ہاتھ میں ہوا، غل، ہاتھ، پیکار، قسم کی سنی، دوش۔ آتش بزیبا: پاؤں کے پچے آگ، انتہائی بھڑکاری۔
 ترجمہ : اے غالب! میرا ذوق طلب فضول بڑھ رہا ہے، جب کہ صورت حال یہ ہے کہ میرے ہاتھوں میں ہوا ہے اور میں آتش زبیا ہوں۔ یعنی میری کو فضول، پیکار، قسم کی ہے، جس کے سبب میں غل، ہاتھ ہوں اور انتہائی بھڑکاری کا شکار ہوں۔

غزل #23

دلہ درنگ از پلوے داغ سینہ آہستے بر آتش پارہ اے چھیدہ لٹے از کباہتے
 لغت : سینہ لٹتے: سینے کو جھانے والا ہے۔ چھیدہ: پکاوا ہے۔
 ترجمہ : میرے پلوے ایک داغ ہے جس کے سبب میرا سینہ آگ میں جل رہا ہے اور میرا دل اس داغ کی وجہ سے عجب رہا، زخمی کر رہا ہے، گویا صورت حال ایسی ہے کہ میرا دل ایک طرح سے کباب کا ایک ٹکڑا ہے جو آگ سے پکاوا ہو چکا ہے، جل رہا ہے۔ داغ یعنی محبت کا داغ۔
 بہارم دیدن و رازم شنیدن بر نمی آید نگہ تکویدہ خونست و دل تا زہر آہستے
 لغت : بہارم: میری بہار۔ بر نمی آید: بدداشت نہیں کر سکتی، تب نہیں لا سکتی۔ زہر: چم۔
 ترجمہ : میری بہار بہت بدداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی فتنہ دیکھے اور نہ میرا دل اس امر کی تاب نہ لے سکتا ہے کہ کوئی فتنہ اپنی کسی بدگوشی ہو۔ میری نگاہیں آگوں تک خون ہو چکی ہیں اور دل بچہ تک پھل چکا ہے۔

بھوم جلوہ گل کاروانم را غبارتے طلوع نشے سے مشرق را آفتابستے
 لغت : کاروانم: میرے قافلے کے لئے۔ مشرق: میرے مشرق۔

ترجمہ : پھولوں کے گھارے کی کھڑت میرے قافلے کے راستے کا گلزار ہے، جب کہ شراب کے نشے کی تیزی (بھوم) میرے لئے مشرق سے طلوع ہونے والا آفتاب ہے۔ گلزار قافلے کے راستے میں رکھت بنا ہے جس سے قافلے کی رفتار سست چلائی ہے۔ گویا بھوم جلوہ گل مجھے آگے بڑھنے سے روکتا ہے، میں اس میں محو ہو جاتا ہوں۔ اور نشے کی تیزی کو سورج واد کوپ کی تیزی سے تشبیہ دی ہے۔

فغانم را نواے صور محشر ہم معانستے پیام را رواج شور طوقاں در رکابستے
 لغت : صور محشر: قیامت کے دن جو سگ (یا قوس) بگل، بجلا جائے گا۔ ہم معانستے: سامنے ہے۔

ترجمہ : صور محسوس کی آواز میری فریاد و فغان کی ہم وطن ہے اپنی میری فریاد میں صور محسوس کی آواز ہے۔ جبکہ سیلاب کے طغیانی کا شور میرے بیان کا ہم رنگ ہے اپنی میرے بیان میں سیلاب کا سا شور ہے۔ صور کی آواز سے سورے قبوں میں اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اسی حوالے سے اپنی فغان کی شدت کی بات اور اسی طرح بیان میں شور و طوفان کی ہی بات کی ہے۔

ز خاکم تار می روید زداغتم شعلہ می جلد رسیدی گرد راستے و دیدی اضطرابست
نعت : می روید : آتا ہے اور آتا ہے۔ می جلد : جلد ہی جلد ہی۔

ترجمہ : میری خاک سے نالے اٹھتے ہیں جبکہ میرے داغ (محبت) سے شعلے نکلتے ہیں۔ دوسرے مصرعے میں "رسیدی" اور "ویدی" واضح نہیں ہیں شاید اسی بنا پر صوفی مرحوم نے صرف شعر نقل کر دیا ہے اور ترجمہ نہیں کیا۔ رسیدی گرد راستے جبکہ دیدی اضطراب ہے۔ رسیدی کے لغوی معنی ہیں تو پہنچا اور دیدی معنی تونے دیکھا۔

خطائے سرزد از بے صبری و شرمندہ از نازم
نعت : خطائے سرزد : اچھے سے غلط ہو گئی۔۔۔ موزن : مرثیہ۔ اشتغائے قائل : قائل کی بے نیازی۔۔۔

ترجمہ : میری بے صبری اور شرمندہ "میری غلطی" جس کی وجہ سے میں تازا اپنی محبوب کے حسن ثناء سے شرمندہ ہوں کہ مجھ سے ایسی غلطیوں سرزد ہوئی۔ میرا حسرت میں مرجعاً قائل کی بے نیازی کا جواب تھا۔ یعنی قائل (محبوب) بے نیازی ہے اس سے انتہا کرنے کی بجائے حسرت ہی میں جان دے دینا میرے لئے مناسب تھا۔

و لم صبح شب وصل تو بر کاشانہ می لرزد
نعت : می لرزد : کانچا ہے۔۔۔ کاشانہ : گھر۔۔۔ دو دہا : میرے گھر کے دروازے اور چھتیں۔۔۔

ترجمہ : میرے وصل کی شب کی صبح کو میرا دل گھر کو دیکھ کر کانچا رہا ہے اور میرے در و دام بھڑکی خوشبو کی لذت کے باعث ادھ میں آئے ہوئے ہیں یعنی رقص کر رہے ہیں۔ گویا شب وصل تو قسم ہو گئی اور صبح طلوع ہو گئی لیکن اس کی لذت سے اور بستر میں محبوب کی بو خوشبو سچ میں گئی تھی اس کی بنا پر اس کا رقص کی حالت میں ہے۔

ز بے جان و دم کز ہفت روزخ یادگار ستے خوشا پا تا سرت کز بہشت گلشن انتہا بستے

ترجمہ : میرے جان و دل کے کیا کہنے ہیں کہ وہ سات روز خوں (روزخ) کے سات طبقے ہیں یا یادگار ہیں اور میرے سر پہ اس سے ہواؤں تک پورا جسم کی کیا بات ہے کہ وہ آٹھ گھنٹوں (ہفت) میں سے چٹا ہوا ہے۔ بہشت کے آٹھ طبقے ہیں۔ گویا عاشق غم محبت میں ادا جاتا ہے کہ روزخ کی آگ یاد آجاتی ہے جبکہ محبوب ادا حسین ہے کہ گویا اسے بہشت کے آٹھ طبقوں میں سے عجب کیا گیا ہے۔ بہشت اور بہشت میں صنعت عدو ہے۔

و لم می جوئی واز رشک می میرم کہ و دمستی چرا زان گوشہ اہد اشارت کامیابستے
نعت : و لم می جوئی : تو میرا دل تلاش کر رہا ہے۔۔۔ چرا زان : کس لئے۔۔۔ اشارت : ہوا اشارت۔۔۔

ترجمہ : تو میرے دل کی تلاش و جستجو میں ہے اور میں اس رشک میں مرا جا رہا ہوں کہ آخر اس مستی کی حالت میں بھی میرے گوشہ اہد کا اشارت کامیاب کیوں ہے؟ گویا عالم مستی میں بھی اس کے غور و فکر میں بڑی تیزی و کوشش ہے۔

محبت در بلا اندازہ می جوید مقابل را کنگر ہوش را مرحلوہ گل بہتایست
نعت : کنگر : ایک باریک کپڑا جو مردانیت کے مطابق ہونی میں بہت ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبت، معیت میں اپنے برابر کا امداد تلاش کرتی ہے (یعنی معیتوں سے اسے آزادی ہے کہ وہ انہیں کس حد تک برداشت کر سکتا ہے)۔ گویا اسی طرح اس کی ہوش کے لئے کل کا نظارہ، چاندنی کی مانند ہے۔ گل سے مراد محبوب ہے۔

گویم نقش و جان و دلم افسردہ ہے ساقی بدہ نوشینہ داروے کہ ہم آتش، ہم آہستہ
لغت : گویم: میرا خلق۔ افسردہ: بجا اور غم کا کار۔ نوشینہ دارو: شیریں دارو۔

ترجمہ : میرا خلق یا سا ہے، جبکہ میرے دل و جان افسردگی کا کار ہیں۔ پس اسے ساقی تو کوئی ایسا شیریں دارو دے کہ جو آگ بھی ہو اور پانی بھی۔ مراد شراب سی ہے کہ اس سے پاس بھی دور ہو اور طبیعت میں آگ بھی آئے۔

سپاس از جاگی خواران استغنائے نازستے شکایت از دعا گویان انداز عتابستے
لغت : سپاس: شکر ہے۔ جاگی خواران: جام پیئے والا۔ استغنائے ناز سے بے نیاز۔ انداز عتابستے: انداز برہمی کا ہے۔

ترجمہ : ان جام پیئے والوں کا شکر ہے جو کسی ناز سے بے نیاز ہیں (یعنی وہ بخوار آگئی حسین ہیں جو ہر طرح کے غور سے دور ہیں اور شکایت ہے ان دعاگوں سے جن کی دعا میں بھی برہمی کا انداز ہے۔ گویا ایسے بد مزاج دعاگوں سے بخوار آگئے۔ ہم سلسلہ طقس پر طر ہے۔) اصولی مروج نے یہ بھی صرف شعر نقل کیا ہے۔

گویم خالی، اما تو در دل بودہ ای دانگہ دلے دارم کہ ہجوں خانہ ظالم خرابستے
لغت : خالی: تو ظالم ہے۔ دانگہ: دانگہ اور پھر۔

ترجمہ : میں یہ تو نہیں کہتا کہ تو ظالم ہے، لیکن تو میرے دل میں رہا ہے اور پھر (یعنی اس کے بعد) میرا دل بالکل اس طرح ہو گیا ہے جس طرح کسی ظالم کا گھر رہا ہو۔ گویا محبوب سے محبت کے بعد دل کی تازگی و شگفتگی ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

منزل از عمر و ساز عیش کن کر باز نوروزی بہ گلشن جلوہ رنگین عید شبانستے

لغت : منزل: مدت جوں ہو، مدت دو فریاد نہ کر۔ باز نوروزی: نوروز کی ہو، نوروز زائرانی سال کا پہلا دن ہے جو ایکس (21) مارچ کو ہوتا ہے یعنی موسم بہار کا آغاز۔ ہرانی اکم لام تقسیم ہرانی اس روز جشن مناتے ہیں۔

ترجمہ : تو اپنی زندگی کے انصافوں، نال و فریاد نہ کر اور بیش و شکوہ کا سالانہ کر، کیونکہ باز نوروز کے پلنے سے باغ میں عید ہونی کی سی رنگین آگئی ہے۔ ہر طرف پھول کھلنے سے شگفتگی اور تازگی کا سفر ہے بالکل اس طرح جیسے عید جو ہونی میں انسان ہو آئے۔

چشمیل دوست عالم غالباً دیگر نمی دانم گرا از خاک است آدم پائے نام بو ترابستے
لغت : بو تراب: بو تراب، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب۔

ترجمہ : اے غالب! میں اور کچھ نہیں جانتا مجھے تو بس اتنا پتا ہے کہ یہ لاکھت اسی کے خلیل ہے۔ اگر تو م خاک سے ہے تو وہ حضرت ابو تراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا آخری حصہ یعنی "تراب" ہے۔

انتخاب قطعات غالب (فارسی)

کلیات غالب (فارسی) مطبوعہ نو کشور، لکھنؤ میں چھپنے والے کل چھپاٹے قطعات ہیں، جن میں زیادہ تر جدید ہیں۔ علاوہ انہیں نور و اتم، تاریخ شہری اور مختلف مواقع کی تاریخوں کے حامل ہیں۔ صرف چند قطعات عام مضامین کے حامل ہیں۔ اس انتخاب میں ان چند قطعات کے علاوہ قطعات "دورِ پنجاب" خاص طور پر شامل کیا گیا ہے، تاکہ تاریخی جہاں ایک تاریخی واقعے سے آگاہ ہوں وہاں غالب کی شہری سے بھی لطف اٹھائیں۔ 17 نومبر 1845ء سے انگریزوں اور سکھوں میں جنگ شروع ہوئی۔ 28 فروری 1846ء کو انگریزوں نے لاہور پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں وہ ایک سر کے اور بھی ہوئے۔ آخر 29 مارچ 1849ء کو انگریزوں نے دہلیپ سنگھ کو معزول کر کے پنجاب پر عمل قبضہ کر لیا۔

(1)

ساقی چو من ہشتکی دا فراسیاجم دانی کہ اصل گوہر م از دورہ جم است
میراث جم کہ سے بود ایک بمن سپار زیں پس رسد بخت کہ میراث آدم است
نعت : ہشتک ہشتک کی نسل سے، ہشتک قدیم ایران کا ایک بادشاہ افراسیاب کے پاپ کا نام۔۔۔ افراسیاجم : میں افروسیابی ہوں۔۔۔ دورہ جم : جہیز کا خانہ، جہیز قدیم ایران کا ایک بادشاہ جس کا نام اجام جم است مشہور ہے اور جو شراب کا بہت دہشتا تھا۔ ایک : آپ یہ کہ۔۔۔
ترجمہ : اے ساقی چو من میں ہشتک اور افراسیاب کی نسل سے ہوں، اس لئے تو جانتا ہے کہ میری اصل و نسل جم (جہیز) سے ہے۔ جہیز کی میراث شراب ہے، سو وہ آپ میرے سپرد کر دے۔ اس کے بعد بخت کی بابت ہوگی جو حضرت آدم کی میراث ہے۔ شراب سے اپنے بے حد لگاؤ کو اپنی اصل و نسل کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

(2)

آتم کہ دریں بزم صریہ قلم من در رقص در آورده سپر نفس را
رضواں کند از ریزہ گلگم پہ حرک چو ند گری مظلہ فردوس بریں را
ہر ناک اندیشہ کہ اذیت کشوم بر وہ گذر وحی وہ افتاد کین را
بر محضر استادی من بسکہ ذمہ مر بر خاتم جم سودہ شود نقش نگین را
ہاں ہم آرایش گفتار کہ گفتیم از جسہ ختم نبرد فاصلہ چین را
بخت صلہ مدح و قبول غزل نیست تسکین بچہ خشم دل ہنگامہ گزین را
در ہانگ زنی کل ہمہ دانند پہ حافظ
گویم بخش بد و یکن چہ شدایی را

لغت : مصرعہ کہتے وقت قلم کی آواز۔۔۔ پھر نصیب : ہوا آسمان۔۔۔ از روئے : نگاہ میرے قلم کے درجے سے۔۔۔ روضوں : محبت کا داروہ۔۔۔ بیجا نگرانی : ایک درخت کی شاخ کو دوسرے درخت کی شاخ سے لٹا۔۔۔ ازشت کشادہ : میں نے اتھار کے اچھے سے چھوڑا۔ نکالنے کی طرف چلایا۔۔۔ کہیں : گناہ۔۔۔ غفر : وہ لکھ جس پر شلوش کھیں جائیں۔۔۔ خاتم جم : حضرت سلیمان کی انگوٹھی جس پر اسم اعظم کلمہ تھا اور اسکی برکت سے تمام حقوق (جن دامن) وحوش پر غمے وغیرہ انکی چو قس۔۔۔ جبر : جبر : میرے نصیب کی بدبختی۔۔۔ ہوا ہنگام گزیر : ہنگاموں کو پہنچا کرنے والا۔۔۔ عقل باز : مراد اسے مبارک رہے۔۔۔ باگ ڈول : تو پکارے۔۔۔ جین : حکم : تیجوری۔۔۔ ترسہ : میں ایک ایسا شاعر ہوں کہ اس پر دم اڑایا میں جس کے قلم کی آواز سے تو میں آسمان کو بھی وہد آیا ہے۔

روضوں میرے قلم کے درجے سے، تھوڑے کے طور پر، فردوس بریں کے درخت کی بیجا نگرانی کرتا ہے۔

غردیل کا جو بھی تیریں نے کمان سے چلایا وہی کی راہ گزری انکی گناہ میں چڑھ گیا۔ گویا میرے غردیل دیوی کی صورت میں آتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی نے میری استواری (خفن میں کمال) کے حضور یعنی خدا ہی ہند پر کچھ اس زور سے مبرا نکلی ہے کہ اس کے نقین کے عقل نفس گئے ہیں۔ وہی شاعری میں اپنی شکارت مہارت و کمال کی بات کمال مباحثہ کے ساتھ۔

میری اس تمام تر آرائش گفتار (عقل و دماغ شاعری) کے باوجود میرے نصیب کی بدبختی سے تیجوری کا کچھ حاصل نہیں ہے۔ یعنی خوش بختی میرے نزدیک تک نہیں پہنچ رہی۔ اپنے تمام تر کمال کے باوجود میں بد نصیبی کا شکار ہوں۔

جب میری غزل یعنی شاعری کی تعریف و قبولیت کے مسئلے کا بحث ہی نہیں ہے تو میں اپنے اس ہنگام پہنچاؤں کو کیونکر تھیں ہوں۔ یعنی میری شاعری کی تعریف بھی خوب ہو رہی ہے اور اسے قبولیت بھی حاصل ہے لیکن اس کا ملہ خوش بختی کی صورت میں مجھے نہیں مل رہا۔ اسکی صورت میں دل کو مطمئن کیونکر کر سکتا ہوں۔

اور اگر تو یہ پکارے یعنی کہ یہ سب کچھ جتنا مشہور شاعر جتنا شیرازی (کو مخاطب ہوا) تو میں جواب میں کہوں گا کہ اسے مبارک رہے لیکن اسے کیا ہوا؟ یعنی اپنی شاعرانہ عظمت کی بات کی ہے کئی خط میں بھی کئی ایک دہائی میں کہتے ہیں :

گر شعر و سخن بد ہر آئین بودے دیوان مرا شہرت پرویں بودے

غالب اگر ہیں فن خن دیں بودے آں دین را ایڑی کتب ہیں بودے

— اگر دماغ میں شعور خن ایک آئین ہو تو میرے دیوان کو پرویں چھ حلوں کی لڑی، شریا کی سی شہرت نصیب ہوئی۔ غالب اگر یہ فن شعری کوئی دین ہو تو میرا یہ دیوان ایک خدا کی کتب یعنی آسمانی کتب ہو گا۔

(3)

ہزار معنی سرخوش خاص نطق من است کز دل ذوق دل و گوے از غسل ہداست

ز دشتک بیکے گر تو ارم رو داو ہاں کہ خوبی آرائش غزل ہداست

مہارت تک دے نگر دوست کل سخن بہ سعی فکر رسا ہا ہاں کل ہداست

مہر گمان تو ارم یقین شہاس کہ دزد متاع من ز نہا خاند ازل ہداست

لغت : معنی سرخوش : مراد اپنی گفتار و مضامین۔۔۔ سرخوش : وہ تھا اور ذائقہ بچنے کے لئے دیکھ سے نکال جائے، نیز معنی غلام : صاف۔۔۔ نطق : زبان : شاعری۔۔۔ دل ہداست : دل لے لیا ہے، ان کے دل کو بھاگے ہیں۔۔۔ گوے : گید۔۔۔ غسل : شہ۔۔۔ دشتک :

رفتہ کی جمع، مراد پرانے شعروں۔ قماروہ: قمار اور قمار، ایک ہی معنوں یا خیال کا دو شاعروں کے ذہن میں آنا۔۔۔ دوداد: واقع ہوا ہے۔۔۔ عاں: مت جان، مت یہ کہو۔۔۔ نکلہ: توہین، ذلت۔۔۔ کلا: کہ آن، کہ وہ۔۔۔ قمر مراد پلہ: گھر و خیال۔۔۔ دودہ: چور۔۔۔ حلق: کنا، میرا کہانی، مراد میرے افکار و طبایات۔۔۔ زمانہ: انزل، انزل کے خیر خالے سے۔۔۔ ہواست: چرائے گیا۔۔۔

ترجمہ: ہزاروں اہل افکار میری نطق (شاعری) کی خصوصیت ہیں جنہوں نے اہل حلق کا دل لے لیا ہے۔ ان کو بے حد پسند آئے ہیں اور شہ سے بازی بہت گئے ہیں، لیکن انہیں احتمال نہیں ہیں۔

اگر گزشتہ شعرا کے ساتھ میرا قمار ہو گیا ہے ان کے افکار اور میرے افکار ایک ہی نوعیت کے ہیں، تو تو یہ مت خیال کر کہ اس سے فزول کی آرائش کی غلطی ختم ہو گئی ہے۔

میرے لئے تو یہ قمار دا بہت نکل ہے لیکن اس اشعار کے لئے بہت فخر ہے۔ جس نے شاعری میں اپنی فکر و ساقی کو وحش سے اس مقام کو لایا ہے۔ اس قمار پر اسے فخر ہو سکتا ہے تو میری شاعری میں کسی قمار و کائنات نہ کر، نہیں جان کہ چور نے میری حلق انزل کے نکل خالہ سے چرائے ہے۔

آخری شعر اس قلعے کی جان ہے۔ بڑے بار اور بار کے انداز میں یہ کہنا چاہیے کہ گزشتہ شعرا کے افکار سے میرے افکار و طبایات کا قمار نہیں، بلکہ یہ افکار انزل کے نکل خالہ میں میرے لئے رکھے گئے تھے جنہوں نے شعرا نے چرائے۔

(4)

فرمت اگر ت دست بد مستقم افکار ساقی و معنی و شرابے و سرودے
زمانہ ازاں قوم نباشی کہ فرہود حق را نہکودے و بی را بدودے
نات: مستقم افکار: قیمت کچھ۔۔۔ زمانہ: خیر واد، دیکھیو۔۔۔ فرہود: دھوکہ دیتے ہیں۔۔۔ دست بد: ہاتھ لگے، میرا آئے۔۔۔ سرودے: موسیقی۔۔۔

ترجمہ: اگر کبھی تجھے کوئی فرمت میرا آئے تو ساقی، ملتی اور شراب و موسیقی کی قیمت کچھ یعنی خود کو بیچنے پلانے اور موسیقی سننے میں مصروف دیکھنے کو بہتر جانتا لیکن خیر واد! کبھی ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو اللہ کو تو اپنے بھروسے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودے سے قریب دیتے ہیں۔ یعنی جو لوگ دیکھنے کی خاطر مہلات و درود خوانی کرتے ہیں، ان کا در حقیقت قریب کار ہیں اور ان کی یہ ساری مہلات و ریاضت بیکار ہے۔ ایسے دیکھنے کی مہلات سے شراب و معنی سے واپس لگیں بہتر ہے کہ اس میں دیکھو اور مسخفت نہیں ہے۔ سب سے بری چیز مسخفت ہے جس سے بچنا چاہئے۔ اس میں ہم نکل و خالہ کی بھی طرح ہے۔

(5)

زائد زعفران برق فوسم بجل مرز . نسبت کمن بہ زعفرانے دشت خوسا
کوئی کہ باکلام مجیدت رجوع نیست دل تیرہ شد زکلفت اس گفتگو مرا
حق است مصحف و بود از روے اعتقاد در عزت کلام الہی نلو مرا
ہر صفہ زان صحیفہ مشکیں رقم بہ چشم بشد نکوتر از خط روے کو مرا

شیطان عدوت لیک ازل نامہ ہر درق
 واثم کہ امر دشمنی بود در کلام حق
 بایں ہمہ کہ در خم و چنچ و خم و قنب
 سرگشتہ دارد این فلک جنگجو مرا
 برخاست است گرد ز سر چشمہ حواس
 وز حافظہ نمائندہ نمی درسیو مرا
 "لا تقربوا الصلوة" ز نغمہ بخاطر است
 وز امر یاد ماندہ "کلوا واشربوا" مرا

نعت : برحق مسم بہاں من: اہمادت ہوں ہوگی، برحق افسوس بہاں من من: افسوس کی غلی میری ہاں نہ گرا۔۔۔ یہ ذمہ ہے: کسی شرک والہ سے۔۔۔ ہاکام مجاہد: تجھے قرآن کریم سے۔۔۔ جہود خواہ: تارک ہو گیا۔۔۔ کثفت: دکا، تکلیف: نہ صحت: قرآن مجید۔۔۔ نلو: بے حد مہارت۔۔۔ مجتہد مشککی رقم: طو شیوار تحریر والی کتب۔۔۔ خطا دے گز: کسی حسین چرے کا خطا پہنچا۔۔۔ نیب ہون: دشمن کی دہشت، دشمن کا خوف۔۔۔ اموا نمی: نیک کاموں کا نعم اور برے کاموں سے بچنے کی تحقیق یا نعم۔۔۔ خم و چنچ و قنب: الجھڑیاں الجھیریں، فوں اور دکھوں۔۔۔ "لا تقربوا الصلوة" قرآنی آیت کا اقتباس، پوری آیت یوں ہے کہ جب تم نفلے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ، یہاں تک کہ جو کچھ تم کو اس کی قسمیں خبر ہو یعنی تم ہوش میں آ جاؤ۔۔۔ سورۃ اشاء آیت 34۔۔۔ زخمہ: ازخمی ام: مجھے نمی سے۔۔۔ بخاطر است: دل میں ہے یاد ہے۔۔۔ "کلوا واشربوا": کھاؤ اور پیو، قرآنی آیت کا اقتباس، پوری اس طرح ہے، کھاؤ اور پو کہ تم سے مت نلو کیونکہ اللہ تعالیٰ سر میں کو پسند نہیں کرتا۔۔۔ سورۃ اعراف: آیت 31، "سر میں، سرف کی حج: حد سے تجاوز کرنے والے۔

ترجمہ : ذمہ تو میری ہاں بہاں منوں کی غلی نہ گرا اور مجھے کسی کفر والہ سے مضبوط نہ کر، یعنی مجھے کافر وطن نہ کر۔

تو مجھے یہ کہتا ہے کہ "تو کام مجید سے رجوع نہیں کرتا" (یعنی میں کام مجید نہیں پڑھتا) تمہاری اس بات کی تکلیف (دقت سے صرا دل تارک ہو گیا ہے۔ شدید تکلیف کا اثر پڑا ہے۔

قرآن کریم ایک حقیقت ہے اور اس پر اپنے اعتقاد کی بنا پر میرے نزدیک، کلام الہی کی عزت مہانتے سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ اس خوشبودار تحریر والی کتب کا ہر ہر درق میرے لئے کسی حسین چرے کے خط سے بھی بے حد خوبصورت و دلکش ہے۔ اس شعر میں "صلیٰ" اور "مجید" میں صنعت تینیں باقص ہے جبکہ رقم کے حوالے سے فقط "ظا" میں صنعت اہم آگئی ہے۔

اگرچہ شیطان ہمارا دشمن ہے لیکن اس کتب کا ہر ہر درق مجھے اس دشمن کے خوف و دہشت سے بڑا کاروانہ طارک ہے۔ اس میں ہمارے حوالے سے خط میں صنعت اہم ہے۔

مجھے یہ پہلی علم ہے کہ کام حق میں اموا نمی کی بات ہے، یا نعم ہے، یا پنجہ اس ندی سے مجھے نمی کی میرانی میر ہے۔ اس تمام رنج و خم اور خم و چنچ کے ساتھ اس قزاق کے آسمان نے مجھے سرگشتہ نہ بلیں مل کر رکھا ہے۔ میرے حواس کے سرچشمہ سے گرد اٹھنے لگی ہے اسرچشمہ فلک ہو گیا ہے، یعنی حواس اب برقرار نہیں رہے اور میرے سوا میں حافظہ کی نمی بھی باقی نہیں رہی، یعنی میرا حافظہ ختم ہو گیا ہے۔ البتہ نمی کے سلسلے میں تو "لا تقربوا الصلوة" میرے دل میں ہے (مجھے یاد ہے اور اور امر کے معاملے میں "کلوا واشربوا" مجھے یاد رہ گیا ہے۔ غالب کے حافظے کے کیا کہنے۔ مطلب کے اموا نمی یاد رہ گئے، باقی سب احکام حافظے سے خارج ہو گئے۔

(6)

اے کہ خواہی کہ بعد ازیں باشم مخلص صائق الولائے تو من

گر ترا شیوہ شہادی ہووے کدے جان و دل فدائے تو، من
 در ترا پیشہ شامی ہووے سووے چشم دسر ٹائے تو، من
 در ترا پایہ خسروی ہووے سختے گوہر ٹائے تو، من
 چوں ازیں ہا نہ ای سرا چہ ضرور کہ شوم ہرزہ جٹائے تو، من
 راست گویم بمانہ چند آرم تاج مستقیم برائے تو، من
 بسکہ بمان و جاہ مفزوری نیمتم خوش ازیں ادائے تو، من
 چہ کنی۔ ایں فدا سیم و ذراست وائے من گروم بجائے تو، من
 جو ہرگز عداوتے زور و سیم
 خواجہ گر ہووے خدائے تو، من

نعت : صادق اللہ، الفت و محبت میں تھا۔ شہادی، شہیدانہ، حسین و محبوب ہو رہا۔ شیوہ، انداز، طور طریقہ۔ کدے، میں کیا کرتے ہیں
 کرتے۔ سووے میں رگڑا کرتے بچھا۔ پایہ، مقام، مرتبہ۔ خسروی، شہنشاہوں کا۔ سختے، میں پروا کرتے۔ گوہر، جواہر
 کے۔ ہرزہ، فضول، بیکار، بے فکری، خواہ مخواہ۔ جٹائے تو، تیری محبت میں گرفتار، تیری طرف متوجہ۔ چند آرم، کیوں کروں۔
 تاج مستقیم، میں مولا، نصیحت کرنے والا ہوں۔ گروم، اگر میں ہوں۔ عداوتے، نہ دیتا۔ ہووے، میں ہو گیا۔ قلم، قلم رنالا
 رنکاری سے پاک۔ خواجہ، یہاں کہہ خطاب ہے اسے بھائی، اوس میں، یعنی۔

ترجمہ : اے اٹھنا تو جو ہے چاہتا ہے کہ میں ہوں ازیں یا کج سے مجھو قلم اور صادق اللہ ایسی باتیں کہیں اس سلسلے میں میری یہ چند باتیں
 سن لے۔

اگر تیرا انداز، عینوں اور محبوبوں جیسا ہو تاؤں میں تھہرنا جان و دل قربان کیا کرتا ہوں اگر تیرا پیشہ شامی ہو تاؤں میں تجھے پاؤں تلے
 اپنا سر دھکم رگڑا کرنا، بچھلنا کرنا اور اگر تیرا مقام و مرتبہ شہاد ہو تاؤں میں تیری مدد و تحریف کے موٹی پروا کرتے یعنی تیری مدد میں حمہ اشعار
 کیا کرتے۔ لیکن چونکہ تجھ میں ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے تو ہر میرے لئے کیا ضروری ہے کہ میں تیری طرف فضول متوجہ ہو جاؤں یا بیکار
 تیری محبت میں جٹا ہو جاؤں۔ بمانہ کیوں کر کروں یعنی بھٹ کیوں بولوں، کج کتا ہوں کہ میں تجھے لئے تاج مستقیم ہوں۔ تو اپنے مال
 و دولت اور جاہ و مرتبہ پر کچھ زیادہ ہی غرور ہے۔ میں تیری اس ادائے طوف نہیں ہوں۔ تو کیا کر رہا ہے۔ (یعنی یہ غرور کیوں آگاہی سب مال
 و دولت کا فائدہ ہے۔ افسوس کی بات ہو گی اگر میں تیری جگہ ہو جاؤں۔) یعنی میں مال و دولت والا ہوؤں اور تیری طرح غرور کروں، تو یہ کوئی
 اچھی بات نہ ہو گی۔

یعنی! اگر میں تیرا خدا ہو تاؤں میں تجھے ہرگز زور و سیم، مال و دولت، اعطائے کرنا (تاکہ تو اس غرور و دھکم سے محفوظ رہتا)۔

(7)

ایا ہے ہنر دشمن دلی سار چہ بازی بہ ہنگامہ زور و زور
 ز ما باش فارغ کہ ما غار نیم خدا نیم پرواے ایں شور و شر

تیرا شیوہ - وزدی و ما جیوا تو بد روئے و بد گوئی و ما کور و کر

لغت : ایذا اسے۔۔۔ روح سارن شیطان جیسہ بھوت و اجن جیسہ قوی دیکل، مضبوط جسم والا۔۔۔ فارغ : آزاداں بے نیاز، مراد بے تعلق۔۔۔
وزدی : چوری۔۔۔ جیوا : مطلق ہے سو سالن۔۔۔ بد روئی : برے چہرے والا یعنی بد صورت۔۔۔ بد گوئی : گندی یا بری باتیں کرنے والا۔۔۔
کور : غلط۔۔۔ کر : برا۔۔۔ چہ ناڑی : تو کیا فکر کرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : اے روح جیسے طور طریقوں والے بے اخلاق شخص تو اپنی طاقت اور مال دولت کے ہنگامے (یعنی کھڑت یا چہرہ بگڑ کر آتا ہے؟

تو تم سے فارغ ہو جاؤ کیونکہ ہم فارغ ہیں (ہم کسی کی طاقت و دولت سے بے پروا ہیں) اس لئے ہمیں کسی کے اس شور شرابے کی پروا نہیں ہے۔

تو ایک چور پیشہ آدمی ہے اور ہم گھرے مطلق و بے سو سالن، تو بد صورت بھی ہے اور بد گو بھی، جبکہ ہم غلطیاں بھی ہیں اور برے بھی۔ (اپنی بے پروائی کی بنا پر ایسا کہتا ہے۔ یعنی نہ تو ہم تیری صورت دیکھنا چاہتے ہیں اور نہ تیری باتوں پر ہمیں تکل و دھرنے کی خواہش ہے۔

(8)

ہوا عیبر نشان است و ابر گوہر بار
رباب نقرہ نواز است و نئے ترانہ فروش
چہ بزم نقرہ چنگ و رباب ارذلانی
دشمن کا پاکشانہ کمال برہ
ز بادہ ہا کہ بہ میخانہ خیال کشد
نقصائے آفرہ جواں کہ سچ دے ست
چہ حرف ہم نفساں فرخی زبخت مست
بہن کہ خست و رنجور بودہ ام عمرے
جلوس گل برے چمن مبارک بار
خروش زمزمہ در انجمن مبارکبار
پیایں جلوہ سرو و سمن مبارکبار
فروغ طالع ارباب فن مبارکبار
طلوع نقشہ اہل سخن مبارکبار
زمن چہ ہم نفساں وطن مبارکبار
زبخت فرخ من ہم بمن مبارکبار
نظاہر خاطر و نیوے تن مبارکبار

ہزار بار فزوں گھٹم و کم است ہنوز
گورنری بہ جس تاسن مبارکبار

لغت : عیبر نشان : خوشبودار۔۔۔ گوہر : موتی برسانے والا۔۔۔ جلوس : جشن۔۔۔ برے چمن : چمن کے تختہ پر۔۔۔ رباب : ایک قسم کی ساز کی (ساز)۔۔۔ نئے : پانسی۔۔۔ ترانہ فروش : ترانے بچھنے والا، یعنی گانے گانے والا۔۔۔ خروش : زور، نقصاں کا ٹھہر۔۔۔ چنگ : ایک قسم کا ہار۔۔۔ ارذلانی : ناگن ہے، خوب ہے۔۔۔ جلوہ نگار۔۔۔ پاکشانہ کمال : کمال اکال ہونا کے عمل یا نہیں خاندے ہیں۔۔۔ فروغ : چنگ روشن۔۔۔ طالع : نصیب، مقدر۔۔۔ طعن : چڑھنا۔۔۔ جواں : روزنے کی جگہ، گھڑوڑا کامیاب۔۔۔ فرخی : برحق، خوش بختی۔۔۔ سچ : دے۔۔۔ کئی یا کسی سچ دم، حضرت عیسیٰ کا سامناں رکھنے والا، چوک بار کر مرے کو زندہ کرنے والا۔۔۔ چہ حرف : ہم نفساں ہم نفسوں کی

تا ندانی کہ راز دل بدوست جز بہ گفتن نمی توان گفتن
 خلد را نیز در گزارش شوق هست دستہ بدستہ گفتن
 مرقم در زبانی ترانہ یکے ست این نوشن شمار و آل گفتن
 بقلم ساز و می دہم گفتہ تا گنجد دریں میان گفتن
 زانکہ دامن کزین خودش لبم ریش گروہ ز اللہ گفتن
 مشکل افتادہ است درد فراق با مظهر حسین خان گفتن

نفت : جنش زبانہ زبان کی حرکت، زبان کا لہلہ۔ خلد : قلم۔ گزارش شوق : شوق کا اظہار، شوق بیان کرنے کا فعل۔ دستہ : ہست۔
 کمالی ہے، صارت ہے۔ نہ گنجد نہ سائے۔ نوشن : گفت۔ بقلم ساز : قلم سے موصفت کر۔۔ خودش بہ : میرے ہوتے کا شور۔۔
 خن : شعریات چیت۔۔ ریش گروہ : زخمی ہو جانے۔ گفتن : بولنا کہتہ۔ اللہ : پناہ، رحم۔۔ حاصل : نتیجہ، ثمر۔
 ترجمہ : اے (خان) کہ تو نے کہا ہے کہ خن میں "گفتن" جنش زبان کا ماحصل ہے تو کہیں نہ کچھ لہتا کہ دوست کے ساتھ راز دل
 سوائے بولنے کے بیان نہیں کیا جاسکتا کہ کیا محبوب پر اپنے دل کا راز اپنے چہرے کے اشارات سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ (پہلے دونوں شعرا ہم
 مراد ہیں)۔

قلم کو بھی اظہار و بیان شوق میں داستان کہنے (گفتنے) کی صارت ماحصل ہے۔ اگر تیرا قلم اور تجری زبان ایک نہیں ہیں تو پھر اسے احم
 کو "گفتہ" سمجھو اور اس (زبان) کو "بولتا" جان۔
 تو قلم کے ساتھ موصفت کر کے اور گفتہ میں تجھے دے رہا ہوں تاکہ اس میں کوئی بات نہ سائے، مراد یہ ہے کہ میں نہ بول سکوں۔
 اگلے شعر میں اس کی وضاحت ہوں گی ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے ہوتے کے اس شور باتیں کہہ بولنا سے گفتن یعنی گوئی
 "اللہ" سے زخمی ہو جاتی ہے۔ اللہ کہنے سے قوت گوئی کو تکلیف پہنچتی ہے۔ مظهر حسین خان سے اپنا درد فراق بیان کرنا مشکل ہو گیا
 ہے۔

(11) در فتح پنجاب

- 1- چوں بر ہزار و ہشت صدو چل فرود شش
 - 2- تاکہ دریں زمانہ فرخ کہ آفتاب
 - 3- روزے کہ بہت و ہنم ما گذشتہ بود
 - 4- دشتے کہ بر کنارہ دریائے ستیج است
 - 5- بستند از دوسو دو سپہ صفر حرم جنگ
 - 6- زیں سو بہادران جمل جوے ہمداد
 - 7- دریا کشان میکہ علم و آگہی
- نو شد شمار سال دریں کلخ ششدری
 در دلو جائے داشت بہ ترقیع مشتری
 وال بود چار شنبہ آخر ز جنوری
 گردید جلوہ گاہ دو سد سکندری
 برخویشتن دمیدہ فسوں دلاوری
 استادہ زیر عمل لوائے گورنری
 مشائیان کاکدہ چاہ و سوری

- 8- از حق امیدوار ہے فرشتہ خالص
9- زان سو سیہ دلاں کج اندیش بد نسل
10- داغ جبین دہر ز ٹاپاک مشہی
11- از مغرب آں رسیدہ بیان سواد شام
12- دلہا ز تپ کینہ چنان گرم شد کہ کرد
13- دانا دانا دلاں دادگر انگند را
14- دارند ہم پہ تیغ زنی زور رستی
15- بستند راہ عصم و گشتند فوج عصم
16- با دشمنان دولت فرمان دہان شرق
17- لاہوریان ہرزہ ستیز گریز پای
18- چل توپ کل بمبار میدان کارزار
19- سرمایے شان شکستہ بچو لگن زبے تنی
20- عنوان "فتحنامہ پنجاب" بودہ است
21- ایں قطعہ ہیں کہ کرد اسد اللہ خان رقم

روز دو شنبہ و دوم ماہ فروری

نعت : کاف شمشدہ ری: چہ درو اندول دلا کل یعنی یہ دنیا لاکھت، چہ اطراف، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے اور پورے، بچے کوچہ دروازے کہا ہے۔ دلو: دلو: مراد آسمانی برہمن میں سے ایک برج۔۔۔ بہ ترقی مشرقی مشرقی کے چار حصوں میں مشرقی ایک آسمانی پیارہ جس کا سورج سے فاصلہ 775 ملین کلو میٹر ہے۔ اسے مبارک سمجھا جاتا ہے۔۔۔ چار شنبہ: چار شنبہ بدھوار۔۔۔ سد سکھوری: فداقرنی کی پہلی ہونٹ ایک مضبوط اور اچھلتی ترکھان میں واقع ہے۔۔۔ دمیدہ: پورنا پوریک کر۔۔۔ فسون دلاوری: بیلوری کا پلو۔۔۔ جس سے لہار: نامور قلعہ دنیا جہاں کو تلاش کرنے والے۔۔۔ استخوانہ: کھڑے۔۔۔ غل لود: پریم کا سایہ۔۔۔ دریا کشنہ: دریا کی چلتے والے مراد بہت عالم درخشندہ۔۔۔ مشائین: تیج مشائی: یعنی ساتھ چلنے والے، وہ قلعہ جو ایک دوسرے کے پاس جا کر تحصیل علم کیا کرتے تھے۔۔۔ فرخندہ طالع: خوش بختی، مبارک نصیب۔۔۔ سازگار: سوانی، بنا کر رکھنے والے۔۔۔ پانگیز: گوہری: پاک فطرتی۔۔۔ یہ دانا: تاریک دل والے، ظالم لوگ۔۔۔ کج اندیش: نیز می سوچ رکھنے والے، بدما سوچنے والے۔۔۔ بد نسل: بد فطرت۔۔۔ سبک سری: کوچا میں، مہلت۔۔۔ ٹاپاک مشہی: ٹاپاک مسک یا تھپ کا تھپ۔۔۔ تھو اختری: سیاہ بختی۔۔۔ سوا: آدھی۔۔۔ خورد خوری: مشرقی سورج، روشن سورج۔۔۔ لمرہ: آگیشی۔۔۔ انگری: چنگاری کا تھپ۔۔۔ روگر: اخصاف کرنے والے۔۔۔ زور رستی: رسم کا ستارہ، طاقت۔۔۔ فریقیری: قبیر کی سی شان و شوکت، شانہ شان و شوکت۔۔۔ کج کل: نیز می لوبی، یہاں مراد اگر بریں کا بیٹ ہے۔۔۔ دھانی: دھوئیں کی طرح، دھوئیں کا

انداز۔۔۔ سرسری آندھی کا انداز، تیز دوڑ۔۔۔ چل: ہائیں۔۔۔ کرکٹ کی جگ، بھگڑے، ٹھکے خورد۔۔۔
اڈوری: اڈور اکمل۔۔۔ پھاڑ پھنی۔۔۔

1- جب ایک ہزار آٹھ سو چھیالیس (1846) لاکھ یعنی مل آیا تو اس دنیا میں مل کاٹے سرے سے شمار ہوا۔ یعنی اس سال کا آغاز ہوا۔

2- اچانک اس مبارک دور میں جب آفتاب مشرقی سیارے کے برج میں تھا تو ایک روز جب سینے کی ستائیں تدریج گزرد چکی تھی اور وہ بلا غوری کا آفری پد حور تھا۔

3- وہ دشت، جو دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے، دوسرے سکھوں کی جلاوطنی کا یہاں پہلی دفعہ دو فوجوں کا آگنا سہا ہوا، میدان جنگ نکلا گیا۔

4- دو لشکروں نے جنگ کے ارادے سے دونوں طرف صف بندی کر لی، اور اس طور کہ (دونوں) نے طور پر بلواری دوسری کا جادو پھونک رکھا تھا۔

5- اس طرف چلے گئے، ہمدار را گرین بلوار تھے جو گورنری کے پرچم کے سامنے تلے کھڑے تھے۔

6- جو علم و دانش کے میکہ کے دریا میں تھے اپنی بہت زیادہ عالم و دانشمند تھے اور جو جاہ و مرتبہ اور سروری کے دستور کی مثالیں تھے۔

7- وہ خدا کی طرف سے اپنی خوش بختی کے امیدوار تھے، یہ لوگ اپنی پاکیزہ نظری کے باعث حرام کے ساتھ جاکر رکھنے والے تھے۔
8- جبکہ دوسری طرف سپاہ اول، بدامینش اور بد نظرت فوجی (سکھ) تھے جنہوں نے اپنے گھنایاں کے باعث سبوں میں مخالفت کی ہوا اڑا لی ہوئی تھی۔

9- اپنی ٹپاک مشن کی وجہ سے وہ زمانے کی خوشنوی پر دھاتے اور اپنی سیاہ بختی کی بنا پر وہ اپنے لئے تاریک دن تھے۔
10- وہ (مخالف فوج) مغرب کی طرف سے اس طرح آئے جیسے شام کی تاریکی ہو، جبکہ وہ (انگریز) مشرق کی طرف سے روشن سورج کی طرح ہوئے یعنی آئے۔

11- دشمنی کی گرمی کے سبب دل اس حد تک گرم ہو گئے کہ خون کا برقعہ پہنے کی انگلیشی میں چنگاری بن گیا۔
12- انگلیشیان کے راناؤل اور انصاف پسند فوجیوں کو حق نے ہر انداز میں برتری عطا کی ہے۔

13- ان میں گوار چلانے میں رستم کا سازور ہے، جبکہ اپنی ٹیڑھی ٹوٹی (ایسٹ اینڈ) وہ شین جیسی رکھنے والے ہیں۔
14- انہوں نے اپنے ٹپے اور شیراز قوت کی بنا پر دشمن کا راستہ بند کر دیا اور اس کی فوج کو ٹھکے دے دی۔

15- مشرقی سلطنت کے حکمران دشمنوں کا نہ تو سلطنت نے کوئی ساتھ دیا اور نہ بخت ہی نے کوئی یاری کی۔
16- اہل لاہور نے، جو پیورہ جنگ کرنے والے اور بھگڑے قسم کے ہیں، راہ قرار اختیار کرنے میں دھمکی اور سرسری انداز اپنایا یعنی ٹیڑھی سے فرار ہو گئے۔

17- ان ہائیں توپوں نے جو میدان جنگ میں رہ گئی تھیں، ان بھگڑوں کی جان کے ساتھ اور کامیاب طور پر کیا یعنی انہیں بچے بچا دیا۔
پتا چھو ان کے بغیر و حزم کے سرکلز سے فوٹ گئے جبکہ ان کے سر کے بغیر جسم میدان میں پڑے رہ گئے۔

18- اس قبیلے کا معنوی "قتلہ" پنجاب "اس سرسری معمولی بارش کی خوشنوی ہے" اگرچہ ابھی مزید فوائد ہیں کی۔
19- یہ قلعہ ملاحظہ کرو جو اسد اللہ خان (غالب) نے اسے سومار دور فردوسی کو حقیر کیا ہے۔

فارسی رباعیات غالب

(1)

غالب آزادہ موصد کیشم بر پائی طویشتم گواہ خوشم
گفتی "بہ خن بر فغان کسی زرد" از باز پس نکت گزاراں بدشتم

لغت : آزادہ: ایک آزاد منش افراد پرستی سے آزاد۔۔۔ بر فغان: بہ فغان: مراد گزروے ہوئے شعرا تک۔۔۔ باز پس: آخر میں آنے والے۔۔۔ نکت گزاراں: گمرے اور لطیف لگنے والے (شعرا)۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں ایک آزاد منش اور موصد کیش انسان ہوں۔ اپنی پاک فطرت پر خودی اپنا گواہ ہوں۔ تو نے کہا ہے کہ کوئی بھی آج کا شاعر شامی میں گزشتہ دور کے شعرا تک نہیں پہنچتا یعنی وہ کاغذ نہیں کر سکتا۔
(پلو) مئی سی اس مرحلہ آخر میں آنے والے نکت گزاراں سے آگے ہوں۔ یعنی آج کے شعرا میں میرا مقام بلند ہے۔

(2)

غالب بہ مگر ز دودہ زاد شمع . زان رو بہ صفای دم تچ است دم
چوں رفت سپیدی زدم چنگ بہ شعر شد تیر شکستہ نیاکاں قلم

لغت : بہ مگر: مراد نسل کے لحاظ سے۔۔۔ دودہ: خاندان۔۔۔ زان رو: اسی وجہ سے۔۔۔ دم تچ: گوار کی دھار۔۔۔ سپیدی: سپہری۔۔۔ چوں: زدم چنگ: میں نے پیچہ دار یعنی توجہ کی۔۔۔ نیاکاں: اسلاف میر نے خاندانی پرورگ۔۔۔

ترجمہ : غالب! میں نسل کے لحاظ سے ایک اچھے اور صاف خاندان کا فرد ہوں، اسی لئے میرا دم اسلاف گوار کے دم (دھار) کی طرح صاف ہے (گوار کی دھار چنگ ہے) اسی لئے اس کی صفائے حوالے سے اپنے دم صاف کی بات کی۔ جب خاندان سے سپہری ختم ہو گئی تو میں نے ہاتھ میں قلم پکڑ لیا، چنانچہ میرے اسلاف کا نواہ اور تیر میرا قلم بن گیا۔
اور دوسری غالب کا مشہور شعر ہے :

نوپشت سے ہے حدیث آبا سپہری . کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں مجھے

(3)

شرط است کہ برضبط آداب و رسوم . خیزد بعد از . غنی امام معصوم
اجتماع چہ گوئی بہ علی باز گرای . مہ جالے نشین مر باشد نہ نجوم

لغت : برضبط: برقرار رکھنے کے لئے۔۔۔ اجتماع: کسی مسئلے پر سب کی ایک رائے ہونا۔۔۔

ترجمہ : لازمی ہے کہ اپنے آداب و رسوم پر قرار رکھنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام معصوم ان کی جگہ لیں۔ تو دلائل کی کیا بات کرتا ہے؟ اسید بھی یہ بات ہے کہ اگر آفتاب کا بائیسواں چاند ہوتا ہے، ستارے نہیں ہوتے، اسی لئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مائل ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آفتاب سے اور امام معصوم ان کی طرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کو چاند سے تشبیہ دی ہے۔

(4)۔ رہے ست ز عہد تا حضور اللہ خواہی تو دراز گمیر و خواہی کو تک

اس کوثر و طوبیٰ کہ نکلنا دارد سرچشمہ و سایہ ایست درجہ . راہ

لغت : عہد : بندہ۔۔۔ تا حضور اللہ: خدا کے حضور تک۔۔۔ درجہ راہ: آگے راستے میں۔۔۔

ترجمہ : بندے سے خدا کے حضور تک (یعنی انسان کی خدا تک رسائی کے لئے) ایک راستہ ہے۔ اب یہ جہی مرضی ہے کہ تو خود طویل راستہ اختیار کر لے اور خواہ چھوٹا راستہ۔ یہ جو کوثر اور طوبیٰ کے نکلنے ہیں تو یہ اور حقیقت اس رسائی کے سفر کے آگے راستے میں سرچشمہ اور ایک سایہ کی صورت ہیں۔

گواہ اللہ تک رسائی کے لئے کوثر و طوبیٰ کے پیکر میں چہار اصل اس راہ کو طویل کرتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اللہ سے کسی خواہش و مقصود کے بغیر رو لگائی جائے۔

(5)

شرط است بہ دہر در مظہر محبت اسباب دلادری میسر محبت

جائے ز شراب اور غوانی باید آں را کہ بود ہوائے خلد محبت

لغت : در مظہر محبت: قہقند ہونے کا سیلاب ہونے کے لئے۔۔۔ دلادری: دل آوری یعنی دلیری، بہادری۔۔۔ شراب اور غوانی: سرخ شراب۔۔۔ خلد محبت: شریعت، ہنگامہ روشن ہونا۔۔۔

ترجمہ : زمانے میں قہقند ہونے کے لئے ضروری ہے کہ دلیری و بہادری کے اسباب میسر ہوں۔ اگر کسی کو روشن ہونے کی خواہش ہے تو اس کے لئے سرخ شراب کا ایک جام درکار ہے، ضروری ہے۔ شراب چونکہ سرخ ہے، اسی لئے شریعت کی طور و روش ہونے کی بات کی (شریعت سے روشنی کی صورت میں روشنی بھرتی ہے)۔ گواہ شراب انسان میں حیات بھی پیدا کرتی ہے اور اس کے چہرے کو بھی چمکاتی ہے (ادخل و)۔۔۔۔۔

(6)

سائل زگدا بجو خدمت نبو مرگ از عاشق بجو خدمت نبو

از سینہ من کہ قلوب خون دل است جز تیر تو کس جاں سلامت نبو

لغت : سائل: سوال کرنے والا۔۔۔ زگدا: خدمت، خدمتگی (دوسرے مصرعے میں پھر خدمت آیا ہے جو فنی طور پر غلط ہے، لیکن ہے کوئی اور لفظ ہو۔ واللہ اعلم)۔۔۔ قلوب: سینہ۔۔۔

ترجمہ : گدا سے سوال کرنے والے کو اس لئے خدمتگی کے لئے کہہ دیا کہ حاصل نہیں ہو تا۔ اسی طرح موت عاشق سے۔ جو خدمتگی کے لئے کہہ حاصل نہیں کر پاتی۔ میرے سینے سے، کہ وہ خون دل کا سینہ ہے، کوئی بھی تیرے تیرے کے سوا جاں بچا کر نہیں جاسکتا ہے۔

یعنی ایسے مسند میں جو کوئی کوہے گا وہ کہیں بچے کا ذوق ہائے بچہ جگہ محبوب کا تھوڑا مزہ خون ہائے کاہٹ بنے گا۔

(7)

ہر چند کہ زشت و نامزائیم ہمہ در عمدہ رحمت خدا یم ہمہ
ور جلوہ دید، چنانکہ یم ہمہ شایستہ نعت و پوریا یم ہمہ

نعت : زشت : برے۔ نامزائیم : ہم نامزاق ہیں۔ عمدہ : قدر داری۔ شایستہ : لائق۔ نعت : مٹی کا تھل۔

ترجمہ : اگرچہ ہم سب برے ہیں اور بلا لائق ہیں، ہم سب اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ذمہ داری میں ہیں لیکن اس کی رحمت و بخشش کے وسیلہ سے اور اگر وہ اپنا جلوہ دکھائے تو ہم سب ایسے کہ ہم میں نعت اور پوریا وسیلے کے لائق ہیں۔

مٹی کا تھل : وسیلہ کو جلا دیتا ہے۔ ہم کو پورا پورا ہیں اور اس کا جلوہ نعت ہے، یعنی ہم ایسے ظاہر و باطنی انسان اس کے جلوے کی تپ کی طرح لائے ہیں۔

(8)

آن مرد کہ زن گرفت، دانا نبود از غصہ فراغش توانا نبود
دارد بھال خانہ و زن نیست درو تا زرم بخدا چرا توانا نبود

نعت : زن گرفتہ شادی کر لی۔ غصہ : رنج و مال، مصیبت۔ فراغش : اسے فراغت یعنی خلاصی، نجات۔ تا زرم بخدا : تا دم بخدا مجھے خدا پر رھ آتا ہے۔

ترجمہ : جس آدمی نے شادی کر لی، دانا انسان نہیں ہے، اس لئے کہ اولادی کے نتیجے میں اسے بچوں سمجھ، مصائب و آلام سے فراغت نصیب نہ ہوگی۔ مجھے خدا پر رھ آتا ہے کہ یہ ساری کائنات اس کا گھر ہے لیکن اس میں عورت نہیں ہے، پھر بخدا دعا کرتا کہ عورت نہ ہو کہ عورت کے ہوتے ہوئے شوہر کو جن مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے ان کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورت کے بغیر آدمی کی زندگی بھی قویا رہے۔

(9)

آن را کہ عطیہ ازل در نظر است ہر چند بلائیش، طرب بیشتر است
فرق است میان من و صنعتان در کفر بخشش دگر و مزد عبادت دگر است

نعت : عطیہ : بخشش، انعام۔ طرب : خوشی و مسرت، میث۔ صنعتان : صنعتان کے ایک بزرگ تھے جنہیں شیخ صنعتان اور صنعتان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے عبادت گزار تھے۔ کسی چیز کے بخشش میں گرفتار ہو کر اسلام سے غریب ہو گئے۔ بعد میں پھر اسلام کی طرف آ گئے۔ مزہ : اجرت۔

ترجمہ : جس کی نظر میں ازل بخشش ہے (یعنی خدا کے کریم و بخشا ہونے پر ایمان ہے) ہر چند اس کی مصیبتیں بہت ہوں لیکن اس کے لئے میث و مسرت کاملاً ان سے کہیں زیادہ ہے۔ میرے اور صنعتان کے گھر میں فرق ہے، کیونکہ بخشش دگر اور۔ چیز ہے اور عبادت کی اجرت دگر اور جس کا اللہ تعالیٰ کی بخشش پر ایمان کامل ہے وہ مصیبتوں سے نہیں گھبرا رہا اس کے لئے مسرت و شادمانی کا بھی سلسلہ ہو جاتا ہے۔

لوگ محض اس لئے خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ قیامت کو انہیں عور و کوثر سے نوازا جائے گا تو وہ گویا خود کو اس عبادت کی اجرت کا حقدار سمجھتے ہیں۔ آخر میں شیخ متعلق سے اپنا مقابلہ کرتے ہوئے غالب نے اپنے کلمہ کو حق سے بہتر قرار دیا ہے اور اس کا باعث وہی عبادت کی اجرت کا مسئلہ ہے۔ یعنی اسے صرف اللہ کی رحمت و بخشش کا سارا ہے۔

(10)

آں خست کہ در نظر بجز یارش نیست با سود و زیان خویشتن کارش نیست
طالب ز طلب رہین آمارش نیست ہر چند حنا برگ دہد ہارش نیست
لغت : خست : زخمی، مایوس۔ سود : زیان۔ قطع اور نقصان۔ کارش : عبادت اسے کوئی سروکار نہیں۔ طالب : مانگنے والا۔ رہین : احسان مند۔ ہارش : عبادت نیست : اس کا بھل نہیں ہے۔

ترجمہ : اس عاشق زار کو جس کی نظر میں محبوب کے سوا اور کچھ نہیں ہے، اپنے قطع و نقصان سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ طالب اپنی طلب کے نتائج کا احسان مند نہیں ہے۔ اگرچہ حنا کے پتے ہوتے ہیں لیکن اسے بھل نہیں لگتا۔ حنا اسندی یا خوبصورت یا آرائشی کے لئے بہت اچھی چیز ہے، یہ قطع ہے لیکن اس کا بھل یا حقیقہ کوئی نہیں ہے، یہ گویا نقصان ہے۔ اس حقیقہ و داستان سے عاشق کی یہ بات واضح کی ہے کہ اسے صرف اپنے محبوب سے واسطہ ہے باقی اس کے لئے سب بیکار ہے۔ (طالب اور طلب بھی کی ہے)۔

(11)

چرگر کہ ز زخم زخم برہنگ زخم پیداست کہ از سر چہ آہنگ زخم
در پردہ ناخوشی، خوشی پنهانست گازر نہ ز خشم جامہ برسنگ زخم
لغت : چرگر : مفتی، گویا، نغمہ خواں۔ زخم : معزوب۔ ہنگہ : ساز۔ پیداست : ظاہر ہے، واضح ہے۔ آہنگ : لے، نغمہ سر۔ گازر : دھولہ۔ خشم : غصہ، عیش۔ ناخوشی : مراد غم و دکھ۔

ترجمہ : نغمہ خواں جو معزوب سے ساز پر زخم لگاتا ہے تو واضح ہے کہ وہ کس لئے ساز لگا رہا ہے۔ کسی دکھ کے پردے میں خوشی پنہان ہے۔ یہ جو دھولہ کپڑے کو دھرتے وقت چھریاں مارا ہے تو یہ کی عیش کی وجہ سے نہیں ہوا۔ بہت عموماً گھنچوں سے کام لیا ہے۔ ساز پر زخم لگانا گویا دکھ کی بات ہے لیکن سو یہ جارحانہ نغمہ خوں کرتا ہے تو اس کی ہور شنے والوں کی طبیعت میں ایک عجیب کیف و سواد پیدا ہو جائے۔ گویا اس زخم (ناخوشی) کے پردے میں خوشی کا سلاسل ہے۔ اسی طرح دھولہ کپڑا دھرتے ہوئے چھریاں مارا ہے تاکہ وہ ابھی طرح صاف ہو جائے۔ اس کا کپڑے کو چھریاں مارنا گویا ناخوشی اور اس کے پیچھے مہمان (ناخوشی) کی صورت ہے۔ قدرتی کے لئے اس میں بہت بڑا سبب ہے اور وہ یہ کہ اسے دکھوں میں گھبراہٹیں جاتے۔ اس سے پہلے غالب کی بات ”دور سے رنگ میں اربابی“ میں کہہ چکے ہیں۔

(12)

ہواست غم آں باد کہ حاصل ہو آب رخ ہوشمند و عاقل ہو
بگذاشتہ ام خنہ ز صبا بہ پسر کش اندہ مرگ پدر از دل ہو
لغت : باد : ہوا۔ حاصل : پیداوار، پھل، کمی ہوئی فصل۔ آب : چمک، سرخی۔ رخ : کش، کہ وہ اس کا۔ ہوشمند : اندو، غم۔

ترجمہ: غم ایک ایسی ہوا ہے جو حاصل کو اڑا لے جاتی ہے اور جو صاحب ہوش و دانش کے چہرے کی سرخی ختم کر دیتی ہے۔ اسی لئے ا میں نے شراب کا ایک جام بننے کے لئے رکھا ہے تاکہ وہ اہم اس کے دل سے ہاپ کی سوت کا غم دور کر دے۔ غم انسان کو اندر ہی اندر کھا جاتا ہے۔ اس کا علاج غالب کے نزدیک جام شراب میں ہے۔ یعنی مکمل طور پر نہ کسی کچھ دیر کے لئے تو انسان غم سے نجات پا جاتا ہے۔ اور وہ میں یوں کہتا ہے:

مے سے غرض نکلا ہے کس روسیاء کو اک گونہ بخودی مجھے دن رات چاہئے
میں بات ظہام کے بقول!

مے خوردن من نہ از برای طرب است نے بہر فساد و ترک دین و ادب است
خواہم کہ بہ بخودی بر آرم نفی مے خوردن و مست بودم زمین سبب است
اور بقول حافظ!

شراب تلخ می خواہم کہ مرد انگن بود زورش
کہ آید دم پیاسم ز دنیاو شر و شورش

(13)

گیرم کہ ز دہر رسم غم بر خیزد غمناکے گزشتہ چوں بیم بر خیزد
مشکل کہ دہید دار ناگاہی ما ہر چند کہ فرجام ستم بر خیزد
تفت: گمراہ میں ہاں لیتا ہوں، میں تسلیم کرتا ہوں۔ بر خیزد اٹھ جائے اٹھ جائے گی۔ چوں کیسے کیونکر۔ فرجام: انجام، آخر کار۔

ترجمہ: میں یہ ہاں لیتا ہوں کہ آئندہ دنیا سے غم و کام کا دستور (رسم) ختم ہو جائے گا لیکن وہ جو ساتھ غم ہیں (یعنی جن میں ہم مبتلا ہیں) اور کیونکر اٹھ جائیں گے (ختم ہو جائیں گے)۔ یہ بات مشکل ہے کہ تم ہماری ناگاہی کی دہر و گے، وہ الگ بات کہ ستم آخر کار ختم ہو جائے گا۔ یعنی آئندہ جو کچھ بھی ہو، بات تو اب کی ہے کہ ہم نے کتنے ستم اٹھائے اور غم و کام کا نظام کھنکھار رہے ہیں۔ اس طرف کون کون توجہ کرے؟ ظاہر ہے کوئی بھی نہیں۔

(14)

جانے ست مرا ز غم شمارے، دردے اندیشہ فشانہ خارزارے، دردے
ہر پارہ دل کہ ریزہ از دیدہ من یابند نفس ریزہ چو خارے، دردے
نات: دردے: دکھ۔ اندیشہ: فکر، دکان، خوف۔ فشانہ: پھیلا ہے۔ پارہ دل: دل کا ٹکڑا۔۔۔ پانچ: اسے پاتے
میں اب سے ہیں۔ خارزار: کانٹوں کا جھرم۔

ترجمہ: میری جان غموں و دکھوں کا مجموعہ ہے، دکھ کی بات ہے۔ خوف و دکان نے ایک خارزار پھیلا رکھا ہے، دکھ کی بات ہے۔ میرے دل کا

یہ بھی نکلا میری آنکھوں سے گرنا ہے اسے کائے جیسا سانس کا نکلا سمجھا جاتا ہے اور گم کہتے ہیں۔ اپنے اختتامی رنجِ عالم کی پلٹ تھیرے واستعارہ میں کی ہے۔

(15)

بدول از دیدہ فتح باب است این خواب باران امید را سحاب است این خواب
ز شمار گماں میر کہ خواب است این خواب تعبیر والے ہو تراب است این خواب
نکت : فتح باب : دروازے کا کھلنا۔ باران : بارش۔ سحاب : بادل۔ زنگار : زنگار اور اگلہ تنہا۔ گماں : گماں میں مت خیال کر۔ دلائے ہو تراب : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کا لقب ہو تراب ہے اکی محبت۔
ترجمہ : یہ خواب آنکھوں کے راستے دل کا دروازہ کھولے والا ہے۔ یہ خواب امید کی بارش کا بادل ہے۔ زنگار میں خیال مت کرنا کہ میرا یہ خواب ایک نام خواب ہے۔ میرا یہ خواب تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری محبت و عقیدت کی تعبیر ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی یہ حد محبت و عقیدت کا اظہار خواب کے حوالے سے کیا ہے۔

(16)

بیتل چشم مرو باست این خواب بیکر نگاہت این خواب
بر صحت ذات شہ گواہ است این خواب بیداری بخت پادشاہ است این خواب
نکت : بیتل : زینت لباس۔ بیکر : بیکر نگاہت۔ بخت : بخت کی گواہی ہے۔ بخت شادی صحت پر یہ خواب گواہ ہے۔
ترجمہ : یہ خواب آنکھوں کی بیتی ہے۔ یہ خواب بیکر نگاہ کا لباس و زینت ہے۔ بخت شادی صحت پر یہ خواب گواہ ہے اور یہ خواب بادشاہ کے بخت کی بیداری ہے۔ یہ بادشاہ بادشاہ عظمیٰ کی باری سے صحت کے موقع پر کی گئی۔

(17)

این خواب کہ روشناس روزش گویند چوں صبح مراد دل فروزش گویند
زاں رو کہ بروزد دیدہ خسرو چہ عجب گر خسرو ملک نیم روزش گویند
نکت : روشناس : واقف کار۔ دل فروزش : اسے دل کو چمکانے والا روشن کرنے والا۔ اس صبح : اس صبح : اس لئے جو تک۔ خسرو : بادشاہ اور بادشاہ شہ ظفر۔ خسرو ملک : بیروز : اہم بیروز کا بدشاہ کہتے ہیں حضرت سلیمان ولایت سلیمان کے وہی پانی سے ہماری ہوئی ایک زمین دیکھی۔ آپ نے جنوں سے فرمایا کہ اس پر مٹی ڈال دو۔ جنوں نے اس پر مٹی ڈال دی جس کی وجہ سے یہ اہم بیروز کے نام سے موسوم ہوئی۔ بعض کے مطابق جب یحییٰ کا بدشاہ وہی سلیمان اور بیروز اس نے دوسرے وقت اسے اپنی نظر لگا دیا اس صبح : بیروز سے موسوم ہوئے بیکر بعض کا کہنا ہے کہ رسم نے دوسرے وقت اس ملک کو فتح کیا تھا اس لئے اسے بیروز کہتے ہیں۔ خسرو مکتلی کے ایک راگ کا نام۔

ترجمہ : یہ خواب جسے دن کا روشناس کہا جاتا ہے، صبح مراد کی طرح ہے جسے دل کو روشن کرنے والا کہا جاتا ہے، تو چونکہ خسرو بادشاہ نے اسے دین کے وقت دیکھا ہے اس لئے اگر اسے اہم بیروز کا بدشاہ کہا جائے تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی۔ یہ پانچ چھ روایات خواب ہی سے

مطلق غلبہ اور ازمیں کمی تھی یہ سب رہائیں بدشگوار شدہ ظفری سے متعلق ہیں۔

(18)

خوابے کہ فروغ دیں اذو جلوہ گراست در روز نصیب شلہ روشن گھراست
پیدا است کہ دیدن چنین خواب بروز تقبیل نتیجہ دعالے سحراست

نعت : فروغ: روشنی۔۔۔ روشن گز: روشن فطرت، روشن نسل۔۔۔ پیدا است: ظاہر ہے۔۔۔ تقبیل: جلدی، جلالت۔۔۔

ترجمہ : یہ ایسا خواب ہے جس سے دین کی روشنی جلوہ گر ہے، ہر دن کے وقت روشن بخار یا روشن فطرت بدشگوار نصیب ہوا ہے۔ واضح ہے کہ اس قسم کا خواب دن کے وقت دیکھنے کا مطلب ہے کہ یہ دعالے سحر یا سحر کی دعام کالی المور نتیجہ وارث ہے۔

(19)

خوابے کہ بود نشان بخت فیروز دیداست بروز شلہ گیتی افروز
فیض دم صبح تاکہ بلیدن داشت کز صبح بہ شہ رسید درنہ روز

نعت : بخت فیروز: پامرد نصیر، خوش بختی۔۔۔ شلہ گیتی افروز: نئے دن کو روشن کرنے والا بدشگوار۔۔۔ دم صبح: صبح کا وقت۔۔۔ بلیدن: دمرنا، مراد تجزی سے چھٹ۔

ترجمہ : یہ ایسا خواب ہے جو بخت فیروز کا نشان ہے۔ شلہ گیتی افروز نے جسے دن کے وقت دیکھا ہے۔ دم صبح کے فیض میں کس قدر اجماع تھا یا تجزی تھی کہ وہ صبح سے بدشگوار تک دہری کو پہنچ گیا۔

(20)

شبابا ہر چند واپے جوئے آئدہ ام دانی کہ چہ مایہ نفز گوئے آئدہ ام
دغم کہ بہار را بروئے آئدہ ام آبم کہ محیط را بجوئے آئدہ ام

نعت : واپے: مراد لے کر، کوئی خواہش لے کر۔۔۔ چہ مایہ: کس قدر، کس حد تک۔۔۔ نفز گوئے: مہمہ شعر کہنے والا۔۔۔ آئدہ: آہن، یعنی میں ہوں، میں واقع ہوا ہوں۔۔۔ دغم: میں رنگ ہوں۔۔۔

ترجمہ : اے بدشگوار اگرچہ میں آرزو مراد لے کر آیا ہوں تو چاہتا ہے کہ میں کس قدر نفز گو شاعر ہوں۔ میں گویا رنگ ہوں جو بہار کے چرے پر چڑھا ہے، بہار میں رنگین پھولوں کے کھیلنے کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی میری شاعری ایسی ہے کہ میں پانی ہوں جو سمندر کے لئے ندی میں آیا ہے۔ ندی کا پانی آخر میں سمندر میں جا کر مٹا ہے۔ گویا میرے عقلی سمندر کا وجود ہے یا میری شاعری میں سمندر کے پانی کی ہی روانی ہے۔

(21)

زایں جا کہ دلم یوہم در بند نبود با هیچ علاقت سخت پیوند نبود

مقصود من از کعب و آہنگ سفر جز ترک دیار و زن و فرزند نبود
 لغت : زان جاگ : چونکہ اس لئے کہ۔۔۔ درینہ ہوا : کہ میں نہ تھا بلکہ نہ تھا یعنی حکارت نہ تھا جتانہ تھا۔۔۔ سختہ چوہ : گمراہ قتل یا
 رہا۔۔۔ آہنگ سفر : سفر کا ارادہ۔۔۔ فرزند : اولاد و نسل۔
 ترجمہ : چونکہ ہوا دل کسی دہم کا حکارت نہ تھا یا دہم میں جتانہ تھا اس لئے کسی بھی لحاظ سے مجھے کوئی گمراہ قتل نہ تھا۔ کعب سے اور ارادہ
 سفر سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ میں اپنے وطن سے ہجرت کروں اور اپنے ہاں بچوں کو بھونڈا کروں، خیر باد کہہ آؤں۔

(22)

درینہ زخم زخم شانے دارم چشم و دل خونابہ فشانے دارم
 دانی کہ مرا چوں تو نمی باید چچ اے قاسم از آن کہ جسم و جانے دارم
 لغت : زخم شانے : زخم بھی کا زخم۔۔۔ خونابہ فشانے : خون بہانے یا خون کے آنسو بہانے والے۔
 ترجمہ : غم کی وجہ سے میرے سینے میں گویا زخم بھی کا زخم لگا ہوا ہے اشد غم۔ اسی شدید غم کے باعث میرے چشم و دل خونابہ فشانے ہیں۔
 تجھے تو ظلم ہے کہ مجھے تیرے سوا اور کچھ نہیں چاہئے اتنے سوا مجھے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ میں ہر چیز سے قاصر ہوں، میں اتنا ہے
 کہ جسم و جان رکھتا ہوں۔

(23)

اے آنکہ براہ کعب روئے داری نازم کہ گزیدہ آرزوئے داری
 زیں گوند کہ تندی خرابی، دامن درخانہ زن ستیزہ خوئے داری
 لغت : نازم : مجھے رشک ہے۔۔۔ گزیدہ : آگ پر پیش آتی ہوئی، منتخب، بہت اعلیٰ۔۔۔ تندی خرابی : تو خیر چل رہا ہے۔۔۔ زن ستیزہ خوئے :
 لڑائی بیوی، جھگڑا لڑتی۔
 ترجمہ : اے کعب تو ہر کعب کی طرف جا رہا ہے، مجھے تو ہر رشک آ رہا ہے کہ تیری آرزو ایک اعلیٰ و منتخب آرزو ہے؛ لیکن تو ہر اچھی بختری
 سے چل رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ تیری بیوی ایک لڑکھائی لڑکھائی عورت ہے۔ گویا اس کا یہ سر کعب بیوی کی ستیزہ خونی کے سبب ہے۔ اس
 میں طرار و مزاج دونوں آگئے ہیں۔ دلچسپ ہے۔ لگتا ہے طرد و طلب کی توجہ ستیزہ خونی۔

(24)

ایں رسم کہ عشیہ شای ہر سال آید بکنم ز خواجہ تماشاں بہ سوال
 مانا ست بدیاں کہ ہرچہ افشاںد ایر از شاخ رسد بہ سبزہ پائے نعل
 لغت : عشیہ : شام کی روشنی، عشاء، عشاء و اکرام۔۔۔ آید : بکنم : میرے ہاتھ لگتا ہے، مجھے ملتا ہے۔۔۔ خواجہ : تماشہ : خواجہ تماشہ کی بیٹی
 وہ کی نظام یا تو کچھ کسی ایک انگ کی خدمت میں ہوں، اس نسبت کی بنا پر ایک دوسرے کو خواجہ آہل کہتے ہیں۔۔۔ مانا ست : مانا ہے۔
 افشاںد : بکھیرتا ہے۔۔۔ سبزہ پائے نعل : درخت کے نیچے آگاہا سبزہ۔۔۔

ترجمہ: یہ جو برساتی بھٹکتا دھواکتا شعلہ دستور چلا آ رہا ہے، مجھے خواجہ تاجوں سے ملنے کے حاصل ہو گیا ہے اور انعام و اکرام مانگتے ہیں میرا آنا ہے۔ یہ تو بالکل اسی طرح ہے جیسے وہ کوہِ ہبل کھیرا ہے وہ درخت کے نیچے اگے ہوئے سبزے کو شعلہ کی وسعت سے ملتا ہے۔ شعلہ دستور کو ہبل سے خواجہ تاجوں کو شعلہ سے اور خود کو سبز پائے نعل سے تشبیہ دی ہے۔ گویا اس میں تشبیل کی صنعت ہے۔

(25)

خوابم کہ درگِ خن پہ پیکارہ کنم نا جان ستم رسیدہ را چارہ کنم
رسم است جواب نامہ چوں نیست جواب باید کہ تو پس دی و من پارہ کنم

نعت: پیکارہ: محرومیت۔ چارہ: کھنہ: طرح کردیا کوئی چارہ حاصل کردیا۔ تو پس دی: تو (میرا خطا) کو تو دے، واپس کر دے۔ پارہ: کھنہ میں پھاڑاؤں۔

ترجمہ: میری اپ یہ خواہش ہے کہ ذرا محرومیت کے انداز میں بات کردیا تاکہ اس طرح اپنی ستم رسیدہ جان کے لئے کوئی چارہ کردیا۔ یہ دستور ہے کہ کسی کے خطا کو جواب دیا جاتا ہے۔ تو جب تیری (محبوب کی) طرف سے کوئی جواب نہیں آ رہا تو تو میرا خطا واپس کر دے تاکہ میں اسے پھاڑاؤں۔ محرومیت کے انداز میں بات کرنے سے اگرچہ کچھ حاصل نہ ہو گا لیکن دل کی بھڑاس تو نکلے گی۔

(26)

اے جام شراب شاد کلائی زده اے در جو مردم از بلند تابی زده اے
یاد آر زمن چو بنی اندر را ہے تما رو خستہ خرابی زده اے

نعت: جام زده اے: جس نے جام پیا ہے۔ شاد کلائی: خوشحالی، بامردی۔ در: جو۔ خستہ: خرابی زده اے: مراد بگی حال کا مارا ہوا۔ جس کی حال میں مشکلات، تکلیف کا انداز ہے۔

ترجمہ: یہ رہائی مولوی اعظم علی کے نام ایک خط کے آغاز میں لکھی گئی (خط 1833ء میں لکھا گیا تھا جس نے خوشحالی، بامردی کا جام پیا ہے اور جو میں تو بلند نام واقع ہوا ہے، جب تو کسی راستے میں کسی تھا چلنے والے اور خستہ خرابی کے مارے ہوئے کو دیکھے تو اس موقع پر مجھے یاد کر لیا۔ اپنی تملادی اور خستہ خرابی کی بات کی ہے۔

(27)

امروز شرارہ اے بہ داغِ زده اند نثر برگِ صبر و فراغِ زده اند
از کثرتِ شورِ عطش: مغرمِ ریش است تا عطشِ قندِ بر داغِ زده اند

نعت: زده اند: لگائی گئی ہے۔ برگ: ساز و سامان۔ عطش: جھپک۔ ریش است: زخمی ہے۔

ترجمہ: آج میرے زخم پر ایک چنگاری لگائی گئی ہے (زده اند) انہوں نے لگائی ہے، مراد تضاد و رد کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ میرا میرے صبر اور میری فراغت کی رنگ پر نثر لگایا گیا ہے۔ جھپکوں کے بے حد شور کے باعث میرا داغ زخمی ہو گیا ہے، خدا مظلوم میرے داغ پر کس نئے صبر لگایا گیا ہے (جو اس قدر جھپکیں آ رہی ہیں۔ اپنی بیماری، بالخصوص شدید زخم کی طرف اشارہ ہے۔

(28)

زیرِ موی کہ بر میان تست اے بدکیش ہاشم کمرت خجل زبے برگی خوش
 آمیزش موی با میلانے کہ تراست ہمایکی توانگر است و درویش
 لغت : بدکیش: بدشاہب بدویں۔۔۔ خجل: خرمندہ، خرمسار۔۔۔ ہرگز ہے سوسلطان، کچھ بھی پاس نہ ہوگا۔ آمیزش: ہم ملا
 ملاوت: ملاپ۔۔۔ درویش: فقیر۔
 ترجمہ : اے درویش! اس ہل کی وجہ سے، جو تیری کمر ہے، تیری کمرانی ہے برگی کے ہاتھوں خرمسار ہے۔ تیری کمر اور اس ہل کا ملاپ یا
 ایک جگہ ہونا اسی طرح ہے جیسے کوئی ملحد اور فقیر ہم ہمایہ ہوں۔ کمر کو تو گھر سے اور ہل کو فقیر سے تکیہ دی ہے۔ اس طرح اس میں
 صنعت تضاد آئی ہے۔

(29)

اے آنکہ ترا سنی بدربان من است شمع مکن از باد کہ نقصان من است
 حیف است کہ بعد من حیراث رود ایں یک دوسر خم کہ در شہجان من است
 لغت : سنی: کو خوش۔۔۔ دربان: طالع۔۔۔ شمع مکن: مجھے مت روک۔۔۔ حیف است: افسوس کی بات ہوگی۔۔۔ حیراث: دوزخ و راف
 میں پٹے جائیں، اولاد دلیوا کو ٹپیں۔۔۔ شہجان: خواہاں۔
 ترجمہ : اے آنکہ! حیراث (جو میرے طالع کی کو خوش کر رہا ہے) مجھے شراب، یعنی شراب پینے سے امت روک، اس لئے کہ میرے لئے
 یہ بات نقصان کا باعث ہوگی۔ یہ افسوس کی بات ہوگی کہ میرے بعد میرے شہجان میں چلے ہو سکے، دو تین ٹکے (شراب) میری امت کی نسل
 کو درافٹ میں ٹپیں۔ اس میں جہاں واسطہ اپنی کل جائیداد دولت صرف یہ دو تین ٹکے چلتے ہیں وہاں اس میں ایک طرح سے صراح بھی
 ہے۔ یک دوسر میں صنعت ہوا ہے۔

(30)

شاهیم زبانہ افسر داغ اورنگ دارم چہ بگو بر ز وحشت آہنگ
 مرجان دو رو نیم ز آرد پشت تنگ بر کو زشم سک از دلخ پنگ
 لغت : زبانہ: اسنہ شیلے کے تاج والا۔۔۔ داغ اورنگ: داغ از طم، دھماکے، قند والا۔۔۔ آہنگ: نظر، سزلے۔۔۔ مرجان دو رو نیم: ہم
 دو رخا مرجان ہیں۔۔۔ مرجان: ہمو، سارخ، سمندری موتی، سونکا۔۔۔ آرد: آری۔۔۔ تنگ: کمر۔۔۔ داغ پنگ: پیچے کا دھما، یعنی پیچے کے
 جسم کے داغ۔۔۔

ترجمہ : ہم، مگر وہ اسنہ اور غلٹی میں اپنی وحشت کے لئے پھیلتے ہیں۔ کمر کے کیونکہ کی آری سے ہم دو رخا مرجان ہیں، مگر ہم کی
 پشت کی آری نے ہمیں دو رخا مرجان بنا رکھا ہے اور پہاڑ ہم داغ پنگ سے اچانک پگھلتے ہیں، عجیب مضمون پیدا کیا ہے۔ ماضی پر جو
 گذرتی ہے اور جس طرح ہمیں دعا میدی کا اشارہ ہو کر وہ وحشت کی طرف نکل جاتا ہے، اس کی عکاسی ان کے اعجاز میں ہے۔ تنگ
 مرجان اور، غریب اور اسی طرح شہ، افسر اور رنگ اور سک میں صنعت براحتہ اختلاف ہے، لیکن اس سب چیزوں کا بھی قصہ ہے، جبکہ

(31)

دریزم نکلا۔ خستگان راجہ نکلا۔ از عہدہ پائے ہنگام راجہ نکلا
 گراہ شراب باب بارو غالب ما جام و سوسو گنگشاں راجہ نکلا
 لغت : خستگان خست کی معنی زخمی، فوس کے مارے ہوئے۔ چ نکلا: کیا ٹوٹی۔ عہدہ: کوئی بھرتہ یا عہدہ۔ پائے ہنگام: ہائے ہنگام۔
 پائے ہنگام کی معنی جن کے پاؤں بندھے ہوئے ہوں۔ شراب باب: خاص شراب۔ بارو: برسات۔ جام و سوسو گنگشاں: جن کے جام
 و سوسو ٹوٹ چکے ہیں۔ گنگشاں: شگفتہ کی معنی۔
 ترجمہ : بیش و نکلا کی محفل میں بھلا ہم دل جلوں کو کیا غرض میرا آگئی ہے اسی طرح جن کے (یعنی اہلے) پاؤں بندھے ہوئے ہیں
 انہیں عہدہ سے کیا لذت یا مسرت مل سکتی ہے۔ اگر بدل شراب باب بھی برسات تو ہمیں اس کی کیا غرضی کہ ہمارے جام و سوسو ٹوٹے
 ہوئے ہیں۔ تھکے و استوار کے پردے میں اپنی بد نصیبی کی بات کی ہے۔

(32)

در خود تیر بود درختی کہ مراست خانیہ آتش است رختی کہ مراست
 بے آنکہ تو بدنام شوی، می کھدم ناناں تر از خودے تو بخنے کہ مراست
 لغت : در خود تیر: کھاڑی کے لائق۔ خانیہ: آتش۔ آتش است رختی: آگ کا چھلکا ہوا۔ می کھدم: وہ (بخت) مجھے مارا ہے۔ ناناں تر: زیادہ
 ہمارا لائق۔
 ترجمہ : میرا جو درخت ہے وہ کھاڑی کے لائق ہے اس پر کھاڑی چلی جا رہی ہے میرا جو بستر ہے وہ آگ کا چھلکا ہوا ہے۔ میرا نصیب جو تیری
 فطرت و طبیعت سے بھی زیادہ (میرے حق میں) ہمارا لائق ہے اس کے بغیر کہ تیری کوئی بدنامی ہو مجھے مار رہا ہے اگر بلا ہو از مجھے دکھ پہنچا رہا
 ہے۔ محبوب کی قسم اے اسے دلی اور بے اشتیاقی کی علت سے بھی زیادہ اپنے نصیب کو برا کہا ہے۔ نیز اپنے سرک و گل کو پہلے شعر میں بصورت
 استعارہ بیان کیا ہے۔

(33)

یا رب نفس شرارہ جیزم بخشد یارب عثرہ ہائے دجلہ ریزم بخشد
 بے سوز غم عشق مبارا زہار جانے کہ بروز رشتیزم بخشد
 لغت : شرارہ جیزم: چنگاریاں بکھرنے والا۔ دجلہ ریزہ: دریا ہانے والی۔ دجلہ: عراق کا مشہور دریا، یہاں بمعنی دریا۔ مبارا خدا کا
 کرے کہ ہو، ہرگز نہ ہو۔ بروز رشتیزم: قیامت کے دن مجھے۔ بخشد: وہ عطا کریں یعنی خداوند قدرت۔
 ترجمہ : یا رب! اے خدا کرے کہ مجھے چنگاریاں بکھرنے والا (جست گرم) سانس عطا ہو، یا رب مجھے ایسی بگلیں عطا ہوں جو دریا ہانے والی
 (یعنی بہت آنسو ہانے والی) ہوں۔ قیامت کے روز مجھے جو جان عطا ہو، خدا کرے کہ وہ غم عشق کے سوز سے قلعہ غلظت نہ ہو۔ گرم سانس،
 سوز عشق کی علامت ہے اسی طرح بے حد آنسو بہنا بھی۔ شرارہ آخرت میں بھی غم عشق سے غلظت نہیں رہتا چاہتا کہ اس کے لئے بھی سب

(34)

قانع نیم ارعشت نیزم بخشد از بخشش تپہ چزم بخشد

امید کہ صرف روزنامے قشود جانے کہ بود رستخیزم بخشد

لغت : قانع نیم میں قسمت نہیں کرتا نہیں کروں گا۔ تپہ چزم : دیکھیں مجھے کیا کچھ۔ صرف : خرچ، قربان۔ روزنامہ : روز چروا
دیوار۔ از : اگر۔

ترجمہ : اگر (روز قیامت) مجھے بہشت بھی عطا ہوئی تو میں اس پر قسمت نہیں کروں گا اب دیکھیں اس روز مجھے قدرت الہی خاص
صلحت و بخشش سے اور کون سی چیز عطا کرتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ جان مجھے عطا کی جائے گی، وہ میری روزنامی (روزانہ) پر
صرف یعنی قربان ہو جائے گی۔ عاشق کے لئے بہشت و فیوض کی کوئی امید نہیں، اس کے لئے تو محبوب کا دیوار (خواہ وہ محبوب حقیقی ہو یا
محبوب مجازی) سب کچھ ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ غالب نے مسلسل تین رباعیوں (33-34-35) میں چوتھا مصرع ایک ہی رکھا ہے اور
تینوں میں مضمون بدلا ہوا ہے۔ پھر ردیف و قافیہ بھی تینوں کا ایک ہی ہے۔

(35)

او راست اگر ہزار چزم بخشد اوراست اگر بہشت نیزم بخشد

بر دوست فدا کنم بصد گونہ شکلا جانے کہ بود رستخیزم بخشد

لغت : اوراست : یہ اس تک ہے، مادی جانے۔ ہزار گونہ شکلا : شکلاں طرح کی فریضوں کے ساتھ۔
ترجمہ : اگر روز قیامت مجھے ہزاروں چیزیں عطا ہوں گی تو یہ اس ملت افتدس تک ہے (یا وہ جانے) اگر مجھے بہشت بھی عطا ہو تو وہ جانے اور
اس کا کام۔ میں تو اپنے محبوب پر اپنی وہ جان بے پناہ خوشی سے قربان کروں گا جو مجھے روز قیامت عطا ہو گی۔ عاشق کو بہشت و بہشت کی
خواہش نہیں، وہ تو صرف اپنے محبوب کا شیدائی ہے۔ خیام نے دوسرے رنگ میں بات کی ہے

گویند بہشت دوزخین خواہد بود آںجاے و شیر و انگبین خواہد بود

گراے و معشوق گزیدیم چہ پاک چوں عاقبت کار چنین خواہد بود

(36)

دی دوست پہ برم بارہ ام خواند بناد وانگہ ورق مر مگرانہ بناد

چشم من و عارضے کہ افروخت بہ سے دست من و دانے کہ افشانہ بناد

لغت : دی : کل، کل شب۔ خواند بناد بناد سے بلایا، قاطب کیا۔ وانگہ : ورق اور پھر۔ ورق مر مگرانہ : بہت کھورق ملت دیا، بہت کی
بات ٹھم کر دی۔ افروختہ : روشن کیا، چکا۔ عارضے کہ : درخشاں ہو۔ افشانہ : پھلایا۔

ترجمہ : کل محبوب نے شراب کی مجلس میں مجھے بڑے آواز سے بلایا اور پھر ناز سے بہت کھورق ہی پلٹ دیا۔ (اس پھر کیا تھا؟ میری آنکھیں

تھیں اور شراب پینے کے باعث اس کے چمکتے ہوئے رخسار اچھن میں اس کے ان رخساروں کو دیکھنے میں محو ہو گیا، میرا ہاتھ تھا اور اس کا ہاتھ سے بچا گیا ہوا دامن۔ روتی بہت پٹختے سے یہ بھی مطلب لیا جاسکتا ہے کہ محبوب نے چلی روش ترک کی اور محبت و توجہ کی طرف مائل ہو گیا۔

(37)

یارب سوئے بربز نگاراں مارا وچہ گل دل بہ نوبہاراں مارا
صرف شک و جو چہ قدر خواہ شد تجھینہ ایں صومرہ داراں مارا

ترجمہ: سوئے: کوئی فائدہ۔۔۔ بربز نگاراں: نہانے میں۔۔۔ مارا: مارے گئے۔۔۔ وچہ: رقم۔۔۔ دل: شراب۔۔۔ صرف: صرف۔۔۔ تجھینہ: خواہ۔۔۔ صومرہ داراں: صومرہ دار کی بیج، خشکوں میں بیٹھے ہوئے، صوفی۔

ترجمہ: یارب! میں بھی اس دنیا میں کوئی فائدہ و سہولت نہیں ہو۔ موسم بہار میں ہمیں گل دل کے لئے رقم عطا ہو۔ بھلا شک اور جو پر کیا فرج آئے گا۔ ان صومرہ فطینوں کا خزانہ ہمیں بھی ملے۔ خشکوں میں چڑھانے چڑھتے ہیں اور اس طرح وہاں کے خزانے ابھرتے ہیں۔ اس حوالے سے تجھینہ صومرہ داراں کہتا ہے کہ شراب شہی ہے۔ پھر موسم بہار میں جب پھولوں کی کثرت ہوتی ہے تو بیکار کے لئے یہ موسم پینے پلانے کے طے میں بہت اچھا ہوتا ہے، اسی لئے گل دل کے لئے رقم کی بات کی۔

(38)

آئم کہ بہ چنانہ من ساقی دہر و بربز ہمہ درد و تکلیبہ زہر
بگذر ز سعادت و غمخت کہ مرا تابد بہ غمزه کشت و مرغ بہ قہر

ترجمہ: ساقی! دہر! نہانے کا ساقی! خدا۔۔۔ بربز: ڈالنا ہے۔۔۔ درد: گھٹنا ہے۔۔۔ تکلیبہ: زہر کا کردار پانی۔۔۔ سعادت: خوش بختی۔۔۔ بربز: ایک ستارہ جسے رقصہ لک بھی کہتے ہیں، ستارہ زہرہ۔۔۔ غمزه: تاردار آگھوں کا اشارہ۔۔۔ مرغ: ایک خاص ستارہ جسے جلا لک کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: (یہ رہائی موسم، غلن موسم کوئی جزئی کے حصول کے لئے کبھی نکلی۔ میں ایک ایسا انسان ہوں جس کے پلانے میں ساقی دہر درد کا گھٹ اور زہر کا کردار پانی ڈالنا ہے۔ تو سعادت اور غمخت کی بات پھر ڈالنا اس لئے کہ یہی ہے، مراد سعادت ہانے تو مجھے اپنے بازو کرشمہ سے اور مرغ (غمخت) نے قبر سے مار ڈالا ہے۔ مراد یہ کہ خوش بختی تو نزدیک نہیں آتی اور یہ نصیبی ملے مار رہی ہے۔ ابھی جہنم میں جہنم دان کے حوالے سے مبارک اور خوش ستاروں کا بھی ذکر ہو آقا۔ چنانہ اسی لئے کہا کہ تو سعادت اور غمخت کی بات پھر ڈالنا۔ لفظ درد اور درد میں صنعت تجھیں ہم ہے، یعنی ایک سے اتفاق ہیں، صرف غش اور زہر کا فرق ہے۔

(39)

درباغ مراو ما ز بیدار حمرگ نے نقل بجائے مانہ نے شلخ نہ برگ
چوں خانہ شراب است چہ عالم زکلی چوں زیست و بل است چہ ترسم ز مرگ

ترجمہ: بیدار، حمرگ، حمرگ، پادش کے ساتھ برتنے والے برف کے گولے، اوڑھے۔ چہ عالم: کیا عالم، وفرا کریں۔ زیست:

زندگی۔۔ وہاں مصیبت اور۔۔ چہ ترسہ کیا زریں۔۔

ترجمہ : ہمارے باغ مراد میں اداوں کے غم و حسم کے باعث نہ تو کوئی درخت ہی اپنی جگہ پر رہا ہے نہ کوئی شکاری ہو نہ کوئی چابی۔ جب (اندر) گھری وہ ان درختوں کو تو بزمِ شباب کے باغوں کا پلہ دلواد کر رہی اور جب ہماری زندگی ایک وہل ہے تو پھر موت سے ہم کیا ڈریں۔ اپنی استغنیٰ و غمراہی اور بد نصیبی کو باغ اور درخت کے استعارے میں بیان کیا ہے۔ اور وہیں یہ لکھا ہے :

کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

(40)

یارب بہ جہانیاں دل خرم وہ در دعوے جنت آشتی باہم وہ
شداد پسر نداشت باغش ازت آں مسکن آدم بہ بنی آدم وہ

نعت : جہانیاں جہان کی جمع، دل خرم۔۔ آشتی باہم: باہمی صلح و صفائی، باہم امن و سکون کے ساتھ رہنا۔۔ شداد: مسرور و مہم کے ایک قدیم بادشاہ کا نام جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور جنت کے نام سے ایک باغ تیار کر دیا جو "باغِ آدم" کے نام سے مشہور ہے۔۔
ازت: تمہارے۔۔ مسکن آدم: حضرت آدم کا مکان یعنی اصل بشت۔۔ بنی آدم: اولاد آدم، انسان۔۔

ترجمہ : یارب! اہل دنیا کو خوش و خرم رہنے والا دل عطا فرما یعنی جو فطرت سے مخلوق ہو۔۔ جنت کے دعوے (یعنی نیک لوگوں کو جنت ملے گی) میں ان کو باہمی صلح و صفائی سے نواز۔۔ چونکہ شداد کا کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے اس کا باغ آدم یا تہری ملکیت ہے۔ تو اولاد آدم کو اس کے پورا آدم کا مکان (اصل بشت) عطا کر۔ (آئینہ اپنی زبردست دعا ہے جو غالب کی انسان دوستی اور صلح و امن کی عکاس ہے۔ اس لئے راقم نے آگے "آمین" کا اضافہ کر دیا ہے۔)

(41)

رنجورم و مے ہر دریاں بودم نیروے دل و روشنی جاں بودم
گفتیم بہ پد رکہ خود بہ مے نوشی کن تا پلہ میراث فراواں بودم

نعت : رنجورم: میں افسردہ و آزرده ہوں۔۔ دریاں بودم: یعنی دریاں میں "بوز میرا طبع ہے۔۔ نیروے دل: دل کی قوت۔۔ خود: خود عادت۔۔ فراواں بودم: میرے لئے کھرت ہے۔۔

ترجمہ : میں آزرده خاطر ہوں۔ زمانے میں میرا طبع شراب ہے کہ وہ فطرت دکھوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ یہ شراب میرے دل کی تقویت اور جان کے لئے روشنی ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ تو شراب نوشی کی عادت ادا لے تاکہ کل (تجربے بعد) میرے لئے تہری میراث میں شراب کھرت ہو۔ "میں نے باپ سے کہا" کھل مضمون آخری ہے "اس میں حقیقت نہیں۔ غالب نے شراب نوشی میں اپنے دکھوں کا ادا کیا ہے۔"

(42)

روے تو بہ آفتاب تہیں مانہ خوں تو بہ سبیل دریاہاں مانہ

زیرِ گوند کر تکر و مار باشد، کوئی زلف تو بہا غلغہ خرابیاں ماند
 لغت: آفتاب تیار: روشن سورج۔۔ زیرِ گوند: اس قسم کا۔ تکر و مار: پریشان اور پر آشوب ذہن و زیر۔۔ ماندا: جاتا رہتا ہے، طبع جلتی ہے۔۔
 ترجمہ: جھوٹا یعنی محبوب کا چہرہ آفتاب تیار سے ملتا رہتا ہے (اس جیسا روشن ہے) جبکہ تھری حالت پیلیاں میں سلاب کی طرح ہے۔ یہ ہر تھری زلفیں اس طرح پریشان رہا کرتا، مستحق ہیں تو یہ گویا ہم غلغہ خرابیاں کی طرح ہیں۔ اپنی پریشان حالی کو محبوب کی پریشان زلفوں سے تشبیہ دی ہے۔

آئی کہ تو فتنص مودی را پنشی سہان اللہ چہ مایہ چٹا پنشی
 ابلتہ عجب نیست کہ باشی بیمار زان رو کہ بہ دلبری سراپا پنشی
 لغت: آئی: آتی، تو وہ ہے۔۔ فتنص مودی: لوگوں کی ذات یعنی لوگوں کے لئے اسوہ آکھوں کی جہاں کے معنی میں بھی ہے۔۔ مایہ: کس قدر بہت۔۔ چٹا پنشی: تو دیکھنے والی آنکھ ہے، بڑی روشن آنکھ ہے۔۔ زان رو: اس لئے۔۔ سراپا: پورے طور پر۔۔
 ترجمہ: تو محبوب اور ذات ہے ہر لوگوں کے لئے آنکھ ہے، یعنی لوگ تھری طرف متوجہ رہتے ہیں۔ سہان اللہ اور دانا تو کس حد تک چٹا چشم ہے، ابلتہ بہ بات چہاں کن نہیں ہے کہ تو شاید بیمار ہو، اس لئے کہ دلبری میں تو سراپا چشم ہے۔ محبوب کی مست آنکھوں کو چشم بیمار کہا جاتا ہے۔ خلافتِ شام و افلاک داغ ہے!:

تھری آنکھیں تو بہت اچھی ہیں لوگ انہیں کہتے ہیں ”بیمار“ یہ کیا؟

(44)

این نامہ کہ راحت دل ریش آورد سراپہ آمودے درویش آورد
 در ہر بن سو وسیع جانے یعنی سلمان ثار خویش با خویش آورد
 لغت: دل ریش: زخمی دل۔۔ درویش: اپنے لئے عیاری کے طور پر کہا ہے۔۔ بن سو: ہاتھوں کی جڑ۔۔ وسیع: اکی، پھوٹی، اصرعی یا کسی خاص دوست کے خط کے جواب میں ہے۔۔
 ترجمہ: یہ خط (میرے) ازخفی دل کے لئے راحت کا باعث بننا ہے، مجھ درویش کی آمد کا سراپہ لے کر آیا ہے (سراپہ بنا ہے)۔ اس کے پڑھنے سے میرے ہر ہر دل کی جڑ یا دس ایک جان و ہر اکی، یعنی یہ خط اپنے اوپر ثار ہونے کا سامان خودی لے کر آیا ہے۔ اس خط کے مطالعہ سے غلب کو بے پناہ خوشی ہوئی ہے۔ گویا اس کامل اس پر ثار ہونے کو چاہا ہے۔

(45)

خوشتر بود آب سواہن از قد و نہات با وے چہ خن زئیل و جہون و فرات
 ایسا پارہ عالی کہ بندش بلند کوئی ظلمات دسواہن است آب حیات
 لغت: خوشتر: زیادہ خوب۔۔ سواہن: عظیم آباد کی ایک نذر 1828ء میں غالب کا دھر سے گذر ہوا تھا۔۔ نہات: نہات: مصری۔۔ کھاڑ: نخل۔۔ ملک مصر کا ایک مشہور دریا۔۔ جہون: ایک دریا کا نام جو وسطی ایشیا میں ہے۔۔ فرات: ایک دریا کا نام، جس کی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کھاڑ۔۔

اللہ تعالیٰ حمد پر اسے شہید ہوئے۔۔۔ پارہ چلے: دنیا کا ایک گلا۔۔۔

ترجمہ: شعر محکم کا پانی قد و ہات سے بھی گیس نہا، مضماع۔ اس شعر کے ہوتے ہوئے بھلا نکل دجھون و فرات کی کیا بات کرنی۔ یعنی یہ دنیا اس کے آگے چلے ہیں۔ یہ دنیا کا ایک حصہ (مک) جسے ہندو کہا جاتا ہے گویا عظمت ہے اور سوامی آپ حیات ہے۔ آپ حیات، تاریکیوں (ظلمات) میں ہے۔ اسی حوالے سے ہندو کو عظمت ہے اور سوامی کے پانی کو آپ حیات سے تخلیق دی ہے۔

(46)

بیکل کہ خن طراز مر آئین است ارزش وہ آق و مایہ بخش است
او پادشہ است گر خن اقلیمت او پیژدہ است گر محبت دست

نعت: بیکل: گلے کے ماضی علی خان کا گوردی کا پنا۔ غالب کا گلے میں ان سے تعلق ہوا تھا۔ کلیات غالب قاری جلد سوم کے مرتب سید مرتضیٰ حسین فاضل کھنڈی نے اس کا نام بھی ماضی علی خان لکھا ہے۔ (دارالعلوم) 1263ھ۔ 1847ء۔۔۔ ارزش: دہا: قدر و قیمت بڑھانے والا۔۔۔ آق: مراد خن۔۔۔ مایہ: مراد محبت۔۔۔ مایہ بخش: سرمایہ یعنی قدر بڑھانے والا۔۔۔

ترجمہ: شاعر بیکل جو سراسر محبت کا خن طراز (شاعر) ہے۔ (شاعری) کو آرامت کرنے والا (و شاعری کی قدر و قیمت بڑھانے والا) اور محبت کی قدر و اہمیت بڑھانے والا ہے۔ اگر شاعری کوئی ملک ہے تو بیکل اس کا پادشاہ ہے اور محبت اگر دیں ہے تو یہ اس کا پیژدہ (اہم) ہے۔ بیکل کی شاعری کی تحریف مہاد کی حد تک کی ہے۔

(47)

گر پرورش مر نہ زلاں دل بووے در دہر شیوع مر مشکل بووے
در صدق ز جملہ رسائل بووے بسم اللہ آں رسالہ بیکل بووے

نعت: شیوع: اشاعت۔۔۔ ورنہ: اور اگر۔۔۔ صدق: خلوص، صاف دل۔۔۔ رسائل: پنج رسالہ، نیچر۔۔۔
ترجمہ: (یہ) دیہی بھی نہ کہ وہ نسل ہی کے حلقے ہے اگر محبت کی پرورش اس دل سے نہ ہوئی (یعنی اس کا دل محبت کا سرچشمہ ہے) تو نہ ملے میں محبت کی اشاعت مشکل ہوتی۔ اگر صدق، رسائل میں سے کوئی رسالہ ہو تو اس کی بیکل (اللہ) آقا نہ نکل ہو کہ نسل کی محبت اور خلوص کی عکاسی کی ہے۔ گویا غالب بیکل کے خلوص و محبت سے بہت متاثر ہوا تھا۔

(48)

شرط است کہ روے دل خراشم ہمہ عمر خولابہ برخ ز دیدہ پاشم ہمہ عمر
کافر باشم اگر برگ "موسم" چوں کعبہ سے پوش نباشم ہمہ عمر

نعت: شرط است: ضروری ہے۔۔۔ خراشم: چیلپوں، چیلپاڑوں۔۔۔ خولابہ: خون کے آنسو۔۔۔ پاشم: پاشم میں تھکیریں، تھکیرا ہوں۔۔۔ موسم: موسمِ خلیں موسمِ جو دلی کے طیب ہونے کے علاوہ اردو کے شعور شاعر تھے۔ ولادت 1215ھ۔ 1800ء اور وفات 1260ھ۔ 1844ء۔۔۔

ترجمہ: ضروری ہے کہ میں ساری عمر (مراحتی) لم کے سبب اپنے دل کا چھوڑا (یعنی دل کو اچھلٹا) دوں اور ساری عمر اپنی آنکھوں سے غمیں

آئسو ہمارا ہوں۔ میں کافر ہوں گا اگر موسیٰ کی دولت پر کہہ کی طرح ساری عمر یہ پاش نہ رہوں۔ یاد پاشی اہم کی علامت ہے۔ غالب کو موسیٰ کی دولت پر جو شریعہ صمد پر پہنچا یہ رہائی اس کی عمل مکاس ہے۔

(49)

ہر چشمہ بہ بحر ہم عثمان است اسبجا ہر خار بنے شر نشان است اسبجا
از حاصل مرز و بوم بنگالہ میرس نے خلمہ ہمہ خیزدان است اسبجا
نعت : ہم عثمان ہم رکاب ساتھ چلے دلا مراد برابر کہ۔ خار بنے: کاٹن کی جھاڑی۔ شر نشان: پھل پھیلانے والی، پھل دینے والی۔ حاصل: پیداوار، آمدنی، نتیجہ۔ مرز و بوم: سرزمین، وطن۔ بنگالہ: صوبہ بنگالہ، یہاں کلکتہ کے حوالے سے کہا ہے۔۔۔ نے خلمہ: قلم کی نے۔۔۔ درخت کی خشک شاخ۔۔۔ خیزدان: پاش، ایک خوش رنگ اور مغزدار نے۔۔۔
ترجمہ : یہاں کا ہر چشمہ صمد و کامرکاب ہے (صمد کے برابر ہے) یہاں ہر خار دار جھاڑی پھل اگانے یا پھیلانے والی ہے۔ مرز و بوم بنگالہ کے حاصل کے بارے میں صمد ہی صمد ہی چھوڑ لی اس کی بات نہ کر رہا ہے۔ سمجھو کہ وہاں کے درخت کی خشک شاخ کا قلم بنانے ایک خیزدان ہے۔ یعنی معمولی شاخ میں بھی پاش والی کیفیت ہے۔

(50)

غالب ہر پردے لوائے دارد ہر گوش از دہر فضائے دارد
بہچیدہ پاست از دافنم یکسر بنگالہ شگرف آب دہوائے دارد
نعت : پردہ: راک، تھری۔۔۔ لوائے: کوئی نہ کوئی لے۔۔۔ بہچیدہ: جن کی فہم کر دی۔۔۔ پست: فنگلی۔۔۔ شگرف: عجیب خوب۔۔۔
ترجمہ : اسے غالب! ہر پردے کی اپنی کوئی لے ہے، دنیا کے ہر گوشے کی کوئی نہ کوئی یعنی اپنی افضا ہے۔ بنگالہ کی آب دہو آگیا خوب دجیب آب دہو ہے کہ اس نے میرے دماغ سے فنگلی پوری طرح دور کر دی۔

(51)

صبح است و ہلے فیض و کھتی داسے صبح است و ہوائے شوق و گروں داسے
برخیز و بدوزگار ہمرنگ برآ با بلورے نابے و بلوریں جاے
نعت : کھتی: نکلتے۔۔۔ داسے: ایک جہل ہے۔۔۔ ہوائے شوق: شوق کی فضا۔ گروں داسے: ایسے ایک بہت ہے۔۔۔ ہمرنگ: برآ: اس کا رنگ اختیار کر۔۔۔ بلورے نابے: ایک خاص شراب۔۔۔ بلوریں: شیشے کا۔۔۔
ترجمہ : صبح کا وقت ہے، فیض (جہلی) فائدہ کا سہا ہے اور نواز اس کا بہل ہے۔ صبح کا وقت ہے، شوق کی فضا ہے اور آسمان اس فضا میں ایک بہت ہے۔ اچھ اور نوازے یعنی وقت کا ساتھ دے اس جیسے نواز اختیار کر اور وہ اس طرح کہ خاص شراب بلوریں جام میں لے اور پی۔ صبح کی دھل فضا کو بخواری کے لئے بہت مہر قرار دیا ہے۔ اس حسین مہر کو تھیک و استعارہ کے رنگ میں بیان کیا ہے۔ بقول خیام! مے نوش کہ عمر جلودانی است خوب حاصلت از دور جلودانی است

ہنگام گل و باد و باران سرست خوش باش دے کہ زندگانی بہتست

(52)

غالب چہ ز داکہ بدرجتم من آخر ز چہ بود این ہمہ برکشتن
باید کہ کسبم ہزار نفرش بر خویش لیکن بزبان جاوہ راہ وطن

لغت : داکہ : دام کھ پھل کی جگہ پھل بچھانے کی جگہ۔۔۔ زچہ : کس لئے، کیوں۔۔۔ برکشتن : لٹکانا۔۔۔ بدرجتم من : میں ہمارے کو کوہا باہر نکل بھاگے۔۔۔ نفرش : لکھن طعن، ملامت۔۔۔ جاوہ : ڈاکہ، پتلا سارا ستھ لوگوں کی آمد و رفت سے جنگل میں بچ جانا ہے، ایک۔

ترجمہ : غالب میں ہزار داکہ سے نکل بھاگتا آخر میرا یہ لوٹ آنا کس خاطر تھا یعنی میں نے ایسا کیوں کیا، خواہ تھا وہ یہ قدم اٹھایا۔ اب ضروری ہے کہ خود ہزار لکھن طعن کروں، لیکن یہ ملامت وہ وطن کے جاوہ کی زبان سے ہو۔ یعنی وہ مجھ کو ملامت کرے کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ جاننا نکلنے کے حوالے سے یہ بات کہی ہے۔

(53)

غالب روش مردم آزادو جداست رفتار ایران رو و زادو جداست
ما ترک مراد را ارم می دانیم والہ باغچہ ضعیفی شدادو جداست

لغت : مردم آزادو : آزاد منش لوگ، فرقہ و قبیلہ ذات پات و فیصو کے پکر میں نہ پانے والے لوگ۔۔۔ رفتار : رفتار، مراد روپ۔۔۔ ایران : ایران، اسیر کی جمع، یعنی قیدی، پابند۔۔۔ زادو : زادو، مراد رسم اور ذات پات۔۔۔ ارم : بہت، بہت ہو، شدادو : بھلی تھی۔۔۔ باغچہ ضعیفی : شدادو، شدادو ضعیف شدادو، یعنی ارم سے بہت کمابا ہے۔

ترجمہ : غالب : ارم آزادو منش لوگوں کے طور طریقے سب سے الگ ہیں، ہر لوگ ذات پات اور فرقہ و قبیلہ کے قیدی یعنی پابند ہیں، ان کا روپ، کچھ اور ذہب کا ہے۔ ارم (کسی قسم کی) مرادو آزادوں دیکھتے ہی کو ارم جانتے ہیں۔ اور شدادو کا وہ ضعیف شدادو، ایک الگ چیز ہے۔ شدادو نے خدا کی کا دعویٰ کیا اور بہشت کے طرز کا بلوغت ملا تھا۔ بعض کے نزدیک وہ اوج اٹھا لیا گیا جس کی وجہ سے اسے انھوں نے بہت کمابا ہے، لیکن بعض کے نزدیک یہ روایت غلط ہے۔ (دراحدہ اعظم)۔

(54)

اے آنکہ گرفتہ ام بکوی تو پہا رانی چوبہ صفت از در خویشم ناگہ
ماکعبہ روم ز در گشت رو، حقا چوں بگذرم از کعبہ خیم روے برا

لغت : بکوی : بکوی، تیرے کوپے میں۔۔۔ رفتہ : رفتہ، تو دھکا مارا ہے، بھگانا ہے۔۔۔ بہ صفت : درشتی سے، سختی سے۔۔۔ از در خویشم : اپنے دروازے سے نکلیے۔۔۔ در گشت : درگاہت، تیری درگاہ۔۔۔ رو، حقا : حقا، حقیقت کے ہوئے۔۔۔ خیم : خیم، روے برا : راستے میں سرخ روکوں، یعنی اپنا رخ بدل لوں، منہ سامنے کر کے چلوں۔

ترجمہ : اے اللہ! میں نے ہر تیرے کوپے میں پنا لے رکھی ہے، تو تو جب مجھے اچانک اپنے دروازے سے سختی اور درشتی کے ساتھ

نکل رہا ہے تو اٹھو اس لئے کہ میں تیری درگاہ سے مدد چاہے کر کے لیکن پشت رخ کعبہ کی طرف ہواں اور جب کعبہ سے گزروں یا گذر جاؤں تو پھر اپنا رخ عید عمارتوں۔ لیکن میری توجہ آخر تک اور ہر صورت تمہارے درہی کی طرف رہے۔

(55)

حسین غرض زکات چھیل چہ یوز در راست خطر زہم نشیناں چہ یوز
چوں عاقبت یگانہ رہاں دار است دریاب کہ انجام دوریہاں چہ یوز
لفت جنتین ایک صوفی جنوں نے حالت دید میں "انفال" میں خدا ہوں کہ دیا تھا اور طلئے حد کے قوس پر انھیں سولی پر چڑھا دیا
گیا۔ بعض کے مطابق ان کا مطلب تھا کہ خدا تمہارے پاس ہے یا تمہارے پاس ہے۔ کتہ چیل: کتہ چیل کی جمع، حجب اور نقص
نکالنے والے۔ راست: سہلی۔ عاقبت: آخر کار۔ یگانہ چیل: یگانہ میں کی جمع، ایک یا واحد کو دیکھنے والے، توحید پرست۔ دار:
سولی، پھانسی۔ دریاب: پالے، کچھ لے۔ دوریہاں: دوری کی جمع، دور دیکھنے والے، خدا کا شریک ٹھہرانے والے۔
ترجمہ: منظور کو اپنے کتہ چیلوں سے کیا غم یعنی کیا غم ہو سکتا ہے (کوئی غم نہیں ہو سکتا)۔ سہلی اور حقیقت میں ہم نفیسوں سے کیا غم ہے
اکوئی غمہ میں اس لئے کہ سہلی، سہلی ہے۔ جب توحید پرستوں کا انجام سولی ہے تو پھر اسی سے تو کچھ لے کر دو بیٹوں کا کیا حشر ہو گا۔ ظاہر
ہے انھیں اس سے بھی بدتر کر سڑا لے گی۔

ہر کس ز حقیقت خبرے داشت است بر خاک رہ یگز سرے داشت است
زاد ز خدا ارم بدعوئی طہد شداد اہلکا پرے داشت است
لفظ: خبرے داشت است: آگاہ ہے، ارم: ارمی طرح یا طہر ہے۔ یگز: اگلا، ملازمتی۔ ارم: خدا کی بھلی ہوئی جنت۔ اہلکا: کیا۔
ترجمہ: ہر کوئی حقیقت سے باخبر اور آگاہ ہے، ملازمتی کے راستے کی خاک پر سر رکھتا ہے (انھیں) زاد (انھیں) اہلکا (اپنی عبادت کی بنا پر) خدا سے دعویٰ
کے ساتھ ارم کا مطلب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ خدا کو کوئی پڑا ہے۔ زاد کو کوئی عبادت پر چڑھا ہے اور وہ خود کو ارم (جنت) کا حقدار سمجھتا
ہے، جیسے وہ خدا کی اولاد سے ہو اور اپنے باپ کی میراث سے اپنا حق مانگ رہا ہو، جبکہ حق نہیں (انہیں) صرف خدا کی ذات سے محبت ہے
ملازمتی اور اگلا سے کام لیتے ہیں۔

(57)

در عمد تو ومن است در ہفت الکیم بر خاستن امید و خون گشتن نیم
از جلوہ چہ ماند تا بازند بہشت از شطہ چہ ماند تا تہاند جہیم
لفظ: ہفت الکیم: سات دہائی، کہ ارض کے سات حصے ہیں، ہر حصے کا تعلق ایک سیارے سے ہے، مراویہ: دنیا۔ بر خاستن: اٹھ جانا
قطع ہو جانا۔ خون گشتن: خوف کا خون ہو جانا۔ بازند: باقی، یعنی قدرت مانگے۔ چہ ماند: کیا رہ گیا ہے۔ تہاند:
بھڑکانی۔ جہیم: دوزخ۔

ترجمہ: تمہارے اور میرے دونوں کو ارض (دنیا) کی یہ صورت ملے ہے کہ امید ہی اٹھ گئی ہے۔ قطع ہو گئی ہیں (کوئی مراویہ پروری نہیں
ہوئی) اور خوف کا خون ہو کر رہ گیا ہے، یعنی انسانوں میں کوئی خوف نہیں رہا۔ اس صورت میں جلوے میں کیا رہ گیا ہے، ہر بہشت مانگے کی
ضرورت پڑے اور شطہ میں کیا رہ گیا ہے، جو اس سے دوزخ کی آگ بھڑکانی جائے۔ گوا لوگ خواب و عذاب کے خیال سے بے نیاز ہو

خوف ہو چکے ہیں۔ اس صورت میں محنت و دوزخ کی بات کیسی؟

(58)

کشتی از موج سوئے ساحل ببرد رہو از جہان تابنزل ببرد
خود شکوہ دلیل رفع آزار بس است آید بزیان ہر آنچه از دل ببرد

لغت : سوئے ساحل: کنارے کی طرف۔۔ رہو: راست چلنے والا مسافر۔۔ رفع آزار: کسی تکلیف یا دکھ کا دور ہونا۔۔ بس است: کافی ہے۔۔ جہان: رشتہ دار۔۔

ترجمہ : جہان کی وجہ سے کشتی کنارے تک جا پہنچی ہے۔ رہو و اگر پہنچنے پہنچنے حال تک جا پہنچتا ہے۔ شکوہ آزار کے دور ہونے کے لئے خودی کافی ہے، کیونکہ جو کچھ دل سے نکلتا ہے یعنی دل میں ہو آج وہ زبان پر آجی جاتا ہے۔ پہلے دو مثالیں دی ہیں اور پھر ان کے حوالے سے اصل بات کہی ہے۔ یعنی کسی آزار کی محض شکایت بھی اس آزار کو بڑی حد تک دور کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ یا یہ کہ خدا آزار دہند انسان کی فرائض کو اس کے دکھ دور کر دیتا ہے۔

(59)

در عشق بود عرض تمنا مشکل کا بچاست نفس غرقہ بخوابد دل
در باد سے فناورہ رانم کہ دروست پاپا ز گداز زہرہ خاک بہ گل

لغت : عرض تمنا: خواہش کا اظہار۔۔ کا بچاست: کہ اجنبی است، کہ میل ہے یعنی عشق میں۔۔ بخوابد دل: دل کے غاص خون میں۔۔ در باد سے: ایک ایسے جگہ میں۔۔ فناورہ رانم: میرا گداز ہو۔۔ دروست: دوست۔۔ اس میں ہے۔۔ گداز زہرہ خاک: خاک کے چنے کی پگھلاہٹ۔۔ گل: کچڑ۔۔

ترجمہ : عشق میں کسی خواہش و آرزو کا اظہار کرنا مشکل ہے، کیونکہ یہی (عشق میں) عشق کے باعث) ماضی دل کے خون میں دوبار جتا ہے۔ میرا ایک ایسے جگہ سے گداز ہو جس میں زہرہ خاک کے گداز کے باعث پاؤں کچڑ میں پھنسے ہوئے تھے۔ یعنی عشق میں یہ حالت ہوتی ہے جس طرح کچڑ میں پھنسے ہوئے پاؤں آگے چلنے سے محذور ہوتے ہیں، اسی طرح عشق میں اظہار تمنا ممکن نہیں۔ صنعت تشبیل سے، بسے طور انداز میں اختصار کیا ہے۔

(60)

گردل بہ شر زردہ ہاشم خوردا در بر دم تیغ سودہ ہاشم خود را
حاشا کہ ز تو رود ہاشم خوردا ہاشوے تو آرزوہ ہاشم خوردا

لغت : زردہ ہاشم: میں نے صاف کیا ہو۔۔ در: اور اگر۔۔ دم: دھار۔۔ سودہ ہاشم: میں نے کھسا ہوا رکھا ہو۔۔ رود ہاشم: میں اڑا لوں، ایک لوں۔۔ آرزوہ ہاشم: میں نے آزمایا ہو۔۔ حاشا: ہرگز نہیں۔۔

ترجمہ : اگر میں نے اپنا دل شعلوں سے صاف کیا ہو اور اگر میں نے خود کو تھوڑی دھار کی دھار پر بھی کھسا ہوا یعنی مجھ پر کیسی کیسی آفتیں کیوں نہ نازل ہوئی ہوں، میں ہرگز ہرگز خود کو تجھ سے دور نہ کروں گا اس طرح میں نے جبری فصلت و عداوت سے خود کو آزمایا ہو گا۔ محبوب کی

ملوث ہے کہ وہ عاشق پر جو دو قسم ڈھاتا ہے، جبکہ عاشق اس میں بھی ایک لذت محسوس کرتا ہے۔ اس طرح وہ اس کی ملوث و فحش کو آزاد آفیس۔

(61)

نے کشتہ زخم بھوک و شمشیرم نے خستہ پائین چنگ و شیرم
لب ی گزم و خوں بربان ی لیسم خوں ی خورم و ز زندہ گلن ی سیرم

نکتہ: کشتہ: مارا ہوا۔۔۔ بھوک: تیز۔۔۔ خستہ: زخمی۔۔۔ پائین: پیچہ۔۔۔ چنگ: پھینکا۔۔۔ لب ی گزم: لب میں گزمتا ہوا۔۔۔ ی لیسم: ی لیسہ میں چلتا ہوا۔۔۔ سیرم: سیر میں بچتا ہوا۔۔۔

ترجمہ: میں نے تو کسی تیرا کھور کے زخموں کا مارا ہوا ہوں اور نہ کسی پھینچے یا شیر کے بچوں کا زخم خوردہ ہوں۔ میں اپنے ہونٹ کاٹا ہوں اور (ان سے نکلے والا) خون چاتا ہوں۔ میں خون چتا ہوں اور اپنی زندگی سے بیزار ہو چکا ہوں۔ اپنے لبوں و کھوں کی بنا پر زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ ہونٹ کاٹا اور طعن چٹانہ کو وہ حالت میں احتمالی یقین دہانی کی علامت ہے۔

(62)

آہں کز اثر طبع نشان آرد کر خود ہوائے استخوانش آرد
کر پردگی قلمو بل ہلاکت چوں سایہ بختاک موکشافش آرد

نکتہ: اثر طبع: حرص اور لالچ کا نتیجہ، باعث۔۔۔ ہوائے استخوانش: اس کی ہڈیوں کی خواہش میں۔۔۔ آرد: لاتے ہیں۔۔۔ قلمو: قلم۔۔۔ موکشافش: اس کے بال کھینچے ہوئے۔۔۔ بختاک: ایک فرض پروردہ جس کا سایہ مبارک سمجھا جاتا ہے۔۔۔ پردگی: پوشیدگی، چھپا ہوا۔۔۔ بل: پر۔۔۔

ترجمہ: یہ چرا بعض لوگ! اپنی حرص کے باعث اس (بال) کا نشان لاتے ہیں (اس کا ذکر کرتے ہیں) تو یہ بال گویا وہ اس کی ہڈیوں کی خواہش میں کرتے ہیں اگر پردگی (بال) نظر نہیں آتا، تاکہ پردگی کی سلطنت ہے تو پھر اسے خاک پر چڑنے والے سلسلے کی طرح ہاتھوں سے سمجھ کر لایا جائے۔ مراد یہی ہو سکتی ہے کہ تاکہ پھر میں چٹا بیکار ہی بات ہے یا یہ تصور ہی غلط ہے۔

(63)

اے آنکہ دہی مایہ کم و خواہش بیش آن روز کہ وقت باز پرس آید بیش
بگذار مرا کہ من خیالے دارم باحسرت میشایے ناکردہ خویش

نکتہ: اے آنکہ: اے وہ ذات یعنی خدا تعالیٰ۔۔۔ مایہ: مقدار، انداز، سلسلہ، دولت۔۔۔ وقت باز پرس: پوچھ گچھ کا وقت، روز حساب، روز قیامت۔۔۔ بگذار مرا: مجھے بھروسہ، مجھے اہواز دے۔۔۔ میشایے ناکردہ: جو بیش زندگی میں نہ کئے جاسکے۔۔۔

ترجمہ: اے ذات باری! تو خواہشات تو (بہرے دلوں میں) امت پیدا کرتا ہے لیکن ان کا سزاوار سلسلہ کم و بیش ہے (خواہشیں بہت کم پوری ہوتی ہیں)۔ سو جس روز باز پرس کا وقت آئے تو مجھے ذرا بھروسہ دے کہ میں ناکردہ میشریں کی حسرت کا خیال کئے ہوئے ہوں گا۔ یعنی اس حسرت میں کھوا ہوں گا کہ زندگی میں کبھی کبھی بیش و حسرت کی خواہشیں تھیں جو پوری نہ ہوئیں۔ اور وہ میں جس انتظار خیال کیا ہے:

تاکرہ گناہوں کی بھی حسرت کی ٹٹے داو یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

(64)

عالم غم روزگار نکام کشت از تنگی دل پہ حلقہ دامن کشت

ہم غیرت سر بزرگی خاسم سوخت ہم رشک نکلا مندی عاصم کشت

نعت : نکام کشت: مجھے نامراد ملا۔۔۔ سر بزرگی خاسم: مجھے خاص لوگوں کی بزدلی، حقیت نے۔۔۔ سوخت:۔۔۔ غیرت: رشک۔۔۔ نکلا مندی: میں دسرت۔۔۔

ترجمہ : اے عالم! غم روزگار نے تو مجھے ہمارا ہی مار ڈالا۔ اس افسانے دل تنگی کی بنا پر مجھے گویا حلقہ دامن میں مار ڈالا۔ ایک طرف تو خاص لوگوں (عوام) کی عظمت و بزرگی کے رشک نے مجھے جلا ڈالا اور دوسری طرف عام لوگوں (عوام) کی شکلا مندی کے رشک نے مجھے مار ڈالا۔ اپنی قوموں و گھروں بھری زندگی کی بات کی ہے۔

(65)

عالم پہ خن گرچہ کست دسر نیست از نشہ ہوش بہت اندر سر نیست

سے خواہی و مفت و نفز و انگہ بسیار ایں باوہ فروش ساقی کوثر نیست

نعت : کست: کوئی حیرا۔۔۔ دسر: برادر، نکر کا۔۔۔ بہت: کچھ بھی تیرے۔۔۔ نفز: عود، لطیف، خوب۔۔۔ انگہ: در پلہ۔۔۔ بیاد: بہت۔۔۔ ساقی کوثر: ہر کوثر میں شراب طور پائیں گے، بعض کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔

ترجمہ : اے عالم! اگرچہ شامی میں کوئی حیرا نکر کا نہیں ہے مگر بھی تیرے سر میں ہوش و خود کا کوئی نشہ نہیں ہے، اپنے کو غور نہیں ہے۔ تو شراب کا طلب گار ہے۔ اور مفت اور عود شراب چاہتا ہے، مگر بہت زیادہ بھی۔ یہ شراب فروش کوئی ساقی کوثر نہیں ہے، اگر تجھے اس طرح کی شراب مفت عطا کر دے۔ اور وہ نہیں کہتے ہیں!

مفت کی پیتے تھے سے اور جی میں کہتے تھے کہ ہاں

رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

(66)

گردیدن زادہاں بہ جنت گشتن دین دست درازی بہ شمر شاخ بشلخ

چوں نیک نظر کنی ز روئے تشبیہ ماند بہ بہائم و علف زار فروخ

نعت : گردیدن: ہونا ہو جانا۔۔۔ دست درازی: کسی چیز پر لے لے ہاتھ مارنا، لٹ مار کرنا۔۔۔ تشبیہ: ایک اچھی طرح، بطور۔۔۔ زردے: تشبیہ: تشبیہ یا مثال کے طور پر۔۔۔ ماند: مٹا ہوا ہے۔۔۔ بہائم: جمع، جانور، چار پائے۔۔۔ علف: زار، چراگاہ۔۔۔

ترجمہ : یہ بڑا ناہل لوگ جنت میں جا کر گشت و فراہ ہو جاتے ہیں اور وہاں وہ ہر چیز پر 'شاخ' پھل کی خاطر ہر دست درازی کرتے ہیں تو یہ اگر تو

طور دیکھتے تو اس کی مثال بائبل چارویں اور وسیع پیمانہ کی سی ہے۔ نہایت نادر اور انوکھا مضمون اور عجیب ہے۔ ناپوں پر جو اپنی عبادت و تعظیم پر مملو ہوتے ہیں شہید مقرر ہے۔

(67)

تا موبک شہزاد زیں راہ گذشت فرقم بہ فلک رسید و از ماہ گذشت
گردید وہ کعبہ رہ خانہ من زیں راہ کزیں راہ شہنشاہ گذشت
لغت : کعبہ۔ موبک: سواری، شعلی سواری۔ شہزاد: شہزادہ دوست یعنی بادشاہ۔ فرقم: میرا سر۔ گردید: ہو گیا یعنی گیا۔
کزیں راہ: جو اس انداز میں یعنی شعلی سواری میں۔
ترجمہ : جب شہنشاہ و شہزادہ شعلی سواری میں راہ سے گذری تو میرا سر آسمان پر پہنچ کر چاند سے آگے نکل گیا یعنی بے حد سرعت و فخر سے میرا سر مت بلند ہو گیا۔ جب شہنشاہ اس راستے سے اس انداز میں گذرا تو یوں سمجھو کہ میرے گھر کا راستہ کعبہ کا راستہ ہے۔
اختلالی مبالغے سے کام لیا ہے۔ اس میں خوشامد کا پہلو ہے۔

(68)

آں را کہ بود درستی در فرجام ہم محرم خاص آید وہم مرجع عام
آسمان نبود کشاکش پاس قبول زہار نگردی بہ کھوئی بدنام
لغت : درستی: بے غیبی، کھرا ہے۔ فرجام: انجام، حقیقت۔ محرم: رازدار، قریبی۔ مرجع عام: عام رجوع کی جگہ، عام لوگوں کی توجہ کا مرکز۔ کشاکش: کھینچنا، کھینچنا۔ پاس قبول: قبولیت کا لفظ، قبولیت کی حرمت۔ کھوئی: نیکی، طہی۔
ترجمہ : وہ جس کی حقیقت کھیر ہو وہ محرم خاص بھی بن جاتا ہے اور مرجع عام بھی۔ قبولیت کی حرمت کی کھینچنا کوئی آسمان بات نہیں ہے۔
دیکھو کہیں اپنی خوبی و نیکی کے باعث بدنام نہ ہو جائے۔ ظاہر مراد یہ ہے کہ قبولیت کے لئے جوئے جتن کرتے پڑتے ہیں، مصل نیکی یا طہی سے بہت نہیں ملتی۔ کھرا ہے ہونا ضروری ہے۔

(69)

زیں رنگ کہ در گشن احباب و مید پژمو گل و لاله شہزاد و مید
در کعبہ اقبل ترقی طلبیں گر مر فروزشت مستاب و مید
لغت : و مید: و مہر، و اطہ: پژمو: مرعہ کیا۔ لالہ شہزاد: ترو تازہ گفتہ لالہ۔ کعبہ: جھوپڑی، ٹھکانہ۔ ترقی طلبیں: ترقی کے خواہشمند۔ اقبل: بخت، نصیب۔ فروزشت: غروب ہو گیا۔ مستاب و مید: چاند اٹھ آیا، طلع ہو گیا۔ احباب: جمع حبیب، دوست۔
ترجمہ : یہ جو احباب کے گشن میں رنگ اٹھرا ہے اس سے گل و لالہ کا پہل ہوا ہے اور مرعہ کیا اور ترو تازہ لالہ آگ آیا۔ جو ترقی طلب حضرات ہیں (جو بلندی کی طرف) ناگ ہیں یا آگے بڑھنا چاہتے ہیں ان کے ٹھکانے میں اگر سورج غروب ہو گیا ہے تو چاند طلوع ہو گیا ہے۔ جو لوگ ایک خاص جذب کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ہمدرد بھی کرتے ہیں، ان کے راستے میں کوئی

دراکوت پیدا نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یوں دی ہے کہ اگر فن کے مکمل میں ایک قسم کا پھول مرتبہ ہائے تو دوسری قسم کا پھول آتا ہے اور اگر سورج غروب ہو جاتا ہے تو دن کے لئے چاند طلوع ہو جاتا ہے۔

(70)

چوں دُرد و پالہ بقی ست ہنوز شلوم کہ بہار لالہ بقی ست ہنوز
در کیش توکل غم فردا کفر است یک روزہ سے دو سالہ بقی ست ہنوز

لغت : روزہ : سخت۔ شلوم : خوش ہوں۔ کیش : مسک۔ توکل : خدا پر بھروسہ کرنا یعنی جو کچھ ملے اس پر اتکا کرنا۔ فردا : آنے والے کل کا غم۔ یک روزہ : ایک دن کی ایک دن کے لئے۔ دو سالہ : دو سالہ یعنی پہلی شراب ہو سکتا ہے دوسری بھی سکتی ہے۔ بہار لالہ : لالہ سرخ رنگ کا پھول ہے اس لئے بہار لالہ کہا۔

ترجمہ : چونکہ ابھی پالے کی دھیس کچھ ٹھٹھاتی ہے اس لئے میں خوش ہوں کہ بہار لالہ بقی ہے۔ مسک توکل میں آنے والے کل کا غم کھاتا کہ معلوم نہیں کل یہ چچا شراب پیر ہو یا نہ ہو اگر کے برابر ہے۔ میرے لئے تو ایک دن کی سے دو سالہ ابھی بقی رہی ہے۔ یعنی میں آنے والے کل کا غم نہیں کھاتا جو کچھ میرے مقدور میں ہو گا مجھے مل جائے گا میں توکل پر ایمان رکھتا ہوں۔ بقول خلیفہ :

از دی کہ گذشت از تو در کن فردا کہ نیامده است فردا کن
بر نیامده و گذشتہ بنیاد کن حالے خوش باش و عمر بر باد کن

(71)

در عالم ہے زری کہ تلخ است حیات طاعت نواں کرد بہ امید نجات
اے کاش ز حق اشارت صوم و صلوة پورے ہو جو ملے چوں حج و زکات

لغت : بے زری : دولت نہ ہونا غلطی۔ ہو جو ملے : دولت کے ساتھ دولت کے ہوتے ہوئے دولت کی شرط۔ ترجمہ : غلطی کی حالت میں جبکہ زندگی تجزیوں کا شکار ہے کسی نجات کی امید میں عبارت کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ کاش کہ خدا کی طرف سے صوم و صلوة کے طے میں بھی حج اور زکوٰۃ کی طرح دولت کی شرط ہوتی۔ غلط فہمیوں اور تجزیوں کے باعث صوم و صلوة کے فرائض پوری توجہ سے ادا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ ”غلطی کفر کے نزدیک ہے۔“ حج اور زکوٰۃ انہی مسلمانوں پر واجب ہے جن کے پاس دولت ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے صوم و صلوة کے لئے بھی دولت کی شرط کی تشبیہ کی ہے۔

(72)

غالب غم روزگار و بارش نہ سکند وز جور بہشت انتظارش نہ سکند
دارو تن دتن نہ درد زارش نکند دادر دل و دل بہ بیج کارش نہ سکند

لغت : بارش : اس کا جو۔ نہ سکند : نہیں اٹھتا نہیں اٹھا سکتا۔ زارش نکند : اسے جواں یا کجور نہیں کرتا۔

ترجمہ : غالب زمانے کے غم اور ان کا وہ جو نہیں اٹھا تا اور عورت بھشت کے انتظار کے چکر میں نہیں پڑتا۔ اس کا جسم تو ہے لیکن یہ جسم درد سے اتنے جھٹک نہیں کرتا۔ اس کا دل تو ہے لیکن یہ دل اسے کسی کام پر مائل نہیں کرتا۔ یعنی غالب اگرچہ فطرت کا شکار ہے لیکن وہ ان کی پروا نہیں کرتا اور نہ اسے عورت بھشتی ہے بلکہ یہی اس کی کوئی خواہش ہے۔

(73)

وقت است کہ آسمان مویچہ نازد مر آنکہ پیش رخ نمید مس نازد
 ایں خود شرف دگر بود نیست عجب گر مر بہ پاویں شهنشہ نازد
 لغت : مویچہ : مقام و مرتبہ کا ایک خوب اور پسندیدہ۔۔۔ نازد : ناز کرے۔۔۔ شرف : عزت و اقتدار و عظمت۔۔۔ پاویں : پاؤں چومنا۔۔۔
 ترجمہ : یہ مویچہ ہے کہ آسمان طوط ناز کرے سورج اپنے چہرے کے آگے آئینہ رکھے اور ہاتھ ناز کرے۔ یہ ایک الگ شرف کی بات ہو گی اور اس میں عجب نہیں اگر آسمان شہنشاہ کی پاویں پر فخر کرے۔ آسمان اور مروتہ جیسی بلند پایاں یہ ہیں لیکن بادشاہ کا مرتبہ ان سے کہیں بلند ہے اس لئے اس کی پاویں پر سورج کا فخر کرنا اس کے لئے ایک مزید فخر کا باعث ہو گا۔ ہمارا شاہ ظفر کی طرف سے اس میں یہ رویا کی گئی ہے۔

(74)

ہر چند زمانہ مجمع جمل است در جمل نہ حل شان بیک منوال است
 کونان ہمہ ایک از یکے تا دگرے فرق خرمیسی و خر دہل است
 لغت : مجمع : گروہ و جماعت اکٹھی ہونے کی جگہ۔۔۔ جمل : جملہ کی مجمع و ملاقات ہے محل۔۔۔ جمل : نادانی۔۔۔ بیک منوال : ایک ہی طرح یا قسم کا۔۔۔ کونان : اہل حق۔۔۔ خرمیسی : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گھر حاضی پر وہ سوار ہو کر آتے جاتے تھے۔۔۔ خر دہل : دہلی کی سواروں کا گھر کہ حاضی پر وہ سوار ہو کر طرح کرے گا دہل ایک شخص کا نام جو مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق قیامت سے کچھ پہلے بعض کے نزدیک امام مہدی کے ظہور سے پہلے ظاہر آئے گا اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالے گا نیز معنی بھرتا۔۔۔
 ترجمہ : اگرچہ زمانہ جہاں کا مجمع ہے تمام جماعت و ملاقات میں ان سب کا حال ایک جیسا نہیں ہے۔ ہیں تو بھی اہل حق، لیکن ایک سے دوسرے تک جو فرق ہے وہ بالکل خرمیسی اور خر دہل میں فرق جیسا ہے۔ بڑی خطرناک رویا کی ہے۔ سب اہل زمانہ کو اہل حق قرار دینا اچھی بات نہیں۔ بہر حال گو ہمہ کو حاضی ہے خواہ وہ کسی کا ہو بہت سی صدی حضرت عیسیٰ کا گھر حاضی کہ بھی جاتے تو وہاں آکر وہ گھر سے گھر کا گھر حاضی رہے گا۔

خرمیسی اگر حکم رود چوں بیاید بنوز خرباشد

(75)

کس را بخود رشتے بدیں مل کہ تراست پاکیزہ تھے بخوبی جاں کہ تراست
 گشتی کہ ”زیچ قند پروا نہ کنتم“ آہ از غم چشم بدخویاں کہ تراست
 لغت : بدیں مل : اس طرح کا۔۔۔ چشم بدخویاں : بد نظرت آنکھ۔ آنکھیں۔۔۔

ترجمہ : جس طرح کا تیرا (حسین) چہرہ ہے اور کسی کا نہیں ہے۔ تیرا پاکیزہ دِل اپنے اندر جو جان رکھتا ہے وہ بہت مہربان ہے، خوب ہے۔ تو (محبوب) ہانے پہ کہا ہے کہ میں کسی نیچے کی ہوا نہیں کرتا۔ افسوس ہے تیری بدخ آنگھوں کے غم پر۔ یعنی محبوب کی آنکھیں اپنی مستی کی بنا پر بہت نکلی کے باعث (عاشق کو اپنا فریفتہ بنادیتی ہیں۔ یہ گویا عاشق کے لئے غم کا باعث ہے۔ میرے محبوب نے تو محبوب کی ایسی آنکھوں کو دیکھا عالم قرار دیا ہے :

غلط کہ صرف خرابی ہے گردشِ شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں جاہ کینے
سودا کے بقول :

کیفیتِ چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں
بالکل بیکار باتِ قدسی کے ایک شاعر نے کہی ہے۔ افسوس اس کا ہم وصول کیا۔
تمام از گردشِ چشم تو شدہ کارِ من اے سلتی ز دستِ من گھیرا میں جامِ راکِزِ خوشن و غم
بقول خواجہ کناہی :

زلفِ سیاہِ کارشِ نگر واں چشمِ خونخوارشِ نگر
کیں قصدِ جانمِ ی کند و آں خونِ جانمِ ی خورد

(76)

تو نے کش و جوہر دو خنور داریم شانِ دگر و شوکتِ دیگر داریم
دو میکدہ پیچیم کہ میکشِ اذانت در معرکہ تیغیم کہ جوہر داریم
تلف : میکشِ دوہرہ غالب کے دوامِ شعر شاعر اور دوست۔ پیچیم : ہم ہیں، یعنی مرشد یا سلفی و نئے ہیں۔ میکش : یعنی بدو نوش
یہ میکشِ شاعر، صنعتِ اہرام۔ تیغیم : ہم تیار ہیں۔ جوہر : شاعر و نیر تیار کی وہ چمک جس سے اس کی عمر کی ظاہر ہوتی ہے۔ معرکہ :
میدانِ جنگ۔

ترجمہ : جب تک ہمارے دو شاعر دوست میکشِ تیار ہو رہے ہیں اس وقت تک ہماری شانِ ی اور ہے اور شوکتِ بھی اور۔ میکدہ میں ہم
مرشد ہیں کہ میکشِ تیار ہے اور میدانِ جنگ میں ہم تیار ہیں کہ تکہ جو ہر تیار ہے۔

دونوں شعرا کی قرابتِ دوستی کو اپنے لئے بہت باعثِ فخر و عزت قرار دیا ہے اور دوسرے شعریں صنعتِ اہرام سے کام لیتے ہوئے
کیا بات دوسرے انداز میں کہی ہے۔ چچ جوہر دار بہت تیز اور لاث دلی تیار کو کہتے ہیں۔ شاعر نے جوہری کے حوالے سے خود کو چچ کہا
ہے۔

(77)

وتم کلیدِ مخزنِ ی ہاست اور بودِ حسیِ بدائے ی ہاست
یا چچ۔ تم کہم بہ کس نیستلوے کار یا خود بہ زمانہ چوں نے ی ہاست

تحت : گدیہ : چالی گئی۔۔۔ عزت نے ایک فرزند کوئی فرزند۔۔۔ کی بیست : ہونا چاہئے تھا۔۔۔ دود : اور اگر۔۔۔ جی : خال۔۔۔ پچ : گم : کسی وقت بھی گئے۔۔۔
ترجمہ : میرا ہاتھ کسی خزانے کی چابی پر ہونا چاہئے تھا اور اگر وہ ہاتھ خال تھا تو کسی کے دامن پر پڑنا چاہئے تھا۔ یا تو مجھے کبھی کسی سے کوئی کام نہ پڑا یا پھر زمانے کا حال بھی مجھ سے زیادہ ہونا چاہئے تھا۔ اپنی خدمت ملکہ عطیسی کی مکاری طور انداز میں کی ہے۔ مجھے کسی سے کام نہ پڑا۔ یعنی اس حالت میں مجھے کسی کا احسن عندہ ہونا پڑا۔

(78)

ہستم زے امید سرست و بس است دارم سراپاں گلادہ در دست و بس است
کر ارزش لطف و کرے نیست، مہاش اختلاق ترے ہست و بس است
تحت : بس است : کافی ہے۔ انتہائی کافی ہے۔۔۔ گلادہ : کاسوت، بچا، شادی کے موقع پر ساگ پڑے پر ہاتھ تھے ہیں میلانے ملا اس کا گناہ بھی پڑاتے ہیں۔۔۔ ارزش : قدر۔۔۔ مہاش : مت ہو، کوئی بات نہیں۔۔۔ اختلاق : ترے : کسی رحم کا تھا دار ہوتا۔۔۔
ترجمہ : میں امید کی مشرب سے سرست ہوں اور امید کے لئے ابھی بہت ہے۔ کافی ہے۔ اس گلادہ (میرا امید) کا سرا میرے ہاتھ میں ہے اور یہی کافی ہے۔ مگر کسی مہاش اور صحت و توازن کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے تو نہ ہو کوئی بات نہیں۔ کسی رحم کا اختلاق تو ہے اور یہی کافی ہے۔ یعنی خود کو بر حال میں پر امید رکھ رہا ہوں مگر یہی کفار نہیں ہوتا۔

(79)

کر گرد زنج گمرے بر خیزد پسند کہ دود از جگرے بر خیزد
منت خواں نماد بر گدیہ گراں شمشیر کہ بخند مت و گرے بر خیزد
تحت : زنج گمرے : موچا، کاغذ۔۔۔ بر خیزد : اٹھے۔۔۔ پسند : مت پسند کرنا چھانہ کچھ۔۔۔ دود : دھواں۔۔۔ منت : صفت : احسن۔۔۔ گدیہ : گراں : گدیہ : گری حق، بھکاری، گداگر۔۔۔
ترجمہ : اگر موچوں کے کسی خزانے سے غبار اٹھائے تو اٹھنے دے، لیکن تو اس بات کو اچھا نہ کچھ کہ کسی کے جگر سے دھواں اٹھے، یعنی فرزند خال ہوتا ہے تو کوئی بہت نہیں لیکن تم سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے جس پر وہ آپس بھرتے گئے۔ بھکاریوں پر اسلحہ نہیں دھرا جا سکتا۔ تو چیلہ ہوتا کہ کوئی دوسرا غصہ مت کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ "شمشیر" اور "بر خیزد" میں صنعت تضاد ہے۔ چو قاصص کہہ لیا ہوا ہے۔
نکاح مروجہ ہے کہ خدمت کے طلبگار ایک طرح سے بھکاری ہیں اس لئے تو ان اسلحہ ہتھیار لوگوں سے ایک طرف ہو جا۔ (والہ اعلم)

(80)

زاں دوست کہ جاں قالب مرد و وفات گر دیر رسد پنج مکتوب رواست
زاں اشک کہ ریخت دیدہ ہنگام رقم فی الحلقہ نورو نامہ و شوار کشاست
تحت : قالب : ڈھانچہ، ساہل۔۔۔ پنج : پنجاب۔۔۔ رواست : رواست، مطلب ہے، جائز ہے۔۔۔ ریخت : گرا۔۔۔ ہنگام : رقم : کتنے وقت۔۔۔ فی الحلقہ : حاصل کام، الحقر۔۔۔ نورو نامہ : خط کی لپیٹ۔۔۔ و شوار : کٹھن مشکل سے کٹنے وال۔۔۔

ترجمہ : اس دوست کی طرف سے کہہ (اس کی) جان مرود کا قالب ہے، اگر خط کا جواب دہر سے پہلے تو مناسب ہے۔ یعنی کوئی بات نہیں۔
 ان اشکوں کی وجہ سے یہ خط لکھتے وقت اس پر گریے آئے کہ خط کو کھولنا ایک دشوار امر ہو گا۔ ظہر خیال ہے۔ پھر ترجمہ ہند کے حوالے
 سے فی الحکمہ کتابگی خوب ہے اس لئے کہ اس میں خطہ جلد ۱ معنی قہر یا آہ ہے۔

(81)

اے دوست بسوے اس فروغِ اندہ بیا از کوچہ غیر راہ گردانده بیا
 گفتی کہ "مرا نخواست کہ من مرگ توام" برگشتہ خویش باش و ناخوانده بیا
 لغت : فروغِ اندہ : شہد حالی، بقول : عاجز۔۔۔ راہ گردانده : راست بدل کر۔۔۔ نخواست : مت بل۔۔۔ باش : رہ قائم رہ۔۔۔ ناخوانده : ن
 پڑے۔۔۔

ترجمہ : اے دوست! مجھ عاجز و ناتوان کی طرف اور رقیب کے کوسے سے راست بدل کر آجین اور کارخانہ کر۔ تو نے کہا ہے "تو اپنی
 ماضی مجھے مت بلا، کیونکہ میں تو تیری موت ہوں"۔ چلو غمی سخی، تو اپنی بات پر قائم رہ اور میں پڑے آہلہ، المکمل اور دلچسپ خیال ہے۔
 موت میں ملائے آئی ہے۔ محبوب یہ کہ بیٹھا ہے کہ میں تیری موت ہوں تو عاشق کو موت کے حوالے سے، محبوب سے گزارش کرنے کا
 موقع مل گیا ہے کہ تو پھر موت ہی کی طرح میں ملائے آج۔ آؤ سہی۔

(82)

اے آنکہ تا امیر دامت باشد صاف سے خروئی بجمت باشد
 تصحیح ہر اسم الہی کہ بود آغاز ز ابتداے بمت باشد
 لغت : امیر دامت : تیرے حال میں گرفتار، پھنسا ہوا۔۔۔ صاف سے خروئی : شگنی شراب کا صاف حصہ۔۔۔ بجمت باشد : تیرے جام میں
 ہے۔۔۔

ترجمہ : اے وہ (مخصوصیت) کہ تیرے جام میں گرفتار ہے اور صاف سے خروئی تیرے جام میں ہے (۱) اکا جمل میں پھنسا اور سے خروئی کا
 جام میں ہونا انتہائی خوش ختی کا استعارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر اسم کی تصحیح کا آغاز تیرے جام کی ابتدا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہم اللہ الرحمن
 الرحیم سے ہوتا ہے۔ یہ رہائی بھلائی علی علیہ السلام کے نام لکھے گئے خط کا عنوان ہے۔

(83)

شام آمد و رفت سر بہ پادوس خیال . بر تخت شعی نشست کاؤس خیال
 از گردش گوئہ گوئہ اشکل نجوم گردید دماغ دہر فانوس خیال
 لغت : پادوس : پاؤں پر مہمان۔۔۔ کاؤس : کیا کاؤس، قدیم ایران کا مشہور بادشاہ، دسم اسی کے دوبار سے واپس تھا۔ گوئہ گوئہ : رنگ رنگ
 کی، قسم قسم کی۔۔۔ اشکل : طرح شکل، صورتیں۔۔۔ نجوم : برج، نجوم، ستارے۔۔۔ فانوس : ایک قسم کا چراغ دان، شمع دان جس میں کی گھسیں
 ایک وقت جلتی ہیں۔۔۔ فانوس خیال : وہ خیالی جس کے اندر باجمی گھوڑے وغیرہ کا چکرنا کر لگاتے ہیں۔۔۔
 ترجمہ : شام آگئی ہے اور سزا خیال کی پادوس میں کھو گیا ہے، یعنی دماغ میں اب طرح طرح کے خیال آنے شروع ہو گئے ہیں۔ کاؤس خیال

شیں تخت پر بیٹھ گیا ہے۔ حم حم کی صورتوں کے ستاروں کی گردش کے باعث نہانے کا دلغہ فالوس خیال بن گیا ہے۔
پاؤں کی کسی جڑی قصصیت کی جالی ہے اسی لئے کیا کار کاؤس خیال شاہی تخت پر بیٹھ گیا ہے۔ تیرے مصرع میں ستاروں کی روشنی کی
منظر کشی کے حوالے سے دماغ و ہر جہ ایک بخور تھیں ہے۔ کو فالوس خیال کیا ہے۔

(84)

تا کے دمدم شفق تراشد از چشم ہر دم مزا خوں بولے پاشد از چشم
قطع نظر از چشم، دے نیزم ہست رسید کہ خستہ تر جاشد از چشم
لغت: دمدم: میری آنکھوں کی تکلیف۔ شفق: سرخی۔ تراشد: تراشے گا۔ پاشد: بکھیرے یا بھیلے گی۔ قطع نظر: اس کے
غلام۔ خستہ تر: زیادہ دلی۔

ترجمہ: میرا درد چشم (آنکھوں کی تکلیف) اب تک میری آنکھوں سے سرخی پھیلتا رہے گا اور نکلیں ہرمل آنکھوں سے چہرے پر خون
پکائی، چہ کی۔ آنکھ سے ہٹ کر میرا ایک دل بھی ہے۔ زارادیکھا کہیں وہ میری آنکھوں سے زیادہ زخمی نہ ہو۔ اپنی غم و اندوہ کی حالت کی
حکای کی ہے۔ چونکہ آنکھ کے حوالے سے بات کی ہے اس لئے "قطع نظر" کا استعمال خوب ہے۔ غم و اندوہ کے غلام "دمد" کی حکای یہ بھی
کیا جاسکتا ہے کہ غالب شدید آنکھ درد کے غلام تھے۔

(85)

بر قول تو احوو نتواں کردن خود را بگراف شاو نتواں کردن
از کثرت وعدہ ہائے پے در پے تو یک وعدہ درست یاد نتواں کردن
لغت: احوو: بھروسہ نہیں۔ نتواں کردن: نہیں کیا جاسکتا۔ بگراف: بھنی یا فضول بات سے۔ پے در پے تو: تیرے مسلسل
(وعدے)۔

ترجمہ: تیرے محبوب کے اقوال پر احو نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے آپ کو گراف (تجری غیر حقیقی باتوں سے) انوش میں کیا جاسکتا۔ تو نے جو
مسلسل بے شمار وعدے کئے ہیں ان میں سے کوئی ایک وعدہ بھی صحیح طور پر یاد نہیں رہ سکتا۔ محبوب کے نت سے بھولے وعدوں کی حکای
کی ہے۔

(86)

گردر طلب دوست بود پای دوست غلکس منغو
در خود باشی بہ جستجو تو چاہک وچست مغرور مشو
اخلاص بہ نسبت است و نسبت از نیست چوں خبنم و سر
گر جذبہ قوی فتاد وچند درست بنجو نی رو

لغت: منغو: مت لائق۔ چاہک: دوست بھرتا اور تیز۔ مشو: مت ہو۔ اخلاص: دل کی منتائی بے ریا لگی محبت جس میں دکھلاوا

نہ ہو۔۔۔ نسبت: تعلق، لگاؤ۔۔۔ قوی لگاؤ: مضبوط ہو گیا۔۔۔ چھٹا: راجا لگاؤ، تعلق، ذیہ راجی مستحوی کی صورت میں ہے۔۔۔

ترجمہ: اگر دوست کی طلب میں (دوست تک رسائی کی خواہش میں) تجربے پر پاؤں سے ہیں تو تم کی حالت میں صفت ہو گئے (جو سستی کی علامت ہے) اور اگر تو اس تلاش میں بڑا جست و جاہک ہے تو اپنی اس حالت پر مطمئن نہ ہو اس لئے کہ اعلاص کسی نسبت کی بنا پر ہے اور نسبت ازلی ہے۔ بالکل اسی طرح، جس طرح خیم اور سورج کی باہمی ازلی نسبت ہے اس طرح طرح ہونے پر خیم ختم ہو چکی ہے۔ اگر تیرا جذبہ مضبوط اور تعلق و نسبت درست ہے تو پھر اس لگاؤ اور تلاش میں تیرا ہر کر مال۔ محبوب حقیقی تک رسائی کے لئے قوی جذبات اور اعلاص کی ضرورت ہے۔

بقول خیم:

پلے دل کو برائی سے کر پاک تو پھر خلوص عقیدت سے کر جستجو
ایسے سجدوں سے اللہ ملتا نہیں ہر جگہ سر جھکانے سے کیا فائدہ

(87)

شبِ چہیت؟ سویدائے دل اہل کمال سرمایہ وہ حسن یراف و غلط و غل
معراجِ نبی بلب ازلاں بود کہ نیست و گئے شایستہ تر ز شب بہر وصل

لغت: سوید: رو سیہ، لفظ یا قائل ہو رہا ہے۔۔۔ سرمایہ: سرمایہ دینے والی قدر و قیمت دینے والی۔۔۔ غلط: ناپا جو ہو و دشواریوں پر آگاہ ہے۔۔۔ شایستہ تر: زیادہ موزوں و مناسب۔۔۔

ترجمہ: رات کیا ہے؟ یہ اہل کمال کے دل کا قائل ہے یہ (محبوب کی) زلفوں اور غلط و غل (چہرے پر جو قائل ہو رہا ہے) کے حسن کی قدر و قیمت دینے والی ہے۔ یہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کا واقعہ رات کو ہو اتویہ اس لئے کہ وصل کے لئے رات سے بڑھ کر اور کوئی وقت مناسب و موزوں نہیں ہے۔

محبوب کی زلفیں اور چہرے کے غلط و غل سیہ ہونے کے باعث اس کے حسن میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ اہل کمال جو کمال حاصل کرتے ہیں تو اپنے دل میں سمجھ و جہان کی بنا پر کرتے ہیں جن کے لئے سویدائے دل کی ترکیب استعمال کی ہے۔ پھر قرآنی صحیح سے اعتقاد کر کے رات کی نصیحت دینی ہے۔

(88)

ہر چند شبے کہ میرانش کرم بر خویش پہ لایہ میرانش کرم
آہ از دل چھکے میا مانے کہ من در وصل ز خویش بد گمانش کرم

لغت: میرانش کرم: میں نے اسے محبوب کہا انا مہمان بنایا اور صحت سلامت کر کے اسے خود پر مہمان کر لیا لیکن انہوں نے مجھے اپنے اس دل پر جسے کسی بھی صورت میں آرام و سکون نہیں دیتا کہ میں نے اس کی اسی بے سکونی کے باعث اوصل میں محبوب کو خود سے بد گمان کر دیا۔ یعنی جب وصل میں بھی کہ عاشق کا وصل ملے۔ ورنہ یہاں تک کہ اصل مقرر اور بے چین رہے تو محبوب ظاہر ہے اس بد گمانی کا شکار ہو گا کہ عاشق

(89)

در کلب من اگر غبارے بنی پیچیدہ بخشیش بھو مارے بنی
 ننگ است چنانکہ دائم از صحن مرا از جرم فلک ستارہ وارے بنی

ت: پیچیدہ بخشیش: اپنے آپ میں الجھا ہوا پٹا ہوا مل کھایا ہوا۔۔۔ بھو مارے: کسی سانپ کی طرح۔۔۔ ستارہ وارے: ستارے کی طرح۔۔۔
 جرم: جسم، رنگ۔۔۔ ننگ: کھانا کھانا کھانا۔۔۔

ترجمہ: تو اگر میرے گھبراہٹ میں کوئی غبار دیکھے تو تو دیکھے گا کہ وہ سانپ کی طرح اپنے آپ میں مل کھائے جا رہا ہے۔ وہ میرے
 صحن سے اس قدر ننگ ہے کہ تو اسے بیش اس طرح دیکھے گا جیسے آسمان پر کوئی ستارہ ہو۔ صحن کو آسمان سے اور مل کھاتے ہوئے اور
 نکلے ہوئے غبار کو ستارے سے تشبیہ دی ہے۔ مراد یہی ہے کہ اپنے گھر کی دیرانی کو اس استعارے میں بیان کیا ہے۔ گویا غبار بھی وہیں
 کھل کر نہیں اڑ سکا اور چٹا کلب میں رہ کر رہا ہے۔

(90)

ہر چند توں بے سوسلای بودن بازیکہ خوے زشت نواں بودن
 بانہ کہ ز دشنہ بر بنرخت تراست از کردہ غویشتن پشیمان بودن

ت: بازیکہ: کھلونہ۔۔۔ خوے زشت: بری حالت، بد نظری۔۔۔ بانہ: خدا کی قسم۔۔۔ دشنہ: حجر۔

ترجمہ: اگرچہ میں تو کوئی کھانا بے سوسلای نہیں دے ہوا پھر بھی بد نظری کا کھانا نہیں چا پاسکتا۔ خدا کی قسم اپنے کئے پر پشیمان ہونا بگھر
 حجر کے وارے بھی کس زیادہ خست ہے۔

یعنی بے سوسلای کی حالت میں رہنا کوئی بری بات نہیں بلکہ بد نظری انسان کو دلیل و غوار کرواتی ہے۔ آدمی ایسا بری حالت والا کام ہی کیوں
 کرے جس پر بعد میں اسے پشیمان ہو۔ اس پشیمانی کو بگھر حجر کے وارے سے کس زیادہ خست قرار دیا ہے اور اس لحاظ سے یہ بالواسطہ بہت
 خوب بند و لکھت ہے۔

”حافظ“

مہاش دے پے آزار وہرچہ خواہی کن
 کہ شریعت مایہ ازیں گنا ہے نیست

(91)

بازی خور روزگار : دے ہم عمر از بخت امیدوار بودم ہم عمر
 بے مایہ : مگر سود : دے ہم جا بے وعدہ در انتظار بودم ہم عمر

ت: بازی خور: کھلونہ جس سے کھیلنا ہوتا ہے۔۔۔ مایہ: دولت کے بغیر، سوائے یا سوسلای کے بغیر۔۔۔

ترجمہ : میں ساری عمر زندگے کا کھلونا چارہ دار نظام مہر اپنے فیصلے سے اسیدوار رہا۔ میں کسی سوائے کے بغیری ہر جگہ نعلی ٹکڑ میں رہا اور محبوب کی طرف سے کسی دوسرے کے بغیری ارتقاء میں رہا۔ اپنی کسی بھی امید کے چراند نہ ہونے اور بخت کے پاور نہ ہونے کا بواسطہ شکوہ ہے۔ گویا شاعر ایک کھلونا تھا جسے زمانے نے اپنی کھیل کا میدان چارہ دار کیا تھا۔

(92)

چوں معتبر الدولہ بدایں سیرت خوب مستقی سود و شد میرا ز ذنوب
محبوب علی خان بھلا امشب بود تاریخ وفات شد ”دریغاً محبوب“

تفسیر : معتبر الدولہ : درہادی لقب ہے، سلطنت کا مستحق۔ مستقی : اشتہار کی چاندی جس میں مرابطوں کو بے حد پس گنتی ہے اور وہ بار بار پانی مانگتا ہے۔۔۔ میرا بڑی پاک۔۔۔

ترجمہ : اس روایت میں جیسا کہ واضح ہے، محبوب علی خان معتبر الدولہ کی تاریخ وفات لکھی گئی ہے۔ جب معتبر الدولہ اپنی عمر سیرت و خصلت کے ساتھ ”اشتہار“ کی چاندی میں جگہ کر فوت ہو گئے تو انہوں نے انہیں نہایت مل گئی۔ دیکھیں ان کا نام محبوب علی خان تھا چنانچہ ان کی تاریخ وفات ”دریغاً محبوب“ نعلی۔ (المترج محبوب)۔ ہر حرف کے کچھ عدد ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تاریخ وفات 1273ھ بنتی ہے۔

(93)

باید کہ دولت ز فسخہ دریم نہ شود از رفتن زر دستخوش نہ شود
ایں سیم و زراست خواجہ ایں سیم و زراست غم نیست کہ ہر چند خوری کم نہ شود

تفسیر : فسخہ : ٹکڑی، منک و غم۔ دریم : فسخہ پریشان نہ ہو۔ دستخوش : زور، زبردست۔ سیم و زرا : ہانڈی اور سونا یعنی مال و دولت۔ خواجہ : سردار، آجہ مراد، بھئی، میاں، بھائی۔

ترجمہ : ضروری ہے کہ تھرا مل منک و غم سے پریشان نہ ہو، دولت سے محروم ہونے پر تھرا مل غم کا کھلونا یا زبردست نہ ہے، یہ سیم و زرا ہے، بھائی یا یہ سیم و زرا ہے یعنی کئی جانی ہے، یہ کوئی غم نہیں ہے کہ کتنا بھی تو کھائے کم نہ ہو۔ سیم و زرا کی عمر بابت میں زور پیدا کرنے کے لئے ہے۔ غالب اس سے پہلے بھی اس موضوع پر بہت کچھ کہ چکے ہیں۔ اور وہی کہتے ہیں :

شادی سے گذر کہ غم نہ ہو وے اردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے
نعلی بداینی :

غم بھی گزشتنی ہے خوشی بھی گزشتنی کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

اردی : بخت، ایرانی شمس سل کا دوسرا مینہ، ہر ماہ کے آخر سے شروع ہوتا ہے یعنی موسم بہار دے۔ امر نعلی شمس سل کا دوسرا مینہ یعنی فرس۔ بختل خیاں !

ازدنی کہ گزشت ہیچ ازو یاد کن فردا کہ نیامدہ است فریاد کن

برنامہ و گزشتہ بنیاد کن حالی خوش باش و عمر برباد کن

خیامی کے بقول !

برخیز و بخور غم جہاں گذراں ہنسیں دے بہ شگفتی گذراں
در طبع جہاں اگر وفا ہے بودے نوبت ہو خود نیلے بعد از دگر

(94)

اے کردہ پہ آرائش گفتار سچ در زلف خن کشودہ را خم و پیچ
عالم کہ تو چیز دیگرش می دانی ذاتے ست بیضا، منبسط دیگر پیچ
نفت : سچ، صدا، ارادہ۔۔۔ عالم : یہ لاکھت۔۔۔ بیضا : فراخ، وسیع۔۔۔ ذاتے : حقیقت اور ماہیت۔۔۔ منبسط : پھیلتی ہوئی، پھلتی ہوئی۔۔۔
ترجمہ : اے ظاہر! تو نے جو آرائش گفتار کا ارادہ کیا ہے۔ یہ لاکھت جسے تو دیکھ اور ہی چیز سمجھتا ہے۔ یہ (اور اصل) ایک وسیع و فراخ حقیقت اور ماہیت ہے، باقی جو دیکھ ہے وہ یوں پھیلا ہوا نہیں ہے۔

(95)

داری چہ ہراس جانستنی از مرگ می جوی حیات جاودانی از مرگ
از سوز حرارت غریزی داغم ناماز تر است زندگانی از مرگ
نفت : ہراس : خوف ڈر۔۔۔ جانستنی : جان لیتا۔۔۔ می جوی : تلاش کرنا۔۔۔ حرارت غریزی : وہ فطری حرارت جس پر آدمی کی زندگی کا مدار ہے۔۔۔ ناماز تر : زیادہ مصلحتی۔۔۔
ترجمہ : تو موت سے اس خطر کیوں خوف زدہ ہے کہ وہ جان لے لیتی ہے۔ تو موت سے حیات جاودانی (ابدی زندگی) تلاش کرنا موت ہی سے حیات ابدی مبرا آتی ہے۔ میں تو حرارت غریزی کے سوز کے ہاتھوں غافل ہوں کہ اس تلاش کے باعث میری زندگی، موت سے بھی زیادہ مصلحتی ہے۔ اپنی بیماری کے باعث آج زندگی کی نسبت موت کو بہتر قرار دیا ہے۔

(96)

داغم کہ آئین شکایت نہ نکوست مارا سخن از مرگ خود و صورت دوست
دانشت و نیامد و نہ پرسید و ندید ہم خستہ و دشمنم و ہم کشتہ دوست
نفت : نہ نکوست : اچھا نہیں ہے، کوئی اچھی بات نہیں ہے۔۔۔ خستہ و دشمنم : ہم دشمن کے ہاتھوں زخمی ہیں۔۔۔ کشتہ دوست : محبوب کے ہاتھوں مارے ہوئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہمیں یہ علم ہے کہ شکایت کرنے کا دستور کوئی اچھی بات نہیں ہے، آئین کیا کریں کہ ہم تو بات اپنی موت کی اور اس محبوب کی صورت کی کر رہے ہیں، یعنی شکایت نہیں کر رہے، اس نے جتنا اپنی محبوب کو ہماری موت کا علم ہو گیا تھا، پھر بھی نہ آیا اور نہ تو اس نے کچھ بچھا اور نہ دیکھنے کی دھمکتی ہوئی گوارا کی۔ ہم تو رقیب کے ہاتھوں زخمی اور محبوب کے مارے ہوئے ہیں۔ یعنی محبوب کو ہماری موت کا علم تھا لیکن رقیب نے اسے ور لٹا کر ہماری طرف آنے سے روک دیا۔

دارم دل شلو و دیدہ چٹائے وز کری گوشم نبود پروائے
خوب است کہ نشوم ز ہر خود آراے گہبانگ "مننا دیکم الاعلاے"

لغت : دیدہ چٹائے : دیکھنے والی آنکھ، بخور دیکھنے والی آنکھ۔ کری گوشم : میرے کانوں کا سراپا ہے۔ خود آراے خود نالہ۔ گہبانگ : چہرہ مرغوب یا پسندیدہ آواز۔ "لنا دیکم الاعلاے" میں تمہارا چہرہ مرتبہ رہا ہوں۔

ترجمہ : میں خوش و خرم دل اور دیدہ چٹا کانک ہوں اور مجھے اپنے کانوں کے میرے پن کی کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ جی بھی بات ہے کہ میں ہر کسی خود غما کی یہ گہبانگ نہیں سن پاؤں کہ میں تمہارا چہرہ مرتبہ رہا ہوں۔ یعنی میں کسی بھی دوست سے جی کا یہ دعویٰ نہیں سنتا چاہتا کہ وہ میری پرورش کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے میرا سراپا میرے لئے مفید ہے۔ اردو میں اپنے میرے پن کی بات یوں کی ہے :

بہرا ہوں میں تو چاہئے دوتا ہو انکساف

سنا نہیں ہوں بات مکرر کے بغیر

(98)

اے کردہ بہ مر زر فشانے تعلیم پیدا زکلاء تو شکوہ دہیم
بادا جو فرخندہ زیرِ نوان کریم پرواگی جدید اطلاع قدیم

لغت : زر فشانے : سونا بکھیرنا دولت لگانا۔ پیدا : ظاہر، نمایاں۔ شکوہ دہیم : تاج شہی کی شان و شوکت۔ بادا : خدا کرے کہ ہو۔ فرخندہ : مبارک۔ پرواگی : حکم، اجازت۔ اطلاع قدیم : پرانی جاگیریں۔ مزہ بحث : سوچ۔

ترجمہ : اے کہ تو نے مر کو دولت لانے کی تعلیم دی ہے، تیری نگاہ سے شہی تاج کی شان و شوکت نمایاں ہے۔ خداے کریم کی طرف سے تیرے لئے قدیم جاگیریں کا نیا حکم مل رہا ہے مبارک ہو۔ یعنی خدا کرے کہ یہ حکم تیرے لئے مبارک ہو۔ کسی جاگیردار سے خطاب ہے۔ کسی کو دولت و فہم دینے کے موقع پر حلقہ کاغذ پر اپنی سرگاہ آتما۔

(99)

بیلہ کہ جہانے دگر ایچلو شود تا کلبہ ویران من آبلو شود
در عالم انجیلا از من خوشتر مطرب کہ بہ سوز دگراں شلو شود

لغت : ایجاد شود وجود میں آئے۔ عالم انجیلا : خوشی و مسرت کی کیفیت۔ مطرب : گانے والا، ملحق، موسیقار۔

ترجمہ : ضروری ہے کہ اب کوئی نئی دنیا وجود میں آئے تاکہ میرا ویران گھر آباد ہو جائے۔ مسرت و شادمانی کی حالت و کیفیت کے لحاظ سے مطرب مجھ سے کہیں بہتر ہے کہ وہ دوسروں کے سوا بہ خوش ہو آئے۔ مثنیٰ کی آواز کا سوا، نئے دھنوں کو مست بنا دیتا اور ان میں دھن سوز پیدا کر دیتا ہے۔ مثنیٰ کو اس منظر سے اس لئے خوش ہوتی ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے فن میں کمال ہے اسی لئے نئے دھنوں پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔

(100)

تاجند بہ ہنگامہ سلامت باشی تاجند حتم کش اقامت باشی
 کشتی کہ "نہاشد شب غم را سحرے" خیف است کہ مگر قیامت باشی
 لغت : حتم کش : غم دور کرنے والا، منظم۔۔ اقامت : قیام، کسی جگہ رہنا، موندگی۔۔
 ترجمہ : تو کب تک ہنگاموں میں سلامت رہے گا اور کب تک زندگی کے باتھوں حتم برداشت کرتا رہے گا۔ تو نے کہا ہے کہ "شب غم کی
 کوئی عرض نہیں ہوتی" مگر اس ہے کہ تو قیامت کا سحر ہے۔ بارِ اوسط یہ کہنا چاہا ہے کہ غم کا دور چنانچہ طویل ہو گا ہے۔ چنانچہ بقول ملاح!
 چہ شکر گویت اسے خیل غم عفاک اللہ
 کہ روز نیکی 'آخر فی روی زمر

بقول درغ
 گئے ہیں سب غم اسے داغ بعد مرگ ساتھ اپنے اگر نکلے تو یہ اپنے رفیقان عدم نکلے

(101)

اسے تیرہ زمیں کہ بودہ ای بہتر من ہر خاک کہ ہاست ہمہ بر سر من
 زر بہر کسلی و بہر من دانہ و دام اسے بلور دیگران و بلور من
 لغت : تیرہ : تاریک، کالا۔۔ ہاست : چمکے پاس ہے۔۔ بہر کسلی : لوگوں یا دوستوں کے لئے کسلی کسی کی جمع کوئی مراد کوئی ہے۔۔
 بلور : سونے کی بل۔۔
 ترجمہ : اسے تاریک زمین تو میرا بہتر رہی ہے یا ہے، ہر بھی خاک چمکے پاس ہے وہ ساری میرے سر پر آئے۔ اسے دوستوں کی بل
 اور میری سونے کی بل، دولت تو دوستوں کے لئے ہے جبکہ میرے لئے دانہ اور بل۔ یہ کیا انصاف ہے۔ اپنی عطشی اور اپنے غم و اندوہ کو
 استعارہ میں بیان کیا ہے۔

(102)

آن را کہ ز دست بے زری پالای است رسوائی نیز لازم احوال است
 ہانگک لیم و خرقہ آلود بہ سے سلقی مگرش پیالہ از غریب است
 لغت : بے زری : دولت نہ ہو، عطشی۔۔ ہانگک لیم : ہارے ہونٹ تو خشک ہیں یعنی ہم تو پیاسے ہیں۔۔ خرقہ : گدازی۔۔ آلودہ :
 بے شرب سے تھری ہوئی ہے۔۔ مگرش : شاید اس کا۔۔ غریب : بھلی۔۔ احوال : موقع حال، حالتیں۔۔
 ترجمہ : ہر بھی کوئی عطشی کے باتھوں چہ حال ہے، اس کے لئے رسوائی بھی ایک ضروری امر ہے۔ ہارے ہونٹ تو خشک ہیں، ہم بہت
 پیاسے ہیں، لیکن گدازی شرب سے آلودہ ہے۔ حال بھلی سلقی کا پیالہ ہے۔ بھلی میں شرب نہیں لگی۔
 ساری بچے بر جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ دولت کی ہمیں ضرورت ہے مگر عطشی سے اداری جان بھولنے، لیکن یہ غلام لوگوں کے حضور میں

ہے یا غلامانہ انداز میں تقسیم ہوتی ہے۔ سلی سے مراد تدرت بھی ہو سکتی ہے۔ اہلی غلطی کی عکاسی مستعاروں میں کی ہے۔

(103)

اوراق زمانہ درنوشتیم وگزشت درفنِ سخن بیکندہ عیشیم گزشت

سے بود دواے ماہِ بچی غالب زلِ نیز بہ باکلام گزشتیم وگزشت

نعت : درنوشتیم: ان اور دوج نہرا ہم نے پلٹ دیئے وہ کر دیئے۔ گزشت: یعنی بات ختم ہو گئی۔ بیکندہ عیشیم: ہم بے محل ہو گئے۔

بچی: بڑھاپا۔ باکلام: نامراد۔

ترجمہ : ہم نے زمانے کے اوراق پلٹ دیئے اور بات ختم ہو گئی۔ ہم فنِ شاعری میں بے محل ہوئے اور بات ختم ہو گئی۔ غالب! بڑھاپے میں شراب نگاری دوا تھی (افسوس کہ) ہم اس میں بھی نامراد ہی رہے اور بات ختم ہو گئی۔ گویا یہ رہائی بڑھاپے میں کی گئی۔ اس میں بھی ایک طرح سے اہل بے زری کی بات کی ہے۔

ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی

یزدانی طبعیت ملت دوا! سخن آہل انداز



تعارف

قلمی نام: ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی۔

سرکاری نام: عبدالحمید خواجہ

ولادت: امرتسر 1927 لاہور 1934

تعلیم و تربیت: لاہور۔

میلرک: تالی۔ اے پنجاب یونیورسٹی

ایم۔ اے فارسی (۱۹۶۱) کلاس تیسری پوزیشن (یونیورسٹی اور نیشنل کالج) ڈپلومہ جدید فارسی۔

تہران (ایران) 1974-5 پی۔ ایچ۔ ڈی۔ پنجاب یونیورسٹی 1979ء

کوئی آٹھ برس ایس ای کالج بہاولپور اور 1969-1987 گورنمنٹ کالج لاہور میں

پڑھایا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 3 سال رضا کارانہ طور پر GC میں MA کی کلاس میں پڑھایا۔

12 سے 13 سال یونیورسٹی اور نیشنل کالج لاہور کے شعبہ تسمیرات اور پھر شعبہ فارسی میں پڑھایا۔

10/11 برس ایم۔ فل اقبالیات (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد) کے ٹیوٹر اور کوئی

3/4 برس پی ایچ ڈی اقبالیات (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد) کے ٹیوٹر اور محقق

رہے۔ انہوں نے خود ہی جینئر میں کوئیکہ کرمطروت کر لی۔

تصنیفات و شہرہ

= اب تک بفضلہ تعالیٰ 30 کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ایک کتاب "ذکر رسول مشغی روی

میں" پر 1987 میں صدر جنرل ضیاء الحق نے سیرت ایوارڈ دیا۔

= کوئی 90/92 مقالات پاکستان اور بھارت کے نامور و موثر مجلات میں شائع ہو چکے ہیں۔

2002ء اکتوبر میں "نقوش قرآن نمبر" کے حوالے سے نقوش ایوارڈ ملا۔

کوئی 45 کے قریب کتابوں پر تھرے جو بعض نمایاں رسائل اور اخبارات میں شائع ہوئے۔

22/23 کے قریب فارسی مقالات جو پاکستان کے فارسی مجلات میں شائع ہوئے۔

اسی کام کی وجہ سے ایم اے فارسی میں ایم۔ اے اردو میں بھی اُن پر مقالے (Thesis) لکھے گئے۔

ناشر

ڈاکٹر سلیم اختر